سلسلۃ خدمۃ الحدیث النبوی 14

اُردو شرح

جمع الفوائد

3

مِن

جامع الاصول و مجمع الزوائد



تالیف: امام محمد بن سلیمان المغربی (م ۱۰۹۴ھ)

ترجمہ: مولانا محمد احمد دلپذیر

تخریج وشرح: شیخ الحدیث حافظ محمد عبّاس انجم گوندلوی

تقریظ: شیخ الحدیث عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

انصار السنّہ
پبلیکیشنز لاہور

فہرست عناوین

کتاب البیوع

بیع کا بیان

❀❀❀❀

اَلْوُقُوْفُ وَالْإِفَاضَةُ

وقوف عرفات اور آنے جانے کا بیان

٣٤٥٦۔ عَنِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: أَفَاضَ جِبْرِيْلُ بِإِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ إِلٰى مِنٰى فَصَلّٰى بِهِ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَالصُّبْحَ، ثُمَّ غَدَا مِنْ مِنٰى إِلٰى عَرَفَاتٍ فَصَلّٰى بِهِ الصَّلَاتَيْنِ، ثُمَّ وَقَفَ حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ أُتِيَ بِهِ الْمُزْدَلِفَةَ فَنَزَلَ بِهَا فَبَاتَ بِهَا، ثُمَّ قَالَ فَصَلّٰى كَأَعْجَلِ مَا يُصَلِّيْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ، ثُمَّ دَفَعَ بِهِ إِلٰى مِنٰى فَرَمٰى وَذَبَحَ وَحَلَّقَ، ثُمَّ أَوْحَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ إِلَى مُحَمَّدٍ ﷺ ﴿أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾. (رواه الطبراني في الكبير)

سیدنا ابن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ جبرائیل علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کو منیٰ کی طرف واپس لائے تو وہاں انہیں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور صبح کی نماز پڑھائی، پھر سویرے سویرے منیٰ سے عرفات کو چلے گئے، وہاں دو نمازیں پڑھیں، پھر وہیں ٹھہرے رہے۔ جب سورج غائب ہوا تو وہ انہیں مزدلفہ لے آئے۔ وہاں اتر کر انہوں نے رات گزاری، پھر انہوں نے جتنی جلدی کسی مسلمان سے ہو سکے نماز پڑھی اور منیٰ کی طرف چل پڑے۔ وہاں رمی کی، قربانی کی اور سر منڈایا پھر اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کی طرف وحی نازل فرمائی: ﴿اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَّ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۝﴾ ''ابراہیم علیہ السلام کے دین کی پیروی کیجیے وہ مشرکوں میں سے نہیں تھے۔''

٣٤٥٧۔ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كَانَتِ الْعَرَبُ تَطُوْفُ بِالْبَيْتِ عُرَاةً إِلَّا الْحُمْسَ وَالْحُمْسُ قُرَيْشٌ وَّمَا وَلَدَتْ كَانُوْا يَطُوْفُوْنَ عُرَاةً إِلَّا أَنْ تُعْطِيَهُمُ الْحُمْسُ ثِيَابًا فَيُعْطِي الرِّجَالُ الرِّجَالَ وَالنِّسَاءُ النِّسَاءَ وَكَانَتِ الْحُمْسُ لَا يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ وَكَانَ النَّاسُ كُلُّهُمْ يَبْلُغُوْنَ عَرَفَاتٍ. قَالَ هِشَامُ: فَحَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ

ہشام اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حمس کے علاوہ تمام عرب بیت اللہ کا طواف ننگے ہو کر کیا کرتے تھے، اور حمس قریش اور ان کی اولاد کو کہتے ہیں، باقی لوگ ننگے ہو کر طواف کرتے تھے مگر جن کو حمس اپنے کپڑے دے دیتے۔ تو مرد مردوں کو اور عورتیں عورتوں کو اپنے کپڑے دیتیں۔ حمس مزدلفہ سے آگے نہ جاتے اور باقی لوگ عرفات تک جاتے تھے۔ ہشام کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا کہ حمس وہی ہیں جن کے متعلق اللہ نے یہ

(٣٤٥٦) طبراني كبير باسانيد ورجال بعضها ورجال الصحيح، وفي بعض طرقها، اتى رجل عبدالله بن عمرو فقال اني مضعف من الحمولة مضعف من اهل افترى لي ان اتعجل؟ فقال له عبدالله بن عمرو: قدم ابراهيم ﷺ فطاف بالبيت وطاف بين الصفا والمروة ثم راح فصلى الظهر بمنى فذكر نحوه.

(٣٤٥٧) بخاري: ٤٥٢٠۔ مسلم: ١٢١٩۔ ترمذي: ٨٨٤۔ نسائي: ٣٠١٢۔ ابوداود: ١٩١٠.

عَـنْهَـا قَـالَتِ الْحُمْسُ هُمُ الَّذِيْنَ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَـزَّوَجَـلَّ فِيْهِـمْ ﴿ثُـمَّ أَفِيْـضُوْا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ﴾ قَـالَـتْ كَانَ النَّاسُ يُفِيْضُوْنَ مِـنْ عَـرَفَـاتٍ وَكَـانَ الْـحُمْسُ يُفِيْضُوْنَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ يَقُوْلُوْنَ لَا نُفِيْضُ إِلَّامِنَ الْحَرَمِ فَلَمَّا نَزَلَتْ ﴿أَفِيْـضُوْا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ﴾ رَجَعُوْا إِلٰـى عَرَفَاتٍ. (رواه مسلم،١٢١٩)

آیت نازل کی: ﴿ثُـمَّ أَفِيْـضُـوْا مِـنْ حَيْـثُ أَفَـاضَ النَّـاسُ﴾ ''وہیں سے لوٹو جہاں سے لوگ لوٹیں۔'' وہ کہتی ہیں کہ لوگ عرفات سے اور حمس مزدلفہ سے لوٹا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم صرف حرم سے لوٹیں گے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿أَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ﴾ تو وہ عرفات سے لوٹنے لگے۔

شــــرح: ......ان احادیث سے ثابت ہوا کہ مناسک حج حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادگار ہیں، انہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان کی تعلیم دی تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی کی تجدید فرمائی ہے۔

٢۔ بیت اللہ کا طواف سوائے قریش کے تمام لوگ برہنہ ہوکر کرتے تھے، وہ بھی اپنی شدت اور شجاعت کے گھمنڈ میں برہنہ لباس ہوکر طواف کرنے سے محفوظ تھے، حیا مانع نہ تھی۔

٣۔عرفات حرم سے باہر تھا، قریش حرم سے باہر نہ جاتے تھے بلکہ مزدلفہ ہی میں کھڑے رہتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم چونکہ اللہ کے گھر کے باسی ہیں، ہماری شان کے خلاف ہے کہ ہم بھی عام لوگوں کی طرح عرفات میں ٹھہریں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی پابند کیا کہ جس طرح عام لوگ عرفات سے ہوکر واپس لوٹتے ہیں تم بھی اسی طرح لوٹو تب یہ لوٹنے لگے۔(مرعاة: ٦/ ٥١٤)

٣٤٥٨ــ عَـنْ سَـلَمَةَ بْنِ نُبَيْطٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ رَأَيْـتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَـخْطُبُ يَوْمَ عَرَفَةَ عَلٰى جَمَلٍ أَحْمَرَ. (رواه النسائي ٣٠٠٨)

سلمہ بن نبیط اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ میں نے عرفہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سرخ اونٹ پر خطبہ دیتے دیکھا۔

شرح: ......آپ صلی اللہ علیہ وسلم زوال کے بعد اونٹ کی دونوں رکابوں میں پاؤں رکھے ہوئے لوگوں کو وعظ اور تعلیم دے رہے تھے اور حج کے طریقوں سے آگاہ کر رہے تھے۔

ثابت ہوا کہ جانور کو عام حالات میں تنگ کرنے سے منع کیا گیا ہے، ضرورت کے تحت اسے کھڑا کر کے خطاب کیا جا سکتا ہے۔(مرعاة:٦/٥٠٦)

٣٤٥٩ــ عَـنْ زَيْـدِبْنِ أَسْلَمَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِيْ ضَـمْرَةَ عَـنْ أَبِيْـهِ أَوْعَـمِّهِ قَالَ رَأَيْتُ

زید بن اسلم بنوضمرہ کے ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں، وہ اپنے والد سے وہ اپنے چچا سے کہ انہوں نے کہا: میں نے

(٣٤٥٨) نسائی: ٣٠٠٨۔ صحیح، البانی: ٢٨١٤۔ ابوداود: ١٩١٦۔ ابن ماجه: ١٢٨٦۔ احمد: ١٨٢٤٨.

(٣٤٥٩) ابوداود: ١٩١٥۔ ضعیف، البانی: ٤١٦۔ احمد: ٢٣١٣١.

رَسُـــوْلَ الـلّٰــهِ ﷺ وَهُـــوَ عَـلَـى الْمِنْبَرِبِعَرَفَةَ . (رواه أبوداود، ١٩١٥)

رسول اللہ ﷺ کو عرفہ میں منبر پر دیکھا۔

٣٤٦٠ـعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْمَرَ أَنَّ نَاسًا مِـنْ أَهْـلِ نَـجْـدٍ أَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ بِـعَـرَفَةَ فَسَـأَلُـوْهُ فَـأَمَرَمُنَادِياً فَنَادَى الْحَجُّ عَـرَفَةُ مَنْ جَاءَ لَيْلَةَ جَمْعٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ فَقَدْأَدْرَكَ الْحَجَّ . (رواه الترمذي، ٨٨٩)

عبدالرحمٰن بن یعمر کہتے ہیں کہ اہل نجد کے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے، آپ اس وقت عرفہ میں تھے۔ انہوں نے آپ سے کچھ سوال کیے تو آپ نے منادی کرنے والے کو حکم دیا تو اس نے ندا لگائی کہ حج عرفہ ہے، جو فجر کے طلوع ہونے سے پہلے پہلے مزدلفہ کی رات کو پہنچ آئے تو اس نے حج کو پا لیا۔

٣٤٦١ـعَنْ عُرْوَةَ بْنِ مُضَرِّسِ بْنِ أَوْسِ بْنِ حَـارِثَةَ بْـنِ لاَمِ الـطَّـائِيِّ قَالَ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِالْمُزْدَلِفَةِ حِيْنَ خَرَجَ إِلَى الصَّـلَاةِ فَـقُـلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي جِئْتُ مِنْ جَبَلَيْ طَيِّءٍ أَكْلَلْتُ رَاحِلَتِيْ وَأَتْعَبْتُ نَفْسِيْ وَاللّٰهِ مَـاتَرَكْتُ مِنْ حَبْلٍ إِلَّاوَقَفْتُ عَلَيْهِ فَهَلْ لِيْ مِـنْ حَـجٍّ فَـقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ شَهِدَ صَلاتَـنَـا هٰذِهِ وَوَقَفَ مَعَنَا حَتّٰى نَدْفَعَ وَقَدْ وَقَفَ بِعَرَفَةَ قَبْلَ ذٰلِكَ لَيْـلًا أَوْنَهَارًا فَقَدْأَتَمَّ حَجَّهٗ وَقَضٰى تَفَثَهٗ . (للترمذي، ٨٩١)

عروہ بن مضرس بن اوس بن حارثہ بن لام طائی سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس مزدلفہ میں آیا جبکہ آپ نماز کے لیے جا چکے تھے، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں طئی کے پہاڑوں سے آیا ہوں میں نے اپنی سواری کو تھکایا اور اپنے آپ کو بھی۔ اللہ کی قسم! میں نے ہر پہاڑ پر وقوف کیا تو کیا میرا حج ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''جس نے ہماری یہ نماز پا لی اور ہمارے ساتھ ہمارے لوٹنے تک وقوف کیا اور اس نے عرفہ میں بھی اس سے پہلے رات کو یا دن کو وقوف کیا تو اس کا حج پورا ہوگیا۔ اور اس نے اپنی میل کچیل دور کر دی۔''

٣٤٦٢ـ زَادَفِى الْكَبِيْرِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهٗ: أَفْـرَخَ رَوْعَكَ يَاعُرْوَةُ . (وَأَفْرَدَ الْبَزَّارُ هٰذِهِ

الکبیر میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ''اپنے ڈر کو خوشی میں بدل دو۔'' (بزار نے یہ بھی اضافہ کیا اور اس

(٣٤٦٠) ترمذی: ٨٨٩۔ صحیح، البانی: ٧٠٥۔ نسائی: ٢٠٤٤۔ ابوداود: ١٩٤٩۔ ابن ماجه: ٣٠١٥۔ احمد: ١٨٤٧٥۔ دارمی: ١٨٨٧.

(٣٤٦١) ترمذی: ٨٩١۔ صحیح، البانی: ٧٠٧۔ نسائی: ٣٠٤٣۔ ابوداد: ١٩٥٠۔ ابن ماجه: ٣٠١٦۔ احمد: ١٧٨٤٠۔ دارمی: ١٨٨٨.

(٣٤٦٢) بزار، طبرانی کبیر، وفیه داود بن یزید الأودی، قال ابن عدی: لم ارله حدیث منکر جاوز الحد إذا روی عنه ثقة وروی عنه شعبة وسفیان وضعفه جماعة، هیثمی: ٥٥٥٧.

الـزِّيَـادَةَ وَتَـرَجَّـمَ التَّهْـنِـئَةَ بِتَـمَامِ الْحَجِّ) پر یہ باب باندھا ہے: التهنئة بتمام الحج)۔‘‘

شــرح: ......اصل یہ ہے کہ حج عرفات میں ٹھہرنا ہے، کسی نے اتنی تاخیر کر دی ہو کہ رات عرفات میں ٹھہرا اور فجر کے طلوع ہونے سے پہلے مزدلفہ میں پہنچ گیا تو اس کا حج مکمل ہوا اور جو اس کے بعد مزدلفہ میں پہنچا اس کا حج نہیں ہوگا، وہ اب عمرہ کرے اور آئندہ سال حج کی نیت کرے۔ (عون المعبود: ۳/ ۱۴۱)

٣٤٦٣ــ عَـنْ مَـالِكٍ أَنَّـهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ عَـرَفَةَ كُلُّهَا مَوْقِفٌ وَارْتَفِعُوْا عَـنْ بَـطْـنِ عُـرَنَةَ وَالْمُزْدَلِفَةَ كُلُّهَا مَوْقِفٌ وَارْتَفِعُوْاعَنْ بَطْنِ مُحَسِّرٍ . (لمالك)

امام مالک رحمہ اللہ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’عرفات سب کھڑا ہونے کی جگہ ہے۔ مگر بطن عرفہ سے بلند رہو اور مزدلفہ سب ہی ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ اور وادی محسر سے بلند رہو۔‘‘

شــرح: ...... ہوا سارے کا سارا عرفات حج کے ٹھہرنے کا مقام ہے، حاجی وادی عرفہ میں نہ کھڑے ہوں، وہاں سعودی حکومت نے مختلف زبانوں میں لکھ کر لگایا ہے کہ یہ وادی عرفہ ہے، یہاں نہ ٹھہریں اور محسر میں ابرہہ کے ہاتھیوں اور لشکر کو تباہ کیا گیا تھا، اس لیے مزدلفہ میں رات گزارتے ہوئے یہاں نہ ٹھہرا جائے۔ (شرح زرقانی: ۲/ ۲۳۷)

٣٤٦٤ــ عَـنْ سَالِمٍ قَالَ كَتَبَ عَبْدُ الْمَلِكِ إِلَـى الْـحَـجَّاجِ أَنْ لَّا يُخَالِفَ ابْنَ عُمَرَفِي الْـحَـجِّ فَـجَاءَ ابْنُ عُمَرَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَنَا مَـعَهٗ يَوْمَ عَرَفَةَ حِيْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ فَصَاحَ عِنْدَسُرَادِقِ الْحَجَّاجِ فَخَرَجَ وَعَلَيْهِ مِلْحَفَةٌ مُـعَـصْفَرَةٌ فَقَالَ: مَالَكَ يَاأَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ؟ فَـقَالَ الرَّوَاحَ إِنْ كُنْتَ تُرِيْدُالسُّنَّةَ قَالَ: هٰذِهِ السَّـاعَةَ قَـالَ: نَـعَـمْ قَـالَ: فَـأَنْظِرْنِيْ حَتّٰى أُفِيْـضَ عَـلٰـى رَأْسِيْ ثُمَّ أَخْرُجَ فَنَزَلَ حَتّٰى خَـرَجَ الْـحَـجَّـاجُ فَسَــارَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ أَبِيْ فَقُلْتُ: إِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ السُّنَّةَ فَاقْصُرِ الْخُطْبَةَ وَعَجِّلِ الْوُقُوْفَ فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلٰـى عَبْدِاللّٰهِ

سالم بن عبد اللہ بن عمر نے کہا: عبد الملک نے حجاج کو خط لکھا کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مسائل حج میں اختلاف نہ کرنا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ آئے، میں ان کے ساتھ تھا اور عرفہ کا دن تھا، سورج زائل ہو چکا تھا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حجاج بن یوسف کے خیموں کی رسیوں کے پاس سے آواز دی تو وہ معصفر چادر میں ملبوس باہر آیا اور اس نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! تمہیں کیا ہوا ہے؟ تو ابن عمر رضی اللہ عنہ کہا: اگر سنت پر عمل کرنے کا ارادہ ہے تو چل پڑو اس نے کہا: اسی وقت؟ تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں اس نے کہا: تھوڑی دیر میرا انتظار کرو تا کہ میں سر پر پانی ڈال سکوں۔ پھر میں نکلتا ہوں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سواری سے اترے یہاں تک کہ حجاج آ گیا اور وہ میرے اور میرے والد ابن عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان چلنے لگا۔ میں نے کہا: اگر تو سنت پر عمل کا ارادہ رکھتا

(٣٤٦٣) مؤطا: ٨٩٤.

(٣٤٦٤) بخاری: ١٦٦٠ـ نسائی: ٣٠٠٩ـ مؤطا: ٩١١.

فَلَمَّارَأٰی ذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ صَدَقَ . (رواه البخاري، ١٦٦٠)

ہے تو خطبہ مختصر دینا اور وقوف میں جلدی کرنا تو اس نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھنا شروع کر دیا۔ جب ابن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا تو کہا: یہ درست کہتا ہے۔

شــرح: ......حاجی عرفات کی مسجد کی طرف ایسے وقت میں نکلیں کہ جب سورج ڈھل جائے تو وہ وہاں پہنچ جائیں اور ظہر کے ساتھ عصر جمع کریں، یہ سنت ہے۔

۲۔شاگرد اپنے استاد کی موجودگی میں یا سلطان وقت کی موجودگی میں فتویٰ دے سکتا ہے۔

۳۔فاجر کو سنتوں سے آگاہ کیا جائے تا کہ لوگ فائدہ اٹھائیں۔(مرعاۃ:۶/۵۴۲)

٣٤٦٥۔ عَنْ مَّالِكٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ الثَّقَفِيُّ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسٍ وَّنَحْنُ غَادِيَانِ مِنْ مِّنًى إِلٰى عَرَفَاتٍ مَاكُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ فِي التَّلْبِيَةِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي هٰذَا الْيَوْمِ قَالَ كَانَ الْمُلَبِّيْ يُلَبِّيْ فَلاَ يُنْكَرُ عَلَيْهِ وَيُكَبِّرُ الْمُكَبِّرُ فَلاَ يُنْكَرُ عَلَيْهِ . (رواه النسائي، ٣٠٠٠)

محمد بن ابی بکر ثقفی کہتے ہیں: میں نے منیٰ سے عرفات جاتے ہوئے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ آپ اس دن نبی کریم ﷺ کے ساتھ تلبیہ کے متعلق کیا کرتے تھے؟ تو انہوں نے کہا: ہم میں سے لبیک کہنے والا لبیک کہتا تو اس پر انکار نہ کیا جاتا اور تکبیر کہنے والا تکبیر کہتا تو اس پر بھی کوئی انکار نہ کیا جاتا تھا۔

٣٤٦٦۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا كَانَتْ تَتْرُكُ التَّلْبِيَةَ إِذَا رَجَعَتْ إِلٰى الْمَوْقِفِ . (رواه مالك، ٧٥٥)

قاسم بن محمد کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جب عرفات کی طرف چل پڑتیں تو تلبیہ کہنا ترک کر دیتیں تھیں۔

شــرح: ......۱۔منیٰ سے عرفات کی جانب جاتے ہوئے جس کا دل چاہتا اللہ اکبر کہتا، جس کا دل چاہتا تلبیہ کہتا، یعنی ہر آدمی دونوں ذکر جاری رکھتا، کبھی تلبیہ کہتا، کبھی اللہ اکبر کہتا۔ کوئی پابندی نہ تھی اور جب منیٰ میں جا کر کنکریاں مار لیتے تو پھر تلبیہ بند کر دیتے۔(تعلیقات سلفیہ:۲/ ۳۸)

۲۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا زوال کے بعد جب عرفات میں پہنچتی تھیں تو تلبیہ منقطع کر دیتیں، ان کے نزدیک اس کا جواز ہوگا، چونکہ عرفات میں ٹھہرنے سے حج ہو جاتا ہے اس لیے تلبیہ منقطع کر دیا جائے۔ مگر نبی کریم ﷺ کا طریقہ یہی تھا، آپ کنکریاں مارنے کے وقت تلبیہ ختم کرتے تھے، یہی بہتر ہے۔(شرح زرقانی:۲/ ۲۵۶)

(٣٤٦٥) نسائی: ٣٠٠٠۔ صحیح، البانی: ٢٨٠٦۔ بخاری: ١٦٥٩۔ مسلم: ١٢٨٥۔ ابن ماجه: ٣٠٠٨۔ احمد: ١٣١٠٩۔ مؤطا: ٧٥٣۔ دارمی: ١٨٧٧.

(٣٤٦٦) مؤطا: ٧٥٥.

٣٤٦٧ــ عَـنْ هِشَـامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ قَـالَ سُـئِـلَ أُسَـامَةُ وَأَنَـا جَالِسٌ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسِيْرُفِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ حِيْنَ دَفَـعَ قَـالَ كَـانَ يَسِيْرُ الْعَنَقَ فَإِذَاوَجَدَفَجْوَةً نَصَّ . (رواه البخاري، ١٦٦٦)

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع میں چلتے ہوئے کیسے چلتے تھے؟ انہوں کہا: عنق (جانور کی تیز چال کا نام) چال چلتے تھے۔اور جب راستہ خالی دیکھتے تو خوب دوڑ کر چلتے تھے۔

٣٤٦٨ـ وَفِي رِوَايَةٍ: أَفَاضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِـنْ عَـرَفَةَ وَأَنَا رَدِيْفُهُ فَجَعَلَ يَكْبَحُ رَاحِلَتَهُ حَتّٰى اَنَّ ذِفْرَاهَا لَتَكَادُ تُصِيْبُ قَادِمَةَ الرَّحْلِ وَهُـوَ يَـقُوْلُ يَاأَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةَ وَالْـوَقَـارَ فَـإِنَّ الْبِرَّلَيْسَ فِي إِيْضَاعِ الْإِبِلِ . (رواه أحمد، ٢١٢٩٦)

اور ایک روایت میں ہے کہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے بیٹھا تھا اور آپ ﷺ اپنی سواری کو سکون کے ساتھ چلاتے تھے اور آپ نے سواری کی مہار تان رکھی تھی اس قدر کہ ناقہ کی ناک کجاوے کی اگلی لکڑی تک پہنچنے کے قریب تھی اور آپ ﷺ فرماتے: ''لوگو! آرام اور باوقار چلو! اونٹوں کو تیز دوڑانے میں کوئی نیکی نہیں ہے۔''

شــرح: ......عنق لمبے لمبے پاؤں اٹھا کر تیز رفتاری سے چلنے کو کہتے ہیں۔ایک حدیث میں تیز رفتاری کا آیا ہے، دوسری میں تیز رفتاری کو نیکی قرار نہیں دیا گیا۔ان میں کوئی ٹکراؤ نہیں، کیونکہ جہاں تیز رفتاری کا آیا ہے، وہ اس جگہ پر ہے جہاں ازدحام نہ ہو، جہاں ازدحام ہو وہاں تیز رفتاری سے روکا گیا ہے، وہاں سکون اور وقار اختیار کرنے کا حکم ہے، موقع ومحل کے لحاظ سے دونوں کا خیال رکھنے کا حکم اس لیے ہے کہ مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو جمع کرنا ہوتا ہے۔

بہرصورت نبی کریم ﷺ کے فرمان سے یہ اشارہ ملتا ہے، کہ کارہائے خیر اور نیکیوں میں سبقت کرنا مطلوب شریعت ہے، لیکن اس وقت یہ کارخیر نہیں رہتا، جب یہ جلد بازی ہلڑ بازی کا روپ دھار لے اور لوگوں کی اذیت کا باعث ہو اور وبال جان بن جائے۔(مرعاۃ:٦/٥٢٠)

٣٤٦٩ــ عَـنْ أُسَـامَةَ بْـنِ زَيْدٍ قَالَ رَدِفْتُ رَسُـوْلَ اللّٰـهِ ﷺ مِـنْ عَـرَفَـاتٍ فَـلَمَّا بَلَغَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ الشِّـعْـبَ الأَيْسَرَالَّذِيْ

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں عرفات سے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار ہو کر چلا، جب آپ مزدلفہ سے پہلے بائیں طرف کی گھاٹی پر پہنچے تو آپ ﷺ نے

(٣٤٦٧) بخاری: ١٦٦٦ـ مسلم: ٢٨٦ـ نسائی: ٣٠٥١ـ ابوداود: ٣٠١٧ـ احمد: ٢١٣٢٤ـ مؤطا: ٨٩٣ـ دارمی: ١٨٨٠.

(٣٤٦٨) احمد: ٢١٢٩٦ـ بخاری: ١٦٧٢ـ مسلم: ١٢٨٦ـ نسائی: ٣٠٣١ـ ابوداود: ١٩٢٥ـ ابن ماجہ: ٣٠١٩ـ مؤطا: ٩١٤ـ دارمی: ١٨٨١.

(٣٤٦٩) مسلم: ١٢٨٠ـ بخاری: ١٦٧٢ـ نسائی: ٣٠٣١ـ ابوداود: ١٩٢٥ـ ابن ماجہ: ٣٠١٩ـ احمد: ٢١٣٢٤ـ مؤطا: ٩١٤ـ دارمی: ١٨٨١.

دُوْنَ الْـمُـزْدَلِفَةِ أَنَاخَ فَبَالَ ثُمَّ جَاءَ فَصَبَبْتُ عَـلَيْـهِ الْـوَضُوْءَ فَتَوَضَّأَوُضُوْءًا خَـفِيْفًا ثُمَّ قُـلْتُ: الصَّلَاةَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ: الصَّلَاةُ أَمَـامَكَ فَـرَكِـبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى أَتَى الْـمُـزْدَلِفَةَ فَصَلّٰى ثُمَّ رَدِفَ الْفَضْلُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ غَدَاةَ جَمْعٍ. (رواه مسلم: ١٢٨٠)

سواری بٹھادی اور اتر کر پیشاب کیا، پھر واپس آئے۔ میں نے پانی ڈالا اور آپ نے خفیف سا وضو کیا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! نماز پڑھیں گے؟ فرمایا: نماز آگے چل کر پڑھیں گے۔ آپ ﷺ پھر سوار ہوئے اور مزدلفہ میں آ گئے اور نماز وہاں پڑھی، پھر مزدلفہ کی صبح کو رسول اللہ ﷺ کا ردیف فضل رضی اللہ عنہ بن گئے۔

٣٤٧٠ــ وَفِـيْ رِوَايَةٍ: فَـرَكِـبَ حَتّٰى جِئْنَا الْمُزْدَلِفَةَ فَأَقَامَ الْمَغْرِبَ ثُمَّ أَنَاخَ النَّاسُ فِيْ مَـنَـازِلِهِـمْ وَلَـمْ يَـحُلُّوْا حَتّٰى أَقَامَ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ فَصَلّٰى ثُمَّ حَلُّوْا قُلْتُ فَكَيْفَ فَعَلْتُمْ حِيْنَ أَصْبَحْتُمْ قَالَ رَدِفَهُ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ وَانْطَـلَـقْـتُ أَنَـافِـيْ سُبَّـاقِ قُرَيْـشٍ عَلٰى رِجْلَيَّ. (رواه مسلم،١٢٨٠)

ایک دوسری روایت میں ہے: آپ ﷺ سوار ہوکر مزدلفہ آئے، مغرب کی اقامت کہی گئی اور لوگوں نے سواریاں اپنے ٹھکانوں میں بٹھائیں اور کجاوے کھولنے سے پہلے عشاء کی نماز بھی پڑھی، پھر کجاوے وغیرہ کھولے۔ میں نے کہا: پھر آپ نے اگلے دن صبح کو کیا کیا؟ تو انہوں نے کہا: آپ ﷺ نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کو ردیف بنایا اور میں قریش کے پہلے جانے والوں کے ساتھ پیادہ چل پڑا۔

شــرح: ......مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں اکٹھی پڑھی جائیں۔ مغرب کے لیے ایک اذان دی جائے گی لیکن اقامت مغرب کی الگ ہوگی اور عشاء کی الگ ہوگی۔

٢۔ مزدلفہ میں عشاء اور مغرب جمع کرنا سنت ہے اور خلاف عادت ان کے اوقات میں تبدیلی ہوئی تھی۔ اس سے بعض احناف نے سفر میں دو نمازیں جمع نہ کرنے کی دلیل لی ہے کیونکہ اس جمع کو خلاف عادت کہا گیا ہے۔ لیکن یہ استدلال درست نہیں۔ یہ ایک مفہوم ہے جبکہ نبی اکرم ﷺ کا واضح فرمان اور عمل سفر میں نمازیں جمع کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ اس مفہوم کی حیثیت اس کے سامنے کالعدم ہے۔

٣۔ یہ جو کہا گیا ہے کہ فجر وقت سے پہلے ہی پڑھی، یہ مطلب نہیں کہ طلوع فجر سے پہلے ہی پڑھ لی تھی، بلکہ طلوع فجر کے بعد ہی پڑھی تھی جو کہ اس کا وقت ہے مگر عام حالات میں آپ اذان اور جماعت کے درمیان میں وقفہ دیتے تھے۔ مزدلفہ میں چونکہ لوگ سب اکٹھے تھے اس لیے وقت ہوتے ہی جماعت کھڑی کر دی، عام عادت کے مطابق انتظار نہ کیا۔ (مرعاۃ:٦/ ٥٢٥)

(٣٤٧٠) مسلم: ١٢٨٠۔ بخاری: ١٦٧٢۔ نسائی: ٣٠٣١۔ ابوداود: ١٩٢٥۔ ابن ماجه: ٣٠١٩۔ احمد: ٢١٣٢٤۔ مؤطا: ٩١٤۔ دارمی: ١٨٨١.

٣٤٧١ــ عَنْ عَمْرِوبْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ قَالَ عُمَرُرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِنَّ الْمُشْرِكِيْنَ كَانُوْا لَا يُفِيْضُوْنَ مِنْ جَمْعٍ حَتّٰى تَشْرُقَ الشَّمْسُ عَلٰى ثَبِيْرٍ فَخَالَفَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ فَأَفَاضَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ. (رواه البخاري : ٣٨٣٨)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اہل جاہلیت مزدلفہ سے سورج طلوع ہونے سے پہلے نہیں چلتے تھے اور کہتے تھے: ثبیر پہاڑی پر سورج کی شعائیں لگنے دو۔ پس رسول اللہ ﷺ نے ان کی مخالفت کی اور سورج طلوع ہونے سے پہلے کوچ کیا۔

شرح: ......ثبیر مکہ کا سب سے بڑا اور مشہور پہاڑ ہے، یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ مزدلفہ سے آفتاب کے طلوع ہونے سے پہلے اور اچھی طرح سفیدی چھا جانے کے بعد واپس آنا چاہیے، اب جاہلیت کا طریقہ متروک ہے۔ (عون المعبود:٢/ ١٣٨)

٣٤٧٢ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدَّمَنَارَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ أُغَيْلِمَةَ بَنِيْ عَبْدِالْمُطَّلِبِ عَلَى حُمُرَاتٍ فَجَعَلَ يَلْطَخُ أَفْخَاذَنَا وَيَقُوْلُ: أَبَيْنِيَّ لَاتَرْمُوا الْجَمْرَةَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ. (رواه أبوداود، ١٩٤٠)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم بنوعبد المطلب کے لڑکوں کو مزدلفہ کی رات رسول اللہ ﷺ نے چند گدھیوں پر روانہ کر دیا۔ آپ ہماری ٹانگوں پر دست مبارک پھیرتے جاتے اور فرماتے: ''اے بیٹو! سورج طلوع ہونے سے پہلے کنکر نہ مارنا۔''

٣٤٧٣ــ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ سَوْدَةُ امْرَأَةً ضَخْمَةً ثَبِطَةً فَاسْتَأْذَنَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تُفِيْضَ مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ فَأَذِنَ لَهَا فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَلَيْتَنِيْ كُنْتُ اسْتَأْذَنْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَمَااسْتَأْذَنَتْهُ سَوْدَةُ وَكَانَتْ عَائِشَةُ لَا تُفِيْضُ إِلَّامَعَ الإِمَامِ. (لمسلم : ١٢٩٠)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہ موٹے جسم والی کمزور خاتون تھیں۔ اورانہوں نے رسول اللہ ﷺ سے رات کے آخر میں مزدلفہ سے کوچ کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔ کاش میں نے بھی اجازت طلب کی ہوتی جس طرح سودہ رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی تھی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا امام حج کے کوچ کرنے کے ساتھ ہی روانہ ہوا کرتی تھیں۔

(٣٤٧١) بخاری: ٣٨٣٨۔ ترمذی: ٨٩٦۔ نسائی: ٣٠٤٧۔ ابوداود: ١٩٣٨۔ ابن ماجہ: ٣٠٢٢۔ احمد: ٣٨٧.

(٣٤٧٢) ابوداود: ١٩٤٠۔ صحیح، البانی: ١٧١٠۔ بخاری: ١٨٥٦۔ مسلم: ١٢٩٤۔ ترمذی: ٨٩٣۔ نسائی: ٣٠٤٨۔ ابن ماجہ: ٣٠٢٦۔ احمد: ٣١٩٣.

(٣٤٧٣) مسلم: ١٢٩٠۔ بخاری: ١٦٨١۔ نسائی: ٣٠٤٩۔ ابن ماجہ: ٣٠٢٧۔ احمد: ٢٤٢٦٠۔ دارمی: ١٨٨٦.

٣٤٧٤ــ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: أَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ بِأُمِّ سَلَمَةَ لَيْلَةَ النَّحْرِ فَرَمَتِ الْجَمْرَةَ قَبْلَ الْفَجْرِ ثُمَّ مَضَتْ فَأَفَاضَتْ وَكَانَ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْيَوْمَ الَّذِيْ يَكُوْنُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَعْنِيْ عِنْدَهَا. (رواه أبوداود: ١٩٤٢)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو قربانی والی رات روانہ کیا اور انہوں نے فجر طلوع ہونے سے پہلے جمرات پر کنکر مارے، پھر وہ مکہ گئیں اورطواف افاضہ کیا اور یہ وہ دن تھا جس میں رسول اللہ ﷺ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ٹھہرے تھے۔

٣٤٧٥ــ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَكَانَ يُقَدِّمُ ضَعَفَةَ أَهْلِهٖ فَيَقِفُوْنَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ بِالْمُزْدَلِفَةِ بِاللَّيْلِ فَيَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ مَابَدَالَهُمْ ثُمَّ يَدْفَعُوْنَ قَبْلَ أَنْ يَقِفَ الْإِمَامُ وَقَبْلَ أَنْ يَدْفَعَ ، فَمِنْهُمْ مَنْ يَقْدَمُ مِنًى لِصَلاةِالْفَجْرِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقْدَمُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَإِذَا قَدِمُوْا رَمَوا الْجَمْرَةَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَيَقُوْلُ: أَرْخَصَ فِيْ أُوْلٰئِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. (رواه مسلم، ١٢٩٥)

سالم کہتے ہیں: سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ گھر کے ضعیف آدمیوں کو پہلے روانہ کر دیتے اور وہ رات کے وقت جا کر مشعر الحرام کے پاس ٹھہر جاتے، وہاں وہ اللہ تعالیٰ کا جیسے خیال میں آتا ذکر کرتے اور امام حج کے وہاں وقوف کرنے اور کوچ کرنے سے پہلے ہی مشعر الحرام سے چل پڑتے تھے۔ ان میں سے بعض مزدلفہ سے نماز فجر سے پہلے چلتے تھے اور بعض نماز کے بعد روانہ ہوتے تھے۔ جب وہ پہنچتے تو جمروں پر کنکر مارتے تھے اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات کی اجازت دی ہے۔

٣٤٧٦ــ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ: وَنَحْنُ بِجَمْعٍ سَمِعْتُ الَّذِيْ أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ يَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الْمَقَامِ: لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ. (لمسلم: ١٢٨٣)

عبد الرحمٰن بن یزید سے مروی ہے کہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: جب ہم مزدلفہ میں تھے تو میں نے ان سے سنا ہے جن پر سورت البقرہ نازل ہوئی ہے کہ وہ اس مقام پر کہتے تھے: "لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ۔"

شرح: ...... بچوں، عورتوں، بوڑھوں اور ناتوانوں کو مزدلفہ سے وقت سے پہلے رات کے کسی بھی وقت منیٰ جانے کی اجازت ہے۔

(٣٤٧٤) ابوداؤد: ١٩٤٢۔ ضعيف، البانى: ٤٢٣.

(٣٤٧٥) مسلم: ١٢٩٥۔ بخارى: ١٦٧٦۔ مؤطا: ٨٨٨.

(٣٤٧٦) مسلم: ١٢٨١۔ نسائى: ٣٠٤٦۔ احمد: ٣٩٦٦.

بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ حاجی جب بھی منیٰ میں پہنچیں کنکریاں مار سکتے ہیں، بعض میں آپ نے کنکریاں مارنے پر پابندی لگائی ہے کہ وہ سورج نکلنے کے بعد ماری جائیں، تو ان میں کوئی ٹکراؤ نہیں پابندی استحباب کے طور پر تھی، مگر جب منیٰ میں یہ نا تواں چلے جائیں تو انہیں کنکریاں مارنے کی اجازت ہے، اگر یہ سورج کے طلوع ہونے کا انتظار کر لیں تو بہتر ہے۔

۲۔ کنکریاں مارنے تک تلبیہ کہنے کی اجازت ہے۔ حاجی جب کنکریاں مارنے کا آغاز کرے تو تلبیہ کہنا چھوڑ دے اور اللہ اکبر کہہ کر کنکریاں مارے۔ (عون المعبود: ۲/ ۱۳۸)

۳٤۷۷۔ قَالَ عَطَاءٌ أَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَرْدَفَ الْفَضْلَ مِنْ جَمْعٍ قَالَ فَأَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ الْفَضْلَ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ. (رواه مسلم، ۱۲۸۱)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مزدلفہ سے فضل رضی اللہ عنہ کو اپنا ردیف بنایا۔ عطا کہتے ہیں کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ فضل رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا ہے کہ نبی ﷺ جمرہ عقبہ کو رمی کرنے تک لبیک کہتے رہے۔

اَلرَّمْيُ وَالْحَلْقُ وَالتَّحَلُّلُ

کنکر مارنے، بال مونڈنے اور احرام کھولنے کا بیان

۳٤۷۸۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يَرْمِي الْجَمْرَةَ الدُّنْيَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ عَلٰى إِثْرِ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ يَتَقَدَّمُ حَتّٰى يَسْهَلَ فَيَقُوْمُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ فَيَقُوْمُ طَوِيْلاً وَيَدْعُوْ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَرْمِي الْوُسْطٰى ثُمَّ يَأْخُذُ ذَاتَ الشِّمَالِ فَيَسْتَهِلُّ وَيَقُوْمُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ فَيَقُوْمُ طَوِيْلًا وَيَدْعُوْ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ وَيَقُوْمُ طَوِيْلاً ثُمَّ يَرْمِي جَمْرَةَ ذَاتِ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِيْ وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيَقُوْلُ هٰكَذَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَفْعَلُهُ. (رواه البخاري، ۱۷۵۱)

ابن عمر رضی اللہ عنہ جمرہ دنیا کو سات کنکر مارتے اور جب کنکر مارتے تو اس کے بعد تکبیر کہتے، پھر آگے بڑھتے حتیٰ کہ نرم جگہ آ جاتے اور منہ قبلہ کی طرف کر کے ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے اور طویل وقت وہاں کھڑے رہتے۔ جمرہ وسطی کے پاس جاتے اور اس کو بھی سات کنکر مارتے اور ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہتے، پھر بائیں طرف بلند آواز سے لبیک کہتے ہوئے مڑتے اور منہ قبلہ کی طرف کرتے ہوئے کھڑے ہو جاتے اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے، پھر اس جمرے پر جاتے جو گھاٹی کے پاس بطن وادی میں ہے اور اس پر سات کنکر مارتے اور اس کے پاس نہ ٹھہرتے، پھر واپس آ جاتے اور کہتے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔

(۳٤۷۸) بخاری: ۱۷۵۱۔ نسائی: ۳۰۸۳۔ ابن ماجہ: ۳۰۳۲۔ احمد: ٦۳٦۸۔ دارمی: ۱۹۰۳۔

٣٤٧٩ــعَـنْ عَبْـدِ الـرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ رَمٰـى عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ مِنْ بَـطْـنِ الْوَادِيْ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُمَعَ كُلِّ حَـصَاةٍ قَالَ فَقِيْلَ لَـهُ إِنْ أُنَاسًا يَرْمُوْنَهَا مِنْ فَـوْقِهَـا فَـقَـالَ عَبْـدُ الـلّٰـهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ هٰذَا وَالَّـذِيْ لاَإِلٰهَ غَيْرَهُ مَقَامَ الَّذِيْ أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ . (رواه مسلم‘١٢٩٦)

عبدالرحمٰن بن یزید نے کہا: سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے وادی کے درمیان سے جمرہ عقبہ پر سات کنکر مارے اور ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہتے اور بیت اللہ کو بائیں طرف اور منیٰ کو دائیں طرف رکھتے تھے۔ ان سے کہا گیا کہ لوگ تو اس کے اوپر سے کنکر مارتے ہیں تو انہوں نے کہا: قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ جس ذات گرامی پر سورت البقرہ نازل ہوئی ان کے رمی کرنے کی یہی جگہ ہے۔

٣٤٨٠ــــ وفِـيْ رواية: اسْتَبْـطَـنَ الْوَادِيَ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَجَعَلَ يَرْمِي الْجَمْرَةَ عَلٰى حَاجِبِهِ الأَيْمَنِ . (رواه الترمذي‘ . ٩٠١)

ایک روایت میں ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم وادی کے درمیان کھڑے ہوئے، منہ کعبہ کی طرف کیا اور اپنے دائیں ابرو کے بالمقابل کنکریاں مارنے لگے۔

٣٤٨١ــ عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَـدِّهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَقَفَ عِنْدَ الْـجَـمْـرَـةِ الثَّـانِيَةِ أَطْـوَلَ مِـمَّـا وَقَفَ عِـنْدَالْجَمْرَةِ الأُوْلٰى ، ثُمَّ أَتٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَـرَمَـاهَـاوَلَـمْ يَـقِفْ عِـنْـدَهَـا . (رواه أحمد‘٦٦٣ بلين)

ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے جمرے کی نسبت دوسرے جمرے کے پاس زیادہ ٹھہرے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمرہ عقبہ کے پاس گئے اور اس پر کنکریاں ماریں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس نہیں ٹھہرے۔

٣٤٨٢ــ قَالَ مُجَاهِدٌ قَالَ سَعْدٌ رَجَعْنَافِي الْحَجَّةِ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَبَعْضُنَا يَقُوْلُ رَمَيْتُ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ وَّبَعْضُنَا يَقُوْلُ رَمَيْتُ بِسِتٍّ فَـلَـمْ يَـعِـبْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ . (رواه النسائي‘ ٣٠٧٧)

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگوں نے حج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمروں پر کنکریاں ماریں اور ہم میں سے کوئی کہتا: میں نے سات کنکر مارے ہیں، کوئی کہتا چھ کنکر مارے ہیں کسی نے دوسرے پر کوئی اعتراض نہیں کیا نہ عیب لگایا۔

(٣٤٧٩) مسلم: ١٢٩٦۔ بخاری: ١٧٥٠۔ ترمذی: ٩٠١۔ نسائی: ٣٠٩٣۔ ابوداود: ١٩٧٤۔ ابن ماجہ: ٣٠٣٠۔ احمد: ٤٣٦٥.

(٣٤٨٠) ترمذی: ٩٠١۔ صحیح، البانی: ٧١٧۔ بخاری: ١٧٤٧۔ مسلم: ١٢٩٦۔ نسائی: ٣٠٧٣۔ ابوداود: ١٩٧٤۔ ابن ماجہ: ٣٠٣٠۔ احمد: ٤٣٥٧.

(٣٤٨١) احمد: ٦٦٣١۔ وفیہ الحجاج بن ارطاۃ وفیہ کلام، ہیثمی: ٥٥٨١.

(٣٤٨٢) نسائی: ٣٠٧٧۔ صحیح الاسناد: ٢٨٨٢۔ احمد: ١٤٤٢.

٣٤٨٣ـ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْإِسْتِجْمَارُتَوٌّ وَرَمْيُ الْجِمَارِ تَوٌّ وَالسَّعْيُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ تَوٌّ وَالطَّوَافُ تَوٌّ وَإِذَا اسْتَجْمَرَأَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَجْمِرْبِتَوٍّ . (رواه مسلم'١٣٠٠)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''استنجا کرنا طاق بار ہے، کنکر مارنا طاق بار ہے، صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا طاق بار ہے، طواف کعبہ بھی طاق بار ہے اور جب تم میں سے کوئی شخص پتھروں سے استنجا کرے تو طاق پتھروں سے کرے۔''

٣٤٨٤ـ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غَدَاةَ الْعَقَبَةِ وَهُوَعَلٰى رَاحِلَتِهٖ هَاتِ الْقُطْ لِيْ فَلَقَطْتُ لَهٗ حَصَيَاتٍ هُنَّ حَصَى الْخَذْفِ فَلَمَّا وَضَعْتُهُنَّ فِيْ يَدِهٖ قَالَ بِأَمْثَالِ هٰؤُلَاءِ وَإِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّيْنِ فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ الْغُلُوُّ فِي الدِّيْنِ . (رواه النسائي'٣٥٧)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مجھے رسول اللہ ﷺ نے عقبہ کی صبح کو فرمایا جب کہ رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر تھے: میرے لیے کنکر اٹھا لاؤ، چنانچہ میں چھوٹے سات کنکر لایا۔ جب میں نے وہ آپ کے ہاتھ میں دیئے تو آپ نے فرمایا: بس اس جیسی کنکریاں کفایت کرتی ہیں۔ تم اپنے دین میں غلو اور شدت سے بچتے رہنا۔ تم سے پہلے لوگ دین میں غلو اختیار کرنے سے ہلاک ہوئے تھے۔''

٣٤٨٥ـ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَرْمِيْ يَوْمَ النَّحْرِ ضُحًى وَأَمَّابَعْدَ ذٰلِكَ فَبَعْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ . (رواه الترمذي'٨٩٤)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو چاشت کے وقت قربانی کے دن جمرے پر کنکریاں مارتے دیکھا ہے اور اس کے بعد کے ایام میں آپ ﷺ سورج کے زوال کے ہی بعد کنکریاں مارتے تھے۔

٣٤٨٦ـ عَنْ أَبِيْ بَكْرِبْنِ نَافِعٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ ابْنَةَ أَخٍ لِّصَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِيْ عُبَيْدٍ نُفِسَتْ بِالْمُزْدَلِفَةِ فَتَخَلَّفَتْ هِيَ وَصَفِيَّةُ حَتّٰى أَتَتَامِنًى بَعْدَ أَنْ غَرَبَتِ الشَّمْسُ مِنْ يَوْمِ النَّحْرِ فَأَمَرَهُمَا عَبْدُاللّٰه ابْنُ عُمَرَ أَنْ تَرْمِيَا

نافع نے کہا: صفیہ بنت ابی عبید کی بھتیجی مزدلفہ میں دردزہ میں مبتلا ہوئی تو وہ اور صفیہ پیچھے رہ گئیں اور قربانی کے دن سورج غروب ہونے کے بعد منیٰ میں پہنچیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: منیٰ میں آتے ہی جمرے پر کنکریاں مارو اور اس کے علاوہ ان پر کچھ بھی لازم ہونے کی رائے۔

(٣٤٨٣) مسلم: ١٣٠٠.

(٣٤٨٤) نسائی: ٣٠٥٧۔ صحیح الاسناد، البانی: ٢٨٦٣.

(٣٤٨٥) ترمذی: ٨٩٤۔ صحیح، البانی: ٧١٠۔ مسلم: ١٢٩٩۔ نسائی: ٣٠٦٣۔ ابوداؤد: ١٩٧١۔ ابن ماجه: ٣٠٥٣۔ احمد: ١٤٢٦١۔ دارمی: ١٨٩٦.

(٣٤٨٦) مؤطا: ٩٣١.

الْجَمْرَةَ حِيْنَ أَتَنَاوَلَمْ يَرَعَلَيْهِمَا شَيْئاً. (رواه مالك'٩٣٧)

ظاہر نہیں کی۔

٣٤٨٧ــ عَنْ نَّافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَكَانَ يَقُوْلُ مَنْ غَرَبَتْ لَهُ الشَّمْسُ مِنْ أَوْسَطِ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ وَهُوَ بِمِنًى فَلاَيَنْفِرَنَّ حَتّٰى يَرْمِيَ الْجِمَارَمِنَ الْغَدِ. (رواه مالك'٩٣١)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایام تشریق کے درمیانے دن میں جس کے کنکر مارنے سے پہلے سورج غروب ہو جائے اور وہ منٰی میں موجود ہو تو وہ واپس نہ جائے یہاں تک کہ اگلے دن بعد زوال کنکریاں مار کر رخصت ہو۔

٣٤٨٨ـ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَأَنَّهُ كَانَ يَأْتِي الْجِمَارَ فِي الْأَيَّامِ الثَّلاثَةِ بَعْدَيَوْمِ النَّحْرِ مَاشِياً ذَاهِبًا وَّرَاجِعًا وَّيُخْبِرُأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ (لأبي داود'١٩٦٩)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ قربانی کے دن کے بعد تین دنوں میں جمرات کے پاس پیدل ہی آتے جاتے تھے اور بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔

٣٤٨٩ــ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِقَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَقُوْلُ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَرْمِيْ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ يَوْمَ النَّحْرِيَقُوْلُ لِتَأْخُذُوْا مَنَاسِكَكُمْ فَإِنِّي لَا أَدْرِيْ لَعَلِّيْ لَا أَحُجُّ بَعْدَ حَجَّتِيْ هٰذِهٖ. (رواه أبوداود'١٩٧٠)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ اپنی سواری پر عید کے دن جمروں کو کنکریاں مار رہے ہیں اور فرماتے ہیں: ''مجھ سے اپنے احکام حج سیکھ لو مجھے کیا معلوم شاید میں اس حج کے بعد حج نہ کر سکوں گا۔''

٣٤٩٠ــ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِأَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَرْمِي الْجَمْرَةَ وَهُوَعَلَى بَعِيْرِهٖ وَهُوَ يَقُوْلُ يٰأَيُّهَا النَّاسُ خُذُوْا مَنَاسِكَكُمْ فَإِنِّي لَا أَدْرِيْ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ اپنی سواری پر عید کے دن جمروں کو کنکریاں مار رہے ہیں اور فرماتے ہیں: ''مجھ سے اپنے احکام حج سیکھ لو مجھے کیا معلوم شاید میں اس حج کے بعد حج نہ کر سکوں گا۔''

(٣٤٨٧) مؤطا: ٩٣١.

(٣٤٨٨) ابوداؤد: ١٩٦٩ـ صحيح، البانی: ١٧٣٢ـ ترمذی: ٩٠٠.

(٣٤٨٩) ابوداؤد: ١٩٧٠ـ صحيح، البانی: ١٧٣٣ـ مسلم: ١٢٩٩ـ ترمذی: ٨٩٤ـ نسائی: ٣٠٦٣ـ ابن ماجه: ٣٠٥٣ـ احمد: ١٤٦٢١ـ دارمی: ١٨٩٦.

(٣٤٩٠) نسائی: ٣٠٦٢ـ صحيح، البانی: ٢٨٦٨.

لَعَلِّي لاأَحُجُّ بَعْدَ عَامِيْ هٰذَا . (رواه النسائي، ٣٠٦٢)

٣٤٩١ــ عَنْ قُدَامَةَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَرْمِي الْجِمَارَعَلَى نَاقَةٍ لَيْسَ ضَرْبٌ وَلاَطَرْدٌوَلاإِلَيْكَ إِلَيْكَ . (رواه الترمذي، ، ٩٠٣)

سیدنا قدامہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ کو اپنی ناقہ پر سوار ہو کر جمرات پر کنکریاں مارتے دیکھا۔ آپ ﷺ سے لوگوں کو ہٹانے کے لیے مار پیٹ نہیں کی جاتی تھی، نہ دھکے دیئے جاتے تھے اور نہ یہ کہا جاتا تھا کہ دور ہو جاؤ دور ہو جاؤ۔

٣٤٩٢ــ عَنْ يَحْيَى بْنِ حُصَيْنٍ عَنْ أُمِّ الْحُصَيْنِ حَدَّثَتْهُ قَالَتْ حَجَجْنَامَعَ النَّبِيِّ ﷺ حَجَّةَ الْوَدَاعِ فَرَأَيْتُ أُسَامَةَ وَبِلاَلًا وَّأَحَدُهُمَا آخِذٌبِخِطَامِ نَاقَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَالْآخَرُ رَافِعٌ ثَوْبَهٗ لِيَسْتُرُهٗ مِنَ الْحَرِّ حَتّٰى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ . (رواه أبوداود، ١٨٣٤) زَادَالنِّسَائِيُّ: ثُمَّ خَطَبَ فَحَمِدَاللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ وَذَكَرَ قَوْلًا كَثِيْرًا .

سیدہ ام حصین رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع ادا کیا اور میں نے اسامہ رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ایک نے آپ ﷺ کی اونٹنی کی مہار پکڑی ہوئی ہے اور دوسرے نے کپڑا تن کر بلند کر رکھا ہے اور گرمی سے آپ ﷺ کو بچا رہے ہیں یہاں تک کہ آپ ﷺ نے جمرۂ عقبہ کو کنکر مارے۔ امام نسائی رحمہ اللہ نے یہ زائد بیان کیا کہ پھر آپ ﷺ نے خطبہ دیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور بہت ہی زیادہ وضاحت سے بیان کیا۔

٣٤٩٣ــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ:كَانَ يَقُوْلُ حِيْنَ يَرْمِى الْجِمَارَ:اللّٰهُمَّ حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ وَذَنْبٌ مَّغْفُوْرٌ . (رواه رزين)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ جب جمرے پر کنکر مارتے تو یہ دعا کرتے: یا اللہ! یہ حج قبول ہو اور گناہ بخش دیئے جائیں۔

٣٤٩٤ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: لَوْلَا مَا يَرْفَعُ الَّذِىْ يَتَقَبَّلُ مِنَ الْجِمَارَكَانَتْ أَعْظَمُ مِنْ ثَبِيْرٍ . (رواه رزين)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر جمرات کو ماری جانے والی کنکریاں سے اٹھائی نہ جاتیں تو جمرات ثبیر پہاڑ سے بھی بڑے بڑے تو دے بن جاتے۔

(٣٤٩١) ترمذی: ٩٠٣۔ صحیح، البانی: ٧١٨۔ نسائی: ٣٠٦١۔ ابن ماجہ: ٣٠٣٥۔ احمد: ١٤٩٨٥۔ دارمی: ١٩٠١.

(٣٤٩٢) ابوداؤد: ١٨٣٤۔ صحیح، البانی: ١٦١٨۔ مسلم: ١٢٩٨۔ ترمذی: ١٧٠٦۔ نسائی: ١٤٩٢۔ ابن ماجہ: ٢٨٦١۔ احمد: ٢٦٧١٥.

٣٤٩٥ـ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ يَزْعَمُ قَوْمُكَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَأَنَّ ذٰلِكَ سُنَّةٌ؟ قَالَ صَدَقُوْا إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ لَمَّا أُمِرَ بِالْمَنَاسِكِ عَرَضَ لَهُ الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَسْعٰى فَسَابَقَهُ فَسَبَقَهُ إِبْرَاهِيْمُ ثُمَّ ذَهَبَ بِهٖ جِبْرِيْلُ إِلٰى جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ فَعَرَضَ لَهُ شَيْطَانٌ قَالَ فَرَمَاهُ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ حَتّٰى ذَهَبَ ثُمَّ عَرَضَ لَهُ عِنْدَ الْجَمْرَةِ الْوُسْطٰى فَرَمَاهُ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ قَالَ قَدْ تَلَّهُ لِلْجَبِيْنِ وَعَلٰى إِسْمَاعِيْلَ قَمِيْصٌ أَبْيَضُ وَقَالَ يَا أَبَتِ إِنَّهُ لَيْسَ لِيْ ثَوْبٌ تُكَفِّنُنِيْ فِيْهِ غَيْرُهُ فَاخْلَعْهُ حَتّٰى تُكَفِّنَنِيْ فِيْهِ فَعَالَجَهُ لِيَخْلَعَهُ فَنُوْدِيَ مِنْ خَلْفِهٖ ﴿أَنْ يَا إِبْرَاهِيْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا﴾ فَالْتَفَتَ إِبْرَاهِيْمُ فَإِذَا هُوَ بِكَبْشٍ أَبْيَضَ أَقْرَنَ أَعْيَنَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَقَدْ رَأَيْتُنَا نَبِيْعُ هٰذَا الضَّرْبَ مِنَ الْكِبَاشِ قَالَ ثُمَّ ذَهَبَ بِهٖ جِبْرِيْلُ إِلٰى الْجَمْرَةِ الْقُصْوٰى فَعَرَضَ لَهُ الشَّيْطَانُ فَرَمَاهُ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ حَتّٰى ذَهَبَ ثُمَّ ذَهَبَ بِهٖ جِبْرِيْلُ إِلٰى مِنًى قَالَ هٰذَا مِنًى قَالَ يُوْنُسُ هٰذَا مَنَاخُ النَّاسِ ثُمَّ أَتٰى بِهٖ جَمْعًا فَقَالَ هٰذَا الْمَشْعَرَ الْحَرَامُ ثُمَّ ذَهَبَ بِهٖ إِلٰى عَرَفَةَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هَلْ تَدْرِيْ

ابوطفیل نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ کی قوم کا گمان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا و مروہ کے درمیان سعی کی ہے اور یہ سنت ہے تو انہوں نے کہا وہ صحیح کہتے ہیں۔ابراہیم علیہ السلام کو جب حج کے احکام بجالانے کا حکم دیا گیا تو شیطان نے ان کا مقابلہ کیا اور ابراہیم علیہ السلام اس سے آگے نکل گئے، پھر ان کو جبریل علیہ السلام جمرۂ عقبہ کے پاس لے گئے اور وہاں شیطان ان کے سامنے آیا تو ابراہیم علیہ السلام نے اسے سات کنکریاں ماریں پھر وہ درمیانے جمرے کے پاس آیا تو ابراہیم علیہ السلام نے اس کو سات کنکر مارے پھر اسماعیل علیہ السلام کو پیشانی کے بل لٹا دیا۔ اسماعیل نے سفید قمیص پہن رکھی تھی۔ انہوں نے کہا: اے اباجان! میرے پاس دوسرا کپڑا نہیں ہے جس کا مجھے آپ کفن پہنائیں گے اس لیے میرا قمیص اتار لو تاکہ آپ کفن بنا سکیں۔ ابراہیم علیہ السلام قمیص اتارنے میں مصروف تھے کہ پس پشت سے آواز آئی: اے ابراہیم! تو نے خواب سچ کر دکھایا۔ ابراہیم علیہ السلام نے متوجہ ہو کر دیکھا تو سفید مینڈھا، بڑے سینگھوں والا اور موٹی آنکھوں والا موجود پایا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم اس قسم کے مینڈھے تلاش کرتے تھے۔ پھر ان کو جبرئیل علیہ السلام دور والے جمرے پر لے گئے اور شیطان وہاں پھر سامنے آ گیا تو ابراہیم علیہ السلام نے اسے سات کنکر مارے تو وہ بھاگ گیا، پھر ان کو جبرئیل علیہ السلام منیٰ میں لے گئے۔ اس طرح لوگوں کی سواریاں بٹھانے کی جگہ منیٰ قرار پا گئی، پھر ان کو جبرئیل علیہ السلام مزدلفہ میں لائے اور کہا: یہ مشعر الحرام ہے۔ بعد ازاں ان کو عرفات میں لے گئے۔ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تجھے علم ہے

(٣٤٩٥) احمد: ٢٧٠٢ـ طبرانی کبیر و رجالہ ثقات بخاری: ٤٢٥٧ـ مسلم: ١٢٧٢ـ ترمذی: ٨٦٥ـ نسائی: ٢٩٧٩ـ ابوداؤد: ١٨٨٦ـ ابن ماجه: ٣٠٦٦ـ دارمی: ١٨٤٥.

لِمَ سُمِّيَتْ عَرَفَةُ قُلْتُ لاَقَالَ إِنَّ جِبْرِيْلَ قَالَ لِأَبْرَاهِيْم عَرَفْتَ قَالَ يُوْنُسُ هَلْ عَرَفْتَ قَالَ نَعَمْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَمِنْ ثَمَّ سُمِّيَتْ عَرَفَةُ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرِيْ كَيْفَ كَانَتِ التَّلْبِيَةُ قُلْتُ وَكَيْفَ كَانَتْ قَالَ إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ لَمَّا أُمِرَأَنْ يُّؤَذِّنَ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ خَفَضَتْ لَهُ الْجِبَالُ رُءُ وْسَهَا وَرُفِعَتْ لَهُ الْقُرٰى فَأَذَّنَ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ . (رواه أحمد'٢٧٠٢' والكبير)

کہ اس کو عرفات کیوں کہتے ہیں؟ میں نے کہا: نہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: جبرئیل علیہ السلام نے ابراہیم علیہ السلام کو کہا تو پہچان گیا؟ انہوں نے کہا: ہاں پس اس وجہ سے اس مقام کا نام عرفہ وعرفات پڑ گیا۔تو جانتا ہے کہ تلبیہ کی ابتداء کیسے ہوئی؟ میں نے کہا: آپ ہی بتائیں کیسے ہوئی؟ انہوں نے کہا: جب ابراہیم علیہ السلام کو لوگوں میں حج کے اعلان کرنے کا حکم آیا تو پہاڑوں نے اپنے سر ان کے سامنے پست کر دیئے اور بستیاں سامنے آ گئیں تو انہوں نے لوگوں میں حج کا اعلان کر دیا۔''

شــــــرح: ......ا۔رمی جمار، کنکریاں مارنے کو کہتے ہیں، یہ سواری پر مارنا افضل ہیں یا پیدل؟ اس بارے میں اختلاف ہے، جائز دونوں طرح ہے۔ نبی کریم ﷺ نے سواری پر اس لیے ماری تھیں کہ لوگوں کو طریقہ آ جائے۔ آج کل لوگوں کو اذیت سے بچانے کے لیے پیدل ہی کنکریاں مارنی چاہئیں۔

۲۔ نبی ﷺ نے مشن کی تکمیل کا اشارہ دے دیا تھا، تا کہ لوگ مناسک حج سیکھ لیں۔

۳۔ احادیث میں کنکریوں کی مقدار بھی بتائی گئی ہے کہ چنے یا لوبیا کے دانے کے برابر ہوں، غلو کر کے بڑی نہ لی جائیں کہ لوگوں کو زخمی کر دیں۔

۴۔ پہلے دن کی کنکری کا وقت متعین نہیں، جب منیٰ میں جائیں تو جاتے ہی ماریں، دوسرے دنوں کی کنکریاں زوال کے بعد ماری جائیں گی، پہلے مارنے کی دلیل نہیں۔

راقم کہتا ہے، آج کل سعودی علماء نے بھی اجتہاد کے ذریعے لوگوں کو موت سے بچانے کے لیے ہر وقت کنکریاں مارنے کی اجازت دے رکھی ہے، اس کی دلیل نہیں تاہم مجبوری کے تحت جائز ہے۔

۵۔ کنکریاں پھینکنے کا مقام یہ ہے کہ خانہ کعبہ کو بائیں جانب رکھا جائے اور منیٰ کو دائیں جانب، پھر کنکریاں پھینکی جائیں اور سات کنکریاں پھینکی جائیں، اس سے زیادہ تعداد نہ ہو اور ایک ایک کر کے پھینکے تو بہتر ہے اور ہر ایک کو پھینکتے ہوئے ساتھ اللہ اکبر کہے۔

۶۔ نبی کریم ﷺ سے تو کنکریوں سے فراغت کے بعد دعا ثابت نہیں، البتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ دعا منقول ہے:
اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَ ذَنْبًا مَّغْفُوْرًا وَعَمَلًا مَّشْكُوْرًا .

۷۔ طاق کنکریاں لینے سے مراد سات ہیں، اس سے کم وبیش نہ ہوں۔

۸۔ مسجد خیف کے قریب جمرہ کو جمرہ دنیا کہتے ہیں، اسے ہی جمرہ اولیٰ کہا گیا ہے، دوسرا جمرہ وسطیٰ ہے، تیسرا جمرہ

عقبہ ہے۔ یہ وہ جمرہ ہے جسے پہلے دن کنکریاں مارتے ہیں۔ اولیٰ اور وسطیٰ کو کنکریاں مار کر نبی کریم ﷺ یہاں اتنی دیر ٹھہرتے جتنی دیر سورت بقرہ پڑھنے میں لگتی ہے، اتنی دیر ٹھہرے رہتے اور دعا و التجا میں مصروف رہتے، جمرہ عقبہ میں چونکہ لوگوں کی گزرگاہ تھی اس لیے یہاں زیادہ دیر نہ ٹھہرتے تھے۔ (مرعاۃ: ۷/ ۱۵-۱)

۳٤۹۷۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ: قَالَ لِلْحَلاَّقِ هَا وَأَشَارَبِيَدِهٖ إِلَى الْجَانِبِ الْأَيْمَنِ هٰكَذَا فَقَسَمَ شَعَرَهٗ بَيْنَ مَنْ يَلِيْهِ قَالَ ثُمَّ أَشَارَ إِلٰى الْحَلاَّقِ وَإِلَى الْجَانِبِ الأَيْسَرِ فَحَلَّقَهٗ فَأَعْطَاهُ أُمَّ سُلَيْمٍ. (لمسلم، ۱۳۰۵)

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے سر مونڈنے والے کو فرمایا: یہاں سے، اور اشارہ دائیں جانب کیا، پھر جو شخص آپ کے قریب تھے ان میں وہ بال تقسیم کر دیئے۔ پھر اسے بائیں جانب اشارہ کیا تو اس نے اس طرف کے بال بھی اتار دیئے اور آپ نے وہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کو دے دیئے۔

۳٤۹۸۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ: قَالَ فَبَدَأَ بِالشَّقِّ الأَيْمَنِ فَوَزَعَهُ الشَّعَرَةَ وَالشَّعَرَتَيْنِ بَيْنَ النَّاسِ ثُمَّ قَالَ بِالْأَيْسَرِ فَصَنَعَ بِهٖ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ قال هَاهُنَا أَبُوْطَلْحَةَ فَدَفَعَهٗ إِلٰى أَبِيْ طَلْحَةَ. (رواه مسلم، ۱۳۰۵)

اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے سر کے دائیں طرف سے منڈوانا شروع کیے اور اپنے بال ایک ایک دو دو ان لوگوں میں تقسیم کر دیئے جو قریب موجود تھے۔ اس کے بعد حجام کو بائیں طرف کے بال اتارنے کا حکم دیا اور اس نے بال اتارے تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہاں ابوطلحہ ہے؟ تو وہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو دے دیئے۔

۳٤۹۹۔ وَفِيْ أُخْرٰى: وَحَلَقَ نَاوَلَ الْحَالِقَ شِقَّهُ الْأَيْمَنَ فَحَلَقَهٗ ثُمَّ دَعَاأَبَاطَلْحَةَ الْأَنْصَارِيَّ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ ثُمَّ نَاوَلَهُ الشِّقَّ الْأَيْسَرَفَقَالَ احْلِقْ فَحَلَقَهٗ فَأَعْطَاهُ أَبَا طَلْحَةَ فَقَالَ اقْسِمْهُ بَيْنَ النَّاسِ. (رواه مسلم، ۱۳۰۵)

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے بال مونڈوائے اور دائیں طرف کے بال ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو دیئے اور بائیں طرف کے بال بھی انہی کو دے کر فرمایا: ''یہ لوگوں میں تقسیم کر دے۔''

شرح:......۱۔ اس خوش نصیب حجام کا نام گرامی معمر بن عبداللہ عدوی تھا۔

۲۔ نبی کریم ﷺ نے دائیں جانب سے کام کے آغاز کی جو تعلیم دی ہے، اسے سر مونڈنے میں بھی مدنظر رکھا جائے، یعنی سر مونڈنے کا آغاز دائیں جانب سے کیا جائے۔

(۳٤۹۷) مسلم: ۱۳۰۵۔ بخاری: ۱۷۱۔ ترمذی: ۹۱۲۔ ابوداؤد: ۱۹۸۱۔ احمد: ۱۲۸۰٦.

(۳٤۹۸) مسلم: ۱۳۰۵.

(۳٤۹۹) مسلم: ۱۳۰۵.

۳۔ نبی کریم ﷺ کو سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اور ان کی بیوی ام سلیم رضی اللہ عنہا اور ان کے بیٹے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے وہ محبت، انس اور لطف وکرم تھا جو کہ دیگر مہاجرین وانصار سے نہ تھا۔

۴۔ مزدلفہ سے واپس منیٰ میں لوٹ کر پہلے کنکریاں مارنا، پھر قربانی کرنا، پھر بال منڈوانا یا کٹانا ہے۔

۵۔ آدمی کے بال پاک ہیں اور آپ ﷺ کی خصوصیت ہے کہ آپ کے بالوں کو بطور تبرک استعمال کرنا اور محفوظ رکھنا جائز ہے، کسی اور کے جائز نہیں۔

۳۵۰۰۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَلَقَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَأُنَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ وَقَصَّرَ بَعْضُهُمْ. (رواه البخاري: ٤٤١١)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے بعض اصحاب نے بال مونڈ دیئے اور بعض نے بال چھوٹے کرا دیئے۔

۳۵۰۱۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَنْ عَقَصَ رَأْسَهُ أَوْ ضَفَرَ أَوْ لَبَّدَ فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْحِلاقُ. (رواه مالك: ٩٠٩)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے بالوں پر پٹی باندھی یا بال گوندھے یا بالوں پر لیپ کرایا تو اس پر بال مونڈنا واجب ہے۔

۳۵۰۲۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا أَفْطَرَ مِنْ رَمَضَانَ وَهُوَ يُرِيْدُ الْحَجَّ لَمْ يَأْخُذْ مِنْ رَأْسِهِ وَلَا مِنْ لِحْيَتِهِ شَيْئًا حَتّٰى يَحُجَّ قَالَ مَالِكٌ لَيْسَ ذٰلِكَ عَلَى النَّاسِ (رواه مالك، ٩٠٣)

نافع رحمہ اللہ نے کہا: سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ جب رمضان سے فارغ ہوتے اور ان کا حج کا ارادہ ہوتا تو وہ سر اور داڑھی کے بالوں کو نہ لیتے یہاں تک کہ حج کرتے۔ امام مالک رحمہ اللہ نے کہا: یہ چیز لوگوں پر لازم نہیں۔

۳۵۰۳۔ عَنْ عَلِيٍّ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تَحْلِقَ الْمَرْأَةُ رَأْسَهَا. (للنسائي، ٥٠٤٩) وَزَادَ رَزِيْنٌ: فِي الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ، وَقَالَ إِنَّمَا عَلَيْهَا التَّقْصِيْرُ.

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو سر کے بال مونڈنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ رزین رحمۃ اللہ علیہ نے یہ زائد الفاظ نقل کیے ہیں: حج وعمرہ میں اور کہا کہ ان پر بال چھوٹے کرانا لازم ہے۔

(۳۵۰۰) بخاری: ٤٤١١۔ مسلم: ١٣٠٤۔ ترمذی: ٩١٣۔ نسائی: ٢٨٥٩۔ ابوداؤد: ١٩٨٠۔ ابن ماجہ: ٣٠٤٤۔ احمد: ٦٣٤٨۔ مؤطا: ٩٠١۔ دارمی: ١٩٠٦۔

(۳۵۰۱) مؤطا: ٩٠٩۔

(۳۵۰۲) مؤطا: ٩٠٣۔

(۳۵۰۳) نسائی: ٥٠٤٩۔ ضعیف، البانی: ٣٧٦۔ ترمذی: ٩١٤۔

٣٥٠٤۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَالْمُقَصِّرِيْنَ. (رواه مسلم'١٣٠١)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی: اے اللہ رحمت نازل فرما مونڈنے والوں پر لوگوں نے عرض کی: اور بال کترانے والوں پر بھی اے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''اور بال چھوٹے کرانے والوں پر۔''

٣٥٠٥۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ: قَالَ فِي الرَّابِعَةِ وَالْمُقَصِّرِيْنَ. (لأحمد'٤٦٤٣)

ایک روایت میں ہے کہ چوتھی بار آپ نے فرمایا: ''اور بال کترانے والوں پر۔''

٣٥٠٦۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِلْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا: وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ قَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِلْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا: وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ قَالَهَا ثَلاثًا قَالَ وَلِلْمُقَصِّرِيْنِ. (رواه البخاري'١٧٢٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی: ''یا اللہ! سر مونڈنے والوں کو بخش دے۔ لوگوں نے کہا: بال کٹوانے والوں کو؟ آپ نے فرمایا: ''بال چھوٹے کرنے والوں کو بھی۔''

٣٥٠٧۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ ظَاهَرْتَ لِلْمُحَلِّقِيْنَ ثَلاثًا وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ وَاحِدَةً قَالَ: إِنَّهُمْ لَمْ يَشْكُوْا. (رواه ابن ماجة'٣٠٤٥)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! آپ نے تین مرتبہ بال مونڈنے والوں کو کھلے الفاظ میں دعا دی اور بال چھوٹے کرانے والوں کو ایک مرتبہ۔ آپ نے فرمایا: ''کیا انہوں نے تکلیف نہیں اٹھائی۔''

شرح: ......ا۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما حج یا عمرہ سے فارغ ہوتے تو لبیں اور داڑھی کے کچھ بال بھی کٹواتے، اس موقع پر ان کا داڑھی کے بال کٹوانا ان کا اجتہاد تھا کہ اس طرح کرنا بھی پراگندگی حج کو دور کرنے میں شامل ہے، یہ اجتہاد نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں، آپ نے پوری داڑھی رکھنے کا حکم دیا ہے، لہٰذا یہی واجب العمل ہے کہ داڑھی پوری رکھی جائے اور اسے حج کے موقع پر بھی نہ کٹوایا جائے۔

(٣٥٠٤) مسلم: ١٣٠١۔ بخاری: ١٧٢٩۔ ترمذی: ٩١٣۔ نسائی: ٢٨٥٩۔ ابوداؤد: ١٩٨٠۔ ابن ماجه: ٣٠٤٤۔ احمد: ٦٣٤٨۔ مؤطا: ٩٠١۔ دارمی: ١٩٠٦.

(٣٥٠٥) احمد: ٤٦٤٣۔ طبرانی کبیر، بزار، اسناده صحیح، هیثمی: ٥٦٠٠۔ بخاری: ١٧٢٩۔ مسلم: ١٣٠١۔ ترمذی: ٩١٣۔ ابوداؤد: ١٩٨٠۔ ابن ماجه: ٣٠٤٤۔ مؤطا: ٩٠١۔ دارمی: ١٩٠٦.

(٣٥٠٦) بخاری: ١٧٢٨۔ مسلم: ١٣٠٢۔ ابن ماجه: ٣٠٤٣۔ احمد: ٩٠٧٧.

(٣٥٠٧) ابن ماجه: ٣٠٤٥۔ حسن، البانی: ٢٤٧٠۔ احمد: ٣٣٠١.

۲۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سر پر لیپ کرنے والے اور بالوں کو گچھا بنانے والے پر جو سر منڈوانا واجب قرار دیا ہے، یہ بھی ان کا اجتہاد ہے، اس کا وہی حکم ہے کہ بہتر سر منڈوانا ہے، قصر بھی جائز ہے۔(شرح زرقانی:۲/ ۳۵۱)

۳۔حلق اور قصر دونوں جائز ہیں، ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ کا قصر کیا، معلوم ہوا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ سے پہلے ہی اسلام لا چکے تھے۔ باپ کے خوف سے اظہار نہ کرتے تھے، یہ آپ ﷺ کے ساتھ تھے، آپ کا حجام اس وقت موجود نہ تھا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ کا قصر کیا، بعد میں جب حجام آیا تو پھر اس نے حلق کیا، اگرچہ قصر اور حلق دونوں جائز ہیں مگر افضل حلق ہے۔ یہی افضل ہی کیا تھا۔ کیونکہ اخلاص اسی میں ہے قصر میں اپنی طبیعت کا کچھ نہ کچھ دخل رہ جاتا ہے۔

۴۔ جو بہتر کام سرانجام دے اس کے لیے دعا کرنا مسنون ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ رحم کی دعا صرف میت کے ساتھ ہی خاص نہیں زندہ کے لیے بھی کر سکتے ہیں۔

۵۔ حج یا عمرہ سے فراغت کے بعد عورتوں پر حلق نہیں قصر ہے کہ سر کے چند بال لے کر کاٹ ڈالے۔ حج یا عمرہ میں عورت کے لیے سر منڈوانا جائز نہیں تو عام حالات میں تو بالاولیٰ جائز نہیں۔ اس پر اجماع ہے، احادیث میں بھی ممانعت ہے اور یہ عورت سے مثلہ کرنا ہے، نیز اس میں مردوں سے مشابہت ہے جو کہ لعنت کا کام ہے۔

ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ بعض احادیث میں آتا ہے کہ بعض امہات المومنین نے کانوں تک بال کر لیے تھے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سخت مجبوری تھی، دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد ایسا کیا تھا، انہوں نے ترک زینت کیا کیونکہ انہوں نے کبھی شادی نہیں کرنی تھی۔ یہ ان کی خصوصیت ہے، امت کی دوسری خواتین کسی صورت بھی اس حیثیت میں نہیں لہٰذا ان کے لیے مردوں کی مانند بال چھوٹے کروانا جائز نہیں۔ (مرعاۃ:۷/ ۹۳)

۳۵۰۸ــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَقَفَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَجَعَلُوْا يَسْأَلُوْنَهُ فَقَالَ رَجُلٌ لَمْ أَشْعُرْ فَحَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ قَالَ اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ فَجَاءَ آخَرُ فَقَالَ

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر منیٰ میں کھڑے تھے کہ لوگوں نے مسائل پوچھنا شروع کر دیے۔ ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: میں نے انجانے میں قربانی کرنے سے پہلے سر منڈوا دیا

(۳۵۰۸) بخاری: ۱۷۳٦۔ مسلم: ۱۳۰٦۔ ترمذی: ۹۱٦۔ ابوداؤد: ۲۰۱٤۔ ابن ماجه: ۳۰۵۱۔ احمد: ٦۹۹۳۔ مؤطا: ۹۵۹۔ دارمی: ۱۹۰۸.

لَمْ أَشْعُرْ فَنَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ ارْمِ وَلاَحَرَجَ فَمَاسُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلاَأُخِّرَإِلَّا قَالَ افْعَلْ وَلاَحَرَجَ. (رواه البخاري'١٧٣٦)

آپ نے فرمایا: اب قربانی ذبح کرلو اور کوئی حرج نہیں ہے۔ دوسرا شخص آیا اور اس نے کہا مجھے سمجھ نہ آئی اور میں نے جمرے کو کنکریاں مارنے سے پہلے قربانی ذبح کر دی۔ آپ نے فرمایا اب جمرے کو کنکریاں مار لو، کوئی حرج نہیں۔ اس دن جتنے سوالات کیے گئے خواہ کسی چیز کے مقدم کرنے کے بارے میں یا مؤخر کرنے کے بارے میں تھے تو آپ ﷺ صرف یہ فرماتے رہے: ''اب کرلو، حرج نہیں۔''

٣٥٠٩۔عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَأَتَاهُ رَجُلٌ يَوْمَ النَّحْرِ وَهُوَ وَاقِفٌ عِنْدَالْجَمْرَةِ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِنِّي حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ فَقَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ وَأَتَاهُ آخَرُفَقَالَ إِنِّي ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ ارْمِ وَلاَحَرَجَ وَأَتَاهُ آخَرُفَقَالَ إِنِّي أَفَضْتُ إِلَى الْبَيْتِ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ قَالَ. (رواه لمسلم'١٣٠٦)

سیدنا عبداللہ بن عمر بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا، قربانی والے دن ایک آدمی آپ کے پاس آیا جب کہ آپ جمرے کے پاس کھڑے تھے۔ اس نے کہا۔ میں نے بال منڈوائے رمی کرنے سے پہلے۔ تو آپ نے فرمایا: اب رمی کر لو، کوئی حرج نہیں ہے، پھر ایک دوسرا حاضر ہوا اور اس نے کہا: میں نے رمی کرنے سے پہلے قربانی ذبح کر دی۔ آپ نے فرمایا: اب رمی کرلو، کوئی حرج نہیں ہے پھر ایک اور شخص حاضر ہوا اور اس نے کہا: میں نے رمی کرنے سے پہلے طواف افاضہ کرلیا ہے۔ آپ نے فرمایا: اب رمی کرلو، کوئی حرج نہیں۔''

٣٥١٠۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قِيْلَ لَهُ فِي الذَّبْحِ وَالْحَلْقِ وَالرَّمْيِ وَالتَّقْدِيْمِ وَالتَّأْخِيْرِفَقَالَ لَا حَرَجَ. (رواه البخاري'١٧٣٤)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے قربانی کرنے' سر منڈوانے' اور رمی کرنے کی ترتیب میں تقدیم و تاخیر کرنے کے متعلق سوالات کیے گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی حرج نہیں۔''

٣٥١١۔وَفِيْ رِوَايَةٍ: رَمَيْتُ بَعْدَ مَا أَمْسَيْتُ

''ایک روایت میں ہے کہ سائل نے کہا میں نے رات آنے

(٣٥٠٩) مسلم: ١٣٠٦۔ بخاری: ٦٦٦٥۔ ترمذی: ٩١٦۔ ابوداؤد: ٢٠١٤۔ ابن ماجه: ٣٠٥١۔ احمد: ٦٩٩٣۔ مؤطا: ٩٥٩۔ دارمی: ١٩٠٨۔

(٣٥١٠) بخاری: ١٧٣٤۔ مسلم: ١٣٠٧۔ نسائی: ٣٠٦٧۔ ابوداؤد: ١٩٨٣۔ ابن ماجه: ٣٠٥٠۔ احمد: ٢٨٢٨۔

(٣٥١١) بخاری: ١٧٣٥۔ مسلم: ١٣٠٧۔ نسائی: ٣٠٦٧۔ ابوداؤد: ١٩٨٣۔ ابن ماجه: ٣٠٥٠۔ احمد: ٢٨٢٨۔

فَقَالَ لَا حَرَجَ . (رواه البخاري‘١٧٣٥)

کے بعد رمی کی۔ آپ نے فرمایا: ”کوئی حرج نہیں ہے۔“

٣٥١٢ــــ وفـي روية: زُرْتُ قَبْـلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ لَا حَرَجَ . (رواه البخاري‘١٧٢٢)

دوسری روایت میں ہے کہ میں نے کعبہ کی زیارت کی رمی کرنے سے پہلے۔ آپ نے فرمایا: ”کوئی حرج نہیں۔“

٣٥١٣ــــ عَـنْ أُسَـامَةَ بْنِ شَـرِيْكٍ قَـالَ خَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ حَـاجاً فَكَانَ النَّاسُ يَـأْتُـوْنَهُ فَمَنْ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ سَعَيْتُ قَبْلَ أَنْ أَطُــوْفَ أَوْقَــدَّمْـتُ شَيْـئًـا أَوْ أَخَّـرْتُ شَيْـئـاًفَكَانَ يَقُوْلُ لاَحَرَجَ لاَحَرَجَ إِلَّاعَلٰى رَجُـلٍ اقْتَـرَضَ عِـرْضَ رَجُلٍ مُسْلِمٍ وَهُــوَظَــالِـمٌ فَـذٰلِكَ الَّــذِيْ حَــرِجَ وَهَلَكَ . (رواه أبوداود‘٢٠١٥)

سیدنا اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کرنے گیا تو آپ ﷺ کے پاس لوگ آتے تھے اور کوئی کہتا تھا: یا رسول اللہ! میں نے طواف سے پہلے سعی کی فلاں کام میں نے موخر کر دیا یا فلاں کام میں نے مقدم کر دیا تو آپ ﷺ فرماتے: کوئی گناہ نہیں ہے سوا اس شخص کے جس نے کسی مسلمان کی عزت پر ظلم کرتے ہوئے حملہ کیا۔ اس پر گناہ بھی ہے اور وہ ہلاک بھی ہوا۔“

شرح: ...... یوم النحر (قربانی کے دن) چار کام ہوتے ہیں: (۱) کنکریاں مارنا (۲) قربانی کرنا (۳) سر منڈوانا یا قصر کروانا (۴) طواف افاضہ۔

سنت تو یہی ہے کہ ان میں ترتیب رکھی جائے تاہم قصداً یا بھول کر اگر ان کی ترتیب میں تقدیم و تاخیر ہو جائے تو اس پر نہ تو گناہ ہے نہ کوئی کفارہ ہے۔

۲۔ طواف افاضہ سے پہلے صفا و مروہ کی سعی بھی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔

۳۔ نبی اکرم ﷺ نے موقع کی مناسبت سے نہایت ہی مفید بات بتائی کہ حرج اگر پوچھتے ہو تو یہ ہے کہ کسی مسلمان پر ظلم کیا جائے، اس کی ناجائز عزت دری کی جائے۔ (عون المعبود: ۲/۱۶۰)

٣٥١٤ــ عَـنْ عَبْـدِ الـلّٰـهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ لَقِيَ رَجُلاًمِنْ أَهْلِـهِ يُقَالُ لَـهُ الْمُجَبَّرُقَدْ أَفَاضَ وَلَـمْ يُـحْـلِـقْ وَلَـمْ يُقَصِّرْجَهِلَ ذٰلِكَ فَأَمَرَهُ عَبْدُاللّٰهِ أَنْ يَرْجِعَ فَيَحْلِقَ أَوْيُقَصِّرَثُمَّ يَرْجِعَ إِلَى الْبَيْتِ فَيُفِيْضُ . (رواه مالك‘٩٠٦)

نافع رحمہ اللہ نے کہا: سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے خاندان کا ایک مرد آیا، اس کو مجبر کے نام سے یاد کیا جاتا تھا، اس نے طواف تو کیا تھا، نہ تو سر مونڈا اور نہ بال چھوٹے کیے اور یہ اس نے لاعلمی کی وجہ سے کیا تھا۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ وہ دوبارہ جائے اور سر منڈوائے یا بال چھوٹے کرائے اور

(٣٥١٢) بخاری: ١٧٢٢۔ مسلم: ١٣٠٧۔ نسائی: ٣٠٦٧۔ ابوداؤد: ١٩٨٣۔ ابن ماجه: ٣٠٥٠۔ احمد: ٢٨٢٨.

(٣٥١٣) ابوداؤد: ٢٠١٥۔ صحیح، البانی: ١٧٧٥.

دوبارہ جا کر بیت اللہ کا طواف کرے۔ (امام مالک)

٣٥١٥۔ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِيْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ رَجُلًا أَتَى الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ فَقَالَ إِنِّيْ أَفَضْتُ وَأَفَضْتُ مَعِي بِأَهْلِيْ ثُمَّ عَدَلْتُ إِلٰى شِعْبٍ فَذَهَبْتُ لأَدْنُوَمِنْ أَهْلِيْ فَقَالَتْ إِنِّي لَمْ أَقْصُرْمِنْ شَعْرِيْ بَعْدُ فَأَخَذْتُ مِنْ شَعْرِهَا بِأَسْنَانِيْ ثُمَّ وَقَعْتُ بِهَا فَضَحِكَ الْقَاسِمُ وَقَالَ مُرْهَافَلْتَأْخُذْ مِنْ شَعْرِهَا بِالْجَلَمَيْنِ قَالَ مَالِكُ أَسْتَحِبُّ فِيْ مِثْلِ هٰذَا أَنْ يُهْرِقَ دَمًا وَّذٰلِكَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ مَنْ نَسِيَ مِنْ نُسُكِهٖ شَيْئًافَلْيُهْرِقْ دَماً. (رواه مالك،٩٠٥)

ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن کہتے ہیں: ایک آدمی قاسم بن محمد کے پاس گیا اور اس نے کہا: میں نے طواف کیا اور میرے ساتھ میری اہلیہ نے بھی طواف کیا، پھر میں گھاٹی میں گیا اور میں نے اس سے جماع کرنا چاہا تو اس نے کہا: میں نے ابھی تک بال چھوٹے نہیں کیے۔ چنانچہ میں نے اپنے دانتوں سے اس کے بال کاٹ دیئے، پھر میں اس پر واقع ہوا۔تو قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس عورت کو حکم دے کہ وہ اپنے بال قینچی سے کتروائے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ان امور کی مثل میں مجھے یہ پسند ہے کہ قربانی دے اس لیے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جوشخص اپنے مناسک حج میں سے کوئی چیز بھول جائے تو وہ خون بہائے (قربانی دے)۔

شرح: ...... یہ آدمی طواف افاضہ کے بعد جماع کرنے لگا تو بیوی نے بتایا کہ اس نے ابھی بال نہیں کاٹے۔ اس نے دانتوں سے بیوی کے بال کاٹ دیئے یہ چونکہ خلاف معمول تھے اس لیے جناب قاسم رحمہ اللہ نے اسے دوبارہ بال کاٹنے کا کہا۔ چونکہ طواف افاضہ کے بعد بیوی حلال ہو جاتی ہے، جماع حلال تھا لیکن بال کاٹنے سے پہلے جماع ہوا تھا یہ اچھا نہ تھا مگر حدیث کی روشنی میں جناب قاسم نے فتویٰ دیا کہ اس تقدیم و تاخیر میں کوئی حرج نہیں، بس بال کاٹ لو، خون بہا دینے کا فتویٰ غیر قوی ہے۔ (شرح زرقانی:٢/٣٥١)

٣٥١٦۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ خَطَبَ النَّاسَ بِعَرَفَةَ وَعَلَّمَهُمْ أَمْرَالْحَجِّ وَقَالَ لَهُمْ فِيْمَا قَالَ إِذَا جِئْتُمْ مِنًى فَمَنْ رَّمَى الْجَمْرَةَ فَقَدْحَلَّ لَهٗ مَاحَرُمَ عَلَى الْحَاجِّ إِلَّا النِّسَاءَ وَالطِّيْبَ لَايَمَسَّ أَحَدٌنِسَاءً وَّلَاطِيْباً حَتّٰى يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ. (رواه مالك،٩٣٨)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرفات میں خطبہ دیا اور اس میں بیان کیا کہ کل تم جب منیٰ میں جا کر جمرے کو کنکریاں مارو تو تم پر احرام کی وجہ سے جو اشیاء حرام قرار پا چکی تھیں وہ سب اشیاء حلال ہو جائیں گی البتہ خوشبو لگانا اور عورتوں کو ہاتھ لگانا ممنوع رہے گا۔ بیت اللہ کا طواف کرنے تک کوئی شخص عورت سے ہم بستر ہو نہ خوشبو لگائے۔

(٣٥١٥) مؤطا: ٩٠٥. (٣٥١٦) مؤطا: ٩٣٨.

شــرح: ...... حج کی تمام پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں، صرف دو باقی رہتی ہیں: (۱) بیوی سے جماع نہیں کرسکتا، یہ طواف افاضہ کے بعد جائز ہوتا ہے۔ (۲) دوسری خوشبو نہ لگائے یہ احرام کھولنے سے پہلے لگا سکتا ہے۔ (شرح زرقانی: ۳۷۳/۲)

۳۵۱۷ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِذَا رَمَى الْجَمْرَةَ فَقَدْ حَلَّ لَهٗ كُلَّ شَيْئٍ إِلَّا النِّسَاءُ قِيْلَ وَالطِّيْبُ قَالَ أَمَّا أَنَا فَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَتَضَمَّخُ بِالْمِسْكِ أَفَطِيْبٌ هُوَ؟ (رواه النسائي ٣٠٨٤)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: صاحب احرام جب جمرے کو کنکریاں مارے تو اس کے لیے عورت کے سوا تمام اشیاء حلال ہو جاتی ہیں۔ ان سے کہا گیا: خوشبو بھی ممنوع رہتی ہے؟ تو انہوں نے کہا: میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو کستوری لگاتے دیکھا ہے۔ کیا وہ خوشبو ہے؟

شــرح: ...... ثابت ہوا کہ احرام باندھنے کے بعد خوشبو لگانا ان چیزوں میں شامل ہے جو منع ہیں، لیکن جب قربانی، حلق وغیرہ کر کے احرام کھولنے لگیں تو خوشبو لگانا جائز ہے۔ یہ اس صورت میں ہے جب طواف افاضہ احرام کھول کر کریں اگر طواف بمع احرام ہی کرنا ہو تو پھر خوشبو لگانا منع ہے، طواف افاضہ کے بعد بیوی بھی حلال ہو جاتی ہے۔ (تعلیقات: ۴۴/۲)

۳۵۱۸ــ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَتْ لَيْلَتِيَ الَّتِيْ يَصِيْرُ إِلَيَّ فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَسَاءَ يَوْمَ النَّحْرِ فَصَارَ إِلَيَّ وَدَخَلَ عَلَيَّ وَهْبُ ابْنُ زَمْعَةَ وَمَعَهٗ رَجُلٌ مِنْ آلِ أَبِيْ أُمَيَّةَ مُتَقَمِّصَيْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِوَهْبٍ هَلْ أَفَضْتَ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ﷺ انْزِعْ عَنْكَ الْقَمِيْصَ قَالَ فَنَزَعَهٗ مِنْ رَأْسِهٖ وَنَزَعَ صَاحِبُهٗ قَمِيْصَهٗ مِنْ رَأْسِهٖ ثُمَّ قَالَ وَلِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ إِنَّ هٰذَا يَوْمٌ رُخِّصَ لَكُمْ إِذَا أَنْتُمْ رَمَيْتُمُ الْجَمْرَةَ أَنْ تَحِلُّوْا يَعْنِيْ مِنْ كُلِّ مَا حُرِمْتُمْ مِنْهُ إِلَّا

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: وہ رات نوبت کی تھی جس میں رسول اللہ ﷺ میرے ہاں ٹھہرے تھے اور وہ قربانی کا دن تھا۔ آپ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو وہب بن زمعہ اور ایک آل ابو امیہ میں سے ایک اور آدمی میرے پاس قمیص پہن کر آئے۔

رسول اللہ ﷺ نے وہب کو فرمایا: کیا تو نے طواف افاضہ کیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: پھر قمیص اتار دے، تو اس نے سر کی طرف سے فوراً قمیص اتار دی اور اس کے دوسرے رفیق نے بھی سر کی طرف سے قمیص اتار دی۔ پھر اس نے سوال کیا، اے اللہ کے رسول! یہ ایسے کیوں ہے؟ آپ نے فرمایا: اس دن تمہیں رخصت دی گئی ہے کہ

(۳۵۱۷) نسائی: ۳۰۸۴۔ صحیح، البانی: ۲۸۸۹۔ ابن ماجہ: ۳۰۴۱۔ احمد: ۲۰۹۱.

النِّسَاءَ فَإِذَا أَمْسَيْتُمْ قَبْلَ أَنْ تَطُوْفُوْا هٰذَا الْبَيْتَ صِرْتُمْ حُرُماً كَهَيْئَتِكُمْ قَبْلَ أَنْ تَرْمُوا الْجَمْرَةَ حَتّٰى تَطُوْفُوْابِهِ . (رواه أبوداود'١٩٩٩)

جب تم جمرے پر رمی کرو تو تم حلال ہوجاتے ہو۔ یعنی عورتوں کے سوا ہر چیز جائز ہو جاتی ہے۔ اور جب رات آ جائے اس سے قبل کہ تم نے بیت اللہ کا طواف کیا ہو تو تم اس طرح احرام کے اندر لوٹ آ ؤ گے جیسا تم رمی کرنے سے پہلے تھے یہاں تک کہ تم طواف کرلو۔''

شرح: ......اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ جس نے قربانی کے دن میں شام سے پہلے کنکریاں مار لی ہوں، اسے احرام کھولنے کی اجازت ہے اور سوائے بیوی کے اس پر ہر چیز حلال ہے اور شام سے پہلے اگر طواف افاضہ کر لے تو پھر بیوی بھی حلال ہو جاتی ہے۔

اگر وہ قربانی کے دن کے غروب آفتاب سے پہلے طواف افاضہ کے لیے نہیں جا سکا تو اس کے لیے بغیر احرام کے رہنا جائز نہیں بلکہ یہ احرام میں ہو جائے اور احرام کی مکمل پابندیاں اس پر ہوں گی، وہ احرام کی حالت میں افاضہ کے لیے جائے اور افاضہ کے بعد احرام کھولے گا۔ (عون المعبود: ۲/ ۱۵۶)

٣٥١٩_ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ لاَيَطُوْفُ بِالْبَيْتِ حَاجٌّ وَلاَغَيْرُحَاجٍّ إِلَّاحَلَّ قُلْتُ لِعَطَاءٍ مِنْ أَيْنَ يَقُوْلُ ذٰلِكَ قَالَ مِنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى ﴿ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلٰى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ﴾ قَالَ قُلْتُ فَإِنَّ ذٰلِكَ بَعْدَ الْمُعَرَّفِ فَقَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ هُوَبَعْدَ الْمُعَرَّفِ وَقَبْلَهُ وَكَانَ يَأْخُذُ ذٰلِكَ مِنْ أَمْرِالنَّبِيِّ ﷺ حِيْنَ أَمَرَهُمْ أَنْ يَحِلُّوْا فِي حَجَّةِ الْوِدَاعِ . (رواه مسلم'١٢٤٥)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: بیت اللہ کا طواف حاجی اور غیر حاجی جب کر لے تو وہ حلال ہو جاتا ہے۔ عطاء کو کہا گیا: ابن عباس رضی اللہ عنہ کس دلیل سے ایسا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی دلیل سے: پھر اس ہدی کا حلال ہونا پرانے گھر کے پاس ہے۔ کہا گیا: یہ تو عرفات کے بعد کا حکم ہے۔ عطاء نے کہا: ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے تھے: یہ حکم عرفات جانے سے بعد کا بھی ہے اور پہلے کا بھی۔ رسول اللہ ﷺ کے اس حکم سے وہ دلیل پکڑتے جو آپ ﷺ نے انہیں حجۃ الوداع کے موقع پر احرام کھولنے کا دیا تھا۔

٣٥٢٠_ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حَسَّانَ الْأَعْرَجَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي الْهُجَيْمِ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا هٰذَا الْفُتْيَا الَّتِيْ قَدْ تَشَغَّفَتْ

ایک روایت ہے کہ بنو ہجیم کے ایک مرد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: یہ کیسے فتاویٰ ہیں جن کی وجہ سے لوگ وسوسے میں پڑ گئے ہیں کہ جو شخص بیت اللہ کا طواف کر لے تو وہ حلال ہو جاتا ہے؟

(٣٥١٩) مسلم: ١٢٤٥_ بخاری: ٤٣٩٦_ احمد: ٣١٧١.

(٣٥٢٠) مسلم: ١٢٤٤_ بخاری: ٤٣٩٦_ احمد: ٣١٧١.

أَوْتَشَعَّبَتْ بِالنَّاسِ أَنَّ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ فَقَدْ حَلَّ فَقَالَ سُنَّةُ نَبِيِّكُمْ ﷺ وَإِنْ رَغِمْتُمْ . (رواه مسلم، ١٢٤٤)

انہوں نے کہا: تمہارے نبی کریم ﷺ کی سنت ہے، اگرچہ تمہاری خواہشات کے خلاف ہی ہے۔

٣٥٢١۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، رَفَعَهُ: إِذَا أَهَلَّ الرَّجُلُ بِالْحَجِّ ثُمَّ قَدِمَ مَكَّةَ وَطَافَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقَدْ حَلَّ ، وَهِيَ عُمْرَةٌ . (رواه رزين)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت ہے: ''جس نے حج کے لیے احرام باندھا پھر مکہ میں آ کر بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا ومروہ کے درمیان سعی کی تو وہ حلال ہو جاتا ہے اور یہ اس کا عمرہ ہے۔''

٣٥٢٢۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَتْنِي حَفْصَةُ رضي الله عنها أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يَحْلِلْنَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ قَالَتْ حَفْصَةُ فَقُلْتُ مَايَمْنَعُكَ أَنْ تَحِلَّ قَالَ إِنِّي لَبَدْتُّ رَأْسِي وَقَلَّدْتُّ هَدْيِي فَلَا أَحِلُّ حَتّٰى أَنْحَرَ هَدْيِي . (رواه مسلم، ١٢٢٩)

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کو عمرہ ادا کرنے کے بعد حجۃ الوداع کے موقع پر احرام کھولنے کا حکم دیا تو میں نے عرض کی کہ آپ ﷺ کیوں احرام نہیں کھولتے؟ آپ نے فرمایا: میں نے اپنے سر کو لیپ کیا ہے اور قربانی کے جانور کے گلے میں قلادہ ڈالا ہے۔اس لیے ذبح کرنے سے پہلے میں احرام نہیں کھولوں گا۔''

٣٥٢٣۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ الْمَرْأَةُ الْمُحْرِمَةُ إِذَا حَلَّتْ لَمْ تَمْتَشِطْ حَتّٰى تَأْخُذَ مِنْ قُرُوْنِ رَأْسِهَا وَإِنْ كَانَ لَهَا هَدْيٌ لَمْ تَأْخُذْ مِنْ شَعْرِهَا شَيْئاً حَتّٰى تَنْحَرَ هَدْيَهَا . (رواه مالك، ٨٨٠)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جب عورت احرام کھولے تو وہ اپنے بالوں میں کنگھی نہ کرے یہاں تک کہ سر کے بالوں کو کترائے اور اس کے پاس قربانی کا جانور ہو تو وہ اپنے بال نہ کترائے یہاں تک کہ قربانی کو ذبح کر دے۔

شرح: ......مقصد یہ ہے کہ جس نے احرام کے باندھتے وقت قربانی ساتھ لی ہے، وہ حج قران کرے، جب تک قربانی ذبح نہ کرے اس سے پہلے احرام نہ کھولے۔ اگر قربانی نہیں تو پہلے عمرہ کرے، پھر آٹھ ذوالحج کو احرام باندھ کر حج کرے۔طواف افاضہ کے بعد انسان حلال ہو جاتا ہے، احرام کی پابندی ختم ہو جاتی ہے۔

٣٥٢٤۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَا يَبِيْتَنَّ أَحَدٌ مِّنَ الْحَاجِّ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی منقول ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کوئی حاجی منیٰ کی کسی بھی رات کو منیٰ کی

(٣٥٢١) رزين.
(٣٥٢٢) مسلم: ١٢٢٩۔ بخاری: ٥٩١٦۔ نسائی: ٢٧٨١۔ ابوداؤد: ١٨٠٦۔ ابن ماجہ: ٣٠٤٦۔ احمد: ٢٥٨٩٧۔ مؤطا: ٨٩٧.
(٣٥٢٣) مؤطا: ٨٨٠. (٣٥٢٤) مؤطا: ٩٢٦.

لَيَالِيَ مِنًي مِنْ وَرَاءِ الْعَقَبَةِ. (رواه مالك،٩٢٦) — گھاٹی کے پیچھے نہ گزارے۔

شرح: ......کمزور اور بیمار یا بکریوں کے چرواہے یا جنھوں نے پانی پلانے کا فریضہ ادا کرنا ہو، انہیں اجازت ہے کہ یہ منیٰ سے باہر رات گزار لیں، ان کے علاوہ کو پابند کیا جاتا تھا کہ منیٰ میں رات گزاریں، عقبہ کے پیچھے سے آنے کا اہتمام اس لیے کرتے تھے یہ مکہ کی طرف سے منیٰ میں آئیں، تو یہ منیٰ کی حد ہے۔ (شرح زرقانی: ۲/ ۳٦۸)

٣٥٢٥ــ عَنْ نَافِعٍ أَنَّهُ قَالَ زَعَمُوْا أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَبْعَثُ رِجَالًا يُدْخِلُوْنَ النَّاسَ مِنْ وَّرَاءِ الْعَقَبَةِ. (رواه مالك،٩٢٥)

نافع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ لوگوں کا گمان ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ چند آدمی متعین کر کے روانہ کرتے تھے جو لوگوں کو منیٰ کی گھاٹی کے پیچھے سے داخل کرتے تھے۔

٣٥٢٦ــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ ﷺ وَقَفَ بَيْنَ الْجَمْرَتَيْنِ فِي الْحَجَّةِ الَّتِي حَجَّ وَذٰلِكَ يَوْمُ النَّحْرِ، فَقَالَ: هٰذَا يَوْمُ الْحَجِّ الأَكْبَرِ. (للأوسط، والصغير،١١٠٢ بلين)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ قربانی کے دن دو جمروں کے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''یہ حج اکبر کا دن ہے۔''

٣٥٢٧ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِرَبِيْعَةَ بْنِ أُمَيَّةَ بْنِ خَلْفٍ يَوْمَ عَرَفَةَ: أُصْرُخْ: أَيُّهَا النَّاسُ تَدْرُوْنَ أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا؟ قَالُوا: الْحَجُّ الأَكْبَرُ. (للكبير مطولا)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ربیعہ بن امیہ بن خلف رضی اللہ عنہ کو عرفات کے دن فرمایا: بلند آواز سے کہو۔ اے لوگو! تم جانتے ہو آج کون سا دن ہے؟ تو لوگوں نے جواب دیا: حج اکبر کا دن ہے۔''

٣٥٢٨ــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ الْعَبَّاسَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اسْتَأْذَنَ النَّبِيَّ ﷺ لِيَبِيْتَ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى مِنْ أَجْلِ سِقَايَتِهِ فَأَذِنَ لَهُ. (رواه البخاري،١٧٤٥)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی کہ وہ منیٰ کی راتوں میں حجاج کو پانی پلانے کے لیے مکہ میں ٹھہریں تو آپ ﷺ نے ان کو اجازت دے دی۔

٣٥٢٩ــ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي حَرِيْزٌ أَوْ

ابن جریج نے کہا مجھے حریز یا ابوحریز نے بتایا کہ اس نے

(٣٥٢٥) مؤطا: ٩٢٥.

(٣٥٢٦) طبرانی اوسط، صغير: ١١٠٢ـ وفيه، يعقوب بن عطاء ضعفه احمد، والجمهور ووثقه ابن حبان، هيثمى: ٥٩٠٩.

(٣٥٢٧) طبرانی كبير ورجاله ثقات، هيثمى: ٥٦٤٠.

(٣٥٢٨) بكارى: ١٧٤٥ـ مسلم: ١٣١٥ـ ابوداؤد: ١٩٥٩ـ ابن ماجه: ٣٠٦٥ـ احمد: ٥٥٨١ـ دارمى: ١٩٤٣.

(٣٥٢٩) ابوداؤد: ١٩٥٨ـ ضعيف، البانى: ٤٢٥.

أَبُـوْحَـرِيْزٍأَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ فَرُّوْخٍ يَسْأَلُ ابْنَ عُمَرَقَالَ إِنَّا نَتَبَايَعُ بِأَمْوَالِ النَّاسِ فَيَـأْتِـيْ أَحَدُنَا مَكَّةَ فَيَبِيْتُ عَلَى الْمَالِ فَقَالَ أَمَّـا رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَبَـاتَ بِـمِنًى وَظَلَّ . (رواه أبو داود'١٩٥٨)

عبدالرحمٰن بن فروخ کو سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کرتے سنا کہ ہم لوگوں سے مال خریدتے ہیں اور ہم میں سے کوئی شخص مکہ میں جا کر رات کو مال کی نگرانی کرتا ہے تو انہوں نے جواب میں کہا: رسول اللہ ﷺ تو رات کو منٰی میں ہی ہمیشہ ٹھہرتے تھے۔

٣٥٣٠۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: رُخِّصَ لِأَهْلِ السِّقَـايَةِ وَأَهْـلِ الْـحِجَابَةِ أَنْ يَبِيْتُوْا بِمَكَّةَ لَيَـالِـيَ مِـنًـى . (يَـعْنِيْ الْعَبَّاسَ وَآلَ شَيْبَةَ) (رواه الطبراني في الكبير بلين)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پانی پلانے والے اور کعبہ کی دربانی کرنے والوں کو رخصت دی گئی ہے کہ وہ منیٰ کی راتیں مکہ مکرمہ میں ٹھہر سکتے ہیں یعنی عباس اور آل شیبہ کو۔

٣٥٣١۔ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَـطَـاءِ بْـنِ أَبِـيْ رَبَـاحٍ أَنَّهٗ سَمِعَهٗ يَذْكُرُ أَنَّهٗ أُرْخِـصَ لِلرِّعَاءِ أَنْ يَرْمُوْا بِاللَّيْلِ يَقُوْلُ فِي الـزَّمَـانِ الْأَوَّلِ قَالَ مَالِكٌ تَفْسِيْرُ الْحَدِيْثِ الَّـذِيْ أَرْخَـصَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِـرِعَاءِ الْإِبِـلِ فِـيْ تَـأْخِيْـرِرَمْيِ الْجِمَارِ فِيْمَا نَرٰى وَالـلّٰـه أَعْـلَـمُ أَنَّهُـمْ يَرْمُوْنَ يَوْمَ النَّحْرِفَإِذَا مَـضَى الْيَوْمُ الَّذِيْ يَلِيْ يَوْمَ النَّحْرِ رَمَوْامِنَ الْغَدِ وَذٰلِكَ يَوْمُ النَّفْرِ الْأَوَّلِ فَيَرْمُوْنَ لِلْيَوْمِ الَّـذِيْ مَـضٰى ثُمَّ يَرْمُوْنَ لِيَوْمِهِمْ ذٰلِكَ لِأَنَّهٗ لَايَـقْـضِيْ أَحَدٌ شَيْئاً حَتّٰى يَجِبَ عَلَيْهِ فَإِذَا وَجَبَ عَلَيْهِ وَمَضٰى كَانَ الْقَضَاءُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَـإِنْ بَـدَا لَهُـمُ النَّفْرُ فَقَدْ فَرَغُوْا وَإِنْ أَقَامُوْا إِلَـى الْـغَدِ رَمَوْامَعَ النَّاسِ يَوْمَ النَّفْرِ الْآخِرِ

امام مالک، یحیٰ بن سعید سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عطاء بن ابی رباح سے سنا کہ وہ حاجی جو چرواہے تھے انہیں پہلے زمانے میں رات کے وقت جمرات کو کنکریاں مارنے کی اجازت دی گئی تھی۔ امام مالک اس حدیث میں تفسیر میں کہتے ہیں: یہ لوگ قربانی کے دن کنکریاں ماریں۔ پھر عید سے دوسرا دن جب گزر جائے تو اس سے اگلے دن وہ جمرات کو کنکریاں ماریں اور یہ کوچ کرنے کا پہلا دن ہے۔ اوراس دن وہ گذشتہ دن کی بطور قضا کنکریاں ماریں۔ اس لیے کہ کوئی شخص قضاء تب ہی کرتا ہے جب اس پر کوئی چیز واجب ہو، جب اس پر واجب ہو جائے اور ادا کرنے کا وقت گزر جائے تو پھر قضاء اس کے بعد کرتا ہے۔ پس ان لوگوں کی خواہش ہو کوچ کرنے کی تو اب وہ فارغ ہیں اور جاسکتے ہیں اور اگر وہ آئندہ دن تک وہاں ٹھہریں گے تو کوچ کرنے کے آخری دن میں لوگوں کے ساتھ وہ بھی کنکریاں ماریں گے۔ اور پھر

(٣٥٣٠) طبراني كبير وفيه ليث بن ابى سليم وهو ثقة ولكنه مدلس، هيثمى: ٥٦٢٠.
(٣٥٣١) مؤطا: ٩٣٦.

وَنَفَرُوْا. (رواه مالك،٩٣٦)

رخصت ہوں گے۔

٣٥٣٢ــــ عَنْ أَبِي الْبَدَّاحِ بْنِ عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِرِعَاءِ الإِبِلِ فِي الْبَيْتُوْتَةِ أَنْ يَرْمُوْا يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ يَجْمَعُوْا رَمْيَ يَوْمَيْنِ بَعْدَ يَوْمِ النَّحْرِ فَيَرْمُوْنَهُ فِي أَحَدِهِمَا قَالَ مَالِكٌ ظَنَنْتُ أَنَّهُ قَالَ فِي الأَوَّلِ مِنْهُمَا ثُمَّ يَرْمُوْنَ يَوْمَ النَّفْرِ. (رواه الترمذي،٩٥٥)

ابو بداح بن عاصم سے روایت ہے، وہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اونٹوں کے چرواہوں کو منی سے باہر رات گزارنے کی اجازت دی اور اس کی بھی اجازت دی کہ عید کے دن کنکریاں ماریں۔ پھر عید کے دن کے بعد دو دن کی کنکریاں جمع کر کے دو ایام میں سے کسی ایک دن میں ماریں گے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میرا گمان ہے کہ دو ایام میں سے اول میں وہ رمی کریں اور پھر وہ نفیر عام دن کنکریاں ماریں گے۔“

٣٥٣٣ــــ عَنْ أَبِي الْبَدَّاحِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَرْخَصَ لِلرِّعَاءِ أَنْ يَتَعَاقَبُوْا فَيَرْمُوْا يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ يَدَعُوْا يَوْماً وَّلَيْلَةً ثُمَّ يَرْمُوا الْغَدَ. (رواه أحمد،٢٣٢٦٥)

عاصم بن عدی روایت ہے: آپ ﷺ نے مویشی چرانے والوں کو اجازت دی کہ وہ ایک دن جمروں پر کنکر ماریں اور ایک دن نہ ماریں، تیسرے دن پھر کنکریاں ماریں۔

شرح: ......ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ پہلے دن کی کنکریاں جو کہ جمرہ عقبہ کی ہیں، سب ماریں، تندرست ہو، بیمار ہو، عورت ہو مرد ہو، مصروف ہو نہ مصروف ہو، مگر اس کے بعد گیارہ اور بارہ کی جمع کر سکتے ہیں، اس کی دو صورتیں ہیں، گیارہ کے دن ہی بارہ کی مار لیں، یا گیارہ کی نہ ماریں بارہ کو اکٹھی مار لیں۔

یہ اجازت ان کے لیے ہے جو معذور، بیمار، حاجت مند یا سخت مصروف ہوں، عام اجازت نہیں، باقی لوگ وہ اپنے وقت پر ہی ماریں، ہاں تیرہ تاریخ کی سب کو اجازت ہے، مارنا چاہیں تو مار لیں، نہ مارنا چاہیں تو نہ ماریں، پہلے نکل آئیں مگر ایک شرط ہے کہ بارہ تاریخ کی کنکریاں مار کر غروب آفتاب سے پہلے نکل آئیں، اگر بارہ تاریخ کا غروب آفتاب منیٰ میں ہی ہوگیا ہو تو پھر تیرہ کی مار کر آئیں۔ (مرعاۃ: ٧/١٥٠)

(٣٥٣٢) ترمذی: ٩٥٥۔ صحیح، البانی: ٧٦٣۔ نسائی: ٣٠٦٩۔ ابوداود: ١٩٧٦۔ ابن ماجہ: ٣٠٣٧۔ احمد: ٢٣٢٦٢۔ مؤطا: ٩٣٥۔ دارمی: ١٨٩٧.

(٣٥٣٣) احمد: ٢٣٢٦٥۔ ترمذی: ٩٥٥۔ مؤطا: ٩٣٥۔ ابوداود: ١٧٥٣۔ ابن ماجہ: ٣٠٩٧۔ احمد: ٣٥١٥۔ دارمی: ١٩١٢.

اَلْهَدْیُ

قربانی کے جانور کا بیان

٣٥٣٤۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الظُّهْرَبِذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ دَعَا بِنَاقَتِهٖ فَأَشْعَرَهَافِي صَفْحَةِ سَنَامِهَا الأَيْمَنِ وَسَلَتَ الدَّمَ وَقَلَّدَهَا نَعْلَيْنِ ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهٗ فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِهٖ عَلَى الْبَيْدَاءِ أَهَلَّ بِالْحَجِّ . (رواه مسلم، ١٢٤٣)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز ظہر مقام ذوالحلیفہ میں ادا کی، پھر قربانی کی اونٹنی منگوائی اور اس کی کوہان کے دائیں کنارے کی طرف علامت لگائی اور اس کا خون مَل دیا اور دو جوتوں کا قلادہ اس کے گلے میں ڈالا، پھر آپ ﷺ اپنی سواری پر سوار ہوئے۔ جب آپ کی سواری مقام بیداء پر چڑھ گئی تو آپ ﷺ نے حج کے لیے لبیک کہا اور نیت کی۔

شرح: ...... ہدی، وہ قربانی ہے، جسے مکہ لے جایا جائے۔ اس قربانی کے گلے میں قلادہ ڈالا جائے اور اس کی دائیں جانب معمولی زخمی کیا جائے کہ خون بہہ جائے، پھر خون صاف کر دیا جائے یہ علامت ہوتی ہے کہ یہ کعبہ میں ذبح ہونے والی قربانی ہے۔ بعض یہ نشانی لگانے سے منع کرتے ہیں کہ یہ مثلہ ہے، یہ موقف درست نہیں۔ مثلہ میں تو اعضاء کاٹ دیئے جاتے ہیں یہ تو معمولی زخم ہوتا ہے اور پھر نبی اکرم ﷺ نے خود یہ نشانی لگائی ہے۔ (عون المعبود: ٢/٨٠)

٣٥٣٥۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَفْتِلُ الْقَلَائِدَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَيُقَلِّدُ الْغَنَمَ وَيُقِيْمُ فِيْ أَهْلِهٖ حَلَالًا . (رواه البخاري، ١٧٠٢)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں خود نبی کریم ﷺ کے لیے قلادے کی رسی بناتی تھی۔ آپ ﷺ بکری کے گلے میں اسے ڈال دیتے اور بغیر احرام اپنے گھر میں رہتے تھے۔

٣٥٣٦۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَتَلْتُ قَلَائِدَ بُدْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِيَدَيَّ ثُمَّ قَلَّدَهَا وَأَشْعَرَهَا وَ وَجَّهَهَا إِلَى الْبَيْتِ وَبَعَثَ بِهَا وَأَقَامَ فَمَا حَرُمَ عَلَيْهِ شَيْءٌ كَانَ لَهٗ حَلَالًا .

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے قربانی کے اونٹ کے لیے قلادہ کی رسی تیار کی پھر آپ ﷺ نے اس کو علامت لگائی اور اسے بیت اللہ کی طرف روانہ کر دیا لیکن خود مدینہ میں ہی رہے اور جو چیز آپ کے لیے حلال تھی

(٣٥٣٤) مسلم: ١٢٤٣۔ بخاری: ١٥٤٥۔ ترمذی: ٩٠٦۔ نسائی: ٢٧٩١۔ ابوداؤد: ١٧٥٢۔ ابن ماجه: ٣٠٩٧۔ احمد: ٣٥١٥۔ دارمی: ١٩١٢.

(٣٥٣٥) بخاری: ١٧٠٣۔ مسلم: ١٣٢١۔ نسائی: ٢٧٨٤۔ ابوداؤد: ١٧٥٧۔ ابن ماجه: ٣٠٩٨۔ احمد: ٢٥٧٢٧۔ مؤطا: ٧٦٢۔ دارمی: ١٩٣٦.

(٣٥٣٦) نسائی: ٢٧٨٣۔ صحیح، البانی: ٢٦٠٨۔ بخاری: ٥٥٦٦۔ مسلم: ١٣٢١۔ ترمذی: ٩٠٩۔ ابوداؤد: ١٧٥٩۔ ابن ماجه: ٣٠٠٩۔ احمد: ٢٥٧٢٧۔ مؤطا: ٧٦٢۔ دارمی: ١٩٣٦.

(رواه النسائي، ٢٧٨٣)

محض قربانی بھیجنے سے وہ حرام نہ ہوئی۔

٣٥٣٧۔ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ ابْنَ زِيَادٍ كَتَبَ إِلٰى عَائِشَةَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ مَنْ أَهْدٰى هَدْياً حَرُمَ عَلَيْهِ مَا يَحْرُمُ عَلَى الْحَاجِّ حَتّٰى يُنْحَرَ الْهَدْيُ وَقَدْ بَعَثْتُ بِهَدْيِي فَاكْتُبِيْ إِلَيَّ بِأَمْرِكِ قَالَتْ عَمْرَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ لَيْسَ كَمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَافَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِيَدَيَّ ثُمَّ قَلَّدَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ ثُمَّ بَعَثَ بِهَامَعَ أَبِيّ فَلَمْ يَحْرُمْ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شَيْءٌ أَحَلَّهُ اللّٰهُ لَهٗ حَتّٰى نُحِرَ الْهَدْيُ. (رواه مسلم، ١٣٢١)

''زیاد بن ابی سفیان نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو لکھا کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جو شخص قربانی حرم کو روانہ کرے تو جانور ذبح کیے جانے تک اس پر وہ چیزیں حرام رہیں گی جو حاجیوں کے لیے حرام ہوتی ہیں اور میں نے جانور روانہ کر دیا ہے۔ تو آپ اپنی رائے مجھے لکھ بھیجیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یہ مسئلہ اس طرح نہیں جیسا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کے جانور کے لیے قلادہ کی رسی تیار کی تھی اور آپ ﷺ نے اپنے جانور کے گلے میں ڈال کر میرے والد کے ساتھ اس کو مکہ روانہ کیا تھا اور اس کے ذبح ہونے تک آپ ﷺ پر کوئی چیز ممنوع نہیں تھی۔ جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر حلال کی تھی۔

٣٥٣٨۔ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْهُدَيْرِ أَنَّهٗ رَأٰى رَجُلاً مُتَجَرِّداً بِالْعِرَاقِ فَسَأَلَ النَّاسَ عَنْهُ فَقَالُوْا إِنَّهٗ أَمَرَ بِهَدْيِهِ أَنْ يُقَلَّدَ فَلِذٰلِكَ تَجَرَّدَ قَالَ رَبِيْعَةُ فَلَقِيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ فَذَكَرْتُ لَهٗ ذٰلِكَ فَقَالَ بِدْعَةٌ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ. (رواه مالك، ٧٦٤)

ربیعہ بن عبد اللہ نے عراق میں ایک آدمی دیکھا جس نے سلے ہوئے کپڑے اتار رکھے تھے اور بحالت احرام تھا۔ انہوں نے لوگوں سے پوچھا تو لوگوں نے کہا: اس نے قربانی کے جانور کے گلے میں قلادہ ڈالنے کا حکم دیا ہے اور اسی وجہ سے کپڑے اتارے ہوئے ہیں۔ راوی نے کہا: میں عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان کے سامنے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا: کعبہ کے رب کی قسم! یہ بدعت ہے۔

٣٥٣٩۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهٗ كَانَ إِذَا أَهْدٰى هَدْياً مِنَ الْمَدِيْنَةِ قَلَّدَهٗ وَأَشْعَرَهٗ بِذِي الْحُلَيْفَةِ يُقَلِّدُهٗ قَبْلَ أَنْ يُشْعِرَهٗ وَذٰلِكَ فِيْ مَكَانٍ وَّاحِدٍ وَهُوَ مُوَجَّهٌ لِلْقِبْلَةِ يُقَلِّدُهٗ

نافع بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ جب مدینہ سے قربانی کا جانور ساتھ لیتے تو اس کو علامت لگاتے اور اس کے گلے میں قلادہ ڈالتے۔ جب مقام ذوالحلیفہ میں پہنچتے تو قلادہ پہلے ڈالتے اور پھر شعار کرتے اور ہر دو کام ایک جگہ ہی کرتے تھے اور منہ

(٣٥٣٧) مسلم: ١٣٢١۔ ترمذی: ٩٠٩۔ ابوداؤد: ١٧٥٩۔ ابن ماجه: ٣٠٩٨۔ نسائی: ٢٧٩٧۔ مؤطا: ٧٦٤۔ دارمی: ٢٧٣٨.
(٣٥٣٨) مؤطا: ٧٦٤. (٣٥٣٩) مؤطا: ٨٥٤.

بِـنَعْلَيْنِ وَيُشْعِرُهٗ مِنَ الشِّقِّ الأَيْسَرِ ثُمَّ يُسَاقُ مَـعَـهٗ حَتّٰـى يُـوْقَفَ بِهٖ مَعَ النَّاسِ بِعَرَفَةَ ثُمَّ يَدْفَعُ بِهٖ مَعَهُمْ إِذَا دَفَعُوْا فَإِذَا قَدِمَ مِنًى غَدَاةَ الـنَّـحْـرِ نَحَرَهُ قَبْلَ أَنْ يَحْلِقَ أَوْيُقَصِّرَ وَكَانَ هُـوَ يَـنْـحَـرُ هَـدْيَـهٗ بِيَـدِهٖ يَصُفُّهُنَّ قِيَـامـاً وَيُـوَجِّهُهُـنَّ إِلَـى الْـقِبْـلَةِ ثُـمَّ يَـأْكُـلُ وَيُطْعِمُ . (رواه مالك‘٨٥٤)

کعبہ کی طرف کر کے دو جوتوں کا قلادہ ڈالتے اور جانور کے بائیں طرف سے خون نکال کر شعار کرتے۔ پھر اس کو اپنے ساتھ رکھتے، عرفات میں بھی ساتھ لے جاتے اور وہاں سے لوٹتے وقت بھی لوگوں کے سامنے اس کو لے کر آتے اور جب منیٰ میں آتے تو قربانی کے دن اول وقت میں اپنا سر مونڈنے یا کترانے سے پہلے ذبح کرتے اور وہ اپنے قربانی کے جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرتے تھے، ان کا منہ قبلہ کی طرف کر کے صف بنا کر کھڑا کرتے پھر خود بھی کھاتے اور کھلاتے بھی۔

٣٥٤٠ـــ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَكَانَ إِذَا طَـعَـنَ فِـيْ سَنَامِ هَدْيِهٖ وَهُوَيُشْعِرُهٗ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ . (رواه مالك‘٨٥٥)

نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جب اونٹ کی کوہان میں شعار کرنے کے لیے نیزہ مارتے تو کہتے: بسم اللہ واللہ اکبر ''اللہ کے نام سے اللہ سب سے بڑا ہے۔'' (امام مالک)

٣٥٤١ـ عَنْ أَبِي السَّائِبِ قَالَ كُنَّاعِنْدَ وَكِيْعٍ فَـقَـالَ لِـرَجُـلٍ عِـنْدَهٗ مِمَّنْ يَنْظُرُفِي الرَّأْيِ أَشْـعَـرَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَيَقُوْلُ أَبُوْحَنِيْفَةَ هُوَ مُثْـلَةٌ قَالَ الرَّجُلُ فَإِنَّهٗ قَدْ رُوِيَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ الـنَّـخْعِيِّ أَنَّهٗ قَالَ الإِ شْعَارُ مُثْلَةٌ قَالَ فَرَأَيْتُ وَكِيْعاً غَضِبَ غَضَباً شَدِيْداً وَقَالَ أَقُوْلُ لَكَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَتَقُوْلُ قَالَ إِبْرَاهِيْمُ مَا أَحَـقَّكَ بِأَنْ تُحْبَسَ ثُمَّ لَا تُخْرَجَ حَتّٰى تَنْزِعَ عَنْ قَوْلِكَ هٰذَا . (رواه الترمذي‘٩٠٦)

وکیع رحمہ اللہ نے اس آدمی کو کہا جو اصحاب رائے میں سے تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے جانور کو اشعار کیا ہے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ مثلہ ہے۔ تو اس آدمی نے کہا کہ ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ اشعار کرنا مثلہ ہے تو اس جواب پر وکیع کو بہت غصہ آیا اور انہوں نے کہا: میں تجھے کہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے اشعار کیا ہے اور تو کہتا ہے کہ ابراہیم نے کہا ہے۔ میں تجھے اس بات کا مستحق سمجھتا ہوں کہ تجھے قید کیا جائے اور اس وقت تک قید سے نہ نکالا جائے جب تک تو اس قول سے تائب نہ ہو جائے۔

شرح:......١۔ ان احادیث سے یہ ثابت ہوا کہ حرم کی طرف قربانی بھیجنا مستحب ہے، اگر چہ خود نہ بھی جائیں۔
٢۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی رائے تھی کہ ایک آدمی کعبہ میں قربانی بھیجتا ہے اور خود نہیں جاتا تو احرام باندھے، جو

(٣٥٤٠) مؤطا: ٨٥٥.

(٣٥٤١) ترمذی: ٩٠٦۔ صحیح، البانی: ٧٢١۔ بخاری: ١٥٤٥۔ مسلم: ١٢٤٣۔ نسائی: ٢٧٩١۔ ابوداؤد: ١٧٥٢۔ ابن ماجه: ٣٠٩٧۔ احمد: ٣٥١٥۔ دارمی: ١٩١٢۔

پابندیاں حالت احرام میں ایک حاجی پر عائد ہوتی ہیں وہ اس وقت تک ان کا پابند رہے جب تک قربانی وہاں ذبح نہیں ہو جاتی۔ یہ احادیث اس موقف کی تردید کرتی ہیں، قربانی بھیجنے والے پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں، وہ عام حالات کی مانند رہے، اسی لیے ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کی سخت تردید فرمائی اور اسے خلاف سنت قرار دے کر بدعت کہا۔ (مرعاۃ: ۷/۳۳)

٣٥٤٢۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا نَتَمَتَّعُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِالْعُمْرَةِ فَنَذْبَحُ الْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ نَشْتَرِكُ فِيْهَا. (رواہ مسلم‘١٣١٨)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ عمرہ کرنے کا فائدہ اٹھاتے اور پھر گائے میں سات افراد شریک ہو کر قربانی کرتے تھے۔

٣٥٤٣۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَحَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ الْبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ. (رواہ مسلم‘١٣١٨)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے سال ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک اونٹ میں بھی سات افراد اور ایک گائے میں بھی سات افراد شریک ہو کر قربانی کی۔

٣٥٤٤۔ عَنْ حُجَيَّةَ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ الْبَقَرَةُ عَنْ سَبْعَةٍ قُلْتُ فَإِنْ وَلَدَتْ قَالَ اذْبَحْ وَلَدَهَا مَعَهَا قُلْتُ فَالْعَرْجَاءُ قَالَ إِذَا بَلَغَتِ الْمَنْسَكَ قُلْتُ فَمَكْسُوْرَةُ الْقَرْنِ قَالَ لَابَأْسَ أُمِرْنَا أَوْ أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَيْنِ وَالأُذُنَيْنِ. (رواہ الترمذي‘١٥٠٣)

جحیہ بن عدی روایت کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: گائے سات افراد کی طرف سے قربانی دی جاسکتی ہے۔ راوی نے کہا: میں نے پوچھا اگر بچہ پیدا ہوجائے تو کیا کیا جائے؟ انہوں نے کہا: اس کو بھی اس کے ساتھ ہی ذبح کر دو۔ میں نے کہا: لنگڑا جانور ہو تو کیا حکم ہے؟ انہوں نے کہا: جائز ہے، اگر وہ قربان گاہ تک با آسانی چل کر چلا جائے۔ میں نے پوچھا: جس کا سینگ ٹوٹا ہو؟ انہوں نے کہا: اس کا کوئی حرج نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو آنکھیں اور کان دیکھنے کا حکم دیا ہے۔

(٣٥٤٢) مسلم: ١٣١٨۔ بخاری: ٣٥٦٠۔ ترمذی: ١٥٠٢۔ نسائی: ٤٣٩٣۔ ابوداؤد: ٢٨٠٩۔ ابن ماجه: ٣١٣٢۔ احمد: ١٤٨٣٥۔ مؤطا: ١٠٤٩۔ دارمی: ١٩٥٦.

(٣٥٤٣) مسلم: ١٣١٨۔ بخاری: ٣٥٦٠۔ ترمذی: ١٥٠٢۔ نسائی: ٤٣٩٣۔ ابوداؤد: ٢٨٠٩۔ ابن ماجه: ٣١٣٢۔ احمد: ١٤٨٣٥۔ مؤطا: ١٠٤٩۔ دارمی: ١٩٥٦.

(٣٥٤٤) ترمذی: ١٥٠٣۔ حسن، البانی: ١٢١٥۔ نسائی: ٤٣٧٦۔ ابوداؤد: ٢٨٠٤۔ ابن ماجه: ٣١٤٣.

٣٥٤٥ــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَبَحَ عَمَّنِ اعْتَمَرَمِنْ نِسَائِهِ بَقَرَةً بَيْنَهُنَّ. (رواه أبوداود،١٧٥١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی ان ازواج مطہرات کی طرف سے، جنہوں نے عمرہ کیا تھا، ایک گائے کی قربانی ذبح کی۔

٣٥٤٦ــ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَحَرَعَنْ آلِ مُحَمَّدٍ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ بَقَرَةً وَّاحِدَةً. (رواه أبوداود: ١٧٥٠)

سیدہ کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آل محمد ﷺ کی طرف سے رسول اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع میں ایک گائے کی قربانی دی۔

شرح: ......ا۔اونٹ اور گائے کی قربانی میں سات افراد شریک ہو سکتے ہیں۔اونٹ کی قربانی میں دس والی بات بھی حسن درجہ کی ہے۔

۲۔ حج تمتع یا حج قران میں جو قربانی پڑتی ہے، اس میں بھی اگر بکرا نہ ہو، اونٹ یا گائے ہو تو اس میں بھی شراکت کے طور پر تمتع والا حصہ ڈال سکتا ہے۔

۳۔ بیوی یا اہل خانہ کو علم نہ ہو اور ان کی اجازت بھی نہ ہو تو قربانی میں انہیں شریک کرنا جائز ہے۔(مرعاۃ: ۷/ ۲۹)

٣٥٤٧ــ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ لِبَنِيْهِ يَا بُنَيَّ لاَيُهْدِيَنَّ أَحَدُكُمْ مِنَ الْبُدْنِ شَيْئاً يَسْتَحْيِيْ أَنْ يُهْدِيَهُ لِكَرِيْمِهِ فَإِنَّ اللّٰهَ أَكْرَمُ الْكُرَمَاءِ وَأَحَقُّ مَنِ اخْتِيْرَلَهُ. (رواه مالك،٨٦١)

عروہ اپنے بیٹوں کو کہتے تھے: تم میں سے اللہ تعالیٰ کے لیے حج کا ایسا اونٹ کوئی نہ دے جس کو کسی بڑے آدمی کو تحفہ دیتے شرماتا ہو۔اللہ تعالیٰ سب بڑوں سے بڑا ہے اور وہ زیادہ حقدار ہے کہ اس کے لیے اچھی چیز اختیار کی جائے۔

شرح: ......قربانی چونکہ اللہ کی نشانی ہے اس لیے اس کا اہتمام کرنے، اسے موٹا تازہ کرنے اور اس پر توجہ دینے کی تلقین ہے، اس سے ایک تو اللہ کی نشانی کی عظمت ہے دوسرا قربانی کرنے والے کے اخلاص کی علامت ہے۔(شرح زرقانی: ۲/ ۳۲۷)

٣٥٤٨ــ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُوْلَ

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مقام

(٣٥٤٥) ابوداؤد: ١٧٥١۔ صحیح البانی: ١٥٤٠۔ ابن ماجہ: ٣١٣٣.

(٣٥٤٦) ابوداؤد: ١٧٥٠۔ صحیح، البانی: ١٥٣٩۔ بخاری: ٧٢٢٩۔ مسلم: ١٢١٢۔ ترمذی: ٩٤٥۔ نسائی: ٢٩٩٠۔ ابن ماجہ: ٣١٣٥۔ احمد: ٢٥٨١٢۔ مؤطا: ٩٤٣۔ دارمی: ١٩٠٤.

(٣٥٤٧) مؤطا: ٨٦١.

(٣٥٤٨) مؤطا: ٩٠٦.

اللّٰهِ ﷺ قَالَ بِمِنىً هٰذَا الْمَنْحَرُ وَكُلُّ مِنًى مَنْحَرٌ وَقَالَ فِي الْعُمْرَةِ هٰذَا الْمَنْحَرُ يَعْنِي الْمَرْوَةَ وَكُلُّ فِجَاجِ مَكَّةَ وَطُرُقِهَا مَنْحَرٌ. (لمالك)

منیٰ میں فرمایا: یہ جگہ قربانی ذبح کرنے کی ہے اور منیٰ سب ہی ذبح کرنے کا مقام ہے ۔اور عمرہ میں فرمایا: ''یہ مروہ ذبح کرنے کی جگہ ہے اور مکہ کی تمام گلیاں اور اس کے راستے عمرہ والوں کے لیے قربانی کی جگہ ہیں۔''

٣٥٤٩۔عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ مَنْ نَذَرَ بَدَنَةً فَإِنَّهُ يُقَلِّدُهَا نَعْلَيْنِ وَيُشْعِرُهَا ثُمَّ يَنْحَرُهَا عِنْدَ الْبَيْتِ أَوْ بِمِنًى يَوْمَ النَّحْرِ لَيْسَ لَهَا مَحِلٌّ دُوْنَ ذٰلِكَ وَمَنْ نَذَرَ جَزُوْرًا مِنَ الإِبِلِ أَوِ الْبَقَرِ فَلْيَنْحَرْهَا حَيْثُ شَاءَ. (رواه مالك،٨٩٩)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جس نے کعبہ روانہ کرنے کے لیے جانور نذر کیا تو وہ اس کے گلے میں دو جوتوں کا قلادہ ڈالے اور اسے شعار کرے، پھر اس کو بیت اللہ کے پاس یا منیٰ میں قربانی کے دن ذبح کر دے۔ اس کے لیے اس کے سوا دوسری کوئی جگہ ذبح کرنے کی نہیں ہے اور جس نے اونٹ یا گائے کی نذر مطلق مانی تو وہ جہاں چاہے ذبح کر دے۔

٣٥٥٠۔عَنْ غُرْفَةَ بْنِ الْحَارِثِ الْكِنْدِيِّ قَالَ شَهِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَأُتِيَ بِالْبُدْنِ فَقَالَ ادْعُوْا لِي أَبَا حَسَنٍ فَدُعِيَ لَهُ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ لَهُ خُذْ بِأَسْفَلِ الْحَرْبَةِ وَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِأَعْلَاهَا ثُمَّ طَعَنَا بِهَا فِي الْبُدْنِ فَلَمَّا فَرَغَ رَكِبَ بَغْلَتَهُ وَأَرْدَفَ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ. (رواه أبوداود،١٧٦٦)

غرفہ بن الحارث الکندی رضی اللہ عنہ نے کہا میں حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہوا ہوں۔ جب قربانی کے اونٹ لائے گئے تو آپ نے فرمایا ابوالحسن رضی اللہ عنہ کو میرے پاس بلا لاؤ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس بلائے گئے۔آپ ﷺ نے فرمایا: نیزے کا نیچے کا دستہ پکڑو اور آپ ﷺ نے نیزے کا اوپر کا دستہ پکڑا، پھر اس کے ساتھ دونوں نے اونٹوں کو نحر کیا۔جب اس کام سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ اپنے خچر پر سوار ہوئے اور علی رضی اللہ عنہ کو پیچھے بٹھا لیا۔

٣٥٥١۔عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ وَأَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَابِطٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَصْحَابَهُ كَانُوْا يَنْحَرُوْنَ الْبَدَنَةَ مَعْقُوْلَةَ الْيُسْرٰى قَائِمَةً عَلٰى مَابَقِيَ مِنْ قَوَائِمِهَا. (رواه أبوداود، ١٧٦٧)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب قربانی کے اونٹوں کو بائیں گھٹنے سے باندھ کر نحر کرتے تھے جب کے وہ بقیہ تین پاؤں پر کھڑے ہوتے تھے۔

(٣٥٤٩) مؤطا: ٨٩٩.

(٣٥٥٠) ضعیف، البانی: ٣٨٧۔ ابوداؤد: ١٧٦٦.

(٣٥٥١) ابوداؤد: ١٧٦٧۔ صحیح، البانی: ١٥٥٣.

٣٥٥٢۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّانَحَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بُدْنَهُ فَنَحَرَ ثَلاثِيْنَ بِيَدِهٖ وَأَمَرَنِي فَنَحَرْتُ سَائِرَهَا. (رواه أبوداود، ١٧٦٤)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے تیس اونٹ اپنے ہاتھ سے نحر کیے، پھر آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا تو بقیہ سب میں نے نحر کیے۔

٣٥٥٣۔ عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَتَى عَلٰى رَجُلٍ قَدْ أَنَاخَ بَدَنَتَهُ يَنْحَرُهَا قَالَ ابْعَثْهَا قِيَامًا مُقَيَّدَةً سُنَّةَ مُحَمَّدٍ ﷺ. (رواه البخاري، ١٧١٣)

زیاد بن جبیر نے کہا: میں نے دیکھا کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کا ایک آدمی کے پاس سے گزر ہوا جو اونٹ کو بٹھا کر نحر کرنے لگا تھا، ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا: اونٹ کھڑا کر دو محمد ﷺ کی سنت یہ ہے۔

٣٥٥٤۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُرْطٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّ أَعْظَمَ الْأَيَّامِ عِنْدَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَوْمُ النَّحْرِ ثُمَّ يَوْمُ الْقَرِّ قَالَ عِيْسَى قَالَ ثَوْرٌ وَهُوَ الْيَوْمُ الثَّانِي وَقَالَ وَقُرِّبَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَدَنَاتٌ خَمْسٌ أَوْ سِتٌّ فَطَفِقْنَ يَزْدَلِفْنَ إِلَيْهِ بِأَيَّتِهِنَّ يَبْدَأُ فَلَمَّا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا قَالَ فَتَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ خَفِيَّةٍ لَمْ أَفْهَمْهَا فَقُلْتُ مَاقَالَ قَالَ مَنْ شَاءَ اقْتَطَعَ. (رواه أبوداود، ١٧٦٥)

سیدنا عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے عظیم دن قربانی کا دن ہے پھر اس کے بعد قربانی سے دوسرا دن۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے پاس پانچ یا چھ اونٹ لائے گئے تو وہ آپ ﷺ کے قریب آنے لگے تاکہ پہلے ان میں سے کس کو ذبح ہونا نصیب ہوگا۔ جب ان کے اعضاء اور پہلو کٹ گئے تو آپ ﷺ نے کوئی خفیہ بات کی جس کو میں نہ سمجھ سکا، چنانچہ میں نے لوگوں سے پوچھا: آپ ﷺ نے کیا فرمایا؟ تو کہنے والے نے بتایا کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں: ''جو چاہے کاٹ لے۔''

شرح: ......اس میں نبی اکرم ﷺ کا معجزہ بھی ہے کہ اونٹ آپ کے ہاتھوں ذبح ہونا سعادت تصور کرتے تھے۔

٢۔ ذبح میں نائب بنانے کی دلیل بھی ہے۔

٣۔ اونٹ کو ذبح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ تین پاؤں پر کھڑا کیا جائے اور لبہ میں نیزہ مار کر اسے ذبح کیا جائے، لٹا کر ذبح کرنا منع ہے۔

٤۔ جب اجازت مل جائے تو قربانی کا گوشت جو چاہے جتنا چاہے لے جائے۔ (عون المعبود: ٢/٨٣)

٣٥٥٥۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم اپنی قربانی کا گوشت منیٰ کے

(٣٥٥٢) ابوداؤد: ١٧٦٤۔ منکر البانی: ٣٨٦۔ بخاری: ٢٢٩٩۔ مسلم: ١٣١٧۔ ابن ماجه: ٣٠٩٩۔ احمد: ١٣٢٧۔ دارمی: ١٩٤٠.

(٣٥٥٣) بخاری: ١٧١٣۔ مسلم: ١٣٢٠۔ ابوداؤد: ١٧٦٨۔ احمد: ٦٢٠٠۔ دارمی: ١٩١٤.

(٣٥٥٤) ابوداؤد: ١٧٦٥۔ صحیح، البانی: ١٥٥٢۔ احمد: ١٨٥٩٦.

(٣٥٥٥) بخاری: ١٧١٩۔ مسلم: ١٩٧٢۔ نسائی: ٤٤٢٦۔ احمد: ١٤٧٤٨۔ مؤطا: ١٠٤٦۔ دارمی: ١٩٦١.

كُنَّا لاَنَأْكُلُ مِنْ لُّحُوْمِ بُدْنِنَا فَوْقَ ثَلاَثِ مِنًى فَرَخَّصَ لَنَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ كُلُوْا وَتَزَوَّدُوْا . (رواه البخاري'١٧١٩)

تین ایام سے زیادہ نہ کھاتے تھے، پھر آپ ﷺ نے ہمیں اجازت دے دی اور فرمایا کھاؤ بھی اور سفر کے لیے بھی ساتھ لے لو۔

٣٥٥٦۔ عَنْ عَطَاءٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰـه عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا نَتَزَوَّدُلُحُوْمَ الْأَضَاحِيْ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى الْمَدِيْنَةِ . (رواه البخاري'٥٥٦٧)

عطا سے روایت ہے کہ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں قربانی کا گوشت جمع کرتے اور مدینہ آنے تک استعمال کرتے تھے۔

٣٥٥٧۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ ذُؤَيْباً أَبَا قَبِيْصَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَبْعَثُ مَعَهُ بِالْبُدْنِ ثُمَّ يَقُوْلُ إِنْ عَطِبَ مِنْهَا شَيْئٌ فَخَشِيْتَ عَلَيْهِ مَوْتاً فَانْحَرْهَا ثُمَّ اغْمِسْ نَعْلَهَا فِيْ دَمِهَا ثُمَّ اضْرِبْ بِهٖ صَفْحَتَهَا وَلاَتَطْعَمْهَا أَنْتَ وَلاَأَحَدٌ مِنْ أَهْلِ رُفْقَتِكَ . (رواه مسلم'١٣٢٦)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ذویب ابو قبیصہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ قربانی کے جانوران کے ساتھ روانہ کرتے اور فرماتے: ''اگر تجھے ان میں سے کسی کے مرنے کا خطرہ پیدا ہو تو اس کو ذبح کر کے اس کے پاؤں خون سے رنگین کر دے اور اس کے پہلو کاٹ کر چھوڑ دے اور تو اور تیرا کوئی اور رفیق سفر اس میں سے نہ کھائے۔

٣٥٥٨۔ عَنْ نَاجِيَةَ الْخُزَاعِيِّ صَاحِبِ بُدْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ أَصْنَعُ بِمَا عَطِبَ مِنَ الْبُدْنِ قَالَ انْحَرْهَا ثُمَّ اغْمِسْ نَعْلَهَا فِي دَمِهَا ثُمَّ خَلِّ بَيْنَ النَّاسِ وَبَيْنَهَا فَيَأْكُلُوْهَا . (رواه الترمذي'٩٠)

سیدنا ناجیہ الخزاعی رضی اللہ عنہ، جو کہ نبی علیہ السلام کے اونٹوں کے نگران تھے، بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! قربانی کا جو جانور مرنے کے قریب ہو تو میں اس کو کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ''اس کو ذبح کر اور اس کے پاؤں خون میں لت پت کر کے لوگوں کے درمیان اس کو چھوڑ دے تا کہ لوگ اس کو کھائیں۔''

٣٥٥٩۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ مَنْ

ابن مسیّب نے کہا: جو قربانی کا جانور کعبہ لے کر چلا اور قربانی

(٣٥٥٦) بخاری: ٥٥٦٧۔ مسلم: ١٩٧٢۔ نسائی: ٤٤٢٦۔ احمد: ١٤٧٤٨۔ مؤطا: ١٠٤٦۔ دارمی: ١٩٦١.

(٣٥٥٧) مسلم: ١٣٢٦۔ ابن ماجه: ٣١٠٥۔ احمد: ١٧٥١٣.

(٣٥٥٨) ترمذی: ٩١٠۔ صحیح، البانی: ٧٢٤۔ ابوداؤد: ١٧٦٢۔ ابن ماجه: ٣١٠٦۔ احمد: ١٨٤٦٥۔ مؤطا: ٨٦٢۔ دارمی: ١٩٠٩.

(٣٥٥٩) مؤطا: ٨٦٣.

سَاقَ بَدَنَةً تَطَوُّعاً فَعَطِبَتْ فَنَحَرَهَا ثُمَّ خَلّٰى بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ يَأْكُلُوْنَهَا فَلَيْسَ عَلَيْهِ شَيْئٌ وَإِنْ أَكَلَ مِنْهَا أَوْ أَمَرَ مَنْ يَأْكُلُ مِنْهَاغَرِمَهَا . (رواه مالك‘٨٦٣)

نفلی تھی پھر وہ جانور راستے میں مرنے لگا تو وہ اس کو ذبح کرے اور پھر اس کو لوگوں کے درمیان آزاد چھوڑ دے تاکہ وہ کھائیں تو اس پر کچھ بھی واجب نہ ہوگا، اگر اس نے کھایا یا دوسرے کو کھانے کا حکم دیا تو وہ تاوان ادا کرے گا۔''

٣٥٦٠۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهٗ قَالَ مَنْ أَهْدٰى بَدَنَةً ثُمَّ ضَلَّتْ أَوْ مَاتَتْ فَإِنَّهَا إِنْ كَانَتْ نَذْرًا أَبْدَلَهَا وَإِنْ كَانَتْ تَطَوُّعاً فَإِنْ شَاءَ أَبْدَلَهَا وَإِنْ شَاءَ تَرَكَهَا . (رواه مالك‘٨٦٦)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس نے ہدی کا اونٹ روانہ کیا، پھر وہ گم ہو گیا یا وہ مر گیا پس اگر نذر کا تھا تو اس کے بدلے دوسرا جانور دے گا اور اگر وہ جانور نفلی قربانی کا تھا تو اس کو اختیار ہے اس کے بدلے دوسرا جانور دے یا نہ دے۔

شرح: ...... یہ احادیث دلالت کرتی ہیں کہ قربانی کسی کے ہاتھ کعبہ کی جانب بھیجیں یا خود لے کر جائیں، اگر عاجز آ جائیں اور کعبہ تک نہ پہنچ سکیں یا مر جائیں تو پھر تو نہیں، اگر خود ذبح کی جائے تو ان میں سے اس آدمی کے لیے یا اس قافلے والوں کے لیے گوشت کھانا منع ہے، اس کے خون میں اس کا قلادہ رنگین کر کے اس کے پہلو پر خون لگایا جائے جو کہ علامت ہوگی کہ یہ وہ قربانی ہے جو کعبہ جا رہی تھی۔ اور یہ راستے میں بوجہ مجبوری ذبح ہوئی ہے، یہ فقراء اور مساکین کے لیے ہے، وہ کھا سکتے ہیں، قافلے والوں کو خود اس لیے منع کیا ہے کہ ان کی اس پر خلوص نذر میں کوئی رکاوٹ نہ آ جائے۔

٢۔ صحیح بات یہی ہے کہ نذر کی ہو، واجب ہو یا نفل ہو ہر قربانی کا یہی حکم ہے، بدلے میں ذبح کرنے کی ضرورت نہیں۔ (مرعاۃ: ٧/٤٣)

٣٥٦١۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَأَى رَجُلاً يَسُوْقُ بَدَنَةً فَقَالَ ارْكَبْهَا قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهَابَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَاوَيْلَكَ فِيْ الثَّانِيَةِ أَوْفِي الثَّالِثَةِ . (رواه البخاري‘٢٧٥٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو قربانی کا اونٹ ہانکتے دیکھا تو فرمایا: ''اس پر سوار ہو جا۔'' اس نے عرض کی: یہ قربانی کا اونٹ ہے۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: سوار ہو جا تجھ پر افسوس ہے۔ دوسری یا تیسری بار یہ فرمایا۔

٣٥٦٢۔ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ سُئِلَ عَنْ رُكُوْبِ الْهَدْيِ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے قربانی کے جانور پر سواری کرنے کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا: میں نے رسول اللہ ﷺ

(٣٥٦٠) مؤطا: ٨٦٦.
(٣٥٦١) بخاری: ٢٧٥٥۔ مسلم: ١٣٢٢۔ نسائی: ٢٧٩٩۔ ابوداؤد: ١٧٦٠۔ ابن ماجہ: ٣١٠٣۔ احمد: ١٠١٨٨۔ مؤطا: ٨٤٨.
(٣٥٦٢) مسلم: ١٣٢٤۔ نسائی: ٢٨٠٢۔ ابوداؤد: ١٧٦١۔ احمد: ٢٧٥٣٠.

يَقُوْلُ ارْكَبْهَا بِالْمَعْرُوْفِ إِذَا أُلْجِئْتَ إِلَيْهَا حَتّٰى تَجِدَ ظَهْرًا . (رواه مسلم، ١٣٢٤)

کوفرماتے سنا ہے کہ قربانی کے اونٹ پر معروف طریقے سے سوار ہو جایا کرو جب تجھے اس کی ضرورت پیش آئے یہاں تک کہ تجھے دوسری سواری میسر آجائے۔

شـــرح: ......١۔ چونکہ وہ سوال دہرا رہا تھا اور اسے علم ہو چکا تھا پھر بھی وہ تکرار کیے جا رہا تھا اس لیے آپ نے افسوس کا کلمہ کہا، ویل دوزخ میں وادی ہے۔ مگر یہ عرب کا تکیہ کلام ہے، اصل معنی مراد نہیں۔

٢۔ دونوں احادیث سے یہی اخذ ہوتا ہے کہ اگر ضرورت نہ ہو تو قربانی والے جانور پر سوار نہ ہوا جائے، اگر ضرورت ہو تو سوار ہونا جائز ہے۔ اگر متبادل سواری ہو تو اسی پر سوار ہوں اور سوار بھی اس وقت تک ہونا ہے، جب تک جانور کو تکلیف نہیں ہوتی جانور کو تکلیف ہو تو سواری کرنا منع ہے۔ (مرعاة: ٧/ ٣٩)

٣٥٦٣۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ إِذَا نُتِجَتِ النَّاقَةُ فَلْيُحْمَلْ وَلَدُهَا حَتّٰى يُنْحَرَ مَعَهَا فَإِنْ لَمْ يُوْجَدْ لَهُ مَحْمَلٌ حُمِلَ عَلٰى أُمِّهِ حَتّٰى يُنْحَرَ مَعَهَا . (رواه مالك، ٨٥٢)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: جب قربانی کی اونٹنی بچہ دے تو اس بچے کو کسی چیز پر سوار کر کے لے جاؤ اور اس کو اونٹنی کے ساتھ ذبح کر دو اور اگر دوسرا جانور بچے کو اٹھانے کے لیے میسر نہ آئے تو اس کی ماں ہی پر رکھ دو یہاں تک کہ اس کی ماں کے ساتھ اس کو ذبح کر دو۔

شـــرح: ......یعنی اگر اونٹنی جسے کعبہ میں بطور قربانی ذبح کرنا ہے، بچہ جنتی ہے، تو وہ بچہ دوسری سواری پر اٹھایا جائے اگر وہ میسر نہ ہو تو اسی پر اٹھایا جائے، جب قربان گاہ تک پہنچ جائے تو وہ بچہ بھی ساتھ ذبح کر دیا جائے۔ (شرح زرقانی: ٢/ ٣٢٥)

٣٥٦٤۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ أَهْدٰى عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ نَجِيْباً فَأُعْطِيَ بِهَا ثَلَاثَ مِائَةِ دِيْنَارٍ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي أَهْدَيْتُ نَجِيْباً فَأُعْطِيْتُ بِهَا ثَلَاثَ مِائَةِ دِيْنَارٍ أَفَأَبِيْعُهَا وَأَشْتَرِيْ بِثَمَنِهَا بُدْناً قَالَ لَا انْحَرْهَا إِيَّاهَا . (رواه أبوداود، ١٧٥٦)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک عمدہ قسم کا اونٹ قربانی کے لیے کعبہ روانہ کیا، انہیں اس کے بعد اس کے تین سو دینار مل رہے تھے، انہوں نے آ کر رسول اکرم ﷺ سے یہ سوال کیا کہ کیا میں اسے فروخت کر کے اس کے بدلے قربانی کے جانور خریدوں اور ان کو مکہ روانہ کروں؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں، اسے ہی ذبح کر لو۔“

(٣٥٦٣) مؤطا: ٨٥٢.

(٣٥٦٤) ابوداؤد: ١٧٦٥۔ ضعیف، البانی: ٢٨٥۔ علامہ شمس الحق رحمہ اللہ نے صحیح قرار دی ہے۔

شرح:......ثابت ہوا کہ بلا وجہ قربانی تبدیل نہ کی جائے، بختی خراسانی اونٹ کو کہتے ہیں۔(عون المعبود:۲/ ۸۱)

٣٥٦٥ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَهْدٰى عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فِيْ هَدَايَا رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ جَمَلاً كَانَ لأَبِيْ جَهْلٍ فِيْ رَأْسِهِ بُرَةُ فِضَّةٍ قَالَ ابْنُ مِنْهَالٍ بُرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ زَادَ النُّفَيْلِيُّ يَغِيْظُ بِذٰلِكَ الْمُشْرِكِيْنَ . (رواه أبوداود'١٧٤٩)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ کے سال قربانی کے لیے اونٹ ساتھ لیے، ان میں وہ اونٹ بھی تھا جو ابوجہل کا تھا اور اس کے سر میں سونے یا چاندی کا حلقہ تھا آپ ﷺ اس کے ذریعے سے مشرکین کو غصہ دلاتے تھے۔

شرح:......اللہ کا ارشاد ہے: ﴿لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ﴾ (الفتح: ٢٩) ''تاکہ کافروں کو غیظ وغضب میں مبتلا کرو'' یہی صورت یہاں تھی، جنگ بدر میں ابوجہل کا اونٹ مال غنیمت میں آیا تھا۔ ٦ ہجری میں آپ کو عمرہ ادا نہ کرنے دیا گیا، آپ نے یہ اونٹ بھی قربانیوں میں بھیج دیا، تاکہ مشرک کا دل جلے، مگر اس اونٹ کا خاتمہ کتنا حسین ہے کہ کہاں یہ ملت کفر کی نجاست کی سواری تھی۔ آج اس کا گوشت اللہ کے محبوب پیغمبر اور اللہ کے پاکباز دوست کھا رہے ہیں۔ ثابت ہوا کہ خود نہ جائیں تو کعبہ میں قربانی بھیجنا جائز ہے۔(عون المعبود:۲/ ۷۹)

٣٥٦٦ــ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُجَلِّلُ بُدْنَهُ الْقُبَاطِيَّ وَالْأَنْمَاطَ وَالْحُلَلَ ثُمَّ يَبْعَثُ بِهَا إِلَى الْكَعْبَةِ فَيَكْسُوْهَا إِيَّاهَا . (رواه مالك'٨٥٧)

نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہ قربانی کے جانور کو قبطی اور انماطی کپڑے سے مزین کر کے روانہ کرتے اور کچھ کپڑے مکہ روانہ کر دیتے تاکہ کعبہ پر ان کا غلاف پہنایا جائے۔

شرح: ......مشہور ہے کہ سب سے پہلے جانوروں کی سجاوٹ جو قربان ہوتے تھے، تبع حمیری نے کی تھی، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما تعظیم کرتے ہوئے اور اللہ کی نشانی کی خوبصورتی کے لیے ایسا کرتے تھے۔ جیسا کہ کعبہ کو بھی چادر پہنائی جاتی ہے، اس سے دو فضائل حاصل ہو جاتے ہیں، ایک قربانی اور دوسرا اس کی تعظیم۔(شرح زرقانی:۲/ ۳۲۴)

٣٥٦٧ــ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَشُقُّ جِلَالَ بُدْنِهِ وَلَا يُجَلِّلُهَا حَتّٰى يَغْدُوَ مِنْ مِّنًى إِلٰى عَرَفَةَ . (رواه مالك'٨٦٠)

نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی قربانی کے اونٹ پر سے زیبائش کے کپڑے نہیں اتارتے تھے اور نہ انہیں پہناتے، ہاں جب منیٰ سے عرفات جاتے تو ایسا کرتے۔

(٣٥٦٥) ابوداؤد: ١٧٤٩۔ حسن، البانی: ١٥٣٨۔ ابن ماجه: ٣١٠٠۔احمد: ٢٤٦٢.

(٣٥٦٦) مؤطا: ٨٥٧.

(٣٥٦٧) مؤطا: ٨٦٠.

شـرح: ......عرفات سے منیٰ میں جا کر کنکریاں مارنے کے بعد قربانی کرنا ہوتی ہے، اس لیے یہ کپڑے اتار لیتے تھے، کہ قربانی کے خون سے آلودہ نہ ہو جائیں۔ (شرح زرقانی: ۲/ ۳۲۷)

۳۵۶۸۔ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ أَمَرَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أَقُوْمَ عَلَى بُدْنِهِ وَأَنْ أَتَصَدَّقَ بِلَحْمِهَا وَجُلُوْدِهَا وَأَجِلَّتِهَا وَأَنْ لاأُعْطِيَ الْجَزَّارَ مِنْهَا قَالَ نَحْنُ نُعْطِيْهِ مِنْ عِنْدِنَا . (رواه مسلم‘۱۳۱۷)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ میں آپ ﷺ کے ذبح کردہ قربانی کے جانوروں کی نگرانی کروں اور ان کا گوشت‘ ان کی کھال اور ان کی زیبائش کی تمام اشیاء صدقہ کروں اور قصابوں کو اجرت میں ان اشیاء میں سے کچھ نہ دوں اور آپ نے فرمایا: ان کی اجرت ہم اپنے پاس سے ادا کریں گے۔

شـرح: ......۱۔ ثابت ہوا قصاب کو اجرت علیحدہ دی جائے۔ قربانی کے گوشت، پوست اور پوشش میں سے بطور اجرت نہ دیا جائے۔ یہ چیزیں صدقہ وخیرات کر دی جائیں۔

۲۔ قربانی چلا کر ساتھ لے جانا جائز ہے، قربانی ذبح کرنے میں وکالت بھی جائز ہے اور اس پر اجرت طلب کرنا بھی جائز ہے۔ (مرعاۃ: ۷/ ۵۵)

۳۵۶۹۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اشْتَرَى هَدْيَهُ مِنْ قُدَيْدٍ . (رواه الترمذي‘۹۰۷)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے قربانی کا جانور مقام قدید سے خریدا تھا۔

۳۵۷۰۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَنْ نَسِيَ مِنْ نُسُكِهِ شَيْئًا أَوْ تَرَكَهُ فَلْيُهْرِقْ دَمًا قَالَ أَيُّوْبُ لَا أَدْرِيْ قَالَ تَرَكَ أَوْنَسِيَ . (رواه مالك‘۹۵۷)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: احکام حج میں سے جو شخص کوئی چیز بھول جائے یا ترک کر دے تو وہ خون بہائے قربانی دے۔ ایوب نے کہا: میں نہیں جانتا کہ سعید بن جبیر نے بھولنے کا کہا ہے یا ترک کرنے کا۔

الإحصار والفوات والفدية والاشتراط

روکے جانے، حج فوت ہونے، فدیہ اور شرط لگانے کا بیان

۳۵۷۱۔ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ عَمْرٍو الأَنْصَارِيِّ

الحجاج بن عمرو الانصاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ

(۳۵۶۸) مسلم: ۱۳۱۷۔ بخاری: ۲۲۹۹۔ ابوداؤد: ۱۷۶۹۔ ابن ماجہ: ۳۰۹۹۔ احمد: ۱۳۷۸۔ دارمی: ۱۹۴۰.

(۳۵۶۹) ترمذی: ۹۰۷۔ ضعیف الاسناد: ۱۵۵۔ ابن ماجہ: ۳۱۰۲.

(۳۵۷۰) مؤطا: ۹۵۷.

(۳۵۷۱) ابوداؤد: ۱۸۶۲۔ صحیح، البانی: ۱۶۳۹۔ ترمذی: ۹۴۰۔ نسائی: ۲۸۶۱۔ ابن ماجہ: ۳۰۷۸۔ احمد: ۱۵۳۰۴۔ دارمی: ۱۸۹۴.

قَـالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ كُسِرَأَوْ عُرِجَ فَقَدْحَلَّ وَعَلَيْهِ الْحَجُّ مِنْ قَابِلٍ قَالَ عِكْرِمَةُ سَـأَلْـتُ ابْـنَ عَبَّـاسٍ وَأَبَـاهُرَيْرَةَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالاَصَدَقَ. (رواه مالك'١٨٦٢)

نے فرمایا: جس کی ہڈی ٹوٹ جائے یا لنگڑا ہو جائے تو اس کا احرام باقی نہ رہا، وہ حلال ہو گیا اور اس پر آئندہ حج کرنا واجب ہے۔عکرمہ نے کہا: میں نے ابن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو انہوں نے کہا: اس نے درست کہا ہے۔

٣٥٧٢ــ عَنْ عَمْرِوبْنِ سَعِيْدِ النَّخَعِيِّ: أَنَّهُ أَهَـلَّ بِـعُـمْرَةٍ فَلَمَّا بَلَغَ ذَاتَ الشُّقُوْقِ لُدِغَ فَخَرَجَ أَصْحَابُهُ إِلَى الطَّرِيْقِ عَسَى أَنْ يَلْقَوْا مَـنْ يَسْـأَلُـوْنَـهُ فَـإِذَاهُمْ بِابْنِ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ لَهُمْ: لِيَبْعَثْ بِهَدْيٍ أَوْبِثَمَنِهِ وَاجْعَلُوْا بَيْنَكُمْ وَبَيْـنَـهُ آمَادَا يَوْمًا فَإِذَا ذُبِحَ الْهَدْىُ فَلْيَحْلِلْ وَعَلَيْهِ قَضَاءُ عُمْرَتِهِ. (رواه رزين)

عمرو بن سعد النخعی بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے عمرہ کی نیت کی اور جب وہ ذات شقوق نامی جگہ پہنچے تو انہیں سانپ نے کاٹا۔ ان کے رفقاء راستے پر گئے تاکہ کسی سے مسئلہ پوچھیں۔ ان کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوگئی تو انہوں نے کہا: وہ قربانی کا جانور یا اس کی قیمت روانہ کرے اور لے جانے والے کے ساتھ دن مقرر کردو اور لے جانے والا جس دن قربانی ذبح کرے یہ احرام کھول دے اور اس پر عمرے کی قضاء بھی واجب ہے۔

٣٥٧٣ـ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ حُزَابَةَ الْمَخْزُوْمِيِّ صُرِعَ بِبَعْضِ طَرِيْقِ مَكَّةَ وَهُوَمُحْرِمٌ فَسَأَلَ عَلَى الْمَاءِ الَّذِيْ كَانَ عَلَيْهِ عَـنِ الْـعُـلَـمَـاءِ فَـوَجَـدَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَوَ عَبْـدَالـلّٰــهِ بْـنَ الـزُّبَيْـرِوَمَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ فَـذَكَـرَلَهُـمُ الَّذِيْ عَرَضَ لَهُ فَكُلُّهُمْ أَمَرَهُ أَنْ يَتَدَاوٰى بِمَا لَا بُدَّلَـهُ مِنْهُ وَيَفْتَدِيَ فَإِذَا صَحَّ اعْتَـمَرَفَحَلَّ مِنْ إِحْرَامِهِ ثُمَّ عَلَيْهِ حَجُّ قَابِلٍ وَّيُهْـدِيْ مَـا اسْتَيْسَرَمِنَ الْهَدْيِ. (لمالك)

سلیمان بن یسار بیان کرتے ہیں کہ سعید بن حزابہ مخزومی جب احرام باندھ کر مکہ کے راستے پر تھے تو وہ کسی جگہ گر پڑے، چنانچہ وہ جس پانی پر تھے اسی جگہ ان کی ابن زبیر رضی اللہ عنہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اور مروان بن حکم سے ملاقات ہوگئی تو ان کا ذکر کیا۔ سب ہی نے ان کو یہ بتایا کہ وہ دوائی استعمال کرے فدیہ دے اور احرام کھول دے اور جب صحت یاب ہو جائے تو عمرہ کرے اور آئندہ سال اس پر حج واجب ہے۔ قربانی کے لیے جانور بھیج دے جو اس کے لیے آسان ہے۔

(٣٥٧٢) رزين.

(٣٥٧٣) مؤطا: ٨٢٣.

٣٥٧٤ـــــ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ أَبِي تَمِيمَةَ السَّخْتِيَانِيّ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ كَانَ قَدِيماً أَنَّهُ قَالَ خَرَجْتُ إِلٰى مَكَّةَ حَتّٰى إِذَا كُنْتُ بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ كُسِرَتْ فَخِذِي فَأَرْسَلْتُ إِلٰى مَكَّةَ وَبِهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَالنَّاسُ فَلَمْ يُرَخِّصْ لِي أَحَدٌ أَنْ أَحِلَّ فَأَقَمْتُ عَلٰى ذٰلِكَ الْمَاءِ سَبْعَةَ أَشْهُرٍ حَتّٰى أَحْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ. (رواه مالك' ١ ٨١)

ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ نے اہل بصرہ میں سے ایک آدمی سے نقل کیا ہے جو کہ بصرہ کا قدیم باشندہ تھا کہ وہ مکہ کے راستے میں تھا کہ اس کی ران ٹوٹ گئی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ و ابن عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر لوگوں سے فتویٰ پوچھا تو کسی نے مجھے احرام کھولنے کی رخصت نہ بتائی اور میں اسی حالت میں سات مہینے رہا، پھر میں نے عمرہ ادا کر کے احرام کھولا۔

٣٥٧٥ــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ الْمُحْصَرُ بِمَرَضٍ لا يَحِلُّ حَتّٰى يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ وَيَسْعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَإِذَا اضْطُرَّ إِلَى لُبْسِ شَيْءٍ مِنَ الثِّيَابِ الَّتِيْ لَا بُدَّ لَهُ مِنْهَا أَوِ الدَّوَاءِ صَنَعَ ذٰلِكَ وَافْتَدَى. (رواه مالك'٨٠٩)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیماری کی وجہ سے روکا گیا احرام نہ کھولے یہاں تک کہ بیت اللہ کا طواف کرے اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے ۔اور اگر اس کو لباس پہننا یا دوائی استعمال کرنا ضروری ہو تو وہ استعمال کر لے اور فدیہ دے۔

٣٥٧٦ــ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَدْ أُحْصِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَحَلَقَ رَأْسَهُ وَجَامِعَ نِسَاءَهُ وَنَحَرَ هَدْيَهُ حَتَّى اعْتَمَرَ عَاماً قَابِلاً. (رواه البخاري'١٨٠٩)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو روکا گیا تو آپ ﷺ نے اپنا سر منڈوایا' اپنا جانور ذبح کیا اور اپنی ازواج سے مجامعت کی اور آئندہ سال عمرہ ادا کیا۔

٣٥٧٧ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهَ عَنْهُمَا إِنَّمَا الْبَدَلُ عَلَى مَنْ نَقَضَ حَجَّهُ بِالتَلَذُّذِ

سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی روایت ہے کہ جس نے اپنا حج لذت سے ہم کنار ہونے کے لیے توڑ دیا اس پر اس کا

(٣٥٧٤) مؤطا: ٨١١.
(٣٥٧٥) مؤطا: ٨٠٩.
(٣٥٧٦) بخاری: ١٨٠٩.
(٣٥٧٧) بخاری تعليقا.

فَأَمَّا مَنْ حَبَسَهُ عُذْرٌ أَوْغَيْرُ ذٰلِكَ فَإِنَّهُ يَحِلُّ وَلاَيَرْجِعُ وَإِنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ وَهُوَ مُحْصَرٌ نَحَرَهُ إِنْ كَانَ لاَيَسْتَطِيْعُ أَنْ يَبْعَثَ بِهِ وَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَبْعَثَ بِهِ لَمْ يَحِلَّ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ. (للبخاري تعليقا)

بدل حج ادا کرنا لازم ہے۔ وہ شخص جس کو عذر وغیرہ نے روک دیا تو وہ احرام نہ کھولے اور نہ وہ واپس ہو۔ اگر اس کے پاس قربانی کا جانور ہو اور اس کو مکہ روانہ کرنے سے قاصر ہو تو اس کو اسی جگہ جہاں وہ روکا گیا ہے ذبح کر دے۔ اگر وہ اس کو مکہ روانہ کر سکتا ہے تو کرے۔ قربانی ذبح ہونے کی جگہ پر پہنچ کر جب ذبح کی جائے تو وہ احرام کھول دے۔ (بخاری)

٣٥٧٨۔ عَنْ نَاجِيَةَ بْنِ جُنْدُبٍ: أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ صُدَّ الْهَدْيُ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ابْعَثْ مَعِيْ بِالْهَدْيِ فَلْنَنْحَرْهُ بِالْحَرَمِ، قَالَ كَيْفَ تَصْنَعُ بِهِ؟ قُلْتُ آخُذُ بِهِ فِيْ مَوَاضِعَ وَأَوْدِيَةٍ لاَيَقْدِرُوْنَ عَلَيْهِ، فَانْطَلَقْتُ بِهِ حَتّٰى نَحَرْتُهُ فِي الْحَرَمِ، وَكَانَ قَدْبَعَثَ بِهِ لِيَنْحَرَ فِي الْحَرَمِ وَصَدُّوْهُ عَنْ ذٰلِكَ. (رواه رزين)

''ناجیہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب آپ ﷺ کے کعبہ جانے والے جانور روک دیئے گئے تھے۔ پس میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! قربانی کے جانور میرے ساتھ روانہ کر دیں تاکہ ہم ان کو حرم میں پہنچا کر ذبح کر دیں؟ فرمایا: تو کس طرح کرے گا؟ میں نے جواب دیا: میں ان جانوروں کو ایسی جگہوں اور وادیوں میں لے جاؤں گا جہاں مشرکین مکہ نہ پہنچ سکیں گے۔ چنانچہ میں نے ایسے ہی کیا یہاں تک کہ جانوروں کو حرم میں ذبح کر دیا۔ اور آپ ﷺ اس لیے جانور لائے تھے کہ حرم میں ذبح کریں لیکن مشرکین نے آپ ﷺ کو روک دیا تھا۔'' (رزین)

٣٥٧٩۔ عَنْ مَالِكٍ قَالَ مَنْ حُبِسَ بِعَدُوٍّ فَحَالَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَإِنَّهُ يَحِلُّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَيَنْحَرُ هَدْيَهُ وَيَحْلِقُ رَأْسَهُ حَيْثُ حُبِسَ وَلَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءٌ. وَعَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَلَّ هُوَ وَأَصْحَابُهُ

''مالک رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اگر دشمن نے کسی حاجی کو روکا ہو تو وہ جس جگہ روکا گیا ہے وہاں ہی سر مونڈا دے، اور جانور ذبح کر دے تو اس پر قضا لازم نہیں ہے۔ اس لیے کہ نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ نے حدیبیہ میں جانور ذبح کیے، سر منڈوائے، اور احرام کھول کر پوری طرح حلال ہو گئے۔ قبل

(٣٥٧٨) رزين.

(٣٥٧٩) مؤطا: ٨١٧.

بِـالْـحُـدَيْبِيَةِ فَـنَـحَرُوا الْهَدْيَ وَحَلَقُوْا رُءُوْسَهُـمْ وَحَلُّوْامِنْ كُلِّ شَيْءٍ قَبْلَ أَنْ يَطُوْفُوْا بِـالْبَيْـتِ وَقَبْـلَ أَنْ يَصِلَ إِلَيْهِ الْهَدْيُ ثُمَّ لَمْ يُـعْـلَـمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰـهِ ﷺ أَمَـرَأَحَـداً مِنْ أَصْـحَابِهِ وَلاَمِمَّنْ كَانَ مَعَهُ أَنْ يَقْضُوْا شَيْئاً وَلاَ يَعُوْدُوْا لِشَيْءٍ . (لمالك)

اس کے کہ بیت اللہ کا طواف کریں، اور قبل اس کے وہ ہدی بیت اللہ تک پہنچے۔ پھر کسی صحیح روایت میں یہ ذکر نہیں کہ آپ ﷺ نے کسی کو قضا دینے، یا اعادہ کرنے کا حکم دیا ہو۔“ (الموٴطا)

٣٥٨٠ــ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍأَنَّ أَبَا أَيُّوْبَ الْأَنْـصَـارِيَّ خَـرَجَ حَـاجًّـاحَتّٰى إِذَا كَـانَ بِـالنَّازِيَةِ مِنْ طَرِيْقِ مَكَّةَ أَضَلَّ رَوَاحِلَهٗ وَإِنَّهٗ قَـدِمَ عَـلَـى عُـمَــرَبْـنِ الْـخَـطَّـابِ يَوْمَ الـنَّـحْـرِ فَذَكَرَذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ عُمَرُاصْنَعْ كَمَا يَـصْـنَـعُ الْمُعْتَمِرُثُمَّ قَدْحَلَلْتَ فَإِذَا أَدْرَكَكَ الْـحَـجُّ قَابِلاً فَاحْجُجْ وَأَهْدِ مَا اسْتَيْسَرَمِنَ الْهَدْيِ . (رواه مالك' ٨٧٠)

”سلیمان بن یسار بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ حج کے لیے گئے۔ جب وہ مقام نازیہ میں تھے تو ان کی سواری گم ہوگئی۔ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو قربانی کے دن وہ جا ملے اور ان سے تذکرہ کیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو وہ عمل کر جو عمرہ کرنے والا کرتا ہے پھر تو حلال ہوجا۔ اگر آئندہ سال تجھ کو حج پہنچ جائے تو حج کر اور جو میسر ہو قربانی کر۔“

٣٥٨١ــ عَـنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍأَنَّ هَبَّارَبْنَ الأَسْـوَدِ جَاءَ يَوْمَ النَّحْرِ وَعُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ يَـنْـحَـرُهَدْيَهٗ فَقَالَ يَاأَمِيْرَالْمُؤْمِنِيْنَ أَخْطَأْنَا الْـعِدَّةَ كُنَّانَرَى أَنَّ هٰذَا الْيَوْمَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَقَالَ عُمَرُاذْهَبْ إِلَى مَكَّةَ فَطُفْ أَنْتَ وَمَنْ مَعَكَ وَانْـحَـرُوْا هَدْياً إِنْ كَانَ مَـعَـكُمْ ثُمَّ احْلُقُوْا أَوْقَصِّرُوْا وَارْجِعُوْا فَإِذَاكَانَ عَامٌ قَابِلٌ فَحُجُّوْا وَأَهْـدُوْا فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعَ . (رواه مالك' ٨٧١)

”اسی سے یہ بھی روایت ہے کہ ہبار بن اسود قربانی کے دن (یعنی دس ذوالحجہ) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا، اور اس نے کہا: اے امیر المومنین! ہم تاریخ کی گنتی بھول گئے، اور آج کے دن کو نو ذوالحجہ اور عرفات کا دن سمجھتے رہے۔ پس سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو اور تیرے ساتھی مکہ جا کر طواف کرو، قربانی ذبح کرو، اگر تمہارے پاس موجود ہو۔ پھر تم سر مونڈ واوٴ، یا بال کتراوٴ، اور واپس چلے جاوٴ جب آئندہ موسم حج آئے تو حج کرو اور قربانی کرو۔ اور جو قربانی نہ کر سکے تو تین روزے حج کے ایام میں، اور سات روزے واپس لوٹ کر رکھے۔“ (موٴطا)

(٣٥٨٠) مؤطا: ٨٧٠.

(٣٥٨١) مؤطا: ٨٧١.

٣٥٨٢۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ﴾ قَالَ: يَعْنِيْ مَااسْتَيْسَرَ مِنَ الأَزْوَاجِ الثَّمَانِيَةِ الْإِنَاثِ أَوِالذُّكُوْرِ مِنَ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالضَّأْنِ وَالْمَعْزِ. (رواه رزين)

سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں بیان کیا ہے (پس اگر تمہیں روکا جائے تو جو آسان ہو قربانی سے وہ کرو) ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: ''مراد یہ ہے کہ ان آٹھ جوڑوں میں سے جو آسان ہو مونث یا مذکر اونٹ یا گائے، بھیڑ یا بکری کوئی جنس ہو۔'' (رزین)

٣٥٨٣۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: سُئِلَ عَمَّا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَقَالَ: بَدَنَةً أَوْ بَقَرَةً أَوْسَبْعَ شِيَاهٍ وَأَنْ أُهْدِيَ شَاةً أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَصُوْمَ أَوْأُشْرِكَ فِي جَزُوْرٍ. (رواه رزين)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے آسان قربانی کا پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: اونٹ یا گائے یا سات بکریاں اور بکری کی قربانی مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ میں روزہ رکھوں یا اونٹ کی قربانی میں شرکت اختیار کروں۔'' (رزین)

شرح: ...... صحیح بات یہی ہے کہ قرآن پاک میں احصار (حج یا عمرہ سے روکا جانا) دشمن کی وجہ سے بیان ہوا ہے کیونکہ مشرکوں نے نبی اکرم ﷺ کو حدیبیہ میں روکا تھا، بیت اللہ تک نہ جانے دیا تھا۔ مگر بیماری کی وجہ سے یا کسی بھی جائز رکاوٹ کی وجہ سے احرام کھولنا پڑ جائے تو یہ بھی احصار میں شامل ہے۔ اگر دشمن کی وجہ سے رکاوٹ ہو تو پھر یا پہلے ہی شرط لگائی ہو کہ جہاں رکاوٹ ہوگی وہاں احرام کھول دوں گا، اس صورت میں کوئی کفارہ نہیں۔ اگر جانور ساتھ ہیں جہاں رکاوٹ ہوئی ہے وہاں ذبح کیے جائیں اور احرام کھولا جائے، سر منڈوایا جائے اور واپس آ جائے، آئندہ سال اگر توفیق ہو تو حج یا عمرہ کرے، عمرہ کسی وقت بھی کیا جا سکتا ہے۔

اگر شرط نہ لگائی تھی اور نہ ہی دشمن نے روکا ہے، چوٹ آنے یا کسی مرض کی بنا پر رکاوٹ ہوئی ہو تو پھر بھی یہی حکم ہے۔ (مرعاۃ: ۷/ ۲۵۸)

٣٥٨٤۔ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى أَنَّ كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ حَدَّثَهٗ قَالَ وَقَفَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْحُدَيْبِيَةِ وَرَأْسِي يَتَهَافَتُ قَمْلاً فَقَالَ يُؤْذِيْكَ هَوَامُّكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاحْلِقْ رَأْسَكَ أَوْقَالَ احْلِقْ قَالَ فِيَّ نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَة ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضاًأَوْبِهٖ

''عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس کھڑا ہوا، اور میرا سر جوؤں سے جھڑ رہا تھا۔ فرمایا: کیا تیرے جراثیم نے تجھے ایذا پہنچائی ہے؟ میں نے عرض کی: کہ ہاں۔ فرمایا: سر مونڈوا دے۔ کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے (پس تم میں سے جو شخص مریض ہو یا اس کے سر میں ایذا پہنچی

(٣٥٨٢) رزين. (٣٥٨٣) رزين.
(٣٥٨٤) بخاري: ١٨١٥۔ مسلم: ١٢٠١۔ ترمذي: ٢٩٧٤۔ نسائي: ٢٨٥٢۔ ابوداؤد: ١٨٦٠۔ ابن ماجه: ٣٠٨٠۔ احمد: ١٧٦٦٥۔ مؤطا: ٧٥٦.

أَذًى مِّنْ رَّأْسِهِ﴾ إِلٰى آخِرِهَا فَقَالَ النَّبِيّ ﷺ صُـمْ ثَـلاثَةَ أَيَّامٍ أَوْتَصَدَّقْ بِفَرَقٍ بَيْنَ سِتَّةٍ أَوِانْسُكْ بِمَاتَيَسَّرَ . (رواه البخاري، ١٨١٥)

ہو) پس مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین روزے رکھ یا ایک فرق نامی پیمانہ اناج چھ مساکین میں تقسیم کر یا قربانی کر جو آسان ہو۔'' (بخاری)

٣٥٨٥ــ عَـنْ كَـعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَآهُ وَأَنَّهُ يَسْقُطُ عَلَى وَجْهِهِ فَقَالَ أَيُؤْذِيْكَ هَوَامُّكَ قَالَ نَعَمْ فَأَمَرَهُ أَنْ يَحْلِقَ وَهُوَ بِالْحُدَيْبِيَةِ وَلَمْ يَتَبَيَّنْ لَهُـمْ أَنَّهُـمْ يَحِلُّوْنَ بِهَا وَهُمْ عَلَى طَمَعٍ أَنْ يَدْخُلُوْا مَكَّةَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ الْفِدْيَةَ، بِنَحْوِهِ. (رواه البخاري، ١٨١٨)

''ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان کی جوئیں ان کے چہرے پر گر رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تجھے کیڑوں نے تکلیف دی ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں جی۔ چنانچہ آپ نے سیدنا کعب رضی اللہ عنہ کو سر مونڈوانے کا حکم دیا۔ یہ واقعہ حدیبیہ کا ہے۔ صحابہ کے لیے ابھی یہ واضح نہیں ہوا تھا کہ وہ حدیبیہ میں ہی احرام کھول دیں کیونکہ ابھی انہیں مکہ داخل ہونے کی اُمید تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فدیہ والی آیت نازل فرما دی۔ باقی روایت اس کی مثل ہے جو پیچھے گزری ہے۔ (بخاری)

٣٥٨٦ـ وَفِيْ رِوَايَةٍ: وَالْفَرَقُ ثَلاثَةُ آصُعٍ . (رواه مسلم، ١٢٠١)

''ایک روایت ہے کہ فرق تین صاع کا ہوتا ہے۔'' (مسلم)

٣٥٨٧ــ عَـنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْقَلٍ قَالَ جَلَسْتُ إِلٰى كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رضي الله عنه فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْفِدْيَةِ فَقَالَ نَزَلَتْ فِيَّ خَاصَّةً وَهِيَ لَكُمْ عَامَّةً حُمِلْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَلَى وَجْهِي فَقَالَ مَاكُنْتُ أُرَى الْوَجَعَ بَلَغَ بِكَ مَاأَرَى أَوْمَاكُنْتُ أُرَى الْجَهْدَ بَلَغَ بِكَ مَا أَرَى تَجِدُ شَاةً فَقُلْتُ لاَفَقَالَ فَصُمْ ثَلاثَةَ أَيَّامٍ

''اور ایک روایت ہے۔ فرمایا: میرا گمان تو یہ نہیں تھا کہ تیری یہ ایذا اس قدر بڑھ گئی ہے جس قدر میں دیکھ رہا ہوں۔ اور مجھے یہ علم نہ تھا کہ تیری مشقت اتنی زیادہ ہوگئی ہے جو مجھے نظر آ رہی ہے کیا تو ایک بکری ذبح کر سکتا ہے؟ میں نے کہا نہیں، فرمایا: پھر تین ایام کے روزے، رکھ چھ مساکین کو کھانا دے ہر مسکین کو نصف صاع دیدے۔ کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ آیت خاص میرے متعلق نازل ہوئی اور تم سب کے لیے اس کا حکم عام ہے۔'' (بخاری)

(٣٥٨٥) بخاري: ١٨١٨ـ مسلم: ١٢٠١ـ ترمذی: ٢٩٧٤ـ نسائی: ٢٨٥٢ـ ابوداؤد: ١٨٦٠ـ ابن ماجه: ٣٠٨٠ـ احمد: ١٧٦٦٥ـ مؤطا: ٧٥٦.

(٣٥٨٦) بخاري: ٦٧٠٨ـ مسلم: ١٢٠١ـ ترمذی: ٢٩٧٤ـ نسائی: ٢٨٥٢ـ ابوداؤد: ١٨٦٠ـ ابن ماجه: ٣٠٨٠ـ احمد: ١٧٦٦٥ـ مؤطا: ٧٥٦.

(٣٥٨٧) بخاري: ١٨١٦ـ مسلم: ١٢٠١ـ ترمذی: ٢٩٧٤ـ نسائی: ٢٨٥٢ـ ابوداؤد: ١٨٦٠ـ ابن ماجه: ٣٠٨٠ـ احمد: ١٧٦٦٥ـ مؤطا: ٧٥٦.

أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِيْنَ لِكُلِّ مِسْكِيْنٍ نِصْفَ صَاعٍ. (رواه البخاري'١٨١٦)

٣٥٨٨ـــ وَفِي رِوَايَةٍ: فَحَلَقْتُ رَأْسِيْ ثُمَّ نَسَكْتُ. (رواه أبوداود'١٨٦٠)

''اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے سر مونڈوایا پھر میں نے قربانی دی۔'' (ابوداود)

شرح: ......ا۔بعض روایات میں ہے: نبی اکرم ﷺ میرے پاس سے گزرے۔بعض میں ہے، میں آیا۔بعض میں ہے مجھے لایا گیا۔بعض میں ہے مجھے پیغام بھیجا۔بعض میں ہے میں ہنڈیا کے نیچے آگ جلا رہا تھا۔اصل میں یہ ہوا کہ نبی اکرم ﷺ ان کے پاس سے گزرے اوران کی حالت دیکھی تو پھرانہیں بلایا جبکہ یہ ہنڈیا کے نیچے آگ جلا رہے تھے، نبی اکرم ﷺ نے قریب سے دیکھ کرانہیں مخاطب کیا، انہوں نے کہا: بہت تکلیف ہے، جوؤں نے تنگ کر رکھا ہے،تب آپ نے اپنی موجودگی میں حجام کومنگوایا اوران کا سر منڈوایا۔

٢۔ یہ ثابت ہوا حالت احرام میں سر منڈوانا پڑ جائے بوجہ موذی کیڑوں کے، یا زخم کےتو سر منڈوالیں اس کا فدیہ تین روزے، یا چھ مسکینوں کا کھانا، کیونکہ آدھا صاع فدیہ دینا ہے، یا پھر جانور کی قربانی کرنا ہے، جو کہ ایک بکری ہے۔

٣۔ یہ حدیث مبارک قرآن کی آیہ مبارکہ کی پوری تفسیر ہے۔اورقرآنی آیت جوکہ مطلق ہےاس کی وضاحت کرتی ہے۔

٤۔ یہ بھی ثابت ہوا، نبی اکرم ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تکلیف پر کتنا پریشان ہوتے تھے اوراس سے نجات کا طریقہ بتاتے تھے۔

٥۔ یہ بھی ثابت ہوا بڑے کواپنے ساتھیوں سے لطف وعنایت رکھنا چاہیے اور ان کے حالات کی خبر گیری کرتے رہنا چاہیے۔(مرعاة:٧/٢٠٠)

٣٥٨٩ـــ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى ضُبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ فَقَالَ لَهَا أَرَدْتِ الْحَجَّ قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا أَجِدُنِيْ إِلَّا وَجِعَةً فَقَالَ لَهَا حُجِّي وَاشْتَرِطِيْ وَقُوْلِيْ اللّٰهُمَّ مَحِلِّي حَيْثُ حَبَسْتَنِيْ وَكَانَتْ تَحْتَ الْمِقْدَادِ. (لمسلم: ١٢٠٧)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ ضباعہ بنت زبیر کے پاس گئے اور فرمایا: گمان ہے کہ تو حج کا ارادہ کر رہی ہے۔اس نے کہا:قسم اللہ کی! میں اپنے آپ کو بیمار ہوتی دیکھ رہی ہوں۔فرمایا: تو حج کر، (یعنی) شرط رکھ اوراس طرح کہہ دے: اے اللہ! میں اس جگہ احرام کھول کر حلال ہو جاؤں گی جہاں تو مجھے روک دے گا۔اور ضباعہ مقداد بن اسود کے نکاح میں تھیں۔''

(٣٥٨٨) ابوداؤد: ١٨١٠۔ حسن، البانی: ١٦٣٧۔ لکن ذکر الزبیب منکر والمحفوظ: التمر کما فی احادیث الباب.
(٣٥٨٩) مسلم: ١٢٠٧۔ بخاری: ٥٠٨٩۔ نسائی: ٢٧٦٨۔ احمد: ٢٥١٣١.

٣٥٩٠ــ عَنْ سَالِمٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُنْكِرُ الْإِشْتِرَاطَ فِي الْحَجِّ وَيَقُوْلُ أَلَيْسَ حَسْبُكُمْ سُنَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِنْ حُبِسَ أَحَدُكُمْ عَنِ الْحَجِّ طَافَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْئٍ حَتّٰى يَحُجَّ عَاماً قَابِلاً وَيُهْدِيْ وَيَصُوْمُ إِنْ لَمْ يَجِدْ هَدْياً . (رواه النسائي'٢٧٦٩)

''سالم کا بیان ہے کہ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ حج میں شرط رکھنے کا انکار کرتے، اور کہتے تھے: کیا تمہارے لیے تمہارے نبی کی سنت کافی نہیں ہے؟ اگر تم میں سے کسی کو حج سے روک دیا جائے تو وہ بیت اللہ اور صفاو مروہ کے درمیان طواف کرے۔ ہر چیز اس پر حلال ہو گی، اور وہ آئندہ سال حج کرے گا، اور قربانی دے گا یا وہ روزے رکھے گا اگر قربانی میسر نہ ہو۔'' (نسائی)

شرح: ......احصار (حج میں رکاوٹ کی وجہ سے) قربانی کا دینا تب ہے، جب احرام باندھنے والے نے احصار کی صورت میں احرام کھولنے کی شرط نہ لگائی ہو۔ اگر شرط لگائی ہو تو پھر احصار کی وجہ سے کوئی قربانی نہیں۔ آئندہ توفیق کے مطابق اس کی قضا دینا ہے۔ (مغنی ابن قدامہ: ٣/٢٨٢)

دخول مكة والخروج منها والتحصيب

مکہ مکرمہ میں داخل اور خارج ہونے اور مقام محصب میں ٹھہرنے کا بیان

٣٥٩١ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ غَيَّرَ ثَوْبَيِ الْإِحْرَامِ عِنْدَالتَّنْعِيْمِ حِيْنَ دَخَلَ مَكَّةَ . (رواه الطبراني في الكبير : ١٠٥١٠)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے احرام کے دو کپڑے مقام تنعیم میں تبدیل کیے جس وقت آپ ﷺ مکہ میں داخل ہونے لگے۔'' (الکبیر)

٣٥٩٢ــ عَنِ ابْنِ عُمَرَأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ مِنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا الَّتِيْ بِالْبَطْحَاءِ وَخَرَجَ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلَى . (رواه النسائي'٢٨٦٥)

سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ مکہ میں ثنیہ علیا کی طرف سے داخل ہوئے جو بطحا کے نزدیک ہے، اور مکہ سے خروج کے وقت ثنیہ سفلیٰ کا راستہ اختیار کیا۔ (النسائی)

٣٥٩٣ــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما أَنَّ رَسُوْلَ

سیدنا عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ آپ ﷺ جب مکہ

(٣٥٩٠) نسائی: ٢٧٦٩۔ صحیح، البانی: ٢٥٩٤۔ بخاری: ٤١٨٥۔ ترمذی: ٩٤٢۔ احمد: ٥١٤٣.

(٣٥٩١) طبرانی کبیر: ١٠٥١٠۔ وفیه ابن لهیعة وهو حسن الحدیث وفیه کلام، هیثمی: ٤٥٦٠.

(٣٥٩٢) نسائی: ٢٨٦٥۔ صحیح، البانی: ٢٦٨٣۔ بخاری: ١٥٧٦۔ مسلم: ١٢٥٧۔ ابوداؤد: ١٨٦٧۔ ابن ماجه: ٢٩٤٠۔ احمد: ٦٢٤٨۔ دارمی: ١٩٢٨.

(٣٥٩٣) بخاری: ١٧٩٩۔ مسلم: ١٢٦٨۔ نسائی: ٢٩٥٢۔ ابوداؤد: ٤٠٦٤۔ احمد: ٦٤٢٧۔ مؤطا: ٩٢٣۔ دارمی: ١٩٢٨.

اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ إِلٰى مَكَّةَ يُصَلِّيْ فِيْ مَسْجِدِ الشَّجَرَةِ وَإِذَا رَجَعَ صَلَّى بِذِي الْحُلَيْفَةِ بِبَطْنِ الْوَادِيْ وَبَاتَ حَتّٰى يُصْبِحَ . (رواه البخاري‘١٧٩٩)

سے نکلتے تو مسجد شجرہ کے پاس نماز پڑھتے۔ واپس آتے تو ذوالحلیفہ میں وادی کے درمیان نماز پڑھتے۔ اور صبح ہونے تک وہاں ٹھہر جاتے۔‘‘ (بخاری)

٣٥٩٤ــ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَاءٍ مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ وَدَخَلَ فِي الْعُمْرَةِ مِنْ كُدًى قَالَ وَكَانَ عُرْوَةُ يَدْخُلُ مِنْهُمَا جَمِيْعاً وَكَانَ أَكْثَرُ مَا كَانَ يَدْخُلُ مِنْ كُدًى وَكَانَ أَقْرَبُهُمَا إِلٰى مَنْزِلِهِ . (لأبى داود‘١٨٦٨)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ فتح کے سال رسول اللہ ﷺ مکہ کی بالائی طرف سے مقام کداء سے داخل ہوئے، اور عمرہ کے وقت مقام کدی سے داخل ہوئے۔ عروہ ان ہر دومقام سے داخل ہوا کرتے تھے۔ لیکن زیادہ تر کدا سے داخل ہوتے اور کدا ان کے گھر کے قریب پڑتا تھا۔ (ابوداؤد)

٣٥٩٥ــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اغْتَسَلَ النَّبِيُّ ﷺ لِدُخُوْلِهِ مَكَّةَ بِفَخٍّ . قَالَ أَبُوْعِيْسٰى هٰذَا حَدِيْثٌ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ وَالصَّحِيْحُ مَا رَوٰى نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَغْتَسِلُ لِدُخُوْلِ مَكَّةَ . (رواه الترمذي‘٨٥٢)

’’سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں داخل ہونے کے لیے مقام فخ پر غسل کیا۔ امام ترمذی کہتے ہیں: یہ مرفوعاً روایت غیر محفوظ ہے، اور صحیح روایت نافع کی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ مکہ میں داخل ہونے کے لیے غسل کرتے تھے۔‘‘ (ترمذی)

٣٥٩٦ــ وفى رواية أَسْلَمَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: اغْتَسَلَ النَّبِيُّ ﷺ لِدُخُوْلِ مَكَّةَ بِفَخٍّ . (للترمذى قائلاً حَدِيْثُ أَسْلَمَ غَيْرَ مَحْفُوْظٍ وَالصَّحِيْحُ حَدِيْثُ نَافِعٍ)

سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ مکہ میں داخل ہونے کے لیے مقام فخ میں غسل کرتے تھے۔ ترمذی روایت کرکے کہتے ہیں: اسلم کی روایت غیر محفوظ ہے اور صحیح روایت نافع رضی اللہ عنہ کی ہے۔‘‘

٣٥٩٧ــ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ

نافع رضی اللہ عنہ کو سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ

(٣٥٩٤) ابوداؤد: ١٨٥٨ـ صحيح، البانى: ١٦٤٥ـ بخارى: ٧٣٤٥ـ مسلم: ١٢٥٩ـ ترمذى: ٨٥٤ـ نسائى: ٢٨٦٥ـ ابن ماجه: ٢٩٤١ـ احمد: ٦٤٢٦ـ مؤطا: ٧١٤ـ دارمى: ١٩٢٨.

(٣٥٩٥)

(٣٥٩٦) بخارى: ٤٩٢ـ مسلم: ١٢٦٨ـ نسائى: ٢٩٥٢ـ ابوداؤد: ٤٠٦٤ـ احمد: ٦٤٢٧ـ مؤطق: ٩٢٣ـ دارمى: ١٩٢٨.

(٣٥٩٧) بخارى: ٤٩٢ـ مسلم: ١٢٦٨ـ نسائى: ٢٩٥٢ـ ابوداؤد: ٤٠٦٤ـ احمد: ٦٤٢٧ـ مؤطا: ٩٢٣ـ دارمى: ١٩٢٨.

أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَنْزِلُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ حِيْنَ يَعْتَمِرُ وَفِي حَجَّتِهِ حِيْنَ حَجَّ تَحْتَ سَمُرَةٍ فِيْ مَوْضِعِ الْمَسْجِدِ الَّذِيْ بِذِي الْحُلَيْفَةِ وَكَانَ إِذَا رَجَعَ مِنْ غَزْوٍ كَانَ فِيْ تِلْكَ الطَّرِيْقِ أَوْحَجٍّ أَوْعُمْرَةٍ هَبَطَ مِنْ بَطْنِ وَادٍ فَإِذَا ظَهَرَمِنْ بَطْنِ وَادٍ أَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِيْ عَلَى شَفِيْرِ الْوَادِي الشَّرْقِيَّةِ فَعَرَّسَ ثَمَّ حَتّٰى يُصْبِحَ لَيْسَ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الَّذِيْ بِحِجَارَةٍ وَلَا عَلَى الأَكَمَةِ الَّتِيْ عَلَيْهَا الْمَسْجِدُ كَانَ ثَمَّ خَلِيْجٌ يُّصَلِّيْ عَبْدُاللّٰهِ عِنْدَهُ فِيْ بَطْنِهِ كُثُبٌ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَمَّ يُصَلِّي فَدَحَا السَّيْلُ فِيْهِ بِالْبَطْحَاءِ حَتّٰى دَفَنَ ذٰلِكَ الْمَكَانَ الَّذِيْ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يُصَلِّي فِيْهِ وَأَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَحَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى حَيْثُ الْمَسْجِدُ الصَّغِيْرُالَّذِيْ دُوْنَ الْمَسْجِدِ الَّذِيْ بِشَرَفِ الرَّوْحَاءِ وَقَدْكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَعْلَمُ الْمَكَانَ الَّذِيْ كَانَ صَلّٰى فِيْهِ النَّبِيُّ ﷺ يَقُوْلُ ثَمَّ عَنْ يَمِيْنِكَ حِيْنَ تَقُوْمُ فِي الْمَسْجِدِ تُصَلِّي وَذٰلِكَ الْمَسْجِدُ عَلَى حَافَةِ الطَّرِيْقِ الْيُمْنٰى وَأَنْتَ ذَاهِبٌ إِلٰى مَكَّةَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْمَسْجِدِ الأَكْبَرِ رَمْيَةٌ بِحَجَرٍ أَوْ نَحْوُذٰلِكَ وَأَنَّ ابْنَ عُمَرَكَانَ يُصَلِّي إِلَى الْعِرْقِ الَّذِيْ عِنْدَ مُنْصَرَفِ الرَّوْحَاءِ وَذٰلِكَ الْعِرْقُ انْتِهَاءُ طَرَفِهِ عَلَى حَافَةِ الطَّرِيْقِ دُوْنَ الْمَسْجِدِ

عمرہ کرتے یا جب حج کے لیے گئے تو آپ ﷺ ذوالحلیفہ میں درخت کے نیچے اترے تھے جہاں اب مسجد ہے۔ آپ ﷺ غزوہ یا حج وعمرہ سے اسی راستے سے لوٹ کر آتے تو وادی کے نشیبی علاقہ میں اُترتے۔ جب وادی سے اوپر چڑھ کر نمایاں ہوتے تو اس پتھریلی زمین پر سواری بٹھاتے جو وادی کے مشرق کی طرف کنارے پر ہے۔ فجر تک وہاں ٹھہرتے یہ مقام اس مسجد کے قریب نہیں ہے جو پتھروں سے بنی ہوئی ہے۔ اور نہ اس ٹیلے پر ٹھہرتے جس پر مسجد بنائی گئی ہے۔ وہاں ایک ندی سی تھی۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ وہاں نماز پڑھتے تھے۔ جس کے دامن میں ریت کا تودا تھا، اور آنحضرت ﷺ وہاں نماز پڑھا کرتے تھے۔ سیلاب نے بڑے بڑے پتھر گرا کر اس جگہ کو ہموار کر دیا ہے اور وہ تالاب مدفون ہو چکا ہے۔ اور وہ جگہ بھی جہاں سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نماز پڑھا کرتے تھے۔ نافع سے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس چھوٹی مسجد میں نماز پڑھی ہے جو اب شرف الروحاء کی مسجد کے قریب ہے۔ جب تو اس مسجد میں نماز کے لیے کھڑا ہو تو تیرے دائیں طرف وہ جگہ واقع ہے جہاں آپ ﷺ نے نماز پڑھی ہے۔ اور سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کو وہ جگہ معلوم تھی وہ مسجد مکہ جاتے ہوئے راستے کی دائیں طرف کنارے پر واقع ہے۔ اس کے اور بڑی مسجد کے درمیان ایک پتھر کی مار کا فاصلہ ہے بلکہ اس سے بھی کم۔ اور سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ روحا کے موڑ پر پہاڑ کے قریب نماز پڑھا کرتے تھے۔ اس پہاڑ کا سلسلہ مسجد سے پہلے راستے کے کنارے پر جا ختم ہوتا ہے وہاں راستہ پر ایک مسجد بنائی گئی ہے۔ اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس میں نفل ادا نہ کرتے تھے بلکہ اس کو اپنی بائیں طرف، اور مقابل

الَّـذِيْ بَيْـنَـهٗ وَبَيْنَ الْمُنَصَرَفِ وَأَنْتَ ذَاهِبٌ إِلَـى مَـكَّةَ وَقَـدِابْتُـنِيَ ثَمَّ مَسْجِدٌ فَلَمْ يَكُنْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يُصَلِّي فِيْ ذٰلِكَ الْمَسْجِدِ كَـانَ يَتْـرُكُـهٗ عَـنْ يَسَارِهِ وَ وَرَاءَهٗ وَيُصَلِّي أَمَـامَـهٗ إِلَـى الْـعِـرْقِ نَفْسِهٖ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَرُوْحُ مِنَ الرَّوْحَاءِ فَـلَا يُصَلِّي الظُّهْرَ حَتّٰى يَـأْتِيَ ذٰلِكَ الْمَكَانَ فَيُصَلِّيْ فِيْهِ الظُّهْرَ وَإِذَا أَقْبَـلَ مِنْ مَكَّةَ فَإِنْ مَّرَّبِهٖ قَبْلَ الصُّبْحِ بِسَاعَةٍ أَوْمِـنْ آخِـرِالسَّـحَرِعَرَّسَ حَتّٰى يُصَلِّيَ بِهَا الـصُّبْـحَ وَأَنَّ عَبْـدَالـلّٰهِ حَدَّثَهٗ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَـانَ يَـنْـزِلُ تَـحْـتَ سَرْحَةٍ ضَخْمَةٍ دُوْنَ الـرُّوَيْثَةِ عَنْ يَمِيْنِ الطَّرِيْقِ وَ وِجَاهَ الطَّرِيْقِ فِي مَكَانٍ بَطْحٍ سَهْلٍ حَتّٰى يُفْضِيَ مِنْ أَكَمَةٍ دُوَيْـنَ بَـرِيْـدِالـرُّوَيْثَةِ بِـمِيْـلَيْـنِ وَقَـدِ انْـكَسَـرَأَعْلاَهَـا فَـانْثَـنٰى فِيْ جَوْفِهَا وَهِيَ قَـائِـمَـةٌ عَـلٰى سَاقٍ وَفِيْ سَاقِهَا كُثُبٌ كَثِيْرَةٌ وَأَنَّ عَبْـدَ الـلّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهٗ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَـلَّـى فِـيْ طَـرَفِ تَـلْعَةٍ مِنْ وَرَاءِ الْعَرْجِ وَأَنْـتَ ذَاهِـبٌ إِلَــى هَـضْبَةٍ عِـنْـدَ ذٰلِكَ الْـمَسْجِدِ قَبْرَانِ أَوْثَلاَثَةٌ عَلَى الْقُبُوْرِ رَضَمٌ مِنْ حِجَارَةٍ عَنْ يَمِيْنِ الطَّرِيْقِ عِنْدَ سَلَمَاتِ الطَّرِيْقِ بَيْنَ أُولٰئِكَ السَلَمَاتِ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَـرُوْحُ مِـنَ الْـعَـرْجِ بَعْدَ أَنْ تَمِيْلَ الشَّمْسُ بِالْهَا جِرَةِ فَيُصَلِّي الظُّهْرَفِي ذٰلِكَ الْمَسْجِدِ وَأَنَّ عَبْـدَ الـلّٰـهِ بْـنَ عُـمَرَحَدَّثَهٗ أَنَّ رَسُوْلَ

میں چھوڑ دیتے، اور آگے بڑھ کر خود عرق پہاڑی کی طرف نماز پڑھتے تھے۔ سیدنا عبدا للہ رضی اللہ عنہ جب جب روحا سے کوچ کرتے تو اس مقام سے پہلے نفل نہیں پڑھتے تھے۔ اور نماز ظہر بھی اس جگہ پہنچ کر ہی پڑھتے تھے۔ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ مکہ سے واپس آتے تو فجر سے پہلے یا سحری کے وقت یہاں آتے تب یہاں اترتے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ نے نافع سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ راستے کے دائیں طرف ایک گھنے درخت کے نیچے اترتے تھے۔ جو رویثہ بستی کے قریب ہے۔ پھر آپ اس ٹیلہ سے جو رویثہ کے راستے سے تقریباً دو میل کے فاصلے پر ہے چلتے تھے۔ اب اس درخت کا اوپر والا حصہ ٹوٹ گیا ہے اور درمیان میں سے دوہرا ہو کر تنے پر کھڑا ہے۔ اس کے تنے میں ریت کے بہت سے ٹیلے ہیں۔ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے نافع سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اس ٹیلے کے کنارے پر نماز پڑھی ہے جو مقام عرج تک چلا گیا ہے۔ پہاڑ کی طرف جاتے ہوئے مسجد کے نزدیک دو تین قبریں ہیں جن پر پتھر لگائے گئے ہیں۔ اور وہ راستے کی دائیں طرف خار دار درختوں کے پاس ہیں جہاں سے راستہ گزرتا ہے۔ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سورج کے زوال کے وقت مقام عرج سے چل پڑتے اور ظہر کی نماز اس مسجد میں پہنچ کر پڑھتے تھے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے نافع سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے راستے کے بائیں طرف ان گھنے درختوں کے پاس قیام کیا جو ہرشی پہاڑ کے نزدیک نشیب میں ہیں۔ یہ ڈھلوان مقام ہرشی کے ایک کنارے سے ملی ہوئی ہے۔ یہاں سے عام راستہ تک پہنچنے کے لیے تیر پھینکنے کا فاصلہ ہے۔ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اس بڑے درخت کی طرف نماز پڑھتے تھے جو ان تمام درختوں میں

اللّٰهِ ﷺ نَزَلَ عِنْدَ سَرَحَاتٍ عَنْ يَسَارِ الطَّرِيْقِ فِيْ مَسِيْلٍ دُوْنَ هَرْشَى ذٰلِكَ الْمَسِيْلِ لَاصِقٌ بِكُرَاعِ هَرْشَى بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الطَّرِيْقِ قَرِيْبٌ مِنْ غَلْوَةٍ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يُصَلِّيْ إِلٰى سَرْحَةٍ هِيَ أَقْرَبُ السَّرَحَاتِ إِلَى الطَّرِيْقِ وَهِيَ أَطْوَلُهُنَّ وَأَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهٗ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَنْزِلُ فِي الْمَسِيْلِ الَّذِيْ فِيْ أَدْنٰى مَرِّالظَّهْرَانِ قِبَلَ الْمَدِيْنَةِ حِيْنَ يَهْبِطُ مِنَ الصَّفْرَاوَاتِ يَنْزِلُ فِيْ بَطْنِ ذٰلِكَ الْمَسِيْلِ عَنْ يَسَارِالطَّرِيْقِ وَأَنْتَ ذَاهِبٌ إِلٰى مَكَّةَ لَيْسَ بَيْنَ مَنْزِلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَبَيْنَ الطَّرِيْقِ إِلَّا رَمْيَةٌ بِحَجَرٍ وَأَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهٗ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَنْزِلُ بِذِي طُوًى وَيَبِيْتُ حَتّٰى يُصْبِحَ يُصَلِّي الصُّبْحَ حِيْنَ يَقْدَمُ مَكَّةَ وَمُصَلّٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ذٰلِكَ عَلٰى أَكَمَةٍ غَلِيْظَةٍ لَيْسَ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِيْ بُنِيَ ثَمَّ وَلٰكِنْ أَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ عَلٰى أَكَمَةٍ غَلِيْظَةٍ وَأَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهٗ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَقْبَلَ فُرْضَتَيِ الْجَبَلِ الَّذِيْ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجَبَلِ الطَّوِيْلِ نَحْوَالْكَعْبَةِ فَجَعَلَ الْمَسْجِدَ الَّذِيْ بُنِيَ ثَمَّ يَسَارَالْمَسْجِدِ بِطَرَفِ الْأَكَمَةِ وَمُصَلَّى النَّبِيِّ ﷺ أَسْفَلَ مِنْهُ عَلَى الْأَكَمَةِ السَّوْدَاءِ تَدَعُ مِنَ الْأَكَمَةِ عَشَرَةَ أَذْرُعٍ أَوْنَحْوَهَا ثُمَّ تُصَلِّي مُسْتَقْبِلَ الْفُرْضَتَيْنِ مِنَ

راستے سے سب سے زیادہ نزدیک ہے، اور سب سے لمبا درخت بھی یہی ہے۔

نافع کو سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ بھی بتایا کہ رسول اکرم ﷺ اس نالے میں اُترا کرتے تھے جو وادی مرالظہران کے نشیب میں ہے۔ مدینہ کے مقابل جب کہ مقام صفراوات سے اُترا جائے، یہ راستے کے بائیں جانب پڑتا ہے جب کوئی شخص مکہ جا رہا ہو (جس کو اب بطن مرو کہتے ہیں)۔ اس راستے اور رسول اللہ ﷺ کی منزل کے درمیان صرف ایک پتھر پھینکنے کا فاصلہ ہوتا۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے نافع کو بتایا کہ نبی کریم ﷺ مکہ جاتے ہوئے مقام ذی طوی میں قیام فرماتے۔ رات بھی یہیں گزارتے۔ اور صبح کے وقت نمازِ فجر بھی یہیں ادا کرتے۔ یہاں آپ کے نماز پڑھنے کی جگہ ایک بڑے سے ٹیلے پر تھی۔ یہ جگہ اس مسجد میں نہیں ہے جو اب وہاں بنی ہوئی ہے بلکہ اس مسجد سے نیچے ایک بڑا ٹیلا تھا۔

سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے نافع کو یہ بات بھی بتائی کہ رسول اللہ ﷺ نے اس پہاڑ کے دونوں کونوں کا رُخ کیا جو اس کے اور جبل طویل کے درمیان کعبہ کی سمت میں ہیں۔ آپ اس مسجد کو جو اب وہاں تعمیر ہوئی ہے اپنی بائیں طرف کر لیتے، ٹیلے کے کنارے۔ اور نبی علیہ السلام کے نماز پڑھنے کی جگہ اس سے نیچے سیاہ ٹیلے پر تھی، ٹیلے سے تقریباً دس ہاتھ چھوڑ کر پہاڑ کی دونوں گھاٹیوں کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھتے جو تمہارے اور کعبہ کے درمیان ہے۔" (بخاری)

الْجَبَلِ الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْكَعْبَةِ . (رواه البخاري‘٤٩٢)

٣٥٩٨ــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهٗ كَانَ إِذَا أَقْبَلَ بَاتَ بِذِيْ طُوىً حَتّٰى إِذَا أَصْبَحَ دَخَلَ وَإِذَا نَفَرَ مَرَّ بِذِيْ طُوًى وَبَاتَ بِهَا حَتّٰى يُصْبِحَ وَكَانَ يَذْكُرُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ . (للبخاري تعليقا)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ مکہ آتے ہوئے ذی طویٰ میں صبح تک ٹھہرتے، پھر مکہ میں داخل ہوتے، اور واپس جاتے تو صبح تک مقام ذی طویٰ میں ٹھہرتے۔ اور بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔'' (بخاری)

٣٥٩٩ــ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رضي الله عنهما إِذَا دَخَلَ أَدْنَى الْحَرَمِ أَمْسَكَ عَنِ التَّلْبِيَةِ ثُمَّ يَبِيْتُ بِذِيْ طُوًى ثُمَّ يُصَلِّيْ بِهِ الصُّبْحَ وَيَغْتَسِلُ وَيُحَدِّثُ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ . (رواه البخاري: ١٥٧٣)

''ایک روایت میں ہے: سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ جب زمین حرم کے قریب جاتے تو تلبیہ کہنا روک دیتے اور رات ذی طویٰ میں ٹھہر جاتے پھر صبح کی نماز پڑھتے، اور غسل کرتے۔ اور بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے اسی طرح کیا ہے۔'' (بخاری)

٣٦٠٠ــ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَرَى التَّحْصِيْبَ سُنَّةً . (رواه مسلم‘١٣١٠)

''نافع کا بیان ہے کہ مقام محصب میں ٹھہرنا سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سنت سمجھتے تھے۔'' (مسلم)

٣٦٠١ــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِالْبَطْحَاءِ ثُمَّ هَجَعَ بِهَا هَجْعَةً ثُمَّ دَخَلَ مَكَّةَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهٗ . (رواه أبوداود : ٢٠١٣)

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر، عصر، مغرب اور عشا کی نماز مقام بطحا میں پڑھی۔ تھوڑا سا سو گئے۔ پھر مکہ میں داخل ہوئے اور طواف کیا۔ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔'' (ابوداود)

٣٦٠٢ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ لَيْسَ التَّحْصِيْبُ بِشَيْءٍ إِنَّمَا هُوَ مَنْزِلٌ نَزَلَهٗ رَسُوْلُ

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: مقام محصب میں اترنا مناسک حج میں سے نہیں ہے۔ وہ تو ایک منزل ہے جہاں

(٣٥٩٨) بخاری تعلیقا.
(٣٥٩٩) بخاری: ١٥٧٣۔ مسلم: ١٢٦٨۔ نسائی: ٢٩٥٢۔ ابوداؤد: ٤٠٦٤۔ احمد: ٦٤٢٧۔ مؤطا: ٩٢٣۔ دارمی: ١٩٢٨.
(٣٦٠٠) مسلم: ١٣١٠۔ بخاری: ١٧٦٩۔ ترمذی: ٩٢١۔ ابوداؤد: ٢٠١٣۔ ابن ماجه: ٣٠٦٩۔ احمد: ٥٨٥٨.
(٣٦٠١) ابوداؤد: ٢٠١٣۔ صحیح، البانی: ١٧٧٣۔ بخاری: ١٧٦٩۔ مسلم: ١٣١٠۔ ترمذی: ٩٢١۔ ابن ماجه: ٣٠٦٩۔ احمد: ٦٠٣٣.
(٣٦٠٢) بخاری: ١٧٦٦۔ مسلم: ١٣١٢۔ ترمذی: ٩٢٢.

اللّٰهِ ﷺ. (رواه البخاري'١٧٦٦)

نبی کریم ﷺ نے اتر کر آرام کیا ہے۔'' (بخاری)

٣٦٠٣۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ نُزُوْلُ الْأَبْطَحِ لَيْسَ بِسُنَّةٍ إِنَّمَا نَزَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأَنَّهُ كَانَ أَسْمَحَ لِخُرُوْجِهِ إِذَا خَرَجَ. (رواه مسلم'١٣١١)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مقام ابطح میں اترنا سنت نہیں ہے۔ یقیناً اس مقام میں رسول اللہ ﷺ اس لیے اترے تھے کہ واپسی کے لیے ادھر سے نکلنا آسان تھا۔'' (مسلم)

٣٦٠٤۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ أَبُوْرَافِعٍ لَمْ يَأْمُرْنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أَنْزِلَ الأَبْطَحَ حِيْنَ خَرَجَ مِنْ مِّنًى وَلٰكِنِّي جِئْتُ فَضَرَبْتُ فِيْهِ قُبَّتَهُ فَجَاءَ فَنَزَلَ. (رواه مسلم'١٣١٣)

''سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ ابو رافع نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے مقام ابطح میں ٹھہرنے اور اترنے کا حکم نہیں دیا تھا، جب کہ آپ ﷺ نے منیٰ سے کوچ کیا تھا، بلکہ میں نے وہاں آ کر خود ہی قبہ (خیمہ) نصب کر دیا تھا، پھر آپ ﷺ آئے اور وہاں اتر گئے۔'' (مسلم)

٣٦٠٥۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْغَدِيَوْمَ النَّحْرِوَهُوَ بِمِنًى نَحْنُ نَازِلُوْنَ غَداً بِخَيْفِ بَنِيْ كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَى الْكُفْرِيَعْنِي ذٰلِكَ الْمُحَصَّبَ وَذٰلِكَ أَنَّ قُرَيْشًا وَكِنَانَةَ تَحَالَفَتْ عَلَى بَنِيْ هَاشِمٍ وَبَنِيْ عَبْدِالْمُطَّلِبِ أَوْبَنِيْ الْمُطَّلِبِ أَنْ لَا يُنَاكِحُوْهُمْ وَلَا يُبَايِعُوْهُمْ حَتّٰى يُسْلِمُوْا إِلَيْهِمُ النَّبِيَّ ﷺ. (رواه البحاري'١٥٩٠)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ منیٰ میں تھے اور آپ ﷺ نے عید سے دوسرے دن فرمایا: کل ہم بنو کنانہ کے مقام خیف میں جا ٹھہریں گے جہاں لوگوں نے کفر پر اتفاق کرنے کی قسمیں کھائی تھیں، اور مقام خیف ہی مقام محصب ہے۔

یہ واقعہ اس طرح پیش آیا تھا کہ کفار قریش اور کنانہ نے اتفاق کر کے قسمیں کھائیں کہ وہ بنو ہاشم و بنو عبد المطلب یا بنو مطلب سے نہ نکاح کریں گے، اور نہ ان سے خرید و فروخت اور لین دین کریں گے یہاں تک وہ نبی کریم ﷺ کو ان کے حوالے کر دیں۔'' (بخاری)

٣٦٠٦۔ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُقِيْمُ الْمُهَاجِرُبِمَكَّةَ بَعْدَ قَضَاءِ نُسُكِهِ ثَلَاثًا. (رواه مسلم'١٣٥٢)

''سیدنا علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مہاجر اپنے احکام حج پورے کرنے کے بعد مکہ مکرمہ میں تین دن ٹھہر سکتا ہے۔''

(٣٦٠٣) مسلم: ١٣١١۔ بخاری: ١٧٦٥۔ ترمذی: ٩٢٣۔ ابوداؤد: ٢٠٠٨۔ ابن ماجه: ٣٠٦٧۔ احمد: ٢٥٣٩٥.

(٣٦٠٤) مسلم: ١٣١٣۔ ابوداؤد: ٢٠٠٩.

(٣٦٠٥) بخاری: ١٥٩٠۔ مسلم: ١٣١٤۔ احمد: ١٠٥٨٦.

(٣٦٠٦) بخاری: ٣٩٣٣۔ ترمذی: ٩٤٩۔ نسائی: ١٤٥٥۔ ابوداؤد: ٢٠٢٢۔ ابن ماجه: ١٠٧٣۔ احمد: ٢٠٠٠٢۔ دارمی: ١٥١٢.

۳۶۰۷۔ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لِلْمُهَاجِرِإِقَامَةُ ثَلَاثٍ بَعْدَ الصَّدَرِ بِمَكَّةَ كَأَنَّهُ يَقُوْلُ لَا يَزِيْدُ عَلَيْهَا. (رواه مسلم'۱۳۵۲)

''سیدنا علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ کہ طواف کے بعد تین ایام تک مہاجر ٹھہر سکتا ہے گویا اس سے زیادہ نہ ٹھہرے۔'' (مسلم)

۳۶۰۸۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَأَقْبَلَ مِنْ مَكَّةَ حَتّٰى إِذَاكَانَ بِقُدَيْدٍ جَاءَهُ خَبَرٌ مِّنَ الْمَدِيْنَةِ فَرَجَعَ فَدَخَلَ مَكَّةَ بِغَيْرِإِحْرَامٍ. (رواه مالك'۹۶۵)

''نافع کہتے ہیں: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مکہ سے واپس ہو کر مقام قدید میں آئے تو مدینہ سے ایک خبر آ گئی تو وہ لوٹ کر بغیر احرام مکہ میں داخل ہوئے۔'' (مالک)

شرح: ......طوی یہ باب کعبہ کے نزدیک جگہ ہے۔ایک طائف کی راہ میں ہے وہ طواء ہے۔ایک شام میں بھی جگہ ہے اس کا نام (طویٰ) ہے۔

اس میں جو مدینہ سے آئے رات گزارے تو مستحب ہے۔ یا پھر دوسری جگہ سے آئے تو تقریباً اتنی دور سے رات گزارے تا کہ آرام ہو سکے۔غسل کیا جا سکے، صفائی ستھرائی حاصل کی جا سکے۔مگر یہ لازم نہیں۔ یہ بھی ثابت ہوا مکہ میں داخل ہونے سے پہلے غسل کرنا بہتر ہے۔

۲۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ مکہ میں رات کو داخل ہونا بھی جائز ہے مگر مستحب یہ ہے کہ دن کے وقت داخل ہوا جائے۔

۳۔ یہ بھی ثابت ہوا جب مکہ سے نکلیں تو ذی طویٰ جگہ پر ٹھہرنا بھی بہتر ہے تا کہ ساتھیوں کا انتظار کیا جا سکے۔

۴۔ ان احادیث کا مفاد یہی ہے کہ مکہ میں بالائی حصہ سے داخل ہوں اور نیچائی سے باہر نکلیں اس طرح آنے جانے میں آسانی ہے۔مرعاۃ: ۶/ ۴۵۱)

ان احادیث میں آپ کے مکہ تک آنے والے ان راستوں کا ذکر ہے جو آپ کی گزرگاہ بنے۔

النيابة فى الحج وحج الصبى

دوسرے کی طرف سے حج کرنے اور بچے کے حج کرنے کا بیان

۳۶۰۹۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ كَانَ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ رَدِيْفَ رَسُوْلِ

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فضل بن عباس رضی اللہ عنہ رسول ﷺ اللہ کے ساتھ سواری کے پیچھے بیٹھا تھا۔پس

(۳۶۰۷) مسلم: ۱۳۵۲۔ بخاری: ۳۹۳۳۔ نسائی: ۱٤٥٥۔ ابوداؤد: ۲۰۲۲۔ ابن ماجه: ۱۰۷۳۔ احمد: ۲۰۰۰۲۔ دارمی: ۱٥۱۲۔

(۳۶۰۸) مؤطا: ۹٦٥۔

(۳۶۰۹) مسلم: ۱۳۳٤۔ بخاری: ٦۲۲۸۔ ترمذی: ۹۲۸۔ نسائی: ٥۳۹٦۔ ابوداؤد: ۱۸۰۹۔ ابن ماجه: ۲۹۰۹۔ احمد: ۳۳٦٥۔ مؤطا: ۸۰٦۔ دارمی: ۱۸۳۱۔

اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَتْهُ امْرَأَةٌ مِّنْ خَثْعَمَ تَسْتَفْتِيهِ فَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَتَنْظُرُ إِلَيْهِ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلَ إِلَى الشِّقِّ الْآخَرِ قَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهِ فِي الْحَجِّ أَدْرَكَتْ أَبِيْ شَيْخًا كَبِيْرًا لَا يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَثْبُتَ عَلَى الرَّاحِلَةِ أَفَأَحُجُّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ وَذٰلِكَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ. (رواه مسلم'١٣٣٤)

آپ ﷺ کے پاس بنوخثعم قبیلہ کی ایک عورت حاضر ہوئی۔ فضل نے عورت کی طرف اور عورت نے فضل کی طرف دیکھنا شروع کر دیا۔ اور رسول اللہ ﷺ فضل کا منہ دوسری جانب پھیرتے جاتے تھے۔

اس عورت نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میرے باپ پر اللہ تعالیٰ کا فریضہ حج عائد ہو چکا ہے۔ اور وہ سواری پر جم کر بیٹھنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے تو کیا میں اس کی طرف سے حج کرسکتی ہوں؟ فرمایا: ہاں، یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔'' (مسلم)

٣٦١٠ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَبِيْ مَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ أَفَأَحُجُّ عَنْهُ قَالَ أَرَأَيْتَ لَوْكَانَ عَلٰى أَبِيْكَ دَيْنٌ أَكُنْتَ قَاضِيَهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَدَيْنُ اللّٰهِ أَحَقُّ. (رواه النسائي'٢٦٣٩)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے نبی ﷺ! میرا باپ فوت ہو گیا ہے اور اس نے حج نہیں کیا تو کیا میں اس کی طرف سے حج کرسکتا ہوں؟ فرمایا: یہ بتا اگر تیرے باپ پر قرض ہوتا تو کیا تو اس کو ادا کرتا؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: اللہ کا قرض تو ادائیگی کا زیادہ حق دار ہے۔'' (نسائی)

٣٦١١ــ وفي رواية: وَهُوَ شَيْخٌ كَبِيْرٌ لَا يَثْبُتُ عَلٰى رَاحِلَتِهِ فَإِنْ شَدَدْتُهُ خَشِيْتُ أَنْ يَمُوْتَ. (رواه النسائي'٢٦٤٠)

''دوسری روایت میں ہے کہ وہ بہت بوڑھا ہے، سواری پر نہیں ٹھہرسکتا، اور اگر باندھ دوں تو مرنے کا خطرہ ہے۔'' (نسائی)

٣٦١٢ــ ولأحمد: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِلْفَضْلِ ابْنَ أَخِيْ: إِنَّ هٰذَا يَوْمٌ مَنْ مَلَكَ فِيْهِ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ وَلِسَانَهُ غُفِرَلَهُ. (رواه أحمد'٣٠٣٣)

''احمد رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فضل کو فرمایا اے میرے بھتیجے یہ دن ایسا ہے کہ جو شخص اس میں اپنے کان' آنکھ' اور زبان کی حفاظت کرے گا وہ بخشا جائے گا۔''

(٣٦١٠) نسائی: ٢٦٣٩۔ ضعیف الاسناد، البانی: ١٦٥۔ بخاری: ٦٢٢٨۔ مسلم: ١٣٣٤۔ ترمذی: ٩٢٨۔ ابوداؤد: ١٨٠٩۔ ابن ماجه: ٢٩٠٩۔ احمد: ٣٣٦٥۔ مؤطا: ٨٠٦۔ دارمی: ١٨٣٣.

(٣٦١١) نسائی: ٢٦٤٠۔ شاذ، او منکر، البانی: ١٦٦۔ بذکر الرجل والمحفوظ ان السائل امرأة: بکاری: ٦٢٢٨۔ مسلم: ١٣٤٤۔ ترمذی: ٩٢٨۔ ابوداؤد: ١٨٠٩۔ ابن ماجه: ٢٩٠٩۔ احمد: ٣٣٦٥۔ مؤطا: ٨٠٦۔ دارمی: ١٨٣٣.

(٣٦١٢) احمد: ٣٠٣٣۔ ابو یعلی، طبرانی کبیر: قال کان الفضل بن عباس ردیفًا او رجاله ثقات، بخاری: ٦٢٢٨۔ مسلم: ١٣٣٥۔ ترمذی: ٩٢٨۔ نسائی: ٥٣٩٥۔ ابوداؤد: ١٨٠٩۔ ابن ماجه: ٢٩٠٧۔ مؤطا: ٨٠٦۔ دارمی: ١٨٣٣.

٣٦١٣ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لَهُ إِنَّ أُخْتِيْ قَدْنَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ وَإِنَّهَا مَاتَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَوْكَانَ عَلَيْهَا دَيْنٌ أَكُنْتَ قَاضِيَهٗ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاقْضِ اللّٰهَ فَهُوَأَحَقُّ بِالْقَضَاءِ. (رواه البخاري٬٦٦٩٩)

''انہی سے یہ بھی روایت ہے کہ ایک آدمی آیا، اور اس نے کہا: میری بہن نے نذر مانی ہے کہ وہ حج کرے گی پھر وہ فوت ہوگئی۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: کیا اگر اس پر قرض ہوتا تو تو اس کو ادا کرتا ؟ تو اس نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: پس اللہ کا قرض ادا کر اس کا ادا کرنا زیادہ اہم ہے۔'' (بخاری)

شرح: ......۱۔ اس سے یہ ثابت ہوا جو سوار ہونے کی سکت نہیں رکھتا، اس کے لیے حج ہوسکتا ہے۔ جو سوار ہوسکتا ہے وہ خود ہی کرے، دوسرا اس کی طرف سے نہ کرے۔

۲۔ یہ سوال آدمی نے کیا تھا، یا عورت نے؟ اس بارے میں اکثر روایات میں تو عورت ہی کا ذکر آتا ہے اس نے سوال کیا تھا، لیکن ایک صورت مطابقت کی ہے کہ سوال آدمی نے کیا تھا، اس کی بیٹی بھی ساتھ تھی جو کہ نہایت ہی خوبرو تھی۔ اس لیے حضرت فضل رضی اللہ عنہ نے جب اسے دیکھنا چاہا تو نبی ﷺ نے ان کا رخ تبدیل کیا اور اپنی زبان، کان اور نگاہ قابو میں رکھنے کی تلقین فرمائی)۔ اس لڑکی کا اصل مقصد تھا کہ میں خوبرو ہوں۔ اس نے اپنے ذہن کے مطابق نبی ﷺ کو متوجہ کرنے کے لیے باپ کے سوال کے باوجود خود سوال کیا کہ آپ کا اندازہ لگائے مجھ سے شادی کی چاہت ہے یا نہیں۔ اس نے بھی سوال کیا تھا، بلکہ باپ سے بھی پہلے اس نے سوال کیا تھا مگر آپ نے شادی کے معاملہ پر توجہ نہ دی۔

۳۔ یہ بھی ثابت ہوا جو بے بس ہے اس کی طرف سے حج کی نیابت ہو جاتی ہے خواہ وہ نیابت عورت کرے یا مرد کرے۔

۴۔ ان میں یہ دلیل بھی ہے کہ جس نے حج نہیں کیا وہ حج کی نذر مان سکتا ہے پھر اسے پورا بھی کرے۔ اگر وہ اسے پورا نہیں کر سکا تو اس کے ورثا پورا کریں، غیر بھی کر دے تو ادا ہو جاتی ہے۔

۵۔ نا معلوم چیز کو معلوم چیز کے ساتھ مشابہت کا طریقہ بھی ملتا ہے، قرض کی ادائیگی کا سبب جانتے ہیں، اس پر قیاس کر کے آپ نے حقوق اللہ کی ادائیگی کی اہمیت بیان کی۔ یہ بھی ثابت ہوا میت کی طرف سے حج کیا جا سکتا ہے، اس نے وصیت کی ہو یا نہ کی ہو۔ (مرعاۃ:٦/٢١٦)

٣٦١٤ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَمِعَ رَجُلًا يَّقُوْلُ لَبَّيْكَ عَنْ شُبْرُمَةَ قَالَ مَنْ

سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو کہتے سنا: میں شبرمہ کی طرف سے حاضر ہوا۔

(٣٦١٣) بخاري: ٦٦٩٩ـ نسائي: ٢٦٣٣ـ احمد: ٣٢١٤ـ دارمي: ٢٣٣٢.

شُبْــرُمَةَ قَــالَ أَخٌ لِــيْ أَوْقَـرِيْــبٌ لِّيْ قَــالَ حَــجَجْتَ عَنْ نَفْسِكَ قَالَ لَا قَالَ حُجَّ عَنْ نَّــفْسِكَ ثُــمَّ حُــجَّ عَــنْ شُبْــرُمَةَ . (رواه أبو داود'١٨١١)

آپ ﷺ نے فرمایا: شبرمہ کون ہے؟ اس نے کہا: میرا بھائی ہے یا میرا اقرابت دار ہے۔فرمایا: کیا تو نے اپنی طرف سے حج کیا ہے؟اس نے کہا: نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: پہلے اپنی طرف سے حج کر پھر شبرمہ کی طرف سے حج کرنا۔'' (ابوداؤد)

شــرح: ...... یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ جو حج بدل کر رہا ہے یعنی کسی دوسرے کی طرف سے وہ عاجز ہو یا غیر عاجز ہو پہلے حج بدل کرنے والے نے اپنا حج کیا ہو تو تب حج بدل ہوگا اگر اس نے پہلے اپنا حج نہیں کیا دوسرے کا کرے گا بھی تو اس کا اپنا ہوگا، بدل حج نہ ہوگا۔(مرعاۃ:٦/ ٢٩٩)

٣٦١٥ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ لَقِيَ رَكْبـاًبِـالـرَّوْحَـاءِ فَـقَـالَ مَـنِ الْـقَوْمُ قَالُوا الْـمُسْلِمُوْنَ فَقَالُوْامَنْ أَنْتَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَـرَفَـعَتْ إِلَيْهِ امْرَأَةٌ صَبِيًّا فَقَالَتْ أَلِهٰذَاحَجٌّ قَالَ نَعَمْ وَلَكِ أَجْرٌ . (رواه مسلم '١٣٣٦)

''اسی سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے مقام روحا میں ایک قافلہ کی ملاقات ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: کس قوم سے ہو؟انہوں نے کہا: ہم مسلمان ہیں۔لوگوں نے پوچھا تم کون ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں۔تو ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ کی طرف بچہ بلند کیا، اورکہا: کیا اس کا حج ہوگا؟ فرمایا: ہاں، اور اس کا اجر تجھے ملے گا۔'' (مسلم)

٣٦١٦ـ عَـنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا إِذَا حَجَجْنَامَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَكُنَّا نُلَبِّيْ عَنِ النِّسَاءِ وَنَرْمِيْ عَنِ الــصِّبْيَــانِ . (رواه التـرمـذي ، ٩٢٧ـ لـلترمذى ، وقال غريب ، أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ أَنَّ الْمَرْأَةَ لاَ يُلَبِّى عَنْهَاغَيْرُهَا)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم جب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کر رہے تھے تو ہم ہی عورتوں کی طرف سے تلبیہ کہتے اور بچوں کی طرف سے جمرات کو کنکریاں مارتے ۔(ترمذی کہتے ہیں: یہ سند غریب ہے۔ اور اہل علم کا اجماع ہے کہ عورت کی طرف سے دوسرا شخص تلبیہ نہیں کہے گا۔)

٣٦١٧ـ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ ، رَفَعَهٗ: مَنْ حَجَّ عَنْ أَبِيْهِ أَوْعَنْ أَمِّهٖ أَجْزَأَذٰلِكَ عَنْهُ وَعَنْهُمَا . (رواه الـطبـراني في الكبير'٥٠٨٣ براولم يسم)

''سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی اپنے والد یا والدہ کی طرف سے حج کرتا ہے یہ ایک ہی حج اس کے، اور اس کے والدین کی طرف سے کفایت کر جاتا ہے۔'' (طبرانی کبیر، راوی مجہول ہے)

(٣٦١٥) مسلم: ١٣٣٦ـ نسائی: ٢٦٤٩ـ ابوداؤد: ١٧٣٦ـ احمد: ٣١٩٢ـ مؤطا: ٩٦١.
(٣٦١٦) ترمذی: ٩٢٧ـ ضعیف، البانی: ١٦٠ـ ابن ماجه: ٣٠٣٨.
(٣٦١٧) طبرانی کبیر: ٥٠٨٣ـ وفیه راو لم یسم، هیثمی: ٥٦٨٥.

٣٦١٨ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَفَعَهُ: مَنْ حَجَّ عَنْ مَيِّتٍ فَلِلَّذِي حَجَّ عَنْهُ مِثْلُ أَجْرِهِ، وَمَنْ فَطَّرَ صَائِماً فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ، وَمَنْ دَعَا إِلَىٰ خَيْرٍ فَلَهُ أَجْرُ فَاعِلِهِ. (رواه الطبراني في الأوسط وفيه علي بن يزيد بن بهرام)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میت کی طرف سے حج کیا تو حج کرنے والے کو اس کے برابر اجر ہوگا۔اور جس نے روزے دار کو روزہ افطار کرایا تو اس کو روزے دار کی مثل اجر ملے گا۔اور جس نے کسی بھی کارِ خیر کی طرف دعوت دی تو اس کو عمل کرنے والے کے برابر اجر ملے گا۔'' (الاوسط، اور اس کی سند میں علی بن یزید بن بہرام ہے)

شرح: ...... یہ بات تو معقول ہے کہ جن کی طرف سے حج کیا جائے ان کا فریضہ ادا بھی ہوتا ہے، ثواب بھی ہوتا ہے۔اور جو ادا کرتا ہے اس کا بھی فریضہ ادا ہوتا ہے۔اور اجر ملتا ہے، اگرچہ یہ روایات ضعیف ہیں۔

۲۔(۱) ثابت ہوا نابالغ بچے کا حج کرنا جائز ہے۔(۲) ثابت ہوا بچے کا حج منعقد ہو جاتا ہے یہ درست ہے۔(۳) احرام کی خلاف ورزی کی صورت میں بچے پر کوئی کفارہ وغیرہ نہیں کیونکہ یہ مکلّف نہیں، راجح بات یہی ہے۔

(۴) صحیح بات یہی ہے کہ بچے کو حج کا ثواب ملتا ہے اگرچہ مکلّف نہیں تاہم نیکی کا ثواب ملتا ہے۔(۵) تاہم بچے نابالغ کا حج اس کی بلوغت ے بعد وہ فریضہ باقی رہے۔گا اگر توفیق ہو تو ادا کرنا ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنیادی طور پر اجر کا مستحق ماں کو قرار دیا ہے۔

۶۔اگر بچہ احرام باندھتا ہے بعد میں اسی دوران بالغ ہو جاتا ہے تو وہی احرام وغیرہ کافی ہے تجدید کی ضرورت نہیں تاہم احرام کی پابندیاں بلوغت والی ہوں گی۔(مرعاۃ:۶/۲۰۳)

التكبير في أيام التشريق وخطبه ﷺ وعدد حجه واعتماره وغير ذلك

تکبیراتِ ایامِ تشریق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج اور عمرہ کرنے کی تعداد کا بیان

٣٦١٩ـ كَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُكَبِّرُ فِي قُبَّتِهِ بِمِنًى فَيَسْمَعُهُ أَهْلُ الْمَسْجِدِ فَيُكَبِّرُوْنَ وَيُكَبِّرُ أَهْلُ الْأَسْوَاقِ حَتّٰى تَرْتَجَّ مِنًى تَكْبِيْرًا. (للبخاري تعليقا)

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ منیٰ کے اپنے خیمہ میں تکبیرات کہتے تو مسجد میں موجود لوگ سن کر تکبیرات کہتے، اور بازار والے بھی تکبیر کہتے یہاں تک کہ پورا منیٰ تکبیرات سے گونج اُٹھتا۔'' (بخاری)

٣٦٢٠ـ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُكَبِّرُ بِمِنًى تِلْكَ الأَيَّامِ وَخَلْفَ الصَّلَوَاتِ وَعَلَى فِرَاشِهِ

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ایام تشریق کو منیٰ میں تکبیر کہتے نمازوں کے بعد بھی اور نماز کے علاوہ بھی، اپنے بستر پر، اپنے خیمہ میں

(٣٦١٨) طبراني اوسط، وفيه علي بن يزيد بن بهرام ولم اجد من ترجمه وبقية رجاله ثقات، هيثمي: ٥٦٨٦.
(٣٦١٩) بخاري تعليقًا. (٣٦٢٠) بخاري تعليقًا.

وَفِـيْ فُسْـطَـاطِـهٖ وَمَـجْلِسِهٖ وَمَمْشَاهُ تِلْكَ الْأَيَّامِ جَمِيْعًا . (للبخاري تعليقا)

مجلس میں بھی اور چلتے پھرتے بھی تکبیریں کہتے۔'' (بخاری)

٣٦٢١ــ وَكَـانَ ابْـنُ عُـمَـرَوَأَبُـوْهُرَيْرَةَ يَخْرُجَانِ إِلَى السُّوْقِ فِي أَيَّامِ الْعَشْرِيُكَبِّرَانِ وَيُكَبِّرُ النَّاسُ بِتَكْبِيْرِهِمَا . (للبخاري تعليقا)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ دونوں ذوالحجہ کے ابتدائی دس دنوں میں بازار چلے جاتے اور تکبیر کہتے: اور ان کے ساتھ دوسرے لوگ بھی تکبیرات کہنا شروع ہو جاتے۔'' (بخاری)

شــرح: ...... ثابت ہوا منیٰ میں بلند آواز سے کثرت سے تکبیرات کہی جائیں۔ عام لوگ بھی جب ذوالحجہ کا چاند نظر آجائے تو تکبیرات کا آغاز کر دیا کریں۔

٣٧٢٢ــ عَـنْ عَبْـدِ الـرَّحْمٰنِ بْنِ مُعَاذٍقَالَ خَـطَبَـنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِـمِـنىً فَفَتَحَ اللّٰهُ أَسْـمَـاعَـنَـا حَتّٰـى إِنْ كُـنَّا لَنَسْمَعُ مَايَقُوْلُ وَنَحْنُ فِيْ مَنَازِلِنَا فَطَفِقَ النَّبِيُّ ﷺ يُعَلِّمُهُمْ مَـنَاسِكَهُمْ حَتّٰى بَلَغَ الْجِمَارَ فَقَالَ بِحَصَى الْـخَـذْفِ وَأَمَـرَالْـمُهَاجِرِيْنَ أَنْ يَنْزِلُوْا فِي مَـقْدَمِ الْمَسْجِدِ وَأَمَرَالأَنْصَارَأَنْ يَنْزِلُوْا فِيْ مُؤَخَّرِالْمَسْجِدِ . (رواه النسائي، ٢٩٩٦)

''سیدنا عبدالرحمٰن بن معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا جب ہم مقام منیٰ میں تھے۔ ہمارے کان قدرتی طور پر اس طرح کھول دیئے گئے یہاں تک کہ جو بھی آپ ﷺ نے بیان کیا ہم نے سن لیا جب کہ ہم لوگ اپنے اپنے خیموں میں تھے۔ آپ ﷺ نے تمام احکام حج بیان کیے یہاں تک کہ جمرات پر کنکریاں مارنے کی نوبت آئی تو آپ ﷺ نے اپنی دونوں شہادت کی انگلیاں رکھ کر فرمایا: چھوٹی کنکریاں مارو۔ پھر حکم دیا کہ مہاجرین مسجد کی اول صفوں میں آجائیں، اور ان کے پیچھے انصار کو بیٹھنے کا حکم دیا۔'' (النسائی)

٣٦٢٣ــ عَـنْ عَبْـدِ الـرَّحْمٰنِ بْنِ مُعَاذٍ عَنْ رَجُـلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَـالَ خَطَبَ النَّبِيُّ ﷺ الـنَّـاسَ بِـمِنًى وَنَزَلَهُمْ مَنَازِلَهُمْ فَـقَالَ لِيَنْزِلِ الْمُهَاجِرُوْنَ هَا هُنَا وَأَشَارَإِلَى مَيْـمَـنَةِ الْـقِبْـلَةِ وَالأَنْصَارُهَاهُنَاوَأَشَارَإِلَى مَيْسَـرَةِ الْـقِبْـلَةِ ثُـمَّ لِيَـنْـزِلِ الـنَّـاسُ حَوْلَهُمْ . (رواه أبوداود، ١٩٥١)

''ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ فرمایا: مہاجرین یہاں آجائیں اور قبلہ کے دائیں جانب اشارہ کیا۔ اور فرمایا: انصار یہاں آئیں، اور قبلہ کے بائیں طرف اشارہ کیا اور فرمایا: دیگر تمام لوگ ان کے اردگرد رہیں۔'' (ابوداود)

(٣٦٢١) بخاری تعليقًا.

(٣٦٢٢) نسائی: ٢٩٩٦ـ صحيح، البانی: ٢٨٠٢ـ ابوداؤد: ١٩٥٧ـ احمد: ١٦١٥٢.

(٣٦٢٣) ابوداؤد: ١٩٥١ـ صحيح البانی: ١٧١٩ـ احمد: ٢٢٦٦٦.

٣٦٢٤۔ عَنِ الْهِرْمَاسِ بْنِ زِيَادِ الْبَاهِلِيِّ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ النَّاسَ عَلَى نَاقَتِهِ الْعَضْبَاءِ يَوْمَ الأَضْحَى بِمِنًى. (رواه أبوداود، ١٩٥٤)

''سیدنا ہر ماس بن زیاد الباہلی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے منیٰ میں عید کے دن رسول اللہ ﷺ کو آپ ﷺ کی عضبا نامی اونٹنی پر سوار ہو کر لوگوں کو خطبہ دیتے دیکھا۔'' (ابوداود)

٣٦٢٥۔ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَجُلَيْنِ مِنْ بَنِي بَكْرٍ قَالَا رَأَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ بَيْنَ أَوْسَطِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ وَنَحْنُ عِنْدَ رَاحِلَتِهِ وَهِيَ خُطْبَةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الَّتِي خَطَبَ بِمِنًى. (رواه أبوداود، ١٩٥٢)

''ابن ابی نجیح اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اور وہ بنو بکر کے دو آدمیوں سے بیان کرتا ہے، دونوں نے کہا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کو ایام تشریق کے درمیانی دن (یعنی بارہ ذوالحجہ) کو خطبہ دیتے دیکھا ہم آپ کی سواری کے پاس تھے، یہ آپ کا وہ خطبہ تھا جو آپ نے منیٰ میں دیا تھا۔'' (ابوداؤد)

٣٦٢٦۔ عَنْ رَّافِعِ بْنِ عَمْرٍو الْمَزَنِيِّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ النَّاسَ بِمِنًى حِينَ ارْتَفَعَ الضُّحَى عَلَى بَغْلَةٍ شَهْبَاءَ وَعَلِيٌّ رضي الله عنه يُعَبِّرُ عَنْهُ وَالنَّاسُ بَيْنَ قَاعِدٍ وَقَائِمٍ. (رواه أبوداود، ١٩٥٦) هي لأبي داود وَقَدْ تَقَدَّمَ فِي أَحْكَامِ الإِيْمَانِ خُطْبَةٌ لَهُ ﷺ، وَهٰهُنَا أَطْرَافٌ مِنْ غَيْرِهَا مِمَّا خَطَبَ بِهِ فِي يَوْمِ الرُّؤُوسِ وَهُوَ أَوْسَطُ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ.

''سیدنا رافع بن عمرو مزنی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو منیٰ میں لوگوں کو خطبہ دیتے دیکھا۔ جب چاشت کا وقت بلند ہو چکا تھا، اور آپ ﷺ اپنی سفید خچر پر سوار تھے۔ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے کلمات بلند آواز سے کہہ کر سناتے تھے۔ اور لوگ کچھ کھڑے اور کچھ بیٹھے تھے۔'' (ابوداؤد) کتاب احکام الایمان میں رسول اللہ ﷺ کا خطبہ بیان ہو چکا ہے۔ اور یہاں اس کے اطراف میں سے کچھ فقرات نقل کیے جاتے ہیں اور وہ آپ ﷺ کا یوم رؤس کا خطبہ ہے۔ اور یوم رؤس ایام تشریق کے درمیان کا دن ہے یعنی بارہ ذوالحجہ۔''

٣٦٢٧۔ عَنْ أَبِي حَرَّةَ الرَّقَاشِيِّ عَنْ عَمِّهِ قَالَ كُنْتُ آخِذًا بِزِمَامِ نَاقَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

''ابوحرہ الرقاشی اپنے چچا سے بیان کرتا ہے، اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خبردار! ظلم نہ کرنا، خبردار ظلم نہ کرنا،

(٣٦٢٤) ابوداؤد: ١٩٥٤۔ حسن، البانی: ١٧٢١۔ احمد: ١٩٥٧٠.

(٣٦٢٥) ابوداؤد: ١٩٥٢۔ صحيح البانی: ١٧٢٠.

(٣٦٢٦) ابوداؤد: ١٩٥٦۔ صحيح، البانی: ١٧٢٣.

(٣٦٢٧) احمد: ٢٠١٧٢۔ قلت: روىٰ ابوداود منه ضرب النساء فقط، رواة احمد ابو حرة الرقاشی، وثقه ابوداود وضعفه ابن معين وفيه علی بن زيد وفيه، كلام، اخرجه ابوداؤد: ٢١٤٥۔ دارمی: ٢٥٣٤.

فِي أَوْسَطِ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ أَذُوْدُعَنْهُ النَّاسَ فَقَالَ: أَلَا لَا تَظْلِمُوْا أَلَا لَاتَظْلِمُوْا أَلَا لَا تَظْلِمُوْا إِنَّهُ لَايَحِلُّ مَالُ امْرِئٍ (مُّسْلِمٍ) إِلَّابِطِيْبِ نَفْسٍ مِّنْهُ أَلَاوَإِنَّ كُلَّ دَمٍ وَّمَالٍ وَّمَأْثَرَةٍ كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمِيْ هٰذِهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ . إِلٰى أَنْ قَالَ: أَلَا وَمَنْ كَانَتْ عِنْدَهُ أَمَانَةٌ فَلْيُؤَدِّهَا إِلٰى مَنِ ائْتَمَنَهُ عَلَيْهَا . (رواه أحمد‘٢٠١٧٢ بلين)

خبردار!ظلم نہ کرنا۔کسی مسلمان کا مال اس کی رضا کے بغیر لینا جائز نہیں ہے۔خبردار! تمام خون، سود او رجاہلیت کے مال میرے قدموں کے نیچے ہیں جن کا تا قیامت کوئی مطالبہ نہ ہو گا۔ پھر یہاں تک فرمایا: جس کے پاس کسی کی امانت ہو وہ اسے اس کی طرف ادا کر دے جس نے اس کے پاس امانت رکھی ہے۔'' (احمد،سند کمزور)

شـــرح: ......اس میں دلیل ہے کہ یوم النحر (قربانی) کے دن خطبہ دینا جائز ہے۔ جو اس دن خطبہ کے قائل نہیں ان کی یہ احادیث تردید کرتی ہیں، یہ خطبہ قربانی کے دن ہی تھا۔منیٰ میں تھا اور چاشت کے وقت جب آفتاب بلند ہو جاتا ہے اس وقت تھا، اس میں بھی چونکہ لوگ جمع ہوتے ہیں اس لیے یاددہانی کے طور پر آپ ﷺ نے خطاب فرما دیا۔

جو لوگ مہینوں کی حرمت میں تبدیلی کرتے تھے اور ان کی تعظیم نہ کرتے تھے، انہیں سمجھایا اور آئندہ پر امن زندگی گزارنے کا حکم دیا۔مسلمانوں کے آپس میں حقوق بتائے۔

ایک حدیث میں ہے آپ نے یہ خطبہ شہباء خچر پر دیا، دوسری میں ہے، عضباء اونٹنی پر دیا، یہ حل اس طرح ہے۔ آپ نے خطبہ حج کے علاوہ دو خطبات دیئے تھے۔مقصد لوگوں کو تعلیم دینا تھا کچھ خطبہ اونٹنی پر دیا پھر خچر پر منتقل ہو گئے۔ (مرعاة: ۷/۱۴۴)

٣٦٢٨ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، رَفَعَهُ ، قَالَ فِي الْعَقَبَةِ: إِنَّ الزَّمَانَ قَدِاسْتَدَارَكَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضَ ، وَإِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ رَجَبُ مُضَرَالَّذِيْ بَيْنَ جِمَادَى وَشَعْبَانَ وَذُوْالْقَعْدَةِ وَذُوالْحَجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ ﴿ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ أَنْفُسَكُمْ﴾ الآية ، ﴿إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ کہ آپ ﷺ نے گھاٹی میں فرمایا۔تحقیق زمانہ گھوم کر اپنی اس شکل وصورت پر آ چکا ہے جیسا اس کو آسمانوں اور زمین کی تخلیق کے دن اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا تھا۔اور مہینوں کی تعداد اللہ تعالیٰ کے نزدیک بارہ ہے۔اور ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔مضر والوں کا رجب۔ ذو العقدہ، ذوالحجہ اور محرم۔ یہ قائم رہنے والا دین ہے۔ پس تم ان میں اپنے نفسوں پر ظلم نہ کرو ۔مہینوں کی کمی بیشی کرنا کفر میں اضافہ ہے اس طرح کفار کو گمراہ کیا جاتا تھا۔ وہ حرمت والے

(٣٦٢٨) بزار: ١١٤١ـ قلت فى الصحيح وغيره طرف منه، بزار، وفيه، موسىٰ بن عبيدة وهو ضعيف، هيثمى: ٥٦٢٣.

بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَيُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا لِّيُوَاطِئُوْا عِدَّةَ مَاحَرَّمَ اللّٰهُ﴾الآية ، كَانُوْا يُحِلُّوْنَ صَفَرَعَامًاوَيُحَرِّمُوْنَ الْمُحَرَّمَ عَامًا ، فَذٰلِكَ النَّسِيُّ . يَاأَيُّهَا النَّاسُ مَنْ كَانَتْ عِنْدَهٗ وَدِيْعَةٌ فَلْيُؤَدِّهَا إِلٰى مَنْ ائْتَمَنَهٗ عَلَيْهَا . أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْأَيِسَ أَنْ يُعْبَدَ بِبِلَادِكُمْ آخِرَالزَّمَانِ ، وَقَدْرَضِيَ مِنْكُمْ بِمُحَقِّرَاتِ الأَعْمَالِ فَاحْذَرُوْا عَلَى دِيْنِكُمْ مُحَقِّرَاتِ الأَعْمَالِ. (رواه البزار بضعف ١١٤١)

مہینے کو ایک سال حلال قرار دیتے اور ایک سال حرام ٹھہراتے تا کہ اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ مہینوں کی گنتی خلط ملط کر دیں...... الایۃ ۔وہ ایک سال ماہ صفر کو حلال کرتے اور محرم کو حرام بتاتے اور ایک سال صفر کو حرام اور محرم کو حلال بنادیتے اور یہی کمی بیشی کرنا ہے ۔اے لوگو! شیطان اپنی عبادت کرانے سے تو مایوس ہو چکا ہے، اور وہ تمہاری چھوٹی موٹی غلطیوں سے راضی ہوتا ہے۔تو تم لوگ اپنے دین میں چھوٹی موٹی برائیوں سے بھی بچتے رہو۔ اور اپنے دین پر صغیرہ گناہوں کا بدنما رنگ آنے سے پرہیز کرو۔'' (البزار، سند ضعیف)

٣٦٢٩ـ عَنْ كُلْثُوْمِ بْنِ جُبَيْرٍ ، بِقِصَّةٍ فِيْهَا: إِنَّ الَّذِيْ قَتَلَ عَمَّارًا بِصِفِّيْنَ أَخْبَرَ أَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ يَوْمَ الْعَقَبَةِ فَقَالَ: إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَافِي شَهْرِكُمْ هٰذَافِي بَلَدِكُمْ هٰذَا ، أَلَا لَا تَرْجِعُوْابَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ . وَفِي الْقِصَّةِ لَارَجُلَ أَبْيَنُ ضَلَالًامِنْهُ لِأَنَّهٗ سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ مَاسَمِعَ ثُمَّ قَتَلَ عَمَّاراً . (رواه الطبراني في الكبير (٣٦٢/٢٠)

''کلثوم بن جبیر ایک قصے کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ جس شخص نے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو صفین مقام میں قتل کیا۔ اس نے بتایا کہ نبی ﷺ کو گھاٹی کے دن خطبہ دیتے میں نے سنا، فرمایا: میرے بعد کفر اختیار کر کے تم ایک دوسرے کی گردن نہ مارو۔ اور اس قصہ میں ہے کہ اس آدمی سے بڑا گمراہ کون ہو گا؟ جس نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد سنا، اور پھر اس نے عمار رضی اللہ عنہ کو قتل کیا۔'' (الکبیر)

٣٦٣٠ـ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ ، رَفَعَهُ: فِيْ يَوْمِ عَرَفَةَ: أَلَاكُلُّ نَبِيٍّ قَدْمَضَتْ دَعْوَتُهٗ إِلَّادَعْوَتِيْ (فَإِنِّي) قَدِادَّخَرْتُهَا عِنْدَ رَبِّي إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَمَّابَعْدُ فَإِنَّ الأَنْبِيَاءَ مُكَاثِرُوْنَ

''سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کے دن فرمایا: خبردار! رہو کہ ہر نبی کی دعا قبول کر دی گئی اور گزر چکی مگر میں نے اپنی وہ دعا رب تعالیٰ کے پاس قیامت کے دن تک محفوظ ذخیرہ بنا کر رکھ دی ہے۔ امابعد، انبیا اپنی امتوں کی

(٣٦٢٩) طبراني كبير: ٢٠/ ٣٦٢ـ باسنادين ورجال احدهما رجال الصحيح، هيثمي: ٥٦٤٣.
(٣٦٣٠) طبراني كبير: ٧٦٣٢ـ وفيه بقية بن الوليد وهو ثقة ولكنه مدلس وبقية رجاله ثقات.

فَلاَ تُخْزُوْنِيْ فَإِنِّي جَالِسٌ لَّكُمْ عَلَى بَابِ الْحَوْضِ. (للكبير ٣٦٣٢، بلين)

کثرت میں میرا تقابل کریں گے اور تم مجھے پریشان نہ کرنا۔ میں حوض کے دروازے پر تمہارے انتظار میں بیٹھوں گا۔'' (الکبیر، سند کمزور ہے)

٣٦٣١۔ وفی روایة بلین: لَاتَاَلَّوْا عَلَى اللّٰهِ فَإِنَّ مَنْ تَأَلّٰى عَلَى اللّٰهِ أَكْذَبَهُ اللّٰهُ. (رواه الطبراني في الكبير)

''ایک بسند کمزور روایت یہ ہے اللہ پر قسمیں نہ کھاؤ جس نے اللہ پر قسمیں کھائیں اللہ تعالیٰ اس کی تکذیب کر دے گا۔'' (الکبیر)

٣٦٣٢۔ عَنِ الْعَدَاءِ بْنِ خَالِدِ بْنِ عَمْرِوبْنِ عَامِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَوْمَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ إِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ ﴿يٰاَيُّهَاالنَّاسُ إِنَّاخَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَّأُنْثٰى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْباً وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ﴾ فَلَيْسَ لِعَرَبِيِّ عَلٰى عَجَمِيٍّ فَضْلٌ وَلاَ لِعَجَمِيِّ عَلَى عَرَبِيِّ فَضْلٌ وَلَالِاَسْوَدَ عَلٰى أَبْيَضَ فَضْلٌ وَلَالِأَبْيَضَ عَلَى أَسْوَدَ فَضْلٌ إِلاَّ بِالتَّقْوٰى. يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ لاَ تَجِيئُوْا بِالدُّنْيَا تَحْمِلُوْنَهَاعَلَى رِقَابِكُمْ وَتَجِيءَ النَّاسُ بِالآخِرَةِ فَإِنِّي لاَأُغْنِيْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئاً. (رواه الطبراني في الكبير) (١٣-١٨/١٢)

''عداء بن خالد بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے دن فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے انسانو! ہم نے تمہیں ایک مرد وعورت سے پیدا کیا۔ اور تمہیں قوم اور قبیلوں میں بانٹ دیا تاکہ تم پہچان سکو۔ تحقیق تم میں سے بہتر شخص اللہ کے نزدیک وہ ہے جو زیادہ متقی ہے۔ پس عربی کو عجمی پر، اور عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں۔ گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں، اور کالے کو گورے پر کوئی فضیلت نہیں ہے مگر تقویٰ کے ساتھ۔ اے قوم قریش! ایسا نہ ہو کہ تم دنیا کا بوجھ گردنوں پر اٹھا کر لاؤ۔ اور دوسرے لوگ آخرت کے لیے اعمال لے کر آئیں میں اللہ کے دربار میں تمہارے کچھ کام نہیں آسکوں گے۔'' (الکبیر)

٣٦٣٣۔ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَجَّ ثَلاَثَ حِجَجٍ حَجَّتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُّهَاجِرَ وَحَجَّةٌ بَعْدَمَا هَاجَرَوَمَعَهَاعُمْرَةٌ فَسَاقَ

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین حج کیے ہیں۔ دو حج ہجرت سے پہلے اور ایک حج جس کے ساتھ عمرہ بھی کیا ہجرت کے بعد کیا تھا۔ آپ ﷺ تریسٹھ اونٹ اپنے

(٣٦٣١) طبرانی کبیر، وفیه، علی بن یزید وهو ضعیف، وقد وثق، هیثمی: ٥٦٣٨.

(٣٦٣٢) طبرانی کبیر: ١٢/ ١٨۔ باسانید، وهٰذا ضعیف وتقدم له اسناد صحیح فی الخطبة یوم عرفة، هیثمی: ٥٦٤١.

(٣٦٣٣) ترمذی: ٨١٥۔ صحیح، البانی: ٦٥٢۔ بخاری: ١٧٧٨۔ مسلم: ١٢٥٣۔ ابوداؤد: ١٩٩٤۔ احمد: ١٣٢٧٥۔ دارمی: ١٧٨٧.

ثَلاثَةً وَّسِتِّيْنَ بَدَنَةً وَجَاءَ عَلِيٌّ مِنَ الْيَمَنِ بِبَقِيَّتِهَا فِيْهَا جَمَلٌ لأَبِيْ جَهْلٍ فِيْ أَنْفِهِ بُرَةٌ مِنْ فِضَّةٍ فَنَحَرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ كُلِّ بَدَنَةٍ بِبَضْعَةٍ فَطُبِخَتْ وَشَرِبَ مِنْ مَرَقِهَا. (رواه الترمذي'۸۱۵)

ساتھ لائے۔ اور بقیہ اونٹ سیدنا علی رضی اللہ عنہ یمن سے لے کر آئے۔ اونٹوں میں ابوجہل کا وہ اونٹ بھی تھا جس کی ناک میں چاندی کا حلقہ تھا۔ پس آپ ﷺ نے وہ سب اونٹ ذبح کیے اور ہر اونٹ سے بعض حصہ گوشت لے کر پکانے کا حکم دیا اور پکایا گیا تو آپ ﷺ نے اس کا شوربا پیا۔'' (ترمذی)

۳٦۳٤۔ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَساً رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اعْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمَرٍ كُلُّهُنَّ فِيْ ذِيْ الْقَعْدَةِ إِلَّا الَّتِيْ مَعَ حَجَّتِهِ عُمْرَةً مِنَ الْحُدَيْبِيَّةِ أَوْزَمَنَ الْحُدَيْبِيَّةِ فِيْ ذِيْ الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فِيْ ذِيْ الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مِنْ جِعِرَّانَةَ حَيْثُ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ فِيْ ذِيْ الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مَعَ حَجَّتِهِ. (رواه مسلم'۱۲۵۳)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کیے اور سب ہی ذی قعدہ میں کیے، ماسوا اس عمرہ کے جو آپ ﷺ نے اپنے حج کے ساتھ ادا کیا ہے۔حدیبیہ کا عمرہ ذی قعدہ میں کیا، اور آئندہ سال کا عمرہ بھی ذی قعدہ میں کیا۔ اور وہ عمرہ جو مقام جعرانہ سے جا کر کیا جہاں حنین کی غنیمت کا مال تقسیم کیا وہ بھی ذی قعدہ میں تھا۔اور ایک عمرہ اپنے حج کے ساتھ ادا کیا۔'' (مسلم)

۳٦۳۵۔ عَنْ مُحَرِّشِ الْكَعْبِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ مِنَ الْجِعِرَّانَةِ لَيْلاً مُعْتَمِراً فَدَخَلَ مَكَّةَ لَيْلاً فَقَضَى عُمْرَتَهُ ثُمَّ خَرَجَ مِنْ لَيْلَتِهِ فَأَصْبَحَ بِالْجِعِرَّانَةِ كَبَائِتٍ فَلَمَّا زَالَتِ الشَّمْسُ مِنَ الْغَدِ خَرَجَ مِنْ بَطْنِ سَرِفَ حَتّٰى جَاءَ مَعَ الطَّرِيْقِ طَرِيْقِ جَمْعٍ بِبَطْنِ سَرِفَ فَمِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ خَفِيَتْ عُمْرَتُهُ عَلَى النَّاسِ. (رواه الترمذي'۹۳۵)

''سیدنا محرش الکعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو جعرانہ سے عمرہ کرنے کے لیے چل پڑے۔اسی رات مکہ میں داخل ہو کر عمرہ کے احکام پورے کیے۔اور اسی رات مکہ سے نکل کر چلے گئے اور صبح کے وقت اس طرح مقام جعرانہ میں تھے گویا رات کو یہاں ہی ٹھہرے ہوں۔اگلے دن جب سورج زائل ہوا تو آپ ﷺ مقام سرف کی وادی سے نکل کر مزدلفہ کے راستے پر آ گئے جو مقام سرف کی وادی پر واقع ہے۔اور یہی وجہ ہے کہ عام لوگوں پر آپ ﷺ کا یہ عمرہ مخفی رہا۔'' (ترمذی)

(۳٦۳٤) مسلم: ۱۲۵۳۔ ترمذی: ۸۱۵۔ صحیح، البانی: ٦۵۲۔ بخاری: ۱۷۷۸۔ ابوداؤد: ۱۹۹٤۔ احمد: ۱۳۲۷۵۔ دارمی: ۱۷۸۷.

(۳٦۳۵) ترمذی: ۹۳۵۔ صحیح، البانی۔ نسائی: ۲۸٦۳۔ ابوداؤد: ۱۹۹٦۔ دارمی: ۱۸٦۱.

٣٦٣٦ــ عَنْ مُحَرِّشِ الْكَعْبِيِّ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْجِعِرَّانَةَ فَجَاءَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَرَكَعَ مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ أَحْرَمَ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلٰى رَاحِلَتِهٖ فَاسْتَقْبَلَ بَطْنَ سَرِفَ حَتّٰى لَقِيَ طَرِيْقَ الْمَدِيْنَةِ فَأَصْبَحَ بِمَكَّةَ كَبَائِتٍ . (رواه أبوداود'١٩٩٦)

''ابوداؤد کی روایت ہے کہ آپ ﷺ جعرانہ میں داخل ہوئے تو مسجد میں آ کر جو اللہ کو منظور تھا نماز پڑھی، پھر احرام باندھا، اور اپنی سواری پر بیٹھ کر وادی سرف میں چل کر مدینہ کے راستے پر گئے، اور وہاں سے مکہ میں اس طرح گئے تھے گویا رات یہاں ہی ٹھہرے تھے۔'' (ابوداود)

٣٦٣٧ــ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَعْتَمِرْ إِلَّا ثَلَاثًا إِحْدَاهُنَّ فِيْ شَوَّالٍ وَاثْنَتَيْنِ فِيْ ذِيْ الْقَعْدَةِ . (رواه مالك'٧٦٧)

''عروہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے صرف تین عمرے کیے ہیں ایک شوال میں اور دو ذی قعدہ میں۔'' (امام مالک)

٣٦٣٨ــ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اعْتَمَرَ عُمْرَتَيْنِ عُمْرَةً فِيْ ذِيْ الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً فِيْ شَوَّالٍ . (رواه أبوداود'١٩٩١)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو عمرے کیے ایک عمرہ ذی قعد میں کیا اور ایک عمرہ شوال میں کیا۔'' (ابوداؤد)

٣٦٣٩ــ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَابْنُ عُمَرَ مُسْتَنِدَيْنِ إِلَى حُجْرَةِ عَائِشَةَ وَإِنَّا لَنَسْمَعُ ضَرْبَهَا بِالسِّوَاكِ تَسْتَنُّ قَالَ فَقُلْتُ يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْ رَجَبٍ قَالَ نَعَمْ فَقُلْتُ لِعَائِشَةَ أَيْ أُمَّتَاهُ أَ لَاتَسْمَعِيْنَ مَايَقُوْلُ أَبُوْعَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَتْ وَمَايَقُوْلُ قُلْتُ يَقُوْلُ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْ رَجَبٍ فَقَالَتْ يَغْفِرُاللّٰهُ لِأَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

''عروہ کہتے ہیں کہ میں اور سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے ساتھ سہارا لگا کر بیٹھے تھے اور ام المومنین کی مسواک کرنے کی آواز سنائی دیتی تھی۔ پس میں نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! نبی کریم ﷺ نے ماہ رجب میں عمرہ کیا ہے؟ تو اس نے کہا: ہاں پس میں نے کہا: اے امی جان! تم سن رہی ہو کہ ابوعبدالرحمٰن کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا: وہ کیا کہہ رہے ہیں؟ میں نے کہا: وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ماہ رجب میں عمرہ کیا ہے۔ تو انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ

(٣٦٣٦) ابوداؤد: ١٩٩٦۔ صحیح، البانی: ١٧٥٨۔ دون ركوعهٖ فی المسجد فانه منكر، ترمذی: ٩٣٥۔ نسائی: ٢٨٧٦٣۔ احمد: ١٥٠٩٣۔ دارمی: ١٨٦١.

(٣٦٣٧) مؤطا: ٧٦٧.

(٣٦٣٨) ابوداؤد: ١٩٩١۔ صحیح، البانی: ١٧٥٤۔ لكن قوله فی شوال یعنی ابتداء ه والافهی فی ذی القعده ايضًا، بخاری: ١٧٧٦۔ مسلم: ١٢٥٥.

(٣٦٣٩) مسلم: ١٢٥٥۔ بخاری: ١٧٧٦۔ ترمذی: ٩٣٧۔ ابوداؤد: ١٩٩٢۔ ابن ماجه: ٢٩٩٨۔ احمد: ٦٣٩٤.

لَعُمْرِيْ مَا اعْتَمَرَفِيْ رَجَبٍ وَمَا اعْتَمَرَمِنْ عُمْرَةٍ إِلَّاوَإِنَّهُ لَمَعَهُ قَالَ وَابْنُ عُمَرَيَسْمَعُ فَمَا قَالَ لَاوَلَا نَعَمْ سَكَتَ . (رواه مسلم،١٢٥٥)

ابوعبدالرحمٰن کی مغفرت فرمائے۔ میری عمر کی قسم! آپ ﷺ نے رجب میں عمرہ نہیں کیا۔ اور آپ ﷺ نے جب بھی عمرہ کیا تو یہ آپ ﷺ کے ساتھ رہے ہیں۔ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سن کر خاموش ہو رہے نہ انکار کیا اور نہ ہی اثبات۔''

٣٦٤٠ــ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَانَبْنِي لَكَ بِمِنًى بَيْتاً أَوْبِنَاءً يُظِلُّكَ مِنَ الشَّمْسِ فَقَالَ لَاإِنَّمَاهُوَمُنَاخُ مَنْ سَبَقَ إِلَيْهِ . (رواه أبوداود،٢٠١٩)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ہم آپ ﷺ کے لیے منیٰ میں مکان تعمیر نہ کر دیں۔ تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دھوپ سے بچ جائیں؟ فرمایا: نہیں وہ اس کی جگہ ہے جو پہلے وہاں پہنچ جائے۔'' (ابوداوٴد)

شــــرح : ......١۔ ذوالقعدہ کو یہ اس لیے نام دیا گیا ہے کیونکہ جاہلیت میں لوگ اس میں سفر کرنے سے بیٹھ جاتے تھے۔

٢۔ نبی اکرم ﷺ نے اس ماہ میں عمرے اس لیے کیے تھے کہ یہ فضیلت والا مہینہ ہے۔ اور اہل جاہلیت اس میں عمرہ کرنا پسند نہ کرتے تھے، روکتے تھے۔ اس غلط نظریہ کی آپ نے عملاً نفی کر دی۔

٣۔ جعرانہ یہ مکہ کے قریب جگہ ہے یہ مکہ سے نو میل طائف کی طرف ہے، یہ جگہ ایک عورت کے نام سے مشہور ہے، یہ اس کا لقب تھا اس کا اصل نام ریطہ بنت سعد تھا۔

٤۔ تحقیقی بات یہی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے چار عمرے کیے ہیں۔ (١) عمرہ حدیبیہ یہ ٦ ہجری میں کیا۔ (٢) عمرة القضاء یہ ٧ ہجری میں کیا۔ (٣) عمرہ جعرانہ یہ ٨ ہجری میں فتح مکہ کے بعد کیا۔ (٤) وہ عمرہ ہے جو آپ نے ١٠ ہجری میں حج کے ساتھ کیا۔ یہ سارے کے سارے عمرے ذوالقعدہ کے مہینہ میں کیے تھے، صرف حج کے ساتھ والا ذوالحج میں کیا۔

٥۔ ایک اعتراض ہوتا ہے صحیح حدیث میں ہی دو مرتبہ عمرہ کرنے کا آیا ہے، اور شوال کے مہینہ کا نام بھی آیا ہے کہ اس میں بھی عمرہ کیا۔

اس کا حل یہ ہے کہ جنہوں نے دو مرتبہ عمرے کا کہا ہے، اس نے حج والا عمرہ شمار نہیں کیا یہ چونکہ حج کے ساتھ ملا ہوا تھا، اس لیے اسے باقاعدہ عمرہ شمار نہیں کیا۔

اور حدیبیہ والا عمرہ بھی شمار نہیں کیا، چونکہ یہ پورا نہ ہوا تھا، ایک یہ صورت ہے۔ دوسری صورت یہ بھی ہے یا پھر دو عمرے کہنے والے نے جعرانہ کا عمرہ شمار نہیں کیا، کیونکہ یہ رات کو کیا تھا اس پر مخفی رہا ہے۔

اور جس نے تین عمرے کیے ہیں اس نے حج والا شمار نہیں کیا۔

(٣٦٤٠) ابوداؤد: ٢٠١٩ـ ضعيف، الباني: ٤٣٨ـ ترمذي: ٨٨١ـ ابن ماجه: ٣٠٠٧ـ احمد: ٢٥١٩٠ـ دارمي: ١٩٣٧.

اصل یہی ہے آپ ﷺ نے چار عمرے کیے ہیں، تین حج سے پہلے جو ذوالقعدہ میں ہی ہوئے ہیں، ایک ذوالحج میں کیا جو کہ حج کے ساتھ تھا۔ باقی رہی یہ بات شوال میں بھی عمرہ کیا اور رجب میں بھی کیا تھا، یہ بھول ہے۔ شوال میں کہنے کی وجہ مجازاً ہے چونکہ یہ بھی ذوالقعدہ میں تھا اور شروع میں تھا، شوال ابھی ختم ہی ہوا تھا۔ اس وجہ سے کہا گیا ہے وگرنہ یہ بھی ذوالقعدہ میں ہی تھا۔ (مرعاۃ: ۶/ ۲۶۱)

٣٦٤١ـ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ: قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَمْرَ مِنًى لَعَجِيْبٌ هِيَ ضِيِّقَةٌ فَإِذَا نَزَلَهَا النَّاسُ اتَّسَعَتْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّمَا مَثَلُ مِنًى كَالرِّحْمِ، هِيَ ضَيِّقَةٌ فَإِذَا حُمِلَتْ وَسَّعَهَااللّٰه ُ. (رواه الطبراني في الأوسط بخفی)

''سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! منیٰ کی بھی عجیب حالت ہے کہ وہ تنگ مقام ہے لیکن جب لوگ اس میں آ جائیں تو وہ وسیع ہو جاتا ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کی مثال رحم کی مانند ہے کہ وہ تنگ ہوتی ہے، اور حاملہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو وسیع کر دیتا ہے۔ (الاوسط، بسند کمزور)

٣٦٤٢ـ عَنِ ابْنٍ لِاَبِيْ وَاقِدِ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لِاَزْوَاجِهِ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ هٰذِهٖ ثُمَّ ظُهُوْرُالْحُصْرِ. (رواه أبوداود'١٧٢٢)

''سیدنا واقد لیثی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع کے موقع پر اپنی ازواج مطہرات کو فرماتے سنا: یہ ایک حج ہے اس کے بعد پھر چٹائیوں کا ظاہر ہونا ہے (یعنی پھر اپنے گھروں میں ہی ٹکی رہو جیسے چٹائی ہوتی ہے۔'' (ابوداؤد)

٣٦٤٣ــ وزاد البزار وأحمد والموصلی: عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ فَكُنَّ كُلُّهُنَّ يَحْجُجْنَ إِلَّازَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ وَسَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ وَكَانَتَاتَقُوْلَانَ وَاللّٰهِ لَاتُحَرِّكُنَا دَابَّةٌ بَعْدَأَنْ سَمِعْنَا ذٰلِكَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ. ثُمَّ ظُهُوْرُ الْحُصْرِ. (رواه أحمد'٢٦٢١١)

''البزار رحمۃ اللہ علیہ احمد رحمۃ اللہ علیہ اور الموصلی نے مزید بیان کیا ہے۔ وہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ تمام ازواج مطہرات اس کے بعد بھی حج کیا کرتی رہیں۔ مگر زینب اور سودہ کہا کرتی تھیں اللہ کی قسم! ہمیں سواری کا جانور حرکت نہیں دے گا۔ بعد اس کے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ تم یہ ایک بار حج کر لو اور اس کے بعد پھر چٹائیوں کا ظاہر ہونا ہے۔'' (احمد)

٣٦٤٤ـ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ أَذِنَ

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے آخری حج میں ازواج مطہرات کو بھی حج

(٣٦٤١) طبرانی اوسط وفيه من لم اعرفه، هيثمی: ٥٦١٧.

(٣٦٤٢) ابوداؤد: ١٧٢٢ـ صحيح، البانی: ١٥١٥ـ احمد: ٢١٣٩٨.

(٣٦٤٣) احمد: ٢٦٢١١ـ وابو يعلى الا انه قال، فكن كلهن يحججن الازنيب وسودة، والبزار، وقال: انما هی هذهٖ الحجة ثم ظهور الحصر، وفيه، صالح مولى التوأمة ولكنه من رواية ابن ابی ذئب عنه، وابن ابی ذئب سمع منه قبل اختلاطهٖ وهو حديث صحيح، هيثمی: ٥٣٠٤.

(٣٦٤٤) بخاری: ١٨٦٠.

عُـمَـرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِأَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ آخِرِ حَجَّةٍ حَجَّهَافَبَعَثَ مَعَهُنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَعَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ. (رواه البخاري' ١٨٦٠)

کرنے کی اجازت دی، اور ان کے ساتھ عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور عثمان بن عفان کو روانہ کیا۔'' (بخاری)

٣٦٤٥ــ عَـنْ ثُـمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ حَجَّ أَنَسٌ عَلٰى رَحْلٍ وَلَمْ يَكُنْ شَحِيْحاً وَحَدَّثَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَجَّ عَلَى رَحْلٍ وَكَانَتْ زَامِلَتَهُ. (رواه البخاري '١٥١٧)

''ثمامہ نے کہا: سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کجاوے پر بیٹھ کر حج کیا، اور وہ کنجوس بھی نہیں تھا۔ اور اس نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کجاوے پر ہی حج کیا ہے۔ اور اسی پر آپ ﷺ کا توشہ دان تھا۔'' (بخاری)

شــرح: ......ثابت ہوا سوار ہو کر حج کرنا مسنون ہے، سواری کے ہوتے ہوئے پیدل چلنا خود ساختہ تکلف ہے، شریعت اس کی اجازت نہیں دیتی۔

۲۔ ان احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حج ایک مرتبہ ہی فرض ہے، پھر نفل ہے۔ اب رہا مسئلہ امہات المومنین کے حج کا بظاہر یہ نظر آتا ہے کہ حجۃ الوداع کے بعد ان کے لیے حج جائز نہیں کیونکہ حدیث کے الفاظ ہیں پھر یہ ازواج مطہرات گھروں کی چٹائیوں پر بیٹھیں یہ بتا رہے ہیں کہ حج نہ کریں۔

یہ پابندی والی بات درست نہیں کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے عورتوں کے لیے حج کو جہاد قرار دیا ہے، اور حج مبرور کا عوض جنت بتایا ہے۔

یہ کہہ سکتے ہیں بہتر یہ ہے گھر رہیں اگر نگرانی میں محرم کے ساتھ جائیں تو اجازت ہے کوئی پابندی نہیں، یہی وجہ ہے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے انہیں اجازت دی ہے۔ حالانکہ یہ بہت سخت احتیاط والے تھے، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بطور محرم ساتھ تھے۔ (عون المعبود: ۲/ ۷۱)

فضل مكة والكعبة وما وردفى حرمها وزمزم والأذان بها والحجابة والسقاية

مکہ، کعبہ اور اس کی فضیلت وحرمت۔ زمزم، اذان، بیت اللہ کی دربانی اور حجاج کو پانی پلانے کے عہدے وغیرہ بیان

٣٦٤٦ــ عَـنْ أَبِـيْ ذَرٍّ قَـالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَوَّلِ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِي الأَرْضِ

''سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زمین میں بنائی گئی پہلی مسجد کے متعلق پوچھا تو فرمایا: پہلا بابرکت

(٣٦٤٥) بخاری: ١٥١٧۔ ابن ماجه: ٢٨٩٠.

(٣٦٤٦) مسلم: ٥٢٠۔ بخاری: ٣٤٢٥۔ نسائی: ٦٩٠۔ ابن ماجه: ٧٥٣۔ احمد: ٢٠٩٥٧.

قَالَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ الْمَسْجِدُ الأَقْصٰى قُلْتُ كَمْ بَيْنَهُمَا قَالَ أَرْبَعُوْنَ عَاماً . (رواه مسلم‘٥٢٠)

گھر جس میں نماز پڑھی گئی وہ بیت اللہ ہے۔ میں نے عرض کی: پھر کون سا گھر ہے؟ تو فرمایا: مسجد اقصیٰ ہے۔ میں نے کہا: ان دونوں کے بنانے کے درمیان کتنی مدت کا فاصلہ ہے۔ فرمایا: چالیس سال کا۔‘‘ (مسلم)

شرح:......قرآن پاک میں بھی ہے:

﴿اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًاوَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَo﴾ (آل عمران: ٩٦)

’’بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لیے بنایا گیا البتہ وہ ہے جو مکہ میں ہے مبارک ہے اور جہاں والوں کے لیے ہدایت ہے۔‘‘

ایک اعتراض ہوتا ہے کہ خانہ کعبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کیا ہے اور مسجد اقصیٰ حضرت سلیمان علیہ السلام نے تعمیر کی ہے، ان دونوں کے درمیان تقریباً ایک ہزار سال کا وقفہ ہے، پھر چالیس سال کا وقفہ کیسے بنا۔

اس کا حل: ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت سلیمان علیہ السلام نے مسجد اقصیٰ تعمیر نہیں کی انہوں نے اس کی عمارت کی تجدید کی تھی، اس کی بنیاد حضرت یعقوب علیہ السلام نے رکھی تھی۔ یہ بنیاد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد کے چالیس برس بعد رکھی تھی۔ (زاد المعاد: ١/ ٩)

اس سے بیت اللہ کو اولیت کا شرف وفضل حاصل ہونا ثابت ہوتا ہے۔

٣٦٤٧۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَزَلَ الْحَجَرُ الأَسْوَدُمِنَ الْجَنَّةِ وَهُوَأَشَدُّ بَيَاضاً مِنَ اللَّبَنِ فَسَوَّدَتْهُ خَطَايَابَنِيْ آدَمَ . (رواه الترمذي‘٨٧٧)

’’سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حجراسود جنت سے اترا تھا وہ دودھ سے زیادہ سفید تھا اس کو بنی آدم کے گناہوں نے سیاہ کر دیا ہے۔‘‘ (ترمذی)

٣٦٤٨۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْحَجَرِ وَاللّٰهِ لَيَبْعَثَنَّهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَهُ عَيْنَانِ يُبْصِرُبِهِمَا وَلِسَانٌ يَّنْطِقُ بِهٖ يَشْهَدُ عَلٰى مَنِ اسْتَلَمَهُ بِحَقٍّ . (رواه الترمذي‘٩٦١)

’’انہی سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجراسود کے بارے میں فرمایا: اللہ کی قسم! اس کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس حال میں اٹھائے گا کہ اس کی دو آنکھیں ہوں گی ان کے ساتھ دیکھتا ہوگا۔ اور زبان ہوگی جس کے ساتھ بولتا ہوگا۔ اور گواہی دے گا اس پر جس نے اس کو حق کے ساتھ بوسہ دیا ہوگا۔‘‘ (الترمذی)

(٣٦٤٧) ترمذی: ٨٧٧۔ صحیح، البانی: ٦٩٥۔ نسائی: ٢٩٣٥۔ احمد: ٣٥٢٧۔

(٣٦٤٨) ترمذی: ٩٦١۔ صحیح، البانی: ٧٦٨۔ ابن ماجہ: ٢٩٤٤۔ احمد: ٣٥٠١۔ دارمی: ١٨٣٩۔

٣٦٤٩ـــ ولـلـكبيـر: يَبْعَثُ اللّٰهُ الْحَجَرَ الأَسْوَدَ وَالرُّكْنَ الْيَمَانِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَهُمَا عَيْنَانِ وَلِسَانٌ وَشَفَتَانِ يَشْهَدَانِ لِمَنِ اسْتَلَمَهُمَا بِالْوَفَاءِ. (رواه الطبراني في الكبير، ١١٤٣٢)

''الکبیر کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ حجر اسود اور رکن یمانی کو قیامت کے دن اس حال میں اٹھائے گا کہ ان دونوں کی دو آنکھیں، ایک ایک زبان اور دولب ہوں گے جس نے پوری وفا داری سے ان کو بوسہ دیا ہوگا اس کے حق میں یہ دونوں گواہی دیں گے۔'' (الکبیر)

٣٦٥٠ـ عَنِ الْحَاجِبِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِنَّ الرُّكْنَ وَالْمَقَامَ يَاقُوْتَتَانِ مِنْ يَاقُوْتِ الْجَنَّةِ طَمَسَ اللّٰهُ نُوْرَهُمَا وَلَوْلَمْ يَطْمِسْ نُوْرَهُمَا لأَضَاءَ تَا مَابَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ. (رواه الترمذي، ٨٧٨) (للترمذی وقال يُرْوَى عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَوْقُوْفًا)

''حاجب کا بیان ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمرو سے سنا انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی کہ رکن یمانی اور مقام ابراہیم جنت کے یاقوتوں میں سے دو یاقوت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی روشنی مٹا دی ہے اگر ان کی روشنی اللہ نہ مٹاتا تو یہ مشرق ومغرب کے درمیان کو روشن کر دیتے۔'' (الترمذی)

٣٦٥١ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْتِي الرُّكْنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْظَمَ مِنْ أَبِيْ قُبَيْسٍ لَهُ لِسَانٌ وَّشَفَتَانِ. (رواه أحمد، ٦٩٣٩)

''عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا بیان قیامت کے دن رکن یمانی اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ وہ کوہ ابوقبیس سے زیادہ بڑا ہوگا۔ اس کی زبان بھی ہوگی۔ اور دولب بھی ہوں گے۔'' (احمد)

٣٦٥٢ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْتِي الرُّكْنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْظَمَ مِنْ أَبِيْ قُبَيْسٍ لَهُ لِسَانٌ وَشَفَتَانِ. (رواه أحمد والطبراني في

''الاوسط میں مزید یہ الفاظ ہیں وہ اس کے حق میں گواہی دے گا جس نے حق کے ساتھ اس کو بوسہ دیا ہوگا۔ وہ اللہ کا دایاں ہاتھ ہے جس پر کے ساتھ وہ اپنی مخلوق سے مصافحہ کرتا ہے۔'' (اوسط)

(٣٦٤٩) طبرانی کبیر: ١١٤٣٢ـ من طریق بکر بن محمد القرشی عن الحارث بن غسان، وکلاهما لم اعرفه، هیثمی: ٥٤٨٩.

(٣٦٥٠) ترمذی: ٨٧٨ـ سکت عنه الشیخ الالبانی، وهو بالصحیح: ٦٩٦ـ وقال الشاویش، سکت عنه شیخنا المؤلف وهو فی صحیح الجامع الصغیر برقم: ١٦٣٣ـ وقال عنه، صحیح وفی مشکاة المصابیح برقم: ٢٥٧٩ـ احمد: ٦٩٦٩.

(٣٦٥١) احمد: ٦٩٣٩ـ طبرانی اوسط، وزاد یشهد لمن استلمه بالحق وهو یمین الله عزوجل یصافح بها خلقه، وفیه، عبدالله ابن المؤمل وثقه ابن حبان وقال: یخطئ وفیه، کلام وبقیة رجاله رجال الصحیح، هیثمی: ٥٤٨٦.

(٣٦٥٢) طبرانی اوسط: ٥٦٧ـ فیه عبدالله بن مؤمل وثقه ابن حبان، وقال یخطئ وفیه کلام وبقیة رجاله رجال الصحیح، هیثمی: ٥٤٨٦.

الأوسط، وزاد: يَشْهَدُ لِمَنِ اسْتَلَمَهُ بِالْحَقِّ، وَهُوَ يَمِيْنُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ يُصَافِحُ بِهَا خَلْقَهُ. (رواه الطبراني في الأوسط '٥٦٧)

٣٦٥٣ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَفَعَهُ: الْحَجَرُ الأَسْوَدُمِنْ حِجَارَةِ الْجَنَّةِ، وَمَافِي الأَرْضِ مِنَ الْجَنَّةِ غَيْرُهُ وَكَانَ أَبْيَضَ. (كَالمها) وَلَوْلَامَامَسَّهُ مِنْ رِجْسِ الْجَاهِلِيَّةِ مَامَسَّهُ ذُوْعَاهَةٍ إِلَّا بَرِأَ. (رواه الطبراني في الأوسط' ١٤٩، والكبيربلين)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حجراسود جنت کے پتھروں میں سے ہے۔ اور اس کے علاوہ جنت کے پتھروں میں سے زمین پر کوئی پتھر نہیں ہے۔ اور وہ موتی کی طرح سفید تھا۔ اگر جاہلیت کے ناپاک جراثیم اس پر نہ پڑے ہوتے تو جو آفت زدہ اس کو ہاتھ لگا تا وہ ٹھیک ہو جاتا۔'' (الاوسط، الکبیر، سند کمزور)

٣٦٥٤ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ قَالَ: نَزَلَ الرُّكْنُ الأَسْوَدُ مِنَ السَّمَاءِ فَوُضِعَ عَلٰى أَبِيْ قُبَيْسٍ كَأَنَّهُ مَهَاةٌ بَيْضَاءُ فَمَكَثَ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً ثُمَّ وُضِعَ عَلٰى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيْمَ. (رواه الطبراني في الكبير)

''عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا: سیاہ رکن آسمان سے اترا ہے اور اس کو کوہ ابوقبیس پر رکھا گیا تھا گویا وہ سفید موتی ہے۔ پھر وہ چالیس سال وہاں رہا۔ پھر ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر رکھ دیا گیا۔'' (الکبیر)

٣٦٥٥ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ: لَوْلَامَاطُبِعَ الرُّكْنُ مِنْ أَنْجَاسِ الْجَاهِلِيَّةِ وَأَرْجَاسِهَا وَأَيْدِيْ الظَّلَمَةِ وَالْأَثْمَةِ لَاسْتُشْفِي بِهِ مِنْ كُلِّ عَاهَةٍ، وَلَأُلْفِيَ الْيَوْمَ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ خَلَقَهُ اللّٰهُ وَإِنَّمَاغَيَّرَهُ بِالسَّوَادِ لِئَلَّا يَنْظُرَأَهْلُ النَّارِإِلٰى زِيْنَةِ الْجَنَّةِ (وَلْيَصْبِرْنَ إِلَيْهَا) وَإِنَّهَا لَيَاقُوْتَةٌ مِنْ يَاقُوْتِ الْجَنَّةِ وَضَعَهُ اللّٰهُ حِيْنَ أَنْزَلَ آدَمَ فِيْ مَوْضِعِ الْكَعْبَةِ(قَبْلَ أَنْ تَكُوْنَ

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر حجراسود جاہلیت کی نجاست اور ناپاکی سے ملوث کر کے مٹایا نہ گیا ہوتا اور ظالموں اور مجرموں کے ہاتھ اس کو نہ لگتے تو ہر بیماری سے اس کے ذریعے شفا ہو جاتی۔ اور یہ آج بھی اسی طرح پایا جاتا ہے جس طرح اس وقت تھا جبکہ اس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا تھا۔ اور اس کو سیاہ رنگ میں اس لیے تبدیل کیا گیا ہے تاکہ اہل جہنم کو جنت کی زینت دیکھنا نصیب نہ ہو اور وہ اسی پر صبر کریں اور وہ جنت کے یاقوتوں میں سے ایک یاقوت

(٣٦٥٣) طبرانی اوسط: ١٤٩ـ طبرانی کبیر وفیه، محمد بن ابی لیلی وفیه کلام، هیثمی: ٥٤٩٠.

(٣٦٥٤) طبرانی کبیر و رجاله ثقات، هیثمی: ٥٤٩٣.

(٣٦٥٥) طبرانی کبیر: ١١٠٢٨ـ وفیه، من لم اعرفه ولا له ذکر، هیثمی: ٥٤٩٢.

كَعْبَةٌ) وَالأَرْضُ يَوْمَئِذٍ طَاهِرَةٌ وَلَمْ يُعْمَلْ فِيْهَا شَيْءٌ مِّنَ الْمَعَاصِي، وَلَيْسَ لَهَا أَهْلٌ يَنْجِسُوْنَهَا، فَوُضِعَ لَهُ صَفٌّ مِّنَ الْمَلائِكَةِ عَلَى أَطْرَافِ الْحَرَمِ يَحْرِسُوْنَهُ مِنْ سُكَّانِ الأَرْضِ، وَسُكَّانُهَا يَوْمَئِذٍ الْجِنُّ لايَنْبَغِيْ لَهُمْ أَنْ يَنْظُرُوْا إِلَيْهِ لِأَنَّهُ شَيْءٌ مِّنَ الْجَنَّةِ، وَمَنْ نَظَرَ إِلَى شَيْءٍ مِنَ الْجَنَّةِ دَخَلَهَا فَلَيْسَ يَنْبَغِيْ أَنْ يَنْظُرَ إِلَيْهِ إِلَّا مَنْ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَالْمَلائِكَةُ يَذُوْدُهُمْ عَنْهُ وَهُمْ وُقُوْفٌ عَلَى أَطْرَافِ الْحَرَمِ يَحْدِقُوْنَ بِهِ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ، وَلِذٰلِكَ سُمِّيَ الْحَرَمُ. (للكبير بخفى، ١١٠٢٨)

ہے۔ جب اللہ نے آدم علیہ السلام کو اتارا تو ان کو کعبہ کی جگہ میں رکھ دیا گیا اس وقت کعبہ نہیں تھا، اس وقت یہ زمین پاک تھی اور اس پر گناہ نہیں کیا گیا تھا۔ اور یہاں ایسی آبادی نہیں تھی جو اس کو ناپاک کرتے پس حرم کے آس پاس فرشتوں کی صف مامور کر دی گئی۔ جو اہل زمین سے اس کی حفاظت کرتے اور زمین پر اس وقت جنات آباد تھے۔ اور وہ اس کی طرف نہیں دیکھ سکتے تھے اس لیے کہ یہ جنت کی چیز ہے۔ اور جو جنت کو دیکھے وہ اس میں داخل بھی ہوتا ہے۔ پس اس کو دیکھنا اسی کے لیے مناسب ہے جو جنت میں داخل ہو۔ حرم کے آس پاس فرشتے کھڑے رہتے ہیں۔ اور جنات کو ہر طرف سے دیکھتے ہیں پس اس وجہ سے اس زمین کا نام حرم رکھا گیا ہے۔'' (الکبیر، سند کمزور ہے)

شرح: ......بعض علمائے کرام اس کی تاویل کرتے ہیں کہ حجر اسود کے جنت سے نازل ہونے کا مطلب ہے کہ اس میں برکت ہے، اس میں شرف وفضل ہے۔ یہ تاویل غلط ہے، اس کے جنت سے اترنے میں کوئی چیز محال نہیں کیونکہ جنت میں جواہرات ہیں۔ یہ وہاں سے ہی اترا ہے اور روشن تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے نور کو مٹایا ہے، سبب اس کا لوگوں کے گناہ ہیں، یہ تاثیر رکھتے ہیں۔

یہ تمام تاویلات اور احادیث انکار ایمان سے تنگ دامنی کی وجہ سے ہیں، اللہ تعالیٰ نے جس کا سینہ کھولا ہوتا ہے وہ اس صداقت کو تسلیم کرتا ہے اور یقین رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتا ہے۔ اور بعض ملحد یہ اعتراض کرتے ہیں کہ گناہوں کی تاثیر سے سیاہ ہوا ہے تو حید والوں کی توحید سے سفید کیوں نہیں ہوا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ انسان کو عبرت دلائی ہے کہ گناہ اتنے خطرناک ہیں، پتھر پر اثر انداز ہو کر اسے سیاہ کر دیتے ہیں تو دل کا کیا حال کرتے ہوں گے۔

۲۔ یہ بھی ثابت ہوا حجر اسود کو یہ تمیز اور قوت گویائی عطا کی جائے گی جس نے اسے دین حق کے ساتھ، اللہ کی اطاعت میں اور اتباع سنت میں رہ کر اسے چوما ہوگا پتھر کی تعظیم کے لیے نہیں۔ یہ اس کے لیے گواہی دے گا کہ میرا جو حق بنتا ہے اس نے ادا کر دیا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے، اللہ اسے زبان دے گا یہ بولے گا، آنکھیں دے گا یہ دیکھے گا۔

۳۔ مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت اللہ کی تعمیر کرتے رہے ہیں، جتنی دیواریں بلند ہوتی تھیں یہ بھی بلند ہو جاتا تھا، ایک کونہ تعمیر کر لیتے تو دوسرے کونے میں رکھ لیتے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام

کے پاؤں کے نشانات اب بھی اس میں نقش ہیں، یہ پہلے بالکل بیت اللہ کے ساتھ چمٹا ہوا تھا۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اسے دور ہٹایا، جہاں اب ہے، شاہ فیصل رحمہ اللہ نے اسے ۱۳۸۷ہجری میں جالی بنوا کر رکھوا دیا تھا کہ طواف کرنے والے اسے بہ آسانی دیکھ سکیں۔ (مرعاۃ: ۶/ ۴۷۸)

٣٦٥٦۔ عَنْ حَنْظَلَةَ الأَسْلَمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَاهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰـهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَيُهِلَّنَّ ابْنُ مَرْيَمَ بِفَجِّ الرَّوْحَاءِ حَاجًّاأَوْ مُعْتَمِراً أَوْلَيَثْنِيَنَّهُمَا . (رواه مسلم‘١٢٥٢)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: روحاء کے راستے سے ابن مریم حج کے لیے یا عمرہ کے لیے یا ان دونوں کو ملا کر ادا کرنے کے لیے تلبیہ کہتے آئیں گے۔ (مسلم)

٣٦٥٧۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّبِوَادِي الْأَزْرَقِ فَقَالَ أَيُّ وَادٍ هٰذَا فَقَالُوْا هٰذَا وَادِي الأَزْرَقِ قَالَ كَأَنِّي أَنْظُرُإِلَى مُوْسَى عَلَيْهِ السَّلاَمُ هَابِطاًمِنَ الثَّنِيَّةِ وَلَهُ جُؤَارٌ إِلَى اللّٰـهِ بِالتَّلْبِيَةِ ثُمَّ أَتَي عَلٰى ثَنِيَّةِ هَرْشَى فَقَالَ أَيُّ ثَنِيَّةٍ هٰذِهِ قَالُوْا ثَنِيَّةُ هَرْشَى قَالَ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى يُوْنُسَ بْنِ مَتَّى عَلَيْهِ السَّلاَمُ عَلٰى نَاقَةٍ حَمْرَاءَ جَعْدَةٍ عَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ صُوْفٍ خِطَامُ نَاقَتِهِ خُلْبَةٌ وَهُوَيُلَبِّي . (رواه مسلم‘ ١٦٦)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ وادی ازرق سے گزر رہے تھے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کون سی وادی ہے؟ تو لوگوں نے عرض کی: یہ وادی ازرق ہے۔ آپ نے فرمایا: گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ موسیٰ علیہ السلام اس گھاٹی سے اُتر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف فریاد کرنے کے لیے، تلبیہ کہتے ہوئے گزر رہے ہیں، اور پھر آپ ﷺ ہرشا کی وادی پر گئے تو پوچھا یہ کون سی گھاٹی ہے؟ لوگوں نے بتایا، ہرشی کی گھاٹی ہے، پھر فرمایا: گویا میں نے یونس بن متیٰ علیہ السلام کو سرخ اونٹ پر چلتے دیکھا ہے۔ ان کے بال گھنگھریالے تھے اور انہوں نے اون کا جبہ پہنا تھا اور ان کی اونٹنی کی مہار کھجور کی چھال کی ہے اور وہ اس وادی سے تلبیہ کہتے جا رہے ہیں۔ (مسلم)

شــــرح: ......۱۔ یہ خواب میں دکھایا گیا تھا اور نبی ﷺ کا خواب وحی ہے، اصل میں انبیائے کرام علیہم السلام برزخ میں اپنے رب کی جنت میں مصروف ذکر وعبادت ہیں، اور وہ اپنی قبروں میں بھی ہیں، وہاں بھی مصروف عبادت ہیں، ان کے اجسام مبارکہ کی مثل آپ ﷺ کو دکھائی گئی کہ وہ حج کر رہے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ ہیں۔ آپ نے ان کی بھی مثل دیکھی تھی یا پھر جب وہ تشریف لائیں گے اور عمرہ یا حج کریں گے آپ اس کی منظر کشی فرما رہے ہیں۔

(٣٦٥٦) مسلم: ١٢٥٢۔ احمد: ١٠٥٩١.

(٣٦٥٧) مسلم: ١٦٦۔ بخاری: ١٥٥٥۔ ترمذی: ٢٨٩١۔ احمد: ٢٦٩٢.

۲۔ ثابت ہوا کہ وادیوں کے اندر تلبیہ پکارنا انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔ اور تلبیہ کی تاکید اترائی میں اتنی ہی ہے جتنی چڑھائی میں ہے۔ (فتح الباری: ۳/۴۱۴)

٣٦٥٨ــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ عَبَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ مَنَامِهِ فَقُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَنَعْتَ شَيْئاً فِيْ مَنَامِكَ لَمْ تَكُنْ تَفْعَلُهُ فَقَالَ الْعَجَبُ إِنَّ نَاساً مِنْ أُمَّتِيْ يَؤُمُّوْنَ بِالْبَيْتِ بِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ قَدْلَجَأَ بِالْبَيْتِ حَتّٰى إِذَاكَانُوْ بِالْبَيْدَاءِ خُسِفَ بِهِمْ فَقُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ الطَّرِيْقَ قَدْيَجْمَعُ النَّاسَ قَالَ نَعَمْ فِيْهِمُ الْمُسْتَبْصِرُ وَالْمَجْبُوْرُ وَابْنُ السَّبِيْلِ يَهْلِكُوْنَ مَهْلَكًا وَّاحِدًا وَيَصْدُرُوْنَ مَصَادِرَ شَتّٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ عَلٰى نِيَّاتِهِمْ . (رواه مسلم، ٢٨٨٤)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ اقدس پر بحالت نیند بل پڑ گئے تو ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ کی آج نیند کی حالت میں وہ کیفیت دیکھی جیسا پہلے آپ نے کبھی نہیں کیا آپ نے فرمایا: مقام تعجب ہے کہ قریش کا ایک آدمی کعبہ کی پناہ پکڑے ہوگا اور کچھ لوگ اس کا تعاقب کرنے کے لیے بیت اللہ پر حملہ آور ہوں گے۔ جب وہ مقام بیدا میں آئیں گے تو ان کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ ہم نے عرض کی: راستے پر تو سب ہی لوگ رواں رہتے ہیں؟ فرمایا: ہاں ان میں سے بعض بصیرت اور غور وفکر والے بھی ہوں گے اور کچھ مجبور ہوں گے، کچھ لوگ مسافر ہوں گے۔ وہ سب ہی یک بار ہلاک کر دیئے جائیں گے اور مختلف راستوں پر چلیں گے اور ان کی نیت کے مطابق اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کو اٹھائے گا۔''

٣٦٥٩ــ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَغْزُوجَيْشٌ الْكَعْبَةَ فَإِذَا كَانُوْا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ يُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ قَالَتْ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ يُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ وَفِيْهِمْ أَسْوَاقُهُمْ وَمَنْ لَيْسَ مِنْهُمْ قَالَ يُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ ثُمَّ يُبْعَثُوْنَ عَلٰى نِيَّاتِهِمْ . (رواه البخاري، ٢١١٨)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ایک فوج کعبہ پر حملہ آور ہوگی اور جب وہ بیداء مقام میں آئیں گے تو اول تا آخر سب کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا میں نے عرض کی: یارسول اللہ! اول تا آخر دھنسا دیئے جائیں گے حالانکہ ان میں تاجر اور وہ لوگ بھی ہوں جو ان میں سے نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا: وہ اول تا آخر دھنسا دیئے جائیں گے اور ان کو نیت کے مطابق اٹھایا جائے گا۔''

٣٦٦٠ــ عَنْ صَفِيَّةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(٣٦٥٨) مسلم: ٢٨٨٤۔ بخاری: ٢١١٨.
(٣٦٥٩) مسلم: ٢٨٨٤۔ بخاری: ٢١١٨.
(٣٦٦٠) ترمذی: ٢١٨٤۔ صحیح، البانی: ١٧٧٥۔ ابن ماجہ: ٤٠٦٤۔ احمد: ٢٦٣١٩.

اللّٰهِ ﷺ لاَيَنْتَهِي النَّاسُ عَنْ غَزْوِ هٰذَاالْبَيْتِ حَتّٰـى يَـغْـزُوَ جَيْشٌ حَتّٰى إِذَا كَانُوْ بِالْبَيْدَاءِ أَوْبَيْـدَاءَ مِـنَ الأَرْضِ خُسِفَ بِـأَوَّلِهِـمْ وَآخِرِهِمْ وَلَمْ يَنْجُ أَوْسَطُهُمْ قُلْتُ يَارَسُوْلَ الـلّٰـهِ فَمَنْ كَرِهَ مِنْهُمْ قَالَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ عَلٰى مَا فِيْ أَنْفُسِهِمْ . (رواه الترمذي‘٢١٨٤)

لوگ اس بیت اللہ پر حملہ آور ہونے سے باز نہیں آئیں گے یہاں تک کہ ایک فوج حملہ آور ہوگی اور جب وہ مقام بیداء میں آئیں گے تو اول تا آخر سب ہی زمین میں دھنسا دیئے جائیں گے اور ان کا کوئی فرد نہیں بچے گا۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ان میں وہ بھی تو ہوں گے جو کہ جبراً لائے گئے ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان کو اس نیت پر اُٹھائے گئے جوان کے دل میں تھی۔'' (الترمذی)

٣٦٦١ــ عَـنْ عَبْـدِ اللّٰهِ بْنِ صَفْوَانَ عَنْ أُمِّ الْـمُـؤْمِنِينَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ سَيَعُوْذُ بِهٰـذَا الْبَيْـتِ يَـعْنِيْ الْكَعْبَةَ قَوْمٌ لَّيْسَتْ لَهُمْ مَـنَعَةٌ وَّلاَعَدَدٌ وَّ لَا عُدَّةٌ يُبْعَثُ إِلَيْهِمْ جَيْشٌ حَتّٰـى إِذَا كَـانُوْا بِبَيْدَاءَ مِنَ الأَرْضِ خُسِفَ بِهِـمْ قَـالَ يُـوْسُفُ وَأَهْـلُ الشَّــأمِ يَوْمَئِذٍ يَسِيْـرُوْنَ إِلٰـى مَـكَّةَ فَـقَــالَ عَبْدُ اللّٰـهِ بْنُ صَـفْــوَانَ أَمَـــا وَالــلّٰــهِ مَـا هُـوَبِهٰـذَا الْجَيْشِ . (رواه مسلم‘٢٨٨٣)

سیدنا عبدا للہ بن صفوان رضی اللہ عنہ نے ام المومنین رضی اللہ عنہا سے سے روایت نقل کی کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: بیت اللہ میں ایک قوم پناہ حاصل کرے گی جن کے پاس اپنے دفاع کا سامان نہ ہوگا نہ ان کی قابل ذکر تعداد ہوگی۔ اور نہ ان کے پاس کوئی تیاری ہوگی۔ ان پر حملہ آور ہونے کے لیے ایک فوج روانہ کی جائے گی اور جب وہ مقام بیداء پر آئے گی تو ان کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ حدیث کے ایک راوی یوسف نے کہا: ان ایام میں اہل شام مکہ پر حملہ آور ہو رہے تھے تو عبداللہ بن صفوان نے کہا: اللہ کی قسم! یہ وہ مذکورہ فوج نہیں ہے۔'' (مسلم)

شرح: ......ا۔ یہ آخر زمانہ میں ہوگا، مکہ کے قریب میدان میں یہ لشکر آئے گا، اول تا آخر کوئی نہ بچے گا، یعنی ان شرانگیزوں کی نحوست سے خواہ وہ ان لشکروں کے ساتھ ہو یا نہ ہو، اپنی تجارت کر رہا ہو، سب دھنس جائیں گے کیونکہ انہیں ان سے نفرت کرتے ہوئے روکنا چاہیے تھا یا پھر علیحدہ ہونا چاہیے تھا مگر یہ وہیں رہے ہوں گے اس لیے یہ بھی مارے جائیں گے۔ روزِ قیامت اپنی اپنی نیت کے مطابق اٹھیں گے، یہ ہے رب کے گھر کا جلال۔

۲۔ ظلم پیشہ لوگوں سے علیحدہ رہیں ان کی مجالس میں نہ بیٹھیں۔ ارشاد باری ہے:

﴿وَ اتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً﴾ (الانفال: ٢٥)

''اس فتنہ سے ڈرو، جو تم میں سے ظالموں ہی کو خاص نہ پہنچے گا (یعنی سب اس کی لپیٹ میں آ جائیں گے)۔''

(٣٦٦١) مسلم: ٢٨٨٣۔ نسائی: ٢٨٨٠۔ ابن ماجہ: ٤٠٦٣۔ احمد: ٢٥٩٠٥.

۳۔اعمال کا اعتبار عامل کی نیت کے مطابق ہوتا ہے۔(مرعاۃ: ۷/ ۳۰۹)

٣٦٦٢ــ عَـنْ شَيْبَةَ يَـعْـنِيْ بْنَ عُثْمَانَ قَالَ قَـعَـدَعُـمَرُبْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ مَقْعَدِكَ الَّذِيْ أَنْتَ فِيْهِ فَقَالَ لَا أَخْرُجُ حَتّٰى أَقْسِـمَ مَالَ الْكَعْبَةِ قَالَ قُلْتُ مَاأَنْتَ بِفَاعِلٍ قَـالَ بَـلٰى لأَفْعَلَنَّ قَالَ قُلْتُ مَاأَنْتَ بِفَاعِلٍ قَـالَ لِـمَ قُلْتُ لِاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ رَأَى مَكَانَهٗ وَأَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُمَا أَحْوَجُ مِـنْكَ إِلَـى الْـمَــال فَـلَـمْ يُخْرِجَـاهُ فَقَـامَ فَخَرَجَ . (رواه أبوداود،٢٠٣١)

شقیق کا بیان ہے کہ شیبہ بن عثمان نے اس کو کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ اسی جگہ میں بیٹھے تھے جہاں تو بیٹھا ہے اورانہوں نے کہا: میں یہاں سے باہرنہیں جاؤں گا یہاں تک کہ کعبہ کا خزانہ تقسیم کردوں گا تو میں نے کہا: تم ایسانہیں کر سکتے۔پس انہوں نے کہا: میں ایسا ہی کروں گا۔ میں نے پھر کہا: تم ایسانہیں کر سکتے۔انہوں نے کہا: کس وجہ سے؟ میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کو اس مال کا علم تھا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کوبھی معلوم تھا اوران دونوں کو مال کی تجھ سے زیادہ ضرورت بھی تھی اور انہوں نے اس خزانے کوحرکت بھی نہیں دی۔پس عمر رضی اللہ عنہ اٹھے اور باہر چلے گئے۔(ابوداؤد)

٣٦٦٣ــ عَـنْ أَبِـيْ وَائِلٍ قَالَ جَلَسْتُ مَعَ شَيْبَةَ عَـلَـى الْـكُرْسِيِّ فِي الْكَعْبَةِ فَقَالَ لَقَدْ جَـلَـسَ هٰذَا الْمَجْلِسَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَـقَـالَ لَـقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لَّا أَدَعَ فِيْهَا صَفْرَاءَ وَلَابَيْضَاءَ إِلَّاقَسَمْتُهٗ قُلْتُ إِنَّ صَاحِبَيْكَ لَمْ يَفْعَلَا قَالَ هُمَاالْمَرْءِ ان أَقْتَدِيْ بِهِمَا . (رواه البخاري،١٥٩٤)

ابو وائل نے کہا: میں کعبہ میں شیبہ بن عثمان کے ساتھ ایک کرسی پر بیٹھا تو انہوں نے کہا: سیدنا عمر اس جگہ پر بیٹھے تھے اور یہ بات کہی کہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں کعبہ کے خزانے میں سے نہ سونا رہنے دوں اور نہ چاندی باقی چھوڑ وں اورسب تقسیم کر دوں۔ میں نے کہا: تمہارے دو پیش رو احباب نے (یعنی نبی کریم ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے) ایسا نہیں کیا تو تم کیسے کرو گے؟ تو انہوں نے (یعنی عمر بن خطاب نے) کہا: وہ دونوں ایسے انسان ہیں جن کی میں پیروی کرتا ہوں۔''

شــرح: ...... جاہلیت میں لوگ کعبہ کے لیے تحائف بھیجتے تھے۔ان کے نزدیک یہ بھی اس کی تعظیم کا حصہ تھا۔اس طرح کعبہ میں بہت زیادہ مال جمع ہو چکا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خیال کیا کہ یہ مال فقراء اور مساکین میں تقسیم کر دیں، جب انہیں یہ تجویز دی گئی کہ نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے ہلایا تک نہیں تو پھر اس ارادے سے رک گئے، کیونکہ خانہ کعبہ کا مال وقف کے زمرے میں شمار ہوتا ہے، اسے تبدیل کرنا درست نہیں۔

(٣٦٦٢) ابوداؤد: ٢٠٣١۔ صحیح، البانی: ١٧٨٧۔ بخاری: ٧٢٧٥۔ ابن ماجہ: ٣١١٦۔ احمد: ١٤٩٥٨.

(٣٦٦٣) بخاری: ١٥٩٤۔ ابوداؤد: ٢٠٣١۔ ابن ماجہ: ٣١١٦۔ احمد: ١٤٩٥٨.

نبی کریم ﷺ کے مال کعبہ تقسیم نہ کرنے کی وجہ یہ نہ تھی کہ اسے تبدیل کرنا درست نہ تھا بلکہ آپ ﷺ نے ایک مصلحت کے تحت تقسیم نہ کیا تھا۔ وہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے رائے دی تھی کہ میں خانہ کعبہ کا دروازہ زمین کے ساتھ لگا دوں اور دو دروازے لگا دوں مگر قریش کہیں گے انہوں نے ہماری تعمیر کو ناپسند کیا ہے، اس سے احتیاط کرتے ہوئے آپ نے کعبہ کی تعمیر نہ کی تھی۔ یہی اعتراض اس کعبہ کے مال کی تقسیم پر ہوسکتا تھا اس لیے آپ ﷺ نے اسے تقسیم نہ کیا، آپ کے طرز عمل کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی تقسیم کا ارادہ ترک کر دیا۔ (عون المعبود: ۲/۱۶۴)

٣٦٦٤ـ عَنْ أَبِيْ شُرَيْحٍ الْعَدَوِيِّ أَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ وَهُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوْثَ إِلٰى مَكَّةَ ائْذَنْ لِي أَيُّهَا الْأَمِيْرُ أُحَدِّثُكَ قَوْلاً قَامَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلْغَدِمِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ فَسَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِيْ وَأَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ حِيْنَ تَكَلَّمَ بِهِ إِنَّهُ حَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللّٰه وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ فَلاَيَحِلُّ لاِمْرِئٍ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِأَنْ يَسْفِكَ بِهَا دَماً وَلاَ يَعْضُدَ بِهَاشَجَرَةً فَإِنْ أَحَدٌتَرَخَّصَ لِقِتَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُوْلُوْا لَهٗ إِنَّ اللّٰهَ أَذِنَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ يَأْذَنْ لَكُمْ وَإِنَّمَا أَذِنَ لِيْ سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ وَقَدْعَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالأَمْسِ وَلْيُبَلِّغَ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَقِيْلَ لِاَبِيْ شُرَيْحٍ مَا قَالَ لَكَ عَمْرٌوقَالَ أَنَا أَعْلَمُ بِذٰلِكَ مِنْكَ يَا أَبَاشُرَيْحٍ إِنَّ الْحَرَمَ لاَيُعِيْذُعَاصِياً وَّلاَفَارًّا بِدَمٍ وَلاَ فَارًّا بِخُرْبَةٍ خُرْبَةٌ بَلِيَّةٌ . (رواه الترمذي'١٨٣٢)

''ابوشریح عدوی رضی اللہ عنہ نے عمرو بن سعید اموی کو کہا جب کہ وہ مکہ پر حملہ آور ہونے کے لیے افواج روانہ کر رہا تھا: اے امیر میں تجھے وہ حدیث سناتا ہوں جو مکہ فتح کے دوسرے دن رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہوکر بیان فرمائی ہے اور میرے کانوں نے سنا ہے ۔میرے دل نے یاد کر رکھا ہے اور میری آنکھوں نے دیکھا ہے جبکہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اوراس کے بعد فرمایا: مکہ کو اللہ نے حرم قرار دیا ہے لوگوں نے حرم قرار نہیں دیا۔ پس جو مسلمان کہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اس کے لیے حلال نہیں کہ وہ اس میں خون بہائے یا اس کے درخت کاٹے اگر کوئی اس وجہ سے اس میں جنگ و جدال حلال اور جائز سمجھے کہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے اس کو فتح کیا اور اس میں قتال کیا ہے تو اس کو کہہ دو کہ اللہ نے اپنے رسول کو اجازت دی ہے اور تمہیں یہ اجازت نہیں دی اور میں جو اللہ کا رسول ہوں پھر بھی مجھے دن کے تھوڑے سے حصے میں قتال کی اجازت ملی اور اس ساعت کے بعد اس کی حرمت پھر اسی طرح لوٹ آئی ہے جیسا کہ وہ کل تھی۔ جو لوگ حاضر ہیں وہ ان لوگوں کو یہ حکم پہنچا دیں جو غائب ہیں۔ ابن شریح رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ عمرو نے تجھے کیا جواب دیا؟ اس نے کہا: اس نے مجھے جواب دیا کہ اے ابوشریح! میں تجھ سے اس کا زیادہ علم

(٣٦٦٤) بخاری: ١٨٣٢۔ مسلم: ١٣٥٤۔ ترمذی: ٨٠٩۔ نسائی: ٢٨٧٦۔ احمد: ٢٦٦١٩.

رکھتا ہوں حرم کی زمین کسی نافرمان کو، کسی قاتل کو اور کسی فتنہ پرداز کو پناہ نہیں دیتی ہے۔'' (الترمذی)

٣٦٦٥_ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مَكَّةَ فَلَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَاتَحِلُّ لِاَحَدٍ بَعْدِيْ وَإِنَّمَا أُحِلَّتْ لِيْ سَاعَةً مِنَ نَهَارٍ لَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا وَلَايُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَايُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا تُلْتَقَطُ لُقْطَتُهَا إِلَّالِمُعَرِّفٍ وَقَالَ الْعَبَّاسُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِلَّا الْإِذْخِرَ لِصَاغَتِنَا وَقُبُوْرِنَا فَقَالَ إِلَّاالْإِذْخِرَ وَعَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَالَايُنَفَّرُ صَيْدُهَا هُوَأَنْ يُنَحِّيَهٗ مِنَ الظِّلِّ يَنْزِلُ مَكَانَهٗ. (رواه البخاري، ١٨٣٣)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مکہ کو حرم و محترم قرار دیا ہے۔ وہ مجھ سے پہلے اور میرے بعد کسی کے لیے حلال نہیں ہو گا اور صرف میرے لیے ایک ساعت دن کی حلال کی گئی ہے، اس کی گھاس نہ کاٹی جائے، اس کے درخت نہ کاٹے جائیں، اس کا شکار خوف زدہ نہ کیا جائے۔ اس میں گری پڑی چیز نہ اٹھائی جائے مگر وہ اٹھائے جو اس کا اعلان کرے۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ازخر گھاس کی اجازت دی جائے۔ ہمارے سُناروں اور قبروں کے کام آتی ہے۔ اور ایک روایت میں ہے: ہمارے گھروں کی چھتوں کے لیے۔ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: مگر اذخر گھاس۔ خالد نے کہا: عکرمہ نے مجھ سے پوچھا: تمہیں شکار بھگانے کی ممانعت معلوم ہے؟ وہ یہ ہے کہ اس کو سائے سے اٹھا کر اس کی جگہ خود بیٹھ جانا۔'' (الشیخان، النسائی)

٣٦٦٦_ وَلِلْكَبِيْرِ وَالْأَوْسَطِ بِلِيْنٍ نَحْوُهٗ، وَزَادَفِيْ آخِرِهٖ: فَقِيْلَ لَهٗ ﷺ هٰذَا خَالِدُبْنُ الْوَلِيْدِيَقْتُلُ فَقَالَ قُمْ يَا فُلَانُ فَقُلْ لَهٗ فَلْيَرْفَعْ يَدَهٗ مِنَ الْقَتْلِ، فَأَتَاهُ الرَّجُلُ فَقَالَ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ لَكَ اُقْتُلْ مَنْ قَدَرْتَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ سَبْعِيْنَ إِنْسَانًا فَأَتَي النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَذٰلِكَ لَهٗ فَأَرْسَلَ إِلَى خَالِدٍ فَقَالَ: أَلَمْ أَنْهَكَ عَنِ الْقَتْلِ؟ فَقَالَ: جَاءَنِيْ فُلَانٌ

الکبیر اور الاوسط میں کمزور سند کے ساتھ اس کے مثل روایت ہے اور اس کے آخر میں مزید یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جنگ کر رہا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے فلاں شخص! جا کر خالد کو کہہ دے کہ قتال کرنے سے ہاتھ اٹھا دے وہ گیا اور اس نے کہا: نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: جس پر تجھے قدرت حاصل ہو اس کو قتل کر دے۔ تو اس نے ستر آدمی قتل کر دیئے۔ پھر آدمی آیا اور نبی کریم ﷺ کو خبر دی تو آپ نے خالد کو پیغام بھیجا کہ

(٣٦٦٥) بخاری: ١٨٣٣_ مسلم: ١٣٥٣_ ترمذی: ١٥٩٠_ نسائی: ٤١٧٠_ ابوداؤد: ٢٤٨٠_ ابن ماجه: ٢٧٧٣_ احمد: ٣٣٢٥_ دارمی: ٢٥١٢.

(٣٦٦٦) طبرانی اوسط، وفیه عطاء بن السائب، وقد اختلط، هیثمی: ٥٦٩٦.

فَأَمَرَنِيْ أَنْ أَقْتُلَ مَنْ قَدَرْتُ عَلَيْهِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَقَالَ أَلَمْ آمُرْخَالِداً أَنْ لاَيَقْتُلَ أَحداً؟ فَقَالَ أَرَدْتُ أَمْراًوَأَرَادَ اللّٰهُ أَمْرًا فَكَانَ أَمْرُاللّٰهِ فَوْقَ أَمْرِكَ مَااسْتَطَعْتُ إِلَّاالَّذِيْ كَانَ، فَسَكَتَ عَنْهُ فَمَارَدَّعَلَيْهِ شَيْئاً. (رواه الطبراني في الأوسط)

میں نے تجھے قتل کرنے سے منع نہیں کیا تھا؟ اس نے کہا: فلاں آدمی میرے پاس آیا اور اس نے مجھے کہا کہ تجھے حکم دیا گیا ہے کہ جس پر تجھے قدرت حاصل ہو اس کو قتل کر دے۔ آپ ﷺ نے اس آدمی کو طلب کیا اور فرمایا: کیا میں نے خالد کو یہ حکم نہیں دیا تھا کہ وہ کسی کو قتل نہ کرے؟ اس نے کہا: آپ ﷺ نے ایک ارادہ کیا اور اللہ تعالیٰ کا ارادہ دوسرا تھا پس اللہ تعالیٰ کا ارادہ آپ ﷺ کے ارادے پر فوقیت لے گیا اور میں وہ پیغام ہی دے سکا جو اللہ کا ارادہ تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ خاموش ہوگئے اور اس کا کوئی جواب نہ دیا۔

شرح: ......۱۔ یہ جو کہا گیا ہے کہ یہ مکہ میں لشکروں کو بھیجتا تھا اس سے مراد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے خلاف لڑنے کے لیے مکہ پر فوج کشی کے لیے لشکر کشی ہے۔

۲۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو اپنے بعد خلیفہ نامزد کر دیا تھا۔ اس پر اکثر لوگوں نے بیعت کر لی تھی۔ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے یزید کی بیعت سے انکار کر دیا تھا اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر بھی تھے۔ یہ تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات سے پہلے ہی فوت ہوگئے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یزید کی بیعت کر لی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کوفہ روانہ ہوگئے، جہاں ان کوفیوں کی بے وفائی کا نشانہ بنے اور مظلوم شہید ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیت اللہ میں پناہ لی اور مکہ پر قابض ہوگئے تو یزید کے نائب ان کے خلاف لشکر کشی کرتے رہتے تھے۔ یہ یاد رہے کہ ان احادیث میں مذکور تکرار جو ہے یہ ابوشریح اور عمرو بن زبیر کے درمیان ہوئی تھی۔

۳۔ مکہ میں قتل وقتال اور خونریزی حرام ہے اور ایک شبہ پیدا ہوسکتا تھا کہ چونکہ نبی اکرم ﷺ مکہ میں لڑے ہیں، اس لیے آپ نے خصوصی طور پر فرمایا کہ اللہ نے مجھے جزوی اجازت دی تھی۔ تمہیں نہیں دی۔ یہ طلوع آفتاب سے لے کر نمازِ عصر تک اجازت تھی اسی میں آپ نے اکابر جرم میں کے قتل کا حکم جاری کیا تھا۔ اب اس میں لڑائی کی حرمت پھر قیامت تک ثابت ہے۔

۴۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما خود کو حق بجانب تصور کرتے تھے اور مظلوم کی حیثیت سے اللہ کے گھر میں پناہ گزیں تھے۔ جبکہ عمرو یزید کا نائب تھا، یزید نے اسے حکم دے رکھا تھا کہ عبداللہ سے بیعت لے۔ عمرو سمجھتا تھا کہ عبداللہ

نافرمان ہیں اس لیے حرم انہیں پناہ نہیں دے سکتا۔ مکہ میں لڑائی کا معاملہ یہ ہے کہ اگر کوئی باغی یا نافرمان مکہ میں تسلط جما لے تو جتنا بھی ممکن ہو بغیر لڑائی ہی قابو کیا جائے۔ اگر بغیر لڑائی ممکن نہ ہو تو پھر مجبوراً اسے دبایا جائے۔ لیکن بہانا بنا کر آپس میں خونریزی مکہ میں کسی صورت جائز نہیں۔

۵۔ ان احادیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جس بات پر اعتماد ہو اسے بیان کرنا جائز ہے اور نصیحت کرنے میں لطف ومہربانی مدنظر رکھنی چاہیے۔ (مرعاۃ: ۷/ ۳۱۸)

٣٦٦٧ـ عَـنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حَبْشِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَطَعَ سِدْرَةً صَوَّبَ اللّٰهُ رَأْسَهٗ فِي النَّارِ . (رواه أبوداود، ٥٢٣٩)

سیدنا عبداللہ بن حبشی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے بیری کا درخت کاٹا اس کے سر کو اللہ آگ میں غرق کردے گا۔ (ابوداؤد)

٣٦٦٨ـ عَنْ حَسَّانِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ سَأَلْتُ هِشَّامَ بْنَ عُرْوَةَ عَنْ قَطْعِ السِّدْرِ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلَـى قَـصْـرِ عُرْوَةَ فَقَالَ أَتَرَى هٰذِهِ الأَبْوَابَ وَالْـمَـصَارِيْعَ إِنَّمَا هِيَ مِنْ سِدْرِ عُرْوَةَ كَانَ عُـرْوَةُ يَقْطَعُهٗ مِنْ أَرْضِهٖ وَقَالَ لَابَأْسَ بِهٖ . (رواه أبوداود، ٥٢٤١)

حسان بن ابراہیم کہتے ہیں کہ میں نے ہشام بن عروہ سے سوال کیا کہ بیری کا درخت کاٹنا کیسا ہے؟ وہ عروہ کے بڑے مکان کی دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھا تھا۔ اس نے کہا: تجھے یہ سب دروازے اور ان کے کواڑ نظر آتے ہیں؟ یہ سب عروہ کی اپنی بیری کے درختوں کے ہیں، وہ اپنی زمین میں سے کاٹتے تھے اور کہا: ایسا کرنے پر کوئی گناہ نہیں۔''

٣٦٦٩ـ زادفـي رواية: فَقَالَ هِيَ يَاعِرَاقِيُّ جِـئْتَـنِـيْ بِبِـدْعَةٍ ، قُـلْـتُ إِنَّمَا الْبِدْعَةُ مِنْ قِبَـلِكَ ، سَـمِـعْـتُ مَـنْ يَقُوْلُ بِمَكَّةَ: لَعَنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَطَعَ السِّدْرَ . ثُمَّ سَاقَ مَعْنَاهُ . (رواه أبوداود، ٥٢٤٢)

''ایک روایت میں یہ اضافہ ہے۔ ہشام نے کہا: اے عراقی! تو میرے پاس نئی بدعت لایا ہے میں نے کہا: یہ بدعت تو تمہاری طرف سے ہے کیونکہ میں نے مکہ میں ایک آدمی کو بیان کرتے سنا ہے کہ بیری کا درخت کاٹنے والے کو رسول اللہ ﷺ نے لعنت کی ہے، پھر اوپر کی حدیث کا مفہوم بیان کیا ہے۔ (ابوداؤد)

شــرح: ...... یہ وعید اس لیے ہے کہ حرم کی بیری کے درخت کاٹنا سنگین جرم ہے۔ کیونکہ مکہ کے حرم اور مدینہ کے حرم میں ہجرت کرنے والوں کے لیے سایہ کا باعث بنتی ہیں۔ جنگل والی بھی نہ کاٹی جائیں کیونکہ مسافر سایہ میں آرام کر

(٣٦٦٧) ابوداؤد: ٥٢٣٩۔ صحيح، البانی: ٤٣٦٤.
(٣٦٦٨) ابوداؤد: ٥٢٤١۔ ضعيف، البانی: ١١٢٣.
(٣٦٦٩) ابوداؤد: ٥٢٤١۔ ضعيف، البانی: ١١٢٣.

لیتے ہیں۔ ناحق کاٹی جائیں تو پھر سخت سزا ہے، مجبوری کی بات علیحدہ ہے۔ (عون المعبود: ۴/۵۳۰)

٣٦٧٠ـ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ حِيْنَ أَصَابَهُ سِنَانُ الرُّمْحِ فِيْ أَخْمَصِ قَدَمِهِ فَلَزِقَتْ قَدَمُهُ بِالرِّكَابِ فَنَزَلْتُ فَنَزَعْتُهَا وَذٰلِكَ بِمِنًى فَبَلَغَ الْحَجَّاجَ فَجَعَلَ يَعُوْدُهُ فَقَالَ الْحَجَّاجُ لَوْنَعْلَمُ مَنْ أَصَابَكَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ أَنْتَ أَصَبْتَنِيْ قَالَ وَكَيْفَ قَالَ حَمَلْتَ السَّلاَحَ فِي يَوْمٍ لَمْ يَكُنْ يُحْمَلُ فِيْهِ وَأَدْخَلْتَ السَّلاَحَ الْحَرَمَ وَلَمْ يَكُنِ السَّلاَحُ يَدْخُلُ الْحَرَمَ. (رواه البخاري‘٩٦٦)

''ابن جبیر رحمہ اللہ نے کہا: میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا جب ان کے پاؤں کے تلوے میں نیزے سے زخم آیا تھا اور پاؤں رکاب کے ساتھ ہی چپک گیا تھا، چنانچہ اُتر کر میں نے ان کا پاؤں کھینچا، یہ منیٰ کا واقعہ ہے۔ حجاج بن یوسف کو معلوم ہوا تو وہ عیادت کے لیے آیا اور اس نے کہا: کاش ہمیں معلوم ہوتا کہ تمہیں کس نے زخمی کیا ہے تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے تو نے زخمی کیا ہے۔ اس نے کہا: یہ کیسے؟ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو نے اس دن میں اسلحہ اٹھایا جس میں اسلحہ نہیں اٹھایا جاتا تھا اور تو نے حرم میں اسلحہ داخل کیا ہے اور پہلے حرم میں اسلحہ داخل نہیں کیا جاتا تھا۔'' (بخاری)

٣٦٧١ـ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ لاَ يَحِلُّ لِأَحَدِكُمْ أَنْ يَحْمِلَ بِمَكَّةَ السَّلاَحَ. (رواه مسلم‘١٣٥٦)

''جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: مکہ میں اسلحہ اٹھانا جائز نہیں ہے۔'' (مسلم)

شرح: ...... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حجاج پر تنقید اس لیے کی تھی کہ اس نے مرعوب کرنے کے لیے ہتھیار مکہ میں پہنچائے تھے۔

اگر ضرورت نہ ہو تو پھر مکہ میں ہتھیار لے کر جانے پر پابندی ہے اگر ضرورت ہو تو جائز ہے۔ جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے دن نیاموں میں تلواریں ڈالی ہوئی تھیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس بھی ہتھیار تھے جو انہوں نے میانوں میں ڈال رکھے تھے۔ تاہم ضرورت کے تحت بھی ہتھیار لیے ہوں تو ان کی نگرانی ضرور کرنی چاہیے تاکہ کسی کو نقصان نہ پہنچے۔ (مرعاۃ: ۷/۳۰۴)

٣٦٧٢ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ حَمْرَاءَ الزُّهْرِيِّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَاقِفاً عَلَى الْحَزْوَرَةِ فَقَالَ وَاللّٰهِ إِنَّكَ لَخَيْرُ أَرْضِ

''عبداللہ بن عدی بن حمراء رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو مقام حزورہ پر کھڑے دیکھا آپ ﷺ فرما رہے تھے: اللہ کی قسم! تو بہترین سرزمین ہے اور اللہ کے نزدیک بھی

(٣٦٧٠) بخاری: ٩٦٦.
(٣٦٧١) مسلم: ١٣٥٦ـ احمد: ١٤٨١١.
(٣٦٧٢) ترمذی: ٣٩٢٥ـ صحیح، البانی: ٣٠٨٢ـ ابن ماجه: ٣١٠٨ـ احمد: ١٨٢٤٠ـ دارمی: ٢٥١٠.

اللّٰهِ وَأَحَبُّ أَرْضِ اللّٰهِ إِلَى اللّٰهِ وَلَوْ لَا أَنِّيْ أُخْرِجْتُ مِنْكَ مَاخَرَجْتُ. (رواه البخاري، ٣٩٢٥)

محبوب ترین زمین ہے اور اگر مجھے نہ نکالا جاتا تو میں تجھ سے نہ نکلتا۔''

٣٦٧٣ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِمَكَّةَ مَاأَطْيَبَكِ مِنْ بَلَدٍ وَأَحَبَّكَ إِلَيَّ وَلَوْلاأَنَّ قَوْمِيْ أَخْرَجُوْنِيْ مِنْكِ مَا سَكَنْتُ غَيْرَكِ. (رواه الترمذي،٣٩٢٦)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مکہ کو مخاطب کر کے فرمایا تو کتنا عمدہ شہر ہے اور مجھے کتنا محبوب ہے اور مجھے اگر میری قوم نہ نکالتی تو میں تجھ سے نہ نکلتا۔(ترمذی)

٣٦٧٤ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اللّٰهُمَّ أَذَقْتَ أَوَّلَ قُرَيْشٍ نَكَالاًفَأَذِقْ آخِرَهُمْ نَوَالاً. (رواه الترمذي،٣٩٠٨)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یا اللہ! قریش کے پہلے لوگوں کو تو نے مصائب سے دو چار کیا، لیکن ان کے پچھلوں کو نعمت چکھادے۔''

شرح: ......١۔ مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے افضل ہے اور یہ روئے زمین سے بہتر خطہ ہے۔ مسجد حرام میں لاکھ نماز کا ثواب بھی اس کے افضل ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ (مرعاۃ: ۷/ ۳۱۶) قریش میں سے مسلمان ہونے والوں کے لیے دعا ہے۔

٣٦٧٥ـ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِمْرَانَ الأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ قَالَ عَدَلَ إِلَيَّ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وأَنَا نَازِلٌ تَحْتَ سَرْحَةٍ بِطَرِيْقِ مَكَّةَ فَقَالَ مَاأَنْزَلَكَ تَحْتَ هٰذِهِ السَّرْحَةِ فَقُلْتُ أَرَدْتُ ظِلَّهَا فَقَالَ هَلْ غَيْرَذٰلِكَ فَقُلْتُ لاَمَا أَنْزَلَنِيْ إِلاَّذٰلِكَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَاكُنْتَ بَيْنَ الأَخْشَبَيْنِ مِنْ مِّنيً وَنَفَخَ بِيَدِهِ نَحْوَالْمَشْرِقِ فَإِنَّ هُنَاكَ وَادِياً يُقَالُ لَهُ السِّرَرُبِهِ شَجَرَةٌ سُرَّتَحْتَهَا سَبْعُوْنَ نَبِياً. (رواه مالك،٩٦٦)

محمد بن عمران انصاری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: میری طرف عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آئے اور میں مکہ کے راستے میں ایک درخت کے نیچے ٹھہرا تھا تو انہوں نے کہا: تو اس درخت کے نیچے کیوں ٹھہرا ہے؟ میں نے کہا: سائے کے ارادے سے انہوں نے کہا: اس کے علاوہ بھی کوئی مقصد ہے؟ میں نے کہا: نہیں، پھر عبداللہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا: جب تو منیٰ میں مختلف لوگوں کے درمیان ہو۔ تو آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے مشرق کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: وہاں ایک وادی ہے اس کو سرر کہا جاتا ہے، اس جگہ ایک درخت ہے جس کے نیچے ستر انبیاء علیہم السلام کی ناف کاٹی گئی (یعنی پیدا ہوئے)'' (مالک)

(٣٦٧٣) ترمذی: ٣٩٢٦ـ صحیح، البانی: ٣٠٨٣.
(٣٦٧٤) ترمذی: ٣٩٠٨ـ حسن، صحیح، البانی: ٣٠٦٧ـ احمد: ٢١٧١.
(٣٦٧٥) مؤطا: ٩٦٦.

شرح: ......اس مقام کی برکت کا ذکر ہے۔

٣٦٧٦۔ عَنْ مُوْسَى بْنِ بَاذَانَ قَالَ أَتَيْتُ يَعْلَى بْنَ أُمَيَّةَ فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ احْتِكَارُ الطَّعَامِ فِي الْحَرَمِ إِلْحَادٌ فِيْهِ . (رواه أبو داود'٢٠٢٠)

موسی بن باذان نے کہا: میں یعلیٰ بن اُمیہ کے پاس گیا تو انہوں نے رسول اکرم ﷺ کا یہ فرمان سنایا: حرم میں ذخیرہ اندوزی کرنا اس سرزمین میں الحاد کرنے میں شامل ہے۔" (ابوداؤد)

شرح: ......ذخیرہ اندوزی نہایت ہی ظالمانہ عمل ہے، خصوصاً مکہ میں جہاں امن وآشتی کا مرکز ہے، اس میں ذخیرہ اندوزی تو الحاد اور بے دینی ہے، اللہ تعالیٰ کا بھی فرمان ہے:

﴿وَ مَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ۝﴾ (الحج: ٢٥)

"اور جو اس میں الحاد اور کج روی کا ارادہ کرے گا ہم اسے دردناک عذاب چکھائیں گے۔" (مرعاۃ: ۷/۳۱۴)

٣٦٧٧۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَقَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مِنْ زَمْزَمَ فَشَرِبَهٗ وَهُوَ قَائِمٌ . (رواه النسائي'٢٩٦٥)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے زم زم کا پانی آنحضرت ﷺ کو پلایا تو آپ نے کھڑے ہو کر پیا۔

٣٦٧٨۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَقَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مِنْ زَمْزَمَ فَشَرِبَ قَائِمًا وَاسْتَسْقٰى وَهُوَ عِنْدَ الْبَيْتِ فَأَتَيْتُهٗ بِدَلْوٍ . (رواه مسلم'٢٠٢٧)

اور ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ بیت اللہ میں تھے آپ ﷺ نے پانی طلب کیا تو میں نے ڈول میں پیش کیا اور کھڑے ہو کر پانی پیا۔" (مسلم)

٣٦٧٩۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ رَجُلاً مِنْ قُرَيْشٍ فِى الْمُدَّةِ أَنْ يَأْتِيَهٗ بِمَاءِ زَمْزَمَ اِلَى الْحُدَيْبِيَّةِ فَذَهَبَ بِهٖ مِنْهُ اِلَى الْمَدِيْنَةِ . (رواه رزين)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مدت حدیبیہ میں آپ ﷺ نے قریش کے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ زم زم کا پانی حدیبیہ میں لائے، چنانچہ آپ ﷺ اس میں سے کچھ پانی مدینہ لے گئے۔ (رزین)

٣٦٨٠۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا كَانَتْ تَحْمِلُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ وَتُخْبِرُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا زم زم کا پانی لے جایا کرتی تھیں اور وہ خبر دیتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بھی لے جایا کرتے تھے۔

(٣٦٧٦) ابوداؤد: ٢٠٢٠۔ ضعيف، البانی: ٤٣٩.

(٣٦٧٧) نسائی: ٢٩٦٥۔ صحيح، البانی: ٢٧٧٥۔ بخاری: ٥٦١٧۔ مسلم: ٢٠٢٧۔ ترمذی: ١٨٨٢۔ ابن ماجه: ٣٤٢٢۔ احمد: ٣٥١٧.

(٣٦٧٨) مسلم: ٢٠٢٧۔ بخاری: ٥٦١٧۔ ترمذی: ١٨٨٢۔ نسائی: ٢٩٦٥۔ ابن ماجه: ٣٤٢٢۔ احمد: ٣٥١٧.

(٣٦٧٩) رزين.

(٣٦٨٠) ترمذی: ٩٦٣۔ صحيح، البانی: ٧٦٩.

يَحْمِلُـهُ. (رواه الترمذي،٩٦٣)

٣٦٨١ــ عَـنِ ابْـنِ عَبَّاسٍ، رَفَعَهُ: خَيْرُمَاءٍ عَـلٰـى وَجْـهِ الْاَرْضِ مَـاءُ زَمْـزَمَ فِيْهِ طَعَامٌ (مِنَ) الطُّعْمِ وَشِفَاءُ السَّقْمِ، وَشَرُّمَاءٍ عَلٰى وَجْـهِ الْاَرْضِ مَـاءٌ بِوَادِيْ بِرْهُوْتٍ (بَقِيَّةٍ) بِـحَـضْـرَمَـوْتَ كَرَجِلِ الْجَرَادِ مِنَ الْهَوَّامِ تُـصْبِـحُ تَتَـدَفَّـقُ وَتُـمْسِـيْ لاَبِلاَلَ فِيْهَا. (للكبير،١١١٦٧)

ابن عباس رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ روئے زمین پر سب سے بہتر پانی زم زم کا پانی ہے، اس میں کھانے پینے کا سامان بھی ہے اور بیماری کا علاج و شفا بھی ہے اور ساری زمین پر ردی و بدترین پانی وہ ہے جو وادی برہوت میں ہے جو حضرت موت سے متصل وادی ہے وہ ٹڈی کے پاؤں کی مثل ہے۔ وہ صبح کے وقت زور سے بہتا ہے اور شام کے وقت اس کے حوض میں نمی تک باقی نہیں رہتی۔''

٣٦٨٢ــ عَـنْ أَبِـيْ الطُّفَيْلِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَـالَ سَـمِـعْتُـهُ يَـقُوْلُ: كُنَّانُسَمِّيْهَا(شُبَاعَةً) (يَـعْنِي زَمْزَمَ) وَكُنَّانَجِدُهَانِعْمَ الْعَوْنَ عَلَى الْعِيَالِ. (للكبير،١٠٦٣٧)

''اور اسی سے یہ بھی روایت ہے کہ ہم زم زم کے پانی کو شفا کہتے تھے اور عیالدار کے لیے بہترین معاون سمجھتے تھے۔'' (یہ دو روایات الکبیر کی ہیں)

٣٦٨٣ــ عَـنِ ابْـنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ إِنَّ آيَةَ مَابَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُنَا فِقِيْنَ إِنَّهُـمْ لاَيَتَـضَـلَّـعُوْنَ مِنْ زَمْزَمَ. (رواه إبن ماجة،٣٠٦١)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمارے اور منافقین کے درمیان یہ امتیازی علامت ہے کہ وہ زم زم کے پانی سے سیر نہیں ہوتے۔'' (القزوینی)

٣٦٨٤ـ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَـقُوْلُ مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ. (رواه ابن ماجة،٣٠٦٢)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: زم زم جس غرض سے پیا جائے اس کے لیے کفایت کرتا ہے۔''

شرح:...... نبی ﷺ نے آب زم زم جواز کے لیے کھڑے ہو کر نوش فرمایا تھا۔ (تعلیقات: ۲/۳۴)

آب زم زم ہدیہ دینے کے لیے لے کر جانا بھی ثابت ہوا اور جو نیت لے کر اسے نوش کیا جائے یہ مفید ہو جاتا ہے۔

٣٦٨٥ــ عَـنِ ابْـنِ أَبِـيْ مَحْذُوْرَةَ عَنْ أَبِيْهِ

''ابومحذورہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اذان

(٣٦٨١) طبرانی کبیر: ١١١٦٧ـ رجاله ثقات وصححه ابن حبان، هيثمی: ٥٧١٢.
(٣٦٨٢) طبرانی کبیر: ١٠٦٣٧ـ رجاله ثقات، هيثمی: ٥٧١٣.
(٣٦٨٣) ابن ماجه: ٣٠٦١ـ ضعيف، البانی: ٦٥٥.
(٣٦٨٤) ابن ماجه: ٣٠٦٢ـ صحيح، البانی: ٢٤٨٤ـ احمد: ١٤٥٧٨.
(٣٦٨٥) احمد: ٢٦٧٠٩ـ طبرانی کبیر، طبرانی اوسط فيه هذيل بن بلال الاشعری وثقه احمد وغيره، وضعفه النسائی وغيره، هيثمی: ٥٧٠٦.

أَوْعَنْ جَدِّهِ قَالَ جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْأَذَانَ لَنَاوَلِمَوَالِيْنَا وَالسِّقَايَةَ لِبَنِيْ هَاشِمٍ وَالْحِجَابَةَ لِبَنِيْ عَبْدِ الدَّارِ . (رواه أحمد' ٢٦٧٠٩ ، والكبير والأوسط بلين)

کہنا ہمارے لیے اور ہمارے موالی کے لیے مقرر کیا اور پانی پلانا بنو ہاشم کے لیے اور دربانی بنوعبدالدار کے لیے مخصوص فرمائی۔'' (احمد، الکبیر، اورالاوسط میں بسند کمزور)

شرح:...... حاجیوں کو پانی پلانا اولادِ عباس کا وظیفہ تھا، اور حجابت بنوشیبہ میں ہے۔ (مرعاۃ: ۶/۴۱۴)

٣٦٨٦ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، رَفَعَهٗ: خُذُوْهَا يَابَنِيْ طَلْحَةَ خَالِدَةً تَالِدَةً لَايَنْزَعُهَامِنْكُمْ اِلَّاظَالِمٌ (يَعْنِيْ حِجَابَةَ الْكَعْبَةِ) (رواه الطبراني في الأوسط'٤٩٢ ، بلين)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے بنوطلحہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے یکے بعد دیگرے کعبہ کی دربانی تمہارے لیے ہے تم سے اس کو ظالم کے سوا کوئی نہیں چھینے گا۔'' (الاوسط سند کمزور)

٣٦٨٧ـــ عَنْ جُبَيْرِبْنِ مُطْعِمٍ:سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ لِعُثْمَانَ بْنِ طَلْحَةَ حِيْنَ دَفَعَ اِلَيْهِ مِفْتَاحَ الْكَعْبَةِ: هَاؤُمْ غَيِّبْهُ ، قَالَ: فَلِذٰلِكَ تَغِيْبُ الْمِفْتَاحُ . (للكبير'١٥٣٦)

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ جب عثمان بن طلحہ کو کعبہ کی چابی دے رہے تھے تو میرے سنتے ہوئے آپ اسے فرما رہے تھے کہ اس کو پوشیدہ رکھنا۔ جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: یہی وجہ ہے کہ چابی چھپا کر رکھی جاتی ہے۔'' (الکبیر)

٣٦٨٨ـ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ: خَاصَمَ عَلِيٌّ الْعَبَّاسَ فِى السِّقَايَةِ فَشَهِدَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَعَامِرُ بْنُ مَخْرَمَةَ بْنِ نَوْفَلٍ وَأَزْهَرُ بْنُ عَبْدِعَوْفٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَفَعَهَااِلَى الْعَبَّاسِ يَوْمَ الْفَتْحِ . (رواه الطبراني في الأوسط بلين)

سیدنا ابوطفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ نے عباس رضی اللہ عنہ سے سقایہ۔ (پانی پلانے کے منصب) پر جھگڑا کیا تو طلحہ بن عبیداللہ، عامر بن مخرمہ اور ازہر بن عبدعوف نے شہادت دی کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ منصب فتح مکہ کے دن عباس رضی اللہ عنہ کو سونپ دیا تھا۔ (الاوسط سند کمزور)

٣٦٨٩ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، رَفَعَهٗ: إِنَّ اللّٰهَ يُنْزِلُ فِىْ كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ عِشْرِيْنَ وَمِائَةَ رَحْمَةٍتَنْزِلُ عَلٰى هٰذَا الْبَيْتِ سِتُّوْنَ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہر دن رات میں ایک سو بیس رحمتیں نازل کرتا ہے جو اس گھر پر اتاری جاتی ہیں، ساٹھ طواف کرنے والوں کے لیے،

(٣٦٨٦) طبرانی اوسط: ٤٩٢ـ احمد، طبرانی کبیر، وفيه: عبدالله بن المؤمل، وثقه ابن حبان وقال يخطئ ووثقه ابن معين فى رواية وضعفه جماعة، هيثمی: ٥٧٠٧.

(٣٦٨٧) طبرانی کبیر: ١٥٣٦ـ رجاله ثقات، هيثمی: ٥٧٣٨.

(٣٦٨٨) طبرانی اوسط، فيه الواقدی وفيه كلام كثير وقد وثق، هيثمی: ٥٧٠٨.

(٣٦٨٩) طبرانی کبیر: ١١٢٤٨ـ اوسط، فيه يوسف بن السفر وهو متروك، هيثمی: ٥٧٣٩.

لِلطَّائِفِيْنَ وَأَرْبَعُوْنَ لِلْمُصَلِّيْنَ وَعِشْرُوْنَ لِلنَّاظِرِيْنَ (رواه الطبراني في الكبير والأوسط إِلَّا أَنَّهُ قَالَ:يَنْزِلُ عَلَى هٰذَا الْمَسْجِدِ مَسْجِدِ مَكَّةَ . وَفِيْ رِوَايَةٍ أَرْبَعُوْنَ لِلْعَاكِفِيْنَ بَدَلَ الْمُصَلِّيْنَ . للكبير'١١٢٤٨ والاوسط بضعف)

چالیس نمازیوں کے لیے اور بیس دیکھنے والوں کے لیے۔'' (الکبیر اور الاوسط سند کمزور)

٣٦٩٠ــــ وفي رواية:يَنْزِلُ عَلَى هٰذَا الْمَسْجِدِ مَسْجِدِمَكَّةَ . (للكبير'١١٢٤٨)

''اور ایک روایت میں ہے کہ اس مسجد پر، یعنی کعبہ کی مسجد پر۔''

٣٦٩١ــــ عَنِ الأَسْوَدِ بْنِ خَلْفٍ:أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يُجَدِّدَأَنْصَابَ الْحَرَمِ . (للبزار' ١١٦٠ والكبير وفيه محمدبن الاسود بن خلف)

الاسود بن خلف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ حرم کے نشان راہ واضح اور نمایاں کر دیں۔ (البزار، الکبیر اس سند میں محمد بن الاسود بن خلف ہے)

ماجاء في عمارة البيت وبنائه وهدمه ومايتعلق بذلك

بیت اللہ کی تعمیر، اس کی ویرانی اور اس کے متعلق جو روایات منقول ہیں ان کا بیان

٣٦٩٢ــ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَيُحَجَّنَّ الْبَيْتُ وَلَيُعْتَمَرَنَّ بَعْدَخُرُوْجِ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ .

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیت اللہ کا حج اور عمرہ یاجوج ماجوج کے بعد بھی ہوتا رہے گا۔''

شــــرح: ......یعنی یاجوج ماجوج بھی قیامت کی علامات میں سے ہے، اس کے بعد بھی لوگ بیت اللہ کا حج وعمرہ کریں گے، مگر جب حبشی اسے گرا دے گا پھر یہ آباد نہ ہوگا۔ (فتح الباری: ٣/ ٤٥٥)

٣٦٩٣ــ وَقَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى لَا يُحَجَّ الْبَيْتُ . (رواه البخاري' ١٥٩٣)

''عبدالرحمان کا بیان ہے کہ شعبہ نے کہا: قیامت آنے سے پہلے حج بیت اللہ موقوف ہو جائے گا۔'' (بخاری)

(٣٦٩٠) طبرانی کبیر: ١١٢٤٨۔ اوسط، فیه یوسف بن السفر وهو متروك، هیثمی: ٥٧٣٩.
(٣٦٩١) بزار: ١١٦٠۔ طبرانی کبیر، وفیه محمد بن الاسود بن خلف وفیه جهالة.
(٣٦٩٢) بخاری: ١٥٩٣۔ احمد: ١١٢٢٣.
(٣٦٩٣) بخاری: ١٥٨٣۔ مسلم: ١٣٣٣۔ ترمذی: ٨٧٥۔ نسائی: ٢٩١٠۔ ابوداؤد: ٢٠٢٨۔ ابن ماجه: ٢٩٥٥۔ احمد: ٢٥٧٢٤۔ مؤطا: ٨١٣۔ دارمی: ١٨٦٩.

٣٦٩٤ــ عَـنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَازَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُـوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ لَهَا أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ قَوْمِكِ لَمَّابَنَوُا الْكَعْبَةَ اقْتَصَرُوْاعَنْ قَـوَاعِـدِإِبْـرَاهِيْـمَ فَـقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا تَرُدُّهَا عَلٰى قَوَاعِدِإِبْرَاهِيْمَ قَالَ لَوْلَاحِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِلَفَعَلْتُ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ رَضِيَ الـلّٰهُ عَنْهُ لَئِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا سَمِعَتْ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَاأَرَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَرَكَ اِسْتِلَامَ الرُّكْنَيْنِ اللَّذَيْنِ يَلِيَانِ الْـحَـجَـرَإِلَّا أَنَّ الْبَيْـتَ لَـمْ يُتَـمَّمْ عَلَـى قَوَاعِدِإِبْرَاهِيْمَ . (رواه البخاري' ١٥٨٣)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے اپنی قوم کی طرف نہیں دیکھا؟ جب تیری قوم نے کعبہ کی تعمیر نو کی تو انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں کو کم کر دیا۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ ﷺ کعبہ کو ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر استوار کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے فرمایا: اگر تیری قوم عہد کفر کے قریب نہ ہوتی تو میں ایسا ہی کر دیتا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: اگر عائشہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد سنا ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ حجر اسود کے قریب کے دو رکنوں کو رسول اللہ ﷺ نے اسی وجہ سے بوسہ نہیں دیا کہ بیت اللہ قواعد ابراہیم علیہ السلام پر مکمل نہیں کیا گیا۔'' (بخاری)

٣٦٩٥ــ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْلَاحَدَاثَةُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِلَنَقَضْتُ الْبَيْـتَ ثُمَّ لَبَنَيْتُهٗ عَلٰى أَسَاسِ إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَـإِنَّ قُـرَيْشًـاًاسْتَقْصَـرَتْ بِنَـاءَهٗ وَجَـعَـلْـتُ لَــهٗ خَـلْـفـاً قَـالَ أَبُوْمُعَـاوِيَةَ حَـدَّثَـنَـاهِشَـامٌ خَـلْـفًـايَـعْنِيْ بَاباً . (رواه البخاري'١٥٨٥)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: مجھے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر تیری قوم عہد جاہلیت کے قریب یا کفر کے قریب نہ ہوتی تو میں کعبہ کو منہدم کر کے ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر تعمیر کرا دیتا اس لیے کہ قریش نے ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر کو چھوٹا کر دیا ہے اور میں اس کا خلف بنا دیتا، ابو معاویہ کا بیان ہے کہ ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: خلف سے مراد دروازہ ہے۔''

٣٦٩٦ــ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَـالَـتْ سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْجَدْرِأَمِنَ الْبَيْتِ هُوَقَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَمَا لَهُمْ لَمْ يُدْخِلُوْهُ فِي الْبَيْتِ قَالَ إِنَّ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ یہ جو حطیم کی دیوار ہے کیا یہ کعبہ میں شامل ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے کہا: ان لوگوں نے اس

(٣٦٩٤) بخاری: ١٥٨٥۔ مسلم: ١٣٣٣۔ ترمذی: ٨٧٥۔ نسائی: ٢٩١٠۔ ابوداؤد: ٢٠٢٨۔ ابن ماجه: ٢٩٥٥۔ احمد: ٢٥٧٢٤۔ مؤطا: ٨١٣۔ دارمی: ١٨٦٩۔

(٣٦٩٥) بخاری: ١٥٨٤۔ مسلم: ١٣٣٣۔ ترمذی: ٨٧٥۔ نسائی: ٢٩١٠۔ ابوداؤد: ٢٠٢٨۔ ابن ماجه: ٢٩٥٥۔ احمد: ٢٥٧٢٤۔ مؤطا: ٨١٣۔ دارمی: ١٨٦٩۔

(٣٦٩٦) بخاری: ١٥٨٤۔ مسلم: ١٣٣٣۔ ترمذی: ٨٧٥۔ نسائی: ٢٩١٠۔ ابوداؤد: ٢٠٢٨۔ ابن ماجه: ٢٩٥٥۔ احمد: ٢٥٧٢٤۔ مؤطا: ٨١٣۔ دارمی: ١٨٦٩۔

قَوْمَكِ قَصَّرَتْ بِهِمُ النَّفَقَةُ قُلْتُ فَمَا شَأْنُ بَابِهِ مُرْتَفِعاً قَالَ فَعَلَ ذٰلِكَ قَوْمُكِ لِيُدْخِلُوْا مَنْ شَائُوْا وَيَمْنَعُوْا مَنْ شَاءُ وْا وَلَو لاَ أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيْثٌ عَهْدُهُمْ بِالْجَاهِلِيَّةِ فَأَخَافُ أَنْ تُنْكِرَ قُلُوْبُهُمْ أَنْ أُدْخِلَ الْجَدْرَ فِي الْبَيْتِ وَأَنْ أُلْصِقَ بَابَهُ بِالأَرْضِ . (رواه البخاري، ١٥٨٤)

مقام کو کعبہ میں داخل کیوں نہ کیا تھا؟ آپ نے فرمایا: تیری قوم کے پاس مصارف کی کمی تھی۔ میں نے عرض کی: اس دروازے کو بلند کر کے لگانے کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا: تیری قوم نے یہ اس لیے کیا تا کہ جس کو وہ چاہیں داخل کریں اور جس کو چاہیں منع کریں۔ اگر تیری قوم کا زمانہ جاہلیت قریب نہ ہوتا اور مجھے ان کے دلوں میں انکار کا ڈر نہ ہوتا تو میں حطیم کو بیت اللہ میں شامل کر دیتا اور دروازے کو زمین کے ساتھ ملا دیتا۔''

٣٦٩٨ـ عَنْ يَزِيْدَبْنِ رُوْمَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا يَا عَائِشَةُ لَوْلاَ أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ لَأَمَرْتُ بِالْبَيْتِ فَهُدِمَ فَأَدْخَلْتُ فِيْهِ مَا أُخْرِجَ مِنْهُ وَأَلْزَقْتُهُ بِالأَرْضِ وَجَعَلْتُ لَهُ بَابَيْنِ بَاباً شَرْقِياً وَبَاباً غَرْبِياً فَبَلَغْتُ بِهِ أَسَاسَ إِبْرَاهِيْمَ فَذٰلِكَ الَّذِيْ حَمَلَ ابْنَ الزُّبَيْرِ رضي الله عنهما عَلٰى هَدْمِهِ .

''یزید بن رومان روایت کرتا ہے عروہ سے، وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: اے عائشہ! اگر تیری قوم عہد جاہلیت سے نئی نئی باہر نہ نکلی ہوتی تو میں بیت اللہ منہدم کرنے کا حکم دیتا اور اس میں وہ جگہ شامل کر کے تعمیر کرا دیتا جو اس میں سے خارج کی گئی ہے اور میں اس کو زمین کے برابر رکھ دیتا اور دو دروازے لگا دیتا۔ ایک مشرق کی طرف اور ایک مغرب کی طرف اور ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں تک پہنچا دیتا۔'' ان روایات نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو کعبہ منہدم کرنے پر برانگیختہ کیا۔

٣٦٩٩ـ قَالَ يَزِيْدُ وَشَهِدْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ حِيْنَ هَدَمَهُ وَبَنَاهُ وَأَدْخَلَ فِيْهِ مِنَ الْحِجْرِ وَقَدْ رَأَيْتُ أَسَاسَ إِبْرَاهِيْمَ حِجَارَةً كَأَسْنِمَةِ الْإِبِلِ قَالَ جَرِيْرٌ فَقُلْتُ لَهُ أَيْنَ مَوْضِعُهُ قَالَ أُرِيْكَهُ الْآنَ فَدَخَلْتُ مَعَهُ الْحِجْرَ فَأَشَارَ إِلٰى مَكَانٍ فَقَالَ هَاهُنَا قَالَ جَرِيْرٌ فَحَزَرْتُ مِنَ الْحَجَرِ سِتَّةَ أَذْرُعٍ أَوْنَحْوَهَا . (هما للبخاري، ١٥٨٦)

یزید بن رومان نے کہا: میں ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر تھا جب اس نے کعبہ کو منہدم کر کے نئے سرے سے تعمیر کیا اور اس میں حطیم بھی داخل کیا اور میں نے ابراہیم علیہ السلام کی بنیادیں بھی دیکھیں۔ اونٹوں کے کوہان کی طرح بڑے بڑے پتھر تھے۔ جریر بن حازم رحمہ اللہ نے کہا: میں نے یزید بن رومان سے سوال کیا کہ ان پتھروں کی جگہ کون سی ہے؟ اس نے کہا: میں ابھی تجھے بتاؤں گا، پھر وہ مجھے ساتھ لے کر حطیم میں داخل ہوا اور ایک جگہ

(٣٦٩٩) مسلم: ١٣٣٣ـ بخاری: ٧٢٤٣ـ ترمذی: ٨٧٦ـ نسائی: ٢٩١٢ـ ابوداؤد: ٢٠٢٩ـ ابن ماجه: ٢٩٥٥ـ احمد: ٢٥٧٢٤ـ مؤطا: ٨١٣ـ دارمی: ١٨٦٩.

کی طرف اشارہ کر کے کہا: یہاں۔ جریر نے کہا: میں نے اندازہ لگایا تو وہ جگہ حطیم سے چھ ہاتھ یا اس کے برابر ہے۔

٣٧٠٠۔ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ احْتَرَقَ الْبَيْتُ زَمَنَ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ حِيْنَ غَزَاهَا أَهْلُ الشَّامِ فَكَانَ مِنْ أَمْرِهِ مَاكَانَ تَرَكَهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ حَتّٰى قَدِمَ النَّاسُ الْمَوْسِمَ يُرِيْدُأَنْ يُجَرِّئَهُمْ أَوْيُحَرِّبَهُمْ عَلَى أَهْلِ الشَّامِ فَلَمَّا صَدَرَالنَّاسُ قَالَ يَاأَيُّهَاالنَّاسُ أَشِيْرُوْاعَلَيَّ فِي الْكَعْبَةِ أَنْقُضُهَا ثُمَّ أَبْنِي بِنَاءَ هَا أَوْ أُصْلِحُ مَاوَهٰى مِنْهَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَإِنِّي قَدْفُرِقَ لِي رَأْيٌ فِيْهَا أَرَى أَنْ تُصْلِحَ مَاوَهٰى مِنْهَا وَتَدَعَ بَيْتاًأَسْلَمَ النَّاسُ عَلَيْهِ وَأَحْجَارًا أَسْلَمَ النَّاسُ عَلَيْهَا وَبُعِثَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِلَوْكَانَ أَحَدُكُمُ احْتَرَقَ بَيْتُهُ مَارَضِيَ حَتّٰى يُجِدَّهُ فَكَيْفَ بَيْتُ رَبِّكُمْ إِنِّي مُسْتَخِيْرٌ رَبِّي ثَلاثَاً ثُمَّ عَازِمٌ عَلَى أَمْرِيْ فَلَمَّامَضٰى الثَّلاثُ أَجْمَعَ رَأْيَهُ عَلَى أَنْ يَنْقُضَهَا فَتَحَامَاهُ النَّاسُ أَنْ يَنْزِلَ بِأَوَّلِ النَّاسِ يَصْعَدُفِيْهِ أَمْرٌ مِنَ السَّمَاءِ حَتّٰى صَعِدَهُ رَجُلٌ فَأَلْقَى مِنْهُ حِجَارَةً فَلَمَّا لَمْ يَرَهُ النَّاسُ أَصَابَهُ شَيْءٌ تَتَابَعُوْا فَنَقَضُوْهُ حَتّٰى بَلَغُوْا بِهِ الأَرْضَ فَجَعَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِأَعْمِدَةً فَسَتَّرَعَلَيْهَا السُّتُوْرَحَتّٰى ارْتَفَعَ بِنَاؤُهُ وَقَالَ ابْنُ الزَّبَيْرِإِنِّي سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُوْلُ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَوْلاأَنَّ النَّاسَ حَدِيْثٌ عَهْدُ

''عطاء نے کہا: یزید بن معاویہ کے دور میں جب اہل شام نے کعبہ پر حملہ کیا تو خانہ کعبہ جل گیا اور جو کعبہ کے ساتھ ہوا سو ہوا۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کو اسی حال میں رہنے دیا یہاں تک کہ حج کے موسم میں لوگ آ گئے۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ یزیدی فوج کی کارستانی دکھا کر ان کو دلیر بنانا اور ان کے خلاف لوگوں کو غضب ناک کرنا چاہتے تھے۔ جب لوگ حج کر کے واپس چلے گئے تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو کہا: مجھے کعبہ کے بارے میں مشورہ دو کہ میں اس کو گرا کر دوبارہ پورے طور پر تعمیر کرادوں یا جو اس کو نقصان پہنچایا گیا ہے صرف اس کو درست کرادوں؟ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے سامنے ایک واضح راستہ روشن ہو گیا ہے، صرف اس کو درست کرادو اور اس کی تعمیر کو قائم رہنے دو کیونکہ لوگ اسی پر مسلمان ہوئے اور نبی ﷺ بھی اسی پر مبعوث ہوئے تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: جب تم لوگوں میں سے کسی کا گھر جل جائے تو وہ اس کو نئے سرے سے تعمیر کرنے کے بغیر راضی نہیں ہوگا۔ تو پھر تمہارے رب کے گھر کا مقام تو اس سے بالا تر ہے۔ میں اپنے رب تعالیٰ سے تین بار استخارہ کروں گا پھر اپنی پختہ رائے قائم کر کے عمل کروں گا۔ جب تین دن گزر گئے تو اس نے ارادہ پختہ کر کے کعبہ کو گرا کر دوبارہ تعمیر کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا، لوگ اس کام سے پرہیز کر رہے تھے اس ڈر سے کہ جو شخص اس کام کے لئے چڑھے گا اس پر آسمان سے کوئی عذاب آ جائے گا۔ پھر ایک آدمی کعبہ پر گیا اور اس نے کعبہ کے چند پتھر گرائے اور لوگوں نے دیکھا کہ اس پر کوئی آفت نازل نہیں ہوئی تو پھر لوگ مسلسل گرانے لگے اور گرا کر

هُـمْ بِكُفْرٍ وَلَيْسَ عِنْدِيْ مِنَ النَّفَقَةِ مَايُقَوِّيْ عَـلٰـى بِـنَـائِـهِ لَـكُـنْتُ أَدْخَلْتُ فِيْـهِ مِنَ الْـحِـجْـرِ خَـمْـسَ أَذْرُعٍ وَلَجَعَلْتُ لَهَا بَاباً يَـدْخُـلُ النَّاسُ مِنْهُ وَبَاباً يُخْرِجُوْنَ مِنْهُ قَالَ فَأَنَا الْيَوْمَ أَجِدُمَاأُنْفِقُ وَلَسْتُ أَخَافُ النَّاسَ قَـالَ فَزَادَ فِيْهِ خَمْسَ أَذْرُعٍ مِنَ الْحِجْرِحَتّٰى أَبْـدَى أُسَّـانَظَرَالنَّاسُ إِلَيْهِ فَبَنٰى عَلَيْهِ الْبِنَاءَ وَكَانَ طُوْلُ الْكَعْبَةِ ثَمَانِيَ عَشَرَةَ ذِرَاعاًفَلَمَّا زَادَ فِيْـهِ اسْتَقْصَرَهُ فَزَادَ فِي طُوْلِهِ عَشْرَأَذْرُعٍ وَجَـعَـلَ لَـهُ بَـابَيْـنِ أَحَـدُهُـمَا يُدْخَلُ مِنْهُ وَالآخَـرُيُـخْـرَجُ مِـنْـهُ فَـلَـمَّـا قُتِلَ ابْنُ الـزُّبَيْـرِكَتَبَ الْحَجَّاجُ إِلَى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَـرْوَانَ يُـخْبِـرُهُ بِـذٰلِكَ وَيُخْبِـرُهُ أَنَّ ابْنَ الـزُّبَيْـرِ قَـدْوَضَـعَ الْبِـنَاءَ عَلٰى أُسٍّ نَظَرَإِلَيْهِ الْـعُـدُوْلُ مِـنْ أَهْـلِ مَـكَّةَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ الْـمَـلِكِ إِنَّـالَسْنَامِنْ تَلْطِيْخِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فِيْ شَـيْءٍ أَمَّـامَـازَادَ فِيْ طُوْلِهِ فَأَقِرَّهُ وَأَمَّامَازَادَ فِيْـهِ مِـنَ الْحِجْرِفَرُدَّهُ إِلٰى بِنَائِهِ وَسُدَّالْبَابُ الَّـذِيْ فَتَـحَـهُ فَـنَقَضَهُ وَأَعَادَهُ إِلٰـى بِنَائِهِ .

(رواہ مسلم،۱۳۳۳)

زمین کے برابر کر دیا۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ستون بنا کر ان پر پردہ ڈال دیا اور کعبہ کی دیواریں بلند ہونے تک پردہ قائم رکھا۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر لوگ عہد کفر کے قریب نہ ہوتے اور میرے پاس اس کی تعمیر کے لیے مصارف کے لیے مال بھی ہوتا تو میں حطیم سے پانچ ہاتھ جگہ بیت اللہ میں شامل کر لیتا اور ایک دروازہ داخلے کے لیے اور ایک دروازہ نکلنے کے لیے بنا دیتا۔ ابن زبیر نے کہا: لیکن آج میرے پاس مال بھی ہے اور لوگوں کا مجھے ڈر بھی نہیں۔ راوی نے کہا: ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے حطیم سے پانچ ہاتھ تک جگہ کھودی تو ابراہیم علیہ السلام کی بنیادیں نظر آنے لگیں اور لوگوں نے دیکھیں۔ چنانچہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر کعبہ کی تعمیر کی۔ کعبہ پہلے اٹھارہ ہاتھ طول کی سمت میں تھا اور جب اس کو انہوں نے کم سمجھا تو دس ہاتھ کا اضافہ طول میں کیا گیا اور اس کے دو دروازے بنائے۔ ایک داخل ہونے کے لیے اور ایک باہر نکلنے کے لیے۔ جب ابن زبیر رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے تو حجاج بن یوسف نے اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان کو لکھا اور اس کو خبر دی کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کعبہ کو ان بنیادوں پر تعمیر کرایا ہے جن کو اہل مکہ کے عادل لوگوں نے دیکھا ہے۔ عبدالملک نے جواب لکھا کہ ہمیں ابن زبیر کی آلودگیوں کے ساتھ کوئی سروکار نہیں لیکن جو اس نے طول میں اضافہ کیا ہے اس کو باقی رہنے دو اور حطیم جو کعبہ میں شامل کیا ہے اس کے اس اضافے کو توڑ کر سابقہ حالت پر تعمیر لوٹا دو اور جو اس نے دروازہ کھولا ہے اس کو بند کر دو۔ حجاج نے

(۳۷۰۰) مسلم: ۱۳۳۳۔ بخاری: ۷۲۴۳۔ ترمذی: ۸۷۶۔ نسائی: ۲۹۱۲۔ ابوداؤد: ۲۰۲۹۔ ابن ماجه: ۲۹۵۵۔ احمد: ۲۵۷۲۴۔ مؤطا: ۸۱۳۔ دارمی: ۱۸۶۹۔

کعبہ کو گرا کر قریش کی سابقہ بنیادوں پر لوٹا دیا۔‘‘

٣٧٠١۔ قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُبَیْدٍ وَفَدَ الْحَارِثُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ عَلٰی عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ فِیْ خِلَافَتِهٖ فَقَالَ عَبْدُالْمَلِكِ مَا أَظُنُّ أَبَا خُبَیْبٍ یَعْنِی ابْنَ الزُّبَیْرِ سَمِعَ مِنْ عَائِشَةَ مَا كَانَ یَزْعُمُ أَنَّهٗ سَمِعَهٗ مِنْهَا قَالَ الْحَارِثُ بَلٰی أَنَا سَمِعْتُهٗ مِنْهَا قَالَ سَمِعْتَهَا تَقُوْلُ مَاذَا قَالَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ إِنَّ قَوْمَكِ اسْتَقْصَرُوْا مِنْ بُنْیَانِ الْبَیْتِ وَلَوْلَا حَدَاثَةُ عَهْدِهِمْ بِالشِّرْكِ أَعَدْتُ مَاتَرَكُوْا مِنْهُ فَإِنْ بَدَا لِقَوْمِكِ مِنْ بَعْدِيْ أَنْ یَبْنُوْهُ فَهَلُمِّي لأُرِیَكِ مَاتَرَكُوْا مِنْهُ فَأَرَاهَا قَرِیْباً مِنْ سَبْعَةِ أَذْرُعٍ هٰذَا حَدِیْثُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُبَیْدٍ وَزَادَ عَلَیْهِ الْوَلِیْدُ بْنُ عَطَاءٍ قَالَ النَّبِيّ ﷺ وَلَجَعَلْتُ لَهَا بَابَیْنِ مَوْضُوْعَیْنِ فِي الْأَرْضِ شَرْقِیاً وَّغَرْبِیاً وَّهَلْ تَدْرِیْنَ لِمَ كَانَ قَوْمُكِ رَفَعُوْا بَابَهَا قَالَتْ قُلْتُ لَا قَالَ تَعَزُّزًا أَنْ لَّا یَدْخُلَهَا إِلَّا مَنْ أَرَادُوْا فَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا هُوَأَرَادَ أَنْ یَدْخُلَهَا یَدَعُوْنَهٗ یَرْتَقِي حَتّٰی إِذَا كَادَأَنْ یَدْخُلَ دَفَعُوْهُ فَسَقَطَ قَالَ عَبْدُالْمَلِكِ لِلْحَارِثِ أَنْتَ سَمِعْتَهَا تَقُوْلُ هٰذَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَنَكَتَ سَاعَةً بِعَصَاهُ ثُمَّ قَالَ وَدِدْتُ أَنِّي تَرَكْتُهٗ وَمَاتَحَمَّلَ. (رواہ مسلم،١٣٣٣)

ان روایات میں سے یہ بھی ہے کہ عبد اللہ بن عبید نے کہا: عبدالملک کے عہد خلافت میں حارث ایک وفد کے ساتھ اس کے پاس حاضر ہوا تو عبد الملک نے کہا: میرا گمان نہیں ہے کہ ابوخبیب یعنی ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہ حدیث سنی ہوگی جس کے متعلق وہ کہہ رہا ہے کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہ سنی ہے۔تو حارث نے کہا: اس نے بھی حدیث سنی ہے اور میں نے خود بھی عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہ حدیث سنی ہے۔اس نے کہا یہ بتا عائشہ رضی اللہ عنہا کو تو نے کیا کہتے سنا ہے؟اس نے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تیری قوم نے بیت اللہ کی عمارت کم کر دی ہے اگر یہ لوگ عہد شرک کے قریب نہ ہوتے تو میں کعبہ کو ان بنیادوں پر تعمیر کر دیتا جوان لوگوں نے ترک کی ہیں۔اگر میرے بعد تیری قوم کو اس کی تعمیر کا خیال آئے تو عائشہ رضی اللہ عنہا آ میں تجھے وہ جگہ بتا دوں جو لوگوں نے ترک کر دی ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے سات ہاتھ کے قریب عائشہ رضی اللہ عنہا کو وہ جگہ دکھا دی۔عبد الملک نے حارث کو کہا کیا تو نے یہ بیان خود عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا ہے؟ تو حارث نے کہا: ہاں عبد الملک نے تھوڑی ساعت لاٹھی سے زمین کھودی اور پھر اس نے کہا: مجھے تو یہ پسند تھا کہ میں اس حال پر کعبہ کو رہنے دیتا اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا بوجھ اسی پر چھوڑ دیتا۔ (مسلم)

(٣٧٠١) مسلم: ١٣٣٣۔ بخاری: ٧٢٤٣۔ ترمذی: ٨٧٦۔ نسائی: ٢٩١٢۔ ابوداؤد: ٢٠٢٩۔ ابن ماجہ: ٢٩٥٥۔ احمد: ٢٥٧٢٤۔ مؤطا: ٨١٣۔ دارمی: ١٨٦٩۔

٣٧٠٢ــ وفي رواية: وَهَلْ تَدْرِيْنَ لِمَ كَانَ قَوْمُكِ رَفَعُوْا بَابَهَا قَالَتْ قُلْتُ لاَ قَالَ تَعَزُّزًا أَنْ لاَيَدْخُلَهَا اِلَّامَنْ أَرَادُوْا فَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا هُوَأَرَادَأَنْ يَدْخُلَهَا يَدَعُوْنَهُ يَرْتَقِيْ حَتّٰى إِذَا كَادَ أَنْ يَدْخُلَ دَفَعُوْهُ فَسَقَطَ . (رواه مسلم،١٣٣٣)

''ان میں سے ایک روایت یہ بھی ہے۔اے عائشہ! تجھے علم ہے کہ تیری قوم نے کعبہ کا دروازہ کیوں بلند رکھا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں آپ نے فرمایا: ان پر یہ بات گراں تھی کہ ان کی اجازت کے بغیر اس میں کوئی آدمی داخل ہو جائے البتہ وہ داخل ہو جس کو وہ داخل کریں۔ جب کوئی شخص داخل ہونے کا ارادہ کیا کرتا تھا تو اس کو اوپر چڑھنے دیتے یہاں تک کہ وہ داخل ہونے کے قریب پہنچتا تو یہ لوگ اس کو دھکا دیتے اور وہ گر پڑتا تھا۔''

٣٧٠٣ــ عَنْ أَبِيْ قَزْعَةَ أَنَّ عَبْدَالْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ بَيْنَمَاهُوَيَطُوْفُ بِالْبَيْتِ إِذْقَالَ قَاتَلَ اللّٰهُ ابْنَ الزُّبَيْرِ حَيْثُ يَكْذِبُ عَلٰى أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ يَقُوْلُ سَمِعْتُهَا تَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَاعَائِشَةُ لَوْلاَحِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِلَنَقَضْتُ الْبَيْتَ حَتّٰى أَزِيْدَفِيْهِ مِنَ الْحِجْرِ فَإِنَّ قَوْمَكِ قَصَّرُوْافِي الْبَنَاءِ فَقَالَ الْحَارِثُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِيْ رَبِيْعَةَ لاَتَقُلْ هٰذَا يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَأَنَاسَمِعْتُ أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ تُحَدِّثُ هٰذَا قَالَ لَوْكُنْتُ سَمِعْتُهُ قَبْلَ أَنْ أَهْدِمَهُ لَتَرَكْتُهُ عَلٰى مَابَنَى ابْنُ الزُّبَيْرِ . (رواه مسلم،١٣٣٣)

''ابوقزعہ کا بیان ہے کہ عبد الملک اتفاقاً بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا کہ اس نے کہا: اللہ ابن زبیر کو ہلاک کرے، ام المومنین پر جھوٹ کہتا ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا تیری قوم نئی نئی کفر کے دور سے نہ نکلی ہوتی تو میں بیت اللہ کو منہدم کر کے اس کی تعمیر نو کرتا اور حطیم بھی اس میں داخل کر دیتا۔ تیری قوم نے کعبہ کی عمارت میں کمی کر دی ہے۔تو حارث بن عبد اللہ نے کہا: اے امیر المومنین یہ بات نہ کہو۔میں نے خود ام المومنین کو یہ حدیث بیان کرتے سنا ہے۔عبد الملک نے کہا: اگر کعبہ کو گرانے سے پہلے میں نے یہ حدیث سنی ہوتی تو میں اس کو ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی تعمیر پر چھوڑ دیتا۔'' (مسلم)

٣٧٠٤ــ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضي الله عنهما قَالَ لَمَّابُنِيَتِ الْكَعْبَةُ ذَهَبَ النَّبِيُّ ﷺ وَعَبَّاسٌ يَنْقُلاَنِ الْحِجَارَةَ فَقَالَ عَبَّاسٌ لِّلنَّبِيِّ ﷺ اجْعَلْ إِزَارَكَ عَلٰى رَقَبَتِكَ يَقِيْكَ مِنَ

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کعبہ کی تعمیر ہو رہی تھی تو نبی کریم ﷺ اور عباس رضی اللہ عنہ پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے تھے۔عباس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو کہا کہ اپنی تہہ بند اٹھا کر اپنی گردن پر رکھ لو تا کہ پتھر سے بچاؤ ہو سکے تو آپ ﷺ نے

(٣٧٠٢) بخاری: ٣٨٢٩ـ مسلم: ٣٤٠ـ احمد: ١٤٦٥٠.
(٣٧٠٣) بخاری: ٣٦٤ـ مسلم: ٣٤٠ـ احمد: ١٤٦٥٠.
(٣٧٠٤) بخاری: ٣٨٣٠ـ مسلم: ٣٤٠ـ احمد: ١٤٦٥٠.

الْحِجَارَةِ فَخَرَّإِلَى الْأَرْضِ وَطَمَحَتْ عَيْنَاهُ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ إِزَارِيْ إِزَارِي فَشَدَّعَلَيْهِ إِزَارَهُ. (رواه البخاري،٣٨٢٩)

ایسا کیا اور یہ آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے کا واقعہ ہے آپ زمین پر گر گئے ۔اور آپ کی آنکھیں آسمان کی طرف لگ کر رہ گئیں جب آپ کو ہوش آیا تو آپ ﷺ کہتے جاتے تھے: میری ازار میری ازار۔ پس عباس رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی ازار آپ پر باندھ دی۔''

٣٧٠٥۔ وفي رواية:فَسَقَطَ مَغْشِياً عَلَيْهِ فَمَارُئِيَ بَعْدَ ذٰلِكَ عُرْيَاناً ﷺ. (رواه البخاري،٣٦٤)

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ غش کھا کر گر گئے اور اس کے بعد کبھی آپ کو ننگے بدن نہیں دیکھا گیا۔'' (بخاری)

٣٧٠٦۔ عَنْ عَمْروبْنِ دِيْنَارٍ وَعُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِيْ يَزِيْدَقَالَا لَمْ يَكُنْ عَلٰى عَهْدِالنَّبِيِّ ﷺ حَوْلَ الْبَيْتِ حَائِطٌ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ حَوْلَ الْبَيْتِ حَتّٰى كَانَ عُمَرُفَبَنٰى حَوْلَهُ حَائِطاًقَالَ عُبَيْدُاللّٰهِ جَدْرُهُ قَصِيْرٌفَبَنَاهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ. (رواه البخاري،٣٨٣٠)

''عمرو بن دینار اور عبداللہ بن ابی یزید دونوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں مسجد کو گھیرنے والی دیوار نہیں تھی اور لوگ کعبہ کے ارد گرد نماز پڑھا کرتے تھے، پھر عمر رضی اللہ عنہ کا دور آیا تو انہوں نے مسجد کے ارد گرد دیوار کھڑی کی۔ عبیداللہ نے کہا: یہ دیواریں چھوٹی چھوٹی تھیں اور پھر ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کو بلند کیا۔'' (البخاری)

٣٧٠٧۔ عَنْ مُعَاذٍ، رَفَعَهُ: لَمَّا أَهْبَطَ اللّٰهُ آدَمَ إِلَى الْأَرْضِ بَكٰى عَلَى الْجَنَّةِ مِائَةَ خَرِيْفٍ، ثُمَّ نَظَرَإِلٰى سَعَةِ الْأَرْضِ: فَقَالَ أَيْ رَبِّ أَمَّالِأَرْضِكَ عَامِرٌ يَسْكُنُهَا غَيْرِيْ؟فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ أَنْ بَلٰى فَإِنَّهَا سَتُرْفَعُ بُيُوْتٌ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمِي وَسَأَبَوِّءُكَ مِنْهَا بَيْتاً أَخْتَصُّهُ بِكَرَامَتِيْ وَأُحَلِّلُهُ عَظْمَتِيْ وَأُسَمِّيْهِ بَيْتِي، (وَانْطِقَهُ بِعَظْمَتِيْ) وَلَسْتُ

''معاذ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا تو وہ جنت کے لیے ایک سوسال تک روتے رہے۔ پھر انہوں نے زمین کی وسعت دیکھی تو کہا: اے رب! تیری زمین آباد کرنے والا میرے علاوہ کوئی نہیں ہے جو اس پر سکونت اختیار کرتا ہو؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس پر وحی نازل کی کہ ہاں، عنقریب اس پر ایسے گھر تعمیر کیے جائیں گے جن میں میرے نام کا ذکر کیا جائے گا اور ان گھروں میں سے ایک گھر میں تجھے میں جگہ دوں گا اور اس کو اپنی عزت

(٣٧٠٥) طبراني اوسط، فيه: اسماعيلبن عمرو البجلي، واسماعيل بن عياش و كلاهما فيه، كلام، وقد وثقا وبقية رجاله ثقات، هيثمي: ٥٧٢٤.

(٣٧٠٦) طبراني كبير، موقوف ورجاله رجال الصحيح، هيثمي: ٥٧٢٥.

(٣٧٠٧) طبراني كبير، رجاله رجال الصحيح، هيثمي: ٥٧٢٧.

أَسْكُنُهُ وَلَيْسَ يَنْبَغِيْ لِيْ أَنْ أَسْكُنَ الْبُيُوْتَ وَلاَيَسَعُنِيْ، وَلٰكِنْ عَلٰى عَرْشِيْ وَكُرْسِيِّ عَظْمَتِيْ، وَلَيْسَ يَنْبَغِيْ لِشَيْءٍ مِمَّاخَلَقْتُ أَنْ يَخْرُجَ مِنْ قَبْضَتِيْ وَلاَمِنْ قُدْرَتِيْ، وَتَعَمَّرُهُ يَـاآدَمُ مَاكُنْتَ حَيًّا تُعِمِّرُهُ الْقُرُوْنُ مِنْ بَعْدِكَ أُمَّةً بَعْدَ أُمَّةٍ قَرْناً بَعْدَقَرْنٍ حَتّٰى يَنْتَهِيَ إِلٰى وَلَدٍمِنْ أَوْلاَدِكَ يُقَالُ لَهُ اِبْرَاهِيْمُ أَجْعَلُهُ مِنْ عُمَّارِهِ وَسُكَّانِهِ. (للطبراني في الأوسط بلين)

کے ساتھ مخصوص کردوں گا۔ اپنی عظمت کے ذریعے اس کو رعب وجلال عطا کروں گا۔ اور اس کا نام رکھوں گا۔ ''میرا گھر (یعنی بیت اللہ)''میں تو اس میں سکونت نہیں رکھوں گا اور میرے لیے مناسب بھی نہیں ہے کہ میں کسی گھر میں سکونت رکھوں اور نہ ایسا کوئی گھر ہے جو مجھے سما سکے مگر میرے عرش اور میری کرسی پر میری عظمت ہے اور کوئی چیز جو میں نے پیدا کی ہے وہ میری قدرت و قبضہ) سے باہر نہیں جا سکتی۔ اے آدم! جب تک تو زندہ رہے گا اس گھر کو تو آباد کرے گا۔ پھر تیرے بعد ایک امت کے بعد دوسری امت اس کو آباد کرتی رہے گی اور نسلاً بعد نسل یہ سلسلہ چلتا رہے گا یہاں تک کہ تیری اولاد میں سے تیرے ایک بیٹے کی باری آئے گی جس کو ابراہیم کہا جائے گا ۔میں اس کو اس گھر کا معمار بھی بناؤں گا اور اس میں سکونت رکھنے والا بھی۔'' (الاوسط سند کمزور)

٣٧٠٨ــــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ: قَالَ لَمَّا أَهْبَطَ اللّٰهُ آدَمَ مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ إِنِّيْ مُهْبِطٌ مَعَكَ بَيْتًا أَوْ مَنْزِلاً يُطَافُ حَوْلَهُ كَمَا يُطَافُ حَوْلَ عَرْشِيْ وَيُصَلّٰى عِنْدَهُ كَمَا يُصَلّٰى حَوْلَ عَرْشِيْ، فَلَمَّا كَانَ زَمَنُ الطُّوْفَانِ رُفِعَ وَكَانَ الْاَنْبِيَاءُ يَحُجُّوْنَهُ وَلاَيَعْلَمُوْنَ مَكَانَهُ فَبَوَّأَهُ لِإِبْرَاهِيْمَ فَبَنَاهُ مِنْ خَمْسَةِ أَجْبُلٍ حِرَاءَ وَثَبِيْرَ وَلُبْنَانَ وَجَبَلَ الطُّوْرِوَجَبَلَ الْخَيْرِفَتَمَتَّعُوْامِنْهُ مَااسْتَطَعْتُمْ. (رواه الطبراني في الكبير)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا: جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین پر اتار دیا تو فرمایا: میں تیرے ساتھ ایک گھر بھی اتار رہا ہوں جس کے اردگرد طواف کیا جائے گا جیسا میرے عرش کے آس پاس طواف کیا جاتا ہے اور اس کے پاس نماز پڑھی جائے گی جیسا میرے عرش کے اردگرد نماز پڑھی جاتی ہے جب طوفان کا وقت آیا تو بیت اللہ کو اٹھا لیا گیا۔ انبیاء علیہم السلام حج کرتے تھے لیکن ان کو بیت اللہ کی جگہ کا علم نہیں تھا۔ وہ جگہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو بتادی تو انہوں نے پانچ پہاڑوں سے پتھر لے کر اس کی تعمیر کی۔ حراء' ثبیر' لبنان' جبل طور' اور جبل خیر سے پس تم جتنا بھی اس گھر سے فائدہ اٹھا سکو فائدہ اٹھاؤ۔''

(٣٧٠٨) احمد: ٢٣٢٨٨۔ طبرانی کبیر مطولا، وروی احمد طرفا منه، ورجالهما رجال الصحيح، هيثمی: ٥٧٢٩.

٣٧٠٩۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: وُضِعَ الْبَيْتُ قَبْلَ الْاَرْضِ بِأَلْفَي سَنَةٍ فَكَانَ الْبَيْتُ (رَبْدَةً) بَيْضَاءَ حَتّٰى كَانَ الْعَرْشُ عَلَى الْمَاءِ، وَكَانَتِ الْاَرْضُ تَحْتَهٗ كَأَنَّهَا (حَسْفَةٌ) فَدُحِيَتْ مِنْهُ. (رواه الطبراني في الكبير)

''اور اس سے یہ بھی روایت ہے کہ زمین کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے بیت اللہ کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ اور بیت اللہ سفید جھاگ کی مانند تھا۔ جب کہ عرش عظیم پانی پر مستقر تھا۔ اور زمین اس کے نیچے بڑے پیالے کی مانند تھی۔ اور اس کو زمین نے گھیرا ہوا تھا۔'' (الکبیر)

٣٧١٠۔ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ وَذَكَرَ بِنَاءَ الْكَعْبَةِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ فَهَدَمَتْهَا قُرَيْشٌ وَجَعَلُوْا يَبْنُوْنَهَا بِحِجَارَةِ الْوَادِي تَحْمِلُهَا قُرَيْشٌ عَلَى رِقَابِهَا فَرَفَعُوْهَا فِي السَّمَاءِ عِشْرِيْنَ ذِرَاعاً فَبَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يَحْمِلُ حِجَارَةً مِنْ أَجْيَادٍ وَعَلَيْهِ نَمِرَةٌ فَضَاقَتْ عَلَيْهِ النَّمِرَةُ فَذَهَبَ يَضَعُ النَّمِرَةَ عَلٰى عَاتِقِهٖ فَيُرٰى عَوْرَتُهٗ مِنْ صِغَرِ النَّمِرَةِ فَنُوْدِيَ يَا مُحَمَّدُ خَمِّرْ عَوْرَتَكَ فَلَمْ يُرَى عُرْيَاناً بَعْدَ ذٰلِكَ. (رواه أحمد ٢٣٢٨٨، والكبير مطولا)

''ابوطفیل نے جاہلیت کے تعمیر کعبہ کا تذکرہ کیا اور کہا: قریش نے بیت اللہ گرا دیا۔ اور ابوطفیل کہتے ہیں جاہلیت کے دور میں کعبہ کو وادی کے پتھروں سے پھر سے تعمیر شروع کر دی۔ اور آسمان کی طرف بیس ۲۰ ہاتھ دیواریں بلند کر دیں۔ اتفاقاً نبی کریم ﷺ اجیاد پہاڑی سے پتھر اٹھا کر لا رہے تھے کہ آپ ﷺ کی چادر آپ ﷺ پر تنگ ہونے لگی تو اس کو آپ ﷺ نے اپنی گردن پر رکھنا شروع کر دیا۔ تو آپ کا پردہ نظر آنے لگا کیونکہ چادر جو آپ پر تھی وہ چھوٹی تھی۔ اتنے میں آپ ﷺ کو آواز دی گئی یا محمد ﷺ! اپنے پردے کے مقام کو ڈھانپ دو۔ اس کے بعد پھر کبھی بھی آپ کو کبھی ننگے نہیں دیکھا گیا۔'' (احمد، اور الکبیر میں اس سے طویل حدیث منقول ہے)

شرح: ......ان روایات میں بیت اللہ کی تعمیر کی ابتدا اور انتہا بتائی گئی ہے کہ کس کس کے دور میں کس طرح تعمیر ہوا۔ حتیٰ کہ مروان کے دور تک اس کی تعمیر کے تمام تغیرات بیان ہوئے ہیں جو کہ اب تک قائم ہے۔

نبی ﷺ نے بھی اسے تبدیل کرنا ضروری نہ سمجھا تھا اگر تبدیل کرنا ضروری ہوتا تو آپ کسی کی پرواہ کیے بغیر اسے ابراہیمی بنیادوں پر بنا دیتے۔ (گوندلوی)

٣٧١١۔ عَنْ عُرْوَةَ: قَالَ لَمَّا احْتَرَقَتِ

''عروہ نے کہا: جب کعبہ کو جلایا گیا تو اس میں سوراخ پڑ گئے۔

(٣٧٠٩) طبرانی کبیر رجاله ثقات، هيثمي: ٥٧٣٣.

(٣٧١٠) احمد: ١٥٠٧٨۔ فيه، هلال بن خباب، وهو ثقة وفيه كلام، وبقية رجاله رجال الصحيح ذكره المؤلف باختصار، هيثمي: ٥٧٣٥.

(٣٧١١) نسائی: ٢٩٠٤۔ صحيح، البانی: ٢٧١٩۔ بخاری: ١٥٩٦۔ مسلم: ٢٩٠٩۔ احمد: ٩١٣٣.

الْكَعْبَةُ تَثَلَّمَتْ ، فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: لَوْمَسْكَنُ أَحَدِكُمْ كَانَ هٰكَذَامَا رَضِيَ حَتّٰى يُغَيِّرَهٗ بِنَحْوِحَدِيْثِ عَطَاءٍ . وَفِيْهِ: أَنَّهٗ حَفَرَ الْاَسَاسَ حَتّٰى وَقَعَ عَلٰى أَسَاسِ اِبْرَاهِيْمَ فَكَانَ يَدْخُلُ الْعَتَلَةَ مِنْ جَانِبٍ مِنْ جَوَانِبِهَا فَتَهْتَزُّ جَوَانِبُهَا جَمِيْعًا ، وَأَنَّ طُوْلَهَايَوْمَ هَدْمِهَا ثَمَانِيَةَ عَشَرَ ذِرَاعًا . فَقَالَ ابْنٌ لَهٗ زِدْفِيْهَا تِسْعَةً . وَزَادَ أَيْضاً فِيْهَاثَلَاثَ دَعَائِمَ ، وَأَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ كَتَبَ اِلَى الْحَجَّاجِ أَنْ سَدِّالْبَابَ الَّذِيْ زَادَهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ وَتَكَسَّفْهَا عَلٰى مَاكَانَتْ عَلَيْهِ ، وَتَطْرَحُ مِنْهَا مَا زَادَمِنَ الْحِجْرِ ، فَفَعَلَ ، وَأَنَّ الْبِنَاءَ الَّذِيْ فِيْهِ الْيَوْمَ بِنَاءُ ابْنِ الزُّبَيْرِ اِلَّا مَا غَيَّرَ الْحَجَّاجُ مِنْ نَاحِيَةِ الْحِجْرِ . (وَلَبِسَهُ الَّذِيْ لَبِسَهُ الْحَجَّاجُ) (رواه الطبراني في الكبير)

سیدنا عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تم میں سے کسی کے گھر کی یہ حالت ہو تو وہ اس کو تبدیل کرنے کے بغیر قطعاً راضی نہ ہوگا۔ آگے مثل عطا کی حدیث کے ہے۔ اور اس میں یہ بھی ہے کہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کعبہ کی بنیادیں کھودوائیں یہاں تک کہ ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں تک پہنچا دیا۔ اس کی اطراف میں سے کسی طرف سے جب مزدور داخل ہوتے تو اس کی تمام اطراف ہل جاتی تھیں۔ جس دن پہلی عمارت گرائی گئی اس دن وہ طول میں اٹھارہ ہاتھ تھی۔ تو اس کے ایک بیٹے نے کہا: اس میں نو ہاتھ اضافہ کردو۔ اور اس نے تین ستون بھی زائد بنائے۔ عبدالملک نے حجاج کو لکھا کہ جو دروازہ سیدنا عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے زائد تعمیر کیا ہے اس کو بند کردے اور اس کو اسی صورت پر تبدیل کردے جیسا وہ پہلے تھا۔ اور حطیم کا حصہ بھی باہر نکال دے۔ تو حجاج نے ایسا ہی کیا۔ الغرض آج جو عمارت کعبہ کی موجود ہے وہ سیدنا عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی تعمیر کی ہوئی ہے ماسوائے اس حصہ کے جو مقام حجر کی طرف سے حجاج نے تبدیل کیا ہے، یا وہ جو اس نے بعض جگہوں کی چنائی کر کے کچھ خانہ پری کی ہے۔" (الکبیر)

٣٧١٢ـ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنْ مَّوْلَاهُ أَنَّهٗ حَدَّثَهٗ أَنَّهٗ كَانَ فِيْمَنْ يَبْنِي الْكَعْبَةَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ وَلِيَ حَجَرٌ أَنَانَحَتُّهٗ بِيَدَيَّ أَعْبُدُهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فَأَجِيْءُ بِاللَّبَنِ الْخَاثِرِالَّذِيْ أَنْفَسُهٗ عَلٰى نَفْسِيْ فَأَصُبُّهٗ عَلَيْهِ فَيَجِيْءُ الْكَلْبُ فَيَلْحَسُهٗ ثُمَّ يَشْغَرُفَيَبُوْلُ فَبَنَيْنَاحَتّٰى بَلَغْنَا مَوْضِعَ الْحَجَرِ وَمَايَرَى الْحَجَرَ أَحَدٌ فَإِذَا هُوَ وَسْطَ حِجَارَتِنَامِثْلَ

"مجاہد نے کہا: میرے ایک آزاد کردہ غلام نے بیان کیا ہے کہ وہ بھی ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے جاہلیت کے عہد میں کعبہ کی تعمیر کی تھی۔ میرا ایک پتھر تھا جس کو میں نے خود اپنے ہاتھ سے چھیلا، اللہ تبارک وتعالیٰ کے علاوہ میں اس کی عبادت کرتا تھا، پھر میں نہایت گاڑھا دودھ لاکر اس پر بہا اس دودھ کو میں بہت چاہتا اور اس کی طرف رغبت کرتا تو کتا آکر اس دودھ کو چاٹ جاتا، پھر اپنی ٹانگ اٹھا کر اس پر پیشاب کردیتا، ہم کعبہ بناتے رہے، اور حجر اسود تک پہنچ گئے، اور حجر اسود کو کوئی

(٣٧١٢) احمد: ٢٩٥٠ـ صحيح، الباني: ٢٧١٩ـ بخاری: ١٥٩٦ـ مسلم: ٢٩٠٩ـ احمد: ٩١٣٣.

رَأْسِ الرَّجُلِ يَكَادَيَتَرَاءَ ى مِنْهُ وَجْهُ الرَّجُلِ فَقَالَ بَطْنٌ مِنْ قُرَيْشٍ نَحْنُ نَضَعُهُ وَقَالَ آخَرُوْنَ نَحْنُ نَضَعُهُ فَقَالُوْا اجْعَلُوْا بَيْنَكُمْ حَكَماً قَالُوْا أَوَّلَ رَجُلٍ يَطْلَعُ مِنَ الْفَجِّ فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالُوْا أَتَاكُمُ الْأَمِيْنُ فَقَالُوْا لَهُ فَوَضَعَهُ فِيْ ثَوْبٍ ثُمَّ دَعَابُطُوْنَهُمْ فَأَخَذُوْا بِنَوَا حِيْهِ مَعَهُ فَوَضَعَهُ هُوَ ﷺ. (رواه أحمد: ١٥٠٧٨، مطولا)

دیکھ نہ سکا مگر وہ ہمارے پتھروں کے درمیان تھا۔ جس طرح کسی آدمی کا سر ہو کہ اس سے اس کا چہرہ نظر آنے لگتا ہے۔ تو قریش کے ایک خاندان نے کہا: اس حجر اسود کو ہم رکھیں گے، دوسرے نے کہا: ہم رکھیں گے۔ بالاخرانہوں نے اپنا فیصلہ کرانے کے لیے کسی کو حاکم تسلیم کرنے پر اتفاق کیا اور کہا: اس راستے سے جو شخص پہلے سامنے آئے گا وہی جج ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے تو وہ بول اٹھے کہ تمہارے پاس امین آپہنچے ہیں۔ سب نے آپ ﷺ کو جج تسلیم کیا تو آپ ﷺ نے حجرا سود کو چادر میں رکھا اور پھر خاندانوں کو بلایا تو لوگوں نے آپ ﷺ کے ساتھ چادر پکڑ کر اٹھائی۔ اور پھر آپ ﷺ نے پتھر کو اٹھا کر اس کی جگہ پر رکھ دیا۔'' (احمد کی طویل روایت)

٣٧١٣۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُخَرِّبُ الْكَعْبَةَ ذُوالسَّوِيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ. (رواه النسائي، ٢٩٠٤)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کعبہ کو دو پتلی پنڈلیوں والا حبشی ویران اور خراب کر دے گا۔'' (النسائی)

٣٧١٤۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ سَمْعَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَاهُرَيْرَةَ يُخْبِرُأَبَاقَتَادَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يُبَايَعُ لِرَجُلٍ مَابَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ وَلَنْ يَسْتَحِلَّ الْبَيْتَ إِلاَّأَهْلُهُ فَإِذَا اسْتَحَلُّوْهُ فَلاَ يُسْأَلُ عَنْ هَلَكَةِ الْعَرَبِ ثُمَّ تَأْتِي الْحَبَشَةُ فَيُخَرِّبُوْنَهُ خَرَابًا لاَيَعْمُرُ بَعْدَهُ أَبَداًوَهُمُ الَّذِيْنَ يَسْتَخْرِجُوْنَ كَنْزَهُ. (رواه أحمد، ٧٨٥٠)

''سعید بن سمعان نے کہا: میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو سنا کہ وہ سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کو بیان کر رہے تھے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی کی حجرا سود اور مقام ابراہیم کے درمیان بیعت کی جائے گی۔ بیت اللہ کو اس کے اپنے (مسلمان) ہی حلال کریں گے، تو وہ اس کو حلال کر لیں گے تو عربوں کی ہلاکت کے متعلق کوئی نہیں پوچھے گا۔ پھر حبشی آئیں گے تو اس کو ایسا برباد کریں گے کہ اس کے بعد پھر کبھی وہ آباد نہیں ہوگا یہی لوگ اس کا خزانہ بھی نکالیں گے۔'' (مسند احمد)

٣٧١٥۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ

(٣٧١٣) بخاری: ١٥٩٥۔ احمد: ٢٠١١.
(٣٧١٤) ابوداؤد: ٤٣٠٩۔ حسن، البانی: ٣٦٢٠۔ احمد: ٢٢٦٤٤.
(٣٧١٥) احمد: ٧٠١٣۔ طبرانی کبیر وفیه ابن اسحق وهو ثقة ولكنه مدلس بخاری: ١٥٩٦۔ مسلم: ٢٩٠٩۔ نسائی: ٢٩٠٤.

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ كَأَنِّي بِهٖ أَسْوَدَأَفْحَجَ يَقْلَعُهَاحَجَرًا حَجَرًا. (رواه البخاري، ١٥٩٥)

نے فرمایا: گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک سیاہ رنگ کشادہ ٹانگوں والا کعبہ کا ایک ایک پتھر اکھیڑ رہا ہے۔'' (البخاری)

٣٧١٦۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اتْرُكُوا الْحَبَشَةَ مَاتَرَكُوْكُمْ فَإِنَّهُ لَايَسْتَخْرِجُ كَنْزَالْكَعْبَةِ إِلَّا ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ. (رواه أبوداود، ٤٣٠٩)

''سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اہل حبشہ کو چھوڑ دو۔ جب تک وہ تمہیں چھوڑ رکھیں۔ کعبہ کا خزانہ بھی ایک حبشی پتلی ٹانگوں والا ہی نکالے گا۔'' (ابو داؤد)

شـــرح: ......ایک مرتبہ تو یہ ہوگا کہ کعبہ کو گرانے کے لیے جماعت آئے گی، انہیں قریب جانے تک زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔

دوبارہ پھر جماعت جائے گی یہ گرا دے گی اور اس میں یہ حبشی ہوگا، جو گنجا، ٹیڑھی پنڈلیوں اور بڑے پیٹ والا ہوگا، یہ کعبہ کی ایک ایک اینٹ اکھاڑ دے گا، ایک ایک دروازہ توڑ دے گا اور اپنے حبشی ساتھیوں کو پکڑاتا جائے گا، اس کے بعد طواف کرنے والا نہ رہے گا۔

کیونکہ یہ خانہ کعبہ کی خرابی اس وقت ہوگی جب عیسیٰ علیہ السلام اترنے کے بعد وفات پا گئے ہوں گے، زمین میں اللہ کا نام لیوا کوئی نہ رہے گا۔ قرآن پاک سینوں سے اٹھا لیا جائے گا۔

۲۔ یہ یاد رہے مکہ میں جنگ کا ایک واقعہ ہو بھی چکا ہے، یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور تھا۔ ۳۰۰ ہجری کے بعد کی بات ہے، اہل شام میں سے قرامطہ فرقہ نے طواف گاہ میں بے شمار مسلمانوں کو قتل کیا، حجر اسود کو اکھاڑ کر اپنے شہروں میں لے گئے، پھر طویل مدت کے بعد انہوں نے حجر اسود واپس کیا۔

۳۔ ایک سوال پیدا ہوتا ہے، قرآن پاک میں آتا ہے:

﴿اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا﴾ (العنکبوت: ٦٧)

''کیا انہوں نے دیکھا نہیں ہم نے حرم کو امن والا بنایا ہے۔''

کیا جس اللہ نے ہاتھی والوں کو روکا اور ایک جماعت کو زمین میں بھی دھنسا دے گا کیا وہ کعبہ تخریب کاری سے نہ بچائے گا اور حبشی اس پر کیسے مسلط ہوں گے، جبکہ یہ مسلمانوں کا قبلہ ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اس وقت ہوگا جب اللہ کا نام لیوا کوئی باقی نہ رہے گا، اس کے بعد قیامت آ جائے گی۔

ایک اور سوال باقی رہتا ہے کہ قرآن پاک حرم کو امن کا گھوارہ قرار دے رہا ہے جبکہ اس میں بار بار بدامنی ہوئی ہے۔ جس طرح قرامطہ کا واقعہ ہے، اس کے علاوہ بھی بدامنی کے معاملات ہوئے ہیں، حجاج نے بھی حملہ کیا تھا، اللہ نے

(٣٧١٦) احمد: ١٥٣۔ والموصلی، وفیه، ابن لهیعة وحدیثه حسن، وبقية رجاله رجال الصحيح، هيثمى: ٥٧٧٣.

انہیں کیوں نہ روکا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ہاتھیوں والوں کو روکنا علامت نبوت میں سے تھا، اس لیے نبوت پر دلیل کے طور پر انہیں روکنا لازمی تھا۔

اور قرآن پاک نے اکثر اوقات کے لحاظ سے امن والا کہا ہے کبھی بدامنی کا وقت ہو بھی تو برقرار نہیں رہتا ختم ہو جاتا ہے، پھر امن لوٹ آتا ہے۔ قرآن پاک کا یہ مطلب نہیں کہ حرم کا امن ہمیشہ رہے گا کبھی اس میں امن شکن معاملہ نہ ہوگا یہ مجموعی تعداد کے لحاظ سے کہا گیا ہے۔ (مرعاۃ: ۷/۳۱۲)

اور یہ اِکا دُکا واقعات قرآن کے بیان کے خلاف نہیں۔ اور یہ امن شکن معاملات مسلمانوں سے ہوئے ہیں، غیر مسلموں سے نہیں ہوئے۔ غیر مسلموں سے ہوتے تو ان کا حشر بھی قابل عبرت ہوتا۔

۳۷۱۷۔ عَنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ يُخَرِّبُ الْكَعْبَةَ ذُوالسَّوِيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ وَيَسْلُبُهَا حِلْيَتَهَا وَيُجَرِّدُهَا مِنْ كِسْوَتِهَا وَلَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ أُصَيْلِعَ أُفَيْدِعَ يَضْرِبُ عَلَيْهَا بِمِسْحَاتِهِ وَمِعْوَلِهِ. (رواه أحمد، ۷۰۱۳، والكبيربلين)

''سیدنا عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: کعبہ کو دو پتلی ٹانگوں والا آدمی جو حبشہ والوں میں سے ہوگا خراب کر دے گا۔ کعبہ کا خزانہ لوٹے گا اور اس کا پردہ اتار دے گا۔ گویا میں اس کو دیکھ رہا ہوں کہ اس کا چھوٹا سر بالوں سے خالی ہوگا اور وہ ٹیڑھے اعضا والا ہوگا۔ وہ کعبہ پر اپنے بیلچوں اور کدالوں سے ضرب لگائے گا۔'' (احمد الکبیر سند کمزور ہے)

۳۷۱۸۔ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ سَيَخْرُجُ أَهْلُ مَكَّةَ ثُمَّ لَايَعْبُرُ بِهَا أَوْلَايَعْرِفُهَا إِلَّاقَلِيْلٌ ثُمَّ تَمْتَلِىءُ وَتُبْنَى ثُمَّ يَخْرُجُوْنَ مِنْهَا فَلَايَعُوْدُوْنَ فِيْهَا أَبْدًا. (رواه أحمد، ۱۵۳، والموصلي)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: کہ عنقریب اہل مکہ اس سے نکل جائیں گے۔ اور وہ اس کو تھوڑا عرصہ ہی آباد کریں گے۔ پھر اس کی تعمیر کی جائے گی، اور یہ پوری طرح بھر جائے گا، اور بنایا جائے گا۔ اور پھر اس سے لوگ نکل جائیں گے، اور دوبارہ اس کی طرف کبھی نہیں لوٹیں گے۔'' (احمد، موصلی)

۳۷۱۹۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ أَشْهَدُ بِاللّٰهِ لَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ يُحِلُّهَا

''سیدنا عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اللہ کی قسم! کے ساتھ گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو

(۳۷۱۷) احمد: ۲۸۰۸۔ رجاله الصحيح، هيثمی: ۵۶۹۹.
(۳۷۱۸) احمد: ۷۰۰۳۔ رجاله الصحيح، هيثمی: ۵۷۰۱.
(۳۷۱۹) احمد: ۶۱۶۵۔ رجاله ثقات، هيثمی: ۵۷۰۲.

وَيُحَلُّ بِهِ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ لَوْوُزِنَتْ ذُنُوْبُهٗ بِذُنُوْبِ الثَّقَلَيْنِ لَوَزَنَتْهَا . (رواه أحمد، ٦٨٠٨)

فرماتے سنا ہے۔ کعبہ کو قریش کا ایک آدمی حلال کرے گا۔ یا اس کی وجہ سے کعبہ حلال کیا جائے گا اس قریشی کے گناہوں کا موازنہ تمام جن وانس کے گناہوں سے کیا جائے تو اس کے گناہ بھاری ثابت ہوں گے۔'' (احمد)

٣٧٢٠۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو ابْنَ الزَّبَيْرِ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الحِجْرِ فَقَالَ يَاابْنَ الزُّبَيْرِ إِيَّاكَ وَالإِلْحَادَ فِي حَرَمِ اللّٰهِ فَإِنِّي أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ يُحِلُّهَا وَيُحَلُّ بِهٖ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ لَوْ وُزِنَتْ ذُنُوْبُهٗ بِذُنُوْبِ الثَّقَلَيْنِ لَوَزَنَتْهَا قَالَ فَانْظُرْ أَنْ لَّاتَكُوْنَ هُوَيَا ابْنَ عَمْرٍو فَإِنَّكَ قَدْقَرَأْتَ الْكُتُبَ وَصَحِبْتَ الرَّسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَإِنِّي أُشْهِدُكَ أَنَّ هٰذَا وَجْهِي إِلَى الشَّامِ مُجَاهِدًا . (رواه أحمد، ٧٠٠٣)

''ایک روایت میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو وہ مقام حجر میں تھے۔ انھوں نے کہا: اے ابن زبیر رضی اللہ عنہ! تو اللہ کے حرم میں اپنی جان کو لادینیت سے بچا گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ اس کعبہ کو قریش کا ایک آدمی حلال کردے گا، یا اس کی وجہ سے یہ حلال قرار دیا جائے گا۔ اگر جنات اور انسانوں کے گناہ اس قریشی آدمی کے گناہوں کے ساتھ وزن کیے جائیں تو تو اس کے گناہ ان سے بھاری ہو جائیں گے۔ سیدنا عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: پس تو سوچ اے ابن عمرو! کہیں تم ہی تو وہ آدمی نہیں؟ بے شک تو نے کتابیں پڑھی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی رہے ہو۔ کہا: میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میں شام کی طرف جہاد کے لیے جارہا ہوں۔''

٣٧٢١۔ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ أَتَي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَعَبْدَاللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ فَقَالَ يَا ابْنَ الزُّبَيْرِ إِيَّاكَ وَالإِلْحَادَفِيْ حَرَمِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِنَّهٗ سَيُلْحِدُ فِيْهِ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ لَوَ وُزِنَتْ ذُنُوْبُهٗ بِذُنُوْبِ الثَّقَلَيْنِ لَرَجَحَتْ قَالَ فَانْظُرْ لَا تَكُوْنُهٗ . (رواه أحمد، ٦١٦٥)

''اسحاق بن سعید اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: اے ابن زبیر! اللہ تعالیٰ کے حرم میں اپنے آپ کو لادینیت سے بچا۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ عنقریب ایک قریشی آدمی حرم میں الحاد کرے گا۔ اگر اس کے گناہ انسانوں اور جنوں کے گناہوں کے ساتھ تولے جائیں تو اس کے گناہ بڑھ جائیں گے۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: دیکھو! کہیں تم ہی نہ ہو؟ (احمد)

(٣٧٢٠) احمد: ٤٦٣۔ بزار، هيثمى: ٥٧٠٣.

(٣٧٢١) بزار: ١١٧٤۔ وفيه، محمد بن كثير، الصغانى، وثقه صالح بن محمد وابن سعد وابن حبان وضعفه احمد، هيثمى: ٥٧٠٠.

انتباہ: ......اس میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا نام درست نہیں، ان کی زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں اجتہادی غلطی ہوئی تھی یہ معذور تھے، یہ گناہوں کے اٹھانے کا مصداق انہیں قرار دینا غلط ہے۔

دوسرے ان کے مخالفین بھی خانہ کعبہ کی بے حرمتی کا ان کے دل میں خیال تک بھی نہ تھا، وہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو نافرمان تصور کرتے تھے اس لیے انہوں نے خانہ کعبہ میں ہونے کے باوجود ان پر حملہ کیا، خانہ کعبہ کی بے حرمتی دونوں کا مقصد نہ تھا، تاہم بے حرمتی ہوئی ہے خواہ نادانستہ طور پر ہی ہوئی ہے۔

یہ روایات ان کے لیے وعید ہیں جو قصداً خانہ کعبہ کی بے حرمتی کرے گا، اوپر ہم نے اشارہ بھی کیا ہے جن مسلمانوں سے خانہ کعبہ کی حرمت پامال ہوئی ہے ان پر ہاتھیوں والیوں کی مانند عذاب نہیں آیا کیونکہ غیر مسلم کوئی بھی آیا ہے تو اللہ نے کعبہ کی حرمت کو پامال نہیں ہونے دیا انہیں بے حرمتی کا مزہ چکھایا ہے۔ (گوندلوی)

۳۷۲۲ــ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لَهُ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ حِيْنَ حُصِرَ أَنَّ عِنْدِيْ نَجَائِبَ قَدْأَعْدَدْتُهَا لَكَ فَهَلْ لَكَ أَنْ تَحُوْلَ إِلٰى مَكَّةَ فَيَأْتِيْكَ مَنْ أَرَادَأَنْ يَأْتِيَكَ قَالَ لاَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلَ يُلْحِدُ بِمَكَّةَ كَبْشٌ مِنْ قُرَيْشٍ اسْمُهُ عَبْدُاللّٰهِ عَلَيْهِ مِثْلُ نِصْفِ أَوْزَارِ النَّاسِ. (رواه أحمد' ٤٦٣، والبزار)

''سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ جب محاصرہ میں تھے تو سیدنا عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ اس کے پاس آئے اور کہا: میرے پاس عمدہ گھوڑے موجود ہیں جو میں نے آپ نے لیے تیار کر رکھے ہیں کیا آپ مکہ کی طرف چلے جانے میں دلچسپی رکھتے ہیں وہاں جو چاہے گا آپ کے پاس پہنچ آئے؟ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ قریش کا ایک مینڈھا جس کا نام عبداللہ ہوگا وہ بے دینی کا ارتکاب کرے گا اس پر سب انسانوں کے نصف گناہوں جتنا بوجھ ہوگا۔'' (احمد، البزار)

شرح: ......یعنی الحاد کا مزہ انہوں نے چکھا۔

۳۷۲۳ــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ، رَفَعَهُ: (يُلْحِدُ) رَجُلٌ بِمَكَّةَ يُقَالُ لَهُ عَبْدُاللّٰهِ عَلَيْهِ نِصْفُ عَذَابِ الْعَالَمِ. (رواه البزار' ١١٧٤، بلين)

''سیدنا عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مکہ میں ایک آدمی الحاد کرے گا جس کو عبد اللہ کہا جائے گا: اس پر دنیا کا نصف عذاب ہوگا۔'' (البزار' سند کمزور)

شرح: ......ارشاد ربانی ہے:

﴿وَ لْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ۝﴾ (الحج: ٢٩)

(٣٧٢٢) بزار: ١١٧٦۔ رجاله ثقات، هيثمى: ٥٧٠٤.

(٣٧٢٣) بزار، وفيه عبدالله بن صالح كاتب الليث قيل ثقة مامون، وقد ضعفه الائمة احمد وغيره، وبقية رجاله ثقات، هيثمى: ٥٧٦٦.

''چاہیے کہ بیت عتیق کا طواف کرو۔''

اور دوسری آیت میں ہے:

﴿ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ۝﴾ (الحج : ٣٣)

''پھر اس کا اترنا ہے، بیت عتیق میں۔''

یہاں تو مفسروں نے عتیق سے مراد پرانا لیا ہے۔ (جلالین حاشیہ قرآن: ص ٣٣٦)

٣٧٢٤ــ عَنْ عَائِشَةَ ، قَالَتْ:لَقَدْرَأَيْتُ قَائِدَ الْفِيْلِ وَسَائِسَهَ أَعْمَيَيْنِ مُقْعِدَيْنِ يَسْتَطْعِمَانِ بِمَكَّةَ . (رواه البزار' ١١٧٦)

''سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہاتھی کے قائد اور دیکھ بھال کرنے والے کو میں نے دیکھا وہ دونوں نابینا تھے، اور زمین پر گھسٹ کر چلتے تھے اور وہ مکہ میں کھانا مانگتے تھے۔'' (البزار)

انتباہ:...... بلکہ صحیح بخاری میں مکہ کے گھر فروخت کرنے اور کرایہ پر لینے کی اجازت بیان ہوئی ہے۔ (گوندلوی)

٣٧٢٥ــ عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ ، رَفَعَهُ: إِنَّمَا سُمِّيَ الْبَيْتُ الْعَتِيْقَ لِاَنَّهُ أُعْتِقَ مِنَ الْجَبَابِرَةِ فَلَمْ يَنَلْهُ جَبَارٌ قَطُّ أَولَمْ يَقْدِرْعَلَيْهِ جَبَّارٌ . (رواه البزاربلين)

''سیدنا عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیت اللہ کو عتیق اس لیے کہتے ہیں کیوں کہ اس کو سرکش لوگوں سے آزاد کیا گیا ہے۔ اور کوئی جابر اس پر فتح یاب نہیں ہوا یا کوئی جابر اس پر رسائی حاصل نہیں کرسکتا۔'' (البزار، سند کمزور)

٣٧٢٦ــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ ، رَفَعَهُ: لَاتَحِلُّ اِجَارَتُهَا وَلَارِبَاعُهَا(يَعْنِيْ مَكَّةَ) . (رواه الطبراني في الكبيربضعف)

''سیدنا عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مکہ کی سرزمین کرایہ پر نہیں دی جاسکتی۔ اور نہ ہی اس کے گھر قیمت سے، یا کرایہ وغیرہ پر دیئے جاسکتے ہیں۔'' (الکبیر، سند ضعیف)

٣٧٢٧ــ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ نَضْلَةَ قَالَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُوبَكْرٍوَعُمَرُوَمَاتُدْعَى رِبَاعُ مَكَّةَ إِلَّاالسَّوَائِبَ مَنِ احْتَاجَ سَكَنَ وَمَنِ اسْتَغْنٰى أَسْكَنَ . (رواه إبن ماجة' ٣١٠٧)

''علقمہ بن نضلہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کی وفات تک اور ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ کی وفات تک مکہ کے مکانات کو سوائب کہا جاتا تھا: (یعنی بے قیمت گھر) جس کو ضرورت ہوتی وہ سکونت اختیار کرتا۔ اور جس کو خود ضرورت نہ ہوتی تو دوسرے

(٣٧٢٤) طبرانی کبیر، وفیه اسماعیل بن ابراهیم بن معاجر وهو ضعیف،.

(٣٧٢٥) ابن ماجه: ٣١٠٧۔ ضعیف، البانی: ٦٦٣.

(٣٧٢٦) بزار: ١١٧٧۔ رجاله ثقات، هیثمی: ٥٧٦٩.

(٣٧٢٧) احمد: ٣٤٦٢۔ طبرانی کبیر، بزار.

کے لیے چھوڑ دیتا۔'' (ابن ماجہ)

٣٧٢٨۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَفَعَهُ: فِي مَسْجِدِ الْخَيْفِ قُبِرَ سَبْعُوْنَ نَبِيًّا. (للبزار' ١١٧٧)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم نے فرمایا: مسجد خیف میں ستر انبیا علیہم السلام کی قبریں ہیں۔'' (البزار)

٣٧٢٩۔ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنَ أَبِي خَدَّاشٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّاأَشْرَفَ النَّبِيّ ﷺ عَلَى الْمَقْبُرَةِ وَهِيَ عَلَى طَرِيْقِهِ الأُوْلَى أَشَارَبِيَدِهِ وَرَاءَ الضَّفِيرِأَوْقَالَ وَرَاءَ الضَّفِيْرَةِ شَكَّ الرَّاوِي فَقَالَ نِعْمَ الْمَقْبُرَةُ هٰذِهِ. (رواه أحمد، ، ٣٤٦٢، والكبيروالبزاربلفظه.)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب قبرستان پر چڑھے اوراپنے پہلے ہی طریق پر تھا تو آپ نے اپنے ہاتھ کے ساتھ دیوار کے پیچھے اشارہ کیا کہ یہ اچھا قبرستان ہے۔ ابن جریج رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: یعنی مکہ کا قبرستان۔'' (احمد، الکبیر، البزار، الفاظ موٴخر الذکر کے ہیں)

فضل المدينة وحرمها وما يتعلق بذلك

مدینہ منورہ کی فضیلت، حرمت اور اس کے متعلقہ آداب کا بیان

٣٧٣٠۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثاً أَوْآوَى مُحْدِثاً فَعَلَيْهِ لَعَنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ لاَيُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَدْلٌ وَّلاَصَرْفٌ. وَعَنِ الأَعْمَشِ بِهٰذاَ الإِسْنَادِ مِثْلَهُ، وَلَمْ يَقُلْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزَادَ وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ يَسْعٰى بِهَا أَدْنَاهُمْ فَمَنْ أَخْفَرَمُسْلِماً فَعَلَيْهِ لَعَنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ لاَيُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَدْلٌ وَّلاَصَرْفٌ. (رواه مسلم، ١٣٧١)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مدینہ حرم ہے جو بھی اس میں کوئی بدعت نکالے گا، یا کسی بدعتی کو جگہ دے گا اس پر اللہ، فرشتوں اور سب انسانوں کی لعنت ہے اس کا نہ تو فرض قبول ہوگا اور نہ ہی نفل۔ سب مسلمانوں کا پناہ دینا ایک جیسا ہے۔ ان میں سے جو کمتر ہے وہ بھی پناہ دے سکتا اور معاہدہ کرسکتا ہے۔ جو شخص کسی مسلمان کی پردہ دری کرے گا اس پر اللہ' فرشتوں اور سب انسانوں کی لعنت ہے نہ اس کا فرض قبول کیا جائے گا اور نہ ہی نفل۔'' (مسلم)

شرح: ......١۔ ثابت ہوا مدینہ منورہ بھی اسی طرح محترم ہے، جس طرح مکہ محترم ہے، کوئی فرق نہیں، جس طرح وہاں، شکار، درخت کاٹنے وغیرہ پر جو پابندی ہے حرم مدینہ میں بھی وہی ہے۔

٢۔ ایک حدیث میں عیر اور ثور تک اس کے حرم ہونے کی حد بندی کی گئی ہے یہ دو پہاڑ ہیں، جن کے درمیان مدینہ ہے۔

(٣٧٣٠) مسلم: ١٣٧۔ بخاری: ١٨٧٣۔ ترمذی: ٣٩٢١۔ احمد: ٩٩٤٤.

۳۔ بدعت دین میں نئی چیز کا اضافہ کرنا ہے، یہ ویسے ہی گمراہی ہے مگر مدینہ میں اسے ایجاد کرنا یا ایجاد کرنے والے کو پناہ دینا سنگین تر ہو جاتا ہے کیونکہ یہ وحی اترنے کا مقام ہے۔ پوری دنیا میں دین کے سوتے یہاں سے پھوٹے ہیں، اتنا برا گناہ ہے اس پر اللہ کی لعنت، فرشتوں کی لعنت اور اس کا فرض ونفل کچھ قبول نہ ہوگا۔

۴۔ مثلاً ایک مسلمان خواہ وہ اعلیٰ درجے کا ہو یا ادنیٰ کا ہو، مرد ہو یا عورت ہو، کسی کافر کو امن دیتا ہے تو یہ سب مسلمانوں کی طرف سے ہوگا۔

اگر اسے کوئی توڑتا ہے یا غلام ہو غیر آقا کی طرف نسبت کرتا ہے یا کوئی قصداً اپنے باپ کے علاوہ کسی کا بیٹا ہونے کی نسبت کرتا ہے اس پر بھی لعنت ہے۔ (مرعاۃ: ۷/ ۳۳۶)

۳۷۳۱۔ عَنْ أَبِي حَسَّانَ عَنْ عَلِيٍّ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي هَذِهِ الْقِصَّةِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لاَيُخْتَلَى خَلاَهَا وَلاَيُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلاَتُلْتَقَطُ لُقْطَتُهَا إِلَّالِمَنْ أَشَادَ بِهَا وَلاَ يَصْلُحُ لِرَجُلٍ أَنْ يَّحْمِلَ فِيهَا السِّلاَحَ لِقِتَالٍ وَلاَ يَصْلُحُ أَنْ يُّقْطَعَ مِنْهَا شَجَرَةٌ إِلاَّأَنْ يَّعْلِفَ رَجُلٌ بَعِيرَهُ. (رواه أبوداود' ٢٠٣٤)

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں بھی مذکورہ حدیث کی طرح ہی کا قصہ ہے۔ لیکن اس میں یہ بات بھی ہے کہ اس کی گھاس نہ کاٹی جائے اس کا شکار خوف زدہ نہ کیا جائے۔ اور اس کی گری پڑی چیز کو نہ اٹھایا جائے مگر وہ اٹھائے جو اس کا اعلان کرنا چاہے۔ اور اس میں جنگ کرنے کے لیے اسلحہ لے کر چلنا پھرنا جائز نہیں ہے۔ اور اس کے پودے اور گھاس کو نہ کاٹا جائے مگر وہ شخص جو اپنے اونٹ کو چارہ کھلانے کے لیے کاٹے تو جائز ہے۔'' (ابوداود)

شــــرح: ......اس میں مزید بیان ہوا ہے کہ اگر مدینہ میں گمشدہ چیز ملے تو اس کا اعلان کرنے کے لیے اٹھائے اسے اپنی ملکیت میں نہیں لے سکتا۔

۲۔ لڑائی کے لیے یہاں ہتھیار نہ اٹھائے اگر کسی ضرورت یا مجبوری کے تحت اٹھائے تو جائز ہے۔

۳۔ گھاس وغیرہ اکھاڑنا بھی منع ہے، اگر جانوروں کے چارہ کے لیے گھاس وغیرہ کاٹے تو اجازت ہے۔ (عون المعبود: ۲/ ۱۶۸)

۳۷۳۲۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَدَعَالَهَا .

''سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا، اور اس کے لیے دعا بھی کی۔''

(۳۷۳۱) ابوداؤد: ۲۰۳٤۔ صحیح، البانی: ۱۷۹۰۔ بخاری: ۷۳۰۰۔ مسلم: ۱۳۷۰۔ ترمذی: ۲۱۲۷۔ نسائی: ٤٧٤٦۔ ابن ماجه: ۲٦٥٨۔ احمد: ۱۰٤۰۔ دارمی: ۲۳٥٦.

(۳۷۳۲) مسلم: ۱۳٦۰۔ احمد: ۱٦۰۱۱.

٣٧٣٣ـ وفي رواية: وَدَعَا لِأَهْلِهَا وَإِنِّي حَرَّمْتُ الْمَدِيْنَةَ كَمَاحَرَّمَ إِبْرَاهِيْمُ مَكَّةَ وَإِنِّي دَعَوْتُ فِيْ صَاعِهَا وَمُدِّهَا بِمِثْلِ مَادَعَا إِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامِ لِأَهْلِ مَكَّةَ. (رواهما البخاري، ٢١٢٩)

''ایک اور روایت میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اہل مکہ کے لیے دعا کی، اور میں نے مدینہ منورہ کو حرم قرار دیا۔ جیسا ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا ہے، اور میں نے مدینہ کے پیمانے (صاع اور مد) کے لیے دعا کی جیسا ابراہیم علیہ السلام نے اہل مکہ کے لیے دعا کی تھی۔'' (ان دونوں روایات کو بخاری نے بیان کیا ہے)

٣٧٣٤ـ عَنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِنِّيْ حَرَّمْتُ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِيْنَةِ كَمَاحَرَّمَ إِبْرَاهِيْمُ مَكَّةَ قَالَ ثُمَّ كَانَ أَبُوْسَعِيْدٍ يَأْخُذُوَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ يَجِدُ أَحَدَنَافِيْ يَدِهِ الطَّيْرَ فَيَفُكُّهُ مِنْ يَدِهٖ ثُمَّ يُرْسِلُهُ. (رواه مسلم: ١٣٧٤)

''ابو سعید نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ میں نے مدینہ کی دو پہاڑیوں کے درمیانی مقام کو حرم قرار دے دیا ہے؟ جیسا ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرام قرار دیا ہے۔ راوی نے کہا: کہ ابو سعید پرندے کو پکڑتے۔ اور ابوبکر نے کہا: ہم میں سے کوئی پرندے کو اپنے ہاتھ میں پاتا تو اس کے ہاتھ سے وہ آزاد کر دیتے اور اسے چھوڑ دیتے۔''

شرح: ......ایک روایت میں آتا ہے نبی ﷺ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لقب دیا ہے، وہ قرآن پاک نے بھی دیا ہے:

﴿وَ اتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا﴾ (النسآء: ١٢٥)

''اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کو خلیل بنایا۔''

اور اپنے لیے نبی ﷺ نے خلیل کا لقب بیان نہیں کیا یہ کہا ہے میں بھی تیرا بندہ اور نبی ہوں حالانکہ آپ ﷺ خلیل ہیں، اس میں آپ کی عظمت، شان اور بلاغت بیان ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کے لیے یہ دعا کی تھی:

﴿فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَ ارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ﴾

(ابراهيم: ٣٧)

''لوگوں کے دل مائل کر دے اور انہیں پھلوں سے رزق دے تا کہ یہ شکر کریں۔''

نبی ﷺ نے بھی مدینہ کے اناج ماپنے کے پیمانے اور وزن کرنے کے آلے میں برکت کی دعا کی۔ یہ تو دنیا کے لیے دعا ہے اس سے بڑھ کر آخرت کے معاملہ کے لیے بھی دعا کی۔ (مرعاۃ: ۷/۳۴۴)

(٣٧٣٣) بخاری: ٢١٢٩۔ احمد: ١١٢٦٢.

(٣٧٣٤) مسلم: ١٣٧٤.

٣٧٣٥ــ عَنْ عَامِرِبْنِ سَعْدٍأَنَّ سَعْدًارَكِبَ إِلَى قَصْرِهِ بِالْعَقِيْقِ فَوَجَدَعَبْدًا يَقْطَعُ شَجَرًا أَوِيَخْبِطُهُ فَسَلَبَهُ فَلَمَّارَجَعَ سَعْدٌجَاءَهُ أَهْلُ الْعَبْدِفَكَلَّمُوْهُ أَنْ يَرُدَّعَلَى غُلَامِهِمْ أَوْعَلَيْهِمْ مَاأَخَذَمِنْ غُلَامِهِمْ فَقَالَ مَعَاذَاللهِ أَنْ أَرُدَّ شَيْئًا نَفَّلَنِيْهِ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَأَبَى أَنْ يَرُدَّ عَلَيْهِمْ . (رواه مسلم،١٣٦٤)

''عامر بن سعد بیان کرتے ہیں کہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ مقام عقیق میں اپنے محل کو جانے کے لیے روانہ ہوئے تو دیکھا کہ ایک غلام درخت کاٹ رہا تھا، یا اس کے پتے جھاڑ رہا تھا تو سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے اس کا سامان چھین لیا۔ جب سیدنا سعد رضی اللہ عنہ لوٹ کر مدینہ آئے تو غلام کے گھر والے ان کے پاس حاضر ہوئے، اور ان سے بات چیت کی، اور اپنے غلام سے چھینی گئی اشیا کو واپس کرنے کی درخواست کی۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: پناہ اللہ کی! کہ میں کوئی ایسی چیز واپس دے دوں جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے مال غنیمت قرار دیا ہے۔ چنانچہ کوئی چیز بھی واپس دینے سے صاف صاف انکار کر دیا۔'' (مسلم)

٣٧٣٦ــ عَنْ صَالِحٍ مَوْلَى التَّوْأَمَةِ عَنْ مَوْلًى لِسَعْدٍ أَنَّ سَعْداً وَجَدَعَبِيْداً مِنْ عَبِيْدِ الْمَدِيْنَةِ يَقْطَعُوْنَ مِنْ شَجَرِالْمَدِيْنَةِ فَأَخَذَ مَتَاعَهُمْ وَقَالَ يَعْنِي لِمَوَالِيْهِمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَنْهَى أَنْ يُقْطَعَ مِنْ شَجَرِالْمَدِيْنَةِ شَيْءٌ وَقَالَ مَنْ قَطَعَ مِنْهُ شَيْئاً فَلِمَنْ أَخَذَهُ سَلَبُهُ . (رواه أبوداود،٢٠٣٨)

''صالح مولی التوأمہ سے روایت ہے وہ سعد رضی اللہ عنہ کے ایک آزاد کردہ غلام سے بیان کرتا ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ نے مدینہ کے چند غلاموں کو مدینہ کے درخت کاٹتے دیکھا تو ان کا سامان چھین لیا اور ان کے مالکوں سے کہا: میں نے مدینہ کے کسی درخت کو کاٹنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ممانعت کرتے سنا ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مدینہ کا درخت، یا کوئی چیز کاٹے تو اس کا سامان جو مسلمان چھین لے۔ وہ اسی کا ہے۔'' (ابوداود)

٣٧٣٧ــ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِيْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ رَأَيْتُ سَعْدَبْنَ أَبِيْ وَقَّاصٍ أَخَذَرَجُلاً يَصِيْدُفِي حَرَمِ الْمَدِيْنَةِ الَّذِيْ حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَلَبَهُ ثِيَابَهُ فَجَاءَ مَوَالِيْهِ فَكَلَّمُوْهُ فِيْهِ فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَرَّمَ هٰذَا

''سلیمان بن ابو عبداللہ سے مروی ہے اس نے کہا: میں نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اس نے ایک آدمی کو مدینہ منورہ میں شکار کرتے پکڑا۔ اس کے کپڑے چھین لیے، اس کے مالک آئے انھوں نے سعد سے بات چیت کی تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کو حرم قرار دیا ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

(٣٧٣٥) مسلم: ١٣٦٤۔ ابوداؤد: ٢٠٣٨۔ احمد: ١٤٦٣.

(٣٧٣٦) ابوداؤد: ٢٠٣٨۔ صحیح، البانی: ١٧٩٢۔ مسلم: ١٣٦٤۔ احمد: ١٤٦٣.

(٣٧٣٧) ابوداؤد: ٢٠٣٧۔ صحیح، البانی: ١٧٩١۔ لکن قوله، یعید منکر والمحفوظ ما فی الحدیث التالی یقطعون، مسلم: ١٣٦٤۔ احمد: ١٤٦٣.

الْحَرَمَ وَقَالَ مَنْ أَخَذَ أَحَداً يَصِيْدُفِيْهِ فَلْيَسْلُبْهُ ثِيَابَهُ فَلاأَرُدُّ عَلَيْكُمْ طُعْمَةً أَطْعَمَنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَكِنْ إِنْ شِئْتُمْ دَفَعْتُ إِلَيْكُمْ ثَمَنَهُ. (رواه أبوداود'٢٠٣٧)

فرمایا: جوشخص اس میں شکاری کو شکار کرتے پائے تو اس کا سامان سلب کر لے۔لہٰذا میں وہ سامان تو واپس نہیں کروں گا۔ جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے دے دیا ہے، البتہ تم چاہو تو تمہیں اس کی قیمت ادا کر دیتا ہوں۔'' (ابوداود)

٣٧٣٨ـــ عَنْ عَدِيِّ بْنِ زَيْدٍقَالَ حَمَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلَّ نَاحِيَةٍ مِنَ الْمَدِيْنَةِ بَرِيْدًا بَرِيْداًلاَيُخْبَطُ شَجَرُهُ وَلاَ يَعْضُدُإِلَّامَا يُسَاقُ بِهِ الْجَمَلُ. (رواه أبوداود'٢٠٣٦)

''عدی بن زید روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ کی تمام اطراف کو بارہ بارہ میل تک حرم اور ممنوع قرار دیا ہے۔ اس کے درخت نہ کاٹے جائیں، اور نہ چھوٹے پودے کاٹے جائیں مگر وہ چیز جس سے انسان اپنے اونٹ کو ہانک لے جائے۔'' (ابوداود)

٣٧٣٩ـــ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَايُخْبَطُ وَلاَ يُعْضَدُ حِمَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلٰكِنْ يُهَشُّ هَشًّا رَفِيْقًا. (رواه أبوداود'٢٠٣٩)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری مخصوص چراگاہ سے نہ پتے جھاڑے جائیں، اور نہ ہی درخت کاٹے جائیں ، ہاں نرمی سے پتے جھاڑے جا سکتے ہیں۔'' (ابوداؤد)

شرح: ...... یہ احادیث اس بارے میں صریح دلیل ہیں کہ مدینہ کے حرم میں شکار کرنا اس کے درخت کاٹنا وغیرہ حرام ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اس کے مخالف ہیں لیکن حدیث اس قول کی تردید کرتی ہے اور اس میں یہ بھی دلالت ہے، جو اس کی مخالفت کرتے ہوئے حرم میں شکار کرتا ہے یا بلاضرورت درخت یا پھل کاٹتا ہے، اس کے کپڑے وغیرہ چھین لینا اور اسے یہ سزا دینا جائز ہے۔ (مرعاة: ٧/ ٣٤٦)

٣٧٤٠ـــ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ مَوْلَى الْمَهْرِيِّ أَنَّهُ أَصَابَهُمْ بِالْمَدِيْنَةِ جَهْدٌ وَشِدَّةٌ وَأَنَّهُ أَتَى أَبَاسَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ فَقَالَ لَهُ إِنِّيْ كَثِيْرُالْعِيَالِ وَقَدْأَصَابَتْنَا شِدَّةٌ فَأَرَدْتُ أَنْ أَنْقُلَ عِيَالِي إِلَى بَعْضِ الرِّيْفِ فَقَالَ أَبُوْسَعِيْدٍلاَتَفْعَلْ اِلْزَمِ الْمَدِيْنَةَ فَإِنَّاخَرَجْنَا مَعَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ

''ابوسعید مولیٰ المھری بیان کرتے ہیں کہ اس کے کنبہ کو مدینہ میں شدید قلت کا سامنا تھا۔ چنانچہ وہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، اور کہا میں کثیر العیال ہوں، اور ہمیں سخت تکلیف کا سامنا ہے، اور میں نے اپنے اہل وعیال کو سبزہ زار مقام میں منتقل کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ کام نہ کرو مدینہ کو لازم پکڑے رکھو۔ بات یہ ہے کہ ہم رسول اکرم ﷺ

(٣٧٣٨) ابوداؤد: ٢٠٣٦ـ ضعيف، البانى: ٤٤٢.

(٣٧٣٩) ابوداؤد: ٢٠٣٩ـ صحيح، البانى: ١٧٩٣ـ مسلم عن ابى سعيد نحوه: ١٣٦٢.

(٣٧٤٠) مسلم: ١٣٧٤ـ احمد: ١١٢٦٢.

أَظُنُّ أَنَّهُ قَالَ حَتّٰى قَدِمْنَا عُسْفَانَ فَأَقَامَ بِهَا لَيَالِيَ فَقَالَ النَّاسُ وَاللّٰهِ مَانَحْنُ هَاهُنَافِيْ شَيْءٍ وَإِنَّ عِيَالَنَا لَخُلُوْفٌ مَانَأْمَنُ عَلَيْهِمْ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ مَاهٰذَا الَّذِيْ بَلَغَنِي مِنْ حَدِيْثِكُمْ مَاأَدْرِيْ كَيْفَ قَالَ وَالَّذِيْ أَحْلِفُ بِهِ أَوْوَالَّذِيْ نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْهَمَمْتُ أَوْإِنْ شِئْتُمْ لاَأَدْرِي أَيَّتَهُمَا قَالَ لَآمُرَنَّ بِنَاقَتِي تُرْحَلُ ثُمَّ لاَ أَحُلُّ لَهَا عُقْدَةً حَتّٰى أَقْدَمَ الْمَدِيْنَةَ وَقَالَ اللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ فَجَعَلَهَا حَرَماً وَإِنِّي حَرَّمْتُ الْمَدِيْنَةَ حَرَامًا مَابَيْنَ مَأْزِمَيْهَا أَنْ لاَيُهْرَاقَ فِيْهَا دَمٌ وَّلاَ يُحْمَلَ فِيْهَا سِلاَحٌ لِقِتَالٍ وَّلاَ يُخْبَطَ فِيْهَا شَجَرَةٌ إِلَّالِعَلْفٍ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَافِيْ مَدِيْنَتِنَا اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَافِي صَاعِنَا اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَافِيْ مُدِّنَا اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَافِي صَاعِنَا اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَافِيْ مُدِّنَا اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَافِيْ مَدِيْنَتِنَا اللّٰهُمَّ اجْعَلْ مَعَ الْبَرَكَةِ بَرَكَتَيْنِ وَالَّذِيْ نَفْسِي بِيَدِهِ مَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ شِعْبٌ وَلاَنَقْبٌ إِلَّاعَلَيْهِ مَلَكَانِ يَحْرُسَانِهَا حَتّٰى تَقْدَمُوْا إِلَيْهَاثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ ارْتَحِلُوْا فَارْتَحَلْنَا فَأَقْبَلْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَوَالَّذِيْ نَحْلِفُ بِهِ أَوْ يُحْلَفُ بِهِ اَلشَّكُّ مِنْ حَمَّادٍ مَاوَضَعْنَا رِحَالَنَا حِيْنَ دَخَلْنَا الْمَدِيْنَةَ حَتّٰى أَغَارَ عَلَيْنَا بَنُوْعَبْدِاللّٰهِ بْنِ غَطْفَانَ وَمَا يَهِيْجُهُمْ قَبْلَ ذٰلِكَ شَيْءٌ. (رواہ مسلم،،١٣٧٤)

کے ساتھ نکلے یہاں تک کہ مقام عسفان پہنچ گئے، وہاں چند رات ٹھہرے رہے۔ لوگوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہم یہاں کوئی کام نہیں کررہے۔اور ہمارے اہل وعیال پیچھے اکیلے ہیں، اور ان کے متعلق ہم خطرہ محسوس کرتے ہیں۔ یہ باتیں رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تمہاری کیا باتیں ہیں جو مجھے پہنچی ہیں؟ میں نے ارادہ کیا ہے، یا فرمایا: اگر تم چاہو تو میں اپنی اونٹنی کو تیار کرنے کا حکم دوں، اور پھر مدینہ جانے تک اس کا پالان نہ کھولوں۔ یا اللہ! ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرم قرار دیا ہے، اور وہ حرام قرار پایا ہے۔اور میں مدینہ کی سرزمین کو جو دو گھاٹیوں کے درمیان ہے حرم قرار دیتا ہوں اس میں نہ خون بہایا جائے، نہ اس میں اسلحہ اٹھا کر قتال کیا جائے، اس کے درخت نہ کاٹے جائیں مگر جانوروں کے چارہ کے لیے۔ اے اللہ! ہمارے مدینہ میں برکت دے، ہمارے پیمانے (صاع) میں برکت نازل کر۔اے اللہ ہمارے مد (پیمانہ) میں برکت کر۔ اے اللہ! ہمارے مدینہ میں برکت ڈال۔ اور اے اللہ! ایک برکت کے ساتھ دو برکات نازل کر دے۔فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! مدینہ کی ہر گھاٹی اور گزرگاہ پر دو دو فرشتے موجود ہیں جو اس کا دفاع کرتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ تم واپس پہنچ جاؤ۔ پھر لوگوں کو کوچ کرنے کا حکم دیا، اور ہم لوگ چل کر مدینہ میں آئے۔قسم ہے اس ذات کی جس کی قسم کھائی جاتی ہے! یا ہم جس کی قسم کھاتے ہیں کہ ہم نے مدینہ میں داخل ہوکر اپنے کجاوے نہیں اتارے تھے کہ ہم پر غطفان قبائل نے حملہ کر دیا۔ اور ہمارے آنے سے پہلے ان کو جرات نہیں ہوئی تھی۔'' (مسلم)

۳۷٤۱ـ عَنْ عَامِرِبْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنِّي أُحَرِّمُ مَابَيْنَ لَا بَتَيِ الْمَدِيْنَةِ أَنْ يُقْطَعَ عِضَاهُهَاأَوْيُقْتَلَ صَيْدُهَا وَقَالَ الْمَدِيْنَةُ خَيْرٌلَهُمْ لَوْكَانُوْا يَعْلَمُوْنَ لَايَدَعُهَا أَحَدٌرَغْبَةً عَنْهَا إِلَّاأَبْدَلَ اللّٰهُ فِيْهَا مَنْ هُوَخَيْرٌمِنْهُ وَلَا يَثْبُتُ أَحَدٌعَلٰى لَأْ وَائِهَاوَجَهْدِهَا إِلَّاكُنْتُ لَهُ شَفِيْعاً أَوْشَهِيْداً يَوْمَ الْقِيَامَةِ . وَزَادَفِي الْحَدِيْثِ: وَلَايُرِيْدُأَحَدٌ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ بِسُوْءٍ إِلَّا أَذَابَهُ اللّٰهُ فِي النَّارِ ذَوْبَ الرَّصَاصِ أَوْذَوْبَ الْمِلْحِ فِي الْمَاءِ . (رواه مسلم،١٣٦٣)

''عامر بن سعد اپنے والد سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں مدینہ کی دو اطراف کی گھاٹیوں کے درمیان کوحرم قرار دیتا ہوں۔ اس کے درخت نہ کاٹے جائیں، اور نہ اس کا شکار مارا جائے۔ فرمایا: مدینہ اہل مدینہ کے لیے بہتر ہے، کاش! کہ لوگ جانتے ہوں۔ جوشخص بے رغبت ہوکر مدینہ چھوڑ جائے گا اللہ تعالیٰ اس سے بہتر کو لے آئے گا۔ جوشخص اس کی شدت اورمحنت برداشت کرنے پر ثابت قدم رہے گا، میں اس کی شفاعت بھی کروں گا، اور قیامت کے دن گواہ بھی بنوں گا۔ جوشخص اہل مدینہ کے ساتھ بدی کا اراد ہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو آگ میں اس طرح پگھلائے گا جیسے شیشے کو پگھلایا جاتا ہے یا جیسا پانی میں نمک پگھلتا ہے۔''

۳۷٤۲ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَدْعُو الرَّجُلُ ابْنَ عَمِّهِ وَقَرِيْبَهُ هَلُمَّ إِلَى الرَّخَاءِ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌلَهُمْ لَوْكَانُوْا يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَايَخْرُجُ مِنْهُمْ أَحَدٌ رَغْبَةً عَنْهَاإِلَّا أَخْلَفَ اللّٰهُ فِيْهَاخَيْرًا مِنْهُ اَلَّا إِنَّ الْمَدِيْنَةَ كَالْكِيْرِ تُخْرِجُ الْخَبِيْثَ لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَنْفِيَ الْمَدِيْنَةُ شِرَارَهَاكَمَا يَنْفِي الْكِيْرُخَبَثَ الْحَدِيْدِ . (رواه مسلم،١٣٨١)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک وقت آئے گا کہ کوئی آدمی اپنے قرابت دار یا اپنے چچا زاد کو بلائے گا کہ آؤ کسی فراخی کے دیس میں جائیں، اور فراخی کے علاقہ میں جاکر سکونت اختیار کریں، حالانکہ ان کے لیے مدینہ بہتر ہے کاش! کہ وہ جانتے ہوں۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کہ جو شخص مدینہ سے منہ پھیر کر جائے گا، اللہ تعالیٰ اس سے بہتر انسان کو مدینہ میں اس کی جگہ لے آئے گا۔ خبردار! مدینہ کے اندر بھٹی کی سی خصوصیت ہے کہ وہ میل اورگندی چیز کو نکال پھینکتا ہے۔ قیامت قائم ہونے سے پہلے مدینہ شریر لوگوں کو نکال دے گا جیسا بھٹی لوہے کی میل کو نکال دیتی ہے۔

۳۷٤۳ـ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے

(۳۷٤۱) مسلم: ۱۳٦۳ـ احمد: ۱٦۰۹.
(۳۷٤۲) مسلم: ۱۳۸۱ـ بخاری: ۱۸۷۱ـ احمد: ۹۳۷۸ـ مؤطا: ۱٦٤۰.
(۳۷٤۳) احمد: ۱٤۸۰۳ـ رجاله رجال الصحيح، هيثمى: ۵۸۲۲.

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ أَخَافَ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ فَقَدْ أَخَافَ مَابَيْنَ جَنْبَيَّ. (رواه أحمد،١٤٨٠٣)

سنا: جس نے اہل مدینہ کو خوف زدہ کیا اس نے میرے دو پہلوؤں کے درمیانی حصے کو خوفزدہ کیا۔''

٣٧٤٤ـ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، رَفَعَهُ: اللّٰهُمَّ مَنْ ظَلَمَ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ وَأَخَافَهُمْ فَأَخِفْهُ، وَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ، لاَ يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلاَ عَدْلٌ. (رواه الطبراني في الأوسط و الكبير)

''سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے بد دعا فرمائی: یا اللہ! جس نے اہل مدینہ پر ظلم کیا اور ان کو خوف زدہ کیا پس تو اس پر خوف مسلط کر دے اور اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ نہ اس کا فرض قبول کیا جائے گا اور نہ ہی نفل۔'' (الاوسط اور الکبیر)

٣٧٤٥ـ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ النَّبِيَّ ﷺ فَبَايَعَهُ عَلَى الإِسْلاَمِ فَجَاءَ مِنَ الْغَدِ مَحْمُوْماً فَقَالَ أَقِلْنِيْ فَأَبٰى ثَلاَثَ مِرَارٍ فَقَالَ الْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ تَنْفِي خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طَيِّبُهَا. (رواه البخاري،١٨٨٣)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی رسول اکرم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے اسلام پر بیعت کی۔ پھر وہ دوسرے دن حاضر ہوا تو اس کو شدید بخار ہو رہا تھا۔ اس نے کہا: میری بیعت منسوخ کر دو! آپ ﷺ نے انکار کر دیا۔ وہ پھر حاضر ہوا اور کہا: میری بیعت واپس کر دو، تو آپ ﷺ نے پھر انکار کر دیا، تین بار ایسا ہوا، پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مدینہ کی مثال بھٹی کی مانند ہے جو میل دور کرتی اور اصل چیز کو صاف کر دیتی ہے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

٣٧٤٦ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَأْكُلُ الْقُرَى يَقُوْلُوْنَ يَثْرِبُ وَهِيَ الْمَدِيْنَةُ تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ. (رواه البخاري،١٨٧١)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس بستی میں رہنے کا مجھے حکم دیا گیا جو دوسری تمام بستیوں کو کھا جائے گی جس کو لوگ یثرب کہتے ہیں، وہ برے لوگوں کو اس طرح نکال پھینکتی جیسے بھٹی لوہے کی میل کو دور کر دیتی ہے۔''

٣٧٤٧ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَمُوْتَ بِالْمَدِيْنَةِ

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جو مدینہ میں فوت ہو سکے تو ضرور اس میں فوت ہو کیونکہ جو اس

(٣٧٤٤) طبرانی اوسط، کبیر رجاله رجال الصحيح: ٥٨٣٣.

(٣٧٤٥) بخاری: ١٨٨٣ـ مسلم: ١٣٨٣ـ ترمذی: ٣٩٢٠ـ نسائی: ٤١٨٥ـ احمد: ١٤٨١١ـ مؤطا: ١٦٣٩.

(٣٧٤٦) بخاری: ١٨٧١ـ مسلم: ١٣٨٢ـ احمد: ٩٣٧٨ـ مؤطا: ١٦٤٠.

(٣٧٤٧) ترمذی: ٣٩١٧ـ صحيح، البانی: ٣٠٧٦ـ ابن ماجه: ٣١١٢ـ احمد: ٥٧٨٤.

فَلْيَمُتْ بِهَا فَإِنِّي أَشْفَعُ لِمَنْ يَّمُوْتُ بِهَا.
(رواه الترمذي ٣٩٧)

میں فوت ہوگا میں اس کی شفاعت کروں گا۔'' (الترمذی)

٣٧٤٨ـ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَّحْيَ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسًا وَقَبْرٌ يُحْفَرُ بِالْمَدِيْنَةِ فَاطَّلَعَ رَجُلٌ فِي الْقَبْرِ فَقَالَ بِئْسَ مَضْجَعُ الْمُؤْمِنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِئْسَ مَاقُلْتَ فَقَالَ الرَّجُلُ إِنِّي لَمْ أُرِدْ هٰذَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِنَّمَا أَرَدْتُ الْقَتْلَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَامِثْلَ لِلْقَتْلِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ مَاعَلَى الْأَرْضِ بُقْعَةٌ هِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَكُوْنَ قَبْرِي بِهَا مِنْهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ يَعْنِي الْمَدِيْنَةَ. (رواه مالك ١٠٠٥)

''یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ بیٹھے تھے اور مدینہ میں ایک قبر کھودی جارہی تھی۔ تو ایک آدمی نے قبر میں دیکھ کر کہا: یہ مومن کی بدترین لیٹنے کی جگہ ہے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے بہت بری بات کہہ دی ہے۔ اس نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میرا یہ ارادہ نہیں ہے، بلکہ میرا مقصد قتل فی سبیل اللہ ہے۔ فرمایا: فی سبیل اللہ قتل ہونا بھی اس جیسا نہیں ہے، ساری زمین پر دوسری کوئی جگہ نہیں جس میں میری قبر کا ہونا مجھے مدینہ سے زیادہ پسند ہو تین بار یہ ارشاد فرمایا۔'' (امام مالک)

٣٧٤٩ـ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِي فِي بَلَدِ رَسُوْلِكَ ﷺ. (رواه البخاري ١٨٩٠)

''زید بن اسلم رحمہ اللہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دعا کی: یا اللہ! مجھے اپنے راستے میں شہادت عطا کر اور میری موت اپنے رسول کے شہر میں کردے۔'' (بخاری)

٣٧٥٠ـ وفي رواية: قَالَتْ حَفْصَةُ: أَنّٰى يَكُوْنُ هٰذَا؟ قَالَ: يَأْتِيْنِي بِهِ اللّٰهُ إِنْ شَاءَ.

''ایک روایت میں ہے کہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا: یہ کب ہو سکتا ہے؟ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر اللہ نے چاہا تو شہادت کو میرے پاس لے آئے گا۔''

شرح: ......ثابت ہوا مدینہ سے نکلنا اور بلا وجہ اسے خیر باد کہنا درست نہیں۔ یعنی اس لیے جانا کہ اس سے باہر دولت یا خوشحالی زیادہ ہے یا دنیاوی فوائد کثرت سے ہیں، یہ مناسب نہیں، جہاد یا تبلیغ دین کے لیے تو اجازت ہے۔

مدینہ اس لیے بہتر ہے کہ اس میں دجال اور طاعون نہیں آئیں گے، یہ وحی کا مرکز ہے، یہاں دنیوی اور دینی برکات ہیں۔ یہاں مسجد نبوی ہے، یہ چیزیں اور جگہ نہیں۔

(٣٧٤٨) مؤطا: ١٠٠٥.
(٣٧٤٩) بخاری: ١٨٩٠.

۲۔ اصل میں اس دیہاتی نے جس کا نام قیس بن ابی حازم منقری بتایا جاتا ہے، اس نے بیعت کے وقت یہ عہد بھی کیا تھا کہ یہاں مدینہ میں آپ ﷺ کے ساتھ رہوں گا، اب اس عہد کی پاسداری نہ کرتے ہوئے بیعت توڑنے آتا ہے اور مدینہ سے بے رغبتی کے ساتھ جانا چاہتا ہے، اس لیے آپ ﷺ نے پھونکنی کے ساتھ مثال دی کہ جس طرح یہ کھرا اور کھوٹا لوہا علیحدہ کر دیتی ہے، اسی طرح یہ مدینہ بھی خبث العمل اور اچھی نیت والے کو ممتاز کر دیتا ہے، اچھا یہاں رہے گا اور برا چلا جائے گا۔

۳۔ مدینہ منورہ کو یہ شرف بھی حاصل ہے اس کے باسیوں کے خلاف جو بھی برا ارادہ کرے گا وہ پگھل جائے گا، اس کا نام ونشان مٹ جائے گا۔

۴۔ یہ بھی ثابت ہوا مدینہ کو لازم پکڑیں اور کوشش کریں کہ موت یہاں ہی واقع ہو، اصل تو اللہ ہی جانتا ہے، موت کی جگہ کہاں ہے، بہرصورت مدینہ کو لازم پکڑنے کی تاکید ہے، بلکہ ایک لحاظ سے یہاں مرنے کو شہادت کی موت پر ترجیح ہے، کیونکہ موت کی صورت میں نبی ﷺ کی سفارش کی سعادت بھی حاصل ہوگی۔ یہ یاد رہے کہ یہ تمام فضائل تب ہیں، جب یہاں رہ کر ایمان ہو اور نیک عمل ہو شرک نہ ہو۔ اسی عظمت کے پیش نظر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مدینہ میں موت مانگتے اور شہادت طلب کرتے تھے۔

مدینہ امن کا گہوارہ تھا، اور یہاں کوئی امکان نہ تھا کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جیسے انصاف پرور خلیفہ کو کوئی نقصان پہنچائے گا مگر یہ سیاہ بختی ابولؤلؤ مجوسی کے نصیب میں تھی اس نے نمازِ فجر کے دوران محبوب عوام خلیفہ کو شہید کر دیا، مدینہ میں شہادت کی موت اور مجوسی کے ہاتھوں شہادت ہوئی۔ (مرعاۃ: ۷/ ۳۳۰)

۳۷۵۱ــــ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ وَهِيَ وَبِيْئَةٌ ذُكِرَأَنَّ الْحُمَّى صَرَعَتْهُمْ فَمَرِضَ أَبُوْبَكْرٍ وَكَانَ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمّٰى يَقُوْلُ:

كُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِيْ أَهْلِهِ
وَالْمَوْتُ أَدْنٰى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ

قَالَتْ: وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمّٰى يَقُوْلُ:

أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبِيْتَنَّ لَيْلَةً
بِوَادٍ وَحَوْلِي إِذْخِرٌ وَ جَلِيْلُ
وَهَلْ أَرِدَنَ يَوْمًا مِيَاهَ مِجَنَّةً

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو وہ وبا آلود تھا، لوگ کہتے تھے کہ انہیں بخار نے گرا دیا ہے، تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بیمار ہوگئے اور جب انہیں بخار ہو جاتا تو یوں کہتے: ہر آدمی اپنے اہل وعیال میں صبح کرنے والا ہوتا ہے۔ اور موت اس کے جوتے کے تسمہ سے قریب آچکی ہوتی ہے۔ اور بلال رضی اللہ عنہ کو جب بخار ہو جاتا تو وہ یوں کہتے: ہائے افسوس! کہ مجھے معلوم ہوگا کہ میں ایک رات میں اسی جگہ ٹھہروں گا جہاں میرے اردگرد اذخر اور جلیل گھاس ہو۔ اور کیا میں مجنہ کے پانی پر اتروں گا؟ اور اور کیا شامہ اور طفیل کی پہاڑیاں میرے سامنے آئیں گی۔ بلال یہ بددعا بھی

وَهَـلْ يَبْـدُوْنَ لِـيْ شَـامَةٌ وَطَـفِيْـلُ
اللّٰهُمَّ الْعَنْ عُتْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ وَشَيْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ وَأُمَيَّةَ بْـنَ خَـلَفٍ كَـمَـاأَخْـرَجُوْنَا مِنْ مَكَّةَ فَلَمَّا رَأٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَالَقُوْا قَالَ اللّٰهُمَّ حَبِّـبْ إِلَيْـنَـا الْـمَـدِيْـنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَأَوْ أَشَدَّ اَلـلّٰهُـمَّ صَـحِّـحْـهَـا وَبَـارِكْ لَنَافِي صَاعِهَا وَمُـدِّهَـا وَانْـقُـلْ حُمَّاهَا إِلَى الْجُحْفَةِ قَالَ فَكَـانَ الْـمَـوْلُوْدُ يُوْلَدُ بِالْجُحْفَةِ فَمَا يَبْلُغُ الْـحُـلُـمَ حَتّٰـى تَـصْـرَعَـهُ الْحُمَّى . (رواه أحمد'٢٥٧٠٨)

کرتے : یا اللہ! عتبہ بن ربیعہ،شیبہ بن ربیعہ اور امیہ بن خلف پر لعنت فرما جیسا کہ انھوں نے ہمیں مکہ سے نکالا۔ جب نبی ﷺ کو معلوم ہوا کہ انہیں کیسی تکلیف پہنچی ہے؟ تو آپ ﷺ نے دعا کی: یا اللہ! مدینہ کو ہمارے لیے اسی طرح محبوب کر دے جیسا تو نے مکہ کو ہمارے لیے محبوب بنایا ہے یا اس سے بھی زیادہ محبوب بنا دے ۔اے اللہ اس کو صحت مند جگہ بنا دے۔ اورمبارک کر دے ہمارے لیے مدینہ کے مد اور اس کے صاع کو اور اس کے بخار کو مقام جحفہ میں منتقل کر دے۔'' راوی نے کہا: پھر جحفہ میں جو بھی بچہ پیدا ہوتا بالغ ہونے سے پہلے پہلے بخار ضرور اسے ایک مرتبہ پچھاڑ تا۔(احمد)

٣٧٥٢ــــــ وفـي رواية:زَادَبِلاَلٌ بَـعْـدَ الْبَيْتَيْـنِ ، اللّٰهُمَّ الْعَنْ شَيْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ وَعُتْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ وَأُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ كَمَا أَخْرَجُوْنَامِنْ أَرْضِـنَـاإِلَـى أَرْضِ الْـوَبَـاءِ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ الـلّٰـهِ ﷺ الـلّٰهُـمَّ حَبِّـبْ إِلَيْـنَـا الْـمَدِيْنَةَ كَـحُبِّـنَـامَـكَّةَ أَوْ أَشَـدَّ الـلّٰهُـمَّ بَارِكْ لَنَافِيْ صَـاعِـنَـا وَفِـي مُـدِّنَا وَصَحِّحْهَا لَنَا وَانْقُلْ حُـمَّاهَا إِلَى الْجُحْفَةِ قَالَتْ وَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ وَهِـيَ أَوْبَـأُأَرْضِ الـلّٰهِ قَالَتْ فَكَانَ بُطْحَانُ يَـجْـرِيْ نَـجْلاً تَـعْـنِي مَـاءً آجِناً . (رواه البخاري'١٨٨٩)

''اور ایک روایت ہے کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے مزید یہ بھی کہا: یا اللہ! تو شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ اور امیہ بن خلف کو لعنت کر جیسے انہوں نے ہماری زمین سے نکال کر ہمیں وبا والی زمین میں جانے پر مجبور کیا ہے۔ پھر نبی علیہ السلام نے دعا کی : اے اللہ! ہماری طرف مدینہ محبوب کر دے جیسا کہ ہمیں مکہ محبوب ہے یا اس سے بھی زیادہ محبوب بنا دے ۔ یا اللہ! ہمارے صاع اور مد (پیمانے) میں برکت فرما اور ہمارے لیے مدینہ کو صحت مند کر دے اور اس کا بخار مقام جحفہ پر لے جا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: جب ہم مدینہ آئے تھے تو یہ اللہ کی زمینوں میں سے سب سے زیادہ وبا والی تھی (کیونکہ) یہاں بطحان نامی ایک نالہ تھا جس سے تھوڑا تھوڑا بدبودار پانی بہا کرتا تھا۔

شـرح: ......ا۔ ایک اعتراض ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے وبا والی زمین میں جانے سے منع کیا ہے اور باوجود علم ہونے کے مدینہ وبائی شہر ہے، آپ وہاں کیوں تشریف لے گئے۔

(٣٧٥١) احمد: ٢٥٧٠٨۔ بخاری: ١٨٨٩۔ مسلم: ١٣٧٦۔ مؤطا: ١٦٤٨.

(٣٧٥٢) بخاری: ١٨٨٩۔ مسلم: ١٣٧٦۔ مؤطا: ١٦٤٨.

اس کا جواب یہ ہے کہ جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس وقت تک وبا والی زمین میں جانے پر پابندی ابھی نہیں لگی تھی، دوسری بات یہ ہے کہ مدینہ میں پانی لاگ تھی، یہ پابندی وہاں جانے پر ہے، جہاں طاعون وغیرہ ہو، یہاں طاعون نہ تھی۔

۲۔ نبی اکرم ﷺ کو جب علم ہوا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ کی صحت افزا ہواؤں اور اس کی شفاف فضاؤں اور اس کے سبز پوش پہاڑوں اور اس کے پودوں کی لطافت اور اس کی ہواؤں کی نفاست کو یاد کرتے ہیں تو دعا فرمائی کہ اللہ! مدینہ مکہ سے بھی زیادہ محبوب بنا دے اور یہ قبول ہوئی۔

۳۔ اور آپ نے جحفہ والوں کے اندر وبا منتقل ہونے کی دعا کی جو بھی وہاں سے گزرتا، یا پرندہ کچھ کھا لیتا تو وہ بیمار ہو جاتا۔ جحفہ والوں کے لیے بددعا اس لیے کی تھی اس وقت وہاں دشمنان اسلام رہتے تھے۔ یہودی وہاں رہائش رکھتے تھے، اب تو یہ مسلمانوں کے زیر اثر ہے، وبا نہیں رہی۔

۴۔ اس سے نبی اکرم ﷺ کا معجزہ بھی نمایاں ہوا۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ کافروں کو بیماریوں اور ہلاکتوں کی بددعا دی جا سکتی ہے اور مسلمانوں کے لیے شدائد کی دوری اور صحت کی دعا کی جائے تو جائز ہے۔ (مرعاۃ: ۷/ ۳۴۹)

۳۷۵۳۔ وَعَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ وَكَانَ عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَدْ رَأَيْتُ الْمَوْتَ قَبْلَ ذَوْقِهِ إِنَّ الْجَبَانَ حَتْفُهُ مِنْ فَوْقِهِ. (رواه مالك، ١٦٣٨)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ عامر بن فہیرہ یہ شعر کہا کرتے تھے: ''میں نے موت کو چکھنے سے پہلے ہی دیکھ لیا ہے، بیشک بزدل کی موت اوپر سے آتی ہے۔'' (مالک)

٣٧٥٤ـــ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِيْنَةِ ضِعْفَيْ مَا جَعَلْتَ بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَةِ. (رواه البخاري، ١٨٨٥)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا فرمائی: اے اللہ! مکہ میں جو برکت تو نے رکھی ہے اس سے دوگنی مدینہ میں برکت نازل کر دے۔

٣٧٥٥ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ إِذَا رَأَوْا أَوَّلَ الثَّمَرِ جَاءُوْا بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَإِذَا أَخَذَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي ثَمَرِنَا وَبَارِكْ فِي مَدِيْنَتِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مُدِّنَا اللّٰهُمَّ إِنَّ

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: لوگ جب موسم کا پہلا پھل پک کر تیار دیکھتے تو نبی کریم ﷺ کے پاس لے آتے، آپ ﷺ اس کو ہاتھ میں لے کر فرماتے: یا اللہ! ہمارے پھل میں، ہمارے مدینہ، ہمارے صاع اور مد (پیمانے) میں برکت ڈال دے، اے اللہ! ابراہیم علیہ السلام تیرا خلیل اور تیرا بندہ تھا اور میں

(٣٧٥٣) مؤطا: ١٦٤٨.
(٣٧٥٤) بخاری: ١٨٨٥ـ مسلم: ١٣٣٩ـ احمد: ١٢٠٤٤.
(٣٧٥٥) بخاری: ١٨٨٠ـ مسلم: ١٣٧٩ـ احمد: ٩٨٩٥ـ مؤطا: ١٦٤٩.

إِبْــرَاهِيْــمَ عَبْـدُكَ وَخَـلِيْلُكَ وَنَبِيُّكَ وَإِنِّي عَبْـدُكَ وَنَبِيُّكَ وَإِنَّــهُ دَعَــاكَ لِـمَكَّةَ وَإِنِّي أَدْعُوْكَ لِلْمَدِيْنَةِ بِمِثْلِ مَادَعَاكَ لِمَكَّةَ وَمِثْلِهِ مَـعَـهُ قَـالَ ثُـمَّ يَدْعُوْ أَصْغَرَ وَلِيْدٍ لَهُ فَيُعْطِيْهِ ذٰلِكَ الثَّمَرَ . (رواه مسلم‘١٣٧٣)

بھی تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں انھوں نے تجھ سے مکہ کے لیے دعا کی تھی اور میں تجھ سے مدینہ کے لیے دعاء کرتا ہوں اور جیسی دعا انہوں نے مکہ کے لیے کی ہے اس جیسی اور اس کے ساتھ اس کی مثل دعا میں مدینہ کے لیے کرتا ہوں ۔اس کے بعد کوئی چھوٹا بچہ بلاتے اور وہ پھل اس کو دے دیتے تھے۔'' (مسلم)

٣٧٥٦۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَـالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَـلَـى أَنْقَابِ الْمَدِيْنَةِ مَلَائِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُوْنُ وَلَا الدَّجَّالُ . (رواه البخاري‘١٨٨٠)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مدینہ کے راستوں پر ملائکہ موجود ہیں نہ اس میں طاعون داخل ہوگا اور نہ دجال داخل ہوگا۔'' (بخاری)

٣٧٥٧۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ يَـأْتِي الْمَسِيْحُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ هِمَّتُهُ الْـمَـدِيْـنَةُ حَتّٰـى يَـنْزِلَ دُبُرَ أُحُدٍ ثُمَّ تَصْرِفُ الْـمَلَائِـكَةُ وَجْهَــهُ قِبَلَ الشَّـامِ وَهُنَـالِكَ يَهْلِكُ . (رواه مسلم‘١٣٨٠)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسیح الدجال مشرق کی طرف سے آ کر مدینہ میں داخل ہونے کے ارادہ سے اُحد کے پیچھے اترے گا، پھر ملائکہ اس کے منہ کو شام کی طرف پھیر دیں گے اور وہاں جا کر ہلاک ہوگا۔'' (مسلم)

٣٧٥٨۔ عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ الـنَّبِيِّ ﷺ قَـالَ لَا يَـدْخُـلُ الْـمَدِيْنَةَ رُعْبُ الْـمَسِيْـحِ الـدَّجَّالِ لَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ عَلٰى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ . (رواه البخاري‘ ١٨٧٩)

''سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسیح الدجال کا خوف مدینہ میں داخل نہ ہوگا اس وقت)یعنی خروج دجال کے وقت) اس کے سات دروازے ہوں گے اور ہر دروازے پر دو فرشتے موجود ہوں گے۔'' (بخاری رحمۃ اللہ علیہ)

٣٧٥٩۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَـالَ لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ إِلَّا سَيَطَؤُهُ الـدَّجَّـالُ إِلَّا مَـكَّةَ وَالْـمَدِيْنَةَ لَيْـسَ لَـهُ مِنْ نِـقَـابِهَـا نَـقْبٌ إِلَّا عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ صَافِّيْنَ

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں کوئی شہر مگر دجال اس میں داخل ہوجائے گا سوائے مکہ اور مدینہ کے ان کے ہر راستے پر صفیں بنا کر فرشتے موجود ہوں گے اور ان کی حفاظت کریں گے۔ پھر مدینہ میں تین بار زلزلہ آئے

(٣٧٥٦) بخاری: ١٨٨٠۔ مسلم: ١٣٧٩۔ احمد: ٩٨٩٥۔ مؤطا: ١٦٤٩.

(٣٧٥٧) مسلم: ١٣٨٠۔ احمد: ٩٥٨١.

(٣٧٥٨) بخاری: ١٨٧٩۔ احمد: ١٩٩٩٧.

(٣٧٥٩) بخاری: ١٨٨١۔ مسلم: ٢٩٤٣۔ ترمذی: ٢٢٤٢۔ احمد: ١٣٥٣٥.

يَخْرُسُوْنَهَا ثُمَّ تَرْجُفُ الْمَدِيْنَةُ بِأَهْلِهَا ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ فَيُخْرِجُ اللّٰهُ كُلَّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ. (رواه البخاري' ١٨٨١)

گا اور ہر کافر ومنافق دجال کی طرف نکل کھڑا ہوگا۔'' (بخاری)

٣٧٦٠ـ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ' غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَيَأْتِي سِبْخَةَ الْجُرُفِ فَيَضْرِبُ رِوَاقَهُ وَقَالَ فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ كُلُّ مُنَافِقٍ وَمُنَافِقَةٍ. (رواه مسلم' ٢٩٤٣)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے پچھلی حدیث کی طرح ہی دجال کا تذکرہ کیا، مزید یہ فرمایا: کہ وہ مقام جرف کی شوریلی زمین پر آ کر اپنا ڈیرہ جمائے گا اور ہر منافق مرد وعورت نکل کر اس کے پاس چلی جائے گی۔'' (مسلم)

٣٧٦١ـ عَنْ جَابِرٍ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَاأَهْلَ الْمَدِيْنَةِ اذْكُرُوْا يَوْمَ الْخَلَاصِ، قَالُوْا:وَمَا يَوْمُ الْخَلَاصِ؟ قَالَ: يُقْبِلُ الدَّجَّالُ حَتّٰى يَنْزِلَ بِذُبَابٍ فَلَا يَبْقٰى فِي الْمَدِيْنَةِ مُشْرِكٌ وَلَامُشْرِكَةٌ وَلَا كَافِرٌوَلَا كَافِرَةٌ وَلَامُنَافِقٌ وَلَا مُنَافِقَةٌ وَلَافَاسِقٌ وَلَا فَاسِقَةٌ إِلَّاخَرَجَ إِلَيْهِ، وَيُخْلِصُ الْمُؤْمِنُوْنَ، فَذٰلِكَ يَوْمُ الْخَلَاصِ. (للأوسط' ٢١٨٦)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے مدینہ والو! یوم الخلاص کو یاد کرو، سوال کیا گیا: یوم الخلاص کون سا دن ہے؟ فرمایا: دجال آئے گا اور مقام ذباب پر ٹھہرے گا تو مدینہ کا ہر مشرک اور مشرک عورت' کافر مرد' اور کافر عورت' منافق مرد اور منافق عورت نکل کر اسکے پاس چلے جائیں گے اور اہل ایمان خلاصی پائیں گے، یہی دن یوم الخلاص یعنی خلاصی کا دن ہے۔'' (اوسط)

٣٧٦٢ـ وزاد أحمد: وَأَكْثَرُ مَنْ يَّخْرُجُ إِلَيْهِ النِّسَاءُ. (رواه أحمد' ٥٣٣٠)

''احمد نے یہ اضافہ بیان کیا ہے ۔دجال کی طرف زیادہ تر عورتیں نکل کر جائیں گی۔'' (احمد)

٣٧٦٣ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَبْلُغُ الْمَسَاكِنُ إِهَابَ أَوْيَهَابَ قَالَ زُهَيْرٌقُلْتُ لِسُهَيْلٍ فَكَمْ ذٰلِكَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ قَالَ كَذَا وَكَذَا مِيْلاً. (رواه مسلم' ٢٩٠٣)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: مدینہ کے مکانات مقام اہاب یا یہاب تک پہنچ جائیں گے۔ زہیر نے کہا: میں نے سہیل سے سوال کیا: وہ جگہ مدینہ سے کس قدر دور ہے؟ اس نے کہا: اتنے اور اتنے میل۔'' (مسلم)

شــرح: ......ا۔ اللہ تعالیٰ نے مکہ اور مدینہ کو یہ شرف بخشا ہے کہ ان میں طاعون اور دجال داخل نہیں ہوگا، کیونکہ

(٣٧٦٠) مسلم: ٢٩٤٣۔ بخاری: ٧٤٧٣۔ احمد: ١٣٥٣٥.

(٣٧٦١) طبرانی اوسط: ٢١٨٦۔ ہیثمی: ٥٨٣٠.

(٣٧٦٢) احمد: ٥٣٣٠۔ فی الصحیح طرف منه، بخاری: ٧١٢٣۔ مسلم: ٢٩٢١۔ ترمذی: ٢٢٣٦۔ ابوداؤد: ٤٧٥٧.

(٣٧٦٣) مسلم: ٢٩٠٣.

خصوصاً مدینہ کی راہوں پر اللہ تعالیٰ نے فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جو دجال اور طاعون کو داخل نہیں ہونے دیتے۔ بعض لوگوں نے کہا ہے: ۷۴۹ ہجری میں مکہ میں طاعون آئی تھی مگر یہ بات غلط ہے۔

۲۔ طاعون، فاعول کے وزن پر ہے۔ یہ ایک ایسا ورم ہے جو ہیجان خون سے پیدا ہوتا ہے یا پھر کسی عضو پر خون گرتا ہے اور اسے خراب کرتا ہے، جس کی وجہ سے زہریلا پھوڑا سا کمر کے قریب نکلتا ہے جو گلٹی نما ہوتا ہے اور انسان مر جاتا ہے، ایک طاعون کی قسم جنی ہے کہ جن طعنہ سا مارتا ہے جو طاعون کی شکل اختیار کر جاتا ہے۔

۳۔ ایک اعتراض پیدا ہوتا ہے اگر یہ طاعون جنی ہو تو پھر رمضان میں طاعون کیوں واقع ہوتی ہے، اس وقت تو جن جکڑے ہوتے ہیں۔

اس کا حل یہ ہے کہ ایک صورت یہ ہے کہ یہ رمضان سے پہلے ہی طعن کر لیتے ہیں اور اس کے اثرات بعد میں نمایاں ہوتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ صرف سرکش شیطان جکڑے جاتے ہیں عام شیاطین کھلے ہی ہوتے ہیں۔

۴۔ ایک مشکل سا سوال اور سامنے آتا ہے کہ حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ طاعون ہر مومن کی شہادت کی موت ہے، تو پھر اسے مدینہ سے کیوں روکا گیا ہے۔

اس کا حل یہ ہے کہ حدیث میں بذات خود طاعون کی طرف نہیں اس کے اثر سے جو ایک مسلمان کو درجہ ملتا ہے اس کی تعریف ہے، لہٰذا طاعون کوئی قابل تعریف چیز نہیں جسے مدینہ میں آنے دیا جائے۔ اس لیے طاعون اور دجال کو نبی اکرم ﷺ کی دعا سے مدینہ کو ان سے محفوظ رکھا ہے۔

۵۔ دجال چالیس دنوں میں جن میں ایک سال کے برابر، پھر ایک ماہ کے برابر، پھر ایک ہفتہ کے برابر، پھر عام دنوں کے برابر ایام ہوں گے۔ ان میں ساری روئے زمین پر گردش کرے گا، پھر مکہ کی طرف آئے گا، فرشتے اسے ہانک دیں گے پھر مدینہ کی طرف آئے گا وہاں بھی فرشتے روکیں گے، اندر نہ آنے دیں گے، آخر باب لُد کے نزدیک مارا جائے گا۔

جب یہ مدینہ کے قریب آئے گا تو اس کی آمد کی علامت کے طور پر تین بار سرزمین مدینہ پر زلزلہ برپا ہوگا، ویسے تو وہاں اس کا کوئی خوف اور ڈر محسوس نہ ہوگا۔ یہ زلزلہ دیکھ کر جو دل میں نفاق چھپائے گا وہ سب مدینہ سے نکل کر اس کے ساتھ ہو جائیں گے، سارا مدینہ ان بدقماش لوگوں سے صاف ہوگا۔

آج کل تیز رفتار سواریاں جو منٹوں میں میلوں سفر کر جاتی ہیں ان کی روشنی میں دیکھیں تو دجال کا اتنی کم مدت میں ساری زمین پر پھر جانا بعید نہیں۔

اللہ اکبر! مدینہ منورہ کی شان دیکھیں اور پیغمبر ﷺ کی سچ گوئی کی آن دیکھیں مدینہ دجال اور طاعون کی پریشانی سے امن میں رہے گا۔ (مرعاۃ: ۷/۳۶۴)

٣٧٦٤ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ آخِرُ قَرْيَةٍ مِنْ قُرَى الإِسْلاَمِ خَرَاباً الْمَدِيْنَةُ . (رواه الترمذي'٣٩١٩)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلامی بستیوں میں سے آخری بستی جو ویران ہو گی وہ مدینہ منورہ ہے۔'' (ترمذی)

٣٧٦٥ـــ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ أَنَّ أَبَاهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ يَتْرُكُوْنَ الْمَدِيْنَةَ عَلَى خَيْرِ مَا كَانَتْ لاَيَغْشَاهَا إِلاَّ الْعَوَافُ يُرِيْدُعَوَافِي السِّبَاعِ وَالطَّيْرِوَآخِرُمَنْ يُحْشَرُرَاعِيَانِ مِنْ مُزَيْنَةَ يُرِيْدُ الْمَدِيْنَةَ يَنْعِقَانِ بِغَنَمِهِمَا فَيَجِدَانِهَا وَحْشاً حَتّٰى إِذَا بَلَغَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ خَرَّا عَلٰى وَجُوْهِهِمَا . (رواه البخاري'١٨٧٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: لوگ مدینہ کو چھوڑ کر جائیں گے تو اس وقت وہ بہت عمدہ حالت میں ہوگا۔ مدینہ میں وحشی حیوان یعنی درندے اور پرندے آتے جاتے ہوں گے۔ سب سے آخر میں مدینہ کا رخ کرنے والے دو چرواہے قبیلہ مزینہ کے ہوں گے، وہ مدینہ کی طرف اپنی بکریاں ہانک کر لائیں گے۔ اور وہ مدینہ منورہ کو وحشی جانوروں سے معمور پائیں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ ثنیۃ الوداع پہنچیں گے تو وہ دونوں منہ کے بل گر پڑیں گے۔'' (بخاری)

٣٧٦٦ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَتَتْرُكُنَّ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى أَحْسَنِ مَا كَانَتْ حَتّٰى يَدْخُلَ الْكَلْبُ أَوِ الذِّئْبُ فَيُغَذِّي عَلٰى بَعْضِ سَوَارِي الْمَسْجِدِ أَوْعَلٰى الْمِنْبَرِفَقَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَلِمَنْ تَكُوْنُ الثِّمَارُ ذٰلِكَ الزَّمَانَ قَالَ لِلْعَوَافِي الطَّيْرِ السِّبَاعِ . (رواه مالك'١٦٤٣)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ہی بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مدینہ بہت بہتر حالت میں لوگ چھوڑ جائیں گے۔ یہاں تک کہ کتا یا بھیڑیا داخل ہوگا۔ پس وہ شروع دن کی غذا مسجد کے ستونوں کے پاس یا منبر پر کھائے گا۔ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اس وقت مدینہ منورہ کے پھل کون استعمال کرے گا؟ فرمایا: جنگلی پرندے اور درندے۔'' (مالک)

شرح:......(۱) ان احادیث میں مدینہ منورہ سے بے رغبتی پر وعید ہے۔

(۲) معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ قیامت تک رہے گا، آخری جو دو آدمی ہوں گے جن کو موت آئے گی اور ان کا حشر بھی مرنے والوں کے ساتھ ہوگا۔ یہ آئیں گے تو مدینہ کے قریب سے ہی وحشت محسوس کریں گے حتیٰ کہ ان کی بکریاں بھی وحشت زدہ ہوں گی، اس کے بعد قیامت آئے گی، اتنی مدینہ میں وحشت چھا جائے گی کہ پھل کھانے کے لیے کوئی نہ ہوگا،

(٣٧٦٤) ترمذی: ٣٩١٩ـ ضعيف، البانی: ٨٢١.
(٣٧٦٥) بخاری: ١٨٧٤ـ مسلم: ١٣٨٩ـ احمد: ٨٧٧٣ـ مؤطا: ١٦٤٣.
(٣٧٦٦) مؤطا: ١٦٤٣.

درندے یا پرندے پھل کھائیں گے۔ (فتح الباری: ۴/۹۱)

۳۷۶۷۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّ الإِيْمَانَ لَيَأْرِزُ إِلَى الْمَدِيْنَةِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ إِلَى جُحْرِهَا. (رواه البخاري ۱۸۷۶)

''سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تحقیق ایمان لوٹ کر مدینہ میں واپس آجائے گا۔ جیسا سانپ گھوم پھر کر اپنے سوراخ میں آجاتا ہے۔'' (بخاری)

شرح: ......سانپ اپنی بل سے نکلتا ہے تاکہ گزران کے لیے کھائے پیئے، جب وہ مرغوب ہوتا ہے تو فوراً اپنی بل میں سمٹ آتا ہے، بعینہ ہر ایماندار، شوق اور محبت سے مدینہ کی جانب کشاں کشاں آئے گا، اور یہ ہر زمانہ میں ہوگا۔ نبی ﷺ کے عہد مبارک میں آپ سے تعلیمات کے حصول کے لیے آئیں گے، عہد صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم میں بھی ان کی سیرت سیکھنے کے لیے آئیں گے، اس کے بعد قیامت تک مسجد نبوی کی زیارت کے لیے اور اس میں نماز ادا کرنے کے لیے آتے رہیں گے یا آخر ان کے ایمان کی پناہ گاہ قیامت تک یہی مدینہ منورہ ہوگا۔

بعض حضرات نے اس حدیث سے اہل مدینہ کے مذہب اور عمل کو قابل حجت قرار دینے کی دلیل لی ہے کیونکہ یہ بدعت سے محفوظ ہیں۔

مگر یہ بات یاد رہے کہ نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں خصوصاً خلفائے راشدین کے زمانہ تک تو اسے تسلیم کرنے میں کوئی حرج نہیں، تاہم جب سے فتنہ انگیزیاں اور شرارتوں نے سر اٹھایا ہے، تب سے یہ حجت نہیں اس میں جو بات اہل مدینہ کی کتاب وسنت سے ثابت ہوگی وہ قبول ہوگی، اور جو نہ ہوگی وہ قبول بھی نہ ہوگی۔ (فتح الباری: ۴/۹۴)

۳۷۶۸۔ عَنْ جَابِرِبْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى سَمَّى الْمَدِيْنَةَ طَابَةَ. (رواه مسلم ۱۳۸۵)

''سیدنا جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ نے مدینے کا نام طابہ رکھا ہے۔'' (مسلم)

۳۷۶۹۔ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سَمَّى الْمَدِيْنَةَ يَثْرِبَ فَلْيَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ هِيَ طَابَةُ هِيَ طَابَةُ. (رواه أحمد ۱۸۰۴۸، والموصلي)

''سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مدینے کا نام یثرب رکھے تو وہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے، یہ تو طابہ ہے، یہ تو طابہ ہے۔'' (احمد وموصلی)

(۳۷۶۷) بخاری: ۱۸۷۶۔ مسلم: ۱۴۷۔ ابن ماجہ: ۳۱۱۔ احمد: ۱۰۰۶۳.

(۳۷۶۸) مسلم: ۱۳۸۵۔ احمد: ۲۰۵۴۱۔

(۳۷۶۹) احمد: ۱۸۰۴۸۔ موصلی، رجالہ ثقات، ہیثمی: ۵۷۸۴.

٣٧٧٠ــــ عَنْ سَعْدٍ: لَمَّا رَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ تَبُوْكَ تَلَقَّاهُ رِجَالٌ مِنَ الْمُتَخَلِّفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ، فَأَثَارُوْا غُبَارًا، فَخَمَّرَ بَعْضُ مَنْ كَانَ مَعَهُ أَنْفَهُ فَأَزَالَ ﷺ اللِّثَامَ عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ اِنَّ فِي غُبَارِهَا شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ: وَأَرَاهُ ذَكَرَهُ مِنَ الْجُذَامِ وَالْبَرَصِ. (رواه رزين)

''سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ تبوک کے سفر سے واپس آئے تو مدینہ میں پیچھے رہنے والے اہل ایمان استقبال وملاقات کے لیے نکلے اور گردوغبار اڑنے لگی۔ اور جو لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے ان میں سے ایک آدمی نے اپنی ناک پر کپڑا ڈال کر ڈھانپ لیا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اپنے چہرہ اقدس سے نقاب اٹھایا اور فرمایا: مجھے قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! مدینہ کی گردوغبار میں ہر بیماری کی شفا ہے۔ راوی کا بیان ہے: میرا گمان ہے کہ آپ نے کوڑی اور پھلبہری کے علاج کا تذکرہ کیا تھا۔'' (رزین)

٣٧٧١ــ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ أَنَّ أَسْلَمَ مَوْلٰى عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ زَارَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَيَّاشٍ الْمَخْزُوْمِيَ فَرَأَى عِنْدَهُ نَبِيْذًا وَهُوَبِطَرِيْقِ مَكَّةَ فَقَالَ لَهُ أَسْلَمُ إِنَّ هٰذَا الشَّرَابَ يُحِبُّهُ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ فَحَمَلَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَيَّاشٍ قَدْحاً عَظِيْماً فَجَاءَ بِهِ إِلَى عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ فَوَضَعَهُ فِيْ يَدَيْهِ فَقَرَّبَهُ عُمَرُإِلَى فِيْهِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ عُمَرُإِنَّ هٰذَا لَشَرَابٌ طَيِّبٌ فَشَرِبَ مِنْهُ ثُمَّ نَاوَلَهُ رَجُلًا عَنْ يَمِيْنِهِ فَلَمَّا أَدْبَرَعَبْدُ اللّٰهِ نَادَاهُ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ أَأَنْتَ الْقَائِلُ لِمَكَّةَ خَيْرٌ مِنَ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ فَقُلْتُ هِيَ حَرَمُ اللّٰهِ وَأَمْنُهُ وَفِيْهَا بَيْتُهُ فَقَالَ

''عبدالرحمٰن بن قاسم رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام اسلم نے اسے بتایا کہ ایک مرتبہ اس نے عبداللہ بن عیاش مخزومی رحمہ اللہ کی زیارت کی، اس کے پاس نبیذ پڑی ہوئی تھی اور وہ مکہ کے راستے میں سفر کر رہا تھا۔ چنانچہ اسلم نے کہا: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ پینا بڑا پسند ہے۔ عبداللہ رحمہ اللہ نے ایک بڑا پیالہ ساتھ لیا اور اسے لے کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ پیالہ ان کے سامنے رکھ دیا۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اُٹھا کر اپنے منہ کے قریب کیا، پھر اپنا سر اوپر اُٹھایا اور کہا: بے شک یہ پاکیزہ اور بہترین پانی ہے، پس نبیذ پی لی۔ پھر دائیں طرف کے ایک آدمی کو پیالہ پکڑا دیا۔ پس جب عبداللہ رحمہ اللہ واپس پلٹے تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آواز دی اور کہا: کیا تم ہو جو مکہ کو مدینہ سے افضل سمجھتے ہو؟ تو اس نے کہا: مکہ اللہ کا حرم اور امن کی جگہ ہے اور مکہ میں اللہ کا گھر ہے۔

(٣٧٧٠) رزين.
(٣٧٧١) مؤطا: ١٦٥٤.

عُـمَـرُ لاأَقُـوْلُ فِـيْ بَيْتِ اللّٰهِ وَلاَفِي حَرَمِهِ شَيْـئـاً ثُـمَّ قَـالَ عُـمَـرُأَأَنْـتَ الْقَائِلُ لِمَكَّةَ خَيْـرٌمِـنَ الْمَدِيْنَةِ قَالَ فَقُلْتُ هِيَ حَرَمُ اللّٰهِ وَأَمْـنُهُ وَفِيْهَا بَيْتُهُ فَقَالَ عُمَرُلاأَقُوْلُ فِي حَرَمِ اللّٰهِ وَلاَفِي بَيْتِهِ شَيْئًا ثُمَّ انْصَرَفَ. (رواه مالك ١٦٥٤)

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تو اللہ کے حرم اور اس کے گھر کے بارے میں نہیں پوچھ رہا ہوں اور نہ اس کے بارے میں کوئی بات ہی کرتا ہوں۔ کیا تم اس کے قائل ہو کہ مکہ مدینے سے بہتر ہے؟ تو اس نے پھر اپنی بات کا اعادہ کیا اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے قول کا اعادہ کیا اور پھر منہ پھیر لیا۔'' (مالک کی طویل حدیث)

شرح: ...... طابہ اس کا نام لوح محفوظ میں تھا، یا تورات میں تھا، یا اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا تھا کہ اس کا نام طابہ رکھیں۔ اس کا نام مدینہ بھی ہے، طیبہ بھی ہے، مطیبہ بھی ہے۔

یہ نام اس لیے دیئے گئے ہیں کہ مدینہ منورہ شرک کی نجاستوں سے پاک ہے اور اس میں جلوہ گر ہونے والی ہستی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ جو سراپائے طہارت ہیں اور یہ خبیث لوگوں کو اپنے سے بھٹی کی طرح صاف کر دیتا ہے اور اس کی آب وہوا بھی عمدہ ہو چکی ہے۔ یثرب بھی اس کا نام ہے، تاہم یہ کہنا حرام تو نہیں کہہ سکتے ہیں اس سے احتیاط بہتر ہے۔ (مرعاۃ: ۷/ ۳۵۷)

۲۔ مکہ افضل ہے یا مدینہ ہے، اس بارے میں اختلاف ہے تاہم بعض خواص مدینہ منورہ میں ہیں، مگر مجموعی دلائل کی رو سے مکہ سب سے افضل ہے۔ معلوم ہوتا ہے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اس بارے میں فیصلہ کن رائے سے محتاط رہتے تھے۔

٣٧٧٢۔ عَـنْ عَائِشَةَ ، رَفَعَهُ: فُتِحَتِ الْبِلاَدُ بِـالسَّيْفِ وَفُتِحَتِ الْمَدِيْنَةُ بِالْقُرْآنِ . (رواه البزار: ١١٨٠ ، بضعف)

''سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دیگر شہر اور علاقے بزور تلوار فتح کیے گئے ہیں اور مدینہ منورہ قرآن کے ذریعے فتح ہوا ہے۔'' (البزار سندہ ضعیف)

٣٧٧٣۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، رَفَعَهُ: الْمَدِيْنَةُ قُبَّةُ الإِسْلاَمِ وَدَارُالإِيْـمَـانِ وَأَرْضُ الْهِـجْـرَةِ (وَمُبَـوَّأُ) الْـحَلاَلِ وَالْـحَـرَامَ . (رواه الطبراني في الأوسط)(١/ ١٢٤ / ١)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مدینہ منورہ اسلام کا گنبد ہے، ایمان کا گھر ہے اور ہجرت کی زمین ہے۔ اور حلال وحرام کی قیام گاہ ہے۔'' (الاوسط)

٣٧٧٤۔ عَـنْ رَافِـعِ بْـنِ خَـدِيْجٍ: خَطَبَ مَـرْوَانُ بِـمَـكَّةَ فَـذَكَـرَفَضْلَهَا دُوْنَ فَضْلِ

''سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مروان نے مکہ میں خطبہ دیا اور مکہ کی فضیلت بیان کی لیکن مدینہ کا تذکرہ نہ کیا۔ تو

(٣٧٧٢) بزار: ١١٨٠۔ فيه محمد بنا لحسن بن زبالة وهو ضعيف، هيثمي: ٥٧٧٦.

(٣٧٧٣) طبراني اوسط: ١/ ١٢٤۔ فيه عيسى بن مينا قالون وحديثه حسن وبقية رجاله ثقات.

(٣٧٧٤) طبراني كبير: ٤٤٥٠۔ فيه محمد بن عبدالرحمن بن رداد، وهو مجمع على ضعفه، هيثمي: ٥٧٧٨.

الْـمَدِيْنَةِ ، فَوَجَدَ رَافِعٌ فِيْ نَفْسِهِ ، وَكَانَ قَدْ أَسَـنَّ ، فَـقَامَ إِلَيْهِ فَقَالَ:أَيْنَ هٰذَا الـمتكلم؟ أَرَاكَ قَـدْ أَطْـنَبْـتَ فِيْ مَكَّةَ ، وَذَكَرْتَ فِيْهَا فَـضْلاً ، وَمَاسَكَتَّ عَنْهُ مِنْ فَضْلِهَاأَكْثَرُوَلَمْ تَـذْكُـرِالْـمَـدِيْنَةَ ، وَاَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُوْلَ الـلّٰهِ ﷺ يَـقُـوْلُ: الْـمَـدِيْنَةُ خَيْرٌ مِّنْ مَكَّةَ . (رواه الـطـبـرانـي فـي الـكـبيـر، ٤٤٥٠ ، بضعف)

رافع رضی اللہ عنہ کے دل پر غصہ چھا گیا، مروان کی طرف اٹھے اور کہا: میں دیکھتا ہوں کہ تو نے مکہ مکرمہ کا ذکر طول دے کر بیان کیا اور مکہ کی فضیلت بیان کرنے سے تو خاموش رہا ہے۔ وہ اس سے زیادہ ہے جو تو نے بیان کی ہے، لیکن مدینہ منورہ کی فضیلت کا تو نے ذکر تک نہیں کیا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا ہے کہ مکہ مکرمہ مدینے سے زیادہ افضل ہے۔'' (طبرانی سند ضعیف)

٣٧٧٥ـ عَـنِ الْعَبَّاسِ:خَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِـنَ الْـمَدِيْنَةِ فَالْتَفَتَ اِلَيْهَافَقَالَ اِنَّ الـلّٰهَ قَدْبَرَ أَهْلَ هٰذِهِ الْجَزِيْرَةَ مِنَ الشِّرْكِ . وَفِيْ رِوَايَةٍ: إِنَّ الـلّٰـهَ قَـدْ طَهَّـرَهٰـذِهِ القَرْيَةَ مِنَ الشِّـرْكِ ، اِنْ لَـمْ تُـضِـلَّهُـمُ النُّجُوْمُ . (رواه أبويعلى الموصلي، ٦٧١٤، والبزار والأوسط بلين)

''سیدنا عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ سے باہر گیا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف دیکھا اور فرمایا: اس خطۂ زمین کو اللہ تعالیٰ نے شرک سے بری کر دیا ہے، بشرطیکہ ان کو ستاروں نے گمراہ نہ کیا۔'' (الموصلی، البزار، الاوسط، سند کمزور ہے)

شـــرح: ......ان میں بعض باتوں کی تصدیق بھی ہوتی ہے، حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے ہر قبیلہ میں قرآن کی تعلیم عام کر دی تھی۔ (الرحیق المختوم)

۲۔ مدینہ کو دار الایمان اور ہجرت قرآن پاک نے بھی قرار دیا ہے۔ (الحشر)

۳۔ صحیح حدیث میں ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دور کے لیے فرمایا تھا، شیطان جزیرہ میں اپنی عبادت سے مایوس ہو چکا ہے۔ (گوندلوی)

٣٧٧٦ـ عَـنْ سَهْـلِ بْـنِ سَعْدٍ ، رَفَعَهُ: مَنْ كَـانَ لَهُ بِالْمَدِيْنَةِ أَصْلٌ فَلْيَتَمَسَّكْ بِهِ ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ بِهَاأَصْلٌ فَلْيَجْعَلْ لَهُ بِهَاأَصْلًا ،

''سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا مدینہ میں اپنا ٹھکانہ ہے وہ اس کو لازم پکڑے اور جس کا ٹھکانہ نہیں ہے وہ بنائے۔ عنقریب لوگوں پر وقت آئے گا کہ

(٣٧٧٥) ابو يعلى موصلى: ٦٧١٤ـ بزار، طبراني اوسط، وفيه قيس بن الربيع و ثقه شعبة والثورى، وضعفه الناس، وبقية رجال ابى يعلى ثقات وله طريق فى الادب، هيثمى: ٥٧٨١.

(٣٧٧٦) طبرانى كبير: ٦٠٢٧ـ رجاله ذكرهم ابن ابى حاتم ولم يذكر فيهم جرحا، هيثمى: ٥٧٩٠.

فَلَيَأتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَكُوْنُ الَّذِيْ لَيْسَ لَهُ بِهَا أَصْلٌ كَالْخَارِجِ مِنْهَا الْمُجْتَازِ إِلَى غَيْرِهَا. (رواه الطبراني في الكبير ٦٠٢٧)

جس کا مدینہ میں ٹھکانہ نہیں ہوگا وہ اس سے باہر رہنے والے کی مانند ہوگا جو کسی دوسری جگہ جانے والا ہو۔'' (الکبیر)

٣٧٧٧ــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ:أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ آطَامِ الْمَدِيْنَةِ أَنْ تُهْدَمَ. (رواه البزار ١١٨٩، وفيه الحسن بن يحي)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ کے ٹیلے منہدم کرنے سے منع فرمایا ہے۔'' (البزار، اس روایت میں حسن بن یحییٰ ہے)

٣٧٧٨ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَفَعَهُ: مَنْ غَابَ عَنِ الْمَدِيْنَةِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ جَاءَ هَا وَقَلْبُهُ مُشْرِبٌ جَفْوَةٌ. (رواه الطبراني في الأوسط ٨٨٠، وفيه علقمة بن علي)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص تین ایام تک مدینہ سے غائب رہتا ہے پھر جب لوٹ کر اس میں آتا ہے تو اس کا دل پیاسا اور خشک ہوتا ہے۔'' (الاوسط اور اس کی سند میں علقمہ بن علی ہے)

٣٧٧٩ــ عَنِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِنَّهَا أَرْضٌ قَلِيْلَةُ الْمَطَرِ قَالَ يَعْنِي الْمَدِيْنَةَ. (رواه أحمد ٩٣٤٢، والأَوْسَطُ مُطَوَّلًا)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس سرزمین میں بارش کم ہوتی ہے یعنی مدینہ میں۔'' (الاوسط کی طویل حدیث)

٣٧٨٠ــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَاعِدَةَ أَخِي عُوَيْمِ بْنِ سَاعِدَةَ، رَفَعَهُ: مَنْ كَانَتْ لَهُ غَنَمٌ فَلْيُسِرَّهَا عَنِ الْمَدِيْنَةِ فَإِنَّ الْمَدِيْنَةَ أَقَلُّ أَرْضِ اللّٰهِ مَطَراً. (رواه الطبراني في الكبير بضعف)

''سیدنا عبد اللہ بن ساعدہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کی بکریاں ہوں وہ ان کو مدینہ سے دور لے جائے کیونکہ مدینہ قلیل بارش کا علاقہ ہے۔'' (الکبیر سند ضعیف)

انتباہ: ...... یہ بات صحت سے ثابت نہیں بلکہ قحط سالی ہوتی تھی جیسا کہ ہر علاقہ میں ہو جاتی ہے، اور نبی اکرم ﷺ نماز پڑھا کرتے تھے، اور بارش طلب کرتے تھے، اور موسلا دھار بارش ہوا کرتی تھی، اور شروع سے مدینہ سرسبزی وشادابی والا ہے، لوگوں نے جانور رکھے ہوئے تھے، معمول کے مطابق بارشیں ہوا کرتی تھیں۔ (گوندلوی)

(٣٧٧٧) بزار: ١١٨٩۔ وفیه، الحسن بن یحییٰ ولم اعرفه وبقیة رجاله رجال الصحیح، هیثمی: ٥٧٨٩.

(٣٧٧٨) طبرانی اوسط: ٨٨٠۔ وفیه علقمة بن علی ولم اعرفه، وبقیة رجاله ثقات، هیثمی: ٥٨٣٩.

(٣٧٧٩) احمد: ٩٣٤٢۔ طبرانی اوسط رجاله رجال الصحیح، هیثمی: ٦٢٥٠.

(٣٧٨٠) طبرانی کبیر، فیه محمد بن سلیمان بن مسمول وهو ضعیف، هیثمی: ٦٢٦٠.

ماجاء فی مسجدرسول اللّٰہ وزیارته ومعالم المدينة

رسول اللہ ﷺ کی مسجد' اس کی زیارت اور مدینہ کے اہم مقامات کا بیان

٣٧٨١۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِيْ هٰذَاوَمَسْجِدِ الْأَقْصَى . (للترمذي'٣٢٦)

''سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سامان سفر نہ باندھا جائے مگر تین مساجد کی طرف، مسجد حرام میری اس مسجد کی طرف اور مسجد اقصیٰ کی طرف۔'' (الترمذی)

٣٧٨٢۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، رَفَعَهُ: لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّاإِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: مَسْجِدِ الْخِيْفِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِيْ . (رواه الطبراني في الأوسط بضعف)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سامان سفر نہ باندھا جائے مگر تین مساجد کی طرف مسجد خیف' مسجد حرام' اور میری مسجد کی طرف۔'' (الاوسط، سند کمزور)

شرح: ...... ان مساجد میں مسجد خیف کو شمار کرنے والی روایت ضعیف ہے۔

۲۔ رَحْلٌ کی جمع رحال ہے، مراد سواریاں باندھنا ہے۔ یہ ایک محاورہ ہے سواریاں باندھیں، کاروں پر جائیں، یا جہازوں پر جائیں، کشتیوں پر جائیں یا پیدل جائیں مطلب ہے سفر نہ کریں، اور سفر کو نیکی تصور نہ کریں، صرف اس قابل یہی تین مساجد ہیں جہاں ثواب کی نیت سے جائیں۔ جاہلیت میں لوگ قابل تعظیم مقامات کی زیارت کے لیے جاتے تھے اور انہیں متبرک سمجھتے تھے، ظاہر ہے اس میں بہت زیادہ فساد تھا اور یہ غیر اللہ کی عبادت کا ذریعہ تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس پر پابندی لگا دی کہ کوئی قبر خواہ کتنے بڑے ولی کی ہو یا کوئی بھی مقام سوائے ان تین مساجد کے ہو جن کی طرف بطور ثواب سفر کیا جائے جائز نہیں۔ تجارت کے لیے، طلب علم کے لیے یا ان کے علاوہ کوئی صحیح مقصد ہو اس کے لیے سفر کی اجازت ہے وگرنہ ثواب کی نیت سے سوائے تین مساجد کے سفر کرنا جائز نہیں۔

۳۔ ان احادیث میں ان مساجد کی دیگر مساجد پر فضیلت بیان ہوئی ہے۔ کیونکہ یہ انبیائے کرام علیہم السلام کی تعمیر کردہ مساجد ہیں، مسجد حرام حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے تعمیر کی تھی۔ جو باپ بیٹا عظیم پیغمبر ہیں اور لوگ اس کا حج کرتے ہیں۔ مسجد اقصیٰ کی حضرت یعقوب علیہ السلام نے بنیاد رکھی اور دوسرے پیغمبر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کی تجدید کی اور پہلی امتوں کا اور کچھ دیر اس امت کا قبلہ اول بھی رہی ہے۔

اور مسجد نبوی کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے، اس لیے اسے خصوصیت حاصل ہے، پابندی اس پر ہے کہ

(٣٧٨١) ترمذی: ٣٢٦۔ صحیح، البانی: ٢٦٩۔ بخاری: ١١٩٧۔ ابن ماجہ: ١٤١٠۔ احمد: ١١٤٧٣.

(٣٧٨٢) طبرانی اوسط، فیه خثیم بن مروان وهو ضعیف، هیثمی: ٥٨٥٢.

کسی مقام پر نماز کی نیت سے کارثواب سمجھ کر جانا منع ہے۔(مرعاۃ:۲/۱۳۲)

۳۷۸۳ــ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ صَلاَةٌ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلاَةٍ فِيمَا سِوَاهُ إِلَّاالْمَسْجِدَ الْحَرَامَ . (رواه البخاري،۱۱۹۰)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اس مسجد میں نماز دیگر مساجد میں نماز پڑھنے سے ہزار درجہ افضل ہے مگر مسجد حرام مستثنیٰ ہے۔'' (بخاری)

۳۷۸٤ــ وَزَادَ فِيْ رِوَايَةٍ: فَإِنِّي آخِرُالاَنْبِيَاءِ وَإِنَّ مَسْجِدِيْ آخِرُ الْمَسَاجِدِ . (رواه مسلم، ۱۳۹٤)

''ایک روایت میں یہ کلمات زائد منقول ہیں۔میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری مسجد ہے۔(یعنی انبیا کی مساجد میں سے آخری مسجد ہے)'' (مسلم)

۳۷۸۵ــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلاَةٌ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلاَةٍ فِيْمَاسِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّاالْمَسْجِدَ الْحَرَامَ وَصَلاَةٌ فِيْ الْمَسْجِدِالْحَرَامِ أَفْضَلُ مِنْ مِائَةِ صَلاَةٍ فِيْ هٰذَا . (رواه أحمد،۱۵٦۸۵)

''سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد میں نماز پڑھنے سے ہزار درجہ افضل ہے سوائے مسجد حرام کے اور مسجد حرام میں ایک نماز اس مسجد میں نماز پڑھنے سے ایک سو درجہ افضل ہے۔'' (احمد)

۳۷۸٦ــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزَّبَيْرِرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:صَلاَةٌ فِي مَسْجِدِيْ هٰذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلاَةٍ فِيْمَا سِوَاهُ إِلَّاالْمَسْجِدَ الْحَرَامَ فَإِنَّهٗ يَزِيْدُ عَلَيْهِ مِئَةٌ . (رواه البزار،٤۲۵)

''سیدنا عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد میں نماز پڑھنے سے ہزار درجہ افضل ہے سوائے مسجد حرام کے، کیونکہ اس میں ایک نماز پڑھنا میری مسجد میں نماز پڑھنے سے سو درجہ افضل ہے۔(بزار)

۳۷۸۷ــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِقَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:صَلاَةٌ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا

''الکبیر کی روایت بھی پچھلی روایت کی طرح ہے مگر اس میں ہے کہ مسجد حرام میں نماز پڑھنا میری مسجد میں ہزار نمازیں

(۳۷۸۳) بخاری: ۱۱۹۰۔ مسلم: ۱۳۹٤۔ ترمذی: ۳۲۵۔ نسائی: ۲۸۹۹۔ ابن ماجه: ۱٤۰٤۔ احمد: ۱۰۰۹۷۔ مؤطا: ٤٦۱.

(۳۷۸٤) مسلم: ۱۳۹٤۔ ترمذی: ۳۹۱٦۔ نسائی: ۲۸۹۹۔ ابن ماجه: ۱٤۰٤۔ احمد: ۱۰۰۹۷۔ مؤطا: ٤٦۱.

(۳۷۸۵) احمد: ۱۵٦۸۵۔ رجاله رجال الصحیح، هیثمی: ۵۸۵۸.

(۳۷۸٦) بزار: ٤۲۵ رجاله رجال الصحیح، هیثمی: ۵۸۵۸.

(۳۷۸۷) طبرانی کبیر۔ رجاله رجال الصحیح، هیثمی: ۵۸٦۵.

أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلاَةٍ فِيْمَاسِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ وَصَلاَةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَفْضَلُ مِنْ صَلاَةٍ فِي مَسْجِدِيْ بِأَلْفِ صَلاَةٍ. (رواه الطبراني في الكبير)

پڑھنے سے افضل ہے۔''

٣٧٨٨ـ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: صَلاَةٌ فِي مَسْجِدِي أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلاَةٍ فِيْمَاسِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ وَصَلاَةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَفْضَلُ مِنْ مِائَةِ أَلْفِ صَلاَةٍ فِيْمَاسِوَاهُ. (رواه ابن ماجة'١٤٠٦)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری مسجد میں نماز پڑھنا باقی مسجدوں میں نماز پڑھنے سے ہزار گنا افضل ہے۔ مگر مسجد حرام سے اور مسجد حرام میں نماز پڑھنا دیگر مقامات کی نماز سے ایک لاکھ درجہ افضل ہے۔'' (ابن ماجہ)

٣٧٨٩ـ عَنْ عَائِشَةَ: صَلاَةٌ فِيْ مَسْجِدِيْ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلاَةٍ فِيْمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْأَقْصٰى. (رواه أبو يعلى الموصلى'٤٦٩١)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میری مسجد میں ایک نماز پڑھنا دوسری مساجد میں نماز پڑھنے سے ہزار درجہ افضل ہے، سوائے مسجد اقصیٰ کے۔''

٣٧٩٠ـ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: وَدَّعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلاً فَقَالَ لَهُ أَيْنَ تُرِيْدُ؟ قَالَ أُرِيْدُ بَيْتَ الْمَقْدَسِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: صَلاَةٌ فِيْ مَسْجِدِي أَفْضَلُ مِنْ مِائَةِ صَلاَةٍ فِيْ غَيْرِهِ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ. (رواه أبويعلى الموصلي'١١٦٥)

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو الوداع کہا اور پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے جواب دیا: بیت المقدس جا رہا ہوں، پس آپ ﷺ نے فرمایا: میری مسجد میں نماز پڑھنا دوسری مساجد کی سو نمازوں سے افضل ہے سوائے مسجد حرام کے۔'' (الموصلی)

٣٧٩١ـ عَنِ الأَرْقَمِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ: صَلاَةٌ هٰهُنَا (أَيِ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ) خَيْرٌ مِنْ

''سیدنا ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس کو فرمایا: یہاں ''یعنی مسجد حرام میں ایک نماز پڑھنا'' وہاں ''یعنی

(٣٧٨٨) ابن ماجه: ١٤٠٦ـ صحيح، البانی: ١١٥٥ـ احمد: ١٤٨٤٧.

(٣٧٨٩) ابو يعلى موصلى: ١١٦٩١ـ رجاله ثقات، هيثمى: ٥٨٦١.

(٣٧٩٠) ابـو يـعـلى موصلى: ١١٦٥ـ رواه بسند اخر عن ابى هريرة وعن عائشة ولم يشك ورجال الاول رجال الصحيح، ورجال الاخير ثقات، ورواه ابو يعلى عن عائشة وحدها، هيثمى: ٥٨٦٨.

(٣٧٩١) طبرانى كبير: ٩٠٧ـ احمد ورجال الطبرانى ثقات، ورجال احمد فيهم يحيى بن عمران جهله ابو حاتم، هيثمى: ٥٨٦٣.

أَلْفِ صَلَاةٍ ثُمَّ (أَيِ الْمَسْجِدَ الْاَقْصَى). (رواه الطبراني في الكبير، ٩٠٧)

مسجد اقصیٰ میں ہزار نماز پڑھنے سے افضل ہے۔''

٣٧٩٢۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي بَيْتِ بَعْضِ نِسَائِهٖ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الْمَسْجِدِ الَّذِيْ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى قَالَ فَأَخَذَ كَفًّا مِنْ حَصْبَاءَ فَضَرَبَ بِهِ الأَرْضَ ثُمَّ قَالَ هُوَ مَسْجِدُكُمْ هٰذَا لِمَسْجِدِ الْمَدِيْنَةِ. (رواه مسلم، ١٣٩٨)

''سیدنا ابو سعید خدری کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آپ کی کسی بیوی کے گھر میں گیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! جس مسجد کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے وہ کون سی ہے؟ پس آپ ﷺ نے مٹھی میں کنکر لیے پھر انہیں زمین پر مارا اور فرمایا: وہ تمہاری مسجد ہے یعنی مسجد نبویؐ۔'' (مسلم)

٣٧٩٣۔ عَنِ ابْنِ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ تَمَارَى رَجُلَانِ فِيْ الْمَسْجِدِ الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ فَقَالَ رَجُلٌ هُوَ مَسْجِدُ قُبَاءَ وَقَالَ الآخَرُ هُوَ مَسْجِدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هُوَ مَسْجِدِي هٰذَا. (رواه النسائي، ٦٩٧)

''سیدنا ابو سعید خدری بیان کرتے ہیں وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی اس کے متعلق دو آدمیوں میں مکالمہ ہوا ایک نے کہا: وہ مسجد قبا ہے۔ دوسرے نے کہا: وہ نبی کریم ﷺ کی مسجد ہے۔ پس آنحضرت ﷺ نے فرمایا: وہ میری مسجد ہے۔'' (نسائی)

٣٧٩٤۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةُ الرَّجُلِ فِيْ بَيْتِهٖ بِصَلَاةٍ وَصَلَاتُهٗ فِيْ مَسْجِدِ الْقَبَائِلِ بِخَمْسٍ وَّعِشْرِيْنَ صَلَاةً وَصَلَاتُهٗ فِيْ الْمَسْجِدِ الَّذِيْ يُجَمَّعُ فِيْهِ بِخَمْسِ مِائَةِ صَلَاةٍ وَصَلَاتُهٗ فِيْ الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى بِخَمْسِيْنَ أَلْفِ صَلَاةٍ وَصَلَاتُهٗ فِي

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کی نماز اس کے گھر میں ایک نماز ہے۔ اور اس کی ایک نماز قبائل کی مسجدوں میں پچیس نمازوں کے برابر ہے۔ اور اس کی ایک نماز جامع مسجد میں پانچ سو نمازوں کے برابر ہے۔ اور اس کی ایک نماز مسجد اقصیٰ میں پچاس ہزار نماز کے برابر ہے۔ اور اس کی نماز مسجد نبوی میں پچاس ہزار نماز کے برابر ہے۔ اور اس کی ایک نماز مسجد حرام میں ایک لاکھ نماز کے برابر ہے۔'' (القزوینی)

(٣٧٩٢) مسلم: ١٣٩٨۔ ترمذی: ٣٠٩٩۔ نسائی: ٦٩٧۔ احمد: ١١٤٥٤.

(٣٧٩٣) نسائی: ٦٩٧۔ صحیح، البانی: ٦٧٣۔ مسلم: ١٣٩٨۔ ترمذی: ٣٠٩٩۔ احمد: ١١٤٥٤.

(٣٧٩٤) ابن ماجه: ١٤١٣۔ ضعیف، البانی: ٢٩٩.

مَسْجِدِيْ بِخَمْسِيْنَ أَلْفِ صَلاَةٍ وَصَلاَةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِائَةِ أَلْفِ صَلاَةٍ.

(رواه إبن ماجة، ١٤١٣)

٣٧٩٥ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ مَنْ صَلّٰى فِي مَسْجِدِيْ أَرْبَعِيْنَ صَلاَةً لاَيَفُوْتُهُ صَلاَةٌ كُتِبَتْ لَهُ بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ وَنَجَاةٌ مِّنَ الْعَذَابِ وَبَرِئَ مِنَ النِّفَاقِ.

(رواه أحمد: ١٢١٧٣، والأوسط)

''انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری مسجد میں چالیس نماز پڑھیں اور درمیان میں ناغہ نہ کیا تو اس کے لیے آگ سے برأت عذاب سے برأت لکھی جائے گی اور نفاق سے بھی وہ بری ہوگیا۔'' (احمد، الاوسط)

شرح: ...... ا۔ معلوم ہوا مسجد نبوی میں ایک نماز کا ثواب ہزار نماز کے برابر ہے اور جن روایات میں پچاس ہزار نمازوں کے ثواب کا تذکرہ ہے وہ ضعیف ہیں۔

خانہ کعبہ میں یا حرم میں نماز پڑھیں تو ایک لاکھ نماز کا اجر ہے اور مسجد اقصیٰ میں پانچ سو نماز کا اجر ہے۔

بعض علمائے کرام نبی ﷺ کے اس ارشاد فِیْ مَسْجِدِیْ هٰذَا، میری اس مسجد میں نماز ہزار درجہ ہے، سے مراد یہ لیتے ہیں کہ یہ اجر اسی زمین کے ساتھ خاص ہے جو مسجد نبوی کے لیے رسول اکرم ﷺ کے وقت میں تھی، بعد میں جو اضافہ ہوتا رہا ہے، اس میں نہیں۔

یہ بات درست نہیں توسیع خواہ کتنی بھی ہوتی رہے چونکہ اس پر نام مسجد نبوی کا ہی جاری ہوتا ہے، اس لیے ثواب بھی وہی جاری رہے گا۔

۲۔ مساجد تو بہت تعمیر ہوں گی مگر نبی ﷺ کی طرف منسوب یہ پہلی اور آخری مسجد ہے کیونکہ نہ کوئی نبی آئے گا نہ ہی مسجد اس کی طرف منسوب ہوگی۔ آپ آخری نبی ہیں، مسجد بھی آخری ہے۔

۳۔ ارشاد باری ہے:

﴿لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ﴾ (التوبة: ١٠٨)

''البتہ وہ مسجد اول دن سے جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے، وہ زیادہ حقدار ہے کہ تو اس میں کھڑا ہو۔''

اکثر مفسرین نے یہی بیان کیا ہے کہ اس آیہ مبارکہ میں بیان کردہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر بتائی گئی ہے وہ مسجد قبا ہے، لیکن یہاں مذکور حدیث سے ثابت ہورہا ہے کہ یہ مسجد نبوی ہے۔

ان دونوں باتوں میں مطابقت یوں ہوگی کہ آیۂ مبارکہ میں مذکور مسجد قبا ہی ہے، کیونکہ منافقوں نے جو مسجد تیار کی تھی

(٣٧٩٥) احمد: ١٢١٧٣ـ طبرانی اوسط، روی الترمذی بعضه، رواه احمد والطبرانی فی الاوسط، ورجاله ثقات، هیثمی: ٥٨٧٨.

وہ ضرار تھی اس کے مقابلہ میں یہی مسجد قبا ہے جو مسجد تقویٰ ہے۔

لیکن نبی ﷺ والی مسجد زیادہ لائق ہے کہ تقویٰ والی ہو لہٰذا یہ کہہ سکتے ہیں کہ قرآن میں مذکور مسجد تقویٰ قبا ہی ہے۔ مگر اس حدیث کے مطابق مسجد نبوی ﷺ کا تقویٰ کی بنیاد پر ہونا زیادہ اولیٰ ہے۔ (تعلیقات سلفیہ: ۱/۸۰)

۴۔ یہ بھی مسجد نبوی کی فضیلت ہے کہ اس میں چالیس دن کی نماز سے دوزخ سے براءت، عذاب سے نجات، اور نفاق سے دوری لکھ دی جاتی ہے۔ شاید اسی سے اخذ کر کے لوگوں نے یہ مسئلہ گھڑ لیا ہے کہ حج یا عمرہ کے موقع پر چالیس نمازیں پوری کی جائیں، یہ بات بے اصل ہے۔ وہاں چالیس نمازیں پوری کرنا حج یا عمرہ کے موقع پر ثابت نہیں، نہ یہ حج وعمرہ کا حصہ ہیں۔ (گوندلوی)

٣٧٩٦۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَابَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِي عَلٰى حَوْضِي . (رواه البخاري ١٨٨٨)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔'' (بخاری)

٣٧٩٧۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِنَّ قَوَائِمَ مِنْبَرِيْ هٰذَا رَوَاتِبُ فِي الْجَنَّةِ . (رواه النسائي:٦٩٦)

''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے اس منبر کے پائے جنت میں نصب کیے ہوئے ہیں۔'' (النسائی)

٣٧٩٨۔ عَنْ سَعْدٍ، رَفَعَهٗ: مَابَيْنَ بَيْتِى وَمِنْبَرِى (أَوْقَبْرِى وَمِنْبَرِى) رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ . (للبزار ١١٩٥ والكبير)

''سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان یا فرمایا: میری قبر اور میرے منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔'' (البزار، الکبیر)

٣٧٩٩۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ، رَفَعَهٗ: مِنْبَرِي عَلٰى تُرْعَةٍ مِنْ تُرَعِ الْجَنَّةِ ، وَمَابَيْنَ الْمِنْبَرِوَبَيْنَ بَيْتِ عَائِشَةَ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ . (رواه الطبراني في الأوسط)

''سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ میرا منبر جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہے۔ میرے منبر اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔'' (الاوسط)

(٣٧٩٦) بخاری: ١٨٨٨۔ مسلم: ١٣٩١۔ ترمذی: ٣٩١٦۔ احمد: ١٠٥٢٥۔ مؤطا: ٤٦٢۔ ضعیف، البانی: ٢٩٩.

(٣٧٩٧) نسائی: ٦٩٦۔ صحیح، البانی: ٦٧٢۔ احمد: ٢٥٩٣٧.

(٣٧٩٨) بزار: ١١٩٥۔ طبرانی کبیر ورجال البزار ثقات، هیثمی: ٥٨٨٤.

(٣٧٩٩) طبرانی کبیر، حدیث حسن، ان شاء الله، هیثمی: ٥٨٨٨.

شرح: ......ا۔ تحقیقی بات یہی ہے کہ گھر اور آپ کے منبر کے درمیان جگہ روزِ قیامت فردوس اعلیٰ میں منتقل کر دی جائے گی، جس طرح جنت کے دوسرے ٹکڑے فنا نہ ہوں گے یہ حصہ بھی باقی رہے گا۔

۲۔ حوض سے مراد نہر کوثر ہے، جس کے کنارے پر آپ ﷺ کا منبر مبارک ہوگا۔

اور جس منبر پر بیٹھ کر آپ ﷺ اشارہ فرما رہے تھے وہی منبر ہوگا جو حوض کوثر پر ہوگا، بعینہٖ اسے وہاں اللہ تعالیٰ منتقل کر دیں گے۔ اس دن حوض کے قریب اور آپ کے منبر کے قریب وہی لوگ جا سکیں گے جو اعمال صالحہ سرانجام دیں گے۔ (مرعاۃ:۲/۱۳۳)

۳۸۰۰۔۔۔ عَنْ عَائِشَةَ، رَفَعَتْهُ: إِنَّ فِي الْمَسْجِدِ لَبُقْعَةٌ قِبَلَ هٰذِهِ الْاُسْطُوَانَةِ لَوْيَعْلَمُ النَّاسُ مَاصَلُّوْا فِيْهَا إِلَّا أَنْ يُطَيَّرُ لَهُمْ فِيْهَاقُرْعَةٌ، وَعِنْدَهَا جَمَاعَةٌ مِنْ أَبْنَاءِ الصَّحَابَةِ وَأَبْنَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ، فَقَالُوْا: يَاأُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ، وَأَيْنَ هِيَ؟فَاسْتَعْجَمَتْ عَلَيْهِمْ فَمَكَثُوْاعِنْدَهَا سَاعَةً ثُمَّ خَرَجُوْا، وَثَبَتَ ابْنُ الزُّبَيْرِ فَقَالُوْا:إِنَّهَا سَتُخْبِرُهُ بِذٰلِكَ الْمَكَانِ فَارْمُقُوْهُ فِي الْمَسْجِدِ حَتّٰى تَنْظُرُوْاحَيْثُ يُصَلِّيْ، فَخَرَجَ بَعْدَسَاعَةٍ فَصَلّٰى عِنْدَ الْاِسْطُوَانَةِ الَّتِي صَلّٰى إِلَيْهَا ابْنُهُ عَامِرُبْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِوَقِيْلَ لَهَا اُسْطُوَانَةُ الْقُرْعَةُ قَالَ عَتِيْقٌ:وَهِيَ الْاِسْطُوَانَةُ الَّتِيْ وَاسِطَةٌ بَيْنَ الْقَبْرِوَالْمِنْبَرِ عَنْ يَمِيْنِهَا إِلَى الْمِنْبَرِ اُسْطُوَانَتَيْنِ وَبَيْنَهَا وَبَيْنَ الْمِنْبَرِ اُسْطُوَانَتَيْنِ، وَبَيْنَهَا وَبَيْنَ الرُّحْبَةِ اُسْطُوَانَتَيْنِ وَهِيَ وَاسِطَةٌ بَيْنَ ذٰلِكَ وَهِيَ تُسَمّٰى اُسْطُوَانَةُ الْقُرْعَةَ.

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''مسجد کا ایک ٹکڑا اس ستون کی طرف ہے اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اس میں نماز ادا کرنے کا کتنا بڑا اجر ہے تو قرعہ اندازی کے بغیر وہاں کوئی نماز نہ پڑھ سکے'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اس حدیث کی روایت کے وقت صحابہ کی ایک جماعت موجود تھی۔ انہوں نے کہا: اے ام المومنین! وہ کون سی جگہ ہے؟ تو ام المومنین نے ان کو کوئی جواب نہ دیا، وہ ان کے پاس کچھ دیر ٹھہرے، پھر وہ چلے گئے۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جم کر بیٹھے رہے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے کہا: وہ ان کو ضرور بتائیں گی تم اس جگہ کو دیکھتے رہو، جب وہ نکلے گا تو کس جگہ نماز پڑھے گا؟ کچھ دیر بعد نکلے درمیانے ستون کے پاس نماز پڑھی، جس ستون کی طرف ان کے بیٹے عامر بن عبداللہ نے منہ کر کے نماز پڑھی تھی اس ستون کو القرعہ کا ستون کہا جاتا ہے۔ عتیق نے کہا: یہ وہ ستون ہے جو قبر اور منبر کے درمیان واسطہ ہے اس کی دائیں طرف منبر کی جانب دو ستون ہیں اور اس کے اور منبر کے درمیان دو ستون ہیں۔ اور اس کے اور رحبہ کے درمیان دو ستون ہیں اور اس ستون کا نام القرعہ ہے۔'' (الاوسط طویل حدیث)

(۳۸۰۰) طبرانی اوسط: ۸٦٦۔ ذکرہ المؤلف باختصار، ھیثمی: ۵۸۹۱.

(رواه الطبراني في الأوسط، ٨٦٦، مطولا)

٣٨٠١۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَفَعَهُ: مَنْ زَارَقَبْرِی وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِی. (للبزار بضعف، ١١٩٨)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ''جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔'' (البزار سند ضعیف)

٣٨٠٢۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَفَعَهُ: مَنْ حَجَّ فَزَارَقَبْرِی بَعْدَوَفَاتِیْ كَانَ كَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَيَاتِیْ. (للكبير، ١٣٤٩٧ والأوسط بلين)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ جس نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی وہ ایسا ہی ہے جیسے اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔'' (الکبیر، الاوسط سند کمزور)

٣٨٠٣۔عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ:أَنَّهُ رَأٰى رَجُلاً يَجِيْءُ اِلٰی فُرْجَةٍ كَانَتْ عِنْدَ قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ فَيَدْخُلُ فِيْهَا فَيَدْعُوْ ، فَنَهَاهُ فَقَالَ : أَلاَّ أُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثاً سَمِعْتُهُ مِنْ أَبِيْ عَنْ جَدِّيْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : لاَ تَتَّخِذُوْا قَبْرِیْ عِيْداً وَلاَ بُيُوْتَكُمْ قُبُوْرًا فَاِنَّ تَسْلِيْمَكُمْ يَبْلُغُنِیْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ. (رواه أبويعلى الموصلي، ٤٦٩)

''علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا، جو اس کھڑکی کے پاس گیا جو نبی کریم ﷺ کی قبر کے پاس ہے، تو اس نے داخل ہوکر دعا مانگنا شروع کر دی۔ علی بن حسین نے اسے روکا اور کہا: کیا میں تم سے وہ حدیث بیان نہ کروں جو میں نے اپنے والد سے سنی ہے۔ اور انہوں نے میرے دادا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سنی، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری قبر پر عید نہ مناؤ اور نہ اپنے گھروں کو قبرستان بناؤ تمہارا سلام مجھے پہنچتا ہے خواہ تم جہاں بھی رہو۔'' (الموصلی)

شرح: ......۱۔گھروں کو قبریں نہ بناؤ کا مطلب ہے کہ جس طرح قبروں میں نماز منع ہے، گھروں کو اس طرح نہ کرو، بلکہ عبادت اور نماز سے گھروں کو معمور کرو۔ اور یہ جو آپ ﷺ نے فرمایا ہے: میری قبر کو عید نہ بناؤ۔ یعنی جس طرح عید پر اجتماع کرتے ہو، مسرت اور زیبائش اختیار کرتے ہو میری قبر پر نہ کرنا۔ اس کی ضرورت نہیں کیونکہ تم دور ہو یا نزدیک ہو تمہارا سلام میں خود نہیں سنتا مجھے پہنچایا جاتا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک کے لیے سفر کرنا ناجائز ہے۔ کیونکہ آپ کی قبر اطہر کے پاس جانے کا مقصد آپ ﷺ تک درود وسلام پہنچانا ہے اور وہ دور سے بھی پہنچ جاتا ہے، ہاں مسجد نبوی کی زیارت

(٣٨٠١) بزار: ١١٩٨۔ فيه، عبدالله بن ابراهيم الغفاری وهو ضعيف، هيثمی: ٥٨٤١.

(٣٨٠٢) طبرانی كبير: ١٣٤٩٧۔ طبرانی اوسط، وفيه حفص بن ابی داود القاری وثقه احمد وضعفه جماعة من الائمة، هيثمی: ٥٨٤٣.

(٣٨٠٣) ابو يعلی موصلی: ٤٦٩۔ فيه جعفر بن ابراهيم الجعفری ذكره ابن ابی حاتم ولم يذكر فيه جرحا وبقية رجاله ثقات، هيثمی: ٥٨٤٧.

کے لیے جائیں تو ساتھ قبر اطہر کی زیارت ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔ (مرعاۃ: ۲/۵۱۳)

۲۔ نبی اکرم ﷺ کی قبر اطہر کی زیارت کے ثواب کے بارے جتنی بھی احادیث وارد ہوئی ہیں سب ضعیف اور ناقابل حجت ہیں۔ (مرعاۃ: ۷/۳۸۱)

٣٨٠٤ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَزُوْرُ قُبَاءَ رَاكِبًا وَّمَاشِيًا. (رواه مسلم، ١٣٩٩)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ مسجد قبا کی زیارت کرتے تھے۔ بسا اوقات پیدل ہوتے اور کبھی سوار ہوتے۔'' (مسلم)

٣٨٠٥ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْتِي مَسْجِدَ قُبَاءَ رَاكِباً وَمَا شِياً فَيُصَلِّي فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ. (رواه مسلم، ١٣٩٩)

''ایک اور روایت میں ہے کہ سوار ہو کر یا پیدل چل کر اس کی طرف جاتے اور دو رکعت نماز پڑھتے۔'' (مسلم)

٣٨٠٦ـ عَنْ أُسَيْدِبْنِ ظُهَيْرِ الْأَنْصَارِيِّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الصَّلَاةُ فِيْ مَسْجِدِقُبَاءَ كَعُمْرَةٍ. (رواه الترمذي، ٣٢٤)

''صحابی رسول سیدنا اسید بن ظہیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسجد قبا میں نماز پڑھنا عمرہ کرنے کے برابر ہے۔'' (ترمذی)

شرح: ......ثابت ہوا کہ مسجد قبا کی زیارت کے لیے جانا مسنون طریقہ ہے اور اس کی زیارت سے عمرہ کا اجر ملتا ہے۔

٣٨٠٧ـ عَنْ جَابِرِبْنِ سَمُرَةَ، لَمَّاسَأَلَ أَهْلُ قُبَاءَ النَّبِيَّ ﷺ أَنْ يَبْنِيَ لَهُمْ مَسْجِداً قَالَ ﷺ: لِيَقُمْ بَعْضُكُمْ فَيَرْكَبِ النَّاقَةَ، فَقَامَ أَبُوْبَكْرٍ فَرَكِبَهَافَحَرَّكَهَافَلَمْ تَنْبَعِثْ فَرَجَعَ فَقَعَدَ، فَقَامَ عُمَرُفَرَكِبَهَا فَحَرَّكَهَا فَلَمْ تَنْبَعِثْ فَرَجَعَ فَقَعَدَ، فَقَالَ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: لِيَقُمْ بَعْضُكُمْ فَيَرْكَبْ النَّاقَةَ

''سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اہل قبا نے نبی کریم ﷺ سے اپنے لیے مسجد بنانے کا سوال کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی اٹھ کر اس اونٹنی پر سوار ہو، پس ابوبکر رضی اللہ عنہ اس پر سوار ہوئے اور اس کو حرکت دی تو وہ نہ اٹھی، وہ واپس آ کر بیٹھ گئے، پھر عمر اٹھے وہ اس پر سوار ہوئے، پھر اسے حرکت دی، مگر وہ نہ اٹھی، تو واپس آ کر بیٹھ گئے، پس آپ ﷺ نے اصحاب سے فرمایا: تم میں کوئی شخص اس اونٹنی پر سوار ہو جائے

(٣٨٠٤) مسلم: ١٣٩٩ـ بخاری: ١١٩٤ـ نسائی: ٦٩٨ـ ابوداؤد: ٢٠٤٠ـ احمد: ٦٣٩٦ـ مؤطا: ٤٠٢.

(٣٨٠٥) مسلم: ١١٩٩ـ بخاری: ١١٩٤ـ نسائی: ٦٩٨ـ ابوداؤد: ٢٠٤٠ـ احمد: ٦٣٩٦ـ مؤطا: ٤٠٢.

(٣٨٠٦) ترمذی: ٣٢٤ـ صحيح، البانی: ٢٦٧ـ ابن ماجه: ١٤١١.

(٣٨٠٧) طبرانی کبیر: ٢٠٣٣ـ فيه يحيى بن يعلى الاسلمى وهو ضعيف، هيثمى: ٥٨٩٧.

فَقَامَ عَلِيٌّ فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي غَرْزِ الرِّكَابِ وَثَبَتَ بِهِ، قَالَ ﷺ: يَاعَلِيُّ اَرْخِ زِمَامَهَا وَابْنُوْا عَلَى مَدَارِهَافَاِنَّهَا مَأْمُوْرَةٌ. (للكبير،٢٠٣٣)

پس سیدنا علی رضی اللہ عنہ اٹھے اور جب انہوں نے رکاب میں قدم رکھا اور مضبوط ہو کر بیٹھ گئے تو (اونٹنی کھڑی ہو گئی۔) پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اے علی رضی اللہ عنہ! اس کی مہار نرم کر دے اور اس کی جگہ پر مسجد تعمیر کرو۔ کیونکہ اس اونٹنی کو حکم دیا گیا ہے۔'' (الکبیر سند ضعیف)

٣٨٠٨۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، رَفَعَهُ: أُحُدٌ رُكْنٌ مِنْ أَرْكَانِ الْجَنَّةِ. (رواه أبويعلى الموصلي: ٧٥١٦)

''سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کا بیان نقل کیا ہے کہ احد پہاڑ جنت کے ستونوں میں سے ایک ستون ہے۔'' (الموصلی سند ضعیف)

٣٨٠٩۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ أُحُدًا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ. (رواه مسلم،١٣٩٣)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔'' (مسلم)

٣٨١٠۔ وَزَادَفِي الْأَوْسَطِ: فَإِذَا جِئْتُمُوْهُ فَكُلُوْا مِنْ شَجَرِهِ وَلَوْمِنْ عِضَاهِهِ. (رواه الطبراني في الأوسط،١٩٢٦)

''الاوسط میں یہ اضافہ ہے کہ جب تم اس کے پاس جاؤ تو اس کے درخت سے کچھ کھالو خواہ اس کا خار دار درخت ہی ہو۔'' (اوسط)

٣٨١١۔ عَنْ أَبِي عَبْسِ بْنِ جَبْرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِأُحُدٍ: هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ، عَلَى بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، وَهٰذَا عِيْرٌ جَبَلٌ يُبْغِضُنَا وَنُبْغِضُهُ عَلَى بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ النَّارِ. (والكبير والأوسط بلين)

''سیدنا ابوعبس بن جبر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احد کے متعلق فرمایا: یہ پہاڑ ہے، یہ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ یہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہے۔ اور یہ عیر پہاڑ ہے، یہ ہم سے بغض رکھتا ہے اور ہم اس کو ناپسند کرتے ہیں اور وہ جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہے۔'' (البزار، الکبیر، الاوسط سند کمزور ہے)

٣٨١٢۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ

''سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے

(٣٨٠٨) ابو يعلى موصلى: ٧٥١٦۔ فيه عبدالله بن جعفر والد على بن المدينى وهو ضعيف، هيثمى: ٥٩١١.

(٣٨٠٩) مسلم: ١٣٩٣۔ بخارى: ٢٨٨٩۔ ترمذى: ٢٩٢٢۔ ابن ماجه: ٣١١٥۔ احمد: ١٣١٣٣۔ مؤطا: ١٦٤٥.

(٣٨١٠) طبرانى اوسط: ١٩٢٦۔ فيه، كثير بن زيد، وثقه احمد وغيره وفيه كلام، هيثمى: ٥٩١٣.

(٣٨١١) بزار: ١١٩٩۔ طبرانى كبير، طبرانى اوسط، فيه عبدالمجيد بن ابى عبس لينه ابو حاتم وفيه من لم اعرفه، هيثمى: ٥٩١٢.

(٣٨١٢) طبرانى كبير: ٥٧١٢۔ فيه عبد المهيمن بن عباس بن سهل وهو ضعيف، هيثمى: ٥٩١٥.

صَلّٰی عَلٰی ذُبَابٍ (جَبَلٌ بِالْحِجَازِ۔ وَقَالَ ابْنُ الأَثِيْرِ إِنَّهُ جَبَلٌ بِالْمَدِيْنَةِ۔ وَصَلّٰی أَی بَارَكَ عَلَيْهِ) . (للكبير ٥٧١٢)

ذباب نامی پہاڑ کے لیے برکت کی دعا کی ، یہ حجاز کا ایک پہاڑ ہے لیکن ابن اثیر نے کہا ہے کہ یہ مدینہ کا ایک پہاڑ ہے۔'' (الکبیر)

شرح: ...... یہ محبت حقیقی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جمادات میں بھی محبت ونفرت رکھی ہے۔ سورۃ البقرہ میں ہے: ''بعض پتھر اللہ کے ڈر سے گر پڑتے ہیں۔'' اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جبل احد میں محبت پیدا کی ہے اور اسے تمیز دی ہے کہ وہ محبت کرتا ہے۔ نبی ﷺ نے یہ فقرہ ''کہ احد ہم سے محبت کرتا ہے، یہ حج سے واپسی پر بھی کہا تھا۔ غزوہ تبوک سے واپسی پر بھی کہا، خیبر سے واپسی پر بھی کہا، مختلف اوقات میں اسے دہرایا تھا۔

باقی رہی بات کہ احد کو یہ مقام کیسے ملا؟ یہ بھی وجہ ہوسکتی ہے کہ نبی ﷺ، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم جب اس پر کھڑے تھے تو حسرت سے جھوم اٹھا تھا۔

یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس میں اچھی فال ہو، احد (ایک) کو احدیت بھی یکتائی کو کہتے ہیں، احد کے حروف بولیں تو ہونٹ بلند ہوتے ہیں، یہ اشارہ تھا احد کے دامن سے جو دین اٹھا ہے یہ بلند ہوگا، اس لیے دیگر پہاڑوں کی بہ نسبت اس کا ممتاز مقام ہے۔ (مرعاۃ: ۷/ ۳۶۸)

٣٨١٣۔ عَنْ عَائِشَةَ ، رَفَعَتْهُ : بُطْحَانُ عَلٰی بَرَكَةٍ مِنْ بَرَكِ الْجَنَّةِ . (للبزار ١٢٠٠ براو لم يسم)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وادی بطحان جنت کی برکات میں سے ایک برکت کا مقام ہے۔'' (البزار)

٣٨١٤۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِوَادِي الْعَقِيْقِ يَقُوْلُ أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتٍ مِنْ رَبِّي فَقَالَ صَلِّ فِيْ هٰذَا الْوَادِي الْمُبَارَكِ وَقُلْ عُمْرَةٌ فِيْ حَجَّةٍ . (رواه البخاري ١٥٣٤)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، جبکہ آپ ﷺ وادی عقیق میں تھے، فرمایا: آج رات میرے رب کی طرف سے ایک فرشتہ آیا اور اس نے کہا: اس مبارک وادی میں نماز پڑھو اور کہو: عمرہ حج میں داخل ہے۔'' (البخاری)

شرح: ...... ایک وادی عقیق مدینہ کے اندر تھی یہ وہ نہیں یہ وہ وادی ہے جو ذوالحلیفہ کے قریب ہے، یہ مدینہ منورہ سے چار میل کے فاصلہ پر ہے، آنے والے حضرت جبریل علیہ السلام تھے۔

(٣٨١٣) بزار: ١٢٠٠۔ فیه راوٍ لم یسم، هیثمی: ٥٩١٨.

(٣٨١٤) بخاری: ١٥٣٤۔ ابوداؤد: ١٨٠٠۔ ابن ماجه: ٢٩٧٦۔ احمد: ١٦٢.

۲۔ثابت ہوا یہ وادی بھی فضیلت والی ہے اور اس میں نماز پڑھنا بھی بہتر کام ہے، اگر چہ نماز یہاں فرض نہیں تاہم تاکید ہے کہ کوشش کی جائے۔

۳۔اس میں حج قران کے افضل ہونے پر بھی دلیل دی گئی ہے کیونکہ آپ نے فرمایا: کہہ دو عمرہ حج داخل میں ہے۔ مگر یہ استدلال درست نہیں، حج تمتع ہی افضل ہے۔ نبی ﷺ نے حج قران اس لیے کیا تھا کہ آپ نے قربانی کے جانور ساتھ لے لیے تھے، وگرنہ پسند آپ نے حج تمتع ہی کیا تھا۔ (مرعاۃ: ۷/۳۸۴)

٣٨١٥۔ قَالَ مَالِكٌ لَايَنْبَغِي لِاَحَدٍ أَنْ يُجَاوِزَ الْمُعَرَّسَ إِذَا قَفَلَ رَاجِعًا إِلَى الْمَدِيْنَةِ حَتّٰى يُصَلِّيَ فِيهَا مَابَدَالَهُ لِاَنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَرَّسَ بِهِ . (رواه أبوداود ٢٠٤٥)

''امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کسی کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وہ مقام معرس سے تجاوز کرے، جبکہ وہ مدینہ منورہ کی طرف لوٹ رہا ہو، یہاں تک اس جگہ میں نماز پڑھے اور جتنی چاہے پڑھ لے۔ اس لیے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہاں پڑاؤ ڈالا تھا۔ (ابوداؤد)

شرح: ......معرس رات کو آرام کرنے کی جگہ کو کہتے ہیں، یہ ذوالحلیفہ سے چھ میل کے فاصلہ پر ہے، یہاں اترنا حج کا طریقہ نہیں، یہاں صرف نبی اکرم ﷺ اترے تھے، لوگ آپ کے اس طریقہ پر حج کا طریقہ سمجھ کر نہیں، صرف آپ کی اقتداء میں اترتے ہیں۔ پھر صبح یہاں سے مدینہ کی طرف کوچ کرتے، یہ حج سے یا سفر سے واپسی اترتے تھے۔ تاکہ گھر والوں کو اطلاع ہو جائے کیونکہ اچانک سفر سے گھر آنے کی ممانعت ہے۔ (عون المعبود: ۲/۱۷۳)

٣٧١٦۔ عَنْ سَعْدِبْنِ خَيْثَمَةَ ، رَفَعَهُ: رَأَيْتُ كَأَنَّ رَحْمَةً وَقَعَتْ بَيْنَ بَنِىْ سَالِمٍ وَبَنِى بَيَاضَةَ قَالُوْايَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَفَنَنْتَقِلُ اِلٰى مَوْضِعِهَا؟ قَالَ: لَا وَلٰكِنِ اقْبُرُوْا فِيهَا فَقَبَرُوْا فِيْهَا مَوْتَاهُمْ . (رواه الطبراني في الكبير ٥٤١٦ بلين)

''سیدنا سعد بن خیثمہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے دیکھا گویا بنو سالم اور بنو بیاضہ کے درمیان رحمت برس رہی ہے لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا ہم اس جگہ منتقل ہو جائیں؟ فرمایا: نہیں، لیکن اس جگہ کو قبرستان بنالو۔ پس انھوں نے اپنے مردے وہاں دفنانے شروع کر دیے۔'' (الکبیر، سند کمزور)

٣٨١٧۔ عَنْ أُمِّ قَيْسٍ ، قَالَتْ: لَوْ رَأَيْتَنِى وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ آخِذٌ بِيَدِىْ فِى سِكَّةٍ مِنْ

''سیدہ ام قیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ کاش تو مجھے دیکھتا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ مدینہ کی گلی میں پکڑا اور اس گلی میں اس

(٣٨١٥) ابوداؤد: ٢٠٤٥۔ صحیح، مقطوع، البانی: ١٧٩٩.

(٣٨١٦) طبرانی کبیر: ٥٤١٦۔ فیه، یعقوب بن محمد الزهری وفیه کلام کثیر، وقد وثق، هیثمی: ٥٩٠٧.

(٣٨١٧) طبرانی کبیر: ٢٥/ ١٨١۔ فیه من لم اعرفه، هیثمی: ٥٩٠٨.

سِكَكِ الْمَدِيْنَةِ مَافِيْهَا بَيْتٌ حَتّٰى انْتَهٰى إِلٰى بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ فَقَالَ لِيْ: يَا أُمَّ قَيْسٍ، فَقُلْتُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: لَيُرَيَنَّ هٰذِهِ الْمَقْبَرَةَ يَبْعَثُ اللّٰهُ مِنْهَا سَبْعِيْنَ أَلْفاً يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ، فَقَامَ عُكَاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ: وَ أَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، فَقَالَ: وَأَنْتَ، فَقَامَ آخَرُ وَقَالَ: وَأَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، فَقَالَ: سَبَقَكَ بِهَا عُكَاشَةُ. (رواه الطبراني في الكبير: ٢٥/ ١٨١) بخفى

وقت کوئی گھر نہ تھا یہاں تک کہ آپ ﷺ بقیع الغرقد تک آئے اور فرمایا: اے ام قیس! میں نے کہا: اے اللہ رسول ﷺ! میں حاضر ہوں، فرمایا: کیا تو قبرستان دیکھتی ہے؟ اللہ تعالیٰ اس قبرستان سے قیامت کے دن ستر ہزار انسان اٹھائے گا جن کی صورت چودھویں کے چاند کی طرح روشن ہوں گی۔ وہ جنت میں بغیر حساب کے جائیں گے۔ پس سیدنا عکاشہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بھی اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ! آپ نے فرمایا: اور تو بھی، پھر دوسرے آدمی نے کہا: اور میں بھی اے اللہ کے رسول! فرمایا: عکاشہ تجھ پر سبقت لے گیا ہے۔ (الکبیر سند مخفی ہے)

انتباہ: ......حضرت عکاشہ اور ستر ہزار افراد بغیر حساب میں جنت میں جائیں گے یہ تو ثابت ہے۔ (بخاری) مگر مدینہ کے ساتھ خاص کرنا ثابت نہیں۔ اور نہ ہی کسی صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ آپ نے کبھی کسی غیر محرم عورت کا ہاتھ پکڑا ہوا۔

❀❀❀❀

كتاب الأضاحى
قربانی کا بیان

٣٨١٨۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ، رَفَعَهٗ: يَا فَاطِمَةُ قُوْمِي إِلٰى أُضْحِيَتِكِ فَاشْهَدِيْهَا فَإِنَّ لَكِ بِكُلِّ قَطْرَةٍ تَقْطُرُ مِنْ دَمِهَا أَنْ يُغْفَرَ لَكِ مَاسَلَفَ مِنْ ذُنُوْبِكِ، قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، أَلَنَا خَاصَّةً أَهْلَ الْبَيْتِ، أَوْلَنَا وَلِلْمُسْلِمِيْنَ؟ قَالَ: بَلْ لَنَا وَلِلْمُسْلِمِيْنَ. (رواه البزار ١٢٠٢ بلين)

''سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے فاطمہ! اپنی قربانی کی طرف اٹھ کر جاؤ اور اس پر حاضر رہو۔ اس کے خون کے ہر قطرے کے بدلے تیرے سابقہ گناہ معاف ہوں گے۔ عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ بشارت ہم اہل بیت کے لیے مخصوص ہے یا سب مسلمانوں کے لیے ہے؟ فرمایا: بلکہ یہ ہمارے لیے بھی ہے اور سب مسلمانوں کے لیے بھی ہے۔'' (البزار، سند کمزور)

٣٨١٩۔ وَلِلْكَبِيْرِ وَالْاَوْسَطِ بِضُعْفٍ نَحْوَهٗ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ: وَزَادَ قُوْلِيْ (اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ) الآية (للكبير: ١٨ / ٢٣٩)

''الکبیر اور الاوسط کی ضعیف سند کے ساتھ ایک روایت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح کی ہے۔ لیکن اس روایت میں یہ بیان زائد ہے کہ فرمایا: اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! یہ کہو: میری نماز 'میری قربانی 'میری زندگی .... تا آخر آیت''

شــرح: ......ا۔ یہ دعائیں سند کے لحاظ سے تو صحیح ثابت نہیں، اگر کوئی گنجائش نکلتی بھی ہے تو یہ قربانی کو زمین پر لٹانے سے پہلے پڑھی جائیں، زمین پر قربانی لٹانے کے بعد بسم اللہ اکبر کہیں اور ذبح کر دیں۔ (مرعاۃ: ۲/ ۳۵۸)

٣٨٢٠۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَفَعَهٗ: فِيْ يَوْمِ أَضْحٰى، مَا عَمِلَ آدَمِيٌّ فِي هٰذَا الْيَوْمِ أَفْضَلَ مِنْ دَمٍ يُهْرَاقُ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ رِحْمًا (مَقْطُوْعَةً) تُوْصَلُ. (للكبير ١٠٩٤٨ بلين)

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن کے متعلق فرمایا: آج کے دن کسی انسان نے ایسا کوئی عمل نہیں کیا جو خون بہانے سے زیادہ افضل ہو البتہ اگر کسی نے صلہ رحمی کی ہے تو وہ افضل ہے۔'' (الکبیر، سند کمزور ہے)

شــرح: ......منکرین قربانی بہت کوشش کرتے ہیں کہ اس کی حیثیت ختم کی جائے، کبھی کہتے ہیں جانوروں پر ظلم

(٣٨١٨) بزار: ١٢٠٢۔ فيه عطية بن قيس وفيه كلام كثير، وقد وثق، هيثمى: ٥٩٣٤. (٣٨١٩) طبرانى كبير: ١٨/ ٢٣٩.
(٣٨٢٠) طبرانى كبير: ١٠٩٤٨۔ فيه الحسن، بن يحيىٰ الخشنى وهو ضعيف، وقد وثقه جماعة، هيثمى: ٥٩٣٩.

ہے، کبھی کہتے ہیں گوشت ضائع ہوتا ہے، کبھی کہتے ہیں، کسی غریب کی بیٹی کے نکاح پر اتنے پیسے خرچ کریں تو فائدہ ہو۔

بہر حال یہ ان کی موشگافیاں ہیں، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی بات نہیں ہے۔ یہ حدیث اور اس جیسی دیگر احادیث دلالت کرتی ہیں کہ قربانی کے دن کے تمام اعمال میں سے اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ عمل جانور قربانی کرنا ہے، اس دن کروڑوں روپے کا خرچ اس محبوب عمل کے برابر نہیں ہوسکتا۔ (مرعاۃ: ۲/۳۶۲)

۳۸۲۱ــــ عَنْ مِخْنَفِ بْنِ سُلَيْمٍ قَالَ كُنَّا وُقُوْفًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِعَرَفَاتٍ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عَلَى كُلِّ أَهْلِ بَيْتٍ فِيْ كُلِّ عَامٍ أُضْحِيَةٌ وَعَتِيْرَةٌ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا الْعَتِيْرَةُ هِيَ الَّتِي تُسَمُّوْنَهَا الرَّجَبِيَّةَ . (رواه الترمذي، ١٥١٨)

''سیدنا مخنف بن سلیم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم میدان عرفات میں رسول اللہ ﷺ کے پاس کھڑے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: لوگو! ہر گھرانے پر ہر سال قربانی لازم ہے اور عتیرہ بھی لازم ہے۔ اور کیا تمہیں معلوم ہے کہ عتیرہ کیا ہے؟ یہ وہی ہے جس کو تم رجبیہ کہتے ہو۔ (ترمذی)

۳۸۲۲ــــ عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُحَيْمٍ أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الأُضْحِيَةِ أَوَاجِبَةٌ هِيَ فَقَالَ ضَحَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالْمُسْلِمُوْنَ فَأَعَادَهَا عَلَيْهِ فَقَالَ أَتَعْقِلُ ضَحّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالْمُسْلِمُوْنَ . (رواه الترمذي، ١٥٠٦)

''جبلہ بن سحیم سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک آدمی نے سوال کیا: قربانی واجب ہے؟ تو سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں نے قربانی کی ہے۔ آدمی نے دوبارہ پھر یہی بات کہی۔ (ترمذی)

۳۸۲۳ــــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ يُضَحِّيْ . (رواه الترمذي: ١٥٠٧)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ دس سال مدینہ میں ٹھہرے اور قربانی دیتے رہے۔'' (الترمذی)

۳۸۲٤ــــ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ كَانَ لَهُ سَعَةٌ وَّلَمْ يُضَحِّ فَلاَ يَقْرَبَنَّ مُصَلاَّنَا . (رواه ابن ماجة، ٣١٢٣)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کو قربانی دینے کی وسعت ہو اور وہ نہ دے تو وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔'' (ابن ماجہ)

۳۸۲٥ــــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ

''سیدنا عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول

(۳۸۲۱) ترمذی: ۱۵۱۸۔ صحیح، البانی: ۱۲۲۵۔ نسائی: ٤۲۲٤۔ ابوداؤد: ۲۷۸۸۔ ابن ماجہ: ۳۱۲۵۔ احمد: ۱۷٤۳۲.

(۳۸۲۲) ترمذی: ۱۵۰٦۔ ضعیف، البانی: ۲٦۰۔ ابن ماجہ: ۳۱۲٤.

(۳۸۲۳) ترمذی: ۱۵۰۷۔ ضعیف، البانی: ۲٦۱۔ احمد: ٤۹۳۵.

(۳۸۲٤) ابن ماجہ: ۳۱۲۳۔ حسن، البانی: ۲۵۳۲۔ احمد: ۸۰۷٤.

(۳۸۲۵) ابوداؤد: ۲۷۸۹۔ ضعیف، البانی: ۵۹۵۔ نسائی: ٤۳٦۵.

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ أُمِرْتُ بِيَوْمِ الأَضْحٰى عِيْدًا جَعَلَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِهَذِهِ الأُمَّةِ قَالَ الرَّجُلُ أَرَأَيْتَ إِنْ لَّمْ أَجِدْ إِلاَّأُضْحِيَةً أُنْثٰى أَفَأُضَحِّيْ بِهَاقَالَ لَا وَلٰكِنْ تَأْخُذُ مِنْ شَعْرِكَ وَأَظْفَارِكَ وَتَقُصُّ شَارِبَكَ وَتَحْلِقُ عَانَتَكَ فَتِلْكَ تَمَامُ أُضْحِيَتِكَ عِنْدَاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ . (رواه أبوداود‘۲۷۸۹)

اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے قربانی کے دن کو عید بنانے کا حکم دیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لیے اس دن کو عید قرار دیا ہے۔ایک آدمی نے سوال کیا، یارسول اللہ ﷺ! آپ یہ بتائیں کہ اگر میرے پاس صرف دودھ دینے والی قربانی ہوتو کیا میں وہ ذبح کردوں؟ فرمایا: نہیں۔لیکن تو اپنے بال اپنے ناخن اور موچھیں کترادے اور اپنے زیر ناف بال صاف کردے تو یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہاری پوری قربانی شمار ہوگی۔‘‘ (ابوداؤد)

شرح: ......قربانی کی مشروعیت پر قرآن پاک کی یہ آیت دلالت کرتی ہے۔﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝﴾ (الکوثر: ۲) ’’اپنے رب کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر۔‘‘

اور قربانی سنت ابراہیمی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ۝﴾ (الصافات: ۱۰۷)

’’اور ہم نے اس کے فدیہ میں عظیم قربانی دی۔‘‘

یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام جو بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے پر عمل پیرا ہوئے تو ہم نے انہیں بچا کر ایک بکرا قربان کردیا، اور اس دن سے یہ سنت ابراہیمی قرار پائی۔

۲۔قربانی واجب، سنت موکدہ، یا مستحب ہے، اس بارے میں ائمہ کا اختلاف ہے۔

علامہ عبید اللہ رحمانی رحمہ اللہ، شوکانی رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

اَنَّ الْحَقَّ مَا قَالَهُ الْاَقَلُّوْنَ مِنْ كَوْنِهَا وَاجِبَةً وَّلٰكِنْ هٰذَا الْوُجُوْبَ مُقَيَّدٌ بِالسَّعَةِ فَمَنْ لَّا سَعَةَ لَهُ لَا اُضْحِيَّةَ عَلَيْهِ . (مرعاة: ۲/ ۳۵۰)

’’حق بات یہی ہے جو کم ائمہ کرام نے کہی ہے کہ قربانی واجب ہے لیکن اس کا واجب ہونا گنجائش کے ساتھ مقید ہے یعنی جس کے پاس گنجائش نہیں اس پر قربانی واجب نہیں ہے۔

۳۔ نبی اکرم ﷺ نے وہ بکری ذبح کرنے سے اس لیے منع کیا تھا کہ اس کے پاس اس کے سوا اور کوئی بھیڑ، بکری نہیں تھی جس سے فائدہ اٹھائے، یا پھر وہ اسے کسی نے دودھ تک کے لیے تحفہ دی تھی اس کے ذہن میں نہیں تھا کہ وہ تو اصل مالک کو واپس کرنی ہے اس لیے آپ ﷺ نے اسے ذبح کرنے سے منع کردیا۔اور عید کے دن ناخن اور بال ترشوانا وغیرہ اعمال کو قربانی کے ثواب کے برابر قرار دیا گیا ہے گویا کہ اس طرح دوسرے لوگوں کے ساتھ ثواب ومسرت میں شرکت ہوجاتی ہے۔

۴۔ رجب میں ذبح ہونے والی بکری کو عتیرہ کہتے تھے، اس بارے میں وارد احادیث سے ایک قول یہ ہے کہ یہ منسوخ ہو چکا ہے، اب اسے ذبح کرنا منع ہے۔ بعض احادیث سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔

معتدل قول یہی ہے کہ اگر جاہلیت کی طرح دن مقرر نہ ہو تو رجب میں جانور ذبح کرنے کی ممانعت نہیں ہے۔ غیر اللہ کی بجائے خالص اللہ کے لیے جانور ذبح کیا جائے۔ منسوخ صرف جاہلی طریقہ ہے، رجب میں بکری ذبح کرنا منسوخ نہیں ہے۔ (مرعاة: ۲/ ۳۶۶)

٣٨٢٦ـ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ لَمْ يَكُنْ يُضَحِّيْ عَمَّافِي بَطْنِ الْمَرْأَةِ. (رواه مالك' ١٠٥٣)

''نافع بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ ماں کے پیٹ کے بچے کی طرف سے قربانی نہیں ادا کرتے تھے۔'' (مالک)

شرح: ...... کیونکہ پیٹ میں بچے کی طرف سے قربانی درست نہیں، نہ اس کی پابندی ہے۔ (شرح زرقانی: ۳/ ۷۹)

٣٨٢٧ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنَّامَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَفَرٍ فَحَضَرَ الْأَضْحَى فَاشْتَرَكْنَافِيْ البَقَرَةِ سَبْعَةً وَفِي الْبَعِيْرِ عَشَرَةً. (رواه الترمذي' ١٥٠١)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہم ایک سفر میں تھے کہ عیدالاضحیٰ آ گئی، پس ہم سات افراد گائے کی قربانی دینے میں شریک ہوئے اور دس آدمی اونٹ میں شریک ہوئے۔'' (الترمذی)

شرح: ...... یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ گائے میں سات آدمی قربانی کے حصہ دار بن سکتے ہیں، یعنی سات آدمی مل کر ایک گائے قربانی کریں اور جو قیمت حصہ میں آتی ہے وہ اکٹھی ادا کر دیں تو ساتوں کی قربانی ہو جاتی ہے۔ اور اونٹ میں دس آدمی شرکت کر سکتے ہیں۔ بعض لوگ عام قربانی اور حج کی قربانی کی تفریق کرتے ہیں یہ درست نہیں، اکیلا طاقت رکھتا ہے تو اکیلا قربانی کرے اگر شرکت کرنا چاہیں تو عید قربان کے موقع پر اور حج کے موقع پر اونٹ میں دس اور گائے میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ (مرعاة: ۲/ ۳۵۵)

٣٨٢٨ـ عَنْ عَمَّارَةَ بْنِ صَيَّادٍ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ اَبَا أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِي أَخْبَرَهُ قَالَ كُنَّانُضَحِّي بِالشَّاةِ الْوَاحِدَةِ يَذْبَحُهَا الرَّجُلُ عَنْهُ وَعَنْ أَهْلِ بَيْتِهِ ثُمَّ تَبَاهَى النَّاسُ

''عمارہ بن صیاد نے کہا، مجھے عطاء بن یسار نے خبر دی، اس نے کہا، مجھے ابو ایوب انصاری نے بیان کیا کہ مدینہ میں ہم لوگ ایک بکری کی قربانی کرتے تھے۔ ایک آدمی اپنے اہل و عیال کی طرف سے بکری ذبح کرتا تھا۔ پھر بعد میں لوگوں نے

(٣٨٢٦) مؤطا: ١٠٥٣.

(٣٨٢٧) ترمذی: ١٥٠١ـ صحیح، البانی: ١٢١٤ـ نسائی: ٤٣٩٢ـ ابن ماجه: ٣١٣١.

(٣٨٢٨) مؤطا: ١٠٥٠.

بَعْدُفَصَارَتْ مُبَاهَاةً . (رواه مالك، ١٠٥٠)

اس کو باعث فخر بنایا تو قربانی فخر یہ علامت بن گئی۔'' (مالک)

٣٨٢٩۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، قَالَ: لَايَشْتَرِكُ فِي النُّسُكِ الْجَمَاعَةُ إِنَّمَا يَكُوْنُ ذٰلِكَ فِي أَهْلِ الْبَيْتِ الْوَاحِدِ فَقَطْ . (رواه رزين)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ قربانی میں جماعت شامل نہ ہوگی۔ یہ صرف ایک گھر کے افراد کے لیے ہے۔'' (رزین)

شرح: ......مطلب یہ ہے کہ ہر گھر والا ایک قربانی اور ایک سے زیادہ بھی کر سکتا ہے، بشرطیکہ اللہ تعالیٰ کی قربت کے لیے ہو۔ اگر زیادہ قربانی کرنے سے فخر ومباہات میں مقابلہ مقصد ہو تو پھر سارے اہل خانہ کے لیے ایک ہی بکری کافی ہے۔ زیادہ نہ ہی کی جائیں تو بہتر ہے۔ (شرح زرقانی: ٣/٧٤)

٣٨٣٠۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْرُالأُضْحِيَةِ الْكَبْشُ وَخَيْرُالْكَفَنِ الْحُلَّةُ . (رواه الترمذي، ١٥١٧)

''سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین قربانی مینڈا ہے اور بہترین کفن دو کپڑے کا ہے۔'' (الترمذی)

شرح: ......صحیح حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے سینگوں والا مینڈھا قربانی کیا، جو خصی تھا، سیاہ پاؤں اور سیاہ منہ والا تھا۔ (ترمذی)

٣٨٣١۔ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ نَحَرَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ نِسَائِهِ فِي حَجِّهِ بَقَرَةً . (رواه مسلم، ١٣١٩)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حج کے دوران اپنی ازواج مطہرات کی طرف سے ایک گائے کی قربانی کی۔''

٣٨٣٢۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ ذَبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ عَائِشَةَ بَقَرَةً يَوْمَ النَّحْرِ . (رواه مسلم، ١٣١٩)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قربانی کے دن عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے رسول اللہ ﷺ نے ایک گائے کی قربانی دی تھی۔'' (مسلم)

شرح: ......دونوں میں مطابقت یوں ہے کہ ساری بیویوں کی طرف سے بھی قربانی کی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے ایک گائے خاص قربانی دی۔ (مرعاۃ: ٦/)

٣٨٣٣۔ عَنْ حَنَشٍ قَالَ رَأَيْتُ عَلِيًّا يُضَحِّيْ

''حنش رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو دو مینڈھے

(٣٨٢٩) رزین.

(٣٨٣٠) ترمذی: ١٥١٧۔ ضعیف، البانی: ٢٦٣۔ ابن ماجہ: ٣١٣٠.

(٣٨٣١) مسلم: ١٣١٩۔ احمد: ١٤٦٢١.

(٣٨٣٢) مسلم: ١٣١٩۔ احمد: ١٤٦٢١.

(٣٨٣٣) ابوداؤدپ ٢٧٩٠۔ ضعیف، البانی: ٥٩٦۔ ترمذی: ١٤٩٥.

بِكَبْشَيْنِ فَقُلْتُ لَهٗ مَاهٰذَا فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَوْصَانِيْ أَنْ أُضَحِّيَ عَنْهُ فَأَنَا أُضَحِّيْ عَنْهُ. (رواه أبوداود'۲۷۹۰)

قربانی کرتے دیکھا تو میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ فرمایا: رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے وصیت کی تھی کہ میں آپ ﷺ کی طرف سے قربانی کروں۔ اس لیے آپ ﷺ کی طرف سے میں قربانی کرتا ہوں۔ (ابوداؤد)

شرح: ......ا۔حنش کی وجہ سے یہ روایت ضعیف ہے اس لیے حجت نہیں۔ اگر بقول بعض اسے حسن درجہ کی تسلیم بھی کرلیا جائے تو اس سے یہ دلیل لینا مناسب نہیں کہ میت کی طرف قربانی جائز ہے۔ کیونکہ اس میں صرف میت کی طرف سے قربانی نہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے جو وصیت پر عمل کرتے تھے، دوسرے لوگ اس میں شامل نہیں۔ دوسری حدیث کے الفاظ یہ ہیں اور ایک میرے اور میرے اہل خانہ کی طرف سے دوسرا مینڈھا اس کے لیے جو میری امت میں سے قربانی نہیں کرسکا۔ اس میں زندہ اور مردہ سب شامل ہیں لہٰذا ثابت ہوا کہ قربانی کے ثواب میں گھر کے مردہ اور زندہ تمام افراد کو شامل کرنا جائز ہے، صرف میت کی طرف سے قربانی کا ثبوت نہیں۔ (مرعاۃ: ۲/ ۳۵۸)

۳۸۳٤ــ عَنْ أَبِيْ كِبَاشٍ قَالَ جَلَبْتُ غَنَماً جُذْعَاناً إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَكَسَدَتْ عَلَيَّ فَلَقِيْتُ أَبَاهُرَيْرَةَ فَسَأَلْتُهٗ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ نِعْمَ أَوْنِعْمَتِ الأُضْحِيَّةُ الْجَذَعُ مِنَ الضَّأْنِ قَالَ فَانْتَهَبَهُ النَّاسُ. (رواه الترمذي'۱٤۹۹)

''ابو کباش کہتے ہیں: عید قربان کے موقع پر میں مدینہ کی طرف ایک سال کے بھیڑ کے بچے لایا اوران سے فائدہ نہ ہوا اور وہ فروخت نہ ہوئے تو میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اوران سے پوچھا: تو اس نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: بہترین قربانی بھیڑ کا ایک سالہ بچہ ہے۔ پس لوگ ان کو اٹھا کر لے گئے۔'' (ترمذی)

۳۸۳۵ــ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَأَشَارَ بِأَصَابِعِهٖ وَأَصَابِعِيْ أَقْصَرُ مِنْ أَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يُشِيْرُ بِأُصْبُعِهٖ يَقُوْلُ لَايَجُوْزُ مِنَ الضَّحَايَاالْعَوْرَاءُ الْبَيِّنُ عَوَرُهَا وَالْعَرْجَاءُ الْبَيِّنُ عَرَجُهَاوَالْمَرِيْضَةُ الْبَيِّنُ مَرَضُهَا وَالْعَجْفَاءُ

''سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی انگلیوں سے اشارہ کرکے فرمایا: جس جانور کا لنگڑا پن ظاہر ہو اور جو آنکھ سے کانا ہو اور اس کا کانا پن ظاہر ہو۔ اور جس کی ہڈی کا مغز نہ ہو۔ وہ جانور قربانی کے لیے جائز نہیں۔'' (نسائی)

(۳۸۳٤) ترمذی: ۱٤۹۹۔ ضعیف، البانی: ۲۵۸۔ احمد: ۹٤٤٦.

(۳۸۳۵) نسائی: ٤۳۷۱۔ صحیح، البانی: ٤۰۷۵۔ ترمذی: ۱٤۹۷۔ ابوداؤد: ۲۸۰۳۔ ابن ماجہ: ۳۱٤٤۔ احمد: ۱۸۲۰۰۔ مؤطا: ۱۰٤۱۔ دارمی: ۱۹۵۰.

الَّتِيْ لاتُنْقِي . (رواه النسائي، ٤٣٧١)

٣٨٣٦ــ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ قَالَ أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالاُذُنَ وَأَنْ لاَّ نُضَحِّيَ بِمُقَابَلَةٍ وَلاَمُدَابَرَةٍ وَلاَ شَرْقَاءَ وَلاَخَرْقَاءَ، وَعَنْهُ مِثْلُهُ وَزَادَقَالَ الْمُقَابَلَةُ مَاقُطِعَ طَرَفُ أُذُنِهَا وَالْمُدَابَرَةُ مَاقُطِعَ مِنْ جَانِبِ الأُذُنِ وَالشَّرْقَاءُ الْمَشْقُوْقَةُ وَالْخَرْقَاءُ الْمَثْقُوْبَةُ. (رواه الترمذي، ١٤٩٨)

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ ہم آنکھ اور کان اچھی طرح دیکھیں۔ اور حکم دیا ہے کہ قربانی نہ کی جائے مقابلہ کی، نہ مدابرہ کی، نہ شرقاء کی، اور نہ خرقاء کی۔ مقابلہ وہ ہے جس کے کان کو ایک طرف سے کاٹا گیا ہو۔ مدابرہ وہ ہے جس کے کان کو ایک پہلو سے کاٹا گیا ہو، شرقاء وہ جس کا کان چیرا گیا ہو، خرقاء وہ ہے جس کے کان میں سوراخ ہو۔'' (ترمذی)

٣٨٣٧ــ عَنْ يَزِيْدَ ذِي مِصْرَقَالَ أَتَيْتُ عُتْبَةَ بْنَ عَبْدِالسُّلَمِيَّ فَقُلْتُ يَاأَبَا الْوَلِيْدِإِنِّيْ خَرَجْتُ أَلْتَمِسُ الضَّحَايَا فَلَمْ أَجِدْشَيْئًا يُعْجِبُنِيْ غَيْرَثَرْمَاءَ فَكَرِهْتُهَا فَمَاتَقُوْلُ قَالَ أَفَلاَجِئْتَنِيْ بِهَاقُلْتُ سُبْحَانَ اللّٰهُ تَجُوْزُ عَنْكَ وَ لاَتَجُوْزُعَنِّي قَالَ نَعَمْ إِنَّكَ تَشُكُّ وَلاَأَشُكُّ إِنَّمَانَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمُصْفَرَّةِ وَالْمُسْتَأْصَلَةِ وَالْبَخْقَاءِ وَالْمُشَيَّعَةِ وَالْكَسْرَاءِ، وَالْمُصْفَرَّةِ) الَّتِيْ تُسْتَأْصَلُ أُذُنُهَا حَتّٰى يَبْدُوَسِمَاخُهَا وَالْمُسْتَأْصَلَةُ الَّتِي اسْتُؤْصِلَ قَرْنُهَامِنْ أَصْلِهِ وَالْبَخْقَاءُ الَّتِيْ تُبْخَقُ عَيْنُهَا وَالْمُشَيَّعَةُ الَّتِيْ لا تَتْبَعُ الْغَنَمَ عَجَفًا وَضَعْفًا

''یزید ذومصر نے کہا کہ میں عتبہ بن عبدالسلمی کے ہاں گیا اور میں نے کہا: اے ابو ولید! میں قربانی کے لیے حیوان کی تلاش میں نکلا تو مجھے کوئی حیوان پسند نہ آیا، مگر ایک حیوان جس کے دانت ٹوٹے ہوئے ہیں۔ پس میں نے اس کی قربانی بھی مکروہ سمجھی ہے۔ عتبہ نے کہا: وہ حیوان میرے لیے نہیں لائے گا؟ میں نے کہا: سبحان اللہ! تیری طرف سے جائز ہوگا اور میری طرف سے جائز نہ ہوگا؟ اس نے کہا: ہاں، اس لیے کہ تو شک کرتا ہے اور میں شک نہیں کرتا۔ رسول اللہ ﷺ نے مصفرہ، مستاصلۃ، بخقاء، المشیعہ، اور الکسیراء کی قربانی کی ممانعت فرمائی ہے۔ (ابوداؤد)

(٣٨٣٦) ترمذی: ١٤٩٨۔ ضعیف، البانی: ٢٥٦۔ نسائی: ٤٣٧٦۔ ابوداؤد: ٢٨٠٤۔ ابن ماجہ: ٣١٤٣۔ احمد: ١٣١١۔ دارمی: ١٩٥١.

(٣٨٣٧) ابوداؤد: ٢٨٠٣۔ ضعیف، البانی: ٥٩٩۔ احمد: ١٧٢٠٠.

وَالْكَسْرَاءُ الْكَسِيْرَةُ. (رواه أبوداود، ٢٨٠٣)

المصفره :...... وہ جس کا کان جڑ سے کاٹا گیا ہواور کان کا سوراخ نظر آتا ہو۔

المستاصله :...... وہ جس کا سینگ جڑ سے نکلا ہوا ہو۔

البخقاء :......جس کی بینائی جاتی رہے۔

المشيعه :......وہ جو بکریوں کے ریوڑ کے ساتھ نہ چل سکتی ہو لنگڑا ہو یا کمزور ہو۔

الكسراء:......وہ جس کی ہڈی ٹوٹی ہوئی ہو۔

٣٨٣٨ـــ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ ابْتَعْنَاكَبْشًانُضَحِّيْ بِهٖ فَأَصَابَ الذِّئْبُ مِنْ أَلْيَتِهٖ أَوْأُذُنِهٖ فَسَأَلْنَا النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَنَاأَنْ نُضَحِّيَ بِهٖ. (رواه ابن ماجة، ٣٤٦، بضعف)

''سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نے مینڈا خریدا تا کہ ہم قربانی دیں، لیکن بھیڑیا اس کی چکی یا کان کاٹ کر لے گیا۔ پس ہم نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے ہمیں اس کی قربانی دینے کا حکم دیا۔'' (ابن ماجہ سند ضعیف ہے)

شــرح : ......ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نصف سے زیادہ کان یا سینگ کاٹا ہو تو قربانی جائز نہیں اس سے کم ہو تو گنجائش ہے۔

۲۔اور اگر ایک جانور قربانی کے لیے منتخب کرلیا ہو اس کے بعد عیب ناک ہو جاتا ہے تو بہتر یہ ہے اگر طاقت ہے تو اسے تبدیل کیا جائے بے عیب جانور ذبح کیا جائے اگر طاقت نہیں تو پھر مجبوری ہے۔

۳۔ان میں سے صحیح احادیث میں جو عیب بیان ہوئے ہیں، ان سے قربانی پاک ہونی چاہیے، اگر کوئی ان عیب والی قربانی کرتا ہے تو قربانی قبول نہ ہوگی۔(مرعاۃ:۲/ ۳۵۹)

٣٨٣٩ـــ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ ضَحّٰى خَالٌ لِّي يُقَالُ لَهٗ أَبُوبُرْدَةَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَاتُكَ شَاةُ لَحْمٍ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ عِنْدِي دَاجِنـاً جَذَعَةً مِنَ الْمَعْزِقَالَ اذْبَحْهَا وَلَنْ تَصْلُحَ لِغَيْرِكَ ثُمَّ قَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ

''سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے ماموں سیدنا ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے نماز عید سے پہلے اپنی قربانی ذبح کر دی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تیری بکری صرف گوشت کے لیے ہے۔ اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے گھر کی بکری کا جزعہ بچہ ہے (ایک سال کا) فرمایا تو وہی ذبح کر دے اور تیرے علاوہ کسی کے لیے ایسا حیوان جائز نہ ہوگا۔ پھر فرمایا:

(٣٨٣٨) ابن ماجه: ٣١٤٦ـ ضعيف الاسناد جداً: ٦٧٩ـ احمد: ١١٤١١.

(٣٨٣٩) بخارى: ٥٥٥٦ـ مسلم: ١٩٦١ـ ترمذى: ١٥٠٨ـ نسائى: ١٥٦٣ـ ابوداؤد: ٢٨٠١ـ احمد: ١٨٢١٨ـ دارمى: ١٩٦٢.

فَإِنَّمَا يَذْبَحُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَقَدْتَمَّ نُسُكُهُ وَأَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِيْنَ. (رواه البخاري٬٥٥٥٦)

جس نے نماز سے پہلے ذبح کیا اس نے اپنے کھانے کے لیے ذبح کیا اور جس نے بعد نماز کے ذبح کیا تو اس کی قربانی مکمل ہو جائے گی اور وہ مسلمانوں کے طریقے کو پائے گا۔'' (بخاری)

٣٨٤٠ــــ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي يَوْمِ نَحْرٍ فَقَالَ لَا يَذْبَحَنَّ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يُصَلِّيَ قَالَ فَقَامَ خَالِيْ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا يَوْمٌ اللَّحْمُ فِيْهِ مَكْرُوْهٌ وَإِنِّي عَجَّلْتُ نُسْكِيْ لِأُطْعِمَ أَهْلِيْ وَأَهْلَ دَارِيْ أَوْجِيْرَانِيْ قَالَ فَأَعِدْ ذَبْحاً آخَرَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ عِنْدِيْ عَنَاقُ لَبَنٍ وَهِيَ خَيْرٌ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ أَفَأَذْبَحُهَا قَالَ نَعَمْ وَهِيَ خَيْرُ نَسِيْكَتَيْكَ وَلَا تُجْزِئُ جَذَعَةٌ بَعْدَكَ. (رواه الترمذي٬١٥٠٨)

''سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: قربانی کے دن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا نماز پڑھنے سے پہلے تم میں سے کوئی شخص قربانی نہ کرے۔ پس میرا ماموں آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہوا۔ عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! آج کے دن گوشت عام ہونے کی وجہ سے پسند نہیں کیا جاتا اس لیے میں نے اپنی قربانی جلدی ذبح کردی تاکہ میں گھر کے افراد اہل محلّہ اور ہمسائیوں کو گوشت کھلاؤں فرمایا: اس کے قائم مقام دوسری قربانی ذبح کردے اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے پاس دودھ پیتا بکری کا بچہ ہے جو دو بکریوں سے گوشت میں بہتر ہے تو کیا میں اس کو ذبح کردوں؟ فرمایا: ہاں، وہ تیری دونوں قربانیوں سے بہت بہتر ہے اور بکری کا سال کی عمر کا بچہ تیرے سوا کسی کی طرف سے قربانی کے لیے جائز نہ ہوگا۔''

٣٨٤١ــ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَبْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَقُوْلُ صَلّٰى بِنَاالنَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ بِالْمَدِيْنَةِ فَتَقَدَّمَ رِجَالٌ فَنَحَرُوْا وَظَنُّوْا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ نَحَرَ فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْ كَانَ نَحَرَ قَبْلَهُ أَنْ يُعِيْدَ بِنَحْرٍ آخَرَ وَلَا يَنْحَرُوْا حَتّٰى يَنْحَرَ النَّبِيُّ ﷺ. (لمسلم٬١٩٦٤)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ میں قربانی کے دن ہمیں نماز پڑھائی، پس چند آدمی اٹھے اور انہوں نے اپنی قربانیاں ذبح کردیں۔ انہیں گمان تھا کہ نبی کریم ﷺ نے قربانی ذبح کردی ہوگی۔ پس آپ ﷺ نے حکم دیا کہ جس نے آپ ﷺ کی قربانی ذبح کرنے سے پہلے ذبح کی ہے وہ اس کے بدلے دوسری قربانی ذبح کرے۔ (مسلم)

شرح:...... نبی ﷺ سے پہلے جانور قربانی کرنے والوں کو حکم دیا گیا تھا کہ دوبارہ قربانی دہرائیں۔ یہ اللہ کے

(٣٨٤٠) ترمذی: ١٥٠٨۔ صحیح، البانی: ١٢١٧۔ بخاری: ٥٥٥٦۔ مسلم: ١٩٦١۔ نسائی: ١٥٦٣۔ ابوداؤد: ٢٨٠١۔ احمد: ١٨٠١٢۔ دارمی: ١٩٦٢.

(٣٨٤١) مسلم: ١٩٦٤۔ احمد: ١٤٠٦٢.

نبی ﷺ سے آگے بڑھنے کی صورت تھی جس پر احتیاطاً آپ نے سرزنش فرمائی۔

اب حکم یہی ہے کہ قربانی کا وقت نماز کی ادائیگی جب امام کر لیتا ہے، تو اس سے شروع ہو جاتا ہے، اس میں شہر والے اور دیہات والے سب شامل ہیں، اور نماز سے پہلے قربانی کی ہو تو یہ قربانی نہیں عام گوشت کا جانور ہے۔ اگر طاقت ہو تو اس کے عوض نماز کے بعد اور قربانی کی جائے۔ اگر طاقت نہیں تو یہ قربانی نہ ہوگی۔ (مرعاۃ: ۲/ ۳۳۶)

۳۸٤۲ــ عَـنِ ابْـنِ عُمَرَأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَـذْبَـحُ أُضْحِيَتَهٗ بِالْمُصَلَّى وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ. (رواه أبو داود'۲۸۱۱)

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی قربانی عید گاہ میں ذبح کرتے تھے اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔'' (ابوداؤد)

شـــرح: ......اس سے بعض ائمہ نے اخذ کیا ہے کہ قربانی کے کل تین ایام ہیں، ایک دن قربانی کا اور دو دن بعد والے۔ لیکن یہ قول کمزور ہے ایک تو خود حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا گیا ہے کہ قربانی کے دن پہلے دن کے بعد تین دن اور ہیں۔ (بیہقی: ۹/ ۲۹۷، محلیٰ ابن حزم: ۷/ ۳۷۷)

دوسری بات یہ ہے کہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: كُلُّ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ ذَبْحٌ (ابن حبان، بیہقی، حوالہ مذکور)

تمام ایام تشریق قربانی ذبح کرنے کے دن ہیں اور ایام تشریق پہلے دن کے علاوہ جسے یوم نحر کہتے ہیں، تین دن اور ہیں۔ کل چار دن قربانی کے ہوئے۔ (مرعاۃ: ۲/ ۳۶۴)

۳۸٤۳ــ عَـنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَقَالَ الأَضْحٰى يَوْمَانِ بَعْدَيَوْمِ الأَضْحٰى. (رواه مالك'۱۰۵۲)

''نافع کا بیان ہے کہ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قربانی کے دن کے بعد مزید دو دن قربانی کی جا سکتی ہے۔'' (مالک)

۳۸٤٤ــ عَـنْ عَـائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰـهِ ﷺ أَمَـرَبِـكَبْـشٍ أَقْرَنَ يَطَأُفِي سَوَادٍ وَيَبْرُكُ فِيْ سَـوَادٍ وَيَـنْظُرُفِيْ سَوَادٍ فَأُتِيَ بِهٖ لِيُضَحِّيَ بِهٖ فَـقَـالَ لَهَـايَـا عَائِشَةُ هَلُمِّي الْمُدْيَةَ ثُمَّ قَالَ اشْـحَـذِيْهَـا بِـحَـجَـرٍ فَـفَـعَلْتُ ثُمَّ أَخَذَهَا وَأَخَـذَالْـكَبْشَ فَأَضْجَعَهُ ثُمَّ ذَبَحَهٗ ثُمَّ قَالَ

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سینگوں والے مینڈھے کا حکم دیا جس کے پاؤں سیاہ' سینہ سیاہ' اور آنکھیں سیاہ ہوں' پس ایسا مینڈھا لایا گیا تا کہ آپ ﷺ قربانی دیں۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! چھری لاؤ! پھر فرمایا: پتھر پر اس کو تیز کر دو تو میں نے ایسا ہی کیا، پھر آپ ﷺ نے چھری پکڑی، مینڈھا پکڑا اور زمین پر لٹا کر اس کو ذبح کر دیا اور فرمایا: یا اللہ! اس کو محمد ﷺ کی

(۳۸٤۳) ابوداؤد: ۲۸۱۱۔ حسن، صحیح، البانی: ۲٤۳۷۔ نسائی: ٤۳٦٦۔ ابن ماجہ: ۳۱٦۱۔ احمد: ۵۸٤۲.

(۳۸٤٤) مسلم: ۱۹٦۷۔ ابوداؤد: ۲۷۹۲۔ احمد: ۲۳۹۷۰.

بِـاسْـمِ الـلّٰـهِ الـلّٰهُـمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُّحَمَّدٍ وَّآلِ مُـحَـمَّـدٍ وَمِـنْ أُمَّةِ مُـحَـمَّـدٍ ثُـمَّ ضَحّٰـى بِهِ . (لمسلم'١٩٦٧)

طرف سے، آل محمد کی طرف سے اور محمد ﷺ کی امت کی طرف سے قبول کر، یہ دعا کر کے آپ نے قربانی ذبح کردی۔'' (مسلم)

٣٨٤٥ــ عَـنْ جَـابِـرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ ذَبَحَ الـنَّبِـيُّ ﷺ يَـوْمَ الـذَّبْـحِ كَبْشَيْـنِ أَقْـرَنَيْنِ أَمْـلَحَيْنِ مَوْجُوْئَيْنِ فَلَمَّا وَجَّهَهُمَا قَالَ إِنِّي وَجَّهْـتُ وَجْهِـيَ لِـلَّـذِيْ فَـطَـرَالسَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ عَـلٰـى مِلَّةِ إِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفاً وَمَا أَنَا مِـنَ الْـمُشْـرِكِيْـنَ إِنَّ صَلاَتِـيْ وَنُسُـكِـيْ وَمَـحْيَـايَ وَمَـمَـاتِـيْ لِـلّٰـهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لاَشَـرِيْكَ لَـهٗ وَبِـذٰلِكَ أُمِـرْتُ وَأَنَـا مِنَ الْـمُسْـلِمِيْنَ اللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ وَعَنْ مُحَمَّدٍ وَّأُمَّتِهٖ بِاسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُثُمَّ ذَبَحَ . (رواه أبوداود'٢٧٩٥)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ذبح کے دن سینگوں والے دو مینڈھے ذبح کیے، جو سفید و سیاہ رنگ کے تھے اور خصی تھے۔ چنانچہ جب ان کو کعبہ کی طرف لیٹایا تو یوں کہا: میں نے اپنا چہرہ اس ذات کی طرف پھیرا جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا۔ میں ملت ابراہیم پر یک سو ہو کر ذبح کرتا ہوں اور میں شرک کرنے والوں سے نہیں ہوں۔ (میری نماز' میری قربانی' میری زندگی اور میری موت اللہ کے لیے ہے جو سب جہانوں کو پالنے والا ہے)اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔ اے اللہ! یہ تیری طرف سے ہے اور تیرے لیے ہے۔ اے اللہ! یہ محمد ﷺ کی طرف سے اور اس کی امت کی طرف سے ہے: بسم اللہ و اللہ اکبر۔ پھر ذبح کر دیا۔'' (ابوداؤد)

٣٨٤٦ــ وفـي رواية: قَـالَ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَـرُهٰـذَا عَنِّي وَعَمَّنْ لَّمْ يُضَحِّ مِنْ أُمَّتِي . (رواه أبوداود'٢٨١٠)

''اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا: بسم اللہ واللہ اکبر یہ میری طرف سے اور میری اُمت کے ان افراد کی طرف سے ہے جنہوں نے قربانی نہیں دی ہے۔''

٣٨٤٧ــ عَـنْ أَبِـيْ سَعِيْدٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ الـلّٰـهِ يُضَحِّي ﷺ بِـكَبْـشٍ أَقْرَنَ فَحِيْلٍ يَنْظُرُفِيْ سَوَادٍ وَّيَأْكُلُ فِيْ سَوَادٍ وَّيَمْشِي فِيْ

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سینگوں والا نر مینڈھا قربانی کرتے جو سیاہ آنکھوں والا' سیاہ منہ والا' اور سیاہ پاؤں والا ہوتا۔'' (ابوداؤد)

(٣٨٤٥) ابوداؤد: ٢٧٩٥۔ ضعیف، البانی: ٥٩٧۔ ترمذی: ١٥٢١۔ ابن ماجہ: ٣١٢١۔ احمد: ١٤٦٠٤۔ دارمی: ١٩٤٦.
(٣٨٤٦) ابوداؤد: ٢٨١٠۔ صحیح، البانی: ٢٤٣٦۔ ترمذی: ١٥٢١۔ ابن ماجہ: ٣١٢١۔ احمد: ١٤٦٠٤۔ دارمی: ١٩٤٦.
(٣٨٤٧) ابوداؤد: ٢٧٩٦۔ صحیح، البانی: ٢٤٢٦۔ ترمذی: ٢٤٩٦۔ نسائی: ٤٣٩٠۔ ابن ماجہ: ٣١٢٨.

سَوَادٍ. (رواه أبوداود'٢٧٩٦)

٣٨٤٨ــ ولأحمد والبزار:عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ: أَنَّهٗ ﷺ أُتِـيَ يَـوْمَ الـنَّـحْرِبِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ (فَـذَكَـرَ أَحَدَهُمَا ، فَقَالَ) : هٰذَاعَنْ مُّحَمَّدٍ وَّأَهْـلِ بَيْتِـهٖ ، (وَذَكَـرَ الْآخَرَ وَقَـالَ): هٰذَا عَمَّنْ لَّمْ يُضَحِّ مِنْ أُمَّتِي. (رواه البزار'١٢٠٩)

''احمد اور بزار کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سیاہ دو چتکبرے مینڈھے لائے گئے، ایک کو ذبح کرتے وقت فرمایا: یہ محمد ﷺ اوران کے اہل بیت کی طرف سے ہے۔اور دوسرے کو ذبح کرتے وقت فرمایا: یہ ان لوگوں کی طرف سے ہے جنہوں نے محمد ﷺ کی امت میں سے قربانی نہیں کی۔''

٣٨٤٩ــ وَلِـلْـمُوْصِلِّي وَالْكَبِيْرِوَالأَوْسَطِ عَنْ أَبِيْ طَلْحَةَ: أَنَّهٗ ﷺ قَالَ فِيْ ذَبْحِ الثَّانِي: هٰـذَاعَـمَّـنْ آمَـنَ بِي وَصَدَّقَنِيْ مِنْ أُمَّتِيْ. (رواه أبويعلى الموصلي'١٤١٧)

''الموصلی، الکبیر اور الاوسط کی روایت میں ہے کہ سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: آنحضرت ﷺ نے دوسرے کو ذبح کرتے وقت فرمایا: یہ اس شخص کی طرف سے ہے جو میری امت میں سے میرے اوپر ایمان لایا اور میری تصدیق کی۔''

٣٨٥٠ــ عَـنْ أَنَـسِ بْـنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُـضَحِّيْ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْـرَنَيْـنِ وَكَـانَ يُسَـمِّـيْ وَيُكَبِّرُ وَلَقَدْ رَأَيْتُهٗ يَذْبَحُهُمَا بِيَدِهٖ وَاضِعاً رِجْلَهٗ عَلٰى صِفَاحِهِمَا. (رواه النسائي'٤٤١٦)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے سینگوں والے چتکبرے دومینڈھے قربانی دیئے، میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ نے اپنا پاؤں ان کے پہلوؤں پر رکھا بسم اللہ واللہ اکبر کہہ کر ان دونوں کو اپنے دست مبارک سے ذبح کیا۔''

٣٨٥١ــ عَـنِ الـنُّعْمَانِ بْنِ أَبِيْ فَاطِمَةَ: أَنَّهٗ اشْتَـرٰى كَبْشًـا أَقْـرَنَ أَعْيَنَ ، وَأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَآهُ فَـقَـالَ:كَـأَنَّ هٰـذَا الْـكَبْـشَ الَّذِيْ ذَبَحَ اِبْرَاهِيْمُ ، فَعَمَدَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِفَاشْتَرٰى لِلنَّبِيِّ ﷺ مِنْ هٰذِهِ الصِّفَةَ فَأَخَذَهُ النَّبِيُّ ﷺ

''سیدنا نعمان بن ابی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے سینگوں والا، خوبصورت آنکھوں والا مینڈھا خریدا تو اس کو دیکھ کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایسا ہی مینڈھا تھا جس کو ابراہیم علیہ السلام نے ذبح کیا تھا۔پس ایک انصاری آدمی نے کوشش کر کے رسول اللہ ﷺ کے لیے اس صفت کا مینڈھا خریدا، پس

(٣٨٤٨) بزار: ١٢٠٩ـ واحمد باختصار ورجاله ثقات، هيثمى: ٥٩٧٣.

(٣٨٤٩) ابو يعلى موصلى: ١٤١٧ـ طبرانى كبير، طبرانى اوسط، من رواية عبدالله بن ابى طلحة عن جده ولم يدركه ورجاله رجال الصحيح، هيثمى: ٥٩٧٣.

(٣٨٥٠) نسائى: ٤٤١٦ـ صحيح، البانى: ٤١١٣ـ بخارى: ٧٣٩٩ـ مسلم: ١٩٦٦ـ ابوداؤد: ٢٧٩٤ـ ابن ماجه: ٣١٥٥ـ احمد: ١٣٥٨٣ـ دارمى: ١٩٤٥.

(٣٨٥١) طبرانى كبير ورجاله ثقات، هيثمى: ٥٩٧٨.

فَضَحّٰى بِهٖ . (رواه الطبراني في الكبير)

رسول اللہ ﷺ نے اس سے لے کر قربانی دی۔'' (الکبیر)

٣٨٥٢ــــ عَنْ أَبِي مُوْسٰى:أَمَرَ بَنَاتَهٗ أَنْ يُضَحِّيْنَ بِأَيْدِيْهِنَّ وَوَضَعَ الْقَدَمَ عَلَى صَفْحَةِ الذَّبِيْحَةِ وَالتَّكْبِيْرَ وَالتَّسْمِيَةَ عِنْدَالذَّبْحِ . (رواه رزين)

''سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹیوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے ہاتھوں اپنی قربانی ذبح کریں اور خود انہوں نے قربانی کے پہلو پر قدم رکھا اور ذبح کرتے وقت تسمیہ وتکبیر کہی۔'' (رزین)

شــرح: ......۱۔ ثابت ہوا سینگوں والا جانور ذبح کیا جائے اور جس جانور کو قربانی کرنا ہے اس کی رنگ دلکش ہو تو بہتر ہے اور اگر تجربہ ہو تو اپنے ہاتھوں سے ذبح کرنا بہتر ہے، وگرنہ نمائندہ سے ذبح کروانے کی بھی اجازت ہے۔

۲۔ جب ذبح کریں تو جانور پہلو کے بل لٹائیں اور پہلو پر پاؤں رکھ کر ذبح کریں۔

اور بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر ذبح کریں اور چھری تیز کریں تا کہ ذبح ہونے والے جانور پر احسان ہو اور اسے تکلیف نہ ہو۔ (مرعاۃ:۲/۳۵۰)

٣٨٥٣ــ عَنِ ابْنِ عُمَرَأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى أَنْ تُؤْكَلَ لُحُوْمُ الْأَضَاحِيْ بَعْدَ ثَلَاثٍ . (رواه مسلم،١٩٧٠)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے کی ممانعت فرمائی ہے۔'' (مسلم)

٣٨٥٤ــ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَفَّ أَهْلُ أَبْيَاتٍ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ حَضْرَةَ الْأَضْحٰى زَمَنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ادَّخِرُوْا ثَلَاثًا ثُمَّ تَصَدَّقُوْا بِمَا بَقِيَ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَذٰلِكَ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ النَّاسَ يَتَّخِذُوْنَ الأَسْقِيَةَ مِنْ ضَحَايَاهُمْ وَيَجْمُلُوْنَ مِنْهَا الْوَدَكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمَا ذَالِكَ قَالُوْا نَهَيْتَ أَنْ تُؤْكَلَ لُحُوْمُ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلَاثٍ فَقَالَ إِنَّمَا

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کچھ لوگ دیہات والوں سے قربانی کے اوقات میں آ حاضر ہوئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا کہ تین دن کے لیے گوشت اپنے پاس رکھو اور بقیہ صدقہ کر دو۔ جب آئندہ سال آیا تو آپ ﷺ سے عرض کی گئی کہ یارسول اللہ ﷺ! لوگ اپنی قربانی کی کھالوں سے پانی کے لیے مشکیزے تیار کرتے ہیں اور چربی صاف کر کے رکھتے ہیں۔ فرمایا مسئلہ کیا ہے؟ عرض کی گئی: آپ ﷺ نے قربانی کا گوشت تین ایام سے زائد کھانے سے ممانعت فرمادی تھی۔

(٣٨٥٢) رزين.

(٣٨٥٣) مسلم: ١٩٧٠ـ بخاري: ٥٥٧٤ـ ترمذي: ١٥٠٩ـ نسائي: ٤٤٢٣ـ احمد: ٦١٥٣ـ دارمي: ١٩٥٧.

(٣٨٥٤) مسلم: ١٩٧١ـ بخاري: ٥٥٧٠ـ ترمذي: ١٥١١ـ نسائي: ٤٤٣٣ـ ابوداؤد: ٢٨١٢ـ ابن ماجه: ٣١٥٩ـ احمد: ٢٥٢٢٣ـ مؤطا: ١٠٤٧ـ دارمي: ١٩٥٩.

نَهَيْتُكُمْ مِنْ أَجْلِ الدَّافَّةِ الَّتِي دَفَّتْ فَكُلُوْا وَادَّخِرُوْا وَتَصَدَّقُوْا. (رواه مسلم'١٩٧١)

فرمایا میں نے اس جماعت کی وجہ سے ممانعت کی تھی جو پچھلے سال آئی تھی اب تم کھاؤ' صدقہ کرو اور بچا کر رکھو۔'' (مسلم)

٣٨٥٥ــ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ لَقَدْ كُنَّا نَرْفَعُ الْكُرَاعَ فَيَأْكُلُهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ خَمْسَ عَشْرَةَ مِنَ الأَضَاحِيْ. (رواه ابن ماجة'٣٣١٣)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت ہے کہ ہم قربانی کے جانوروں کی پنڈلیاں سنبھال رکھتے تھے جنہیں رسول اکرم ﷺ عید قربان کے پندرہ دن بعد کھاتے تھے۔'' (ابن ماجہ)

٣٨٥٦ــ عَنِ الْقَاسِمِ أَنَّ ابْنَ خَبَّابٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيْدٍ يُحَدِّثُ أَنَّهُ كَانَ غَائِباً فَقَدِمَ فَقُدِّمَ إِلَيْهِ لَحْمٌ قَالُوْا هٰذَا مِنْ لَحْمِ ضَحَايَانَا فَقَالَ أَخِّرُوْهُ لاأَذُوْقُهُ قَالَ ثُمَّ قُمْتُ فَخَرَجْتُ حَتّٰى آتِيَ أَخِيْ أَبَاقَتَادَةَ وَكَانَ أَخَاهُ لِأُمِّهِ وَكَانَ بَدْرِياً فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ حَدَثَ بَعْدَكَ أَمْرٌ. (رواه البخاري: ٥٥٦٨)

''قاسم سے روایت ہے کہ ابن خباب نے خبر دی کہ ابوسعید نے فرمایا: میں کہیں گیا ہوا تھا، واپس پلٹا تو لوگوں نے میرے سامنے گوشت رکھ کر کہا: یہ قربانی کا گوشت ہے۔ میں نے کہا: اسے اُٹھا لو میں اسے چکھوں گا بھی نہیں، چنانچہ پھر میں اُٹھ کر قتادہ بن نعمان کے پاس گیا، وہ ماں کی طرف سے میرے بھائی اور بدری صحابی تھے، ان کو یہ بتایا تو انہوں نے کہا: تیرے سفر پر جانے کے بعد نئے حکم کے تحت تین ایام قربانی کا گوشت کھانے کی جو ممانعت تھی وہ تبدیل کر دی گئی ہے۔'' (بخاری)

٣٨٥٧ـ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ لُحُوْمِ الأَضَاحِي فَوْقَ ثَلاثَةِ أَيَّامٍ فَقَدِمَ قَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ وَكَانَ أَخَا أَبِيْ سَعِيْدٍ لِأُمِّهِ وَكَانَ بَدْرِيًّا فَقَدَّمُوْا إِلَيْهِ فَقَالَ أَلَيْسَ قَدْ نَهَى عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَبُوْسَعِيْدٍ إِنَّهُ قَدْ حَدَّثَ فِيْهِ أَمْرٌ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَانَا أَنْ نَأْكُلَهُ فَوْقَ ثَلاثَةِ

''ایک روایت میں ہے کہ قتادہ بن نعمان کو قربانی کا گوشت پیش کیا گیا تھا تو انہوں نے کہا: کیا نبی کریم ﷺ نے اس سے منع نہیں کیا؟ ابوسعید نے کہا: نیا حکم آ چکا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے تین دن کے بعد اس کے کھانے کی ممانعت فرمائی تھی اور پھر آپ ﷺ نے اجازت دے دی ہے کہ ہم کھائیں اور ذخیرہ بھی کریں۔'' (نسائی)

(٣٨٥٥) ابن ماجه: ٣٣١٣ـ صحيح، البانى: ٢٦٧٨ـ بخاری: ٥٤٣٨ـ ترمذی: ١٥١١ـ نسائی: ٤٤٣٢ـ احمد: ٢٥٠١٣.

(٣٨٥٦) بخاری: ٥٥٦٨ـ نسائی: ٤٤٢٨ـ احمد: ٢٦٦١٥ـ مؤطا: ١٠٤٨.

(٣٨٥٧) نسائی: ٤٤٢٨ـ صحيح، البانى: ٤١٢٥ـ مسلم: ١٩٧٣ـ احمد: ١١٤٠٢ـ مؤطا: ١٠٤٨.

أَيَّامٍ ثُمَّ رَخَّصَ لَنَاأَنْ نَأْكُلَهُ وَنَدَّخِرَهُ . (رواه النسائي:٤٤٢٨)

٣٨٥٨۔ عَنْ نُبَيْشَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّاكُنَّا نَهَيْنَا كُمْ عَنْ لُحُوْمِهَا أَنْ تَأْكُلُوْهَا فَوْقَ ثَلَاثٍ لِكَيْ تَسَعَكُمْ فَقَدْ جَاءَ اللّٰهُ بِالسَّعَةِ فَكُلُوْا وَادَّخِرُوْا وَاتَّجِرُوْا أَلَا وَإِنَّ هٰذِهِ الأَيَّامَ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ وَذِكْرِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ . (رواه أبوداود٬٢٨١٣)

''نبیشہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ہم نے قربانی کا گوشت تین دن کے بعد کھانے سے منع کیا تھا تا کہ تمہارے پاس وسعت آ جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اب وسعت کردی ہے پس کھاؤ' ذخیرہ کرو، ثواب کی نیت رکھو' خبردار رہو، یہ ایام کھانے پینے اور یادالٰہی کے ہیں۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......ان احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ پہلے نبی اکرم ﷺ نے قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ کھانے پر پابندی لگا دی تھی۔ جب دیکھا کہ خوشحالی ہے اب غرباء کے لیے گوشت کی وافر مقدار ہو جاتی ہے تو اب اجازت دے دی کہ فقراء پر تقسیم کر لیا جائے، دوست احباب اور رشتہ داروں کو بھی کھلایا جائے اور خود بھی رکھ لیا جائے اگرچہ ایک ماہ تک گزر جائے۔ (گوندلوی)

٣٨٥٩۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ كَانَ لَهُ ذِبْحٌ يَذْبَحُهُ فَإِذَا أُهِلَّ هِلَالُ ذِي الحِجَّةِ فَلَا يَأْخُذَنَّ مِنْ شَعْرِهِ وَلَامِنْ أَظْفَارِهِ شَيْئًا حَتَّي يُضَحِّيَ . (رواه مسلم٬١٩٧٧)

''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے پاس ذبح کرنے کی چیز ہو اور وہ ذبح کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو ذوالحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے یہاں تک کہ قربانی ذبح کر دے۔'' (مسلم)

٣٨٦٠۔ عَنْ كَبِيْرَةَ بِنْتِ سُفْيَانَ ، رَفَعَتْهُ :دَمُ عَفْرَاءُ أَزْكَى عِنْدَاللّٰهِ مِنْ دَمِ سَوْدَاوَيْنِ . (رواه الطبراني في الكبير) (١٥/٢٥) بضعف.

''کبیرہ بنت سفیان نے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا کہ: خاکستر خاکی رنگ کے جانور کا خون بہانا اللہ تعالیٰ کے ہاں دو سیاہ جانوروں کے خون بہانے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔'' (الکبیر، سند ضعیف)

٣٨٦١۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

(٣٨٥٨) ابوداؤد: ٢٨١٣۔ صحیح، البانی: ٢٤٣٩۔ نسائی: ٤٢٣٠۔ ابن ماجہ: ٣١٦٠۔ احمد: ٢٠٢٠٢۔ دارمی: ١٩٥٨.

(٣٨٥٩) مسلم: ١٩٧٧۔ ترمذی: ١٥٢٣۔ نسائی: ٤٣٦٤۔ ابوداؤد: ٢٧٩١۔ ابن ماجہ: ٣١٥٠۔ احمد: ٢٦١١٤۔ دارمی: ١٩٤٨.

(٣٨٦٠) طبرانی کبیر: ٢٥/ ١٥۔ وفیہ محمد بن سلیمان بن مسمول وھو ضعیف، ھیثمی: ٥٩٤٤.

الْـجَـذَعُ مِـنَ الـضَّـأْنِ خَيْرٌمِنَ السَّيِّدِ مِنَ الْـمَـعْـزِ . قَالَ دَاوُدُ:السَّيِّدِ الْجَلِيْلُ . (رواه أحمد'٨٩٧٤بخفى)

فرمایا: ایک سال کا دنبہ بڑے بکرے سے زیادہ بہتر ہے۔ داوٗد نے کہا: اس حدیث میں لفظ سید بمعنی جلیل ہے۔'' (احمد سند مخفی ہے)

شـرح: ......ا۔بعض نے اس جملہ سے کہ''تم میں سے کوئی قربانی کرنا چاہتا ہو'' ثابت کیا ہے کہ قربانی واجب نہیں کیونکہ مرضی پر چھوڑا گیا ہے، مگر یہ اجتہاد غلط ہے۔ کیونکہ اوپر گزر چکا ہے اگر طاقت ہوتو قربانی واجب ہے۔

۲۔اس میں دلیل ہے کہ اگر قربانی کا عزم ہے اور ذوالحجہ کا پہلا دھا کا شروع ہو چکا ہوتو بال اور ناخن وغیرہ بھی نہ ترشوائے جائیں، تاکہ احرام والوں سے مشابہت بھی ہو جائے اور قربانی دوزخ سے نجات کا ذریعہ ہے، سارے جسم کے بال بھی دوزخ سے آزاد ہو جائیں۔ (مرعاۃ:۲/ ۳۵۶)

❀❀❀❀

(٣٨٦١) احمد: ٨٩٧٤۔ وفيه، ابو ثقال قال البخارى فيه نظر، هيثمى: ٥٩٤٥.

كتاب الصيد

شکار کا بیان

٣٨٦٢ـ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي أُرْسِلُ كَلْبِي وَأُسَمِّي فَقَالَ النَّبِيّ ﷺ إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ وَسَمَّيْتَ فَأَخَذَ فَقَتَلَ فَأَكَلَ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا أَمْسَكَ عَلٰى نَفْسِهِ قُلْتُ إِنِّي أُرْسِلُ كَلْبِي أَجِدُ مَعَهُ كَلْبًا آخَرَ لَا أَدْرِي أَيُّهُمَا أَخَذَهُ فَقَالَ لَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلٰى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلٰى غَيْرِهِ وَسَأَلْتُهُ عَنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ إِذَا أَصَبْتَ بِحَدِّهِ فَكُلْ وَإِذَا أَصَبْتَ بِعَرْضِهِ فَقَتَلَ فَإِنَّهُ وَقِيْذٌ فَلَا تَأْكُلْ. (للبخاري ٥٤٨٦)

''سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں اپنا کتا بسم اللہ پڑھ کر چھوڑتا ہوں، اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تو اپنا کتا چھوڑتا اور بسم اللہ کہتا ہے تو اگر وہ شکار کو پکڑ کر مار ڈالے اور اس میں سے کچھ کھائے تو اس شکار کو تو نہ کھا، اس لیے کہ اس نے اپنے لیے شکار کیا ہے۔ میں نے عرض کیا: جب میں اپنا کتا چھوڑتا ہوں تو اس کے ساتھ دوسرا کتا میں پاتا ہوں اور مجھے معلوم نہیں ہوتا کہ ان میں سے شکار کس نے پکڑا ہے؟ فرمایا: اس کو نہ کھا اس لیے کہ تو نے صرف اپنے کتے پر بسم اللہ کہی ہے، غیر پر نہیں کہی ہے۔ پھر میں نے چوڑی چیز کے ساتھ شکار مارنے کے بارے میں سوال کیا۔ تو فرمایا: جب تیر چیز سے شکار ہو تو اس کو کھا اور اگر چوڑائی کی جانب سے ضرب لگ کر مر جائے تو اسے نہ کھا کیونکہ وہ مردار ہے۔'' (بخاری)

٣٨٦٣ـ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ وَسَمَّيْتَ فَأَمْسَكَ وَقَتَلَ فَكُلْ وَإِنْ أَكَلَ

''ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تو نے کتا چھوڑا اور بسم اللہ پڑھ لی اور اس نے شکار مارا اور اس میں سے کچھ نہ کھایا تو تم اسے کھا سکتے ہو اور اگر کتا شکار کھا لے

(٣٨٦٢) بخاری: ٥٤٨٦ـ مسلم: ١٩٢٩ـ ترمذی: ١٤٧١ـ نسائی: ٤٢٧٥ـ ابوداؤد: ٢٨٥٤ـ ابن ماجه: ٣٢١٥ـ احمد: ١٨٨٨٩ـ دارمی: ٢٠٠٢.

(٣٨٦٣) بخاری: ٢٨٥٤ـ مسلم: ١٩٢٩ـ ترمذی: ١٤٧١ـ نسائی: ٤٢٧٥ـ ابوداؤد: ٢٨٥٤ـ ابن ماجه: ٣٢١٥ـ احمد: ١٨٨٨٩ـ دارمی: ٢٠٠٢.

فَلاَتَـأْكُـلْ فَـإِنَّـمَـا أَمْسَكَ عَلٰى نَفْسِهٖ وَإِذَا خَـالَـطَ كِلاَبـاً لَّـمْ يُـذْكَـرِ اسْـمُ اللّٰهِ عَلَيْهَا فَـأَمْسَكْنَ وَقَتَلْنَ فَلاَ تَأْكُلْ فَإِنَّكَ لاَتَدْرِي أَ يُّهَا قَتَلَ وَإِنْ رَمَيْتَ الصَّيْدَفَوَجَدْتَّهٗ بَعْدَيَوْمٍ أَوْيَـوْمَيْنِ لَيْسَ بِهٖ إِلَّا أَثَرُ سَهْمِكَ فَكُلْ وَإِنْ وَقَـعَ فِـي الْـمَـاءِ فَلاَ تَـأْكُـلْ . (رواه البخاري'٥٤٨٥)

تو بقیہ حصہ مت کھاؤ کیونکہ یہ اس نے اپنے لیے شکار کیا ہے۔ اور اگر اس کے ساتھ دوسرے کتے شامل ہو جائیں جن پر بسم اللہ نہیں پڑھی گئی اور وہ اس کو مار کر بچا رکھیں تو اس کو نہ کھا اس لیے کہ تو نہیں جانتا کہ شکار کس کتے نے مارا ہے؟ اگر تم نے شکار کو تیر مارا اور پھر شکار تجھے ایک دن یا دو دن بعد ملا تو اگر اس میں تیرے تیر کے علاوہ کسی چیز کا اثر تجھے نظر نہ آئے تو اس کو کھا اور اگر وہ پانی میں گرا ہے تو اس کو نہ کھاؤ۔'' (بخاری)

٣٨٦٤ــ عَـنْ أَبِـيْ إِدْرِيْـسَ عَـائِذِاللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَاثَعْلَبَةَ الْخُشَنِي رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ أَتَيْتُ رَسُـوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَـقُـلْـتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا بِـأَرْضِ قَـوْمٍ أَهْلِ الْكِتَابِ نَأْكُلُ فِيْ آنِيَتِهِمْ وَأَرْضِ صَيْدٍ أَصِيْدُ بِقَوْسِيْ وَأَصِيْدُ بِكَلْبِي الْـمُـعَـلَّـمِ وَالَّـذِيْ لَيْـسَ مُعَلَّماً فَأَخْبِرْنِيْ مَـاالَّـذِي يَـحِـلُّ لَـنَـامِنْ ذٰلِكَ فَقَـالَ أَمَّـا مَـاذَكَـرْتَ أَنَّكَ بِـأَرْضِ قَـوْمٍ أَهْلِ الْكِتَابِ تَـأْكُـلُ فِـي آنِيَتِهِـمْ فَإِنْ وَجَدْتُّمْ غَيْرَآنِيَتِهِمْ فَلاَتَـأْكُـلُوْا فِيْهَا وَإِنْ لَمْ تَجِدُوْا فَاغْسِلُوْهَا ثُـمَّ كُـلُـوْا فِيْهَا وَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ أَنَّكَ بِأَرْضِ صَيْـدٍ فَـمَا صِدْتَ بِقَوْسِكَ فَاذْكُرِاسْمَ اللّٰهِ ثُـمَّ كُـلْ وَمَـا صِـدْتَ بِـكَـلْبِكَ الْـمُعَلَّمِ فَـاذْكُرِاسْمَ اللّٰهِ ثُمَّ كُلْ وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ الَّـذِيْ لَيْـسَ مُـعَـلَّـمـاً فَـأَدْرَكْتَ ذَكَـاتَـهٗ فَكُلْ . (رواه البخاري'٥٤٨٨)

''ابو ادریس عائذ اللہ نے کہا، میں نے ابو ثعلبہ خشنی سے سنا، انہوں نے کہا: میں رسول اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور پوچھا: ہم اہل کتاب کے ملک میں رہتے ہیں اور ان کے برتنوں میں کھاتے ہیں نیز وہ علاقہ شکار کا ہے میں اپنے کمان، سدھائے ہوئے کتے اور غیر سدھائے ہوئے کتے کے ساتھ شکار کرتا ہوں۔ مجھے بتائیں میرے لیے حلال کون سی چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے جو یہ بتایا ہے کہ تم اہل کتاب کے علاقہ میں ہونے کی وجہ سے ان کے برتنوں میں کھاتے ہو، اس کے متعلق سنو: اگر تمہیں دوسرے برتن میسر آئیں تو ان میں کھاؤ اور اگر نہ ملیں تو پھر ان کے برتنوں کو دھو کر استعمال کر سکتے ہو۔ تم نے یہ بھی کہا کہ تم شکار کے علاقہ میں رہتے ہو یاد رکھو! جو شکار تم اپنے کمان اور تیر سے کرو تو اس پر اللہ کا نام لیا کرو پھر تم کھا سکتے ہو، اور جو شکار تم سدھائے ہوئے کتے سے کرو اس پر بھی اللہ کا نام لیا کرو پھر تم کھا سکتے ہو، اور جو غیر سدھائے ہوئے کتے سے شکار کرو تو اگر تم نے اس کا ذبح کرنا پا لیا (یعنی اس کی جان نکلنے سے پہلے پہلے تم نے ذبح

(٣٨٦٤) بخاری: ٥٤٨٨۔ مسلم: ١٩٣٠۔ ترمذی: ١٨٩٧۔ نسائی: ٤٢٦٦۔ ابوداؤد: ٣٨٣٩۔ ابن ماجه: ٣٢١١۔ احمد: ٧٢٩٣۔ دارمی: ٢٤٩٩.

کرلیا) تو اسے بھی تم کھا سکتے ہو۔‘‘ (بخاری)

٣٨٦٥ــــ وفي رواية:إِنْ كَانَ لَكَ كِلَابٌ مُكَلَّبَةٌ فَكُلْ مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكَ قَالَ ذَكِياً أَوْغَيْرَذِكِيٍّ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَإِنْ أَكَلَ مِنْهُ قَالَ وَإِنْ أَكَلَ مِنْهُ . (رواه أبوداود'٢٨٥٧)

’’ایک روایت میں ہے، فرمایا: اگر تیرے پاس سکھائے کتے ہیں تو وہ جو تیرے پاس لائیں اس کو کھاؤ خواہ تم نے ذبح کیا ہو یا نہ کیا ہو۔عرض کیا: اس میں سے کچھ حصہ کتے نے کھایا ہو تب بھی؟ فرمایا: خواہ اس سے کھایا ہو۔‘‘ (ابوداؤد)

٣٨٦٦ــ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا رَمَيْتَ الصَّيْدَفَأَدْرَكْتَهُ بَعْدَثَلاثِ لَيَالٍ وَسَهْمُكَ فِيْهِ فَكُلْهُ مَالَمْ يَنْتِنْ . (رواه أبوداود'٢٨٦١)

’’دوسری روایت ہے ۔جب تو شکار کو تیر مارے اور شکار تجھے تین دن بعد ملے اور تیرا تیر اس میں موجود ہو تو اس کو کھاؤ جب تک بدبو پیدا نہ ہو۔‘‘ (ابوداؤد)

٣٨٦٧ــ وفي رواية:قَالَ فِي الْكَلْبِ ، كُلْهُ بَعْدَثَلاثٍ إِلَّاأَنْ يَنْتِنَ فَدَعْهُ . (رواه مسلم' ١٩٣١)

’’ایک روایت میں کتے کے متعلق فرمایا: تین دن کے بعد شکار ملے تو اس کو کھاؤ، مگر بدبودار ہو جائے تو اس کو ترک کردو۔‘‘ (مسلم)

٣٨٦٨ــ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سَعْدِبْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْكَلْبِ الْمُعَلَّمِ إِذَا قَتَلَ الصَّيْدَ فَقَالَ سَعْدٌكُلْ وَإِنْ لَمْ تَبْقَ إِلَّابَضْعَةٌ وَاحِدَةٌ . (لمالك)

’’امام مالک کو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت پہنچی ہے کہ ان سے سکھائے ہوئے کتے کے بارے میں سوال کیا گیا، جب وہ شکار کو مار دے تو انہوں نے کہا: اس کو کھاؤ خواہ اس میں سے ایک ہی ٹکڑا رہ گیا ہو۔‘‘ (مالک)

شــــرح: ......١۔ثابت ہوا سدھائے ہوئے کتے کے ذریعہ شکار کرنا حلال ہے اور تیر کے ذریعے شکار کرنا بھی جائز ہے۔

٢۔ثابت ہوا کتا چھوڑتے ہوئے اور تیر چلاتے ہوئے بسم اللہ پڑھنا واجب وضروری ہے، تب شکار حلال ہوگا۔ اگر کتا بغیر بسم اللہ پڑھے خود ہی مالک کے کہنے سے پہلے ہی شکار پر جھپٹ پڑے تو بھی شکار حلال نہیں۔

اور یہ بھی ثابت ہوا شکاری جب شکار کو زندہ پائے تو اسے ذبح کرے، اگر مردہ پائے تو بھی کھا سکتا ہے۔ بشرطیکہ

(٣٨٦٥) ابوداؤد: ٢٨٥٧۔ حسن، البانی: ٢٤٨٢۔ لکن قوله وان اکل منه منکر، بخاری: ٥٤٩٦۔ مسلم: ١٩٣١۔ ترمذی: ١٧٩٧۔ نسائی: ٤٢٦٦۔ ابن ماجه: ٣٢٠٧۔ احمد: ١٧٢٩٣۔ دارمی: ٢٤٩٩.

(٣٨٦٦) ابوداؤد: ٢٨٦١۔ صحیح، البانی: ٢٤٨٧۔ مسلم: ١٩٣١۔ نسائی: ٤٣٠٣۔ احمد: ١٧٢٨٤.

(٣٨٦٧) بخاری: ٥٤٩٦۔ مسلم: ١٩٣١۔ ترمذی: ١٧٩٧۔ نسائی: ٤٣٠٣۔ ابوداؤد: ٢٨٦١۔ ابن ماجه: ٣٢٠٧۔ احمد: ١٧٢٩٣.

(٣٨٦٨) مؤطا: ١٠٩٠.

کتے نے شکار کر کے کاٹا نہ ہو، یعنی کھایا نہ ہو، اگر کھایا ہو تو پھر شکار کھانا حرام ہے اور کتے کے ساتھ شکار میں دوسرے کتے بھی مل جائیں تو بھی شکار نہ کھایا جائے۔

اگر شکار زندہ ہو تو دوسرے کتے بھی مل جائیں تو بھی شکار نہ کھایا جائے، اگر شکار زندہ ہو تو دوسرے کتے ملے بھی ہوں پھر بھی ذبح کر کے اسے کھانا حلال ہے۔

۳۔ یہ بھی ثابت ہوا جب شکار تیر کے ذریعہ کیا جائے تو وہ مردہ بھی پایا جائے تو اسے کھانا حلال ہے، اور جب شکار پر تیر پھینکا ہو اور شکار نظروں سے اوجھل ہو جائے اور ایک دن کے بعد شکاری اسے پاتا ہے اسی تیر کا اس میں نشان ہے اور کوئی اثر نہیں تو اسے کھانا بھی حلال ہے۔ ہاں اگر وہ پانی میں غرق ہو چکا ہو تو پھر نہ کھائے ہوسکتا ہے وہ پانی میں غرق ہو کر مرا ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/۳۴۷)

شکار غیب ہو گیا ہو تین دن تک مل جائے تو حلال ہے اگر بدبو چھوڑ جائے تو پھر حلال نہیں، خواہ تین دن سے پہلے ملے یا بعد میں ملے۔

۳۸۶۹۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيِّ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْخَذْفِ وَقَالَ إِنَّهُ لَايَقْتُلُ الصَّيْدَ وَلَايَنْكَأُ الْعَدُوَّ وَإِنَّهُ يَفْقَأُ الْعَيْنَ وَيُكْسِرُ السِّنَّ. (رواه البخاري، ٦٢٢٠)

''سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے کنکر مارنے سے منع کیا اور فرمایا: اس سے نہ تو شکار کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی دشمن کو زخمی کر کے مارا جا سکتا ہے۔ البتہ اس سے آنکھ ضائع ہو جاتی ہے اور دانت ٹوٹ جاتا ہے۔'' (بخاری)

شرح: ......۱۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا وہ کنکریاں پھینک رہا ہے، انہوں نے اسے بتایا کہ رسول اکرم ﷺ نے ایسی فضول حرکت سے منع فرمایا ہے، اس کے بعد بھی اس نے یہ کام نہ چھوڑا، تو فرمایا: میں نے تجھے اس بارے میں رسول اکرم ﷺ کا فرمان بھی سنایا ہے تو پھر بھی باز نہیں آتا۔ میں تجھ سے کلام نہ کروں گا۔

۲۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جانور کو خواہ مخواہ تکلیف پہنچانا حرام ہے، کنکری مارنے سے جانور کا شکار تو نہیں ہوگا، لیکن اس کے دانت یا آنکھ کو نقصان پہنچ جائے گا۔ اس سے شکاری کو کیا فائدہ ہوگا؟ اس طرح کا کھیل عبث ہے اور اس طرح چوٹ لگنے سے اگر جانور مر جائے تو اس کا کھانا حلال نہیں۔

۳۔ ثابت ہوا کسی پرندہ یا شکار کو بغیر ضرورت کے شکار کے لیے سنگباری نہ کی جائے۔ اور لوگوں کو اذیت پہنچانے سے گریز کیا جائے۔ اور دشمن سے لڑائی کے لیے عمدہ قسم کا اسلحہ رکھا جائے نکما اسلحہ رکھنا جائز نہیں۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۳۴۸)

(۳۸۶۹) بخاری: ۶۲۲۰۔ مسلم: ۱۹۵۴۔ نسائی: ۴۸۱۵۔ ابوداؤد: ۵۲۷۰۔ ابن ماجہ: ۳۲۲۷۔ احمد: ۲۰۰۵۰۔ دارمی: ۴۴۰۔

٣٨٧٠ـ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ نُهِيْنَا عَنْ صَيْدِ كَلْبِ الْمَجُوْسِ. (رواه الترمذي، ١٤٦٦)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجوسی کے کتے کے شکار کو کھانے سے منع فرمایا ہے۔'' (الترمذی)

٣٨٧١ـ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ ثَلاثُ مِائَةِ رَاكِبٍ وَأَمِيْرُنَا أَبُوْعُبَيْدَةَ ابْنُ الْجَرَّاحِ نَرْصُدُعِيْرًا لِقُرَيْشٍ فَأَقَمْنَا بِالسَّاحِلِ نِصْفَ شَهْرٍ فَأَصَابَنَا جُوْعٌ شَدِيْدٌ حَتّٰى أَكَلْنَا الْخَبَطَ فَسُمِّيَ جَيْشُ الْخَبَطِ فَأَلْقَى لَنَاالْبَحْرُ دَابَّةً يُقَالُ لَهَا الْعَنْبَرُ فَأَكَلْنَا مِنْهَا نِصْفَ شَهْرٍ وَادَّهَنَّا مِنْ وَدَكِهَا حَتّٰى ثَابَتْ أَجْسَامُنَا قَالَ فَأَخَذَأَبُوْعُبَيْدَةَ ضِلْعًا مِنْ أَضْلاعِهِ فَنَصَبَهٗ ثُمَّ نَظَرَ إِلٰى أَطْوَلِ رَجُلٍ فِي الْجَيْشِ وَأَطْوَلِ جَمَلٍ فَحَمَلَهٗ عَلَيْهِ فَمَرَّتَحْتَهٗ قَالَ وَجَلَسَ فِي حَجَاجِ عَيْنِهِ نَفَرٌقَالَ وَأَخْرَجْنَا مِنْ وَقْبِ عَيْنِهِ كَذَاوَكَذَا قُلَّةَ وَدَكٍ قَالَ وَكَانَ مَعَنَا جِرَابٌ مِنْ تَمْرٍفَكَانَ أَبُوْعُبَيْدَةَ يُعْطِي كُلَّ رَجُلٍ مِنَّا قَبْضَةً قَبْضَةً ثُمَّ أَعْطَانَا تَمْرَةً فَلَمَّافَنِيَ وَجَدْنَا فَقْدَهٗ. (لمسلم، ١٩٣٥)

''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں غزوے پر روانہ کیا اور ہم تعداد میں تین سو سوار تھے، اور ہمارے امیر ابو عبیدہ تھے۔ ہم قریش کے تجارتی قافلے کی گھات میں لگے تھے۔ ہم لوگ سمندر کے ساحل پر نصف مہینے تک رہے۔ ہمیں شدید بھوک کا سامنا کرنا پڑا یہاں تک ہم نے درختوں کے پتے کھائے اور غزوے کا نام جیش الخبط پڑ گیا۔ ان حالات میں سمندر نے ہماری سمت میں ایک سمندری حیوان پھینک دیا اس کو عنبر کہا جاتا تھا۔ پس ہم نے نصف مہینے تک اسے کھایا اور اس کی چربی سے تیل حاصل کیا، یہاں تک کہ ہمارے جسم موٹے تازے ہو گئے۔ سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی پسلیوں میں سے ایک پسلی کھڑی کرا دی، پھر بلند قامت آدمی فوج میں سے دیکھا اور اونٹوں میں طویل اونٹ دیکھا۔ آدمی کو اس پر سوار کیا تو وہ مچھلی کی پسلی کے نیچے سے گزر گیا۔ اس کی آنکھ کے خول میں چند آدمی بیٹھے اس کی آنکھ میں ہم نے اتنے اتنے مٹکے چربی نکالی۔ ابتدا میں ہمارا زادِ راہ صرف کھجوریں تھیں جو ایک بوری میں تھیں۔ سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ہر آدمی کو مٹھی بھر کر دیتے تھے۔ پھر ایک وقت آیا تو ایک ایک کھجور دینے لگے، جب وہ بھی ختم ہو گئیں تو ان کے مفقود ہونے کا ہمیں احساس ہوا۔'' (مسلم)

٣٨٧٢ـ عَنْ جَابِرٍ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَمَّرَعَلَيْنَا أَبَا عُبَيْدَةَ نَتَلَقّٰى عِيْرًا لِّقُرَيْشٍ

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں غزوے پر روانہ کیا اور سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو ہم پر امیر مقرر کیا

(٣٨٧٠) ترمذي: ١٤٦٦ـ ضعيف، الباني: ٢٤٧ـ ابن ماجه: ٣٢٠٩.

(٣٨٧١) مسلم: ١٩٣٥ـ بخاري: ٥٢٤٣ـ ترمذي: ٢٤٧٥ـ نسائي: ٤٣٥٤ـ ابوداؤد: ٣٨٤٠ـ ابن ماجه: ٤١٥٩ـ احمد: ١٤٦٢٩ـ مؤطا: ١٧٣٠ـ دارمي: ٢٠١٢.

(٣٨٧٢) مسلم: ١٩٣٥ـ بخاري: ٢٤٨٣ـ نسائي: ٤٣٥٤ـ ابوداؤد: ٣٨٤٠ـ ابن ماجه: ٤١٥٩.

وَزَوَّدَنَا جِرَابًا مِّنْ تَمْرٍ لَمْ يَجِدْلَنَا غَيْرَهُ فَكَانَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ يُعْطِيْنَا تَمْرَةً تَمْرَةً قَالَ فَقُلْتُ كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ بِهَا قَالَ نَمَصُّهَا كَمَا يَمَصُّ الصَّبِيُّ ثُمَّ نَشْرَبُ عَلَيْهَا مِنَ الْمَاءِ فَتَكَفِّيْنَا يَوْمَنَا إِلَى اللَّيْلِ وَكُنَّا نَضْرِبُ بِعِصِيِّنَا الْخَبَطَ ثُمَّ نَبُلُّهُ بِالْمَاءِ فَنَأْكُلُهُ قَالَ وَانْطَلَقْنَا عَلٰى سَاحِلِ الْبَحْرِ فَرُفِعَ لَنَا عَلَى سَاحِلِ الْبَحْرِ كَهَيْئَةِ الْكَثِيْبِ الضَّخْمِ فَأَتَيْنَاهُ فَإِذَا هِيَ دَابَّةٌ تُدْعَى الْعَنْبَرَ قَالَ قَالَ أَبُوْعُبَيْدَةَ مَيْتَةٌ ثُمَّ قَالَ لَا بَلْ نَحْنُ رُسُلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَدِاضْطُرِرْتُمْ فَكُلُوْا قَالَ فَأَقَمْنَا عَلَيْهِ شَهْرًا وَنَحْنُ ثَلَاثُ مِائَةٍ حَتّٰى سَمِنَّا قَالَ وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا نَغْتَرِفُ مِنْ وَقْبِ عَيْنِهِ بِالْقِلَالِ الدُّهْنَ وَنَقْتَطِعُ مِنْهُ الْفِدَرَ كَالثَّوْرِ أَوْكَقَدْرِ الثَّوْرِ فَلَقَدْ أَخَذَمِنَّا أَبُوْعُبَيْدَةَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا فَأَقْعَدَهُمْ فِيْ وَقْبِ عَيْنِهِ وَأَخَذَ ضِلَعًا مِنْ أَضْلَاعِهِ فَأَقَامَهَا ثُمَّ رَحَلَ أَعْظَمَ بَعِيْرٍ مَعَنَا فَمَرَّمِنْ تَحْتِهَا وَتَزَوَّدْنَا مِنْ لَحْمِهِ وَشَائِقَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ أَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ هُوَرِزْقٌ أَخْرَجَهُ اللّٰهُ لَكُمْ فَهَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهِ شَيْءٌ فَتُطْعِمُوْنَا قَالَ فَأَرْسَلْنَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْهُ فَأَكَلَهُ. (رواه مسلم، ۱۹۳۵)

تا کہ ہم قریش کا تجارتی قافلہ پکڑیں اور ایک بوری کھجور ہمیں زاد راہ دیا، اس کے علاوہ آپ ﷺ کو کچھ میسر نہ تھا۔ پس سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ہمیں ایک ایک کھجور دیا کرتے تھے۔ مثل حدیث سابق اور اس میں یہ بھی ہے کہ ہمیں ساحل سمندر پر ریت کے موٹے تودے کی طرح کوئی چیز نظر آئی، ہم اس کے پاس گئے وہ ایک حیوان تھا جس کو عنبر کہا جاتا ہے۔ پہلے تو سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ مردار ہے۔ پھر انہوں نے کہا: نہیں، بلکہ ہم رسول اللہ ﷺ کے قاصد ہیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں چل رہے ہیں اور تم اضطراری حالت میں ہو تم اس کو کھاؤ، ہم نے اس پر ایک مہینہ بسر کیا اور ہماری تعداد تین سو تھی اور ہم لوگ موٹے تازے ہو گئے، اور اس کی آنکھ سے ہم نے کئی مٹکے چربی نکالے، اور اپنے رفقاء کو دیکھا ہم اس سے بیل جیسے بڑے بڑے گوشت کے ٹکڑے کاٹتے تھے۔ ابوعبیدہ نے ہم میں سے تیرہ مرد اس کی آنکھ کے خول میں بیٹھائے۔ اس روایت میں یہ بھی ہے اور ہم نے اس کے گوشت کے بڑے بڑے ٹکڑے کاٹ کر زاد راہ بنایا۔ جب ہم مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے رزق نکالا تھا اگر تمہارے پاس اس کے گوشت میں سے کچھ باقی ہے تو ہمیں کھلاؤ۔ ہم نے آپ ﷺ کو دیا تو آپ ﷺ نے اس کو کھایا۔'' (مسلم)

٣٨٧٣۔ وَمِنْ رِوَايَةٍ: فَنَحَرَ رَجُلٌ ثَلَاثَ جَزَائِرَ ثُمَّ جَاعُوْا فَنَحَرَ رَجُلٌ ثَلَاثَ جَزَائِرَ ثُمَّ جَاعُوْا فَنَحَرَ رَجُلٌ ثَلَاثَ جَزَائِرَ ثُمَّ نَهَاهُ أَبُوْ عُبَيْدَةَ. (رواه النسائي، ٤٣٥٢)

''اور ان روایات میں سے ایک میں اس طرح کا بیان ہے کہ ایک آدمی نے تین اونٹ ذبح کیے، پھر بھوک لگی تو تین اونٹ اور ذبح کیے اور پھر بھوکے ہوئے تو پھر تین اونٹ ذبح کیے۔ اس کے بعد اس کو ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے منع کر دیا۔'' (نسائی)

شرح: ......۱۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے پہلے تو بذریعہ اجتہاد پابندی لگا دی کہ یہ مردار ہے اور مردار حرام ہے لہٰذا یہ مچھلی نہ کھائیں۔ پھر خود ہی مزید اجتہاد کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجبوری کے تحت مردار حلال قرار دیا ہے۔ اگر چہ یہ مردار ہے تم مجبور ہو تمہارے لیے یہ حلال ہے۔ حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، سمندر کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔ (بلوغ المرام)

اس کی رو سے یہ مچھلی حلال تھی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دلجوئی کے پیش نظر فرمایا تھا، اس کا حصہ تمہارے پاس ہے؟ انہوں نے کہا ہے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبرک کے طور پر اللہ کی نعمت کے تصور سے اسے کھایا۔

۲۔ یہ بھی ثابت ہوا سمندر کا جانور حلال ہے، خصوصاً مچھلی خواہ یہ زندہ ہو یا مردہ ہو۔ (عون المعبود: ۳/ ۴۲۸)

٣٨٧٤۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ بَعَثَنَا النَّبِيّ ﷺ وَنَحْنُ ثَلَاثُ مِائَةٍ نَحْمِلُ أَزْوَادَنَا عَلٰى رِقَابِنَا. (رواه مسلم، ١٩٣٥)

''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ کیا اور ہم تین سو تھے اور اپنا سامان سفر اپنی گردن پر اٹھایا ہوا تھا۔'' (مسلم)

٣٨٧٥۔ عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ أَخْبَرَهُ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَرِيَّةً ثَلَاثَ مِائَةٍ وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ فَفَنِيَ زَادُهُمْ فَجَمَعَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ زَادَهُمْ فِي مِزْوَدٍ فَكَانَ يَقُوْتُنَا حَتّٰى كَانَ يُصِيْبُنَا كُلَّ يَوْمٍ تَمْرَةٌ.

''ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین سو افراد پر مشتمل ایک فوجی دستہ روانہ کیا اور ان پر ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو امیر متعین کیا، ان کی خوراک ختم ہوگئی، تو ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے سب سے لے کر خوردنی اشیاء ایک بوری میں جمع کر لیں، وہ خود ہم پر خوراک تقسیم کرتے، یہاں تک کہ ہمیں ایک دن کی خوراک ایک کھجور دی جاتی تھی۔''

٣٨٧٦۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ بَعَثَ

''ایک میں یہ بات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساحل سمندر

(٣٨٧٣) نسائی: ٤٣٥٢۔ صحیح، البانی: ٤٠٥٩۔ بخاری: ٢٤٨٣۔ مسلم: ١٩٣٥۔ ترمذی: ٢٤٧٥۔ ابن ماجه: ٤١٥٩۔ احمد: ١٣٩٢٦۔ مؤطا: ١٧٣٠۔ دارمی: ٢٠١٢.

(٣٨٧٤) مسلم: ١٩٣٥۔ بخاری: ٥٢٤٣۔ ابوداؤد: ٣٨٤٠۔ احمد: ١٤٦٢٩۔ مؤطا: ١٧٣٠۔ دارمی: ٢٠١٢.

(٣٨٧٥) مسلم: ١٩٣٥۔ بخاری: ٥٢٤٣۔ ابوداؤد: ٣٨٤٠۔ احمد: ١٤٦٢٩۔ مؤطا: ١٧٣٠۔ دارمی: ٢٠١٢.

(٣٨٧٦) مسلم: ١٩٣٥۔ بخاری: ٥٢٤٣۔ ابوداؤد: ٣٨٤٠۔ احمد: ١٤٦٢٩۔ مؤطا: ١٧٣٠۔ دارمی: ٢٠١٢.

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَرِيَّةً أَنَافِيْهِمْ إِلٰى سِيْفِ الْبَحْرِ وَسَاقُوْا جَمِيْعًا بَقِيَّةَ الْحَدِيْثِ كَنَحْوِ حَدِيْثِ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ وَأَبِي الزُّبَيْرِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيْثِ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ فَأَكَلَ مِنْهَا الْجَيْشُ ثَمَانِيَ عَشَرَةَ لَيْلَةً .

کی طرف ایک فوجی دستہ روانہ کیا اور میں اس میں شامل تھا۔ مثل احادیث سابقہ اس میں یہ بیان ہے کہ فوج نے اس مچھلی سے اٹھارہ رات تک گوشت کھایا۔''

٣٨٧٧۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْثاً إِلَى أَرْضِ جُهَيْنَةَ وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ رَجُلاً وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِنَحْوِ حَدِيْثِهِمْ . (هى لمسلم، ١٩٣٥)

''ایک روایت میں ہے ۔آپ نے جہینہ کی طرف لشکر روانہ کیا تھا آگے سابقہ احادیث کی مثل ہی واقعہ بیان کیا۔'' (مسلم)

٣٨٧٨۔ وفي رواية: وَكُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ فَنِيَ الزَّادُ فَأَمَرَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بِأَزْوَادِ الْجَيْشِ فَجُمِعَ فَكَانَ مِزْوَدَيْ تَمْرٍ، بِنَحْوِهِ . (رواه البخاري، ٤٣٦٠)

''ایک روایت میں ہے ۔ہمارا زاد راہ ختم ہوا تو سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فوج کی خوراک یک جا کرنے کا حکم دیا تو انہیں جمع کیا گیا جس سے دو تھیلے کھجور کے بھر گئے۔'' (اس سے آگے پہلے کی طرح حدیث ذکر کی) (بخاری)

٣٨٧٩۔ وَمِنْهَا: أَنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ قَالَ لِأَبِيْهِ كُنْتُ فِي الْجَيْشِ فَجَاعُوْا قَالَ انْحَرْ قَالَ نَحَرْتُ قَالَ ثُمَّ جَاعُوْا قَالَ انْحَرْ قَالَ نَحَرْتُ قَالَ ثُمْ جَاعُوْا قَالَ انْحَرْ قَالَ نَحَرْتُ ثُمَّ جَاعُوْا قَالَ انْحَرْ قَالَ نُهِيْتُ . (رواه البخاري، ٤٣٦١)

''ان روایات میں سے ایک یہ ہے کہ قیس بن سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کو حالات بتائے اور کہا: میں اس لشکر میں موجود تھا اور لوگ بھوکے تھے تو انہوں نے کہا: اونٹ ذبح کر، تو قیس نے کہا: میں نے ذبح کیے تھے۔ ۔پھر وہ بھوکے ہوئے تو انہوں نے کہا: اونٹ ذبح کر، تو انہوں نے کہا: میں نے ذبح کیے ۔پھر لوگ بھوکے ہوئے تو انہوں نے کہا: اونٹ ذبح کر، انہوں نے کہا: میں نے ذبح کیے تھے۔پھر لوگ فاقے میں مبتلا ہوئے۔ انہوں نے کہا: اونٹ ذبح کر، تو انہوں نے کہا: اس مرتبہ مجھے منع کر دیا گیا۔''

(٣٨٧٧) مسلم: ١٩٣٥۔

(٣٨٧٨) مسلم: ١٩٣٥۔ بخاری: ٤٣٦٠۔ ترمذی: ٢٤٧٥۔ نسائی: ٤٣٥٤۔ ابن ماجہ: ٤١٥٩۔ احمد: ١٤٦٢٩۔ مؤطا: ١٧٣٠۔ دارمی: ٢٠١٢.

(٣٨٧٩) مسلم: ١٩٣٥۔ بخاری: ٤٣٦٠۔ ترمذی: ٢٤٧٥۔ نسائی: ٤٣٥٤۔ ابن ماجہ: ٤١٥٩۔ احمد: ١٤٦٢٩۔ مؤطا: ١٧٣٠۔ دارمی: ٢٠١٢.

۳۸۸۰ـ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَاأَلْقَى الْبَحْرُأَوْجَزَرَعَنْهُ فَكُلُوْهُ وَمَا مَاتَ فِيْهِ وَطَفَا فَلاَ تَأْكُلُوْهُ. (وروى موقوفالأبى داود، ۳۸۱۵)

''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سمندر جو کچھ نکال پھینکے یا جس سے سکڑ جائے تو اس کو کھاؤ اور جو سمندر میں مر کر تیرنے لگے تو اس کو نہ کھاؤ۔'' (اور یہ روایت ابوداؤد میں موقوف منقول ہوئی ہے)

شرح: ......صحیح حدیث میں گزرا ہے کہ مچھلی زندہ ہو یا مردہ ہو حلال ہے، یہ قید بے حیثیت ہے۔ (گوندلوی)

۳۸۸۱ـ عَنْ سَعْدٍ الْجَارِيِّ مَوْلَى عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَعَنِ الْحِيْتَانِ يَقْتُلُ بَعْضُهَا بَعْضًا أَوْتَمُوْتُ صَرَداًفَقَالَ لَيْسَ بِهَا بَأْسٌ قَالَ سَعْدٌ ثُمَّ سَأَلْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ. (رواه مالك، ۱۰۷۲)

''سعد الجاری مولیٰ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ مچھلیاں جب ایک دوسرے کو مار دیتی ہیں یا سردی سے مر جاتی ہیں تو انہیں کھا سکتا ہوں؟ انہوں نے کہا: ان کو کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ پھر میں نے سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے سوال کیا، تو انہوں نے بھی اس کی مثل جواب دیا۔'' (مالک)

شـــرح: ......اس میں بھی دلیل ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی مردہ مچھلی کو حلال تصور کرتے تھے۔ (شرح زرقانی: ۳/ ۸۹)

۳۸۸۲ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنِ اقْتَنَى كَلْباًأَوِ اتَّخَذَكَلْبًالَيْسَ بِضَارٍ وَلاَكَلْبَ مَاشِيَةٍ نَقَصَ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطَانِ. (رواه الترمذي، ۱٤۸۷)

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شکاری یا مویشی کے محافظ کتے کے علاوہ کوئی کتا جس نے گھر میں رکھا تو اس کے اعمال کے اجر میں سے ہر دن دو قیراط کم کر دیئے جاتے ہیں۔'' (ترمذی)

۳۸۸۳ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَنِ اتَّخَذَكَلْباً إِلاَّكَلْبَ مَاشِيَةٍ أَوْصَيْدٍ أَوْزَرْعٍ اِنْتَقَصَ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطٌ. (رواه الترمذي، ۱٤۸۹)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے جانوروں کی رکھوالی شکاری اور کھیتی باڑی کے علاوہ کتا رکھا تو ہر دن اس کے اجر وثواب سے ایک قیراط کم کیا جاتا ہے۔'' (ترمذی)

(۳۸۸۰) ابوداؤد: ۳۸۱۵ـ ضعیف: ۸۲۱ـ ابن ماجه: ۳۲٤۷.

(۳۸۸۱) مؤطا: ۱۰۷۲.

(۳۸۸۲) ترمذی: ۱٤۸۷ـ صحیح، البانی: ۱۲۰۲ـ بخاری: ۵٤۸۲ـ مسلم: ۱۵۷٤ـ نسائی: ٤۲۹۱ـ احمد: ٦٤۰۷ـ مؤطا: ۱۸۰۸ـ دارمی: ۲۰۰٤.

(۳۸۸۳) ترمذی: ۱٤۸۹ـ صحیح، البانی: ۱۲۰٤ـ بخاری: ۳۳۲٤ـ مسلم: ۱۵۷٦ـ ابوداؤد: ۲٤٦۱ـ ابن ماجه: ۳۱۹۵ـ احمد: ۹۲۰۹.

٣٨٨٤ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنِ اتَّخَذَ كَلْبًا لَّيْسَ بِكَلْبِ زَرْعٍ وَّلَاصَيْدٍ وَّ لَا مَاشِيَةٍ فَإِنَّهُ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطٌ قَالَ سُلَيْمٌ وَأَحْسَبُهُ قَدْ قَالَ وَالْقِيْرَاطُ مِثْلُ أُحُدٍ. (رواه أحمد، ٨٣٤٢)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کتا رکھا جو نہ کھیت میں رکھنے والا ہو، نہ شکاری ہو، اور نہ ہی جانوروں کے لیے ہو تو اس کے اعمال میں سے ایک قیراط کے برابر اجر ہر دن کم کیا جاتا ہے۔'' اس حدیث کے ایک راوی سُلیم نے کہا: میرے گمان میں انہوں نے قیراط کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ احد پہاڑ جتنا ہوتا ہے۔ (احمد)

٣٨٨٥ـ وفی رواية:مَنِ اتَّخَذَ كَلْباً إِلَّاكَلْبَ مَاشِيَةٍ أَوْصَيْدٍأَوْزَرْعٍ انْتَقَصَ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطٌ، قَالَ الزُّهْرِيُّ:فَذُكِرَلِابْنِ عُمَرَفَقَالَ: يَرْحَمُ اللّٰهُ أَبَاهُرَيْرَةَكَانَ صَاحِبَ زَرْعٍ.

''ایک روایت میں ہے جس نے کتا پال رکھا جو نہ تو مویشیوں کے لیے ہو نہ شکاری ہو اور نہ وہ زراعت کے لیے ہو تو اس کے اجر سے ہر دن ایک قیراط اجر کم کیا جاتا ہے۔ زہری نے کہا: اس حدیث کا تذکرہ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کیا گیا تو انہوں نے کہا: ''اللہ تعالیٰ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر رحمت فرمائے۔'' وہ خود بھی صاحب زراعت تھے۔''

٣٨٨٦ـــ وفي رواية:قِيْرَاطَانِ. (رواه البخاري، ٥٤٨٠)

''ایک روایت میں دو قیراط کا ذکر ہے۔'' (بخاری)

شرح: ...... ۱۔ قیراط احد پہاڑ کے وزن کے برابر بھی آتا ہے وہ جنازہ کے لیے ہے۔ مگر یہاں یہ مراد نہیں، یہاں ایک چیز کے چوبیس حصے کریں تو ایک کو کہتے ہیں، آج کل اس کا وزن گندم کے چار دانوں کے برابر قرار دیا جا سکتا ہے۔ اور ایک حدیث میں ایک قیراط وزن کم ہونے کا آتا ہے، ایک میں دو قیراط آتا ہے، اس کا حل یہ ہے کہ یہ مختلف حالات کے مطابق ہے، ایک حالت کی سنگینی میں دو قیراط کم ہوتا ہے، کسی حالت میں ثواب ایک قیراط کم ہوتا ہے۔

۲۔ ان سے ثابت ہوا مویشیوں یا زراعت کی دیکھ بھال کرنے والے کتے اور شکاری کتے اس میں گھر کی دیکھ بھال والے کتے بھی رکھ سکتے ہیں۔ ان کے سوا فضول شوق کی تسکین کے لیے کتا رکھنا منع اور حرام ہے۔ کیونکہ لوگ اس سے خوفزدہ ہوتے ہیں اور فرشتے وہاں داخل نہیں ہوتے جہاں کتا ہو اور اس میں نجاست اور گندہ پن بھی بہت زیادہ ہے اس لیے منع کیا ہے۔

(٣٨٨٤) احمد: ٨٣٤٢ـ مسلم: ١٥٧٥ـ ترمذی: ١٤٨٩ـ نسائی: ٤٢٩٠ـ ابوداؤد: ٢٨٤٤ـ ابن ماجه: ٣٢٠٤.

(٣٨٨٥)

(٣٨٨٦) بخاری: ٥٤٨٠ـ مسلم: ١٥٧٤ـ ترمذی: ١٤٨٧ـ نسائی: ٤٢٩١ـ احمد: ٦٤٠٧ـ مؤطا: ١٨٠٨ـ دارمی: ٢٠٠٤.

۳۔اصل میں کتا کوئی بھی اچھا نہیں مگر شریعت نے آسانی کے لیے زراعت اور حفاظت اور شکار کے لیے اس کی اجازت دے دی ہے۔تاہم اس کے باوجود اگر یہ کسی برتن میں منہ ڈالے گا تو اسے ایک مرتبہ مٹی کے ساتھ اور سات مرتبہ پانی کے ساتھ ہی دھویا جائے گا۔اور کوئی بھی کتا ہو شکاری یا حفاظتی ہو اسے فروخت کرنا حرام ہے۔(تفہیم الاسلام:۷۳۲/۲)

۳۸۸۷۔عَنْ عَمْرِوبْنِ الشَّرِيْدِ قَالَ سَمِعْتُ الشَّرِيْدَيَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ قَتَلَ عُصْفُوْرًا عَبَثاً عَجَّ إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُوْلُ يَارَبِّ إِنَّ فُلَانَاً قَتَلَنِي عَبَثاً وَلَمْ يَقْتُلْنِيْ لِمَنْفَعَةٍ . (رواه النسائي‘٤٤٤٦)

’’عمرو بن شرید نے کہا، میں نے اپنے والد شرید کو رسول اکرم ﷺ کا یہ فرمان بیان کرتے ہوئے سنا کہ جس نے بلاضرورت ایک چڑیا مار ڈالی تو وہ قیامت کے دن اس پر آواز دے گی اور کہے گی: اے میرے رب! فلاں شخص نے مجھے ضرورت کے بغیر قتل کیا تھا اور مجھے فائدے کے لیے نہیں مارا تھا۔‘‘(النسائی)

شرح:......اگرچہ اسے ضعیف کہا گیا ہے، شریعت نے بے جا جانور یا پرندہ کو اذیت دینے اور فضول حرکت کرنے سے منع کیا ہے، اس کا تقاضا ہے کہ چڑیا پر یہ ستم نہ کیا جائے۔(گوندلوی)

کتاب الذبائح

ذبح کرنے کا بیان

۳۸۸۸ــــ عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ ثِنْتَانِ حَفِظْتُهُمَا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوْا الْقِتْلَةَ وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوْا الذَّبْحَ وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ فَلْيُرِحْ ذَبِيْحَتَهُ . (رواه مسلم‘١٩٥٥)

’’سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دو باتیں یاد کی ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے لیے احسان اور حسن سلوک لکھ دیا ہے۔ جب تم قتل کرو، تو بہتر طریقے سے قتل کرو، اور جانور ذبح کرو تو بہتر طریقے سے ذبح کرو اور تم میں سے ذبح کرنے والا اپنی چھری تیز کرے، اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچائے۔‘‘(مسلم)

۳۸۸۹ــــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ أَمَرَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِحَدِّ الشِّفَارِ وَأَنْ تُوَارٰى

’’سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے چھریاں تیز کرنے کا حکم دیا ہے، اور یہ حکم دیا ہے کہ چھری

(۳۸۸۷) نسائی: ٤٤٤٦۔ضعیف، البانی: ۳۰۳۔احمد: ۱۸۹۷٦.

(۳۸۸۸) مسلم: ۱۹۵۵۔ترمذی: ۱٤۰۹۔نسائی: ٤٤١٤۔ابوداؤد: ۲۸۱۵۔ابن ماجه: ۳۱۷۰۔احمد: ۱٦٦۸۹۔دارمی: ۱۹۷۰.

(۳۸۸۹) ابن ماجه: ۳۱۷۲۔ضعیف، البانی: ٦۸۲۔احمد: ۱۸۹۷٦.

عَــنِ الْبَهَــائِـمِ وَقَــالَ إِذَا ذَبَـحَ أَحَـدُكُـمْ فَلْيُجْهِزْ . (رواه ابن ماجة ، ٣١٧٢)

چوپائیوں سے مخفی رکھی جائے۔فرمایا: جب کوئی تم میں سے ذبح کرنے لگے تو جلدی سے ذبح کر دے۔'' (ابن ماجہ)

شرح: ...... یہ رحمت الٰہی ہے کہ تمام مخلوقات پر چھائی ہے،خواہ انسان ہو،حیوان ہو، ہر ذی روح پر اس محسن حقیقی کی مہربانی اور فضل واحسان عام ہے۔

۲۔قتل کرنے میں احسان یہ ہے کہ مثلہ نہ کیا جائے، کند آلہ سے نہ مارا جائے۔ یہ اس وقت ہے جب کافروں سے جنگ ہو یا کوئی قتل کی صورت ہو۔اگر قصاص کا معاملہ ہے تو پھر قصاص میں وہی طریقہ ہوگا جو قاتل نے اپنایا تھا اور اذیت دے دے کر قتل نہ کیا جائے۔

۳۔ذبیحہ میں احسان یہ ہے کہ جانور کند آلہ سے ذبح نہ کیا جائے، چھری تیز رکھی جائے، اور جانور زیادہ دیر لٹائے نہ رکھا جائے۔اور جانور پر یہ بھی احسان ہے جب ایک جانور کو ذبح کرے تو دوسرا اسے دیکھ نہ رہا ہو کیونکہ اس سے اسے تکلیف پہنچتی ہے۔

یہ بھی جانور کے ساتھ احسان ہے کہ اس کی روح ابھی باقی ہو تو اس کی گردن نہ توڑی جائے اور نہ ہی اس کی کھال اتاری جائے، نہ اعضاء کاٹے جائیں، جب تک کہ مکمل روح نہ نکل جائے۔

آج قصاب عید اور غیر عید کے موقع پر ان ہدایات کی خلاف ورزی کرتے ہیں انہیں آگاہ ہونا چاہیے۔

جانور کو بجلی یا کسی جھٹکے کے ذریعے بے ہوش کر کے اسے بے حس وحرکت کر کے ذبح کرنا بھی اذیت میں داخل ہے۔اور بری طرح ذبح کرنا ہے۔(تفہیم الاسلام:۲/۷۴۲)

۳۸۹۰۔۔۔ عَـنِ ابْـنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ: مَنْ نَسِيَ التَّسْـمِيَةَ فَلاَبَـأْسَ وَمَـنْ تَعَمَّدَ فَلاَ تُؤْكَلْ . (رواه رزين)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جو شخص بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو کوئی حرج نہیں ہے اور جس نے جان بوجھ کر ترک کی تو وہ ذبیحہ نہ کھایا جائے۔'' (رزین)

شرح: ......صحیح موقف یہی ہے کہ قصداً بسم اللہ ذبیحہ پر نہ پڑھی جائے تو اس کا گوشت کھانا جائز نہیں، اگر بھول کر نہ پڑھی جائے تو پھر اس کی فرضیت نہیں رہتی گوشت کھا سکتے ہیں۔اس کی تائید اس آیۂ مبارکہ سے بھی ہوتی ہے:

﴿رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا﴾ (البقرة : ٢٨٦)

''اے ہمارے رب! اگر ہم بھول جائیں یا خطا کریں تو ہمیں نہ پکڑنا۔'' (تفہیم الاسلام:۲/۷۴۴)

۳۸۹۱۔۔۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو يَرْفَعُهُ قَالَ ''سیدنا عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

(٣٨٩٠) رزين.

(٣٨٩١) نسائی: ٤٤٤٥۔ ضعيف، البانی: ٣٠٢۔ احمد: ٦٩٢١.

مَـنْ قَتَـلَ عُـصْـفُوْرًا فَمَافَوْقَهَا بِغَيْرِ حَقِّهَا سَـأَلَ الـلّٰـهُ عَزَّوَجَلَّ عَنْهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ قِيْلَ يَـارَسُـوْلَ الـلّٰـهِ فَـمَـا حَقُّهَا قَالَ حَقُّهَا أَنْ تَـذْبَـحَهَـا فَتَـأْكُلَهَا وَلاتَقْطَعُ رَأْسَهَافَيُرْمَى بِهَا . (رواه النسائي، ٤٤٤٥)

نے فرمایا: جو انسان کوئی چڑیا یا اس سے اوپر کوئی چیز حق کے بغیر قتل کرتا ہے تو اس سے اللہ تعالیٰ سوال کرے گا۔عرض کیا گیا: یارسول اللہ ﷺ! اس کا حق کیا ہے؟ فرمایا: کر کے اسے کھا لے اور اس کا سر کاٹ کر نہ پھینکا جائے۔'' (النسائی)

٣٨٩٢ــ عَـنْ أَبِـيْ وَاقِـدٍ اللَّيْثِيِّ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِيْنَةَ وَهُمْ يَجُبُّوْنَ أَسْنِمَةَ الإِبِلِ وَيَـقْـطَـعُوْنَ أَلْيَاتَ الْغَنَمِ فَقَالَ مَاقُطِعَ مِنَ الْبَهِيْـــمَةِ وَهِـــيَ حَيَّةٌ فَهِـــيَ مَيْتَةٌ . (رواه الترمذي، ١٤٨٠)

''سیدنا ابو واقد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہاں لوگ زندہ اونٹ کی کوہان کاٹ کر گوشت کھاتے اور دنبے کی چکّیاں کاٹتے اور کھاتے تھے آپ ﷺ نے فرمایا: جس چوپائے کا کوئی حصہ کاٹا جائے جب وہ زندہ ہو تو کاٹا گیا حصہ میتہ (مردار) ہوگا۔'' (ترمذی)

شــرح: ......اس طرح جانور کو اذیت پہنچتی ہے۔آپ ﷺ نے اس بے رحم عمل سے سختی سے منع کیا ہے۔اور اسے حرام اور مردار قرار دیا ہے۔اس سے ثابت ہوا کہ اس طرح کا کاٹا ہوا گوشت پلید ہے، اگر پانی میں گر جائے تو یہ پانی کو پلید کر دیتا ہے۔(تفہیم الاسلام: ۱/ ۴۵)

٣٨٩٣ــ عَـنْ أَبِي الْعُشَرَاءِ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهٗ قَالَ يَـارَسُـوْلَ اللّٰهِ أَمَاتَكُوْنُ الذَّكَاةُ إِلَّامِنَ اللَّبَّةِ أَوِ الْـحَـلْـقِ قَـالَ فَـقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ طَـعَـنْـتَ فِـيْ فَـخِذِهَا لأَجْزَأَعَنْكَ . (رواه أبوداود، ٢٨٢٥)

''ابو العشراء رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، اس نے کہا: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا ذبح کرنے کا مقام گلا یا حلق ہی ہے؟ فرمایا: اگر تو نے حیوان کی ران میں نیزہ مارا تو یہ بھی تجھے کفایت کر جائے گا۔'' (ابوداؤد)

٣٨٩٤ــ وَقَـالَ ابْـنُ عَبَّاسٍ مَا أَعْجَزَكَ مِنَ الْبَهَـائِـمِ مِـمَّا فِي يَدَيْكَ فَهُوَكَالصَّيْدِ وَفِي بَـعِيْـرٍتَرَدَّى فِيْ بِئْرٍمِنْ حَيْثُ قَدَرْتَ عَلَيْهِ

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تیرے قبضے میں جو چوپائے ہیں اگر وہ تجھے مجبور کر دیں تو ان کے ذبح کرنے کا طریقہ شکار کی مثل ہے۔اور اونٹ کنویں میں گر جائے تو اس کو

(٣٨٩٢) ترمذی: ١٤٨٠۔ صحیح، البانی: ١١٩٧۔ ابوداؤد: ٢٨٥٨.

(٣٨٩٣) ابوداؤد: ٢٨٢٥۔ منکر، البانی: ٦٠٤۔ ترمذی: ١٤٨١۔ نسائی: ٤٤٠٨۔ ابن ماجه: ٣١٨٤۔ احمد: ١٨٤٦٨۔ دارمی: ١٩٧٢.

(٣٨٩٤) بخاری تعلیقاً، مع فتح الباری: ٩/ ٦٣٨.

فَذَكِّـهِ وَرَأٰى ذٰلِكَ عَـلِـيٌّ وَابْـنُ عُمَـرَ وَ عَائِشَةُ. (للبخاري تعليقا.)

جس طرح تو کر سکے ذبح کر دے۔ یہ قول ہے علی، ابن عباس اور عائشہ رضی اللہ عنہم کا ہے۔" (البخاری ترجمۃ الباب)

شــرح: ......مرفوع تو ثابت نہیں یہ اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں مجبوری کی صورت میں جانور ضائع کرنے کی بجائے اس طرح ذبح کرنا جائز ہے۔ (فتح الباری مذکور)

٣٨٩٥ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ زَادَ ابْنُ عِيْسَى وَأَبِيْ هُـرَيْـرَةَ قَالَا نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ شَرِيْطَةِ الشَّيْطَانِ زَادَ ابْنُ عِيْسَى فِيْ حَدِيْثِهِ وَهِيَ الَّتِي تُـذْبَـحُ فَيُـقْطَعُ الْجِلْدُ وَلَا تُفْرَى الْأَوْدَاجُ ثُمَّ تُتْرَكُ حَتّٰى تَمُوْتَ. (رواه أبوداود، ٢٨٢٦)

سیدنا ابن عباس اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے شیطان کے شریطہ سے منع فرمایا ہے۔ ابن عیسیٰ اپنی حدیث میں اس کی تفسیر اس طرح بیان کرتا ہے: "وہ یہ ہے کہ حلق سے جلد کاٹ کر رگیں چھوڑ دی جائیں اور کاٹی نہ جائیں اور پھر حیوان کو رہنے دیا جائے یہاں تک کہ وہ مر جائے۔" (ابوداوٗد)

شــرح: ...... یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے، مگر جانور کو ذبح کے وقت تکلیف نہ پہنچاؤ جو صحیح احادیث میں آتا ہے یہ طریقہ ان کی نگاہ میں نہایت ہی ظالمانہ ہے۔

٣٨٩٦ـ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ذَكَاةُ الْجَنِيْنِ ذَكَاةُ أُمِّهِ. (رواه الترمذي، ١٤٧٦)

"سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: پیٹ کے بچے کے لیے ماں کا ذبح کرنا ہی اس کا ذبح کرنا ہے۔" (ترمذی)

٣٨٩٧ـ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَـنِ الْـجَنِيْنِ فَقَالَ كُلُوْهُ إِنْ شِئْتُمْ وَقَـالَ مُسَـدَّدٌ قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ نَنْحَرُ النَّاقَةَ وَنَذْبَحُ الْبَقَرَةَ وَالشَّاةَ فَنَجِدُ فِي بَطْنِهَا الْجَنِيْنَ أَنُـلْـقِيْـهِ أَمْ نَـأْكُـلُهُ قَالَ كُلُوْهُ إِنْ شِئْتُمْ فَإِنَّ ذَكَاتَهُ ذَكَاةُ أُمِّهِ. (لأبى داود، ٢٨٢٧)

"سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے پیٹ کے بچے کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کھانا چاہو تو کھا لو۔ مسدد کی روایت میں ہے کہ سیدنا ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم اونٹنی، گائے اور بکری ذبح کرتے ہیں اور اس کے پیٹ میں بچہ ہوتا ہے کیا ہم اس کو پھینک دیں یا اس کو کھائیں؟ فرمایا: اگر تم چاہو تو کھا لو، اس کا ذبح وہ ہے جو اس کی ماں کا ذبح ہے۔" (ابوداوٗد)

٣٨٩٨ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ

"سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہم کہا کرتے تھے کہ جب تم اونٹنی کو ذبح کرو

(٣٨٩٥) ابوداؤد: ٢٨٢٦ـ ضعيف، البانى: ٦٠٥ـ احمد: ٢٦١.

(٣٨٩٦) ترمذى: ١٤٧٦ـ صحيح، البانى: ١١٩٣ـ ابوداؤد: ٢٨٢٧ـ ابن ماجه: ٣١٩٩ـ احمد: ١١١٠٣.

(٣٨٩٧) ابوداؤد: ٢٨٢٧ـ صحيح، البانى: ٢٤٥١ـ ترمذى: ١٤٧٦ـ ابن ماجه: ٣١٩٩.

(٣٨٩٨) مؤطا: ١٠٦١.

إِذَا نُحِرَتِ النَّاقَةُ فَذَكَاةُ مَافِيْ بَطْنِهَا فِي ذَكَاتِهَا إِذَا كَانَ قَدْتَمَّ خَلْقُهُ وَنَبَتَ شَعْرُهُ فَإِذَا خَرَجَ مِنْ بَطْنِ أُمِّهِ ذُبِحَ حَتَّى يَخْرُجَ الدَّمُ مِنْ جَوْفِهِ. (رواه مالك، ١٠٦١)

تو اس کے پیٹ کے بچے کا وہ ذبح ہے جو اس کی ماں کا ذبح ہے جب کہ اس کی تخلیق مکمل ہو چکی ہو اور اس پر بال اگ آئے ہوں۔ وہ جب ماں کے پیٹ سے خارج ہو تو اس کو ذبح کردو تاکہ اس کے پیٹ سے خون نکل جائے۔'' (مالک)

شرح: ......اس سے ثابت ہوا جب جانور ذبح کیا جائے اس کے پیٹ سے بچہ نکلے تو وہ اپنی ماں کے تابع ہے جس طرح اس کی ماں ذبح ہوئی ہے یہ خود بخود ہی ذبح ہوا ہے، یہ حلال ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ اس بچے کو نئے سرے سے ذبح کیا جائے گا۔ یہ احادیث اس موقف کی واضح تردید کرتی ہیں۔ (تفہیم الاسلام: ۲/۷۴۳)

٣٨٩٩ـعَنْ عُبَايَةَ بْنَ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ كُنَّامَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِذِي الْحُلَيْفَةِ(مِنْ تَهَامَةَ)فَأَصَابَ النَّاسَ جُوْعٌ فَأَصَبُوا إِبِلاً وَغَنَماً وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ فِي أُخْرَيَاتِ الْقَوْمِ فَعَجِلُوْا فَنَصَبُوا الْقُدُوْرَ(فَدُفِعَ إِلَيْهِمُ النَّبِيِّ ﷺ) فَأَمَرَ بِالْقُدُوْرِ فَأُكْفِئَتْ ثُمَّ قَسَمَ فَعَدَلَ عَشَرَةً مِنَ الْغَنَمِ بِبَعِيْرٍ فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيْرٌ(فَطَلَبُوْهُ فَأَعْيَهُمْ) وَكَانَ فِي الْقَوْمِ خَيْلٌ يَسِيْرَةٌ فَأَهْوٰى رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ اللّٰهُ فَقَالَ النَّبِيِّ ﷺ لِهٰذِهِ الْبَهَائِمِ أَوَابِدُ كَأَوَا بِدِالْوَحْشِ فَمَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوْا بِهِ هٰكَذَاقُلْتُ اِنَّا لَاقُوا لْعَدُوَّ غَداً وَلَيْسَ مَعَنَا مُدًى أَفَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ فَقَالَ مَاأَنْهَرَالدَّمُ وَذُكِرَاسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَكُلُوْهُ لَيْسَ السِّنَّ وْالظُّفُرَوَسَأُحَدِّثُكُمْ عَنْ

''عبایہ بن رفاعہ اپنے دادا رافع بن خدیج سے روایت کرتا ہے، انہوں نے کہا: ہم لوگ تہامہ سے لوٹ کر مقام ذوالحلیفہ میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھے اور لوگ بھوکے تھے۔ان کو اونٹ اور بکریاں ہاتھ آئیں۔رسول اللہ ﷺ قوم کے آخری حصے میں چلے آرہے تھے۔تو لوگوں نے جلدی میں ذبح کر کے ہنڈیاں چولہوں پر چڑھا دیں۔'' رسول اللہ ﷺ نے ہنڈیاں خالی کرنے کا حکم دیا پھر گوشت تقسیم کیا اور دس بکریاں ایک اونٹ کے برابر قرار دیں۔ان میں ایک اونٹ بگڑ کر بھاگ گیا، لوگوں نے پیچھا کیا اور عاجز آگئے۔فوج میں گھوڑے تھوڑے تھے۔ پس ایک آدمی نے اونٹ کو تیر مارا تو اونٹ کو اللہ نے روک دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان چوپائیوں میں وحشت اور بگاڑ ہوتا ہے جیسا وحشی جانوروں میں ہوتا ہے، پس جو حیوان تم پر غالب آجائے اس کے ساتھ اسی طرح کیا کرو۔ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کل کو ہم دشمن کے مقابل ہوں گے اور ہمارے پاس چھری کوئی نہیں ہے، تو

(٣٨٩٩) بخاری: ٥٤٩٨۔ مسلم: ١٩٦٨۔ ترمذی: ١٤٩٢۔ نسائی: ٤٤١٠۔ ابوداؤد: ٢٨٢١۔ ابن ماجہ: ٣١٨٣۔ احمد: ١٦٨٣٢۔ دارمی: ١٩٧٧.

ذٰلِكَ أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ. (رواه البخاري، ٥٤٩٨)

کیا ہم بانس کی لکڑی سے ذبح کر سکتے ہیں؟ فرمایا: جو چیز خون بہادے اور بوقت ذبح بسم اللہ پڑھی جائے تو اس کو کھاؤ۔ذبح کرنے کے لیے دانت یا ناخن استعمال نہ کیا جائے۔میں ابھی اس کی وضاحت کرتا ہوں۔دانت تو ہڈی میں شمار ہوتا ہے اور ناخن اہل حبشہ کی چھری ہے۔(بخاری)

شــــرح: ......تلوار، چھری، تیز پتھر، لکڑی، شیشہ، سرکنڈا بانس، ٹھکری، تانبے یا لوہے کی ساختہ چیزیں جو رگیں کاٹیں اور خون بہائیں تو اس سے ذبح کرنا جائز ہے۔ دانت اور ہڈی اور ناخن سے جانور ذبح کرنا منع ہے۔ ہڈی چونکہ جنوں کی خوراک ہے اور ناخن سے ذبح کرنے میں کفار کی مشابہت ہے اور یہ گلا گھونٹ کر مرنے کے حکم میں آتا ہے، اس لیے اس سے ذبح کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ گردن میں چار رگیں ہیں (۱) گلے والی رگ۔ (۲) سانس والی رگ۔ (۳) کھانے پینے والی رگ۔ (۴) گردن کی دونوں جانب ایک ایک رگ ہوتی ہے۔ جانور ایسے انداز پر ذبح کریں کہ یہ چاروں رگیں کٹ جائیں۔اس سے صحت بھی بہتر رہتی ہے کیونکہ تمام خون نکل جاتا ہے، دوسرا جانور کو راحت ہوتی ہے۔

۲۔ اگر جانور دور ہو، پکڑا نہ جائے تو اسے گولی سے یا کسی بھی تیز دھار آلہ سے زخمی کیا جائے اور بعد میں ذبح کر لیا جائے تو جائز ہے۔

مسئلہ: بجلی کا جھٹکا دے کر جو جانور مر جائے وہ مردار ہے، اس کا گوشت حلال نہیں۔(تفہیم الاسلام: ۲/ ۴۰۷)

۳۔ جب کوئی جانور بدک کر بھاگ جائے اور وحشی کی حیثیت میں ہو جائے تو مجبوراً اس کا پورا وجود ذبح کا مقام بن جاتا ہے۔ عام حالات میں صرف وہی ذبیحہ درست ہوگا جو گلے کی رگوں کو کاٹ کر کیا جائے یا پھر لبہ میں برچھا مار کر ذبح کیا جائے جیسا کہ اونٹ ذبح کیا جاتا ہے۔(فتح الباری: ۹/ ۶۲۹)

٣٩٠٠ــــ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ إِنَّ أَحَدَنَا أَصَابَ صَيْداً وَلَيْسَ مَعَهٗ سِكِّيْنٌ أَيَذْبَحُ بِالْمَرْوَةِ وَشِقَّةِ الْعَصَا فَقَالَ أَمْرِرِالدَّمَ بِمَا شِئْتَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ. (رواه أبوداود، ٢٨٢٤)

''سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم میں سے کسی کو شکار ہاتھ آتا ہے اور اس کے پاس چھری نہیں ہوتی تو وہ پتھر سے یا لاٹھی کی پھاڑ والی طرف سے ذبح کرسکتا ہے؟ فرمایا: تو خون جاری کر جس چیز کے ساتھ کر سکے اور اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کر۔'' (ابوداؤد)

(٣٩٠٠) ابوداؤد: ٢٨٢٤۔ صحیح، البانی: ٢٤٥٠۔ بخاری: ٣٢٩٧۔ مسلم: ١٩٢٩۔ ترمذی: ١٤٧١۔ نسائی: ٤٢٦٣۔ ابن ماجه: ٣٢١٥۔ احمد: ١٨٩٠١۔ دارمی: ٢٠٠٢.

٣٩٠١ــ عَنْ نَافِعٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ كَانَتْ لَهُمْ غَنَمٌ تَرْعَى بِسَلْعٍ فَأَبْصَرَتْ جَارِيَةٌ لَنَا بِشَاةٍ مِنْ غَنَمِنَا مَوْتاً فَكَسَرَتْ حَجَراً فَذَبَحَتْهَا بِهِ فَقَالَ لَهُمْ لاتَأْكُلُوْا حَتّٰى أَسْأَلَ النَّبِيَّ ﷺ أَوْ أُرْسِلَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ مَنْ يَسْأَلُهُ وَأَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ذَاكَ أَوْ أَرْسَلَ فَأَمَرَهُ بِأَكْلِهَا. (رواه البخاري، ٢٣٠٤)

''سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اس کی ایک باندی مقام سلع میں بکریاں چراتی تھی، اس نے بکری مرتے دیکھی تو اس نے پتھر توڑ کر اس کو تیزی کے ساتھ ذبح کر دیا۔ سیدنا کعب رضی اللہ عنہ نے ان کو کہا: تم اس کو مت کھانا یہاں تک کہ میں نبی ﷺ سے پوچھ یا کوئی شخص بھیجوں جو آپ سے پوچھ لے۔ پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: آپ ﷺ نے اس کو کھانے کا حکم دیا۔'' (البخاری)

٣٩٠٢ــ عَنْ عَطاءِ بْنِ يَسْارٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي حَارِثَةَ أَنَّهُ كَانَ يَرْعَى لِقْحَةً (بِشِعْبٍ مِنْ شِعَابِ أُحُدٍ) فَأَصَابَهَا الْمَوْتُ فَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا يَنْحَرُهَا بِهِ، فَأَخَذَ وَتَدًا فَوَجَأَ بِهِ فِي لَبَّتِهَا حَتّٰى أُهْرِيقَ دَمُهَا، ثُمَّ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِذٰلِكَ فَأَمَرَهُ بِأَكْلِهَا. (رواه أبوداود، ٢٨٢٣)

''عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ نے بنو حارثہ کے آدمی سے روایت کی ہے کہ وہ اپنی دودھ والی اونٹنی چرا رہا تھا تو اس کو مرتے دیکھا، اور اس کو ذبح کرنے کے لیے کچھ نہیں میسر آیا تو اس نے ایک میخ پکڑی اور اس کے گلے میں مار کر خون بہا دیا۔ پھر نبی کریم ﷺ کو خبر دی، پس آپ ﷺ نے اس کو کھانے کا حکم دیا۔'' (ابوداؤد)

٣٩٠٣ــ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ ذِئْباً نَيَّبَ فِي شَاةٍ فَذَبَحُوهَا بِمَرْوَةٍ فَرَخَّصَ النَّبِيُّ فِي أَكْلِهَا. (رواه النسائي، ٤٤٠٧)

''سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بھیڑیئے نے بکری میں دانت اتار دیا تو لوگوں نے اس کو تیز پتھر کے ساتھ ذبح کیا، پس رسول اللہ ﷺ نے اس کے کھانے کی اجازت دی۔'' (النسائی)

شرح: ......١۔ ان احادیث سے ثابت ہوا کہ عورت کا ذبیحہ کھانا جائز ہے، وہ عورت خواہ آزاد ہو، یا لونڈی ہو، چھوٹی ہو یا بڑی ہو، مسلمان ہو یا کتابیہ ہو، پاک ہو یا حیض والی ہو۔

٢۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ جانور چھری کے علاوہ بھی کسی اور چیز سے ذبح ہو سکتا ہے، بشرطیکہ وہ نوکدار ہو، خون بہا دے۔

٣۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ بیمار جانور جو مرض الموت میں مبتلا ہو اسے ذبح کر کے اس کا گوشت کھانا حلال ہے۔

(٣٩٠١) بخاری: ٢٣٠٤۔ ابن ماجہ: ٣١٨٢۔ احمد: ٢٦٦٢٧۔ مؤطا: ١٠٥٧.

(٣٩٠٢) ابوداؤد: ٢٨٢٣۔ صحیح، البانی: ٢٤٤٩۔ مؤطا: ١٠٥٦.

(٣٩٠٣) نسائی: ٤٤٠٧۔ صحیح البانی: ٤٠٩٨۔ ابن ماجہ: ٣١٧٦۔ احمد: ٢١٠٨٧.

۴۔ یہ بھی ثابت ہوا اگر چرواہا دیکھے کہ بکری وغیرہ مر جائے گی تو مالک سے پوچھے بغیر اسے ذبح کر دے تو جائز ہے اور اس کا گوشت کھانا حلال ہے یہ خیانت نہیں۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۷۳۹)

٣٩٠٤ـ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَكْلِ الْمُجَثَّمَةِ وَهِيَ الَّتِي تُصْبَرُ بِالنَّبْلِ. (رواه الترمذي، ١٤٧٣)

''سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجثمہ حیوان کو کھانے سے منع کر دیا۔ یہ وہ ہے جس کو تیر کے نشانہ کے لیے باندھا جائے۔

شرح: ......ایسے جانور کا گوشت حرام قرار دیا گیا ہے، کیونکہ یہ مردار شمار کیا گیا ہے، ویسے ذبح کرنے کے لیے جانور کے ہاتھ پاؤں باندھنے جائز ہیں، یہ ممانعت اس جانور کے لیے ہے جسے نشانہ بنانے کے لیے باندھا گیا ہو۔

شریعت اسلامیہ نے جانوروں پر ذبح کرتے وقت تک بھی شفقت کرنے کا حکم دیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اس طرح جانور کو تکلیف ہوتی ہے اور اس کی جان بے کار جاتی ہے۔ اس کی مالیت ضائع ہوتی ہے اور یہ شرعی ذبح کرنے کے بھی خلاف ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۷۴۱)

٣٩٠٥ـ وزاد رزين: وَعَنِ الْخَلِيْسَةِ وَهِيَ الَّتِي يَأْخُذُهَا الذِّئْبُ فَاسْتَنْقَذَتْ بَعْدَالْيَأْسِ مِنْهَا.

''رزین نے یہ بات زائد بیان کی ہے کہ آپ ﷺ نے خلیسہ سے منع فرمایا۔ یہ وہ حیوان ہے جس کو بھیڑیئے نے پکڑا لیکن اس سے مایوس ہو جانے کے بعد وہ جانور بچ گیا ہو۔''

شرح: ......اگر یہ جانور زندگی والا ہے تو اسے ذبح کرنا اور کھانا جائز ہے، اگر مر چکا ہے تو پھر نہیں۔

٣٩٠٦ـ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ قَوْمًا قَالُوْا لِلنَّبِيِّ ﷺ إِنَّ قَوْمًا يَأْتُوْنَا بِاللَّحْمِ لَانَدْرِي أَذُكِرَاسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ أَمْ لَافَقَالَ سَمُّوْا عَلَيْهِ أَنْتُمْ وَكُلُوْهُ قَالَتْ وَكَانُوْاحَدِيْثِي عَهْدٍبِالْكُفْرِ. (رواه البخاري، ٥٥٠٧)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ لوگ ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں اور ہمیں معلوم نہیں ہوتا کہ انہوں نے اللہ کا نام لے کر ذبح کیا ہے یا نہیں؟ فرمایا: تم اس پر اللہ کا نام لے کر کھا لو۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''گوشت لانے والے نئے نئے کفر سے نکلے تھے۔'' (بخاری)

شرح: ......۱۔ اس سے ثابت ہوا دیہاتی مسلمان یا نومسلم کا اور یہود و نصاریٰ کا ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے، اگر اہل کتاب نے غیر شرعی طریقہ سے ذبح کیا ہو تو پھر جائز نہیں۔

(٣٩٠٤) ترمذی: ١٤٧٣.

(٣٩٠٥) رزین.

(٣٩٠٦) بخاری: ٥٥٠٧۔ نسائی: ٤٤٣٦۔ ابوداؤد: ٢٨٢٩۔ ابن ماجه: ٣١٧٤۔ مؤطا: ١٠٥٤۔ دارمی: ١٩٧٦.

اگر غیر شرعی طریقہ کا علم نہ ہوتو ان کا ذبح کیا ہوا اور مسلمانوں کے بازاروں میں فروخت ہونے والا گوشت جائز ہے۔ مجوسی، مشرک، ملحد و بے دین اگر چہ بسم اللہ پڑھ کر بھی جانور ذبح کریں تو ان کا ذبح کیا ہوا جانور حلال نہیں۔ اسلام بے جا تکلف اور غلو سے روکتا ہے، اہل کتاب اور مسلمانوں سے درآمد کردہ گوشت کھانا اس نے حلال قرار دیا ہے۔

۲۔ یہ جو مشہور ہے کہ مومن کا ذبح کیا ہوا جانور درست ہے یہ بسم اللہ پڑھے یا نہ پڑھے۔ یہ روایت ضعیف ہے۔ (بیہقی: ۹/ ۲۴۰) اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۴۳۷)

۳۹۰۷ــ عَنْ دِحْيَةَ : أُهْدِيَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ جُبَّةُ صُـوْفٍ وَخِفَافٌ فَلَبِسَهُمَا حَتّٰى تَخَرَّقَا وَلَمْ يَسْـأَلْ عَـنْهُـمَـا ذَكَّيْنَـا هُمَـا أَمْ لاَ . (رواه الطبراني في الكبير ، ٤٣٠٠ بخفى)

''سیدنا دحیہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ کو اونی کپڑے کا جبہ اور دو موزے تحفہ دیئے گئے تو آپ ﷺ نے دونوں کو پہنا، یہاں تک کہ وہ پھٹ گئے اور آپ ﷺ نے نہیں پوچھا کہ وہ دونوں پاک ہیں یا نہیں۔'' (الکبیر سند مخفی)

۳۹۰۸ــ عَـنْ عَبْـدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ ذَبَائِحِ نَصَارَى الْعَرَبِ فَقَالَ لاَبَأْسَ بِهَا وَتَلاَهٰـذِهِ الآية ﴿وَمَـنْ يَّتَـوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَإِنَّهٗ مِنْهُـمْ﴾ . (رواه مالك ، ١٠٥٨)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے عرب کے عیسائیوں کی ذبح کردہ چیز کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا: کوئی حرج نہیں، پھر یہ آیت تلاوت کی (جو شخص ان سے دوستی کرے گا وہ ان میں سے ہوگا)۔'' (مالک)

شرح: ......قرآن پاک میں بھی آتا ہے: ﴿وَ طَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ﴾ (المآئدة : ٥) ''اور ان لوگوں کا کھانا جو کتاب دیئے گئے ہیں، تمہارے لیے حلال ہے۔'' عیسائی بھی چونکہ اہل کتاب ہیں اس لیے ان کا کھانا حلال ہے۔ اور ان کے ذبح کیے ہوئے جانور کا گوشت کھانا بھی حلال ہے۔

مگر قرآن پاک کا اعلان ہے:

﴿وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ﴾ (المآئدة : ٥١)

''اور جو ان سے دوستی رکھے گا وہ انہی میں سے ہوگا۔''

یعنی جانور ذبح ہونے یا کھانا حلال ہونے تک معاملہ رہے تو درست ہے، اس سے آگے زیادہ دوستی نہ ہو، اگر کوئی ان دشمنان الٰہی سے دوستی کرے گا تو انہی میں سے ہوگا۔ اور انہیں باقاعدہ طور پر ذبح کے لیے مقرر نہ کریں وہ مسلمان ہی مقرر کریں۔ (شرح زرقانی: ۳/ ۸۲)

(٣٩٠٧) طبراني كبير: ٤٢٠٠ـ فيه عيينة بن سعد عن الشعبي، وعنه يحيى ابن ضريس ولم اعرفه، وبقية رجاله ثقات، هيثمي: ٨٦٢٧.

(٣٩٠٨) مؤطا: ١٠٥٨.

۳۹۰۹۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ مُعَاقَرَةِ الأَعْرَابِ. (رواه أبوداود، ۲۸۲۰)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدویوں کا ایک دوسرے کے مقابلہ میں ذبح کیے ہوئے جانوروں کا گوشت کھانے سے منع کر دیا۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......اگر دیہاتی مسلمان ہو، جانور ذبح کرے، اور شرعی طریقہ کے مطابق ذبح کرے تو یہ ذبیحہ درست ہے۔ اس حدیث میں جو دیہاتیوں کی چیر پھاڑ سے منع کیا گیا ہے، وہ یہ ہے کہ کسی خوشی کے موقع پر یا ویسے ہی سخاوت میں فخر ومباہات کے لیے اونٹ ذبح کرتے تھے۔ اور دل میں یہ خیال ہوتا تھا کہ لوگ کہیں فلاں نے زیادہ اونٹ ذبح کیے ہیں اور پھر گوشت کا لوٹ بازار لگا دیتے جو جتنا چاہے لے جائے۔

اور ایک صورت یہ بھی تھی کہ اپنے بتوں کے نام پر اونٹ ذبحہ کرتے اور گوشت لے جانے کا اعلان عام کرتے۔

پہلی صورت بھی شرک خفی کی ہے۔ دوسری قسم غیر اللہ کا نام پکارنے کی ہے اس لیے دونوں صورتوں میں یہ گوشت کھانا جائز نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اللہ کی عبادت کا حکم دیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ میں تشریف فرما تھے کہ دو آدمیوں نے اس نظریہ سے سو اونٹ ذبح کیے، لوگ گوشت کے حصول کے لیے ٹوٹ پڑے تو کسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بتایا، وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم والے سفید خچر پر سوار ہو کر نکلے اور منادی کر دی کہ ان کا گوشت نہ کھانا یہ غیر اللہ کے نام پر پکارے گئے ہیں۔ (عون المعبود: ۳/ ۶۰)

۳۹۱۰۔ عَنْ أَبِيْ مُرَّةَ مَوْلَى عَقِيْلِ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ شَاةٍ ذُبِحَتْ فَتَحَرَّكَ بَعْضُهَا فَأَمَرَهُ أَنْ يَأْكُلَهَا ثُمَّ سَأَلَ عَنْ ذٰلِكَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَقَالَ إِنَّ الْمَيْتَةَ لَا تَتَحَرَّكُ وَنَهَاهُ عَنْ ذٰلِكَ. (رواه مالك، ۱۰۶۰)

''ابومرہ مولیٰ عقیل نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس بکری کے متعلق سوال کیا جو ذبح کی گئی اور اس کا کوئی حصہ حرکت کرتا تھا۔ تو انہوں نے اسے کھانے کا فتویٰ دیا۔ پھر اس نے سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو پوچھا تو انہوں نے کہا: مردہ حیوان کبھی حرکت نہیں کرتا اور انہوں نے کھانے سے منع کر دیا۔'' (مالک)

شرح: ......اس صورت میں یہ مذبوحہ جانور نہ کھانے کی رائے صرف حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی ہے۔ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عموماً اور خصوصاً حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی اجازت دی ہے۔ (شرح زرقانی: ۳/ ۸۳)

۳۹۱۱۔ عَنْ أَنَسٍ، رَفَعَهُ: إِذَا سَمَّيْتُمْ

''انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ذبیحہ پر

(۳۹۰۹) ابوداؤد: ۲۸۲۰۔ حسن، صحیح، البانی: ۲٤٤٦.

(۳۹۱۰) مؤطا: ۱۰٦۰.

(۳۹۱۱) طبرانی اوسط، فیه، عثمان بن عبدالرحمن القرشي وهو ضعیف، هیثمی: ٦۰۱٥.

فَكَبِّرُوْا (يَعْنِي عَلَى الذَّبِيْحَةِ) . (رواه الطبراني في الأوسط بضعف)

بسم اللہ پڑھوتو ساتھ اللہ اکبر بھی کہو۔'' (الاوسط سند ضعیف)

شرح: ...... صحیح احادیث سے یہ ثابت ہے کہ ذبیحہ پر بسم اللہ اکبر پڑھا جائے۔ (گوندلوی)

٣٩١٢ـ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَجُلاًقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي لأَذْبَحُ الشَّاةَ وَأَنَا أَرْحَمُهَا أَوْقَالَ إِنِّي لأَرْحَمُ الشَّاةَ أَنْ أَذْبَحَهَا فَقَالَ وَالشَّاةُ إِنْ رَحِمْتَهَا رَحِمَكَ اللّٰهُ . (رواه أحمد، ١٥١٦٥)

''معاویہ بن قرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: ایک آدمی نے کہا: یا رسول اللہ! میں بکری ذبح کرتا ہوں اور اس پر رحم کرتا ہوں۔ یا کہا: میں بکری کو ذبح کرنے سے اس پر رحم کرتا ہوں تو آپ نے فرمایا: اگر تو بکری پر رحم کرے گا تو تیرے اوپر اللہ تعالیٰ رحم کرے گا۔'' (احمد)

٣٩١٣ـ وللبزار والكبير والصغير:إِنِّي لَاَذْبَحُ الشَّاةَ فَأَرْحَمُهَا ، (بِلاَشَكٍّ) . (رواه البزار، ١٢٢١)

البزار، الکبیر اور الصغیر کی روایت میں ہے:''میں بکری ذبح کرتا ہوں اور اس پر رحم کرتا ہوں۔'' شک کے بغیر یہ الفاظ بیان کیے ہیں۔

٣٩١٤ـ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ ، رَفَعَهٗ: مَنْ رَحِمَ وَلَوْذَبِيْحَةَ عُصْفُوْرٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ . (رواه الطبراني في الكبير، ٧٩١٥)

''سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے رحم کیا خواہ چڑیا ذبح کرتے وقت تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس رحم فرمائے گا۔''

شرح: ...... یہ منظر رقت قلب پر دلالت کرتا ہے، اور رقیق القلب آدمی اللہ کو اچھا لگتا ہے، اس لیے اس وصف کی بنا پر ارحم الراحمین اس پر رحم کرے گا۔

٣٩١٥ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى رَجُلٍ وَاضِعٍ رِجْلَهٗ عَلَى صَفْحَةِ شَاةٍ وَهُوَ يُحِدُّ شُفْرَتَهٗ وَهِيَ تَلْحَظُ إِلَيْهِ بِبَصَرِهَا فَقَالَ: أَفَلاَقَبْلَ هٰذَا؟ أَوَيُرِيْدُ أَنْ يُمِيْتَهَا مَوْتَتَيْنِ . (رواه الطبراني في الكبير والأوسط، ١١٩٥٦)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے، تو اس نے بکری کے پہلو پر قدم رکھا تھا، اور چھری تیز کر رہا تھا اور بکری اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ فرمایا: تو نے چھری پہلے تیز کیوں نہ کی؟ کیا تو ارادہ کرتا ہے کہ بکری کو دوبار مارے؟'' (کبیر، اوسط)

(٣٩١٢) احمد: ١٥١٦٥۔ بزار، طبرانی کبیر، طبرانی صغیر ورجاله ثقات، هیثمی: ٦٠٢٩.

(٣٩١٣) بزار: ١٢٢١۔ احمد، طبرانی کبیر، طبرانی صغیر، رجاله ثقات، هیثمی: ٦٠٣٩.

(٣٩١٤) طبرانی کبیر: ٧٩١٥۔ ورجاله ثقات، هیثمی: ٦٠٣١.

(٣٩١٥) طبرانی کبیر، طبرانی اوسط: ١٩٥٦۔ ورجاله رجال الصحیح، هیثمی: ٦٠٣٣.

٣٩١٦ـــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، قَالَتْ لَهُ امْرَأَةٌ : يَاعَبْدَاللّٰهِ أَفْتِنَاعَنِ الْجَرَادِ ، قَالَ:ذَكِيٌّ كُلُّهُ . (رواه الطبراني في الكبير)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو ایک عورت نے کہا: اے عبداللہ! ٹڈی کے بارے میں ہمیں فتویٰ دو۔ انہوں نے کہا: سب ہی پاکیزہ ہیں (لہٰذا ذبح کرنے کی کوئی ضرورت نہیں)۔'' (الکبیر)

شرح:......اس پر اتفاق ہے کہ ٹڈی اور مچھلی مردہ بھی ہوں تو ان کا گوشت حلال ہے۔ (ابن ماجہ: ٣٢٢٠)

٣٩١٧ـــ عَنْ عُمَرَبْنِ سَلَمَةَ بْنِ أَبِي يَزِيْدَقَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ قَالَ لِي جَابِرٌدَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَعَمَدْتُ إِلَى عَنْزٍ لِأَذْبَحَهَا (فَثَغَتْ فَسَمِعَ ثَغْوَتَهَا) فَقَالَ يَاجَابِرُ لَاتَقْطَعْ دَرًّا وَلَانَسْلاًفَقُلْتُ يَانَبِيَّ اللّٰهِ إِنَّمَا هِيَ عَتُوْدَةٌ عَلَفْتُهَا الْبَلَحَ وَالرُّطَبَ حَتّٰى سَمِنَتْ . (رواه أحمد، ١٤٨٤٢ بخفى)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے ہاں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں نے بکری ذبح کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ بکری نے اپنی آواز بلند کی اور آپ ﷺ نے سنی تو فرمایا: اے جابر! دودھ والی ذبح نہ کرو اور نہ نسل منقطع کرو۔ پس میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ بکری کا ایک سالہ بچہ ہے۔ میں نے اس کو کھجور کچے اور پکے کھلائے ہیں اور یہ موٹا تازہ ہو چکا ہے۔ (احمد سند مخفی ہے)

المحرم والمكروه والمباح من الحيوان

ان جانوروں کا بیان جو حرام مکروہ اور مباح ہیں

٣٩١٨ـــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَأْكُلُوْنَ أَشْيَاءَ وَيَتْرُكُوْنَ أَشْيَاءَ تَقَذُّرًا فَبَعَثَ اللّٰهُ تَعَالٰى نَبِيَّهُ ﷺ وَأَنْزَلَ كِتَابَهُ وَأَحَلَّ حَلَالَهُ وَحَرَّمَ حَرَامَهُ فَمَا أَحَلَّ فَهُوَ حَلَالٌ وَّمَا حَرَّمَ فَهُوَ حَرَامٌ وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَفْوٌ وَتَلَا ﴿قُلْ لَا أَجِدُفِيْمَا أُوْحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّماً﴾ إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ . (رواه أبوداود، ٣٨٠٠)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: زمانہ جاہلیت میں لوگ بعض اشیاء کو کھاتے اور بعض کو ناپاک قرار دے کر ترک کرتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنا رسول ﷺ مبعوث کیا اور اپنی کتاب نازل کی۔ حلال کو حلال قرار دیا اور جو حرام تھا اس کو حرام قرار دیا۔ پس جس کو حلال قرار دیا وہ حلال ہے اور جو چیز حرام کر دی وہ حرام ہے۔ اور جن اشیاء پر سکوت فرمایا وہ معاف ہیں۔ پھر یہ آیت تلاوت کی (کہو میں نہیں پاتا اس میں جو میری طرف وحی کی گئی ہے کوئی حرام کی گئی چیز جو چیز کھانے والے پر

(٣٩١٦) طبرانی کبیر ورجاله رجال الصحیح، هیثمی: ٦٠٧٦.

(٣٩١٧) احمد: ١٤٨٤٣ـ وفيه من لم اعرفه، هيثمى: ٦٠٨٤.

(٣٩١٨) ابوداؤد: ٣٨٠٠ـ صحيح الاسناد، البانى: ٣٢٢٥.

حرام کی گئی ہو ماسوا اس کے جو مردار ہوتا آخر آیت)'' (ابوداؤد)

شرح: ......آیت کی تکمیل یوں ہے:

﴿اِلَّآ اَنْ یَّکُوْنَ مَیْتَۃً اَوْدَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّہٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌo﴾ (الانعام: ١٤٥)

''کہہ دو، میں نہیں پاتا جو میری طرف وحی کیا گیا ہے حرام کیا ہوا کسی کھانے والے پر کہ وہ کھاتا ہے، مگر یہ کہ مردار ہو یا بہایا ہوا خون ہو یا خنزیر کا گوشت ہو، بے شک یہ حرام ہے یا فسق ہے جو غیر اللہ کے لیے پکارا گیا ہو پس جو مجبور کیا جائے سرکشی کرنے والا نہ ہو، نہ ہی حد سے بڑھنے والا ہو بیشک تیرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔''

حدیث کا مطلب ہے کہ جاہلیت والے اپنی مرضی کے مطابق جن چیزوں کو چاہتے کھا لیتے تھے اور جس چیز کو چاہتے ناپسند کرتے اور گندہ قرار دیتے تھے۔ اب اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو مبعوث کیا، آپ پر وحی کے ذریعہ اللہ پاک نے اپنی مرضی سے کچھ چیزوں کو حلال قرار دیا اور کچھ کو حرام قرار دیا کہ یہ نہ کھائیں۔ اب یہ قانون چلے گا جس چیز کو اللہ حلال کہیں وہ حلال ہے، جسے اللہ حرام قرار دے اسے حرام کہیں، اب معیار وحی ہے، لوگ نہیں۔ اور جس پر حلال یا حرام کہنے سے خاموشی ہے، اس پر کوئی مواخذہ نہیں مرضی ہو تو کھائیں، مرضی ہو تو نہ کھائیں، کیونکہ اصل یہ ہے کہ کھانے کی چیزیں حلال ہیں الا کہ شریعت ان پر کوئی حکم لگائے۔ (عون المعبود: ۳/ ۴۱۷)

٣٩١٩۔ عَنْ قَبِیْصَۃَ بْنِ ھُلْبٍ عَنْ أَبِیْهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَسَأَلَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّ مِنَ الطَّعَامِ طَعَامًا أَتَحَرَّجُ مِنْهُ فَقَالَ لَا یَتَخَلَّجَنَّ فِيْ صَدْرِكَ شَيْءٌ ضَارَعْتَ فِیْهِ النَّصْرَانِیَّۃَ. (رواه أبو داود، ٣٧٨٤)

''قبیصہ بن ہلب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اس نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا: جب کہ ایک مرد نے سوال کیا کہ بعض اشیاء کو کھانا میں گناہ سمجھتا ہوں؟ فرمایا: تیرے نفس میں یہ خلجان اور پریشانی آئندہ نہ رہے جس سے تو نصرانیت کے مشابہ ہو جائے گا۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......اصل میں یہ مرغی کا گوشت تھا، انہوں نے کراہت کا اظہار کیا۔ یہ چونکہ صاف بھی ہے اور حلال بھی ہے۔ اس لیے انہیں کہا گیا یہ حلال اور جائز ہے تم تشدد کا شکار ہو چکے ہو، تم میں یہ عیسائیت پائی جاتی ہے۔ اسلام آسانی کا مذہب ہے، اس میں یہ تشدد جائز نہیں شک کی وجہ سے کھانے پینے میں تکلف درست نہیں۔ (عون المعبود: ۳/ ۴۱۲)

٣٩٢٠۔ عَنْ سُلَیْمَانَ الشَّیْبَانِيِّ قَالَ

''سلیمان شیبانی کا بیان ہے کہ ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمیں

(٣٩١٩) ابوداؤد: ٣٧٨٤۔ حسن، البانی: ٣٢١٤۔ ترمذی: ١٥٦٥۔ ابن ماجه: ٢٨٣٠۔ احمد: ٢١٤٥٨.

(٣٩٢٠) مسلم: ١٩٣٧۔ بخاری: ٥٥٢٦۔ نسائی: ٤٣٣٩۔ ابن ماجه: ٣١٩٤۔ احمد: ١٨٩٢٥.

سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ أَبِي أَوْفٰى يَقُوْلُ أَصَابَتْنَا مَجَاعَةٌ لَيَالِيَ خَيْبَرَفَلَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَوَقَعْنَا فِي الْحُمُرِالأَهْلِيَّةِ فَانْتَحَرْنَاهَا فَلَمَّا غَلَتْ بِهَا الْقُدُوْرُ نَادٰى مُنَادِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَن اكْفِئُوا الْقُدُوْرَ وَلَاتَأْكُلُوْا مِنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِشَيْئًاقَالَ فَقَالَ نَاسٌ إِنَّمَا نَهَى عَنْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأَنَّهَا لَمْ تُخَمَّسْ وَقَالَ آخَرُوْنَ نَهٰى عَنْهَا أَلْبَتَّةَ. (رواه مسلم، ١٩٣٧)

خیبر کی راتوں میں فاقہ اور بھوک پیش آئی۔ جب خیبر کا دن تھا تو ہم نے پالتو گدھے ذبح کیے اور ہنڈیاں ابلنے لگیں۔ نبی کریم ﷺ کے منادی کرنے والے نے آواز دی کہ ہنڈیاں الٹا دو اور پالتو گدھے کا گوشت کوئی نہ کھائے۔ بعض لوگوں نے کہا: اس لیے منع کیا گیا ہے کہ اس میں سے خمس نہیں نکالا گیا تھا، اور بعض نے کہا: آپ ﷺ نے ہمیشہ کے لیے ممانعت کر دی ہے۔'' (مسلم)

٣٩٢١ـ وَعَنْ أَنَسٍ نَّحْوُهٗ وَفِيْهِ: فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلَهٗ يَنْهَاكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ فَإِنَّهَا رِجْسٌ. (رواه النسائي، ٤٣٤٠)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح کی روایت ہے، اس میں یہ بات بھی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ اور اس کا رسول تمہیں گدھے کا گوشت کھانے سے منع کرتا ہے کیونکہ گدھے ناپاک ہیں۔'' (نسائی)

٣٩٢٢ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لاَأَدْرِي إِنَّمَا نَهٰى عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ أَجْلِ أَنَّهٗ كَانَ حَمُوْلَةَ النَّاسِ فَكَرِهَ أَنْ تَذْهَبَ حَمُوْلَتُهُمْ أَوْحَرَّمَهٗ فِيْ يَوْمِ خَيْبَرَلُحُوْمَ الْحُمُرِ الأَهْلِيَّةِ. (رواه مسلم، ١٩٣٩)

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ نے گدھے کا گوشت کھانے کی ممانعت اس لیے کی کہ وہ لوگوں کی سواری کا کام دیتا ہے اور لوگوں کی سواریاں کم ہو جاتی تھیں اس لیے آپ ﷺ نے خیبر کے دن پالتو گدھوں کا گوشت حرام ہی قرار دے دیا۔'' (مسلم)

٣٩٢٣ـ قَالَ عَمْرٌو قُلْتُ لِجَابِرِبْنِ زَيْدٍ يَزْعُمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ حُمُرِالأَهْلِيَّةِ فَقَالَ قَدْكَانَ يَقُوْلُ ذَاكَ الْحَكَمُ بْنُ عَمْرٍو الْغِفَارِيُّ(عِنْدَنَا بِالْبَصْرَةِ)وَلٰكِنْ أَبٰى ذَاكَ الْبَحْرُابْنُ عَبَّاسٍ

''عمرو بن دینار کا بیان ہے کہ میں نے سیدنا جابر بن زید رضی اللہ عنہ کو کہا: لوگوں کا گمان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے پالتو گدھوں کا گوشت کھانے کی ممانعت فرمائی ہے۔ اس نے کہا: یہ بات حکم بن عمرو غفاری بصرہ میں ہمارے پاس کہا کرتے تھے، مگر ایک بڑے عالم ابن عباس رضی اللہ عنہ اس سے انکار کرتے تھے اور یہ آیت

(٣٩٢١) نسائی: ٤٣٤٠۔ صحیح، البانی: ٤٠٤٨۔ بخاری: ٥٥٢٨۔ مسلم: ١٩٤٠۔ ابن ماجہ: ٣١٩٦۔ احمد: ١٢٢٦٠۔ دارمی: ١٩٩١۔

(٣٩٢٢) مسلم: ١٩٣٩۔ بخاری: ٤٢٢٨۔

(٣٩٢٣) بخاری: ٥٥٢٩۔ ابوداؤد: ٣٨٠٨۔ احمد: ١٧٤٠٥۔

وَقَرَأَ ﴿قُلْ لَّآ أَجِدُ فِيْمَآ أُوْحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّماً﴾ (رواه البخاري، ٥٥٢٩)

تلاوت کی ''کہو میں نہیں پاتا اپنی طرف کی گئی وحی میں حرام۔'' (البخاری)

٣٩٢٤۔ عَنْ غَالِبِ بْنِ أَبْجَرَ قَالَ أَصَابَتْنَا سَنَةٌ فَلَمْ يَكُنْ فِيْ مَالِي شَيْءٌ أُطْعِمُ أَهْلِي إِلَّا شَيْءٌ مِنْ حُمُرٍ وَقَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَرَّمَ لُحُوْمَ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَصَابَتْنَا السَّنَةُ وَلَمْ يَكُنْ فِي مَالِيْ مَا أُطْعِمُ أَهْلِيْ إِلَّا سِمَانُ الْحُمُرِ وَإِنَّكَ حَرَّمْتَ لُحُوْمَ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ فَقَالَ أَطْعِمْ أَهْلَكَ مِن سَمِيْنِ حُمُرِكَ فَإِنَّمَا حَرَّمْتُهَا مِنْ أَجْلِ جَوَّالِ الْقَرْيَةِ يَعْنِى الْجَلَّالَةَ . (رواه أبو داؤد، ٣٨٠٩)

''غالب بن ابجر کا بیان ہے کہ ہمیں قحط سالی پہنچی اور میرے پاس سوائے پالتو گدھوں کے گھر والوں کو کھلانے کے لیے کچھ نہیں تھا اور رسول اکرم ﷺ نے پالتو گدھوں کو حرام قرار دے دیا تھا۔ چنانچہ میں یہ صورت حال لے کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم قحط سالی میں مبتلا ہیں۔ اور میرے پاس موٹے گدھوں کے سوا گھر والوں کو کھلانے کے لیے کچھ نہیں ہے اور آپ ﷺ نے گھریلو گدھوں کو حرام قرار دے دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے اہل وعیال کو موٹا تازہ گدھا کھلا میں نے گدھے اس لیے حرام قرار دیئے ہیں کہ وہ بستی میں چکر لگاتے ہیں یعنی گندگی کھانا شروع ہو گئے ہیں۔'' (ابوداؤد)

٣٩٢٥۔ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ خَيْبَرَ فَأَتَتِ الْيَهُوْدُ فَشَكَوْا أَنَّ النَّاسَ قَدْ أَسْرَعُوْا إِلَى حَظَائِرِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَلَا لَا تَحِلُّ أَمْوَالُ الْمُعَاهِدِيْنَ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحَرَامٌ عَلَيْكُمْ حُمُرُ الْأَهْلِيَّةِ وَخَيْلُهَا وَبِغَالُهَا وَكُلُّ ذِيْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَكُلُّ ذِيْ مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ . (رواه أبوداود، ٣٨٠٦)

''سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ غزوۂ خیبر میں حصہ لیا۔ یہودیوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر لوگوں کی شکایت کی کہ ہمارے مویشی پکڑ پکڑ کر کھا رہے ہیں۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: خبردار! ذمی کا مال حلال نہیں مگر اسکے حق کے ساتھ لیا جا سکتا ہے۔ تم پر پالتو گدھے، گھوڑے، خچر کچلیوں والے درندے اور پنجوں میں پکڑنے والے پرندے حرام ہیں۔'' (ابوداؤد)

٣٩٢٦۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: أَكَلْنَا زَمَنَ خَيْبَرَ الْخَيْلَ وَحُمُرَ الْوَحْشِ،

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے خیبر کے زمانے میں گھوڑے اور نیل گائے یعنی جنگلی گدھے کھائے ہیں اور رسول

(٣٩٢٤) ابوداؤد: ٣٨٠٩۔ ضعیف الاسناد، مضطرب، البانی: ٨١٧.

(٣٩٢٥) ابوداؤد: ٣٨٠٦۔ ضعیف، البانی: ٨١٥۔ نسائی: ٤٣٣٢۔ ابن ماجہ: ٣١٩٨.

(٣٩٢٦) مسلم: ١٩٤١۔ بخاری: ٥٥٣٤۔ ترمذی: ١٧٩٣۔ نسائی: ٤٣٤٣۔ ابوداؤد: ٣٨٠٨۔ ابن ماجہ: ٣١٩٧۔ احمد: ١٤٧١٥۔ دارمی: ١٩٩٣.

وَنَهَانَا ﷺ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ وَأَذِنَ فِيْ لُحُوْمِ الْخَيْلِ. (رواه مسلم، ١٩٤١)

اللہ ﷺ نے پالتو گدھوں کے کھانے سے ہمیں منع کیا اور گھوڑے کا گوشت کھانے کی اجازت دی۔'' (مسلم)

شــرح: ......١۔ان احادیث میں بیان ہوا ہے کہ ہر درندہ، کچلی والا جانور حرام ہے۔مثلاً شیر، چیتا، بھیڑیا وغیرہ اور جو بھی چیر پھاڑ کرنے والا ہو، اور طبعاً درندگی کرتا ہے۔ وہ حرام ہے، اگر کچلی نہ ہو یا درندگی طبعاً نہ ہو۔تو پھر وہ جانور حرام نہیں۔جیسا کہ بجو، اور لومڑی ہے، یہ حرام نہیں کیونکہ یہ حملہ آور نہیں ہوتے۔اور جو پرندہ پنجے سے شکار کرتا ہو اور پنجے سے تعاون لیتا ہو یہ بھی حرام ہے، جیسا کہ باز وغیرہ۔

٢۔ان کچلی والے جانوروں اور پنجہ سے شکار کرنے والے پرندوں کو حرام قرار دینے میں عین فطرت کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ان جانوروں اور پرندوں کے پٹھے بہت سخت ہوتے ہیں اور ان کی بوگندی ہوتی ہے۔ان کا گوشت انسانی معدہ کے لیے نقصان دہ ہے۔ یہ اپنے شکار میں اعصاب کی قوت استعمال کرتے ہیں اس طرح ان میں تناؤ پیدا ہوتا ہے۔اگر انہیں کھایا جائے تو ہضم نہیں ہوتے۔سبحان اللہ! دین اسلام کس قدر حکمت سے لبریز ہے۔

٢۔ان احادیث سے بالکل واضح ہے کہ پالتو اور گھریلو گدھوں کا گوشت کھانا حرام ہے اور گھوڑوں کا گوشت کھانا حلال ہے۔اور جس طرح گدھے کا گوشت حرام ہے گدھی کا دودھ بھی حرام ہے۔حرام ہونے کی وجہ نجس ہونا بھی ہوسکتی ہے اور ان پر سواری کی وجہ بھی ہوسکتی ہے۔(تفہیم الاسلام:٢/٢٢٧)

٣٩٢٧۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰـى (عَـنْ ثَمَنِ الْهِرِّ) قَالَ ابْنُ عَبْدِالْمَلِكِ عَـنْ أَكْـلِ الْهِـرِّ وَأَكْـلِ ثَمَنِهِ. (رواه أبوداود، ٣٨٠٧)

''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بلی کا گوشت اور اس کی قیمت کھانے سے منع فرمایا ہے۔'' (ابوداؤد)

شرح: ...... یہ حدیث تو ضعیف ہے تاہم مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے بلی کی قیمت سے منع کیا ہے۔(١٥٦٩)كتاب البيوع والنهى عن بيع السنور.

ثابت ہوا بلی یا بلے کی تجارت حرام ہے۔بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ ممانعت تنزیہی ہے، لیکن ان کا یہ موقف حدیث کے مخالف ہونے کی وجہ سے ٹھیک نہیں ہے۔ہاں قیمت یا خرید وفروخت بلی یا بلے کی حرام ہے۔مگر اس کا جھوٹا پلید نہیں ہوتا اسے گھر میں رکھ بھی سکتے ہیں۔(تفہیم الاسلام:٢/ ٣٩)

٣٩٢٨۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ

(٣٩٢٧) ابوداؤد: ٣٨٠٧۔ ضعیف، البانی: ٨١٦۔ ترمذی: ١٢٨٠۔ ابن ماجہ: ٣٢٥٠.

(٣٩٢٨) احمد: ٢٦٦٦۔ بخاری: ٥٦٢٩۔ ترمذی: ١٨٢٥۔ نسائی: ٤٤٤٨۔ ابوداؤد: ٣٧١٩۔ ابن ماجہ: ٣٤٢١۔ دارمی: ٢١١٧.

عَنْ أَكْلِ الْمُجَثَّمَةِ وَهِيَ الْمَصْبُوْرَةُ لِلْقَتْلِ، وَعَنْ أَكْلِ الْجَلَّالَةِ وَشُرْبِ لَبَنِهَا. (رواه أحمد، ٢٦٦٦)

نے مجثمہ کا گوشت کھانے سے منع کیا ہے، یہ وہ جانور ہے جس کو تیر مارنے کے لیے باندھا ہو۔اور فضلات اور گندگی کھانے والے حیوان کا گوشت کھانے اور اس کا دودھ پینے سے بھی ممانعت فرمائی ہے۔'' (احمد)

٣٩٢٩۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى عَنْ رُكُوْبِ الْجَلَّالَةِ. (رواه أبوداود، ٢٥٥٧)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے گندگی کھانے والے حیوان پر سواری کرنے سے منع فرمایا ہے۔'' (ابوداؤد)

٣٩٣٠۔ عَنْ زَهْدَمٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَأَبِي مُوْسَى الأَشْعَرِيِّ وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ هٰذَا الْحَيِّ مِنْ جَرْمٍ إِخَاءٌ فَأُتِيَ بِطَعَامٍ فِيْهِ لَحْمُ دَجَاجٍ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ جَالِسٌ أَحْمَرُ فَلَمْ يَدْنُ مِنْ طَعَامِهِ قَالَ ادْنُ فَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَأْكُلُ مِنْهُ قَالَ إِنِّي رَأَيْتُهُ أَكَلَ شَيْئًا فَقَذِرْتُهُ فَحَلَفْتُ أَنْ لاَ اٰكُلَهُ فَقَالَ ادْنُ أُخْبِرْكَ أَوْأُحَدِّثُكَ إِنِّي أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِيْ نَفَرٍمِّنَ الأَشْعَرِيِّيْنَ، فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ. (رواه البخاري، ٥٥١٨)

''زہدم بیان کرتے ہیں کہ ہم سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے، ہمارے اور جرم قبیلہ کی اس شاخ کے درمیان بھائی چارہ تھا سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس مرغی لائی گئی تو سرخ رنگ کا ایک آدمی اس جگہ سے علیحدہ ہو گیا۔ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا تیرا کیا حال ہے؟ میں نے رسول اکرم ﷺ کو مرغی کھاتے دیکھا ہے۔اس نے کہا: میں نے مرغ گندگی کھاتے دیکھے ہیں۔اس لیے میں ان کو ناپاک تصور کرتا ہوں اور میں نے قسم کھائی ہے کہ میں اس کو نہیں کھاؤں گا۔تو سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قریب آ کر کھاؤ۔ میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی حدیث سناتا ہوں، پھرانہوں نے حدیث بیان کی......الخ'' (الشیخان)

شرح: ......اس کی تکمیل یہ ہے کہ ہم اشعر قبیلہ کے چند لوگ نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے، آپ ﷺ کے رخ مبارک سے غصہ جھلک رہا تھا، آپ صدقہ کے جانور تقسیم کر رہے تھے، ہم نے سواریوں کا مطالبہ کیا آپ نے قسم اٹھا کر کہا، میں تمہیں سواریاں نہیں دوں گا میرے پاس سواریاں ختم ہو چکی ہیں۔اس کے بعد رسول اکرم ﷺ کے پاس اونٹ آئے، تو پوچھا، وہ اشعر قبیلہ والے کدھر ہیں، بلا کر آپ نے ہمیں سفید کوہانوں والے پانچ اونٹ دیئے۔ میں نے

(٣٩٢٩) ابوداؤد: ٢٥٥٧۔ صحیح، البانی: ٢٢٣٠.

(٣٩٣٠) بخاری: ٥٥١٧۔ مسلم: ١٦٤٩۔ ترمذی: ١٨٢٧۔ نسائی: ٤٣٤٧۔ ابن ماجہ: ٢١٠٧۔ احمد: ١٩٢٥۔ دارمی: ٢٠٥٦.

ساتھیوں سے کہا، شاید رسول اکرم ﷺ بھول گئے ہیں کہ میں نے قسم کھائی تھی کہ سواریاں نہ دوں گا۔

ہم واپس آ کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے قسم کے بارے میں گزارش کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے تم کو سواریاں نہیں دیں، میں نے دی ہیں، اللہ نے دی ہیں، میں جب قسم اٹھاتا ہوں تو بہتر کام کرتا ہوں اور قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں۔

ثابت ہوا مرغی اگرچہ گندگی کھاتی ہے، مگر یہ جلالہ گندگی خور جانور میں شامل نہیں اس کا گوشت حلال ہے، نبی اکرم ﷺ نے کھایا ہے۔ (فتح: ۹/ ۶۴۵)

۳۹۳۱۔ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ شِبْلٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ أَكْلِ لَحْمِ الضَّبِّ. (رواه أبوداود، ۳۷۹۶)

''سیدنا عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے گوہ کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔'' (ابوداؤد)

۳۹۳۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ خَالِدَبْنَ الْوَلِيْدِالَّذِيْ يُقَالُ لَهٗ سَيْفُ اللّٰهِ أَخْبَرَهٗ أَنَّهٗ دَخَلَ مَعَ رَسُوْلِ ا ﷺ عَلٰى مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَهِيَ خَالَتُهٗ وَخَالَةُ ابْنِ عَبَّاسٍ فَوَجَدَعِنْدَهَا ضَبًّا مَّحْنُوْذًا قَدَّمَتْ بِهٖ أُخْتُهَا حُفَيْدَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ مِنْ نَجْدٍ فَقَدَّمَتِ الضَّبَّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ قَلَّمَا يُقَدِّمُ يَدَهٗ لِطَعَامٍ حَتّٰى يُحَدَّثَ بِهٖ وَيُسَمّٰى لَهٗ فَأَهْوٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهٗ إِلَى الضَّبِّ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِّنَ النِّسْوَةِ الْحُضُوْرِ أَخْبِرْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَاقَدَّمْتُنَّ إِلَيْهِ قُلْنَ هُوَالضَّبُّ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهٗ عَنِ الضَّبِّ فَقَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ أَحَرَامٌ الضَّبُّ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اسے بتایا کہ وہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں گئے وہ ان دونوں کی خالہ تھیں۔ تو ان کے پاس گوہ بُھنی ہوئی تھی جس کو نجد سے ان کی بہن حفید ہ لے کر آئی تھی۔ اور میمونہ رضی اللہ عنہا نے وہ رسول اللہ ﷺ کو پیش کی۔ آپ ﷺ کے سامنے کوئی کھانا رکھا جاتا تو آپ ﷺ اس کے متعلق پوچھتے اور نام ذکر کرنے سے پہلے بہت کم ہاتھ بڑھاتے تھے۔ آپ ﷺ نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تو ایک عورت نے کہا: رسول اللہ ﷺ کو بتادو جو تم پیش کر رہی ہو۔ تو عورتوں نے کہا: یا رسول اللہ! یہ گوہ کا گوشت ہے۔ آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھالیا۔ خالد رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ ﷺ کیا گوہ حرام ہے؟ فرمایا: نہیں، مگر یہ میری قوم کے علاقہ میں نہیں پائی جاتی اس لیے میں اس سے بچنے میں ہی عافیت سمجھتا ہوں۔ خالد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: میں نے وہ اپنی طرف کھینچ کر کھائی،

(۳۹۳۱) ابوداؤد: ۳۷۹۶۔ حسن، البانی: ۳۲۲۴.

(۳۹۳۲) احمد: ۱۶۳۷۴۔ بخاری: ۵۵۳۷۔ مسلم: ۱۹۴۸۔ نسائی: ۵۳۱۷۔ ابوداؤد: ۳۷۹۴۔ ابن ماجه: ۳۲۴۱۔ مؤطا: ۱۸۰۵۔ دارمی: ۲۰۱۷.

قَالَ لاَ وَلٰكِنْ لَمْ يَكُنْ بِأَرْضِ قَوْمِيْ فَأَجِدُنِي أَعَافُهُ قَالَ خَالِدٌ فَاجْتَرَرْتُهُ فَأَكَلْتُهُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَنْظُرُ إِلَيَّ فَلَمْ يَنْهَنِي.

آپ ﷺ دیکھ رہے تھے اور مجھے منع نہیں کیا۔'' (احمد)

(رواه أحمد، ١٦٣٧٤)

٣٩٣٣۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ فِي بَيْتِ مَيْمُوْنَةَ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَهُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ فَجَاءُوْا بِضَبَّيْنِ مَشْوِيَّيْنِ عَلٰى ثُمَامَتَيْنِ فَتَبَزَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ خَالِدٌ (إِخَالُكَ) تَقْذُرُهُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ أَجَلْ. (رواه أبوداود، ٣٧٣٠)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ وہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے۔ پس نبی کریم ﷺ گھر میں آئے، آپ ﷺ کے ساتھ خالد رضی اللہ عنہ بھی تھے۔افراد خانہ سلاخوں پر بھونی ہوئی دو عدد گوہ لے آئے، تو رسول اللہ نے تھوک دیا۔ خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ اس کو ناپسند کرتے ہیں؟ فرمایا: ہاں۔'' (ابوداؤد)

٣٩٣٤۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوَ ذٰلِكَ وَفِيْهِ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلُوْا فَإِنَّهُ حَلاَلٌ وَّلٰكِنَّهُ لَيْسَ مِنْ طَعَامِيْ. (رواه مسلم، ١٩٤٤)

''اس طرح کی ایک اور روایت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم کھاؤ یہ حلال ہے مگر یہ میری خوراک نہیں ہے۔''

٣٩٣٥۔ وَفِيْ أُخْرَى: فَقَالَ لاَآكُلُهُ وَلاَ أُحَرِّمُهُ. (رواه مسلم، ١٩٤٣)

''سیدنا ایک دوسری روایت میں ہے: ''میں نہ تو اس کو کھاتا ہوں اور نہ اس کو حرام قرار دیتا ہوں۔'' (مسلم)

٣٩٣٦۔ عَنْ سَمُرَةَ: أَنَّهُ ﷺ سُئِلَ عَنْ ضَبٍّ فَقَالَ: لَسْتُ آمُرُ بِهِ وَلاَنَاهِيًا عَنْهُ أَحَدًا غَيْرَ أَنَّا آلُ مُحَمَّدٍ لَسْنَا طَاعِمِيْهِ. (للكبير، ٧٠٧٢، والبزار وفيه محمد بن ابراهيم بن حبيب)

''سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ سے گوہ کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہ تو میں اس کو کھانے کا حکم دیتا ہوں اور نہ اس سے کسی کو منع کرتا ہوں مگر ہم آل محمد ﷺ اس کو کھانے والے نہیں ہیں۔'' (اس کو الکبیر اور البزار نے روایت کیا اس میں محمد بن ابراہیم بن حبیب ہے)

(٣٩٣٣) ابوداؤد: ٣٧٣٠۔ حسن، البانی: ٣١٧٣۔ ترمذی: ٣٤٥٥۔ احمد: ٢٥٦٥.

(٣٩٣٤) مسلم: ١٩٤٤۔ بخاری: ٧٢٦٧۔ ترمذی: ١٧٩٠۔ نسائی: ٤٣١٥۔ ابن ماجه: ٣٢٤٢۔ احمد: ٦٤٢٩۔ مؤطا: ١٨٠٦۔ دارمی: ٢٠١٥.

(٣٩٣٥) مسلم: ١٩٤٣۔ بخاری: ٧٢٦٧۔ ترمذی: ١٧٩٠۔ نسائی: ٤٣١٥۔ ابن ماجه: ٣٢٤٢۔ احمد: ٦٤٢٩۔ مؤطا: ١٨٠٦۔ دارمی: ٢٠١٥.

(٣٩٣٦) طبرانی کبیر: ٧٠٧٢۔ بزار، وفيه محمد بن ابراهيم بن حبيب، ولم اعرفه، هيثمی: ٦٠٦٤.

۳۹۳۷۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ أَنَّ أَعْرَابِياً أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنِّي فِيْ غَائِطٍ مَضَبَّةٍ وَإِنَّهُ عَامَّةُ طَعَامِ أَهْلِيْ قَالَ فَلَمْ يُجِبْهُ فَقُلْنَا عَاوِدْهُ فَعَاوَدَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ ثَلاثاً ثُمَّ نَادَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الثَّالِثَةِ فَقَالَ يَاأَعْرَابِيُّ إِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ أَوْغَضِبَ عَلٰى سِبْطٍ مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ فَمَسَخَهُمْ دَوَابَّ يَدِبُّوْنَ فِي الأَرْضِ فَلاأَدْرِي لَعَلَّ هٰذَا مِنْهَا فَلَسْتُ آكُلُهَا وَلاأَنْهٰى عَنْهَا. (رواه مسلم، ۱۹۵۱)

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی آیا اور نبی کریم ﷺ سے عرض کی کہ میں اس سرزمین میں رہتا ہوں جہاں گوہ بکثرت ہوتی ہے اور زیادہ تر خوراک میرے گھر کے لوگوں کی گوہ کا گوشت ہے؟ آپ ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا ہم نے کہا دوبارہ سوال کرو تو اس نے یہی بات دوبارہ پوچھی۔ پس آپ ﷺ نے جواب نہ دیا، تین بار اسی طرح ہوا۔ اور پھر تیسری بار رسول اللہ ﷺ نے اس کو آواز دی اے اعرابی! اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی ایک نسل پر لعنت کی یا غضب نازل کیا اور اس کو زمین پر رینگنے والے حیوانات بنا دیا تو وہ زمین پر رینگنے لگے۔ پس کیا معلوم یہ ان میں سے ہوں پس نہ تو میں ان کو کھاتا ہوں اور نہ ان سے منع کرتا ہوں۔'' (مسلم)

۳۹۳۸۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ (قَالَ رَجُلٌ) يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الْقِرَدَةُ وَالْخَنَازِيْرُ هِيَ مِمَّا مُسِخَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَمْ يُهْلِكْ قَوْماً أَوْ يُعَذِّبْ قَوْماً فَيَجْعَلَ لَهُمْ نَسْلاً وَإِنَّ الْقِرْدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ. (رواه مسلم،۲٦٦۳)

''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے بندر اور خنزیر کے متعلق پوچھا گیا کہ کیا وہ مسخ شدہ اقوام میں سے ہیں؟ تو فرمایا: اللہ تعالیٰ جس قوم کو مسخ کرتا یا عذاب دیتا ہے تو اس کی نسل جاری نہیں رکھتا اور تحقیق بندر اور خنزیر قوموں کے مسخ ہونے سے پہلے بھی موجود تھے۔'' (مسلم)

۳۹۳۹۔ عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ جَزْءٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَكْلِ الضَّبُعِ فَقَالَ أَوَيَأْكُلُ الضَّبُعَ أَحَدٌ وَسَأَلْتُهُ عَنِ الذِّئْبِ فَقَالَ أَوَيَأْكُلُ الذِّئْبَ أَحَدٌ فِيْهِ خَيْرٌ. (رواه

''سیدنا خزیمہ بن جزء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بجو کھانے کے متعلق سوال کیا: تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا کوئی بجو کو کھاتا ہے؟ میں نے بھیڑیے کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا: جس میں کوئی بھلائی ہو کیا وہ

(۳۹۳۷) مسلم: ۱۹۵۱۔ ابن ماجہ: ۳۲٤۰۔ احمد: ۱۱۲٤۰.

(۳۹۳۸) مسلم: ۲٦٦۳۔ احمد: ٤٤۲۷.

(۳۹۳۹) ترمذی: ۱۷۹۲۔ ضعیف، البانی: ۳۰۳۔ ابن ماجہ: ۳۲٤٥.

الترمذي، ١٧٩٢)

بھیڑیئے کو بھی کھاتا ہے؟'' (الترمذی)

٣٩٤٠ــ عَـنِ ابْـنِ أَبِـيْ عَـمَّارٍ قَالَ قُلْتُ لِجَابِرِ الضَّبُعُ أَصَيْدٌ هِيَ قَالَ نَعَمْ قَالَ قُلْتُ آكُـلُهَـا قَـالَ نَـعَـمْ (قَالَ قُلْتُ أَقَالَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ نَعَمْ)(رواه للترمذي، ٨٥١)

''ابن ابی عمار فرماتے ہیں: میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا بجو شکار ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، میں نے پوچھا: کیا میں اس کو کھا لوں؟ انہوں نے کہا: ہاں، میں نے پھر پوچھا: کیا یہ بات نبی کریم ﷺ نے کہی ہے۔ انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔'' (الترمذی)

٣٩٤١ــ عَنْ عِيْسَى بْنِ نُمَيْلَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كُـنْـتُ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَفَسُئِلَ عَنْ أَكْلِ الْقُنْفُذِ فَتَلاَ ﴿قُـلْ لَآأَجِـدُ فِيْـمَـا أُوْحِـيَ إِلَـيَّ مُـحَرَّماً﴾الآية قَالَ قَالَ شَيْخٌ عِنْدَهٗ سَمِعْتُ أَبَـاهُـرَيْـرَةَ يَقُوْلُ ذُكِرَعِنْدَالنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ خَبِيْثَةٌ مِـنَ الْـخَبَائِثِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَإِنْ كَانَ قَـالَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰـذَا فَهُـوَ كَمَا قَالَ. (رواه أبوداود، ٣٧٩٩)

''نمیلہ کا بیان ہے، میں سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، ان سے جنگلی چوہے کے بارے میں پوچھا ل کیا گیا تو انہوں نے یہ آیت تلاوت کی (کہو میں نہیں پاتا اس میں جو میری طرف وحی کی گئی ہے کوئی حرام چیز الی آخر الآیہ) تو اس کے پاس ایک شیخ موجود تھے۔ انہوں نے کہا: میں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا، نبی کریم ﷺ کے پاس اس چوہے کا ذکر گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ناپاک اور خبائث میں سے ہے۔ تو سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر یہ ارشاد رسول اللہ ﷺ کا ہے تو پھر مسئلہ وہ ہے جو آپ ﷺ نے فرمایا ہے۔'' (ابوداوَد)

٣٩٤٢ــ عَـنْ خَالِدِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ(إِنَّ عَبْـدَالـلّٰـهِ بْـنَ عَـمْـرٍو كَانَ بِالصِّفَاحِ قَالَ مُـحَـمَّـدٌ مَـكَـانٌ بِـمَكَّةَ)وَإِنَّ رَجُلاًجَـاءَ بِـأَرْنَـبٍ(قَـدْ صَادَهَا) فَقَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو مَاتَقُوْلُ قَالَ قَدْجِيْءَ بِهَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا جَالِسٌ فَلَمْ يَأْكُلْهَا وَلَمْ يَنْهَ عَنْ

''سیدنا خالد بن حویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک آدمی سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے پاس خرگوش لے کر حاضر ہوا اور عرض کیا: اس کے متعلق تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا تھا کہ یہ آپ ﷺ کے پاس لایا گیا، آپ ﷺ نے نہ تو اس کو کھایا اور نہ اس کے کھانے سے منع کیا۔ آپ ﷺ نے گمان کیا کہ اس کو حیض آتا ہے۔'' (ابوداوَد)

(٣٩٤٠) ترمذی: ٨٥١۔ صحیح، البانی: ٦٧٦۔ نسائی: ٤٣٢٣۔ ابوداؤد: ٣٨٠١۔ ابن ماجه: ٣٢٣٦۔ احمد: ١٤٠٤٠۔ دارمی: ١٩٤٢.

(٣٩٤١) ابوداؤد: ٣٧٩٩۔ ضعیف الاسناد، البانی: ٨١٤۔ احمد: ٨٧٣١.

(٣٩٤٢) ابوداؤد: ٣٩٩٢۔ ضعیف الاسناد، البانی: ٨١١.

أَكْلِهَا وَزَعَمَ أَنَّهَا تَحِيْضُ . (رواه أبوداود، ٣٧٩٢)

٣٩٤٣ــ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَساً يَقُوْلُ أَنْفَجْنَا أَرْنَباً بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَسَعَى (أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ خَلْفَهَا) فَأَدْرَكْتُهَا فَأَخَذْتُهَا فَأَتَيْتُ بِهَا أَبَا طَلْحَةَ فَذَبَحَهَا بِمَرْوَةٍ فَبَعَثَ مَعِي (بِفَخِذِهَا أَوْ بِوَرِكِهَا) إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَكَلَهُ قَالَ قُلْتُ أَكَلَهُ قَالَ قَبِلَهُ . (رواه الترمذي، ١٧٨٩)

''ہشام بن زید کا بیان ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: مرالظہران میں ہمارے سامنے خرگوش نکلا تو لوگ دوڑے اور میں نے پہنچ کر پکڑا اور لے کر ابوطلحہ کے پاس آیا، انہوں نے پتھر سے ذبح کیا، اس کی ران یا سرین میرے ہاتھ میں دے کر مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں روانہ کیا۔ پس آپ ﷺ نے کھایا۔ راوی نے کہا: میں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ نے کھا لیا؟ انہوں نے جواب دیا آپ نے قبول فرما لیا تھا۔'' (ترمذی)

شــرح: ...... یہ واقعہ مرالظہران پر ہوا تھا، مکہ سے مدینہ کی جانب جائیں تو پانچ میل کے فاصلہ پر بستی ہے۔ یہاں یہ خرگوش تھا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آوازیں بلند کیں پتہ چل جائے کہ یہ خرگوش ہے۔ تب حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اسے پکڑا اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس لائے، انہوں نے اس کا گوشت آپ کی خدمت میں بھیجا۔

اس سے ثابت ہوا کہ خرگوش کا گوشت حلال ہے، نبی اکرم ﷺ نے اسے قبول کیا ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ شکار کو بے چین کرنا جائز ہے اور شکاری جو شکار کرے وہ اسی کی ملکیت ہے، اسے بھگانے والے اس میں حصہ دار نہ ہوں گے اور ہدیہ قبول کرنا چاہیے خواہ معمولی چیز ہی ہو۔

۲۔ یہ جو خرگوش کے گوشت سے ممانعت والی حدیث ہے یہ حجت کے قابل نہیں یہ اس کے گوشت کھانے کی ممانعت پر دلیل نہیں بن سکتی۔ صحیح حدیث میں اس کے حلال ہونے کی دلیل آ چکی ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/۲۴۷)

٣٩٤٤ــ عَنْ بُرَيْهِ بْنِ عُمَرَبْنِ سَفِيْنَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ أَكَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَحْمَ حُبَارَى . (رواه أبوداود، ٣٧٩٧)

''سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سرخاب کا گوشت کھایا ہے۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......حُبارىٰ، یہ مذکر، مؤنث دونوں پر بولا جاتا ہے، اس کا واحد اور جمع بھی یہی ہے، یہ ایک پرندہ ہے اس کی اڑان بہت تیز ہے۔ اور لمبے لمبے چکر لگاتا ہے، یہ خاکستری رنگ کا لمبی گردن والا پرندہ ہے، اس کا گوشت بطخ اور

(٣٩٤٣) ترمذی: ١٧٨٩۔ صحیح، البانی: ١٤٦١۔ بخاری: ٢٥٧٢۔ مسلم: ١٩٥٣۔ نسائی: ٤٣١٢۔ ابوداؤد: ٣٧٩١۔ ابن ماجہ: ٣٢٤٣۔ احمد: ١٣٦٩٢۔ دارمی: ٢٠١٣.

(٣٩٤٤) ابوداؤد: ٣٧٩٧۔ ضعیف، البانی: ٨١٢۔ ترمذی: ١٨٢٨.

مرغی کے گوشت سے ملتا جلتا ہے۔

یہ حدیث ضعیف ہے، اس سے تو اس کے گوشت کے حلال ہونے کی دلیل نہیں مل سکی، تاہم بظاہر اس میں حرام والی علامت نہیں یہ حلال ہی ہے۔ (عون المعبود: ۳/ ۴۱۶)

۳۹۴۵۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أُحِلَّتْ لَكُمْ مَّيْتَتَان وَدَمَان فَأَمَّا الْمَيْتَتَان فَالْحُوْتُ وَالْجَرَادُ وَأَمَّا الدَّمَان فَالْكَبِدُ وَالطِّحَالُ. (رواه ابن ماجة، ٣٣١٤ بضعف)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ہمارے لیے دو مری ہوئی اشیاء اور دو خون حلال کر دیئے گئے ہیں۔ دو مردہ اشیاء تو مچھلی اور ٹڈی ہیں اور دو خون جگر اور تلی ہیں۔'' (ابن ماجہ سند ضعیف)

۳۹۴٦۔ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْجَرَادِ فَقَالَ (أَكْثَرُ) جُنُوْدِ اللّٰهِ لَا آكُلُهُ وَلَا أُحَرِّمُهُ. (رواه أبوداود، ۳۸۱۳)

''سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے ٹڈی کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی بڑی فوجوں میں سے ایسے جاندار بھی ہیں کہ نہ تو میں اس کو کھاتا ہوں اور نہ حرام قرار دیتا ہوں۔'' (ابوداؤد)

۳۹۴۷۔ عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفٰى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ (سَبْعَ غَزَوَاتٍ) أَوْ سِتًّا كُنَّا نَأْكُلُ مَعَهُ الْجَرَادَ. (رواه البخاري، ٥٤٩٥)

''سیدنا عبداللہ ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چھے یا سات غزوات میں شامل تھے اور ہم آپ ﷺ کے ساتھ ٹڈی کھاتے تھے۔'' (بخاری)

۳۹۴۸۔ عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَعَا عَلَى الْجَرَادِ: اَللّٰهُمَّ أَهْلِكِ الْجَرَادَ اقْتُلْ كِبَارَهُ وَأَهْلِكْ صِغَارَهُ وَاقْطَعْ دَابِرَهُ وَخُذْ بِأَفْوَاهِهَا عَنْ مَعَا يِشِنَا وَارْزُقْنَا إِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاءِ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَدْعُوْعَلَى الْجَرَادِ وِهُوَجُنْدٌمِنْ أَجْنَادِ اللّٰهِ تَعَالٰى أَنْ يُقْطَعَ دَابِرُهُ؟ فَقَالَ: اِنَّهُ نَثْرَةُ حُوْتٍ فِي الْبَحْرِ. (رواه رزين.)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ٹڈیوں پر بد دعا کی: یا اللہ! ٹڈی کو مار دے، اس کی بڑی ٹڈیوں کو بھی مار دے اور چھوٹیوں کو بھی ہلاک کر، اور ان کی جڑ کاٹ دے اور ان کے منہ ہماری معیشت اور رزق سے موڑ لے، تحقیق تو ہی دعا قبول کرنے والا ہے۔ ایک آدمی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ ٹڈیوں کے لیے بد دعا کیوں کرتے ہیں؟ جب کہ وہ اللہ کی فوجوں میں سے ایک فوج ہے۔ فرمایا: یہ سمندر میں مچھلی کا بکھیر ہے۔'' (رزین)

(٣٩٤٥) ابن ماجه: ٣٣١٤۔ صحيح، الباني: ٢٦٧٩۔ احمد: ٥٦٩٠.

(٣٩٤٦) ابوداؤد: ٣٨١٣۔ ضعيف، الباني: ٨١٩۔ ابن ماجه: ٣٢١٩.

(٣٩٤٧) بخاري: ٥٤٩٥۔ مسلم: ١٩٥٢۔ ترمذي: ١٨٢٢۔ نسائي: ٤٣٥٧۔ ابوداؤد: ٣٨١٢۔ احمد: ١٨٩٠٨۔ دارمي: ٢٠١٠.

(٣٩٤٨) رزين.

شـــــرح: ......ٹڈی کے حلال ہونے پر مسلمانوں کا اجماع ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن پیٹیوں میں رکھ کر آپس میں ہدیہ کے طور پر دیتی تھیں۔ خواہ یہ زندہ ہو خواہ یہ مردہ ہو، مسلمان پکڑے یا غیر مسلم پکڑے اسے کھانا بالکل جائز ہے۔

یہاں جو حدیث میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اسے نہ تو کھاتا ہوں اور نہ حرام قرار دیتا ہوں......الخ یا جو بددعا کی ذکر ہے۔

اس کا حل یہ ہے کہ یہ آپ نے طبعی کراہت کا اظہار کیا ہے اسے حرام قرار نہیں دیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اس کے حلال قرار دینے والی احادیث کے ہم پلہ نہیں۔ ٹڈی خبیث چیزوں میں شامل نہیں یہ حلال ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/۲۴۷)

٣٩٤٩ـ عَنْ مِلْقَامِ بْنِ التَّلِبِّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ صَحِبْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَلَمْ أَسْمَعْ لِحَشَرَةِ الأَرْضِ تَحْرِيْمًا. (رواه أبوداود، ٣٧٩٨)

''ملقام بن تلب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا ہوں اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حشرات الارض اور کیڑے مکوڑوں کی حرمت کے متعلق کچھ نہیں سنا۔'' (ابوداؤد)

٣٩٥٠ـ عَنْ وَابِصَةَ بْنِ مَعْبَدٍ، رَفَعَهُ: شَرُّ (الدَّوَابِّ) الثَّعْلُ. (يَعْنِي الثَّعْلَبْ). (رواه الطبراني في الكبيربضعف)(٢٢/ ١٤٤)

''سیدنا وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان تمام درندوں میں سے لومڑ سب سے زیادہ شریر ہے۔'' (الکبیر سند ضعیف)

شرح: ......لومڑ بھی درندوں میں شامل ہے، جائز نہیں۔ (گوندلوی)

٣٩٥١ـ عَنْ عَائِشَةَ: إِنِّي لأَعْجَبُ مِمَّنْ يَأْكُلُ الْغُرَابَ وَقَدْأَذِنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي قَتْلِهِ وَسَمَّاهُ فَاسِقاً، وَاللّٰهِ مَاهُوَ مِنَ الطَّيِّبَاتِ(رواه البزار، ١٢١٤)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے تعجب ہے ان لوگوں پر جو کوا کھاتے ہیں۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مارنے کا حکم دیا ہے اور اس کا نام فاسق رکھا ہے اللہ کی قسم! وہ پاکیزہ اشیاء میں سے نہیں ہے۔'' (بزار)

شرح: ...... یہ بھی حرام پرندوں میں سے ہے، یہ درست بات ہے۔

(٣٩٤٩) ابوداؤد: ٣٧٩٨ـ ضعيف الاسناد، البانى: ٨١٣.

(٣٩٥٠) طبرانى كبير: ٢٢/ ١٤٤ـ وفيه مبشر بن عبيد وهو ضعيف، هيثمى: ٦٠٨١.

(٣٩٥١) بزار: ١٢١٤ـ ورجاله ثقات، هيثمى: ٦٠٨٢.

ما ورد قتله وعدمه من الحيوان

ان جانوروں کا بیان جن کے قتل کرنے یا قتل نہ کرنے کا حکم وارد ہوا ہے

٣٩٥٢ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَّابِّ لَيْسَ عَلَى الْمُحْرِمِ فِيْ قَتْلِهِنَّ جُنَاحٌ الْغُرَابُ وَالْحِدَأَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَأْرَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ. (رواه مسلم، ١١٩٩)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: چار حیوانات ہیں جن کے مارنے سے احرام والے پر کوئی گناہ لازم نہیں ہوتا، کوّا، چیل، بچھو، چوہا اور کاٹنے والا کتا۔'' (مسلم)

٣٩٥٣ـ وفي رواية: لاَجُنَاحَ فِيْ قَتْلِهِنَّ عَلٰى مَنْ قَتَلَهُنَّ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ. (رواه أبوداود، ١٨٤٦)

''ایک روایت میں ہے کوئی گناہ نہیں اس پر جس نے ان کو حرم میں یا حرم کے باہر قتل کیا۔'' (ابوداؤد)

٣٩٥٤ـ وَفِي رِوَايَةٍ: الْحَيَّةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفُوَيْسِقَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ وَالسَّبُعُ الْعَادِي وَيَرْمِي الْغُرَابَ وَلاَيَقْتُلُهُ وَالْحِدَأَةَ. (رواه أحمد، ١٠٦٠٧)

''ایک روایت میں ہے سانپ، بچھو، فویسقہ یعنی چوہا، کاٹنے والا کتا، حملہ کرنے والا درندہ یہ سب قتل کیے جائیں اور کوے کو کنکر مارا جائے اور بحالت احرام قتل نہ کیا جائے اور چیل کو بھی۔'' (احمد)

٣٩٥٥ـ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ خَمْسٌ مِنَ الدَّوَّابِ كُلُّهُنَّ فَاسِقٌ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ اَلْكَلْبُ الْعَقُوْرُ وَالْغُرَابُ وَالْحِدَأَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَأْرَةُ. (رواه النسائي، ٢٨٨٧)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پانچ حیوانات میں ہر ایک فاسق ہے اور ان کو حرم اور حرم کے باہر ہر جگہ قتل کیا جائے گا: کاٹنے والا کتا، کوا، چیل، بچھوا اور چوہا۔'' (نسائی)

(٣٩٥٢) مسلم: ١١٩٩ـ بخاری: ١٨٢٨ـ نسائی: ٢٨٩٠ـ ابوداؤد: ٥٢٥٢ـ ابن ماجه: ٣٥٣٥ـ احمد: ٦١٩٣ـ مؤطا: ٦٩٩ـ دارمی: ١٨١٧.

(٣٩٥٣) ابوداؤد: ١٨٤٦ـ صحيح، البانی: ١٦٢٩ـ بخاری: ٣٣١٥ـ مسلم: ١١٩٩ـ نسائی: ٢٨٣٥ـ ابن ماجه: ٣٠٨٨ـ احمد: ٦١٩٣ـ دارمی: ١٨١٦.

(٣٩٥٤) احمد: ١٠٦٠٧ـ ابوداؤد: ١٨٤٨ـ ابن ماجه: ٣٠٨٩ـ ترمذی: ٨٣٨.

(٣٩٥٥) نسائی: ٢٨٨٧ـ صحيح، البانی: ٢٧٠٤.

٣٩٥٦ــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي غَارٍ فَنَزَلَتْ وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفاً فَإِنَّا لَنَتَلَقَّاهَا مِنْ فَيْهِ إِذْ (خَرَجَتْ حَيَّةٌ مِنْ جُحْرِهَا) فَابْتَدَرْنَاهَا لِنَقْتُلَهَا فَسَبَقَتْنَا فَدَخَلَتْ جُحْرَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وُقِيَتْ شَرَّكُمْ كَمَا وُقِيتُمْ شَرَّهَا. (رواه البخاري، ٣٣١٧)

''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (مقام منیٰ) کے ایک غار میں تھے۔ جب آپ ﷺ پر سورت المرسلات عرفاً نازل ہوئی، آپ ﷺ اس کی تلاوت کر رہے تھے اور ہم آپ کے منہ مبارک سے اخذ کر ہی رہے تھے کہ اتنے میں ہم پر سانپ گر پڑا۔ پس جلدی سے ہم اس کی طرف بڑھے تاکہ اس کو ماردیں اور وہ ہم سے پہلے ہی بھاگ گیا اور اپنے سوراخ میں داخل ہو گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ تمہارے شر سے اور تم اس کے شر سے بچائے گئے۔''

٣٩٥٧ـ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةَ عَرَفَةَ الَّتِي قَبْلَ يَوْمِ عَرَفَةَ فَإِذَا حِسُّ الْحَيَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اقْتُلُوْهَا فَدَخَلَتْ شَقَّ جُحْرٍ فَأَدْخَلْنَا عُوْداً فَقَلَعْنَا بَعْضَ الْجُحْرِ فَأَخَذْنَا سَعَفَةً فَأَضْرَمْنَا فِيْهَا نَارًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَاهَا اللّٰهُ شَرَّكُمْ وَوَقَاكُمْ شَرَّهَا. (رواه النسائي، ٢٨٨٤)

''ابوعبیدہ اپنے والد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: ہم رسول اللہ کے ساتھ عرفہ کی رات موجود تھے، اچانک سانپ محسوس ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو ماردو! تو وہ ایک سوراخ میں داخل ہوگیا۔ ہم نے سوراخ میں لکڑی داخل کی اور سوراخ کا کچھ حصہ کھودا اور گھاس لیا اور اس میں آگ سلگائی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے شر سے اس کو اور اس کے شر سے تم کو بچالیا۔'' (النسائی)

٣٩٥٨ــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ اقْتُلُوا الْحَيَّاتَ وَاقْتُلُوْا ذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالأَبْتَرَ فَأَنَّهُمَا يَطْمِسَانِ الْبَصَرَ وَيَسْتَسْقِطَانِ

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: سانپوں کو مار دیا کرو، اور خبیث چار چشمہ اور دم کٹا سانپ بالخصوص مار دیا کرو، یہ دونوں آنکھوں کی روشنی مٹاتے اور حاملہ کا حمل گراتے ہیں۔ سیدنا عبداللہ ابن

(٣٩٥٦) بخاری: ٣٣١٧۔ مسلم: ٢٢٣٥۔ نسائی: ٢٨٨٤۔ احمد: ٤٣٩.
(٣٩٥٧) نسائی: ٢٨٨٤۔ صحیح، البانی: ٢٧٠١۔ بخاری: ٤٩٣٤۔ مسلم: ٢٢٣٤۔ احمد: ٤٣٤٤.
(٣٩٥٨) بخاری: ٣٢٩٩۔ مسلم: ٢٢٣٣۔ نسائی: ٢٨٨٩۔ ابوداؤد: ٥٢٥٢۔ ابن ماجہ: ٣٥٣٥۔ احمد: ٢٦٥٩٣۔ مؤطا: ٧٩٩۔ دارمی: ١٨١٦.

الْحَبَلَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَبَيْنَا أَنَا أُطَارِدُ حَيَّةً لِاَ قْتُلَهَا فَنَادَانِي أَبُوْلُبَابَةَ لاَ تَقْتُلْهَا فَقُلْتُ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أَمَرَبِقَتْلِ الْحَيَّاتِ قَالَ إِنَّهٗ نَهٰى بَعْدَ ذٰلِكَ عَنْ ذَوَاتِ الْبُيُوْتِ وَهِيَ الْعَوَامِرُ. (رواه البخاري، ٣٢٩٩)

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اتفاقاً میں ایک سانپ کے تعاقب میں تھا کہ ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے آواز دی کہ اس کو نہ مارو۔ میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے سانپوں کو مارنے کا حکم دیا ہے۔ تو اس نے کہا: بعد میں آپ ﷺ نے گھروں میں رہنے والے سانپوں کو مارنا منع فرمایا ہے اور یہ سانپ آبادی میں رہنے والے ہیں۔" (البخاری)

٣٩٥٩۔ عَنْ سَائِبَةَ مَوْلَاةٍ لِّعَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ قَتْلِ الْجِنَّانِ الَّتِي فِي الْبُيُوْتِ إِلَّاذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالأَبْتَرِفَإِنَّهُمَا يَخْطِفَانِ الْبَصَرَوَيَطْرَحَانِ مَا فِي بُطُوْنِ النِّسَاءِ. (رواه مالك، ١٨٢٧)

"سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کی باندی سیدہ سائبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان سانپوں کو مارنے سے منع کیا ہے جو گھروں میں رہتے ہیں مگر چار چشمہ اور دم کٹا سانپ جہاں ملے مارنے کا حکم دیا ہے کیوں کہ یہ دونوں آنکھوں کی بینائی زائل کرتے ہیں اور عورتوں کے پیٹ میں جو کچھ ہے اس کو گرا دیتے ہیں۔" (مالک)

٣٩٦٠۔ عَنْ أَبِيْ السَّائِبِ مَوْلٰى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ أَنَّهٗ دَخَلَ عَلٰى أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ فِي بَيْتِهِ قَالَ فَوَجَدْتُّهٗ يُصَلِّيْ فَجَلَسْتُ أَنْتَظِرُهٗ حَتّٰى يَقْضِيَ صَلَاتَهٗ فَسَمِعْتُ تَحْرِيْكاً فِيْ عَرَاجِيْنَ فِي نَاحِيَةِ الْبَيْتِ فَالْتَفَتُّ فَإِذَا حَيَّةٌ فَوَثَبْتُ لِأَقْتُلَهَا فَأَشَارَإِلَيَّ أَنِ اجْلِسْ فَجَلَسْتُ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَشَارَإِلَي بَيْتٍ فِي الدَّارِ فَقَالَ أَتَرٰى هٰذَا الْبَيْتَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ كَانَ فِيْهِ فَتىً مِّنَّا حَدِيْثَ عَهْدٍ

"ابوسائب کا بیان ہے: میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے گھر گیا تو اس کو نماز پڑھتے پایا، میں بیٹھ کر ان کا انتظار کرنے لگا، یہاں تک کہ وہ نماز مکمل کردے۔ گھر کے ایک طرف کھجور کی شاخوں میں مجھے حرکت محسوس ہوئی تو دیکھا کہ ایک سانپ تھا۔ میں مارنے کے لیے جلدی سے اٹھا تو ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور میں بیٹھا رہا۔ جب نماز مکمل کی تو گھر سے ایک مکان کی طرف اشارہ کیا اور کہا وہ مکان تجھے نظر آتا ہے؟ میں نے کہا: ہاں، اس نے کہا: اس مکان میں ہمارا ایک نوجوان تھا۔ اس کی نئی شادی ہوئی تھی کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ

(٣٩٥٩) مؤطا: ١٨٢٧۔ بخاری: ٣٣٠٨۔ مسلم: ٢٢٣٢۔ احمد: ٢٥٤٠٧.

(٣٩٦٠) مسلم: ٢٢٣٦۔ ترمذی: ١٤٨٤۔ ابوداؤد: ٥٢٥٧۔ احمد: ١٠٩٧٦۔ مؤطا: ١٨٢٨.

بِعُرْسٍ قَالَ فَخَرَجْنَامَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْـخَنْدَقِ فَكَانَ ذٰلِكَ الْفَتَى يَسْتَأْذِنُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِـأَنْـصَافِ النَّهَارِفَيَرْجِعُ إِلٰى أَهْلِهِ فَـاسْتَـأْذَنَـهٗ يَـوْمًـا فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خُـذْعَـلَيْكَ سِلَاحَكَ فَـإِنِّي أَخْشَى عَلَيْكَ قُـرَيْـظَةَ فَأَخَذَ الرَّجُلُ سِلَاحَهٗ ثُمَّ رَجَعَ فَإِذَا امْـرَأَتُـهٗ بَيْـنَ الْبَـابَيْـنِ قَـائِمَةٌ فَأَهْوٰى إِلَيْهَا الـرُّمْحَ لِيَطْعُنَهَا بِهٖ وَأَصَابَتْهُ غَيْرَةٌ فَقَالَتْ لَهٗ أُكْـفُفْ عَلَيْكَ رُمْحَكَ وَادْخُلِ الْبَيْتَ حَتّٰى تَـنْـظُرَ مَا الَّذِيْ أَخْرَجَنِيْ فَدَخَلَ فَإِذَا بِحَيَّةٍ عَـظِيْمَةٍ مُنْطَوِيَةٍ عَلَى الْفِرَاشِ فَأَهْوٰى إِلَيْهَا بِـالـرُّمْـحِ فَانْتَظَمَهَا بِهٖ ثُمَّ خَرَجَ فَرَكَزَهٗ فِي الـدَّارِ فَـاضْـطَـرَبَتْ عَلَيْهِ فَمَا يُدْرٰى أَيُّهُمَا كَـانَ أَسْـرَعُ مَوْتاً الْحَيَّةُ أَمِ الْفَتَى قَالَ فَجِئْنَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَـذَكَرْنَا ذٰلِكَ لَهٗ وَقُلْنَا ادْعُ الـلّٰـهَ يُـحْيِيْـهِ لَـنَـا فَقَـالَ اسْتَغْفِرُوْا لِـصَـاحِبِـكُـمْ ثُـمَّ قَالَ إِنَّ بِالْمَدِيْنَةِ جِنًّاقَدْ أَسْلَمُوْا فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهُمْ شَيْئًا فَآذِنُوْهُ ثَـلَاثَةَ أَيَّـامٍ فَـإِنْ بَـدَا لَكُمْ بَعْدَذٰلِكَ فَاقْتُلُوْهُ فَإِنَّمَا هُوَشَيْطَانٌ . (رواه مسلم، ٢٢٣٦)

خندق کی جنگ کے موقع پر خندق کی طرف نکلے، تو یہ نوجوان دن کے نصف وقت میں رسول اللہ ﷺ سے اجازت لے کر اپنے اہل والوں کی طرف لوٹ جاتا تھا۔ ایک دن اس نے اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے اس کوفرمایا: اپنا اسلحہ لے جاؤ مجھے بنوقریظہ کا تیرے بارے میں خطرہ لگتا ہے۔ تو اس جوان نے اپنا اسلحہ لے لیا۔ پھر وہ گھر لوٹا تو اس کی بیوی دروازے کے درمیان کھڑی تھی، اس نے عورت کی طرف نیزہ سیدھا کیا تاکہ اس کو مارے، کیونکہ اس کو غیرت آئی تھی۔ عورت نے کہا: اپنا نیزہ روک دے اور گھر میں دیکھ کہ مجھے کس چیز نے باہر نکالا ہے۔ وہ اندر گیا تو دیکھا ایک بہت بڑا سانپ بستر پر جمع ہو کر بیٹھا ہے۔ تو اس نے نیزہ مار کر سانپ کو نیزے کے ساتھ پرو کر باہر لے جا کر اس کو مارنا شروع کر دیا۔ پس اس پر کپکپی ہوئی اور اضطراب پیدا ہوا اور یہ معلوم نہ ہو سکا کہ ان دو میں سے کون پہلے موت کی آغوش میں چلا گیا؟ سانپ پہلے مرا یا وہ جوان۔ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس دوڑ کر گئے، آپ ﷺ سے یہ قصہ بیان کیا اور ہم نے عرض کیا کہ آپ ﷺ اللہ سے دعا کریں کہ اس کو زندہ کر دے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے رفیق کے لیے دعا مغفرت کرو۔ پھر فرمایا: مدینہ کے جنات اسلام لے آئے ہیں تو جب تم ان میں سے کسی کو دیکھو تو تین ایام تک اس کو خبردار کرو۔ اور اس کے بعد اگر تمہیں یہاں نظر آئیں تو اس کو مار ڈالو کہ وہ شیطان ہے۔ (مسلم)

٣٩٦١۔ وَفِی هٰذِهِ الْبُيُوْتِ عَوَامِرُفَإِذَا رَأَيْتُمْ

مِـنْهُـمْ شَيْئاً فَحَرِّجُوْاعَلَيْهِ ثَـلاثًا فَإِنْ ذَهَبَ وَإِلَّا فَاقْتُلُوْهُ، فَإِنَّهُ كَافِرٌ، وَقَالَ لَهُمْ: أَذْهَبُوْا فَدَفِّنُوْا صَاحِبَكُمْ. (لمسلم، ٢٢٣٦)

"ایک روایت میں ہے کہ ان گھروں میں کچھ آباد رہنے والے ہیں۔ جب تم ان کو دیکھوتو تین دن ان پر تنگی کرتے رہو اگر چلا جائے تو بہتر ورنہ اس کو قتل کردو۔ وہ شیطان ہے۔ پھر انہیں فرمایا: جاکر اپنے اس ساتھی کو دفن کردو۔" (مسلم)

٣٩٦٢ــ عَـنْ عَبْـدِالـرَّ حْمٰنِ بْنِ أَبِيْ لَيْلٰى عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنْ حَيَّاتِ الْبُيُـوْتِ فَـقَـالَ إِذَا رَأَيْتُـمْ مِـنْهُـنَّ شَيْئاًفِي مَسَـاكِـنِـكُـمْ فَقُوْلُوْا أَنْشُدُكُنَّ الْعَهْدَ الَّذِيْ أَخَـذَعَـلَيْـكُـنَّ نُـوْحٌ أَنْشُدُكُنَّ الْعَهْدَالَّذِيْ أَخَذَعَلَيْكُنَّ سُلَيْمَانُ أَنْ لاَتُؤْذُوْنَا فَإِنَّ عُدْنَ فَاقْتُلُوْهُنَّ. (رواه أبوداود، ٥٢٦٠)

"ابن ابی لیلیٰ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے گھر کے سانپوں کے متعلق سوال کیا گیا: آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم ان میں سے کسی کو اپنے گھروں میں دیکھوتو تم کہو: ہم تمہیں وہ عہد یاد دلاتے ہیں جو نوح علیہ السلام نے تم سے لیا ہے اور تمہیں وہ عہد یاد دلاتے ہیں جو سلیمان علیہ السلام نے تم سے لیا ہے نہ تو تم ہم کو ایذا پہنچاؤ اور نہ ہمارے سامنے آؤ۔ اس کے بعد بھی اگر وہ نظر آئیں تو ان کو ماردو۔" (ابوداؤد)

٣٩٦٣ــ عَـنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اقْتُـلُوا الْحَيَّاتِ كُلَّهُنَّ فَمَنْ خَافَ ثَأْرَهُنَّ فَلَيْسَ مِنِّيْ. (رواه أبوداود، ٥٢٤٩)

"سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمام سانپوں کو ماردیا کرو اور جو شخص ان کے انتقام سے خوف کھائے گا وہ مجھ سے نہیں ہے۔" (ابوداؤد)

٣٩٦٤ــ عَـنِ ابْـنِ مَسْـعُوْدٍ أَنَّهٗ قَالَ اقْتُلُوا (الْـحَيَّـاتِ) كُـلَّهَــا إِلاَّ الْـجَـانَّ الْأَبْيَضَ الَّـذِيْ كَـأَنَّهٗ قَضِيْبُ فِضَّةٍ قَالَ أَبُوْدَاوُدَ فَقَالَ لِـيْ إِنْسَـانٌ الْجَانُّ لاَيَنْعَرِجُ فِيْ مِشْيَتِهٖ فَإِذَا كَـانَ هٰذَا صَحِيْحاًكَانَتْ عَلاَمَةً فِيْهِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ. (رواه أبوداود، ٥٢٦١)

"اور ایک روایت میں ہے کہ تمام بڑے سانپوں کو مارو مگر اس کو جو جانّ سفید رنگ کا ہو گویا وہ چاندی کی لاٹھی ہے۔" ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مجھے ایک آدمی نے بتایا کہ جن اپنی چال میں ٹیڑھا نہیں ہوتا اگر یہ بات صحیح ہے تو یہ چیز اس میں ان شاء اللہ نشانی ہوگی۔

(٣٩٦١) مسلم: ٢٢٣٦.

(٣٩٦٢) ابوداؤد: ٥٢٦٠۔ ضعیف، البانی: ١١٢٦۔ ترمذی: ١٤٨٥.

(٣٩٦٣) ابوداؤد: ٥٢٤٩۔ صحیح، البانی: ٤٣٧١۔ نسائی: ٣١٩٣.

(٣٩٦٤) ابوداؤد: ٥٢٦١۔ صحیح موقوف، البانی: ٤٣٨١.

٣٩٦٥ــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَاسَالَمْنَاهُنَّ مُنْذُ حَارَبْنَاهُنَّ وَمَنْ تَرَكَ شَيْئاًمِنْهُنَّ خِيْفَةً فَلَيْسَ مِنَّا. (رواه أبوداود، ٥٢٤٨)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب سے سانپوں کے ساتھ ہماری جنگ ہوئی ہے ہم نے ان سے صلح نہیں کی، جس نے کسی قسم کا سانپ ڈر کر مارنا ترک کیا وہ ہم میں سے نہ ہوگا۔'' (ابوداؤد)

٣٩٦٦ــ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِنَّا نُرِيْدُ أَنْ نَكْنُسَ زَمْزَمَ وَإِنَّ فِيْهَا مِنْ هٰذِهِ الْجِنَانِ يَعْنِي الْحَيَّاتِ الصِّغَارَ فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِقَتْلِهِنَّ. (رواه أبوداود، ٥٢٥١)

''سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم ارادہ کرتے ہیں کہ زم زم کنویں کی صفائی کرائیں اور اس میں یہ جنان یعنی چھوٹے سانپ ہیں؟ پس رسول اللہ ﷺ نے ان کو قتل کرنے کا حکم دیا۔'' (ابوداؤد)

شرح: ...... یہ وہ جانور ہیں جن کی طبیعت میں اذیت رسانی ہے۔ اس لیے انہیں حرم یا غیر حرم میں مارنے کا حکم ہے۔ ان کے علاوہ جو جانور یا زمینی کیڑے مکوڑے اذیت ناک ہوں انہیں مارنا بھی جائز ہے۔ مثلاً بھیڑیا، شیر، عقاب، چیچڑ وغیرہ کیونکہ اذیت رسانی میں یہ بھی حدیث میں مذکور جانوروں کی مانند ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ ہیں۔

احناف کی یہ رائے ہے کہ بس ان پانچ چیزوں کو مارنے پر ہی اکتفاء کیا جائے اس کے علاوہ شامل نہیں۔ لیکن جمہور علمائے کرام کہتے ہیں کہ اس اذیت رسانی میں جو جانور بھی شامل ہوگا، وہ اس حکم میں آئے گا، اسے مارنا جائز ہے۔ یہی رائے وزنی ہے۔ جب ان جانوروں کے قتل کا حکم ہے تو پھر ان کا کھانا بھی حرام ہوا۔ (تفہیم الاسلام: ١/ ٨٤١)

٢۔ سانپوں کے مارنے کے متعلق جو احکامات ہیں، ان کا مطلب یہ ہے کہ انسان اور سانپ میں فطرتی طور پر جنگ آزمائی ہے۔ سانپ انسان کو مارنے کی کوشش کرتا ہے، انسان سانپ کو مارنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ مارنے کا حکم بعض کا خیال ہے صرف مدینہ کے گھروں میں رہنے والے سانپوں کے بارے میں۔ دوسرا قول ہے اور یہی صحیح ہے کہ یہ عام گھروں کے لیے ہے، انہیں پہلے تین دن تک کہنا چاہیے جو عہد حضرت نوح اور حضرت سلیمان علیہما السلام نے تم سے کیا ہے، ہم تمہیں وہی یاد کرواتے ہیں کہ آئندہ نظر نہ آنا اور جاہلیت میں یہ مشہور تھا اگر سانپ کی مادہ کو قتل کیا جائے تو اس کا نر خاوند آتا ہے اور ڈستا ہے، آپ ﷺ نے اس کی تردید فرمائی کہ جو اس جاہلیت کے خیال سے سانپ کو نہ مارے اسے یہ بھی خیال رکھنا ہوگا کہ وہ ہمارے طریقہ سے باہر چلا گیا ہے۔

(٣٩٦٥) ابوداؤد: ٥٢٤٨۔ حسن صحیح، البانی: ٤٣٧٠۔ احمد: ١٠٣٦٣.

(٣٩٦٦) ابوداؤد: ٥٢٥١۔ صحیح، البانی: ٤٣٧٣.

سانپوں کے جانے کی وارننگ کے بعد نظر آنے کی صورت میں مارنے کی پابندی گھر والے سانپوں کی ہے۔ جنگل وغیرہ یا باہر والوں کے ساتھ نہیں جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے کہ نماز میں سانپ نظر آیا تو نبی اکرم ﷺ نے اسی وقت مار دینے کا حکم دیا تھا۔ (عون المعبود: ۴/ ۵۳۶)

۳۹۶۷ــ عَنْ عَامِرِبْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَبِقَتْلِ الْوَزَغِ وَسَمَّاهُ فُوَيْسِقاً. (رواه مسلم، ۲۲۳۸)

''سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے چھپکلی مارنے کا حکم دیا اور اس کو چھوٹا بدکار قرار دیا۔'' (مسلم)

۳۹۶۸ــ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَتَلَ وَزْغَةً فِي أَوَّلِ ضَرْبَةٍ فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً وَمَنْ قَتَلَهَا فِي الضَّرْبَةِ الثَّانِيَةِ فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً لِدُوْنِ الْأُوْلٰى وَإِنْ قَتَلَهَا فِي الضَّرْبَةِ الثَّالِثَةِ فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً لِدُوْنِ الثَّانِيَةِ. (رواه لمسلم، ۲۲٤۰)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے اول ضرب کے ساتھ چھپکلی ماردی اس کے لیے اتنی اور اتنی نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور جس نے دوسری ضرب سے ماری تو اس کے لیے اتنی اتنی نیکیاں درج کی جاتی ہیں، جو اول مرتبہ سے کم ہیں۔ اور جس نے تیسری ضرب سے ماردی تو اس کے لیے اتنی اتنی نیکیاں درج کی جاتی ہیں جو دوسرے مرتبہ سے کم ہیں۔'' (مسلم)

۳۹۶۹۔ وَفِي رِوَايَةٍ: مَنْ قَتَلَ وَزْغَةً فِى أَوَّلِ ضَرْبَةٍ كُتِبَ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَفِى الثَّانِيَةِ دُوْنَ ذٰلِكَ وَفِى الثَّالِثَةِ دُوْنَ ذٰلِكَ. (رواه لمسلم، ۲۲٤۰)

''ایک روایت میں ہے: جس نے چھپکلی کو پہلی ضرب میں ماردیا اس کے لیے سو نیکی لکھی جاتی ہے اور دوسری ضرب سے مارنے پر اس سے کم اور تیسری ضرب پر اس سے کم نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔'' (مسلم)

۳۹۷۰ــ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ أَنَّ امْرَأَةً دَخَلَتْ عَلٰى عَائِشَةَ وَبِيَدِهَا عُكَّازٌ فَقَالَتْ مَاهٰذَا فَقَالَتْ لِهٰذِهِ الْوَزْغِ لأَنَّ نَبِيَ اللّٰهِ ﷺ حَدَّثَنَا أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ شَيْءٌ إِلاَّ

''ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک عورت آئی اور ام المومنین کے ہاتھ میں لاٹھی دیکھ کر کہا: یہ کس لیے؟ تو انہوں نے کہا: ان چھپکلیوں کے لیے، اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے ہم سے بیان کیا ہے کہ ہر چیز ابرہیم علیہ السلام پر آگ بجھانے کی کوشش

(۳۹۶۷) مسلم: ۲۲۳۸۔ ابوداؤد: ۵۲۶۲۔ احمد: ۱۵۲۶.

(۳۹۶۸) مسلم: ۲۲٤۰.

(۳۹۶۹) مسلم: ۲۲٤۰۔ ترمذی: ۱٤۸۲۔ ابن ماجه: ۳۲۲۹۔ احمد: ۸٤٤۵.

(۳۹۷۰) نسائی: ۲۸۳۱۔ صحیح، البانی: ۲۶۵٤.

يُطْفِئُ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَّا هٰذِهِ الدَّابَّةُ فَأَمَرَنَا بِقَتْلِهَا. (رواه النسائي، ٢٨٣١)

کرتی تھی مگر یہ حیوان۔ پس آپ ﷺ نے اس کے مارنے کا ہمیں حکم دیا ہے۔'' (النسائی)

٣٩٧١ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَفَعَهُ: اقْتُلُوْا الْوَزَغَ وَلَوْفِي جَوْفِ الْكَعْبَةِ. (رواه الطبراني في الكبير بضعف)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم چھپکلی کو مار دیا کروخواہ کعبہ کے اندر بھی ہو۔'' (الکبیر،سند ضعیف)

شــرح: ......وزغ، چھپکلی کو کہتے ہیں، یہ بھی ان میں شامل ہے جنہیں حرم اور غیر حرم میں مار دینے کا حکم ہے۔ نبی ﷺ نے اسے فویسق، یعنی سرکش قرار دیا ہے کیونکہ یہ ضرر رسانی میں تیز تر ہے۔

عام قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جتنی مشقت زیادہ ہو اجر زیادہ ہوتا ہے۔ مگر چھپکلی مارنے میں معاملہ الٹ ہے، پہلی دفعہ میں اجر زیادہ رکھا ہے۔ دوسری دفعہ میں اس سے کم، تیسری مرتبہ میں اس سے بھی کم، یہاں یہ اصول کارفرما ہے کہ مفاسد (خرابیاں) دور کی جائیں اور مصالح (فوائد) حاصل کیے جائیں، تو اس میں خرابی جتنی جلدی دور ہو جلدی چھپکلی مر جائے تو زیادہ اجر رکھا ہے، دیر لگے تو کم رکھا گیا ہے۔ اور کسی حدیث میں ثواب سو، کسی میں ستر گناہ بتایا گیا ہے۔ اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ متعین حد نہیں ثواب کی بہتات اور کثرت بتانا مقصد ہے۔

دوسری وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ پہلے آپ ﷺ کو ایک تعداد بتائی گئی ہو اور پھر بعد میں تعداد اضافہ سے بتائی گئی۔

تیسری وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ یہ مارنے والے کے حالات کے اختلاف کی بنیاد پر ہے، وہ جتنا زیادہ اخلاص والا ہوگا اتنا اجر میں اضافہ ہوگا۔ (عون المعبود: ۴/ ۵۳۷)

٣٩٧٢ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَتْ فَأْرَةٌ فَأَخَذَتْ يَجُرُّ الْفَتِيْلَةَ فَجَاءَتْ بِهَا فَأَلْقَتْهَا بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَى الْخَمْرَةِ الَّتِيْ كَانَ قَاعِداً عَلَيْهَا فَأَحْرَقَتْ مِنْهَا مِثْلَ مَوْضِعِ الدِّرْهَمِ فَقَالَ إِذَا نُمْتُمْ فَأَطْفِئُوْا سُرُجَكُمْ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدُلُّ مِثْلَ هٰذِهِ عَلٰى هٰذَا فَتُحْرِقُكُمْ. (رواه أبوداود، ٥٢٤٧)

''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک چٹائی پر تشریف فرما تھے۔ اور ایک چوہا چراغ کی بتی (فتیلہ) کھینچ کر لایا اور آپ ﷺ کے سامنے چٹائی پر رکھ دی اور چٹائی ایک درھم کی مقدار جل گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم سوتے وقت اپنے چراغ بجھا دیا کرو، اس جیسے حیوانات کو شیطان بتاتا ہے تاکہ یہ تمہیں جلا ڈالیں۔'' (ابوداؤد)

٣٩٧٣ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا:

(٣٩٧١) طبرانی کبیر، اور اوسط، وفيه عمر بن قيس المكى وهو ضعيف.
(٣٩٧٢) ابوداؤد: ٥٢٤٧ـ صحيح، البانی: ٤٣٦٩.
(٣٩٧٣) بخاری: ٣٣٠٥ـ مسلم: ٢٩٩٧ـ احمد: ١٠٢١٦.

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فُقِدَتْ أُمَّةٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيْلَ لَايَدْرِيْ مَافَعَلَتْ وَإِنِّيْ لَا أُرَاهَا إِلَّا الْفَارَ إِذَا وُضِعَ لَهَا أَلْبَانُ الْإِبِلِ لَمْ تَشْرَبْ وَإِذَا وُضِعَ لَهَا أَلْبَانُ الشَّاءِ شَرِبَتْ . (رواه البخاري، ٣٣٠٥)

بنو اسرائیل کی ایک قوم گم ہوگئی اور کوئی پتہ نہ چلا کہ کہاں گئی۔ اور میرا خیال ہے کہ وہ قوم چوہے کی شکل میں مسخ کر دی گئی ہے۔ جب چوہے کے سامنے اونٹوں کا دودھ رکھا جائے تو چوہا نہیں پیتا اور جب بکری کا دودھ رکھا جائے تو پیتا ہے۔'' (بخاری)

شرح: ...... یہ چوہیا یا چوہا بھی فویسق حد سے گزرنے والے جانوروں میں شامل ہے۔ اس میں یہ بھی دلالت ہے کہ رات سوتے وقت آگ جلتی ہوئی چھوڑ کر نہ سوئیں، اسے بجھا دیں کہ چوہیا کو شیطانی کا موقع مل جاتا ہے اور گھر جلا کر خاکستر کر دیتی ہے۔ اور اس سے اسے مارنے کا حکم بھی ثابت ہوتا ہے۔ (عون المعبود: ۴/۵۳۳)

۲۔ باقی چوہیا کے مسخ ہونے کی بابت یہ نبی ﷺ نے کہی تھی مگر بعد میں آپ کو بتا دیا گیا جیسا کہ بندروں اور خنزیروں کے متعلق بتا دیا گیا تھا کہ یہ تبدیل شدہ نہیں اسی طرح چوہیا بھی تبدیل شدہ مخلوق نہیں یہ ایک خاص مخلوق ہے۔ (فتح الباری: ۶/۳۵۳)

٣٩٧٤۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُ بِقَتْلِ الْكِلَابِ فَنَنْبَعِثُ فِي الْمَدِيْنَةِ وَأَطْرَافِهَا فَلَانَدَعُ كَلْباً إِلَّا قَتَلْنَاهُ حَتّٰى إِنَّا لَنَقْتُلُ كَلْبَ الْمُرَيَّةِ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ يَتْبَعُهَا . (رواه مسلم، ١٥٧٠)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کتوں کو مارنے کا حکم دیا کرتے تھے اور ہمیں مدینہ منورہ کی اطراف و جوانب میں روانہ کیا جاتا تھا اور ہم جو کتا دیکھتے اس کو مار دیتے تھے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی دیہاتی عورت گذرتی جس کے ساتھ کتا جا رہا ہوتا تو ہم اس کو بھی مار ڈالتے تھے۔'' (مسلم)

٣٩٧٥۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ إِلَّاكَلْبَ صَيْدٍ أَوْكَلْبَ غَنَمٍ أَوْ مَاشِيَةٍ فَقِيْلَ لِإِبْنِ عُمَرَإِنَّ أَبَاهُرَيْرَةَ يَقُوْلُ أَوَكَلْبَ زَرْعٍ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَإِنَّ لِأَبِيْ هُرَيْرَةَ زَرْعاً . (رواه مسلم، ١٥٧١)

'' ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے کتوں کو مارنے کا حکم دیا مگر وہ کتا جو شکار کے لیے ہو یا جو بکریوں کا کتا ہو۔ جو مویشیوں کا کتا ہو وہ نہ مارا جائے۔ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو کہا گیا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کھیتی کا کتا بھی مستثنیٰ ذکر کیا ہے۔ تو انہوں نے کہا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کھیتی تھی۔'' (مسلم)

(٣٩٧٤) مسلم: ١٥٧٠۔ بخاری: ٣٣٢٤۔ ترمذی: ١٤٩٠۔ نسائی: ٤٢٧٩۔ ابن ماجہ: ٣٢٠٤۔ احمد: ٦٢٩٩۔ مؤطا: ١٨٠٩١۔ دارمی: ٢٠٠٧.

(٣٩٧٥) مسلم: ١٥٧١۔ بخاری: ٣٣٢٤۔ ترمذی: ١٤٩٠۔ نسائی: ٤٢٧٩۔ ابن ماجہ: ٣٢٠٤۔ احمد: ٦٢٩٩۔ مؤطا: ١٨٠٩١۔ دارمی: ٢٠٠٧.

٣٩٧٦ــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْلاَ أَنَّ الْكِلاَبَ أُمَّةٌ مِنَ الأُمَمِ لأَمَرْتُ بِقَتْلِهَا كُلِّهَافَاقْتُلُوْا مِنْهَا كُلَّ أَسْوَدِبَهِيْمٍ. (رواه الترمذي، ١٤٨٦)

''سیدنا عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر کتے اقوام میں سے ایک قوم نہ ہوتی تو میں سب ہی کو قتل کرنے کا حکم دیتا پس تم ہر کالے سیاہ کو قتل کر دو۔'' (ترمذی)

٣٩٧٧ــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَخْبَرَتْنِي مَيْمُوْنَةُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَصْبَحَ يَوْماً وَاجِماً فَقَالَتْ مَيْمُوْنَةُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدِاسْتَنْكَرْتُ هَيْئَتَكَ مُنْذَ الْيَوْمِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ وَعَدَنِي أَنْ يَلْقَانِي اللَّيْلَةَ فَلَمْ يَلْقَنِيْ أَمَ وَاللّٰهِ مَا أَخْلَفَنِي قَالَ فَظَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَهُ ذٰلِكَ عَلٰى ذٰلِكَ ثُمَّ وَقَعَ فِي نَفْسِهِ جِرْوُكَلْبٍ تَحْتَ فُسْطَاطٍ لَنَافَأَمَرَبِهِ فَأُخْرِجَ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِهِ مَاءً فَنَضَحَ مَكَانَهُ فَلَمَّا أَمْسٰى لَقِيَهُ جِبْرِيْلُ فَقَالَ لَهُ قَدْ كُنْتَ وَعَدْتَّنِيْ أَنْ تَلْقَانِي الْبَارِحَةَ قَالَ أَجَلْ وَلٰكِنَّا لاَ نَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَّلاَصُوْرَةٌ فَأَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ فَأَمَرَبِقَتْلِ الْكِلاَبِ حَتّٰى إِنَّهُ يَأْمُرُ بِقَتْلِ كَلْبِ الْحَائِطِ الصَّغِيْرِ وَيَتْرُكُ كَلْبَ الْحَائِطِ الْكَبِيْرِ. (رواه مسلم،٢١٠٥)

''سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ان کے پاس ایک دن رسول اللہ ﷺ فجر کے وقت پراگندہ خاطر تھے۔ تو اس نے عرض کیا: آج شروع دن سے آپ ﷺ کی صورت متغیر ہے؟ فرمایا: جبرئیل علیہ السلام نے وعدہ کیا تھا کہ وہ رات کو آ کر ملاقات کریں گے اور نہیں آئے۔ اللہ کی قسم! اس نے خلافِ وعدہ مجھ سے نہیں کیا۔ پس یہ دن آپ ﷺ اسی حالت میں رہے۔ پھر آپ ﷺ کے دل مبارک میں خیال پیدا ہوا کہ یہاں کتے کا بچہ بھی تھا۔ آپ ﷺ نے حکم دیا اور وہ نکال دیا گیا، پھر آپ ﷺ نے پانی لے کر اس جگہ پر چھڑک دیا۔ رات ہوئی تو جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تم نے کل رات ملاقات کا وعدہ کیا تھا۔ اس نے کہا: ہاں، لیکن ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا ہو یا تصویر ہو۔ پس اس دن آپ ﷺ نے کتے مارنے کا حکم دیا تھا اور چھوٹے باغ کے کتے مارے گئے اور بڑے باغ کے کتے رہنے دیئے۔'' (مسلم)

٣٩٧٨ــ وفي رواية: حَتّٰى إِنَّهُ لَيَأْمُرُ بِقَتْلِ الْكَلْبِ الصَّغِيْرِ. (رواه النسائي، ٤٢٧٦)

''ایک روایت میں ہے۔ یہاں تک کہ چھوٹے کتے بھی مارنے کا حکم دیدیا۔'' (النسائی)

(٣٩٧٦) ترمذی: ١٤٨٦۔ صحیح، البانی: ١٢٠١۔ مسلم: ١٥٧٣۔ نسائی: ٤٢٨٠۔ ابوداؤد: ٢٨٤٥۔ ابن ماجہ: ٣٢٠٥۔ احمد: ٢٠٠٣٩۔

(٣٩٧٧) مسلم: ٢١٠٥۔ نسائی: ٤٢٨٣۔ ابوداؤد: ٤١٥٧۔ احمد: ٢٦٢٦٠۔

(٣٩٧٨) نسائی: ٤٢٧٦۔ صحیح، البانی: ٣٩٨٧۔ مسلم: ٢١٠٥۔ ابوداؤد: ٤١٥٧۔ احمد: ٢٦٢٦٠۔

شــرح: ......ان احادیث کا مفاد یہی ہے کہ کالے نقطہ والا کتا اب بھی مارنے کا حکم ہے۔ پہلے آپ ﷺ نے کتوں کوقتل کرنے کاحکم دیا تھا،اس کے بعد منع کر دیا تھا۔لیکن کاٹنے والا کتا جس کی عام عادت ہو کہ وہ کاٹتا رہتا ہو اسے اب بھی مارنا جائز ہے۔ شکار اور حفاظت اور زراعت کے لیے کتے رکھنا جائز ہیں، تاہم آئندہ بھی ضرورت کے تحت ان احادیث سے تاثر یہی ملتا ہے کہ کبھی ضرورت پڑ جائے تو کتوں کو مارا جا سکتا ہے۔مگر یہ ایک امت ہے، اس کی نسل کشی کر دینا جائز نہیں۔ (عون المعبود:۳/ ۶۷) یہ بھی ثابت ہوا جہاں کتا یا تصویر ہو وہاں فرشتہ نہیں آتا۔

۳۹۷۹۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَـنْ قَتْلِ أَرْبعٍ مِنَ الدَّوَابِّ النَمْلَةُ وَالنَّحْلَةُ وَالْهُدْ هُدُ وَالصُّرَدُ. (رواه أبوداود، ٥٢٦٧)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان چار حیوانوں کو مارنے کی مخالفت فرمائی ہے۔ چیونٹی، شہد کی مکھی، ھُدھد اور لٹورا پرندہ۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......ایک حدیث میں مینڈک کو بھی قتل کرنے کی ممانعت آتی ہے۔ (مسند احمد)

آہ! میں قربان جاؤں پیغمبر آخر زماں ﷺ پر جنہوں نے ایسی صحت مندانہ اور حکیمانہ باتوں سے آگاہ کیا۔

چیونٹی کو نہ مارنے پر یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے کہ ایک نبی ایک درخت کے نیچے اترے انہیں، چیونٹی نے کاٹ لیا، انہوں نے حکم دیا کہ چیونٹیوں کی وادی کو آگ میں بھسم کر دو۔ تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ایک چیونٹی جس نے کاٹا تھا، اس کو مارنا تھا، سب کو کیوں مارا۔ (بخاری:۳۳۱۹) کتاب بدء الخلق، باب اذا وقع الذباب الخ.

اس حدیث سے ثابت ہوا مذکورہ چیزوں کو مارنا اور انہیں کھانا بھی حرام ہے۔ ہدہد اور ممولہ پرندے تو حلال ہیں مگر انہیں مارنے کی ممانعت ہے۔ (تفہیم الاسلام:۲/ ۷۲۵)

العقيقة والفرع والعتيرة

عقیقہ، فرع اور عتیرہ کا بیان

۳۹۸۰۔ عَنْ سَمُرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ كُـلُّ غُلامٍ رَهِيْـنَةٍ بِـعَـقِيْـقَتِهِ تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّـابِـعِ وَيُحْلَقُ رَأْسُهُ وَيُدَمَّى فَكَانَ قَتَادَةُ إِذَا سُـئِـلَ عَنِ الدَّمِ كَيْفَ يُصْنَعُ بِهِ قَالَ إِذَا

''سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا: ہر لڑکا عقیقہ کے لیے گروی ہوتا ہے اور اس کی طرف سے ساتویں دن ذبح کیا جاتا ہے، اس سے خون لگایا جاتا ہے۔''

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے اس کی تفسیر میں کہا ہے عقیقہ ذبح کر کے اس

(۳۹۷۹)

(۳۹۸۰) ابوداؤد: ۲۸۳۷۔ صحیح، البانی: ۲٤٦۲۔ دون قولہ یدمیٰ والمحفوظ ویسمی، بخاری: ٥٤۷۲۔ ترمذی: ١٥۲۲۔ نسائی: ٤۲۲۰۔ ابن ماجہ: ۳١٦٥۔ احمد: ١٩٧٤٣۔ دارمی: ١٩٦٩.

ذَبَحْتَ الْعَقِيْقَةَ أَخَذْتَ مِنْهَا صُوْفَةً وَاسْتَقْبَلْتَ بِهِ أَوْدَاجَهَا ثُمَّ تُوْضَعُ عَلٰى يَافُوْخِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يَسِيْلَ عَلَى رَأْسِهِ مِثْلَ الْخَيْطِ ثُمَّ يُغْسَلُ رَأْسُهُ بَعْدُ وَيُحْلَقُ قَالَ أَبُوْدَاوُدَ وَهٰذَا وَهْمٌ. (وتفسير قتادة منسوخ) (رواه أبو داود، ٢٨٣٧)

سے ایک ٹکڑا اون کا لے کر اس کے سر کی رگوں کے سامنے پکڑا جائے اور بچے کی سر کی چوٹی پر رکھا یہاں تک کہ دھاگہ کی مثل اس کے اوپر خون بہنے لگے اور پھر سر دھو کر مونڈ دیا جائے۔ ابوداود نے کہا: ابوقتادہ کی یہ تفسیر منسوخ ہے اور یہ وہم ہے۔''

٣٩٨١۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي بُرَيْدَةَ يَقُوْلُ كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا وُلِدَ لِأَحَدِنَا غُلَامٌ ذَبَحَ شَاةً وَلَطَخَ رَأْسَهُ بِدَمِهَا فَلَمَّا جَاءَ اللّٰهُ بِالْإِسْلَامِ كُنَّا نَذْبَحُ شَاةً وَنَحْلِقُ رَأْسَهُ وَنُلَطِّخُهُ بِزَعْفَرَانَ. (رواه أبو داود، ٢٨٤٣)

''سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عہد جاہلیت میں جب ہم میں سے کسی کے ہاں لڑکا پیدا ہوتا تو بکری ذبح کر کے اس کا خون بچے کے سر پر لیپ کر دیتے۔ جب اسلام آیا تو ہم ساتویں دن بکری ذبح کرتے، اس کا سر مونڈتے اور اس کے سر پر زعفران لگاتے ہیں۔'' (ابوداود)

شرح: ......ثابت ہوا یہ جاہلیت کا طریقہ تھا کہ پیدا ہونے والے بچے کو سر پر خون لگاتے تھے۔ اسلام نے اس سے روکا ہے اور بچے کو خون آلود کرنے کی بجائے زعفران کا رنگ لگانے کی اجازت دی ہے، اور ساتویں دن اس کا سر منڈوایا جائے اور اس کا نام رکھا جائے۔

یہ بھی ثابت ہوا زعفران پاک ہے اس میں نشہ نہیں اگر ہوتا تو اس کے استعمال کی اجازت نہ دی جاتی۔ (عون المعبود: ٣/ ٦٥)

٣٩٨٢۔ عَنْ أُمِّ كُرْزٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ لَا يَضُرُّكُمْ ذُكْرَانًا كُنَّ أَمْ إِنَاثًا. (رواه النسائي، ٤٢١٨)

''سیدہ ام کرز رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ہے۔ تمہیں کوئی ضرور نہیں ہے کہ عقیقے کے حیوان مذکر ہوں یا وہ مؤنث ہوں۔'' (نسائی)

٣٩٨٣۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ

(٣٩٨١) ابوداؤد: ٢٨٤٣۔ حسن صحیح، البانی: ٢٤٦٩.

(٣٩٨٢) نسائی: ٤٢١٨۔ صحیح، البانی: ٣٩٣٤۔ ترمذی: ١٥١٦۔ ابوداؤد: ٢٨٣٦۔ ابن ماجہ: ٣١٦٢۔ دارمی: ١٩٦٦.

(٣٩٨٣) ابوداؤد: ٢٨٤١۔ صحیح، البانی: ٢٤٦٦۔ لکن فی روایة النسائی کبشین کبشین وهو الاصح: ٤٢١٩.

عَـقَّ عَـنِ الْـحَسَنِ وَالْـحُسَيْنِ كَبْشًا كَبْشاً. (رواه أبوداود، ٢٨٤١)

نے حسن رضی اللہ عنہ اور حسنین رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک ایک مینڈھا عقیقہ کیا۔'' (ابوداؤد)

٣٩٨٤ــ عَـنِ ابْـنِ عَبَّاسٍ قَالَ عَقَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَـنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَـنْهُمَا بِكَبْشَيْنِ كَبْشَيْنِ. (رواه النسائي، ٤٢١٩)

'' اور نسائی کی روایت ہے کہ دو دو مینڈھے عقیقہ کیے۔'' (نسائی)

شــرح: ......عقیقہ ساتویں دن ہے،لیکن ایک حدیث سے ثابت ہوتا ہے اگر مجبوراً نہ ہو سکے تو پھر زندگی میں کسی وقت بھی کیا جا سکتا ہے۔(بیہقی)

ساتویں دن نام رکھیں تو بہتر ہے، اگرچہ جس دن بچہ پیدا ہو اس دن نام رکھنا بھی جائز ہے، اور بال ساتویں دن ہی منڈوائے جائیں۔

یہ بھی ثابت ہوا لڑکے کے عقیقہ میں دو بکرے اور لڑکی کے عقیقہ میں ایک بکرا ہے۔لڑکے کے عقیقہ میں ایک بکرے کا جو آیا ہے، ایک تو صحیح ترین بات یہی ہے کہ دو بکروں کا ذکر ہے، دوسری بات یہ ہے اگر بالفرض ایک بھی ثابت ہے تو یہ تنگی کی حالت میں ہوگا وگرنہ لڑکے کے عقیقہ کے دو جانور ہی ہیں۔

عقیقہ کے بارے میں اختلاف ہے واجب ہے یا نہیں۔ جو اس کے واجب نہ ہونے کے قائل ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جو عقیقہ کرنا چاہے وہ لڑکے سے دو بکریاں اور لڑکی سے ایک بکری کے ساتھ عقیقہ کرے۔ (مؤطا: ۱۷۱، احمد: ٦/ ۳۸۱)

اس میں چونکہ مرضی پر عقیقہ منحصر کیا گیا ہے، یہ کہتے ہیں واجب نہیں۔ راجح بات یہی ہے اگر مجبوری نہیں گنجائش ہے تو یہ قربانی کی مانند واجب ہے کیونکہ نبی ﷺ نے عقیقے کا حکم دیا ہے۔

اولاد ایک نعمت ہے اور نعمت کا شکریہ ادا کرنا ایک عبادت کا درجہ رکھتا ہے۔ اس لیے اس نعمت کے شکرانے کا طریقہ عقیقہ کی صورت میں بتایا گیا ہے۔ تاکہ دوست احباب غرباء،فقراء بھی اس خوشی میں شریک ہوں اور منعم حقیقی کا شکریہ بھی ادا ہو جائے۔فطرتاً لڑکے کی ولادت پر انسان زیادہ خوش ہوتا ہے اس کے عقیقہ کے دو بکرے رکھ دیئے اور لڑکی کے عقیقہ پر ایک بکرا رکھا گیا ہے۔(تفہیم الاسلام: ۲/ ۷۵۷)

انتباہ: عقیقہ میں قربانی والے جانور کی قید نہیں یعنی دوندا وغیرہ ہونا تاہم جانور اچھے ہوں تو بہتر ہے۔

(٣٩٨٤) نسائی: ٤٢١٩ـ صحيح، البانی: ٣٩٣٥.

یہودی لڑکے کا ایک بکرا ذبح کر کے عقیقہ کیا کرتے تھے۔ اورلڑکی کا عقیقہ نہ کرتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کی مخالفت کا حکم دیا۔ (ابوداؤد: ۲۸۴۲)

اس سے ثابت ہوا یہودی عورت دشمن تھے، اسلام نے عورتوں کو اعلیٰ مقام دلایا اور انہیں نعمت الٰہی قرار دے کر ان کا عقیقہ کرنے کا حکم دیا۔ (حوالہ مذکورہ)

۲۔ عقیقہ کے ساتھ بچہ گروی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح گروی دینا لازمی ہے اسی طرح اگر والدین بچے کا عقیقہ نہیں کرتے تو بچہ زندگی بھر میں اسے ادا کرے وہ اس کا پابند ہے، جب بھی کرے گا وہ عقیقہ ہی ہوگا۔ (حوالہ مذکور)

۳۹۸۵۔ وَزَادَ الْبَزَّارُ وَالْمُوْصِلِيُّ: عَنْ عَائِشَةَ رَفَعَتْهُ: اِذْبَحُوْا عَلَى اسْمِهٖ وَقُوْلُوْا بِاسْمِ اللّٰهِ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، مِنْكَ وَلَكَ، هٰذِهٖ عَقِيْقَةُ فُلاَنٍ. (للموصلي، ٤٥٢١)

"البزار ؒ اور الموصلی ؒ مزید عائشہ ؓ سے مرفوع روایت کیا ہے کہ نومولود کا نام رکھنے پر یہ کہہ کر ذبح کرو، اللہ کے نام سے اللہ سب سے بڑا ہے، اے اللہ! تیری طرف سے اور تیرے لیے یہ فلاں کا عقیقہ ہے۔"

۳۹۸۶۔ وزاد الصغير عَنْ جَابِرٍ: أَنَّهُ ﷺ خَتَنَهُمَا لِسَبْعَةِ أَيَّامٍ. (للصغير، ٨٩١)

"الصغیر میں جابر ؓ کی روایت میں مزید یہ بیان ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ان دونوں کا ساتویں دن ختنہ کرایا۔"

انتباہ: ...... ساتویں دن ہی ختنہ کرنا صحیح حدیث سے ثابت نہیں یہ حالات اور بچے کی صحت کے مطابق ہے۔ کیونکہ ختنہ کے لیے صحابہ کرام ؓ سے مختلف عمر میں بچوں کے ختنے کرنے کا ذکر آتا ہے۔ بہرصورت ختنہ ایک فطرتی عمل ہے، نبی ﷺ نے اس کا حکم دیا ہے، بلکہ یہودیوں اور مسلمانوں میں امتیازی علامت ہے، اس کے لیے دن مقرر نہیں، یہ مفہوم آپ تحفۃ المولود ص ۱۵۹ پر ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

۳۹۸۷۔ عَنْ أَبِي رَافِعٍ: أَنَّهُ ﷺ أَذَّنَ فِي أُذُنِ الْحُسَيْنِ وَالْحَسَنِ حِيْنَ وُلِدَا. (رواه الطبراني في الكبير، ٩٦٢)

"الکبیر میں ابورافع ؓ کی روایت میں ہے کہ ان دونوں کے کانوں میں رسول اللہ ﷺ بوقتِ ولادت اذان بھی کہی ہے۔"

(٣٩٨٥) بزار، موصلی: ٤٥٢١۔ باختصار، ورجاله رجال الصحيح، خلا شيخ ابی يعلی: اسحاق فانی لم اعرفه، هيثمی: ٣٩٨٥.

(٣٩٨٦) طبرانی صغير: ٨٩١۔ وكبير وفيه، محمد بن ابی السری وثقه ابن حبان وغيره وفيه لين، هيثمی: ٦٢٠٠.

(٣٩٨٧) طبرانی كبير: ٩٦٢۔ ابوداؤد، خلا الاذان فی اذن الحسين والامر به، وفيه حماد بن شعيب وهو ضعيف جداً، هيثمی: ٦٢٠٧.

٣٩٨٨ـــــ وَقَــرَأَفِـي أُذُنِ الْـحَسَنِ سُوْرَةَ الإِخْلاَصِ وَحَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ . (رواه رزين)

''اور رزین کی روایت میں ہے کہ حسن رضی اللہ عنہ کے کان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورت اخلاص بھی تلاوت کی ہے اور کھجور کی گھٹی دی ہے۔'' (رزین)

شـــرح: ......تحفۃ المولود کے محقق نے تو اسے ضعیف کہا ہے، مگر دیگر محدثین نے کم از کم اسے حسن درجہ کی قرار دیا ہے۔ اس لیے بچے کے کان میں اذان دینا مسنون عمل ہے۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ سب سے پہلے بچے کے کان رب کبریاء کی عظمت سے ہی آشنا ہوں، اور سب سے پہلے اسلام کی گواہی ان میں داخل ہو اور اس سے پہلے کہ شیطان اپنا اثر جمائے اسے فطرت کی دعوت سے روشناس کرا دیا جاتا ہے۔ (صفحہ۳۲ تحفہ)

گھٹی کی بات تو درست ہے، سورۂ اخلاص کا ثبوت درست نہیں۔

٣٩٨٩ـــ عَـنْ عَلِيّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ قَالَ عَقَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَـنِ الْـحَسَنِ بِشَاةٍ وَّقَالَ يَا فَـاطِمَةُ احْلِقِي رَأْسَهٗ وَتَصَدَّ قِي بِزِنَةِ شَعْرِهٖ فِـضَّةً قَـالَ فَـوَزَنْتُـهٗ فَكَـانَ وَزْنُـهٗ دِرْهَمـاً أَوْبَعْضَ دِرْهَمٍ . (رواه الترمذي، ١٥١٩)

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک بکری عقیقہ کی اور فرمایا: اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! اس کا سر مونڈ کر بالوں کے وزن برابر چاندی صدقہ کر دو۔ پس ہم نے وزن کیا تو درہم یا بعض درہم وزن تھا۔'' (الترمذی)

٣٩٩٠ـــ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَبِرَأْسِ الْـحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ يَوْمَ سَابِعِهِمَا فَحُلِّقَ ثُمَّ تَـصَـدَّقَ بِـوَزْنِـهٖ فِـضَّةً وَّلَمْ (يَجِدْ) ذِبْحاً . (للبزار والكبير، ٢٥٧٥ والأوسط)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کے سر ساتویں دن مونڈوانے کا حکم دیا ہے۔ اور سر مونڈنے کے بعد بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ دی اور ابھی عقیقہ ذبح نہیں کیا گیا تھا۔'' (البزار، الکبیر، الاوسط)

٣٩٩١ـــــ عَـنْ أَبِـيْ رَافِـعٍ مَوْلَـى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ لَمَّاوُلِدَ أَرَادَتْ أُمُّـهٗ فَـاطِـمَةُ أَنْ تَعُقَّ عَنْهُ بِكَبْشَيْنِ فَقَالَ لاَ

''سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب حسن پیدا ہوئے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دو مینڈھے ذبح کرنے کا ارداہ کیا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عقیقہ نہ کرنا بلکہ تو اس کا سر مونڈوا

(٣٩٨٨) رزين.

(٣٩٨٩) ترمذی: ١٥١٩ـ حسن، البانی: ١٢٢٦ـ مؤطا: ١٠٨٤.

(٣٩٩٠) بزار، طبرانی کبیر: ٢٥٧٥ـ طبرانی اوسط، وفی اسناد الكبير ابن ليهيعة وحديثه حسن وبقية رجاله رجال الصحيح، هيثمی: ٦١٨٢.

(٣٩٩١) احمد: ٢٦٦٥٥ـ طبرانی کبیر وهو حديث حسن، هيثمی: ٦١٨٠.

تَعُقِّيْ عَنْهُ وَلٰكِنِ احْلِقِيْ شَعْرَرَأْسِهٖ ثُمَّ تَصَدَّقِيْ بِوَزْنِهٖ مِنَ الْوَرِقِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ. (رواه أحمد، ٢٦٦٥٥. والكبير)

کر بالوں کے وزن کے برابر اللہ کی راہ میں چاندی صدقہ دیدے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ایسا ہی کیا۔'' (احمد، اور الکبیر)

٣٩٩٢ـ عَنْ جَعْفَرِبْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهٗ قَالَ وَزَنَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شَعَرَ حَسَنٍ وَحُسَيْنٍ وَزَيْنَبَ وَأُمِّ كُلْثُوْمٍ فَتَصَدَّقَتْ بِزِنَةِ ذٰلِكَ فِضَّةً. (رواه مالك، ١٠٨٣)

''جعفر بن محمد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حسن، حسین، زینب اور ام کلثوم رضی اللہ عنہم کے بالوں کا وزن کرا کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کر دی۔'' (امام مالک)

شرح: ...... کچھ سر کا حصہ منڈوالیا کچھ نہ منڈوایا یہ منع ہے، بچے کے سر کے بال منڈوانے کے بعد جتنا بالوں کا وزن ہو، اتنی چاندی لے کر اللہ کی راہ میں صدقہ کر دی جائے۔ یہ احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں۔ (تحفۃ المولود: ص۹۲)

٣٩٩٣ـ عَنْ بُرَيْدَةَ، رَفَعَهٗ: الْعَقِيْقَةُ تُذْبَحُ لِسَبْعٍ أَوْأَرْبَعِ عَشَرَةَ أَوْاِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ. (رواه الطبراني في الأوسط، والصغير، ٧٢٣، بضعف)

''سیدہ بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عقیقہ ساتویں دن یا چودھویں دن یا اکیسویں دن کیا جاتا ہے۔'' (الاوسط اور الصغیر بسند ضعیف)

٣٩٩٤ـ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَقَّ عَنْ نَفْسِهٖ بَعْدَ مَا بُعِثَ نَبِيًّا. (للبزار، وللأوسط، ٩٩٨)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے نبی معبوث ہونے کے بعد اپنا عقیقہ دیا ہے۔ (البزار، الاوسط)

٣٩٩٥ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: سَبْعَةٌ مِنَ السُّنَّةِ فِي الصَّبِيِّ يَوْمَ السَّابِعِ يُسَمّٰى وَيُخْتَتَنُ وَيُمَاطُ عَنْهُ الْأَذٰى وَتُثَقَّبُ أُذُنَهٗ وَيُعَقُّ عَنْهُ وَيُحْلَقُ رَأْسَهٗ وَيُلْطَخُ بِدَمِ عَقِيْقَتِهٖ وَيَتَصَدَّقُ بِوَزْنِ شَعْرِهٖ فِي رَأْسِهٖ ذَهَباً أَوْفِضَّةً. (رواه الطبراني في الأوسط، ٥٦٢)

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: بچے کے پیدا ہونے پر سات کام سنت ہیں: ساتویں دن نام رکھا جائے، ختنہ کیا جائے، اس کی ایذاء دور کی جائے، اس کے کان میں سوراخ کی جائے، اس کا عقیقہ کیا جائے، اور سر پر خون لگایا جائے اور اس کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کی جائے یا سونا دیا جائے۔'' (الاوسط)

٣٩٩٦ـ عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: أَمَّا حَسَنُ وَحُسَيْنُ

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حسن، حسین اور محسن رضی اللہ عنہم کے نام بھی

(٣٩٩٢) مؤطا: ١٠٨٣ـ ترمذى: ١٥١٩.
(٣٩٩٣) طبرانى اوسط، صغير: ٧٢٣ـ وفيه اسماعيل بن مسلم المكى وهو ضعيف لكثرة غلطه ووهمه.
(٣٩٩٤) بزار، طبرانى اوسط: ٩٩٨ـ ورجاله رجال الصحيح الا الهيثم بن جميل وهو ثقة، وشيخ الطبرانى احمد بن مسعود الخياط المقعدسى ليس هو فى الميزان.
(٣٩٩٥) طبرانى اوسط: ٥٦٢ـ ورجاله ثقات، هيثمى: ٦٢٠٤.
(٣٩٩٦) طبرانى كبير: ٢٥٦١ـ وفيه، عطية العوفى وهو ضعيف وقد وثق.

وَمُحْسِنُ فَإِنَّمَا سَمَّاهُمُ النَّبِيِّ ﷺ وَعَقَّ عَنْهُمْ وَحَلَّقَ رُءُوْسَهُمْ وَتَصَدَّقَ بِوَزْنِهَا وَأَمَرَ فَسَرُّوْا وَاخْتُتِنُوْا. (للكبير، ٢٥٧١ بلين)

رسول اللہ ﷺ نے رکھے اور ان کے عقیقے بھی آپ نے کیے۔ ان کے سر بھی مونڈوائے اور ان کے بالوں کے وزن کے برابر صدقہ دیا۔ ناف بھی صاف کرائی اور ختنہ بھی کرایا۔" (الکبیر سند کمزور ہے)

٣٩٩٧ـ عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ أُرَاهُ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْعَقِيْقَةِ فَقَالَ لَايُحِبُّ اللّٰهُ الْعَقُوْقَ كَأَنَّهٗ كَرِهَ الإِسْمَ وَقَالَ مَنْ وُّلِدَلَهُ وَلَدٌ فَاَحَبَّ أَنْ يُّنْسَكَ عَنْهُ فَلْيَنْسُكْ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ وَسُئِلَ عَنِ الْفَرَعِ قَالَ وَالْفَرْعُ حَقٌّ وَأَنْ تَتْرُكُوْهُ حَتّٰى يَكُوْنَ بِكْرًا شُغْزُبًّا ابْنَ مَخَاضٍ أَوِابْنَ لَبُوْنَ فَتُعْطِيْهِ أَرْمِلَةً أَوْتَحْمِلُ عَلَيْهِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذْبَحَهٗ فَيُلْزَقَ لَحْمُهٗ بِوَبَرِهٖ وَتَكْفَأَ إِنَاءَ كَ وَتُوْلِهُ نَاقَتُكَ. (رواه أبوداود، ٢٨٤٢)

"عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اور میرا خیال ہے کہ وہ اس کے دادے سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے عقیقے کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا: اللہ عقوق (نافرمانی) کو پسند نہیں کرتا ہے۔ گویا آپ ﷺ کو یہ نام ناپسند تھا۔ فرمایا: جس کا بچہ پیدا ہو اور وہ ذبح کرنا چاہے تو لڑکے کی طرف سے دو بکریاں پوری عمر کی ذبح کرلے اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری۔ اور فرع کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا: فرع درست ہے۔ فرمایا: فرع کو چھوڑ دو، جلدی ذبح نہ کرو۔ یہاں تک کہ وہ ابن مخاض (ایک سالہ) یا ابن لبون (دو سالہ) تک پہنچ جائے۔ پھر وہ کسی بیوہ کو دو یا فی سبیل اللہ مجاہدین کو دو تو ایسا کرنا ذبح کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔ اور مناسب ہے کہ اس کے گوشت کے ساتھ اس کی اون بھی صدقہ کی جائے۔ تیسرا برتن بھرا رہے اور تیری ناقہ بچے دیتی رہے۔" (ابوداؤد)

٣٩٩٨ـ عَنْ أَبِي الْمَلِيْحِ قَالَ قَالَ نُبَيْشَةُ نَادٰى رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِنَّا كُنَّانَعْتِرُعَتِيْرَةً فِي الْجَاهِلِيَّةِ فِيْ رَجَبٍ فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ اذْبَحُوْا لِلّٰهِ فِيْ أَيِّ شَهْرٍ كَانَ وَبَرُّوْا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَأَطْعِمُوْا قَالَ إِنَّاكُنَّا نُفْرِعُ فَرَعًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ فِي

"نبیشہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک مرد نے آواز دے کر سوال کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم لوگ عہد جاہلیت میں رجب میں عتیرہ نامی قربانی کرتے تھے تو اب آپ ﷺ کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا: اللہ کے لیے ذبح کیا کرو خواہ کوئی مہینہ ہو اور اللہ کے لئے نیکی کرو اور کھانا کھلاؤ۔ اس نے عرض کی: ہم جاہلیت میں فرع کیا کرتے تھے تو اس کے متعلق آپ ﷺ کیا ارشاد فرماتے

(٣٩٩٧) ابوداؤد: ٢٨٤٢ـ حسن، البانی: ٢٤٦٧ـ نسائی: ٤٢١٢ـ احمد: ٦٧٨٣.

(٣٩٩٨) ابوداؤد: ٢٨٣٠ـصحيح، البانی: ٢٤٥٤ـ نسائی: ٤٢٣٢ـ ابن ماجه: ٣١٦٧ـ احمد: ٢٠٢٠٢.

كُلِّ سَائِمَةٍ فَرَعٌ تَغْذُوْهُ مَاشِيَتَكَ حَتّٰى إِذَا اسْتَحْمَلَ قَالَ نَصْرٌ اسْتَحْمَلَ لِلْحَجِيْجِ ذَبَحْتَهُ فَتَصَدَّقْتَ بِلَحْمِهِ قَالَ خَالِدُ أَحْسَبُهُ قَالَ عَلَى ابْنِ السَّبِيْلِ فَإِنَّ ذٰلِكَ خَيْرٌ قَالَ قُلْتُ لأَبِيْ قِلاَبَةَ كَمِ السَّائِمَةُ قَالَ مِائَةٌ. (رواه أبوداود، ٢٨٣٠)

ہیں؟ فرمایا: تمام چرنے والے حیوانوں میں سے فرع دینا لازم ہے۔ تو اپنے مویشی کو کھلا پلا، یہاں تک کہ جب وہ سواری کے قابل، (نصر نے کہا:) حاجی سواری کے قابل ہو جائے تو تم اس کو ذبح کر دو اور اس کا گوشت صدقہ کرو۔ خالد نے کہا: میرا خیال ہے کہ انہوں نے کہا: مسافر پر صدقہ کر دو تو یہ چیز بہتر ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے ابوقلابہ کو کہا: چرنے والے کتنے حیوان ہوں تو فرع دینا ہوتا ہے؟ اس نے کہا: سو حیوان پورے ہونے پر۔'' (ابوداؤد)

٣٩٩٩ــــ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ كُلِّ خَمْسِيْنَ شَاةً شَاةً (رواه أبوداود، ٢٨٣٣)

''ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ہر پچاس بکریوں میں سے ایک بکری دینے کا حکم دیا ہے۔'' (ابوداؤد)

انتباه: ...... یہ زکوٰۃ کے بارے میں ہو سکتی ہے، ذبح کرنے کے لیے نہیں۔

٤٠٠٠ـ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا سَمِعَتْهُ ﷺ يَأْمُرُ بِالْفَرْعَةِ مِنَ الْغَنَمِ مِنْ خَمْسَةٍ وَاحِدًا. (للموصلي:٤٥٠٩)

''الموصلی رحمہ اللہ کی روایت میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ پانچ بکریوں میں سے ایک بکری بطور فرع دینے کا حکم دیتے۔''

٤٠٠١ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لاَ فَرَعَ وَلاَعَتِيْرَةَ وَالْفَرْعُ أَوَّلَ النِّتَاجِ كَانُوْا يَذْبَحُوْنَهُ لِطَوَاغِيْتِهِمْ وَالْعَتِيْرَةُ فِيْ رَجَبٍ. (رواه البخاري، ٥٤٧٣)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام میں نہ فرع لازم ہے اور نہ عتیرہ فرع پہلو ٹھے بچے کو کہتے تھے اور اس کو طواغیت (بتوں) کے نام پر ذبح کرتے تھے اور عتیرہ رجب میں قربانی دیتے تھے۔'' (بخاری)

٤٠٠٢ــ قال أبوداود: قَالَ بَعْضُهُمْ: الْفَرْعُ

''ایک روایت میں ہے کہ اونٹوں میں سے جو پہلوٹھا ہوتا وہ

(٣٩٩٩) ابوداؤد: ٢٨٣٣ـ صحیح، البانی: ٢٤٥٧ـ احمد: ٢٥٦٠٣.

(٤٠٠٠) موصلی: ٤٥٠٩ـ ورجاله رجال الصحيح، هيثمی: ٦٠٠٦.

(٤٠٠١) بخاری: ٥٤٧٣ـ مسلم: ١٩٧٦ـ ترمذی: ١٥١٢ـ نسائی: ٤٢٢٣ـ ابوداؤد: ٢٨٣١ـ ابن ماجه: ٣١٦٨ـ احمد: ٩٩٨٣ـ دارمی: ١٩٦٤.

(٤٠٠٢) ابوداؤد: ٢٨٣٣ـ احمد: ٢٥٦٠٣.

أَوَّلُ مَـا تُـنْتِـجُ الْإِبِـلُ كَـانُـوْا يَذْبَحُوْنَـهُ لِـطَوَاغِيْتِهِمْ ثُـمَّ يَأْكُلُوْنَهُ وَيُلْقَى جِلْدُهُ عَلَى الشَّـجَـرِ وَالْـعَتِيْـرَةُ فِيْ (الْعَشْرِ) الْأَوَّلِ مِنْ رَجَبٍ. (رواه أبوداود، ۲۸۳۳)

فرع تھا اور اس کو اپنے بتوں کے نام پر ذبح کرتے اور پھر کھاتے اور اس کی کھال درخت پر لٹکا دیتے تھے اور عتیرہ رجب کی پہلی تاریخ کو ذبح کرتے۔(ابوداؤد)

انتباہ: ......اس سے پہلے باب میں عتیرہ، رجب وغیرہ میں جو جانور ذبح ہوتے ہیں اس کی وضاحت گزر چکی ہے، نتیجہ یہی ہے یہ جاہلیت کا طریقہ ہے، اس سے اجتناب کیا جائے۔(گوندلوی)

كتاب اليمين

قسموں کا بیان

٤٠٠٣ـ عَـنِ الأَشْعَبِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: كَانَ بَيْـنِـيْ وَبَيْنَ رَجُلٍ أَرْضٌ بِالْيَمَنِ فَخَاصَمْتُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَـقَالَ هَلْ لَكَ بَيِّنَةٌ فَقُلْتُ لَا قَـالَ فَيَـمِيْنُهُ قُلْتُ إِذَنْ يَّحْلِفُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِـنْـدَذٰلِكَ مَـنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنِ صَبْـرٍ يَـقْتَـطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ هُوَفِيْهَا فَـاجِـرٌ لَـقِيَ اللّٰهَ وَهُوَعَلَيْهِ غَضْبَانُ فَنَزَلَتْ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِاللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَناً قَلِيْلاً﴾ إِلَى آخِرِ الآيَةِ. (رواه مسلم،۱۳۸)

''اشعب بن قیس نے کہا میرے اور ایک دوسرے مرد کے درمیان کنویں کے بارے میں جھگڑا تھا، ہم اپنا مقدمہ آنحضرت ﷺ کے پاس لائے، آپ ﷺ نے فرمایا: تو مدعی ہے اس لیے گواہ لا ورنہ اس سے قسم لیجائے گی۔ میں نے کہا: وہ تو قسم کھائے گا اور کوئی پرواہ نہیں کرے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص صبر (فیصلہ کن) قسم کھائے اور اس کے بدلے کسی مسلمان کو مال کاٹے گا جب کہ وہ قسم میں جھوٹا ہوگا تو وہ جب اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا تو اللہ اس پر غضبناک ہوگا۔ اور یہ آیت نازل ہوئی (تحقیق وہ لوگ جو اللہ کے وعدوں اور اپنی قسموں کے بدلے تھوڑی قیمت خیریدتے ہیں۔''(مسلم)

٤٠٠٤ـ عَـنِ الأَشْعَبِ بْنِ قَيْسٍ أَنَّ رَجُلًا مِّنْ كِنْدَةَ وَرَجُلًا مِّنْ حَضْرَ مَوْتَ اخْتَصَمَا إِلَـى النَّبِيِّ ﷺ فِـي أَرْضٍ مِـنَ الْيَمَنِ فَقَالَ الْـحَـضْـرَمِـيُّ يَـارَسُـوْلَ اللّٰـهِ إِنَّ أَرْضِيْ اغْتَـصَبَـنِيْهَاأَبُوْ هَذَا وَهِيَ فِي يَدِهِ قَالَ هَلْ

''اور اسی سے روایت ہے کہ بنو کندہ کا ایک مرد تھا اور دوسرا حضر موت کا تھا وہ دونوں یمن سے زمین کے متعلق اپنا مقدمہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لائے۔ تو حضر موت کے رہنے والے نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اس کے باپ نے میری زمین مجھ سے غصب کی ہے اور وہ اس کے قبضے میں ہے۔ فرمایا:

(٤٠٠٣) مسلم: ١٣٨ـ بخاری: ٧٤٤٥ـ ترمذی: ١٢٦٩ـ ابن ماجہ: ٢٣٢٣ـ احمد: ٢١٣٣٦.

(٤٠٠٤) ابوداؤد: ٣٢٤٤ـ صحیح، البانی: ٢٧٨٠ـ ابن ماجہ: ٢٨٣٦ـ احمد: ٢١٣٣٦ـ دارمی: ٢٤٥١.

لَكَ بَيِّنَةٌ قَالَ لَا وَلٰكِنْ أُحَلِّفُهُ وَاللّٰهِ يَعْلَمُ أَنَّهَا أَرْضِي اغْتَصَبَنِيْهَا أَبُوْهُ فَتَهَيَّأَ الْكِنْدِيُّ لِلْيَمِيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَقْتَطِعُ أَحَدٌ مَّالًا بِيَمِيْنٍ إِلَّا لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ أَجْذَمُ فَقَالَ الْكِنْدِيُّ هِيَ أَرْضُهُ. (رواه أبوداود، ٣٢٤٤)

کیا تیرے پاس گواہ ہیں؟ اس نے کہا: گواہ تو نہیں ہیں مگر میں اس کو قسم دیتا ہوں اللہ کی قسم! یہ جانتا ہے کہ اس کے باپ نے میری زمین مجھ سے غصب کی ہے۔ تو کندی شخص بھی قسم کھانے کے لیے تیار ہو گیا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص قسم کے ذریعے کسی کا مال غصب کرتا ہے تو جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا تو مرضِ جذام کا مریض ہو گا۔ تو کندی نے کہا: یہ اس آدمی کی زمین ہے۔'' (ابوداؤد)

٤٠٠٥ـ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ بِيَمِيْنِهِ فَقَدْ أَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ النَّارَ وَحَرَّمَ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ وَ إِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيْرًا يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَإِنْ قَضِيْبًا مِنْ أَرَاكٍ. (رواه مسلم، ١٣٧)

''سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی مسلمان کا حق اپنی قسم کے ذریعے توڑ دیا تو اللہ اس پر جنت کو حرام اور آگ کو اس کے لیے واجب کر دے گا لوگوں نے کہا: اگر وہ چیز تھوڑی سی ہو۔ فرمایا: خواہ پیلو کے درخت کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔'' (مسلم)

شرح:......١۔ یہ آیۂ مبارکہ مکمل یوں ہے:

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ اَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَ لَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ لَا يُزَكِّيْهِمْ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۝﴾

(آل عمران: ٧٧)

''بے شک جو لوگ اللہ کے عہد کے ساتھ اور اپنی قسموں کے ساتھ تھوڑی قیمت خریدتے ہیں، یہ لوگ ہیں ان کے لیے آخرت میں حصہ نہیں، اور نہ ہی ان سے اللہ تعالیٰ کلام کرے گا اور نہ ہی روزِ قیامت ان کی طرف دیکھے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ عہد لیا تھا کہ امانت ادا کریں، خیانت نہ کریں۔ اور جھوٹی قسمیں اٹھانے سے انہیں منع کیا تھا لیکن انہوں نے معاملہ الٹ دیا، خیانت کی جھوٹی قسمیں اٹھائیں، صرف دنیا کے مال ومتاع کو اکٹھا کرنے کے لیے حالانکہ یہ سامان خواہ کتنا بھی زیادہ ہو حقیر ہے۔ یہ آیۂ مبارکہ حدیث مبارک کی تائید کر رہی ہے۔

٢۔ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جھوٹی قسم میں کفارہ نہیں، کفارہ اس قسم میں ہے جو کسی نیکی کا کام نہ کرنے پر اٹھائی جائے۔ یہ غموس قسم جس سے دوسرے کا مال ہتھیایا جائے آگ میں ڈبو دینے والی ہے، اس کے لیے یہی سزا بیان ہوئی

(٤٠٠٥) مسلم: ١٣٧ـ نسائی: ٥٤١٩ـ ابن ماجہ: ٢٣٢٤ـ احمد: ٢١٧٣٦ـ مؤطا: ١٤٣٥ـ دارمی: ٢٦٠٣.

ہے جو آیت اور حدیث میں بیان ہوئی ہے۔ کفارہ سے یہ نہیں ٹلتی اس کی سزا اس سے سنگین تر ہے۔

٣۔ اس میں اس شخص کی سزا کی سختی بتائی گئی ہے جو باطل قسم اٹھا کر دوسرے مسلمان کا حق مارتا ہے۔

یہ بھی ثابت ہوا مقدمہ کی سماعت مطالبہ کرنے والے سے کی جائے، اس کے بعد مطلوب سے کی جائے تا کہ پتہ چل سکے کہ یہ اقرار کرتا ہے، یا انکار کرتا ہے۔ اگر اقرار کرے تو درست ہے، اگر اقرار نہیں کرتا تو پھر گواہ پیش کرے، اگر یہ انکار کرتا ہے تو پھر مدعیٰ علیہ سے قسم لی جائے۔

یہ بھی ثابت ہوا مخاصمت اور مطالبہ کے دوران ایک سے دوسرے مسلمان کے لیے یہ سخت الفاظ نکل جائیں کہ یہ ظالم وفاجر ہے، وغیرہ یہ قابل برداشت ہیں ان کا بوجھ نہیں پڑتا۔

اور یہ بھی ثابت ہوا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کتنے عظیم لوگ تھے، آیات واحادیث سن کر اتنا متاثر ہوتے کہ احتیاطاً اپنا حق بھی چھوڑ دیتے تھے۔ (عون المعبود: ٣/ ٢١٥)

٤٠٠٦ــ عَـنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَعْنِيْ لِرَجُلٍ حَلَّفَهُ احْلِفْ بِاللّٰهِ الَّذِيْ لاَ إِلٰهَ إِلَّاهُـوَ مَـالَـهُ عِنْدَكَ شَيْءٌ يَعْنِي لِلْمُدَّعِيْ. (رواه أبوداود، ٣٦٢٠)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا: ''جس کو قسم دینا مطلوب تھا۔'' تو اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کہ اس شخص کی تیرے پاس کوئی چیز نہیں ہے۔ یعنی مدعی کی۔'' (ابوداوَد)

٤٠٠٧ــ عَـنْ عَبْـدِالـلّٰهِ قَالَ كَثِيْرًا مِمَّاكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَحْلِفُ لاَوَمُقَلِّبِ الْقُلُوْبِ. (رواه البخاري: ٦٦١٧)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی زیادہ قسم کے الفاظ یہ ہوتے تھے: نہیں دلوں کو پلٹنے والے کی قسم۔ (بخاری)

٤٠٠٨ــ عَنْ أَبِيْ سَعْيِدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اجْتَهَـدَفِي الْيَمِيْنِ قَالَ وَالَّـذِيْ نَـفْـسُ أَبِـي الْقَـاسِمِ بِيَدِهِ. (رواه أبوداود، ٣٢٦٤)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ ﷺ پختہ قسم کا ارادہ کرتے تو یوں فرماتے: ہر گز نہیں قسم ہے اس کی ذات کی جس کے ہاتھ میں ابوالقاسم کی جان ہے!'' (ابوداوَد)

٤٠٠٩ــ عَـنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَتْ يَمِيْنُ

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب

(٤٠٠٦) ابوداؤد: ٣٦٢٠۔ ضعیف الاسناد: ٧٧٩۔ احمد: ٢٦٠٨.

(٤٠٠٧) بخاری: ٦٦١٧۔ ترمذی: ١٥٤٠۔ نسائی: ٣٧٦٢۔ ابوداؤد: ٣٢٦٣۔ ابن ماجه: ٢٠٩٢۔ احمد: ٦٠٧٤۔ مؤطا: ١٠٣٧۔ دارمی: ٢٣٥٠.

(٤٠٠٨) ابوداؤد: ٣٢٦٤۔ ضعیف، البانی: ٧٠٩۔ احمد: ١١٠٥٢.

(٤٠٠٩) ابوداؤد: ٣٢٥٦۔ ضعیف، البانی: ٧١٠۔ نسائی: ٤٧٧٦۔ ابن ماجه: ٢٠٩٣۔ احمد: ٧٨٠٩.

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذَا حَلَفَ يَقُوْلُ لَا وَ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ. (رواه أبوداود، ٣٢٦٥)

قسم کھاتے تو ان کلمات سے قسم کھاتے تھے: ہرگز نہیں اور میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔'' (ابوداؤد)

٤٠١٠۔ عَنْ قُتَيْلَةَ امْرَأَةٍ مِنْ جُهَيْنَةَ أَنَّ يَهُوْدِيًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ إِنَّكُمْ تُنَدِّدُوْنَ وَإِنَّكُمْ تُشْرِكُوْنَ تَقُوْلُوْنَ مَاشَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتُ وَتَقُوْلُوْنَ وَّ الْكَعْبَةِ فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَرَادُوْا أَنْ يَحْلِفُوْا أَنْ يَقُوْلُوْا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ وَيَقُوْلُوْنَ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ شِئْتَ. (رواه النسائي، ٣٧٧٣)

'' قبیلہ جھینہ کی ایک عورت جس کا نام قتیلہ ہے کہتی ہیں کہ ایک یہودی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: تم مسلمان شریک ٹھہراتے ہو اور شرک بھی کرتے ہو اور کہتے ہو: جو اللہ چاہے اور جو تو چاہے۔ اور تم یہ بھی کہتے ہو: کعبے کی قسم! کعبے کی قسم! تو نبی ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ تم جب قسم کھانے لگو تو یوں کہو: کہ کعبہ کے رب کی قسم: اور کہا کریں: جو اللہ چاہے اور پھر جو تو چاہے۔'' (النسائی)

٤٠١١۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: رَفَعَهُ، مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ. (رواه الترمذي، ١٥٣٥)

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ مرفوع بیان کرتے ہیں فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ کے بغیر قسم کھائی اس نے کفر کیا اور شرک کیا۔

٤٠١٢۔ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ يَعْنِي فِي حَدِيْثِ قِصَّةِ الأَعْرَابِيِّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَفْلَحَ وَأَبِيْهِ إِنْ صَدَقَ. (رواه أبوداود، ٣٢٥٢)

''سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کی روایت جو نجدی شخص کے ایمان لانے کے قصہ پر مشتمل ہے اور پہلے بیان ہو چکی ہے اور اس میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مذکور ہے۔ اس کے باپ کی قسم! اگر اس نے سچ کہا تو کامیاب ہو گیا۔'' (ابوداؤد)

٤٠١٣۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَدْرَكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ يَسِيْرُ فِي رَكْبٍ يَحْلِفُ بِأَبِيْهِ فَقَالَ أَلَا إِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوْا

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما مرفوع بیان کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ تمہیں منع کرتا ہے تمہارے باپ دادے کی قسم کھانے سے۔ (بخاری)

(٤٠١٠) نسائی: ٣٧٧٣۔ صحیح، البانی: ٣٥٣٣۔ احمد: ٢٦٥٥٣.

(٤٠١١) ترمذی: ١٥٣٥۔ صحیح، البانی: ١٢٤١۔ بخاری: ٦٦٤٦۔ مسلم: ١٦٤٦۔ نسائی: ٣٧٦٦۔ ابوداؤد: ٣٢٥١۔ ابن ماجه: ٢٠٩٤۔ احمد: ٦٢٥٢۔ مؤطا: ١٠٣٧۔ دارمی: ٢٣٤١.

(٤٠١٢) ابوداؤد: ٣٢٥٢۔ شاذ، البانی: ٧٠٧۔ وهو قطعة من حديث ليس فيه وابيه، بخاری: ٦٩٥٦۔ مسلم: ١١۔ نسائی: ٥٠٢٨۔ احمد: ١٣٩٣۔ مؤطا: ٤٢٥۔ دارمی: ١٥٧٨.

(٤٠١٣) بخاری: ٦٦٤٦۔ مسلم: ١٦٤٦۔ ترمذی: ١٥٣٥۔ نسائی: ٣٧٦٨۔ ابوداؤد: ٣٢٤٩۔ ابن ماجه: ٢٠٩٤۔ احمد: ٦٢٥٢۔ مؤطا: ١٠٣٧۔ دارمی: ٢٣٤١.

بِآبَائِكُمْ. (رواه البخاري، ٦٦٤٦)

٤٠١٤ــ زادفي رواية:فَوَاللّٰهِ مَاحَلَفْتُ بِهَا مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَاكِرًا وَلاآثِرًا. (رواه البخاري، ٦٦٤٧)

''ایک روایت میں یہ زائد ہے۔ اللہ کی قسم! جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ممانعت سنی ہے اپنے باپ دادے کی قسم نہ تو یادر کھتے ہوئے کھائی اور نہ ہی نقل کرتے ہوئے۔'' (بخاری)

٤٠١٥ــ عَنِ ابْنِ عُمَرَقَالَ سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلاًيَحْلِفُ بِأَبِيْهِ فَقَالَ لاتَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ وَمَنْ حَلَفَ بِاللّٰهِ فَلْيَصْدُقْ وَمَنْ حُلِفَ لَهٗ بِاللّٰهِ فَلْيَرْضَ وَمَنْ لَمْ يَرْضَ بِاللّٰهِ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ. (رواه ابن ماجة، ٢١٠١، بلين)

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مرد کو اپنے باپ کی قسم کھاتے سنا تو فرمایا: لوگو! تم اپنے دادے کی قسمیں نہ کھایا کرو۔ جو اللہ کے نام کی قسمیں کھائے وہ سچ کہے اور جس آدمی کے سامنے اللہ کی قسم کھائی جائے وہ اس پر راضی رہے اور جو اللہ کی قسم پر راضی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔'' (ابن ماجہ سند کمزور ہے)

٤٠١٦ــ عَنِ ابْنِ عُمَرَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّمَا الْحَلْفُ (حِنْثٌ) أَوْنَدَمٌ. (رواه ابن ماجة:٢١٠٣، بضعف)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم کھا کر آدمی یا حانث ہو جاتا ہے یا نادم۔'' (ابن ماجہ سند ضعیف)

٤٠١٧ــ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاتَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ وَلابِأُمَّهَاتِكُمْ وَلابِالْأَنْدَادِ وَلَا تَحْلِفُوْا إِلَّا بِاللّٰهِ وَلاَ تَحْلِفُوْا بِاللّٰهِ إِلَّا وَأَنْتُمْ صَادِقُوْنَ. (رواه أبوداود،٣٢٤٨)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اپنے باپ دادے اور شرکاء کی قسمیں نہ کھایا کرو۔ اور اللہ کی قسم نہ کھاؤ مگر اس حال میں کہ تم سچے ہو۔'' (ابوداؤد)

٤٠١٨ــ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ حَلَفَ بِالأَمَانَةِ فَلَيْسَ

''سیدنا ابن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے امانت کے ساتھ قسم کھائی تو وہ

(٤٠١٤) بخاری: ٦٦٤٧۔ مسلم: ١٦٤٦۔ ترمذی: ١٥٣٥۔ نسائی: ٣٧٦٨۔ ابواؤد: ٣٢٤٩۔ ابن ماجه: ٢٠٩٤۔ احمد: ٤٥٣٤۔ مؤطا: ١٠٣٧۔ دارمی: ٢٣٤١.

(٤٠١٥) ابن ماجه: ٢١٠١۔ صحيح، البانی: ١٧٠٨۔ بخاری: ٧٤٠١۔ مسلم: ١٦٤٦۔ ترمذی: ١٥٣٥۔ احمد: ٦٢٥٢۔ مؤطا: ١٠٣٧۔ دارمی: ٢٣٤١.

(٤٠١٦) ابن ماجه: ٢١٠٣۔ ضعيف، البانی: ٤٥٧.

(٤٠١٧) ابوداؤد: ٣٢٥٣۔ صحيح، البانی: ٢٧٨٤۔ نسائی: ٣٧٦٩.

(٤٠١٨) ابوداؤد: ٣٢٥٣۔ صحيح، البانی: ١٢٧٨٨۔ احمد: ٢٢٤٧١.

مِنَّا . (رواه أبوداود، ٣٢٥٣)

ہم میں سے نہیں۔'' (ابوداؤد)

٤٠١٩ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَالَ إِنِّي بَرِيْءٌ مِنَ الإِسْلاَمِ فَإِنْ كَانَ كَاذِباً فَهُوَكَمَا قَالَ وَإِنْ كَانَ صَادِقاً لَمْ يَعِدْ إِلَى الْإِسْلاَمِ سَالِماً . (رواه النسائي، ٣٧٧٢)

''عبداللہ بن بریدہ سے روایت ہے، وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کہا میں اسلام سے بری ہوں تو اگر وہ جھوٹا ہوا تو ایسے ہی ہو جائے گا، اور اگر سچا ہوا تو پھر بھی اسلام کی طرف صحیح سالم واپس نہیں ہوگا۔''

شرح: ......ا۔ ثابت ہوا یہ کہنا کہ اگر میں فلاں کام کروں تو میں یہودی یا عیسائی یا ملت اسلام سے خارج ہوں تو اس نے تصدیق کر دی ہے کہ میں یہی ہوں۔ وہ مسلمان تو ہے مگر کہنے سے خود کو داغدار ضرور کرتا ہے۔ اس بارے میں ایک قول تو یہ ہے کہ وہ اس سے توبہ واستغفار کرے، ایک قول یہ ہے کہ قسم کا کفارہ دے۔

۲۔ ان احادیث میں غیر اللہ کی قسم اٹھانے کی ممانعت ہے، اور غیر اللہ کے نام کی قسم اٹھانے کو شرک قرار دیا گیا ہے۔

وجہ یہ ہے کہ جس کے نام کی قسم اٹھائی جاتی ہے اس میں اس کی تعظیم ہوتی ہے۔ اگر کوئی کسی غیر اللہ کی قسم اٹھاتا ہے تو اسے تعظیم میں اللہ کے برابر قرار دیتا ہے جو کہ شرک ہے۔

کعبہ، فرشتے، امانت، حیات، روح وغیرہ کی قسم منع ہے، باپ وغیرہ کی بھی خصوصی ممانعت اور امانت کے متعلق بھی خصوصی ممانعت ہے کیونکہ جاہلیت میں باپوں کے نام کی قسم اٹھاتے تھے، اسلام نے سخت منع کیا ہے۔ امانت اللہ کا حکم ہے جو اس نے دیا ہے امانت برقرار رکھو، عبادت واطاعت کرو، اور قسم اللہ کے نام یا صفت کی اٹھانی چاہیے، امانت کی قسم اٹھانے والے حکم اور وصف کو برابر کر دیتے ہیں اس لیے منع کیا گیا ہے۔

یہ جو آتا ہے کہ باپ کی قسم، ایک تو جواب یہ ہے کہ یہ قسم پہلے تھی جب منع کر دیا گیا پھر مسلمان یہ قسم نہ اٹھاتے تھے، یا پھر یہاں محذوف ہے۔ وَرَبِّ اَبِيه اس کے باپ کے رب کی قسم!

ایک بات اور ذہن میں آتی ہے، اللہ تعالیٰ نے بے شمار مخلوق چیزوں کی قسم اٹھائی ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کی قدر کرتے ہوئے جس کی چاہیں قسم اٹھائیں، لوگ غیر اللہ کی قسم نہیں اٹھا سکتے۔

ان احادیث میں یہ طریقہ بھی بتایا گیا ہے کہ اللہ کی قسم کس کس طرح اور کن الفاظ سے جائز ہے۔ (عون المعبود: ۳/ ۲۱۵)

٤٠٢٠ـ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاَيَحْلِفُ أَحَدٌعِنْدَ مِنْبَرِيْ

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے اس منبر کے پاس جو شخص گناہ والی قسم اٹھائے گا، اگرچہ

(٤٠١٩) نسائی: ٣٧٧٢ـ صحیح، البانی: ٣٥٣٢ـ ابوداؤد: ٣٢٥٨ـ ابن ماجه: ٢١٠٠ـ احمد: ٢٢٤٩٧.
(٤٠٢٠) ابوداؤد: ٣٢٤٦.

هَـذَا عَـلَـى يَـمِيْـنٍ آثِـمَةٍ وَلَـوْعَلَى سِوَاكٍ أَخْـضَرَإِلَّاتَبَوَّأَ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِأَوْ وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ . (رواه أبوداود، ٣٢٤٦)

ایک سبز مسواک پر ہی اٹھائے تو وہ اپنی جگہ جہنم میں بنا لے یا اس کے لیے آگ واجب ہو جاتی ہے۔'' (ابوداؤد)

شـــرح: ...... یہ حدیث دلیل ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے منبر کے قریب قسم اٹھانا بہت سخت گناہ ہے۔ جھوٹی قسم تو کسی جگہ اور کسی بھی وقت اٹھانا گناؤنا جرم ہے، مگر وقت کی عظمت اور جگہ کے تقدس کی وجہ سے شدت پیدا ہوتی ہے، حرم میں، مسجد میں، عصر کے بعد، جمعہ کے دن قسم میں شدت ضرور پیدا ہوتی ہے۔ (عون المعبود: ۳/ ۲۱۶)

٤٠٢١ــ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَــالَ مَـنْ حَـلَفَ فَـقَـالَ إِنْ شَـاءَ اللّٰـهُ لَمْ يَحْنَثْ . (رواه الترمذي، ١٥٣٢)

''ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں جس نے قسم کھائی اور پھر ان شاء اللہ کہا تو وہ قسم میں حانث نہ ہوگا۔'' (ترمذی)

٤٠٢٢ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ سُـلَيْمَانُ لَأَطُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلَى تِسْعِيْنَ امْـرَأَةً كُلُّهُنَّ تَأْتِيْ بِفَارِسٍ يُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ لَهُ (صَاحِبُهُ) قُلْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَلَمْ يَقُلْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَطَافَ عَلَيْهِنَّ جَمِيْعاً فَلَمْ يَـحْمِلْ مِنْهُنَّ إِلَّاامْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ جَاءَ تْ بِشِقِّ رَجُـلٍ وَاَيْمُ الَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ قَالَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فُرْسَاناً أَجْمَعُوْنَ . (رواه البخاري، ٦٦٣٩)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سلیمان علیہ السلام نے ایک دن کہا کہ آج رات میں اپنی نوے بیویوں کے پاس جاؤں گا، اور ہر ایک کے یہاں ایک گھوڑا سوار بچہ پیدا ہوگا، جو اللہ کے راستے میں جہاد کرے گا۔ اس پر ان کے ساتھی نے کہا کہ ان شاء اللہ کہہ لیجئے۔ لیکن سلیمان علیہ السلام نے ان شاء اللہ نہیں کہا۔ چنانچہ وہ اپنی تمام بیویوں کے پاس گئے لیکن ایک عورت کے سوا کسی کو حمل نہیں ہوا اور اس سے بھی ناقص بچہ پیدا ہوا۔ اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! اگر انہوں نے ان شاء اللہ کہہ دیا ہوتا تو (تمام بیویوں کے ہاں بچے پیدا ہوتے) اور سب گھوڑوں پر سوار ہو کر اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے ہوتے۔'' (بخاری)

شـــرح: ...... اس میں دلیل ہے کہ ان شاء اللہ، یعنی اللہ کی مشیت کو قسم میں شامل کریں تو قسم واقع نہیں ہوتی۔ بعض یہ فرق کرتے ہیں کہ قسم کے ساتھ متصل ان شاء اللہ کہے تو پھر واقع نہیں ہوتی، اگر مفصل یا وقفہ سے کہے تو پھر واقع ہوتی ہے، اکثریت کی رائے یہی ہے کہ ان شاء اللہ قسم سے متصل کہے یا منفصل کہے یہ کہنے سے قسم واقع نہیں ہوتی، نہ

(٤٠٢١) ترمذی: ١٥٣٢ـ صحیح، البانی: ١٢٣٨ـ بخاری: ٣٤٢٤ـ مسلم: ١٦٥٤ـ نسائی: ٣٨٣١ـ ابن ماجہ: ٢١٠٤.
(٤٠٢٢) بخاری: ٦٦٣٩ـ احمد: ١٠٢٠٢.

ٹوٹتی ہے، نہ کفارہ ہے۔

۲۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے واقعہ میں نوے عورتوں کا بھی ذکر آیا ہے، ترمذی میں ستر کی تعداد ہے (۶۷) اور (۹۹) کی بھی آئی ہے۔ اصل میں تعداد کا تعین مراد نہیں کثرت بتانا مقصد ہے۔

ابن وہب رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی کل ہزار بیویاں تھیں، تین سو آزاد اور سات سو لونڈیاں تھیں۔

ان شاء اللہ یاد کروانے والا فرشتہ تھا۔ مگر پھر بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کو ان شاء اللہ یاد نہ رہا۔

یہ ان شاء اللہ قسم والا نہیں، مگر یہ ثابت ہوتا ہے کہ کوئی کام آئندہ کے لیے کہیں تو ان شاء اللہ کہنے سے برکت ہوئی ہے، بھولنے سے محرومی رہتی ہے۔ (تحفۃ الاحوذی: ۲/ ۳۶۹)

٤٠٢٣ــــ وروٰی سِتِّیْنَ وَسَبْعِیْنَ وَتِسْعِیْنَ وَمِائَةً ، وَأَنَّهُ نَسِیَ فَلَمْ یَقُلْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ .

''دیگر روایات میں۔ ساٹھ، ستر، نوے، سو تک بھی آتا ہے لیکن وہ ان شاء اللہ کہنا بھول گئے۔''

٤٠٢٤ــ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا حَلَفَ أَحَدُكُمْ عَلٰی یَمِیْنٍ فَرَأٰی غَیْرَهَا خَیْرًا مِّنْهَا فَلْیُكَفِّرْ عَنْ یَمِیْنِهٖ وَلْیَنْظُرِ الَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ فَلْیَأْتِهٖ . (رواه النسائي ، ۳۷۸۲)

''سیدنا عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کسی چیز کی قسم کھائے، پھر اس کے خلاف کو بہتر سمجھے تو قسم کا کفارہ ادا کرے اور بہتر کام کرے۔''

٤٠٢٥ــ عَنْ أَبِیْ مُوْسَی قَالَ:إِنِّي أَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي رَهْطٍ مِّنَ الأَشْعَرِیِّیْنَ نَسْتَحْمِلُهُ فَقَالَ وَاللّٰهِ لاَأَحْمِلُكُمْ وَمَاعِنْدِي مَاأَحْمِلُكُمْ عَلَیْهِ فَلَبِثْنَا مَا شَاءَ اللّٰهُ فَأُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِنَهْبِ إِبِلٍ فَدَعَا بِنَافَأَمَرَلَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ غُرِّالذُّرَی قَالَ فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ أَغْفَلْنَا رَسُوْلَ

''سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا میں اشعری قبیلہ کی ایک جماعت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہم نے آپ ﷺ سے سواریاں طلب کیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں تمہیں سواری نہیں دوں گا۔ میرے پاس کوئی چیز موجود نہیں ہے جس پر تمہیں سوار کروں۔ پھر مال غنیمت کے اونٹ آ گئے تو آپ ﷺ نے پانچ اونٹ ہمیں دینے کا حکم دے دیا جو خوب موٹے تازے تھے۔ جب ہم اونٹ لے کر چلے

(٤٠٢٣) مسلم: ١٦٥٤۔ ترمذی: ١٥٣٢۔ نسائی: ٣٨٣١۔ احمد: ١٠٢٠٢.

(٤٠٢٤) نسائی: ٣٧٨٢۔ صحیح، البانی: ٣٥٤٠۔ بخاری: ٧١٤٦۔ مسلم: ١٦٥٢۔ ترمذی: ١٥٢٩۔ ابوداؤد: ٣٢٧٧۔ احمد: ٢٠١٠٥۔ دارمی: ٢٣٤٦.

(٤٠٢٥) مسلم: ١٦٤٩۔ بخاری: ٦٧٢١۔ ترمذی: ١٨٢٧۔ نسائی: ٤٣٤٧۔ ابوداؤد: ٣٢٧٦۔ ابن ماجہ: ٢١٠٧۔ احمد: ١٩٢٥۔ دارمی: ٢٠٥٥.

اللّٰهِ ﷺ يَـمِيْـنَـهُ لاَ يُبَـارَكُ لَنَافَرَجَعْنَا إِلَيْهِ فَـقُـلْـنَـايَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا أَتَيْنَاكَ نَسْتَحْمِلُكَ وَإِنَّكَ حَـلَـفْـتَ أَنْ لاَتَـحْـمِلَنَا ثُمَّ حَمَلْتَنَا أَفَـنَسِيْـتَ يَـارَسُـوْلَ اللّٰهِ قَالَ إِنِّي وَاللّٰهِ إِنْ شَـاءَ اللّٰهُ لاَأَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَأَرٰى غَيْرَهَا خَيْـرًا مِـنْهَـا إِلاَّ أَتَيْـتُ الَّـذِي هُـوَ خَيْـرٌ وَتَـحَـلَّـلْتُهَـا فَـانْطَلِقُوْا فَإِنَّمَا حَمَلَكُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ . (رواه مسلم، ١٦٤٩)

تو ہم نے ایک دوسرے کو کہا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کو آپ ﷺ کی قسم سے بے خبر رکھا ہے۔ ہمیں تو ان اونٹوں میں برکت نہ ہوگی ۔ ہم لوگ واپس آپ ﷺ کی طرف گئے اور ہم نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے ہمیں سواری نہ دینے کی قسم کھائی تھی اور پھر آپ ﷺ نے ہمیں سواریاں دیدی ہیں۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ بھول تو نہیں گئے؟ فرمایا: قسم اللہ کی! اگر اللہ چاہے تو میں کسی امر پر قسم کھاتا ہوں اور پھر اس کے غیر کو بہتر سمجھتا ہوں تو میں وہ کام کرتا ہوں جو بہتر ہوتا ہے اور قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں پس تم بے خطر جاؤ تمہیں اللہ تعالیٰ نے سوار کیا ہے۔'' (مسلم)

٤٠٢٦ـــــ عَـنْ عَبْـدِالـرَّحْـمٰـنِ بْنِ أَبِيْ بَـكْـرٍ رَضِـيَ الـلّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَبَابَكْرٍ تَضَيَّفَ رَهْـطـاً فَقَالَ لِعَبْدِالرَّحْمٰنِ دُوْنَكَ أَضْيَافَكَ فَـإِنِّـي مُـنْـطَلِقٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَـافْرُغْ مِن قِـرَاهُمْ قَبْلَ أَنْ أَجِيءَ فَانْطَلَقَ عَبْدُالرَّحْمٰنَ فَـأَتَـاهُـمْ بِمَا عِنْدَهٗ فَقَالَ اطْعَمُوْا فَقَالُوْا أَيْنَ رَبُّ مَـنْـزِلِـنَـا قَـالَ اطْـعَـمُوْا قَالُوْا مَانَحْنُ بِـاٰكِلِيْنَ حَتّٰى يَجِيءَ رَبُّ مَنْزِلِنَا قَالَ اقْبَلُوْا عَـنَّاقِرَاكُمْ فَإِنَّهٗ إِنْ جَاءَ وَلَمْ تَطْعَمُوْا لَنَلْقَيَنَّ مِـنْـهُ فَـأَبَوْا فَعَرَفْتُ أَنَّهٗ يَجِدُعَلَيَّ فَلَمَّاجَاءَ تَـنَحَّيْتُ عَنْهُ فَقَالَ مَاصَنَعْتُمْ فَأَخْبَرُوْهُ فَقَالَ يَـا عَبْـدَالـرَّحْـمٰـنِ فَسَكَـتُّ ثُـمَّ قَـالَ يَـاعَبْـدَالـرَّحْـمٰـنِ فَسَكَـتُّ فَقَالَ يَا غَنْثَرُ أَقْسَـمْـتُ عَـلَيْكَ إِنْ كُـنْـتَ تَسْمَعُ صَوْتِي

''سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک جماعت کی مہمانی کی اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو کہا: اپنے مہمانوں کی خدمت کرو۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس جاتا ہوں تم میرے آنے سے پہلے کھلا پلا کر مہمانوں کو فارغ کردو۔ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ ان کے پاس کھانا لے کر گیا جو کچھ حاضر تھا اور ان کو کہا تم کھانا کھاؤ۔ انہوں نے کہا: صاحب خانہ کہاں ہے؟ اس نے کہا: تم کھانا کھاؤ۔ انہوں نے کہا: اس کے آنے سے پہلے ہم نہیں کھائیں گے۔ اس نے کہا: تم ہم سے اپنی مہمانی قبول کرو اگر وہ آ گئے اور تم نے کھانا نہ کھایا ہوگا تو ان کی طرف سے ہمیں سزا ملے گی۔ ان لوگوں نے انکار کردیا اور میں جان گیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے اوپر ناراض ہوں گے۔ جب وہ آئے تو میں چھپ گیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو کہا: تم نے کیا کیا ہے؟ انہوں نے خبر دی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے عبدالرحمٰن! میں خاموش ہو رہا، انہوں نے پھر کہا:

(٤٠٢٦) بخاری: ٦١٤٠۔ مسلم: ٢٠٥٧۔ ابوداؤد: ٣٢٧٠۔ احمد: ١٧٠٤.

لَـمَّـا جِـئْتَ فَخَرَجْتُ فَقُلْتُ سَلْ أَضْيَافَكَ فَقَالُوْا صَدَقَ أَتَانَا بِهٖ قَالَ فَإِنَّمَا انْتَظَرْتُمُوْنِيْ وَاللّٰهِ لاَ أَطْعَمُهُ اللَّيْلَةَ فَقَالَ الآخَرُوْنَ وَاللّٰهِ لَا نَـطْـعَمُهُ حَتّٰى تَطْعَمَهُ قَالَ لَمْ أَرَفِي الشَّرِّ كَـالـلَّيْـلَةِ وَيْـلَـكُـمْ مَـا أَنْتُمْ لِمَ لَاتَقْبَلُوْنَ عَنَّاقِرَاكُمْ هَاتِ طَعَامَكَ فَجَاءَ هُ فَوَضَعَ يَدَهُ فَـقَـالَ بِـاسْـمِ اللّٰهِ الأُوْلَى لِلشَّيْطَانِ فَأَكَلَ وَأَكَلُوْا . (رواه البخاري، ٦١٤٠)

اے عبدالرحمٰن! تو میں خاموش رہا، انہوں نے پھر کہا: اے غنثر! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ اگر تو سنتا ہے تو مجھے جواب دو۔ پس میں نکل آیا اور میں نے کہا: اپنے مہمانوں سے پوچھو۔ تو انہوں نے کہا: عبدالرحمٰن سچ کہتا ہے۔ وہ ہمارے پاس کھانا لایا تھا۔ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: تم لوگوں نے میرا انتظار کیا ہے۔ میں اللہ کی قسم! آج رات کھانا نہیں کھاؤں گا۔ تو انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! اگر تو نہیں کھائے گا تو ہم بھی نہیں کھائیں گے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا: ایسی برائی میں نے اس رات کے علاوہ کبھی نہیں دیکھی تم پر افسوس ہے تم ہماری طرف سے مہمانی قبول کیوں نہیں کرتے؟ عبدالرحمٰن تم کھانا لاؤ تو وہ لایا۔ چنانچہ بسم اللہ کہہ کر ہاتھ ڈالا اور کہا: وہ پہلی حالت شیطان کی طرف سے تھی۔ پس ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے کھایا اور مہمانوں نے بھی کھایا۔'' (بخاری)

٤٠٢٧ــ وفي رواية: فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَـقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ بَرُّوْا وَحَنِثْتُ قَالَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ بَلْ أَنْتَ أَبَرُّهُمْ وَأَخْيَرُهُمْ قَالَ وَلَمْ تَبْلُغْنِي كَفَّارَةٌ . (لمسلم، ٢٠٥٧)

'' ایک روایت میں ہے کہ دوسرے دن ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گئے اور کہا: یارسول اللہ! ان لوگوں نے اپنی قسم پوری کی اور میں حانث ہوا (یعنی قسم توڑ بیٹھا) فرمایا: بلکہ تو ان سے زیادہ قسم پوری کرنے والا ہے اور ان سے زیادہ بہتر ہے۔'' (اور کفارہ کی خبر مجھے نہیں پہنچی) (مسلم)

٤٠٢٨ـــــــ وفـي رواية أخـرى: قَـالَ عَبْدُالـرَّحْـمٰـنِ وَاَيْـمُ الـلّٰهِ مَاكُنَّا نَأْخُذُمِنَ الـلُّـقْـمَةِ إِلَّارَبَا مِنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرَمِنْهَا حَتّٰى شَبِـعُـوْا وَصَـارَتْ أَكْثَـرَمِمَّـا كَـانَتْ قَبْلُ فَنَظَرَأَبُوْبَكْرٍ فَإِذَا شَيْءٌ أَوْأَكْثَرُقَالَ لِإِمْرَأَتِهِ يَا أُخْـتَ بَنِي فِرَاسٍ قَالَتْ لاَوَقُرَّةِ عَيْنِي لَهِيَ

'' دوسری روایت میں اسی کی مثل مذکور ہے۔ یہ بات زائد ہے کہ عبدالرحمٰن نے کہا: اللہ کی قسم! ہم اس میں سے لقمہ اٹھاتے تو اس کے نیچے سے مزید ظاہر ہوتا اور وہ پہلے سے زیادہ ہوتا جاتا جب سب نے سیر ہو کر کھایا تو وہ کھانا پہلے سے زیادہ تھا۔ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی زوجہ کو کہا: اے بنوفراس کی بیٹی! یہ کیا قصہ ہے؟ اس نے کہا: میری آنکھ کی ٹھنڈک کی قسم: یہ پہلے سے تین

(٤٠٢٧) بخاري: ٦١٤١ـ مسلم: ٢٠٥٧ـ ابوداؤد: ٣٢٧٠ـ احمد: ١٧١٤.
(٤٠٢٨) بخاري: ٣٥٨١ـ مسلم: ٢٠٥٧ـ ابوداؤد: ٣٢٧٠ـ احمد: ١٧٠٤.

الْآنَ أَكْثَرُ مِمَّا قَبْلُ بِثَلَاثِ مَرَّاتٍ فَأَكَلَ مِنْهَا أَبُوْبَكْرٍ وَقَالَ إِنَّمَا كَانَ الشَّيْطَانُ يَعْنِي يَمِيْنَهُ ثُمَّ أَكَلَ مِنْهَا لُقْمَةً ثُمَّ حَمَلَهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَصْبَحَتْ عِنْدَهُ وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَمَضَى الأَجَلُ فَتَفَرَّقْنَا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا مَعَ كُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ أُنَاسٌ اللّٰهُ أَعْلَمُ كَمْ مَعَ كُلِّ رَجُلٍ غَيْرَ أَنَّهُ بَعَثَ مَعَهُمْ قَالَ أَكَلُوْا مِنْهَا أَجْمَعُوْنَ أَوْ كَمَا قَالَ. (رواه البخاري، ٣٥٨١)

گنا زیادہ ہے۔ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے کھانے سے وہ کھانا کھایا اور کہا: پہلی بات شیطان سے تھی یعنی قسم کھانا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ تک پہنچایا گیا اور صبح تک کھانا آپ ﷺ کے پاس ہی رہا۔ ہمارا ایک قوم سے معاہدہ تھا جس کی مدت ختم ہو چکی تھی۔ ہم بارہ امراء بنائے گئے اور ہر امیر کے ساتھ کچھ لوگ تھے، واللہ اعلم کتنے تھے ان سب نے وہ کھانا کھایا۔ یا جیسا اس نے کہا ہے۔'' (بخاری)

٤٠٢٩ـ عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِيْنٍ فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَلْيَتْرُكْهَا فَإِنَّ تَرْكَهَا كَفَّارَتُهَا. (رواه إبن ماجة، ٢١١١ بضعف)

'' عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اس کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے قسم کھائی اور دیکھا کہ اس کے برعکس کام بہتر ہے تو اس قسم کو ترک کر دے اور اس کا ترک کرنا ہی اس کا کفارہ دینا ہے۔'' (ابن ماجہ سند ضعیف ہے)

شــــرح: ......ان احادیث اور واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ ایک نیک کام نہ کرنے کی قسم اٹھائی ہو تو قسم توڑ دی جائے اور کفارہ ادا کر دیا اور نیکی جاری کر دی جائے۔ اس بارے میں علماء مختلف ہیں کہ قسم پہلے توڑنی ہے یا کفارہ پہلے دینا ہے اور قسم بعد میں توڑنی ہے۔

علامہ مازری کفارہ کے تین حالات بیان کرتے ہیں: (۱) حلف سے پہلے ہی دے دیا جائے یہ کفایت نہیں کرتا، کیونکہ ابھی قسم کا وجود ہی نہیں تو کفارہ کیسا۔ (۲) قسم اٹھائی تھی اسے توڑا بعد میں کفارہ پہلے دیا، یہ بالاتفاق مقبول ہے۔

(۳) حالت ہے قسم اٹھائی تھی اسے توڑا نہیں کفارہ دے دیا ہے بعد میں قسم توڑی ہے۔ اس بارے میں اختلاف ہے۔ ایک حدیث میں قسم بعد میں ٹوٹنے اور کفارہ پہلے دینے کا ذکر ہے، دوسری میں کفارہ بعد میں دینے اور قسم کے خلاف پہلے عمل کرنے کا ثبوت آتا ہے۔

اس بارے میں معاملہ یہی سمجھ آتا ہے کہ اجازت ہے، پہلے کفارہ ادا ہو جائے قسم توڑ کر نیکی پر عمل بعد میں ہو جائے یا کفارہ پہلے ادا کر دیں اور بعد میں قسم توڑتے ہوئے نیکی پر عمل کریں۔ (عون المعبود: ۳/۲۲۴)

(٤٠٢٩) ابن ماجه ٢١١١ـ منكر، البانی: ٤٥٨ـ ابوداؤد: ٣٢٧٤.

٤٠٣٠۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّمَا الْيَمِيْنُ عَلٰى نِيَّةِ الْمُسْتَحْلِفِ. (رواه ابن ماجة، ٢١٢٠)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم کا اعتبار قسم لینے والے کی نیت پر ہوتا ہے جو قسم طلب کرنے والا ہے۔'' (ابن ماجہ)

شرح: ......ایک بات ایسی ہوتی ہے کہ اس کا ظاہر اور طرح ہوتا ہے اور اس کا باطن اور طرح کا ہوتا ہے، مثلاً ایک آدمی کہتا ہے، یہ میرا بھائی ہے، سننے والا نسبی بھائی مراد لیتا ہے جبکہ کہنے والا اسلامی بھائی مراد لیتا ہے۔ اسے اشارہ کنایہ یا توریہ سے بات کرنا کہتے ہیں۔

قسم میں اگر ایسی صورت پیدا ہو جائے تو جو مقصد حلف طلب کرنے والا تصور کرے اور کہے قسم اٹھانے والا صریح طور پر اس کے مطابق حلف دے گا تو درست ہوگی، وگرنہ یہ قسم تصور نہ ہوگی۔

علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قسم اصل میں قسم اٹھانے والے کی نیت کے مطابق ہوگی، یہ تمام احوال میں قانون ہے۔ مگر جب قسم کا معاملہ واضح نہ ہو تو پھر حلف کا مطالبہ کرنے والا جس نیت سے حلف لے اس کے مطابق ہوگی تو قبول ہوگی وگرنہ یہ قسم بے کار ہوگی۔ (عون المعبود: ۳/ ۲۱۸)

٤٠٣١۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمِيْنُكَ عَلٰى مَايُصَدِّقُكَ عَلَيْهِ صَاحِبُكَ. (رواه مسلم، ١٦٥٣)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: تیری قسم اس مفہوم کے مطابق واقع ہوگی جس کی تصدیق تیرا مدِ مقابل کرے گا۔'' (مسلم)

٤٠٣٢۔ عَنْ عَاشِئَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِفِي أَيْمَانِكُمْ﴾ فِي قَوْلِ الرَّجُلِ لَاوَاللّٰهِ وَبَلٰى وَاللّٰهِ. (رواه البخاري، ٤٦١٣)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یہ آیت نازل ہوئی ہے (اللہ تمہاری گرفت نہیں کرے گا تمہاری لغو قسموں میں) ان لوگوں کے متعلق جو کہتے ہیں۔ نہیں، قسم ہے اللہ کی! ہاں، قسم ہے اللہ کی (یعنی جن کا تکیہ کلام قسم ہے)۔'' (بخاری)

٤٠٣٣۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حِيْدَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّبِقَوْمٍ يَرْمُوْنَ وَهُمْ يَحْلِفُوْنَ: أَخْطَأْتُ

''سیدنا معاویہ بن حیدہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک قوم کے پاس سے گذرے جو تیر اندازی کر رہے تھے اور کہتے

(٤٠٣٠) ابن ماجه: ٢١٢٠۔ صحيح، البانی: ١٧٢٣۔ مسلم: ١٦٥٣۔ ترمذی: ١٣٥٤۔ ابوداؤد: ٣٢٥٥۔ ابن ماجه: ٢١٢١۔ احمد: ٨١٧٨۔ دارمی: ٢٣٤٩.

(٤٠٣١) مسلم: ١٦٥٣۔ ترمذی: ١٣٥٤۔ ابوداؤد: ٣٢٥٥۔ ابن ماجه: ٢١٢١۔ احمد: ٨١٧٨۔ دارمی: ٢٣٤٩.

(٤٠٣٢) بخاری: ٤٦١٣۔ ابوداؤد: ٣٢٥٤۔ مؤطا: ١٠٣٢.

(٤٠٣٣) طبرانی صغير: ١١٥١۔ ورجاله ثقات، الا ان شيخ الطبرانی، يوسف بن يعقوب بن عبدالعزيز الثقفی لم اجد من وثقه ولا جرحه، هيثمی: ٦٩٤٦.

وَاللّٰهِ أَصَبْتُ وَاللّٰهِ، فَلَمَّا رَأَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمْسَكُوْا، فَقَالَ: ارْمُوْا فَإِنَّ أَيْمَانَ الرُّمَاةِ لَغْوٌ لَا حِنْثَ فِيْهَا وَلَا كَفَّارَةَ. (رواه الطبراني في الصغير، ١١٥١)

جاتے تھے اللہ کی قسم! میں نے غلطی کی، اللہ کی قسم! میں نے صحیح نشانہ لگایا۔ انہوں نے جب آپ ﷺ کو دیکھا تو خاموش ہو گئے اور ٹھہر گئے۔ فرمایا: تم تیر اندازی کرو! تیر اندازی کرنے والوں کی قسمیں لغو ہوتی ہیں نہ تو وہ حانث ہوتے ہیں اور نہ کفارہ لازم آتا ہے۔'' (معجم الصغیر)

شــــرح: ......ثابت ہوا جو عادتاً بغیر نیت اور بغیر کسی کا مال ہتھیانے کے قسم اٹھائی جائے اس کا نہ تو گناہ ہے، نہ کفارہ ہے، تاہم اسے لغو قسم کہا گیا ہے، اس سے ایک دانشمند کا احتیاط کرنا ضروری ہے۔

٤٠٣٤۔ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ حَنْظَلَةَ قَالَ خَرَجْنَا نُرِيْدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَنَا وَائِلُ بْنُ حُجْرٍ فَأَخَذَهُ عَدُوٌّ لَهُ فَتَحَرَّجَ الْقَوْمُ أَنْ يَحْلِفُوْا وَحَلَفْتُ أَنَّهُ أَخِي فَخَلّٰى سَبِيْلَهُ فَأَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّ الْقَوْمَ تَحَرَّجُوْا أَنْ يَحْلِفُوْا وَحَلَفْتُ أَنَّهُ أَخِي قَالَ صَدَقْتَ الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ. (رواه أبوداود، ٣٢٥٦)

''سیدنا سوید بن حنظلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہونے کے لیے نکلے اور ہمارے ساتھ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ تھے تو ان کو ان کی دشمن قوم نے پکڑ لیا۔ ہمارے لوگ قسم کھانے میں گناہ سے ڈرتے تھے۔ پس میں نے قسم کھائی کہ یہ میرا بھائی ہے تو دشمنوں نے ان کو چھوڑ دیا۔ میں نے نبی کریم ﷺ کو خبر دی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے سچ کہا ہے، مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔'' (ابوداؤد)

شــــرح: ......اخوت کا لفظ غلام، آزاد، نسبی بھائی، اسلامی بھائی سب پر مشترک طور پر بولا جاتا ہے، اگر کوئی قسم اٹھانے والا کہتا ہے کہ یہ مسلمان میرا بھائی ہے، تو اسے مانا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اس بات کو مستحسن اور سچی قرار دیا تھا۔ حالانکہ وہ پکڑنے والا قسم نسبی اخوت سمجھ کر لے رہا تھا، یہ اسلامی اخوت پر قسم اٹھا رہے تھے۔ چونکہ اخوت میں اشتراکیت تھی یہ قسم صحیح ہوئی اور حلف اٹھوانے والے کے مطالبہ کے مطابق بھی ہوئی۔ (عون المعبود: ۳/ ۲۱۸)

٤٠٣٥۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَأَلَ النَّبِيُّ ﷺ الطَّالِبَ الْبَيِّنَةَ فَلَمْ تَكُنْ لَهُ بَيِّنَةٌ فَاسْتَحْلَفَ الْمَطْلُوْبَ فَحَلَفَ بِاللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَلٰى قَدْ فَعَلْتَ

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ دو آدمی اپنا مقدمہ لے کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، پس آپ ﷺ نے مدعی سے گواہ طلب کیے تو اس کے پاس گواہ نہیں تھے۔ پس آپ ﷺ نے (مدعی علیہ کو) قسم دی تو اس نے قسم کھائی اس ذات کی قسم! جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق

(٤٠٣٤) ابوداؤد: ٣٢٥٦۔ صحیح، البانی: ٢٧٩١۔ ابن ماجه: ٢١١٩۔ احمد: ١٦٢٨٥.

(٤٠٣٥) ابوداؤد: ٣٢٧٥۔ صحیح، البانی: ٢٨٠٣۔ احمد: ٢٦٠٨.

وَلٰكِنْ قَدْ غُفِرَلَكَ بِإِخْلَاصِ قَوْلِ لَا إِلٰهَ إِلَّااللّٰهُ . (رواه أبوداود، ، ٣٢٧٥)

نہیں ہے کہ میں نے یہ کام نہیں کیا ہے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: بلکہ تو نے یہ کام کیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے تجھے بخش دیا ہے تیرے اخلاص کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہنے کی وجہ سے۔'' (ابوداؤد)

شرح: ...... طالب سے مراد مدعی ہے، مطلوب سے مراد مدعا علیہ ہے۔ اصول تو یہ ہے کہ مدعی گواہ پیش کرے۔ اگر اس کے پاس گواہ نہ ہوں تو مدعی علیہ سے قسم لی جائے۔ اس مدعا علیہ نے قسم اٹھائی کہ میں نے مدعی کا حق نہیں لیا، نہ میں نے اس کا کچھ دینا ہے۔

یہ جھوٹا تھا آپ کو بذریعہ وحی اس کے جھوٹا ہونے کا علم ہوا چونکہ اس قسم کا کفارہ نہیں ہوتا یہ جھوٹی قسم تھی کفارہ سے اس کا گناہ نہیں مٹتا۔ یہ اتنا کبیرہ گناہ ہے کہ دوزخ اس کی سزا ہے۔ لا الہ الا اللہ ایک باعث برکت کلمہ ہے، اس اخلاص کی وجہ سے اس کا گناہ معاف ہوا وگرنہ جھوٹی قسم کی سزا دوزخ ہے۔

ایک اعتراض یہ ہے کہ اس حدیث میں آیا ہے، اس کی قسم کا کفارہ کلمہ لا الہ الا اللہ کی معرفت کی وجہ سے معاف ہوئی ہے۔ اور ایک دوسری حدیث میں آتا ہے کہ جھوٹی قسم کا کفارہ نہیں، اس کی سزا دوزخ ہے۔

اس کا حل یہ ہے کہ یہ خاص واقعہ ہے جس کے لیے نبی اکرم ﷺ نے کلمے کی معرفت کو مغفرت کا باعث قرار دیا ہے۔ عام معاملہ یہی ہے کہ جھوٹی قسم کا کفارہ نہیں اس کی سزا سنگین ہے۔ (عون المعبود: ٣/ ٢٢٥)

٤٠٣٦ــــ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاللّٰهِ لَأَنْ يَلِجَ أَحَدُكُمْ بِيَمِيْنِهِ فِي أَهْلِهِ آثَمُ لَهُ عِنْدَاللّٰهِ مِنْ أَنْ يُعْطِيَ كَفَّارَتَهُ الَّتِي افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْهِ . (للبخاري، ٦٦٢٥)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (بسا اوقات) تم میں سے کسی ایک کا اپنے گھر والوں کے حقوق کے خلاف قسم کھا کر اس پر ڈٹ جانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک قسم توڑ کر اللہ کا فرض کردہ کفارہ ادا کرنے سے زیادہ بڑا گناہ ہے۔'' (بخاری)

٤٠٣٧ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ حَلَفَ بِيَمِيْنٍ فَوَكَّدَهَا ثُمَّ حَنَثَ فَعَلَيْهِ عِتْقُ رَقَبَةٍ أَوْكِسْوَةُ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ وَمَنْ حَلَفَ بِيَمِيْنٍ فَلَمْ يُؤَكِّدْهَا ثُمَّ حَنَثَ فَعَلَيْهِ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ لِكُلِّ مِسْكِيْنٍ مُدٌّ مِّنْ

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ جس نے قسم کھائی اور اس پر تاکید کی پھر قسم توڑ دی تو اس پر کفارہ میں گردن آزاد کرنا یا دس مساکین کو لباس دینا ہے۔ اور جس قسم کو مؤکد نہ کیا اور توڑ دی جائے تو اس پر دس مساکین کو کھانا کھلانا ہے۔ ہر مسکین کو ایک مُد (آدھا کلو سے کچھ اوپر) گندم دے اور جو یہ نہ دے سکے تو

(٤٠٣٦) بخاري: ٦٦٢٥ـ مسلم: ١٦٥٥ـ ابن ماجه: ٢١١٤ـ احمد: ٢٧٤٢٧.
(٤٠٣٧) مؤطا: ١٠٣٥.

حِـنْـطَةٍ فَـمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَـلاثَةِ أَيَّامٍ . (رواه مالك، ١٠٣٥)

وہ تین ایام کے روزے رکھے۔" (امام مالک)

٤٠٣٨ـ عَـنِ ابْـنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَفَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِـصَـاعٍ مِنْ تَمْرٍ وَأَمَرَ النَّاسَ بِذٰلِكَ فَـمَـنْ لَمْ يَجِدْ فَنِصْفُ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ . (رواه ابن ماجة، ٢١١٢بضعف)

"سیدنا ابن عباس کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھجوروں کا ایک صاع (ڈھائی کلو) کفارہ ادا کیا۔ اور لوگوں کو بھی اس کا حکم دیا ہے۔ اور جو یہ نہ پائے تو نصف صاع گندم دیدے۔" (ابن ماجہ سند ضعیف)

٤٠٣٩ـ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كُـنَّـا نَـذْكُـرُ بَـعْضَ الأَمْرِ وَأَنَا حَدِيْثُ عَهْدٍ بِـالْجَاهِلِيَّةِ فَحَلَفْتُ بِاللاَّتِ وَالْعُزّٰى فَقَالَ لِيْ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِئْسَ مَاقُلْتَ ائْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبِرْهُ فَإِنَّا لَّا نَرَاكَ إِلَّا قَدْ كَفَرْتَ فَأَتَيْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ لِيْ قُلْ لاَ إِلٰهَ إِلَّا الـلّٰـهُ وَحْـدَهُ لا شَرِيْكَ لَهُ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ وَتَـعَـوَّذْ بِـالـلّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ وَاتْـفُـلْ عَـنْ يَسَـارِكَ ثَلاَثَ مَـرَّاتٍ وَلَا تَعُدْلَهُ . (رواه النسائي، ٣٧٧٦)

"سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم لوگ بعض امور کا تذکرہ کر رہے تھے اور اس وقت میں جاہلیت کے عہد سے قریب تھا (یعنی نیا نیا مسلمان ہوا تھا) اور میں نے لات اور عُزّٰی کی قسم اُٹھالی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے مجھے ڈانٹا اور کہا: تم نے بری بات کہی ہے۔ چل اُٹھ نبی کریم ﷺ کو جا کر بتا کیونکہ ہمارے خیال میں تو کفر کر بیٹھا ہے۔ چنانچہ میں نے نبی کریم ﷺ سے ملاقات کر کے آپ ﷺ کو اطلاع دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تین بار کہہ لا اله الا الله وحده لا شريك لهاور تین بار اعوذ باللہ پڑھ اور تین مرتبہ اپنی بائیں طرف تھوک دے اور آئندہ غیر اللہ کی قسم کا اعادہ نہ کرنا۔" (النسائی)

شرح:......۱۔ قسم پر اصرار کی صورت یہ ہے کہ ایک آدمی اپنے گھر والوں سے قسم کھاتا ہے کہ نیک سلوک نہ کرے گا اور یہ قسم توڑتا نہیں گھر والوں کی نقصان رسانی بڑھ جاتی ہے اور بہانہ یہ بنائے کہ اگر میں قسم توڑوں تو نیکی نہیں رہتی۔ بلکہ اسے چاہیے قسم کا کفارہ دے اور گھر والوں سے حسن سلوک شروع کر دے یہ اصل میں نیکی ہے۔ اگر وہ قسم نہ توڑنے پر اصرار ہی کرتا ہے تو عمل بہت بڑے گناہ والا ہے۔ (فتح الباری: ۱۱/ ۵۱۹)

۲۔ اور جو واقعہ لات اور عزیٰ کی قسم کا آیا ہے، یہ اگرچہ بقول البانی ضعیف ہے، مگر صحیح حدیث اس کی تائید کرتی ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو اپنی قسم میں لات معبود کا نام لے تم لا الہ الا اللہ کہو۔

اور جو ساتھی سے کہے آؤ جوا کھلیں تو وہ صدقہ کرے۔ (ابوداؤد: ۳۲۴۱) کیونکہ ان باتوں میں ان غلط بتوں کا توڑ

(٤٠٣٨) ابن ماجه: ٢١١٢ـ ضعيف، البانی: ٤٥٩.

(٤٠٣٩) نسائی: ٣٧٧٦ـ ضعيف، البانی: ٢٤٣ـ ابن ماجه: ٢٠٩٧ـ احمد: ١٥٩٣.

ہو جاتا ہے۔ (عون المعبود: ۳/ ۲۱۶)

۳۔ تاکید والی قسم یا غیر تاکید والی قسم کے تفریق نہیں سورت مائدہ میں ۸۹ یہ کفارہ ہے: (۱) دس مسکینوں کو درمیانہ کھانا کھلانا، لباس پہنانا ہے، یا پھر گردن آزاد کرنا ہے۔ جو ان میں سے کسی چیز کی طاقت نہ پائے تو تین دن کے مسلسل روزے رکھے۔

یہ تو قرآن میں کفارہ ہے، اس کے علاوہ جتنے بھی اس کے خلاف کفارے مذکور ہیں یا تو ضعیف ہیں یا پھر مجبوری کی حالت پر ہوں گے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/۲۷۷)

کتاب النذر

نذر کا بیان

۴۰۴۰۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لاَ تَنْذُرُوْا فَإِنَّ النَّذْرَ لا يُغْنِيْ مِنَ الْقَدْرِ شَيْئًا وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيْلِ. (رواه النسائي، ٣٨٠٥)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: منت نہ مانا کرو، منت تقدیر کے بالمقابل کوئی فائدہ نہیں دیتی ہے، بلکہ اس کے ذریعے بخیل سے مال نکالا جاتا ہے۔''

۴۰۴۱۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِنَّ النَّذْرَ لاَ يُقَرِّبُ مِنَ ابْنِ آدَمَ شَيْئاً لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ قَدَّرَهُ لَهُ وَلٰكِنَّ النَّذْرَ يُوَافِقُ الْقَدْرَ فَيُخْرَجُ بِذٰلِكَ مِنَ الْبَخِيْلِ مَا لَمْ يَكُنْ الْبَخِيْلُ يُرِيْدُ أَنْ يُخْرِجَ. (رواه مسلم، ١٦٤٠)

''ایک روایت میں ہے نذر سے وہ چیز ابن ادم کے قریب نہیں آتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے مقدر نہ کی ہو۔ البتہ منت کے ذریعہ بخیل سے وہ چیز نکالی جاتی ہے جس کے دینے کا اس کا ارادہ نہیں تھا۔'' (مسلم)

شرح: ......ان احادیث سے بظاہر نظر آتا ہے کہ نذر نہ مانی جائے یہ منع ہے، مگر قرآن پاک میں ہے: ﴿يُوفُوْنَ بِالنَّذْرِ﴾ (الدهر: ٧) ''نیکوکار نذر کو پورا کرتے ہیں۔''

اس میں نذر پوری کرنے والوں کی تعریف ہے، اور احادیث میں نذر کی ممانعت وارد ہوئی ہے، یہ تو تعارض ہوا۔ نذر کی تعریف یہ ہے کہ آدمی کوئی چیز خود پر واجب کرے۔ اوپر آیت اور احادیث میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ نذر اطاعت الٰہی میں ہو تو وہ جائز ہے، اور جو اطاعت الٰہی میں نہیں وہ نذر منع ہے۔ احادیث میں نذر کی ممانعت کی ایک اور وجہ بھی

(٤٠٤٠) نسائی: ٣٨٠٥۔ صحیح، البانی: ٣٥٦٣۔ بخاری: ٦٦٩٤۔ مسلم: ١٦٤٠۔ ترمذی: ١٥٣٨۔ ابوداؤد: ٣٢٨٨۔ ابن ماجه: ٢١٢٣۔ احمد: ٩٦٤٧.

(٤٠٤١) مسلم: ١٦٦٠۔ ترمذی: ١٥٣٨۔ ابوداؤد: ٣٢٨٨۔ ابن ماجه: ٢١٢٣۔ احمد: ٩٦٤٧.

ہے کہ آدمی یہ اعتقاد رکھے کہ یہ نذر قضا وقدر بدل دیتی ہے، یہ منع ہے۔

ایک اور صورت بھی نذر کی منع ہے یعنی ایسی نذر ہو کہ وہ اگر پوری نہیں ہوتی تو وہ نیکی آدمی نہ کرے جس کی نذر مانی تھی، اس طرح کنجوسی کا پہلو نکلتا ہے۔ اور شریعت کو کنجوسی سے سخت نفرت ہے۔ بخیل آدمی ویسے نیکی پر خرچ کرنا پسند نہیں کرتا اور نذر کی صورت میں بھی وہ خوش دلی سے خرچ نہیں کرتا بددلی سے ہی خرچ کرتا ہے یہ دونوں صورتیں اچھی نہیں ہیں۔

اس لیے ایسی نذر جس میں یہ اعتقاد ہو کہ قضا وقدر کو نذر بدل دیتی ہے، اور کنجوسی نمایاں ہو اس نذر سے ممانعت ہے اور اسے خیر سے خالی قرار دیا گیا ہے، اچھی نذر تو پوری کرنے کا حکم ہے۔

اندازہ لگائیں، اللہ تعالیٰ سے یہ کہنا کہ اگر میرا یہ کام ہوگا میں اتنا مال خرچ کروں گا تو یہ اللہ سے شرط لگانے والی بات ہے، اللہ تو بے پرواہ ہے اسے ایسی مشروط نیکیوں کی ضرورت نہیں۔

اس دور میں اہل قبور، کے لیے ہر مسرت کے موقع پر نذریں مانتے ہیں یہ قطعاً حرام ہیں، نذر فقط اللہ کے لیے ہونی چاہیے کسی بندے یا آستانے کے لیے نذر شرک ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۷۷۰)

٤٠٤٢ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ النَّذْرِ وَأَمَرَنَا بِالْوَفَاءِ بِهِ . (للكبير)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے منت ماننے سے منع فرمایا ہے اور (اگر کوئی مان لے) تو اسے پوری کرنے کا بھی حکم دیا ہے۔'' (الکبیر)

انتباہ: ......اوپر والی وضاحت کے ضمن میں اس کا مطلب بیان ہو چکا ہے۔

٤٠٤٣ـ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ رَجُلًا قَامَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ نَذَرْتُ لِلّٰهِ إِنْ فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكَ مَكَّةَ أَنْ أُصَلِّيَ فِيْ بَيْتِ الْمَقْدَسِ رَكْعَتَيْنِ قَالَ صَلِّ هَاهُنَا ثُمَّ أَعَادَ عَلَيْهِ فَقَالَ صَلِّ هَاهُنَا ثُمَّ أَعَادَ عَلَيْهِ فَقَالَ شَأْنُكَ إِذَنْ . (رواه أبو داود، ٣٣٠٥)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن ایک آدمی نے کھڑے ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے اللہ تعالیٰ کے لیے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لیے مکہ فتح کر دیا تو میں بیت المقدس میں نماز پڑھوں گا۔ آپ نے فرمایا: یہاں ہی پڑھ لے۔ اس شخص نے سوال دھرایا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہاں پڑھ لے۔ اس آدمی نے پھر اپنا سوال دہرایا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو جان اور تیرا کام جانے۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......اس میں دلیل ہے جو کوئی نماز، صدقہ وغیرہ کی نذر مانتا ہے، اور اس جگہ کی نذر مانتا ہے جو افضل ہے مگر دوسری جگہ جس میں نماز وغیرہ کی نذر نہیں مانی وہ اس سے بھی افضل ہے، تو غیر افضل جگہ جس کی نذر مانی گئی ہے نذر

(٤٠٤٢) طبرانی کبیر، باسنادین ورجاله احدهما رجال الصحیح، هیثمی: ٦٩٤٨.

(٤٠٤٣) ابوداؤد: ٣٣٠٥ـ صحیح، البانی: ٢٨٢٧ـ احمد: ٢٢٦٥٨ـ دارمی: ٢٣٣٩.

اس جگہ پوری کرنا ضروری نہیں زیادہ افضل جگہ پر بھی کی جا سکتی ہے۔ اور جس جگہ کی نذر مانی ہے اس جگہ بھی پوری کی جا سکتی ہے۔

اس کی وضاحت مزید اس سے بھی ہوتی ہے کہ ایک خاتون بیمار ہوئی، اس نے نذر مانی اگر مجھے اللہ نے شفا دی تو میں بیت المقدس میں نماز پڑھوں گی۔ اللہ نے اسے شفا دی تو اس نے بیت المقدس کے سفر کی تیاری کی وہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کو سلام کرنے آئی اور اپنی نذر کا انہیں بتایا۔ تو انہوں نے کہا: ادھر ہی رہو اور مسجد نبوی میں نماز پڑھ لو نذر پوری ہو جائے گی۔ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: میری مسجد میں نماز پڑھنا دوسری مساجد میں نماز پڑھنے سے ایک ہزار گنا زیادہ ہے۔

۲۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہتر عمل بتا دیا تھا، مگر جب ان کا اصرار دیکھا کہ یہ وہاں ہی جانا چاہتے ہیں تو فرمایا: تم اپنے حالات سے زیادہ آگاہ ہو۔ اگر بیت المقدس میں ہی نذر پوری کرنا چاہتے ہو تو میں روکتا نہیں۔ (عون المعبود: ۳/۲۳۳)

٤٠٤٤ـــ عَـنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَـى ابْـنِ عُـمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ إِنِّيْ نَـذَرْتُ أَنْ أَصُـوْمَ يَوْماً فَوَافَقَ يَوْمَ أَضْحٰى أَوْفِـطْرٍ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَمَـرَاللّٰهُ تَعَالٰى بِـوَفَـاءِ الـنَّـذْرِ وَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰـهِ ﷺ عَنْ صَوْمِ هٰذَا الْيَوْمِ . (لمسلم، ١١٣٩)

''زیاد بن جبیر کا بیان ہے کہ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا۔ اس نے سوال کیا کہ میں نے ایک مخصوص دن کے روزے کی نذر مانی تھی، لیکن وہ دن عید کا بنتا ہے۔ میں کیا کروں؟ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اللہ نے نذر پوری کرنے کا حکم دیا ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے دن روزے سے منع کیا ہے۔'' (مسلم)

٤٠٤٥ـــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ إِذَاهُوَبِرَجُلٍ قَائِمٍ فَسَأَلَ عَنْهُ فَقَالُوْا أَبُـوْ إِسْـرَائِيْـلَ نَـذَرَأَنْ يَّـقُـوْمَ وَلَايَـقْـعُدَ وَلَايَسْتَـظِـلَّ وَلَايَتَـكَـلَّـمَ وَيَـصُوْمَ فَقَـالَ النَّبِيّ ﷺ مُـرْهُ فَـلْيَتَكَلَّمْ وَلْيَسْتَظِلَّ وَلْيَقْعُدْ وَلْيُتِمَّ صَوْمَهٗ . (رواه الخاري، ٦٧٠٤)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے، دیکھا کہ ایک آدمی کھڑا ہے، اس کے متعلق پوچھا: تو لوگوں نے عرض کی: ابو اسرائیل ہے، اس نے نذر مانی ہے کہ دھوپ میں کھڑا رہے گا، بیٹھے گا نہیں، روزہ رکھے گا، اور افطار نہیں کرے گا، نہ اپنے اوپر سایہ کرے گا، اور نہ کلام کرے گا۔ فرمایا: اس کو حکم دو کہ سایئے میں رہے، بیٹھے، کلام کرے اور روزہ پورا کرے۔'' (بخاری)

٤٠٤٦ـــ قَـالَ مَالِكٌ وَلَمْ أَسْمَعْ أَنَّ رَسُوْلَ

''امام مالک کی مرسل روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس

(٤٠٤٤) مسلم: ١١٣٩۔ بخاری: ٦٧٠٦۔ احمد: ٦١٩٩.
(٤٠٤٥) بخاری: ٦٧٠٤۔ ابوداؤد: ٣٣٠٠۔ ابن ماجه: ٢١٣٦۔ مؤطا: ١٠٢٩.
(٤٠٤٦) مؤطا: ١٠٢٩.

اللّٰهِ ﷺ أَمَرَهُ بِكَفَّارَةٍ وَّقَدْ أَمَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُتِمَّ مَاكَانَ لِلّٰهِ طَاعَةً وَيَتْرُكَ مَاكَانَ لِلّٰهِ مَعْصِيَةً. (قَالَ مَالِكٌ وَلَمْ أَسْمَعْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ أَمَرَهُ بِكَفَّارَةٍ). (رواه مالك، ١٠٢٩)

کو کفارہ ادا کرنے کا حکم دیا اور اس چیز کے پورا کرنے کا بھی حکم دیا جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور اس چیز کو ترک کرنے کا حکم دیا جو اللہ کی نافرمانی ہے۔ اور مجھے یہ خبر پہنچی کہ آپ ﷺ نے اس شخص کو کفارہ دینے کا حکم دیا۔'' (مالک)

٤٠٤٧ـ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّهُ قَالَ نَذَرَتْ أُخْتِيْ أَنْ تَمْشِيَ إِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ حَافِيَةً فَأَمَرَتْنِي أَنْ أَسْتَفْتِيَ لَهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَفْتَيْتُهُ فَقَالَ لِتَمْشِ وَلْتَرْكَبْ. (رواه مسلم، ١٦٤٤)

''سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری بہن نے نذر مانی کہ وہ بیت اللہ کو ننگے پاؤں پیدل چل کر جائے گی۔ چنانچہ اس نے مجھے حکم دیا کہ میں اس کے لیے رسول اللہ ﷺ سے فتویٰ پوچھوں میں نے آپ ﷺ سے فتویٰ پوچھا: پس آپ ﷺ نے فرمایا: پیادہ بھی چلے اور سوار بھی ہو۔'' (مسلم)

٤٠٤٨ـ وفي رواية: حَافِيَةً غَيْرَ مُخْتَمِرَةٍ فَقَالَ: مُرُوْهَا فَلْتَخْتَمِرْ وَلْتَرْكَبْ وَلْتَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ. (رواه أبوداود، ٣٢٩٣)

''ایک روایت میں ہے کہ نذر مانی کہ وہ پیادہ چلے گی اور سر پر چادر نہیں اوڑھے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو حکم دو کہ وہ سر پر چادر اوڑھے اور سوار ہو کر جائے اور تین روزے رکھے۔ (ابوداؤد)

٤٠٤٩ـ وفي رواية عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فَلْتَرْكَبْ وَلْتُهْدِبَدَنَةً. (لأبي داود، ٣٣٠٣)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ وہ سوار ہو اور اونٹ کی قربانی دے۔'' (ابوداؤد)

٤٠٥٠ـ وفي رواية: فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تَرْكَبَ وَتُهْدِيَ هَدْيًا. (لأبي داود، ٣٢٩٦)

'' دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کو حکم دیا کہ وہ سوار ہو اور کوئی جانور قربان کرے۔'' (ابوداؤد)

٤٠٥١ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أُخْتِي

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک آدمی نے آکر رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ میری بہن نے پیدل چل کر حج

(٤٠٤٧) مسلم: ١٦٤٤ـ بخاري: ١٨٦٦ـ ترمذي: ١٥٤٤ـ نسائي: ٣٨١٥ـ ابوداؤد: ٣٢٩٣ـ ابن ماجه: ٢١٣٤ـ احمد: ١٦٨٤٠ـ دارمي: ٢٣٣٤.

(٤٠٤٨) ابوداؤد: ٣٢٩٣ـ ضعيف، الباني: ٧١٨ـ بخاري: ١٨٦٦ـ مسلم: ١٦٦٤ـ ترمذي: ١٥٤٤ـ نسائي: ٣٨١٤ـ ابن ماجه: ٢١٣٤ـ احمد: ١٦٤٠ـ دارمي: ٢٣٣٤.

(٤٠٤٩) ابوداؤد: ٣٣٠٣ـ صحيح، الباني: ٢٨٢٥ـ دارمي: ٢٣٣٥.

(٤٠٥٠) ابوداؤد: ٣٢٩٦ـ صحيح، الباني: ٢٨١٨ـ دارمي: ٢٣٣٥.

(٤٠٥١) ابوداؤد: ٣٢٩٥ـ ضعيف الباني: ٧٢٠ـ دارمي: ٢٣٣٥.

نَذَرَتْ يَعْنِي أَنْ تَحُجَّ مَاشِيَةً فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ لَايَصْنَعُ بِشِقَاءِ أُخْتِكَ شَيْئًا فَلْتَحُجَّ رَاكِبَةً وَلْتُكَفِّرْ عَنْ يَمِينِهَا. (رواه أبوداود، ٣٢٩٥)

کرنے کی نذر مانی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ تیری بہن کو مشقت میں ڈال کر کیا کرے گا؟ لہٰذا وہ سوار ہو کر حج کرنے جائے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے۔" (ابوداؤد)

شــرح : ......ان تمام احادیث میں یہ چیز متحد ہے کہ جو نذر مشقت میں ڈالے اور طاقت سے باہر ہو اسے توڑنے کا حکم ہے اور اس کا کفارہ ادا کر دیا جائے۔

یہ اس نذر کے لیے حکم ہے جو اچھے مقصد اور اچھے سفر کے لیے ہو جو کارِ ثواب ہے۔ اس مقدس سفر میں بھی تکلف اور غیر شرعی حرکت کی اجازت نہیں دی گئی جو سفر پیر خانوں، مزاروں اور آستانوں کی طرف ننگے پاؤں اور ننگے بدن کیا جاتا ہے، اس سفر کا شریعت میں ثبوت نہیں، بلکہ یہ گناہ کا سفر ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/۷۷۳)

٤٠٥٢۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَخَوَيْنِ مِنَ الأَنْصَارِ كَانَ بَيْنَهُمَا مِيرَاثٌ فَسَأَلَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ الْقِسْمَةَ فَقَالَ إِنْ عُدتَّ تَسْأَلْنِيْ عَنِ الْقِسْمَةِ فَكُلُّ مَالِ لِي فِي رِتَاجِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ إِنَّ الْكَعْبَةَ غَنِيَّةٌ عَنْ مَّالِكَ كَفِّرْ عَنْ يَّمِيْنِكَ وَكَلِّمْ أَخَاكَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَايَمِيْنَ عَلَيْكَ وَلَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةِ الرَّبِّ وَفِي قَطِيْعَةِ الرَّحِمِ وَفِيْمَا لَاتَمْلِكُ. (رواه أبوداود، ٣٢٧٢)

"ابن مسیّب رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ انصار میں دو بھائی تھے، جن کے مابین وراثت کا مال تھا۔ پس ایک نے دوسرے سے تقسیم کرنے کا مطالبہ کیا تو اس نے کہا: اگر تو نے مجھ سے تقسیم کرنے کا سوال کیا تو میرا کل مال کعبہ کے خزانے میں بند ہوگا۔ پس عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کعبہ تیرے مال سے غنی ہے۔ تو اپنی قسم کا کفارہ دے اور بھائی سے کلام کر۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تیرے اوپر نہ قسم پڑتی ہے اور نہ نذر واجب ہوتی ہے، اللہ کی نافرمانی میں۔ اور قطع رحمی میں، اور نہ اس چیز میں جو تیری ملکیت میں نہ ہو۔" (ابوداؤد)

٤٠٥٣ــ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ قَالَ نَذَرَ رَجُلٌ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَنْحَرَ إِبِلًا بِبُوَانَةَ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ إِنِّيْ نَذَرْتُ أَنْ أَنْحَرَ إِبِلاً بِبُوَانَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ هَلْ كَانَ فِيْهَا وَثَنٌ مِنْ أَوْثَانِ الْجَاهِلِيَّةِ

"سیدنا ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ایک آدمی نے نذر مانی کہ وہ مقامِ بوانہ میں اونٹ ذبح کرے گا۔ پھر اس نے اپنی منت ماننے کی خبر نبی کریم ﷺ کو دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہاں عہد جاہلیت کے بتوں میں سے کوئی بت تو نہیں تھا جس کی عبادت کی جاتی

(٤٠٥٢) ابوداؤد: ٣٢٧٢۔ ضعيف الاسناد، ٧١٣.
(٤٠٥٣) ابوداؤد: ٣٣١٣۔ صحيح، البانی: ٢٨٣٤.

يُعْبَدُ قَالُوْا لَا قَالَ هَلْ كَانَ فِيْهَا عِيْدٌ مِّنْ أَعْيَادِهِمْ قَالُوْا لَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَوْفِ بِنَذْرِكَ فَإِنَّهُ لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ وَلَا فِيْمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ آدَمَ. (رواه أبوداود، ٣٣١٣)

ہو؟ تو لوگوں نے کہا: نہیں، فرمایا: کیا وہاں کوئی میلہ لگتا ہے ان کے میلوں میں سے؟ تو لوگوں نے کہا: نہیں، فرمایا: اپنی نذر پوری کر۔ اس نذر کا پورا کرنا جائز نہیں جس میں اللہ کی نافرمانی ہو یا جس کا انسان مالک نہ ہو۔'' (ابوداؤد)

شــــرح: ......اس سے ثابت ہوا شرک تک پہنچانے والے ذرائع بند کرنا ضروری ہے اور جاہلیت والوں کے طریقوں سے اجتناب کیا جائے۔ انہیں زندہ نہ کیا جائے، انہیں زندہ نہ کیا جائے، مشرکوں، یہودیوں اور عیسائیوں اور غیر مسلموں کی عیدوں وغیرہ میں شریک نہ ہوا جائے اور نہ ہی انہیں مبارک باد دی جائے۔ اور جو اس جگہ میں کچھ کرنے کی نذر مانے جہاں غیر اللہ کی تعظیم ہوتی ہو تو اسے پورا نہ کیا جائے اس نذر کا کفارہ ادا کر دیا جائے۔

یہ بھی ثابت ہوا غیر مسلموں کی عید پر یا ان کی سالگرہ پر یا ان کے کسی بادشاہ کے جنم دن پر مبارکباد دینا، انہیں گلدستہ پیش کرنا یا تحائف دینا جائز نہیں۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ قطع رحمی اور نافرمانی کی نذر ہو نہ وہ نذر ہو جو آدمی کی طاقت سے باہر ہے، اگر کوئی ایسی نذر مانی ہو تو اس کو توڑنے کا حکم ہے اور کفارہ دے دے، اس نذر کو پورا نہ کرے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۶۷۷)

٤٠٥٤۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أَضْرِبَ عَلٰى رَأْسِكَ بِالدُّفِّ قَالَ أَوْفِيْ بِنَذْرِكِ. (رواه أبوداود، ٣٣١٢)

''عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اس کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے نذر مانی ہے کہ اگر اس جنگ سے آپ ﷺ سلامتی کے ساتھ واپس آئے اور غنیمت حاصل کی تو میں آپ ﷺ کے پاس دف بجاؤں گی۔ فرمایا: تو نے اگر نذر مانی ہے تو نذر پوری کرو۔'' (ابوداؤد)

شــرح: ...... نبی ﷺ نے اس خاتون سے کہا: اگر نذر مانی ہے تو بجانا، اگر نہیں مانی تو نہ بجانا۔ اس نے کہا: نذر مانی ہے، آپ بیٹھ گئے اس نے دف بجائی۔ دف بجانا کوئی اطاعت کے کاموں میں سے نہیں اسے صرف ایک مباح اور جائز کام کہہ سکتے ہیں۔

ہاں! نبی ﷺ کا باسلامت غزوہ سے آنا، کفار کی پریشانی کا باعث تھا، اور منافقوں کی اس میں ذلت تھی، اس طرح یہ نیک کام بن جاتا ہے۔ اس لیے دف بجانے کی اجازت دے دی۔ (عون المعبود: ۳/ ۲۳۶)

(٤٠٥٤) ابوداؤد: ٣٣١٢۔ حسن، صحیح، البانی: ٢٨٣٣.

٤٠٥٥ـ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا نَذْرَ فِيْ مَعْصِيَةٍ وَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ الْيَمِيْنِ . (رواه النسائي، ٣٨٣٤)

''عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نافرمانی کی منت جائز نہیں اور اس کا کفارہ قسم کے کفارہ کی مثل ہے۔'' (نسائی)

٤٠٥٦ـ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ أَتَتِ امْرَأَةٌ إِلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَتْ إِنِّيْ نَذَرْتُ أَنْ أَنْحَرَ ابْنِيْ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا تَنْحَرِي ابْنَكِ وَكَفِّرِيْ عَنْ يَمِيْنِكِ فَقَالَ شَيْخٌ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَكَيْفَ يَكُوْنُ فِي هٰذَا كَفَّارَةٌ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ: ﴿وَالَّذِيْنَ يُظَاهِرُوْنَ﴾ مِنْكُمْ ﴿مِنْ نِسَائِهِمْ﴾ ثُمَّ جَعَلَ فِيْهِ مِنَ الْكَفَّارَةِ مَاقَدْ رَأَيْتَ . (رواه مالك، ١٠٣٠)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کو ایک عورت نے کہا: میں نے نذر مانی ہے کہ میں اپنے بیٹے کو ذبح کروں گی۔ تو انہوں نے کہا: بیٹے کو ذبح نہ کر اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر۔ تو ایک بوڑھے آدمی نے کہا: یہ کفارہ کیسے ہوگا؟ سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ لوگ جو اپنی عورتوں سے ظہار کرتے ہیں۔ پھر اس میں اللہ تعالیٰ نے کفارہ بیان کیا جیسا تو نے دیکھا اور سنا ہے۔'' (مالک)

٤٠٥٧ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ نَذَرَ نَذْرًا لَّمْ يُسَمِّهِ فَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِيْنٍ وَمَنْ نَذَرَ نَذْرًا فِي مَعْصِيَةٍ فَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِيْنٍ وَمَنْ نَذَرَ نَذْرًا لَا يُطِيْقُهُ فَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِيْنٍ وَمَنْ نَذَرَ نَذْرًا أَطَاقَهُ فَلْيَفِ بِهٖ . (رواه أبو داود، ٣٣٢٢)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کوئی نذر مانی جس کا نام بیان نہ کیا تو اس کا کفارہ قسم کے کفارہ کی مانند ہے۔ اور جس نے ایسی منت مانی جو نافرمانی کے زمرے میں آتی ہے تو اس کا کفارہ قسم کے کفارہ کی مثل ہے۔ اور جس نے نذر مانی جس کی اس کو طاقت نہیں ہے تو اس کا کفارہ قسم کے کفارے کی طرح ہے۔ اور جس نے ایسی نذر مانی جس کو وہ پورا کر سکتا ہے تو وہ اپنی منت پوری کرے۔'' (ابوداؤد)

٤٠٥٨ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ عَنْ عَمَّتِهٖ أَنَّهَا حَدَّثَتْهُ عَنْ جَدَّتِهٖ أَنَّهَا كَانَتْ جَعَلَتْ عَلٰى نَفْسِهَا مَشْيًا إِلٰى مَسْجِدِ قُبَاءٍ فَمَاتَتْ

''عبداللہ بن ابی بکر اپنی پھوپھی سے روایت کرتے ہیں، وہ اس کی دادی کے متعلق بتاتی ہیں کہ اس نے مسجد قبا پیدل جانے کی نذر مانی لیکن پوری کرنے سے پہلے ہی چل بسی،

(٤٠٥٥) نسائی: ٣٨٣٤ـ صحیح، البانی: ٣٥٩١.
(٤٠٥٦) مؤطا: ١٠٣٠.
(٤٠٥٧) ابوداؤد: ٣٣٢٢ـ ضعیف، مرفوعا: ٧٢٣ـ ابن ماجه: ٢١٢٨.
(٤٠٥٨) مؤطا: ١٠٢٥.

وَلَـمْ تَقْضِهِ فَأَفْتَي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ ابْنَتَهَا أَنْ تَمْشِيَ عَنْهَا . (رواه مالك ، ١٠٢٥)

چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی بیٹی کو فتویٰ دیا کہ وہ اپنی والدہ کی طرف سے پیدل چل کر مسجد قبا جائے۔"

شرح: ...... نافرمانی کی نذر یہ ہے کہ میں فلاں نیکی نہ کروں گا، صلہ رحمی نہ کروں گا، شراب پیوں گا۔ ایسی نذر میں نافرمانی کے کام چھوڑ دے اور نذر کا آدمی کفارہ دے دے۔

قسم کا کفارہ جو ہے، وہی نذر کا کفارہ ہے، دس مسکینوں کو درمیانہ کھانا کھلانا، یا لباس پہنانا، یا پھر گردن آزاد کرنا، جو ان کی طاقت نہ رکھتا ہو تین دن کے مسلسل روزے رکھے۔ (المائدہ: ۸۹، تفہیم الاسلام: ۲/۲۷۷)

۲۔ بیٹے کو ذبح کرنے کی نذر بھی غلط تھی اس لیے کفارہ ادا کرنے کا حکم دیا۔ اس پر ایک بزرگ نے اعتراض کیا نذر نافرمانی کی ہے، اس پر تو کفارہ نہیں پڑنا چاہیے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، کفارہ تو ہے جیسا کہ ظہار کرنا بھی (کہ بیوی کو ماں کی مانند کہنا) بھی تو بری بات اور رب کی نافرمانی ہے، اس میں بھی کفار ہے۔ ایک روایت میں اس عورت کی نذر کے عوض سو اونٹ یا بکرے ذبح کرنے کا حکم بھی منقول ہے۔ (شرح زرقانی: ۳/ ۶۱)

۳۔ مسجد قبا میں پیدل چلنے کی ترغیب ہے، اس لیے اس کی اجازت دی اگر غلط نذر ہو تو اسے پورا نہیں کرنا ولی اس کا کفارہ دے گا۔

ثابت ہوا نذر نیک ہو اسے پورا کرنے سے پہلے کوئی فوت ہو جاتا ہے تو اس نذر کو اس کا ولی پورا کرے۔ (شرح زرقانی: ۲/ ۵۶)

كتاب النكاح
نکاح کا بیان

ذكر تزويج النبى ﷺ ببعض نسائه رضي الله عنهن
رسول اللہ ﷺ کا اپنی بعض ازواج سے نکاح کا بیان

٤٠٥٩ــــ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أُرِيْتُكِ فِي الْمَنَامِ ثَلَاثَ لَيَالى جَاءَ نِي بِكِ الْمَلَكُ فِي سَرَقَةٍ حَرِيْرٍ فَيَقُوْلُ هَذِهِ امْرَأَتُكَ فَأَكْشِفُ عَنْ وَجْهِكِ فَإِذَا أَنْتِ هِيَ فَأَقُوْلُ إِنْ يَكُنْ هٰذَا مِنْ عِنْدِاللّٰهِ يُمْضِهِ. (لمسلم، ٢٤٣٨)

''عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: تو مجھے خواب میں دیکھائی گئی تھی، تین رات ریشمی پارچہ میں لپیٹ کر فرشتہ تجھے لاتا اور کہتا یہ آپ کی بیوی ہے۔ میں پردہ اٹھاتا تو اس میں تو ہی ہوتی۔ میں کہتا اگر یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے تو ایسا ہو کر رہے گا۔'' (مسلم)

٤٠٦٠ــــ وفى رواية فَقَالَ إِنَّ هَذِهِ زَوْجَتُكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ. (رواه الترمذي، ٣٨٨٠)

''اور ترمذی کے الفاظ ہیں: یہ آپ کی دنیا اور آخرت میں زوجہ ہے۔''

٤٠٦١ــــ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ عَائِشَةَ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ لَهٗ أَبُوْبَكْرٍ إِنَّمَا أَنَا أَخُوْكَ فَقَالَ أَنْتَ أَخِيْ فِي دِيْنِ اللّٰهِ وَكِتَابِهٖ وَهِيَ لِي حَلَالٌ. (رواه البخاري، ٥٠٨١)

''عروہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ابوبکر کو عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا پیغام دیا۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تو آپ ﷺ کا بھائی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو اللہ کے لیے اور اس کی کتاب میں میرا بھائی ہے اور وہ میرے لیے حلال ہے۔ (یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا سے میرا نکاح کرنا جائز ہے)'' (بخاری)

٤٠٦٢ــــ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ لَوْنَزَلْتَ وَادِيًا وَفِيْهِ شَجَرَةٌ قَدْ أُكِلَ مِنْهَا وَوَجَدْتَ شَجَرًا لَمْ

''عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ ﷺ ایک وادی میں جائیں جہاں ایسا درخت ہے جس سے کھایا گیا ہو، پھر آپ ﷺ ایک درخت پائیں جس سے کھایا نہ گیا ہو تو

(٤٠٥٩) مسلم: ٢٤٣٨۔ بخاری: ٣٨٩٥۔ ترمذی: ٣٨٨٠۔ احمد: ٢٤٤٥٠.
(٤٠٦٠) ترمذی: ٣٨٨٠۔ صحیح، البانی: ٣٠٤١۔ احمد: ٢٤٧٥٧.
(٤٠٦١) بخاری: ٥٠٩١. (٤٠٦٢) بخاری: ٥٠٧٧.

يُـؤْكَـلْ مِنْهَا فِي أَيِّهَا كُنْتَ تَرْتَعُ بَعِيْرَكَ قَالَ فِـي الَّـذِيْ لَـمْ يُـرْتَعْ مِنْهَا تَعْنِيْ أَنَّ رَسُوْلَ الـلّٰهِ ﷺ لَـمْ يَتَـزَوَّجْ بِـكْراً غَيْرَهَا . (رواه البخاري، ٥٠٧٧)

ان دو میں سے کس درخت سے آپ ﷺ اپنے اونٹ کو چرائیں گے؟ فرمایا: اس درخت سے جو محفوظ ہے۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقصد تھا کہ آپ ﷺ نے اس کے سوا کسی کنواری عورت سے نکاح نہیں کیا۔''(بخاری)

٤٠٦٣ــ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ تَـزَوَّجَنِي النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَـا بِـنْتُ سِتِّ سَنِيْنَ فَـقَـدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَنَزَلْنَافِي بَنِيْ الْحَارِثِ بْنِ خَـزْرَجٍ فَـوُعِـكْـتُ فَتَـمَرَّقَ شَعْرِيْ فَوَفٰى جُـمَيْـمَةً فَـأَتَتْـنِيْ أُمِّي أُمُّ رُوْمَانَ وَإِنِّيْ لَفِيْ أُرْجُـوحَةٍ وَمَـعِـيْ صَوَاحِبٌ لِيْ فَصَرَخَتْ بِـيْ فَـأَتَيْتُهَـا لَا أَدْرِيْ مَـاتُـرِيْدُبِيْ فَأَخَذَتْ بِيَـدِيْ حَتّٰى أَوْقَفَتْنِيْ عَلٰى بَابِ الدَّارِ وَإِنِّيْ لَأَنْهِجُ حَتّٰى سَكَنَ بَعْضُ نَفْسِيْ ثُمَّ أَخَذَتْ شَيْـئـاًمِنْ مَاءٍ فَمَسَحَتْ بِهِ وَجْهِيْ وَرَأْسِيْ ثُـمَّ أَدْخَـلَتْنِى الدَّارَ فَإِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِـي الْبَيْتِ فَقُلْنَ عَلَى الْخَيْرِوَالْبَرَكَةِ وَعَلٰى خَيْـرِ طَـائِرٍ فَأَسْلَمَتْنِيْ إِلَيْهِنَّ فَأَصْلَحْنَ مِنْ شَـأْنِـي فَـلَـمْ يَـرُعْـنِيْ إِلَّارَسُوْلُ اللّٰـهِ ﷺ ضُحىً فَأَسْلَمَتْنِيْ إِلَيْهِ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ . (رواه البخاري، ٣٨٩٤)

''سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے سے نبی کریم ﷺ نے نکاح کیا تو میری عمر چھ سال تھی۔ پھر ہم مدینہ میں آئے، بنو حارث بن خزرج کے محلے میں ٹھہرے، مجھے بخار ہوا اور میرے سر کے بال اتر گئے، اور پھر کندھوں کے برابر خوب بال ہوگئے۔ ایک وقت میری ماں میرے پاس آئی تو میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ جھولے میں تھی۔ مجھے انھوں نے پکارا، میں ماں کے پاس گئی، اور مجھے معلوم نہیں تھا کہ ماں کا مجھ سے کیا ارادہ ہے۔ انھوں نے میرا ہاتھ پکڑا یہاں تک کہ گھر کے دروازے پر لا کھڑا کیا، میں ہانپ رہی تھی تو میرا سانس سکون میں آیا۔ انھوں نے پانی لیا، میرا چہرہ اور سر دھویا، پھر میری ماں نے گھر میں داخل کیا تو انصار کی چند عورتیں بیٹھی تھیں اور انہوں نے کہا: خیر و برکت کے اور نیک نصیبے کے ساتھ آ ؤ۔ والدہ نے مجھے ان کے حوالے کر دیا اور انہوں نے میری حالت ٹھیک کی۔ مجھے اچانک رسول اللہ ﷺ کے آنے پر ہی خوف محسوس ہوا اور عورتوں نے مجھے آپ ﷺ کے سپرد کر دیا اور میری عمر اس وقت نو سال تھی۔''(بخاری)

٤٠٦٤ــ عَـنْ هِشَـامٍ عَـنْ أَبِيْهِ قَالَ تُوُفِّيَتْ خَـدِيْجَةُ قَبْلَ مَخْرَجِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى الْمَدِيْنَةِ بِثَلَاثِ سِنِيْنَ فَلَبِثَ سَنَتَيْنِ أَوْقَرِيْباًمِنْ ذٰلِكَ

'' ہشام اپنے والد عروہؒ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی ہجرتِ مدینہ سے تین سال پہلے خدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوگئی تھی۔ دو سال یا اس کے قریب

(٤٠٦٣) بخاری: ٣٨٩٤۔ مسلم: ١٤٢٢۔ ابوداؤد: ٤٩٣٥۔ ابن ماجه: ١٨٧٦۔ احمد: ٢٥٨٦٥.

(٤٠٦٤) بخاری: ٣٨٩٦۔ مسلم: ١٤٢٢۔ ابوداؤد: ٤٩٣٥۔ ابن ماجه: ١٨٧٦۔ احمد: ٢٥٨٦٥.

وَنَكَحَ عَائِشَةَ وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِيْنَ ثُمَّ بَنٰى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ. (رواه البخاري، ٣٨٩٦)

آپ ﷺ ٹھہرے اور پھر عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو وہ چھ سال کی عمر میں تھیں اور ان کی رخصتی ہوئی تو وہ نو سال کی تھیں۔'' (بخاری)

٤٠٦٥۔ وفي رواية: وَمَكَثَتْ عِنْدَهٗ تِسْعاً. (رواه البخاري، ٥١٥٨)

'' اور ایک روایت میں ہے کہ وہ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) نو سال آپ ﷺ کے ساتھ رہیں۔'' (بخاری)

٤٠٦٦۔ وفي أُخْرَى: تَزَوَّجَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا بِنْتُ سَبْعٍ. (رواه لأبي داود، ٢١٢١)

'' اور ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ نے مجھ سے عقد کیا تو میں سات سال کی تھی۔ (ابوداؤد)

٤٠٦٧۔ وَزَادَ رَزِيْنٌ: وَ أُهْدِيَ لِلنَّبِيِّ ﷺ لَبَنٌ فَقَالَ لِلنِّسْوَةِ: اشْرَبْنَ مِنْهُ وَاسْقِيْنَ صَاحِبَتَكُنَّ (يَعْنِيْنِيْ) فَقُلْنَ: مَانُرِيْدُهٗ وَاسْتَحْيِيْنَ فَقَالَ: لَا تَجْمَعَنَّ جُوْعاً وَكِذْباً اشْرَبْنَ مِنْهُ فَشَرِبْنَ. (رواه رزين)

'' رزین نے مزید بیان کیا: نبی کریم ﷺ کے پاس دودھ تحفے میں آیا، تو آپ ﷺ نے خواتین کو فرمایا: تم بھی دودھ پیؤ اور اپنی سہیلی یعنی مجھے (عائشہ رضی اللہ عنہا) کو بھی پلاؤ۔ تو عورتوں نے کہا: ہمارا ارادہ نہیں ہے اور وہ شرما گئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بھوک اور جھوٹ کو جمع نہ کرو دودھ پی لو۔ تو سب نے دودھ پیا۔''

شرح: ......۱۔ یہاں روایت میں آیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں، نکاح کے وقت میری عمر سات برس ہے۔ اکثر روایات میں چھ برس آتی ہے، ان میں موافقت یوں ہے کہ چھ برس کی ہو چکی تھیں، ساتویں میں داخل تھیں۔ اس میں جو برس شروع ہو چکا تھا وہ بھی انہوں نے شمار کر لیا ہے، عمر چھ برس ہی تھی۔ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ باپ چھوٹی بچی کی شادی کر سکتا ہے۔ جب بالغ ہو جائے تو صحیح قول کے مطابق اسے چھوڑنے یا برقرار رکھنے کی اجازت ہے۔ (عون المعبود: ۲/ ۲۰۵)

۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح تو مکہ میں ہو چکا تھا۔ رخصتی مدینہ میں ان کے گھر سے ایک ہجری ماہ شوال میں ہوئی، اور انصار میں سے مردوں اور عورتوں نے مبارکبادیاں دیں اور پھر یہیں اہلیہ سے خلوت ہوئی۔

۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے اعزاز ہے کہ دو مرتبہ جبریل علیہ السلام خواب میں نبی ﷺ کو ان کی خوشخبری دی اور چہرہ دکھایا، آپ کو یقین تھا یہ میری اہلیہ ہوں گی۔

(٤٠٦٥) بخاری: ٥١٥٨۔ مسلم: ١٤٢٢۔ ابوداؤد: ٤٩٣٥۔ ابن ماجه: ١٨٧٦۔ احمد: ٢٥٨٦٥.

(٤٠٦٦) ابوداؤد: ٢١٢١۔ صحیح، البانی: ١٨٦١۔ بخاری: ٥١٦٠۔ مسلم: ١٤٢٢۔ نسائی: ٣٢٥٦۔ ابن ماجه: ١٨٧٦۔ احمد: ٢٥٨٦٥۔ دارمی: ٢٢٦١.

(٤٠٦٧) رزین.

۴۔ جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی تو خولہ بنت حکیم نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ شادی کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے فرمایا: کرلوں گا، کوئی رشتہ ہے؟ کہا: ایک کنوارہ، ایک شوہر دیدہ ہے۔ کنوارہ جو ہے آپ کے کائنات سے سب سے پیارے کی بیٹی عائشہ ہے۔ اور دوسرا رشتہ سودہ بنت زمعہ کا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ان سے ذکر کرو، خولہ نے جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا تو فرمایا: نبی پاک تو میرے بھائی ہیں، یہ پوچھ لو رشتہ جائز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اسلامی اخوت ہے، اس میں رشتہ جائز ہے، یہ حقیقی بھتیجی نہیں اسلامی ہے۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شادی کر دی۔ پھر خولہ حضرت سودہ کے پاس گئیں۔ انہوں نے کہا: میرے والد سے بات کرو، خولہ نے ان کے باپ سے ملاقات کی تو انہوں نے نکاح کر دیا۔ یہ تفصیل واضح کر رہی ہے کہ ہجرت کے بعد نبی ﷺ کے ہاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہوئی ہے، نکاح مکہ میں ہوا تھا۔ اس سے پہلے آپ ﷺ مکہ میں حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے بطور خاوند ملے تھے۔ ان کی رخصتی پہلے ہوئی تھی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی بعد میں مدینہ میں ہوئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا واحد اہلیہ ہیں جو کنواری تھیں، دوسری سب شوہر دیدہ تھیں۔ ساری بیویاں آپ کی آخرت میں بھی ہوں گی، مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق خصوصی کہا ہے، کیونکہ ان کا کوئی پہلے شوہر نہ تھا۔ (فتح الباری: ۲۲۴/۷)

۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نکاح کے وقت عمر کے چھوٹے پن کا مسئلہ بہت اٹھایا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ کم سن لڑکی سے نکاح کرنا شریفانہ اخلاق کے خلاف ہے، یہ فعل پیغمبری کو مشتبہ کر دیتا ہے۔

ابن حزم، ابن شبرمہ نے تو کہا ہے: یہ نبی ﷺ کی خصوصیات میں سے تھا۔ (فتح الباری: ۹/ ۹۷)

یہ توجیہ غیر منطقی ہے۔ سید سلیمان ندوی کہتے ہیں: اس کم سنی کی شادی کا اصل منشا نبوت اور خلافت کے درمیان تعلقات مضبوط کرنا تھا۔ عرب کی گرم آب وہوا میں عورتوں میں غیر معمولی نشوونما کی طبعی صلاحیت تھی، دماغی اور ذہنی قویٰ میں ترقی کی غیر معمولی استعداد ہوتی تھی۔ (سیرت عائشہ: ص۲۴)

ایک یہ کہتا ہے اس پر نکاح کا لفظ مجازاً بولا گیا ہے اصل میں منگنی ہوئی تھی۔ (غلام احمد پرویز عائشہ کی عمر: ص ۲،۱)

یہ تو بالکل غلط ہے، یہ پرویز منکر حدیث ہے، تاریک دل لطف حدیث نہیں اٹھا سکتا۔ حبیب الرحمٰن صدیقی کاندھلوی کہتا ہے: راوی کو سننے میں شبہہ لگا لفظ انیس تھا۔ اس نے نو برس کہہ دیا، یہ قیاس بے بنیاد ہے۔

مولانا وحید الدین خان صاحب فرماتے ہیں: اور یہ بیان نہایت ہی موزوں ہے، دل اسے تسلیم کرتا ہے کہتے ہیں: جو احادیث میں آیا ہے، اتنی عمر میں ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوا ہے اور رسول اکرم ﷺ کی عمر مبارک پچاس برس کے قریب تھی۔ نکاح کے بعد وہ پورے مدنی دور میں پیغمبر اسلام کے ساتھ رہیں۔ حتیٰ کہ سفر میں بھی آپ کے ساتھ تھیں، یہ دس سالہ زمانہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لیے گویا ایک زندہ مدرسہ تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کم عمری میں نکاح کا

اصل مقصد یہی تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ابتدائی عمر میں پیغمبر کی صحبت میں دے دیا جائے اور یہ موقع صرف بیوی کو مل سکتا ہے کسی اور کو نہیں مل سکتا۔

نفسیات کا مطالعہ بتاتا ہے کہ ابتدائی عمر میں ہر مرد اور ہر عورت کا حافظہ بہت قوی ہوتا ہے۔ ابتدائی عمر میں جو باتیں انسان کے علم میں آ جائیں وہ پھر کبھی اسے نہیں بھولتیں۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نہایت ذہین خاتون تھیں۔ اللہ کی منشا تھی کم عمری میں مستقبل انہیں پیغمبر کی صحبت میں دے دیا جائے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ راز سمجھا اپنی ذہین صاحبزادی کا اپنی رضا سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کر دیا۔ اس میں گہرا اخلاص تھا اور ہوشمندی بھی تھی۔ (عورت معمار انسانیت: ص ۱۱۶ تا ۱۲۳)

٤٠٦٨۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حِيْنَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَيْسِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَدْ شَهِدَ بَدْراً تُوُفِّيَ بِالْمَدِيْنَةِ قَالَ عُمَرُ فَلَقِيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ فَقُلْتُ إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ قَالَ سَأَنْظُرُ فِي أَمْرِيْ فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ فَقَالَ قَدْ بَدَالِي أَنْ لاَ أَتَزَوَّجَ يَوْمِيْ هٰذَا قَالَ عُمَرُ فَلَقِيْتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ فَصَمَتَ أَبُوْبَكْرٍ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا فَكُنْتُ عَلَيْهِ أَوْجَدَمِنِّيْ عَلٰى عُثْمَانَ فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَنْكَحْتُهَا إِيَّاهُ فَلَقِيَنِيْ أَبُوْبَكْرٍ فَقَالَ لَعَلَّكَ وَجَدْتَّ عَلَيَّ حِيْنَ عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ أَرْجِعْ إِلَيْكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّهٗ لَمْ يَمْنَعْنِيْ أَنْ

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کی وفات سے بیوہ ہو گئیں، وہ صحابی رسول تھے۔ بدر میں حاضر ہوئے تھے اور مدینہ میں فوت ہوئے تھے۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور ان کو کہا: اگر تو چاہے تو میں حفصہ رضی اللہ عنہا کا تجھ سے نکاح کردوں؟ انھوں نے کہا: میں اپنے بارے میں غور فکر کروں گا۔ چند راتیں گذرنے کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میرا فی الحال نکاح کا ارادہ نہیں ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے ابوبکر صدیق کو کہا: اگر آپ چاہیں تو میں حفصہ رضی اللہ عنہا کا آپ سے نکاح کردوں؟ تو وہ خاموش ہو گئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے ابوبکر رضی اللہ عنہ پر عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ غصہ آیا۔ پھر چند راتیں گذرنے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغامِ نکاح دیا تو میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقد کر دیا۔ اس کے بعد مجھ سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ملاقات کی اور کہا شائد تو میرے اوپر ناراض ہوا ہوگا جب تو نے حفصہ رضی اللہ عنہا کا مجھے کہا تھا اور میں نے تجھے کوئی جواب نہ دیا تھا۔ میں نے کہا: ہاں، اس نے کہا: تیرے پیغام کا جواب دینے سے دوسری کوئی چیز مانع نہیں

(٤٠٦٨) بخاری: ٤٠٠٥۔ نسائی: ٣٢٥٩۔ احمد: ٤٧٩٢.

أَرْجِعَ إِلَيْكَ فِيْمَا عَرَضْتَ إِلَّا أَنِّي قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ ذَكَرَهَا فَلَمْ أَكُنْ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَوْ تَرَكَهَا لَقَبِلْتُهَا . (رواه البخاري، ٤٠٠٥)

تھی مگر میں جانتا تھا کہ نبی کریم ﷺ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کا ذکر فرمایا ہے۔ اور میں آپ ﷺ کا راز افشا نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اور اگر آپ ﷺ ترک کر دیتے تو میں قبول کرتا۔'' (بخاری)

شرح: ......حضرت خنیس رضی اللہ عنہ احد میں زخمی ہوئے تھے۔ اس کے بعد وہ فوت ہوگئے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہو گئیں، عدت گزرنے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیٹی کے نکاح کی پیشکش کی۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اپنے بھائی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بڑی تھیں، تقریباً آٹھ سات برس بڑی تھیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب انکار کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: اے عمر! میں تجھے عثمان سے بہتر داماد نہ بتاؤں اور عثمان کو تجھ سے بہتر سسر بتاؤں؟ کہا: اللہ کے نبی بتائیں فرمایا: اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کر دو اور میں اپنی بیٹی کا نکاح عثمان سے کرتا ہوں۔ کوئی خاص وجہ تھی جس کی بناء پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا رشتہ نہ لیا۔ اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عزت نفس مجروح نہیں ہوتی۔ اس لیے وہ حضرت عثمان سے وقتی طور پر پریشان ہوئے بعد میں دل صاف ہوگیا تھا۔

اور جب یہ پتہ چلا کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی نیت تھی مگر جب انہوں نے رسول اکرم ﷺ کا اشارہ پایا تو خاموش ہو گئے۔ اتنے خاموش ہوئے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے شادی کا ان سے کہنے کے باوجود زیرلب رہے۔ جب وجہ بتائی کہ یہ راز تھا، جو نبی اکرم ﷺ کا تھا کہ انہوں نے حفصہ کا ذکر کیا تھا، اور میں اسے افشاء نہ کرنا چاہتا تھا، تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت ہی مطمئن ہوئے اور دلی معاملہ صاف ہوگیا۔

اس سے ثابت ہوا کسی صالح آدمی پر نکاح کے لیے بیٹی کا رشتہ پیش کرنا جائز ہے۔ یہ کوئی عزت نفس مجروح والی بات نہیں۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ دوست نے اعتماد کیا ہو تو اس کا راز محفوظ رکھا جائے اور جب راز نہ بتانے کا وقت گزر جائے تو ضرورت کے تحت اسے بتایا جا سکتا ہے۔ (فتح الباری: ۹/ ۱۷۷)

٤٠٦٩ــ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ لَمَّا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا بَعَثَ إِلَيْهَا أَبُوْبَكْرٍ يَخْطُبُهَا عَلَيْهِ فَلَمْ تَزَوَّجْهُ فَبَعَثَ إِلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ يَخْطُبُهَا عَلَيْهِ فَقَالَتْ أَخْبِرْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَنِّي امْرَأَةٌ غَيْرَى وَأَنِّي امْرَأَةٌ مُصْبِيَةٌ وَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أَوْلِيَائِي شَاهِدٌ فَأَتَى رَسُوْلَ

''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ان کی عدت پوری ہوئی۔ تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انھیں نکاح کا پیغام بھیجا جو انھوں نے قبول نہ کیا۔ پس نبی کریم ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ کے ذریعے اپنے نکاح کا پیغام بھیجا۔ تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: رسول اللہ ﷺ سے عرض کریں کہ میں غیرت مند عورت ہوں، میں چھوٹے بچوں والی عورت ہوں، اور میرا ولی یہاں کوئی حاضر نہیں

(٤٠٦٩) نسائي: ٣٢٥٤ـ ضعيف، البانی: ٢٠٦ـ احمد: ٢٦١٥٧.

اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ ارْجِعْ إِلَيْهَا فَقُلْ لَهَا أَمَّا قَوْلُكِ إِنِّي امْرَأَةٌ غَيْرَى فَسَأَدْعُو اللّٰهَ لَكِ فَيُذْهِبُ غَيْرَتَكِ وَأَمَّا قَوْلُكِ إِنِّي امْرَأَةٌ مُصْبِيَةٌ فَسَتُكْفَيْنَ صِبْيَانَكِ وَأَمَّا قَوْلُكِ أَنْ لَّيْسَ أَحَدٌ مِنْ أَوْلِيَائِي شَاهِدٌ فَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أَوْلِيَائِكِ شَاهِدٌ وَلَا غَائِبٌ يَكْرَهُ ذٰلِكَ فَقَالَتْ لِابْنِهَا يَا عُمَرُ قُمْ فَزَوِّجْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَزَوَّجَهٗ مُخْتَصَرٌ. (رواه النسائي، ٣٢٥٤)

ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے آ کر آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے پاس واپس جا اور کہہ دے کہ تیرا یہ قول کہ میں غیرت مند عورت ہوں، تو عنقریب میں دعا کروں گا اور تیری غیرت جاتی رہے گی۔ اور تم نے کہا کہ میں چھوٹے بچوں والی ہوں تو تیرے بچوں کی کفالت کا بوجھ ہم پر ہوگا۔ اور تیرا یہ کہنا کہ کوئی ولی یہاں حاضر نہیں ہے۔ تو تیرا کوئی حاضر یا غائب وارث اس عقد کو ناپسند نہیں کریگا۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے عمر رضی اللہ عنہ کو کہا: اے عمر رضی اللہ عنہ اٹھ کر رسول اللہ ﷺ سے عقد کر دے۔ چنانچہ اس نے عقد کر دیا۔'' (النسائی)

شرح: ......اصل ولی تو باپ ہے یہ نہ ہو تو دادا ہے، پھر چچا یا بیٹا ہے، مگر یہ عمر رضی اللہ عنہ کی عمر نکاح ام سلمہ کے وقت تقریباً تین برس بنتی ہے، یہ جملہ ثابت نہیں کہ عمر اٹھو اپنی امی کا نکاح کرو۔ بلکہ یہ تو کہہ رہی ہیں میرا حاضر یا غائب ولی نہیں حالانکہ بچہ تھا، اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ چھوٹا بیٹا ولی نہ تھا۔ دراصل نبی اکرم ﷺ نکاح میں ولی کے محتاج نہیں نہ بیٹا ولی بنا تھا، آپ کہہ دیں عورت قبول کر لے یا عورت کہے آپ اسے قبول کریں آپ نکاح کر سکتے تھے۔ (نیل الاوطار:۳/۱۴۱)

٤٠٧٠ـ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا انْقَضَتْ عِدَّةُ زَيْنَبَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِزَيْدٍ فَاذْكُرْهَا عَلَيَّ قَالَ فَانْطَلَقَ (زَيْدُ حَتّٰى أَتَاهَا وَهِيَ تُخَمِّرُ عَجِيْنَهَا قَالَ فَلَمَّا رَأَيْتُهَا عَظُمَتْ فِي صَدْرِيْ حَتّٰى مَا أَسْتَطِيْعُ أَنْ أَنْظُرَ إِلَيْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَهَا فَوَلَّيْتُهَا ظَهْرِيْ وَنَكَصْتُ عَلٰى عَقِبِيْ) فَقُلْتُ يَا زَيْنَبُ أَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَذْكُرُكِ قَالَتْ مَا أَنَا بِصَانِعَةٍ شَيْئًا حَتّٰى أُوَامِرَ رَبِّيْ فَقَامَتْ إِلٰى

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی عدت پوری ہوئی تو سیدنا زید رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کو میرا پیغام دیدے (یعنی نکاح کا)۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے۔ (تو وہ اپنا آٹے میں خیر ڈال رہی تھیں۔ سیّدنا زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب میں نے زینب رضی اللہ عنہا کو دیکھا تو میرے سینے میں (ان کی) عظمت جاگ اٹھی۔ یہاں تک کہ انھیں دیکھنے کی مجھ میں ہمت ہی نہ رہی اور میں قدموں کے بل پھر گیا یعنی چہرہ دوسری طرف کر لیا۔) [1] سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے کہا: میں گیا اور میں نے کہا: اے زینب رضی اللہ عنہا! تجھے بشارت ہو!

[1] بریکٹ کے الفاظ مخطوطے میں نہیں ہیں۔

(٤٠٧٠) مسلم: ١٤٢٨ـ بخاری: ٦٢٣٨ـ ترمذی: ٣٢١٩ـ نسائی: ٣٣٨٧ـ ابوداؤد: ٣٧٤٣١ـ ابن ماجه: ١٩٠٨.

مَسْجِدِهَا وَنَزَلَ الْقُرْآنُ وَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَدَخَلَ عَلَيْهَا بِغَيْرِ إِذْنٍ. (رواه مسلم، ١٤٢٨ في كتاب النكاح)

مجھے رسول اللہ ﷺ نے پیغام دے کر بھیجا ہے اور تیرا تذکرہ کیا ہے۔ اس نے کہا: میں تو کوئی کام نہیں کروں گی، یہاں تک کہ میں اپنے رب تعالیٰ سے مشورہ مانگ لوں، وہ اپنی جائے نماز پر چلی گئیں اور ادھر قرآن نازل ہوا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ اس کے پاس اجازت لینے کے بغیر داخل ہوئے۔'' (مسلم)

شرح:......ابھی استخارہ کر ہی رہی تھیں تو قرآن اترا:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًاo﴾ (الاحزاب: ٣٦)

''کسی مومن مرد اور نہ ہی مومن عورت کے یہ لائق ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ ایک کام کا فیصلہ کریں تو انہیں اپنے معاملہ کا اختیار ہو، اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرتا ہے، وہ ظاہر گمراہ ہوا۔''

حضرت زینب نے اللہ کے حکم پر لبیک کہا، اطاعت کرتے ہوئے اس نکاح کو قبول کیا، یہ نکاح اللہ نے خود کر دیا تھا:

﴿زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًاo﴾ (الاحزاب: ٣٧)

''ہم نے آپ کا نکاح زینب سے کر دیا تاکہ ایمانداروں پر ان کے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں میں تنگی نہ ہو، جب وہ ان سے اپنی حاجت پوری کر لیں، اللہ کا حکم ہو کر رہتا ہے۔''

اس کی روشنی میں نبی اکرم ﷺ خاوند کی حیثیت سے اس کے پاس گئے اور پھر آپ نے ایک بکری ذبح کی، ولیمہ دوسرے دن کیا، اور اسی دن پردہ کا حکم نازل ہوا۔ (فتح الباری: ۱۱/۲۳)

٤٠٧١ ـــ عَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ جَحْشٍ فَمَاتَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ فَزَوَّجَهَا النَّجَاشِيُّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَمْهَرَهَا عَنْهُ أَرْبَعَةَ آلَافٍ وَبَعَثَ بِهَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَعَ شُرَحْبِيْلِ بْنِ حَسَنَةَ. (رواه أبوداود، ٢١٠٧)

''سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا پہلے عبداللہ بن جحش کے عقد میں تھیں۔ وہ حبشہ میں فوت ہو گئے، تو شاہ نجاشی رحمہ اللہ نے ام حبیبہ کا عقد آپ ﷺ سے کر دیا اور چار ہزار اپنے پاس سے مہر ادا کیا، اور انھیں شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ ﷺ کے پاس روانہ کر دیا۔'' (ابوداوٗد)

(٤٠٧١) ابوداؤد: ٢١٠٧ـ صحيح، البانی: ١٨٥٣ـ نسائی: ٣٣٥٠ـ احمد: ٢٦٨٦٢.

شــــرح: ......عبداللہ بن جحش نے عیسائیت اختیار کرلی اور اسی حالت میں مر گیا، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اسلام پر ثابت قدم رہیں۔

ابوسفیان رضی اللہ عنہ ان کے والد اس وقت کافر اور مسرک تھے، ان کی ولایت معتبر نہ تھی، حبشہ کا بادشاہ جو اصحمہ تھا، وہ ولی بنا اور وہاں موجود مسلمانوں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور رفقاء کو اکٹھا کیا، خود بھی اپنے مسلمان ہونے کا کہا، اور ان کے سامنے خطبہ نکاح پڑھا۔ یہ ۷ ہجری کی بات ہے، حق مہر چار ہزار دینار بھی آتا ہے، اتنا باندھا اور درہم بھی آتا ہے، آٹھ ہزار درہم بھی آتا ہے۔

نجاشی نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس اپنی لونڈی ابرہہ کے ذریعہ پیغام بھیجا کہ میں آپ کا نکاح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پیغام بھیجا ہے کہ ام حبیبہ سے میرا نکاح کردو۔

اس مسرت سے ابرہہ کو حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے دو کنگن اور ایک چاندی کی انگوٹھی دی۔ اور خود ہی نجاشی نے حاضرین کو کھانا کھلایا کہا: انبیاء کی سنت ہے، جب یہ شادی کرتے ہیں تو بعد میں کھانا کھلاتے ہیں۔ بادشاہ نے کھانا منگوایا ان سب مسلمانوں نے کھایا اور منتشر ہوگئے۔

پھر حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو حضرت شرحبیل بن حسنہ کے ساتھ مدینہ منورہ میں بھیجا اور تفصیل رقعہ پر لکھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نکاح قبول کرلیا۔ (عون المعبود: ۲/۲۰۰)

٤٠٧٢ــــ وفـي روايةٍ: عَلَى صَدَاقِ أَرْبَعَةِ آلافِ دِرْهَمٍ . (رواه أبوداود، ٢١٠٨)

''ایک روایت میں چار ہزار درھم (حق مہر) کا ذکر ہے۔''

٤٠٧٣ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ خَيْبَرَ فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْحِصْنَ ذُكِرَ لَهٗ جَمَالُ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيِّ بْنِ أَخْطَبَ وَقَدْ قُتِلَ زَوْجُهَا وَكَانَتْ عَرُوْساً فَاصْطَفَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِنَفْسِهٖ فَخَرَجَ بِهَا حَتّٰى بَلَغْنَا سَدَّالرَّوْحَاءِ حَلَّتْ فَبَنٰى بِهَا ثُمَّ صُنِعَ حَيْسًا فِي نِطَعٍ صَغِيْرٍ ثُمَّ قَالَ

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر گئے اور جب اللہ تعالیٰ نے قلعہ فتح کرادیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے صفیہ بنت حي بن اخطب کے حسن وجمال کا تذکرہ کیا گیا۔ اور ان کا خاوند قتل ہوگیا تھا جبکہ وہ دلہن تھیں پس اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے مخصوص کرلیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ساتھ لائے اور جب مقام روحاء میں تشریف آور ہوئے تو ان کو اپنی تحویل عقد میں لے لیا۔ پھر حلوہ تیار کر کے چھوٹے سے

(٤٠٧٢) ابوداؤد: ٢١٠٨ـ ضعیف، البانی: ٤٥٥ـ نسائی: ٣٣٥٠ـ احمد: ٢٦٨٦٢.

(٤٠٧٣) بخاری: ٢٢٣٥ـ مسلم: ١٣٦٨ـ ترمذی: ٣٩٢٢ـ نسائی: ٤٣٤٠ـ ابوداؤد: ٣٧٤٤ـ ابن ماجه: ٣١١٥ـ احمد: ١٣٦٨٩ـ مؤطا: ١٦٣٦ـ دارمی: ٢٥٧٥.

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ آذِنْ مَنْ حَوْلَكَ فَكَانَتْ تِلْكَ وَلِيْمَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى صَفِيَّةَ ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُحَوِّي لَهَا وَرَاءَهُ بِعَبَاءَةٍ ثُمَّ يَجْلِسُ عِنْدَ بَعِيْرِهِ فَيَضَعُ رُكْبَتَهُ فَتَضَعُ صَفِيَّةُ رِجْلَهَا عَلٰى رُكْبَتِهِ حَتّٰى تَرْكَبَ.
(رواه البخاري، ٢٢٣٥)

چمڑے کے دسترخوان پر رکھا۔ پھر مجھے فرمایا: آس پاس کے لوگوں کو اطلاع تو تو صفیہ رضی اللہ عنہا کا یہ ولیمہ تھا۔ پھر مدینہ کی طرف چل پڑے اور میں نے دیکھا آپ ﷺ نے صفیہ کے پیچھے بڑی چادر لٹکا دی ہے اور آپ ﷺ اونٹ کے قریب بیٹھتے ہیں اور اپنا زانوں رکھتے ہیں اور صفیہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے زانوں پر اپنا پاؤں رکھ کر سوار ہوتی ہیں۔'' (بخاری)

٤٠٧٤۔ وفي رواية: أَنَّهَا وَقَعَتْ فِي سَهْمِ دِحْيَةَ جَارِيَةٌ جَمِيْلَةٌ فَاشْتَرَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِسَبْعَةِ أَرْؤُسٍ ثُمَّ دَفَعَهَا إِلَى أُمِّ سُلَيْمٍ تُصَنِّعُهَا لَهُ وَتُهَيِّئُهَا قَالَ وَأَحْسِبُهُ قَالَ وَتَعْتَدُّ فِي بَيْتِهَا وَهِيَ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ قَالَ وَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلِيْمَتَهَا التَّمْرَ وَالأَقِطَ وَالسَّمْنَ فُحِصَتِ الأَرْضُ أَفَاحِيْصَ وَجِيْءَ بِالأَنْطَاعِ فَوُضِعَتْ فِيْهَا وَجِيْءَ بِالأَقِطِ وَالسَّمْنِ فَشَبِعَ النَّاسُ قَالَ وَقَالَ النَّاسُ لاَنَدْرِيْ أَتَزَوَّجَهَا أَمِ اتَّخَذَهَا أُمَّ وَلَدٍ قَالُوْا إِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ امْرَأَتُهُ وَإِنْ لَّمْ يَحْجُبْهَا فَهِيَ أُمُّ وَلَدٍ فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَبَ حَجَبَهَا فَقَعَدَتْ عَلٰى عَجُزِ الْبَعِيْرِ فَعَرَفُوْا أَنَّهُ قَدْ تَزَوَّجَهَا فَلَمَّا دَنَوْا مِنَ الْمَدِيْنَةِ دَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَدَفَعْنَا قَالَ فَعَثَرَتِ النَّاقَةُ الْعَضْبَاءُ وَنَدَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَدَرَتْ فَقَامَ

''ایک روایت میں ہے کہ صفیہ رضی اللہ عنہا دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئیں تو آپ ﷺ نے سات افراد کے بدلے اس سے خرید کر ام سلیم رضی اللہ عنہا کے حوالے کر دیں، اور اس کے پاس انھوں نے عدت پوری کی، اور اسی نے ان کو آراستہ کیا۔ آپ کا ولیمہ کھجور پنیر اور گھی تھا، اور لوگوں نے سیر ہو کر کھایا: اور کہا: ہمیں معلوم نہیں کہ آپ ﷺ نے نکاح کیا ہے یا ام ولد بنایا ہے؟ چنانچہ لوگوں نے کہا: اگر پردہ کرایا تو عقد کیا ہے اور پردہ نہ کرایا تو سمجھو کہ ام ولد بنا یا ہے۔ جب سوار ہو کر چلنے لگے تو آپ ﷺ نے پردہ کرایا۔ پس لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ وہ آپ ﷺ کی زوجہ ہیں۔ جب ہم مدینہ کے قریب آئے تو آپ کی عضباء اونٹنی پھسلی، لہٰذا آپ ﷺ بھی گرے اور صفیہ رضی اللہ عنہا بھی گر پڑیں۔ آپ ﷺ اٹھے اور اس پر پردہ ڈالا۔ اور عورتوں نے کہا: اللہ یہودیہ کو (اپنی رحمت سے) دور کردے۔'' (مسلم)

(٤٠٧٤) مسلم: ١٣٦٥۔ بخاری: ٦٣٦٣۔ ترمذی: ٣٩٢٢۔ نسائی: ٤٣٤٠۔ ابوداؤد: ٢٩٩٥۔ ابن ماجہ: ٢٢٧٢۔ احمد: ١٣٦٨٩۔ مؤطا: ١٦٣٦۔ دارمی: ٢٥٧٥.

فَسَتَرَهَا وَقَدْأَشْرَفَتِ النِّسَاءُ فَقُلْنَ أَبْعَدَاللّٰهُ الْيَهُوْدِيَّةَ . (رواه مسلم، ١٣٦٥)

شرح: ......حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا قید ہونے سے پہلے ایک نام زینب بھی بتایا جاتا ہے مگر صحیح یہی ہے کہ ان کا نام قیدی ہونے سے پہلے بھی یہی صفیہ ہی تھا۔ ان کے یہودی خاوند کا نام کنانہ بن ربیع تھا۔

جو سات غلام دیئے تھے۔ حضرت دحیہ کو یہ عوض بطور بیع نہ دیا تھا بلکہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ سے غنیمت تقسیم کرنے سے پہلے لے لیا تھا اور حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ کی دل دہی کے لیے مال تقسیم کرتے وقت سات غلام دیئے تھے۔ اسی پر خریدنے کا لفظ بولا گیا ہے، وگرنہ کوئی تجارت نہ ہوئی تھی۔

لوگوں کو یہ شک تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بطور لونڈی قبول کیا ہے، یا بطور آزاد بیوی تو آپ نے جب باپردہ علیحدگی فرمائی تو لوگوں کا وہم دور ہوا کہ آپ نے انہیں آزاد کر کے اپنے حرم میں داخل کر لیا ہے۔ (عون المعبود: ۱۱۲/۳)

٤٠٧٥ــ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ وَقَعَتْ جُوَيْرِيَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ بْنِ الْمُصْطَلِقِ فِيْ سَهْمِ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ أَوِابْنِ عَمٍّ لَّهُ فَكَاتَبَتْ عَلٰى نَفْسِهَاوَكَانَتِ امْرَأَةً مَلَّاحَةً تَأْخُذُهَا الْعَيْنُ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَجَاءَ تْ تَسْأَلُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي كِتَابَتِهَا فَلَمَّا قَامَتْ عَلَى الْبَابِ فَرَأَيْتُهَاكَرِهْتُ مَكَانَهَا وَعَرَفْتُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَيَرَى مِنْهَا مِثْلَ الَّذِيْ رَأَيْتُ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَنَاجُوَيْرِيَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ وَإِنَّمَا كَانَ مِنْ أَمْرِيْ مَالاَ يَخْفَى عَلَيْكَ وَإِنِّي وَقَعْتُ فِيْ سَهْمِ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَإِنِّي كَاتَبْتُ عَلَى نَفْسِيْ فَجِئْتُكَ أَسْأَلُكَ فِي كِتَابَتِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَهَلْ لَكِ إِلَى

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جویریہ بنت حارث بن مصطلق، ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کے حصے میں یا ان کے چچازاد کے حصے میں آئیں۔ انھوں نے مکاتبت کر لی، وہ جاذب نظر خوبصورت عورت تھیں۔ وہ آئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی کتابت کی رقم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے امداد طلب کی۔ جب وہ دروازے پر کھڑی ہوئیں تو مجھے اس کا وہاں کھڑا ہونا ناگوار گذرا اور میں جان گئی کہ اس کی جو خوبیاں مجھے نظر آئی ہیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نظر آئیں گی۔ اس نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں جویریہ بنت حارث ہوں، میرے اوپر جو مصیبت گذری ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مخفی نہیں ہے۔ میں ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئی ہوں اور میں نے اپنی جان آزاد کرانے کے لیے مکاتبت کر لی ہے۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی مدد کے سلسلے میں حاضر ہوئی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو وہ پسند کرے گی جو تیرے حق میں زیادہ بہتر ہے؟ اس نے کہا: اللہ کے رسول وہ کیا ہے؟ فرمایا: میں تیری طرف

(٤٠٧٥) ابوداؤد: ٣٩٣١۔ حسن، البانی: ٣٣٢٧۔ احمد: ٢٥٨٣٣.

مَاهُوَخَيْرٌمِنْهُ قَالَتْ وَمَاهُوَيَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أُؤَدِّي عَنْكِ كِتَابَتَكِ وَأَتَزَوَّجُكِ قَالَتْ قَدْ فَعَلْتُ قَالَتْ فَتَسَامَعَ تَعْنِي النَّاسُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْتَزَوَّجَ جُوَيْرِيَةَ فَأَرْسَلُوْا مَافِي أَيْدِيْهِمْ مِنَ السَّبْيِ فَأَعْتَقُوْهُمْ وَقَالُوْا أَصْهَارُرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَمَارَأَيْنَا امْرَأَةً كَانَتْ أَعْظَمَ بَرَكَةً عَلَى قَوْمِهَا مِنْهَا أُعْتِقَ فِي سَبَبِهَا مِائَةُ أَهْلِ بَيْتٍ مِنْ بَنِي الْمُصْطَلِقِ. (رواه أبوداود، ٣٩٣١)

سے مکاتبت کی رقم ادا کردوں اور تجھ سے نکاح کرلوں۔ انھوں نے جواب دیا مجھے منظور ہے۔ پھر لوگوں نے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے جویریہ سے عقد کیا ہے۔تو جس کے پاس جو قیدی تھا اس نے وہ چھوڑ دیا اور سب نے وہ لوگ آزاد کردیے۔ اور کہا: یہ لوگ نبی کریم ﷺ کے سسرالی ہیں۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہم نے ایسی کوئی عورت نہیں دیکھی جو اپنی قوم کے لیے جویریہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ با برکت ثابت ہوئی ہو، ان کے سبب بنو مصطلق کے سو سے زیادہ خاندان آزاد کیے گئے۔'' (ابوداؤد)

شرح: ...... جویریہ کا پہلا نام برہ تھا، نبی ﷺ نے بدل کر جویریہ رکھا، یہ ان کے سردار کی بیٹی تھیں، ان کا خاوند مسافح بن صفوان تھا۔ ابھی جویریہ کی عمر بیس برس تھی کہ قید ہوگئیں۔ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے آزادی قسطوں پر طے کی تھی، یہ قسط مانگنے رسول اکرم ﷺ کے پاس آتی ہیں، خوش شکل تھیں، آپ نے بغور دیکھا کیونکہ لونڈی تھیں، بغور دیکھنا جائز تھا۔ آزاد ہوتی تو پھر سرسری نظر ہی دیکھنا جائز ہے۔ آپ نے کہا: آزادی تم نے لینی ہے اور کہیں جانا بھی ہے۔ ایک شرط لگاتے ہیں جو کہ جائز بھی ہے کہ میں ثابت کو قسط ادا کردیتا ہوں اور تجھ سے شادی کرلیتا ہوں، جویریہ نے قبول کرلیا، آپ کے دل میں اس لیے بھی گھر کیا تھا ایک تو حسن وجمال کمال کا تھا۔ دوسرا انھوں نے اقرار کیا تھا جب یہ قسط مانگنے آئیں تھیں کہ میں اللہ کی توحید اور آپ کی رسالت کا اقرار کرتی ہوں۔

آپ ﷺ نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا اور جویریہ رضی اللہ عنہا کی قسط کی ادائیگی کا کہا کہ میں ادا کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ تمہاری ہی ہے۔ بغیر قسط ہی لے لو۔ لیکن آپ ﷺ نے قسط ادا کی اور آزاد کر کے ان سے شادی کرلی۔ چونکہ غزوۂ بنو المصطلق میں ان کی قوم کے کافی لوگ قید تھے، جن کے ہاں یہ قید تھے جب انہوں نے سنا کہ نبی اکرم ﷺ نے اس قبیلہ کی خاتون جویریہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرلیا ہے، تو احترام میں سارے قیدی آزاد کردیے کہ جس خاندان سے نبی ﷺ کا رشتہ ازدواج ہو چکا ہے، اب انہیں قید رکھنا مناسب نہیں، اس لیے سب آزاد کردیئے گئے۔ کتنی زیادہ برکت والی ثابت ہوئیں۔ (عون المعبود: ۴/۳۴)

٤٠٧٦۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ ابْنَةَ الْجَوْنِ لَمَّاأُدْخِلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب جون کی بیٹی نبی کریم ﷺ کے ہاں خلوت میں داخل کی گئی تو اس نے کہا: میں

(٤٠٧٦) بخاري: ٥٢٥٤۔ نسائي: ٣٤١٧۔ ابن ماجه: ٢٠٥٠.

وَدَنَا مِنْهَا قَالَتْ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ فَقَالَ لَهَا لَقَدْ عُذْتِ بِعَظِيْمٍ اِلْحَقِيْ بِأَهْلِكِ. (رواه البخاري، ٥٢٥٤)

آپ سے اللہ کی پناہ طلب کرتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے بہت عظیم ذات کی پناہ لی ہے، تو اپنے گھر والوں کے پاس چلی جا۔'' (بخاری)

٤٠٧٧ـــ وفي رواية: فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ قَالَ هَبِيْ نَفْسَكِ لِيْ قَالَتْ وَهَلْ تَهَبُ الْمَلِكَةُ نَفْسَهَا لِلسُّوْقَةِ قَالَ فَأَهْوَى بِيَدِهٖ يَضَعُ يَدَهٗ عَلَيْهَا لِتَسْكُنَ فَقَالَتْ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ فَقَالَ قَدْ عُذْتِ بِمَعَاذٍ ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ يَا أَبَا أُسَيْدٍ اُكْسُهَا رَازِقِيَّتَيْنِ وَأَلْحِقْهَا بِأَهْلِهَا. (رواه البخاري، ٥٢٥٧)

''ایک روایت میں سیدنا ابو اُسید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اس کے پاس گئے تو فرمایا: اپنا نفس مجھے ھبہ کر دے۔ تو اس نے کہا: کیا کوئی شاہ زادی اپنے نفس کو عام آدمی کو ھبہ کرتی ہے؟ آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس کی طرف بڑھایا تا کہ اس کو تسکین ہو۔ تو اس نے کہا: میں آپ سے اللہ کی پناہ طلب کرتی ہوں۔ فرمایا: تو نے پناہ لینے کی جگہ سے پناہ لی ہے چنانچہ آپ ﷺ اس کے پاس سے باہر آ گئے اور فرمایا: اے ابو اُسید رضی اللہ عنہ اس کو دو رازقیہ کپڑے دیدے اور اس کو واپس اس کے گھر چھوڑ آ۔''

٤٠٧٨ـــ وفي أخرى: تَزَوَّجَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُحَيْنَةَ بِنْتَ شَرَاحِيْلَ، بِنَحْوِهٖ.

''دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اُحینہ بنت شراحیل سے عقد کیا۔'' (بقیہ قصہ وہی ہے)

٤٠٧٩ـ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِنَحْوِهٖ، وَفِيْهِ: فَقَالُوْا لَهَا أَتَدْرِيْنَ مَنْ هٰذَا قَالَتْ لَا قَالُوْا هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَاءَ لِيَخْطُبَكِ قَالَتْ كُنْتُ أَنَا أَشْقَى مِنْ ذٰلِكَ. (رواه البخاري، ٥٦٣٧)

''سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے اسی طرح کی روایت مروی ہے اور اس میں یہ مذکور ہے کہ اس سے پوچھا گیا! تو جانتی ہے یہ کون ہیں؟ اس نے کہا: نہیں، لوگوں نے کہا: یہ اللہ کے رسول ہیں، وہ تیرے ساتھ منگنی کرانے آئے ہیں۔ اس نے کہا: میں تو اس سے زیادہ بدنصیب ہوں۔''

شرح: ...... بنت جون کا نام عمرہ بھی آیا ہے، مگر یہ روایت ضعیف ہے، صحیح یہی ہے کہ اس کا نام امیمہ بنت نعمان بن شراحیل ہے۔

(٤٠٧٧) بخاری: ٢٢٥٧ـ مسلم: ٢٠٠٧ـ احمد: ٢٢٣٦٢.
(٤٠٧٨) بخاری: ٢٢٥٧ـ مسلم: ٢٠٠٧ـ احمد: ٢٢٣٦٢.
(٤٠٧٩) بخاری: ٥٦٣٧ـ مسلم: ٢٠٠٧ـ احمد: ٢٢٣٦٢.

ایک روایت میں آتا ہے، کلابیہ عورت سے آپ نے نکاح کیا تھا، لیکن کلابیہ غلط ہے کندیہ تھی۔ اس کا نام فاطمہ بنت ضحاک بن سفیان تھا۔ اس نے بھی طلاق طلب کی۔ تو آپ نے اسے طلاق دے دی، بعد میں بہت پشیمان ہوئی گوبر چنتی تھی اور کہتی تھی میں ہوں دنیائے بدبختی کی تصویر ۶۰ ہجری میں فوت ہوئی۔

درست بات یہی ہے کہ بنت جون نے ہی پناہ طلب کی تھی اور کسی عورت نے پناہ طلب نہ کی تھی۔ ایک نے ویسے ہی طلاق طلب کی تھی جس کا ذکر اوپر ہوا ہے۔

آپ سے پناہ مانگنے کی ایک وجہ تو یہ تھی اسے علم نہ تھا کہ نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی کتنی بلند و بالا ہے، وہ کم تر سمجھتی تھی۔

دوسری وجہ یہ بھی بیان ہوئی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی بعض بیویوں نے دیکھا یہ عرب کے حسن کی بے تاج بادشاہ ہے۔ اگر یہ سوکن بن کر آ گئی تو ہماری اہمیت کم نہ ہو جائے۔ انہوں نے اسے کہا: آپ جب تشریف لائیں تو کہنا: میں آپ سے پناہ مانگتی ہوں۔ اس نے اسی طرح کیا تو آپ نے کہا: گھر والوں سے مل جاؤ۔ اور ایک عورت جس کا نام اسماء تھا، اس سے منگنی کا معاملہ چل رہا تھا، جو پہلے ہی ختم ہو گیا۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا اگر خاوند بیوی سے کہتا ہے: اپنے میکے چلی جا، مراد طلاق لیتا ہے تو طلاق واقع ہوگی، اگر طلاق مراد نہیں لیتا تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ (فتح الباری: ۹/ ۳۵۷)

۴۰۸۰۔ عَـنْ أُمِّ شَـرِيْكٍ أَنَّهَـا كَـانَتْ مِمَّنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ ﷺ. (رواه أحمد، ۲۷۰۷٤)

''سیدہ ام شریک رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ ان خواتین میں سے تھی جنہوں نے اپنی جان نبی ﷺ کے لیے ہبہ کی تھی۔''

شرح:...... قرآن پاک نے آپ ﷺ کو اجازت دی تھی۔

﴿وَامۡرَاَةً مُّؤۡمِنَةً اِنۡ وَّهَبَتۡ نَفۡسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنۡ اَرَادَ النَّبِىُّ اَنۡ يَّسۡتَنۡكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنۡ دُوۡنِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ﴾ (الاحزاب: ۵۰)

''وہ عورت بھی آپ کے لیے حلال ہے جو مومن ہو اگر خود کو نبی ﷺ کے لیے ہبہ کرتی ہے اور اگر نبی ﷺ اس سے نکاح کرنے کا ارادہ کریں یہ آپ کے لیے خالص ہے دوسرے مومنوں کو اس کی اجازت نہیں۔''

اس کے تحت عورتیں خود کو آپ کے سامنے برائے نکاح پیش کرتی تھیں۔ ان میں یہ حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ مگر کسی حکمت کے پیش نظر آپ نے ان سے نکاح نہ کیا تھا۔

(۴۰۸۰) احمد: ۲۷۰۷٤.

٤٠٨١ـ عَـنْ أَنَسٍ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا تَتَـزَوَّجُ مِـنْ نِسَـاءِ الْأَنْـصَـارِ قَالَ إِنَّ فِيْهِمْ لَغَيْـرَةٌ شَدِيْدَةٌ. (رواه النسائي، ٣٢٣٣)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم انصار کی عورتوں سے عقد نہیں کرتے؟ فرمایا: ان میں شدید تر غیرت پائی جاتی ہے۔'' (نسائی)

شــرح: ...... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں زیادہ تھیں اِکا دُکا کا تیز طبیعت ہوتو اس سے گزارا ہو جاتا تھا، اگر زیادہ تعداد میں تیزی طبع کا شکار ہوں تو آپ کے لیے بہت ہی زیادہ پریشانی ہو جاتی، اس لیے آپ نے انصار کی خواتین سے نکاح سے گریز کیا۔ (گوندلوی)

الحث على النكاح والخطبة والنظر
وغيرها من آداب النكاح
ترغیب نکاح وآداب نکاح کا بیان

٤٠٨٢ـ عَـنْ عَـلْـقَمَةَ قَالَ كُنْتُ أَمْشِيْ مَعَ عَبْـدِ الـلّٰـهِ بِـمِـنًـى فَلَقِيَهُ عُثْمَانُ فَقَامَ مَعَهُ يُـحَـدِّثُـهُ فَـقَالَ لَهُ عُثْمَانُ يَاأَبَاعَبْدِالرَّحْمٰنِ أَلَانُـزَوِّجُكَ جَـارِيَةً شَـابَّةً لَـعَـلَّهَا تُذَكِّرُكَ بَـعْـضَ مَـا مَـضٰـى مِـنْ زَمَانِكَ قَالَ فَقَالَ عَبْـدُالـلّٰهِ لَئِنْ قُلْتَ ذَاكَ لَقَدْ قَالَ لَنَارَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَـامَعْشَرَالشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَ ةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِوَأَحْصَنُ لِـلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ. (رواه مسلم، ١٤٠٠)

''علقمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ منیٰ میں چل رہا تھا۔ پس ان سے عثمان رضی اللہ عنہ نے ملاقات کی اور کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! کیا میں تیرا عقد نوجوان لڑکی سے نہ کرادوں؟ شائد کہ تجھے گزرا ہوا زمانہ یاد کرادے۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تم یہ بات کہتے ہو تو ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا تھا: اے نوجوانوں کی جماعت! جو تم میں سے شادی کرنے کی طاقت رکھتا ہے وہ نکاح کرے، اس سے آنکھ نیچے رکھنے میں مدد ملتی ہے اور شرمگاہ کی بہتر حفاظت ہوتی ہے۔ اور جو ایسا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ روزے رکھے، وہ اس کے لیے بچاؤ ہے۔'' (مسلم)

شرح: ......اس میں اس شخص کو ترغیب ہے کہ وہ نکاح کرے جسے ضرورت بھی ہو اور استطاعت بھی ہو، نکاح کی اس کے لیے بہت تاکید ہے اگر اتنی زیادہ ضرورت نہیں رکھتا تو نہ بھی کرے تو گنجائش ہے۔

اگر ایک نوجوان ہے نکاح کی اسے ضرورت ہے، مگر اس کے پاس وسائل نہیں تو وہ روزے رکھے۔ اس سے اس کی

(٤٠٨١) نسائی: ٣٢٣٣ـ صحیح الاسناد، البانی: ٣٠٢٢.

(٤٠٨٢) مسلم: ١٤٠٠ـ بخاری: ٥٠٦٦ـ ترمذی: ١٠٨١ـ نسائی: ٢٢٤٠ـ ابوداؤد: ٢٠٤٦ـ ابن ماجه: ١٨٤٥ـ احمد: ٤٢٥٩ـ دارمی: ٢١٦٦.

بے جا شہوت ضبط میں آ جائے گی کیونکہ زیادہ کھانے پینے سے زیادہ شہوت ابھرتی ہے، کم کھانے سے اس میں بھی کمی آئے گی۔ یہاں سے بعض علمائے کرام نے نکاح کی شہوت ختم کرنے والی دواؤں سے علاج کرنے کا جواز بھی لیا ہے۔

جہاں تک معاملہ ہے کہ شہوت کو پر سکون بنانے کے لیے دعا کھانا تاکہ وہ ضبط میں رہے، یہ تو استدلال درست ہے مگر ایسی دوائیاں استعمال کرنا جن سے شہوت بالکل کٹ جائے اور انسان خصی ہو جائے یہ قطعاً جائز نہیں، بالکل ممنوع ہے۔

اس میں نگاہ پست رکھنے اور عصمت کو محفوظ رکھنے کی بھی ترغیب ہے اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ نفسیاتی لطف اندوزیاں اور شہوات احکام شریعت سے آگے نہیں ان کی حدود میں رہ کر ہیں۔ یہ بھی ثابت ہوا غیر فطری طریقہ سے منی کا اخراج مثلاً مشت زنی وغیرہ سے بھی جائز نہیں کیونکہ آپ نے روزے شہوت شکنی کا توڑ بتائے ہیں، مجبوراً اور طریقہ اپنانے کی رہنمائی نہیں فرمائی۔

یہ بھی ثابت ہوا نوجوان عورت سے شادی کی ترغیب ہے خصوصاً باکرہ سے اس سے چستی اور قوت میں اضافہ ہوتا ہے۔ (فتح الباری: ۹/ ۱۰۹)

٤٠٨٣ـ عَنْ مَعْقَلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنِّي أَصَبْتُ امْرَأَةً ذَاتَ حَسَبٍ (وَمَنْصَبٍ) إِلَّا أَنَّهَا لَا تَلِدُ أَفَأَتَزَوَّجُهَا فَنَهَاهُ ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَنَهَاهُ ثُمَّ أَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَنَهَاهُ فَقَالَ تَزَوَّجُوا الْوَلُوْدَ الْوَدُوْدَ فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمْ. (للنسائي، ٣٢٢٧)

''سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا، اور اس نے کہا: مجھے ایک مالدار، خوبصورت عورت میسر آئی ہے اور اس سے اولاد پیدا نہیں ہوتی ہے۔ تو کیا میں اس سے عقد کروں؟ فرمایا: نہیں، وہ دوسری بار حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے منع کیا، پھر وہ تیسری بار آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم نکاح کیا کرو پیار کرنے والی، بچہ جننے والی عورتوں سے کیونکہ میں تمہاری کثرت دیگر امتوں پر جتاؤں گا۔'' (النسائی)

شرح:...... اس آدمی کو یہ علم اس طرح ہوا تھا کہ یہ بچے نہ جنے گی کیونکہ اسے حیض نہ آیا ہوگا۔

اور نبی ﷺ نے جو فرمایا ہے کہ زیادہ بچے جننے والی سے نکاح کرو اور محبت کرنے والی سے کیونکہ اگر محبت کرنے والی ہو، بچے نہ جنے پھر بھی مطلب پورا نہ ہوا، اور اگر بچے جنے محبت نہ کرے خاوند اس سے بے رغبت رہتا ہے، اس لیے ان دو اوصاف کو خصوصی مدنظر رکھیں۔

اب ان اوصاف کا پتہ کیسے چلے گا، وہ اس عورت کے خاندان اور قریبی رشتہ داروں کے حالات وواقعات سے اندازہ ہو سکتا ہے، طبائع عموماً رشتہ داروں پر ہی جاتی ہیں۔ (عون المعبود: ۲/ ۱۷۶)

(٤٠٨٣) نسائی: ٣٢٢٧ـ حسن، صحیح، البانی: ٣٠٢٦ـ ابوداؤد: ٢٠٥٠.

اس حدیث نے برتھ کنٹرول کی بھی تردید کر دی ہے، بچے دو ہی اچھے نہیں بلکہ بڑا خاندان اللہ کا احسان والا معاملہ ہونا چاہیے۔ حکومت اس ظالمانہ کارروائی پر کروڑوں روپے لگاتی ہے، ضبط نسل پھر ممکن نہیں اور عورت اور رحم کے اندر معصوم سی جان پر جو ستم ہوتا ہے روزِ قیامت اس کا علیحدہ اور فضول خرچی کا علیحدہ حساب دینا ہوگا۔ اور روزِ محشر نبی ﷺ کا سامنا کرنے کی ہمت نہ ہوگی۔ کیونکہ آپ ﷺ نے کہا ہے کہ میں نے قیامت کے دن اس پر فخر کرنا ہے کہ ساری دنیا سے بڑھ کر میرے پیروکار ہیں۔

٤٠٨٤۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ هَلْ تَزَوَّجْتَ قُلْتُ لَا قَالَ فَتَزَوَّجْ فَإِنَّ خَيْرَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَكْثَرُهَا نِسَاءً. (رواه البخاري، ٥٠٦٩)

''ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ مجھے سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: تو نے شادی کی ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ انھوں نے کہا: نکاح کر اس امت میں جو شخصیت سب سے بہتر ہے ان کی سب سے زیادہ بیویاں تھیں یعنی نبی کریم ﷺ۔'' (البخاری)

شرح: ......اس میں ضرورت کے تحت زیادہ بیویاں کرنے کی ترغیب ہے، جو کہ ایک امتی کے لیے چار سے زیادہ کی ممانعت ہے۔ صرف چار تک اجازت ہے۔ اس میں بھی شرط ہے ایک سے زیادہ وہ کرے جو ان کے درمیان عدل وانصاف کر سکتا ہے، وگرنہ ایک پر ہی کفایت کرے۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے شادی کا کہا، ابھی میری داڑھی نہ پھوٹی تھی اس لیے میں نے کہا: استاد گرامی، شادی کیا ہوتی ہے؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مطلب یہ تھا کہ شادی کے بغیر نہ رہیں یہ کوئی اچھی بات یا نیکی نہیں۔ نیکی یہ ہے کہ شادی کروائیں اور اگر انصاف کر سکیں تو ایک سے زیادہ کروائیں۔

اور یہ بھی خیال رکھیں کہ نکاح کی کثرت میں ہی مگن نہ ہو جائیں کہ اللہ کی عبادت کا خیال نہ رہے، عدل وانصاف اور عبادت الٰہی بھی پوری ہو اور عصمت وعفت بھی حاصل ہو تب زیادہ شادیوں کا فائدہ ہے، اگر یہ نہیں تو پھر ایک ہی کافی ہے۔ (فتح الباری: ۹/۱۱۴)

٤٠٨٥۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ. (رواه مسلم، ١٤٦٧)

''سیدنا عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: دنیا سامان ہے اور اس دنیا کا بہتر سامان نیک عورت ہے۔'' (مسلم)

شرح: ......اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ﴾ (النسآء: ٧٧)

(٤٠٨٤) بخاری: ٥٠٦٩۔ احمد: ٣٤٩٧.

(٤٠٨٥) مسلم: ١٤٦٧۔ نسائی: ٣٢٣٢۔ ابن ماجه: ١٨٥٥۔ احمد: ٦٥٣١.

''کہہ دو دنیا کا سامان تھوڑا ہے۔''

مَتَاعٌ کا لفظ بتا رہا ہے کہ سامان دنیا مطلوب بالذات نہیں صرف معمولی فائدہ اٹھانے کا محل ہے جسے بقدر ضرورت لیا جاتا ہے۔ افضل سامان نیک عورت ہے، جب یہ دیکھے تو اسے خوش کر دے۔ خاوند حکم دے تو اس کی اطاعت کرے، اسے قسم دے تو پوری کر دے۔ خاوند موجود نہ ہو تو اپنی عزت کی حفاظت کرے اور اس کے مال کی بھی حفاظت کرے۔ (انجاز الحاجہ:۲۱۳/۶)

٤٠٨٦ـــ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، رَفَعَهُ: مِسْكِيْنٌ مِسْكِيْنٌ رَجُلٌ لَيْسَتْ لَهُ امْرَأَةٌ، قَالُوْا: وَإِنْ كَانَ كَثِيْرَ الْمَالِ؟ قَالَ: وَإِنْ كَانَ كَثِيْرَ الْمَالِ، مِسْكِيْنَةٌ مِسْكِيْنَةٌ امْرَأَةٌ لَيْسَ لَهَا زَوْجٌ، قَالُوْا: وَإِنْ كَانَتْ كَثِيْرَ الْمَالِ؟ قَالَ: وَإِنْ كَانَتْ كَثِيْرَ الْمَالِ. (رواه رزين)

''ابن ابی نجیح مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ مسکین ہے، مسکین ہے وہ جس کی بیوی نہیں۔ لوگوں نے عرض کی: خواہ کثیر المال ہو؟ فرمایا: خواہ وہ بکثرت مال رکھتا ہو۔ مسکین ہے، مسکین ہے وہ عورت جس کا خاوند نہ ہو۔ لوگوں نے کہا: خواہ زیادہ مالدار ہو؟ فرمایا: اگر چہ وہ زیادہ مالدار ہو۔''

٤٠٨٧ـــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ. (للبخاري، ٥٠٩٠)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورت سے چار صفات کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے۔ اس کے مال اور اس کے خاندان کی وجہ سے یا اس کی شکل وصورت اور اس کے دین کی وجہ سے۔ پس تو دین دار حاصل کرنے میں کامیابی حاصل کر تیرا ہاتھ خاک آلود ہوں۔'' (بخاری)

٤٠٨٨ـــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاتَزَوَّجُوا النِّسَاءَ لِحُسْنِهِنَّ فَعَسَى حُسْنُهُنَّ أَنْ يُرْدِيَهُنَّ وَلَا تَزَوَّجُوْهُنَّ لِأَمْوَالِهِنَّ فَعَسَى أَمْوَالُهُنَّ أَنْ تُطْغِيَهُنَّ وَلٰكِنْ تَزَوَّجُوْهُنَّ عَلَى الدِّيْنِ وَلَأَمَةٌ

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: تم عورتوں سے ان کے حسن و جمال کی وجہ سے نکاح نہ کرو، قریب ہے کہ ان کا حسن ان کو ہلاک کر دے۔ اور ان کے مال کی وجہ سے بھی ان سے عقد نہ کرو، قریب ہے کہ ان کا مال ان کو سرکش بنا دے۔ مگر عورتوں سے دین کی بنیاد پر نکاح کرو۔ اور کان چھٹی

(٤٠٨٦) رزين.

(٤٠٨٧) بخاري: ٥٠٩٠ـ مسلم: ١٤٦٦ـ نسائي: ٣٢٣٠ـ ابوداؤد: ٢٠٤٧ـ ابن ماجه: ١٨٥٨ـ احمد: ٩٢٣٧ـ دارمي: ٢١٧٠.

(٤٠٨٨) ابن ماجه: ١٨٥٩ـ ضعيف جداً، الباني: ٤٠٩.

خَـرْمَـاءُ سَـوْدَاءُ ذَاتُ دِيْـنٍ أَفْضَلُ . (رواه إبن ماجة ، ١٨٥٩ بضعف) سیاہ رنگ دین دار لونڈی زیادہ افضل ہے۔“ (ابن ماجہ، سند ضعیف)

شــرح: ......ان احادیث کا مطلب یہ نہیں کہ حسب وشرف اور حسن و جمال قابل توجہ نہیں۔ ان کا مقصد ہے کہ محض، حسب وشرف اور حسن و جمال اور مال کی ملحوظ خاطر نہ رہے۔ اگر عورت میں حسب وشرف ہو، حسن و جمال اور مال ہو اور دین بھی ہو تو یہ بہت ہی اچھی بات ہے، کیونکہ یہ چیزیں بھی نکاح میں رغبت پیدا کرتی ہیں۔ عفت، نگاہ کا پست ہونا، عصمت کی حفاظت میں ان سے اضافہ ہوتا ہے اور آدمی اپنی بیوی سے زیادہ مطمئن ہوتا ہے۔

اصل مطلب یہ ہے کہ اگر ان اوصاف میں اور دین میں ٹکراؤ ہو تو پھر ترجیح دیندار عورت کو دینی چاہیے۔

وجہ یہ ہے کہ حسن و جمال کا آفتاب بیماری کی وجہ سے گہنا سکتا ہے، حسب داغدار ہوسکتا ہے، مال پر زوال آ سکتا ہے صرف دین ایک ایسا رنگ ہے اس میں کبھی تبدیلی نہیں آتی یہ سدا بہار ہے۔

اس کی برکت کا ایک واقعہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے باپ حضرت مبارک رحمہ اللہ غلام تھے، اپنے آقا کے باغ میں کام کرتے تھے۔ ان کے آقا نے ان سے مشورہ لیا کہ بیٹی کے لیے بہت زیادہ لوگوں کے پیغامات آرہے ہیں، مبارک تم بھی رائے دو، میں پیاری لخت جگر کا رشتہ کس سے طے پاؤں؟ مبارک نے کہا: آقا! لوگوں کی اغراض مختلف ہیں، جاہلیت میں حسب وشرف دیکھتے تھے، یہودی مال کی وجہ سے شادی کرتے ہیں اور عیسائی جمال کے لیے نکاح کرتے ہیں اور یہ امت محمد یہ دین کے لیے شادی کرتے ہیں۔ جب ان کے آقا نے یہ سنا تو بہت متاثر ہوا اور بیوی سے کہا: واللہ! بیٹی کا یہی ہمارا غلام ہی خاوند ہونے کا لائق ہے، ان سے شادی کر دی۔ اس سے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ جیسا عظیم محدث پیدا ہوا۔ (مراۃ الجنان للیافعی: ١/ ٣٧٩)

دوسری حدیث کو البانی رحمہ اللہ نے تو بہت ضعیف قرار دیا ہے، لیکن علامہ جانباز رحمہ اللہ نے اسے بوصیری کے حوالے سے کہا ہے، صحیح بخاری اور مسلم میں بھی اس کی تائید ہے۔ کنزل العمال: ١٦/ ٢٩٢ میں بھی ہے۔ ابن حبان نے دوسری سند سے بھی بیان کی ہے۔ تو اس حدیث میں ترغیب ہے کہ ہر معاملہ میں اہل دین کی مصاحبت اختیار کی جائے کیونکہ ان کے اخلاق سے برکات حاصل ہوتی ہیں اور فساد کا خوف نہیں رہتا۔ اس میں دین والی عورت کو اختیار کرنے اور اسے مال و جمال والی اور حسب والی پر مقدم رکھا جانے کی ترغیب ہے، کیونکہ صرف ان اوصاف کا خیال رکھنا اور دین کے آداب کی طرف توجہ نہ کرنا خود کو خطرات کے حوالے کرنا ہے۔ (انجاز الحاجہ: ٦/ ٢١٧)

٤٠٨٩ــــ عَـنِ الـضَّـحَّاكِ بْنِ مُزَاحِمٍ قَالَ سَـمِـعْـتُ أَنَـسَ بْـنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ ”ضحاک بن مزاحم کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے

(٤٠٨٩) ابن ماجه: ١٨٥٩ـ ضعيف، البانی: ٤١٠.

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ أَرَادَ أَنْ يَلْقَى اللّٰهَ طَاهِرًا مُّطَهّرًا فَلْيَتَزَوَّجِ الْحَرَائِرَ. (رواه ابن ماجة، ١٨٦٢ بضعف)

ہوئے سنا: جو شخص یہ ارادہ کرتا ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ سے پاک وصاف حالت میں ملاقات کرے تو وہ آزاد عورت سے عقد کرے۔''

شرح:...... یہ حدیث تو ضعیف ہے مگر قرآن پاک اس مفہوم کی تائید کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ مَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ﴾ (النسآء: ٢٥)

''اور جو تم میں سے پاکدامن، مومن عورتوں سے شادی کرنے کی طاقت نہیں پاتا تو جو مومن لونڈیاں ہیں ان سے نکاح کرے۔''

تو قرآن پاک بھی آزاد عورتوں سے نکاح کی ترغیب دے رہا ہے، لونڈیوں سے نکاح کی اجازت تب دیتا ہے جب زنا کا ڈر ہو یا استطاعت نہ ہو۔

آزاد عورتوں سے نکاح کی ترغیب اس لیے دی کہ عموماً ایسا ہوتا ہے کہ لونڈی سے نکاح سے طبیعت قناعت نہیں پکڑتی ان کا درجہ کم تر ہونے اور عام طور پر آداب گھر سے ناآشنا ہونے کی وجہ سے گویا کہ یہ بیوی کا درجہ حاصل نہیں کر پاتی۔ لونڈی سے نکاح کے باوجود غیر کو دیکھنا اور طمع باقی ہونا، انسانی طبیعت میں اطمینان پیدا نہیں ہونے دیتا۔ بلکہ نکاح کا مقصد ہی نظر کو پست کرنا ہے۔ لونڈی کے نکاح سے یہ حاصل نہیں ہوتا۔ اور لونڈی پردہ کی بھی پابند نہیں ہوتی، باہر اندر آنے جانے پر اتنی پابندی نہیں، اولاد کی تربیت بھی اس کے بس میں نہیں، ان وجوہات کی بناء پر آزاد عورت سے نکاح کو ترجیح دی گئی ہے۔ (انجاز الحاجہ: ٦/ ٢٢٥)

٤٠٩٠ـ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ تَزَوَّجْتُ فَقَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا تَزَوَّجْتَ فَقُلْتُ تَزَوَّجْتُ ثَيِّباً فَقَالَ مَالَكَ وَلِلْعَذَارَى وَلِعَابِهَا. (للبخاري، ٥٠٨٠)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے شادی کی۔ پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیسی عورت سے عقد کیا ہے؟ میں نے عرض کی: بیوہ عورت سے (طلاق یافتہ یا جس کا خاوند فوت ہو گیا ہو) میں نے شادی کی۔ فرمایا: تو نے باکرہ اور اس کے کھیل کو کیوں ترک کیا ہے۔'' (بخاری)

٤٠٩١ـ وفي رواية: قَالَ فَهَلَّا بِكْراً تُلَاعِبُهَا

''اور ایک روایت میں ہے۔ فرمایا: تو نے باکرہ عورت سے عقد

(٤٠٩٠) بخاری: ٥٠٨٠ـ مسلم: ٧١٥ـ ترمذی: ١١٠٠ـ نسائی: ٤٥٩١ـ ابوداؤد: ٣٧٤٧ـ ابن ماجه: ١٨٦٠ـ احمد: ١٣٧٦٤ـ دارمی: ٢٢١٦.

(٤٠٩١) بخاری: ٥٢٤٧ـ مسلم: ٧١٥ـ ترمذی: ١١٠٠ـ نسائی: ٤٥٩١ـ ابوداؤد: ٣٧٤٧ـ ابن ماجه: ١٨٦٠ـ احمد: ١٣٧٦٤ـ دارمی: ٢٢١٦.

وَتُلَاعِبُكَ . (رواه البخاري، ٥٢٤٧)

کیوں نہیں کیا وہ تجھ سے کھیلتی اور تو اس سے کھیلتا۔'' (بخاری)

٤٠٩٢ــ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَالِمِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ عُوَيْمِ بْنِ سَاعِدَةَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَيْكُمْ بِالْأَبْكَارِ فَإِنَّهُنَّ أَعْذَبُ أَفْوَاهاً وَأَنْتَقُ أَرْحَاماً وَأَرْضَى بِالْيَسِيْرِ . (رواه إبن ماجة، ١٨٦١، وعبدالرحمن مجهول)

''عبدالرحمٰن بن سالم بن عتبہ بن عویم بن ساعدہ انصاری اپنے باپ سے وہ اس کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: باکرہ عورتوں سے عقد کیا کرو۔ ان کے منہ خوش ذائقہ اور ان کے رحم زیادہ صاف ہوتے ہیں اور وہ تھوڑی چیز پر راضی ہوتی ہیں۔'' (ابن ماجہ عبدالرحمٰن مجہول ہے)

شرح:......ا۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے جس خاتون سے شادی کی تھی وہ سہلہ بنت مسعود بن اوس بن مالک تھیں۔

اس سے ثابت ہوا کنواری عورت سے شادی کرنا زیادہ ثواب اور افضل کام ہے۔ وجہ یہ ہے کہ یہ اسی خاوند سے مانوس ہوتی ہے اور الفت پکڑتی ہے بیوہ یا مطلقہ اور شوہر دیدہ سے نکاح تو جائز ہے، اس میں یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ اس کا دل پہلے خاوند سے وابستہ نہ ہو۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ آدمی اپنی بیوی سے دل لگی رکھے اور خوش طبعی اختیار کرے اور نرمی کا سلوک کرے اور اچھے انداز پر زندگی گزارے۔

یہ بھی ثابت ہوا امام یا سربراہ اپنے ساتھیوں کے معاملات کی خبر گیری رکھے اور ان کی بھلائی کی انہیں رہنمائی کرے۔ (شرح مسلم: ۱۵/۵۳)

اس سے ایک اور بات بھی ثابت ہوئی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہماری طرح شادی نکاح کے موقع پر شاندار انتظامات نہ کرتے تھے، نہ ہی زیادہ احباب کی مجالس منعقد کرتے تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو جتنا نبی اکرم ﷺ سے والہانہ پیار تھا کسی سے چھپا ہوا نہیں مگر آپ کو بھی نکاح میں مدعو نہیں کیا اور نہ ہی آپ نے اعتراض کیا ہے مجھے کیوں نہیں بلایا بلکہ دعائے برکت دی۔

۲۔ یہاں دوشیزہ سے شادی کی مزید خوبیاں بیان ہوئی ہیں۔ منہ میٹھا ہونے کا مطلب ہے ان کا لعاب شیریں ہے، یا حسن کلام بھی مراد ہوسکتی ہے بدگوئی سے محفوظ بھی ہوسکتا ہے۔

رحم کے لحاظ سے زیادہ پھینکنے والی ہوتی ہیں' اس کا مطلب ہے کثیر الاولاد ہوتی ہیں اور مال کی قلت اور جماع کی قلت پر کمی بھی ہو تو گزارہ کر لیتی ہیں کیونکہ پہلے وہ ان سے ناآشنا ہوتی ہیں۔ (انجاز الحاجہ: ۶/ ۲۲۱)

(٤٠٩٢) ابن ماجہ: ۱۸۶۱۔ اور عبدالرحمٰن مجہول ہے، لیکن البانی کہتے ہیں حسن: ۱۵۰۸.

کاش! آج حواء کی بیٹیوں کو یہ سادگی میسر آئے۔ وگرنہ میڈیا نے اور حیا باختگی نے کئی دوشیزاؤں کو شوہر دیدہ کے مقام پر پہنچا دیا ہے۔

حکیم ایک نوجوان سے جو غیر شادی شدہ تھا پوچھتا ہے تم شادی شدہ ہو وہ دوا دوں یا غیر شادی شدہ ہو تو وہ کہنے لگا میں غیر شادی شدہ ہوں تم دوا شادی شدہ والی دو، اعاذنا اللہ، اللہ کریم نسل نو کو اپنے پیغمبر کی احادیث پر غور اور عمل کی توفیق دے۔

٤٠٩٣ـ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَأٰی امْـرَأَةً فَأَتَى امْرَأَتَهُ زَيْنَبَ وَهِيَ تَمْعَسُ مَنِيْئَةً لَهَـافَـقَـضَى حَاجَتَهُ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَـقَـالَ إِنَّ الْـمَـرْأَةَ تُقْبِلُ فِي صُوْرَةِ شَيْطَانٍ وَتُـدْبِرُفِي صُوْرَةِ شَيْطَانٍ فَإِذَاأَبْصَرَأَحَدُكُمْ امْـرَأَـةً فَـلْيَـأْتِ أَهْـلَـهُ فَإِنَّ ذٰلِكَ يَرُدُّمَا فِي نَفْسِهِ . (رواه مسلم، ١٤٠٣)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک عورت پر نگاہ پڑی، تو آپ ﷺ اپنی زوجہ زینب کے پاس گئے، وہ اپنا رنگا ہوا چمڑا صاف کر رہی تھیں، آپ ﷺ نے اس سے اپنی حاجت پوری کی اور پھر اپنے اصحاب کے پاس گئے، اور فرمایا: عورت کی حالت یہ ہوتی ہے کہ شیطان کی صورت میں سامنے آتی اور شیطان کی صورت میں پیٹھ پھیرتی ہے جب تم میں سے کوئی مرد کسی عورت کو دیکھے تو وہ اپنی بیوی کے پاس جائے بے شک یہ اس کے دل میں پیدا شدہ خیالات کو ختم کر دیتا ہے۔ (مسلم)

شرح: ...... یہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا وہی ہیں جو نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے سب سے پہلے فوت ہوئیں۔ اور جو یہ آیا ہے کہ عورت کا آنا جانا شیطان کی صورت میں ہے، اس میں عورت کی توہین نہیں کہ اسے شیطان کہا گیا ہے، اسے شیطان نہیں کہا گیا۔ نبی اکرم ﷺ تو عورت کی بہت تعظیم یہاں کرتے ہیں، اس سے مراد ہے کہ وسوسہ اندازی میں، گمراہ کرنے میں اسے دیکھنے میں یہ سارے اسباب فساد ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فطرتی طور پر مردوں کے دلوں میں عورتوں کی طرف میلان رکھا ہے، خواہش ودیعت کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عورتوں کو حکم ہے، بلا ضرورت گھر سے باہر نہ نکلیں اور فخریہ لباس نہ پہنیں اور نکلیں تو باپردہ نکلیں اور سادہ لباس میں نکلیں، مردوں کو بھی نظریں نیچی رکھنے کا حکم ہے، ان کی طرف لذت اندوزی کی وجہ سے نہ دیکھیں، اس کے برعکس عورت کا زیبائش سے نکلنا اور خلاف شرع نمایاں ہونا یہ دعوت شر ہے اور فتنہ انگیزی ہے اسے ہی شیطان کا آنا جانا قرار دیا گیا ہے۔

٢۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ آدمی دن کے وقت بھی اہلیہ کو دعوت جماع دے سکتا ہے، اگرچہ عورت مصروف ہی ہو جتنا ممکن ہو بیوی اس پر تعاون کرے کیونکہ انکار کی صورت میں خاوند کو بدنی اور قلبی نقصان پہنچ سکتا ہے۔ (عون المعبود: ٢/٢١٢)

(٤٠٩٣) مسلم: ١٤٠٣۔ ترمذی: ١١٥٨۔ ابوداؤد: ٢١٥١۔ احمد: ١٤٢٦١.

٤٠٩٤ــ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّقَالَ دَخَلَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ عَكَّافُ بْنُ بِشْرِ التَّمِيْمِيّ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ يَاعَكَّافُ هَلْ لَكَ مِنْ زَوْجَةٍ قَالَ لاَقَالَ وَلاَجَارِيَةٍ قَالَ وَلاَجَارِيَةٍ قَالَ وَأَنْتَ مُوْسِرٌبِخَيْرٍقَالَ وَأَنَامُوْسِرٌبِخَيْرٍقَالَ أَنْتَ إِذًا مِنْ إِخْوَانِ الشَّيَاطِيْنِ وَلَوْكُنْتَ فِي النَّصَارَى كُنْتَ مِنْ رُهْبَانِهِمْ إِنَّ سُنَّتَنَا النِّكَاحُ شِرَارُكُمْ عُزَّابُكُمْ وَأَرَاذِلُ مَوْتَاكُمْ عُزَّابُكُمْ أَبِالشَّيْطَانِ تَمَرَّسُوْنَ مَالِلشَّيْطَانِ مِنْ سِلاَحٍ أَبْلَغُ فِي الصَّالِحِيْنَ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا الْمُتَزَوِّجُوْنَ أُوْلٰئِكَ الْمُطَهَّرُوْنَ الْمُبَرَّؤُنَ مِنَ الْخَنَاوَيْحَكَ يَاعَكَّافُ إِنَّهُنَّ صَوَاحِبُ أَيُّوْبَ وَدَاوُدَ وَيُوْسُفَ وَكُرْسُفُ فَقَالَ لَهُ بِشْرِبْنِ عَطِيَّةَ وَمَنْ كُرْسُفُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَجُلٌ كَانَ يَعْبُدُاللّٰهِ بِسَاحِلٍ مِنْ سَوَاحِلِ الْبَحْرِثَلاَثَ مِائَةِ عَامٍ يَصُوْمُ النَّهَارَ وَيَقُوْمُ اللَّيْلَ ثُمَّ إِنَّهُ كَفَرَبِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ فِي سَبَبِ امْرَأَةٍ عَشِقَهَاوَتَرَكَ مَاكَانَ عَلَيْهِ مِنْ عِبَادَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ اسْتَدْرَكَهُ اللّٰهُ بِبَعْضِ مَاكَانَ مِنْهُ فَتَابَ عَلَيْهِ وَيْحَكَ يَاعَكَّافُ تَزَوَّجْ وَإِلَّافَأَنْتَ مِنَ الْمُذَبْذَبِيْنَ قَالَ زَوِّجْنِيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ قَدْ زَوَّجْتُكَ كَرِيْمَةَ بِنْتَ كُلْثُوْمِ الْحِمْيَرِيِّ . (رواه

''ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عکاف بن بشر التیمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عکاف! تیری بیوی ہے؟ کہا: نہیں، فرمایا: لونڈی ہے؟ کہا: لونڈی بھی نہیں ہے۔ فرمایا: تو مال دار اور آسانی میں ہے؟ اس نے کہا: میں آسانی میں اور صاحب مال ہوں۔ فرمایا: پھر تو شیطان کے بھائیوں میں سے ہے اگر تو عیسائی ہوتا تو ان کے راھبوں میں شمار ہوتا۔ ہمارا طریقہ تو شادی کرنا ہے تم لوگوں میں سے شریر تر غیر شادی شدہ لوگ ہیں اور تمہارے کمترین مردے وہ ہیں جو غیر شادی شدہ ہیں۔ کیا تم شیطان سے مل کر گناہ کے (یاد رکھو) شیطان کے پاس نیک لوگوں کے لیے عورتوں سے زیادہ مؤثر ہتھیار کوئی نہیں ہے، مگر جو لوگ شادی شدہ ہوتے ہیں وہ پاکیزہ ہوتے ہیں اور بدگوئی سے بچے رہتے ہیں۔'' اے عکاف! تیرے اوپر افسوس ہے! عورتیں تو ایوب، یوسف، سلیمان علیہ السلام اور کرسف جیسے لوگوں کے لیے مضر ثابت ہوئی ہیں۔ تو عکاف بن بشر ابن عطیہ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! کرسف کون تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ایک مرد تھا جس نے سمندر کے ساحل پر تین سو سال عبادت کی تھی، دن کو روزہ رکھتا اور رات کو قیام کرتا تھا۔ پھر ایک عورت پر عاشق ہوا اور اللہ کے ساتھ کفر کیا اور وہ عبادت جس پر وہ تھا اس کو ترک کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی مدد کی اور اس کی سابقہ محنت کی وجہ سے توبہ قبول کی۔ اے عکاف! تیرے اوپر افسوس ہے! تو نکاح کر ورنہ تو پیٹھ پھیرنے والوں سے ہوگا۔ اس نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میرا عقد آپ ﷺ کرا دیں۔ فرمایا: کریمہ بنت کلثوم الحمیر ی سے میں نے تیرا عقد کر دیا۔'' (اس کی سند میں ایک راوی

(٤٠٩٤) احمد: ٢٠٩٣٩۔ وفيه راولم يسم، وبقية رجاله ثقات، هيثمى: ٧٢٩٧.

أحمد، ٢٠٩٣٩، براولم يسم)

مجہول ہے۔)

انتباہ: ......اوپر مذکورہ صحیح احادیث اس کے مفہوم کی تصدیق کرتی ہیں۔

٤٠٩٥ـ عَنْ أَنَسٍ، رَفَعَهُ: مَنْ تَزَوَّجَ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ نِصْفَ الْإِيْمَانِ فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ فِي النِّصْفِ الْبَاقِي. (رواه الطبراني في الأوسط)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ جس نے شادی کی اس نے نصف ایمان مکمل کیا پس وہ بقیہ نصف میں اللہ سے ڈرتا رہے۔'' (الاوسط)

٤٠٩٦ـ عَنْ عَائِشَةَ، رَفَعَتْهُ: تَزَوَّجُوا النِّسَاءَ يَأْتِيْنَكُمْ بِالْأَمْوَالِ. (للبزار، ١٤٠٢)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا کہ عورتوں سے نکاح کرو وہ تمہارے پاس مال لائیں گی۔'' (البزار)

٤٠٩٧ـ عَنْ جَابِرٍ، رَفَعَهُ: ثَلَاثٌ مَنْ فَعَلَهُنَّ ثِقَةً بِاللّٰهِ وَاحْتِسَابًا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُعِيْنَهُ وَأَنْ يُبَارِكَ لَهُ: مَنْ سَعَى فِي فَكَاكِ رَقَبَةٍ ثِقَةً بِاللّٰهِ وَاحْتِسَابًا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُعِيْنَهُ وَأَنْ يُبَارِكَ لَهُ، (وَمَنْ تَزَوَّجَ ثِقَةً بِاللّٰهِ وَاحْتِسَابًا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُعِيْنَهُ وَأَنْ يُبَارِكَ لَهُ) وَمَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيْتَةً ثِقَةً بِاللّٰهِ وَاحْتِسَابًا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُعِيْنَهُ وَأَنْ يُبَارِكَ لَهُ. (رواه الطبراني في الأوسط والصغير)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین کام ایسے ہیں کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے توکل پر ثواب کی امید رکھ کر کیے تو اس کی مدد کرنا اور اس کے کام میں برکت ڈالنا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ جس نے اللہ پر اعتماد کر کے ثواب کی امید پر گردن آزاد کی اس کی امداد اللہ کے ذمہ ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو برکت دے گا۔ جس نے ویران زمین آباد کی اللہ کے اعتماد اور کار ثواب جان کر اس کی امداد کرنا اور اس کو برکت دینا اللہ کے ذمہ ہے۔ اور جس نے کار ثواب سمجھ کر اللہ پر توکل کر کے نکاح کیا تو اس کی مدد کرنا اور برکت دینا اللہ تعالیٰ پر حق ہے۔'' (الاوسط اور الصغیر)

٤٠٩٨ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُوْلُ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَبِيْعَ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ وَلَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيْهِ حَتّٰى يَتْرُكَ الْخَاطِبُ قَبْلَهُ أَوْ يَأْذَنَ لَهُ

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا: تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی بیع پر بیع کرے اور کوئی شخص پیغام نکاح دے اپنے مسلمان بھائی کے پیغام نکاح پر۔ ہاں اگر وہ اس کے پیغام دینے سے پہلے ترک کر چکا ہو یا وہ اس کو

(٤٠٩٥) طبراني اوسط، باسنادين وفيهما يزيد الرقاشي وجابر الجعفي وكلاهما ضعيف قد وثقا، هيثمي: ٧٢٩٧.

(٤٠٩٦) بزار: ١٤٠٢ـ ورجاله رجال الصحيح خلا سلم بن جنازدة وهو ثقة، هيثمي: ٧٣٣٠.

(٤٠٩٧) طبراني اوسط او صغير، وفيه عبيدالله بن الوازع روى عنه حفيده عمرو بن عاصم فقط، وبقية رجاله ثقات، هيثمي: ٧٣٣٥.

(٤٠٩٨) بخاري: ٥١٤٢ـ مسلم: ١٤١٢ـ ترمذي: ١٢٩٢ـ نسائي: ٤٥٠٤ـ ابوداؤد: ٢٠٨١ـ ابن ماجه: ٢١٧١ـ احمد: ٤٧٠٨ـ مؤطا: ٣٠٩٠ـ دارمي: ٢٥٦٧.

الْخَاطِبُ. (رواه البخاري، ٥١٤٢)

اجازت دیدے تو کوئی حرج نہیں۔'' (بخاری)

شــرح: ......ا۔ایک آدمی سودا کر رہا ہے، ابھی وہ فارغ نہیں ہوا تو دوسرا آدمی درمیان میں سودے کے لیے اتر پڑے، یہ اجازت لے یا پھر پہلا سودا کرنے والا خود اسے چھوڑ دے۔

۲۔ یہ بھی واضح ہوا کہ آدمی اپنے بھائی کی منگنی میں اپنی منگنی کا پیغام بھیجے تو یہ حرام عمل ہے، یہ پابندی مسلمان کے لیے ہے۔ غیر مسلم کی منگنی میں منگنی پر پابندی نہیں۔ اسی طرح یہ پابندی عورت کے لیے بھی ہے کہ عورت بھی دوسری مسلمان عورت کی منگنی میں اپنی منگنی کی بات نہ چلائے۔

اس کی صورت یہ ہے کہ ایک عورت کے متعلق ایک آدمی کو ترغیب دلائی جا رہی ہے کہ اس سے شادی کرے، وہ اس کو مان جاتا ہے۔ مگر ایک دوسری عورت آتی ہے آدمی کو رغبت دلاتی ہے کہ مجھ سے منگنی کر و یا شادی کرو پہلی کے متعلق بے رغبتی پیدا کرے۔ یہی صورت آدمی کی ہے کہ وہ دوسرے سے عورت کی توجہ ہٹا کر اپنی طرف لگائے یہ حرام ہے۔ ہاں! اجازت لے لے تو درست ہے یا ان کا معاملہ طے نہ پائے تو درست ہے۔

بعض علمائے کرام تو کہتے ہیں: یہ نکاح ہوتا ہی نہیں، بعض کہتے ہیں، نکاح تو ہو جاتا ہے حرام کام کے ارتکاب کی وجہ سے اسے گناہ ہوتا ہے۔ (انجاز الحاجہ: ٦/ ٢٣٠)

٤٠٩٩ــ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ أَنَّ رَجُلًا خَطَبَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ مَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَعْصِهِمَا فَقَدْ غَوَى فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِئْسَ الْخَطِيْبُ أَنْتَ قُلْ وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ. (رواه مسلم، ٨٧٠)

''سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرد نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے خطبہ دیا۔ اور کہا: جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی اس نے ہدایت پائی اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی تو وہ گمراہ ہوا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو بدترین خطیب ہے! یہ کہو: جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔'' (مسلم)

٤١٠٠ــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ عَلَّمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خُطْبَةَ الْحَاجَةِ أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوْذُبِهِ مِنْ شُرُوْرِ

''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاجت کا خطبہ سکھایا جو کہ حسب ذیل ہے: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ ہم اس سے مدد مانگتے ہیں۔ ہم اس سے مغفرت طلب

(٤٠٩٩) مسلم: ٨٧٠۔ نسائی: ٣٢٧٩۔ ابوداؤد: ٤٩٨١۔ احمد: ١٨٨٩٢.

(٤١٠٠) ابوداؤد: ٢١١٨۔ صحیح، البانی: ١٨٦٠۔ ترمذی: ١١٠٥۔ نسائی: ١٤٠٤۔ ابن ماجه: ١٨٩٢۔ احمد: ٤١٠٤۔ دارمی: ٢٢٠٢.

أَنْفُسِنَا مَنْ يَهْدِاللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَاهَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّااللّٰهُ وَأَشْهَدُأَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا ﴿اتَّقُوْا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَاءَ لُوْنَ بِهِ وَالأَرْحَامَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْباً﴾ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ﴾ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلاًسَدِيْدًا يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَفَوْزاً عَظِيْمًا﴾ (رواه أبوداود، ٢١١٨)

کرتے ہیں اور ہم اپنے نفس کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔ جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے اس کو گمراہ کرنے والا کوئی نہیں ہے، اور جس کو وہ گمراہ کر دے اس کو ہدایت دینے والا کوئی نہیں ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو! وہ جس کے ذریعے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور قربت داری (توڑنے) سے ڈرو۔ اللہ تم پر نگران ہے۔ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ایسے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور مرو تو مسلمان بن کر۔ اے ایمان والو! ڈرو اللہ سے اور سیدھی بات کہو وہ تمہارے اعمال درست کر دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور جس نے اللہ کی اطاعت کی اور اس کے رسول کی تو وہ کامیاب ہوا بڑا کامیاب ہونا۔''

٤١٠١ــ وَفِي رِوَايَةٍ بَعْدَوَرَسُوْلِهِ: أَرْسَلَهُ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْرَشَدَ، وَمَنْ يَعْصِهِمَا فَإِنَّهٗ لَا يَضُرُّ إِلَّا نَفْسَهٗ وَلَا يَضُرُّ اللّٰهَ شَيْئًا. (رواه أبوداود، ٢١١٩)

''اور ایک روایت میں عبدہٗ ورسولہٗ کے بعد یہ الفاظ ہیں: اللہ تعالیٰ نے ان کو مبعوث کیا ہے۔ حق کے ساتھ بشارت دینے اور ڈرانے والا بنا کر قیامت سے پہلے، جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی تو اس نے ہدایت پائی اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی تو وہ اپنے ہی نفس کو نقصان پہنچائے گا اللہ تعالیٰ کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔'' (ابوداؤد)

٤١٠٢ــ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ خُطْبَةٍ لَيْسَ فِيْهَا تَشَهُّدٌ فَهِيَ

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: ہر وہ خطبہ کہ جس میں کلمہ شہادت نہ ہو کوڑھی والے ہاتھ

(٤١٠١) ابوداؤد: ٢١١٩۔ ٢١١٩۔ ضعیف، البانی: ٤٥٩۔ ترمذی: ١١٠٥۔ نسائی: ١٤٠٤۔ ابن ماجہ: ١٨٩٢۔ احمد: ١٤٠٤۔ دارمی: ٢٢٠٢۔

(٤١٠٢) ترمذی: ١١٠٦۔ صحیح، البانی: ٨٨٣۔ ابوداؤد: ٤٨٤١۔

كَالْيَدِ الْجَذْمَاءِ . (رواه الترمذي، ١١٠٦) کی مثل ہے۔'' (ترمذی)

شرح: ...... یہ خطبہ نکاح اور دیگر حاجات کے لیے ہے، عموماً نکاح پر پڑھا جاتا ہے، خطبہ میں جو یہ آیا ہے کہ اللہ سے ڈرو جس طرح ڈرنے کا حق ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اس کی کون طاقت رکھتا ہے کہ حق ادا کر سکے؟ فرمایا: اس سے مراد یہی ہے کہ جتنی طاقت ہے اتنا ڈرو۔ ابن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اللہ سے ڈرنے کا حق یہ ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے نافرمانی نہ کی جائے۔ اسے یاد کیا جائے اسے بھلایا نہ جائے۔ اور جو کہا گیا ہے سیدھی بات کرو، یعنی عدل وانصاف پر مبنی ہو، صداقت والی بات ہو یہ بھی ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کہو۔

ثابت ہوا عقد نکاح اور ہر اچھی حاجت کے وقت خطبہ وتشہد مستحب ہے، یہ نہیں کہ اس کے بغیر نکاح منعقد نہ ہوتا ہو۔ وہ تو ہو جاتا ہے مگر اس سے برکت ہوتی ہے۔

امابعد کا لفظ بھی خطبہ کے بعد پڑھنا مستحب ہے۔ (انجاز الحاجہ: ۶/۲۷۳)

ہاتھ ٹوٹ جائے تو بے کار ہو جاتا ہے، اسی طرح نکاح وغیرہ حاجت کے خطبہ میں شہادت نہ پڑھیں تو بے کار ہے، برکت نہیں رہتی۔ (عون المعبود: ۴/ ۴۰۹)

۲۔ اور جو اس حدیث میں آیا ہے کہ خطیب نے اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کو ایک ضمیر میں جمع کیا تو آپ ﷺ نے اسے برا خطیب کہا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اس طرح خود ایک خطبہ میں جمع کیا تھا۔

اس کا حل یہ ہے کہ آپ ﷺ کو علم تھا کہ اللہ کی ذات گرامی وحدہ لاشریک ہے مخلوق اس کی مثل نہیں۔ اس خطیب سے آپ نے یہ محسوس کیا تھا کہ وہ دونوں کو ایک حیثیت دے رہا ہے اس لیے اسے روکا۔ اب بھی جہاں یہ شبہ ہو وہاں ایک ضمیر میں جمع کرنا منع ہے اور اگر یہ احتمال نہ ہو تو پھر جمع کرنا جائز ہے۔ (عون المعبود: ۱/ ۴۲۹)

٤١٠٣۔ عَنْ إِسْمٰعِيْلَ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِيْ سُلَيْمٍ قَالَ خَطَبْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أُمَامَةَ بِنْتَ عَبْدِالْمُطَّلِبِ فَأَنْكَحَنِيْ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَتَشَهَّدَ . (رواه أبوداود، ٢١٢٠)

''اسماعیل بن ابراہیم بنو سلیم کے ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو امامہ بنت عبد المطلب سے نکاح کا پیغام دیا تو آپ ﷺ نے کلمۂ شہادت پڑھنے کے بغیر ہی میرا عقد کر دیا۔'' (ابوداؤد)

شرح: ...... یہ حدیث تو ضعیف ہے خطبہ نہ پڑھنے کی دلیل نہیں بن سکتی۔ مگر کئی صحیح احادیث میں خطبہ یا شہادت کا ذکر نہیں۔ خلاصہ یہ ہی ہے کہ خطبہ یا شہادت نکاح میں شرط نہیں مگر اسے پڑھنا باعث برکت ہے۔ (عون المعبود: ۲/۲۰۴)

٤١٠٤۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ نے

(٤١٠٣) ابوداؤد: ٢١٢٠۔ ضعيف، البانی: ٤٦٠.

(٤١٠٤) ابوداؤد: ٢٠٨٢۔ حسن، البانی: ١٨٣٢۔ احمد: ١٤٤٥٥.

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا خَـطَبَ أَحَدُكُمُ الْمَرْأَةَ فَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَنْظُرَ إِلٰى مَايَدْعُوْهُ إِلٰى نِكَاحِهَا فَلْيَفْعَلْ قَالَ فَخَطَبْتُ جَارِيَةً فَكُنْتُ أَتَخَبَّأُ لَهَا حَتّٰى رَأَيْتُ مِنْهَا مَا دَعَانِيْ إِلٰى نِكَاحِهَا وَتَزَوُّجِهَا فَتَزَوَّجْتُهَا. (رواه أبوداود، ٢٠٨٢)

فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کو نکاح کرنے کا پیغام دے تو جو چیز اس سے نکاح پر ابھارتی ہے اگر اسے دیکھنے کی طاقت رکھتا ہے تو ضرور دیکھے۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے ایک عورت کو پیغام نکاح دیا اور میں چھپ کر دیکھتا تھا یہاں تک کہ میں نے اس کی وہ خوبی دیکھی جو نکاح کرنے کی داعی بن گئی اور میں نے اس سے نکاح کرلیا۔'' (ابوداود)

٤١٠٥ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ إِنِّي تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِنَ الأَنْصَارِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ هَلْ نَظَرْتَ إِلَيْهَا فَإِنَّ فِيْ عُيُوْنِ الأَنْصَارِ شَيْئاً. (رواه مسلم، ١٤٢٤)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: میں نے انصار کی ایک عورت سے شادی کی ہے۔ تو آپ ﷺ نے اسے فرمایا: کیا تو نے اس کی آنکھ کو دیکھا ہے؟ انصار کی آنکھ میں کچھ عیب ہے۔'' (مسلم)

شـــرح: ...... ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جس خاتون سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو، فقط تلذذ حاصل کرنا نہ ہو، تو اس عورت کا چہرہ اور ہاتھ ایک نظر دیکھا جا سکتا ہے، جائز ہے۔

اور یہ بھی ثابت ہوا نکاح میں عیب و ہنر سے آگاہ کرنا غیبت نہیں اس کی اجازت ہے۔ (عون المعبود: ٢/١٩٠)

اس سے منگیتر سے یا منگیتر بننے والی سے لمبی لمبی گفتگو اور تنہائی میں بیٹھ کر زندگی گزارنے کے عہد و پیمان کرنا ثابت نہیں ہوتا نہ اس کی اجازت ہے، یہ غیر محرم کے ساتھ بیٹھنے کے جرم میں آتا ہے۔ (گوندلوی)

٤١٠٦ـــ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَعْلِنُوْا هٰذَا النِّكَاحَ وَاجْعَلُوْهُ فِي الْمَسَاجِدِ وَاضْرِبُوْا عَلَيْهِ بِالدُّفُوْفِ. (رواه الترمذي، ١٠٨٩)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نکاح کا اعلان کیا کرو، اس کا انعقاد مساجد میں کیا کرو اور دَف بجایا کرو۔'' (الترمذی)

٤١٠٧ـ زَادَرَزِيْنٌ: فَإِنَّ فَصْلَ مَابَيْنَ الْحَلاَلِ وَالْحَرَامِ الإِعْلاَنُ. (رواه رزين)

''رزین رحمہ اللہ نے یہ زائد بیان کیا: حلال اور حرام میں امتیازی فاصلہ اعلان ہے۔''

٤١٠٨ـــ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا زَفَّتِ امْرَأَةً إِلَى

''عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے: ہم نے ایک انصاری عورت کی

(٤١٠٥) مسلم: ١٤٢٤ـ نسائی: ٣٢٣٤ـ احمد: ٧٩١٩.

(٤١٠٦) ترمذی: ١٠٨٩ـ ضعیف، البانی: ١٨٥ـ الا الاعلان، اخرجه ابن ماجه: ١٨٩٥.

(٤١٠٧) رزین.

(٤١٠٨) بخاری: ٥١٦٣.

رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ يَاعَائِشَةُ مَاكَانَ مَعَكُمْ لَهْوٌ فَإِنَّ الأَنْصَارَ يُعْجِبُهُمُ اللَّهْوُ. (رواه البخاري، ٥١٦٣)

رخصتی کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے ساتھ کوئی کھیل کا سامان ہونا مناسب ہوگا۔ انصار کے لوگ کھیل پسند کرتے ہیں۔"

٤١٠٩ــــ عَنْ عَائِشَةَ، رَفَعَتْهُ: مَافَعَلَتْ فُلَانَةُ؟ لِيَتِيْمَةٍ كَانَتْ عِنْدَهَا، فَقُلْتُ: أَهْدَيْنَاهَا إِلٰى زَوْجِهَا. فَقَالَ: فَهَلْ بَعَثْتُمْ مَعَهَا جَارِيَةً تَضْرِبُ بِالدُّفِّ وَتُغْنِيْ؟ قُلْتَ: تَقُوْلُ مَاذَا؟ قَالَ: تَقُوْلُ:

أَتَيْنَاكُمْ أَتَيْنَاكُمْ
فَحَيُّوْنَا نُحَيِّكُمْ
لَوْلَا الذَّهَبُ الأَحْمَرُ
مَا حَلَّتْ بِوَادِيْكُمْ
لَوْلَا الْحِنْطَةُ السَّمْرَاءُ
مَا سَمِنَتْ عَذَارِيْكُمْ

(رواه الطبراني في الأوسط بلين)

"سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مرفوعاً بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس ایک یتیم لڑکی رہا کرتی تھی۔ اس کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا: وہ کہاں گئی؟ میں نے عرض کی: ہم نے اسے اس کے خاوند کے پاس روانہ کردیا۔ فرمایا: کیا تم نے اس کے ساتھ دف بجانے اور گیت گانے والی لونڈی بھیجی ہے؟ میں نے عرض کی: وہ کیا گائے؟ فرمایا: وہ کہتی: ہم تمہارے پاس آئے، ہم تمہارے پاس آئے۔ تم ہمیں خوش آمدید کہو۔ ہم تمہیں خوش آمدید کہتے ہیں۔ اگر سرخ سونا نہ ہوتا تو وہ تمہارے گھر نہ اترتی۔ اگر گندمی رنگ والی گندم نہ ہوتی تو تمہاری دوشیزہ لڑکیاں موٹی تازی نہ ہوتیں۔" (الاوسط سند کمزور ہے)

شرح: ...... اچھے اشعار نکاح کے موقع پر پڑھنے کی اجازت ہے، وہ بھی صرف عورتوں کو اجازت ہے آواز بھی بلند نہ کریں، اور ساتھ موسیقی نہ ہو۔ مردوں کو اجازت نہیں کہ وہ یہاں گانے گائیں۔ (فتح الباری: ۸۹/ ۲۲۶)

نکاح کا اعلان کرنا اس کی تشہیر کرنا اس سے مراد یہ ہے کہ جائز اشعار ہوں، ترنم سے پڑھے جائیں، دف بجائی جائے یہ بھی عورتیں محدود آواز میں صرف عورتوں کے لیے کرسکتی ہیں، مرد نہ ہوں اور نہ ہی انہیں اجازت ہے، ولی موجود ہو، لڑکی کی رضا ہو، اس پر گواہ موجود ہوں یہ ساری باتیں نکاح کی شہرت میں شامل ہیں۔ (انجاز الحاجۃ: ۶/ ۲۷۸)

اس سے گانا بجانا، اسلحہ چلانا، اور پٹاخے اڑانا اور پھر بیٹی کے گھر جا کر سسر اور اس کے ہمنواؤں کا تھرکنا مراد نہیں یہ فضول خرچی ہے اور قطعاً ناجائز ہے۔ اور شیطان کو خوش کرنے والے کام ہیں۔

٤١١٠ــــ عَنْ زَيْدِبْنِ أَسْلَمَ أَنَّ رَسُوْلَ

"زید بن اسلم روایت بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ

(٤١٠٩) طبراني اوسط، وفيه رواد بن الجراح وثقه احمد وابن معين وابن حبان وفيه ضعف، هيثمی : ٧٥٣٧.
(٤١١٠) مؤطا: ١١٦٢.

اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا تَزَوَّجَ أَحَدُكُمُ الْمَرْأَةَ أَوِاشْتَرَى الْجَارِيَةَ فَلْيَأْخُذْ بِنَاصِيَتِهَا وَلْيَدْعُ بِالْبَرَكَةِ وَإِذَا اشْتَرَى الْبَعِيْرَ فَلْيَأْخُذْ بِذِرْوَةِ سَنَامِهِ وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ . (رواه مالك ١١٦٢)

نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرے یا کوئی لونڈی خریدے تو اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر برکت کی دعا کرے اور جب اونٹ خریدے تو اس کے کوہان کی چوٹی کو پکڑ کر شیطان کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کرے۔'' (مالک روایت مرسل ہے۔)

٤١١١ـ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا تَزَوَّجَ أَحَدُكُمُ امْرَأَةً اَوِ اشْتَرَى خَادِماً فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَمِنْ شَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ . (رواه أبوداود، ٢١٦٠)

''عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اس کے دادا سے روایت کرتے ہیں، وہ رسولِ اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت سے شادی یا خادم خریدے تو یہ کہے: اے اللہ! میں اس کی بھلائی کا تجھ سے سوال کرتا ہوں اور اس بھلائی کا جس پر تو نے اس کو پیدا کیا ہے۔ اور میں تجھ سے اس کے شر سے پناہ چاہتا ہوں اور اس شر سے جس پر تو نے اسے پیدا کیا۔''

٤١١٢ـ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ تَزَوَّجَ عَقِيْلُ بْنُ أَبِيْ طَالِبِ امْرَأَةً مِنْ بَنِي جَشْمٍ فَقِيْلَ لَهُ بِالرِّ فَاءِ وَالْبَنِيْنَ قَالَ قُوْلُوْا كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكُمْ وَبَارَكَ لَكُمْ . (رواه النسائي، ٣٣٧١)

''حسن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بنوجشم خاندان کی ایک عورت سے عقد کیا تو انہوں نے کہا: خوش رہو اور بیٹوں والے ہو جاؤ۔ تو اس نے کہا: وہ کہو جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ تمہارے اندر برکت ڈالے اور تمہارے لیے برکت ڈال دے۔'' (النسائی)

٤١١٣ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا رَفَّأَ الإِنْسَانَ إِذَا تَزَوَّجَ قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِيْ خَيْرٍ . (رواه أبوداود، ١٤٢٣٠)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ جب کسی شادی کرنے والے کو مبارک باد دیتے تو یہ دعا کرتے: اللہ تعالیٰ تیرے لیے برکت کر دے اور تیرے اوپر برکت ڈالے اور تم دونوں کو بھلائی کے ساتھ جمع رکھے۔''

٤١١٤ـ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِيْ رَسُوْلُ

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شوال

(٤١١١) ابوداؤد: ٢١٦٠ـ حسن، البانی: ١٨٩٢ـ ابن ماجه: ٢٢٥٢.

(٤١١٢) نسائی: ٣٣٧١ـ صحیح، البانی: ٣١٥٦ـ ابن ماجه: ١٩٠٦ـ احمد: ٥٣١٣ـ دارمی: ٢١٧٣.

(٤١١٣) ابوداؤد: ٢١٣٠ـ صحیح، البانی: ١٨٦٦ـ ترمذی: ١٠٩١ـ ابن ماجه: ١٩٠٥ـ احمد: ٨٧٣٣ـ دارمی: ٢١٧٤.

(٤١١٤) مسلم: ١٤٢٣ـ ترمذی: ١٠٩٣ـ نسائی: ٣٢٣٦ـ ابن ماجه: ١٩٩٠ـ احمد: ٢٥١٨٨ـ دارمی: ٢٢١١.

اللّٰهِ ﷺ فِـي شَوَّالٍ وَبَنٰى بِيْ فِيْ شَوَّالٍ فَأَيُّ نِسَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَانَ أَحْظَى عِنْدَهُ مِنِّي قَـالَ وَكَـانَـتْ عَـائِشَةُ تَسْتَـحِبُّ أَنْ تُدْخِلَ نِسَائَهَا فِيْ شَوَّالٍ. (رواه مسلم، ١٤٢٣)

میں مجھ سے عقد کیا اور ماہ شوال ہی میں مجھے خلوت میں لیا۔ تو آپ ﷺ کی کون سی بیوی مجھ سے زیادہ آپ ﷺ کے ہاں خوش نصیب تھی؟ اور عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے خاندان کی عورتوں کو شوال میں خاوندوں کے پاس داخل کرنا پسند کرتی تھیں۔'' (مسلم)

٤١١٥۔ عَـنِ ابْـنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْأَنَّ أَحَدَهُمْ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْتِيَ أَهْلَهُ قَـالَ بِـالـلّٰـهِ اللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْـطَانَ مَارَزَقْتَنَا فَإِنَّهُ إِنْ يُّقَدَّرْ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ فِـيْ ذٰلِكَ لَـمْ يَـضُـرَّهُ شَيْطَـانٌ أَبَداً. (رواه مسلم، ١٤٣٤)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی شخص اپنی اہلیہ کے پاس جانے کا ارادہ کرے اور یہ کہے: اللہ کے نام سے، اے اللہ! ہمیں شیطان سے دور کر دے اور شیطان کو دور کر دے اس چیز سے جو تو نے ہمیں دی ہے۔ پھر اگر ان دونوں کے درمیان بچہ مقدر ہوگا تو شیطان اس کو کبھی ضرر نہیں پہنچائے گا۔''

شرح: ......۱۔ جانور اور عورت کو یہاں سے پکڑنے کے بعد اعوذ باللہ پڑھنے کی تلقین اس لیے ہے کہ اس سے شیطان کا اثر ختم کرنا مقصد ہے۔ کیونکہ شیطان بھڑکاتا ہے، جس سے شر پیدا ہوتی ہے، تعوذ کے ذریعہ اس سے بچاؤ ہو جاتا ہے اور برکت کی دعا سے نحوست دور ہو جاتی ہے۔ (شرح زرقانی: ۳/۱۶۴)

۲۔ اہلیہ کے پاس آنے کے ارادہ سے یہ دعا پڑھنے سے شیطان اسے نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اس کا مطلب ہے پیدائش کے وقت شیطان بچے کو چوکا مارتا ہے جس سے یہ چلاتا ہے، مگر بسم اللہ کی برکت سے شیطان اس پر مسلط نہ ہوگا۔ بلکہ اللہ کے عبادت گاروں میں رہے گا، نہ ہی بدن میں نقصان پہنچا سکے گا، نہ ہی دین میں نقب لگا سکے گا۔ (عون المعبود: ۲/۲۱۴)

۳۔ عرب لوگ شادی کے موقع پر دلہا اور دلہن کو رفاء آپس میں اتفاق ہوا چھا ملاپ ہو اور بیٹے ہوں، سے مبارکباد دیتے تھے۔

یہ جاہلیت کی مبارکباد تھی تو اسلام کی آمد کے بعد رسول اکرم ﷺ نے اسے بدل دیا، کہا: بارك الله لكم ''اللہ تمہارے لیے برکت کرے اور تمہیں خیر میں یکجا کرے۔''

ثابت ہوا شادی کرنے والے کو یہ مسنون مبارکباد دینا مستحب ہے۔ (انجاز الحاجہ: ۶/۲۹۱)

۴۔ جاہلیت والے شوال کے مہینہ میں شادی کو برکت سے خالی تصور کرتے تھے۔ آج بھی بعض لوگ اس باطل

(٤١١٥) مسلم: ١٤٣٤۔ بخاری: ٧٣٩٦۔ ترمذی: ١٠٩٢۔ ابوداؤد: ٢١٦١۔ ابن ماجه: ١٩١٩۔ احمد: ٢٥٩٢۔ دارمی: ٢٢١٢.

نظریہ کو اپناتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کی تردید فرماتی ہیں کہ میری شادی شوال میں ہوئی ہے، ساری کائنات میں مجھ سے بڑھ کر نصیب والا کون ہے کہ محبوب خدا کے ہاں جو محبت، جو عزت والفت مجھے ملی ہے اس میں کوئی بھی میرا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ لہٰذا میں تو عورتوں سے کہوں گی وہ اپنے خاوند کے گھر شوال ہی میں جائیں۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث میں ماہِ شوال میں شادی کرنے کرانے کے مستحب ہونے پر دلیل ہے۔ (شرح مسلم: ۹/ ۲۰۹)

٤١١٦ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ إِنَّ امْرَأَتِي لاَتَمْنَعُ يَدَلاَمِسٍ قَالَ غَرِّبْهَا قَالَ أَخَافُ أَنْ تَتْبَعَهَا نَفْسِيْ قَالَ فَاسْتَمْتِعْ بِهَا . (لأبى داود، ٢٠٤٩)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ اور اس نے کہا: میری عورت کسی چھونے والے کا ہاتھ نہیں روکتی ہے؟ فرمایا: اس کو جدا کردے۔ اس نے کہا: مجھے یہ خوف ہے اس کے پیچھے میری جان جاتی رہے گی۔ فرمایا: پھر اس سے فائدہ اٹھا۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......اس بارے میں مختلف آراء ہیں کہ یہ عورت کسی چھونے والے کا ہاتھ نہیں روکتی، یعنی جو اس سے فحش کا مطالبہ کرے اسے نہیں روکتی۔ دوسرا قول ہے کہ وہ فضول خرچ ہے۔

لیکن راقم کے نزدیک یہ درست نہیں ایک فاحشہ عورت ہو، نبی ﷺ اسے گھر رکھنے کی اجازت دے کر اسے دیوث نہ دیکھ سکتے تھے۔

اصل بات یہ ہے کہ بعض خواتین نرم اخلاق ہوتی ہیں، اجنبیوں سے محتاط بات نہیں کرتیں مگر کردار کی صاف ہوتی ہیں۔ یہی صورت ممکن ہے اس لیے اس کے ساتھ گزارہ کرنے کی اجازت دی، آپ نے طلاق پر زور نہ دیا کیونکہ اسے پیار تھا یہ اس کا پیچھا کرنے سے باز نہ آنے والا تھا، اس لیے اس کمزوری کے باوجود اسے گھر رکھنے کی اجازت دی کہ مزید خرابی پیدا نہ ہو۔ (عون المعبود: ۲/ ۱۷۵)

٤١١٧ـ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ أَنَّ رَجُلاً خَطَبَ إِلٰى رَجُلٍ أُخْتَهُ فَذَكَرَ أَنَّهَا قَدْكَانَتْ أَحْدَثَتْ فَبَلَغَ ذٰلِكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَضَرَبَهُ أَوْكَادَ يَضْرِبُهُ ثُمَّ قَالَ مَالَكَ

''ابوزبیر مکی بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کسی سے اس کی بہن کے ساتھ منگنی کی۔ تو اس نے کہا: وہ بدی کر چکی ہے۔ جب عمر رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے اس کو مارا، یا قریب تھا کہ اس کو مارتے۔ اور کہا: تجھے اپنی بہن کی خبر دینے کی کیا ضرورت

(٤١١٦) ابوداؤد: ٢٠٤٩ـ صحیح، البانی: ١٨٠٤ـ نسائی: ٣٤٦٥.

(٤١١٧) مؤطا: ١١٦٣.

وَلِلْخَبَرِ . (رواه مالك ، ١١٦٣) تھی۔'' (الموطا)

شرح: ......اس آدمی نے اپنی بہن کی کوتاہی اسے بتا دی، جس سے اس کی منگنی کی تھی کہ اس میری بہن نے زنا کیا ہے۔ جب یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو اس عورت کے بھائی سے سخت ناراض ہوئے کہ تجھے کیا ضرورت تھی کہ بہن کے منگیتر کے سامنے راز کھول دیا ہے، پردہ ڈالے رکھنا تھا۔ اب تو میں نے چھوڑ دیا ہے، آئندہ ایسا نہ ہو، کیونکہ ہمارے سامنے جب اس قسم کی گندی باتیں آتی ہیں تو اس پر کتاب اللہ کا حکم یعنی حد جاری کریں گے۔ (شرح زرقانی: ۳/۱۶۴)

٤١١٨ــ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ جَهَّزَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاطِمَةَ فِي خَمِيْلٍ وَّقِرْبَةٍ وَوِسَادَةٍ حَشْوُهَا إِذْخِرٌ . (رواه االنسائي ، ٣٣٨٤)

'' سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جہیز میں ایک کمبل، ایک مشک اور ایک تکیہ جس کے اندر اذخر گھاس بھری گئی تھی عنایت فرمایا۔'' (النسائی)

شرح: ......البانی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف کہا ہے، مگر جانباز رحمہ اللہ نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ (انجاز الحاجہ: ۱۱/ ۱۸۱)

اس سے ثابت ہوا اہم ضروریات زندگی حسب طاقت بیٹی کو بطور جہیز دینا جائز ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ کی ابواب بندی سے یہی ثابت ہوتا ہے۔

تاہم وراثت سے محروم کر کے بے مقصد جہیز فقط شہرت کی خاطر دینا اس کی قطعاً اجازت نہیں۔ (گوندلوی)

٤١١٩ـــ عَنِ الْمِسْوَرِبْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ إِنَّ عَلِيًّا خَطَبَ بِنْتَ أَبِيْ جَهْلٍ فَسَمِعَتْ بِذٰلِكَ فَاطِمَةُ فَأَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ يَزْعُمُ قَوْمُكَ أَنَّكَ لاَ تَغْضَبُ لِبَنَاتِكَ وَهٰذَا عَلِيٌّ نَاكِحٌ بِنْتَ أَبِيْ جَهْلٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَمِعْتُهُ حِيْنَ تَشَهَّدَ يَقُوْلُ أَمَّابَعْدُ أَنْكَحْتُ أَبَا الْعَاصِ بْنَ الرَّبِيْعِ فَحَدَّثَنِيْ وَصَدَقَنِيْ وَإِنَّ فَاطِمَةَ بَضْعَةٌ مِنِّي وَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يَسُوْءَ هَا وَاللّٰهِ لاَتَجْتَمِعُ بِنْتُ

''مسور بن مخرمہ نے کہا: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی کو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں پیغام نکاح دیدیا۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سنا تو وہ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئیں۔ اور کہا: آپ ﷺ کی قوم کا گمان ہے کہ آپ ﷺ اپنی بیٹیوں کے لیے کسی سے ناراض نہیں ہوتے اور علی رضی اللہ عنہ ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنے والے ہیں۔ آپ ﷺ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو کلمہ شہادت کے بعد میں نے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: امابعد! میں نے ابوالعاص بن ربیع سے اپنی بیٹی کا عقد کیا تو اس نے میرے ساتھ جو وعدہ کیا وہ پورا کر دیا۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا

(٤١١٨) نسائی: ٣٣٨٤ـ ضعیف الاسناد، البانی: ٢٢٠ـ ابن ماجه: ٤١٥٢ـ احمد: ٨٥٥.

(٤١١٩) بخاری: ٣٧٢٩ـ مسلم: ٢٤٤٩ـ ابوداؤد: ٢٠٧١ـ ابن ماجه: ١٩٩٩ـ احمد: ١٨٤٥١.

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَبِنْتُ عَدُوِّاللّٰهِ عِنْدَرَجُلٍ وَاحِدٍفَتَرَكَ عَلِيٌّ الْخِطْبَةَ . (رواه البخاري، ٣٧٢٩)

میرے جسم کا ٹکڑا ہے اور اس کو کوئی ایذا پہنچے تو وہ مجھے بری لگتی ہے اور قسم اللہ کی! رسول اللہ ﷺ کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک مرد کے عقد میں جمع نہیں ہوں گی۔ پس سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے پیغام نکاح ترک کر دیا۔'' (بخاری)

٤١٢٠ـ عَنِ الْمِسْوَرِبْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِوَهُوَيَقُوْلُ إِنَّ بَنِيْ هِشَامِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ اسْتَأْذَنُوْنِيْ أَنْ يَنْكِحُوْا ابْنَتَهُمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ فَلَا آذَنُ لَهُمْ ثُمَّ لَاآذَنُ لَهُمْ ثُمَّ لَا آذَنُ لَهُمْ إِلَّا أَنْ يُحِبَّ ابْنُ أَبِيْ طَالِبٍ أَنْ يُطَلِّقَ ابْنَتِي وَيَنْكِحَ ابْنَتَهُمْ فَإِنَّمَا ابْنَتِي بَضْعَةٌ مِنِّي يَرِيْبُنِيْ مَارَابَهَاوَيُؤْذِيْنِي مَاآذَاهَا . (لمسلم، ٢٤٤٩)

''سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے منبر پر یہ ارشاد فرمایا: بنی ہاشم بن مغیرہ نے مجھ سے اجازت طلب کی ہے کہ وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اپنی لڑکی کا عقد کر دیں۔ پس میں ان کو اجازت نہیں دیتا، نہیں دیتا، نہیں دیتا، مگر صرف اس صورت میں کہ اگر علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا ارادہ ہو میری بیٹی کو طلاق دینے کا تو پھر وہ ان کی بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے۔ ۔ وہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔ یقیناً جو چیز اس کو پریشان کرتی ہے وہ مجھے بھی پریشان کرتی ہے اور جو چیز اس کو ایذا پہنچاتی ہے اس سے مجھے بھی ایذا پہنچتی ہے۔'' (مسلم)

شرح: ......بعض صحیح روایات میں آتا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے خود ابوجہل کی بیٹی کو پیغام نکاح بھیجا تھا اور پھر نبی اکرم ﷺ سے مشورہ کیا تو آپ ﷺ نے بار بار انکار کیا۔ فرمایا: لڑکی کانی ہو، یا حسین ہو میری فاطمہ ناراض ہوتی ہے اسے غم ہوگا، میں ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ! کے نبی ﷺ! جو چیز تمہیں ناپسند ہے، میں وہ نہیں کروں گا۔

نبی اکرم ﷺ کا بیٹی کا دفاع کرنا بہت گہرا معاملہ تھا۔ وجہ یہ ہے کہ والدہ فوت ہو چکی تھیں، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا دلفگار تھا پھر بہنیں بھی فوت ہو چکی تھیں، سوتن پن میں دل شکن باتیں ہوتی رہتی ہیں۔ اس لیے آپ نے فرمایا: جو چیز فاطمہ کے لیے اذیت والی ہے وہ میرے لیے بھی ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا اگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اس نکاح پر راضی ہو جاتیں تو پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نہ روکنا تھا۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کی اذیت کا باعث بننے والی چیز بھی اختیار کرنا حرام ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ ساری بیٹیاں نبی اکرم ﷺ کے دل کے ٹکڑے تھے، زینب رقیہ، ام کلثوم رضی اللہ عنہن چونکہ یہ نبی ﷺ کی زندگی میں فوت ہوگئی تھیں، تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو امتیازی شان میسر آئی۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ابوجہل کی بیٹی سے نکاح جائز تھا۔ حرام نہ تھا کیونکہ وہ مسلمان تھی، لیکن دو

(٤١٢٠) مسلم: ٢٤٤٩ـ بخاری: ٥٢٧٨ـ ترمذی: ٣٨٦٧ـ ابوداؤد: ٢٠٧١ـ ابن ماجه: ١٩٩٩ـ احمد: ١٨٤٥١.

رکاوٹیں تھیں (۱) یہ نکاح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے اذیت ناک تھا، اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچنا تھی جو آپ کو اذیت دے اس کی ہلاکت خیزی لازمی تھی اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازراہِ شفقت اجازت نہ دی۔

(۲) غیرت کی وجہ سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے فتنہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ تھا۔ (انجاز الحاجہ: ۶/ ۴۲۸)

٤١٢١ـ عَنْ عَلِيٍّ: أَنَّهٗ كَانَ عِنْدَالنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: أَيُّ شَيْءٍ خَيْرٌ لِلْمَرْأَةِ؟ فَسَكَتُوْا فَلَمَّا رَجَعْتُ قُلْتُ لِفَاطِمَةَ: أَيُّ شَيْءٍ خَيْرٌ لِلنِّسَاءِ؟ قَالَتْ: لَا يَرَاهُنَّ الرِّجَالُ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّهَا فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي. (للبزار، ١٤٠٥ بخفى)

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: عورت کے لیے بہتری کس چیز میں ہے؟ تو اہل محفل خاموش ہو گئے۔ میں اٹھا اور فاطمہ بنت رسول اللہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور میں نے ان سے کہا عورتوں کی بھلائی کس چیز میں ہے؟ تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اس چیز میں کہ عورتوں کو مرد نہ دیکھیں۔ پس میں نے اس بات کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔'' (البزار سند مخفی ہے)

٤١٢٢ـ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، رَفَعَهٗ: إِذَا دَخَلَتِ الْمَرْأَةُ عَلٰى زَوْجِهَا يَقُوْمُ الرَّجُلُ فَتَقُوْمُ مِنْ خَلْفِهِ فَيُصَلِّيَانِ رَكْعَتَيْنِ وَيَقُوْلُ: اللّٰهُمَّ بَارِكْ لِيْ فِي أَهْلِيْ وَبَارِكْ لِأَهْلِيْ فِيَّ، اللّٰهُمَّ ارْزُقْهُمْ مِنِّي وَارْزُقْنِيْ مِنْهُمْ، اللّٰهُمَّ اجْمَعْ بَيْنَنَامَا جَمَعْتَ فِي خَيْرٍ وَفَرِّقْ بَيْنَنَاإِذَافَرَقْتَ إِلٰى خَيْرٍ. (رواه الطبراني في الأوسط بضعف)

''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ فرمایا: جب عورت اپنے خاوند کی خلوت میں جائے تو مرد کھڑا ہو اور عورت اس کے پیچھے کھڑی ہو اور وہ دو رکعات نماز پڑھیں اور مرد یہ دعا کرے: یا اللہ! میرے اہل میں میرے لیے برکت ڈال دے اور میرے اہل کے لیے میرے اندر برکت رکھ دے۔ اے اللہ! ان کو مجھ سے رزق عطا کر اور مجھے ان سے رزق عنایت کر۔ اے اللہ! جب تک تو ہمیں جمع رکھے بھلائی میں رکھ اور جب تو ہمیں جدا کرے تو بہتری کی طرف جدا کر۔'' (اوسط سند ضعیف)

انتباہ:......میاں بیوی کے ملاپ کے متعلق اوپر صحیح احادیث گزری ہیں، یہ قابل احتجاج نہیں۔

٤١٢٣ـ عَنْ أَبِيْ رُهْمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ أَفْضَلِ الشَّفَاعَةِ أَنْ يُشْفَعَ بَيْنَ

''سیدنا ابو رھم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے بہتر سفارش دو انسانوں کے درمیان نکاح کی

(٤١٢١) بزار: ١٤٠٥ـ وفيه، من لم اعرفه، وعلى بن يزيد ايضا، هيثمى: ٧٣٢٨.

(٤١٢٢) طبرانى اوسط، وفيه، اسماعيل بن ابراهيم بن المغيرة المروزى، ولم اجد من ذكره وعطاء بن السائب وقد اختلط وبقية رجاله ثقات، هيثمى: ٧٥٤٦.

(٤١٢٣) ابن ماجه: ١٩٧٥ـ ضعيف، البانى: ٤٢٩.

الإِثْنَيْنِ فِي النِّكَاحِ. (رواه إبن ماجة، ١٩٧٥) سفارش ہے۔'' (ابن ماجہ)

شرح: ...... یہ حدیث تو قابل حجت نہیں، مگر نکاح ایک نیک کام ہے، واسطہ بن کر غلط بیانی نہ کی جائے، مصلحت ہو، نکاح کی شرائط بھی پائی جائیں اور ترغیب دلا کر سفارش کرنا شرعاً اچھا کام ہے۔

قرآن پاک تائید کرتا ہے:

﴿مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا﴾ (النسآء: ٨٥)

''جو اچھی سفارش کرے تو اس کے لیے اس سے نیکی کا حصہ ہے۔''

الأولياء والشهود والاستئذان والكفاءة

اولیاء، گواہ، اجازت اور کفوٴ (یعنی خاندانی برابری) کا بیان

٤١٢٤۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَيُّمَاامْرَأَةٍ نَكَحَتْ بِغَيْرِإِذْنِ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَإِنْ دَخَلَ بِهَا فَلَهَا الْمَهْرُبِمَا اسْتَحَلَّ مِنْ فَرْجِهَا فَإِنِ اشْتَجَرُوْا فَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لاوَلِيَّ لَهٗ. (رواه الترمذي، ١١٠٢)

'' ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جو عورت ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے تو اس کا نکاح باطل ہوگا، تین بار فرمایا۔ اگر مرد نے اس سے جماع کیا تو عورت کو وہ مہر دے گا، کیونکہ اس نے عورت سے اپنی خواہش پوری کی ہے۔ جس عورت کے اولیاء باہم جھگڑ پڑیں تو جس کا کوئی ولی نہ ہو اس کا حاکم ولی ہے۔'' (ترمذی)

٤١٢٥۔ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لانِكَاحَ إِلَّابِوَلِيٍّ. (رواه الترمذي، ١١٠١)

''سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نکاح ولی کے بغیر جائز نہیں ہے۔'' (ترمذی)

٤١٢٦۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَيُّمَاامْرَأَةٍ زَوَّجَهَا وَلِيَّان فَهِيَ لِلْأَوَّلِ مِنْهُمَا. (رواه الترمذي، ١١١٠)

''سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: جس عورت کے دو وارثوں نے دو مختلف مردوں سے نکاح کر دیا تو عورت ان میں سے پہلے کے لیے ہے۔'' (ترمذی)

(٤١٢٤) ترمذی: ١١٠٢۔ ابوداؤد: ٢٠٨٣۔ ابن ماجه: ١٨٨٠۔ احمد: ٢٥٧٠٣۔ دارمی: ٢١٨٤۔ استاذ زهير شاويش فرماتے هيں: سكت عنه شيخنا ولم يكتب تحته شيئا وقد صححه فی ارواء الغليل: ١٨٤٠۔ وفی المشكاة: ١٣٣١۔ ثم فی صحيح ابن ماجة: ١٥٢٤.

(٤١٢٥) ترمذی: ١١٠١۔ صحيح، البانی: ٨٧٩۔ ابوداؤد: ٢٠٨٥۔ ابن ماجه: ١٨٨١۔ احمد: ١٩٢٤٧۔ دارمی: ٢١٨٢.

(٤١٢٦) ترمذی: ١١١٠۔ ضعيف، البانی: ١٨٩۔ نسائی: ٤٦٨٢۔ ابوداؤد: ٢٠٨٨۔ ابن ماجه: ٢١٩٠۔ احمد: ١٩٧٥٠۔ دارمی: ١٢٩٣.

٤١٢٧ـ زاد رزين: فَإِنْ دَخَلَ بِهَا فَهِيَ لِمَنْ دَخَلَ . (رواه رزين)

''رزین نے یہ اضافہ کیا: ''اگر دو میں سے جس نے عورت سے جماع کیا تو وہ اس کے لیے ہوگی جس نے اس سے جماع کیا ہے۔'' (رزین)

٤١٢٨ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ الْبَغَايَا اللَّاتِي يُنْكِحْنَ أَنْفُسَهُنَّ بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ . (رواه الترمذي، ١١٠٣)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: فحش بدکار وہ عورتیں ہیں جو اپنا نکاح گواہوں کے بغیر کرتی ہیں۔'' (ترمذی)

٤١٢٩ــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لاتُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ وَلاتُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا فَإِنَّ الزَّانِيَةَ هِيَ الَّتِي تَزَوِّجُ نَفْسَهَا . (رواه إبن ماجة، ١٨٨٢)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: کوئی عورت کسی عورت کا نکاح نہ کرائے اور کوئی عورت خود اپنا نکاح نہ کرائے۔ زانیہ عورت وہ ہوتی ہے جو اپنا نکاح خود کرتی ہے۔'' (ابن ماجہ)

٤١٣٠ــ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ أَنَّهُ قَالَ قَالَ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ إِلَّابِإِذْنِ وَلِيِّهَاأَوْذِي الرَّأْيِ مِنْ أَهْلِهَا أَوِالسُّلْطَان . (لمالك)

''امام مالک کو ابن مسیّب کے حوالے سے یہ بات پہنچی کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کوئی عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر یا اپنے اہل کے صاحب عقل ودانش یا سلطان کی اجازت بغیر نکاح نہیں کرسکتی ہے۔'' (امام مالک)

٤١٣١ــ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَيُّمَاعَبْدٍ تَزَوَّجَ بِغَيْرِإِذْنِ مَوَالِيْهِ فَهُوَ عَاهِرٌ . (رواه أبوداود، ٢٠٧٨)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جو غلام اپنے مالک کی اجازت کے بغیر نکاح کرے گا تو وہ زانی متصور ہوگا۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......ثابت ہوا ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔ ولی سے مراد باپ ہے، باپ کی غیر موجودگی میں دادا، پھر بھائی، پھر چچا ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا غلام آقا کی اجازت کے بغیر نکاح کرے تو یہ بھی کالعدم ہے۔ نکاح ایک اہم ترین عقد و پیمان ہے۔ نکاح کی بہت ساری مصلحتیں ہیں، اس میں بہت زیادہ سوچ وبچار، جستجو اور مشاورت کی ضرورت ہوتی ہے، عورت کی نظر وفکر وہاں تک رسائی نہیں رکھتی اس لیے اسے ولی کی ضرورت ہے۔

بغیر ولی نکاح باطل ہے، اگر کوئی بغیر ولی کے عورت نکاح کرتی ہے اور خاوند اس سے ملتا ہے، اس سے وظیفہ زوجیت

(٤١٢٧) رزین.

(٤١٢٨) ترمذی: ١١٠٣۔ ضعیف، البانی: ١٨٨.

(٤١٢٩) ابن ماجه: ١٨٨٢۔ صحیح، البانی: ١٥٢٧۔ دون جملة الزانية.

(٤١٣٠) مؤطا

(٤١٣١) ابوداؤد: ٢٠٧٨۔ حسن، البانی: ١٨٢٩۔ ترمذی: ١١١٢۔ احمد: ١٤٥٧٣۔ دارمی: ٢٢٣٣.

ادا کرتا ہے، فوراً ان کی جدائی کرا دی جائے گی، کیونکہ وہ نکاح ہی نہیں ہوا۔ اور اگر حق مہر مقرر کیا تھا وہ اس عورت کو دے گا، اگر مقرر نہ کیا تھا تو مثل حق مہر دے گا۔

اور اگر دو ولی ایک عورت کا حق مہر باندھتے ہیں تو ان میں سے جس ولی نے پہلے حق مہر باندھا ہوگا اس کا حق ولایت تصور کیا جائے گا۔ دوسرے کا نہیں، اگر اولیا جھگڑا کریں یا قرابت داروں میں سے ولی موجود ہی نہیں تو ان دونوں صورتوں میں ولی کالعدم قرار دے کر سربراہ یا اس کا نائب یا پنچایت یا عدالت اس عورت کا ولی بنے گی۔

ان احادیث کی روشنی میں کورٹ میرج والا نکاح باطل ہے جب تک وہ یکجا رہیں گے زنا کار ہوں گے۔

(تفہیم الاسلام: ۲/ ۳۱۵)

٤١٣٢ـ عَنِ اَبِی الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أُتِيَ بِنِكَاحٍ لَمْ يَشْهَدْ عَلَيْهِ إِلَّا رَجُلاً وَّامْرَأَةً فَقَالَ هٰذَا نِكَاحُ السِّرِّ وَلاَ أُجِيزُهُ وَلَوْكُنْتُ تَقَدَّمْتُ فِيهِ لَرَجَمْتُ. (رواه مالك، ١١٣٦)

''ابوالزبیر مکی کا بیان ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اس نکاح کی خبر آئی جس میں ایک مرد اور ایک عورت گواہ تھی۔ تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ پوشیدہ نکاح ہے میں اس کو جائز نہیں قرار دوں گا اور اگر اس مسئلہ سے میں پہلے آگاہ ہوتا تو میں ان کو رجم کر دیتا۔'' (مالک)

٤١٣٣ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ؛ اَلأَيِّمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا وَالْبِكْرُ تُسْتَأْذَنُ فِيْ نَفْسِهَا وَاِذْنُهَا صُمَاتُهَا. (رواه مالك، ١١١٤)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ثیبہ عورت خود اپنی جان کی اپنے ولی سے زیادہ حقدار ہے اور کنواری عورت سے اس کے نفس کے بارے میں اجازت طلب کی جائے اور اس کی اجازت اس کا خاموش رہنا ہے۔'' (مالک)

٤١٣٤ـ وفي رواية: وَالْبِكْرُ يَسْتَأْذِنُهَا أَبُوْهَا فِيْ نَفْسِهَا وَإِذْنُهَا صُمَاتُهَا. (رواه مسلم، ١٤٢١)

''اور ایک روایت ہے کہ باکرہ عورت سے اس کے نفس کے بارے میں باپ اجازت لے گا اور اس کی اجازت اس کا خاموش رہنا ہے۔'' (مسلم)

٤١٣٥ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ جَارِيَةً بِكْرًا

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک باکرہ

(٤١٣٢) مؤطا: ١١٣٦.

(٤١٣٣) مؤطا: ١١١٤ـ مسلم: ١٤٢١ـ ترمذی: ١١٨٧ـ نسائی: ٣٣١٦ـ ابوداؤد: ٢٤٥٦ـ ابن ماجه: ١٨٨٠ـ احمد: ٣٤١١ـ دارمی: ٢٢٩٢.

(٤١٣٤) مسلم: ١٤٢١ـ ترمذی: ١١٠٨ـ نسائی: ٣٢٦٤ـ ابوداؤد: ٢١٠٠ـ ابن ماجه: ١٨٧٠ـ ترمذی: ٣٤١١ـ مؤطا: ١١١٤ـ دارمی: ٢١٩٠.

(٤١٣٥) ابوداؤد: ٢٠٩٦ـ صحيح، البانی: ١٨٤٥ـ احمد: ٤٨٨٧.

أَتَـتِ النَّبِيَّ ﷺ فَـذَكَـرَتْ أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِـيَ كَـارِهَةٌ فَـخَيَّـرَهَـا النَّبِيُّ ﷺ. (رواه أبوداود، ٢٠٩٦)

لڑکی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور بیان کیا کہ اس کے باپ نے اس کا عقد کیا ہے اور وہ اس عقد کو ناپسند کرتی ہے تو نبی ﷺ نے اس کو اختیار دیدیا۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......شریعت میں مرد اور عورت کی بہت اہمیت ہے۔ جاہلیت میں عورت کو معاشرہ میں کوئی خاص مقام نہ دیا جاتا تھا۔ اسلام نے اسے پستی سے نکال کر بلند مقام تک پہنچایا اور اس کی اہمیت کو دو بالا کیا۔

اس معاشرہ میں شادی کے موقع پر عورت سے مشورہ تو کجا اسے بولنے کی اجازت نہ تھی، ولی جس سے چاہتا نکاح کر دیتا، یہ صرف شکایت زبان پر لانے کی ہمت نہ رکھتی تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے عورت کو معاشرتی منصب دیا، شوہر دیدہ سے مشورہ اور کنواری سے اجازت لینے کا حکم دیا۔

اوپر ذکر ہوا ہے کہ ولی کے بغیر نکاح نہیں، یہ احادیث اس کے خلاف نہیں ۔مطلب یہ ہے کہ عورت کی رضا ومشورہ کے بغیر نکاح نہیں ہوگا، لیکن نکاح کا انعقاد تب ہوگا، جب ولی اجازت دے گا۔ یہ مطلب ہرگز نہیں کہ عورت سے مشورہ لینے کا حکم ہے لہٰذا وہ اپنا نکاح خود بغیر ولی کر سکتی ہے۔ بغیر ولی نکاح نہیں ہوتا۔ رضا عورت کی ہوگی اجازت ولی کی ہوگی۔ جہاں شوہر دیدہ نکاح نہیں کرنا چاہتی اسے مجبور نہیں کیا جا سکتا، اگر ولی اسے روکتا ہے تو اسے قائل کیا جائے کہ جہاں عورت کی رضا ہے، وہاں نکاح کرے۔ اگر یہ اپنی بات پر اصرار کرتا ہے تو اس کا حق ولایت ساقط ہو جائے گا، قاضی ولی بن کر اس عورت کا نکاح کرے گا، حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ ولی کی ضرورت نہیں۔

یہ بھی ثابت ہوا نہ تو عورت خود بغیر ولی شادی کر سکتی ہے اور نہ ہی عورت ولی بن کر دوسری عورت کے شادی کر سکتی ہے۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ ایک عاقلہ بالغہ عورت اپنی بچی کا نکاح ولی بن کر کر سکتی ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ قرآن پاک میں آیا ہے: ﴿حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ﴾ (البقرة: ٢٣٠) ''حتیٰ کہ وہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے۔'' ثابت ہوا عورت خود نکاح کر سکتی ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے مراد یہ نہیں کہ عورت خود اپنا نکاح کر لے بلکہ اس کا مطلب ہے کہ ولی کی اجازت سے نکاح کرے۔ اس کی تائید یہ آیۂ مبارکہ بھی کرتی ہے۔ ﴿فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ﴾ (البقرة: ٢٣٢) ''انہیں نہ روکو کہ وہ اپنے خاوندوں سے نکاح کریں۔''

اس سے ثابت ہوا ولی کی اجازت نکاح میں ضروری ہے اگر ضروری نہ ہوتی تو پھر اولیا کو ان کے نکاح میں رکاوٹ نہ بننے سے نہ روکا جاتا۔

یہ بھی ثابت ہوا جب ولی جو کہ باپ ہے، بیٹی سے مشورہ لیے بغیر اس کا نکاح کر دے تو اس لڑکی کو شرعاً اختیار حاصل ہے کہ وہ اگر اس نکاح پر ناخوش ہے تو اسے فسخ کر دے، اگر برقرار رکھے تو یہ نکاح صحیح ہوگا، اگر نہ ہو تو فسخ ہوسکتا

ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ باپ کنواری لڑکی کو اپنی مرضی کی جگہ پر نکاح کرنے پر مجبور کرتا ہے تو یہ حرام ہے۔ (تفہیم الاسلام:۲/۲۲-۳۱۴)

٤١٣٦ــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا خَطَبَ إِلَيْكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِيْنَهٗ وَخُلُقَهٗ فَزَوِّجُوْهُ إِلَّا تَفْعَلُوْا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِيْضٌ. (للترمذي، ١٠٨٤)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تمہاری طرف وہ شخص پیغام نکاح بھیجے جسکا دین و اخلاق تمہیں پسند ہو تو تم اس سے عقد کرادو۔ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور پھیلا ہوا بگاڑ پیدا ہوگا۔'' (ترمذی)

٤١٣٧ــ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ أَحْسَابَ أَهْلِ الدُّنْيَا الَّذِيْ يَذْهَبُوْنَ إِلَيْهِ الْمَالُ. (رواه النسائي، ٣٢٢٥)

'' ابن بریدہ اپنے والد بریدہ سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اہل دنیا کا حسب وہ مال ہے جس کے پیچھے وہ دوڑتے ہیں۔'' (النسائی)

شرح: ......۱۔ جو حدیث میں آیا ہے کہ اہل دنیا کا حسب مال ہے، اس کا مطلب یہ نہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے مال کو حسب کا معیار قرار دیا ہے، بلکہ آپ ﷺ نے کائنات میں موجود ایک غلط معیار کی نشاندہی کی ہے کہ لوگ مال میں رغبت رکھتے ہیں اور اسی پر اعتماد کرتے ہیں کسی اور شرف کی پہچان کی ضرورت نہیں سمجھتے، علم یا دین کو نہیں دیکھتے صاحب مال ان کے نزدیک معزز ہے، جس کے پاس مال نہیں ان کے نزدیک وہ کم تر ہے۔ (تعلیقات السّلفیہ:۲/۶۳)

۲۔ جبکہ دوسری حدیث یہ واضح کر رہی ہے کہ بیٹی کا رشتہ آتا ہے اس رشتہ مانگنے والے کا اخلاق اچھا ہے اور دین و دیانت سے آراستہ ہے تو یہ رشتہ قبول کرو کیونکہ حسن اخلاق اور دین و دیانت ہی میں حسن معاش پنہاں ہے، معیارِ زندگی کی یہی چوٹی ہے۔

اگر اسے رد کر دیا گیا تو فتنہ وفساد کا وسیع سلسلہ چل نکلے گا۔ وجہ یہ ہے کہ حسب و مال پر اترانا عموماً فساد کا باعث ہے، اور جب اس فخر وغرور کی وجہ سے نکاح نہ کیا جائے تو زنا پھیلے گا، عار وشنار خاندان کو داغدار کر دے گی تو نوبت قتل و غارت تک پہنچ جاتی ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نکاح میں کفو (برابری) دین ہے مال وجاہ نہیں۔ (انجاز الحاجہ:۶/۳۹۲)

٤١٣٨ــ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ أَبَا حُذَيْفَةَ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَبَنّٰى سَالِمًا

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ نے جو کہ نبی علیہ السلام کے ساتھ جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ سالم رضی اللہ عنہ کو اپنا منہ بولا بیٹا بنایا اور اس سے اپنی بھتیجی ھند بنت ولید بن عتبہ

(٤١٣٦) ترمذی: ١٠٨٤۔ حسن، البانی: ٨٦٥۔ ابن ماجہ: ١٩٦٧.

(٤١٣٧) نسائی: ٣٢٢٥۔ صحیح، البانی: ٣٠٢٤۔ احمد: ٢٢٥٥٠.

(٤١٣٨) بخاری: ٤٠٠٠۔ مسلم: ١٤٥٣۔ نسائی: ٣٢٢٣۔ ابوداؤد: ٢٠٦١۔ ابن ماجہ: ١٩٤٣۔ احمد: ٢٥٧٩٨۔ مؤطا: ١٢٨٨۔ دارمی: ٢٢٥٧.

وَأَنْكَحَهُ بِنْتَ أَخِيْهِ هِنْدًا بِنْتَ الْوَلِيْدِبْنِ عُتْبَةَ وَهُوَمَوْلَى لِإِمْرَأَةٍ مِنَ الأَنْصَارِ . (رواه البخاري، ٤٠٠٠)

کا عقد کر دیا۔ سالم ایک انصاری عورت کا آزاد کردہ غلام تھا۔'' (بخاری)

٤١٣٩ـ زاد رزين: فَأَنْكَرَتْ قُرَيْشٌ فِعْلَ أَبِيْ حُذَيْفَةَ وَقَالُوْا: أَنْكَحَ ابْنَةَ أَخِيْهِ مَوْلًى فَقَالَ: مَا أَعْلَمُ إِلَّا أَنَّهُ خَيْرٌمِنْهَا ، فَأَعْجَبُوْا مِنْ قَوْلِهِ أَشَدَّمِنْ عَجَبِهِمْ بِفِعْلِهِ .

''رزین رحمہ اللہ نے یہ اضافہ کیا کہ قریش نے ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کا فعل ناپسند کیا۔ اور کہا: اس نے اپنی بھتیجی کا عقد آزاد کردہ غلام سے کر دیا۔ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جہاں تک میں سمجھتا ہوں، سالم رضی اللہ عنہ اس سے بہتر ہے۔ چنانچہ قریش کے لیے ان کا قول ان کے فعل سے بھی زیادہ تعجب انگیز تھا۔''

٤١٤٠ـ عَنْ مُعَاذِبْنِ جَبَلٍ ، رَفَعَهُ: الْعَرَبُ بَعْضُهَا أَكْفَاءٌ لِبَعْضٍ وَالْمَوَالِيْ بَعْضُهُمْ أَكْفَاءٌ لِبَعْضٍ . (رواه البزار ، ١٤٢٤) وَفِيْهِ سُلَيْمَانُ بْنُ أَبِيْ الْجَوْن .

''سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے: عرب ایک دوسرے کے مماثل ہیں اور موالی (آزاد کردہ غلام) ایک دوسرے کے ہیں۔'' (البزار اور اس سند میں سلیمان ابن ابی الجون ہے)

٤١٤١ـ عَنْ مُعَاذِبْنِ أَنَسٍ ، رَفَعَهُ: مَنْ كَظَمَ غَيْظاًوَهُوَ قَادِرٌ عَلَى إِنْفَاذِهِ خَيَّرَهُ اللّٰهُ مِنَ الْحُوْرِالْعِيْنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، وَمَنْ أَنْكَحَ عَبْداً وَضَعَ اللّٰهُ عَلَى رَأْسِهِ تَاجَ الْمَلِكِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ . (رواه الطبراني في الأوسط ، الصغير ، ١١١٢) بلين

''سیدنا معاذ بن انس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بیان کرتے ہیں: جس نے غصہ پیا جب کہ وہ غصہ نکالنے پر قادر تھا، تو اس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حور العین میں سے منتخب کرنے کا اختیار دے گا۔ اور جس نے غلام کا عقد کرایا اس کو اللہ تعالیٰ بادشاہ کا تاج قیامت کے دن پہنائے گا۔'' (الاوسط، الصغیر سند ضعیف)

٤١٤٢ـ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ ، رَفَعَهُ: إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ وَأَبَاكُمْ وَاحِدٌ ، فَلاَفَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى أَعْجَمِيٍّ وَلاَأَحْمَرَ عَلَى أَسْوَدَ إِلَّا بِالتَّقْوَى . (للأوسط، والبزار، ٢٠٤٤)

''ابوسعید رضی اللہ عنہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: تمہارا رب ایک ہے، اور تمہارا باپ ایک ہے، پس کوئی فضیلت عربی کو عجمی پر اور سرخ کو سیاہ پر نہیں ہے مگر تقویٰ کے ساتھ۔'' (الاوسط، بزار)

(٤١٣٩) رزين.

(٤١٤٠) بزار: ١٤٢٤ـ وفيه سليمان بن ابى الجون ولم اجد من ذكره وبقية رجاله رجال الصحيح، هيثمى: ٧٤٤٥.

(٤١٤١) طبرانى اوسط، طبرانى صغير: ١١١٢ـ وفيه بقية وهو مدلس، هيثمى: ٧٤٥٢.

(٤١٤٢) طبرانى اوسط، بزار: ٢٠٤٤ـ ورجال البزار، رجال الصحيح، هيثمى: ١٣٠٧٩.

٤١٤٣۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ، رَفَعَهُ: إِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ وَإِنَّ دِيْنَكُمْ وَاحِدٌ، أَبُوْكُمْ آدَمُ وَآدَمُ خُلِقَ مِنْ تُرَابٍ. (رواه البزار، ٢٠٤٤)

''سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا رب ایک ہے، تمہارا دین ایک ہے، اور تم سب کا باپ آدم علیہ السلام ہے اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔''

٤١٤٤۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَخَيَّرُوْا لِنُطَفِكُمْ وَانْكِحُوا الأَكْفَاءَ وَأَنْكِحُوْا إِلَيْهِمْ. (رواه إبن ماجة، ١٩٦٨ بضعف)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی تخم ریزی کے لیے بہتری تلاش کرو اور اپنے کفو (مماثل) میں نکاح کرو اور اپنے کفو (مماثل) میں رشتے دو۔'' (ابن ماجہ سند ضعیف)

شــــرح: ......۱۔ یہ جو حدیث میں آتا ہے نکاح کے لیے بہترین لوگوں کا انتخاب کرو، یہ پہلی احادیث کے مخالف نہیں، وہ بہترین سے مراد دین کا ذکر ہے کہ دین والے رشتے کرو۔ دین اور اخلاق میں بہتری ہو۔

(انجاز الحاجہ: ۳۹۴/۶)

۲۔ جو روایت غلام سے نکاح کرنے کی ناپسندیدگی پر آئی ہے وہ صحیح نہیں، بلکہ یہ صحیح حدیث اس کے جواز پر دلالت کرتی ہے بشرطیکہ دین واخلاق سے آراستہ ہو۔ اور بعض روایات میں عرب کی خصوصیات آتی ہیں اور تاریخ بھی ان کے بعض اخلاق عالیہ پر دلالت کرتی ہے ان کی عقلیں، ان کی زبان کی روانی وغیرہ صفات ان میں موجود تھیں۔

مگر ان سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ غیر عرب نکاح میں ان کے کفو (برابر) نہیں۔ کفو یہی ہے کہ دین میں برابری ہو۔ ہاں! اگر یہ چیزیں دین کے ساتھ ساتھ نکاح میں حاصل ہو جائیں تو یہ سونے پر سہاگہ ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۳۴۰/۲)

الصداق والوليمة وإجابة الدعوة

مہر ...... ولیمہ اور دعوت قبول کرنے کا بیان

٤١٤٥۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ نِ السَّاعِدِيِّ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جِئْتُ أَهَبُ لَكَ نَفْسِيْ قَالَ فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَعَّدَ النَّظَرَ فِيْهَا وَصَوَّبَهُ ثُمَّ طَأْطَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَأْسَهُ فَلَمَّا رَأَتِ الْمَرْأَةُ أَنَّهُ لَمْ

''سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور اس نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنی جان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ھبہ کرنے آئی ہوں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نگاہ اٹھا کر دیکھا، جائزہ لیا، اور پھر سر نیچے کر دیا۔ جب عورت نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ نہیں کیا۔ تو وہ بیٹھ گئی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک مرد اٹھا اور اس

(٤١٤٣) بزار: ٢٠٤٤۔ رجاله رجال الصحيح، هيثمى: ١٣٠٧٩.

(٤١٤٤) ابن ماجه: ١٩٦٨۔ حسن، البانى: ١٦٠٢.

(٤١٤٥) بخارى: ٥٠٨٧۔ مسلم: ١٤٢٥۔ ترمذى: ١١١٤۔ نسائى: ٣٣٥٩۔ ابوداؤد: ٢١١١۔ ابن ماجه: ١٨٨٩۔ احمد: ٢٢٣٤٣۔ مؤطا: ١١١٨۔ دارمى: ٢٢٠١.

يَـقْـضِ فِيْهَـا شَيْـئاً جَلَسَتْ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَـا حَاجَةً فَزَوِّجْنِيْهَا فَقَالَ وَهَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَـيْءٍ قَـالَ لاَوَالـلّٰـهِ يَـارَسُـوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اذْهَـبْ إِلٰـى أَهْـلِكَ فَـانْـظُرْهَلْ تَجِدُ شَيْئًا فَـذَهَـبَ ثُـمَّ رَجَعَ فَقَالَ لاَوَاللّٰهِ مَاوَجَدْتُ شَيْـئًافَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ انْـظُرْ وَلَوْخَاتَماً مِـنْ حَـدِيْـدٍ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لاَوَاللّٰهِ يَـارَسُـوْلَ اللّٰهِ وَلاَخَاتَماً مِنْ حَدِيْدٍ وَلٰكِنْ هٰذَا إِزَارِيْ قَالَ سَهْلٌ مَالَهٗ رِدَاءٌ فَلَهَا نِصْفُهٗ فَـقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَـا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ إِنْ لَبِسْتَـهٗ لَـمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَإِنْ لَبِسَتْهُ لَـمْ يَـكُـنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتّٰـى إِذَاطَـالَ مَـجْـلِسُــهُ قَامَ فَرَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُـوَلِّياً فَأَمَرَبِهٖ فَدُعِيَ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ مَـاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ مَعِي سُوْرَةُ كَذَا وَسُـوْرَـةُ كَـذَا عَـدَّدَهَـا فَقَالَ تَقْرَؤُهُنَّ عَنْ ظَهْـرِ قَـلْبِكَ قَـالَ نَـعَـمْ قَـالَ اذْهَبْ فَقَدْ مَـلَّـكْتُـكَهَـا بِـمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ . (رواه البخاري، ٥٠٨٧)

نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ ﷺ کو اس سے غرض نہیں ہے تو میرے ساتھ اس کا عقد کر دیں۔ فرمایا: تیرے پاس کوئی چیز ہے؟ اس نے کہا: نہیں ہے، فرمایا: اپنے گھر والوں کے پاس جا کر دیکھ کیا تجھے کوئی چیز مل سکتی ہے؟ وہ گیا اور پھر لوٹ کر آ گیا اور کہا: یا رسول اللہ ﷺ! اللہ کی قسم! مجھے تو کوئی چیز میسر نہیں آئی۔ فرمایا: جا کر دیکھ خواہ لوہے کی انگوٹھی ہی سہی۔ وہ گیا اور واپس آ کر کہا: اے اللہ کے رسول! قسم اللہ کی! مجھے لوہے کی انگوٹھی بھی دستیاب نہیں ہوئی ہے۔ لیکن یہ میرا تہہ بند ہے۔ (سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کی اوپر کی چادر نہیں تھی) نصف اس عورت کو دے دیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ تیری تہہ بند سے کیا فائدہ لے گی؟ اگر تو نے پہنا تو اس کے لیے کچھ نہ ہوگا اور اگر وہ پہنے گی تو تیرے اوپر کچھ نہ ہوگا۔ وہ مرد بیٹھ گیا اور جب زیادہ وقت تک بیٹھا رہا تو پھر وہ اٹھا اور نبی کریم ﷺ نے اس کو لوٹ کر جاتے دیکھا، آپ ﷺ نے اس کو بلانے کا حکم دیا، اس کو بلایا گیا، چنانچہ جب وہ آ گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تجھے قرآن کتنا یاد ہے؟ (یعنی زبانی یاد کیا یعنی بن دیکھے) اس نے کہا: فلاں سورت اور فلاں سورت۔ وہ شمار کرتا گیا۔ فرمایا: تو ان سورتوں کو اپنے دل کے اوپر سے پڑھتا ہے؟ (یعنی بن دیکھے) اس نے کہا: جی ہاں، فرمایا: اس عورت کو لے جا تیرے پاس جو قرآن ہے اس کے بدلے میں نے تجھے اس کا خاوند بنا دیا ہے۔'' (بخاری)

٤١٤٦۔عَنْ أَنَسٍ قَالَ خَطَبَ أَبُوْطَلْحَةَ أُمَّ سُلَيْمٍ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا مِثْلُكَ يَا أَبَا طَلْحَةَ يُرَدُّ وَلَـكِـنَّكَ رَجُـلٌ كَـافِـرٌوَأَنَـا امْرَأَةٌ مُسْلِمَةٌ

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ام سلیم کو پیغام نکاح دیا تو اس نے کہا: اے ابوطلحہ! تیرے جیسے کا پیغام رد نہیں کیا جا تا مگر تو ایک کافر مرد ہے اور میں ایک مسلمان عورت

(٤١٤٦) نسائی: ٣٣٤١۔ صحیح، البانی: ٣١٣٣.

وَلاَيَحِلُّ لِيْ أَنْ أَتَزَوَّجَكَ فَإِنْ تُسْلِمْ فَذَاكَ مَهْرِيْ وَمَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهُ فَأَسْلَمَ فَكَانَ ذٰلِكَ مَهْرُهَا قَالَ ثَابِتٌ فَمَا سَمِعْتُ بِامْرَأَةٍ قَطُّ كَانَتْ أَكْرَمَ مَهْرًا مِنْ أُمِّ سُلَيْمٍ الاِسْلاَمَ فَدَخَلَ بِهَا فَوَلَدَتْ لَهُ. (رواه النسائي، ٣٣٤١)

ہوں میرے لیے تیرے ساتھ نکاح جائز نہیں ہے۔ پس اگر تو اسلام لے آئے تو یہ میرا مہر ہوگا اور اس کے سوا میں تجھ سے مہر طلب نہیں کروں گی۔ لہٰذا وہ مسلمان ہوگئے اور ان کا اسلام ہی ام سلیم رضی اللہ عنہا کا مہر تھا۔ ثابت نے کہا: میں نے نہیں سنا کہ کسی عورت کا مہر ام سلیم رضی اللہ عنہا کے مہر سے زیادہ بہتر ہوا ہو۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اسلام کو بطور مہر قبول کیا۔ وہ اس سے ہمبستر ہوا اور ام سلیم سے اولاد پیدا ہوئی۔'' (النسائی)

٤١٤٧۔ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَنْ أَعْطَى فِيْ صِدَاقِ امْرَأَةٍ مِلْءَ كَفَّيْهِ سَوِيْقاً أَوْتَمْرًا فَقَدِ اسْتَحَلَّ. (رواه أبوداود، ٢١١٠)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے عورت کے مہر میں اپنی دو مٹھی برابر ستو یا کھجور دیدیں تو اس نے عورت کو حلال کیا۔'' (ابوداؤد)

٤١٤٩۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرِبْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ مْرَأَةً مِنْ بَنِيْ فَزَارَةَ تَزَوَّجَتْ عَلَى نَعْلَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَرَضِيْتِ مِنْ نَفْسِكِ وَمَالِكِ بِنَعْلَيْنِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَأَجَازَهُ. (رواه الترمذي، ١١١٣)

''عبداللہ بن عامر بن ربیعہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ بنوفزارہ کی ایک عورت نے دو جوتوں کے عوض نکاح کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تو مال اور جان کے بدلے دو جوتوں پر راضی ہے؟ تو اس نے کہا: ہاں۔ پس آپ ﷺ نے اس مہر کو جائز قرار دیا۔'' (الترمذی)

شرح: ......ان تمام احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حق مہر کی کم از کم مقدار کا تعین نہیں، بلکہ کوئی بھی چیز جو فروخت کی جا سکے، یا قیمت بن سکے اسے حق مہر بنانا جائز ہے۔ چالیس درہم، دس درہم وغیرہ کی تعداد میں حق مہر مقرر کرنے کی صحیح یا قابل حجت کوئی حدیث نہیں۔

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حق مہر عورت کی ملکیت ہے وہی اسے استعمال میں لاسکتی ہے۔ بات اس کی رضا کی ہے اگر وہ علم، دین، اسلام، قرآن یا کسی بھی چیز کو بطور حق مہر تسلیم کرے تو وہ حق مہر ہے تعداد متعین نہیں۔

(زادالمعاد: ۵/ ۱۷۹)

٤١٥٠۔ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ

''سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج

(٤١٤٧) ابوداؤد: ٢١١٠۔ ضعیف، البانی: ٤٥٦۔ مسلم: ١٤٠٥۔ احمد: ١٤٤١٠۔

(٤١٤٩) ترمذی: ١١١٣۔ ضعیف، البانی: ١٩٠۔ ابن ماجہ: ١٩٩٩۔

(٤١٥٠) نسائی: ٣٣٤٧۔ صحیح، البانی: ٣١٣٩۔ مسلم: ١٤٢٦۔ ابوداؤد: ١٢٠٥۔ ابن ماجہ: ١٨٨٦۔ احمد: ٢٤١٠٦۔ دارمی: ٢١٩٩۔

عَـنْ ذٰلِكَ فَـقَالَ فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى اثْنَتَي عَشْرَةَ أُوْقِيَّةٍ وَنَشٍّ وَذٰلِكَ خَمْسُ مِائَةِ دِرْهَمٍ . (رواه النسائي ، ٣٣٤٧)

مطہرات کا مہر بارہ اوقیہ اور نش تھا اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کی تفسیر کی نصف اوقیہ کے ساتھ کی اور یہ پانچ سو درہم بنتا ہے۔'' (نسائی)

٤١٥١۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: تَزَوَّجَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى مَتَاعٍ يُسَاوِىْ أَرْبَعِيْنَ دِرْهَماً . (رواه الطبراني في الأوسط بلين)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے عقد کیا سامان کے بدلے جو چالیس درھم کے برابر تھا۔'' (الاوسط، سند کمزور ہے)

٤١٥٢۔ عَـنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَزَوَّجَ أُمَّ سَـلَـمَةَ عَـلَـى مَتَـاعٍ قِيْـمَتُـهٗ عَشَـرَةُ دَرَاهِـمَ . (رواه أبـو يـعـلـى الـموصلي ، ٣٣٨٥، والبزار والكبير بضعف)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے سامان کے عوض نکاح کیا جس کی قیمت دس درھم تھی۔'' (الموصلی، البزار، الکبیر، سند ضعیف)

شــرح: ......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ تعداد اکثریت کے حساب سے بتائی ہے، وگرنہ حضرت صفیہ اور حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا حق مہران کی آزادی تھی۔ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا حق مہر بیس اونٹ تھا اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا حق مہر نجاشی نے چار ہزار درہم باندھا تھا۔ ثابت ہوا سب بیویوں کا حق مہر اتنا نہ تھا، غالبًا اتنا تھا۔

پانچ سو درہم ریالوں کی صورت میں ایک سو چالیس ریال بنتے ہیں اور پاکستانی کرنسی کے لحاظ سے تقریباً اڑھائی ہزار روپیہ بنتا ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۳۷۷)

٤١٥٣۔ عَنْ أَبِي الْعَجْفَاءِ السُّلَمِيِّ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَلَا لَاتُغَالُوْا صَدُقَةَ النِّسَاءِ فَإِنَّهَـا لَـوْكَانَتْ مَكْرُمَةً فِي الدُّنْيَا أَوْتَقْوَى عِـنْـدَاللّٰهِ لَكَانَ أَوْلَاكُمْ بِهَا نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ مَا عَلِمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَكَحَ شَيْئًا مِنْ نِسَائِهٖ وَلَا أَنْـكَحَ شَيْئاً مِنْ بَنَاتِهٖ عَلٰى أَكْثَرَمِنْ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ أُوْقِيَةً . (رواه الترمذي ، ١١١٤)

''سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبے میں کہا: عورتوں کے مہر گراں نہ کرو، اگر یہ چیز دنیا میں باعث عزت ہوتی اور اللہ کے نزدیک تقویٰ ہوتا تو لوگوں سے زیادہ مستحق اس کے رسول اللہ ﷺ تھے اور رسول اللہ ﷺ نے نہ تو اپنی ازواج کو مہر دیا اور نہ اپنی بیٹیوں کا مہر وصول کیا جو بارہ اوقیہ سے زائد ہو۔'' (ترمذی)

(٤١٥١) طبراني اوسط، فيه عطية العوفي وهو ضعيف و قد وثق، هيثمي : ٧٤٩٠.

(٤١٥٢) ابو يعلى موصلي : ٣٣٨٥ـ بزار، طبراني كبير، وفيه الحكم بن عطية وهو ضعيف، هيثمي : ٧٤٨٨.

(٤١٥٣) ترمذي: ١١١٤ـ صحيح، الباني : ٨٨٩ـ نسائي : ٣٣٤٩ـ ابوداؤد: ٢١٠٦ـ ابن ماجه : ١٨٨٧ـ احمد: ٢٨٨ـ دارمي : ٢٢٠٠.

٤١٥٤ـــ وفي زيـادة: وَإِنَّ الـرَّجُـلَ لَيُغْلِيْ بِـصَـدُقَةِ امْـرَأَتِهِ حَتّٰى يَكُوْنَ لَهَا عَدَاوَةٌ فِي نَـفْسِــهِ وَحَتّٰـى يَـقُـوْلَ كُـلِّفْتُ لَكُمْ عِلْقَ الْقِرْبَةِ . (رواه النسائي، ٣٣٤٩)

''نسائی کے یہ الفاظ زائد ہیں: کوئی آدمی اپنی بیوی کا مہر زیادہ گراں کرتا ہے یہاں تک کہ اس کے دل میں عداوت پیدا ہو جاتی ہے اور یہاں تک نوبت آ جاتی ہے کہ وہ کہتا ہے مجھے تمہارے لیے مشکیزہ لٹکانے کی چیز مجبور کیا گیا۔''

شرح:......اس میں حق مہر زیادہ مہنگا باندھنے کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے اور جو قرآن پاک میں آیا ہے کہ:

﴿وَّ اٰتَیْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَیْـًٔا﴾ (النسآء: ٢٠)

''اورتم نے کسی عورت کوحق مہر میں خزانہ بھی دیا ہوتو اس سے کچھ نہ لو۔''

اس سے زیادہ حق مہر باندھنے کا ثبوت ملتا ہے، تاہم آیۂ مبارکہ اور اس حدیث میں ٹکراؤ نہیں۔ کیونکہ آیت سے پتہ چلتا ہے کہ حق مہر زیادہ باندھنا بھی جائز ہے مگر افضل یہ ہے کہ زیادہ نہ باندھا جائے کہ باعث مصیبت بن جائے اور ادا نہ کیا جائے جو بدعہدی کی صورت پیدا ہو جائے۔ (انجاز الحاجہ: ٦/ ٢٦٥)

٤١٥٥ـــ عَـنْ أَنَـسِ بْـنِ مَالِكٍ قَالَ قَدِمَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فَآخَى النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَهُ وَبَيْـنَ سَـعْـدِ بْـنِ الـرَّبِيـعِ الْأَنْـصَـارِيِّ وَعِـنْـدَالأَنْصَارِيِّ امْرَأَتَانِ فَعَرَضَ عَلَيْهِ أَنْ يُنَا صِفَهُ أَهْلَهُ وَمَالَهُ فَقَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِي أَهْـلِكَ وَمَـالِكَ دُلُّـوْنِي عَلَى السُّوْقِ فَأَتَى السُّوْقَ فَرَبِحَ شَيْئًا مِنْ أَقِطٍ وَشَيْئاً مِنْ سَمَنٍ فَـرَآهُ النَّبِيُّ ﷺ بَـعْـدَأَيَـامٍ وَعَلَيْهِ وَضَرٌمِنْ صُـفْـرَةٍ فَـقَـالَ مَهْيَمْ يَاعَبْدَالرَّحْمٰنِ فَقَالَ تَـزَوَّجْتُ أَنْصَارِيَّةً قَالَ فَمَاسُقْتَ إِلَيْهَا قَالَ وَزْنَ نَـوَاةٍ مِـنْ ذَهَبٍ قَالَ أَوْلِمْ وَلَوْبِشَاةٍ . (رواه البخاري، ٥٠٧٢)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آئے تو نبی کریم ﷺ نے ان کے اور سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ کرادیا۔ انصاری کی دو بیویاں تھیں، تو انھوں نے یہ پیش کش کی کہ میرا نصف مال اور ایک بیوی لے لیں۔ سیدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے ان کو کہا: اللہ تعالیٰ تیرے اہل ومال میں برکت دے! مجھے صرف بازار کا راستہ بتادو۔ وہ بازار گئے تو ان کو نفع میں کچھ پنیر اور کچھ گھی بچ رہا۔ چند ایام کے بعد نبی کریم ﷺ نے ان کو دیکھا اور اس پر زرد نشان تھا۔ فرمایا: اے عبدالرحمٰن! یہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا: ایک انصاری عورت سے عقد کیا ہے۔ فرمایا: تو نے کتنا مہر دیا ہے؟اس نے بتایا کہ گٹھلی کے وزن برابر سونا دیا ہے۔ فرمایا: ولیمہ کرخواہ ایک بکری ہی سہی۔'' (بخاری)

(٤١٥٤) صحیح، البانی: ٣١٤١ـ نسائی: ٣٣٤٩ـ ابوداؤد: ٢١٠٦ـ ابن ماجه: ١٨٨٧ـ احمد: ٢٨٨ـ دارمی: ٢٢٠٠.

(٤١٥٥) بخاری: ٥٠٧٢ـ مسلم: ١٤٢٧ـ ترمذی: ١٩٣٣ـ نسائی: ٣٣٨٨ـ ابوداؤد ٢١٠٩ـ ابن ماجه: ١٩٠٧ـ احمد: ١٣٥٥٠ـ مؤطا: ١١٥٧ـ دارمی: ٢٢٠٤.

٤١٥٦ـ وفي رواية: إِنِّي أَكْثَرُ الأَنْصَارِ مَالاً فَأَقْسِمُ مَالِي نِصْفَيْنِ وَلِى امْرَأَتَانِ فَانْظُرْ أَعْجَبَهُمَا إِلَيْكَ فَسَمِّهَا لِى أُطَلِّقْهَا فَإِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا فَتَزَوَّجْهَا قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ ، الحديث . (رواه البخاري، ٣٧٨٠)

'' ایک روایت میں ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: میں انصاریوں میں سب سے زیادہ امیر آدمی ہوں۔ آیئے میں اپنا مال نصف کر کے دیدوں اور میری دو بیویاں ہیں ان میں سے جو آپ کو زیادہ بھاتی ہے، اس کا نام لیں اور میں اسے طلاق دے دیتا ہوں جب اس کی عدت گذر جائے تو اس سے تم نکاح کر لو۔ سیدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تیرے لیے برکت دے۔'' (الحدیث)

شرح:......۱۔ اس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایثار اور خودداری کا پتہ چلتا ہے۔

۲۔ یہ بھی پتہ چلا کہ شادی کے بعد ولیمہ کرنا سنت ہے۔

۳۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ حق مہر کی تعداد مقرر نہیں۔ (انجاز الحاجہ: ۶/ ۲۹۵، تفہیم الاسلام: ۲/۳۸۴)

٤١٥٧ـ أبو هريرة: (أَنَّ رَجُلًا اسْتَعَانَ النَّبِيَّ عَلٰى مَهْرِ زَوْجَتِهِ فَقَالَ) عَلٰى كَمْ تَزَوَّجْتَهَا قَالَ عَلٰى أَرْبَعِ أَوَاقٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى أَرْبَعِ أَوَاقٍ كَأَنَّمَا تَنْحِتُوْنَ الْفِضَّةَ مِنْ عُرْضِ هٰذَا الْجَبَلِ مَاعِنْدَنَا مَا نُعْطِيْكَ وَلٰكِنْ عَسَى أَنْ نَبْعَثَكَ فِي بَعْثٍ تُصِيْبُ مِنْهُ . (رواه مسلم، ١٤٢٤)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی بیوی کے مہر ادا کرنے کے لیے تعاون طلب کیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کتنے مہر کے بدلے اس سے تو نے نکاح کیا ہے؟ اس نے کہا: چار اوقیوں پر۔ فرمایا: ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم چاندی اس دامن کوہ سے نکالتے ہو۔ ہمارے پاس کوئی چیز نہیں جو ہم تجھے دیدیں۔ مگر عنقریب ہم تجھے فوج میں روانہ کریں گے اور تو اس سے کچھ حاصل کرے گا۔'' (مسلم کی طویل حدیث)

٤١٥٨ـــ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً وَلَمْ يَفْرُضْ لَهَا صَدَاقاً وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا حَتّٰى مَاتَ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ لَهَامِثْلُ صَدَاقِ نِسَائِهَا لاَوَكَسَ وَلاَشَطَطَ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ وَلَهَاالْمِيْرَاثُ فَقَامَ

''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آدمی کے متعلق سوال کیا گیا جس نے ایک عورت سے عقد کیا، مہر مقرر نہ کیا اور عورت سے خلوت میں بھی نہ رہا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا۔ تو سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: اس عورت کے لیے خاندان کی دیگر خواتین کی مثل مہر ہے نہ کم اور نہ زیادہ اور اس پر عدت بھی لازم ہے اور

(٤١٥٦) بخاری: ٣٧٨٠.

(٤١٥٧) مسلم: ١٤٢٤ـ نسائی: ٣٢٣٤ـ احمد: ٧٩١٩.

(٤١٥٨) ترمذی: ١١٤٥ـ صحیح، البانی: ٩١٤ـ نسائی: ٣٥٣٤ـ ابوداؤد: ٢١١٤ـ ابن ماجه: ١٨٩١ـ دارمی: ٢٢٤٦.

مَعْقَلُ بْنُ سِنَانِ الأَشْجَعِيُّ فَقَالَ قَضَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي بِرْوَعَ بِنْتِ وَاشِقٍ امْرَأَةٍ مِنَّا مِثْلَ الَّذِي قَضَيْتَ فَفَرِحَ بِهَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ. (رواہ الترمذي، ١١٤٥)

اس کے لیے میراث میں بھی حصہ ہے۔ معقل بن سنان اشجعی رضی اللہ عنہ اٹھے اور کہا کہ ہماری ایک عورت بروع بنت واشق کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے اس کی مثل فیصلہ فرمایا تھا جیسا تو نے فیصلہ کیا ہے۔ سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ یہ سن کر بہت مسرور ہوئے۔'' (ترمذی)

٤١٥٩۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَةَ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَأُمُّهَا بِنْتُ زَيْدِبْنِ الْخَطَّابِ كَانَتْ تَحْتَ ابْنٍ لِعَبْدِاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَمَاتَ وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا وَلَمْ يُسَمِّ لَهَا صَدَاقًا فَابْتَغَتْ أُمُّهَا صَدَاقَهَا فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَيْسَ لَهَا صُدَاقٌ وَلَوْكَانَ لَهَا صَدَاقاً لَمْ نُمْسِكْهُ وَلَمْ نَظْلِمْهَا فَأَبَتْ أُمُّهَا أَنْ تَقْبَلَ ذٰلِكَ فَجَعَلُوْا بَيْنَهُمْ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَقَضَى أَنْ لَّا صَدَاقَ لَهَاوَلَهَا الْمِيْرَاثُ. (رواہ مالك، ١١٢٠)

''نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی عبداللہ بن عمر کے بیٹے کے نکاح میں تھی۔ اس لڑکی کی والدہ زید بن خطاب کی بیٹی تھی۔ عبداللہ بن عمر کا یہ بیٹا حق مہر مقرر کرنے اور خلوت اختیار کرنے سے پہلے ہی وفات پا گیا۔ اس لڑکی کی والدہ نے مہر کا پرزور مطالبہ کیا تو سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس کے لیے مہر نہیں اگر ان کا حق بنتا تو ہرگز ہم ظلم نہ کرتے اور نہ ہی مہر پر قبضہ کرتے۔ والدہ نے یہ ماننے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو فیصل مقرر کیا گیا۔ انھوں نے فیصلہ کیا حق مہر نہیں ملے گا بس وراثت ملے گی۔

شرح: ......١۔ جو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ والا واقعہ ہے، یہ ان کا اپنا اجتہاد ہے، حدیث کے مقابلہ میں حجت نہیں۔

٢۔ خاوند نے بیوی سے نہ خلوت کی ہو، نہ مجامعت کی ہو یعنی رخصتی سے پہلے ہی فوت ہو جاتا ہے، نہ اس کا حق مہر مقرر تھا۔

تو ایسی عورت کو مثل مہر ملے گا، یعنی خاندان میں مال، جمال، عقل وادب اور عمر میں اور کنواری یا شوہر دیدہ کا جو حق مہر ہوتا ہے وہی اس کا ہوگا۔ اور یہ بیوہ عدت گزارے گی اور اسے مرحوم خاوند کی جائیداد سے وراثت ملے گی۔ (تفہیم الاسلام: ٣٨٣/٢)

٤١٦٠۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ لِكُلِّ مُطَلَّقَةٍ مُتْعَةٌ إِلَّاالَّتِي تُطَلَّقُ وَقَدْ فُرِضَ لَهَا صَدَاقٌ وَلَمْ تُمْسَسْ فَحَسْبُهَا نِصْفُ

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ہر مطلقہ کو سامان دینا لازم ہے مگر وہ عورت جس کو طلاق دی گئی اور اس کا مہر مقرر ہے اور خاوند نے اس کو ہاتھ نہیں لگایا تو اس کے لیے صرف

(٤١٥٩) مؤطا: ١١٢٠. (٤١٦٠) مؤطا: ١٢١٢.

مَافُرِضَ لَهَا . (رواه مالك، ١٢١٢)

نصف مہر ہی کفایت کرتا ہے۔''

٤١٦١ـ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ أَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ قَضٰى فِي الْمَرْأَةِ إِذَا تَزَوَّجَهَا الرَّجُلُ أَنَّهٗ إِذَا أُرْخِيَتِ السُّتُوْرُ فَقَدْوَجَبَ الصَّدَاقُ . (رواه مالك، ١١٢١)

''سعید ابن مسیّب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا کہ جب پردے لٹکائے جائیں۔ (یعنی زوجین خلوت میں رہے ہوں) تو مہر واجب ہو جاتا ہے۔'' (مالک)

شرح: ......ا۔ ثابت ہوا علیحدگی ہو جائے، میاں بیوی نکاح کے بعد خلوت میں ہو جائیں اگر چہ پردہ نہ بھی گرایا ہو اور نہ ہی دروازہ بند کیا ہو، کوئی اختلاف کی صورت پیدا ہوتی ہے آدمی انکار کرتا ہے کہ ہمارا ملاپ نہیں ہوا، مگر عورت کا دعویٰ ہے کہ اس خاوند نے مقاربت کی ہے، تو فیصلہ یہ ہوگا۔ خلوت کا اعتبار کرتے ہوئے خاوند کے ذمہ حق مہر ہوگا کہ وہ عورت کو ادا کرے۔

۲۔ ایک عورت کو طلاق ہو جاتی ہے تو اسے ہدیہ میں کوئی چیز خاوند دے اسے متعہ طلاق کہتے ہیں تاکہ جو طلاق کی وجہ سے کچھ ٹوٹ پیدا ہوتی ہے اس کو پورا کیا جا سکے۔

مگر ایک وہ عورت ہے جسے طلاق ہوئی ہے مگر نکاح تو ہوا تھا ابھی رخصتی نہ ہوئی تھی نہ خاوند نے اس سے ملاپ کیا ہے، تاہم اس کا حق مہر مقرر ہو چکا تھا تو ایسی مطلقہ کو نصف حق مہر دینا خاوند کے ذمہ ہے۔ (شرح زرقانی: ۲/ ۱۹۷، ۱۲۳)

اس حصہ کی تائید قرآن پاک سے بھی ہو رہی ہے، ارشاد باری ہے:

﴿وَ اِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَ قَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ﴾

(البقرة: ٢٣٦)

''اور اگر تم نے عورتوں کو چھونے سے پہلے طلاق دی ہے اور تم نے حق مہر مقرر کر لیا تھا تو ان کے لیے آدھا حق مہر ہے جو تم نے مقرر کیا تھا۔''

ثابت ہوا ہر مطلقہ کو متعہ طلاق دینا مستحب ہے مگر جس کا حق مہر مقرر تھا اسے متعہ طلاق دینے کی ضرورت نہیں اسے مقررشدہ حق مہر کا نصف دینا ہے۔

٤١٦٢ـ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ عَنْ رَّجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ عَلِيًّا لَّمَّا تَزَوَّجَ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے عقد کیا تو علی رضی اللہ عنہ نے خلوت میں جانے کا ارادہ کیا۔ آپ ﷺ نے منع کر دیا، یہاں تک کہ

(٤١٦١) مؤطا: ١١٢١.

(٤١٦٢) ابوداؤد: ٢١٢٦ـ ضعيف، البانی: ٤٦١.

وَأَرَادَ أَنْ يَـدْخُلَ بِهَا فَمَنَعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰـى يُعْطِيَهَا شَيْئاً فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَيْسَ لِـيْ شَيْءٌ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَعْطِهَا دِرْعَكَ فَـأَعْـطَـاهَـا دِرْعَـهُ ثُمَّ دَخَلَ بِهَـا . (رواه أبوداود، ٢١٢٦)

اس کو کوئی چیز دیدے، علی رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے پاس تو کوئی چیز نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی زرہ دیدے۔ علی رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنی زرہ دیدی اور اس کے بعد تخلیہ میں گئے۔'' (ابوداؤد)

٤١٦٣ــ عَـنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَـالَـتْ أَمَرَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أُدْخِلَ امْرَأَةً عَلٰى زَوْجِهَا قَبْلَ أَنْ يُعْطِيَهَا شَيْئًا . (رواه أبوداود، ٢١٢٨)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ میں عورت کو اس کے خاوند کے پاس روانہ کر دوں پہلے اس سے کہ وہ عورت کو کوئی چیز دیدے۔'' (ابوداؤد)

شــــرح: ...... یہ احادیث اگر چہ ضعیف ہیں، مگر صحیح حدیث اس کی تائید کرتی ہے کہ ابوداؤد: ۲۱۲۵ کتـــاب النكاح، باب فی الرجل يدخل بامراته قبل ان ينقدها شيا نسائی کبریٰ ۶/۱۳۰ میں بھی آتی ہے۔

اس سے ثابت ہوا نکاح میں حق مہر بہت ضروری ہے اور حق مہر کے لیے زیادہ قیمتی چیز کا ہونا قابل فخر نہیں کائنات کی اس عظیم خاتون کے لیے سستا سا حق مہر باندھا گیا۔

یہ بھی ثابت ہوا حق مہر نقدی کے علاوہ اور قیمت کے علاوہ سامان وغیرہ کی صورت میں بھی باندھا جا سکتا ہے۔ اور آلات جہاد، زرہ گھوڑے وغیرہ وقف ہیں اور جہاد کے لیے خاص ہیں لیکن ضرورت کے وقت انہیں فروخت کرنا جائز ہے۔

۲۔ اس سے بعض حضرات یہ دلیل لیتے ہیں کہ جب تک خاوند حق مہر ادا نہ کرے تب تک بیوی کو اس کے سپرد کرنا جائز نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی روایت اور امت کا عمل اس کے خلاف ہے اس لیے یہ استدلال مضبوط نہیں، کیونکہ یہ کوئی شرط نہیں۔ مقصد یہ ہے کہ حق مہر ادا ہونا چاہیے، یہ نہیں کہ پہلے ادا کرو تب بیوی کے پاس جا سکتے ہو۔

۳۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مشکل کشا نہ تھے، مشکل کشا ہوتے تو یہ نہ فرماتے کہ میرے پاس کچھ نہیں۔ اور یہ بھی ثابت ہوا رسول اکرم ﷺ مـا کـان و ما یکون کے عالم نہ تھے وگرنہ آپ یہ نہ پوچھتے زرہ کہاں ہے، بلکہ خود بتا دیتے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سسر داماد سے حق مہر کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ البتہ اس سے وہی چیز طلب کی جائے جو اس کے پاس ہو ایسی چیز کا مطالبہ نہ کیا جائے جو داماد کے بس میں نہ ہو۔ (تفہیم الاسلام: ۲/۳۸۰)

٤١٦٤ـ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ

'' عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ عبداللہ بن عمرو اپنے

(٤١٦٣) ابوداؤد: ٢١٢٨ـ ضعيف، البانی: ٤٦٣ـ ابن ماجه: ١٩٩٢.

(٤١٦٤) نسائی: ٣٣٥٣ـ ضعيف، البانی: ٢١٤ـ ابوداؤد: ٢١٢٩ـ ابن ماجه: ١٩٥٥ـ احمد: ٦٦٧٠. دیگر ائمہ نے اس کے راویوں کو ثقہ کہا ہے، حدیث حسن ہے۔ (نیل الاوطار)

عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ أَيُّمَا امْرَأَةٍ نُكِحَتْ عَلَى صَدَاقٍ أَوْحِبَاءٍ أَوْ عِدَةٍ قَبْلَ عِصْمَةِ النِّكَاحِ فَهُوَلَهَا وَمَاكَانَ بَعْدَ عِصْمَةِ النِّكَاحِ فَهُوَلِمَنْ أَعْطَاهُ وَأَحَقُّ مَاأُكْرِمَ عَلَيْهِ الرَّجُلُ ابْنَتُهُ أَوْ أُخْتُهُ. (رواه النسائي، ٣٣٥٣)

دادے سے روایت کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: عورت کو نکاح کی بنیاد پر جو مہر یا جوڑا یا کوئی سامان دیا جائے وہ اس کا ہے اور جو نکاح باندھنے کے بعد دیا جائے وہ دینے والے کا شمار ہوگا۔ اور سب سے زیادہ پسندیدہ وہ اکرام ہے جو کسی انسان کا اس کی بیٹی اور اس کی بہن کی وجہ سے کیا جائے۔" (نسائی)

شرح: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عقد نکاح سے پہلے جس چیز کے دینے کا ذکر ہو وہ عورت کی ہے خواہ وہ چیز کسی اور کے لیے منسوب ہو۔ اور جس چیز کا ذکر نکاح کے بعد کیا جائے وہ اس کی ہوگی جسے دی گئی خواہ وہ ولی ہو یا کوئی اور رشتے دار ہو۔ اور جو چیز عصمت نکاح سے پہلے ہے اس میں عورت کے والد کا بھی حق نہیں اگر عورت اپنی رضا مندی سے دینا چاہے تو پھر جائز ہے۔ یہ اس مال کے متعلق ہے جو مہر کے علاوہ ہو، رہا مہر کا معاملہ تو وہ قطعی طور پر عورت ہی کا حق ہے۔

بعض علاقوں میں یہ رسم ہے کہ عورت کا سربراہ وغیرہ حق مہر خود لے لیتا ہے اور عورت کو محروم کر دیتا ہے ایسا کرنا سخت حرام ہے اور قبیح ظلم ہے۔

۲۔ اس میں یہ وضاحت بھی ہے کہ عورت کے ولی کی عزت افزائی کے لیے اسے کچھ مال دینا چاہیے اگر ولی شرط لگاتا ہے کہ مجھے دیئے بغیر نکاح ناممکن ہے تو یہ شرط حرام ہے۔

ثابت ہوا بیوی کے اعزہ واقارب سے صلہ رحمی اور ان سے حسن سلوک اور ان کا اکرام واحترام کرنا اور انہیں عطیات وتحائف دینا ایک اچھا اور نیک کام ہے، اس سے ازدواجی زندگی میں نکھار پیدا ہوتا ہے، یہ کوئی رشوت یا بری چیز نہیں بلکہ شریعت نے ترغیب دلائی ہے کہ جس نے بیٹی یا بہن جیسا جوہر حوالے کیا ہے، وہ عزت وتکریم کا مستحق ہے، نہ کہ تحقیر وتوہین کا، اس کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ (تفہیم الاسلام: ۳۸۲/۲)

٤١٦٥ـ عَنْ عُقْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أَحَقُّ مَاأَوْفَيْتُمْ مِنَ الشُّرُوْطِ أَنْ تُوفُوْا بِهِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوْجَ. (رواه البخاري، ٥١٥١)

"سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شرائط پوری کرنے کی سب سے زیادہ مستحق ہیں وہ نکاح کی شرائط ہیں جن کے ذریعے تم عورتوں کی شرمگاہیں اپنے لیے حلال کرتے ہو۔" (بخاری)

(٤١٦٥) بخاری: ٥١٥١۔ مسلم: ١٤١٨۔ ترمذی: ١١٢٧۔ نسائی: ٣٢٨٢۔ ابوداؤد: ٢١٣٩۔ ابن ماجه: ١٩٥٤۔ احمد: ١٦٩٢٥۔ دارمی: ٢٢٠٣.

شــرح: ......نکاح کا معاملہ بڑا نازک اور حساس ہے، یہ بڑا ہی مشکل ہے، اس میں احتیاط کی بہت ضرورت ہوتی ہے، دو خاندانوں کے درمیان عہد و پیمان ہوتا ہے اس میں اگر بے احتیاطی برتی جائے تو اختلاف کی صورت میں نسل نو کی تباہی ہے اور دو خاندان ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس لیے فرمایا: عصمتوں کو حلال کرنے کا باعث نکاح ہے، اس موقع پر باندھے گئے عہد و پیمان اور شرائط پورا کرنے کی تاکید ہے۔

ایک بات ہے ایسی شرط نہ ہو جو حلال کو حرام یا حرام کو حلال کر دے دوسری ہر شرط وفا کی مستحق ہے۔

(فتح الباری: ۹/ ۲۱۷)

٤١٦٦ـ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّ مِنْ يُمْنِ الْمَرْأَةِ تَيْسِيْرَ خِطْبَتِهَا وَتَيْسِيْرَ صَدَاقِهَا وَتَيْسِيْرَ رَحِمِهَا. (رواه أحمد، ٢٣٩٥٧، بلين)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عورت کی برکت اور اس کا خوشگوار پہلو پیغام نکاح میں آسانی، مہر میں آسانی اور اس کی رحم میں آسانی ہے۔'' (احمد سند کمزور)

٤١٦٧ـ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ: تَزَوَّجَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ امْرَأَةً، قَالَ: فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا بِمِئَةِ جَارِيَةٍ مَعَ كُلِّ جَارِيَةٍ أَلْفُ دِرْهَمٍ. (رواه الطبراني في الكبير، ٢٥٦٤)

''محمد ابن سیرین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کی طرف سولونڈیاں روانہ کیں اور ہر لڑکی کے ساتھ ہزار درھم بھی روانہ کیے۔'' (الکبیر)

٤١٦٨ـ عَنْ مَيْمُوْنِ الْكُرْدِيِّ، عَنْ أَبِيْهِ رَفَعَهُ: أَيُّمَا رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلَى مَاقَلَّ مِنَ الْمَهْرِأَوْ كَثُرَلَيْسَ فِيْ نَفْسِهِ أَنْ يُؤَدِّيَ إِلَيْهَا حَقَّهَا(خَدَعَهَا، فَمَاتَ وَلَمْ يُؤَدِّ إِلَيْهَا حَقَّهَا)لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَزَانٍ. (رواه الطبراني في الأوسط والصغير)

'' میمون کردی اپنے باپ سے مرفوع روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: جس مرد نے تھوڑے یا زیادہ مہر پر عقد کیا اور وہ اپنے دل میں ادا کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا تو وہ اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن بحیثیت زانی ملاقات کرے گا۔'' (الاوسط، الصغیر)

٤١٦٩ـ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَا أَوْلَمَ النَّبِيُّ ﷺ

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی

(٤١٦٦) احمد: ٢٣٩٥٧ـ طبرانی صغیر و اوسط، وقال فیهما عن عروة فاقول، ان من اول شؤمها ان یکثر صد اقها، وفیه اسامة بن زید بن اسلم، وهو ضعیف، وقد وثق، وبقیة رجال احمد ثقات، هیثمی: ٧٤٨٢.

(٤١٦٧) طبرانی کبیر: ٢٥٦٤ـ ورجاله رجال الصحیح، هیثمی: ٧٥٠٣.

(٤١٦٨) طبرانی اوسط، طبرانی صغیر ورجاله ثقات، هیثمی: ٧٥٠٧.

(٤١٦٩) بخاری: ٥١٦٨ـ مسلم: ١٤٢٨ـ ترمذی: ٣٢١٩.

عَـلَـى شَيْءٍ مِنْ نِسَائِهِ مَا أَوْلَمَ عَلَى زَيْنَبَ أَوْلَمَ بِشَاةٍ. (رواه البخاري، ٥١٦٨)

ازواج میں سے کسی سے نکاح کے بعد اتنا ولیمہ نہیں کیا جس قدر زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد ولیمہ دیا۔ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری ذبح کر کے دعوتِ ولیمہ دی۔'' (بخاری)

٤١٧٠ــ وفـي رواية قَـالَ: أَطْعَمَهُمْ خُبْزًا وَلَحْماً حَتّٰى تَرَكُوْهُ. (لمسلم، ١٤٢٨)

''ایک روایت میں ہے کہ لوگوں کو روٹی اور گوشت کھلایا۔ یہاں تک کہ لوگ سیر ہو کر ترک کر گئے۔'' (مسلم)

شرح: ...... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بکری سے ولیمہ کیا یہ اتفاقی بات ہے آپ نے قصداً ایسا نہ کیا تھا، اس وقت ایک بکری ہی میسر تھی۔

فتح خیبر کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو اہل مکہ کو دعوت عام دی تھی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک بکری سے زیادہ بھی ولیمہ کیا تھا۔ وجہ یہ ہے کہ اس وقت وسعت تھی۔ اور یہ بات ابھی تصفیہ طلب ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو بیویوں کے درمیان مساوات کرتے تھے ولیمہ میں مساوات نہیں کی۔

تو یہ حالات کے پیش نظر ہے۔ جب اچھے حالات ہوئے تو ولیمہ بڑا کیا اور جن بیویوں کے نکاح میں حالات کم تر تھے، ان کا ولیمہ حسب توفیق کیا۔ ایک سبب حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ولیمہ کو بڑا کرنے کا یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ نکاح بذریعہ وحی ہوا تھا۔ اس نعمت کے شکریہ کے طور پر ولیمہ بڑا کیا۔ بہرصورت یہ جواز پر دلالت ہے کہ ولیمہ حسب توفیق چھوٹا بڑا کیا جا سکتا ہے۔ (فتح الباری: ۹/ ۲۳۸)

٤١٧١ــ عَـنْ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ قَالَتَا أَمَرَنَا رَسُـوْلُ اللّٰـهِ ﷺ أَنْ نُـجَهِّـزَ فَـاطِمَةَ حَتّٰى نُـدْخِـلَهَـا عَـلَـى عَـلِيٍّ فَعَمَدْنَا إِلَى الْبَيْتِ فَـفَرَشْنَاهُ تُرَاباً لَيِّناً مِنْ أَعْرَاضِ الْبَطْحَاءِ ثُمَّ حَشَـوْنَـا مِـرْفَـقَتَيْنِ لِيفاً فَنَفَشْنَاهُ بِأَيْدِيْنَا ثُمَّ أَطْـعَـمْـنَـا تَـمْراً وَزَبِيْباً وَسَقَيْنَاهُ مَاءً عَذْباً وَعَـمَـدْنَـا إِلَـى عُـوْدٍ فَعَرَضْنَاهُ فِي جَانِبِ الْبَيْـتِ لِيُـلْـقَـى عَـلَيْهِ الثَّوْبُ وَيُعَلَّقُ عَلَيْهِ السِّـقَـاءُ فَـمَارَأَيْنَا عُرْسًاأَحْسَنَ مِنْ عُرْسِ

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا دونوں کہتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آراستہ کر کے علی رضی اللہ عنہ کے گھر روانہ کرنے کا حکم دیا۔ تو ہم نے گھر کی صفائی کی، نرم مٹی سے بستر آراستہ کیا۔ بطحاء کی نرم مٹی سے زیبائش کی۔ اپنے ہاتھوں سے دو تکیوں میں کھجور کی چھال ڈال کر دھنا، کھجور اور زبیب کھلایا اور میٹھا پانی پلایا۔ مکان کی ایک طرف چوڑائی میں لکڑی رکھ دی تا کہ اس پر کپڑا ڈالا جائے اور اس پر مشک لٹکائی جائے۔ ہم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی سے بہتر کوئی شادی نہیں دیکھی ہے۔'' (ابن ماجہ سند ضعیف)

(٤١٧٠) مسلم: ١٤٢٨۔ بخاری: ٦٢٣٨۔ ترمذی: ٣٢١٩۔ نسائی: ٣٣٨٧۔ ابوداؤد: ٣٧٤٣۔ ابن ماجہ: ١٩٠٨۔

(٤١٧١) ابن ماجہ: ١٩١١۔ ضعیف، البانی: ٤١٩۔

فَاطِمَةَ . (رواه إبن ماجة، ١٩١١ . بضعف)

شرح: ...... یہ حدیث تو ضعیف ہے، مگر اس کی تائید میں صحیح احادیث آتی ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ شادی پر جتنے تکلفات کم ہوں یہ باعث برکت ہیں اور جتنی زیادہ فضول خرچی ہوگی یہ باعث نحوست ہے۔ (انجاز الحاجہ: ٦/ ٢٩٩)

٤١٧٢ـــ عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ صَفِيَّةَ عَنْ أُمِّهِ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ أَوْلَمَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى بَعْضِ نِسَائِهِ بِمُدَّيْنِ مِنْ شَعِيْرٍ . (رواه البخاري، ٥١٧٢)

''صفیہ بنت شیبہ کہتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی کسی بیوی کا ولیمہ دو مد (تقریباً ایک کلو) جو کے ساتھ کیا۔'' (بخاری)

٤١٧٣ـــ عَنْ يَحْيَ بْنِ سَعِيْدٍ أَنَّهٗ قَالَ لَقَدْ بَلَغَنِيْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُوْلِمُ بِالْوَلِيْمَةِ مَافِيْهَا خُبْزٌ وَلَا لَحْمٌ . (رواه مالك، ١١٥٨)

''یحییٰ بن سعید کہتے ہیں: مجھے خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ صرف مشروب سے ولیمہ دیتے، اس میں نہ روٹی ہوتی، نہ گوشت ہوتا۔'' (مالک)

شرح: ...... اوپر گزرا ہے کہ پیغمبر ﷺ نے روٹی گوشت سے ولیمہ کیا تھا۔ یحییٰ بن سعید والی روایت میں ان کے علم کی بات ہے، صحیح حدیث سے گوشت اور روٹی سے ولیمہ کرنا رسول اکرم ﷺ سے ثابت ہے۔

٢۔ یہ ولیمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا تھا۔ اس وقت حالات اسی ولیمہ کے مطابق تھے۔ (فتح الباری: ٩/ ٢٣٩)

٤١٧٤ـــ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍأَنَّ أَبَاأُسَيْدٍ السَّاعِدِيَّ دَعَا النَّبِيَّ ﷺ لِعُرْسِهٖ فَكَانَتِ امْرَأَتُهٗ خَادِمَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَهِيَ الْعَرُوْسُ فَقَالَتْ أَوْ قَالَ أَتَدْرُوْنَ مَا أَنْقَعَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنْقَعَتْ لَهٗ تَمَرَاتٍ مِنَ اللَّيْلِ فِي تَوْرٍ . (رواه البخاري، ٥١٨٣)

''سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابو اسید الساعدی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی شادی کے موقع پر دعوت دی، تو ان کی عورت ان کی خدمت کر رہی تھی اور وہی دلہن بھی تھی۔ تو وہ کہنے لگی یا انہوں نے کہا: تمہیں معلوم ہے کہ نبی ﷺ کے لیے اس نے رات کو کیا مشروب بنایا؟ اس نے آپ کے لیے رات کو ایک برتن میں کچھ کھجوریں نچوڑ کر مشروب بنایا۔''

شرح: ...... ا۔ اس عورت کا نام سلامہ بنت وھیب تھا، جس نے خدمت کی تھی۔

٢۔ ثابت ہوا نئی نویلی دلہن گھر آتے ہی خود کام کر سکتی ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ عورت اپنے خاوند اور جن کی دعوت کی ہو ان کی خدمت کر سکتی ہے، لیکن یہ تب ہے جب کوئی فتنہ کا ڈر نہ ہو اور باپردہ ہو کر خدمت کرے۔

(٤١٧٢) بخاری: ٥١٧٢. (٤١٧٣) مؤطا: ١١٥٨.

(٤١٧٤) بخاری: ٥١٨٣۔ مسلم: ٢٠٠٦۔ ابن ماجه: ١٩١٢۔ احمد: ١٥٦٣٢.

اور نشہ نہ پیدا ہوا ہو تو ولیمہ میں نبیذ پی سکتے ہیں، نشہ آور چیز حرام ہے اور یہ بھی ثابت ہوا بڑے مہمان کے لیے کھانے پینے کا خصوصی بندوبست بھی جائز ہے اگرچہ وہ عام مہمانوں کو نہ بھی دیا جائے۔ (فتح الباری: ۹/ ۲۵۱)

٤١٧٥ــ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طَعَامُ أَوَّلِ يَوْمٍ حَقٌّ وَطَعَامُ يَوْمِ الثَّانِي سُنَّةٌ وَطَعَامُ يَوْمِ الثَّالِثِ سُمْعَةٌ وَمَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهِ. (للترمذي، ١٠٩٧)

''سیدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: دعوت ولیمہ کے اول دن کا کھانا واجب ہے، دوسرے دن کا سنت ہے اور تیسرے دن کا کھانا ریا کاری ہے۔ چنانچہ ریا کاری کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے عیب پھیلا کر اسے رسوا کر دے گا۔'' (ترمذی)

شرح: ...... علامہ عبدالرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بعض روایات میں ولیمہ کے کھانے کا آتا ہے کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے (یعنی) ولیمہ کی صورت میں نکاح کی نعمت کا شکریہ ادا کیا جائے۔ وہ یہی ہے کہ پہلے دن کیا جائے، اگر پہلے دن میں کمی رہ جائے تو اسے دوسرے دن پورا کر لیا جائے، تیسرے دن شہرت ہے۔

یعنی ولیمہ ایک دو دن میں خاص طور پر کھلایا جائے تو جائز ہے زیادہ دن شہرت میں آتا ہے۔ یہ تب ہے جب شروع کر دیا جائے اگر ایک آدمی کا نکاح ہوا ہو اس نے ولیمہ نہ کیا ہو تو یہ مدت بعد بھی کیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ یہ حدیث ضعیف ہے مگر شواہد کی بنا پر کہہ سکتے ہیں کہ اس کی اصل ہے۔ (تحفۃ الاحوذی: ۲/۱۷۴)

٤١٧٦ــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْوَلِيْمَةِ فَلْيَأْتِهَا، فَإِنْ كَانَ مُفْطِراً فَلْيَطْعَمْ وَإِنْ كَانَ صَائِمًا فَلْيَدْعُ. (رواه أبوداود، ٣٧٣٦)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو ولیمہ کے کھانے پر مدعو کیا جائے تو وہ اس کے لیے جائے اگر روزہ نہ رکھا ہو تو کھانا کھائے اور اگر روزہ رکھا ہو تو دعا کر دے۔''

٤١٧٧ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ بِئْسَ الطَّعَامُ طَعَامُ الْوَلِيْمَةِ يُدْعٰى إِلَيْهِ الأَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْمَسَاكِيْنُ فَمَنْ لَّمْ يَأْتِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ. (رواه مسلم، ١٤٣٢)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: بدترین کھانا وہ دعوت ولیمہ ہے جس کے لیے اغنیاء کو دعوت دی جائے اور مساکین کو ترک کیا جائے۔ اور جو دعوت پر نہ آئے اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔'' (مسلم)

(٤١٧٥) ترمذی: ١٠٩٧ـ ضعیف، البانی: ١٨٦.

(٤١٧٦) ابوداؤد: ٣٧٣٦ـ صحیح، البانی: ٣١٨٠ـ بخاری: ٥١٧٩ـ مسلم: ١٤٥٩ـ ترمذی: ١٠٩٨ـ ابن ماجه: ١٩١٤ـ احمد: ٦٣٠١ـ مؤطا: ١١٥٩ـ دارمی: ٢٢٠٥.

(٤١٧٧) مسلم: ١٤٣٢ـ بخاری: ٥١٧٧ـ ابوداؤد: ٣٧٤٢ـ ابن ماجه: ١٩١٣ـ احمد: ١٠٠٤٠ـ مؤطا: ١١٦٠ـ دارمی: ٢٠٦٦.

٤١٧٨ــــ وفي رواية: يَمْنَعُهَا مَنْ يَأْتِيهَا وَيُدْعٰى إِلَيْهَا مَنْ يَأْبَاهَا. (لمسلم، ١٤٣٢)

''ایک روایت میں ہے کہ نہیں بلایا جاتا ہے دعوت کے لیے اسے جو آنا چاہتا ہے اور بلایا جاتا ہے اس کو جو آنے سے انکار کرتا ہے۔'' (مسلم)

شــرح: ......ان احادیث میں دعوت ولیمہ کی قبولیت کی اہمیت بیان ہوئی ہے، اسے قبول کرنے کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔

ہاں اگر کوئی عذر ہو تو معذرت کی اجازت ہے، دعوت مشکوک ہو اور مالداروں کو مخصوص کیا گیا ہو، اس دعوت میں غرباء کو چھوڑ دیا گیا ہو، شرانگیزی کا اندیشہ ہو، شراب ہو، یا ناجائز کھیل ہو، سونے یا چاندی کے برتنوں کا استعمال ہو۔ (انجاز الحاجہ:٦/٣٠١)

٤١٧٩ــ عَنْ نَافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَجِيبُوْا هٰذِهِ الدَّعْوَةَ إِذَا دُعِيتُمْ لَهَا قَالَ وَكَانَ عَبْدُاللّٰهِ يَأْتِي الدَّعْوَةَ فِي الْعُرْسِ وَغَيْرِ الْعُرْسِ وَهُوَ صَائِمٌ. (رواه البخاري، ٥١٧٩)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر اس دعوت کو قبول کرو جس کے لیے تمہیں بلایا جائے۔ نافع نے کہا: ابن عمر رضی اللہ عنہ شادی کی دعوت ہوتی یا شادی کے علاوہ کوئی دعوت ہوتی روزے کی حالت میں بھی جایا کرتے تھے۔'' (بخاری)

٤١٨٠ــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِذَا دُعِيتُمْ إِلَى كُرَاعٍ فَأَجِيبُوْا. (رواه مسلم، ١٤٢٩)

''اور ایک روایت میں ہے: جب تمہیں گائے بکری وغیرہ کے پایوں کی دعوت پر بلایا جائے تو قبول کرو۔'' (مسلم)

٤١٨١ــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ دُعِيَ فَلَمْ يُجِبْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَمَنْ دَخَلَ عَلَى غَيْرِ دَعْوَةٍ دَخَلَ سَارِقاً وَخَرَجَ مُغِيْراً. (رواه أبوداود، ٣٧٤١)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کو دعوت دی جائے اور وہ قبول نہ کرے تو اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ اور جو بن بلائے داخل ہو تو وہ بحیثیت چور داخل ہوا اور لوٹ مار کر کے نکلا۔'' (ابوداؤد)

٤١٨٢ــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

(٤١٧٨) مسلم: ١٤٣٢ـ بخاری: ٥١٧٧ـ ابوداؤد: ٣٧٤٢ـ ابن ماجه: ١٩١٣ـ احمد: ١٠٠٤٠ـ مؤطا: ١١٦٠ـ دارمی: ٢٠٦٦.

(٤١٧٩) بخاری: ٥١٧٩ـ مسلم: ١٤٢٩ـ ترمذی: ١٠٩٨ـ ابوداؤد: ٣٧٤١ـ ابن ماجه: ١٩١٤ـ احمد: ٦٠٧١ـ مؤطا: ١١٥٩ـ دارمی: ٢٢٠٥.

(٤١٨٠) مسلم: ١٤٢٩ـ ترمذی: ١٠٩٨ـ ابوداؤد: ٣٧٤١ـ ابن ماجه: ١٩١٤ـ احمد: ٦٠٧١ـ مؤطا: ١١٥٩ـ دارمی: ٢٢٠٥.

(٤١٨١) ابوداؤد: ٣٧٤١ـ ضعیف، البانی: ٧٩٨.

(٤١٨٢) احمد: ١٠٢٠٧ـ مسلم: ١٤٣١ـ ترمذی: ٧٨١ـ ابوداؤد: ٣٤٦١ـ ابن ماجه: ١٧٥٠ـ دارمی: ١٧٣٧.

إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ فَلْيُجِبْ فَإِنْ كَانَ صَائِماً فَلْيُصَلِّ وَإِنْ كَانَ مُفْطِراً فَلْيَطْعَمْ. (رواه أحمد، ١٠٢٠٧)

فرمایا: جب تم میں سے کسی کو دعوت دی جائے تو وہ قبول کرے اگر وہ روزے سے ہو تو دعا کر دے اور روزے کے بغیر ہو تو کھانا کھائے۔''

شرح: ......ان احادیث سے ثابت ہوا کہ روزے دار کو بھی دعوت عام یا دعوت ولیمہ قبول کرنی چاہیے۔لیکن اس کے لیے دعوت کھانا ضروری نہیں۔اگر فرض روزہ ہے تو افطار نہ کرے بلکہ دعوت والے سے کہہ دے کہ میں نے روزہ رکھا ہے تاکہ اس کے دل میں بدگمانی نہ ہو۔

اور اگر روزہ نفلی ہو اور دعوت دینے والے کا اصرار ہو تو کھالے، اور اگر افطار نہ کرے روزہ مکمل کرے اور گھر والے کے لیے دعا کر دے، تو اجازت ہے۔(تفہیم الاسلام: ۳۹۴/۲)

٤١٨٣۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلٰى طَعَامٍ وَهُوَ صَائِمٌ فَلْيَقُلْ إِنِّي صَائِمٌ. (رواه مسلم، ١١٥٠)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے اور وہ روزے سے ہو تو وہ کہہ دے میں روزے دار ہوں۔''(مسلم)

٤١٨٤۔عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِذَا اجْتَمَعَ الدَّاعِيَانِ فَأَجِبْ أَقْرَبَهُمَا بَاباً فَإِنَّ أَقْرَبَهُمَا بَاباً أَقْرَبُهُمَا جِوَارًا وَإِنْ سَبَقَ أَحَدُهُمَا فَأَجِبِ الَّذِيْ سَبَقَ. (رواه أبوداود، ٣٧٥٦)

''حمید بن عبدالرحمٰن ایک صحابی سے مرفوع روایت نقل کرتے ہیں: جب دعوت دینے والے دو جمع ہو جائیں تو جس کا دروازہ قریب تر ہو اس کی دعوت قبول کر۔اس لیے کہ جس کا دروازہ قریب ہوتا ہے وہ قریب کا ہمسایا ہے۔اور اگر ان میں سے کوئی دوسرے پر سبقت لے گیا ہو تو اس کی دعوت قبول کر جو پہلے دعوت دے۔''(ابوداؤد)

شرح: ......احمد اور ابن معین رحمہما اللہ نے کہا ہے کہ اس حدیث میں کوئی حرج نہیں۔علامہ شمس الحق رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب بلانے والے میں یا دروازے میں بھی برابری ہو تو پھر علم، دین اور اصلاح دیکھی جائے جو ان اوصاف میں بڑھ کر ہو اس کی دعوت قبول کی جائے، اگر اس میں بھی برابری ہو تو پھر قرعہ ڈال لیا جائے، جس کے نام نکل آئے، اس کی دعوت قبول کی جائے۔(عون المعبود: ۴۰۳/۳)

٤١٨٥۔عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ الأَنْصَارِيِّ قَالَ

''سیدنا ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک انصاری آدمی

(٤١٨٣) مسلم: ١١٥٠۔ ترمذی: ٧٨١۔ ابوداؤد: ٢٤٦٠۔ ابن ماجه: ١٧٥٠۔ احمد: ٧٦٩١۔ دارمی: ١٧٣٧.
(٤١٨٤) ابوداؤد: ٣٧٥٦۔ ضعيف، البانی: ٨٠٢۔ احمد: ٢٢٩٥٦.
(٤١٨٥) مسلم: ٢٠٣٦۔ بخاری: ٥٤٦١۔ ترمذی: ١٠٩٩۔ احمد: ١٦٦٤٤۔ دارمی: ٢٠٦٨.

كَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ أَبُوْ شُعَيْبٍ وَكَانَ لَهُ غُلَامٌ لَحَّامٌ فَرَأَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَعَرَفَ فِي وَجْهِهِ الْجُوْعَ فَقَالَ لِغُلَامِهِ وَيْحَكَ اصْنَعْ لَنَا طَعَاماً لِخَمْسَةِ نَفَرٍ فَإِنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ أَدْعُوَ النَّبِيَّ ﷺ خَامِسَ خَمْسَةٍ قَالَ فَصَنَعَ ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَدَعَاهُ خَامِسَ خَمْسَةٍ وَاتَّبَعَهُمْ رَجُلٌ فَلَمَّا بَلَغَ الْبَابَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ هٰذَا اتَّبَعَنَا فَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَأْذَنَ لَهُ وَإِنْ شِئْتَ رَجَعَ قَالَ لَا بَلْ آذَنُ لَهُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ . (رواہ مسلم، ٢٠٣٦)

تھا جس کو ابو شعیب رضی اللہ عنہ کہا جاتا تھا اس کا ایک غلام قصاب تھا۔ اس آدمی نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا اور آپ ﷺ کے چہرے سے بھوک کا اندازہ کر کے اپنے غلام سے کہا: ہمارے لیے پانچ آدمیوں کا کھانا تیار کر میں ارادہ رکھتا ہوں کہ پانچواں نبی کریم ﷺ کو مدعو کروں گا۔ تو اس نے کھانا تیار کیا اور نبی کریم ﷺ کو دعوت دی اور مدعو افراد میں سے پانچویں آپ ﷺ تھے۔ ان کے پیچھے ایک آدمی بن بلائے چل پڑا۔ جب اس کے دروازے پر پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو فرمایا: یہ آدمی ہمارے پیچھے آیا ہے، پس اگر چاہے تو اس کو اجازت دیدے اور اگر تو چاہے تو وہ لوٹ جائے۔ اس نے عرض کی: بلکہ میں اس کو اجازت دیتا ہوں اے اللہ کے رسول ﷺ!۔'' (مسلم)

شرح: ......اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ قصاب کا کاروبار جائز ہے اور یہ بھی ثابت ہوا ضیافت و مہمانی کرنا بہت اچھا کام ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا دعوت کرنے والے کو اختیار ہے چاہے تو مہمان کو گھر بلائے، چاہے تو اس کے گھر مہمانی پہنچائے۔ یہ بھی ثابت ہوا جو مہمان خصوصی بلائے اگر گنجائش ہو تو اپنے خاص خاص دوستوں کو بھی دعوت دے۔ یہ بھی ثابت ہوا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی اکرم ﷺ کے رخ تاباں سے دیکھ کر آپ کی کیفیت کا اندازہ رکھتے تھے اور تبرک کے طور پر اسے دیکھتے رہتے تھے۔

یہ بھی ثابت ہوا اگر کوئی بلا دعوت شریک دعوت ہوتا ہے تو گھر والا اسے اجازت دے تو درست ہے، اگر وہ اجازت نہ دے پھر وہ واپس آ جائے۔ اگر یہ بغیر اجازت اندر چلا جاتا ہے تو گھر کے مالک کو اختیار ہے چاہے تو اسے باہر نکال دے، چاہے تو اسے گھر میں رکھے اور کھانے کی اجازت دے۔ (فتح الباری: ٩/٥٦٠)

٤١٨٦۔ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ جَارًا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَارِسِيًّا كَانَ طِيْبَ الْمَرَقِ فَصَنَعَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ جَاءَ يَدْعُوْهُ فَقَالَ وَهٰذِهِ لِعَائِشَةَ فَقَالَ لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا فَعَادَ يَدْعُوْهُ

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک فارسی ہمسایا تھا، جو بہت عمدہ شوربا تیار کرتا تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا اور پھر آ کر دعوت دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دعوت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے بھی ہوگی تو

(٤١٨٦) مسلم: ٢٠٣٧۔ نسائی: ٣٤٣٦۔ احمد: ١٣٤٥٧.

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهٰذِهِ قَالَ لاَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاَ ثُمَّ عَادَيَدْعُوْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهٰذِهِ قَالَ نَعَمْ فِي الثَّالِثَةِ فَقَامَا يَتَدَافَعَانِ حَتّٰى أَتَيَامَنْزِلَهُ . (رواه مسلم، ٢٠٣٧)

اس نے کہا: نہیں، پس آپ ﷺ نے دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اس نے پھر آپ ﷺ کو دعوت دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اور ساتھ یہ بھی ہوں گی؟ اس نے کہا: نہیں، آپ ﷺ نے پھر انکار کر دیا۔ اس نے پھر دعوت دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بھی ہونگی تو اب تیسری بار اس نے کہا: ہاں، پس وہ دونوں ہی اس کے گھر کی طرف ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر جارہے تھے۔'' (مسلم)

شــــرح: ......اصل میں اس فارسی نے صرف نبی اکرم ﷺ کا کھانا تیار کیا تھا۔اس سے ثابت ہوا اگر دعوت کرنے والے کے پاس دیگر خاص ساتھیوں کی گنجائش نہیں تو انہیں نہ بھی دعوت میں بلائے تو جائز ہے۔اس نے خاص نبی ﷺ کو دعوت پر بلایا تھا، آپ ﷺ کی خواہش تھی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی شریک دعوت ہوں۔مگر یہ فارسی ڈرتا تھا کہ کھانا کم نہ ہو جائے، اس لیے یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دعوت نہ دے رہا تھا، جب یہ اندیشہ نہ رہا تو اجازت دے دی۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ کو علم تھا کہ یہ فارسی ہمسایہ سخی دل ہے اور یہ میری بات کا برا نہ مانے گا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دعوت میں کیوں بلاؤں، بلکہ اس پر اعتماد تھا، اس لیے اصرار کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی بلاؤ، اس نے انہیں بھی دعوت دے دی۔ (فتح الباری: ۹/ ۵۶۱)

موانع النكاح وفيه الرضاع

نکاح ممنوع ہونے کے اسباب اور ان میں رضاعت بھی شامل ہے

٤١٨٧ـــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ حَرُمَ مِنَ النَّسَبِ سَبْعٌ وَمِنَ الصِّهْرِ سَبْعٌ ثُمَّ قَرَأَ ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ﴾ الآية . (رواه البخاري، تعليقا)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نسب کے سبب بھی سات رشتے ممنوع ہیں اور رضاعت سے بھی سات رشتے ممنوع ہیں۔ پھر یہ آیت تلاوت کی۔ ﴿حرام کی گئیں تم پر تمہاری مائیں﴾ (بخاری)

شرح: ...... یہ آیہ مبارکہ مکمل یوں ہے:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَ بَنٰتُكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ وَ عَمّٰتُكُمْ وَ خٰلٰتُكُمْ وَ بَنٰتُ الْاَخِ وَ بَنٰتُ الْاُخْتِ وَ اُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَ اُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَ رَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَ حَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ وَ اَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ

(٤١٨٧) بخاری مع فتح: ۹/ ۱۳۹۔ باب ۲۰ کتاب النکاح.

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًاo﴾ (النسآء: ٢٣)

''تم پر حرام ہیں تمہاری مائیں، تمہاری بیٹیاں، تمہاری بہنیں، تمہاری پھوپھیاں، تمہاری خالائیں، بھتیجیاں، بھانجیاں اور تمہاری وہ مائیں جنھوں نے تمہیں دودھ پلایا ہے اور تمہاری رضاعی بہنیں اور تمہاری بیویوں کی مائیں اور تمہاری ان بیویوں کی بیٹیاں جن سے تم نے دخول کیا ہے، اگر تم نے بیویوں سے دخول نہیں کیا تو پھر ان کی بیٹیوں سے نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں اور تمہارے حقیقی بیٹوں کی بیویاں بھی تم پر حرام ہیں اور دونوں بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا بھی حرام ہے مگر جو پہلے گزر چکا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔''

اس میں بھتیجیوں تک جو رشتے شمار ہوئے ہیں یہ وہ سات ہیں جو نسبی طور پر حرام ہیں۔ اور آخر آیت تک رضاعی رشتے ہیں جو نسبی کی مانند ہی سات ہیں اور حرام ہیں۔

۲۔ یہ یاد رہے رضاعت میں نکاح کی حرمت ثابت ہوتی ہے، مثلاً یہ کہ رضاعی رشتہ ثابت ہو جائے تو جس طرح نسبی رشتہ میں محرم کے ساتھ سفر کرنا جائز ہے، رضاعی رشتہ میں بھی اس کے ساتھ سفر کرنا جائز ہے، دیکھنا جائز ہے، بہن بھائی یا بیٹی کی مانند خلوت بھی ہو جائے تو جائز ہے، اس پر باقی احکام جاری نہ ہوں گے۔ یعنی وراثت وغیرہ نہ ہوگی۔

۳۔ دیکھیں جس طرح نسبی ماموں محرم ہے اسی طرح رضاعی ماموں بھی محرم ہوگا، رضاعی چچا بھی یا رضاعی بھائی بھی حقیقی چچا یا بھائی کی مانند ہوگا۔ اسی طرح جس طرح رضاعی ماں محترم ہے اس کی ماں اوپر تک سب مائیں محترم ہوں گی۔ اسی طرح رضاعی بہن بھی حقیقی بہن کی مانند محترم ہوگی اور رضاعی خالہ بھی حرام ہے اور رضاعی بہن کی اولاد بھی نیچے تک اس پر حرام ہوگی۔ اور رضاعی ماں کے خاوند کی اولاد بھی اس رضاعی بیٹے یا بیٹی پر حرام ہوگی اور اس کی اولاد بھی اسی طرح اس آدمی کی ماں اوپر تک سب اس پر حرام ہوں گی اسی طرح اس آدمی کی خالائیں اور پھوپھیاں بھی حرام ہیں۔

اصل میں ان رضاعی رشتوں کی حرمت کی وجہ یہ ہے کہ دودھ مرد اور عورت کے اجزاء میں شامل ہے جب بچہ یا بچی کسی عورت کا دودھ پیتے ہیں تو یہ اجزاء دونوں کے لحاظ سے منتشر ہو جاتے ہیں اور اسی طرح جہاں جہاں یہ دودھ کا پھیلاؤ ہوتا ہے رشتہ حرمت میں منسلک ہو جاتا ہے۔ (فتح الباری: ۹/ ۱۴۱)

٤١٨٨ــ عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ أَيُّمَا رَجُلٍ نَكَحَ امْرَأَةً فَدَخَلَ بِهَا فَلَا يَحِلُّ لَهُ نِكَاحُ ابْنَتِهَا وَإِنْ لَمْ يَكُنْ دَخَلَ بِهَا فَلْيَنْكِحِ ابْنَتَهَا وَأَيُّمَا رَجُلٍ نَكَحَ امْرَأَةً فَدَخَلَ بِهَا أَوْ لَمْ يَدْخُلْ بِهَا فَلَا

''عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اس کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جو آدمی کسی عورت سے نکاح کرلے اور اس کے ساتھ خلوت میں رہے تو اس کے لیے اس عورت کی بیٹی جائز نہیں ہے اور اگر اپنی منکوحہ سے دخول نہیں کیا تو بیٹی جائز ہے۔ اور جس مرد نے جس عورت سے

(٤١٨٨) ترمذی: ١١١٧۔ ضعیف، البانی: ١٩١.

يَحِلُّ لَهُ نِكَاحُ أُمِّهَا . (رواه الترمذي، ١١١٧)

نکاح کیا تو اس کے لیے اس عورت کی ماں سے نکاح جائز نہیں ہے خواہ دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو۔'' (ترمذی)

٤١٨٩ـ عَنْ مَالِكٍ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ أَنَّ عَبْدَا لِلّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ أُسْتُفْتِيَ وَهُوَبِالْكُوْفَةِ عَنْ نِكَاحِ الأُمِّ بَعْدَالابْنَةِإِذَا لَمْ تَكُنْ الإِبْنَةُ مُسَّتْ فَأَرْخَصَ فِي ذٰلِكَ ثُمَّ إِنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَسَأَلَ عَنْ ذٰلِكَ فَأُخْبِرَ أَنَّهُ لَيْسَ كَمَا قَالَ وَإِنَّمَا الشَّرْطُ فِي الرَّبَائِبِ فَرَجَعَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ إِلَى الْكُوْفَةِ فَلَمْ يُصَلِّ إِلَى مَنْزِلِهِ حَتّٰى أَتَى الرَّجُلَ الَّذِيْ أَفْتَاهُ بِذٰلِكَ فَأَمَرَهُ أَنْ يُفَارِقَ امْرَأَتَهُ . (لمالك)

''امام مالک رحمہ اللہ نے کثیر لوگوں سے روایت کی ہے کہ سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو کوفہ میں پوچھا گیا: بیٹی سے نکاح کرنے کے بعد اس کی ماں سے نکاح کرنے کا، جب کہ بیٹی کو ہاتھ نہ لگایا ہو۔ تو انھوں نے اجازت دیدی۔ پھر وہ مدینہ منورہ آئے اس کے متعلق سوال کیا تو ان کو خبر دی گئی کہ یہ مسئلہ اس طرح نہیں ہے۔ جیسا سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہے، بلکہ یہ شرط (ربائب) بیٹیوں کے متعلق ہے۔ سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کوفہ واپس گئے اور اپنے گھر پہنچنے سے پہلے اس آدمی کے پاس گئے جس کو فتویٰ دیا تھا اور اس کو حکم دیا کہ فوراً وہ اس عورت سے جدا ہو جائے۔''

٤١٩٠ـ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ سُئِلَ عَنِ الْمَرْأَةِ وَابْنَتِهَا مِنْ مِلْكِ الْيَمِيْنِ تُوْطَأُ إِحْدَاهُمَا بَعْدَ الأُخْرَى فَقَالَ عُمَرُمَاأُحِبُّ أَنْ أَخْبُرَهُمَا جَمِيْعاً وَنَهَى عَنْ ذٰلِكَ . (رواه مالك، ١١٤٣)

''سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے لونڈی، ماں، بیٹی کے بارے میں سوال کیا گیا کہ آیا ایک کے بعد دوسرے سے جماع جائز ہے؟ تو انھوں نے کہا: میں تو دونوں کو جمع کرنا پسند نہیں کرتا، نہ جائز قرار دیتا ہوں اور انھوں نے منع کر دیا۔'' (الموطا)

٤١٩١ـ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ وَهَبَ لِإِبْنِهِ جَارِيَةً فَقَالَ لَا تَمَسَّهَا فَإِنِّيْ قَدْ كَشَفْتُهَا . (لمالك)

''مالک رحمہ اللہ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو ایک باندی ہبہ کی اور اسے تاکید کی کہ اس کو ہاتھ نہ لگانا کیونکہ میں نے اس کا بدن ننگا کیا ہے۔'' (مالک)

شرح: ......حضرت عمرو بن شعیب والی حدیث اگرچہ سنداً ضعیف ہے، مگر قرآنی آیت کے موافق ہے، اس لیے یہ بات درست ہے، جس عورت سے نکاح کے بعد جماع کر لیا ہو اس کی بیٹی سے اب اس کا نکاح حلال نہیں اس کی دلیل یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

(٤١٨٩) مؤطا: ١١٥٦. (٤١٩٠) مؤطا: ١١٤٣.
(٤١٩١) مؤطا: ١١٧١.

﴿وَ رَبَآئِبُكُمُ الّٰتِىْ فِىْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِىْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ﴾ (النسآء: ۲۳)

''تمہاری ان عورتوں کی بیٹیاں جوتمہاری گود میں ہیں اور ان عورتوں سے تم نے دخول کیا ہے وہ بھی تم پر حرام ہیں۔''

اگر ان عورتوں سے دخول نہیں ہوا تو پھر ان کی بیٹیوں سے اس مرد کا نکاح ہوسکتا ہے۔اور اگر کسی عورت سے نکاح ہوا ہے دخول ہوا ہے یا نہیں ہوا اس کی ماں کے ساتھ اس آدمی کا نکاح جائز نہیں۔ کیونکہ قرآن میں ہے: ﴿وَ اُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ﴾ ''تمہاری بیویوں کی مائیں تم پر حرام ہیں۔'' (تحفۃ الاحوذی:۲/ ۱۸۵)

۲۔ بنوفزارہ کے ایک آدمی نے ایک عورت سے ابھی نکاح کیا تھا، ابھی علیحدہ نہ ہوا تھا کہ اسے اس عورت کی ماں پسند آئی۔ اس نے اس سے نکاح کرنے کا فتویٰ طلب کیا یہ کوفہ میں تھے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نکاح کی اجازت دے دی۔ اس کے بعد ابن مسعود رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں آ گئے، یہاں تحقیق کی تو علم ہوا کہ میرا اجتہاد غلط ہے۔ وہ لڑکی جو بیوی کی پہلے خاوند سے ہو، اس کی ماں کے ساتھ دخول نہ کیا ہوتو اس سے نکاح جائز ہے اگر دخول کرلیا ہوتو پھر نہیں جائز۔

سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہی چیز سامنے رکھ کر اس کے جواز کا فتویٰ دیا تھا۔ مگر جب تحقیق ہوئی تو کہا یہ دخول کی قید اس لڑکی کے ساتھ مخصوص ہے، عام عورت کے لیے نہیں، اس لیے جب کوفہ واپس گئے تو گھر جانے سے پہلے اس آدمی کے گھر گئے جسے نکاح کا فتویٰ دیا تھا، انہیں علیحدہ کروایا، اپنے اجتہاد کی خطا کا اعتراف کیا، تب اپنے گھر گئے۔ اس سے بھی ثابت ہوا جس عورت کی بیٹی سے نکاح ہو چکا ہو رخصتی ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو اب یہ مرد اس عورت کی ماں سے نکاح نہیں کرسکتا۔ (شرح زرقانی:۳/ ۱۴۰)

۳۔ ثابت ہوا دو لونڈیاں بھی ہوں اگر ان میں ایک ماں اور دوسری بیٹی ہے تو ان میں سے اگر ایک سے جماع کرلیا ہے تو پھر دوسری سے منع ہے، ایک وقت میں ایک ہی اس کام کے لیے رکھنی ہے، اوپر آزاد عورتوں والا بیان کردہ اصول ہی یہاں بھی ہوگا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی یہی چیز بیٹے کو بتا دی تھی کہ میں نے تلذذ اور فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کے جسم کا پردہ دیکھ لیا ہے۔ چونکہ میں باپ ہوں اس لونڈی سے لطف اندوز ہو چکا ہوں اس لیے تمہارے لیے یہ فائدہ اٹھانا حرام ہے، دوسرے کام کاج لے سکتے ہو۔ (شرح زرقانی:۳/ ۱۴۹) یعنی باپ کی منکوحہ پر قیاس کیا اور بیٹے کو منع کر دیا۔

٤١٩٢ــــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِذَا زَنَى بِأُخْتِ امْرَأَتِهِ لَمْ تَحْرُمْ عَلَيْهِ امْرَأَتُهُ (للبخاري تعليقا)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جس نے اپنی بیوی کی بہن سے زنا کیا تو اس کی بیوی اس پر حرام نہیں ہوگی۔'' (البخاری ترجمۃ الباب ہے)

(٤١٩٢) بخاري تعليقا.

٤١٩٣ـــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لاَيُحَرِّمُ الْحَرَامُ الْحَلاَلَ . (رواه إبن ماجة، ٢٠١٥، بلين)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حرام چیز حلال کو حرام نہیں کرتی۔'' (ابن ماجہ سند کمزور ہے)

شـــرح: ...... یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے مگر مفہوم درست ہے، اس کی وضاحت اوپر ابن عباس کے قول سے بھی ہوتی ہے۔

اور یہ بھی وضاحت ہے کہ دامادی یا سسرال کا رشتہ جو ہے اس کی حرمت حرام ذریعہ سے ثابت نہیں ہوتی حلال ذریعہ سے ہوتی ہے۔ مثلاً جس کے ساتھ زنا کیا ہے استبرائے رحم کے بعد اگر اس سے نکاح مسنون طریقہ سے ہو جائے تو یہ حلال ہو جاتی ہے۔ اسی طرح پانچ بیویوں سے نکاح حرام ہے، مگر پانچویں کرنے سے پہلی بیویاں حرام نہ ہوں گی۔ اسی طرح کوئی بیوی کی بہن سے نکاح کرتا ہے تو اس سے پہلی بہن کا نکاح متاثر نہ ہوگا۔

اس کی ایک تفسیر یہ بھی ہے جس کی قرآن سے بھی تائید ہوتی ہے کہ ایک آدمی تکلف میں آ کر، زہد وتقویٰ میں حد سے گزر جاتا ہے اور اللہ کی حلال کردہ اشیاء کو حرام قرار دے دیتا ہے جیسا کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے گوشت کھانے اور نکاح کرنے اور سونے سے ناپسندیدگی کا اظہار کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ۝﴾ (المآئدة: ٨٧)

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، نہ حرام قرار دو ان پاکیزہ چیزوں کو جنہیں اللہ نے تمہارے لیے حلال کیا ہے، حد سے نہ گزرو، بے شک اللہ تعالیٰ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (انجاز الحاجہ: ۶/۴۵۳)

٤١٩٤ـــ عَنْ عَلِيِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مِنَ الرَّضَاعِ مَاحَرَّمَ مِنَ النَّسَبِ . (رواه الترمذي، ١١٤٦)

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ نے رضاعت کے سبب وہ رشتے حرام کر دیے ہیں جو اس نے نسب کے سبب حرام کیے ہیں۔'' (ترمذی)

٤١٩٥ـــ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ أَفْلَحَ أَخَاأَبِي الْقُعَيْسِ اسْتَأْذَنَ عَلَيَّ بَعْدَمَا نَزَلَ الْحِجَابُ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لاآذَنُ لَهُ حَتّٰى أَسْتَأْذِنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَإِنَّ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ لَيْسَ

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ابو قعیس کے بھائی افلح نے میرے پاس آنے کی اجازت طلب کی تو میں نے اجازت نہ دی، اس لیے کہ پردے کا حکم نازل ہو چکا تھا۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں اس کو اجازت نہیں دوں گی یہاں تک کہ رسول

(٤١٩٣) ابن ماجه: ٢٠١٥ـ ضعيف، الباني: ٤٣٩.

(٤١٩٤) ترمذی: ١١٤٦ـ صحيح، الباني: ٩١٥ـ نسائی: ٣٣١١.

(٤١٩٥) بخاری: ٦١٥٦ـ مسلم: ١٤٤٥ـ ترمذی: ١١٤٨ـ نسائی: ٣٣١٨ـ ابوداؤد: ٢٠٥٧ـ مؤطا: ١٢٧٨.

هُوَ أَرْضَعَنِيْ وَلٰكِنْ أَرْضَعَتْنِي امْرَأَةُ أَبِي الْقُعَيْسِ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ الرَّجُلَ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِيْ وَلٰكِنْ أَرْضَعَتْنِيْ امْرَأَتُهٗ قَالَ ائْذَنِي لَهٗ فَإِنَّهٗ عَمُّكِ تَرِبَتْ يَمِيْنُكِ. (رواه البخاري، ٦١٥٦)

اللہ ﷺ سے اجازت طلب کرلوں۔ ابوقعیس کے بھائی نے تو مجھے دودھ نہیں پلایا مجھے تو ابوقعیس کی بیوی نے دودھ پلایا ہے۔ پھر میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آدمی نے تو دودھ نہیں پلایا بلکہ مجھے تو اس کی بیوی نے دودھ پلایا ہے۔ فرمایا: اس کو آنے کی اجازت دیدے وہ تیرا چچا ہے تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں۔''

شرح: ......اس سے ثابت ہوا رضاعی چچا حقیقی چچا کی مانند محرم ہے، اس سے پردہ نہیں۔ اس سے ثابت ہوا اجنبی مردوں سے پردہ ہے، محرم رشتہ دار بھی اجازت لے کر گھر آئے اور عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر آنے کی دعوت نہ دے۔ یہ بھی ثابت ہوا افلح نام رکھنا جائز ہے۔ (فتح الباری: ۱۵۲/۹)

٤١٩٦ـعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَالَكَ تَنَوَّقُ فِي قُرَيْشٍ وَتَدَعُنَا قَالَ وَعِنْدَكَ أَحَدٌ قُلْتُ نَعَمْ بِنْتُ حَمْزَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّهَا لَاتَحِلُّ لِي إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ. (رواه النسائي، ٣٣٠٤)

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: کیا وجہ ہے کہ آپ قریش میں نکاح کرتے ہیں اور ہمیں ترک کرتے ہیں؟ فرمایا: تمہارے پاس کوئی رشتہ ہے؟ میں نے کہا: ہاں، حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے۔ فرمایا: وہ تو میرے لیے جائز نہیں کیونکہ وہ میری رضاعی بھتیجی ہے۔'' (نسائی)

شــرح: ......حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تھا کہ آپ قریش میں نکاح کرنا زیادہ پسند فرماتے ہو مگر بنو ہاشم بھی تو قریش میں سے ہیں، اور ہم بنو ہاشم ہیں، آپ ان میں نکاح کرنے کی زیادہ رغبت نہیں رکھتے۔

آپ ﷺ نے پوچھا کہ تمہاری نظر میں کوئی رشتہ ہے؟ تو انہوں نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے نکاح کا مشورہ دیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں اور میرے چچا حمزہ نے اکٹھا دودھ پیا تھا، اس لیے ان کی بیٹی میری چچا کی بیٹی ہی نہیں، وہ میری رضاعی بھتیجی بھی لگتی ہے، رضاعی بھتیجی سے نکاح حرام ہے۔ (تعلیقات السّلفیہ: ۷۳/۲)

٤١٩٧ـعَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ انْكِحْ أُخْتِيْ بِنْتَ أَبِيْ سُفْيَانَ قَالَ وَتُحِبِّيْنَ قُلْتُ نَعَمْ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَأَحَبُّ مَنْ شَارَكَنِيْ فِي خَيْرٍ أُخْتِيْ فَقَالَ

''سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میری بہن بنت ابی سفیان سے نکاح کرلیں۔ فرمایا: کیا تجھے پسند ہے؟ میں نے عرض کی: میں آپ ﷺ کے عقد میں اکیلی نہیں ہوں اور میں پسند کرتی ہوں کہ بھلائی اور خیر میں

(٤١٩٦) نسائی: ٣٣٠٤ـ صحیح، البانی: ٣٠٩٧ـ مسلم: ١٤٤٦ـ احمد: ١٣٦١.

(٤١٩٧) بخاری: ٥١٠٧ـ مسلم: ١٤٤٩ـ نسائی: ٣٢٨٧ـ ابوداؤد: ٢٠٥٦ـ ابن ماجه: ١٩٣٩ـ احمد: ٢٦٨٦٦.

النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ ذٰلِكَ لاَيَحِلُّ لِيْ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ إِنَّا لَنَتَحَدَّثُ أَنَّكَ تُرِيْدُ أَنْ تَنْكِحَ دُرَّةَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَوَاللّٰهِ لَوْلَمْ تَكُنْ فِي حِجْرِيْ مَاحَلَّتْ لِي إِنَّهَا لَابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ أَرْضَعَتْنِيْ وَأَبَاسَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ فَلاتَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلاَأَخَوَاتِكُنَّ. (رواه البخاري، ٥١٠٧)

میرے ساتھ میری بہن شریک ہو۔فرمایا: وہ میرے لیے جائز نہیں ہے۔ میں نے عرض کی کہ ہم لوگ آپس میں باتیں کرتے ہیں کہ آپ ﷺ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی دُرہ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔فرمایا: ام سلمہ کی بیٹی سے؟ میں نے عرض کی: ہاں، اسی سے۔فرمایا: وہ اگر میری بیوی کی بیٹی (میری ربیبہ) نہ ہوتی تب بھی میرے لیے جائز نہ ہوتی اس لیے کہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔ مجھے اور ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا ہے۔پس تم میرے اوپر اپنی بیٹیاں اور اپنی بہنیں پیش نہ کیا کرو۔‘‘

شرح: ......١۔اس سے ثابت ہوا کہ ایک آدمی کے نکاح میں دو بہنوں کو جمع کرنا حرام ہے۔ یہ حقیقی بہنیں ہوں یا صرف باپ کی طرف سے یا صرف ماں کی طرف سے یا رضاعت کی وجہ سے ہوں دونوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔

٢۔ یہ بھی ثابت ہوا رضاعی بھتیجی سے نکاح کرنا بھی حرام ہے۔ (فتح الباری: ٩/ ١٦٠)

٤١٩٨۔زاد رزين: قَالَ عُرْوَةُ: ثُوَيْبَةُ مَوْلاَةُ أَبِيْ لَهَبٍ كَانَ أَعْتَقَهَا حِيْنَ بَشَّرَتْهُ بِمِيْلاَدِ النَّبِيِّ ﷺ فَأَرْضَعَتْهُ ﷺ فَلَمَّامَاتَ أَبُولَهَبٍ كَافِرًاأرَاهُ الْعَبَّاسُ فِي الْمَنَامِ بَعْدَإِسْلاَمِهِ بِشَرِّخَيْبَةٍ فَقَالَ لَهُ: مَاذَا لَقِيْتَ؟ قَالَ: لَمْ أَلْقَ بَعْدَكُمْ خَيْرًا غَيْرَأَنِّي سَقَيْتُ فِي هٰذِهِ(يَعْنِيْ فَقْرَةَ إِبْهَامِهِ) كُلَّ لَيْلَةِ اثْنَيْنِ بِعِتَاقَتِي ثُوَيْبَةَ، وَكَانَتْ حَاضِنَتَهُ ﷺ، وَهِيَ أُمُّ أَيْمَنَ وَأُمُّ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍوَكَانَا أَخَوَيْنِ لأُمٍّ، وَأَيْمَنُ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ.

’’رزین رحمہ اللہ نے یہ اضافہ کیا ہے کہ عروہ نے کہا ثویبہ ابولھب کی باندی تھی اور اس نے وہ آزاد کر دی تھی جب اس نے رسول اللہ ﷺ کی پیدائش کی ابولہب کو بشارت دی تھی۔ جب ابولہب بحالتِ کفر مر گیا تو اسلام قبول کرنے کے بعد عباس نے اس کو خواب میں بری حالت میں دیکھا تو اس نے پوچھا کہ تجھے کیا پیش آیا؟ اس نے کہا: تم سے جدا ہونے کے بعد میں نے کوئی بھلائی نہیں پائی۔ البتہ مجھے سوموار کی رات اس انگوٹھے کے جوڑ سے مشروب دیا جاتا ہے اس وجہ سے کہ میں نے ثویبہ کو آزاد کیا ہے۔ثویبہ رسول اللہ ﷺ کی خادمہ (آیا) ہیں۔ وہی ام ایمن اور ام اسامہ ہیں۔ ایمن رضی اللہ عنہا اور اسامہ رضی اللہ عنہا اخیافی بھائی تھے ان کی ماں ایک ہے اور ایمن ایک انصاری آدمی تھا۔‘‘

(٤١٩٨) رزين.

شــرح: ......اس میں ثوبیہ کا تعارف ہوا ہے۔ اس سے عید میلا د منانے والے دلیل لیتے ہیں کہ ابولہب نے خوشی میں آ کر لونڈی آزاد کی تو اسے انگلی سے دودھ ملا اس لیے ہم بھی نجات کے لیے عید میلا د مناتے ہیں۔

لیکن دلیل نہایت ناقص ہے، بلکہ بے کار ہے۔ ایک تو بات یہ ہے کہ یہ خواب کا واقعہ ہے، خواب حجت نہیں ہوتا۔ اور ابولہب ہے جسے دودھ مل رہا ہے۔ اس کی اتباع اس لحاظ سے قابل قبول نہیں کہ سورۃ لہب میں اس پر پھٹکار پڑی ہے، پھٹکار پڑے آدمی کی مسرت مسلمان کے لیے دلیل کیسے بن سکتی ہے؟ ہمارے لیے لائق اتباع رسول اکرم ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ آپ نے اس دن جو کہ آپ کی پیدائش کا دن سوموار ہے روزہ رکھنے کی تلقین کی ہے اور خود بھی روزہ رکھا ہے، اور جس دن روزہ ہو اس دن کو عید نہیں بنا سکتے لہٰذا ہماری شریعت اس دن کو عید بنانے کی اجازت نہیں دے رہی۔

اور پھر ہم اس دن مسرت وشادمانی کا اظہار کر کے نجات تصور کرتے ہیں یہ واقعہ بتاتا ہے بقول ان کے یہ مسرت ابولہب کو دوزخ سے تو نجات نہ دلا سکی۔

ہماری ان گذارشات پر انصاف سے غور کیا جائے تو اس دلیل کی حقیقت عیاں ہے۔ (گوندلوی)

٤١٩٩۔ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَعِنْدِيْ رَجُلٌ قَاعِدٌ فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِ وَرَأَيْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ قَالَتْ فَقَالَ انْظُرْنَ إِخْوَتَكُنَّ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَإِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ. (رواه مسلم، ١٤٥٥)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میرے پاس ایک آدمی تھا۔ آپ ﷺ پر یہ بات ناگوار ہوئی اور میں نے آپ ﷺ کے چہرہ اقدس میں غصے کے آثار نمایاں دیکھ کر عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! یہ میرا رضاعی بھائی ہے۔ فرمایا: تم سوچا کرو کہ تمہارے بھائی کون ہیں؟ رضاعت تو بھوک کی وجہ سے (یعنی دودھ پلائی کی مدت میں) ہوتی ہے۔'' (مسلم)

شــرح: ......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ان کا رضاعی بھائی تھا، بعض نے عبداللہ بن یزید اس کا نام بتایا ہے، لیکن یہ درست نہیں زیادہ گمان یہ ہے کہ وہ ابوقیس کا بیٹا تھا۔

آپ کو علم نہ تھا، پوچھا یہ کون ہے؟ (کیونکہ آپ علم غیب نہ جانتے تھے) اماں جی نے بتایا یہ میرا رضاعی بھائی ہے۔ تو آپ ﷺ نے بتایا کہ حرمت رضاعت بڑا نازک معاملہ ہے غور کیا کرو، رضاعت چھوٹی عمر میں ہوتی ہے کیونکہ دودھ سے بھوک دو سال کے اندر والے بچی کی مٹتی ہے، بڑے کی بھوک تو روٹی مٹاتی ہے۔ اور نہ ہی ایک دو مرتبہ دودھ پینے سے رضاعت ثابت ہوتی ہے، یہ کم از کم پانچ دفعہ دودھ پیا ہو تو پھر ثابت ہوتی ہے۔ اس لیے ان وجوہات پر غور کے بعد رضاعت ثابت کیا کرو۔ (انجاز الحاجہ: ٦/ ٣٤٩)

(٤١٩٩) مسلم: ١٤٥٥۔ بخاری: ٥١٠٢۔ نسائی: ٣٣١٢۔ ابوداؤد: ٢٠٥٨۔ ابن ماجہ: ١٩٤٥۔ احمد: ٢٥٢٦٢۔ دارمی: ٢٢٥٦.

٤٢٠٠ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ حَدَّثَتْ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا تُحَرِّمُ الرَّضْعَةُ أَوِالرَّضْعَتَانِ أَوِ الْمَصَّةُ أَوِ الْمَصَّتَانِ. (رواه مسلم، ١٤٥١)

'' عبداللہ بن حارث کہتے ہیں کہ ام فضل رضی اللہ عنہا نے رسولِ اکرم ﷺ کا یہ فرمان بیان کیا کہ ایک بار یا دو بار چوسنے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی ہے۔'' (مسلم)

٤٢٠١ـ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ فِيْمَا أُنْزِلَ مِنَ الْقُرْآنِ عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَعْلُوْمَاتٍ يُحَرِّمْنَ ثُمَّ نُسِخْنَ بِخَمْسٍ مَعْلُوْمَاتٍ فَتُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُنَّ فِيْمَا يُقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ. (رواه مسلم، ١٤٥٢)

'' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ قرآن میں یہ نازل ہوا تھا کہ دس معلوم دفعہ دودھ پینا رضاعت کا باعث ہے۔ پھر پانچ معلوم دفعات کے نازل سے پہلا حکم منسوخ ہوا۔ اور جب آپ ﷺ کا وصال ہوا تو پانچ والی آیت کی قرآن میں تلاوت کی جاتی تھی۔'' (مسلم)

٤٢٠٢ـ عَنِ النَّخْعِيِّ، أَنَّ عَلِيًّا وَابْنَ مَسْعُوْدٍ قَالَا: يُحَرِّمُ مِنَ الرَّضَاعِ قَلِيْلُهُ وَكَثِيْرُهُ. (رواه الطبراني في الكبير، ٩٦٩٨، بانقطاع)

'' سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ قلیل وکثیر دودھ پینے سے رضاعت ثابت ہوتی ہے۔'' (الکبیر سند منقطع ہے)

شرح: ......١۔ رضاعت کا مطلب ہے کہ بچہ کسی عورت کا دودھ پیئے۔ ایک مرتبہ پینے کی تعریف یہ ہے کہ بچہ ماں کا پستان منہ میں لے کر چوستا رہے، پھر بغیر کسی عارضہ ورکاوٹ کے اپنی مرضی سے پستان کو چھوڑ دیتا ہے۔ یعنی سانس لینے کے لیے نہیں یا معمولی سا آرام کرنے کے لیے بھی نہیں یا کسی وجہ سے متوجہ کرنے کے لیے بھی کوئی چیز نہ ہوا اگر ان رکاوٹوں کی وجہ سے چھوڑے گا اور پھر پینا شروع کر دے تو یہ ایک مرتبہ پینا ہی شمار ہوگا۔ ان رکاوٹوں کے علاوہ اگر بچہ دودھ پیتا ہوا ماں کا پستان چھوڑ دے تو یہ ایک مرتبہ چوسنا ہے۔ اس طرح چار مرتبہ بھی چوسا ہو تو رضاعت ثابت نہ ہوگی۔

٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی حدیث بتا رہی ہے کہ پانچ مرتبہ بچے نے کسی عورت کا دودھ پیا ہو تو پھر رشتہ رضاعت ثابت ہوتا ہے۔ پہلے دس مرتبہ تھا، وہ منسوخ ہو کر اب پانچ دفعہ چوسنا باقی ہے۔ اگر کوئی بچی یا بچہ کسی عورت کا پانچ مرتبہ دودھ پیتا ہے تو اس کا اس عورت سے حرمت کا رشتہ قائم ہو جاتا ہے۔

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فرمان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد دس دفعہ سے کم ہو کر پانچ دفعہ تک نوبت آئی ہے۔

(٤٢٠٠) مسلم: ١٤٥١۔ نسائی: ٣٣٠٨۔ ابن ماجہ: ١٩٤٠۔ احمد: ٢٦٣٣٩۔ دارمی: ٢٢٥٢.

(٤٢٠١) مسلم: ١٤٥٢۔ ترمذی: ١١٥٠۔ نسائی: ٣٣٠٧۔ ابوداؤد: ٢٠٦٢۔ ابن ماجہ: ١٩٤٤۔ مؤطا: ١٢٩٣۔ دارمی: ٢٢٥٣.

(٤٢٠٢) طبرانی کبیر: ٩٦٩٨۔ واسنادہ منقطع، ہیثمی: ٧٣٦١.

ایسا ہرگز نہیں! امی جی کے فرمان کا مطلب ہے کہ پہلے حرمت رضاعت کے لیے دس مرتبہ دودھ پینا نازل ہوا تھا، نبی اکرم ﷺ کی زندگی مبارک میں ہی پانچ مرتبہ پینے سے رضاعت کا حکم نازل ہوا تھا، اور دس والا منسوخ ہو چکا تھا۔ مگر لاعلمی سے بعض لوگ اسے پڑھتے رہے ہیں جب انہیں ان کے منسوخ ہونے کا علم ہوا تو پھر پڑھنا چھوڑ دیا اور پانچ مرتبہ پینے والے الفاظ بھی منسوخ ہو چکے ہیں، صرف حکم باقی ہے۔ ثابت ہوا لوگ پڑھتے رہے ہیں، یہ الفاظ آپ کی وفات کے بعد منسوخ نہیں ہوئے۔

۳۔ اور یہ جو بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حوالے سے آیا ہے کہ بچہ کسی عورت کا زیادہ دودھ پی لے یا کم پی لے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے، اور بعض کا موقف ہے تین مرتبہ دودھ پینے سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے، تو اس کے لیے یہی کافی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے واضح فرمان کے سامنے یہ اقوال اگرچہ عظیم لوگوں کے ہیں مگر نبی اکرم ﷺ کا فرمان ان سے معصوم تر اور برتر ہے۔ قرآن پاک سے بھی دلیل لی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہے۔'' (النساء: ۲۳)

اس میں دودھ پلانے کی مقدار بیان نہیں ہوئی، تھوڑا پیا ہو یا زیادہ پیا ہو حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔

اس کا حل یہ ہے کہ قرآن پاک نے ایک عام حکم بیان کیا ہے، اور حدیث مبارک نے اس کی تخصیص کی ہے کہ اس کی مقدار پانچ مرتبہ ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۴۹۳-۴۸۷)

مسئلہ: یہ یاد رہے اگر کسی مرد نے عورت کو یا کسی عورت نے مرد کو خون دیا ہو تو اس سے رشتہ رضاعت ثابت نہ ہوگا، اور ماؤں کے دودھ کے بنک بھی ایجاد ہو چکے ہیں، ان سے بھی بچوں کو دودھ پلاتے ہیں، ایسے بنکوں کی اجازت نہیں نہ ہی اس سے رضاعت ثابت ہوگی۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۴۹۵)

٤٢٠٣ـــ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَ تْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ أَرَى فِي وَجْهِ أَبِيْ حُذَيْفَةَ مِنْ دُخُوْلِ سَالِمٍ وَهُوَحَلِيْفُهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَرْضِعِيْهِ قَالَتْ وَكَيْفَ أُرْضِعُهٗ وَهُوَرَجُلٌ كَبِيْرٌ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ قَدْعَلِمْتُ أَنَّهٗ رَجُلٌ كَبِيْرٌ زَادَ عَمْرٌو فِي حَدِيْثِهٖ

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سہلہ بنت سہیل نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور عرض کی: یا رسول اللہ! میں ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر ناگواری کے آثار دیکھتی ہوں جب سالم ہمارے گھر داخل ہوتا ہے اور وہ ابوحذیفہ کا حلیف بھی ہے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو تو اپنا دودھ پلا دے۔ انھوں نے کہا: اس کو میں دودھ کیسے پلاؤں جب کہ بڑا جوان آدمی ہے، پس آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا: میں جانتا ہوں

(٤٢٠٣) مسلم: ١٤٥٣۔ بخاری: ٥٠٨٨۔ نسائی: ٣٣٢٣۔ ابوداؤد: ٢٠٦١۔ ابن ماجہ: ١٩٤٣۔ احمد: ٢٥٨٠٣۔ مؤطا: ١٢٨٨۔ دارمی: ٢٢٥٧.

وَكَانَ قَدْ شَهِدَبَدْرًا. (رواه مسلم: ١٤٥٣)

کہ وہ جوان مرد ہے۔ سند کے راوی عمرو نے اپنی بیان کردہ روایت میں یہ اضافہ بھی بتایا ہے کہ سالم بدری صحابی تھا۔'' (مسلم)

٤٢٠٤ـ وفي رواية: أَرْضِعِيْهِ تَحْرُمِيْ عَلَيْهِ وَيَذْهَبُ الَّذِيْ فِي نَفْسِ أَبِيْ حُذَيْفَةَ فَرَجَعْتُ فَقَالَتْ إِنِّي قَدْأَرْضَعْتُهُ فَذَهَبَ الَّذِيْ فِي نَفْسِ أَبِيْ حُذَيْفَةَ. (رواه مسلم، ١٤٥٣)

'' ایک روایت میں ہے کہ تو اس کو دودھ پلا کر اس پر حرام ہوجائے گی اور ابوحذیفہ کے دل سے ناگواری جاتی رہے گی۔ وہ واپس گئی اور اس نے کہا: میں نے سالم رضی اللہ عنہ کو دودھ پلا دیا ہے پس ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے دل سے ناگواری جاتی رہی۔'' (مسلم)

٤٢٠٥ـ وفي أخرى: فَبِذٰلِكَ كَانَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَأْمُرُبَنَاتَ أَخَوَاتِهَا وَبَنَاتَ إِخْوَتِهَا أَنْ يُرْضِعْنَ مَنْ أَحَبَّتْ عَائِشَةُ أَنْ يَرَاهَا وَيَدْخُلَ عَلَيْهَا وَإِنْ كَانَ كَبِيْرًا خَمْسَ رَضَعَاتٍ ثُمَّ يَدْخُلُ عَلَيْهَا وَأَبَتْ أُمُّ سَلَمَةَ وَسَائِرُأَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يُدْخِلْنَ عَلَيْهِنَّ بِتِلْكَ الرَّضَاعَةِ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ حَتّٰى يُرْضِعَ فِي الْمَهْدِوَقُلْنَ لِعَائِشَةَ وَاللّٰهِ مَا نَدْرِيْ لَعَلَّهَا كَانَتْ رُخْصَةً مِّنَ النَّبِيِّ ﷺ لِسَالِمٍ دُوْنَ النَّاسِ. (لأبي داود، ٢٠٦١)

''دوسری روایت میں ہے کہ اسی وجہ سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی بھتیجیوں اور بھانجیوں کو حکم دیتی تھیں کہ ان لوگوں کو پانچ بار دودھ پلادیں جنھیں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا دیکھنا اور اپنے پاس آجانا پسند کرتی ہے خواہ وہ بڑی عمر کے ہی ہوتے۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور دیگر تمام ازواج مطہرات اس نوعیت کی رضاعت تسلیم کرنے سے انکار کرتی تھیں اور لوگوں میں سے کسی کو اس نوعیت کی رضاعت اختیار کر کے اپنے پاس آنے جانے کی اجازت نہیں دیتی تھیں، سوا اس رضاعت کے کہ رضاعت کی مدت میں بچے نے دودھ پیا ہو۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیگر امہات المؤمنین کہتی تھیں: ہمیں معلوم نہیں ممکن ہے کہ یہ رخصت رسول اللہ ﷺ کی طرف سے صرف سالم رضی اللہ عنہ کے لیے ہو دیگر لوگوں کے لیے نہ ہو۔'' (ابوداوٗد)

٤٢٠٦ـ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ نَزَلَتْ آيَةُ الرَّجْمِ وَرَضَاعَةِ الْكَبِيْرِعَشْرًا وَلَقَدْكَانَ فِي صَحِيْفَةٍ تَحْتَ سَرِيْرِيْ فَلَمَّا مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَتَشَاغَلْنَا بِمَوْتِهِ دَخَلَ دَاجِنٌ

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: رجم کی آیت اور بڑے آدمی کی رضاعت کے بارے میں دس بار دودھ پینے کی آیت نازل ہوئی، تو ایک صحیفے میں لکھی گئی، اور میری چارپائی کے نیچے رکھی گئی تھی۔ پس رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی، اور ہم آپ ﷺ کی وفات

(٤٢٠٤) مسلم: ١٤٥٣ـ بخاری: ٥٠٨٨ـ نسائی: ٣٣٢٣ـ ابوداؤد: ٢٠٦١ـ ابن ماجہ: ١٩٤٣ـ احمد: ٢٥٨٠٣ـ مؤطا: ١٢٨٨ـ دارمی: ٢٢٥٧.

(٤٢٠٥) ابوداؤد: ٢٠٦١ـ صحیح، البانی.

(٤٢٠٦) ابن ماجہ: ١٩٤٤ـ حسن، البانی: ١٥٨٠.

فَأَكَلَهَا . (رواه ابن ماجة، ١٩٤٤، بعنعنة ابن إسحاق)

کے ساتھ مشغول ہو گئے اور گھر میں رہنے والی بکری داخل ہوئی اور اس صحیفے کو کھا گئی۔'' (ابن ماجہ، محمد بن اسحاق کی تدلیس کی وجہ سے یہ روایت ضعیف ہے)

٤٢٠٧۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَايُحَرِّمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ إِلَّامَا فَتَقَ الْأَمْعَاءَ فِي الثَّدْيِ وَكَانَ قَبْلَ الْفِطَامِ . (رواه الترمذي، ١١٥٢)

''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دودھ پینے سے حرمت تب ہی ثابت ہوتی ہے جب کہ آنت میں چھاتی سے جائے اور بچہ کو دودھ چھڑانے سے پہلے دودھ پلایا گیا ہو۔'' (ترمذی)

شرح: ......ان سے یہ ثابت ہوا کہ دودھ بچے کی آنتوں میں رواں ہو اور غذا کی جگہ واقع ہو تب حرمت ثابت ہوتی ہے۔ اور یہ تب ہی ہوسکتا ہے جب دودھ ان اوقات میں پلایا جائے جو اس کی غذا بننے کے اوقات ہوں، وہ دودھ چھڑانے کی مدت سے پہلے ہے اور بچے کی انتڑیوں میں رواں ہو کر خوراک بنے، اگر ایسا نہ ہو تو حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

٢۔ ان بظاہر ٹکرانے والی احادیث کا خلاصہ یہی ہے کہ اصل رضاعت کی مدت دو سال کے اندر ہے لیکن اگر کوئی سخت ضرورت پیش آ جائے تو پھر بڑا بھی دودھ پی لے تو رضاعت ثابت ہو جائے گی۔

یہ بات یاد رہے بڑے کو دودھ برتن میں نکال کر دیا جائے جیسا کہ حضرت سہلہ رضی اللہ عنہا نے حضرت سالم رضی اللہ عنہ کو برتن میں دودھ نکال کر پلایا تھا۔ (تفہیم الاسلام: ٢/٤٩٠)

٤٢٠٨۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّهُ تَزَوَّجَ ابْنَةً لِأَبِيْ إِهَابِ بْنِ عَزِيْزٍ فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ قَدْ أَرْضَعْتُ عُقْبَةَ وَالَّتِيْ تَزَوَّجَ فَقَالَ لَهَا عُقْبَةُ مَا أَعْلَمُ أَنَّكِ أَرْضَعْتِنِيْ وَلَا أَخْبَرْتِنِي (فَأَرْسَلَ إِلَى آلِ أَبِيْ إِهَابٍ يَسْأَلُهُمْ فَقَالُوْا مَا عَلِمْنَا أَرْضَعَتْ صَاحِبَتَنَا) فَرَكِبَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِالْمَدِيْنَةِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَيْفَ وَقَدْقِيْلَ فَفَارَقَهَا وَنَكَحَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ . (رواه

''عقبہ بن حارث نے بیان کیا کہ انھوں نے ابی اھاب بن عزیز کی بیٹی سے عقد کیا۔ پس ایک عورت آئی اور اس نے کہا: میں نے عقبہ کو بھی دودھ پلایا ہے اور اس عورت کو بھی جس سے اس نے عقد کیا ہے۔ عقبہ نے اس کو کہا: مجھے علم نہیں ہے کہ تو نے مجھے دودھ پلایا ہے تو نے مجھے پہلے خبر بھی نہیں دی۔ پھر اس نے ابواھاب کے اہل کی طرف پیغام بھیجا تاکہ یہ خبر ان سے پوچھے۔ تو انہوں نے کہا: ہمیں اس کا کوئی علم نہیں کہ اس نے ہماری لڑکی کو دودھ پلایا ہو تو عقبہ سوار ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ منورہ آئے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: اب تم

(٤٢٠٧) ترمذی: ١١٥٢۔ صحیح، البانی: ٩٢١.

(٤٢٠٨) بخاری: ٢٦٤٠۔ ترمذی: ١١٥١۔ نسائی: ٣٣٣٠۔ ابوداؤد: ٣٦٠٣۔ احمد: ١٨٩٣٠۔ دارمی: ٢٢٥٥.

البخاري، ٢٦٤٠)

کیسے اسے اپنے نکاح میں رکھ سکتے ہو؟ جب کہ اتنا کچھ کہا گیا ہے۔ پس عقبہ نے اس کو جدا کر دیا۔ اور اس نے دوسرے شخص سے عقد کیا۔ (بخاری)

شــــرح: ......١۔ ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم علم کے حصول پر کس قدر حریص تھے کہ ایک ایک مسئلہ کی خاطر سینکڑوں میل سفر کرتے تھے۔

٢۔ یہ بھی ثابت ہوا ایک عورت کا دودھ پینے والے بچے حقیقی بہن بھائیوں کی طرح ایک دوسرے پر حرام ہیں۔ اگر غلطی یا لاعلمی سے ان کا آپس میں نکاح ہوا بھی ہو وہ نکاح تصور ہی نہیں ہوگا۔ فوراً ان کے درمیان تفریق کرانا فرض ہے۔ اور جہالت و نادانی کی بناء پر جو جماع ہوتا رہا ہے اور اولاد پیدا ہوئی ہے اس پر کچھ بھی بوجھ نہیں، اور اولاد ان میاں بیوی کی طرف ہی منسوب ہوگی اور حلال تصور ہوگی حرام نہیں۔ یہ بھی ثابت ہوا رضاعت کے ثبوت کے لیے ایک عورت کی گواہی کافی ہے، یہی نصاب ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ عورت کی گواہی رضاعت میں کافی نہیں بلکہ دو آدمیوں یا ایک آدمی اور دو عورتوں کی شہادت ضروری ہے۔ دراصل دیگر معاملات میں یہی اصول ہے کہ دو گواہ ہوں، لیکن رضاعت ایک خاص معاملہ ہے، اس میں ایک عورت کی گواہی بھی معتبر ہے جیسا کہ ایک عورت کی گواہی پر ہی آپ نے عقبہ اور ان کی بیوی میں جدائی کروا دی تھی۔ (تفہیم الاسلام: ٢/ ٥٠٠)

٤٢٠٩۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ لَهُ جَارِيَتَانِ أَرْضَعَتْ إِحْدَاهُمَا جَارِيَةً وَالأُخْرَى غُلَامًا أَيَحِلُّ لِلْغُلَامِ أَنْ يَتَزَوَّجَ بِالْجَارِيَةِ فَقَالَ لَاَ اللِّقَاحُ وَاحِدٌ. (رواه الترمذي، ١١٤٩)

"سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ ایک مرد کی دو باندیاں ہیں جن میں سے ایک نے ایک لڑکی کو اور دوسری نے ایک لڑکے کو دودھ پلایا تھا، کیا اس لڑکے کا اس لڑکی سے نکاح کرنا جائز ہے؟ تو انھوں نے کہا: نہیں، تخم ایک ہے۔" (ترمذی)

٤٢١٠۔ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ حَجَّاجٍ الْأَسْلَمِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا يُذْهِبُ عَنِّي مَذَمَّةَ الرَّضَاعِ فَقَالَ غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ. (رواه الترمذي، ١١٥٣)

"حجاج بن حجاج اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! دودھ پلانے کا حق میرے اوپر سے کیا چیز اتار سکتی ہے؟ فرمایا: ایک غلام دینا یا ایک لونڈی دینا۔" (ترمذی)

(٤٢٠٩) ترمذی: ١١٤٩۔ صحیح الاسناد، البانی: ٩١٨۔ مؤطا: ١٢٨١.

(٤٢١٠) ترمذی: ١١٥٣۔ ضعیف، البانی: ١٩٦۔ نسائی: ٣٣٢٩۔ ابوداؤد: ٢٠٦٤۔ احمد: ١٥٣٠٣۔ دارمی: ٢٢٥٤.

شرح: ......مگر ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے، علامہ عبدالرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ نے بھی اسے برقرار رکھا ہے۔ اس میں رضاعی ماں سے حسن سلوک اور ادب کی تلقین ہے۔ (تحفۃ الاحوذی: ۲/ ۲۰۱)

٤٢١١۔ عَنْ عَائِشَةَ ، رَفَعَتْهُ: لاَتَسْتَرْضِعُوْا الْوَرْهَاءَ . قَالَ يُوْنُسُ: الْوَرْهَاءُ: الْحُمَقَاءُ . (رواه الطبراني في الصغير، ١٣٧، بضعف)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً مروی ہے کہ: تم بیوقوف عورتوں سے دودھ پلانے کا معاملہ نہ کرو۔ ورھاء کا معنی ہے نادان۔'' (الصغیر، سند ضعیف)

٤٢١٢ـ ولـلبـزار بضعف، عَنْ عَائِشَةَ ، رَفَعَتْهُ: لاَتَسْتَرْضِعُوْا الْحُمَقَاءَ فَإِنَّ اللَّبَنَ يُوْرِثُ . (للبزار، ١٤٤٦)

''بزار نے بسند ضعیف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت کی کہ بے وقوف عورتوں سے دودھ پلانے کا نہ کہو پس تحقیق دودھ موروثی اثر رکھتا ہے۔ (بزار)

شرح: ...... یہ روایات اگر چہ ضعیف ہیں۔لیکن یہ تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں کہ تمام صحیح احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بچے کے چھوٹی عمر میں دودھ پینے سے اس کی جسمانی قوتیں ضرور متاثر ہوتی ہیں۔اس سے بچوں کی نشوونما ہوتی ہے ان کی عقلی اور فکری قوتیں بھی اثر پکڑتی ہیں۔

دودھ کی وجہ سے بچے کی صلاحیتیں ماں کے ساتھ وابستہ ہو جاتی ہیں۔اسی طرح ماں کے اخلاق، عقل وفکر بھی بچہ میں اثر انداز ہوتے ہیں اگر کم عقل عورت ہو تو بچے کی عقل کام نہ کرے تو یہ ایک بے کار وجود ہوگا، جو زمین پر بوجھ ہوگا، اور یہ دین اور دنیا کے لیے مضر اور نقصان دہ ہے۔ بہرصورت دودھ کی تاثیر سے انکار نہ ممکن ہے، پلانے والی عورت کا معیار سامنے رکھا جائے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۵۰۱)

٤٢١٣ــــ عَنْ أَبِي هُـرَيْـرَةَ يَقُوْلُ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا وَالْمَرْأَةُ وَخَالَتُهَا . قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَنَرَى خَالَةَ أَبِيْهَا بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ . (رواه البخاري، ٥١١١)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا: ہے کہ کوئی مرد کسی عورت کو اور اس کی پھوپھی کو یا اس کی خالہ کو نکاح میں جمع کر کے رکھے۔امام زھری رحمہ اللہ نے کہا: عورت کے باپ کی خالہ کو بھی ہم ایسا ہی قرار دیتے ہیں۔'' (بخاری)

شرح: ......اس سے ثابت ہوا خالہ سے نکاح ہوا ہو تو اب اس آدمی کے لیے اس کی بھانجی کو نکاح میں لینا حرام ہے۔اسی طرح پھوپھی سے نکاح ہوا ہو تو ایک وقت میں اب اس کی بھتیجی سے آدمی کا نکاح حرام ہے۔اسی طرح کسی

(٤٢١١) طبرانی صغیر: ١٣٧ـ اسناده ضعیف، ھیثمی: ٧٣٧٢.

(٤٢١٢) بزار: ١٤٤٦ـ اسناده ضعیف، ھیثمی: ٧٣٧٢.

(٤٢١٣) بخاری: ٥١١١ـ مسلم: ١٤٠٨ـ ترمذی: ١١٢٦ـ نسائی: ٣٣١٨ـ ابوداؤد: ٢٠٦٦ـ ابن ماجه: ١٩٢٩ـ احمد: ١٠٥٠٥ـ مؤطا: ١٢٧٨ـ دارمی: ٢١٧٩.

عورت کی بھانجی سے اگر کسی آدمی نے نکاح کیا ہے تو اس کی خالہ سے اس کا نکاح حرام ہے، جب تک وہ اس کے نکاح میں ہے۔ اور اگر کسی عورت کی بھتیجی سے کسی نے نکاح کیا ہے تو پھر ایک ہی وقت میں اس کی پھوپھی سے نکاح حرام ہے۔ ہاں! ان میں سے ایک فوت ہو جائے یا مطلقہ ہو جائے تو پھر جائز ہے۔

اور قرآن پاک میں حرام رشتے بیان کرنے کے بعد جو کہا گیا ہے:

﴿وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ﴾ (النسآء: ٢٤)

''اور تمہارے لیے حلال کیا گیا ہے جو اس کے ماسویٰ ہے۔''

اس حدیث سے آیت کے حصہ کی تخصیص ہوئی ہے کہ ان مذکورہ رشتوں کی مانند یہ رشتہ بھی حرام ہے۔ (فتح الباری:۹/۱۶۲)

٤٢١٤ـــ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ فَيْرَوْزَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي أَسْلَمْتُ وَتَحْتِي أُخْتَانِ قَالَ طَلِّقْ أَيَّتَهُمَا شِئْتَ. (رواه أبوداود، ٢٢٤٣)

''ضحاک بن فیروز اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا: میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں مسلمان ہو چکا ہوں اور میرے عقد میں دو بہنیں موجود ہیں۔ فرمایا: ان میں سے جس کو تم چاہو طلاق دے دو۔'' (ابوداؤد)

٤٢١٥ـــ عَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ عَنِ الأُخْتَيْنِ مِنْ مِّلْكِ الْيَمِيْنِ هَلْ يُجْمَعُ بَيْنَهُمَا فَقَالَ عُثْمَانُ أَحَلَّتْهُمَا آيَةٌ وَحَرَّمَتْهُمَا آيَةٌ فَأَمَّا أَنَا فَلاأُحِبُّ أَنْ أَصْنَعَ ذٰلِكَ قَالَ فَخَرَجَ مِنْ عِنْدِهِ فَلَقِيَ رَجُلاًمِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ لَوْكَانَ لِي مِنَ الْأَمْرِشَيْءٌ ثُمَّ وَجَدْتُّ أَحَدًا فَعَلَ ذٰلِكَ لَجَعَلْتُهُ نَكَالاًقَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَرَاهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ. (رواه مالك، ١١٤٤)

''قبیصہ بن ذویب کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے دو باندیوں کے متعلق یہ مسئلہ پوچھا کہ اگر وہ دو بہنیں بھی ہوں تو وہ ایک آدمی کے تحت جمع ہو سکتی ہیں یا نہیں؟ انھوں نے کہا: ایک آیت انھیں حلال اور ایک آیت انھیں حرام قرار دیتی ہے لیکن مجھے ان کا اکٹھی ہونا ناپسند ہے۔ یہ بات سن کر وہ آدمی وہاں سے نکلا اور نبی علیہ السلام کے کسی دوسرے صحابی کو ملا اور یہی سوال دہرایا۔ تو اس نے کہا: اگر میرے ہاتھ کوئی اختیار ہو اور میں کسی انسان کو اس بات کا مرتکب پاؤں تو میں اس کو دوسروں کے لیے باعث عبرت بنا دونگا۔ ابن شہاب زہری رحمہ اللہ نے کہا: میرا خیال ہے کہ صحابی سے مراد علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ مالک اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی یہ قول منقول ہے۔'' (مالک)

(٤٢١٤) ابوداؤد: ٢٢٤٣۔ حسن، البانی: ١٩٦٢۔ ترمذی: ١١٣٠۔ ابن ماجه: ١٩٥١.

(٤٢١٥) مؤطا: ١١٤٤۔ ذكره المؤلف مختصرا او بالمعنى.

٤٢١٦ــ عَـنِ ابْنِ عُمَرَأَنَّ غَيْلَانَ بْنَ سَلَمَةَ الثَّـقَفِيَّ أَسْلَمَ وَلَهُ عَشْرُ نِسْوَةٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَـأَسْـلَـمْـنَ مَعَهُ فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَتَخَيَّرَ أَرْبَعًا مِّنْهُنَّ . (رواه الترمذي ، ١١٢٨)

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غیلان بن سلمہ ثقفی رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو عہد جاہلیت میں ان کے عقد میں دس عورتیں تھیں اور وہ سب ان کے ساتھ ہی اسلام لے آئیں۔ پس نبی کریم ﷺ نے اُن کو حکم دیا کہ وہ ان میں سے صرف چار کو منتخب کرے۔'' (ترمذی)

شرح: ......۱۔قرآن پاک بھی دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنے سے منع کرتا ہے۔ (النسآء:۲۳) یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ ایک ہی مرد کے نکاح میں ایک وقت میں دو بہنوں کا جمع کرنا حرام ہے۔

باقی رہی بات لونڈیاں دو بہنیں ہوں انہیں ایک آدمی ملکیت کے طور پر ازدواجی تعلقات کے ساتھ رکھے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس بارے میں شک میں تھے، کیونکہ ایک آیت حرام کر رہی ہے جو کہ ابھی ہم نے اوپر النساء:۲۳ کے حوالے سے لکھی ہے۔ اور دوسری آیت:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَo اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ﴾

(المومنون : ٥ـ٦)

''اور وہ لوگ جو اپنی عصمتوں کی نگرانی کرتے ہیں مگر اپنی بیویوں پر یا اپنی لونڈیوں پر۔''

اس سے جواز نکلتا ہے۔ مگر بعد میں اسلام کا اجماع ہے کہ بطور لونڈی بھی زوجیت کے لیے دو بہنوں کو رکھنا منع ہے۔ (شرح زرقانی:۳/ ۱۴۸)

۲۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ چار سے زیادہ بیویاں ایک آدمی اپنے عقد نکاح میں نہیں رکھ سکتا، یہ حرام ہے۔ خواہ ایک ہی دفعہ ان سے عقد کیا ہو یا علیحدہ علیحدہ کیا ہو۔ اگر چار سے زیادہ کی غلطی کر بیٹھا ہو تو ان میں سے اسے اختیار ہے جسے چاہے اپنے لیے منتخب کرلے مگر چار تک رکھنی ہوں گی۔

اس حدیث نے قرآن پاک کی آیت کا تعین کر دیا ہے کہ:

﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ﴾ (النسآء: ٣)

''نکاح کرو ان عورتوں سے جو تمہیں اچھے کردار کی وجہ سے پسند ہیں، دو دو سے اور تین تین سے اور چار چار سے۔''

اس کا مقصد یہ نہیں کہ ساری تعداد جمع کر دی جائے اور اتنی تعداد میں ایک آدمی بیویاں رکھے، یہ غلط ہے۔ یہ ہر ایک کے حساب سے کہا گیا ہے کہ ہر ایک تم میں سے ایک، دو، تین یا چار تک بیویاں رکھ سکتا ہے۔ یہ حدیث اس تعداد کا

(٤٢١٦) ترمذی: ١١٢٨ـ صحیح، البانی: ٩٠١ـ ابن ماجه: ١٩٥٣ـ احمد: ٥٥٣٣ـ مؤطا: ١٢٤٣.

تعین کر رہی ہے کہ زیادہ سے زیادہ چار تک بیویوں کی اجازت ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا جاہلیت کا نکاح درست ہے اس کی تجدید کی ضرورت نہیں، ہاں یہ شرط ہے کہ اس میں کوئی بات ہماری شریعت کے خلاف نہ ہو۔ اور جب ان میں سے چار کا انتخاب کر لے گا ان کا نکاح ثابت رہے گا، جو باقی ہوں گی وہ اس سے علیحدہ ہو جائیں گی۔ (انجاز الحاجہ:٦/٣٦٠)

٤٢١٧ـ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا جَاءَتِ امْرَأَةُ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ كُنْتُ عِنْدَرِفَاعَةَ فَطَلَّقَنِيْ فَأَبَتَّ طَلاَقِي فَتَزَوَّجْتُ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ الزُّبَيْرِ إِنَّمَا مَعَهُ مِثْلُ هُدْبَةِ الثَّوْبِ فَقَالَ أَتُرِيْدِيْنَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةَ لاَحَتّٰى تَذُوْقِي عُسَيْلَتَهُ وَيَذُوْقَ عُسَيْلَتَكِ. (رواه البخاري، ٢٦٣٩)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رفاعہ القرظی کی بیوی رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی۔ اور اس نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میں رفاعہ کے عقد میں تھی تو اس نے مجھے طلاق بتہ (یعنی ایسی طلاق جس کے بعد رجوع کا حق نہ رہے) دیدی۔ تو میں نے عبدالرحمٰن ابن الزبیر سے عقد کیا، اور اس کے ساتھ کپڑے کے ''جھور'' کی مانند ہے۔ (یعنی مردانہ قوت سے خالی ہے) فرمایا: کیا تو رفاعہ کی طرف لوٹنا چاہتی ہے؟ ایسا کرنا جائز نہیں جب تک کہ خاوند ثانی کا تو ذائقہ نہ چکھ لے اور وہ تیرا ذائقہ نہ چکھ لے۔'' (بخاری)

٤٢١٨ـ وزادفي رواية: وَعِنْدَهُ أَبُوْبَكْرٍ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي كُنْتُ تَحْتَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَنِيْ فَبَتَّ طَلاَقِيْ فَتَزَوَّجْتُ بَعْدَهُ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَإِنَّهُ (وَاللّٰهِ مَامَعَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِلاَّمِثْلَ هٰذِهِ الْهُدْبَةِ وَأَخَذَتْ هُدْبَةً مِنْ جِلْبَابِهَا) فَسَمِعَ خَالِدُبْنُ سَعِيْدٍ قَوْلَهَا وَهُوَبِالْبَابِ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ قَالَتْ فَقَالَ خَالِدٌ يَا أَبَابَكْرٍ أَلاَتَنْهَى هَذِهِ عَمَّا تَجْهَرُبِهِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلاَ وَاللّٰهِ مَايَزِيْدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى التَّبَسُّمِ. (رواه البخاري، ٥٧٩٢)

''ایک روایت میں مزید یہ ہے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اس عورت نے آ کر وہی باتیں کیں جو پچھلی حدیث میں بیان ہوچکی ہیں اور خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ دروازے میں اجازت کا انتظار کر رہے تھے۔ انھوں نے کہا: اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! کیا اس عورت کو تو منع نہیں کرتا؟ یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کھلے بندوں کیا کچھ بیان کرتی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے مسکرانے کے سوا مزید کچھ نہیں فرمایا۔'' (بخاری)

(٤٢١٧) بخاری: ٢٦٣٩۔ مسلم: ١٤٣٣۔ ترمذی: ١١١٨۔ نسائی: ٣٤١١۔ ابن ماجہ: ١٩٣٢۔ احمد: ٢٥٣٨٩۔ دارمی: ٢٢٦٨۔

(٤٢١٨) بخاری: ٥٧٩٢۔ مسلم: ١٤٣٣۔ ترمذی: ١١١٨۔ نسائی: ٣٤١١۔ ابن ماجہ: ١٩٣٢۔ احمد: ٢٥٣٨٩۔ دارمی: ٢٢٦٨۔

٤٢١٩ــ عَنْ عِكْرَمَةَ أَنَّ رِفَاعَةَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فَتَزَوَّجَهَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ الزُّبَيْرِالْقُرَظِيُّ قَالَتْ عَائِشَةُ وَعَلَيْهَا خِمَارٌ أَخْضَرُ فَشَكَتْ إِلَيْهَا وَأَرَتْهَا خُضْرَةً بِجِلْدِهَا فَلَمَّا جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالنِّسَاءُ (يَنْصُرُ) ❶ بَعْضُهُنَّ بَعْضاً قَالَتْ عَائِشَةُ مَارَأَيْتُ مِثْلَ مَايَلْقَى الْمُؤْمِنَاتُ لِجِلْدِهَا أَشَدُّ خُضْرَةً مِنْ ثَوْبِهَا قَالَ وَسَمِعَ أَنَّهَا قَدْأَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَ وَمَعَهُ ابْنَان لَهُ مِنْ غَيْرِهَا قَالَتْ وَاللّٰهِ مَالِي إِلَيْهِ مِنْ ذَنْبٍ إِلاَّأَنَّ مَامَعَهُ لَيْسَ بِأَغْنَى عَنِّي مِنْ هٰذِهِ وَأَخَذَتْ هُدْبَةً مِنْ ثَوْبِهَا فَقَالَ كَذَبَتْ وَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي لأَنْفُضُهَا نَفْضَ الأَدِيْمِ وَلٰكِنَّهَا نَاشِزٌتُرِيْدُ رِفَاعَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَإِنْ كَانَ ذٰلِكَ لَمْ تَحِلِّيْ لَهُ أَوْلَمْ تَصْلُحِيْ لَهُ حَتّٰى يَذُوْقَ مِنْ عُسَيْلَتِكِ قَالَ وَأَبْصَرَمَعَهُ ابْنَيْنِ لَهُ فَقَالَ بَنُوْكَ هٰؤُلاَءِ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ هٰذَا الَّذِيْ تَزْعُمِيْنَ مَا تَزْعُمِيْنَ فَوَاللّٰهِ لَهُمْ أَشْبَهُ بِهِ مِنَ الْغُرَابِ بِالْغُرَابِ. (رواه البخاري، ٥٨٢٥)

''ایک روایت میں ہے عکرمہ نے کہا کہ رفاعہ قرظی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور اس سے عبدالرحمٰن قرظی نے شادی کرلی۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس پر سبز چادر تھی، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے شکایت کی اور اپنے بدن پر سبز داغ دیکھایا۔ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو عورتوں نے ایک دوسری کی طرف دیکھا۔ پس سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے ایسا معاملہ کبھی نہیں دیکھا ایماندار خواتین پر مصیبت پڑتی ہے اس عورت کا جسم اس کی چادر سے زیادہ سبز ہے۔ اس کے خاوند نے بھی سنا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوچکی تھی، تو وہ بھی آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا، اور اس کے دو بیٹے اس عورت کے علاوہ دوسری بیوی کے بطن سے تھے وہ بھی ساتھ آئے۔ عورت نے کہا: واللہ! میرا اس پر دوسرا کوئی اعتراض وجرم نہیں اِلّا یہ کہ اس کے ساتھ جو چیز ہے وہ میرے کام کی نہیں ہے اور اس نے کپڑے کا جھور پکڑا۔ آدمی نے کہا: قسم اللہ کی! یا رسول اللہ ﷺ! یہ جھوٹ کہتی ہے میں اس کو اس طرح جھاڑتا ہوں جیسا کچے چمڑے کو جھاڑا جاتا ہے۔ مگر یہ دراصل بگاڑ اس لیے کرتی ہے کہ رفاعہ کے پاس واپس جانا چاہتی ہے۔ پس آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اگر یہ بات ہے تو پھر تو رفاعہ کے لیے حلال نہ ہوگی یہاں تک کہ تیرا یہ خاوند تیری مٹھاس نہ چکھے۔ آپ ﷺ نے اس آدمی کو دیکھا اور اس کے دو بیٹے دیکھے تو فرمایا: کیا یہ تیرے بیٹے ہیں؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں، تو آپ نے اس عورت کو فرمایا: تو جو کہتی ہے وہ یہ کہتی ہے اور اللہ کی قسم! اس کے دو بیٹے اس کے ساتھ اسی طرح مشابہ ہیں

❶ اصل مخطوطہ میں لفظ یَنْظُرُ ہے، اسی کے مطابق ترجمہ کیا۔ مطبوعہ نسخہ میں یَنْصُرُ ہے یعنی مدد کرتی ہیں۔

(٤٢١٩) بخاری: ٥٨٢٥۔ مسلم: ١٤٣٣۔ ترمذی: ١١١٨۔ نسائی: ٣٤١١۔ ابن ماجه: ١٩٣٢۔ احمد: ٢٥٣٨٩۔ دارمی: ٢٢٦٨.

جیسا ایک کوا دوسرے کوے کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے۔‘‘ (بخاری)

٤٢٢٠۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ فِي الرَّجُلِ يُطَلِّقُ الأَمَةَ ثَلاثًا ثُمَّ يَشْتَرِيهَا إِنَّهَا لا تَحِلُّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ. (رواه مالك، ١١٤٠)

’’سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: جو مرد اپنی بیوی کو تین طلاق دیدے جو باندی ہو تو وہ اس سے دوبارہ عقد نہیں کر سکتا یہاں تک کہ وہ دوسرے کسی مرد سے نکاح کرے۔‘‘ (مالک)

٤٢٢١۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِيَاسٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ وَعَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ سُئِلُوْا عَنِ الْبِكْرِ يُطَلِّقُهَا زَوْجُهَا ثَلاثًا فَكُلُّهُمْ قَالُوْا لاتَحِلُّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ. (رواه أبوداود، ٢١٩٨)

’’محمد بن ایاس نے کہا کہ سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ و ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابن العاص رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ جو آدمی اپنی عورت کو دخول سے پہلے تین طلاق دیدے تو کیا وہ دوبارہ نکاح کر سکتا ہے؟ تو سب نے کہا: نہیں، یہاں تک کہ وہ عورت دوسرے مرد سے نکاح کرے۔‘‘ (مالک)

٤٢٢٢۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمُحِلَّ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ. (رواه الترمذي، ١١٢٠)

’’سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حلالہ کرنے والے کو اور جس کے لیے حلالہ کیا جائے ان ہر دو کو لعنت کی ہے۔‘‘ (ترمذی)

شرح: ......ملعون حلالہ کی صورت کی رو سے ایک رجعی طلاق ہوتی ہے، لیکن حلالہ والے تینوں کو شمار کر کے میاں بیوی میں جدائی کروا دیتے ہیں، پھر طے شدہ پروگرام کے تحت اس مطلقہ عورت کا کسی آدمی سے مقررہ وقت کے لیے نکاح کرتے ہیں اور پھر اس سے طلاق دلوائی جاتی ہے اور پہلے خاوند سے نکاح کر دیا جاتا ہے۔ لعنت حرام کام پر ہوتی ہے یہ حدیث حلالہ کے حرام ہونے پر دلالت کرتی ہے اور حلالہ والا نکاح باطل ہے اور اس کے ذریعہ عورت پہلے خاوند کے لیے حلال نہیں ہوتی، کیونکہ یہ زنا کی بدترین صورت ہے۔ اور جو حلالہ کرنے والا ہے یہ عورت اس کے پاس بھی نہیں رہ سکتی فوراً جدائی کروا دی جائے وگرنہ یہ بدکار شمار ہوں گے۔

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حلالہ والا نکاح کسی بھی ملت میں جائز نہیں رہا۔ اور نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیا ہے اور نہ ہی اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ (اعلام الموقعین، تفہیم الاسلام: ٢/٣٣٣)

(٤٢٢٠) مؤطا: ١١٤٠.

(٤٢٢١) ابوداؤد: ٢١٩٨۔ صحیح، البانی: ١٩٢٤.

(٤٢٢٢) ترمذی: ١١٢٠۔ صحیح، البانی: ٨٩٣۔ نسائی: ٣٤١٦۔ احمد: ٤٢٩٦۔ دارمی: ٢٢٥٨.

٤٢٢٣ـ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ أَهْدٰى لِعُثْمَانَ بْنَ عَفَّان جَارِيَةً وَلَهَا زَوْجٌ ابْتَاعَهَا بَالْبَصْرَةِ فَقَالَ عُثْمَانُ لاأَقْرَبُهَا حَتّٰى يُفَارِقَهَا زَوْجُهَا فَأَرْضَى ابْنُ عَامِرٍ زَوْجَهَا فَفَارَقَهَا . (رواه ١٣٠٠)

''ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو ایک لڑکی تحفہ دی۔ جس کو اس نے بصرہ سے خریدا تھا اور اس کا خاوند موجود تھا۔ تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس کے قریب نہیں جاؤں گا اس لیے کہ اس کا خاوند موجود ہے۔ پس ابن عامر رضی اللہ عنہ نے اس کے خاوند کو راضی کیا اور اس نے طلاق دے کر جدا کر دی۔'' (مالک)

شرح: ......ا۔ ثابت ہوا لونڈی کا خاوند ہو، اگر چہ اس لونڈی کو خریدا بھی ہو، وہ اس سے جدا نہ ہوگا تو دوسرے کے لیے وہ لونڈی جائز نہیں، جب تک وہ اس سے بذریعہ طلاق جدائی اختیار نہ کرے۔ جو لونڈیاں جائز ہیں یہ وہ ہیں حالت جنگ میں آئی ہوں ان کے کافر خاوند موجود بھی ہوں پھر بھی حلال ہیں، مگر یہاں مذکور صورت اور ہے۔

٤٢٢٤ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ لايَطَأُ الرَّجُلُ وَلِيْدَةً إِلَّا وَلِيْدَةً إِنْ شَاءَ وَهَبَهَا وَإِنْ شَاءَ أَمْسَكَهَا وَإِنْ شَاءَ صَنَعَ بِهَا مَاشَاءَ . (رواه مالك ، ١٢٩٩)

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ کسی آدمی کے لیے کسی لونڈی سے جماع کرنا جائز نہیں۔ مگر اس لونڈی سے کہ اگر وہ چاہے تو اس کو فروخت کر دے۔ چاہے تو رکھ لے، اور وہ چاہے تو کسی کو ھبہ کر دے اور وہ جو چاہے اس کے ساتھ کرے تب ہی جائز ہے۔''

شرح: ......یعنی ہر لونڈی حلال نہیں بلکہ ایسی لونڈی ہو کہ جس پر آدمی کو مکمل اختیار ہو وہ حلال ہے۔

٤٢٢٥ـ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَعَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ سُئِلاعَنْ رَجُلٍ كَانَتْ تَحْتَهُ امْرَأَةٌ حُرَّةٌ فَأَرَادَ أَنْ يَنْكِحَ عَلَيْهَا أَمَةً فَكَرِهَاأَنْ يَجْمَعَ بَيْنَهُمَا . (رواه مالك ،)

'' مالک رحمہ اللہ کو یہ خبر پہنچی سیدنا عبداللہ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ دونوں سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص کے عقد میں آزاد عورت تھی، اس نے اس عورت پر ایک باندی سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا، تو ان دونوں نے اس کا ان دو عورتوں کو جمع کرنا ناپسند کیا۔'' (مالک)

شرح: ......ثابت ہوا آزاد عورت پر لونڈی سے نکاح کرنا منع ہے۔ یہ تب ہے جب آزاد مالک اس سے نکاح کرے اور نکاح ہو تو آزاد عورت سے اجازت لے لے۔ اس کے بغیر جائز نہیں بطور لونڈی رکھنے کی ممانعت نہیں یہ آزاد

(٤٢٢٣) مؤطا: ١٣٠٠.

(٤٢٢٤) مؤطا: ١٢٩٩.

(٤٢٢٥) مؤطا: ١١٦٣.

عورت کی اجازت کے بغیر ہی رکھ سکتا ہے۔ (شرح زرقانی: ۳/۱۴۶)

٤٢٢٦ـ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا سُئِلَ عَنْ نِكَاحِ النَّصْرَانِيَّةِ وَالْيَهُوْدِيَّةِ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ الْمُشْرِكَاتِ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَلاَ أَعْلَمُ مِنَ الإِشْرَاكِ شَيْئاً أَكْبَرَ مِنْ أَنْ تَقُوْلَ الْمَرْأَةُ رَبُّهَا عِيْسَى وَهُوَ عَبْدٌ مِنْ عِبَادِاللّٰهِ . (رواه البخاري، ٥٢٨٥)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے جب نصرانی عورت سے نکاح کی بابت پوچھا جاتا: تو وہ کہتے تھے: تحقیق اللہ تعالیٰ نے مشرک عورتوں سے نکاح کرنا مومنوں پر حرام کیا ہے اور میں نہیں جانتا کہ اس سے بڑا بھی کوئی شرک ہوگا کہ ایک عورت یہ کہے کہ میرا رب عیسیٰ علیہ السلام ہے جب کہ وہ اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے ہیں۔'' (البخاری)

٤٢٢٧ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ ﴿وَلاَتَنْكِحُوْا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ﴾ فَحَجَزَ النَّاسُ عَنْهُنَّ حَتّٰى نَزَلَتِ الآيَةُ الَّتِي بَعْدَهَا ﴿الْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَهُمْ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ فَنَكَحَ النَّاسُ نِسَاءَ أَهْلِ الْكِتَابِ . (رواه الطبراني في الكبير، ١٢٦٠٧)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ آیت نازل ہوئی (اور نہ نکاح کرو مشرک عورتوں سے یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں۔) تو لوگوں نے ایسی عورتوں سے نکاح کرنا چھوڑ دیا، یہاں تک کہ اس کے بعد والی آیت نازل ہوئی۔ (آج تمہارے لیے تمام پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئیں اور ان لوگوں کا کھانا تمہارے لیے حلال ہے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے اور تمہارا کھانا ان کے لیے حلال ہے اور پاک دامن ایمان دار عورتیں اور پاک دامن عورتین ان لوگوں میں سے جن کو کتاب دی گئی تم سے پہلے) چنانچہ لوگوں نے اہل کتاب عورتوں سے عقد کرنا شروع کر دیا۔'' (الکبیر)

شرح: ......تاویل کی گنجائش ہونے کی وجہ سے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس بارے میں قطعی فیصلہ نہیں دیا۔ تاہم اس پر تو تقریباً اتفاق ہے، مشرک مرد یا عورت سے نکاح حرام ہے، بعض مجوسی عورت کو نصرانی عورت پر قیاس کر کے اس سے بھی نکاح جائز قرار دیتے ہیں۔ زیادہ تحقیقی بات یہی ہے کہ مجوسی عورت بھی مشرک عورت کے حکم میں ہے اس سے بھی مسلمان کا نکاح جائز نہیں۔

اب رہا سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول تو اس بارے میں ایک رائے یہ ہے کہ انہوں نے یہودی یا عیسائی عورت

(٤٢٢٦) بخاری: ٥٢٨٥.

(٤٢٢٧) طبرانی کبیر: ١٢٦٠٧ـ رجاله ثقات، هيثمی: ٧٤٤٤.

سے نکاح سے جو روکا ہے وہ احتیاط کے طور پر روکا ہے، اصل میں اسے وہ جائز تصور کرتے تھے۔

اکثر علمائے کرام کا نظریہ یہ ہے کہ سورت بقرہ کی آیت جس میں مشرک عورتوں سے نکاح حرام قرار دیا گیا ہے، سورت مائدہ کی یہ آیت مخصوص ہے۔

﴿وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ (المآئدة : ٥)

''اوران لوگوں کی پاکباز عورتیں جوتم سے پہلے کتاب دیئے گئے ہیں وہ بھی تمہارے لیے حلال ہیں۔''

اب حکم یہ ہے کہ جتنی بھی بت پرست اور مشرک عورتیں ہیں ان سے نکاح حرام ہے۔ اہل کتاب یہودی اور عیسائی عورت سے نکاح کی اجازت ہے۔(فتح الباری: ۹/ ۴۱۷)

یہ خصوصی طور پر ذہن میں رہے ان کی محبت کی رو میں بہہ کر ملکی یا مذہبی نقصان نہ اٹھایا جائے اس سے خبردار رہیں۔(گوندلوی)

نِكَاحُ الْمُتْعَةِ وَالشِّغَارِ وَنِكَاحُ الْجَاهِلِيَّةِ وَمَا يَفْسُخُ فِيْهِ النِّكَاحُ وَمَالَا

نکاح متعہ، وٹہ سٹہ اور جاہلیت کے دیگر نکاح اور یہ بیان کہ کن اُمور کی وجہ سے نکاح فسخ ہوتا ہے اور کن اُمور سے فسخ نہیں ہوتا

٤٢٢٨ــ عَنْ قَيْسٍ قَالَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ كُنَّا نَغْزُوْمَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَيْسَ لَنَاشَيْءٌ فَقُلْنَا أَلا نَسْتَخْصِيْ فَنَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ ثُمَّ رَخَّصَ لَنَاأَنْ (نَنْكِحَ الْمَرْأَةَ بِالثَّوْبِ) ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْالاتُحَرِّمُوْا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ﴾ . (رواه البخاري، ٥٠٧٦)

''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور ہمارے ساتھ عورتیں نہیں تھیں۔ پس ہم نے کہا: کیا ہم خصی نہ ہو جائیں؟ آپ ﷺ نے ہمیں اس سے منع کر دیا۔ پھر ہمیں کپڑے کے عوض کسی عورت سے نکاح متعہ کی اجازت دے دی۔ پھر سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی: (اے ایمان والو! نہ حرام کرو پاکیزہ چیزیں جو تمہارے لیے حلال کی گئیں)۔'' (بخاری)

٤٢٢٩ــ عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَامَ أَوْطَاسٍ فِي

''سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہما نے کہا: جنگ اوطاس میں رسول اللہ ﷺ نے تین رات تک متعہ کی اجازت دی اور پھر اس

(٤٢٢٨) بخاری: ٥٠٧٦۔ مسلم: ١٤٠٤۔ احمد: ٤٢٩٠.

(٤٢٢٩) مسلم: ١٤٠٥۔ بخاری: ٥١١٩۔ احمد: ١٦١١٧.

الْمُتْعَةِ ثَلاثاً ثُمَّ نَهٰى عَنْهَا. (رواه مسلم، ١٤٠٥)

سے منع کر دیا۔'' (مسلم)

٤٢٣٠۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّمَا كَانَتِ الْمُتْعَةُ فِي أَوَّلِ الإِسْلاَمِ كَانَ الرَّجُلُ يَقْدُمُ الْبَلْدَةَ لَيْسَ لَهُ بِهَا مَعْرِفَةٌ فَيَتَزَوَّجُ الْمَرْأَةَ بِقَدْرِ مَا يُرَى أَنَّهُ يُقِيْمُ فَتَحْفَظُ لَهُ مَتَاعَهُ وَتُصْلِحُ لَهُ شَيْئًا حَتّٰى إِذَا نَزَلَتْ الآيَةُ ﴿إِلاَّ عَلٰى أَزْوَاجِهِمْ أَوْمَامَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَكُلُّ فَرْجٍ سِوَى هٰذَيْنِ فَهُوَ حَرَامٌ. (رواه الترمذي، ١١٢٢)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: ابتدا اسلام میں متعہ جائز تھا کوئی شخص جب کسی شہر میں اتر تا جہاں اس کی جان پہچان نہ ہوتی تو وہ کسی عورت سے اتنے عرصے تک نکاح کرتا جتنا اس کو اس شہر میں ٹھہرنا مطلوب ہوتا۔ لہٰذا وہ عورت اس کے سامان کی حفاظت کرتی اور اس کی حالت درست رکھتی۔ یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی: (مگر اپنی بیویوں پر یا وہ عورتیں کہ مالک ہوں تمہارے دائیں ہاتھ) پس ان دو کے علاوہ تمام شہوت رانی کے راستے حرام ہیں۔'' (الترمذی)

٤٢٣١۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ قَامَ بِمَكَّةَ فَقَالَ إِنَّ نَاساً أَعْمَى اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ كَمَا أَعْمَى أَبْصَارَهُمْ يُفْتُوْنَ بِالْمُتْعَةِ يُعَرِّضُ بِرَجُلٍ فَنَادَاهُ فَقَالَ إِنَّكَ لَجِلْفٌ جَافٍ فَلَعُمْرِي لَقَدْكَانَتِ الْمُتْعَةُ تُفْعَلُ عَلَى عَهْدِ إِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ يُرِيْدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ فَجَرِّبْ بِنَفْسِكَ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ فَعَلْتَهَا لأَرْجُمَنَّكَ بِأَحْجَارِكَ. (رواه مسلم، ١٤٠٦)

''عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ اس کا بھائی عبداللہ مکہ میں کھڑا ہوا (خطبہ دینے کے لیے) اور اس نے کہا: کچھ لوگوں کے دل اللہ تعالیٰ نے تاریک کر دیئے ہیں جیسا ان کی آنکھیں بے نور کر دی ہیں۔ وہ متعہ کرنے کے جواز کا فتویٰ دیتے ہیں۔ عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کسی آدمی کی طرف اشارہ کر رہے تھے (مراد ابن عباس رضی اللہ عنہ تھے) تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے آواز دے کر کہہ دیا، تو ایک بیوقوف ظالم مرد ہے۔ میری عمر کی قسم! متعہ کیا جاتا تھا امام المتقین کے عہد میں یعنی نبی کریم ﷺ کے عہد میں تو ان کو ابن زبیر جواب دیتے تھے تو خود کر کے تجربہ کر۔ اللہ کی قسم! پھر میں تجھے تیرے ہی پتھروں سے رجم کر دوں گا۔'' (مسلم)

٤٢٣٢۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: أَتَدْرِيْ مَاصَنَعْتَ؟وَبِمَا

''سعید ابن جبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کو کہا: کیا تجھے معلوم ہے کہ تو نے کیا کیا اور کیا

(٤٢٣٠) ترمذی: ١١٢٢۔ منکر، البانی: ١٩٢.

(٤٢٣١) مسلم: ١٤٠٦۔ نسائی: ٣٣٥٨۔ ابوداؤد: ٢٠٧٣۔ ابن ماجہ: ١٩٦٢۔ احمد: ١٤٩٢١.

(٤٢٣٢) طبرانی کبیر: ١٠٦٠١۔ وفیه الحجاج بن ارطاة وهو ثقة ولكنه مدلس وبقية رجاله رجال الصحيح.

أَفْتَيْتَ؟ سَارَتْ بِفُتْيَاكَ الرُّكْبَانُ، وَقَالَتْ فِيْهِ الشُّعَرَاءُ، قَالَ: وَمَا قَالُوْا؟ قُلْتُ: قَالُوْا: قَدْ قَالَ لِلشَّيْخِ لَمَّاطَالَ مَجْلِسُهُ يَاصَاحَ هَلْ لَّكَ فِي فُتْيَا ابْنِ عَبَّاسٍ؟هَلْ لَكَ فِي رُخْصَةِ الأَطْرَافِ آنِسَةً تَكُوْنُ مَثْوَاكَ حَتّٰى (مَصْدَرُ)النَّاسِ؟فَقَالَ: إِنَّالِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، وَاللّٰهِ مَابِهٰذَا أَفْتَيْتُ، وَلاَهٰذَا أَرَدتُّ، وَلاَ أَحْلَلْتُ مِنْهَا إِلاَّ مَاأَحَلَّ اللّٰهُ مِنَ الْمَيْتَةِ وَالدَّمِ وَلَحْمِ الْخِنْزِيْرِ. (للكبير، ١٠٦٠١، بمدلس)

فتویٰ دیا؟ اب تیرے فتووں کی حدی پڑھ کر قافلے تیز چلائے جاتے ہیں اور ان پر شعراء نے اشعار کہہ دیئے ہیں۔ تو عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: شعراء نے کیا کہا ہے؟ تو میں نے کہا: انہوں نے کہا ہے: اس شیخ کو کہا گیا جب وہ طویل وقت بیٹھا رہا۔ اے صاحب! کیا تمہیں عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے فتویٰ میں دلچسپی ہے؟ کیا تجھے جسم کے اطراف سے مانوسیت کی خواہش ہے؟ تیرا اس کے پاس ٹھہرنا لوگوں کے کوچ کرنے تک ہوگا۔ سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے انا للہ پڑھا۔ جس کا معنی حسب ذیل ہے (ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔) اللہ کی قسم میں نے یہ فتویٰ نہیں دیا اور میں نے متعہ اسی صورت میں جائز قرار دیا ہے جس صورت میں اللہ تعالیٰ نے مردار خون اور خنزیر کا گوشت حلال قرار دیا ہے۔'' (الکبیر سند میں تدلیس ہے)

٤٢٣٣ـ عَنِ الرَّبِيْعِ بْنِ سَبْرَةَ أَنَّ أَبَاهُ غَزَامَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتْحَ مَكَّةَ قَالَ فَأَقَمْنَا بِهَا خَمْسَ عَشَرَةَ (ثَلاثِيْنَ بَيْنَ لَيْلَةٍ وَيَوْمٍ)فَأَذِنَ لَنَارَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي مُتْعَةِ النِّسَاءِ فَخَرَجْتُ أَنَاوَرَجُلٌ مِنْ قَوْمِي وَلِي عَلَيْهِ فَضْلٌ فِي الْجَمَالِ وَهُوَقَرِيْبٌ مِنَ الدَّمَامَةِ مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنَّا بُرْدٌ فَبُرْدِيْ خَلَقٌ وَأَمَّا بُرْدُ ابْنِ عَمِّي فَبُرْدٌ جَدِيْدٌ غَضٌّ حَتّٰى إِذَاكُنَّا بِأَسْفَلِ مَكَّةَ أَوْ بِأَعْلاهَا فَتَلَقَّتْنَا فَتَاةٌ مِثْلَ الْبَكْرَةِ الْعَنَطْنَطَةِ فَقُلْنَا هَلْ لَكِ أَنْ يَسْتَمْتِعَ

''ربیع بن سبرہ سے روایت ہے کہ اس کا والد سبرہ بن معبد رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ فتح مکہ کے غزوے میں شامل تھا۔ پس پندرہ رات ٹھہرے اور آپ ﷺ نے عورتوں سے متعہ کرنے کی ہمیں اجازت دی۔ تو میں اور میری قوم کا ایک آدمی گئے۔ میں صورت میں اس پر فائق تھا اور وہ بدصورتی کے قریب تھا۔ ہم میں سے ہر ایک کے پاس چادر تھی، میری چادر پرانی تھی اور اس کی چادر نئی تھی۔ جب ہم مکہ کے نشیبی علاقے میں گئے۔ یا کہا: اس کی بالائی پر گئے تو ہمیں ایک لڑکی ملی گویا وہ جوان طویل گردن والی اونٹنی ہے۔ ہم نے اس کو کہا: کیا تجھے یہ پسند ہے کہ ہم دو میں سے ایک تیرے ساتھ متعہ کرے؟ اس

(٤٢٣٣) ٣مسلم: ١٤٠٦ـ نسائی: ٣٣٦٨ـ ابوداؤد: ٢٠٧٣ـ ابن ماجه: ١٩٦٢ـ احمد: ١٤٩٢١ـ دارمی: ٢١٩٦.

مِـنْكِ أَحَـدُنَا قَالَتْ وَمَاذَا تَبْذُلانَ فَنَشَرَكُلُّ وَاحِـدٍ مِنَّابُرْدَهُ فَجَعَلَتْ تَنْظُرُإِلَى الرَّجُلَيْنِ وَيَـرَاهَـا صَاحِبِي تَنْظُرُإِلَى عِطْفِهَا فَقَالَ إِنَّ بُـرْدَ هٰـذَا خَلَقٌ وَبُرْدِي جَدِيْدٌ غَضٌّ فَتَقُوْلُ بُرْدُ هٰذَا لا بَأْسَ بِهٖ ثَلاثَ مِرَارٍأَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ اسْتَـمْتَـعْـتُ مِـنْهَافَلَمْ أَخْرُجْ حَتّٰى حَرَّمَهَا رَسُـوْلُ اللّٰـهِ ﷺ . وَفِـي رِوَايَةٍ لَـهٗ: فَقَالَ يَـاأَيُّهَـاالـنَّـاسُ إِنِّـيْ كُـنْتُ قَدْ أَذِنْتُ فِي الاسْتِـمْتَـاعِ مِـنَ النِّسَاءِ، وَإِنَّ اللّٰهَ قَدْحَرَّمَ ذٰلِكَ إِلٰـى يَـوْمِ الْـقِيَـامَةِ، فَـمَنْ كَانَ عِنْدَهٗ مِـنْهُـنَّ فَـلْيُـخِـلَّ سَبِيْـلَهَـا وَلاتَـأْخُذُوْا مِمَّاآتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْأً. (رواه مسلم، ١٤٠٦)

نے کہا: تم کیا دو گے؟ ہم میں سے ہر ایک نے اپنی اپنی چادر پھیلا دی تو اس نے دونوں مردوں کو دیکھنا شروع کر دیا اور میرے رفیق نے اس کو دونوں چادریں دیکھائیں۔ اور کہا: اس کی چادر پرانی ہے اور میری چادر تازہ اور نئی ہے۔ اس نے کہا: اس کی چادر میرے لیے بہت کچھ ہے کوئی حرج نہیں ہے۔ دو یا تین بار کہا۔ لہٰذا میں نے اس سے متعہ کیا۔ میں اس کے پاس سے اس وقت تک نہ نکلا، جب تک رسولِ اکرم ﷺ نے اسے حرام نہ کر دیا۔ فرمایا: لوگو! میں نے عورتوں سے متعہ جائز قرار دیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے تا قیامت اس کو حرام قرار دیدیا ہے۔ پس تم میں سے جس کے پاس کوئی عورت ہے وہ اس کو جانے دے اور جو تم نے ان کو دیا ہے اس میں سے کوئی چیز واپس نہ لو۔'' (مسلم)

٤٢٣٤ــ وَلِأَحْمَدَ بِرِجَالِ الصَّحِيْحِ، قَالَ سبرة: فَـأَنَـاقَـرِيْبٌ مِنَ الدَّمَامَةِ وَعَلَيَّ بُرْدٌ جَـدِيْـدٌ غَضٌّ وَعَلَى ابْنِ عَمِّي بُرْدٌ خَلَقٌ. إِلَى آخِرِ الْقِصَّةِ بِعَكْسِهَا. (رواه أحمد، ١٤٩٢١)

''احمد کی روایت میں صحیح کے رجال کے ساتھ روایت ہے کہ سبرہ نے کہا: میں پست قد تھا اور میری چادر نئی تھی اور میرے چچا زاد کی چادر پرانی تھی آخر قصہ تک سابق روایت کے برعکس ہے۔''

٤٢٣٥ــ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِأَنَّ خَوْلَةَ بِنْتَ حَـكِيْـمٍ دَخَـلَـتْ عَـلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَـقَـالَ إِنَّ رَبِيْـعَةَ بْـنَ أُمَيَّةَ اسْتَـمْتَـعَ بِامْرَأَةٍ فَحَمَلَتْ مِنْهُ فَخَرَجَ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ فَزِعًا يَـجُـرُّرِدَاءَهُ فَـقَـالَ هٰـذِهِ الْمُتْعَةُ وَلَوْ كُنْتُ تَقَدَّمْتُ فِيْهَا لَرَجَمْتُ. (رواه مالك، ١١٥٢)

''عروہ کہتے ہیں کہ خولہ بنت حکیم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پیش ہوئی۔ اور کہا: ربیعہ بن امیہ نے ایک عورت سے متعہ کیا، اور وہ اس سے حاملہ ہو چکی ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خوف زدہ ہو کر اپنی چادر زمین پر کھینچتے ہوئے باہر آئے کہا: یہ متعہ ہے اور اگر میں نے پہلے ممانعت کی ہوتی تو میں متعلقہ افراد کو رجم کرا دیتا۔'' (مالک)

(٤٢٣٤) احمد: ١٤٩٢١۔ ورجاله رجال الصحيح، هو في الصحيح على عكس من هذا، مسلم: ١٤٠٦۔ نسائی: ٣٣٦٨۔ ابوداؤد: ٢٠٧٣۔ ابن ماجه: ١٩٦٢۔ احمد: ١٤٩٢١۔ دارمی: ٢١٩٦.

(٤٢٣٥) مؤطا: ١١٥٢.

٤٢٣٦ــ عَنْ عَلِيّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ لِإِبْنِ عَبَّاسٍ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ أَكْلِ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الإِنْسِيَّةِ. (رواه مسلم، ١٤٠٧)

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے متعہ کرنے اور (گھریلو) گدھوں کا گوشت کھانے سے خیبر کے دن منع کیا۔'' (مسلم)

٤٢٣٧ـ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ الْحَكَمِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنِ الْمُتْعَةِ. (رواه الطبراني في الأوسط)

''ثعلبہ بن حکیم سے روایت ہے کہ خیبر کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ سے منع کیا تھا۔'' (الاوسط)

٤٢٣٨ــ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ كُنَّا نَسْتَمْتِعُ بِالْقَبْضَةِ مِنَ التَّمْرِ وَالدَّقِيْقِ الأَيَّامَ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ حَتّٰى نَهٰى عَنْهُ عُمَرُ فِي شَأْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ. (رواه مسلم، ١٤٠٥)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم چند ایام تک مٹھی بھر کھجور اور آٹے کے بدلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں عورتوں سے متعہ کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عمرو بن حریث کے معاملے کے بعد کلی ممانعت کر دی۔'' (مسلم)

٤٢٣٩ــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَنَزَلْنَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ فَرَأٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَصَابِيْحَ وَرَأٰى نِسَاءً يَبْكِيْنَ فَقَالَ: مَاهٰذَا؟ فَقَالُوْا: نِسَاءٌ يَبْكِيْنَ تُمُتِّعَ مِنْهُنَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: حَرَّمَ أَوْقَالَ: هَدَمَ الْمُتْعَةَ النِّكَاحُ وَالطَّلَاقُ وَالْعِدَّةُ وَالْمِيْرَاثُ. (رواه أبو يعلى، ٦٦٢٥، بلين، والأوسط بلين عَنْ جَابِرٍ بِنَحْوِهِ)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم تبوک کے غزوے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکل کر ثنیۃ الوداع کے مقام پر اترے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چراغ روشن دیکھے اور عورتوں کو روتے دیکھا تو فرمایا: یہ کیا ہو رہا ہے؟ لوگوں نے کہا: عورتیں روتی ہیں ان سے متعہ کیا جاتا ہے۔ فرمایا: وہ حرام ہے یا فرمایا: متعہ کو نکاح، طلاق، عدت اور میراث کے احکام نے ختم کر دیا ہے۔'' (ابویعلی نے ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے اور معجم اوسط میں بھی ضعیف سند سے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت موجود ہے۔)

(٤٢٣٦) مسلم: ١٤٠٧ـ بخاری: ٦٩٦١ـ ترمذی: ١٧٩٤ـ نسائی: ٤٣٣٥ـ ابن ماجه: ١٩٦١ـ احمد: ١٢٠٧ـ مؤطا: ١١٥١ـ دارمی: ٢١٩٧.

(٤٢٣٧) طبرانی اوسط ورجاله رجال الصحیح خلا شریك وهو ثقة هیثمی: ٧٣٨٧.

(٤٢٣٨) مسلم: ١٤٠٥ـ بکاری: ٥١١٩ـ احمد: ١٦١١٧.

(٤٢٣٩) ابو یعلیٰ: ٦٦٢٥ـ اوسط وفیه مؤمل بن اسماعیل وثقه ابن معین وابن حبان وضعفه البخاری وغیره وبقیة رجاله رجال الصحیح، هیثمی: ٧٣٨٥.

شرح: ......ان احادیث سے یہ حاصل ہوتا ہے کہ نکاح متعہ کی اجازت تین دن تک دی گئی تھی پھر یہ منسوخ کر دیا گیا، اب یہ جائز نہیں۔ ان سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نکاح متعہ خیبر والے سال حرام ہوا ہے۔ جو ۷ہجری ہے اور غزوۂ اوطاس ۸ہجری میں ہوا تھا۔

ایک حدیث سے ثابت ہوتا ہے اوطاس کہ میں نکاح متعہ کی تین دن تک اجازت تھی بعد میں آپ ﷺ نے منع فرما دیا۔ ان میں بظاہر ٹکراؤ ہے۔ تطبیق یوں ہوگی کہ پہلے غزوہ خیبر میں بھی آپ نے نکاح متعہ سے روکا تھا، پھر اجازت دے دی۔ اور غزوہ اوطاس میں بھی تین دن تک اجازت دی پھر غزوہ اوطاس میں نکاح متعہ کو حرام قرار دے دیا۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ ۷ ہجری میں غزوہ خیبر کے موقع پر نکاح متعہ کو حرام قرار دینے کے ساتھ ساتھ پالتو گدھوں کا گوشت کھانا بھی حرام قرار دیا تھا۔

نکاح متعہ اصل میں نکاح ہی نہیں، اس کی حیثیت مزدوری کی سی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نکاح متعہ والی عورت جب مدت پوری کر لیتی تو نکاح کرنے والے پر اس کا خرچہ واجب نہ ہوتا اور نہ ہی آپس میں وراثت ہوتی تھی اور نہ ہی نسب ثابت ہوتا تھا، نہ ہی یہ عورت عدت گزارتی تھی۔ ہاں! استبرائے رحم ضروری تھا۔ اور نہ ہی طلاق کی ضرورت تھی کیونکہ یہ نکاح ہی نہیں تھا۔ یہ ہے کہ جو اس عورت کو عوض دے رکھا ہے وہ واپس نہ لیا جاتا تھا کیونکہ یہ اس سے فائدہ اٹھانے کا عوض ہوتا تھا۔ نکاح متعہ کے قطعی حرام ہونے پر قرآن پاک نے واضح اشارہ دیا ہے۔ یہ جو مومنون کی آیت ٦ ہے۔ یہاں آیا ہے بیویوں اور لونڈیوں کے سوا ان پر ہر عصمت حرام ہے، نکاح متعہ والی عورت بیوی کی تعریف میں ہی شامل نہیں تو وہ جائز کس طرح ہوئی؟ نکاح متعہ کے حرام ہونے پر علماء کا اجماع ہے۔ صرف رافضی شیعہ اب بھی اسے جائز سمجھتے ہیں، لیکن یہ موقف بالکل بے دلیل ہے اور بے حیثیت ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی متعہ کو منسوخ نہ مانتے تھے۔ انہیں شبہ ہوا تھا معلومات مکمل ہونے کے بعد وہ نکاح متعہ کے حرام ہونے کے قائل تھے۔ انہوں نے اپنے اس قول سے رجوع کر لیا تھا۔

خلاصہ یہ ہے کہ نکاح متعہ کا جواز اور اس کی حرمت دو مرتبہ ہوئی ہے۔ یہ جنگ خیبر سے پہلے جائز تھا پھر خیبر کے دن حرام ہوا۔ پھر اوطاس اور فتح مکہ کے دن تین دن تک اس کی اجازت ملی۔ پھر اس دن سے ہمیشہ کے لیے نکاح متعہ قیامت تک حرام ہوا ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/۳۲-۳۲۹)

٤٢٤٠۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنِ الشِّغَارِ وَالشِّغَارُ أَنْ

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نکاح شغار سے منع کیا ہے۔ اور شغار یہ ہے کہ ایک مرد اپنی بیٹی

(٤٢٤٠) بخاری: ٥١١٢۔ مسلم: ١٤١٥۔ ترمذی: ١١٢٤۔ نسائی: ٣٣٣٨۔ ابوداؤد: ٢٠٧٤۔ ابن ماجه: ١٨٨٣۔ احمد: ٥٦٢٢۔ مؤطا: ١١٣٤۔ دارمی: ٢١٨٠.

يُـزَوِّجَ الـرَّجُلُ ابْنَتَهٗ عَلٰى اَنْ يُّزَوِّجَهُ الآخَرُ ابْـنَتَهٗ لَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَاقٌ . (رواه البخاري، ٥١١٢)

یا اپنی بہن کا عقد دوسرے مرد سے اس شرط پر کرتا ہے کہ وہ اپنی بیٹی یا اپنی بہن کا عقد اس سے کرے گا۔ اور ان کے درمیان مہر نہیں رکھا جائے گا۔'' (بخاری)

٤٢٤١ــــ عَـنْ عَبْـدِ الـرَّحْـمٰـنِ بْنِ هُرْمُزٍ الأَعْـرَجِ أَنَّ الْـعَبَّـاسَ بْـنَ عَبْـدِ اللّٰـهِ بْنِ الْـعَبَّـاسِ أَنْـكَـحَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْحَكَمِ ابْـنَتَـهُ وَأَنْـكَـحَـهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنَتَهُ وَكَانَا جَـعَلاَ صَـدَاقًـا فَكَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلٰى مَرْوَانَ يَـأْمُـرُهٗ بِالتَّفْرِيْقِ بَيْنَهُمَا وَقَالَ فِيْ كِتَابِهٖ هٰذَا الشِّـغَـارُ الَّـذِيْ نَهٰى عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ . (رواه أبوداود، ٢٠٧٥)

''عبدالرحمٰن بن ھرمز اعرج کا بیان ہے کہ عباس بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن بن حکم کو اپنی بیٹی نکاح کر کے دیدی۔ اور عبدالرحمٰن نے اپنی بیٹی اس کے نکاح میں دیدی۔ اور ان دونوں نے مہر بھی مقرر کیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ خبر موصول ہوئی تو اس نے مروان کو خط لکھا کہ ان دونوں کے درمیان تفریق کرادے اور اپنے خط میں تحریر کیا کہ یہ وہ شغار ہے جس سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔'' (ابوداؤد)

شـــرح: ......شغار (وٹہ سٹہ) کا نکاح باطل ہے، خواہ حق مہر باندھا ہو یا نہ باندھا ہو۔ کیونکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس نکاح کو جو مشروط ہوا تھا اور حق مہر بھی مقرر تھا اس کے باوجود وٹہ سٹہ کہہ رہے ہیں، اور اسے فسخ قرار دے کر میاں بیوی میں علیحدگی کرواتے ہیں۔ کسی ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے اس کی مخالفت نہیں آتی اور کہتے ہیں، یہی وٹہ سٹہ کا نکاح ہے، جسے رسول اکرم ﷺ نے منع قرار دیا ہے۔ محلی: ۹/ ۵۱۶)

اس وٹہ سٹہ کے نکاح کی ممانعت کی علت یہ نہیں کہ ایک آدمی کہے: میں اپنی بیٹی یا بہن تیرے نکاح میں تب دوں گا، جب تو اپنی بیٹی یا بہن میرے نکاح میں دے اور حق مہر نہ ہو۔ اس کے حرام ہونے میں حق مہر کا مقرر ہونا یا نہ ہونا وجہ نہیں۔ بلکہ اس کی ممانعت کی علت یہ شرط لگانا ہے۔ (زادالمعاد: ۵/ ۱۰۷)

٤٢٤٢ـــ عَنْ عُـرْوَةَ بْـنِ الـزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ الـنَّبِيِّ ﷺ أَخْبَـرَتْـهُ أَنَّ الـنِّكَـاحَ فِي الْـجَـاهِـلِيَّةِ كَـانَ عَلَى أَرْبَعَةِ أَنْحَاءٍ فَنِكَاحٌ مِنْهَانِكَاحُ النَّاسِ الْيَوْمَ يَخْطُبُ الرَّجُلُ إِلَى

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ عہد جاہلیت میں نکاح چار قسم کا ہوا کرتا تھا۔ ایک تو یہ نکاح ہوتا تھا کہ جو لوگوں میں آج بھی رائج ہے کہ ایک مرد پیغام نکاح دیتا ہے اور دوسرا مرد اپنی بیٹی وغیرہ کا مہر مقرر کر کے نکاح کرتا ہے۔ دوسرا نکاح یہ تھا کہ

(٤٢٤١) ابوداؤد: ٢٠٧٥۔ حسن، البانی: ١٨٢٦۔ احمد: ١٦٤١٤.

(٤٢٤٢) بخاری: ٥١٢٧۔ ابوداؤد: ٢٢٧٢.

الـرَّجُلِ وَلِيَّتَهٗ أَوِابْنَتَهٗ فَيُصْدِقُهَا ثُمَّ يَنْكِحُهَا وَنِـكَـاحٌ آخَرُ كَانَ الرَّجُلُ يَقُوْلُ لِإِمْرَأَتِهِ إِذَا طَهُــرَتْ مِـنْ طَـمْثِهَـا أَرْسِلِي إِلَـى فُلاَنٍ فَـاسْتَبْـضِـعِـيْ مِـنْـهُ وَيَعْتَزِلُهَا زَوْجُهَا وَلاَ يَـمَسُّهَـا أَبَـداً حَتّٰى يَتَبَيَّنَ حَمْلُهَا مِنْ ذٰلِكَ الرَّجُلِ الَّذِيْ تَسْتَبْضِعُ مِنْهُ فَإِذَا تَبَيَّنَ حَمْلُهَا أَصَـابَهَا زَوْجُهَا إِذَا أَحَبَّ وَإِنَّمَايَفْعَلُ ذٰلِكَ رَغْبَةً فِـي نَـجَـابَةِ الْـوَلَدِ فَكَانَ هٰذَا النِّكَاحُ نِـكَـاحُ الإِسْتِبْـضَـاعِ وَنِـكَاحٌ آخَرُيَجْتَمِعُ الـرَّهْـطُ مَـادُوْنَ الْـعَشَرَةِ فَيَدْ خُلُوْنَ عَلَى الْمَرْأَةِ كُلُّهُمْ يُصِيْبُهَا فَإِذَا حَمَلَتْ وَوَضَعَتْ وَمَـرَّعَـلَيْهَـا لَيَـالٍ بَـعْـدَ أَنْ تَـضَعَ حَمْلَهَا أَرْسَـلَـتْ إِلَيْهِمْ فَلَمْ يَسْتَطِعْ رَجُلٌ مِنْهُمْ أَنْ يَـمْتَـنِـعَ حَتّٰـى يَجْتَمِعُوْا عِنْدَهَا تَقُوْلُ لَهُمْ قَدْعَرَفْتُمُ الَّذِيْ كَانَ مِنْ أَمْرِكُمْ وَقَدْ وَلَدْتُ فَهُـوَابْنُكَ يَافُلاَنُ تُسَمِّي مَنْ أَحَبَّتْ بِاسْمِهٖ فَيَـلْـحَـقُ بِهٖ وَلَدُهَا لاَيَسْتَطِيْعُ أَنْ يَمْتَنِعَ بِهِ الـرَّجُـلُ وَنِـكَـاحُ الـرَّابِـعِ يَـجْتَمِعُ النَّاسُ الْـكَثِيْرُفَيَدْخُلُوْنَ عَلَى الْمَرْأَةِ لاَتَمْتَنِعُ مِمَّنْ جَـاءَ هَـا وَهُـنَّ الْبَـغَـايَـاكُـنَّ يَنْصِبْنَ عَلٰى أَبْـوَابِهِـنَّ رَايَاتٍ تَكُوْنُ عَلَماً فَمَنْ أَرَادَهُنَّ دَخَـلَ عَـلَيْهِـنَّ فَـإِذَا حَـمَـلَـتْ إِحْدَاهُنَّ وَوَضَـعَـتْ حَمْلَهَا جَمَعُوْا لَهَا وَدَعَوْا لَهُمُ الْـقَـافَةَ ثُـمَّ أَلْـحَـقُـوْا وَلَدَهَا بِالَّذِيْ يَرَوْنَ

عمدہ نسل کا بیٹا حاصل کرنے کے لیے کوئی مرد اپنی عورت کو کہتا تھا: جب تو حیض سے پاک ہوتو فلاں آدمی کے پاس جا کر اس سے ہمبستری کر اور اس عرصے میں خاوند اپنی عورت سے جدا رہتا یہاں تک کہ دوسرے مرد کا حمل ظاہر ہو جاتا۔ پھر اگر خاوند چاہتا تو اپنی عورت سے ہم بستر ہوتا۔ اس قسم کے نکاح کو استبضاع کہتے تھے۔ تیسری قسم کا نکاح یہ تھا کہ دس سے کم آدمی ایک عورت پر داخل ہوتے رہتے۔ اور ہر ایک اس سے جماع کرتا یہاں تک کہ وہ حاملہ ہو جاتی۔ جب بچہ پیدا ہونے پر چند ایام گذر جاتے تو ان میں سے ہر مرد کو عورت بلاتی اور ان میں سے کوئی بھی انکار نہ کر سکتا اور سب ہی اس کے پاس جمع ہو جاتے۔ عورت ان کو کہتی تمہیں اپنا معاملہ معلوم ہے اور جو کچھ تم نے کیا ہے وہ بخوبی جانتے ہو اور میں نے بچہ جنا ہے۔ پھر وہ جس کو چاہتی اس کا نام لے کر کہتی: اے فلاں! یہ تیرا بچہ ہے۔ اور عورت اپنا بچہ اس کے ساتھ ملا دیتی اور مرد کوئی رکاوٹ نہ کر سکتا تھا۔ چوتھا نکاح یہ تھا کہ بہت سے لوگ کسی بدکار عورت کے پاس آتے جاتے اور وہ کسی کو منع نہ کرتی، ایسی عورتیں اپنے دروازوں پر جھنڈے نصب کراتیں تا کہ علامت ہو اور جو چاہتا داخل ہوتا، جب ان میں سے کوئی حاملہ ہوتی اور وضع حمل کرتی تو وہ تمام مرد اس کے پاس جمع ہوتے، اور قیافہ دان لاتے وہ علامات ونقوش دیکھ کر کسی مرد کے لیے فیصلہ کرتے بچے کو اس کے ساتھ الحاق کر دیتے اور وہ انکار نہ کر سکتا اور بچہ اس کا تسلیم ہو جاتا۔ چنانچہ جب محمد مصطفیٰ ﷺ کی بعثت ہوئی تو آپ ﷺ نے تمام جاہلیت کے نکاح ممنوع قرار دیئے اور صرف اسلام کا نکاح باقی رکھا۔'' (بخاری)

فَـالْتَـاطَ بِـهِ وَدُعِـيَ ابْنَهٗ لَا يَمْتَنِعُ مِنْ ذٰلِكَ فَلَمَّا بُعِثَ مُحَمَّدٌ ﷺ بِالْحَقِّ هَدَمَ نِكَاحَ الْجَاهِلِيَّةِ كُلَّهٗ إِلَّانِكَاحَ النَّاسِ الْيَوْمَ . (رواه البخاري، ٥١٢٧)

شــرح: ......۱۔اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ دلیل لی ہے کہ ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔ کیونکہ صحیح نکاح کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کر رہی ہیں کہ لڑکی کا سرپرست رشتہ طے کرتا ہے، پھر نکاح کرتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا ولی کے بغیر نکاح نہیں۔

اس بارے میں جو حدیث آتی ہے کہ ولی کے بغیر نکاح نہیں۔ وہ چونکہ امام صاحب رحمہ اللہ کے معیار پر نہیں، اس لیے اسے دلیل کے طور پر نہیں لیا۔ حالانکہ دیگر محدثین کے نزدیک صحیح لغیرہ کے درجہ کی ہے۔ (فتح الباری: ۹/۱۸۴)

۲۔ایک باعزت اور باحیا طریقہ اور جو فطرتی تھا اسلام نے اسے برقرار رکھا ہے۔ اور دوسرے نکاح کے طریقوں پر غور کریں کس قدر بے حیائی سے لبریز ہیں۔ اور جاہلیت میں دس عورتیں مشہور تھیں، جو زنا کاری کے اڈے چلاتی تھیں۔ اسلام نے آ کر ان غلاظتوں کو دھویا ہے۔

٤٢٤٣ــــ عَـنْ مَيْـمُـوْنَةَ بِنْتِ كَرْدَمٍ قَالَتْ خَـرَجْتُ مَعَ أَبِيْ فِي حَجَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَـرَأَيْـتُ رَسُـوْلَ اللّٰـهِ ﷺ فَـدَنَـاإِلَيْـهِ أَبِيْ وَهُـوَعَـلٰـى نَـاقَةٍ لَهٗ فَوَقَفَ لَهٗ وَاسْتَمَعَ مِنْهُ وَمَـعَـهٗ دُرَّةٌ كَـدُرَّةِ الْـكُتَّـابِ فَسَـمِعْـتُ (الأَعْرَابَ) وَالنَّاسَ وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ الطَّبْطَبِيَّةَ الـطَبْـطَبِيَّةَ الـطَبْـطَبِيَّةَ فَـدَنَـاإِلَيْهِ أَبِي فَأَخَذَ بِـقَـدَمِـهِ فَـأَقَرَّلَهٗ وَوَقَفَ عَلَيْهِ وَاسْتَمَعَ مِنْهُ فَـقَـالَ إِنِّي حَضَرْتُ جَيْشَ عِثْرَانَ قَالَ ابْنُ الْـمُثَـنَّـى جَيْــشَ غِثْـرَانَ فَـقَالَ طَارِقُ بْنُ الْـمَـرَقَّـعِ مَـنْ يُـعْطِيْنِيْ رُمْحًا بِثَوابِهِ قُلْتُ

”میمونہ بنت کردم کہتی ہیں: میں اپنے باپ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے حجۃ الوداع میں شامل ہوئی۔ میں نے آپ کو دیکھا کہ میرا باپ آپ کے قریب گیا۔ آپ اپنی اونٹنی پر تھے تو آپ اس کے لیے کھڑے ہوئے اور اس کی بات سنی۔ آپ ﷺ کے پاس چھڑی تھی جیسے اساتذہ کے پاس ہوا کرتی ہے اور میں نے دیہاتی اور دیگر لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا، آپ ﷺ کے پاس تیز تیز چلنے سے بچو! پس میرا باپ آپ ﷺ کے قریب گیا اور آپ ﷺ کا قدم پکڑا اور آپ کو اللہ کا نبی تسلیم کیا، میرے والد آپ ﷺ کے پاس ٹھہرے، آپ کی باتیں سنیں۔ میرے باپ نے عرض کی: میں عثران کی فوج میں حاضر ہوا تھا۔ ابن مثنی نے: کہا جیش غثران

(٤٢٤٣) ابوداؤد: ٢١٠٣۔ ضعیف، البانی: ٤٥٣۔ احمد: ٢٦٥٢٤.

وَمَـاثَـوَابُـهٗ قَالَ أُزَوِّجُهُ أَوَّلَ بِنْتٍ تَكُوْنُ لِي فَـأَعْطَيْتُهٗ رُمْحِي ثُمَّ غِبْتُ عَنْهُ حَتّٰى عَلِمْتُ أَنَّهٗ قَدْ وُلِدَلَهٗ جَارِيَةٌ وَبَلَغَتْ ثُمَّ جِئْتُهٗ فَقَلْتُ أَهْـلِـيْ جَهِّـزْهُـنَّ إِلَـيَّ فَحَلَفَ أَنْ لاَيَفْعَلَ حَتّٰى أُصْدِقَهٗ صَدَاقًا جَدِيْدًا غَيْرَ الَّذِيْ كَانَ بَيْـنِـي وَبَيْـنَهُ وَحَلَفْتُ لاَأُصْدِقُ غَيْرَالَّذِيْ أَعْـطَيْتُـهٗ فَـقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَبِقَرْنِ أَيِّ الـنِّسَـاءِ هِـيَ الْيَوْمَ قَالَ قَدْ رَأَتِ الْقَتِيْرَقَالَ أَرَى أَنْ تَتْـرُكَهَا قَالَ فَرَاعَنِيْ ذٰلِكَ وَنَظَرْتُ إِلَـى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَـلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ مِنِّي قَـالَ لَا تَـأْثَـمْ وَلاَ يَـأْثَـمْ صَاحِبُكَ. (رواه أبوداود، ٢١٠٣)

میں حاضر ہوا، اور طارق بن مرقع نے کہا: مجھے نیزہ کون دیتا ہے۔اس کو بدلہ دیا جائیگا؟ چنانچہ میں نے کہا: بدلہ کیا ہوگا؟ اس نے کہا: میرے ہاں جو پہلی بیٹی پیدا ہوگی وہ میں اس کے عقد میں دیدوں گا۔ چنانچہ میں نے اس شرط پر اس کو نیزہ دیدیا اور پھر ایک عرصہ میں غائب رہا یہاں تک کہ مجھے علم ہوا کہ اس کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی جو جوان ہوچکی ہے۔ میں اس کے پاس گیا اور کہا کہ میری بیوی میرے ساتھ رخصت کردے۔تو اس نے قسم کھائی کہ وہ نئے سرے سے مہر ادا کرنے کے بغیر رخصت نہیں کرے گا۔ میرے اور اس کے درمیان طے شدہ مہر کے علاوہ مہر وصول کرے گا۔ پس میں نے قسم کھائی کہ جو مہر میں دے چکا ہوں اس کے علاوہ میں کوئی چیز بطور مہر نہیں دونگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ لڑکی عمر کے کس درجے میں ہے؟ تو اس نے کہا: وہ لڑکی اب بوڑھی ہونے کے آثار دیکھ چکی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تیرے لیے یہ بہتر سمجھتا ہوں کہ تو اس عورت کو ترک کردے (طلاق دیدے)۔تو اس چیز نے مجھے خوف زدہ کردیا اور میں نے آپ ﷺ کی طرف دیکھا۔ جب آپ ﷺ نے میری حالت دیکھی تو فرمایا: نہ تو قسم توڑ کر گناہ گار ہو اور نہ تیرا رفیق (طارق) قسم توڑے۔'' (ابوداؤد)

٤٢٤٤ــ عَـنْ بَصْرَةَ بْنِ أَكْثَمَ قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً بِـكْـرًافِي سِتْرِهَا فَدَخَلْتُ عَلَيْهَا فَإِذَا هِـيَ حُبْـلَـى فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَهَـاالصَّدَاقُ بِـمَااسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا وَالْوَلَدُ عَبْدٌلَكَ

''بصرہ بن اکثم نے کہا: میں نے ایک عورت سے باکرہ ہونے کی شرط پر نکاح کیا۔ جب میں اس کے پاس گیا تو وہ حاملہ تھی۔ پس نبی ﷺ نے فرمایا: اس عورت کے لیے پورا مہر ہے اس لیے کہ تو نے اس کی شرمگاہ حلال کی اور بچہ تیرا غلام ہو

(٤٢٤٤) ابوداؤد: ٢١٣١۔ ضعيف، البانى: ٤٦٥.

فَإِذَا وَلَدَتْ قَالَ الْحَسَنُ فَاجْلِدْهَا وَقَالَ ابْنُ أَبِـيْ السَّـرِيِّ فَاجْلِدُوْهَا أَوْ قَالَ فَحُدُّوْهَا . (رواه أبوداود، ٢١٣١)

گا۔ اور فرمایا: جب وضع حمل ہو جائے تو عورت کو حد لگائی جائے۔'' (ابوداؤد)

شـــــرح: ...... یہ حدیث ضعیف ہے، بہرصورت ولدالزنا آزاد ہی ہوتا ہے، یہ غلام نہیں ہوسکتا، یہ حدیث چونکہ ضعیف ہے یہ دلیل کے قابل نہیں۔ (عون المعبود: ٢/ ٢٠٧)

٤٢٤٥ـــ عَـنِ ابْـنِ عَبَّـاسٍ إِذَا أَسْـلَمَتِ الـنَّـصْـرَانِيَّةُ قَبْـلَ زَوْجِهَـا بِسَاعَةٍ حَرُمَتْ عَلَيْهِ . (رواه البخاري، تعليقا)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: جب کوئی نصرانی عورت ذمی خاوند سے ایک ساعت پہلے اسلام قبول کر لے تو وہ اس پر حرام ہو جاتی ہے۔'' (البخاری تعلیقاً)

٤٢٤٦ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَسْلَمَتِ امْرَأَةٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتَزَوَّجَتْ فَجَاءَ زَوْجُهَـا اِلَـى الـنَّبِيِّ ﷺ فَـقَـالَ يَـا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنِّـيْ قَـدْ كُـنْتُ اَسْلَمْتُ وَعَلِمَتْ بِـاِسْلاَمِـيْ فَـانْتَـزَعَهَـا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ زَوْجِهَـا الآخَرِ وَرَدَّهَا إِلٰى زَوْجِهَا الْأَوَّلِ . (رواه أبوداود، ٢٢٣٩)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں مسلمان ہوئی، اور اس نے نکاح کیا، پھر اس کا پہلا خاوند حاضر ہوا، اور اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں بھی مسلمان ہو چکا تھا اور اس عورت کو بھی میرے اسلام قبول کرنے کی خبر ہے۔ پس آپ ﷺ نے وہ عورت دوسرے سے لے کر پہلے کو لوٹا دی۔'' (ابوداؤد)

٤٢٤٧ـــ عَـنِ ابْـنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَدَّالنَّبِيُّ ﷺ ابْـنَتَـهُ زَيْـنَبَ عَلٰى أَبِي الْعَاصِي بْنِ الرَّبِيْعِ بَـعْـدَ سِـتِّ سِـنِيْـنَ بِـالنِّكَـاحِ الْأَوَّلِ وَلَمْ يُحْدِثْ نِكَاحاً . (رواه الترمذي، ١١٤٣)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی زینب ابوالعاص رضی اللہ عنہ کو پہلے نکاح کے ساتھ چھ سال بعد واپس کر دی اور نئے طور پر نکاح نہیں کیا۔'' (ترمذی)

٤٢٤٨ـــ وفـي رواية: بَعْدَ سَنَتَيْنِ . (رواه أبوداود، ٢٢٤٠)

''اور ایک روایت میں دو سال بعد کا ذکر ہے۔'' (ابوداؤد)

(٤٢٤٥) بخاری تعلیقا.

(٤٢٤٦) ابوداؤد: ٢٢٣٩ـ ضعيف، البانی: ٤٩١ـ ترمذی: ١١٤٤ـ ابن ماجه: ٢٠٠٨ـ احمد: ٢٠٦٠.

(٤٢٤٧) ترمذی: ١١٤٣ـ صحيح، البانی: ٩١٣ـ ابوداؤد: ٢٢٤٠ـ ابن ماجه: ٢٠٠٩.

(٤٢٤٨) ابوداؤد: ٢٢٤٠ـ صحيح، البانی: ١٩٥٩ـ دون ذكر السنين، ترمذی: ١١٤٣ـ ابن ماجه: ٢٠٠٩.

٤٢٤٩ــ عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَدَّابْنَتَهٗ زَيْنَبَ عَلٰى أَبِي الْعَاصِي بْنِ الرَّبِيْعِ بِمَهْرٍجَدِيْدٍ وَّ نِكَاحٍ جَدِيْدٍ. (رواه الترمذي، ١١٤٢)

''عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کو ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ کی طرف جدید مہر اور جدید نکاح کے ساتھ واپس کیا۔'' (ترمذی)

٤٢٥٠ــ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهٗ قَالَ كَانَ بَيْنَ إِسْلَامِ صَفْوَانَ وَبَيْنَ إِسْلَامِ امْرَأَتِهٖ نَحْوٌ مِنْ شَهْرَيْنِ وَلَمْ يُفَرِّقْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ امْرَأَتِهٖ. (رواه مالك، ١١٥٤، بقصة)

''ابن شہاب رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ صفوان بن امیہ اور اس کی بیوی کے اسلام کے درمیان تقریباً دو ماہ کا فاصلہ تھا اور نبی کریم ﷺ نے ان کے درمیان تفریق نہیں کی۔'' (موطا)

٤٢٥١ــ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أُمَّ حَكِيْمٍ بِنْتَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ وَكَانَتْ تَحْتَ عِكْرَمَةَ بْنِ أَبِيْ جَهْلٍ فَأَسْلَمَتْ يَوْمَ الْفَتْحِ وَهَرَبَ زَوْجُهَا عِكْرَمَةُ بْنُ أَبِيْ جَهْلٍ مِنَ الْإِسْلَامِ حَتّٰى قَدِمَ الْيَمَنَ فَارْتَحَلَتْ أُمُّ حَكِيْمٍ قَدِمَتْ عَلَيْهِ بِالْيَمَنِ فَدَعَتْهُ إِلَى الإِسْلَامِ فَأَسْلَمَ وَقَدِمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ فَلَمَّا رَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَثَبَ إِلَيْهِ فَرِحاً وَمَا عَلَيْهِ رِدَاءٌ حَتّٰى بَايَعَهٗ فَثَبَتَا عَلٰى نِكَاحِهِمَا ذٰلِكَ. (رواه مالك، ١١٥٦)

''ابن شہاب رحمہ اللہ سے ہی روایت ہے کہ ام حکیم بنت حارث عکرمہ بن ابی جہل کے عقد میں تھی اور وہ مکہ فتح ہونے کے دن اسلام لے آئی اور عکرمہ اسلام سے ڈرتے ہوئے یمن کی طرف بھاگ گیا۔ چنانچہ اس کی بیوی اسے اسلام کی دعوت دینے کے لیے گئی، اس کو دعوت دی تو اس نے اسلام قبول کیا۔ اور فتح مکہ کے سال آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب اس کو آپ ﷺ نے آتے دیکھا تو خوشی سے اچھل کر آپ ﷺ اس کی طرف گئے اور آپ ﷺ کی چادر بھی آپ ﷺ پر نہیں تھی، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اس سے بیعت لی۔ پس وہ دونوں اپنے پہلے نکاح پر ہی قائم رہے۔''

شرح: ......اس پر تو سب کا اتفاق ہے کہ میاں بیوی بیک وقت اسلام قبول کریں تو دونوں کا نکاح برقرار رہے گا کیونکہ ان میں دین کا اختلاف پیدا نہیں ہوا اور باقی رہی یہ بات کہ میاں بیوی میں سے ایک پہلے مسلمان ہو جاتا ہے دوسرا بعد میں ہوتا ہے تو اس بارے میں صحیح یہی ہے کہ اگر عورت خاوند سے پہلے مسلمان ہوتی ہے اور خاوند مدت بعد مسلمان ہوتا ہے اگر عورت نے کہیں شادی نہیں کی تو یہ بغیر نکاح جدید کے اس کی بیوی ہے، اگر عدت گزرنے کے بعد

(٤٢٤٩) ترمذی: ١١٤٢ـ ضعيف، البانی: ١٩٤ـ ابن ماجه: ٢٠١٠.
(٤٢٥٠) مؤطا: ١١٥٤.
(٤٢٥١) مؤطا: ١١٥٦.

عورت نے شادی کر لی ہے تو اسے اجازت ہے۔ پہلا خاوند اسے زبردستی نہیں لوٹا سکتا، بلکہ وہ دوسرے خاوند کے ہاں رہے گی، اگر یہ پہلے کے پاس جانا چاہے تو پھر جا سکتی ہے۔

اور جو یہ آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نکاح جدید سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو لوٹایا تھا یہ حدیث قابل حجت نہیں۔ پہلے نکاح سے ہی لوٹایا تھا یہ صحیح سند سے ثابت ہے۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ دین کے اختلاف کی وجہ سے جب میاں بیوی کے درمیان جدائی ہوگی اور عورت ابھی عدت میں ہو تو خاوند بھی مسلمان ہو جاتا ہے، اور عورت کو مرد کے قبول اسلام کا علم بھی ہو چکا ہے، اس کے باوجود وہ دوسری جگہ نکاح کر لیتی ہے تو یہ قطعاً جائز نہیں۔ اگر نکاح کرے گی تو یہ باطل ہوگا اور اسے پہلے خاوند کے گھر بھیجا جائے گا۔

ایک مسئلہ یہ بھی وضاحت طلب رہ گیا ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا اور ان کے خاوند کے درمیان مدت چھ سال بھی آتی ہے، اٹھارہ سال بھی آتی ہے اور تین سال بھی آتی ہے، دو سال بھی آتی ہے۔

ان بیانات میں مطابقت یہ ہے کہ اٹھارہ سال اس طرح شمار کرتے ہیں کہ حدیبیہ سے کچھ عرصہ پہلے ابو عاص رضی اللہ عنہ اسلام لائے ہیں اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا بعثت کے شروع میں اسلام لائی تھیں، یہ ساری مدت اٹھارہ برس ہے۔ اور چھ سال سے مراد حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی ہجرت کرنے اور ابو عاص رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا زمانہ ہے۔

اور دو یا تین سال سے مراد یہ ہے کہ سورت ممتحنہ کی آیت ۱۰ میں حکم آیا تھا یہ مسلمان عورتیں کافروں کے لیے حلال نہیں۔ اس میں مسلمان عورتوں کو مشرکوں کے لیے حرام قرار دیا گیا تھا حضرت زینب اور ابو عاص کے اسلام کا وقفہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد دو تین سال بنتا ہے۔ اس لحاظ سے اتنی مدت کہہ دی ہے، اس طرح تمام اشکالات حل ہو جاتے ہیں۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۳۴۶-۳۴۹)

٤٢٥٢ـــ عَـنْ سَـعِيْـدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ أَنَّهُ قَالَ قَـالَ عُـمَـرُ بْـنُ الْخَطَّابِ أَيُّمَارَجُلٍ تَزَوَّجَ امْـرَأَةً وَبِهَا جُنُوْنٌ أَوْجُذَامٌ أَوْبَرْصٌ فَمَسَّهَا فَـلَهَـا صَـدَاقُهَاكَامِلاً وَذٰلِكَ لِزَوْجِهَا غُرْمٌ عَلَى وَلِيِّهَا . (رواه مالك، ١١١٩)

''سعید بن میسّب سے روایت ہے کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے فرمایا: جس مرد نے کسی عورت سے عقد کیا، اور عورت میں جنون، کوڑ یا پھلبہری کی بیماری ہو، اور مرد نے اس کو چھوا ہو تو عورت کو مہر پورا دیا جائے گا۔ اور خاوند تاوان وصول کرے گا عورت کے متولی سے۔'' (مالک)

شرح: ......ثابت ہوا ولی قصداً اگر ان بیماریوں والی عورت کی شادی کرتا ہے تو خاوند کے چھونے کی وجہ سے حق

(٤٢٥٢) مؤطا: ١١١٩.

مہر تو پورا دینا ہوگا مگر یہ خاوند اس عورت کے سرپرست پر چٹی ڈال سکتا ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/۳۵۲)

٤٢٥٣۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيّبِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ أَيُّمَا امْرَأَةٍ فَقَدَتْ زَوْجَهَا فَلَمْ تَدْرِ أَيْنَ هُوَ فَإِنَّهَا تَنْتَظِرُ أَرْبَعَ سِنِيْنَ ثُمَّ تَعْتَدُّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ثُمَّ تَحِلُّ. (رواه مالك، ١٢١٩)

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس عورت کا خاوند گم ہو جائے اور عورت کو کچھ معلوم نہ ہو کہ وہ کہاں ہے، تو وہ چار سال انتظار کرے، اور پھر چار ماہ اور دس دن عدت میں رہے، پھر وہ حلال ہو جائے گی۔'' (مؤطا)

شرح: ......یعنی ایک عورت کا خاوند غائب ہو جائے اور تلاش بسیار کے بعد بھی پتہ نہ چلے کہ وہ کہاں ہے تو چار سال تک وہ عورت انتظار کرے، کیونکہ یہ حمل کی آخری مدت ہے۔ اس انتظار کے بعد اس آدمی کو مردہ تصور کرتے ہوئے یہ عورت چار ماہ دس دن عدت گزارے گی، اس کے بعد ولی کی اجازت سے جس سے چاہے نکاح کر لے۔ (شرح زرقانی: ۳/ ۱۹۹)

اس کا پس منظر یہ ہے کہ ایک آدمی گم ہوا، اس کا پتہ نہ چل رہا تھا، اس کی بیوی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور خاوند کی گمشدگی کی اطلاع دی تو انہوں نے اوپر والا فتویٰ جاری فرمایا۔

اس کے بعد اس کا خاوند آ گیا، اس نے بتایا کہ مجھے جنوں نے روک رکھا تھا، پھر مسلمان جنوں نے ان پر حملہ کیا، مجھے قید میں لیا، جب انہیں پتہ چلا کہ میں بھی مسلمان ہوں تو انہوں نے مجھے آنے کی اجازت دے دی۔ (ابن ابی شیبہ: ۳/ ۵۲۱، بیہقی) ان اقوال کے بے وزن ہونے میں مزید بحث کی ضرورت نہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ کا نظریہ ایک سال کا معلوم ہوتا ہے۔ (کتاب الطلاق، باب حکم المفقود فی اہلہ و مالہ)

ایک قول یہ ہے کہ یہ حاکم وقت کے اجتہاد کے مطابق ہے، یہ بھی کافی وزنی بات ہے۔ اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فتویٰ جو کہ خلیفہ راشد بھی ہیں اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اکثریت کا یہی موقف ہے یہ زیادہ محتاط اور مناسب ہے۔ اگر گم شدہ خاوند آ جاتا ہے تو یہ بیوی دوسرے سے خلع لے کر پہلے گم شدہ خاوند کے گھر چلی جائے گی۔ (فتح الباری: ۹/ ۴۳۱، تفہیم الاسلام: ۲/ ۴۷۸)

٤٢٥٤۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَوْ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَضٰي أَحَدُهُمَا فِي امْرَأَةٍ غَرَّتْ رَجُلاً بِنَفْسِهَا وَذَكَرَتْ أَنَّهَا حُرَّةٌ فَتَزَوَّجَهَا فَوَلَدَتْ لَهُ

''امام مالک رحمہ اللہ کو خبر پہنچی کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اس لونڈی کے متعلق فیصلہ کیا، جس نے مرد کو اپنے آزاد ہونے کا دھوکہ دیا تھا، اور اس نے نکاح کیا، اور اولاد بھی پیدا ہوئی۔ فیصلہ یہ دیا کہ وہ اپنی اولاد کے فدیہ میں ان جیسے مملوک

(٤٢٥٣) مؤطا: ١٢١٩.

(٤٢٥٤) مؤطا.

أَوْلَادًا فَقَضٰى أَنْ يَفْدِيَ وَلَدَهٗ بِمِثْلِهِمْ قَالَ يَحْيَ سَمِعْتُ قَوْلَهٗ يَقُوْلُ وَالْقِيْمَةُ أَعْدَلُ فِي هٰذَا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ. (رواه مالك)

دیدے۔ یحییٰ فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے: یہ میرے نزدیک عادلانہ قیمت ہے۔

شـــرح: ......یعنی جس آدمی سے دھوکہ ہوا ہے وہ اپنے بچوں کے فدیہ کی مناسب سی قیمت لگا کر ادا کر دے اور بچے آزاد ہو جائیں گے۔(گوندلوی)

٤٢٥٥۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ زَيْدٍ أَوْزَيْدِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنْ بَنِيْ غِفَارٍ فَلَمَّادَخَلَ عَلَيْهَا(وَضَعَ ثَوْبَهٗ وَقَعَدَ عَلَى الْفِرَاشِ) أَبْصَرَ بِكَشْحِهَا بَيَاضاً فَانْحَازَ عَنِ الْفِرَاشِ ثُمَّ قَالَ خُذِيْ عَلَيْكِ ثِيَابَكِ وَلَمْ يَأْخُذْمِمَّا أَتَاهَا شَيْئًا. (رواه أحمد، ١٥٦٠٢، بضعف)

''کعب بن زید یا زید بن کعب سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے بنوغفار کی ایک عورت سے عقد کیا، اور جب وہ آپ ﷺ کے پاس آئی، آپ ﷺ کپڑے رکھ کر بستر پر بیٹھ گئے، تو اس کے پہلو پر سفید نشان دیکھا تو آپ بستر سے اتر گئے۔ اور فرمایا: اپنے کپڑے پہن لو، جو مہر آپ اسے دے چکے تھے اس میں کچھ بھی واپس نہ لیا۔'' (احمد، سند ضعیف)

انتباہ: ......اوپر صحیح حدیث میں ذکر ہو چکا ہے کہ مرد یا عورت میں عیب نکل آئے تو علیحدگی جائز ہے۔

العدل بين النساء والعزل والغيلة والنشوز والشرط والإختصاء وغير ذلك

عورتوں کے درمیان عدل، عزل، بحالت حمل جماع، بگاڑ اور شرائط اور خصی کرانے کا اور دیگر متعلقہ امور کا بیان

٤٢٥٦۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ كَانَتْ لَهٗ امْرَأَتَان فَمَالَ إِلٰى إِحْدَاهُمَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَشِقُّهٗ مَائِلٌ. (رواه أبوداود، ٢١٣٣)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جس کی دو بیویاں ہوں وہ ایک کی جانب مائل رہے تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے بدن کا نصف حصہ ایک جانب مائل ہوگا۔''

شرح: ......دو بیویاں ہوں یا زیادہ ہوں، دلی میلان تو انسان کے بس کی بات نہیں۔ عملی میلان ان میں سے ایک کی طرف زیادہ نہ ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ﴾ (النسآء: ١٢٩) ''نہ مائل ہو جاؤ

(٤٢٥٥) احمد: ١٥٦٠٢۔ وجميل بن زيد ضعيف، هيثمی: ٧٦٠٤.

(٤٢٥٦) ابوداؤد: ٢١٣٣۔ صحيح، البانی: ١٨٦٧۔ ترمذی: ١١٤١۔ نسائی: ٣٩٤٢۔ ابن ماجه: ١٩٦٩۔ احمد: ٩٧٤٠۔ دارمی: ٢٢٠٦.

ایک کی طرف سارا مائل ہونا۔''

یعنی ایک کو دوسری پر ترجیح نہ دو، اگر ایسا ہوگا تو میدان محشر میں رسوا کن عذاب ہوگا کہ ایک حصہ مارا ہوگا اور یہ سرعام شرمندہ ہوگا۔ (انجاز الحاجہ: ٦/ ٣٩٥)

٤٢٥٧ــــ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْسِمُ فَيَعْدِلُ وَيَقُوْلُ اللّٰهُمَّ هٰذَا قَسْمِي فِيْمَا أَمْلِكُ فَلاَتَلُمْنِيْ فِيْمَا تَمْلِكُ وَلاأَمْلِكُ . قَالَ أَبُوْدَاوُدُ: يَعْنِي الْقَلْبَ . (رواه أبوداود، ٢١٣٤)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ازواج کریمات کے درمیان عادلانہ تقسیم کرتے۔ اور فرماتے: اے اللہ! یہ میری تقسیم ہے جو میرے اختیار میں ہے۔ اور مجھے ملامت نہ کر اس چیز میں جس کا مجھے اختیار نہیں ہے۔ امام ابوداؤد نے کہا کہ مراد اس سے دل کا میلان ہے۔'' (ابوداؤد)

شــــرح: ......یعنی دل میں ایک کی محبت کا زیادہ ہونا یہ میرے بس میں نہیں، باقی رات گزارنا، اخراجات دینا، لباس، خوراک وغیرہ میں میں مساوات کرتا ہوں۔ (انجاز الحاجۃ: ٦/ ٣٩٧)

٤٢٥٨ــــ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَارَأَيْتُ امْرَأَةً أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَكُوْنَ فِي مِسْلاَخِهَا مِنْ سَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ مِنَ امْرَأَةٍ فِيْهَا حِدَّةٌ قَالَتْ فَلَمَّا كَبِرَتْ جَعَلَتْ يَوْمَهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِعَائِشَةَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْجَعَلْتُ يَوْمِي مِنْكَ لِعَائِشَةَ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْسِمُ لِعَائِشَةَ يَوْمَيْنِ يَوْمَهَا وَيَوْمَ سَوْدَةَ . (رواه مسلم، ١٤٦٣)

''سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے کوئی عورت نہیں دیکھی جس کی مانند میں اپنا متمثّل ہونا پسند کروں مگر سودہ رضی اللہ عنہا اس میں حدت ضرور تھی۔ جب وہ عمر رسیدہ ہوگئی تو اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ ﷺ سے اپنی نوبت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے مخصوص کرتی ہوں۔ پس رسول اللہ ﷺ عائشہ کے لیے دو دن تقسیم کرتے تھے، ایک دن عائشہ رضی اللہ عنہا کا اور ایک دن سودہ رضی اللہ عنہا کا۔'' (مسلم)

٤٢٥٩ــــ وَفِي رِوَايَةٍ وَكَانَتْ أَوَّلَ أَمْرَأَةٍ تَزَوَّجَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ بَعْدَ خَدِيْجَةَ .

'' اور ایک روایت ہے میں ہے کہ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا پہلی عورت ہیں جس سے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد آپ ﷺ نے عقد کیا ہے۔''

شرح:......اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک عورت سوتن کو اپنی باری ہبہ کرتی ہے تو یہ جائز ہے مگر خاوند کی رضا سے

(٤٢٥٧) ابوداؤد: ٢١٣٤۔ ضعیف، البانی: ٤٦٧۔ ترمذی: ١١٤٠۔ نسائی: ٣٩٤٣۔ ابن ماجه: ١٩٧١۔ احمد: ٢٤٥٨٧۔ دارمی: ٢٢٠٧.

(٤٢٥٨) مسلم: ١٤٥٣۔ بخاری: ٥٢١٢۔ ابوداؤد: ٢١٣٨۔ ابن ماجه: ١٩٧٢۔ احمد: ٢٤٣٣٨.

اپنی باری ہبہ کرے کیونکہ خاوند ہبہ کرنے والی پر حق رکھتا ہے۔ اس کی رضا کے بغیر اس کا حق ہبہ نہیں ہوسکتا۔ جو بغیر رضا والی حدیث آ رہی ہے یہ ضعیف ہے۔ اور پھر باری ہبہ کرنے پر سوتن سے معاوضہ بھی نہ لے۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے جب اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس مسلسل دو رات نہیں رہتے تھے۔ بلکہ ایک رات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری والی ہوتی اور پھر جس دن حضرت سودہ رضی اللہ عنہا والی باری ہوتی اس دن بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہتے۔ (انجاز الحاجہ: ۶/ ۳۹۸)

۴۲۶۰ــــ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَجَدَ عَلٰى صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ فِي شَيْءٍ فَقَالَتْ صَفِيَّةُ يَاعَائِشَةَ هَلْ لَكِ أَنْ تُرْضِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِّي وَلَكِ يَوْمِيْ قَالَتْ نَعَمْ فَأَخَذَتْ خِمَارًا لَهَامَصْبُوْغاً بِزَعْفَرَان فَرَشَّتْهُ بِالْمَاءِ لِيَفُوْحَ رِيْحُهُ ثُمَّ قَعَدَتْ إِلٰى جَنْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَاعَائِشَةُ إِلَيْكِ عَنِّي إِنَّهُ لَيْسَ يَوْمُكِ فَقَالَتْ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ فَأَخْبَرَتْهُ بِالأَمْرِفَرَضِيَ عَنْهَا . (رواه إبن ماجة، ۱۹۷۳)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا پر ناراض ہوئے۔ تو اس نے کہا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! کیا تو یہ پسند کرے گی کہ ایک دن میری باری کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تم لے لو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے اوپر راضی کر دے؟ چنانچہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہاں کر دی۔ پس ان کی ایک چادر تھی جو کہ زعفران سے رنگی گئی تھی اسے لیا اور پانی چھڑکا تا کہ اس سے خوشبو اٹھے، پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب جا کر بیٹھ گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا تیری باری آج نہیں تو مجھ سے دور ہو جا۔ تو اس نے کہا: یہ تو اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے دے دے۔ پھر قصہ بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صفیہ رضی اللہ عنہا سے راضی ہو گئے۔'' (ابن ماجہ)

۴۲۶۱ــــ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ تِسْعُ نِسْوَةٍ فَكَانَ إِذَا قَسَمَ بَيْنَهُنَّ لاَيَنْتَهِيْ إِلَى الْمَرْأَةِ الأُوْلَى إِلاَّفِيْ تِسْعٍ فَكُنَّ يَجْتَمِعْنَ كُلَّ لَيْلَةٍ فِي بَيْتِ الَّتِيْ يَأْتِيْهَافَكَانَ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ فَجَاءَتْ زَيْنَبُ فَمَدَّيَدَهُ إِلَيْهَا فَقَالَتْ هٰذِهِ زَيْنَبُ فَكَفَّ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهُ فَتَقَاوَلَتَا حَتّٰى اسْتَخْبَتَا وَأُقِيْمَتِ الصَّلاَةُ فَمَرَّ أَبُوْ

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نو ازواج تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب ان کے درمیان دن تقسیم کرتے تو اول کے پاس نہ جاتے مگر نویں رات کو، وہ ہر رات جمع ہوتیں اس گھر میں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم آتے تھے۔ ایک دفع کا ذکر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے اور جب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: وہ زینب ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

(۴۲۶۰) ابن ماجه: ۱۹۷۳ـ ضعيف، البانی: ۴۲۸.

(۴۲۶۱) مسلم: ۱۴۶۲ـ احمد: ۱۳۰۷۸.

بَكْرٍ عَلَى ذٰلِكَ فَسَمِعَ أَصْوَاتَهُمَا فَقَالَ أُخْرُجْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِلَى الصَّلاَةِ وَاحْثُ فِي أَفْوَاهِهِنَّ التُّرَابَ . (رواه مسلم، ١٤٦٢)

نے ہاتھ روک دیا اور ان دونوں ازواج مطہرات نے ایک دوسری کو کچھ باتیں کہنا شروع کر دیں، حتیٰ کہ وہ عاجز آ گئیں۔ نماز کا وقت آ گیا اور ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ وہاں سے گذرے اور ان دونوں کی آواز سنی تو کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نکل آئیں اور ان کے منہ میں مٹی ڈال دیں۔'' (مسلم)

شـــرح: ......ثابت ہوا جس بیوی کی باری ہو اس کے گھر میں ساری بیویاں جمع ہو اور بات چیت کرنے کے بعد اپنے اپنے کمروں میں چلی جائیں اور جس کی باری ہو اس کے گھر میں آدمی رات گزارے۔ اور اگر کوئی بیوی از راہ مزاح یا محبت دوسری کی باری کے دن اپنی طرف متوجہ بھی کرے تو محتاط رہا جائے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا بڑا آدمی سخت الفاظ کہہ دے تو انہیں برداشت کیا جائے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیٹی کو اور بیٹی کی سوتن کو ڈانٹتے ہیں وہ خاموش رہتی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی منع نہیں کرتے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل میں نماز کی کتنی اہمیت اور احترام تھا۔ (گوندلوی)

٤٢٦٢ــــ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَدُوْرُ عَلَى نِسَائِهِ فِي السَّاعَةِ الْوَاحِدَةِ مِنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُنَّ إِحْدَى عَشَرَةَ فَقِيْلَ لِاَنَسٍ أَوَكَانَ يُطِيْقُهُ؟ قَالَ كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّهُ أُعْطِيَ قُوَّةَ ثَلاَثِيْنَ . (رواه البخاري، ٢٦٨)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات یا دن کی ساعت میں ازواج مطہرات کے پاس جاتے تھے۔ اور آپ کی گیارہ بیویاں تھیں۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو کہا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں اتنی طاقت تھی؟ انھوں نے کہا: ہم باتیں کیا کرتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تیس مردوں کے برابر طاقت دی گئی ہے۔'' (البخاری)

شـــرح: ......ایک روایت میں نو بیویوں کا ذکر بھی ہے۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو آپ کی ایک ہی اہلیہ تھیں۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا، اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہوئی۔ پھر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اور حضرت زینب بنت خذیمہ رضی اللہ عنہا سے ۳ اور ۴ ہجری میں شادی ہوئی۔ پھر ۵ ہجری میں حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے شادی ہوئی اور ٦ ہجری میں حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی۔ اور ۷ ہجری میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہن سے آپ کی شادی ہوئی، اس طرح ان کی تعداد نو بنتی ہے اور دو لونڈیوں کو شمار کریں تو تعداد گیارہ ہو جاتی ہے۔

(٤٢٦٢) بخاری: ٢٦٨۔ مسلم: ٣٠٩۔ ترمذی: ١٤٠۔ نسائی: ٢٦٤۔ ابوداؤد: ٢١٨۔ ابن ماجہ: ٥٨٩۔ احمد: ١٣٦٩٥۔ دارمی: ٧٥٤.

یہ بھی ثابت ہوا جماع کے درمیان وضو کا حکم مستحب ہے لازمی نہیں ایک ہی دفعہ آخر میں غسل کرنا بھی سنت سے ثابت ہے۔

یہ بھی ثابت ہوا نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جسمانی صحت اور قوت مردمی خصوصی عنایت فرمائی تھی۔ اور آپ کی بیویوں کی کثرت امت کے لیے باعث رحمت ہے کیونکہ بہت سارے احکام دین ان کی بدولت دنیا کے سامنے آئے ہیں۔ (فتح الباری: ۱/ ۳۷۷)

٤٢٦٣ـ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ إِذَا تَزَوَّجَ الرَّجُلُ الْبِكْرَ عَلَى الثَّيِّبِ أَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعاً وَقَسَمَ وَإِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ عَلَى الْبِكْرِ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلاثاً ثُمَّ قَسَمَ. (للبخاري، ٥٢١٤)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سنت یہ ہے کہ جب کنواری سے ثیبہ پر عقد کیا جائے تو کنواری کے پاس سات ایام ٹھہرے اور پھر تقسیم کرے۔ اور جب ثیبہ سے عقد کرے تو اس کے پاس تین دن ٹھہرے اور پھر تقسیم کرے۔'' (بخاری)

٤٢٦٤ـ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا تَزَوَّجَ أُمَّ سَلَمَةَ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلاثاً ثُمَّ قَالَ لَيْسَ بِكِ عَلٰى أَهْلِكِ هَوَانٌ إِنْ شِئْتِ سَبَّعْتُ لَكِ وَإِنْ سَبَّعْتُ لَكِ سَبَّعْتُ لِنِسَائِيْ. (رواه أبوداود، ٢١٢٢)

''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے جب ان سے عقد کیا تو آپ ﷺ ان کے پاس تین ایام ٹھہرے اور فرمایا: اس سے تیرے گھر والوں پر کوئی رسوائی نہیں ہے، پس اگر تو چاہے تو میں تیرے پاس سات ایام ٹھہروں اور اگر سات دن ٹھہروں گا تو پھر سب کے پاس سات سات دن ٹھہروں گا۔''

٤٢٦٥ـ وَفِي رِوَايَةٍ: إِنْ شِئْتِ سَبَّعْتُ عِنْدَكِ وَإِنْ شِئْتِ ثَلَّثْتُ ثُمَّ دُرْتُ قَالَتْ ثَلِّثْ. (رواه مسلم، ١٤٦٠)

''ایک روایت میں ہے: اگر تو چاہے تو تیرے پاس سات دن ٹھہروں اور اگر تو چاہے تو تین دن ٹھہروں اور پھر باری باری سب کے پاس آنے جانے لگوں گا۔ تو انھوں نے کہا: تین دن ہی ٹھہریں۔''

٤٢٦٦ـ عَنْ أَبِيْ بَكْرِبْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ تَزَوَّجَ أُمَّ سَلَمَةَ فَدَخَلَ عَلَيْهَا فَأَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ أَخَذَتْ بِثَوْبِهِ فَقَالَ

''سیدنا ابوبکر بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ ﷺ نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو اس کے پاس گئے۔ پھر آپ ﷺ جب جانے لگے تو ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا

(٤٢٦٣) بخاری: ٥٢١٤۔ مسلم: ١٤٦١۔ ترمذی: ١١٣٩۔ ابوداؤد: ٢١٢٤۔ ابن ماجه: ١٩١٦۔ احمد: ١١٥٤١۔ مؤطا: ١١٢٤۔ دارمی: ٢٢٠٩.

(٤٢٦٤) ابوداؤد: ٢١٢٢۔ صحیح، البانی: ١٨٦٢۔ مسلم: ١٤٦٠۔ ابن ماجه: ١٩١٧۔ احمد: ٢٦١٨٢۔ مؤطا: ١١٢٣۔ دارمی: ٢٢١٠.

(٤٢٦٥) مسلم: ١٤٦٠۔ ابن ماجه: ١٩١٧۔ احمد: ٢٦١٨٢۔ مؤطا: ١١٢٣۔ دارمی: ٢٢١٠.

(٤٢٦٦) مسلم: ١٤٦٠۔ ابن ماجه: ١٩١٧۔ احمد: ٢٦١٨٢۔ مؤطا: ١١٢٣۔ دارمی: ٢٢١٠.

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنْ شِئْتِ زِدْتُّكِ وَحَاسَبْتُكِ بِهِ لِلْبِكْرِ سَبْعٌ وَلِلثَّيِّبِ ثَلَاثٌ. (رواه مسلم، ١٤٦٠)

نے آپ ﷺ کے کپڑے کا دامن پکڑا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہتی ہو تو میں تیرے لیے اضافہ کر دیتا ہوں اور پھر تیرا حساب رکھوں گا۔ اور طریقہ یہ ہے کہ ثیبہ کے لیے تین دن اور باکرہ کے لیے سات دن عروسی کے ہیں۔'' (مسلم)

شرح: ......آدمی کی بیوی پہلے بھی موجود ہو بعد میں وہ دوسری بیوی کرتا ہے اور یہ دوسری بیوی کنواری ہو تو آدمی پر واجب ہے کہ وہ سات دن اس کنواری کے پاس گزارے اور پھر باری تقسیم کرے۔ اگر دوسری بیوی شوہر دیدہ تھی کنواری نہ تھی تو اس کے پاس تین دن ٹھہرے، پھر باری تقسیم کرے۔ اگر آدمی کی پہلے کوئی بیوی نہ ہو تو پھر جس سے شادی کرے اس بیوی کے پاس ٹھہرنے کا مذکورہ طریقہ مستحب ہے، اس پر واجب نہیں۔

نئی بیوی سے شب عروسی اس کا حق ہے اور دوسریوں پر اسے ترجیح دی جائے گی۔ یہ تین دن اور کنواری کے لیے سات دن کی مدت ختم ہونے کے بعد نئی و پرانی بیویوں کے درمیان باریوں کی تقسیم ہوگی۔

نئی دلہن کے پاس خاوند کا اتنے دن گزارنا اسے مانوس کرنے اور نئے گھر میں آنے کے بعد اسے رغبت پیدا کرنے اور اس کی قدر و منزلت کا احساس دلانے کے لیے متعین کیا گیا ہے۔

کنواری اور شوہر دیدہ کے درمیان قیام میں تفریق کی گئی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ شوہر دیدہ پہلے کچھ جدائی برداشت کرنے کا تجربہ کر چکی ہوتی ہے۔ اس کی حوصلہ افزائی جلد ہو جاتی ہے جبکہ کنواری کے لیے خاوند اجنبی ہوتا ہے اور اسے گھر کی جدائی زیادہ محسوس ہوتی ہے۔ اس کی وحشت کو دور کرنے اور اسے مانوس کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لیے اس کے پاس ٹھہرنے کے دن زیادہ متعین کیے گئے ہیں۔

۲۔ نبی اکرم ﷺ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تین دن گزارنے کے بعد جانے لگے تو انہوں نے آپ ﷺ کا دامن پکڑ لیا کہ آپ نہ جائیں۔ تو تب آپ ﷺ نے فرمایا تھا: آپ کی قدر و منزلت میرے ہاں کوئی کم نہیں ہے، میں یہ قانون الٰہی کے تحت کر رہا ہوں۔ اگر میں تمہارے ہاں زیادہ قیام کروں گا تو پھر سب کے ہاں اتنا ہی قیام کروں گا۔ تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا مان گئیں کہ چلے جائیں تا کہ باری جلدی آ جائے۔

۳۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا بیوی ہو یا کوئی اور ہو جس سے بھی معاملہ پیش آ جائے اس کے نفع و نقصان سے اسے آگاہ کر دیا جائے تا کہ وہ اپنے حقوق اور معاملات کو علی وجہ البصیرت طے کر سکے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۴۰۹)

٤٢٦٧۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ غزوہ

(٤٢٦٧) بخاری: ٤١٣٨۔ مسلم: ١٤٣٨۔ ترمذی: ١١٣٨۔ نسائی: ٣٣٢٧۔ ابوداؤد: ٢١٧٢۔ ابن ماجه: ١٩٢٦۔ احمد: ١١٤٩٩۔ مؤطا: ١٢٦٢۔ دارمی: ٢٢٢٤.

خَـرَجْنَا مَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِـي غَزْوَةِ بَنِيْ الْـمُـصْـطَلِقِ فَأَصَبْنَا سَبِيًّامِنْ سَبْيِ الْعَرَبِ فَـاشْتَهَيْـنَـا الـنِّسَـاءَ وَاشْتَدَّتْ عَلَيْنَا الْعُزْبَةُ وَأَحْبَبْـنَـا الْعَزْلَ فَأَرَدْنَاأَنْ نَعْزِلَ وَقُلْنَا نَعْزِلُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ أَظْهُرِنَا قَبْلَ أَنْ نَسْأَلَهُ فَسَـأَلْـنَـاهُ عَـنْ ذٰلِكَ فَـقَـالَ مَـاعَلَيْكُمْ أَنْ لَّاتَـفْعَلُوْامَامِنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةٍ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا وَهِيَ كَائِنَةٌ. (رواه البخاري، ٤١٣٨)

بنی مصطلق میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ ہمیں قیدی میسر آئے۔ عرب کے قیدیوں میں سے ہمیں عورتوں کی طرف شدید رغبت پیدا ہوئی اور عورتوں سے جدائی مشکل ہوگئی۔ الغرض ہم نے عزل کا ارادہ کیا۔ پھر ہم نے کہا: ہم عزل کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہمارے درمیان موجود ہیں ہم ان سے پوچھتے کیوں نہیں؟ پس ہم نے آپ ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا نہ کرو تب بھی کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔ جو بھی قیامت تک پیدا ہونے والا ہے وہ پیدا ہوکر ہی رہے گا۔'' (بخاری)

٤٢٦٨ـــ عَـنْ أَبِـيْ سَـعِيْـدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَجُلاًقَـالَ يَـارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ لِي جَارِيَةً وَأَنَـا أَعْـزِلُ عَـنْهَـا وَأَنَاأَكْرَهُ أَنْ تَحْمِلَ وَأَنَا أُرِيْدُ مَايُرِيْدُ الرِّجَالُ وَإِنَّ الْيَهُوْدَ تَحَدَّثُ أَنَّ الْـعَـزْلَ مَـوْءُوْدَةُ الـصُّـغْرَى قَالَ كَذَبَتْ يَهُـوْدُلَوْأَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَخْلُقَهُ مَا اسْتَطَعْتَ أَنْ تَصْرِفَهُ. (رواه أبوداود، ٢١٧١)

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! میری لونڈی ہے، اور میں اس سے عزل کرتا ہوں، اور اس کو حمل ٹھہرنا میں ناپسند کرتا ہوں، اور یہودی کہتے ہیں: ''یہ زندہ درگور کرنے کی چھوٹی صورت ہے۔'' فرمایا: وہ تو جھوٹ کہتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ پیدا کرنا چاہے تو روکنے کی تجھے طاقت نہیں ہے۔'' (ابوداؤد)

٤٢٦٩ـــ عَنْ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَا بَالُ رِجَـالٍ يَـطَـئُـوْنَ وَلَائِدَهُمْ ثُمَّ يَعْزِلُوْهُنَّ لَا تَـأْتِيْـنِيْ وَلِيْدَةٌ يَعْتَرِفُ سَيِّدُهَا أَنْ قَدْأَلَمَّ بِهَا إِلَّا أَلْـحَـقْـتُ بِــهِ وَلَـدَهَـا فَاعْزِلُوْابَعْدُ أَوِ اتْرُكُوْا. (رواه مالك، ١٤٥٤)

''سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: لوگوں کا کیا حال ہے کہ اپنی لونڈیوں سے جماع کرتے اور عزل کرتے ہیں؟ جو باندی میرے پاس آئے گی جس کا مالک اس سے ہم بستری کا اعتراف کرے گا تو میں بچے کا اس سے الحاق کردوں گا۔ اس کے بعد تم عزل کرو یا نہ کرو۔'' (مالک)

٤٢٧٠ـــــ وفـي رواية: ثُـمَّ يَـدَعُـوْهُـنَّ

''ایک روایت عزل کے بدلے یہ ہے۔ پھر وہ ان کو نکلنے کے

(٤٢٦٨) ابوداؤد: ٢١٧١۔ صحیح، البانی: ١٩٠٣۔ بخاری: ٧٤٠٩۔ مسلم: ١٤٣٨۔ ترمذی: ١١٣٨۔ نسائی: ٣٣٢٧۔ ابن ماجہ: ١٩٢٦۔ احمد: ١١٤٧٤۔ مؤطا: ١٢٦٢۔ دارمی: ٢٢٢٤.

(٤٢٦٩) مؤطا: ١٤٥٤.

(٤٢٧٠) مؤطا: ١٤٥٥.

يَخْرُجْنَ. (رواه مالك، ١٤٥٥)

لیے چھوڑ دیتا ہے۔'' (مالک)

٤٢٧١ــ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُعْزَلَ عَنِ الْحُرَّةِ إِلَّا بِإِذْنِهَا. (رواه إبن ماجة، ١٩٢٨)

''سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آزاد عورت سے اس کی اجازت کے بغیر عزل کرنے سے منع کیا ہے۔'' (ابن ماجہ)

شرح: ......عزل وانزال کے وقت اخراج باہر کرنے کو پوشیدہ زندہ درگور کرنے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اصل میں زندہ درگور کرنے میں حمل کو روکنے اور ضائع کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مگر عزل میں بھی نطفہ کو تلف کرنے کی سعی ہوتی ہے۔ اس کے جاندار بننے کا امکان تھا، یہ حقیقی زندہ کو قطع کرنا نہیں ہے۔ ان میں فرق یہ ہوا زندہ درگور کرنے میں عمل اور ارادہ یکجا ہوتے ہیں جبکہ عزل کی صورت میں صرف ارادہ ہوتا ہے، یہ اور بات ہے زندہ درگور کرنا اور بات ہے۔ مناسبت صرف اولاد میں راہِ فرار اختیار کرنے میں ہے عزل والا بھی اولاد سے راہِ فرار اختیار کرتے ہوئے عزل کرتا ہے۔ اور زندہ درگور کرنے والا بھی اولاد سے راہِ فرار اختیار کرتا ہے، لہٰذا اس سے عزل کے حرام ہونے کی دلیل نہیں بنتی۔

یہی وجہ ہے کہ اس آدمی نے کہا تھا کہ میں لونڈی سے جماع کا خواہشمند ہوں اور یہ بھی نہیں چاہتا کہ وہ حاملہ ہو۔ میں احتیاط کے لیے عزل کرتا ہوں لیکن یہودیوں کی بات نے مجھے پریشان کر دیا ہے۔ آپ ﷺ نے اسے تسلی دلائی اور یہودیوں کی تردید کی کہ تمہارا ارادہ اللہ کے ارادے کو نہیں روک سکتا، تم چاہو تو عزل کرلو مگر جب اللہ کی مرضی ہوگی تو وہ پیدائش ہوکر رہے گی۔ تقدیر الٰہی پر ایمان کمزور نہ ہو۔

عزل پر قیاس کرتے ہوئے دورِ جدید کے ڈاکٹر رگ کاٹ کر قوت تولید ختم کر دیتے ہیں تاکہ نسل کو محدود کیا جا سکے گو قوت جماع باقی رہنے دیتے ہیں۔ یہ قطعاً حرام ہے، کیونکہ عزل والا خود مختار ہے، اگر چاہے تو یہ فعل کرے اور چاہے تو ترک کر دے اور رگ تولید کاٹ دینے سے اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو تبدیل کیا جاتا ہے۔ اور پھر اس سے تباہ کن بیماریاں بھی لاحق ہو جاتی ہیں اور کینسر وغیرہ تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/۳۷۰)

٤٢٧٢ــ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ بْنِ السَّكَنِ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَاتَقْتُلُوْا أَوْلَادَكُمْ سِرًّا فَإِنَّ الْغَيْلَ يُدْرِكُ الْفَارِسَ فَيُدَعْثِرُهُ عَنْ فَرَسِهِ. (لأبي داود، ٣٨٨١)

''اسماء بنت یزید کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: اپنی اولاد کو مخفی طور پر قتل نہ کرو۔ حاملہ سے جماع سوار پر اثر کرتا ہے اور اس کو گھوڑے سے گرا دیتا ہے۔'' (ابوداؤد)

(٤٢٧١)

(٤٢٧٢) ابوداؤد: ٣٨٨١۔ ضعیف، البانی: ٥٣٥۔ ابن ماجه: ٢٠١٢۔ احمد: ٢٧٠٤٣.

٤٢٧٣ـــ عَنْ جُدَامَةَ بِنْتِ وَهْبِ الأَسَدِيَّةِ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَنْهَى عَنِ الْغِيْلَةِ حَتّٰى ذَكَرْتُ أَنَّ الرُّوْمَ وَفَارِسَ يَصْنَعُوْنَ ذٰلِكَ فَلاَ يَضُرَّ أَوْلَادَهُمْ. (رواه مسلم، ١٤٤٢)

''جدامہ بنت وھب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے نبی کریم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا: میں نے حاملہ سے جماع کی ممانعت کرنے کا ارادہ کیا تھا یہاں تک کہ مجھے معلوم ہوا کہ اہل روم اور ایرانی ایسا کرتے ہیں اور ان کی اولاد کو کوئی ضرر نہیں ہوتا۔'' (مسلم)

شــرح: ......غیلہ یہ ہے کہ ابھی عورت پہلے بچے کو دودھ پلانے کی مدت میں ہے، اور اسے دودھ پلاتی رہتی ہے پھر خاوند اس سے جماع کرتا ہے یہ حاملہ ہو جاتی ہے۔ عرب لوگ اسے ناپسند کرتے اور کہتے کہ اس طرح بچہ کمزور خون پتلا اور دودھ خراب ہو جاتا ہے جس سے بچے کی صحت متاثر ہوتی ہے۔ اور ایسا دودھ پینے والا بچہ اچھا شہسوار نہیں ہوتا۔ آپ ﷺ نے ان تمام توہمات کی نفی فرما دی ہے کہ روم وفارس والے ہمارے سامنے ہیں وہ ایسا کرتے ہیں اور ان میں ان توہمات کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ تو ہم عرب ہیں اور اس کے ساتھ ہم مسلمان ہیں تو ہم ایسے توہمات کا شکار کیوں ہوں لہٰذا غیلہ کا کوئی نقصان نہیں۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۳۶۹)

٤٢٧٤ـــ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ﴿وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا أَوْ إِعْرَاضاً﴾ قَالَتْ هُوَالرَّجُلُ يَرَى مِنَ امْرَأَتِهِ مَالاَيُعْجِبُهُ كِبْراً أَوْغَيْرَهُ فَيُرِيْدُ فِرَاقَهَا فَتَقُوْلُ أَمْسِكْنِيْ وَاقْسِمْ لِيْ مَاشِئْتَ قَالَتْ فَلاَبَأْسَ إِذَا تَرَاضَيَا. (رواه البخاري، ٢٦٩٤)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس آیت کی تفسیر میں بیان کیا ﴿اگر کوئی عورت اپنے خاوند کے بگاڑ کرنے کا خوف کھاتی ہو یا اعراض کرنے کا﴾ یہ وہ مرد ہے جو اپنی بیوی میں وہ چیز دیکھتا ہے جو اس کو پسند نہیں بوڑھی ہونے کی وجہ ہو یا کوئی دوسری وجہ ہو اور وہ اس کو جدا کرنا چاہے تو عورت کہے مجھے روکے رکھ اور میری باری اپنی صوابدید کے مطابق تقسیم کردے۔ پس اس امر پر دونوں راضی ہو جائیں تو کوئی گناہ نہیں ہے۔'' (بخاری)

شــرح: ......ثابت ہوا اگر عورت کو اپنے خاوند سے یہ اندیشہ ہو کہ وہ اسے طلاق دے دے گا تو وہ اپنے کسی بھی حق، نان ونفقہ، باری یا جتنی دیر یا دنوں کے بعد اس کے پاس آنے کا کہے اسے تسلیم کر کے یا اپنے کسی بھی حق سے دستبردار ہو کر خاوند سے صلح کر لیتی ہے اور اسے رضا مندی کر لیتی ہے تو یہ جائز ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۴۱۱)

٤٢٧٥ـــ عَنْ نَضَلَةَ بْنِ طَرِيْفٍ أَنَّ رَجُلاً

''نضلہ بن طریف کہتے ہیں کہ ہم میں سے ایک آدمی جسے اعشی

(٤٢٧٣) مسلم: ١٤٤٢۔ ترمذی: ٢٠٧٧۔ نسائی: ٣٣٢٦۔ ابوداؤد: ٣٨٨٢۔ ابن ماجه: ٢٠١١۔ احمد: ٢٦٩٠١۔ مؤطا: ١٢٩٢۔ دارمی: ٢٢١٧.

(٤٢٧٤) بخاری: ٢٦٩٤۔ مسلم: ٣٠٢١۔ ابوداؤد: ٢١٣٥.

(٤٢٧٥) احمد: ٦٨٤٧۔ رواه عبدالله ابن احمد، طبرانی وفيه جماعة لم اعرفهم، هيثمی: ٧٧٤٠.

مِـنْهُمْ يُقَالُ لَهُ الأَعْشَى وَاسْمُهُ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الأَعْـوَرِكَـانَـتْ عِنْدَهُ امْرَأَةٌ يُقَالُ لَهَامَعَاذَةُ خَرَجَ فِي رَجَبٍ يَمِيْرُأَهْلَـهُ مِنْ هَجَرَ فَهَرَبَتِ امْـرَأَتُـهُ بَـعْـدَهُ نَـاشِزاً عَلَيْهِ فَعَاذَتْ بِرَجُلٍ مِـنْهُمْ يُقَالَ لَهُ مُطَرِّفُ بْنُ بُهْصُلِ بْنِ كَعْبِ بْـنِ قَمَيْشَعِ بْنِ دُلَفَ بْنِ أَهْضَمَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ فَجَعَلَهَا خَلْفَ ظَهْرِهِ فَلَمَّا قَدِمَ وَلَمْ يَجِدْهَا فِي بَيْتِهِ وَأُخْبِرَأَنَّهَا نَشَزَتْ عَلَيْهِ وَأَنَّهَا عَادَتْ بِـمُـطَـرِّفِ بْنِ بُهْصُلٍ فَأَتَاهُ فَقَالَ يَا ابْنَ عَمِّ أَعِـنْـدَكَ امْـرَأَتِـيْ مُـعَاذَةُ فَادْفَعْهَا إِلَيَّ قَالَ لَيْسَـتْ عِنْدِيْ وَلَوْ كَانَتْ عِنْدِيْ لَمْ أَدْفَعْهَا إِلَيْكَ قَـالَ وَكَـانَ مُـطَـرِّفٌ أَعَزَّمِنْهُ فَخَرَجَ حَتّٰى أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَعَاذَبِهُ وَأَنْشَأَيَقُوْلُ .

يَـا سَيِّدَ الـنَّـاسِ وَدَيَّـانَ الْعَـرَبِ
إِلَيْكَ أَشْـكُـوْذِرْبَةً مِـنَ الـذِّرَبْ
كَـالـذِّئْبَةِ الْـغَبْشَاءِ فِي ظِلِّ السَّرَبْ
خَـرَجْـتُ أَبْغِيْهَا الطَّعَامَ فِي رَجَبْ
فَـخَـلَّـفَتْـنِي بِـنِـزَاعٍ وَهَـرَبْ
أَخْـلَـفَـتِ الْـعَهْـدُ وَلَطَّتْ بِالذَّنَبْ
وَقَـذَفَتْـنِـيْ بَيْـنَ عِيْـصٍ مُؤْتَشَـبْ
وَهُـنَّ شَــرُّ غَــالِـبِ لِـمَنْ غَلَـبْ

فَـقَالَ النَّبِيُّ ﷺ عِـنْدَذٰلِكَ وَهُنَّ شَرٌّ غَالِبٍ لِمَنْ غَلَبْ فَشَكَا إِلَيْهِ امْرَأَتَهُ وَمَا صَنَعَتْ بِهِ وَأَنَّهَـا عِـنْـدَرَجُلٍ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ مُطَرِّفُ بْنُ بُهْـصُـلٍ فَـكَتَبَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ إِلَـى مُطَرِّفٍ

کہا جاتا تھا، اس کا نام عبداللہ بن اعور تھا اور اس کی بیوی کا نام معاذہ تھا، چنانچہ اعشیٰ المازنی رجب کے مہینہ میں مقام ھجر سے جا کر اپنے اہل وعیال کے لیے غلہ خریدنے گیا تو اس کی بیوی معاذہ اس کے بعد بگاڑ کر کے بھاگ کر ان کے (قبیلہ کے) ایک آدمی مطرف نامی کی پناہ میں آ گئی۔ جب وہ واپس آیا تو عورت کو مفقود پایا اور اس کو خبر دی گئی کہ وہ بگاڑ کر کے مطرف کے پاس چلی گئی ہے، لہٰذا اس نے مطرف سے اس کا مطالبہ کیا۔ تو اس نے کہہ دیا کہ وہ میرے پاس نہیں اور اگر میرے پاس ہوتی بھی تو میں تیرے حوالے ہرگز نہ کرتا۔ اعشیٰ چل کر نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچا اور آپ ﷺ کی پناہ حاصل کی اور اشعار کہے: اے لوگوں کے بادشاہ اور عرب کے محسن! مجھے شدید مصیبت کا سامنا ہے، میں ماہ رجب میں اس عورت کے لیے خوراک لینے کے لیے گیا۔ وہ نہایت فحش گو ہے دھوکہ باز مادہ بھیڑیئے کی طرح ہے۔ تو وہ میرے جانے کے بعد جھگڑا کر کے بھاگ گئی۔ میرے معاہدے کی خلاف ورزی کی گئی، اور مجھے بدی سے لت پت کیا گیا، مجھے گتھے جنگلات میں پھینک دیا جو گھاس والے تھے۔ اور عورتیں بدترین غالب ہیں وہ جس کو مغلوب کریں۔ پس نبی ﷺ کہتے جاتے تھے۔ عورتیں برا غالب ہیں جس کو مغلوب کیا جائے۔ اور آپ ﷺ نے مطرف کو لکھا کہ اس کی عورت معاذہ کو تلاش کر کے اس کو دیدے جب مطرف کو آپ کا نامہ والا موصول ہوا تو اس نے عورت کو کہا: میں تجھے تیرے خاوند کے پاس بھیج رہا ہوں۔ اس نے کہا: میرے لیے اس سے معاہدہ کر اور اس کے نبی کی ذمہ داری لے تا کہ وہ مجھے سزا نہ دے تو مطرف نے اعشیٰ سے عورت کے لیے عہد لیا اور عورت اس کے سپرد کر دی۔'' (عبداللہ بن احمد

انْظُرِ امْرَأَةَ هٰذَا مُعَاذَةَ فَادْفَعْهَا إِلَيْهِ فَأَتَاهُ كِتَابُ النَّبِيِّ ﷺ فَقُرِئَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهَا يَا مَعَاذَةُ هٰذَا كِتَابُ النَّبِيِّ ﷺ فِيْكِ فَأَنَا دَافِعُكِ إِلَيْهِ قَالَتْ خُذْلِيْ عَلَيْهِ الْعَهْدَ وَالْمِيْثَاقَ وَذِمَّةَ نَبِيِّهِ لَايُعَاقِبُنِيْ فِيْمَا صَنَعْتُ فَأَخَذَلَهَا ذَاكَ عَلَيْهِ وَدَفَعَهَا مُطَرِّفٌ إِلَيْهِ. (رواه أحمد، ٦٨٤٧، لعبدالله بن أحمد مطولا)

کی طویل روایت ہے)

٤٢٧٦۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ إِذَا تَزَوَّجَ رَجُلٌ امْرَأَةً وَشَرَطَ لَهَا أَنْ لَا يُخْرِجَهَا مِنْ مِصْرِهَا فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يُخْرِجَهَا. (رواه الترمذي، ١١٢٧)

''سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ بوقت نکاح جب عورت کے لیے مرد یہ شرط لگادے کہ وہ اس کو اس کے شہر سے باہر نہیں لے جائے تو وہ شرط پوری کرے گا اور عورت کو شہر سے باہر لے جائے۔'' (ترمذی)

٤٢٧٧۔ وَلَهُ عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ شَرْطُ اللّٰهِ قَبْلَ شَرْطِهَا. (للترمذي، ١١٢٧)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''عورت کی شرط پر اللہ تعالیٰ کی شرط مقدم ہے۔'' (ترمذی)

٤٢٧٨۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ لَقَدْ رَدَّ ذٰلِكَ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ وَلَوْأَجَازَلَهُ التَّبَتُّلَ لَاخْتَصَيْنَا. (رواه البخاري، ٥٠٧٤)

''سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی دنیا تارک ہونے کی درخواست مسترد نہ کی ہوتی تو ہم اپنے آپ کو خصی کرا دیتے۔'' (بخاری)

شرح: ......اگر خلاف شرع شرط ہو کہ یہ دوسری شادی نہ کرے گا جماع نہ کرے گا تو یہ قابل قبول نہیں۔ اگر عورت نے یہ شرط لگائی ہے کہ فلاں شہر سے باہر نہیں جاؤں گی اس پر عمل کیا جائے گا خود آدمی کام کے لیے جہاں چاہے جائے، مگر بیوی پابند نہیں، ہاں اگر اپنی رضا مندی سے وہ جانا چاہے تو کوئی حرج نہیں اس کی تائید وہ حدیث بھی کرتی ہے کہ وہ شروط پوری کی جائیں جن کے ساتھ تم نے عصمت حلال کی ہے۔ (تحفۃ الاحوذی: ۲/۱۹۰)

(٤٢٧٦) ترمذی: ١١٢٧۔ صحیح، البانی: ٩٠٠۔ بخاری: ٢٧٢١۔ مسلم: ١٤١٨۔ نسائی: ٣٢٨٢۔ ابوداؤد: ٢١٣٩۔ ابن ماجہ: ١٩٥٤۔ احمد: ١٦٩٢٥۔ دارمی: ٢٢٠٣.

(٤٢٧٧) ترمذی: ١١٢٧.

(٤٢٧٨) مسلم: ١٤٠٢۔ ترمذی: ١٠٨٣۔ نسائی: ٣٢١٢۔ ابن ماجہ: ١٨٤٨۔ احمد: ١٥٩١۔ دارمی: ٢١٦٩.

٤٢٧٩۔ عَنْ سَمُرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ التَّبَتُّلِ قَالَ أَبُوْعِيْسَى وَزَادَ زَيْدُبْنُ أَخْزَمَ فِيْ حَدِيْثِهِ وَقَرَأَقَتَادَةُ﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَارُسُلاًمِنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجاً وَذُرِّيَّةً﴾ (رواه الترمذي، ١٠٨٢)

''سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے رھبانیت سے منع فرمایا۔ قتادہ رحمہ اللہ نے یہ آیت تلاوت کی۔ ﴿اور تحقیق ہم نے تجھ سے پہلے کئی رسول بھیجے اور ہم نے ان کی بیویاں اور اولاد بنائی ہے﴾ (الترمذی)

شرح: ......تبتل، کسی چیز سے کٹ جانا ہے، شادی، اولاد، دنیاوی مشاغل سے کٹ کر عبادت کرنا تبتل ہے۔ اور اسی سے یہ خصی ہونے کا جذبہ جنم لیتا ہے۔ ثابت ہوا نبی اکرم ﷺ کی بعثت کا مقصد یہ نہیں کہ لذات دنیا سے علیحدگی اختیار کی جائے اور صوفیت اختیار کرتے ہوئے گوشہ نشینی میں انسان چلا جائے۔ اس میں ایک تو سنت انبیاء کی خلاف ورزی ہے۔ انبیائے کرام کی بیویاں بھی تھیں، ان کی اولاد بھی تھی جبکہ ساری کائنات سے بڑھ کر اللہ کی عبادت کا ذوق بھی ان میں تھا۔ جب ان کی بیویاں اور اولاد تھی تو دوسرے کیوں اسے عیب تصور کرتے ہیں۔

ایک اور وجہ بھی ہے اگر خصی ہونے کی اجازت دی جائے تو نسل کشی ختم ہو جائے گی، اور جہاد کے لیے کثرت اولاد کی بے حد ضرورت ہے، وگرنہ کافروں کی تعداد بڑھ جائے گی۔ ایک اور بھی بات ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں روز قیامت دوسرے انبیاء کرام کے روبرو اپنی امت کی تعداد کی بناء پر فخر کا اظہار کروں گا۔ اگر یہ خصی ہونا یا گوشہ نشین ہونا شروع کر دیا جائے تو یہ اہم کام ناممکن ہو جاتے ہیں۔ (فتح الباری: ۹/ ۱۱۸)

٤٢٨٠۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاَ تُبَاشِرِ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ لِتَنْعَتَهَا لِزَوْجِهَا كَأَنَّمَا يَنْظُرُ إِلَيْهَا. (رواه أبوداود، ٢١٥٠)

''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: کوئی عورت دوسری عورت کے ساتھ نہ لیٹے کہ پھر اپنے خاوند سے اس کے اوصاف اس طرح بیان کرے کہ گویا وہ اس کی طرف دیکھ رہا ہو۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......یعنی ایک عورت دوسری برہنہ عورت کو نہ دیکھے، یہ دیکھنا حرام ہے، یہی حکم مرد کا مرد کی شرمگاہ کو دیکھنے کا ہے۔

یہ نبی اکرم ﷺ نے بہت ہی دور اندیشی سے ہمیں آگاہ کیا ہے کہ یہ عورت بالفرض مجبوراً دوسری کو دیکھ لیتی ہے تو پھر جس کو دیکھا اس کا ذکر اپنے خاوند سے نہ کرے کیونکہ یہ اوصاف سن کر اس کا خاوند جس عورت کے اوصاف سن لے گا اس تک رسائی کی کوشش کرے گا۔ یوں بہت بڑا فتنہ جنم لے سکتا ہے۔ یہ پابندی لگا کر آپ ﷺ نے فتنہ کی سرکوبی فرمائی

(٤٢٧٩) ترمذی: ١٠٨٢۔ صحیح، البانی: ٨٦٤۔ نسائی: ٣٢١٤۔ ابن ماجه: ١٨٤٩۔ احمد: ١٩٦٨٠.

(٤٢٨٠) ابوداؤد: ٢١٥٠۔ صحیح، البانی: ١٨٨٢۔ بخاری: ٥٢٤١۔ ترمذی: ٢٧٩٢۔ احمد: ٤٤١٠.

ہے۔(فتح الباری: ۸۹/ ۳۳۸)

٤٢٨١ــ عَـنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، رَفَعَهٗ: إِذَا أَتَـى أَحَـدُكُـمْ أَهْـلَهٗ فَلْيَسْتَتِرْ وَلَا يَتَجَرَّدْ تَجَرُّدَ الْعِيْرَيْنِ. (رواه البزاربلين، ١٤٤٩)

''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے۔فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنی اہلیہ کے پاس جائے تو اپنے اوپر پردہ ڈالے بالکل ننگا بدن نہ رہے جیسا دو اونٹ ننگے ہوتے ہیں۔'' (البزار، سند ضعیف ہے۔)

٤٢٨٢ــ عَـنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ مِنْ أَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ الرَّجُلُ يُفْضِي إِلَى امْرَأَتِهٖ وَتُفْضِي إِلَيْهِ ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا. (رواه مسلم، ١٤٣٧)

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن لوگوں میں سے بد ترین انسان وہ ہوگا جو اپنی بیوی سے اور بیوی اپنے خاوند سے خلوت اختیار کرے، لیکن پھر وہ اس کا راز افشا کر دیں۔'' (مسلم)

شـــرح: ......میاں بیوی کے بعض جنسی اسرار ایسے ہوتے ہیں جو اس عمل کے دوران جاری ہوتے ہیں۔انہیں لوگوں کے سامنے نمایاں نہیں کرنا چاہیے۔اب اگر ان میاں بیوی میں سے کوئی افشا کرتا ہے تو وہ بدترین خائن ہے اور خائن سب سے بڑا شریر ہوتا ہے۔

جماع کے وقت میاں بیوی کے درمیان آزادانہ بات چیت ہوتی ہے جس سے ایک دوسرے میں نشاط پیدا ہوتی ہے۔ جب میاں بیوی میں سے ایک کو یہ معلوم ہو کہ یہ راز طشت از بام ہو جائے سرعام لوگوں میں بیان ہوگا، لوگوں کی تضحیک وتنقید کا باعث ہوگا تو دونوں کی جنسی ملاقات سست روی کا شکار ہو جائے گی تو یہ طرز عمل میاں بیوی کے جنسی ملاپ میں رکاوٹ بن سکتا ہے اس لیے اس کو کبیرہ گناہ اور حرام قرار دیا گیا ہے۔

ہاں ضرورت کے وقت بیان کیا جا سکتا ہے، مثلاً بیوی الزام لگاتی ہے میرا خاوند جماع کے قابل نہیں یا میرا حق پورا نہیں کرتا تو پھر یہ بتایا جا سکتا ہے۔(تفہیم الاسلام: ۲/ ۳۶۲)

٤٢٨٣ــ عَـنْ عَبْـدِ الـلّٰـهِ بْـنِ عَمْرِوبْنِ الْـعَـاصِ، رَفَـعَهٗ: فَضْلُ مَا بَيْنَ لَذَّةِ الْمَرْأَةِ وَلَذَّةِ الرَّجُلِ كَأَثَرِ الْمَخِيْطِ فِي الطِّيْنِ إِلَّا أَنَّ

''سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ عورت کی اور مرد کی شہوت کا تقابلی اضافہ ایسا ہے جیسا مٹی میں سے دھاگہ کھینچنے کا اثر ہے مگر اللہ تعالیٰ عورتوں پر حیا کا پردہ ڈال

(٤٢٨١) بزار: ١٤٤٩ـ طبراني، وفيه مندل بن علي وهو ضعيف، وقد وثق وقال البزار، اخطا مندل في رفعهٖ والصواب انه مرسل، وبقية رجاله رجال الصحيح، هيثمي: ٧٥٥٨.

(٤٢٨٢) مسلم: ١٤٣٧ـ ابوداؤد: ٤٨٧٠ـ احمد: ١١٢٥٨.

(٤٢٨٣) طبراني اوسط، وفيه احمد بن علي بن شوذب ولم اجد من ترجمه وبقية رجاله ثقات، هيثمي: ٧٥٥٦.

اللّٰهَ يَسْتُرُهُنَّ بِالْحَيَاءِ. (رواه الطبراني في الأوسط وفيه أحمدبن علي بن شودب)

دیتا ہے۔'' (الاوسط اور اس میں احمد بن علی بن شودب ہے)

٤٢٨٤۔ عَنْ سَلْمَانَ، رَفَعَهُ: مَنِ اتَّخَذَ مِنَ الْخَدَمِ غَيْرَ مَا يَنْكِحُ ثُمَّ بَغَيْنَ، فَعَلَيْهِ مِثْلُ آثَامِهِنَّ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْتَقِصَ مِنْ آثَامِهِنَّ شَيْئاً. (رواه البزار بخفي)

''سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جس مرد نے خادم رکھا جو شادی شدہ نہ ہو۔ پس اگر اس کے گھر کی خواتین اس پر فریفتہ ہو کر بدی کریں تو اس مرد کو بھی ان عورتوں کے برابر گناہ ہوگا بغیر اس کے کہ عورتوں کے گناہ میں کمی ہو۔'' (البزار، بسند خفی)

٤٢٨٥۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَفَعَهُ: مَنْ وَطِىءَ امْرَأَةً وَهِيَ حَائِضٌ فَقَضَى بَيْنَهُمَا وَلَدٌ فَأَصَابَهُ جُذَامٌ فَلاَيَلُوْمَنَّ إِلاَّنَفْسَهُ. (رواه الطبراني في الأوسط، بلين (١/١٦٩/١)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ جس نے حائضہ عورت سے جماع کیا۔ اور ان کے درمیان اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بچہ مقدر ہوا۔ اور پھر اس کو اگر کوڑھ کا مرض لاحق ہو جائے تو وہ نہ ملامت کرے مگر اپنی جان کو۔'' (الاوسط، سند کمزور)

شــــرح: ......تاہم حالت حیض میں جماع طبی طور پر بھی خطرناک ہے، اس سے بیماریاں پھیلتی ہیں۔ اگر چہ حدیث ضعیف ہے۔ اوپر گزر چکا ہے، حالت حیض میں جماع سے توبہ کی جائے اور دینار صدقہ دیا جائے۔ (ابوداؤد، کتاب الحیض)

۲۔ اگر کوئی گناہ کا باعث بنے تو پھر یہ بھی بوجھ اٹھاتا ہے، وگرنہ نہیں۔ یہ روایت تو ضعیف ہے مگر مسلم کی روایت میں گناہ اٹھانے کا ذکر ہے۔

٤٢٨٦۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: يُؤَجَّلُ الْعِنِّيْنُ سَنَةً فَإِنْ وَصَلَ إِلَيْهَا وَإِلاَّ فُرِّقَ بَيْنَهُمَا. (رواه الطبراني في الكبير، ٩٧٠٤)

''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ نامرد (عنین) کو سال کا وقت دیا جائے اگر وہ سال کے عرصے میں عورت سے عمل زوجیت کر سکے تو بہتر ورنہ ان کے درمیان تفریق کر دی جائے۔'' (الکبیر)

شرح: ......ثابت ہوا ہر وہ عیب ونقص جو میاں بیوی کے درمیان نفرت کا موجب ہو اور نکاح کا مقصد بھی حاصل نہ ہو یعنی آپس میں مودت ورحمت پیدا نہ ہو، یا وہ عیب جو وظیفہ زوجیت میں داخل انداز ہو فسخ نکاح کا سبب بن جاتا

(٤٢٨٤) بزار، عن عطاء بن يسار عن سلمان ولم يدركه وفيه من لم اعرفهم، هيثمي: ٧٥٨٧.

(٤٢٨٥) طبراني اوسط: ١/ ١٦٩۔ عن بكر بن سهل وقد ضعفه النسائي، وقال الذهبي، قد حمل الناس عنه وهو مقارب الحديث.

(٤٢٨٦) طبراني كبير: ٩٧٠٤۔ ورجاله رجال الصحيح خلا حصين بن قبيصة، وهو ثقة، هيثمي: ٧٦٠٩.

ہے، جمہور کا یہی مذہب ہے۔

تو اس نامردی کے عیب والے کے لیے ایک برس انتظار کا فتویٰ دیا گیا ہے۔ یہ تب ہے جب اس نے مجامعت کی ہو اگر یہ مجامعت نہیں کر سکا تو دونوں کے درمیان اسی وقت تفریق کرائی جائے گی۔ (ابن ابی شیبہ: ۴/۲، سند صحیح)

٤٢٨٧ــ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَفَعَهُ: الْمَرْأَةُ فِي حَمْلِهَا إِلَى وَضْعِهَا إِلَى (قَضَائِهَا) كَالْمُرَابِطِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَإِنْ مَاتَتْ فِيْمَا بَيْنَ ذٰلِكَ فَلَهَا أَجْرُ شَهِيْدٍ. (رواه الطبراني في الكبير بخفى)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: عورت حمل کی مدت میں بچہ جننے تک مجاہد فی سبیل اللہ کی مثل ہے جو ہر وقت تیار رہتا ہے اور اگر اس عرصے میں فوت ہو جائے تو اس کو شہید کے برابر اجر دیا جائے گا۔'' (الکبیر سند مخفی ہے)

انتباہ: ......صرف یہ بات صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ بچہ جنتے ہوئے فوت ہونے والی عورت بھی اعزازی شہداء میں شامل کی گئی ہے۔ (ابن ماجہ)

حق الزوج على الزوجة وحق الزوجة على الزوج
خاوند کا عورت پر حق ......اور عورت کا خاوند پر حق

٤٢٨٨ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَوْكُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا. (رواه الترمذي، ١١٥٩)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: اگر میں کسی کو دوسرے شخص کے لیے سجدے کا حکم دیتا تو میں بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔'' (ترمذی)

٤٢٨٩ــ وَزَادَ الْبَزَّارُفِي أَوَّلِهِ: أَنَّهُ ﷺ دَخَلَ حَائِطاً فَجَاءَ بَعِيْرٌ فَسَجَدَلَهُ، فَقَالُوْا: نَحْنُ أَحَقُّ أَنْ نَسْجُدَلَكَ، فَقَالَ: لَوْأَمَرْتُ أَحَدًا، فَذَكَرَهُ.

''البزار نے اس حدیث کے اول میں یہ اضافہ بیان کیا ہے: کہ آنحضرت ﷺ ایک باغ میں داخل ہوئے تو ایک اونٹ نے آ کر آپ ﷺ کو سجدہ کیا۔ تو لوگوں نے کہا: ہم زیادہ حقدار ہیں کہ آپ ﷺ کو سجدہ کریں۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں کسی کو سجدے کا حکم دیتا، پھر گذشتہ حدیث ذکر کی۔''

(٤٢٨٧) طبراني كبير، وفيه، قيس بن الربيع وثقه شعبة والثورى وضعفه، غيرهما واسحاق بن ابراهيم العبى لم اعرفه وبقية رجاله رجال الصحيح، هيثمى: ٧٦٣٠.

(٤٢٨٨) ترمذی: ١١٥٩ ـ حسن، صحيح، البانى: ٩٢٦.

(٤٢٨٩) روى ابن ماجة بعضه بغير سياقه ـ احمد وفيه على بن زيد وحديثه حسن وقد ضعف، هيثمى: ٧٦٥٤.

٤٢٩٠ـ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَوْأَمَرْتُ أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَامَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا وَلَوْأَنَّ رَجُلاً أَمَرَا مْرَأَتَهُ أَنْ تَنْقُلَ مِنْ جَبَلٍ أَحْمَرَ إِلَى جَبَلٍ أَسْوَدَ وَمِنْ جَبَلٍ أَسْوَدَ إِلَى جَبَلٍ أَحْمَرَ لَكَانَ نَوْلُهَا أَنْ تَفْعَلَ. (لإبن ماجة، ١٨٥٢)

''سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر میں کسی کو دوسرے کے لیے سجدے کا حکم دیتا تو بیوی کو کہتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ اور اگر خاوند عورت کو حکم دے کہ وہ سرخ پہاڑ کو سیاہ پہاڑ تک اور سیاہ پہاڑ کو سرخ پہاڑ تک منتقل کرے تو عورت کو یہ مناسب ہے کہ وہ ایسا ہی کرے۔''

٤٢٩١ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أَوْفٰى قَالَ لَمَّا قَدِمَ مُعَاذٌمِنَ الشَّامِ سَجَدَ لِلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَاهٰذَا يَامُعَاذُ قَالَ أَتَيْتُ الشَّامَ فَوَافَقْتُهُمْ يَسْجُدُوْنَ لأَسَاقِفَتِهِمْ وَبَطَارِقَتِهِمْ فَوَدِدْتُّ فِي نَفْسِي أَنْ نَفْعَلَ ذٰلِكَ بِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلاتَفْعَلُوْا فَإِنِّي لَوْكُنْتُ آمِرًا أَحَداً أَنْ يَسْجُدَ لِغَيْرِاللّٰهِ لَامَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَلِزَوْجِهَا وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍبِيَدِهِ لاتُؤَدِّي الْمَرْأَةُ حَقَّ رَبِّهَا حَتّٰى تُؤَدِّيَ حَقَّ زَوْجِهَا وَلَوْسَأَلَهَا نَفْسَهَا وَهِيَ عَلٰى قَتَبٍ لَمْ تَمْنَعْهُ. (رواه إبن ماجة، ١٨٥٣)

''سیدنا عبداللہ ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب معاذ رضی اللہ عنہ شام سے لوٹ کر آئے تو انھوں نے نبی کریم ﷺ کو سجدہ کر دیا۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! تو نے یہ کیا کیا؟ انھوں نے کہا: شام گیا تو وہاں اتفاقاً میں نے دیکھا کہ لوگ اپنے چھوٹے، بڑے مذہبی پادریوں کو سجدے کرتے ہیں، تو میں نے دل میں پسند کیا کہ ہم بھی نبی کریم ﷺ کو اس طرح سجدہ کیا کریں۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: تم ہرگز ایسا نہ کرو۔ اگر میں کسی کو حکم دینے والا ہوتا کہ وہ غیر اللہ کو سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! عورت اپنے رب کے حقوق ادا کر نہ پائے گی یہاں تک کہ وہ اپنے خاوند کے حقوق ادا نہ کرے۔ اگر خاوند اس کو بلائے (خواہش کی تکمیل کے لیے) اور وہ اونٹ کے پالان پر ہو تو اس کو پھر بھی منع نہیں کرنا چاہیے۔'' (ابن ماجہ)

شـــرح: ......اس میں نہایت ہی مبالغہ کے انداز پر بیوی پر خاوند کے حقوق بتائے گئے ہیں۔ یعنی خواہ کتنی زیادہ تھکاوٹ ہو، مشکل ہو پھر بھی بیوی خاوند کے حقوق پورے کرے خاوند اتنی بڑی عظمت رکھتا ہے۔

دوسری بات یہ بتائی گئی ہے کہ مخلوق خواہ کتنی زیادہ عظمت والی ہو، بلند مقام ہو، اس کے لیے سجدہ جائز نہیں۔ سجدہ

(٤٢٩٠) ابن ماجه: ١٨٥٢ـ ضعيف، البانى: ٤٠٦ـ لكن الشطر الاول منه صحيح، احمد: ٢٣٩٥٠.

(٤٢٩١) ابن ماجه: ١٨٥٣ـ حسن، صحيح، البانى: ١٥٠٣.

صرف اللہ علی و کبیر ہی کے لیے ہے اور کسی کے لیے نہیں۔ (انجاز الحاجہ: ٦/ ٢١١)

٤٢٩٢۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَيُّمَا امْرَأَةٍ مَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ . (رواه الترمذي، ١١٦١)

''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو عورت اس حال میں فوت ہو کہ اس کا خاوند اس سے راضی ہو تو وہ جنت میں داخل ہو گی۔'' (ترمذی)

٤٢٩٣۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِيْ نَفْسِي بِيَدِهِ مَا مِنْ رَّجُلٍ يَدْعُو امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهَا فَتَأْبَى عَلَيْهِ إِلَّا كَانَ الَّذِيْ فِي السَّمَاءِ سَاخِطاً عَلَيْهَا حَتّٰى يَرْضَى عَنْهَا . (رواه مسلم، ١٧٣٦)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جو مرد اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بلائے اور وہ اس سے انکار کرے تو وہ ذات جو آسمان میں ہے اس عورت پر ناراض ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اس کا خاوند اس پر راضی ہو۔'' (مسلم)

٤٢٩٤۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَةُ مُهَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى تَرْجِعَ . (رواه البخاري، ٥١٩٤)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: جب کوئی عورت اپنے خاوند کے بستر کو چھوڑ کر رات بسر کرتی ہے تو اس پر فرشتے لعنت کرتے ہیں تاوقتیکہ وہ لوٹ آئے۔'' (بخاری)

شرح:...... رات ہو یا دن خاوند بیوی کو حاجت برآری کی دعوت دیتا ہے اور بیوی کو کوئی عذر بھی نہیں جو انکار کے جواز کا باعث ہو تو اللہ بھی ناراض ہوتا ہے اور اس عورت پر فرشتے لعنت کرتے ہیں۔

وجہ یہ ہے کہ نکاح کا مقصد امت میں اضافہ ہے اور پاکدامنی ہے، یہ دونوں تب ہی حاصل ہوں گے جب بیوی تعاون کرے گی۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ فرشتے اطاعت کرنے والوں پر رحمت کی دعا کرتے ہیں اور نافرمانوں پر لعنت کرتے ہیں۔ فرشتوں کی دعا اور بددعا قبول ہوتی ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ بیوی کو رہنمائی دی گئی ہے کہ خاوند سے تعاون کرے اور اس کی خوشنودی مدنظر رکھے۔ یہ بھی ثابت ہوا جماع کے بارے میں عورت کی بہ نسبت مرد میں کم صبر ہے۔ (فتح الباری: ٩/٢٩٤)

٤٢٩٥۔ عَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

''سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے

(٤٢٩٢) ترمذی: ١١٦١۔ ضعیف، البانی: ٢٠٠۔ ابن ماجه: ١٨٥٤.
(٤٢٩٣) مسلم: ١٧٣٦۔ بخاری: ٣٢٣٧۔ ابوداؤد: ٢١٤١۔ احمد: ١٠٥٦٣۔ دارمی: ٢٢٢٨.
(٤٢٩٤) مسلم: ١٤٣٦۔ بخاری: ٣٢٩٤۔ ابوداؤد: ٢١٤١۔ احمد: ١٠٥٦٣۔ دارمی: ٢٢٢٨.
(٤٢٩٥) ترمذی: ١١٦٠۔ صحیح، البانی: ٩٢٧.

اللّٰهِ ﷺ إِذَا الرَّجُلُ دَعَازَوْجَتَهٗ لِحَاجَتِهٖ فَلْتَأْتِهٖ وَإِنْ كَانَتْ عَلَى التَّنُّوْرِ . (رواه الترمذي، ١١٦٠)

فرمایا: جب خاوند بیوی کو اپنی حاجت کے لیے بلائے تو وہ اس کے پاس ضرور جائے، خواہ وہ تنور پر ہو۔''

٤٢٩٦ــ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَاتُؤْذِي امْرَأَةٌ زَوْجَهَا فِي الدُّنْيَا إِلَّا قَالَتْ زَوْجَتُهٗ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ لَاتُؤْذِيْهِ قَاتَلَكِ اللّٰهُ فَإِنَّمَاهُوَ عِنْدَكِ دَخِيْلٌ يُوْشِكُ أَنْ يُفَارِقَكِ إِلَيْنَا . (رواه الترمذي، ١١٧٤)

''سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: عورت جب دنیا میں اپنے خاوند کو تکلیف پہنچاتی ہے تو اس کی بیوی جو حورالعین سے ہے وہ کہتی ہے: تو اس کو تکلیف نہ پہنچا۔ تجھے اللہ ہلاک کرے! وہ تیرے پاس مہمان ہے عنقریب تجھ سے جدا ہو کر ہمارے پاس آئے گا۔'' (ترمذی)

شــرح: ......اس میں بھی خاوند کا حق بیان ہوا ہے کہ فرش زمین پر جب یہ بیوی خاوند کو اذیت دیتی ہے تو اس پر عرش بریں کی حوریں بددعا کرتی ہیں کہ یہ تو تیرے پاس چند دنوں کا مہمان ہے یہ اصل میں جدا ہو کر ہمارے ہاں جنت کا مہمان بننے والا ہے اور ہم اس کی میزبان ہوں گی، لہٰذا تو اس کی اذیت کا باعث نہ بن۔ (تحفۃ الاحوذی: ٢/ ٢٠٨)

بیوی کی خاوند کو اذیت یہ ہے کہ جائز کام میں بھی خاوند کی مرضی کے خلاف چلے، اس کی نافرمانی کرے اور اسے حاجت انسانی سے بلا وجہ روکے۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ پریشانیوں سے صاف گھر وہی ہے جو جنت میں ہے۔ اتنا پرسکون وہ گھر ہے کہ اگر یہ انسان جسے دنیا کی بیوی ستا رہی ہے جنت کے قابل ہے تو وہاں جنت کی باسی حوروں کو اس کی یہ پریشانی دنیا میں بھی پسند نہیں، تکلیف پہنچانے والی پر وہ وہاں بیٹھی ہی ناراض ہو رہی ہیں اللہ کا فرمان ہے:

﴿وَإِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ﴾ (المومن: ٣٩)

''آخرت ہی قرار کا گھر ہے۔'' (انجاز الحاجہ: ٢/٤٥٢)

٤٢٩٧ــ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ اسْتَأْذَنَ أَبُوْبَكْرٍ رَحْمَةُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَمِعَ صَوْتَ عَائِشَةَ عَالِياً فَلَمَّادَخَلَ

''نعمان بن بشیر کا بیان ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی تو عائشہ رضی اللہ عنہا کی آواز بلند ہوتے سنی۔ آپ ﷺ نے ان کو اجازت دی اور وہ داخل

(٤٢٩٦) ترمذی: ١١٧٤۔ صحیح، البانی: ٩٣٧۔ ابن ماجہ: ٢٠١٤.

(٤٢٩٧) ابوداؤد: ٤٩٩٩۔ ضعیف الاسناد، البانی: ١٠٦٣۔ احمد: ١٧٩٢٧۔ علامہ شمس الحق رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نسائی نے بھی بیان کی ہے اس میں اسحاق بن سبیعی نہیں، یعنی جو ضعف کی وجہ ہے یہ وہاں نہیں۔ (حوالہ مذکور: ٢/ ٤٥٨)

تَنَاوَلَهَا لِيَلْطِمَهَا وَقَالَ أَلاَأَرَاكِ تَرْفَعِيْنَ صَوْتَكِ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَحْجِزُهُ وَخَرَجَ أَبُوْبَكْرٍ مُغْضَباً فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ حِيْنَ خَرَجَ أَبُوْبَكْرٍ كَيْفَ رَأَيْتِنِي أَنْقَذْتُكِ مِنَ الرَّجُلِ قَالَ فَمَكَثَ أَبُوْبَكْرٍ أَيَّاماً ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَوَجَدَهُمَا قَدِاصْطَلَحَا فَقَالَ لَهُمَاأَدْخِلاَنِيْ فِي سِلْمِكُمَا كَمَا أَدْخَلْتُمَانِيْ فِيْ حَرْبِكُمَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ قَدْفَعَلْنَا قَدْفَعَلْنَا. (لأبی داود، ٤٩٩٩)

ہوئے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کو کہا: کیا میں نے نہیں سنا کہ تو نے اپنی آواز رسول اللہ ﷺ کی آواز سے بلند کردی ہے؟ اور طمانچہ مارنے کے لیے ہاتھ بلند کیا تو آپ ﷺ نے منع کر دیا، اور ابو بکر رضی اللہ عنہ غصے کی حالت میں باہر چلے گئے۔ آپ ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا: تو نے مجھے دیکھا کہ میں نے اس مرد سے تجھے کیسے بچایا؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے چند ایام کے بعد پھر اجازت طلب کی اور ان کو باہم راضی پایا تو کہا: تم مجھے اپنی صلح میں بھی شامل کرو جیسا تم نے اپنی لڑائی میں شامل کیا تھا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم نے ایسا کیا، ہم نے ایسا ہی کیا۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ میاں بیوی خواہ کتنے ہی جاہ وجلال اور حسب وکمال والے ہوں ان کے درمیان شکررنجی پیدا ہونا فطرتی بات ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ باپ کو چاہیے بیٹی کو سمجھاتا رہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اتنی سنجیدہ طبیعت کے باوجود نبی اکرم ﷺ اہلیہ کے ساتھ خوش طبعی کرتے تھے۔ ہمیں بھی گھر والوں کے ساتھ ماحول شریعت کے دائرہ میں رہ کر کشادہ رکھنا چاہیے۔ (عون المعبود: ۲/ ۴۵۷)

٤٢٩٨ــ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَيُّ النِّسَاءِ خَيْرٌ قَالَ الَّتِيْ تَسُرُّهُ إِذَا نَظَرَ وَتُطِيْعُهُ إِذَا أَمَرَ وَلَا تُخَالِفُهُ فِي نَفْسِهَا وَمَالِهَا بِمَايَكْرَهُ. (رواه النسائي، ٣٢٣١)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: کون سی عورت سب سے اچھی ہے؟ فرمایا: جو خوش کرے خاوند کو جب وہ دیکھے۔ اطاعت کرے اس کی جب وہ حکم دے۔ اور اپنی جان اور مال میں وہ کام نہ کرے جس کو وہ ناپسند کرتا ہو۔'' (النسائی)

٤٢٩٩ــ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ مَااسْتَفَادَ الْمُؤْمِنُ بَعْدَ تَقْوَى اللّٰهِ خَيْرًالَهُ مِنْ زَوْجَةٍ صَالِحَةٍ إِنْ أَمَرَهَا أَطَاعَتْهُ

''سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ کے تقوے کے بعد مومن کی کمائی ہوئی کوئی دولت اس کے لیے اس قدر بہتر نہیں جس قدر ایک نیک

(٤٢٩٨) نسائی: ٣٢٣١۔ حسن، صحیح، البانی: ٣٠٣٠.

(٤٢٩٩) ابن ماجه: ١٨٥٧۔ ضعیف، البانی: ٤٠٨.

وَإِنْ نَظَرَ إِلَيْهَا سَرَّتْهُ وَإِنْ أَقْسَمَ عَلَيْهَا أَبَرَّتْهُ وَإِنْ غَابَ عَنْهَا نَصَحَتْهُ فِي نَفْسِهَا وَمَالِهِ . (رواه إبن ماجة، ١٨٥٧)

بیوی اس کے لیے بہتر ہے۔ اگر اس کو حکم دے وہ اطاعت کرتی ہو۔ اگر اس کی طرف دیکھے تو اس کو خوش کر دے۔ اور اگر اس پر قسم دے تو وہ خاوند کی قسم پوری کر دے۔ اور اس سے غائب ہو تو اپنی جان اور خاوند کے مال میں اس کی خیر خواہی میں رہے۔'' (ابن ماجہ)

٤٣٠٠ـــ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا يُسْأَلُ الرَّجُلُ فِيْمَا ضَرَبَ امْرَأَتَهُ . (رواه أبوداود، ٢١٤٧)

''عمر رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ مرد سے نہ پوچھا جائے کہ وہ اپنی عورت کو کس وجہ سے مارتا ہے۔'' (ابوداؤد)

٤٣٠١ـــ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ جَاءَ تِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ عِنْدَهُ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ زَوْجِيْ صَفْوَانَ بْنَ الْمُعَطَّلِ يَضْرِبُنِيْ إِذَا صَلَّيْتُ وَيُفَطِّرُنِيْ إِذَا صُمْتُ وَلَا يُصَلِّي صَلَاةَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ قَالَ وَصَفْوَانُ عِنْدَهُ قَالَ فَسَأَلَهُ عَمَّا قَالَتْ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَمَّا قَوْلُهَا يَضْرِبُنِيْ إِذَا صَلَّيْتُ فَإِنَّهَا تَقْرَأُ بِسُوْرَتَيْنِ وَقَدْ نَهَيْتُهَا قَالَ فَقَالَ لَوْكَانَتْ سُوْرَةً وَاحِدَةً لَكَفَتِ النَّاسَ وَأَمَّا قَوْلُهَا يُفَطِّرُنِي فَإِنَّهَا تَنْطَلِقُ فَتَصُوْمُ وَأَنَارَجُلٌ شَابٌّ فَلَاأَصْبِرُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ لَاتَصُوْمُ امْرَأَةٌ إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا وَأَمَّا قَوْلُهَا إِنِّي لَاأُصَلِّي حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَإِنَّا أَهْلُ

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئی، اور اس نے کہا: میرا خاوند صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ میں نماز پڑھوں تو مارتا ہے، اور روزہ رکھتی ہوں تو افطار کرا دیتا ہے، اور وہ خود سورج طلوع ہونے تک نمازِ فجر نہیں پڑھتا۔ سیدنا صفوان رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس موجود تھے۔ انھوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! یہ جو کہتی ہے کہ مجھے مارتا ہے جب میں نماز پڑھتی ہوں۔ تو بات یہ کہ یہ دو سورتوں کے ساتھ نماز پڑھتی ہے اور میں اس کو منع کرتا ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر ایک ہی سورت ہوتی تو سب لوگوں کے لیے کافی تھی۔ اور اس کا قول کہ افطار کراتا ہے جب میں روزہ رکھتی ہوں۔ تو بات یہ ہے کہ یہ بکثرت روزے رکھتی ہے اور میں ایک جوان مرد ہوں اور میں صبر نہیں کر سکتا ہوں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اس دن فرمایا: کوئی عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے۔ اور اس کا یہ قول

(٤٣٠٠) ابوداؤد: ٢١٤٩ـ ضعيف البانی: ٤٦٩ـ ابن ماجه: ١٩٨٦.

(٤٣٠١) ابوداؤد: ٢٤٥٩ـ صحیح البانی: ٢١٤٧ـ ابن ماجه: ١٧٦٢ـ احمد: ١١٣٥ـ دارمی: ١٧١٩.

بَيْـتٍ قَدْعُرِفَ لَنَاذَاكَ لاَنَكَادُ نَسْتَيْقِظُ حَتّٰى تَـطْلُعَ الشَّمْسُ قَالَ فَإِذَا اسْتَيْقَظْتَ فَصَلِّ .
(رواه أبوداود، ٢٤٥٩)

کہ میں سورج طلوع ہونے تک نماز نہیں پڑھتا ہوں تو صورت حال یہ ہے کہ ہمارے خاندان کی یہ عادت شہرت رکھتی ہے کہ ہم سورج طلوع ہونے تک بیدار نہیں ہو پاتے۔ فرمایا: اے صفوان! جب تو بیدار ہوتو نماز پڑھا کر۔ (ابوداؤد)

شــــرح: ......ایک مردمومن یا خاتون کے لیے سب سے اہم چیز تقویٰ ہے اس کی مانند اور کوئی چیز نہیں اس کے بعد نیک بیوی ہے۔ کیونکہ تقویٰ بھی دنیا وآخرت سنوارتا ہے اور نیک بیوی بھی دنیا وآخرت مین خیر ثابت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے: ﴿رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً﴾ (البقرة: ٢٠١) میں حسنہ سے مراد نیک بیوی بھی لی گئی ہے۔ اور آخرت میں حسنہ سے مراد حوریں ہیں اور وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ سے مراد جھگڑالو عورت ہے۔

نیک خاتون کے اوصاف یہ ہیں کہ وہ اپنی اصلاح بھی کرتی ہے اور خاوند کی اصلاح بھی کرتی ہے۔ اور گزران بھی اچھی کرتی ہے کہ تابع فرمان ہوتی ہے اور ظاہری حسن اور اخلاق حسنہ اور خندہ پیشانی اور لبوں پر مسکراہٹ کے ذریعہ، بدن اور لباس اجلا رکھنے اور اپنی حرکات وسکنات کو خوبصورت رکھ کر اپنے خاوند کے لیے سرور پیدا کرتی ہے۔ اور اگر خاوند کہے کہ حلف اٹھاؤ باہر نہیں جاؤ گی، فلاں کام نہیں کرو گی تو یہ سر تسلیم خم کرتی ہے۔ اور اس قسم کو وفا کرتی ہے کہ میرے خاوند نے کہا ہے اور اگر خاوند گھر نہیں تو باہر بغیر ضرورت نہیں جاتی، نہ ہی کسی غیر مرد کو اپنے گھر میں آنے دیتی ہے، نہ ہی اس کی عزت کی کرسی پر کسی کو بٹھاتی ہے، اور مال میں فضول خرچی بھی نہیں کرتی یہ بہترین بیوی کی نشانیاں ہیں۔

۲۔ اگرچہ حدیث ضعیف ہے مگر اسے نسائی اور ابن ماجہ نے بھی بیان کیا ہے اس میں یہ مقبول درجہ کی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے مارنے والے خاوندوں کو کوئی اچھا نہیں قرار دیا۔ اور بغیر سبب مارنے سے منع کیا ہے اور مارنا بھی پڑے تو چہرے کو بچائے اور ایسی مار نہ مارے کہ اعضاء پھٹ جائیں۔ ان شرائط کے تحت ہوتو پھر بوجھ نہ ہوگی اگر ان شریعت کی شرائط کے بغیر مارا جائے گا تو پھر بوجھ ہوگی۔ (انجاز الحاجہ: ۶/۴۱۲، عون المعبود: ۲/۲۱۲)

۳۔ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ والی حدیث کو البانی نے تو صحیح کہا ہے، مگر علامہ شمس الحق نے حسن قرار دیا ہے، بعض نے اس پر تنقید کی ہے۔ اسے درست قرار دینے والوں کی رائے مضبوط ہے۔ اس سے ثابت ہوا نفلی روزہ خاوند کی اطلاع سے رکھا جائے۔ اور تلاوت اتنی مقدار میں کی جائے، جتنی خاوند اجازت دے رہا ہے، یہ اس وقت ہے جب خاوند گھر موجود ہے اگر وہ باہر ہے عورت فارغ ہے پھر کوئی پابندی نہیں۔

اور نماز اگر کسی شرعی عذر کی وجہ سے رہ جائے تو انسان اسی وقت ادا کرے۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ انسان روزانہ نماز آفتاب کے طلوع ہونے کے بعد پڑھے اور آپ ﷺ اسے اجازت دے کر اور تائید فرما دیں۔ یہ ایسی صورت ہوسکتی

ہے کوئی بیدار کرنے والا نہ تھا، یا وہ اکثر اوقات ایسا نہ کرتے تھے۔ یا پھر اس سستی کی عادت کا اتنا غلبہ تھا کہ وہ اس کے سامنے بے بس ہو چکے تھے۔ لہٰذا انہیں معذور تصور کرتے ہوئے اجازت دی ہر ایک کے لیے نہیں۔ اللہ اکبر! یہ اللہ تعالیٰ کا کتنا لطف و کرم ہے اس نے اپنے بندوں کی کمزوریوں سے درگزر فرمایا اور پیارے پیغمبر ﷺ کی کتنی زیادہ شفقت ہے، گھر آباد رکھنے کے لیے کتنی خوبصورت تجویز دیتے ہیں۔ (عون المعبود: ۲/ ۳۰۶)

۴۳۰۲۔ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ تَزَوَّجَنِي الزُّبَيْرُ وَمَا لَهُ فِي الأَرْضِ مِنْ مَالٍ وَلاَ مَمْلُوكٍ وَلاَ شَيْءٍ غَيْرَ نَاضِحٍ وَغَيْرَ فَرَسِهِ فَكُنْتُ أَعْلِفُ فَرَسَهَ وَأَسْتَقِي الْمَاءَ وَأَخْرِزُ غَرْبَهُ وَأَعْجِنُ وَلَمْ أَكُنْ أُحْسِنُ أَخْبِزُ وَكَانَ يُخْبِزُ جَارَاتٌ لِي مِنَ الأَنْصَارِ وَكُنَّ نِسْوَةَ صِدْقٍ وَكُنْتُ أَنْقُلُ النَّوَى مِنْ أَرْضِ الزُّبَيْرِ الَّتِي أَقْطَعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى رَأْسِيْ وَهِيَ مِنِّي عَلَى ثُلُثَي فَرْسَخٍ فَجِئْتُ يَوْمًا وَالنَّوٰى عَلٰى رَأْسِي فَلَقِيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنَ الأَنْصَارِ فَدَعَانِي ثُمَّ قَالَ إِخْ إِخْ لِيَحْمِلَنِيْ خَلْفَهُ فَاسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَسِيْرَ مَعَ الرِّجَالِ وَذَكَرْتُ الزُّبَيْرَ وَغَيْرَتَهُ وَكَانَ أَغْيَرُ النَّاسِ فَعَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنِّي قَدِ اسْتَحْيَيْتُ فَمَضَى فَجِئْتُ الزُّبَيْرَ فَقُلْتُ لَقِيَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَى رَأْسِي النَّوَى وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَأَنَاخَ لِأَرْكَبَ فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ وَعَرَفْتُ غَيْرَتَكَ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَحَمْلُكِ النَّوَى كَانَ أَشَدَّ عَلَيَّ مِنْ رُكُوْبِكِ مَعَهُ قَالَتْ حَتّٰى أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُوْبَكْرٍ بَعْدَ ذٰلِكَ

''سیدہ اسما بنت ابوبکر بیان کرتی ہیں کہ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے میرے ساتھ عقد کیا تو اس کا زمین پر نہ کوئی مال تھا، نہ کوئی غلام تھا، نہ کوئی چیز تھی۔ صرف ایک دودھ دینے والی اونٹنی اور ایک گھوڑا تھا۔ میں اس کے گھوڑے کو گھاس کھلاتی اور پانی نکالتی، اس کا ڈال سی لیتی، آٹا گوندتی۔ البتہ اچھی طرح روٹی نہیں پکا سکتی تھی اور میری انصاری ہمسائی خواتین مجھے روٹی پکا دیتیں وہ سچی خیر خواہ تھیں۔ میں زبیر کی زمین سے گٹھلیاں سر پر اٹھا کر لاتی تھی۔ یہ زمین زبیر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے دی تھی اور یہ دو تہائی فرسخ کے فاصلے پر تھی۔ اسماء کہتی ہیں: ایک دن میں گٹھلیاں سر پر اٹھائے لوٹ رہی تھی کہ نبی کریم ﷺ سے ملاقات ہوئی۔ اور آپ ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کے اصحاب بھی تھے۔ آپ ﷺ نے مجھے آواز دی: اور اونٹ بیٹھانے کے لیے اخ اخ فرمایا، تاکہ آپ ﷺ اپنے پیچھے مجھے سوار کریں تو میں شرما گئی اور خاوند کی غیرت بھی یاد آئی۔ رسول اللہ ﷺ میرا شرم کرنا سمجھ گئے اور روانہ ہوگئے۔ میں زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی، واقعہ بیان کیا، اور اس کو بتایا کہ نبی کریم ﷺ سے ملاقات ہوئی تھی، اور میرے سر پر گٹھلیاں تھیں، اور آپ ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کے اصحاب تھے۔ آپ ﷺ نے اونٹ بٹھایا تاکہ میں سوار ہو جاؤں تو مجھے آپ ﷺ سے شرم محسوس ہوئی، اور تیری غیرت بھی یاد آئی۔ زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! تیرا سر پر گٹھلیاں اٹھانا

(۴۳۰۲) بخاری: ۵۲۲۴۔ مسلم: ۲۱۸۲۔ احمد: ۲۶۴۳۲.

بِـخَـادِمٍ تَـكْـفِيْـنِي سِيَاسَةَ الْفَرَسِ فَكَأَنَّمَا أَعْتَقَنِيْ . (رواه البخاری، ٥٢٢٤)

آپ ﷺ کے ساتھ سوار ہونے سے زیادہ میرے لیے تکلیف دہ ہے۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میرا یہ حال رہا یہاں تک کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ایک خادم ہمیں دیا اس نے گھوڑے کی رکھوالی سے مجھے بچایا اور گویا مجھے آزاد کر دیا۔'' (بخاری)

٤٣٠٣ـ وَفِـي رِوَايَةٍ: جَاءَ النَّبِيَّ ﷺ سَبْيٌ فَـأَعْـطَـاهَـا خَـادِمًـا قَـالَـتْ كَفَتْنِيْ سِيَاسَةَ الْـفَرَسِ فَأَلْقَتْ عَنِّي مَئُوْنَتَهُ فَجَاءَ نِي رَجُلٌ فَقَالَ يَاأُمَّ عَبْدِ اللّٰهِ إِنِّي رَجُلٌ فَقِيْرٌأَرَدْتُ أَنْ أَبِيْـعَ فِـي ظِلِّ دَارِكِ قَالَتْ إِنِّيْ إِنْ رَخَّصْتُ لَكَ أَبَـىْ ذَاكَ الـزُّبَيْـرُفَتَـعَـالَ فَاطْلُبْ إِلَيَّ وَالـزُّبَيْرُ شَاهِدٌ فَجَاءَ فَقَالَ يَاأُمَّ عَبْدِاللّٰهِ إِنِّي رَجُـلٌ فَـقِيْـرٌأَرَدْتُّ أَنْ أَبِيْـعَ فِي ظِلِّ دَارِكِ فَـقَـالَـتْ مَـا لَكَ بِـالْمَدِيْنَةِ إِلَّادَارِيْ فَقَالَ لَهَـاالـزُّبَيْرُمَالَكِ أَنْ تَمْنَعِيْ رَجُلاًفَقِيْرًا يَبِيْعُ فَـكَـانَ يَبِيْـعُ إِلٰـى أَنْ كَسَبَ فَبِعْتُهُ الْجَارِيَةَ فَدَخَلَ عَلَيَّ الزُّبَيْرُوَثَمَنُهَا فِي حَجْرِي فَقَالَ هَبِيْهَالِي قَالَتْ إِنِّي قَدْ تَصَدَّقْتُ بِهَا . (رواه مسلم، ٢١٨٢)

'' ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کے پاس قیدی آئے تو آپ نے اس کو خادمہ عنایت کی۔ اور اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا: اس نے مجھے گھوڑا پالنے سے بچایا۔ انھوں نے کہا: ایک مرد آیا اور اس نے کہا: اے ام عبداللہ! میں فقیر آدمی ہوں، میں ارادہ کرتا ہوں کہ تیرے گھر کے سائے میں کچھ خرید وفروخت کیا کروں۔ تو میں نے: کہا اگر میں نے تجھے اجازت دی تو زبیر رضی اللہ عنہ انکار کر دے گا۔ پس تو مجھ سے اس وقت آ کر مطالبہ کر جب زبیر رضی اللہ عنہ حاضر ہو۔ پھر وہ آیا، اور اس نے کہا: اے ام عبداللہ! میں ایک فقیر آدمی ہوں تیرے گھر کے سائے میں کچھ اشیاء رکھ کر تجارت کرنا چاہتا ہوں۔ تو میں نے کہا کیا تیرے لیے مدینہ میں میرے گھر کے سوا کوئی جگہ نہیں ہے۔ تو زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: تجھے کیا ہوا تو فقیر آدمی کو سودا فروخت کرنے نہیں دیتی ہے۔ پس اس نے تجارت کی اور مال کمایا تو میں نے اپنی وہ خادمہ اس کو فروخت کر دی۔ زبیر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور لونڈی کی قیمت میرے دامن میں تھی۔ انھوں نے کہا: لونڈی مجھے ھبہ کر دے تو میں نے کہا: یہ میں نے صدقہ کر دی ہے۔ (مسلم)

شرح: ......ا۔ یہ زمین جس پر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کام کاج کرنے جاتی تھیں یہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی ذاتی ملکیت نہ تھی، یہ انہیں بطور جاگیر ملی تھی کہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں، فروخت نہیں کر سکتے۔

۲۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی شادی مکہ میں ہوئی تھی۔ روٹی وغیرہ پکانے کا طریقہ نہ آتا تھا۔ جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئیں تو اتنی زیادہ مصروفیات بڑھ گئیں کہ خاوند کے گھوڑے کی دیکھ بھال، باہر زمین پر کام وغیرہ سے فرصت نہ

(٤٣٠٣) بخاری: ٥٢٢٤۔ مسلم: ٢١٨٢۔ احمد: ٢٦٤٣٢.

تھی تو روٹی کا کام انصار کی خواتین کر دیتی تھیں۔ اس سے اس معاشرہ کی خواتین کی خوبی غمگساری کا پہلو بھی نمایاں نظر آتا ہے اور وہ کس قدر عہد و پیمان نبھاتی تھیں، یہ چیز آج نایاب ہے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بھی کوئی یہ نہیں کہ خود بے کار بیٹھ رہتے تھے اور بیوی سے مشقت کرواتے تھے۔ ان کی دینی اور جہادی مصروفیات اتنی زیادہ تھیں کہ وہ فارغ نہ تھے۔ اس لیے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو یہ کام کرنے پڑتے تھے۔ اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لونڈی یا غلام آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیا، انہوں نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو دیا تو ان کا بوجھ ہلکا ہوا۔

اس سے ثابت ہوا اس دور کی خواتین خاوند سے کتنا زیادہ تعاون کرتی تھیں۔ جس چیز کی وہ شرعاً پابند نہ تھیں، وہ بھی کرتی تھیں تاکہ خاوند خوش رہے۔

۳۔ یہ بھی ثابت ہوا جب خطرہ نہ ہو تو عورت اور مرد جو غیر محرم ہوں قریب قریب سوار کر سکتے ہیں مگر خلوت نہ ہو، لوگوں کی موجودگی میں ایسا کر سکتے ہیں۔ (فتح الباری: ۹/۳۲۳)

٤٣٠٤ــــ عَنِ ابْنِ أَعْبُدَ قَالَ قَالَ لِي عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَلاَ أُحَدِّثُكَ عَنِّي وَعَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَتْ مِنْ أَحَبِّ أَهْلِهِ إِلَيْهِ قُلْتُ بَلٰى قَالَ إِنَّهَا جَرَّتْ بِالرَّحَى حَتّٰى أَثَّرَفِي يَدِهَا وَاسْتَقَتْ بِالْقِرْبَةِ حَتّٰى أَثَّرَفِي نَحْرِهَا وَكَنَسَتِ الْبَيْتَ حَتّٰى اغْبَرَّتْ ثِيَابُهَا فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ خَدَمٌ فَقُلْتُ لَوْأَتَيْتِ أَبَاكِ فَسَأَلْتِيهِ خَادِماً فَأَتَتْهُ فَوَجَدَتْ عِنْدَهُ حُدَّاثًا فَرَجَعَتْ فَأَتَاهَا مِنَ الْغَدِفَقَالَ مَاكَانَ حَاجَتُكِ فَسَكَتَتْ فَقُلْتُ أَنَا أُحَدِّثُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جَرَّتْ بِالرَّحَى حَتّٰى أَثَّرَتْ فِي يَدِهَا وَحَمَلَتْ بِالْقِرْبَةِ حَتّٰى أَثَّرَتْ فِي نَحْرِهَا فَلَمَّا أَنْ جَاءَكَ الْخَدَمُ أَمَرْتُهَا أَنْ تَأْتِيَكَ فَتَسْتَخْدِمَكَ خَادِماً يَقِيْهَا حَرَّمَاهِيَ فِيْهِ قَالَ اتَّقِي اللّٰهَ يَافَاطِمَةُ وَأَدِّي فَرِيْضَةَ

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ابن اعبد کو کہا: کیا میں اپنی اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حکایت تجھے سناؤں؟ تو میں نے کہا: ہاں، انھوں نے کہا: فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ میں چکی چلا چلا کر آبلے پڑھ گئے اور وہ مشک اٹھاتی رہی یہاں تک کہ اس کے سینے کے بالائی حصے پر نشان پڑ گیا۔ اور گھر میں جھاڑو پھیر پھیر کر کپڑے گرد آلود رہتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ غلام آئے تو میں نے کہا: اگر تو اپنے باپ کے پاس جائے اور خادم طلب کرے تو بہتر ہے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گفتگو کرنے والے لوگ نوعمر لڑکے تھے۔ اس لیے وہ واپس آ گئیں، تو کل کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: تیرا کیا کام تھا؟ تو وہ خاموش رہیں۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں بیان کرتا ہوں۔ یہ چکی چلاتی ہیں یہاں تک کہ اس کے ہاتھ پر آبلے پڑ چکے ہیں اور مشکیزہ اٹھا اٹھا کر اس کے سینے کے بالائی حصے پر نشان پڑ گیا ہے۔ جب خادم آئے تو میں نے اس کو کہا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائے

(٤٣٠٤) ابوداؤد: ٢٩٨٨۔ ضعیف، البانی: ٦٤١۔ بخاری: ٦٣١٨۔ ترمذی: ٣٤٠٩۔ احمد: ١٣١٥۔ دارمی: ٢٦٨٥.

رَبِّكِ وَاعْمَلِيْ عَمَلَ أَهْلِكِ فَإِذَا أَخَذْتِ مَضْجَعَكِ فَسَبِّحِيْ ثَلاثاً وَثَلاثِيْنَ وَاحْمَدِي ثَلاثًا وَثَلاثِيْنَ وَكَبِّرِيْ أَرْبَعًا وَثَلاثِيْنَ فَتِلْكَ مِائَةٌ فَهِيَ خَيْرٌلَّكِ مِنْ خَادِمٍ قَالَتْ رَضِيْتُ عَنِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَعَنْ رَسُوْلِهِ ﷺ، قَالَ وَلَمْ يَخْدِمْهَا. (رواه أبوداود، ٢٩٨٨)

اور آپ ﷺ سے خادم مانگ کر لائے تا کہ یہ اس گرمی سے بچ جائے جس میں یہ مصروف ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: فاطمہ رضی اللہ عنہا! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا، اپنے رب کے فرائض ادا کرنا اور اپنے گھر والوں کے کام انجام دیتے رہنا اور جب تو رات کو اپنے بستر پر لیٹ جائے تو تینتیس بار سبحان اللہ، تینتیس بار الحمد للہ اور چونتیس بار اللہ اکبر پڑھا کر یہ سو بار کلمات کہنا تیرے لیے خادم سے بہتر ہے۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے راضی ہوں اور آپ ﷺ نے اس کو خادم نہیں دیا۔'' (ابوداؤد)

٤٣٠٥۔ وفي رواية: وَأَوْقَدَتِ الْقِدْرَ حَتّٰى (دَنَسَتْ) ثِيَابُهَا. وَفِيْهَا: فَغَدَا عَلَيْنَا وَنَحْنُ فِي لِفَاعِنَا فَجَلَسَ عِنْدَرَأْسِهَا فَأَدْخَلَتْ رَأْسَهَا فِي اللِّفَاعِ حَيَاءً مِنْ أَبِيْهَا فَقَالَ مَاكَانَ حَاجَتُكِ أَمْسِ إِلَى آلِ مُحَمَّدٍ فَسَكَتَتْ مَرَّتَيْنِ فَقُلْتُ أَنَاوَاللّٰهِ أُحَدِّثُكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ. (رواه أبوداود، ٥٠٦٢)

'' ایک روایت میں ہے۔ اس نے ہنڈیا کے نیچے آگ جلائی یہاں تک کہ اس کے کپڑے میلے ہوگئے۔ اس روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ ہمارے پاس دوسرے دن تشریف لائے تو ہم بستر میں تھے۔ آپ ﷺ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سر کے پاس بیٹھ گئے۔ اس نے اپنے باپ سے حیا کی وجہ سے سر ڈھانپ لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: آل محمد! کی طرف تیری گذشتہ دن کیا حاجت تھی؟ دو بار فرمایا: اور فاطمہ رضی اللہ عنہا خاموش رہی۔ تو میں نے عرض کی: اللہ کی قسم! میں آپ ﷺ کو بتاؤں گا۔'' (ابوداؤد)

٤٣٠٦۔ وَفِي رِوَايَةٍ: فَجَاءَ فَقَعَدَ بَيْنَنَا حَتّٰى وَجَدْتُّ بَرْدَقَدَمَيْهِ عَلٰى صَدْرِيْ. (رواه أبوداود، ٥٠٦٢)

'' دوسری روایت میں ہے۔ آپ ﷺ تشریف لائے اور ہمارے درمیان بیٹھے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے قدم مبارک کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے پر محسوس کی۔'' (ابوداؤد)

٤٣٠٧۔ وَفِيْ أُخْرَى: قَالَ عَلِيٌّ فَمَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذَ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلاَّ لَيْلَةَ

'' دوسری روایت میں ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: پس میں نے یہ تسبیحات ترک نہیں کیں۔ جب سے میں نے نبی کریم ﷺ

(٤٣٠٥) بخاری: ٦٣١٨۔ مسلم: ٢٧٢٧۔ ترمذی: ٣٤٠٩۔ دارمی: ٢٦٨٥.
(٤٣٠٦) ابوداؤد: ٥٠٦٢۔ صحیح، البانی: ٤٢٣٢.
(٤٣٠٧) دارمی: ٢٦٨٥.

صِفِّيْنَ فَإِنِّيْ ذَكَرْتُهَا مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَقُلْتُهَا . (رواه الدارمي، ٢٦٨٥)

سے سنی ہیں مگر (جنگ) صفین کی رات مجھے رات کے آخری حصے میں یاد آئیں تو میں نے اس وقت تسبیحات پڑھیں۔'' (دارمی)

٤٣٠٨ــــ وَفِي أُخْرَى: تُسَبِّحِيْنَ اللّٰهَ عِنْدَمَنَامِكِ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ وَتَحْمَدِيْنَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَتُكَبِّرِيْنَ اللّٰهَ أَرْبَعاً وَّثَلَاثِيْنَ ثُمَّ قَالَ سُفْيَانُ إِحْدَاهُنَّ أَرْبَعٌ وَّثَلَاثُوْنَ فَمَا تَرَكْتُهَابَعْدُقِيْلَ وَلَالَيْلَةَ صِفِّيْنَ قَالَ وَلَالَيْلَةَ صِفِّيْنَ . (رواه البخاري، ٥٣٦٢)

'' اور ایک روایت میں ہے کہ سونے کے وقت تینتیس مرتبہ سبحان اللہ، تینتیس مرتبہ الحمدللہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر کہا کرو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: پس میں نے یہ تسبیحات ترک نہیں کیں جب سے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہیں۔ ان کو کہا گیا کہ صفین کی رات بھی ترک نہیں کیں؟ انھوں نے کہا: نہیں، صفین کی رات بھی ترک نہیں کیں۔'' (بخاری)

شــــرح: ......ا۔ جو بظاہر ٹکراؤ نظر آتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جنگ صفین میں میرا یہ وظیفہ رہ گیا تھا، بخاری والی روایت میں ہے کہ نہیں رہا تھا۔ یہ مخالفت نہیں یعنی عام معمول کے مطابق جب پڑھتے تھے صفین کی رات اس سے رہ گیا تھا مگر بعد میں اسے پڑھ لیا تھا، ناغہ اس رات بھی نہیں ہوا۔

۲۔ ثابت ہوا یہ وظیفہ کرنا خادم وغیرہ سے بہتر ہے۔ ایک مطلب تو یہ ہے کہ خادم کے ذریعہ جو معاملات میں آسانی پیدا ہوتی ہے یہ ذکر الٰہی اس سے بہتر سہولیات دے گا۔

اور ایک مطلب یہ ہے کہ خادم کا فائدہ صرف اس دنیا میں ہے جو کہ فانی ہے اور تسبیحات کا فائدہ آخرت میں ہے جو کہ جاودانی ہے۔

۳۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اس وقت خواتین اپنے خاوندوں کے گھر میں تمام خدمات خود سرانجام دیتی تھیں۔ تاہم اگر گھر میں خادم رکھا ہو تو جائز ہے، اگر طاقت نہیں تو پھر بیوی گھر کے امور خود چلائے، دیکھیں کائنات کے آخر زماں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر بے مثال اور پر از جلال خاتون امور خانہ داری خود سرانجام دے رہی ہے۔ (فتح الباری: ۹/ ۵۰۶)

٤٣٠٩ــ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَهَا وَحَفِظَتْ فَرْجَهَا وَأَطَاعَتْ زَوْجَهَا قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الْجَنَّةَمِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتِ . (رواه أحمد،

''سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت جب پانچ نمازیں ادا کرے رمضان کے روزے رکھے۔ اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے۔ خاوند کی اطاعت کرے تو اس کو کہا جائے گا جنت میں جس دروازے سے تو چاہے داخل ہو جا۔'' (احمد، الاوسط)

(٤٣٠٨) بخاري: ٥٣٦٢.

(٤٣٠٩) احمد: ١٦٦٤ـ طبراني اوسط، وفيه ابن لهيعة وحديثه حسن وبقية رجاله رجال الصحيح، هيثمي: ٧٦٣٤.

١٦٦٤، الأوسط)

٤٣١٠ـ عَنْ أَبِي سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: أَتَى رَجُلٌ بِابْنَتِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ ابْنَتِيْ هٰذِهِ أَبَتْ أَنْ تَتَزَوَّجَ فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: أَطِيْعِي أَبَاكِ قَالَتْ: وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لاَأَتَزَوَّجُ حَتّٰى تُخْبِرَنِي مَاحَقُّ الزَّوْجِ عَلَى زَوْجَتِهِ؟ قَالَ: حَقُّ الزَّوْجِ عَلَى زَوْجَتِهِ لَوْكَانَتْ بِهِ قُرْحَةٌ فَلَحَسَتْهَا أَوِ انْتَثَرَمَنْخَرَاهُ صَدِيْداً أَوْدَمًا، ثُمَّ ابْتَلَعَتْهُ مَاأَدَّتْ حَقَّهُ. قَالَتْ: وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لا أَتَزَوَّجُ أَبَداً، فَقَالَ ﷺ: لاَتَنْكِحُوْهُنَّ إِلاَّبِإِذْنِهِنَّ. (رواه البزار، ١٤٦٥)

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی اپنی بیٹی کو ساتھ لے کر آنحضرت ﷺ کی خدمت حاضر ہوا۔ اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ میری بیٹی شادی کرنے سے انکاری ہے۔ پس آپ ﷺ نے لڑکی کو فرمایا: اپنے باپ کی بات تسلیم کر لے۔ اس نے کہا اس ذات کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! میں نکاح نہیں کروں گی یہاں تک کہ آپ ﷺ مجھے بتائیں کہ خاوند کا بیوی پر کیا حق ہے؟ فرمایا: خاوند کا بیوی پر حق یہ ہے کہ اس کو پھوڑا ہو تو اس کو زبان سے صاف کرنا پڑے تو کر دے۔ اگر اس کی ناک سے پیپ بہتی ہو، یا خون بہتا ہو تو اس کو زبان سے بھی صاف کرنا پڑے تو دریغ نہ کرے خواہ اس کے حلق میں اتر جائے۔ تب بھی خاوند کا پورا حق ادا نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اس نے کہا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میں کبھی بھی شادی نہیں کروں گی؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لڑکیوں کی شادی نہ کرو مگر ان کی اجازت سے۔'' (البزار)

٤٣١١ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَفَعَهُ: اثْنَانِ لَا تَجَاوَزَ صَلَاتُهُمَا رُؤُوْسَهُمَا: عَبْدٌ أَبَقَ مِنْ مَوَالِيْهِ حَتّٰى يَرْجِعَ إِلَيْهِمْ، وَامْرَأَةٌ عَصَتْ زَوْجَهَا حَتّٰى تَرْجِعَ. (لِلأَوْسَطِ وَالصَّغِيْرِ، ٤٧٨)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ رسولِ اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ دو انسانوں کی نماز ان کے سر سے بلند نہیں ہوتی: ایک وہ غلام جو اپنے مالکوں سے بھاگ جائے یہاں تک کہ واپس ان کے پاس آ جائے۔ اور دوسری وہ عورت جو خاوند کی نافرمانی کرے یہاں تک کہ وہ لوٹ آئے۔'' (الاوسط، الصغیر)

٤٣١٢ـ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، رَفَعَتْهُ: إِنِّيْ لَأَ

''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں

(٤٣١٠) بزار: ١٤٦٥ـ هيثمي: ٧٦٣٩ـ رجاله رجال الصحيح خلا نهار العبدی وهو ثقة.
(٤٣١١) طبرانی اوسط، طبرانی صغير: ٤٧٨ـ ورجاله ثقات.
(٤٣١٢) طبرانی کبير، طبرانی اوسط: ٢٣/ ٣٢٣ـ وفيه يحی بن يعلی وهو ضعيف.

بْـغَضُ الْمَرْأَةَ تَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهَا تَجُرُّ . ذَيْلَهَا تَشْـكُـوْ زَوْجَهَـا . (رواه الـطبـرانـي فـي الكبير والأوسط بضعف) . (٢٣/ ٣٢٣)

اس عورت کو ناپسند کرتا ہوں جو اپنے گھر سے کپڑے کا دامن کھینچتی چلے اور خاوند کی شکایت لگائے۔'' (الکبیر اور الاوسط، سند ضعیف)

٤٣١٣ـــ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ قَالَ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ امْـرَأَـةٌ مَعَهَا صَبِيَّان لَهَاقَدْحَمَلَتْ أَحَدَهُمَا وَهِـيَ تَـقُـوْدُ الآخَـرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَـامِلاَتٌ وَالِدَاتٌ رَحِيْمَاتٌ لَوْلاَ مَا يَأْتِيْنَ إِلٰـى أَزْوَاجِهِـنَّ دَخَـلَ مُصَلِّيَاتُهُنَّ الْجَنَّةَ . (رواه إبن ماجة ، ٢٠١٣)

''سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت دو بچے ساتھ لے کر آنحضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوئی، ایک بچہ اٹھایا ہوا تھا اور دوسرے کو چلائے لاتی تھی۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: حمل والیاں، بچہ دینے والیاں، شفقت کرنے والیاں، اگر اپنے خاوندوں کو تکلیف نہ پہنچائیں تو ان میں سے نماز پڑھنے والیاں جنت میں داخل ہونگی۔'' (ابن ماجہ)

شرح: ......ان میں جو صحیح احادیث ہیں وہ ان میں سے ضعیف احادیث کے مفہوم کی تائید کرتی ہیں۔ بہرصورت یہ ثابت ہوتا ہے جنت میں داخلہ اور نماز کی قبولیت میں خاوند کی اطاعت سبب ہے۔ اگر یہ اطاعت کتاب وسنت کے خلاف نہ ہو۔ اگر شریعت کے خلاف ہے تو پھر اطاعت نہیں۔ اور خاوند کی نافرمانی سے نماز قبول نہیں ہوتی اور جنت میں داخلہ بھی نہیں یعنی نماز کی قبولیت کی تمام شرائط ہیں اور جنت میں جانے کے تمام اعمال ہیں مگر خاوند کی نافرمانی ہے تو یہ دونوں میں رکاوٹ بنے گی، ایمان کی بدولت گناہ سے پاک کر کے پھر جنت میں داخلہ ہوگا۔ (گوندلوی)

٤٣١٤ـــ عَـنْ أَبِـيْ هُـرَيْـرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اسْتَـوْصُـوْا بِالنِّسَاءِ فَإِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ أَعْلَاهُ إِنْ ذَهَبْـتَ تُـقِيْـمُـهُ كَسَرْتَهُ وَإِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْـوَجَ اِسْتَـوْصُـوْا بِـالـنِّسَاءِ خَيْرًا . (رواه مسلم ، ١٤٦٨)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: عورتوں سے بہتر سلوک کیا کرو۔ تحقیق عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلیوں میں سے جو بلند ہوتی ہے وہ زیادہ ٹیڑھی رہتی ہے۔ پس اگر تم اس کو سیدھی کروگے تو اس کو توڑ ڈالوگے اور اگر اس کو اس کے حال پر چھوڑ دوگے تو وہ کام دیتی رہے گی۔ پس تم عورتوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔

٤٣١٥ـــ وفـي رواية: وَكَسْـرُهَاطَلَاقُهَا . (رواه مسلم ، ١٤٦٨)

'' اور ایک روایت میں ہے۔ اس کا توڑنا طلاق دینا ہے۔'' (مسلم)

(٤٣١٣) ابن ماجه: ٢٠١٣ـ ضعيف، البانى: ٤٣٨.

(٤٣١٤) مسلم: ١٤٦٨ـ بخارى: ٣٣٣١ـ ترمذى: ١١٨٨ـ احمد: ١٠٤٧٥ـ دارمى: ٢٢٢٢.

(٤٣١٥) مسلم: ١٤٦٨ـ بخارى: ٣٣٣١ـ ترمذى: ١١٨٨ـ احمد: ١٠٤٧٥ـ دارمى: ٢٢٢٢.

٤٣١٦۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ فَإِنْ تُقِمْهَا كَسَرْتَهَا فَدَارِهَا فَإِنَّ فِيْهَا أَوَدًا وَبُلْغَةً . (رواه الدارمي، ٢٢٢١)

''سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورت کو پسلی سے پیدا کیا گیا ہے۔ اگر تو اس کو سیدھی کرے گا تو اس کو توڑ ڈالے گا۔ اس کو اس کے حال پر چھوڑ اس میں ٹیڑھا پن بھی ہے اور منزل پہنچنے کے اسباب بھی ہیں۔'' (الدارمی)

شرح: ......ان میں عورتوں کے ساتھ حسن معاشرت اور حسن سلوک سے پیش آنے کا حکم ہے اور ان کی چھوٹی موٹی خامیوں اور کوتاہیوں پر چشم پوشی اور درگزر کرنے کی تلقین ہے۔ اور ان کی کمزوریوں اور ناروا حرکتوں کو برداشت کرنے کی تاکید ہے۔

ماہرین نفسیات نے انکشاف کیا ہے کہ دوسروں کے لیے قربانی کا جذبہ بیدار کیے بغیر سعادت انسانی کا حصول ممکن نہیں۔ اور پھر معاشرے کا بے بس طبقہ اس کے لیے جذبہ ایثار پیدا کرنا تو نہایت ہی عمدہ کام ہے۔ اس بارے میں اسلام نے ہماری بے مثال رہنمائی کی ہے کہ عورت جیسی صنف نازک کے ساتھ زندگی گزارنے کا وہ گر بتایا ہے کہ دنیا میں اس کی نظیر معدوم ہے۔

ان احادیث میں عورتوں کے لیے آپ نے وہی بات بتائی ہے جو حجۃ الوداع کے خطبہ میں دہرائی تھی۔

خمدار پسلی سے پیدا ہونے سے مثال دے کر عورت کی طبیعت کو خاوند کے لیے قابل برداشت باور کرایا ہے کہ ان کے معاملہ میں صبر وتحمل سے کام لیا جائے۔ رحمت وحکمت اور نیکی واحسان کے جذبات اس کے لیے پیدا کیے جائیں۔ اور ہڈی توڑنے کے ساتھ طلاق کو تشبیہ دی ہے جو کہ نہایت مؤثر تشبیہ ہے۔ بتایا گیا ہے کہ عورت کو المناک حالات سے دوچار کرنا اس پر جبر ومشقت مسلط کرنا خوشگوار زندگی کے لیے زہر قاتل ہے بلکہ بقائے باہمی کے لیے ضروری ہے۔ اور مرد کی عقل کے کمال اور عورت کی عقل کے ناقص ہونے کا تقاضا بھی ہے کہ ان کے ساتھ لطف ونرمی اور مہربانی کا سلوک کیا جائے۔ ان احادیث میں یہ نکتہ بھی ملتا ہے کہ مرد عورتوں کے نگران ہیں ان کی ریاست کی بنا پر ہی انہیں ناتواں صنف نازک پر رحم وکرم کرنا چاہیے۔ ان میں ایک یہ بھی نصیحت ہے کہ احوال دنیوی ناقص ہیں یہاں کبھی کوئی اپنی ہر مراد پا کر کامیاب نہیں ہوا۔ تاہم انسان کا یہ فرض ہے کہ وہ تحمل، صبر اور قناعت سے زندگی گزارے اور حصول خیر کی سعی کرے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۳۵۷)

٤٣١٧۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الأَحْوَصِ حَدَّثَنَا أَبِي أَنَّهُ شَهِدَ حَجَّةَ الْوَدَاعِ

'' عمرو بن الاحوص رسولِ اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خبردار رہو۔ عورتوں سے حسنِ سلوک کرو تحقیق وہ تمہاری

(٤٣١٦) دارمی: ٢٢٢١۔ احمد: ٢٠٩٤٣.

(٤٣١٧) ترمذی: ٣٠٨٧۔ حسن، البانی: ٢٤٦٤۔ ابن ماجه: ٣٠٥٥.

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: وَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَإِنَّمَا هُنَّ عَوَانٌ عِنْدَكُمْ لَيْسَ تَمْلِكُوْنَ مِنْهُنَّ شَيْئًا غَيْرَ ذٰلِكَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ فَإِنْ فَعَلْنَ فَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا أَلَا إِنَّ لَكُمْ عَلٰى نِسَائِكُمْ حَقًّا وَلِنِسَائِكُمْ عَلَيْكُمْ حَقًّا فَأَمَّا حَقُّكُمْ عَلٰى نِسَائِكُمْ فَلَا يُوْطِئْنَ فُرُشَكُمْ مَنْ تَكْرَهُوْنَ وَلَا يَأْذَنَّ فِي بُيُوْتِكُمْ لِمَنْ تَكْرَهُوْنَ أَلَا وَإِنَّ حَقَّهُنَّ عَلَيْكُمْ أَنْ تُحْسِنُوْا إِلَيْهِنَّ فِي كِسْوَتِهِنَّ وَطَعَامِهِنَّ. (رواه الترمذي، ٣٠٨٧)

معاون ہیں تم اس کے سوا کسی چیز کے مالک نہیں۔ مگر جب وہ ظاہر بے حیائی کریں تو ان کو بستر میں الگ چھوڑ دو اور مارو، مگر بدن پر نشان ظاہر نہ ہو۔ پس اگر وہ اطاعت کریں تو ان پر کوئی راستہ تلاش نہ کرو۔ خبردار! تمہارے عورتوں پر حقوق ہیں، اور تمہاری عورتوں کے تمہارے اوپر حقوق ہیں۔ تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ وہ تمہارے بستر پر نہ آنے دیں جس کو تم ناپسند کرتے ہو۔ اور تمہارے گھروں میں داخل نہ ہونے دیں جس کو تم پسند نہیں کرتے۔ خبردار! ان کے تم پر یہ حقوق ہیں کہ لباس اور طعام میں تم ان کے ساتھ بہتر سلوک کرو۔'' (الترمذی)

٤٣١٨۔ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْقُشَيْرِيِّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا حَقُّ زَوْجَةِ أَحَدِنَا عَلَيْهِ قَالَ أَنْ تُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمْتَ وَتَكْسُوَهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ أَوِ اكْتَسَبْتَ وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ وَلَا تُقَبِّحْ وَلَا تَهْجُرْ إِلَّا فِي الْبَيْتِ. (رواه أبوداود، ٢١٤٢)

''حکیم بن معاویہ نے اپنے باپ سے روایت کی انھوں نے کہا: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ہماری عورتوں کا خاوند پر کیا حق ہے؟ فرمایا: یہ کہ تو اس کو کھانا کھلائے جب تو خود کھائے۔ اور اس کو لباس پہنائے جب تو خود لباس پہنے۔ اور اس کے چہرے پر نہ مارے۔ اس کی تحقیر نہ کرے اور اس کو گھر کے علاوہ کہیں نہ چھوڑو، قطع تعلق نہ کر، مگر گھر میں۔ ابوداؤد نے روایت کر کے لاتقبح کی تفسیر کی کہ یہ نہ کہو۔ اللہ تیرا برا حال کرے! (ابوداؤد)

٤٣١٩۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا يَجْلِدُ أَحَدُكُمُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ ثُمَّ يُجَامِعُهَا فِي آخِرِ الْيَوْمِ. (رواه البخاري، ٥٢٠٤)

''سیدنا عبد اللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی مرد اپنی بیوی کو اس طرح نہ مارے جیسا لوگ غلام کو مارتے ہیں۔ پھر دن کے آخر میں اس سے جماع بھی کرے گا۔'' (بخاری)

(٤٣١٨) ابوداؤد: ٢١٤٢۔ حسن صحیح، البانی: ١٨٧٥۔ ابن ماجہ: ١٨٥٠۔

(٤٣١٩) بخاری: ٥٢٠٤۔ مسلم: ٢٨٥٥۔ ترمذی: ٣٣٤٣۔ ابن ماجہ: ١٩٨٣۔ احمد: ١٥٧٨٨۔ دارمی: ٢٢٢٠۔

٤٣٢٠۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: دَخَلْتُ دَارَ أَبِي طَلْحَةَ، وَهُوَمُغْلَقُ الْبَابِ عَلَى أُمِّ سُلَيْمٍ، وَهُوَ يَضْرِبُهَا، وَهِيَ أُمُّ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، فَنَادَيْتُ مِنْ وَّرَاءِ الْبَابِ: مَاتُرِيْدُ إِلٰى هٰذِهِ الْعَجُوْزِ، تَضْرِبُهَا؟ فَنَادَتْنِي مِنْ وَّرَاءِ الْبَابِ فَقَالَتْ لِيْ: تَقُوْلُ لِيْ: الْعَجُوْزُ عَجَزَ اللّٰهُ رُكْبَكَ. (رواه الطبراني فى الكبير، ٧٠٣)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ دروازہ بند کر کے سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کو مارنے لگا، تو میں نے دروازے کے باہر سے آواز دی۔ اس بوڑھی کو مارنے سے تیرا کیا ارادہ ہے؟ تو ام رضی اللہ عنہا سلیم نے کہا: تو بوڑھی کہتا ہے اللہ تیرے زانوں کو کمزور کردے!'' (الطبرانی)

٤٣٢١۔عَنْ عَلِيٍّ: أَنَّ امْرَأَةَ الْوَلِيْدِ بْنِ عُقْبَةَ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ الْوَلِيْدَ يَضْرِبُهَا قَالَ: قُوْلِيْ لَهٗ: قَدْ أَجَارَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ، فَلَمْ تَلْبَثْ إِلَّايَسِيْراً حَتّٰى رَجَعَتْ فَقَالَتْ: مَازَادَنِي إِلاَّ ضَرْبًافَأَخَذَ هُدْبَةً مِنْ ثَوْبِهِ فَدَفَعَهَا إِلَيْهَا فَقَالَ: قُوْلِيْ لَهٗ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ أَجَارَنِيْ فَلَمْ تَلْبَثْ إِلَّايَسِيْرًا حَتّٰى رَجَعَتْ فَقَالَتْ: مَازَادَنِي إِلَّاضَرْباً، فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ: اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ الْوَلِيْدَ اَثِمَ بِيْ مَرَّتَيْنِ. لابن أحمد (والبزار، ١٦٢٧)والموصلى.

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ولید بن عقبہ کی بیوی نبی کریم ﷺ کے پاس آئی، اور اس نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ولید مجھے مارتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جا کر اس کو کہہ دے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے پناہ میں لیا ہے۔ پھر تھوڑے عرصے بعد وہ آئی، اور کہا: اس نے مجھے مارنے میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔ پس آپ ﷺ نے اپنے کپڑے کا چھور (ٹکڑا) جدا کر کے اس کو دیا، اور فرمایا: جا کر اس کو بتادے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے امان دی ہے۔ اور اپنی پناہ میں لے لیا ہے۔ وہ کچھ عرصے کے بعد دوبارہ حاضر ہوئی اور اس نے کہا: ولید نے مجھے زیادہ مارنا شروع کر دیا ہے۔ پس آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: یا اللہ! ولید کو گرفت کر میری دوبار اس نے نافرمانی کی ہے۔'' (ابن احمد، البزار، الموصلی)

٤٣٢٢۔عَنْ إِيَاسِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِيْ ذُبَابٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاَتَضْرِبُوْا إِمَاءَ اللّٰهِ فَجَاءَ عُمَرُإِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

''ایاس بن عبداللہ بن ابی ذباب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کی بندیوں کو نہ مارا کرو۔ عمر رضی اللہ عنہ آئے اور رسول اللہ ﷺ سے آ کر عرض کی: اور کہا: عورتیں اپنے

(٤٣٢٠) طبرانی كبير: ٧٠٣۔ وفيه، محمد بن خوات بن شعبة ولم اعرفه، وبقية رجاله ثقات، هيثمی: ٧٧٤٧.
(٤٣٢١) ابن احمد، بزار: ١٦٢٧۔ ابو يعلى موصلى ورجاله ثقات، هيثمی: ٧٧٤٥.
(٤٣٢٢) ابوداؤد: ٢١٤٦۔ صحيح، البانی: ١٨٧٩۔ ابن ماجه: ١٩٨٥۔ دارمی: ٢٢١٩.

فَقَالَ ذَئِرْنَ النِّسَاءُ عَلٰى أَزْوَاجِهِنَّ فَرَخَّصَ فِي ضَرْبِهِنَّ فَأَطَافَ بِآلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نِسَاءٌ كَثِيْرٌ يَشْكُوْنَ أَزْوَاجَهُنَّ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَقَدْ طَافَ بِآلِ مُحَمَّدٍ نِسَاءٌ كَثِيْرٌ يَّشْكُوْنَ أَزْوَاجَهُنَّ لَيْسَ أُولٰئِكَ بِخِيَارِكُمْ. (رواه أبوداود، ٢١٤٦)

خاوندوں پر مصیبت بن چکی ہیں۔تو آپ ﷺ نے مارنے کی اجازت دیدی۔ نبی کریم ﷺ کے گھروں میں عورتوں کی کثیر تعداد اپنے خاوندوں کی شکایت لے کر آئی۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج بہت سی خواتین اپنے اپنے خاوندوں کی شکایت لے کر آل محمد ﷺ کے گھر آئی ہیں جو ایسا کرتے ہیں وہ اچھے لوگ نہیں۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......ان احادیث میں بیویوں کے مارنے اور نہ مارنے کا ذکر ہے۔مناسبت یہ ہے کہ ان احادیث میں بیوی کو مارنے پیٹنے سے نفرت دلائی گئی ہے۔کوئی بھی عقلمند اس جیسے سلوک کو پسند نہیں کرتا کہ بیوی کو مارے پیٹے بھی اور اس سے شب باشی بھی کرے۔اور مارنے کی بہ نسبت نہ مارنا بہتر ہے اگرچہ بوجہ مجبوری مارنے کی بھی اجازت ہے آپ ﷺ کے اخلاق حسنہ بھی یہی تھے۔

مارنے کی ضرورت نہیں، میاں بیوی کی ناچاقی کا حل قرآن میں خاوند کی حکم عدولی پائی گئی ہے اور وہ اپنے خاوند سے معاشرتی تعاون نہیں کرتی تو اس کی تفہیم کے لیے تین مراتب ہیں۔

(۱) ایسی بیوی کو وعظ ونصیحت کی جائے، اسے خاوند کے حقوق کی عظمت سے آگاہ کیا جائے اور اسے خوف خدا یاد دلایا جائے۔

(۲) اگر اس سے وہ رویہ تبدیل کر لیتی ہے اور اصلاح کر لیتی ہے تو بہتر ہے وگرنہ مناسب مدت تک اس سے قطع کلام کر کے علیحدگی کر لی جائے۔علیحدگی سے مراد ہے گھر میں ہی علیحدگی میں رہے۔

(۳) اگر اس سے رویہ بدل لیتی ہے تو درست ہے، اگر نہیں بدلتی تو پھر خاوند اسے مار سکتا ہے، مگر شدید نہ مارے اور ایسی جگہ پر نہ مارے کہ عورت بدشکل معلوم ہو، چہرے پیٹ وغیرہ نازک بدن کے حصوں پر مارنے سے بھی اجتناب کرے، یہ ہوئی پہلی صورت کی وضاحت۔

دوسری صورت یہ ہے کہ میاں شکایت کرتا ہے میری بیوی ظلم کر رہی ہے۔ بیوی کہتی ہے، میرے میاں مجھ پر ظلم وزیادتی کر رہے ہیں اور اختلاف وانتشار بڑھتا ہی جا رہا ہے۔تو پھر قرآن وحدیث نے اس کا حل پیش کیا ہے ایک فیصلہ کرنے والا بیوی کی طرف سے اور ایک فیصلہ کرنے والا خاوند کی طرف سے مقرر کیا جائے جو کہ نہایت ہی امانت دار، خیر خواہ اور صالح ہوں اور دونوں کے حالات سے خوب آگاہ ہوں، یہ دونوں جو زیادہ بہتر ہو اس کے مطابق فیصلہ کریں، آپس میں ملا دیں تو بہت اچھا ہے اگر خلع یا طلاق کی صورت بہتر ہو تو اس سے جدائی کرا دیں تو جائز ہے۔ارشاد باری ہے:

﴿وَ اِنۡ خِفۡتُمۡ شِقَاقَ بَیۡنِہِمَا فَابۡعَثُوۡا حَکَمًا مِّنۡ اَہۡلِہٖ وَ حَکَمًا مِّنۡ اَہۡلِہَا ۚ اِنۡ یُّرِیۡدَاۤ اِصۡلَاحًا

﴿يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا﴾ (النسآء: ٣٥)

''اگر تم میاں بیوی کے درمیان اختلاف سے ڈرتے ہو تو پھر ایک حاکم خاوند اور اگر ایک حاکم بیوی کے گھر والوں سے مقرر کیا جائے اگر وہ اصلاح کا ارادہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان موافقت پیدا کر دیں گے۔''

وجہ یہ ہے اگر ناچاقی ختم نہ ہو اور میاں بیوی آپس میں اسی بدمعاملگی کا شکار رہیں تو محبت ختم ہو جاتی ہے، زندگی اجیرن بن جاتی ہے۔ مار کٹائی سے اور خرابیاں اور فسادات پیدا ہوں گے، بلکہ قطع رحمی تک نوبت پہنچ جائے گی اور دونوں خاندانوں کے درمیان بغض و عداوت جنم لے گی اس لیے صلح نہ ہونے کی صورت میں علیحدگی کی شریعت نے تجویز بیان فرمائی ہے۔

۲۔ یہاں میاں بیوی کے حقوق بھی بیان ہوئے ہیں کہ خاوند بیوی کا خرچہ رہائش اور لباس بقدر طاقت ادا کرنے کا پابند ہے اور بیوی کی حالت کے مطابق خرچ کرے، اور معروف طریقے سے خرچ کرے، وہ یہ ہے کہ بیوی کی جائز ضرورت پوری ہو۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۵۰۶)

معاشرة النساء

عورتوں کے ساتھ رہنے سہنے کا طریقہ

٤٣٢٣ ـ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَلَسَ إِحْدَى عَشَرَةَ امْرَأَةً فَتَعَاهَدْنَ وَتَعَاقَدْنَ أَنْ لَّايَكْتُمْنَ مِنْ أَخْبَارِ أَزْوَاجِهِنَّ شَيْئاً قَالَتِ الأُوْلَى زَوْجِيْ لَحْمُ جَمَلٍ غَثٍّ عَلَى رَأْسِ جَبَلٍ لاَسَهْلٍ فَيُرْتَقَى وَلاَسَمِيْنٍ فَيُنْتَقَلُ قَالَتِ الثَّانِيَةُ زَوْجِيْ لَا اَبُثُّ خَبَرَهٗ إِنِّيْ أَخَافُ أَنْ لَّا اَذَرَهٗ إِنْ أَذْكُرْهُ أَذْكُرْ عُجَرَهٗ وَبُجَرَهٗ قَالَتِ الثَّالِثَةُ زَوْجِي الْعَشَنَّقُ إِنْ أَنْطِقْ أُطَلَّقْ وَإِنْ أَسْكُتْ أُعَلَّقْ قَالَتِ الرَّابِعَةُ زَوْجِيْ كَلَيْلِ تِهَامَةَ لاَ حَرَّ وَلاَ قَرَّ وَلَا مَخَافَةَ وَلاَسَآمَةَ قَالَ الْخَامِسَةُ زَوْجِيْ إِنْ دَخَلَ فَهِدَوَإِنْ خَرَجَ أَسِدَ وَلاَيَسْأَلُ عَمَّا

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ گیارہ عورتیں مل بیٹھیں اور آپس میں عہد کیا کہ وہ اپنے خاوندوں کی کوئی خبر مخفی نہیں رکھیں گی۔ تو ان میں سے اول نے کہا: میرا خاوند یوں ہے جیسا اونٹ کا گوشت پہاڑ کی چوٹی پر رکھا ہو۔ میدانی راستہ نہیں کہ اس تک چڑھا جا سکے اور وہ گوشت بھی چربی دار نہیں ہے تا کہ اس کو منتقل کیا جائے۔ دوسری عورت نے کہا: میرا خاوند ایسا ہے کہ میں اس کی کوئی بات بیان کرنے کے قابل نہیں سمجھتی، مجھے خوف ہے کہ اگر میں نے بیان کیا تو اس کی چھوٹی بڑی سب ہی باتیں ذکر کروں گی۔ تیسری عورت نے کہا: میرا خاوند کا قد کافی لمبا ہے اگر اس کو کچھ کہوں تو طلاق دیجاتی ہوں اور خاموش رہوں تو بے کار چھوڑی جاتی ہوں۔ چوتھی نے: کہا میرا خاوند مقام تہامہ کی رات کی مانند ہے نہ گرم، نہ سرد، نہ خوف، نہ خطرہ۔ پانچویں عورت نے

(٤٣٢٣) بخاری: ٥١٨٩۔ مسلم: ٢٤٤٨.

عَهِـدَ قَـالَـتِ السَّادِسَةُ زَوْجِي إِنْ أَكَلَ لَفَّ وَإِنْ شَـــرِبَ اشْتَفَّ وَإِنْ اضْـطَـجَعَ الْتَفَّ وَلاَيُوْلِجُ الْكَفَّ لِيَعْلَمَ الْبَثَّ قَالَتِ السَّابِعَةُ زَوْجِـي غَيَـايَاءُ أَوْ عَيَايَاءُ طَبَاقَاءُ كُلُّ دَاءٍ لَهُ دَاءٌ شَـجَّكِ أَوْ فَلَّكِ أَوْجَمَعَ كُلاًّلَكِ قَالَتِ الثَّـامِـنَةُ زَوْجِيْ الْمَسُّ مَسُّ أَرْنَبٍ وَالرِّيْحُ رِيْـحُ زَرْنَـبٍ قَـالَـتِ التَّاسِعَةُ زَوْجِي رَفِيْعُ الْـعِـمَادِ طَوِيْلُ النِّجَادِ عَظِيْمُ الرَّمَادِ قَرِيْبُ الْبَيْـتِ مِـنَ الـنَّـادِ قَـالَتِ الْعَاشِرَةُ زَوْجِي مَـالِكٌ وَمَـالِكٌ مَالِكٌ خَيْرٌمِنْ ذٰلِكَ لَهٗ إِبِلٌ كَثِيْـرَاتُ الْـمَبَـارِكِ قَلِيْلاَتُ الْمَسَارِحِ وَإِذَا سَـمِـعْنَ صَوْتَ الْمِزْهَرِأَيْقَنَّ أَنَّهُنَّ هَوَالِكُ قَـالَـتِ الْحَادِيَةَ عَشَرَةَ زَوْجِيْ أَبُوْزَرْعٍ وَمَا أَبُـوْزَرْعٍ أَنَـــاسَ مِـنْ حُـلِيٍّ أُذُنَيَّ وَمَلأَمِنْ شَـحْـمٍ عَـضُـدَيَّ وَبَجَّحَنِيْ فَبَجِحَتْ إِلَيَّ نَـفْسِـيْ وَجَـدَنِـيْ فِـيْ أَهْـلِ غُـنَيْمَةٍ بِشِقٍّ فَـجَـعَلَنِيْ فِي أَهْلِ صَهِيْلٍ وَأَطِيْطٍ وَدَائِسٍ وَمُنَقٍّ فَعِنْدَهُ أَقُوْلُ فَلاَ أُقَبَّحُ وَأَرْقُدُ فَأَتَصَبَّحُ وَأَشْـرَبُ فَـأَتَـقَـنَّحُ أُمُّ أَبِي زَرْعٍ فَمَا أُمُّ أَبِي زَرْعٍ عُـكُـوْمُهَا رَدَاحٌ وَبَيْتُهَا فَسَاحٌ ابْنُ أَبِي زَرْعٍ فَـمَـا ابْــنُ أَبِــيْ زَرْعٍ مَضْجَعُهُ كَمَسَلِّ شَـطْبَةٍ وَيُشْبِعُهُ ذِرَاعُ الْجَفْرَةِ بِنْتُ أَبِي زَرْعٍ فَـمَـا بِنْتُ أَبِي زَرْعٍ طَوْعُ أَبِيْهَا وَطَوْعُ أُمِّهَا وَمِـلْءُ كِسَـائِهَا وَغَيْظُ جَارَتِهَا جَارِيَةُ أَبِيْ زَرْعٍ فَـمَـا جَـارِيَةُ أَبِـيْ زَرْعٍ لاَتَبُثُّ حَدِيْثَنَا

کہا: میرا خاوند گھر میں آئے تو چیتا اور گھر سے نکلے تو شیر کی مانند ہے، اس سے ایفاء وعدہ کا نہیں پوچھا جاتا ہے۔ چھٹی عورت نے کہا: میرا خاوند اگر کھانے لگے تو سب کچھ کھا جائے، اور پینے لگے تو سب ہی پی جائے، اگر لیٹتا ہے تو بستر سارا لپیٹ لیتا ہے۔ اور ہاتھ داخل کر کے غم وفکر معلوم نہیں کرتا ہے۔ ساتویں عورت نے کہا: میرا خاوند سست ہے اور عورت کی ضرورت سے ناواقف ہے اور اپنے معاملات میں نادان ہے۔ اس میں ہر بیماری پائی جاتی ہے وہ چاہے تو تیرا سر پھوڑ دے یا کوئی عضو توڑ دے یا سب کچھ ہی کر ڈالے۔ آٹھویں عورت نے کہا: میرا خاوند عمدہ خوشبو میں سے زرنب خوشبو کی مانند ہے اور چھونے میں بہت ملائم اور نرم ہے جیسا خرگوش کے بال ہوں۔ نویں عورت نے کہا: میرا خاوند بلند ستونوں والا تلوار کی میان طویل رکھتا ہے۔ اس کی راکھ بہت زیادہ ہوتی ہے اس کا گھر مجلس کے قریب ہے۔ (یعنی ذی رائے شخص ہے) دسویں عورت نے کہا میرا خاوند مالک ہے (یعنی جائیداد والا ہے) اور بڑا مالک ہے اور بھلا مالک کی کیا تعریف کروں (جو مدائح ذہن میں آ سکیں ان سے بالا تر ہے) اس کے بہت سے اونٹ ہر وقت بیٹھائے رہتے ہیں، اور چراگاہ میں کم جاتے ہیں اونٹ جب طبل بجانے کی آواز سنتے ہیں تو وہ یقین کرتے ہیں کہ انہیں ذبح کیا جائے گا۔ گیارھویں عورت نے کہا: میرا خاوند ابو زرع تھا، ابو زرع کے کیا ہی کہنے؟ اس نے میرے کان زیورات سے اور میرے بازو چربی سے بھر دیے۔ اس نے مجھے عزت دی تو مجھے اپنا آپ باعزت معلوم ہوا۔ اس نے پہاڑی کے دامن میں رہنے والے تھوڑی سی بکریوں کے مالک خاندان میں مجھے موجود پایا تو وہ مجھے شادی کر کے وسیع میدان میں

تَبْثِيْثاً وَلاَ تُنَقِّثُ مِيْرَتَنَا تَنْقِيْثاً وَلاَ تَمْلأُ بَيْتَنَا تَعْشِيْشاً قَالَتْ خَرَجَ أَبُوْزَرْعٍ وَالأَوْطَابُ تُمْخَضُ فَلَقِيَ امْرَأَةً مَعَهَا وَلَدَان لَهَا كَالْفَهْدَيْنِ يَلْعَبانِ مِنْ تَحْتِ خَصْرِهَا بِرُمَّانَتَيْنِ فَطَلَّقَنِيْ وَنَكَحهاَ فَنَكَحْتُ بَعْدَهُ رَجُلاً سَرِيًّا رَكِبَ شَرِيًّا وَأَخَذَ خَطِيًّا وَأَرَاحَ عَلَيَّ نَعَمًا ثَرِيًّا وَأَعْطَانِيْ مِنْ كُلِّ رَائِحَةٍ زَوْجًا وَقَالَ كُلِيْ أُمَّ زَرْعٍ وَمِيْرِيْ أَهْلَكِ قَالَتْ فَلَوْ جَمَعْتُ كُلَّ شَيْءٍ أَعْطَانِيْهِ مَا بَلَغَ أَصْغَرَ آنِيَةِ أَبِيْ زَرْعٍ قَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُنْتُ لَكِ كَأَبِيْ زَرْعٍ لأُمِّ زَرْعٍ. (رواه البخاري، ٥١٨٩)

گھوڑوں اور اونٹوں کی آوازوں میں، کھیتوں میں اور غلے کی اجناس میں لے آیا۔ میں اس کے پاس جو بات کرتی اس کو برا نہ کہا جاتا تھا۔ میں سوتی تو صبح طلوع ہونے تک سوتی۔ میں پیتی تو سیر ہو کر پیتی۔ ابو زرع کی ماں، ابو زرع کی ماں کے کیا کہنے۔ اس کے برتن بڑے اور اسکا گھر وسیع ہے۔ ابو زرع کا بیٹا بہت اچھا ہے۔ وہ ننگی تلوار کی طرح حسن و جمال میں بے مثال ہے۔ اور اس کے لیے بطور خوراک بکری کے بچے کا بازو کفایت کرتا ہے۔ ابو زرع کی بیٹی بھی بہت اچھی ہے وہ باپ کی بھی فرمانبردار ہے اور ماں کی بھی اطاعت شعار ہے۔ موٹی اتنی کہ چادر بھر دیتی ہے اور پڑوسی عورتوں کے لیے باعث رشک ہے۔ ابو زرع کی باندی: ابو زرع کی باندی بھی عجیب ہے، وہ ہماری مخفی باتیں لوگوں میں بالکل نہیں پھیلاتی ہے اور نہ ہمارا کھانا چراتی ہے۔ ہمارے گھر میں کوڑا کرکٹ نہیں رہنے دیتی ہے۔ اس نے کہا: ابوزرع گھر سے اس وقت باہر نکلا جب دودھ کے برتن بلونے کے لیے بھر دیے گئے تھے۔ اور اس کی ملاقات اس عورت سے ہوئی جس کے دو بچے شیر کے بچوں کی مانند تھے، اور وہ اس کے دامن کے نیچے دو اناروں سے کھیل رہے تھے۔ پس ابو زرع نے مجھے طلاق دے کر اس عورت سے نکاح کیا۔ میں نے اس کے بعد ایسے مرد سے نکاح کیا جو بڑا سردار اور نہایت شریف ہے، وہ اپنے ہاتھ میں نیزہ تھامے رکھتا ہے۔ اس نے میرے سامنے بہت سے مویشی چرنے والے پیش کیے، اور اس نے بحیثیت خاوند ہر آرام اور سکھ فراہم کیا۔ اس نے کہا: اے ام زرع تو خود بھی خوب کھایا کر، اور اپنے اہل وعیال کو بھی غلہ بھیجا کر، اور کھلایا پلایا کر۔ تاہم اس خاوند نے جو کچھ بھی دیا ہے وہ سب جمع کیا جائے تب بھی ابوزرع

کے چھوٹے برتن کے برابر بھی نہیں ہوگا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تیرے حق میں ایسا ہوں جیسا ابوزرع ام زرع کے لیے تھا۔" (بخاری)

٤٣٢٤۔ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَخَرْتُ بِمَالِ أَبِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ، (وَكَانَ قَدْرَ أَلْفِ أَلْفِ أَوْقِيَةٍ) فَقَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: أُسْكُتِي يَا عَائِشَةُ فَإِنِّي كُنْتُ لَكِ كَأَبِي زَرْعٍ لِأُمِّ زَرْعٍ، ثُمَّ أَنْشَأَ ﷺ يُحَدِّثُ أَنَّ إِحْدَى عَشَرَةَ امْرَأَةً اجْتَمَعْنَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَتَعَاهَدْنَ لِتُخْبِرْنَ كُلُّ امْرَأَةٍ بِمَافِي زَوْجِهَا وَلاتَكْذِبُ، فَذُكِرَ نَحْوُهُ فِي آخِرِهِ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنْتَ خَيْرٌلِي مِنْ أَبِي زَرْعٍ لِأُمِّ زَرْعٍ. (رواه الطبراني في الكبير، ٢٣/ ١٧٣)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے: میرے باپ کے پاس اسلام سے قبل عہد جاہلیت میں جو مال تھا میں نے اس پر فخر کیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! خاموش ہو جاؤ۔ میں تیرے لیے ایسا ہوں جیسا ابوزرع ام زرع کے لیے تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ عہد جاہلیت میں گیارہ عورتیں جمع ہوئیں، تو آپس میں عہد کیا کہ ہر عورت اپنے خاوند کی خصلت بیان کرے گی، جھوٹ بھی نہیں کہے گی۔ پھر پچھلی روایت کی مثل واقعہ بیان کیا اور اس کے آخر میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ میرے لیے بہتر ہیں اس سے جیسا ابوزرع ام زرع کے لیے تھا۔"

٤٣٢٥۔ وَلِأَحْمَدَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ أَجْتَمَعَ إِحْدٰى عَشَرَةَ نِسْوَةً بِنَحْوِهِ.

"مسند احمد میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گیارہ عورتیں جمع ہوئیں اسی طرح کا واقعہ بیان کیا۔"

شرح:......اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اہلیہ کے ساتھ حسن معاشرت اختیار کی جائے۔

ایک روایت کے مطابق یہ خواتین مکہ میں بیٹھی تھیں اور ایک روایت کے مطابق یہ یمن میں تھیں۔ اس واقعہ کا ایک سبب تو یہاں ذکر ہوا ہے۔ دوسرا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو یہ آپس میں ایک دوسری کے خلاف باتیں کر رہی تھیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ! میری بیٹی سے بات نہ کرو، میری اور تمہاری مثال ابوزرع اور ام زرع والی ہے۔ چند خواتین کے نام بھی آتے ہیں۔ ام زرع کا نام عاتکہ تھا، ان میں سے دوسری کا نام عمرہ بنت عمرو تھا، تیسری کا نام حُیّی بنت کعب تھا، چوتھی کا نام مہدد بنت ابی ہزومہ تھا، پانچویں کا نام کبشہ تھا، چھٹی کا نام ہند تھا، ساتویں کا نام حی بنت علقمہ تھا، آٹھویں کا نام بنت اوس بن عبد تھا، دسویں کا نام

(٤٣٢) ٤طبراني كبير: ٢٣/١٧٣۔ ورجاله بعضهم رجال الصحيح وبقيتهم وثقهم ابن حبان وغيره وفى بعضهم كلام لا يقدح، هيثمي: ٧٦٨٧.

کبشہ بنت ارقم تھا۔

اس میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ قابل فخر مال نہیں دینی امور کا تذکرہ کرنا جائز ہے۔ اور خاوند جو اچھی صورت میں بیوی کے ساتھ پیش آتا ہے اس سے اس کا تذکرہ کرسکتا ہے تاکہ وہ احسان کی قدر ناشناس نہ ہو۔ اس میں یہ درس بھی ہے کہ بیوی کو خاوند کی وفادار بن کر رہنے کی ترغیب دلائی جائے کہ یہ انہیں ہی اپنی توجہ کا مرکز بنائیں اور ان کے اچھے طرز عمل پر ان کا شکریہ ادا کریں۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ عورتوں کو اجازت ہے کہ عورتوں کے اوصاف اور محاسن بیان کریں مگر غیر متعین ہوں اور ایسے نہ ہوں کہ خاوندوں کے سامنے ان کا نقشہ آ جائے۔ (فتح الباری: ۹/ ۲۵۵ تا ۲۷۶)

٤٣٢٦ــــ عَـنْ عَـائِشَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَـدَّثَهَـا بِـحَـدِيْثٍ وَهُوَمَعَهَا فِي لِحَافٍ، فَـقَـالَـتْ: بِـأَبِـيْ وَأُمِّي يَـارَسُوْلَ اللّٰـهِ لَـوْلاَحَـدَّثْتَـنِي بِهٰذَا الْحَدِيْثِ، لَظَنَنْتُ أَنَّهٗ حَـدِيْـثُ خُـرَافَةَ، فَـقَـالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: وَمَاحَدِيْثُ خُرَافَةَ يَا عَائِشَةُ؟ قَالَتْ: الشَّيْءُ إِذَا لَـمْ يَـكُـنْ، قِيْلَ حَدِيْثُ خُرَافَةَ، فَقَالَ رَسُـوْلُ الـلّٰـهِ ﷺ: إِنَّ أَصْـدَقَ الْـحَـدِيْثِ حَـدِيْـثُ خُرَافَةٍ. كَانَ خُرَافَةُ رَجُلاًمِنْ بَنِيْ عُـذْرَةَ سَبَّتْـهُ الْـجِنُّ، وَكَـانَ مَعَهُمْ فَـإِذَا اسْتَـرَقُـوْا السَّـمْـعَ أَخْبَرُوْهُ فَخَبَرَ بِهِ النَّاسَ فَيَـجِـدُوْنَـهٗ كَـمَاقَالَ. (لأحمد والأوسط والموصلي والبزار)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ لحاف میں تھیں، تو آپ نے ایک قصہ بیان فرمایا: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ ﷺ نے یہ واقعہ بیان نہ کیا ہوتا تو میں اس قصہ کو یہ سمجھتی تھی کہ یہ بھی خرافہ قصہ ہے۔ فرمایا: خرافہ قصہ کیا ہے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: خرافہ قصہ وہ ہوتا ہے جس کا وقوع نہ ہوا ہو۔ فرمایا: قصوں میں سے خرافہ کا قصہ حقائق پر مبنی ہے۔ خرافہ ایک مرد تھا، بنوعذرہ میں سے تھا، جس کو جنات نے قید کر رکھا تھا اور وہ ان کے ساتھ ہی رہتا تھا۔ جب جنات فرشتوں کا کلام چوری کرتے تو اس کو بتاتے، اور وہ لوگوں کو خبر دیتا، تو لوگوں کو جو خبر دیتا ایسا ہی واقعہ سامنے آتا تھا۔'' (احمد، الاوسط، الموصلی، البزار)

٤٣٢٧ـ عَـنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ (بِـخَـزِيْـرَةٍ) قَدْ طَبَخْتُهَا لَهٗ، فَقُلْتُ لِسَوْدَةَ

''ان سے یہ بھی روایت ہے کہ میں حریرہ (حلویٰ) تیار کر کے اور خود پکا کر نبی کریم ﷺ کے لیے لائی، اور میں نے سودہ رضی اللہ عنہا

(٤٣٢٦) احمد، اوسط طبرانی، موصلی، بزار، رجال احمد ثقات وفی بعضهم كلام لا يقدح وفی اسناد الطبرانی، علی بن ابی سارة وهو ضعيف، هيثمی: ٧٦٨٢.

(٤٣٢٧) ابو يعلى الموصلی، رجاله رجال الصحيح خلا محمد بن عمرو بن علقمة وحديثه حسن، هيثمی: ٧٧٦٨٣.

وَالنَّبِيُّ ﷺ بَيْنِي وَبَيْنَهَا: كُلِي، فَأَبَتْ فَقُلْتُ: لِتَأْكُلَنَّ أَوْلَالْطِخَنَّ وَجْهَكِ، فَأَبَتْ فَوَضَعْتُ يَدِيْ فِي الْخَزِيْرَةِ فَطَلَيْتُ وَجْهَهَا، فَضَحِكَ ﷺ فَوَضَعَ بِيَدِهِ لَهَا وَقَالَ لَهَا: اِلْطَخِيْ وَجْهَهَا، فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَهَا، فَمَرَّ عُمَرُ، فَقَالَ: يَا عَبْدَاللّٰهِ: يَاعَبْدَاللّٰهِ، فَظَنَّ أَنَّهُ سَيَدْخُلُ، فَقَالَ: قُوْمَا فَاغْسِلَا وُجُوْهَكُمَا قَالَتْ عَائِشَةُ، فَمَا زِلْتُ أَهَابُ عُمَرَلِهَيْبَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. (رواه أبويعلى الموصلي)

کو کہا: تو بھی کھا تو اس نے انکار کیا۔ میں نے کہا: تو کھائے گی ورنہ میں تیرے منہ پر لگاؤں گی، تو اس نے پھر انکار کیا۔ میں نے ہاتھ ڈال کر حریرہ لے کر اس کے منہ پر مل دیا۔ پس رسول اللہ ﷺ مسکرا دیے۔ پھر آپ ﷺ نے اس پر اپنا ہاتھ رکھا اور فرمایا: تو بھی اس کے چہرے کو لت پت کر دے تو اس نے میرے چہرے پر مل دیا۔ اتنے میں وہاں سے عمر رضی اللہ عنہ کا گذر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ کے بندے! اے اللہ کے بندے! کیونکہ گمان ہوا کہ وہ ہمارے ہاں داخل ہوں گے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم دونوں اٹھ کر منہ دھو لو۔ پس اس دن سے میں عمر رضی اللہ عنہ سے ہیبت کھاتی رہی اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ سے ہیبت اختیار فرمائی تھی۔'' (ابویعلی)

٤٣٢٨۔ عَنْ رَزِيْنَةَ مَوْلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ سَوْدَةَ الْيَمَانِيَةَ جَاءَتْ عَائِشَةَ تَزُوْرُهَا، وَ عِنْدَهَا حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ، فَجَاءَتْ سَوْدَةُ فِي هَيْئَةٍ، وَفِي حَالَةٍ حَسَنَةٍ فَقَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ يَجِيءُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَشَقًّا وَهٰذِهِ بَيْنَنَاتَبْرُقُ فَقَالَتْ أُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ: إِتَّقِي اللّٰهَ يَاحَفْصَةُ، فَقَالَتْ: لَأُفْسِدَنَّ عَلَيْهَا زِيْنَتَهَا فَقَالَتْ حَفْصَةُ يَاسَوْدَةُ خَرَجَ الْاَعْوَرُ، قَالَتْ: نَعَمْ فَفَزِعَتْ فَزْعاً شَدِيْدًا فَجَعَلَتْ تَنْتَفِضُ، قَالَتْ: أَيْنَ أَخْتَبِيءُ؟قَالَ: عَلَيْكِ بِالْخَيْمَةِ (خَيْمَةٌ لَهُمْ مِنْ سَعَفٍ يُطْبِخُوْنَ فِيْهَا) فَذَهَبَتْ فَاخْتَبَأَتْ فِيْهَا وَفِيْهَا الْقَذِرُ وَنَسِيْجُ الْعَنْكَبُوْتِ، فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُمَا

'' رزینہ نبی ﷺ کی آزاد کردہ لونڈی کہتی ہیں کہ سودہ رضی اللہ عنہا بہت عمدہ صورت میں مزین ہو کر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا و سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں۔ تو سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائیں گے، اور ہم دونوں میلی کچیلی حالت میں ہیں، اور یہ چمک رہی ہیں، آؤ! اس کی زیبائش خراب کر ڈالیں۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے حفصہ! اللہ سے ڈرو۔ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا: سودہ رضی اللہ عنہا کانا دجال تو آ گیا ہے۔ انھوں نے کہا: اچھا ایسا ہوا کہ وہ خوف کھا گئیں اور کانپنے لگیں۔ اور کہا: میں کہاں چھپ سکتی ہوں؟ انہوں نے کہا: اس چھپر میں چھپ جاؤ۔ اس جگہ کوڑا کرکٹ تھا اور مکڑی کے جالے تھے۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو وہ دونوں ہنس رہی تھیں، اور بات بھی نہیں کر سکتی تھیں، ان پر ہنسی غالب تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ہنسنا کیسا ہے؟ آپ ﷺ نے تین بار فرمایا: انہوں نے ہاتھ

تَـضْـحَـكَـانِ لاَتَسْتَـطِـيْـعَانِ أَنْ تَتَكَلَّمَامِنَ الـضِّـحْـكِ، فَقَالَ: مَاذَا الضِّحْكُ؟ (ثَلاَثَ مَـرَّاتٍ) فَـأَوْمَـأَتَـا بِأَيْدِيْهِمَا إِلَى الْخَيْمَةِ، فَذَهَبَ فَإِذَا سَوْدَةُ تَرْعَدُ، فَقَالَ لَهَا: يَاسَوْدَةُ مَـالَكِ قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ خَرَجَ الأَعْوَرُ، قَـالَ: مَـاخَـرَجَ وَلَيَـخْـرُجَنَّ، ثُمَّ دَخَلَ فَأَخْرَجَهَا فَجَعَلَ يَنْفُضُ عَنْهَا الْغُبَارَوَنَسِيْجَ الْـعَـنْكَبُوْتِ. (رواه أبو يعلى الموصلي، ٧١٦٠)والطبراني بخفي

سے خیمہ کی طرف اشارہ کیا۔ آپ ﷺ گئے تو آگے سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا تھیں اور کانپ رہی تھیں۔ فرمایا: اے سودہ رضی اللہ عنہا! تجھے کیا ہوا؟ عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! وہ کانا دجال آچکا ہے؟ فرمایا: نکلا تو نہیں ہے اور ضرور نکلے گا۔ پس آپ ﷺ نے وہاں سے اس کو نکالا اور اس کے اوپر سے آپ ﷺ گردغبار اور مکڑی کے جالے جھاڑتے تھے۔'' (ابویعلی، طبرانی)

٤٣٢٩۔ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُـحِبُّ الْعَسَلَ وَالْحَلْوَاءَ وَكَانَ إِذَا انْـصَـرَفَ مِـنَ الْـعَـصْـرِدَخَلَ عَلٰى نِسَائِهِ فَيَـدْنُـوْمِـنْ إِحْـدَاهُنَّ فَدَخَلَ عَلٰى حَفْصَةَ بِـنْـتِ عُـمَـرَفَاحْتَبَسَ أَكْثَرَمَا كَانَ يَحْتَبِسُ فَـغِـرْتُ فَسَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ فَقِيْلَ لِيْ أَهْدَتْ لَهَـاامْرَأَةٌ مِنْ قَوْمِهَا عُكَّةً مِنْ عَسَلٍ فَسَقَتِ النَّبِيَّ ﷺ مِنْهُ شَرْبَةً فَقُلْتُ أَمَاوَاللّٰهِ لَنَحْتَالَنَّ لَهُ فَقُلْتُ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ إِنَّهُ سَيَدْنُوْ مِنْكِ فَـإِذَا دَنَـا مِـنْكِ فَـقُـوْلِي أَكَلْتَ مَغَافِيْرِ فَإِنَّهُ سَيَـقُوْلُ لَكِ لاَفَقُوْلِي لَهُ مَاهٰذِهِ الرِّيْحُ الَّتِي أَجِـدُمِـنْكَ فَإِنَّهُ سَيقُوْلَ لَكِ سَقَتْنِي حَفْصَةُ شَـرْبَةَ عَسَـلٍ فَـقُـوْلِـي لَـهُ جَرَسَتْ نَحْلُهُ

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شہد اور حلویٰ پسند فرماتے تھے۔ آپ ﷺ بعد نماز عصر اپنی ازواج کے گھروں میں داخل ہوتے اور آپ ﷺ کسی ایک کے قریب ہوتے تھے۔ آپ ﷺ حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر داخل ہوئے اور جتنا ٹھہرتے تھے اس سے زیادہ ٹھہر گئے۔ مجھے غیرت آئی تو میں نے وجہ معلوم کی۔ مجھے بتایا گیا کہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی قوم نے شہد کا ڈبہ تحفہ دیا ہے، اور اس نے آپ ﷺ کو شہد پلایا ہے۔ میں نے کہا: قسم اللہ کی! ہم آپ ﷺ کے لیے خفیہ تدبیر کریں گے۔ میں نے سودہ رضی اللہ عنہا سے کہا: آپ ﷺ تیرے قریب آئیں گے تو کہنا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے مغافیر (بدبودار گوند جو عرفط پودے سے نکلتی ہے) کھائی ہے؟ آپ ﷺ فرمائیں گے نہیں۔ تو کہہ دینا کہ یہ بو کیسی ہے؟ جو مجھے آرہی ہے۔ تو آپ ﷺ کہیں

(٤٣٢٨) ابو يعلى الموصلى: ٧١٦٠۔ طبرانى وفيه من لم اعرفهن، هيثمى: ٧٦٨٤۔

(٤٣٢٩) بخارى: ٥٢٦٨۔ مسم: ١٤٧٤۔ ترمذى: ١٨٣١۔ نسائى: ٣٩٥٨۔ ابوداؤد: ٣٧١٤۔ ابن ماجه: ٣٣٢٣۔ احمد: ٢٥٣٢٤۔ دارمى: ٢٠٧٥۔

الْعُرْفُطَ وَسَأَقُوْلُ ذٰلِكَ وَقُوْلِي أَنْتِ يَا صَفِيَّةُ ذَاكِ قَالَتْ تَقُوْلُ سَوْدَةُ فَوَاللّٰهِ مَاهُوَ إِلَّاأَنْ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَأَرَدْتُّ أَنْ أُبَادِيَهُ بِمَا أَمَرْتِنِيْ بِهٖ فَرَقًامِّنْكِ فَلَمَّا دَنَا مِنْهَا قَالَتْ لَهٗ سَوْدَةُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَكَلْتَ مَغَافِيْرَقَالَ لَاقَالَتْ فَمَا هٰذِهِ الرِّيْحُ الَّتِيْ أَجِدُمِنْكَ قَالَ سَقَتْنِي حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ فَقَالَتْ جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ فَلَمَّا دَارَإِلَيَّ قُلْتُ لَهُ نَحْوَذٰلِكَ فَلَمَّا دَارَإِلَى صَفِيَّةَ قَالَتْ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَلَمَّا دَارَإِلَى حَفْصَةَ قَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَاأَسْقِيْكَ مِنْهُ قَالَ لَاحَاجَةَ لِي فِيْهِ قَالَتْ تَقُوْلُ سَوْدَةُ وَاللّٰهِ لَقَدْحَرَّمْنَاهُ قُلْتُ لَهَا اسْكُتِيْ . (رواه البخاري، ٥٢٦٨)

گے کہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے شہد پلایا ہے۔ تو عرض کرنا کہ شہد کی مکھی نے عرفط کے شگوفے سے شہد لیا ہوگا۔ میں بھی یہی بات کہوں گی اور صفیہ رضی اللہ عنہا تو بھی یہ بات کہنا جیسے سودہ رضی اللہ عنہا کہے گی۔ پس قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں! کہ اتنے میں آپ ﷺ دروازے پر پہنچ گئے۔ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! تیرے ڈر سے میں وہ بات کہنے لگی تھی جو طے شدہ تھی، مگر آپ ﷺ سودہ رضی اللہ عنہا کے قریب گئے، تو اس نے کہا: یارسول اللہ آپ ﷺ نے مغافیر کھائی ہے؟ فرمایا: نہیں، تو اس نے کہا: بو کیسی ہے جو آپ ﷺ سے آ رہی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے شہد پلایا ہے۔ اس نے کہا: پھر شہد کی مکھی نے عرفط پودے کے شگوفے سے شہد لیا ہوگا۔ جب میرے پاس آئے تو میں نے بھی یہ بات کہہ دو۔ اور جب صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو اس نے بھی یہی کچھ کہا۔ (اگلے دن) جب حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو اس نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ ﷺ کو شہد پلاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے کہا: قسم اللہ کی! ہم نے آپ ﷺ پر شہد حرام ہی کرا دیا۔ تو میں نے کہا: خاموش رہو۔'' (بخاری)

شرح: ......١۔ آپ ﷺ کے شہد پینے کے بارے میں یہ بھی آتا ہے کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے پیا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نام بھی آتا ہے۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا بھی آتا ہے۔ ایک لونڈی کا نام بھی آتا ہے کہ اس سے پیا تھا۔ تو ان میں مطابقت یہ ہے یہ واقعات متعدد بار پیش آئے۔

٢۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ عورتوں میں غیرت بہت زیادہ ہے، اور غیرت کی وجہ سے ایک سوتن جب دوسری کے خلاف حیلہ کرتی ہے تو اس کی مجبوراً اجازت ہے۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے متشابہ معاملات سے اجتناب کیا جائے تا کہ حرام کام میں مبتلا ہونے سے بچا جا سکے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا شرم کے متعلقہ معاملہ کو اچھے الفاظ میں ادا کیا جائے۔ (فتح الباری: ۹/ ۳۸۰)

٤٣٣٠۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا نَتَّقِي الْكَلَامَ وَالإِنْبِسَاطَ إِلٰى نِسَائِنَا عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ هَيْبَةً أَنْ يَنْزِلَ فِيْنَا شَيْءٌ فَلَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ تَكَلَّمْنَا وَانْبَسَطْنَا. (رواه البخاري، ٥١٨٧)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں اپنی عورتوں سے بات چیت کرتے ڈرتے تھے کہ ہمارے متعلق وحی نازل ہوئی اور جب آپ ﷺ کی وفات ہوئی تو ہم کھل کر بات چیت کرنے لگے۔'' (البخاری)

شرح: ......اصل تو یہی ہے کہ خاوند بیوی سے جائز بات چیت اور کھلی طبیعت سے ملاقات کرسکتا ہے مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس جائز کام سے بھی اجتناب کرتے تھے کہ کہیں اس بارے میں قرآن حرام ہونے کا حکم نازل نہ کر دے۔ جب نبی اکرم ﷺ کی وفات حسرت آیات ہوئی تو پھر چونکہ وحی بند ہو چکی تھی اس اصلی اور فطری کام کی طرف رجوع کرلیا اب تبدیلی کا یا کسی پابندی کا خوف نہیں رہا تھا۔ (فتح الباری: ۹/۲۵۴)

٤٣٣١۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَارَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَلَا دِيْنٍ أَغْلَبَ لِذِي لُبٍّ مِنْكُنَّ قَالَتْ وَمَا نُقْصَانُ الْعَقْلِ وَالدِّيْنِ قَالَ أَمَّا نُقْصَانُ الْعَقْلِ فَشَهَادَةُ امْرَأَتَيْنِ شَهَادَةُ رَجُلٍ وَأَمَّا نُقْصَانُ الدِّيْنِ فَإِنَّ إِحْدَا كُنَّ تُفْطِرُ رَمَضَانَ وَتُقِيْمُ أَيَّامًا لَاتُصَلِّي. (رواه أبوداود، ٤٦٧٩)

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے تم خواتین سے ناقص عقل اور ناقص دین اور کوئی نہیں دیکھا جو نہایت عقلمند آدمی پر بھی غالب آنے والا ہو۔ ایک عورت نے کہا: ہمارے دین اور عقل کے ناقص ہونے کی علامت کیا ہے؟ فرمایا: عقل ناقص ہونے کی دلیل یہ ہے کہ دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کی شہادت کے برابر ہے۔ اور دین ناقص ہونے کی نشانی یہ ہے کہ تم میں سے کوئی عورت رمضان میں روزے چھوڑنے پر مجبور ہوتی ہے اور کتنے ہی ایام نماز نہیں پڑھتی ہے۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......۱۔ ثابت ہوا ایمان میں نیکی سے اضافہ ہوتا ہے اور نافرمانی سے کمی ہوتی ہے۔

۲۔ اس حدیث میں خواتین کو عقل میں ناقص قرار دے کر اور حالت حیض میں نماز چھوڑنے پر دین میں ناقص قرار دے کر نبی ﷺ نے عورتوں کی تنقیص نہیں فرمائی، بلکہ ان کی فطری کمزوری کی نشاندہی کی ہے۔

ظاہر ہے جتنی کسی کی عبادت واطاعت زیادہ ہوگی اس کا دین، ایمان اور اسلام زیادہ ہوگا۔ جتنی عبادت واطاعت کم ہوگی اتنا ہی دین، ایمان، اسلام ناقص ہوگا۔ اگر کوئی دینی امور بلا عذر چھوڑتا ہے تو وہ گنہگار ہوگا۔ اور جو عذر کی بناء پر

(٤٣٣٠) بخاری: ٥١٨٧۔ ابن ماجہ: ١٦٣٢۔ احمد: ٥٢٦٢.

(٤٣٣١) ابوداؤد: ٤٦٧٩۔ صحیح، البانی: ٣٩١٣۔ مسلم: ٨٠۔ ابن ماجہ: ٤٠٠٣۔ احمد: ٥٣٢١.

چھوڑتا ہے جیسا کہ حیضہ وغیرہ ہے تو یہ گنہگار نہیں۔ (عون المعبود: ۴/۳۵۴)

٤٣٣٢۔ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ. (رواه البخاري، ٥٠٩٦)

''سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے بعد کوئی فتنہ مردوں کے لیے نہیں چھوڑا جو عورتوں سے زیادہ مضر اور نقصان دہ ہو۔'' (بخاری)

شــرح: ......سب سے پہلا فتنہ جو بنو اسرائیل میں پیدا ہوا وہ عورتوں کے بارے میں ہی تھا۔ یہ ایک حیران کن بات ہے کہ ناقص دین وعقل کامل العقل کی عقل ماردیتی ہے۔

دیکھیں حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کی والدہ اور حضرت بشیر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ نے ہی مشورہ دیا تھا کہ میرے بیٹے نعمان کو کچھ عطیہ دو۔ تو نبی ﷺ نے اصلاح فرمائی یا تو ساری اولاد کو دو یا پھر نعمان کو بھی نہ دو۔ دینی معاملہ میں کتنی خرابی پیدا ہوئی۔

قرآن پاک بھی کہتا ہے:

﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ﴾ (آل عمران: ١٤)

''لوگوں کے لیے شہوات کی محبت خوشنما بنادی گئی ہے عورتوں میں سے۔''

دوسری خوشنما لگنے والی چیزوں میں سے سب سے پہلے عورتوں کی محبت کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسی لیے عورتوں کے فتنہ کو دوسرے فتنوں سے بڑا قرار دیا گیا ہے۔ یہ یاد رہے عورت کا وجود نحوست نہیں۔ اس سے نحوست تب پھوٹتی ہے جب یہ عداوت اور فتنہ کا باعث ہو، عورت کے وجود کے منحوس ہونے کا تصور بالکل غلط ہے۔ جو یہ نظریہ رکھتا ہے یہ جاہلی ہے۔

مقصد یہ ہے کہ عورت سراپائے نحوست نہیں سراپائے فتنہ ہے، یہ آزمائش بن جاتی ہے، اس کی غلط محبت میں آکر لوگ نافرمانیاں کر بیٹھتے ہیں۔ (فتح الباری: ۹/ ۱۳۸)

٤٣٣٣۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنِّي لأَعْلَمُ إِذَا كُنْتِ عَنِّي رَاضِيَةً وَإِذَا كُنْتِ عَلَيَّ غَضْبَى قَالَتْ فَقُلْتُ مِنْ أَيْنَ تَعْرِفُ ذٰلِكَ فَقَالَ أَمَّا إِذَا كُنْتِ عَنِّي رَاضِيَةً فَإِنَّكِ تَقُوْلِيْنَ لَاوَرَبِّ مُحَمَّدٍ وَإِذَا كُنْتِ عَلَيَّ غَضْبَى قُلْتِ لَاوَرَبِّ إِبْرَاهِيْمَ قَالَتْ قُلْتُ أَجَلْ وَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاأَهْجُرُ

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں جانتا ہوں جب تو مجھ سے راضی ہوتی ہے اور جب تو ناراض ہوتی ہے۔ میں نے عرض کی: آپ ﷺ کیسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا: جب تو راضی ہوتی ہے تو کہتی ہے: ہرگز نہیں محمد ﷺ کے رب کی قسم! اور ناراض ہوتی ہے تو کہتی ہے: ہرگز نہیں ابراہیم علیہ السلام کے رب کی قسم! میں نے عرض کی: ہاں، اے اللہ کے رسول ﷺ، اور اللہ کی قسم، یا رسول اللہ! میں آپ ﷺ کو

(٤٣٣٢) بخاری: ٥٠٩٦۔ مسلم: ٢٧٤١۔ ترمذی: ٢٧٨٠۔ ابن ماجه: ٣٩٩٨۔ احمد: ٢١٣٢٢.

(٤٣٣٣) بخاری: ٥٢٢٨۔ مسلم: ٢٤٣٩۔ احمد: ٢٥٢٥١.

إِلَّا اسْمَكَ . (رواه البخاري ، ٥٢٢٨)

دل سے کسی وقت ترک نہیں کرتی مگر صرف آپ ﷺ کا اسم مبارک ذکر نہیں کرتی۔'' (بخاری)

شرح: ......اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آدمی بیوی کے حالات، اعمال اور اقوال کا گہرا جائزہ لیا کرے کہ اسے اس سے میلان ہے کہ نہیں ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نہایت ہی خوب جواب دیا کہ میں لفظی طور پر آپ کا نام نہیں لیتی مگر قلبی تعلق نہیں توڑتی، اس سے محبت اسی طرح چھلکتی ہے۔ اور ایسے موقع پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام لینے میں ان کی بے حد دانائی مضمر ہے کیونکہ قرآن پاک نے سورت آل عمران: ٦٨ میں نبی اکرم ﷺ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نزدیک قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا نام بدلنے سے ایک گونہ تعلق پھر بھی نبی اکرم ﷺ سے باقی رہتا تھا۔ (فتح الباری: ٩/٣٢٦)

٤٣٣٤ ـ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَابَقَنِي النَّبِيّ ﷺ فَسَبَقْتُهُ . (رواه ابن ماجة ، ١٩٧٩)

''سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے ساتھ دوڑ لگائی تو میں آپ ﷺ سے سبقت لے گئی۔'' (ابن ماجہ)

شــرح: ...... نبی اکرم ﷺ سے دوڑ میں مقابلہ کیا تو ام المومنین غالب آ گئیں۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ بیوی سے حسن معاشرت رکھا جائے۔ اونٹ، گھوڑے، تیر اندازی، نیزہ بازی اور پیدل دوڑ لگانا جائز ہے مگر شرط لگا کر اور جوا لگا کر منع ہے، یہ حرام ہے۔

٤٣٣٥ ـ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ وَهُوَ عَرُوْسٌ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيّ جِئْنَ نِسَاءُ الأَنْصَارِ فَأَخْبَرْنَ عَنْهَا قَالَتْ فَتَنَكَّرْتُ وَتَنَقَّبْتُ فَذَهَبْتُ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى عَيْنِي فَعَرَفَنِي قَالَتْ فَالْتَفَتَ فَأَسْرَعْتُ الْمَشْيَ فَأَدْرَكَنِي فَاحْتَضَنَنِي فَقَالَ كَيْفَ رَأَيْتِ قَالَتْ قُلْتُ أَرْسِلْ يَهُوْدِيَّةٌ وَسْطَ يَهُوْدِيَّاتٍ . (لابن ماجة ، ١٩٨٠ ، بضعف)

''سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ واپس آئے، تو آپ ﷺ نے صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ عقد کرلیا۔ انصار کی عورتیں آئیں، اور انہوں نے اس کی مجھے خبر دی۔ میں نے حلیہ بدلا، نقاب اوڑھا اور میں صفیہ کو دیکھنے گئی۔ رسول اللہ ﷺ کی نگاہ مبارک میری آنکھوں پر پڑی تو پہچان گئے۔ آپ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے تو میں تیز چال چلنے لگی۔ آپ ﷺ مجھے پہنچ آئے اور مجھے پکڑ کر فرمایا: تو نے کیسے دیکھا؟ میں نے کہا: مجھے جانے دو وہ یہودی عورتوں میں سے ایک یہودی عورت ہے۔'' (ابن ماجہ بسند ضعیف)

(٤٣٣٤) ابن ماجه: ١٩٧٩ـ صحيح، البانی: ١٦١٠ـ ابوداؤد: ٢٥٧٨ـ احمد: ٢٥٨٦٦.

(٤٣٣٥) ابن ماجه: ١٩٨٠ـ ضعيف، البانی: ٤٣٠.

الغيرة والخلوة بالنساء والنظر إليهن

غیرت کھانے، عورتوں سے تنہائی میں رہنے اور عورتوں کی طرف دیکھنے کا بیان

٤٣٣٦۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ يُغَارُ وَغَيْرَةُ اللّٰهِ أَنْ يَأْتِيَ الْمُؤْمِنُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ. (رواه البخاري، ٥٢٢٣)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ غیرت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس چیز پر غیرت کرتا ہے جب مؤمن وہ کام کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔'' (بخاری)

٤٣٣٧۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَفَعَهُ أَنَّهُ قَالَ لاَ أَحَدُ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ وَلِذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰهِ وَلِذَلِكَ مَدَحَ نَفْسَهُ. (رواه الترمذي، ٣٥٣٠)

''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ تم میں سے کوئی شخص بھی اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیور نہیں ہے۔ اسی وجہ سے اس نے تمام فحش باتیں منع کی ہیں جو ظاہر ہیں یا باطن ہیں۔ اور تم میں سے کوئی شخص اپنی تعریف اللہ سے زیادہ پسند نہیں کرتا، اسی وجہ سے اس نے اپنی تعریف بیان فرمائی ہے۔'' (ترمذی)

٤٣٣٨۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ وَجَدْتُّ مَعَ أَهْلِي رَجُلاً لَمْ أَمَسَّهُ حَتّٰى آتِيَ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَعَمْ قَالَ كَلَّا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنْ كُنْتُ لَأُعَاجِلُهُ بِالسَّيْفِ قَبْلَ ذٰلِكَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اسْمَعُوْا إِلٰى مَا يَقُوْلُ سَيِّدُكُمْ إِنَّهُ لَغَيُوْرٌ وَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ وَاللّٰهُ أَغْيَرُ مِنِّي. (رواه مسلم، ١٤٩٨)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اگر میں اپنی عورت کے ساتھ کوئی مرد دیکھوں تو اس کو ہاتھ بھی نہ لگاؤں یہاں تک کہ چار گواہ لاؤں؟ فرمایا: ہاں، اس نے کہا: یہ تو ہرگز نہ ہوگا، قسم اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! میں اس کا اس سے پہلے تلوار سے کام تمام کر دونگا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: سن لو! تمہارا سردار غیرت مند ہے، اور میں اس سے زیادہ غیرت مند ہوں، اور اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ غیور ہے۔'' (مسلم)

٤٣٣٩۔ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ رَفَعَهُ، لاَ شَخْصَ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ وَلاَ شَخْصَ أَحَبُّ

''سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیور نہیں ہے۔ اور کسی شخص

(٤٣٣٦) بخاری: ٥٢٢٣۔ ترمذی: ١١٦٨۔ احمد: ٢٦٤٣١.

(٤٣٣٧) ترمذی: ٣٥٣٠۔ صحیح، البانی: ٢٧٩٤۔ بخاری: ٤٦٣٤۔ مسلم: ٢٧٦٠۔ احمد: ٤١٤٢۔ دارمی: ٢٢٢٥.

(٤٣٣٨) مسلم: ١٤٩٨۔ ابوداؤد: ٤٥٣٣۔ ابن ماجه: ٢٥٠٦۔ مؤطا: ١٥٥٧.

(٤٣٣٩) مسلم: ١٤٩٩۔ بخاری: ٧٤١٦۔ احمد: ١٧٧٠٣۔ دارمی: ٢٢٢٧.

إِلَيْهِ الْعُذْرُ مِنَ اللّٰهِ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ بَعَثَ اللّٰهُ الْمُرْسَلِيْنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَلَا شَخْصَ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمِدْحَةُ مِنَ اللّٰهِ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ وَعَدَاللّٰهُ الْجَنَّةَ. (رواه مسلم، ١٤٩٩)

کو معذرت قبول کرنا اللہ تعالیٰ سے زیادہ پسند نہیں ہے۔ اسی لیے اس نے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا ہے، جو بشارت دینے اور ڈرانے والے ہیں۔ اور کوئی شخص اپنی تعریف اللہ تعالیٰ سے زیادہ پسند نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ اپنی تعریف پسند کرتا ہے۔ اسی وجہ سے اس نے جنت کا وعدہ دیا ہے۔'' (مسلم)

شــرح: ......کسی کے اختصاص میں شرکت کرنے سے جو دل میں ہیجان پیدا ہوتا ہے، اسے غیرت کہتے ہیں۔ اللہ کی طرف غیرت منسوب ہے، جس طرح اس کی شان کے لائق ہے۔ ان تمام احادیث میں صفت غیرت کو اچھا تصور کیا گیا ہے۔ (فتح الباری: ۹/۲۲۰)

٤٣٤٠۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا لَيْلًا قَالَتْ فَغِرْتُ عَلَيْهِ فَجَاءَ فَرَأَى مَاأَصْنَعُ فَقَالَ مَالَكِ يَا عَائِشَةُ أَغِرْتِ فَقُلْتُ وَمَا لِي لَا يُغَارُ مِثْلِيْ عَلَى مِثْلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَقَدْ جَاءَكِ شَيْطَانُكِ قَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَوَمَعِيَ شَيْطَانٌ قَالَ نَعَم قُلْتُ وَمَعَ كُلِّ إِنْسَانَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَمَعَكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ وَلٰكِنَّ رَبِّي أَعَانَنِيْ عَلَيْهِ حَتّٰى أَسْلَمَ. (رواه مسلم، ٢٨١٥)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے رات کے وقت باہر تشریف لے گئے۔ کہتی ہیں کہ مجھے غیرت آ گئی، اور سوچا کہ آپ ﷺ اپنی کسی بیوی کے پاس گئے ہوں گے۔ جب واپس آئے۔ اور آپ ﷺ نے ان کی بے چینی دیکھی تو فرمایا: تجھے غیرت آئی ہے؟ میں نے کہا: آپ ﷺ جیسی شخصیت پر مجھے غیرت کیوں نہ آئے؟ فرمایا: تیرے پاس تیرا شیطان آیا ہے میں نے کہا کیا میرے ساتھ شیطان ہے؟ فرمایا: ہر انسان کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔ میں نے کہا: آپ ﷺ کے ساتھ بھی ہے؟ فرمایا: ہاں، مگر اللہ تعالیٰ نے میری امداد کی اور وہ مسلمان، فرمانبردار ہو گیا ہے۔'' (مسلم)

شــــرح: ......غیرت میں آنا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فطرتی حق تھا، کیونکہ ان کی باری تھی انہیں وہم تھا کہ آپ ﷺ مجھے چھوڑ کر میری کسی سوتن کے گھر جا رہے ہیں۔ اس لیے جذبات غیرت کا بھڑکنا ایک فطرت بات تھی۔ مگر نبی اکرم ﷺ نے اسے شیطانی عمل اس لیے قرار دیا ہے کہ بھلا میں غیر منصفانہ طریقہ کیسے اپنا سکتا تھا کہ باری ان کی ہو اور دوسری کے گھر چلا جاؤں۔ مقصد یہ تھا کہ غیرت اچھا وصف ہے مگر اتنی زیادہ نہ ہو کہ بدگمانی پیدا کر دے۔

۲۔ ثابت ہوا ہر نیک و بد کے ساتھ شیطان مقرر ہے۔ تاہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بھی تھا مگر بے بس تھا۔ (گوندلوی)

(٤٣٤٠) مسلم: ٢٨١٥۔ احمد: ٢٤٣٢٤.

٤٣٤١ ـ عَـنْ عَـائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا خَـرَجَ اَقْـرَعَ بَيْـنَ نِسَـائِـهِ فَـطَارَتِ الْقُرْعَةُ لِعَـائِشَةَ وَحَـفْصَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَاكَانَ بِـالـلَّيْـلِ سَـارَمَـعَ عَائِشَةَ يَتَحَدَّثُ فَقَالَتْ حَـفْـصَةُ أَلاَ تَرْكَبِيْنَ اللَّيْلَةَ بَعِيْرِيْ وَأَرْكَبُ بَـعِيْـرَكِ تَنْظُرِيْنَ وَأَنْظُرُفَقَالَتْ بَلَى فَرَكِبْتُ فَـجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَـى جَـمَلِ عَائِشَةَ وَعَلَيْهِ حَـفْـصَةُ فَسَـلَّـمَ عَلَيْهَا ثُمَّ سَارَحَتّٰى نَزَلُوْا وَافْتَقَدَتْهُ عَائِشَةُ فَلَمَّا نَزَلُوْا جَعَلَتْ رِجْلَيْهَا بَيْـنَ الإِذْخِـرِوَتَـقُـوْلُ يَـارَبِّ سَلِّطْ عَلَيَّ عَـقْرَبًاأَوْحَيَّةً تَلْدَغُنِيْ وَلاأَسْتَطِيْعُ أَنْ أَقُوْلَ لَهُ شَيْئًا . (رواه البخاري، ٥٢١١)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب آپ ﷺ سفر کے لیے جاتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے،۔ چنانچہ ایک مرتبہ میرا اور حفصہ کا نام نکل آیا۔ لہٰذا میں اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھی، اور رات کے وقت آپ ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ چلتے اور باتیں کرتے تھے۔تو سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا تو میرے اونٹ پر اور میں تیرے اونٹ پر سوار نہ ہوں تاکہ ہم دونوں آپ ﷺ کو قریب سے دیکھ سکیں؟ تو میں نے ایسا ہی کر دیا۔ آنحضرت ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کی طرف آئے، اور اس پر سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سوار تھیں، آپ ﷺ نے سلام کیا اور سوار ہوکر اس کے ساتھ چل پڑے، یہاں تک کہ اگلی منزل پر جا اترے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو مفقود پا کر غیرت میں آ گئی اور اپنے پاؤں گھاس میں رکھ دیئے۔ اور کہا: یااللہ! میرے اوپر بچھو یا سانپ مسلط کر دے تاکہ وہ مجھے کاٹ دے اور میں تو ان کو کچھ نہیں کہہ سکتی ہوں۔'' (بخاری)

شـــرح: ......ا۔ ثابت ہوا جب کسی صورت، کسی معاملہ کی گتھی نہ سلجھ سکے تو قرعہ ڈالنا جائز ہے۔ جیسا کہ سفر کے لیے ساتھ جانے کا ہر بیوی کا برابر حق تھا اگر آپ ﷺ بذات خود ایک کا انتخاب کرتے تو دوسری رنجیدہ خاطر ہو جاتی۔ اس بنا پر نبی اکرم ﷺ نے بیویوں کے اسمائے گرامی کا قرعہ ڈالا جن کے نام قرعہ نکلا انہیں ساتھ لے لیا۔

۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اتنی بے چین اس لیے ہوئی تھیں کہ نبی اکرم ﷺ سے انہیں بے پناہ محبت تھی، دورانِ سفر محبوب پیغمبر کی جدائی برداشت نہ ہوسکی، ہمسفر جو کہ دل میں بستے تھے وہ پاس نہ پا کر بے قرار ہوگئیں، سفر کا ایک ایک لمحہ سالوں کی شکل اختیار کر گیا تھا۔ اور یہ طریقہ بھی خود ہی اپنایا تھا اور خود ہی غیرت میں آ گئیں۔ اس لیے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو بھی کچھ نہ کہا بلکہ انہوں نے تو بڑا تعاون کیا تھا کہ فوراً ان کی تجویز قبول کر لی۔ اور نبی ﷺ بھی اس سے آ گاہ نہ تھے، اس لیے خود کو ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کوسنے لگیں، یہ بھی موت کی بدعا نہ تھی بس بے قراری کا اظہار تھا۔ (فتح الباری: ۳۱۲/۹)

(٤٣٤١) بخاری: ٥٢١١۔ مسلم: ٢٤٤٥۔ ابن ماجه: ١٩٧٠۔ احمد: ٢٥٧٨٢۔ دارمی: ٢٤٢٣.

٤٣٤٢ــــ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ مَارَأَيْتُ صَانِعَةَ طَعَامٍ مِثْلَ صَفِيَّةَ أَهْدَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ إِنَاءً فِيْهِ طَعَامٌ فَمَا مَلَكْتُ نَفْسِي أَنْ كَسَرْتُهُ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ كَفَّارَتِهِ فَقَالَ إِنَاءٌ كَإِنَاءٍ وَطَعَامٌ كَطَعَامٍ. (رواه النسائي، ٣٩٥٧)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ بہتر کھانا تیار کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے لیے کھانا تیار کر کے روانہ کیا، جب آپ ﷺ میرے گھر میں تھے۔ مجھے افسوس ہوا اور شدت غیرت سے میں کانپنے لگی۔ تو میں نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا برتن توڑ دیا، اور پھر نادم ہوئی۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! اس کا کیا کفارہ ہے؟ فرمایا: برتن جیسا برتن اور کھانے جیسا کھانا۔'' (النسائی)

شرح: ...... اگرچہ اس حدیث میں ضعف ہے مگر صحیح احادیث اس مفہوم کی تائید کرتی ہیں۔ ایک تو ثابت ہوا سوتن پر غیرت کا آنا ایک فطری بات ہے۔ دوسرا اس میں دلیل ہے کہ جو کسی کی چیز ہلاک کرتا ہے وہ اس کا ضامن ہوگا۔ اگر اس کی مثل موجود ہے تو وہی دینی ہے اگر اس کی مثل نہیں تو اس کی قیمت ادا کرے۔ (عون المعبود: ٣/٣٢٢)

٤٣٤٣۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍ وَنَحْنُ مَعَهُ فَاعْتَلَّ بَعِيْرٌ لِصَفِيَّةَ وَكَانَ مَعَ زَيْنَبَ فَضْلٌ فَقَالَ لَهَا ﷺ: إِنَّ بَعِيْرَ صَفِيَّةَ قَدِاعْتَلَّ فَلَوْأَعْطَيْتِهَا بَعِيْرًا لَكِ، قَالَتْ: أَنَاأُعْطِي هٰذِهِ الْيَهُوْدِيَّه؟ فَغَضِبَ ﷺ وَهَجَرَهَا بَقِيَّةَ ذِي الْحِجَّةِ وَمُحَرَّمًا وَصَفَرًا وَأَيَّامًا مِنْ شَهْرِ رَبِيْعَ الأَوَّلِ، حَتّٰى رَفَعَتْ مَتَاعَهَا وَسَرِيْرَهَا فَظَنَّتْ أَنَّهُ لاَحَاجَةَ لَهُ فِيهَا، فَبَيْنَا هِيَ ذَاتَ يَوْمٍ قَاعِدَةٌ بِنِصْفِ النَّهَارِ إِذْ رَأَتْ ظِلَّهُ قَدْ أَقْبَلَ، فَأَعَادَتْ سَرِيْرَهَا وَمَتَاعَهَا. (رواه الطبراني في الأوسط)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہم سفر میں تھے۔ پس صفیہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ بیکار ہو گیا، اور زینب رضی اللہ عنہا کے پاس ایک زائد اونٹ تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: صفیہ کا اونٹ بے کار ہو چکا ہے اگر تو اپنا اونٹ دیدے تو بہتر ہو گا۔ اس نے کہا: اس یہودی عورت کو میں اونٹ دیدوں۔ رسول اللہ ﷺ کو غصہ آیا، اور آپ ﷺ نے اس سے بقیہ ذوالحجہ محرم، صفر اور ربیع الاول کے چند ایام کلام وغیرہ ترک کر دی۔ یہاں تک کہ اس نے اپنی چار پائی اور سامان اٹھا کر رکھ دی۔ اور گمان کیا کہ آپ ﷺ کو اس سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ وہ اسی حال میں دوپہر کے وقت بیٹھی تھی کہ آپ ﷺ کا سایہ آتے دیکھا، تو جلدی سے چار پائی بچھا دی اور سامان آراستہ کر دیا۔'' (الاوسط)

(٤٣٤٢) نسائی: ٣٩٥٧۔ ضعیف، البانی: ٢٦٣۔ ابوداؤد: ٣٥٦٨۔ احمد: ٢٥٨٣٤.

(٤٣٤٣) طبرانی اوسط، وفیه سمية روى لها ابوداؤد وغيره ولم يجرحها احد وبقية رجاله ثقات، هيثمی: ٧٦٩٥.

٤٣٤٤ـ وفـي روايـة: فَهَـجَـرَهَـا ذَا الْحِجَّةِ وَالْـمُـحَـرَّمَ وَبَعْضَ صَفَرٍ . (رواه أبوداود، ٤٦٠٢)

''اور ابو داؤد میں یہ الفاظ ہیں: پس آپ ﷺ نے اس کو چھوڑے رکھا ذوالحجہ، محرم اور بعض ایام صفر کے۔'' (ابوداؤد)

٤٣٤٥ـ عَـنْ عُـقْبَةَ بْـنِ عَـامِـرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ إِيَّاكُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَى النِّسَاءِ فَـقَـالَ رَجُـلٌ مِـنَ الأَنْـصَـارِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَفَـرَأَيْـتَ الْحَمْوَ قَالَ الْحَمْوُ الْمَوْتُ . (رواه البخاري، ٥٢٣٢)

''سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورتوں کے پاس نہ جایا کرو۔ تو ایک انصاری مرد نے عرض کیا: خاوند کے بھائی کا جانا کیسا ہے؟ فرمایا: دیور تو موت ہے۔'' (بخاری)

شرح: ......۱۔ اس سے ثابت ہوا کہ اجنبی مرد اجنبی عورت کے ساتھ علیحدگی میں نہ رہے۔ خصوصاً اس عورت کے ساتھ جس کا خاوند گھر نہیں، کیونکہ شیطان خون کی مانند گردش کرتا ہے۔

اور دیور کا خصوصی ذکر کیا ہے کہ اس سے اجتناب بہت ضروری ہے۔ اَلْحَمْوَ سے زیادہ مشہور تو دیور یا جیٹھ ہے جو کہ خاوند کا بھائی ہوتا ہے۔ مگر لغت والے اس سے خاوند کی طرف سے عام رشتہ دار مراد لیتے ہیں۔ مثلاً خاوند کا بھائی اس کے چچا کے بیٹے، اس کا چچا وغیرہ بہرصورت زیادہ مشہور دیور ہی ہے۔ دیور کو موت قرار دینے کا مطلب ہے کہ جب اجنبی لوگوں سے عورت کو خلوت اختیار کرنے سے روکا گیا ہے تو پھر دیور سے تو بالاولیٰ اجتناب کرنا ہوگا۔

دیور کے موت ہونے کی ایک تفسیر یہ بھی کی جاتی ہے کہ جس طرح موت سے بچنا ممکن نہیں اسی طرح دیور سے چھپنا ممکن نہیں۔ لیکن دیگر شارحین اس سے اتفاق نہیں کرتے۔ وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ دیور کے ساتھ خلوت اختیار نہ کرنا دین کی ہلاکت ہے یعنی اس سے زنا ہو جائے تو اس کی سزا رجم ہے۔ بہرصورت یہ خلوت حرام ہے کیونکہ اس سے گناہ تک رسائی آسانی سے ہو جاتی ہے۔ (فتح الباری: ۹/۳۳۲)

عورت شہوت وطمع کا مرکز ہے، یہ اپنے ضعف ونقص کی وجہ سے اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ سکتی اور نہ ہی آدمی خواہ کتنا صالح اور متدین ہو فتنہ سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ نفس امارہ اور شیطانی وساوس اسے گمراہ کر سکتے ہیں۔ اس لیے نبی اکرم ﷺ نے غیر مرد کا اجنبی عورت کے ساتھ رات یا دن میں تنہا ہونا سخت برا فعل قرار دیا ہے۔ اور اس پر سخت پابندی عائد کر دی ہے، ذی محرم سے چونکہ خطرہ نہیں ہوتا اس لیے اس میں گنجائش رکھی گئی ہے۔

(٤٣٤٤) ابوداؤد: ٤٦٠٢ـ ضعیف، البانی: ٩٩٩ـ احمد: ٢٦٣٢٥.

٤٣٤٦ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَايَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّامَعَ ذِي مَحْرَمٍ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ امْرَأَتِي خَرَجَتْ حَاجَّةً وَاكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةٍ كَذَا وَكَذَا قَالَ ارْجِعْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ . (رواه البخاري، ٥٢٣٣)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص کسی عورت سے تخلیہ میں نہ رہے مگر جب عورت کے ساتھ اس کا محرم ہو۔ تو ایک مرد نے کہا: یا رسول اللہ! میری بیوی حج کے لیے جا چکی ہے اور مجھے ایک فلاں فوج میں لکھا گیا ہے۔ فرمایا: تو واپس جا کر اپنی زوجہ کے ساتھ حج کر۔'' (بخاری)

شرح: ......١۔ یہ ثابت ہو رہا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے جہاد جیسے اہم مشن سے اس مجاہد کا نام کٹوا کر اسے پہلے بیوی کو حج کروانے کے لیے بھیجا ہے اس سے اس مسئلہ کی اہمیت خود بخود واضح ہو رہی ہے۔

اگر ایک عورت کے پاس مکمل زادِراہ ہے مگر محرم نہیں تو یہ حج کرنے کی پابند نہیں اگر بغیر محرم کے حج کرے گی تو اس کا حج نہ ہوگا۔

بعض لوگ یہ کہتے ہیں اگر عورت عمر رسیدہ ہے یا ایسا قافلہ ہو جس کے ساتھ چلنے میں امن ہو یا عورت کو خود پر اعتماد ہو یا عورتوں کا کارواں ہو عورت بغیر محرم بھی حج کر سکتی ہے یہ رائے بظاہر تو اچھی لگتی ہے مگر حدیث اس کی تائید نہیں کرتی۔

آج کل مسلمان خواتین میں زیبائش کی نمود، بے حجابی و برہنگی، مرد و زن کا اختلاط اور غیر محرموں کے ساتھ خلوتوں میں اٹھنا، بیٹھنا اور ٹور کی صورتوں میں دور دور تک سفر کرنا غمازی کرتا ہے کہ ہم اسلامی احکام سے کتنے دور ہیں، یہ خلوت اختیار نہ کرنا اور محرم کے بغیر حج و عمرہ پر نہ جانا یہ سب کچھ عورت کی عزت کے تحفظ کے لیے ہی پابندی لگائی ہے۔

مگر صد افسوس! جو لوگ بے حیائی کے رسیا اور خواہش پرستی کے خوگر ہیں جو حیا و عفت کے جوہر سے نہ آشنا اور کسی نظام و قانون کو خاطر میں نہ لانے میں اس قانون سے روگردانی کر کے عورت کو وحشت و حیوانیت کے عہد نجاست آلود کی جانب لے جانا چاہتے ہیں۔ (تفہیم الاسلام: ١/٨١٣)

٤٣٤٧ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ أَنَّ نَفَرًامِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ دَخَلُوْا عَلٰى أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ فَدَخَلَ أَبُوْبَكْرٍ الصِّدِّيْقُ وَهِيَ تَحْتَهُ يَوْمَئِذٍ فَرَآهُمْ فَكَرِهَ ذٰلِكَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ لَمْ أَرَإِلَّاخَيْرًا فَقَالَ

''سیدنا عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ چند آدمی بنو ہاشم میں سے اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے پاس آئے۔ وہ اس وقت سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے عقد میں تھیں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو یہ امر ناگوار گزرا۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے تذکرہ کیا۔ اور ساتھ ہی یہ کہا کہ میں نے بھلائی کے سوا کچھ نہیں دیکھا۔ پس

(٤٣٤٧) مسلم: ٢١٧٣ـ ترمذی: ٢٩ـ احمد: ٦٩٥٦.

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ قَدْبَرَأَهَا مِنْ ذٰلِكَ ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ لَايَدْخُلَنَّ رَجُلٌ بَعْدَ يَوْمِي هٰذَاعَلَى مُغِيْبَةٍ إِلَّاوَمَعَهُ رَجُلٌ أَوِ اثْنَانِ . (رواه مسلم، ٢١٧٣)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اسماء کو ان امور سے بری کر دیا ہے۔ پھر آپ ﷺ منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا: میرے آج کے اس بیان کے بعد کوئی مرد کسی عورت کے پاس اس کے خاوند کی عدم موجودگی میں داخل نہ ہو الا یہ کہ اس عورت کے پاس کوئی مرد موجود ہو یا آنے والے دو ہوں۔'' (مسلم)

٤٣٤٨۔ عَنْ مَوْلَى عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ أَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ أَرْسَلَهُ إِلٰى عَلِيٍّ يَسْتَأْذِنُهُ عَلٰى أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ فَأَذِنَ لَهُ حَتّٰى إِذَا فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهِ سَأَلَ الْمَوْلٰى عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَانَا أَوْنَهٰى أَنْ نَدْخُلَ عَلَى النِّسَاءِ بِغَيْرِإِذْنِ أَزْوَاجِهِنَّ . (رواه الترمذي، ٢٧٧٩)

''سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے غلام نے بیان کیا کہ سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اس کو علی رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ کیا، تاکہ وہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے کلام کرنے کی اجازت لائے۔ انہوں نے اجازت دی۔ چنانچہ عمرو رضی اللہ عنہ نے کلام کی اور جب بات کر کے فارغ ہوئے تو غلام نے عمرو رضی اللہ عنہ سے پوچھا: انھوں نے جواب دیا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے خاوندوں کی اجازت کے بغیر بات کرنے سے منع کیا ہے۔'' (ترمذی)

٤٣٤٩۔ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ امْرَأَةً كَانَ فِي عَقْلِهَا شَيْءٌ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ لِي إِلَيْكَ حَاجَةً فَقَالَ يَا أُمَّ فُلَانٍ انْظُرِي أَيَّ السِّكَكِ شِئْتِ حَتّٰى أَقْضِيَ لَكِ حَاجَتَكِ فَخَلَا مَعَهَا فِي بَعْضِ الطُّرُقِ حَتّٰى فَرَغَتْ مِنْ حَاجَتِهَا . (رواه مسلم، ٢٣٢٦)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک عورت کی عقل میں کچھ کمی بیشی تھی۔ تو اس نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے آپ ﷺ سے کام ہے۔ فرمایا: اے ام فلاں! تو جس گلی کوچے میں چاہے میں تیری حاجت پوری کروں گا۔ پس آپ ﷺ ایک راستے پر اس کی باتیں سننے کے لیے علیحدہ کھڑے رہے یہاں تک کہ اس نے ضرورت کی بات پوری سنا دی۔'' (مسلم)

شرح: ...... یہ احادیث بھی اوپر والی وضاحت کی تائید کرتی ہیں۔ جب خلوت نہ اور نہ ہی کوئی خطرہ ہو تو پھر عورت سے ملنے کی اجازت ہے۔ اگر غلط نظر یہ ہو تو پھر گزرگاہ پر ہو یا عورت کے پاس دوسرے لوگ بھی ہوں پھر اس سے ملاقات جائز نہیں۔ نیت اچھی ہو اور کوئی اندیشہ نہ ہو تو پھر اجنبی عورت سے ضروری بات کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (گوندلوی)

٤٣٥٠۔ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ

''سیدنا جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول ﷺ سے

(٤٣٤٨) ترمذی: ٢٧٧٩۔صحیح، البانی: ٢٢٣٠۔ احمد: ١٣٦٣٢۔

(٤٣٤٩) مسلم: ٢٣٢٦۔ ابوداؤد: ٤٨١٨۔ ابن ماجہ: ٤١٧٧۔ احمد: ١٣٦٣٢۔

(٤٣٥٠) ابوداؤد: ٢١٤٨۔ صحیح، البانی: ١٨٨٠۔ مسلم: ٢١٥٩۔ ترمذی: ٢٧٧٦۔ احمد: ١٨٧١٥۔ دارمی: ٢٦٤٣۔

اللّٰهِ ﷺ عَنْ نَظْرَةِ الْفَجْأَةِ فَقَالَ اصْرِفْ بَصَرَكَ . (رواه أبوداود، ٢١٤٨)

اچانک نظر پڑنے کے متعلق سوال کیا۔ تو فرمایا: اپنی آنکھ پھیر دیا کر۔" (ابوداؤد)

٤٣٥١۔ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِعَلِيٍّ يَا عَلِيُّ لاَتُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَإِنَّ لَكَ الأُوْلٰى وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةُ . (رواه أبوداود، ٢١٤٩)

"ابن بریدہ اپنے والد سیّدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: اے علی رضی اللہ عنہ! ایک بار نظر پڑنے کے بعد دوسری نظر نہ پڑے۔ پہلی تجھے معاف ہے اور دوسری نظر تجھے معاف نہیں ہے۔" (ابوداؤد)

شرح: ......اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے: ﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوا مِنْ اَبْصَارِهِمْ﴾ (النور: ٣٠) اسی طرح نمبر۳۱ میں حکم ہے: ﴿وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ﴾ (النور: ٣١) "ایماندار مردوں سے کہہ دو اپنی نظریں نیچی رکھیں......اور ایماندار عورتوں سے بھی کہہ دو یہ بھی اپنی نظریں نیچی رکھیں۔

لیکن بعض اوقات انسان سے فطرتی طور پر کوتاہی ہو جاتی ہے کہ نظر پڑ جاتی ہے، یہ معاف ہے۔ ہاں اگر دوبارہ نظر ڈالے گا تو معاف نہیں یہ قصداً ڈال رہا ہے، یہ اس کے اختیار میں تھی جو ڈال رہا ہے اس پر گناہ ہوگا۔ اس سے یہ بھی دلیل لیتے ہیں کہ عورت کے لیے چہرہ ڈھانپنا فرض نہیں مستحب ہے۔ یہ قوی دلیل نہیں، چہرہ ڈھانپنا ہے اور یہی تو فتنہ کا مرکز ہے۔ یہ نظر چہرہ پر ہو یا اس کے علاوہ ہو عورت نے چہرہ پر نقاب کیا ہو یا نہ کیا ہو، ڈالنے کی ممانعت ہے۔ کیونکہ یہ بھی شیطانی اثر ہے۔ ہاں جب چہرہ بے نقاب ہو تو پھر فوراً رخ پھیر لیا جائے یہ زیادہ گمراہی کا مقام ہے۔ (عون المعبود: ۲/۲۱۲)

٤٣٥٢۔ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَتٰى فَاطِمَةَ بِعَبْدٍ كَانَ قَدْ وَهَبَهُ لَهَا قَالَ وَعَلٰى فَاطِمَةَ رضي الله عنها ثَوْبٌ إِذَا قَنَعَتْ بِهِ رَأْسَهَا لَمْ يَبْلُغْ رِجْلَيْهَا وَإِذَا غَطَّتْ بِهِ رِجْلَيْهَا لَمْ يَبْلُغْ رَأْسَهَا فَلَمَّا رَأَى النَّبِيُّ ﷺ مَا تَلْقٰى قَالَ إِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكِ بَأْسٌ إِنَّمَا هُوَ أَبُوْكِ وَغُلَامُكِ . (رواه أبوداود، ٤١٠٦)

"سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ایک غلام ھبہ کیا، اور اس کو ساتھ لے کر فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا پر جو کپڑا تھا اس سے جب سر چھپاتیں تو وہ پاؤں تک نہ پہنچتا تھا اور پاؤں ڈھانپتیں تو سر تک نہ پہنچتا تھا۔ جب آپ ﷺ نے ان کی یہ مشقت دیکھی تو فرمایا: تیرے اوپر کوئی گناہ نہیں ایک تیرا باپ آیا ہے اور ایک تیرا غلام ہے۔ (ابوداؤد)

شرح: ......حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا غلام سے پردے کی خاطر خاصا تکلف کر رہی تھیں، تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں تسلی دی کوئی بات نہیں کبھی سر ڈھانپنے، کبھی پاؤں ڈھانپنے کی ضرورت نہیں جو اس وقت ضروری پردہ ہے وہ تم نے

(٤٣٥١) ابوداؤد: ٢١٤٩۔ حسن، البانی: ١٨٨١۔ ترمذی: ٢٧٧٧۔ احمد: ٢٢٥١٢.

(٤٣٥٢) ابوداؤد: ٤١٠٦۔ صحیح، البانی: ٣٤٦٠.

پہلے ہی کر رکھا ہے۔ پاؤں کا نظر آنا کوئی حرج والی بات نہیں میں تو تمہارا باپ ہوں اور تم پردہ کر رہی ہو اور یہ تمہارا غلام ہے۔ یہ اجنبی نہیں یہ بھی محرم کے مقام پر ہے۔ جتنا محرم سے پردہ ہے اتنا ہی اس غلام سے پردہ ہے۔ ثابت ہوا غلام اپنی مالکہ کو دیکھ سکتا ہے۔ مالکہ اس کے ساتھ سفر کر سکتی ہے اور جس طرح محرم کے ساتھ خلوت کر سکتی ہے اس طرح مالکہ غلام کے ساتھ بھی خلوت اختیار کر سکتی ہے۔

ہاں! اگر غلام کاتب قسطوں والا ہو اور اس کے پاس قسط ادا کرنے کی گنجائش ہو تو پھر اس سے پردہ کریں کیونکہ وہ کسی وقت بھی آزاد ہو سکتا ہے۔ (عون المعبود: ۲/ ۱۰۶)

٤٣٥٣ــــ عَـنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا دَخَـلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ وَعِـنْـدِي مُخَنَّثٌ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ لِـعَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أُمَيَّةَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ إِنْ فَتَـحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الطَّائِفَ غَداً فَعَلَيْكَ بِابْنَةِ غَيْلاَنَ فَـإِنَّهَـا تُـقْبِـلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَان . وَقَـالَ النَّبِيُّ ﷺ لاَيَـدْخُـلَنَّ هٰؤُلاَءِ عَلَيْكُنَّ قَـالَ ابْـنُ عُيَيْنَةَ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: الْمُخَنَّثُ هِيْتٌ . (رواه البخاري، ٤٣٢٤)

''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کے پاس آئے، اور گھر میں ایک ہیجڑا موجود تھا۔ اس نے عبداللہ بن ابی امیہ جو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بھائی ہے اس کو کہا: اے عبداللہ! اگر کل کو تمہیں اللہ تعالیٰ طائف پر فتح دے تو سردار غیلان کی بیٹی میں تجھے بتاؤں گا وہ آگے سے چار اور پیچھے سے آٹھ ہے۔ (یعنی موٹی لڑکی ہے) پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ مخنث لوگ تمہارے پاس نہ آیا کریں۔'' (ابن جریج نے کہا خنثیٰ گہری نظر دیکھتا ہے۔ (بخاری)

٤٣٥٤ــــ عَـنْ عَـائِشَةَ بِهٰذَا الْحَدِ يْثِ زَادَ وَأَخْـرَجَـهُ فَـكَانَ بِالْبَيْدَاءَ ، فَقِيْلَ يَارَسُوْلَ الـلّٰـهِ إِنَّهُ إِذَنْ يَّمُوْتُ مِنَ الْجُوْعِ فَأَذِنَ لَهُ أَنْ يَّـدْخُـلَ فِـي كُـلِّ جُـمُعَةٍ مَرَّتَيْنِ فَيَسْأَلُ ثُمَّ يَرْجِعُ . (رواه أبوداود، ٤١٠٧)

''ابو داؤد میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: جس میں یہ اضافہ ہے کہ اس خنثیٰ کو آپ ﷺ نے مدینہ سے نکال دیا اور وہ مقام بیداء میں رہنے لگا۔ تو آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ وہ بھوک سے مر جائے گا۔ آپ ﷺ نے اجازت دی کہ جمعہ (سات ایام) میں دوبار مدینہ میں داخل ہو اور اشیاء ضروریہ مانگ کر لوٹ جایا کرے۔'' (ابو داؤد)

٤٣٥٥ــــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ الْـمُـخَنَّثِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلاَتِ مِنَ

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عورت بننے والے مردوں کو اور مرد بننے والی عورتوں پر لعنت کی

(٤٣٥٣) بخاری: ٤٣٢٤۔ مسلم: ٢١٨٠۔ ابوداؤد: ٤٩٢٩۔ ابن ماجه: ٢٦١٤۔ احمد: ٢٦١٥٩۔ مؤطا: ١٤٩٨.
(٤٣٥٤) ابوداؤد: ٤١٠٧۔ صحیح، البانی: ٣٤٦٣۔ احمد: ٢٤٦٥٩.
(٤٣٥٥) بخاری: ٥٨٨٦۔ ترمذی: ٢٧٨٤۔ ابوداؤد: ٤٩٣٠۔ ابن ماجه: ١٩٠٤۔ احمد: ٣٤٤٨۔ دارمی: ٢٦٤٩.

النِّسَاءِ وَقَالَ أَخْرِجُوْهُمْ مِنْ بُيُوْتِكُمْ قَالَ فَأَخْرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فُلاناً وَأَخْرَجَ عُمَرُ فُلاَناً. (رواه البخاري، ٥٨٨٦)

ہے۔ اور فرمایا: ان کو گھروں سے نکال دو۔ چنانچہ رسولِ اکرم ﷺ نے فلاں کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فلاں کو نکال دیا۔'' (بخاری)

شرح: ......مخنث اسے کہتے ہیں جس کی حرکات وسکنات نسوانی ہوں، اگر فطرتی طور پر عادات میں زنانہ پن ہے تو کوئی حرج نہیں، اگر تکلف اور تجربہ سے یہ انداز اختیار کیا ہے تو پھر یہ نبی پاک ﷺ کی لعنت کا مستحق ہے۔ نبی ﷺ کے عہد مبارک میں مدینہ میں تین مخنث تھے، یہ بے حیا نہ تھے، نہ ہی بڑی برائی یعنی لواطت اور زنا کاری یا اس کی دلالی میں مشہور تھے، کردار کے اچھے تھے، مگر باتیں لوچدار کرتے تھے، کبھی ہاتھوں اور پاؤں میں مہندی لگا لی، یا عورتوں کی مانند دل لگی کرتے تھے۔

اب ان احادیث میں یہ بیان ہوا ہے کہ مخنث عورتوں کے پاس نہ آئے اور نہ ہی عورتیں ان کے سامنے نمایاں ہوں، اس بارے میں ان پر اسی طرح پابندی ہے جس طرح قوت مردانگی والے مرد ہوتے ہیں۔ (عون المعبود: ۴/ ۴۳۸)

اس سے یہ بھی ثابت ہوا فسادی لوگوں کو سزا کے طور پر جلا وطن کرنا بھی جائز ہے۔ اس کی موت کے ڈر سے اسے اتنی اجازت دی تھی کہ وہ مدینہ میں اپنے کھانے کے لیے کچھ اکٹھا کرے اور واپس بیداء مقام پر چلا جائے۔ جب وہ اشیاء ختم ہوتیں دوبارہ آ جاتا اور اشیائے خورد ونوش جمع کرتا اور واپس چلا جاتا۔ (عون المبود: ۴/ ۱۰۸)

٤٣٥٦۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمَيْمُوْنَةَ قَالَتْ فَبَيْنَا نَحْنُ عِنْدَهُ أَقْبَلَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ وَذٰلِكَ بَعْدَمَا أُمِرْنَا بِالْحِجَابِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ احْتَجِبَا مِنْهُ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَيْسَ هُوَ أَعْمٰى لاَ يُبْصِرُنَا وَلاَيَعْرِفُنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَفَعَمْيَاوَانِ أَنْتُمَا أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ. (رواه الترمذي، ٢٧٧٨)

''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں اور سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا حجاب کا حکم نازل ہونے کے بعد آنحضرت ﷺ کے پاس تھیں۔ اتنے میں ابن ام مکتوم آ گیا اور ہمارے گھر میں داخل ہوا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم دونوں اس سے پردے میں چلی جاؤ۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! کیا وہ نابینا نہیں ہے؟ وہ نہ ہمیں دیکھتا ہے اور نہ وہ پہچانتا ہے؟ فرمایا: کیا تم دونوں بھی نابینا ہو، تم دونو ں اس کو نہیں دیکھ رہی ہو؟ (ترمذی)

شرح: ......اس حدیث کو علامہ البانی رحمہ اللہ نے تو ضعیف قرار دیا ہے، مگر علامہ شمس الحق رحمہ اللہ نے امام ترمذی کے حوالے سے اسے حسن صحیح کہا ہے۔ اس سے یہ استدلال ہوتا ہے کہ جس طرح مرد نظر نیچی رکھے، عورت بھی اسی کی پابند ہے۔ عورت چونکہ عقل کی پوری اور شہوت میں تیزی رکھتی ہے۔ اس لیے اسے بھی نظر بد سے بچنے کا حکم ہے۔ یہ اس وقت ہے

(٤٣٥٦) ترمذی: ٢٧٧٨۔ ضعیف، البانی: ٥٢٦۔ ابوداؤد: ٤١١٢۔ یہ حدیث کم از کم حسن درجہ ہے جیسا کہ شرح میں ابھی بیان ہوا ہے۔

جب فتنہ کا ڈر ہوگا۔ اگر فتنہ کا ڈر نہیں تو پھر ضرورت کے تحت دیکھ سکتی ہے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حبشی جنگی مشقوں میں مصروف تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر مبارک سے مجھ پر پردہ کر رکھا تھا اور میں ان کی مشقیں دیکھ رہی تھی۔ (عون المعبود: ۴/ ۱۰۹)

آہ! غور فرمائیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت پاکیزہ کا پیکر آپ کی بیویاں اور صحابہ رضی اللہ عنہم وہ مسئلہ پوچھنے آتے ہیں تو اللہ تعالیٰ خود ان کے تزکیہ نفس کی گواہی دے رہا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ میں آجاتے ہیں۔

آج ہر مقام پر دونوں جانب خوب بینائی ہے اور مرد و زن مخلوط نظر آرہے ہیں اور آنکھیں چار کرتے ہیں، اچھی طرح دیکھیں، ہماری بصیرت تو نہیں بجھ چکی۔ (گوندلوی)

٤٣٥٧ـ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ الأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ وَهُوَ خَارِجٌ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاخْتَلَطَ الرِّجَالُ مَعَ النِّسَاءِ فِي الطَّرِيْقِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلنِّسَاءِ اسْتَأْخِرْنَ فَإِنَّهُ لَيْسَ لَكُنَّ أَنْ تَحْقُقْنَ الطَّرِيْقَ عَلَيْكُنَّ بِحَافَّاتِ الطَّرِيْقِ فَكَانَتِ الْمَرْأَةُ تَلْتَصِقُ بِالْجِدَارِ حَتّٰى إِنَّ ثَوْبَهَا لَيَتَعَلَّقُ بِالْجِدَارِ مِنْ لُصُوْقِهَا بِهِ. (رواه أبوداود، ٥٢٧٢)

''سیدنا ابو اُسید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد سے باہر فرماتے سنا جب کہ مرد اور عورتیں راستہ پر خلط ملط چل رہے تھے۔ فرمایا: عورتیں مؤخر ہو کر چلیں، تمہارے لیے راستے کے وسط میں چلنا جائز نہیں ہے۔ تم راستے کی اطراف پر چلا کرو۔ پس عورتیں دیوار سے لگ کر چلتی تھیں۔ یہاں تک کہ دیوار سے چمٹ کر چلنے کی وجہ سے عورت کا کپڑا دیوار سے چمٹ جاتا تھا۔'' (ابوداود)

شــــرح: ......اس طرح مرد و زن کا اختلاط ہو جاتا ہے جو انتہائی خطرات کا حامل تھا۔ اس لیے عورتوں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پابندی لگائی کہ رستہ کے ایک کنارے پر چلیں تا کہ مردوں سے ٹکراؤ نہ ہو۔ (عون المعبود: ۴/ ۵۴۳)

سبحان اللہ! کتنی اطاعت شعار اور پیکر حیا تھیں وہ خواتین جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر فوراً عمل پیرا ہو گئیں۔ اس میں میری ان بہنوں کے لیے عظیم درس ہے جو گلیوں اور بازاروں میں نیم پوش ہو کر درمیان میں چلتی ہیں۔ (گوندلوی)

٤٣٥٨ـ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَمْشِيْ فِي الطَّرِيْقِ وَأَمَامَهُ امْرَأَةٌ فَقَالَ لَهَا: تَنَحِّيْ عَنِ الطَّرِيْقِ، فَقَالَتْ: الطَّرِيْقُ وَاسِعٌ،

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم راستے پر جا رہے تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے عورت جا رہی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا: راستے سے ہٹ کر چل۔ تو اس نے کہا:

(٤٣٥٧) ابوداؤد: ٥٢٧٢ـ حسن، البانی: ٤٣٩٢.

(٤٣٥٨) رزین.

فَقَالَ: دَعُوْهَافَإِنَّهَا جِبَارَةٌ. (لرزين)

راستہ وسیع ہے، فرمایا: اس کو جانے دو۔ یہ سرکش عورت ہے۔'' (رزین)

٤٣٥٩ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى أَنْ يَّـمْشِـيَ يَـعْنِي الرَّجُلَ بَيْنَ الْمَرْأَتَيْنِ (رواه أبوداود، ٥٢٧٣)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مرد کو دو عورتوں کے درمیان چلنے سے منع فرمایا۔'' (ابوداؤد)

شرح:......اس کی نسبت نبی ﷺ کی طرف موضوع ہے۔ (البانی: ١١٢٧) یہ کسی راوی کی وضاحت ہے حدیث نہیں۔ (عون المعبود: ٤/٥٤٣)

٤٣٦٠ـ عَـنْ أَنَـسٍ قَـالَ: لَـمَّاكَانَ صَبِيْحَةَ احْتَـلَمْتُ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: لاتَدْخُلْ عَلَى النِّسَاءِ، فَمَا أَتٰى عَلَيَّ يَـوْمٌ أَشَـدُّ مِـنْـهُ. (رواه الـطبـرانـي في الأوسط، والصغير، ٢٥٩)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس دن میں بالغ ہوا تو نبی کریم ﷺ کے پاس گیا، اور آپ ﷺ کو خبر دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اب عورتوں کے پاس داخل نہ ہوا کر۔ پس اس دن سے زیادہ شدید دن میرے اوپر کوئی نہیں آیا۔'' (اوسط، صغیر)

انتباہ:......گراں اس لیے گزرا پہلے نابالغ تھے نبی ﷺ کے گھر اور دیگر گھروں میں کھلے عام آتے جاتے تھے، اب پابندی تھی ظاہر ہے یہ شروع میں مشکل کام تھا۔ نعوذ باللہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس شرعی حکم کو کوئی مصیبت نہ سمجھا تھا۔ (گوندلوی)

٤٣٦١ـ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، رَفَعَهُ: ثَلاثٌ لايَـدْخُـلُوْنَ الْجَنَّةَ أَبَدًا: الدَّيُّوْثُ وَالرَّجْلَةُ مِـنَ الـنِّسَـاءِ وَالْـمُـدْمِـنُ الْـخَمْرِ، قَالُوْا: (يَـارَسُـوْلَ الـلّٰهِ: أَمَّا الْمُدْمِنُ الْخَمْرِ؟ فَقَدْ عَـرَفْـنَاهُ) فَمَا الدَّيُّوْثُ؟ قَالَ: الَّذِيْ لايُبَالِيْ مَنْ دَخَلَ عَلٰى أَهْلِهِ. (للكبيرمطولا)

''سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے رسولِ اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا کہ تین آدمی کبھی جنت میں داخل نہ ہوں گے۔ دیوث۔ مرد بننے والی عورت، اور وہ جو ہمیشہ شرابی ہو۔ لوگوں نے کہا: ہمیشہ شراب پینے والے کو تو ہم جانتے ہیں لیکن یہ دیوث کون ہوتا ہے؟ فرمایا: جو کوئی پروا نہ کرے کہ اس کی اہلیہ کے پاس کون داخل ہوتا ہے۔ اور کون آتا ہے۔'' (الکبیر مطول حدیث)

٤٣٦٢ـ عَـنِ ابْـنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ الـلّٰـهِ ﷺ لَـمْ نَـرَلِـلْـمُـتَـحَـابَّيْـنِ مِثْـلَ

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: دو محبت کرنے والوں کے لیے نکاح کی مثل کوئی چیز نہیں دیکھی

(٤٣٦٠) طبرانی اوسط، طبرانی صغیر: ٢٥٩۔ وفیه، زافر بن سلیمان وهو ثقة وفیه، ضعف لا یضر وبقیة رجاله ثقات، هیثمی: ٧٧١٩.
(٤٣٦١) طبرانی کبیر، فیه مساتیر ولیس فیهم من قیل انه ضعیف، هیثمی: ٧٧٢٢.

النِّكَاحِ . (رواه إبن ماجة ، ١٨٤٧) گئی۔'' (ابن ماجہ)

شـــرح: ......مقصد یہ ہے کہ دو کے درمیان محبت ہو، اس محبت میں زیادہ قربت پیدا کرنا اور تعلقات بڑھانا اس کیلئے نکاح سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں، نکاح جو محبت میں اضافہ کرتا ہے اس سے اوپر اور کوئی چیز نہیں۔ (انجاز الحاجہ: ۲۰۱/۶)

كتاب الطلاق ألفاظه و الطلاق قبل الدخول و قبل العقد و طلاق الحائض

طلاق کا بیان ......طلاق کے الفاظ، دخول سے پہلے طلاق، نکاح سے پہلے طلاق، اور حیض میں طلاق

٤٣٦٣ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِذَا قَالَ أَنْتِ طَالِقٌ ثَلاثَــاً بِـفَـمٍ وَاحِـدٍ فَهِـيَ وَاحِـدَةٌ . (رواه أبوداود، ٢١٩٧)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب مرد نے اپنی بیوی کو یکبارگی ہی تین طلاق دیں تو وہ ایک طلاق ہوگی۔'' (ابوداؤد)

شـــرح: ......ایک قول ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس فتویٰ سے رجوع کر لیا تھا کہ ایک وقت میں تین کہی ہوئی طلاقیں ایک ہے اور وہ ایک وقت میں دی ہوئی تینوں طلاقوں کو تین شمار کرنے لگ گئے تھے۔

حضرت طاؤس رحمہ اللہ کو جب اس بات کا علم ہوا تو بہت حیران ہوئے۔ کہا یہ بات غلط ہے انہوں نے قطعاً رجوع نہیں کیا تھا وہ ایک وقت میں کہی گئی تین طلاقوں کو ایک ہی شمار کرتے تھے۔ (عون المعبود: ۲۲۷/۲)

٤٣٦٤ـ وَلِـرَزِيْـنٍ: أَنَّـهُ كَانَ يَقُوْلُ إِذَا قَالَ: أَنْـتِ طَـالِـقٌ أَنْـتِ طَـالِقٌ أَنْتِ طَالِقٌ فَهِيَ وَاحِـدَةٌ إِنْ أَرَادَ التَّوْكِيْدَ لِلْأُوْلَى ، وَكَانَتْ غَيْرَمَدْخُوْلٍ بِهَا .

'' رزین کی روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے جب مرد نے کہا۔ تجھے طلاق ہے۔ تجھے طلاق ہے اور تجھے طلاق ہے جب کہ اس کا ارادہ لفظ اول کی تاکید ہو اور عورت غیر مدخول ہو۔ تو یہ ایک طلاق واقع ہوگی۔''

٤٣٦٥ــ عَـنْ مُـجَـاهِدٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّـاسٍ فَـجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَـلاثًـا قَالَ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنَّهُ رَادُّهَا إِلَيْـهِ ثُـمَّ قَـالَ يَـنْـطَـلِقُ أَحَدُكُمْ فَيَرْكَبُ

''مجاہد کہتے ہیں کہ میں سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھا کہ ایک مرد آیا۔ میں نے کہا: اس نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دے دی ہیں۔ سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما خاموش رہے میرا خیال تھا کہ آپ عورت اسے لوٹا دیں گے، لیکن انھوں نے کہا:

(٤٣٦٣) ابوداؤد: ٢١٩٧.

(٤٣٦٤) رزين، قال الاستاذ الشاويش: سكت الشيخ ناصر عن هذه الزيادة و لم يحكم على شيء منها، وهى اثارلها طرق متعددة، انتهى، كلامه، و راجع ضعيف، ابى داود: ٤٧٦.

(٤٣٦٥) ابوداؤد: ٢١٩٧ـ صحيح، البانى: ١٩٢٣.

الْحُمُوقَةُ ثُمَّ يَقُوْلُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ يَاابْنَ عَبَّاسٍ وَإِنَّ اللّٰهَ قَالَ﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا﴾ وَإِنَّكَ لَمْ تَتَّقِ اللّٰهَ فَلَمْ أَجِدْلَكَ مَخْرَجاً عَصَيْتَ رَبَّكَ وَبَانَتْ مِنْكَ امْرَأَتُكَ وَإِنَّ اللّٰهَ قَالَ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ﴾فِي قُبُلِ عِدَّتِهِنَّ . (رواه ابوداود، ٢١٩٧)

٤٣٦٦ــ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلاً قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ إِنِّي طَلَّقْتُ امْرَأَتِي مِائَةَ تَطْلِيْقَةٍ فَمَاذَا تَرَى عَلَيَّ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ طَلُقَتْ مِنْكَ لِثَلاثٍ وَسَبْعٌ وَتِسْعُوْنَ اتَّخَذْتَ بِهَا آيَاتِ اللّٰهِ هُزُوًا . (رواه مالك)

٤٣٦٧ـ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ قَالَ أُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلاثَ تَطْلِيْقَاتٍ جَمِيْعاً فَقَامَ غَضْبَاناً ثُمَّ قَالَ أَيُلْعَبُ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ حَتّٰى قَامَ رَجُلٌ وَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا أَقْتُلُهُ . (رواه النسائي، ٣٤٠١)

٤٣٦٨ــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ رُكَانَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي طَلَّقْتُ امْرَأَتِي الْبَتَّةَ فَقَالَ مَاأَرَدْتَّ بِهَا قُلْتُ وَاحِدَةً قَالَ وَاللّٰهِ قُلْتُ وَاللّٰهِ قَالَ فَهُوَمَا أَرَدتَ . (رواه الترمذي، ١١٧٧)

تم میں سے کوئی آدمی جا کر حماقت کا ارتکاب کرتا ہے۔ اور پھر کہتا ہے: اے ابن عباس! ابن عباس رضی اللہ عنہما! اللہ تعالیٰ نے تو یہ فرمایا ہے کہ جو تقویٰ اختیار کرے گا اس کے لیے اللہ تعالیٰ کوئی (آسانی) پیدا کردے گا۔ تو نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور تیری عورت تجھ سے جدا ہوگئی، اور اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے: اے نبی کریم ﷺ! جب تم عورتوں کو طلاق دو۔ تو ان کی عدت پوری ہونے سے پہلے طلاق دیدو۔'' (ابوداؤد)

'' مالک رحمہ اللہ کو خبر پہنچی کہ ایک مرد نے سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کو کہا: میں نے اپنی عورت کو سو طلاق دیدی ہے۔ آپ کی کیا رائے ہے؟ انھوں نے کہا: وہ تین طلاق کے ساتھ تجھ سے جدا ہوگئی اور ستانوے طلاق کے ساتھ تو نے اللہ کی آیات کا مذاق اڑایا ہے۔'' (مالک)

''محمود بن لبید رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ کو خبر دی گئی کہ ایک مرد نے اپنی عورت کو مجموعی (یعنی بیک وقت) تین طلاق دیدیں ہیں۔ پس نبی کریم ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا: تم میں سے کوئی آدمی اللہ کی کتاب سے کھیل کھیلتا ہے اور میں تمہارے درمیان موجود ہوں یہاں تک کہ ایک مرد نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اس کو قتل نہ کردوں؟ (النسائی)

''عبداللہ بن علی بن یزید بن رکانہ اپنے باپ سے وہ اس کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، اور کہا: میں نے اپنی عورت کو طلاق بتہ دے دی ہے (ایسی طلاق جس کے بعد رجوع کا حق نہ رہے) فرمایا: تو نے ''بتہ'' سے کیا مراد لی ہے میں نے کہا: ایک طلاق، فرمایا: اللہ کی قسم! میں نے کہا: اللہ کی قسم! فرمایا: پس جو تیرا ارادہ ہے

(٤٣٦٦) مؤطا: ١١٩٥.

(٤٣٦٧) نسائی: ٣٤٠١ـ ضعیف، البانی: ٢٢١.

(٤٣٦٨) ترمذی: ١١٧٧ـ ضعیف، البانی: ٢٠٤ـ ابوداؤد: ٢٢٠٨ـ ابن ماجہ: ٢٠٥١ـ دارمی: ٢١٧٢.

وہی طلاق ہے۔'' (ترمذی)

٤٣٦٩ـ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّهُ كُتِبَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مِنَ الْعِرَاقِ أَنَّ رَجُلاً قَالَ لِإِمْرَأَتِهِ حَبْلُكِ عَلَى غَارِبِكِ فَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِلَى عَامِلِهِ أَنْ مُرْهُ يُوَافِيْنِيْ بِمَكَّةَ فِي الْمَوْسِمِ فَبَيْنَمَا عُمَرُ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ إِذْ لَقِيَهُ الرَّجُلُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ عُمَرُ مَنْ أَنْتَ فَقَالَ أَنَا الَّذِيْ أَمَرْتَ أَنْ أُجْلَبَ عَلَيْكَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ أَسْأَلُكَ بِرَبِّ هٰذِهِ الْبَنِيَّةِ مَا أَرَدْتَ بِقَوْلِكَ حَبْلُكِ عَلٰى غَارِبِكِ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ لَوِاسْتَحْلَفْتَنِي فِي غَيْرِ هٰذَا الْمَكَانِ مَا صَدَقْتُكَ أَرَدْتُ بِذٰلِكَ الْفِرَاقَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ هُوَمَاأَرَدْتَ. (لمالك)

''مالک رحمہ اللہ کو خبر پہنچی کہ عمر رضی اللہ عنہ سے فتویٰ طلب کیا گیا عراق سے کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو کہا ہے تیری رسی تیری گردن پر ہے۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے عامل کو خط لکھا کہ اس آدمی کو حج کے دنوں مکہ بھیج دینا۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ طواف کررہے تھے ایک آدمی انھیں ملا، سلام کہا تو عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں وہی ہوں جس کے متعلق آپ نے مکہ آنے کا حکم دیا تھا۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے خاوند کو کہا میں تجھے اس عمارت کے رب کی قسم کے ساتھ! پوچھتا ہوں کہ تیرا ارادہ کیا تھا؟ اس نے کہا: اگر اس مقام کے علاوہ کسی اور جگہ آپ مجھے قسم دیتے تو میں سچ نہ بتاتا۔ میرا ارادہ جدا کرنے کا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا فتویٰ وہ ہے جو تیرا ارادہ تھا۔'' (مالک)

شرح: ......مرفوع حدیث تو ضعیف ہے، اس بارے میں اقوال یہ ہیں، البتہ طلاق کہنے سے ایک رجعی طلاق ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے جتنی طلاق کا ارادہ ہوگا اتنی ہوں گی ایک قول ہے تینوں ہو جائیں گی۔ (جائزۃ الاحوذی:۲/۴۴۹)

ایک ضعیف حدیث جو حضرت رکانہ والی ہے اس میں یہ ہے کہ انہوں نے بیوی کو بتہ طلاق کہی اور رکانہ نے حلف دے کر کہا، ایک ہی مراد لی ہے۔ آپ نے ان کی بیوی لوٹا دی۔ دوسری انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں دی۔ اور تیسری حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں دی مگر ایک ضعیف حدیث میں ہے ایک مجلس میں بیوی کو تین طلاقیں دی تھیں۔ اور پشیمان ہوئے تھے تو آپ نے ایک شمار کی اور بیوی لوٹا دی لہٰذا ایک مجلس میں تین کے الفاظ اور البتہ کا لفظ ثابت نہیں۔ (شرح زرقانی:۲/ ۱۶۸، تفہیم الاسلام:۲/ ۴۲۸)

٤٣٧٠ـ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ فِي الْخَلِيَّةِ وَالْبَرِيَّةِ إِنَّهَا ثَلَاثُ تَطْلِيْقَاتٍ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا. (رواه مالك، ١١٧٤)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے تو ''خالی'' ہے تو ''بری'' ہے دونوں لفظوں سے تین طلاق ہوتی ہیں۔'' (الموطا)

(٤٣٦٩) مؤطا. (٤٣٧٠) مؤطا: ١١٩٩.

٤٣٧١ـ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ كَانَ يَقُوْلُ فِي الرَّجُلِ يَقُوْلُ لِإِمْرَأَتِهٖ أَنْتِ عَلَيَّ حَرَامٌ إِنَّهَا ثَلاَثُ تَطْلِيْقَاتٍ . (لمالك)

''مالک ؒ کو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا یہ فتویٰ پہنچا کہ جو شخص اپنی عورت کو کہتا ہے: تو میرے اوپر حرام ہے۔تو یہ تین طلاق شمار ہوں گی۔''

شـــــرح: ...... یہ اقوال ہیں، نبی ﷺ اور قرآن پاک سے اس بارے میں کچھ ثابت نہیں۔ایسی صورت میں کتاب وسنت کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ان سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک وقت کی تین طلاقیں ایک ہی ہے، تین نہیں۔ (مسلم، کتاب الطلاق) خواہ طلاق کے لیے کچھ بھی الفاظ استعمال کیے ہوں۔ (گوندلوی)

٤٣٧٢ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِذَا حَرَّمَ امْرَأَتَهُ لَيْسَ بِشَيْءٍ وَقَالَ ﴿لَقَدْكَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ . (رواه البخاري، ٥٢٦٦)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس نے عورت کو حرام کر دیا تو طلاق واقع نہ ہوگی۔اور یہ آیت تلاوت کی (بے شک تمہارے لیے اللہ کے رسول میں عمدہ نمونہ ہے۔ (بخاری)

٤٣٧٣ـــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِذَا حَرَّمَ الرَّجُلُ عَلَيْهِ امْرَأَتَهُ فَهِيَ يَمِيْنٌ يُكَفِّرُهَا وَقَالَ ﴿لَقَدْكَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ . (رواه مسلم، ١٤٧٣)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی کی ایک روایت میں ہے: جب کوئی مرد اپنی عورت کو اپنے اوپر حرام کر دے تو یہ قسم شمار ہو گی اور وہ قسم کا کفارہ ادا کرے گا۔ پھر مذکورہ آیت تلاوت کی۔'' (مسلم)

٤٣٧٤ـــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ إِنِّي جَعَلْتُ امْرَأَتِي عَلَيَّ حَرَاماً قَالَ كَذَبْتَ لَيْسَتْ عَلَيْكَ بِحَرَامٍ ثُمَّ تَلاَهٰذِهِ الآية﴿يَا أَيُّهَاالنَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاأَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ﴾عَلَيْكَ أَغْلَظُ الْكَفَّارَةِ عِتْقُ رَقَبَةٍ . (رواه النسائي، ٣٤٢٠)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کو ایک شخص نے کہا: میں نے اپنی عورت اپنے اوپر حرام کر دی ہے۔تو انہوں نے کہا: تو نے جھوٹ کہا، وہ تیرے اوپر حرام نہیں ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت کی (اے نبی کریم ﷺ تو نے کیوں حرام کی وہ چیز جو اللہ نے تیرے لیے حلال کی ہے) تیرے اوپر بڑا کفارہ لازم ہے۔اور وہ ہے گردن آزاد کرنا۔''

شرح: ......ایک آدمی اپنی بیوی سے کہتا ہے تو میرے اوپر حرام ہے، اس بارے میں اختلاف ہے۔

(ا) یہ کہنا قسم ہے اس کا کفارہ دیا جائے، یہ قول حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حصرت ابن مسعود، حضرت ابن عباس،

(٤٣٧١) مؤطا: ١٢٠٣.

(٤٣٧٢) بخاری: ٥٢٦٦ـ مسلم: ١٤٧٣ـ نسائی: ٣٤٢٠ـ ابن ماجه: ٢٠٧٣ـ احمد: ١٩٧٧.

(٤٣٧٣) مسلم: ١٤٧٣ـ بخاری: ٤٩١١ـ نسائی: ٣٤٢٠ـ ابن ماجه: ٢٠٧٣.

(٤٣٧٤) نسائی: ٣٤٢٠ـ ضعيف الاسناد، البانی: ٢٢٣ـ بخاری: ٤٩١١ـ مسلم: ١٤٧٣ـ ابن ماجه: ٢٠٧٣.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ، حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی، امام اوزاعی رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ﴾ (تحریم: ۱)

''اے نبی! جو چیز آپ کے لیے اللہ تعالیٰ نے حلال کی ہے آپ اسے کیوں حرام قرار دیتے ہیں۔''

آگے فرمایا:

﴿قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ﴾ (تحریم: ۲)

''اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تمہاری قسموں سے حلال ہونا فرض کیا ہے۔''

اس سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ حرام کہنا قسم ہے اس کا کفارہ دیا جائے۔

(۲) حرام کہنا نیت کے مطابق ہوگا۔ اگر حرام کہہ کر طلاق مراد لے گا تو وہی ہوگی، اگر ظہار لے گا تو وہی ہوگا، اور اگر قسم لے گا تو قسم ہوگی۔ ان کی دلیل ہے کہ بیوی سے یہ کہنا کہ تو میرے اوپر حرام ہے، یہ طلاق کے لیے وضع نہیں ہوا لہٰذا جو مراد لے گا وہی ہوگا۔

۳۔ قول یہ ہے کہ یہ حرام کہنا ظہار ہے، اس پر ظہار کا کفارہ لازم آتا ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے حرام قرار دینا یا حلال قرار دینا یہ بندے کے اختیار میں نہیں۔ یہ ایک منکر اور جھوٹی بات ہے، ظہار والا بھی یہی کہتا ہے۔ لہٰذا جو یہ کہے کہ فلاں چیز یا میری بیوی مجھ پر حرام ہے، اس پر بھی ظہار کا کفارہ لازم ہے۔

ان اقوال میں سے صحیح ترین بات یہی ہے کہ بیوی کو یا کسی دوسری حلال چیز کو اپنے اوپر حرام قرار دینا لغو ہے، اس پر کچھ حکم جاری نہیں ہوتا۔ نہ یہ قسم ہے نہ ظہار ہے، نہ ہی وہ چیز حرام ہے کیونکہ کسی چیز کو حلال قرار دینا یا حرام قرار دینا یہ صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ﴾ (المآئدة: ۸۷)

''اے ایماندارو! جو پاکیزہ چیزیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حلال کی ہیں انہیں حرام قرار نہ دو۔''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہی حکم ہے:

﴿لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ﴾ (تحریم: ۱)

''آپ اس چیز کو کیوں حرام قرار دیتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے حلال کہا ہے۔''

اب رہی یہ بات کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تمہارے اسوہ ہیں، اس سے مراد یہ لیں کہ آدمی بیوی کو حرام کر دیتا ہے تو یہ قسم ہے، اس کا کفارہ ادا کرنا ہے جو کہ دس مسکینوں کا لباس، یا دس مسکینوں کا کھانا ہے یا ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنا ہے، یہ طاقت نہ ہو تو تین مسلسل روزے رکھنا ہے۔ (المائدہ: ۸۹)

آپ ﷺ نے بیوی یا لونڈی یا شہد کھانے کو اپنے اوپر حرام قرار دیا تھا، تو قرآن پاک نے اس کا حل یہی پیش کیا ہے کہ قسم کا کفارہ دیں اور ان چیزوں کو حلال سمجھ کر استعمال کریں یہ صرف قسم ہے اس کا کفارہ دیا گیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بیان کردہ یہ تمام تفصیلات درست ہیں لیکن حرام کہنے کو علماء نے قسم قرار دینے کو تسلیم نہیں کیا۔

ابن قیم نے (اعلان الموقعین: ج ۲) میں نواب صدیق صاحب نے (مسلک الختام) میں اور علامہ یمانی نے (سبل السلام) میں بسند متصل زید بن اسلم تابعی سے بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ان چیزوں کو حرام کہنے کے علاوہ قسم بھی اٹھائی تھی، لہٰذا یہ کفارہ جو قرآن نے بتایا ہے یہ قسم اٹھانے کا دیا تھا، حرام کہنے کا نہ دیا تھا۔

خلاصہ یہ ہوا کہ کسی چیز کو حرام قرار دینا لغو ہے، وہ چیز اسی طرح حلال رہے گی، نہ وہ طلاق ہوگی، نہ ظہار ہوگا، اگر قسم اٹھائی ہوگی تو اس کا کفارہ دے کر وہ چیز حلال قرار دی جائے تاہم ہوشمند آدمی کو ایسی لغویات سے پرہیز کرنا چاہیے کہ بیوی کو حرام کہتا پھرے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/۴۳۴)

٤٣٧٥ــ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلاً جَاءَ إِلَى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِنِّي جَعَلْتُ أَمْرَامْرَأَتِي فِي يَدِهَا فَطَلَّقَتْ نَفْسَهَا فَمَاذَا تَرَى فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ أُرَاهُ كَمَا قَالَتْ فَقَالَ الرَّجُلُ لاتَفْعَلْ يَاأَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرُأَنَا أَفْعَلُ أَنْتَ فَعَلْتَهُ . (رواه مالك)

''مالک رحمہ اللہ کو یہ خبر پہنچی کہ ایک آدمی سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اور کہا: میں نے عورت کا اختیار اس کے ہاتھ میں دیا تو اس نے اپنے نفس کو طلاق کہہ دی ہے تو آپ کی کیا رائے ہے؟ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میری وہ رائے ہے جو عورت نے کہا ہے۔ اس نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! اس طرح نہ کرو۔ اس نے کہا: میں کیا کرتا ہوں جو کیا تو نے خود کیا ہے۔'' (مالک)

٤٣٧٦ــ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَكَانَ يَقُوْلُ إِذَا مَلَّكَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ أَمْرَهَا فَالْقَضَاءُ مَا قَضَتْ بِهِ إِلاَّأَنْ يُنْكِرَعَلَيْهَا وَيَقُوْلُ لَمْ أُرِدْإِلاَّ وَاحِدَةً فَيَحْلِفُ عَلَى ذٰلِكَ وَيَكُوْنُ أَمْلَكَ بِهَا مَاكَانَتْ فِي عِدَّتِهَا . (رواه مالك، ١١٧٨)

''ایک روایت نافع سے منقول ہے کہ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: جب کوئی مرد اپنی عورت کو اس کے نفس کا اختیار دیدیتا ہے تو فیصلہ وہ ہوگا جو عورت فیصلہ کرے گی۔ مگر اس صورت میں کہ مرد انکار کر کے کہے کہ میرا ارادہ ایک طلاق کا اختیار دینے کا تھا۔ مرد اس پر قسم کھائے گا اور یہ بیوی سے رجوع کرنے کا حقدار ہوگا جب تک وہ عدت کے اندر ہو۔'' (مالک)

(٤٣٧٥) مؤطا: ١١٧٧.
(٤٣٧٦) مؤطا: ١١٧٨.

٤٣٧٧ـــ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قُلْتُ لِاَيُّوبَ هَلْ عَلِمْتَ أَنَّ أَحَداً قَالَ فِي أَمْرُكِ بِيَدِكِ إِنَّهَا ثَلاَثٌ إِلَّاالْحَسَنَ فَقَالَ لَاإِلَّاالْحَسَنَ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ غَفْراً إِلَّامَا حَدَّثَنِيْ قَتَادَةُ عَنْ كَثِيْرٍ مَوْلَى بَنِيْ سَمُرَةَ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ثَلاَثٌ قَالَ أَيُّوبُ فَلَقِيْتُ كَثِيْراً مَوْلَى بَنِيْ سَمُرَةَ فَسَأَلْتُهُ فَلَمْ يَعْرِفْهُ فَرَجَعْتُ إِلٰى قَتَادَةَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ نَسِيَ . (رواه الترمذي، ١١٧٨)

''حماد بن زید نے کہا: میں نے ایوب رحمہ اللہ سے کہا: کیا تم کسی کے متعلق جانتے ہو کہ اس کا یہ قول ہو سوا حسن بصری رحمہ اللہ کے کہ لفظ ''اے عورت تیرا اختیار تیرے ہاتھ میں ہے'' سے تین طلاق پڑتی ہیں؟ اس نے کہا: مجھے علم نہیں ہے۔ پھر اس نے کہا: یا اللہ! معاف کر دے۔ مگر جو مجھے قتادہ نے خبر دی وہ کثیر رحمہ اللہ سے جو بنوسمرہ کے غلام ہیں وہ ابوسلمہ سے وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں تین طلاق پڑتی ہیں۔ ایوب نے کہا: میں نے جا کر کثیر رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی، اور ان سے سوال کیا تو انھوں نے لاعلمی ظاہر کی، اور میں لوٹ کر قتادہ کے پاس آیا، ان کو خبر دی تو انھوں نے کہا: وہ بھول گیا ہے۔'' (ترمذی)

شــــرح: ......ایک آدمی اپنی بیوی سے کہتا ہے کہ میں نے تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں دے دیا ہے، اگر وہ اسے اختیار کرتی ہے جدا نہیں ہوتی، اس کے پاس ہی ٹھہری رہتی ہے تو یہ بالاتفاق طلاق نہ ہوگی، میاں بیوی ہیں آپس میں رہیں۔ اگر وہ اسے کہتا ہے تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، وہ کہتی ہے، میں اسے قبول کرتی ہوں اور علیحدگی اختیار کرتی ہوں، تو اس بارے میں اختلاف درج ذیل ہے۔

(۱) قول ہے کہ اگر کوئی آدمی بیوی کا معاملہ اس کے ہاتھ میں کرتا ہے تو وہ اسے ملکیت استعمال کرتی ہے تو یہ ایک طلاق واقع ہوگی۔ یہ رائے حضرت عمر بن خطاب، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی ہے۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ ایک رجعی طلاق ہوگی۔

(۲) قول یہ ہے کہ آدمی معاملہ بیوی کے ہاتھ میں دیتا ہے وہ جدائی اختیار کرتی ہے تو یہ عورت کی نیت کے مطابق فیصلہ ہوگا اگر وہ رجعی طلاق کی نیت کرے گی تو یہی ہوگی، اگر بائنہ (جس میں حق رجوع نہیں کرتا) کی نیت کرے گی تو وہ ہوگی، تین کی کرے گی تو تین ہوں گی کیونکہ یہ معاملہ اس کے ہاتھ میں آ گیا ہے، وہ جو چاہے گی وہ فیصلہ ہوگا۔

یہ رائے حضرت عثمان بن عفان اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہما سے ایک قول بھی اسی طرح منقول ہے۔

(۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ جب آدمی بیوی کے حوالے اس کی ملکیت کرتا ہے تو وہ تین طلاقیں خود کو دے دیتی ہے اور خاوند انکاری ہے۔ وہ کہتا ہے: میں نے اسے ایک طلاق کا اختیار دیا تھا، تو خاوند سے حلف لیا جائے گا

(٤٣٧٧) ترمذی: ١١٧٨۔ ضعیف، البانی: ٢٠٥۔ لکنه عن الحسن قوله، صحیح نسائی: ٣٤١٠۔ ابوداؤد: ٢٢٠٤.

کہ تو نے ایک طلاق کا اختیار دیا تھا، یہ حلف اٹھالیتا ہے تو پھر اسے بیوی لوٹانے کا حق ہے۔

(۴) امام مالک رحمہ اللہ کا پسندیدہ قول بھی یہی ہے کہ یہ عورت جو فیصلہ کرے گی وہی ہوگا۔

(۴) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں، عورت کے ہاتھ میں معاملہ دینے سے اس کے خاوند کی نیت کے مطابق فیصلہ ہوگا، اگر وہ ایک طلاق کہے گا ایک ہوگی تین کہے گا تین ہوں گی۔

(۶) امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے، عورت اختیار والی ہو یا اسے اس کے معاملہ کا مالک قرار دیا گیا ہو وہ خود کو طلاق دیتی ہے تو یہ ایک رجعی طلاق واقع ہوگی۔ یہی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۲/ ۴۵۰)

امام شافعی رحمہ اللہ والے قول کو علمائے کرام نے راجح قرار دیا ہے۔

٤٣٧٨۔ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ الْخِيَرَةِ فَقَالَتْ خَيَّرَنَا النَّبِيُّ ﷺ أَفَكَانَ طَلاَقاً قَالَ مَسْرُوْقُ لاأُبَالِي أَخَيَّرْتُهَا وَاحِدَةً أَوْ مِائَةً بَعْدَأَنْ تَخْتَارَنِي . (رواه البخاري، ٥٢٦٤)

"مسروق رحمہ اللہ نے کہا میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس عورت کے متعلق سوال کیا جسے اختیار دیا گیا ہو کیا یہ طلاق ہوتی ہے؟ انھوں نے جواب دیا: ہمیں رسولِ اکرم ﷺ نے اختیار دیا تھا تو کیا طلاق ہوگئی؟ یعنی نہیں، چنانچہ مسروق نے کہا: میں کوئی پروا نہیں کرتا کہ میں اپنی عورت کو ایک طلاق یا سو طلاق یا ہزار طلاق کا اختیار دے دوں جب وہ طلاق کی بجائے مجھے اختیار کرے۔" (بخاری)

شـــرح: ...... بیویوں نے نبی اکرم ﷺ سے مطالبہ کیا کہ ہمارے اخراجات میں اضافہ کریں۔ آپ تو حسب توفیق پہلے ہی ان کے حقوق کا بہت خیال رکھتے تھے مگر ان کا مطالبہ اصرار بنتا جا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمھیں چھوڑ دیتا ہوں، جہاں یہ مطالبات پورے ہوتے ہیں وہاں چلی جاؤ۔ ارشاد باری ہے:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَ أُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًاo﴾ (الاحزاب : ٢٨)

"اگر تم دنیا کی زندگی کا ارادہ رکھتی ہو اور اس کی زینت کا تو آؤ میں تمھیں فائدہ دیتا ہوں اور تمھیں اچھے انداز سے چھوڑ دیتا ہوں۔"

اس کے بعد آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے آپ کو پسند کر لیا تو اسے کسی قسم کی طلاق شمار نہ کیا گیا تھا۔ اگر خاوند اختیار دے اور بیوی طلاق اختیار کر لے تو یہ ایک رجعی طلاق ہوگی۔ یہی قول راجح ہے۔ (فتح الباری: ۹/ ۳۶۸)

(٤٣٧٨) بخاري: ٥٢٦٤۔ مسلم: ١٤٧٧۔ ترمذي: ٣٢٠٤۔ نسائي: ٣٢٠٣۔ ابوداؤد: ٢٢٠٣۔ ابن ماجه: ٢٠٥٣۔ احمد: ٢٥٧٣٩۔ دارمي: ٢٢٦٩.

٤٣٧٩ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: إِذَا قَالَ لاِمْرَأَتِهِ: أَمْرُكِ بِيَدِكِ (وَاسْتَفْلِحِيْ) بِأَمْرِكِ أَوْ وَهَبَهَا لَأَهْلِهَا فَقَبِلُوْهَافَهِيَ وَاحِدَةٌ بَائِنَةٌ. (رواه الطبراني في الكبير،٩٦٢٧)

''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب کسی نے اپنی عورت سے کہا: تیرا اختیار تیرے ہاتھ میں ہے۔ یا کہا: تو اپنی جان کا فیصلہ خود کرسکتی ہے۔ یا عورت کو اس کے میکے والوں کو ھبہ کیا اور انہوں نے قبول کیا تو یہ ایک طلاق بائن (جدا کرنے والی) واقع ہوگی۔'' (کبیر)

٤٣٨٠ـ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ: فِي الْحَرَامِ إِنْ كَانَ نَوَى طَلاَقاً وَإِلَّافَهِيَ يَمِيْنٌ. (رواه الطبراني في الكبير(٩٦٣٢/ ٢)

''ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے لفظ حرام کے متعلق کہا: اگر نیت طلاق کی کی تو طلاق واقع ہوگی ورنہ قسم ہوگی۔'' (کبیر)

٤٣٨١ـ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَانَ الرَّجُلُ إِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلاثَاً قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا جَعَلُوْهَا وَاحِدَةً عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَصَدْرًامِنْ إِمَارَةِ عُمَرَفَلَمَّا رَأَى النَّاسَ قَدْتَتَابَعُوْا فِيْهَا قَالَ أَجِيْزُوْهُنَّ عَلَيْهِمْ. (رواه أبوداود، ٢١٩٩)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب کوئی آدمی دخول سے پہلے عورت کو تین طلاق دیتا تھا تو اس کو ایک طلاق قرار دیتے تھے۔ یہ طریقہ جاری رہا رسول اللہ ﷺ کے عہد میں، اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں، اور عمر رضی اللہ عنہ کے ابتدائی عہد میں۔ پھر جب عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ بکثرت اسی طرح طلاق دے رہے ہیں تو عمر رضی اللہ عنہ نے قاضیوں کو حکم دیا کہ وہ لوگوں پر تین ہی نافذ کردیں۔'' (ابوداوٗد)

٤٣٨٢ـ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِيَاسِ بْنِ الْبُكَيْرِأَنَّهُ قَالَ طَلَّقَ رَجُلٌ امْرَأَتَهُ ثَلاثَاً قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا ثُمَّ بَدَالَهُ أَنْ يَنْكِحَهَا فَجَاءَ يَسْتَفْتِي فَذَهَبْتُ مَعَهُ أَسْأَلُ لَهُ فَسَأَلَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَاهُرَيْرَةَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَا لَانَرَى أَنْ تَنْكِحَهَاحَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَكَ. (رواه مالك، ١٢٠٤)

''محمد بن ایاس رحمہ اللہ بن بکیر کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو ہمبستری سے پہلے تین طلاق دے دیں۔ بعد میں پھر اسی سے نکاح کا ارادہ کیا۔ چنانچہ فتویٰ پوچھنے کے لیے گیا تو میں بھی ساتھ چلا گیا، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا تو انھوں نے کہا: ہمارے خیال کے مطابق تو اس سے نکاح نہیں کرسکتا۔ یہاں تک کہ وہ کسی اور سے نکاح کرلے۔''

(٤٣٧٩) طبرانی کبیر: ٩٦٢٧ـ ورجاله رجال الصحیح، هیثمی: ٧٧٧٤.

(٤٣٨٠) طبرانی کبیر: ٢/ ٩٦٣٢ـ ورجاله ثقات الا ان مجاهد لم یدرك ابن مسعود، هیثمی: ٧٧٧٨.

(٤٣٨١) ابوداؤد: ٢١٩٩ـ ضعیف، البانی: ٤٧٧ـ مسلم: ١٤٧٢ـ نسائی: ٣٤٠٦.

(٤٣٨٢) مؤطا: ١٢٠٤.

٤٣٨٣ـ ولـرزيـن: عَـنِ ابْـنِ عَبَّاسٍ وَاَبِيْ هُـرَيْـرَـةَ وَابْـنِ عَـمْـرِو بْنِ الْعَاصِ قَالُوْا: الْـوَاحِـدَـةُ تَبِيْـنُهَا وَالثَّلاَثَةُ تُحَرِّمُهَا إِلاَّبَعْدَ زَوْجٍ ، وَلاَعِدَّةٌ عَلَيْهَا فِي وَاحِدٍ وَلاَ ثَلاَثٍ لِقَـوْلِـهِ تَـعَـالٰـى ﴿يَـا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِذَا نَـكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَات ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَـمَسُّـوْهُـنَّ فَـمَـا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَـعْتَـدُّوْنَهَـا﴾وَلَهَـا الْمُتْعَةُ ، وَذٰلِكَ نِصْفُ مَـاسُـمِـيَّ لَهَا ، وَإِنْ كَانَ لَمْ يُسَمِّ لَهَا شَيْئاً فَلَهَا الْمُتْعَةُ ، وَهِيَ غَيْرُ لاَزِمَةٍ .

’’رزین رحمہ اللہ نے روایت کی کہ سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا: غیر مدخولہ کو ایک طلاق بھی جدا کر دیتی ہے اور تین ہوں تو حرام کر دیتی ہیں۔مگر دوسرے مرد سے نکاح کے بعد پھر جائز ہے۔اس عورت پر عدت لازم نہیں خواہ ایک طلاق دی گئی ہو یا تین طلاق دی گئی ہوں۔اللہ کا ارشاد ہے۔(اے ایمان والو!جب تم ایماندار عورتوں سے نکاح کرو۔ پھر طلاق دو ان کو اس سے پہلے کہ تم نے ان کو ہاتھ لگایا ہو تو ان پر تمہارے لیے عدت فرض نہیں ہے کہ وہ عدت گذاریں)اور کہا کہ اس کے لیے مقرر حق مہر سے نصف ہے اور اگر مہر مقرر نہ کیا گیا ہو تو اس عورت کو کچھ نہ کچھ دیا جائے گا،لیکن لازمی نہیں۔‘‘(رزین)

٤٣٨٤ــ عَـنْ مَـالِكٍ أَنَّـهٗ بَـلَغَهٗ أَنَّ عُمَرَبْنَ الْـخَـطَّابِ وَعَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَوَعَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْـعُـوْدٍ وَسَـالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَالْقَاسِمَ بْنَ مُـحَـمَّـدٍ وَابْنَ شِهَابٍ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ كَـانُـوْا يَـقُـوْلُوْنَ إِذَا حَلَفَ الرَّجُلُ بِطَلاَقِ الْمَرْأَةِ قَبْلَ أَنْ يَنْكِحَهَا ثُمَّ أَثِمَ إِنَّ ذٰلِكَ لاَزِمٌ لَهٗ إِذَا نَكَحَهَا . (رواه مالك)

’’مالک رحمہ اللہ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ ان کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ، ان کے بیٹے سالم رحمہ اللہ، ابن مسعود رضی اللہ عنہ، قاسم بن محمد رحمہ اللہ، ابن شہاب رحمہ اللہ اور سلیمان بن یسار رحمہ اللہ سب کہتے ہیں: جب کوئی مرد کسی عورت سے نکاح کرنے سے پہلے اس کو قسم کے ساتھ طلاق دے دے پھر اس قسم میں حانث بھی ہوجائے یعنی قسم توڑ دے تو بعد نکاح اس پر یہ قسم لازم ہوگی۔‘‘ (مالک)

٤٣٨٥ــ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهٗ بَلَغَهٗ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْـعُـوْدٍ كَـانَ يَـقُـوْلُ فِيْمَنْ قَالَ كُلُّ امْرَأَةٍ أَنْـكِـحُهَـا فَهِـيَ طَالِقٌ إِنَّهٗ إِذَا لَمْ يُسَمِّ قَبِيْلَةً أَوِامْرَأَةً بِعَيْنِهَا فَلاَ شَيْءَ . لِمَالِكٍ .

’’سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس شخص کے بارے میں کہا کرتے تھے جس نے یہ کہا: میں جس عورت سے نکاح کروں اسے طلاق ہے۔تو جب وہ کوئی قوم وقبیلہ خاص طور پر متعین نہ کرے اور نہ ہی عورت کا نام ذکر کرے تو اس پر کچھ بھی لازم نہیں ہوگا۔‘‘ (مالک)

(٤٣٨٣) رزين. (٤٣٨٤) مؤطا.

(٤٣٨٥) مؤطا.

٤٣٨٦ــعَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لاَ نَذْرَ لِإِبْنِ آدَمَ فِيْمَا لاَيَمْلِكُ وَلاَعِتْقَ لَهُ فِيْمَا لاَيَمْلِكُ وَلاَ طَلاَقَ لَهُ فِيْمَا لاَ يَمْلِكُ. (رواه الترمذي، ١١٨١)

''عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے مرفوع روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: ابن آدم جس کا مالک نہیں اس میں نذر نہیں مان سکتا۔ اور جس کا مالک نہیں اس غلام کو آزاد نہیں کرسکتا۔ اور جس عورت سے نکاح ہی نہیں ہوا اسے طلاق نہیں دے سکتا۔'' (ترمذی)

٤٣٨٧ـ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ جَعَلَ اللّٰهُ الطَّلاَقَ بَعْدَ النِّكَاحِ. (للبخاري تعليقا، وَسَمَّى أَرْبَعَةَ وَعِشْرِيْنَ بَيْنَ صَحَابِيٍّ وَغَيْرِهُ كُلُّهُمْ قَالَ إِنَّهَا تُطَلَّقُ)

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے طلاق نکاح کے بعد قرار دی ہے۔ بخاری میں تعلیقاً ہے اور چوبیس صحابہ کا نام لیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ نکاح سے پہلے طلاق دی جاسکتی ہے۔''

٤٣٨٨ـ عَنْ سَالِمٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رضي الله عنهما أَخْبَرَهُ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ عُمَرُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتَغَيَّظَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ لِيُرَاجِعْهَا ثُمَّ يُمْسِكْهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيْضَ فَتَطْهُرَ فَإِنْ بَدَا لَهُ أَنْ يُطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا طَاهِراً قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا فَتِلْكَ الْعِدَّةُ كَمَا أَمَرَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ. (رواه البخاري، ٤٩٠٨)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حائضہ عورت کو طلاق دے دی، تو عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا آنحضرت ﷺ سے ذکر کیا۔ آپ ﷺ غصے ہوئے، اور فرمایا: اس سے وہ رجوع کرے اور پھر حیض سے پاک ہونے تک نکاح میں رکھے، اور پھر اس کو حیض آ کر پھر وہ پاک ہو جائے اور پھر اگر طلاق دینے کا ارادہ ہو تو ہاتھ لگانے سے پہلے طہر میں طلاق دیدے۔ پس یہ ہے وہ عدت جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ (بخاری)

٤٣٨٩ــ وفي رواية: وَكَانَ عَبْدُاللّٰهِ طَلَّقَهَا تَطْلِيْقَةً وَاحِدَةً فَحُسِبَتْ مِنْ طَلاَقِهَا وَرَاجَعَهَا عَبْدُاللّٰهِ كَمَا أَمَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. (رواه مسلم، ١٤٧١)

''ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ نے ایک طلاق دی تھی جو طلاق شمار ہوئی۔ اس لیے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے حکم رسول کے مطابق اس عورت سے رجوع کیا۔'' (مسلم)

(٤٣٨٦) ترمذی: ١١٨١۔

(٤٣٨٧) بخاری تعلیقًا۔

(٤٣٨٨) بخاری: ٤٩٠٨۔ مسلم: ١٤١٧۔ ترمذی: ١١٧٦۔ نسائی: ٣٥٥٩۔ ابوداؤد: ٢١٨٥۔ ابن ماجہ: ٢٠٢٣۔ احمد: ٦٢٩٣۔ مؤطا: ١٢٢٠۔ دارمی: ٢٢٦٣۔

(٤٣٨٩) مسلم: ١٤٧١۔ بخاری: ٧١٦٠۔ ترمذی: ١١٧٦۔ نسائی: ٣٥٥٩۔ ابوداؤد: ٢١٨٥۔ ابن ماجہ: ٢٠٢٣۔ احمد: ٦٢٩٣۔ مؤطا: ١٢٢٠۔ دارمی: ٢٢٦٣۔

٤٣٩٠ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ ذٰلِكَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيُطَلِّقْهَا طَاهِراً أَوْ حَامِلاً. (رواه مسلم، ١٤٧١)

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بھی ہے کہ انھوں اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی۔ چنانچہ میرے والد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کو یہ بات بتائی تو فرمایا: اس کو حکم دے کہ عورت سے رجوع کرے پھر مناسب ہے کہ طلاق یا تو طہر میں دے یا حاملہ ہو تو طلاق دے۔''

٤٣٩١ـ وَمِنْ رِوَايَاتِهِ: وَكَانَ عَبْدُاللّٰهِ إِذَا سُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ لِاَحَدِهِمْ أَمَّا أَنْتَ طَلَّقْتَ امْرَأَتَكَ مَرَّةً أَوْمَرَّتَيْنِ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَنِي بِهَا فَإِنْ كُنْتَ طَلَّقْتَهَا ثَلاثًا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْكَ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجاً غَيْرَكَ وَعَصَيْتَ اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْمَا أَمَرَكَ مِنَ طَلاقِ امْرَأَتِكَ. (رواه أحمد، ٦٠٢٥)

''ان میں ایک یہ روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے جب اس کا پوچھا جاتا تو وہ کہتے تھے: اگر تو نے اپنی عورت کو ایک بار یا دو بار طلاق دی ہے تو رجوع ممکن ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے رجوع کرنے کا اسی صورت میں حکم دیا تھا۔ اور اگر تو نے تین طلاقیں دے دی ہیں تو تیری بیوی تیرے اوپر حرام ہو چکی ہے یہاں تک کہ تیرے سوا کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے۔ اور تو نے اللہ کی نافرمانی کی کہ اس نے تیری بیوی کو جیسی طلاق دینے کا حکم دیا تھا وہ تو نے نہیں دی۔'' (احمد)

٤٣٩٢ـ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَيْمَنَ يَسْأَلُ ابْنَ عُمَرَ وَأَبُو الزُّبَيْرِ يَسْمَعُ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ قَرَأَ النَّبِيُّ ﷺ ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءِ فَطَلِّقُوْهُنَّ﴾ فِي قُبُلِ عِدَّتِهِنَّ. (رواه أحمد، ٥٢٤٧)

''ابوزبیر رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن بن ایمن کو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے (مذکورہ مسئلہ) پوچھتے سنا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: نبی کریم ﷺ کی ایک قرأت یہ ہے۔ (اے نبی کریم ﷺ! جب تم عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت گذرنے سے پہلے طلاق دو۔) (احمد)

٤٣٩٣ـ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ

''یونس بن جبیر کہتے ہیں: میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا جب آدمی

(٤٣٩٠) مسلم: ١٤٧١ـ بخاري: ٧١٦٠ـ ترمذي: ١١٧٦ـ نسائي: ٣٥٥٩ـ ابوداؤد: ٢١٨٥ـ ابن ماجه: ٢٠٢٣ـ احمد: ٦٢٩٣ـ مؤطا: ١٢٢٠ـ دارمي: ٢٢٦٣.

(٤٣٩١) مسلم: ١٤٧١ـ بخاري: ٧١٦٠ـ ترمذي: ١١٧٦ـ نسائي: ٣٥٥٩ـ ابوداؤد: ٢١٨٥ـ ابن ماجه: ٢٠٢٣ـ احمد: ٦٠٢٥ـ مؤطا: ١٢٢٠ـ دارمي: ٢٢٦٣.

(٤٣٩٢) مسلم: ١٤٧١ـ بخاري: ٧١٦٠ـ ترمذي: ١١٧٦ـ نسائي: ٣٥٥٩ـ ابوداؤد: ٢١٨٥ـ ابن ماجه: ٢٠٢٣ـ احمد: ٥٢٤٧ـ مؤطا: ١٢٢٠ـ دارمي: ٢٢٦٣.

(٤٣٩٣) مسلم: ١٤٧١ـ بخاري: ٧١٦٠ـ ترمذي: ١١٧٦ـ نسائي: ٣٥٥٩ـ ابوداؤد: ٢١٨٥ـ ابن ماجه: ٢٠٢٣ـ احمد: ٦٢٩٣ـ مؤطا: ١٢٢٠ـ دارمي: ٢٢٦٣.

عُـمَـرَ إِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ أَتَـعْتَـدُّ بِتِـلْكَ التَّـطْـلِيْقَةِ فَقَـالَ فَمَـهْ أَوْ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ. (رواه مسلم، ۱٤۷۱)

اپنی بیوی کو حائضہ ہونے کی حالت میں طلاق دے بیٹھے تو کیا وہ عورت اس طلاق کی عدت گزارے گی؟ تو انھوں نے کہا: کیوں نہیں، اور اگر وہ عاجز آ گیا اور نادانی کر بیٹھا (تو کیا طلاق نہیں ہوگی؟ بلکہ ہو جائے گی)۔'' (مسلم)

شرح: ......معلوم ہوا کہ آپ نے مسنون طریقہ طلاق سے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو آ گاہ فرمایا۔ اس طہر کے بعد جو حیض آئے وہ بھی گزر جائے، اس کے بعد جو طہر آئے اس میں اگر طلاق دینے کی ضرورت ہو تو طلاق دینی ہے، وہ بھی تب جب اس طہر میں جماع نہ کیا ہو، اگر جماع کیا ہو پھر بھی اسی طہر میں طلاق دی جائے تو بھی یہ طلاق بدعت ہے۔

حالت حیض اور جس طہر میں جماع کیا ہے اس میں طلاق دینا جائز نہیں۔ جس حیض میں طلاق ہوئی ہے اس کے بعد طہر گزرنے کے بعد پھر حیض آئے اور پھر عورت طہر میں ہو تو طلاق دینے کے پابند کرنے کی مصلحت یہ ہے کہ اتنی مدت میں خاوند بیوی کا ملاپ ممکن ہے، جس سے ان کے درمیان حسن معاشرت پیدا ہو سکتا ہے۔

اور حالت حیض میں طلاق کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ عدت زیادہ طول پکڑ سکتی ہے، جس سے عورت کے لیے پریشانی پیدا ہو سکتی ہے۔ اور حالت طہر جس میں جماع کیا ہے، پابندی لگانے کا سبب یہ ہے کہ ممکن ہے اس سے عورت حاملہ ہو چکی ہو، بعد میں میاں بیوی نادم ہوں، اس لیے طلاق کے لیے قید لگا دی، حالت حیض میں نہ ہو حالت طہر ہو اور طہر بھی وہ جس میں جماع نہ کیا ہو۔ یا پھر عورت جب حالت حمل میں ہو تو اس وقت طلاق دی جائے۔ ﴿فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ﴾ (الطلاق: ۱) ''عورتوں کو ان کی عدت کے مطابق طلاق دو۔'' جو اوپر بیان ہوا ہے اس آیت کا یہی مطلب ہے۔

۲۔ جب خاوند بیوی کو حالت حیض میں طلاق دیتا ہے، وہ واقع ہوتی ہے یا کہ نہیں ہوتی۔ اس بارے میں اختلاف ہے۔ ابن تیمیہ اور ابن قیم رحمہما اللہ کا قول ہے یہ طلاق لغو ہے، واقع نہیں ہوتی۔

ان کا استدلال یہ ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ آپ نے میری بیوی مجھ پر لوٹا دی اور اس طلاق کو کچھ نہ سمجھا تھا۔ اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو رجوع کا حکم دیا تھا اس کا مطلب ہے کہ یہ طلاق لغو ہے، بیوی تیری پہلی حالت پر ہے اسے روک لے۔ (تہذیب السنن)

یہ جو آیا ہے کہ یہ طلاق شمار کی گئی تھی، ابن قیم رحمہ اللہ اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہ حدیث مرفوع نہیں۔ اور جو حالت حیض میں دی گئی طلاق کے واقع ہونے کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ مسلم اور ابوداؤد میں بھی جو یہ حدیث کا ٹکڑا آتا ہے کہ آپ نے ابن عمر پر بیوی لوٹا دی تھی اور اس طلاق کو کچھ نہ سمجھا تھا، یہ حصہ منکر ہے۔ کیونکہ یہ صحیح احادیث کے مخالف ہے اگر یہ صحیح بھی ہے پھر بھی اس پر ترجیح شمار کرنے والی احادیث کو ہے کیونکہ ان کی سندیں بہت زیادہ ہیں جبکہ اسے صرف ابوزبیر بیان کرتے ہیں۔

اس کا ایک اور بھی جواب دیتے ہیں کہ صحیح ہونے کی صورت میں اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ حالت حیض میں طلاق دینے کو کوئی بھی درست قرار نہیں دیتا۔ اس کے برعکس جو شمار کرتے ہیں کہ حالت حیض میں دی گئی طلاق تین طلاقوں میں سے ایک شمار ہوتی ہے۔ ان کے دلائل مضبوط، صریح اور صحیح تر ہیں۔

اسے غیر مرفوع کہنے والوں کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ طلاق حالت حیض شمار کی گئی کی نسبت نبی اکرم ﷺ کی طرف ہے، وہ شمار آپ نے کی تھی۔ ابن وہب اور طیالسی نے باسند بیان کیا ہے کہ یہ حالت حیض والی طلاق نبی ﷺ نے شمار کی تھی اور اسے ایک طلاق قرار دیا تھا۔ (دارقطنی) سند قوی ہے۔ (سبل السلام)

ان دلائل کی روشنی میں صحیح یہی ہے کہ حالت حیض میں طلاق بدعت ہے۔ لیکن اگر کوئی دیتا ہے تو واقع ہوگی اور اسے شمار کیا جائے گا۔ اور آپ ﷺ کا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو رجوع کا حکم دینا بھی دلالت کرتا ہے کہ وہ طلاق شمار ہوئی تھی کیونکہ رجوع طلاق پر ہی ہوتا ہے۔

۳۔ اور ایک مجلس کی اکٹھی تین طلاقوں کے بارے میں چار اقوال ہیں:

(۱) تین اکٹھی طلاقیں واقع ہی نہیں ہوتیں یہ بدعت ہیں، یہ قول ردی ہے۔

(۲) اگر مطلقہ سے دخول ہو چکا ہو تو تین طلاقیں واقع ہوں گی، اگر اس سے دخول نہ ہوا ہو تو تین طلاقیں ایک ہی واقع ہوں گی، یہ قول بھی بے دلیل ہے۔

(۳) یہ قول ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں جو ایک مجلس میں دی جائیں وہ تین ہی شمار ہوتی ہیں خاوند کے لیے رجوع کا حق باقی نہیں رہتا۔

(۴) ایک وقت میں تین اکٹھی طلاقیں ایک رجعی طلاق واقع ہوتی ہے، اور خاوند کو رجوع کا حق ہے۔

ایک وقت میں تین طلاقیں یہ ہیں: مثلاً ایک آدمی بیوی سے کہتا ہے تجھے طلاق، طلاق، طلاق۔ یا کہتا ہے تجھے تین طلاقیں ہیں۔ تو یہ تینوں واقع ہوں گی، خاوند کو بغیر حلالہ رجوع کا حق نہیں۔ اس موقف کے قائلین کے دلائل یہ ہیں کہ حضرت رکانہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو البتہ اور قطعی طلاق دی تو آپ کے دریافت کرنے پر انہوں نے کہا، میں نے البتہ بول کر ایک طلاق مراد لی ہے۔ (ابوداؤد: ۲۱۹۶)

اس سے استدلال کا طریقہ یہ ہے کہ رکانہ نے ایک بتائی تو آپ نے ایک شمار کر لی، اگر وہ تین بتاتے تو آپ تین ہی شمار کر لیتے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث استدلال کے قابل نہیں۔ ایک دو ائمہ نے اسے صحیح بھی کہا ہے، مگر امام بخاری رحمہ اللہ اسے مضطرب کہتے ہیں، احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں، اس کی تمام سندیں ضعیف ہیں۔ ابوعبید اور ابن حزم رحمہما اللہ کہتے ہیں، اس کے راوی عدل وضبط سے عاری ہیں۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

یہ ایک اور دلیل سے بھی استدلال کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں، اس نے عدت کے بعد آگے شادی کی تو اس نے دوبارہ پہلے خاوند کے پاس آنا چاہا تو آپ نے فرمایا، یہ اس وقت تک پہلے کے لیے حلال نہیں جب تک دوسرا اس سے جماع نہیں کرتا۔ (بخاری: ۲۶۳۹)

استدلال یہ کرتے ہیں کہ تین واقع ہو جاتی ہیں، تو تب ہی آپ نے جماع کے بعد لوٹنے کا حکم دیا تھا۔

یہ استدلال وزنی نہیں کیونکہ اس میں واضح نہیں کہ یہ آپ نے ایک ہی وقت میں تین طلاقوں کا کہا تھا، بلکہ اس سے مراد ہے مسنون طریقہ سے جو تین طلاقیں دی جاتی ہیں، ان میں سے آخری طلاق ہو چکی تھی۔ آپ نے تب اسے حکم دیا تھا جبکہ ایک وقت میں تین طلاقیں ایک شمار ہونے والی حدیث بالکل واضح ہے، یہ غیر واضح استدلال واضح حدیث کے مقابلہ میں قبول نہیں کیا جا سکتا۔

ان کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تین ہی واقعہ کر دی تھیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ لوگ طلاقوں میں بڑھتے جا رہے ہیں، تو آپ نے بطور تعزیر تینوں جاری کر دیں کہ اللہ تعالیٰ نے آسانی پیدا کی ہے اور یہ لوگ تنگی میں پھنسنا چاہتے ہیں، اس کے باوجود بعد میں پشیمان ہوئے تھے۔ (اغاثۃ اللہفان: ۱/ ۳۳۶)

چوتھا قول کہ ایک وقت کی تین طلاقیں ایک ہی ہیں، ان کے دلائل درست اور مضبوط ہیں، ان کی ایک دلیل یہ ہے کہ قرآن پاک میں ہے: ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ﴾ (البقرۃ: ۲۲۹) ''طلاق دو مرتبہ ہے۔'' یعنی ایک مرتبہ ہی تینوں جائز نہیں بلکہ ایک مرتبہ کے بعد دوسری دینا ہے۔

اور یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما والی حدیث بھی اس بارے میں نص ہے۔ قیاس صحیح بھی اس کی تائید کرتا ہے، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو عمل ہمارے حکم کے مطابق نہیں وہ عمل مردود ہے۔ (مسلم: ۴۴۹۳)

ایک مجلس کی تین طلاقوں کو تین ہی شمار کرنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق نہیں، اس لیے یہ مردود ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۲۷-۴۲۲)

۴۔ معلق طلاق مثلاً یہ کہنا، وہ عورت جس سے میں نکاح کروں اسے طلاق ہے تو یہ طلاق واقع نہ ہوگی۔ اگر اس کا نکاح ہو جاتا ہے تو اس عورت پر طلاق واقع نہ ہوگی اس کی بات لغو ہے۔ احناف کہتے ہیں: یہ واقع ہوگا جمہور کی بات درست ہے۔

۵۔ جو عورت اختیار میں نہیں اسے طلاق نہیں دی جا سکتی، مثلاً ایک آدمی دوسرے کی منکوحہ سے کہتا ہے، تجھے طلاق ہے یا اجنبی عورت سے کہتا ہے، تجھے طلاق ہے، یہ عورت مطلقہ تصور نہ ہوگی، جس پر اسے طلاق کا اختیار ہی نہیں یہ کیسے دے سکتا ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۳۸-۴۳۶)

طلاق المكره الجنون والسكران والرقيق وغير ذلك

مجبور کیے گئے کی، دیوانے کی نشہ کی حالت اور غلام وغیرہ کی طلاق کا بیان

٤٣٩٤ـ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الْاَحْنَفِ أَنَّهٗ تَزَوَّجَ أُمَّ وَلَدٍ لِعَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ فَدَعَانِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ فَجِئْتُهُ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَإِذَا سِيَاطٌ مَوْضُوْعَةٌ وَإِذَا قَيْدَانِ مِنْ حَدِيْدٍ وَعَبْدَانِ لَهُ قَدْ أَجْلَسَهُمَا فَقَالَ طَلِّقْهَا وَإِلَّا وَالَّذِيْ يُحْلَفُ بِهِ فَعَلْتُ بِكَ كَذَاوَكَذَا قَالَ فَقُلْتُ هِيَ الطَّلَاقُ أَلْفاًقَالَ فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهِ فَأَدْرَكْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَبِطَرِيْقِ مَكَّةَ فَأَخْبَرْتُهٗ بِالَّذِيْ كَانَ مِنْ شَأْنِي فَتَغَيَّظَ عَبْدُاللّٰهِ وَقَالَ لَيْسَ ذٰلِكَ بِطَلَاقٍ وَإِنَّهَا لَمْ تَحْرُمْ عَلَيْكَ فَارْجِعْ إِلٰى أَهْلِكَ قَالَ فَلَمْ تُقْرِرْنِيْ نَفْسِي حَتّٰى أَتَيْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرَ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ أَمِيْرٌعَلَيْهَا فَأَخْبَرَتُهٗ بِالَّذِيْ كَانَ مِنْ شَأْنِي وبِالَّذِيْ قَالَ لِي عَبْدُاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ فَقَالَ لِي عَبْدُاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِلَمْ تَحْرُمْ عَلَيْكَ فَارْجِعْ إِلٰي أَهْلِكَ وَكَتَبَ إِلٰى جَابِرِ بْنِ الأَسْوَدِ الزُّهْرِيِّ وَهُوَ أَمِيْرُ الْمَدِيْنَةِ يَأْمُرُهٗ أَنْ يُعَاقِبَ عَبْدَاللّٰهِ ابْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ وَأَنْ يُخَلِّي بَيْنِي وَبَيْنَ أَهْلِيْ قَالَ فَقَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَجَهَّزَتْ صَفِيَّةُ امْرَأَةُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ امْرَأَتِي حَتّٰى أَدْخَلَتْهَا عَلَيَّ بِعِلْمِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ

”ثابت بن احنف کا بیان ہے کہ اس نے عبدالرحمٰن کی ام ولد سے نکاح کیا تو اس کو عبداللہ بن عبدالرحمٰن نے بلایا۔ یہ اس کے پاس گیا، اس کے پاس کوڑے اور لوہے کی ہتھکڑیاں موجود تھیں۔ دو غلام بھی بٹھائے ہوئے تھے۔ اس نے کہا: میرے باپ کی ام ولد کو طلاق دیدے ورنہ قسم اس کی جس کی قسم کھائی جاتی ہے میں تیرے ساتھ یہ معاملہ کر کے رہوں گا۔ ثابت کہتے ہیں: میں نے اسے ہزار طلاق دے دی۔ پھر اس کے پاس سے نکلا اور عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا تو وہ بہت غضب ناک ہوئے اور کہا یہ طلاق نہیں ہے۔ پھر عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو انھوں نے کہا: عورت حرام نہیں ہوئی ہے۔ پس تو اپنی اہلیہ سے رجوع کر۔ اس نے جابر بن اسود کو لکھا جو ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف سے مدینہ کے امیر تھے کہ عبد اللہ بن عبدالرحمٰن کو سزا دی جائے۔ میں پھر مدینہ آیا۔ چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بیوی صفیہ نے میری بیوی کا بناؤ سنگھار کیا اور میرے پاس بھیج دیا۔ پھر میں نے ولیمہ کی دعوت پر عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو بھی بلایا اور وہ حاضر ہوئے۔“ (مالک)

(٤٣٩٤) مؤطا: ١٢٤٥.

عُمَرَ ثُمَّ دَعَوْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ يَوْمَ عُرْسِي لِوَلِيْمَتِى فَجَاءَ نِي . (رواه مالك، ١٢٤٥)

شـــرح: ......ثابت ہوا جبراً طلاق نہیں جبکہ احناف جبراً طلاق کے قائل ہیں۔ یہ ایک قیاس آرائی ہے، جو قابل قبول نہیں۔قرآن بھی کہتا ہے:

﴿إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَ قَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ﴾ (النحل: ١٠٦)

''مگر جو مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہو۔''

یعنی جب کوئی زبان سے جبراً کلمہ کفر نکلوا لیتا ہے تو کوئی حرج نہیں اگر دل ایمان سے مطمئن ہے، اگر جبر ایمان پر اثر انداز نہیں ہوتا تو پھر طلاق پر کیسے ہوگا، جو اس سے کم تر ہے۔ جبراً طلاق واقع نہیں ہوتی۔(تفہیم الاسلام:۲/۴۳۲)

٤٣٩٥ــ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ طَلَاقٍ جَائِزٌ إِلَّا طَلَاقَ الْمَعْتُوْهِ الْمَغْلُوْبِ عَلٰى عَقْلِهِ . (رواه الترمذي، ١١٩١)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ ہر طلاق جائز ہے۔مگر پاگل مغلوب العقل کی طلاق جائز نہیں۔''(ترمذی)

شـــرح: ......اس بارے میں اختلاف ہے کہ جس کی عقل مغلوب ہو جاتی ہے، اس کی طلاق واقع ہوتی ہے یا کہ نہیں۔حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اس کے قائل تھے کہ یہ مطلقہ ہو جاتی ہے اور عدت گزارے۔(فتح الباری:۹/۳۹۳)

مگر اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کے قائل ہیں مغلوب العقل کی طلاق جائز نہیں۔ یہی بات زیادہ مضبوط ہے۔ (جائزۃ الاحوذی:۲/۴۶۴)

٤٣٩٦ــ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَاطَلَاقَ وَلَاعِتَاقَ فِيْ إِغْلَاقٍ . (رواه أبوداود، ٢١٩٣)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: زبردستی نہ طلاق ہے اور نہ ہی آزاد کرنا ہے۔'' (ابوداؤد)

٤٣٩٧ــ وَقَالَ عُثْمَانُ: لَيْسَ لِمَجْنُوْنٍ وَلَالِسَكْرَان . (للبخاري تعليقا)

''سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا قول ہے نشہ اور جنون والے کی طلاق نہیں ہے۔''

٤٣٩٨۔ وَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ: لَايَجُوْزُ طَلَاقُ الْمُوَسْوِسِ . (للبخاري تعليقا)

''سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا: وسوسہ والے کی طلاق نہیں ہے۔''(یہ دو قول بخاری نے تعلیق کے طور پر بیان کیے ہیں)

(٤٣٩٥) ترمذی: ١١٩١۔ ضعیف جدا والصحیح، موقوف، البانی: : ٢٠٧.

(٤٣٩٦) ابوداؤد: ٢١٩٣۔ حسن، البانی: ١٩١٩۔ احمد: ٢٥٢٨.

(٤٣٩٧) بخاری تعلیقًا، فتح الباری: ٩/ ٣٨٨.

(٤٣٩٨) بخاری تعلیقًا، فتح الباری: ٩/ ٣٨٨.

شــرح: ......نشئی کی عقل درست نہیں رہتی اس لیے اس کی طلاق واقع نہ ہوگی۔ اور وسوسہ یہ ہے کہ دل میں خیال آئے اور نکل جائے عقیدہ و عمل تک نوبت نہ پہنچے یہ انسان کے بس میں نہیں، اس لیے اس کے آنے سے بھی طلاق نہیں ہوتی۔ (فتح الباری: ۹/۳۹۰)

دیوانے کی تو بالاولیٰ نہیں ہوتی یہ تو نشئی سے بھی بدتر ہے۔

٤٣٩٩۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ طَلَاقُ الْاَمَةِ تَـطْلِيْقَتَانِ وَعِدَّتُهَا حَيْضَتَانِ. (رواه الترمذي، ١١٨٢)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لونڈی کی دو طلاق ہیں اور اس کی عدت دو حیض ہیں۔'' (ترمذی)

٤٤٠٠۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَـقُـوْلُ إِذَا طَلَّقَ الْعَبْدُامْرَأَتَهٗ تَطْلِيْقَتَيْنِ فَقَدْ حَـرُمَتْ عَلَيْهِ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ حُرَّةً كَـانَـتْ أَوْ أَمَةً وَعِـدَّةُ الْحُرَّةِ ثَلَاثُ حِيَضٍ وَعِدَّةُ الْاَمَةِ حَيْضَتَانِ. (رواه مالك، ١٢١٧)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: غلام جب اپنی عورت کو دو طلاق دیدے تو وہ اس پر حرام ہو جاتی ہے، یہاں تک کہ وہ نکاح کرے دوسرے مرد سے خواہ عورت آزاد ہو یا مملوک ہو۔ اور آزاد عورت کی عدت تین حیض ہے اور باندی کی عدت دو حیض ہے۔'' (مالک)

شــرح: ......لونڈی کا خاوند بھی غلام ہو، جس نے طلاق دی ہے، تو اس کی دو طلاقیں ہی قطعی ہوں گی۔ علامہ صنعانی کا قول ہے کہ لونڈی آزاد عورت کی مانند ہے، اسے بھی تین طلاقیں ہوں گی اور آزاد عورت کی مانند ہی عدت گزارے گی۔ (سبل السلام: ۳/۱۱۴۱)

راقم کہتا ہے: لونڈی کی عدت دو حیض ہے، اس پر اجماع ہے۔ تاہم نبی اکرم ﷺ سے اور قرآن پاک سے دو ٹوک فرمان جاری نہیں۔ ان اقوال میں سے جس پر چاہے عمل ہوسکتا ہے۔ عدت پر چونکہ اجماع ہے، وہ دو حیض ہی ہوں گی۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۴۷۶)

٤٤٠١۔ عَنْ أَبِي حَسَنٍ مَوْلٰى بَنِي نَوْفَلٍ أَنَّهٗ اسْتَفْتَي ابْنَ عَبَّاسٍ فِي مَمْلُوْكٍ كَانَتْ تَحْتَهٗ مَـمْـلُـوْكَةٌ فَـطَـلَّـقَهَـا تَـطْـلِيْقَتَيْنِ ثُمَّ عُتِقَا بَعْدَذٰلِكَ هَلْ يَصْلُحُ لَهٗ أَنْ يَخْطُبَهَا قَالَ نَعَمْ

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کہا گیا کہ ایک مملوک غلام کے عقد میں مملوکہ عورت تھی تو اس نے عورت کو دو طلاق دیدیں پھر وہ دونوں آزاد کر دیے گئے تو کیا وہ مرد اس عورت کو پیغام نکاح دے سکتا ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے

(٤٣٩٩) ترمذی: ١١٨٢۔ ضعیف، البانی: ٢٠٦۔ ابوداؤد: ٢١٨٩۔ ابن ماجه: ٢٠٨٠۔ دارمی: ٢٢٩٤.

(٤٤٠٠) مؤطا: ١٢١٧.

(٤٤٠١) ابوداؤد: ٢١٨٧۔ ضعیف، البانی: ٤٧٣۔ نسائی: ٣٤٢٨۔ ابن ماجه: ٢٠٨٢.

قَضٰی بِذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ . (رواه أبوداود، ٢١٨٧) ایسا فیصلہ کیا ہے۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......اس سے یہ ظاہر طور پر سمجھ میں آتا ہے کہ غلام جب آزاد ہو جائے تو اسے تین طلاقوں کا اختیار مل جاتا ہے، دو طلاقوں کے بعد اسے رجوع کا حق رہتا ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میرے علم کے مطابق یہ کسی نے بھی مذہب اختیار نہیں کیا کیونکہ یہ حدیث ضعیف ہے۔

عام فقہاء کا مذہب یہی ہے کہ لونڈی جب غلام کے نکاح میں ہو تو وہ اسے دو طلاقیں دیتا ہے تو اب یہ اس کے لیے حلال نہیں رہی جب تک کہ کسی اور سے نکاح نہ کرے۔ اور وہ بھی اسے بسانے کے لیے نکاح میں لاتا ہے حلالہ نہ کرے یہ لعنت ہے۔ یعنی غلام کی دو طلاقیں قطعی ہو جاتی ہیں جمہور فقہاء نے یہی فیصلہ دیا ہے۔ (انجاز الحاجہ: ٦/ ٥٧٧)

یہ یاد رہے اکٹھی نہ ہوں اکٹھی دونوں ایک ہی ہوں گی۔ (گوندلوی)

٤٤٠٢ــ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ أَذِنَ لِعَبْدِهِ أَنْ يَنْكِحَ فَالطَّلاَقُ بِيَدِ الْعَبْدِ لَيْسَ بِيَدِ غَيْرِهِ مِنْ طَلاَقِ شَيْءٌ فَأَمَّا أَنْ يَأْخُذَ الرَّجُلُ أَمَةَ غُلاَمِهِ أَوْ أَمَةَ وَلِيْدَتِهِ فَلاَجُنَاحَ عَلَيْهِ . (رواه مالك، ١٢١٨)

''نافع نے کہا: سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ جس نے اپنے غلام کو نکاح کرنے کی اجازت دی تو اس غلام کے ہاتھ میں طلاق دینے کا بھی اختیار ہے۔ کسی دوسرے کے ہاتھ میں طلاق کا اختیار نہ ہوگا۔ اگر کوئی مرد اپنے غلام کی لونڈی یا اپنی لونڈی کی لونڈی اس سے وصول کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔'' (مالک)

٤٤٠٣ــــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: طَلاَقُ الْاَمَةِ خَمْسٌ: عِتْقُهَا ، وَطَلاَقُ زَوْجِهَا وَبَيْعُ سَيِّدِهَا وَهِبَتُهُ لَهَا وَمِيْرَاثُهَا . (رواه رزين)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: لونڈی کی طلاق پانچ قسم کی ہے: ١۔ اس کا آزاد ہونا ٢۔ اس کے خاوند کا طلاق دینا ٣۔ اس کے مالک کا اس کو فروخت کرنا ٤۔ اس کا ھبہ کرنا ٥۔ اس کا میراث میں تقسیم ہونا۔'' (رزین)

شرح: ......یعنی نکاح تو غلام اپنے آقا کے حکم سے کرے گا، مگر مسلمان خود مکلّف ہوتا ہے، اب طلاق دینا غلام کے ہاتھ میں ہے، آقا کے کہنے سے نہیں دے گا، اپنی مرضی کے مطابق کرے گا۔

چونکہ اپنے غلام کے مال سے جو چاہے لے یا چاہے نہ لے اسے اپنے غلام کی لونڈی وغیرہ یہ آقا لے سکتا ہے، مگر اس کی بیوی کو طلاق دلوانے کا نہیں کہہ سکتا۔ (شرح زرقانی: ٣/ ١٩٨)

(٤٤٠٢) مؤطا: ١٢١٨.

(٤٤٠٣) رزين.

٤٤٠٤ـ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا أَرَادَتْ أَنْ تُعْتِقَ مَمْلُوْكَيْنِ لَهَا زَوْجٌ قَالَ فَسَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَأَمَرَهَا أَنْ تَبْدَأَ بِالرَّجُلِ قَبْلَ الْمَرْأَةِ. (رواه أبوداود، ٢٢٣٧)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے اپنے دو غلام مرد وعورت آزاد کرنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ فرمایا: عورت سے پہلے مرد کو آزاد کردے۔'' (ابوداؤد)

٤٤٠٥ـ زَادَ رَزِيْنٌ: لِئَلَّا يَكُوْنَ لَهَا خِيَارٌ.

''رزین نے یہ اضافہ کیا ہے۔ تاکہ عورت کا اختیار نہ رہے۔''

٤٤٠٦ـ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ كَانَ فِي بَرِيْرَةَ ثَلَاثُ سُنَنٍ إِحْدَى السُّنَنِ أَنَّهَا أُعْتِقَتْ فَخُيِّرَتْ فِي زَوْجِهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالْبُرْمَةُ تَفُوْرُ بِلَحْمٍ فَقُرِّبَ إِلَيْهِ خُبْزٌ وَأُدْمٌ مِنْ أُدْمِ الْبَيْتِ فَقَالَ أَلَمْ أَرَى الْبُرْمَةَ فِيْهَا لَحْمٌ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ ذٰلِكَ لَحْمٌ تُصُدِّقَ بِهٖ عَلٰى بَرِيْرَةَ وَأَنْتَ لاَ تَأْكُلُ الصَّدَقَةَ قَالَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ. (رواه البخاري، ٥٢٧٩)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ بریرہ میں تین سنتیں ظاہر ہوئیں۔ اس کو آزاد کیا گیا تو اس کو خاوند سے جدا ہونے کا اختیار حاصل ہوگیا۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: ولاء اس کی ہے جس نے آزاد کیا۔ اور آپ ﷺ گھر میں تشریف لائے تو ہنڈیا گوشت کے ساتھ ابل رہی تھی۔ آپ ﷺ کے سامنے روٹی اور گھر کا سالن رکھا گیا تو فرمایا: میں ہنڈیا ابلتے نہیں دیکھ رہا ہوں؟ تو گھر والوں نے کہا: ہاں، مگر یہ صدقے کا گوشت ہے جو بریرہ کو دیا گیا ہے اور آپ ﷺ صدقہ کھاتے نہیں ہیں۔ فرمایا: اس پر صدقہ ہے اور ہمارے لیے وہ تحفہ ہوگا۔'' (بخاری)

٤٤٠٧ـ وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ الأَسْوَدُ كَانَ زَوْجُهَا حُرًّا قَالَ الْبُخَارِيُّ: قَوْلُ الأَسْوَدِ مُنْقَطِعٌ وَقَوْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ رَأَيْتُهُ عَبْدًا أَصَحُّ. (رواه البخاري، ٦٧٥٤)

''اور ایک روایت میں ہے: اسود نے کہا کہ اس کا خاوند آزاد تھا۔ بخاری رحمہ اللہ نے کہا یہ روایت منقطع ہے اور سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول: ''میں نے اس کو غلام دیکھا زیادہ صحیح ہے۔'' (بخاری)

٤٤٠٨ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ زَوْجَ بَرِيْرَةَ كَانَ عَبْدًا يُقَالُ لَهٗ مُغِيْثٌ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَطُوْفُ

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: بریرہ کا خاوند غلام تھا۔ اس کو مغیث کہا جاتا تھا۔ گویا میں اس کو دیکھ رہا ہوں وہ بریرہ کے پیچھے

(٤٤٠٤) ابوداؤد: ٢٢٣٨ـ ضعیف، البانی: ٤٨٩ـ نسائی: ٣٤٤٦ـ ابن ماجہ: ٢٥٣٢.

(٤٤٠٥) رزین.

(٤٤٠٦) بخاری: ٥٢٧٩ـ مسلم: ١٥٠٤ـ ترمذی: ١٢٥٦ـ ابوداؤد: ٣٩٢٩ـ ابن ماجہ: ٣٨٣٥ـ مؤطا: ١٥١٩.

(٤٤٠٧) بخاری: ٦٧٥٤ـ مسلم: ١٥٠٤ـ ترمذی: ١٢٥٦ـ ابوداؤد: ٣٩٢٩ـ ابن ماجہ: ٣٨٣٥ـ مؤطا: ١٥١٩.

(٤٤٠٨) بخاری: ٥٢٨٣ـ ترمذی: ١٢٥٦ـ نسائی: ٥٤١٧ـ ابوداؤد: ٢٢٣٢ـ ابن ماجہ: ٢٠٧٥ـ احمد: ٣٣٩٥ـ دارمی: ٢٢٩٢.

خَلْفَهَا يَبْكِي وَدُمُوْعُهُ تَسِيْلُ عَلٰى لِحْيَتِهِ فَقَالَ النَّبِيّ ﷺ لِعَبَّاسٍ يَا عَبَّاسُ أَلَا تَعْجَبُ مِنْ حُبِّ مُغِيْثٍ بَرِيْرَةَ وَمِنْ بُغْضِ بَرِيْرَةَ مُغِيْثاً فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَوْرَاجَعْتِهِ قَالَتْ يَارَسُوْلَ للّٰهِ تَأْمُرُنِي قَالَ إِنَّمَا أَنَا أَشْفَعُ قَالَتْ لَاحَاجَةَ لِي فِيْهِ. (للبخاري، ٥٢٨٣)

آ تا جاتا تھا اور اس کے آنسو اس کی داڑھی پر بہتے تھے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عباس رضی اللہ عنہ کیا تمہیں مغیث کی بریرہ سے محبت اور بریرہ کی اس سے نفرت پر تعجب نہیں آتا ہے؟ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے بریرہ! اگر تو اس کی طرف لوٹ جائے تو بہتر ہے اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ مجھے حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں شفاعت (سفارش) ہی کرتا ہوں۔ بریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔'' (بخاری)

شـــرح: ......حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا قسطوں پر آزاد ہوئی تھیں، یہ قسط کی ادائیگی کے وقت تعاون کے لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں تیری تمام اقساط یکمشت ادا کر دیتی ہوں لیکن آزادی کی نسبت میری طرف ہوگی۔ بریرہ نے اپنے ورثاء سے بات کی تو انہوں نے کہا: اقساط کی ادائیگی وہ کر دیں لیکن آزادی کی نسبت ہماری ہوگی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کا ذکر نبی رحمت ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا: آزادی کی نسبت اس کے لیے ہے جو آزاد کرتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں آزاد کروا دیا اور ان پر صدقہ کیا جاتا، آپ ﷺ اسے ہدیہ کے طور پر قبول فرماتے۔ اور اس واقعہ سے یہ اصول بنا کہ جو آزاد کرے نسبت اسی کی جانب ہوگی اور آزاد ہونے کے بعد اگر لونڈی جو کہ آزاد ہوئی ہے اس کا شوہر غلام ہو تو یہ عورت خود مختار ہے، چاہے اس کی زوجیت میں رہے چاہے نہ رہے اس پر اجماع ہے۔ لیکن یہ اختیار تب ہے جب اس آزاد ہونے والی عورت سے اس کا غلام خاوند جماع نہ کرے اگر اس نے آزاد ہونے والی سے جماع کر لیا ہے تو اختیار ختم ہو جاتا ہے۔

بریرہ سے چونکہ ان کے خاوند مغیث کی ہمبستری نہ ہوئی تھی اس نے ان سے علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ اس اختیار کی وجہ یہ ہے کہ لونڈی جب آزاد ہوتی ہے تو وہ اپنے غلام خاوند سے افضل قرار پاتی ہے، ان میں ہمسری قائم نہیں رہتی اب عورت کو اختیار ہوتا ہے خاوند کے پاس رہے یا نہ رہے۔ (تفہیم الاسلام: ۳۴۲/۲)

٤٤٠٩ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّهُ قَالَ طَلَاقُ السُّنَّةِ تَطْلِيْقَةٌ وَهِيَ طَاهِرٌ فِي غَيْرِجِمَاعٍ فَإِذَا حَاضَتْ وَطَهُرَتْ طَلَّقَهَا أُخْرَى فَإِذَاحَاضَتْ

''سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا سنت یہ ہے کہ ایک طلاق طہر میں دی جائے، جس طہر میں جماع نہ کیا گیا ہو۔ پھر اس کو حیض آئے اور اس سے پاک ہو جائے تو دوسری طلاق دی جائے۔ اور پھر اس

(٤٤٠٩) نسائی: ٣٣٩٤ـ صحیح، البانی: ٤٧٢ـ ابن ماجہ: ٢٠١٨.

وَطَهُرَتْ طَلَّقَهَا أُخْرَى ثُمَّ تَعْتَدُّ بَعْدَ ذٰلِكَ بِحَيْضَةٍ. (رواه النسائي، ٣٣٩٤)

کے بعد ایک حیض کے ساتھ عدت پوری کرے۔'' (نسائی)

٤٤١٠ـ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ أَيُّمَا امْرَأَةٍ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا تَطْلِيْقَةً أَوْتَطْلِيْقَتَيْنِ ثُمَّ تَرَكَهَا حَتّٰى تَحِلَّ وَتَنْكِحَ زَوْجاً غَيْرَهُ فَيَمُوْتُ عَنْهَا أَوْيُطَلِّقُهَا ثُمَّ يَنْكِحُهَا زَوْجُهَا الْأَوَّلُ فَإِنَّهَا تَكُوْنُ عِنْدَهُ عَلَى مَابَقِيَ مِنْ طَلاَقِهَا. (رواه مالك، ١٢٣٣)

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کرتے ہیں: جس عورت کو اس کا خاوند ایک یا دو طلاق دیدے۔ اور وہ اس کو چھوڑ دے یہاں تک کہ عورت حلال ہو جائے۔ اور اس سے دوسرا مرد عقد کرے پھر وہ فوت ہو جائے یا وہ طلاق دیدے۔ اور پھر اول مرد اس سے نکاح کرے تو وہ عورت اس کے پاس باقی ماندہ طلاق کے ساتھ رہے گی۔'' (مالک)

٤٤١١ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَعَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أَبْغَضُ الْحَلاَلِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى الطَّلاَقُ. (رواه أبوداود، ٢١٧٨)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ انتہائی ناپسند حلال چیز اللہ کے نزدیک طلاق ہے۔'' (ابوداؤد)

٤٤١٢ـ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى، رَفَعَهُ. لَا تُطَلَّقُ النِّسَاءُ إِلَّامِنْ رِيْبَةٍ إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَايُحِبُّ الذَّوَّاقِيْنَ وَلَاالذَّوَّاقَاتِ. (للبزار، ، ١٤٩٧) والكبيروالأوسط

''سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کسی عورت کو تہمت وشکوک کے بغیر طلاق نہ دی جائے۔ اللہ تعالیٰ نئے نئے ذائقے لینے والے مردوں اور عورتوں کو پسند نہیں کرتا۔'' (البزار، الکبیر، الاوسط)

٤٤١٣ـ عَنْ ثَوْبَانَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقًا مِنْ غَيْرِبَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ. (رواه الترمذي، ١١٨٧)

''سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو عورت بلا جواز خاوند سے طلاق کا مطالبہ کرتی ہے تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔'' (ترمذی)

شرح:...... علامہ احمد حسن دہلوی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''یعنی طلاق'' ناپسندیدہ ہے درست قرار دیا ہے۔

(٤٤١٠) مؤطا: ١٢٤٤.

(٤٤١١) ابوداؤد: ٢١٧٨ـ ضعيف، البانى: ٤٧٢ـ ابن ماجه: ٢٠١٨.

(٤٤١٢) بزار: ١٤٩٧ـ طبرانى كبير، طبرانى اوسط، فيه عمران القطان وثقه احمد وابن حبان، وضعفه يحي بن سعيد وغيره، هيثمى: ٧٧٦١.

(٤٤١٣) ترمذى: ١١٨٧ـ صحيح، البانى: ٩٤٨ـ ابوداؤد: ٢٢٦٦ـ ابن ماجه: ٢٠٥٥.

نکاح کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ خاندان میں میاں بیوی آپس میں قائم دائم رہنے کے ساتھ ساتھ خاندان کی بنیادوں کو مضبوط کریں، اورنسل کشی ہو، اور مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہو۔ جبکہ طلاق خاندانی عمارت کو بنیادوں سے ہلا کر رکھ دیتی ہے۔ اس سے اتفاق کی سعادت کے بعد اختلاف کی شقاوت حاصل ہوتی ہے، خوشی غم میں بدل جاتی ہے، اور امید کی کرن بجھ جاتی ہے۔

طلاق میاں بیوی اور خاندان کے درمیان بغض وعداوت کا باعث ہے، یہ الفت انگیزی اور آپس میں قربت سازی اور تعارف کی غارت گری ہے اور طلاق سے اولاد، تعلیم و تربیت سے محرومی کے ساتھ ساتھ ماں کی محبت اور باپ کی حفاظت سے بھی محروم ہو جاتی ہے۔ ایک اور خرابی بھی طلاق سے واقع ہوتی ہے، انسان چونکہ لذت پرستی میں دبا ہوا ہے، اگر طلاق کو پسندیدہ کہا جاتا تو یہ بہانے سے ذوق لذت کشی کی تسکین کے لیے اس کے تیر چلاتا ہی رہتا۔

طلاق کے ان مصائب اور نقائص کے پیش نظر شریعت نے ان میاں بیوی کے درمیان خلفشار کو ختم کرنے کے لیے حاکم مقرر کرنے کا حکم دیا ہے، اس میں ناکامی کے بعد جب صلح وہمنوائی کی کوئی صورت نہ نکلے تو تب طلاق کی اجازت دی ہے۔ وہ بھی پسندیدہ نگاہ سے نہیں۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ ہمارا دین کس قدر جاہ وجلال رکھتا ہے اور اس کی قانون سازی کس قدر عقل وفطرت کے موافق کی گئی ہے جو کہ ہر دور کے لیے خاص وعام کی رہنما بننے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

ایک خاص نکتہ توجہ کے قابل ہے، شیطان میاں بیوی کے درمیان تفریق کو پسند کرتا ہے، اور ظاہر ہے جو چیز شیطان کی پسندیدہ ہوگی وہ رحمان کے نزدیک ناپسندیدہ ہوگی۔

(۱) خلع کی جائز صورت یہ ہے کہ جب عورت فاحشہ ہو، نماز روزہ ترک کر دے، اس وقت آدمی کو بیوی کو خلع پر مجبور کرنے کی اجازت ہے۔ بیوی کو بوجہ نفرت خاوند کے حقوق ادا کرنے میں گناہ آلود ہونے کا اندیشہ ہو، اگر صبر کرے تو بہتر ہے لیکن اگر خلع لیتی ہے تو جائز ہے۔ ناجائز صورت یہ ہے کہ کوئی اختلاف نہیں۔ میاں بیوی کے حالات درست ہیں پھر بھی عورت خلع کا مطالبہ کرتی ہے، تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔

ایک یہ صورت بھی خلع کی ناجائز ہے کہ خاوند بیوی کو تنگ کرتا ہے، اس کے حقوق ادا نہیں کرتا، صرف اس لیے کہ وہ خلع پر مجبور ہو اور یہ اس سے فدیہ لے یہ خلع باطل ہے۔ اللہ کا فرمان ہے:

﴿وَ لَا تَعۡضُلُوۡهُنَّ لِتَذۡهَبُوۡا بِبَعۡضِ مَآ اٰتَيۡتُمُوۡهُنَّ﴾ (النسآء: ۱۹)

''ان عورتوں کو تنگ نہ کرو تا کہ تم نے جو دیا ہے وہ ان سے واپس لو''

یہ یاد رہے خلع والی عورت کی عدت ایک ماہواری ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۴۱۹)

٤٤١٤۔۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّاسُ وَالرَّجُلُ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ مَا شَاءَ أَنْ يُطَلِّقَهَا وَهِيَ امْرَأَتُهُ إِذَا ارْتَجَعَهَا وَهِيَ فِي الْعِدَّةِ وَإِنْ طَلَّقَهَا مِائَةَ مَرَّةٍ أَوْ أَكْثَرَ حَتّٰى قَالَ رَجُلٌ لِإِمْرَأَتِهِ وَاللّٰهِ لاَأُطَلِّقُكِ فَتَبِيْنِيْ مِنِّي وَلاَ آوِيْكِ أَبَداً قَالَتْ وَكَيْفَ ذَاكَ قَالَ أُطَلِّقُكِ فَكُلَّمَا هَمَّتْ عِدَّتُكِ أَنْ تَنْقَضِيَ رَاجَعْتُكِ فَذَهَبَتِ الْمَرْأَةُ حَتّٰى دَخَلَتْ عَلَى عَائِشَةَ فَأَخْبَرَتْهَا فَسَكَتَتْ عَائِشَةُ حَتّٰى جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَخْبَرَتْهُ فَسَكَتَ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى نَزَلَ الْقُرْآنُ ﴿الطَّلاَقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ أَوْتَسْرِيْحٌ بِإِحْسَانٍ﴾ قَالَتْ عَائِشَةُ فَاسْتَأْنَفَ النَّاسُ الطَّلاَقَ مُسْتَقْبِلًا مَنْ كَانَ طَلَّقَ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ طَلَّقَ. (رواه الترمذي، ١١٩٢)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: لوگوں کا یہ طریقہ تھا کہ ایک مرد اپنی عورت کو جتنی چاہتا طلاق دیتا اور وہ رجوع کرتا رہتا خواہ سو بار طلاق دینے تک نوبت آ جاتی، یا اس سے بھی زیادہ طلاق دے دیتا۔ یہاں تک کہ ایک مرد نے اپنی بیوی کو کہا: اللہ کی قسم! میں تجھے طلاق بھی نہیں دوں گا کہ تو جدا ہو سکے اور اپنے پاس جگہ بھی نہیں دوں گا۔ اس نے کہا: وہ کیسے؟ اس نے کہا: میں تجھے طلاق دوں گا اور جب تیری عدت پوری ہونے لگے گی تو رجوع کروں گا۔ وہ عورت چل کر عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی، اور ان کو خبر دی۔ تو عائشہ رضی اللہ عنہا خاموش ہو رہی، اور جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ کو خبر دی۔ پس آپ ﷺ خاموش ہو رہے یہاں تک کہ قرآن نازل ہوا۔ (طلاق دو بار ہے اس کے بعد روکنا ہے تو احسان کے ساتھ اور رخصت کرنا ہے تو احسان کے ساتھ) پس لوگوں نے نئے سرے سے طلاق شمار کرنا شروع کی خواہ کسی نے پہلے طلاق دی تھی یا نہیں دی تھی۔'' (ترمذی)

٤٤١٥۔۔ عَنْ ثَوْرِبْنِ زَيْدٍ الدِّيْلِيِّ أَنَّ الرَّجُلَ كَانَ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ ثُمَّ يُرَاجِعُهَا وَلاَحَاجَةَ لَهُ بِهَا وَلاَيُرِيْدُ إِمْسَاكَهَا كَيْمَا يُطَوِّلُ بِذٰلِكَ عَلَيْهَا الْعِدَّةُ لِيُضَارَّهَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ﴿وَلاَ تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَاراً لِتَعْتَدُّوْ وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ﴾ يَعِظُهُمُ اللّٰهُ بِذٰلِكَ. (رواه مالك، ١٢٤٨)

'' ثور بن زید دیلی نے بیان کیا کہ ایک مرد طلاق دیتا، پھر رجوع کرتا۔ اس کی غرض اپنی بیوی کو آباد کرنے کی نہ ہوتی بلکہ اس طرح عدت طویل کرنے اور عورت کو تکلیف پہنچانے کی خاطر کرتا رہتا۔ پس اللہ تعالیٰ نے قرآن میں نازل کیا۔ (تم عورتوں کو ضرر پہنچانے کے لیے مت روکو کہ تم زیادتی کرو جس نے ایسا کیا اس نے اپنے اوپر ظلم کیا۔ اس کلام کے ذریعے اللہ نے ان کو نصیحت کر دی۔'' (مالک)

شــــرح: ...... یہ حدیث اگر چہ ضعیف ہے مگر اس کے شواہد موجود ہیں۔ جس کی وجہ سے اس میں بیان کردہ بات

(٤٤١٤) ترمذی: ١١٩٢۔ ضعیف، البانی: ٢٠٨.

(٤٤١٥) مؤطا: ١٢٤٨.

درست ہے۔ جاہلیت میں بیوی کو تنگ کرنے کے لیے یہ چال چلتے تھے کہ اگر چہ سینکڑوں مرتبہ طلاق دیتے، دوران عدت انہیں رجوع کا حق حاصل ہوتا تھا جب عدت ختم ہونے کا وقت قریب آ تا تو پھر طلاق دے دیتے۔

اب شریعت نے یہ کہا کہ اس طرح بدنیتی سے اللہ کی آیتوں کا مذاق نہ اڑاؤ، اور باب یہ حد ہے کہ صرف دو مرتبہ طلاق ہے، اس کے بعد نکاح کے حقوق ادا کرو گے اور بیوی سے حسن صحبت رکھو گے تو درست ہے۔ اگر تم ایسا نہیں چاہتے تو پھر تیسری طلاق واقع کر دو تا کہ وہ عورت عدت گزرنے کے بعد اپنی زندگی کا فیصلہ کر سکے۔ (جائزۃ الاحوذی:۲/ ۴۶۵)

٤٤١٦۔ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهٗ ثُمَّ يَقَعُ بِهَا وَلَمْ يَشْهَدْ عَلٰى طَلَاقِهَا وَلَا عَلٰى رَجْعَتِهَا فَقَالَ طَلَّقْتَ لِغَيْرِ سُنَّةٍ وَرَاجَعْتَ لِغَيْرِ سُنَّةٍ أَشْهِدْ عَلٰى طَلَاقِهَا وَعَلٰى رَجْعَتِهَا وَلَا تَعُدْ. (رواه أبوداود، ٢١٨٦)

''سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ ایک مرد نے اپنی عورت کو طلاق دی اور اس سے رجوع کیا، نہ طلاق پر گواہ رکھے اور نہ رجوع کرنے پر؟ تو انھوں نے کہا: طلاق دی گئی خلاف سنت اور رجوع کیا خلاف سنت۔ تو گواہ بنا طلاق دینے اور اس سے رجوع کرنے پر اور آئندہ ایسا نہ کر۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مناسب یہی ہے کہ طلاق دی جائے یا طلاق کے بعد رجوع کیا جائے اس پر گواہ بنا لیے جائیں تا کہ اس بارے میں کوئی نزاع یا تہمت نہ لگ سکے۔

اس حدیث سے بعض نے گواہ بنانے کے واجب ہونے پر استدلال کیا ہے۔ وجوب تو نہیں تاہم مستحب ضرور ہے کہ طلاق یا رجوع کے وقت دو عدل والے گواہ بنا لیے جائیں۔ (انجاز الحاجہ:ص ۴۸۵)

٤٤١٧۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تَسْأَلُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا فَإِنَّمَا لَهَا مَا قُدِّرَ لَهَا. (رواه البخاري، ٥١٥٢)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: کسی عورت کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی مسلمان بہن کے لیے طلاق کا مطالبہ کرے تا کہ وہ اس کا برتن خالی کرا دے۔ وہ اس مطالبے کے بغیر ہی نکاح کرے اس کے لیے ہو گا جو اس کے مقدر میں ہو گا۔'' (بخاری)

شرح: ......اس حدیث میں اس کی ممانعت ہے کہ ایک اجنبی عورت ایک آدمی سے مطالبہ کرتی ہے کہ اپنی بیوی کو طلاق دو اور مجھ سے شادی کرو۔ اور جو خرچہ اور نیک سلوک اور حسن معاشرت اس بیوی کے ساتھ رکھا ہوا تھا، وہ مجھ سے

(٤٤١٦) ابوداؤد: ٢١٨٦۔ صحیح، البانی: ١٩١٥۔ ابن ماجه: ٢٠٢٥.

(٤٤١٧) بخاری: ٥١٥٢۔ مسلم: ١٥١٥۔ ترمذی: ١٣٠٤۔ نسائی: ٤٥٠٧۔ ابوداؤد: ٣٤٤٥۔ ابن ماجه: ٢٢٣٩۔ احمد: ١٠٤٦٣۔ مؤطا: ١١١١۔ دارمی: ٢٥٦٦.

کرو۔ دوسری صورت یہ بھی ہے کہ ایک سوتن خاوند سے مطالبہ کرے کہ میری سوتن کو طلاق دو میں تب رہوں گی۔ ایسا نہ کرے بلکہ اسی حالت میں گزارہ کرے اپنی اپنی قسمت ہے، پیالے میں چونکہ لذیذ کھانے رکھے جاتے ہیں، جب خاوند اسے چھوڑ دے گا تو پھر وہ کھانوں سے محروم ہوگی اسی کو پیالہ الٹنے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ (فتح الباری: ۹/ ۲۲۰)

٤٤١٨ـ عَـنْ أَبِـيْ هُـرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثٌ جِـدُّهُـنَّ جِدٌّ وَّهَزْلُهُنَّ جِدٌّ النِّـكَـاحُ وَالطَّلَاقُ وَالرَّجْـعَةُ. (رواه الترمذي، ١١٨٤)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تین کام ہیں ارادے سے بھی واقع ہوتے ہیں اور مذاق سے بھی۔ نکاح، طلاق اور رجوع۔'' (ترمذی)

٤٤١٩ـ عَـنِ ابْـنِ مَسْـعُوْدٍ، مِثْلَهُ وَجَعَلَ الْعِتْقَ بَدَلَ الرَّجْعَةِ. (رواه رزين)

''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل منقول ہے اور اس میں رجوع کے بدلے آزاد کرنے کا ذکر ہے۔'' (رزین)

شرح: ...... یہ احادیث دلالت کرتی ہیں کہ اگر کوئی دوسرے سے ازراہِ مذاق کہتا ہے کہ میں نے اپنی بہن یا بیٹی کا تجھ سے نکاح کیا تو وہ کہتا ہے میں نے قبول کیا تو نکاح ہو جاتا ہے۔ یہ کہے کہ میں نے مزاح سے کہا تھا تو یہ عذر قبول نہ ہوگا۔ اسی طرح کہے میں نے بیوی کو طلاق دی اور کہے مذاق کر رہا تھا اس کی بات کا اعتبار نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر کہے جبکہ بیوی کو طلاق دے رکھی تھی کہ میں نے رجوع کر لیا ہے اور کہے میں نے مذاق کیا ہے، تو رجوع واقع ہوگا۔ اسی طرح غلام سے کہتا ہے میں نے تجھے آزاد کیا، بعد میں کہے میں مزاح سے کہہ رہا ہوں تو غلام آزاد ہوگا۔ ان میں نیت وارادے اور قصد کی صراحت کی ضرورت نہیں، یہ امور بغیر نیت کے ہی جاری ہوجاتے ہیں۔

وجہ یہ ہے کہ ان میں تاخیر سے نقصان ہوتا ہے۔ انہیں ہر حال میں نافذ کرنے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ آدمی بیدار رہے گا کہ یہ کام میں نے اگر غیر سنجیدہ حالت میں بھی کیا تو جاری ہو جائے گا وہ احتیاط کے پیش نظر ایسا قدم نہیں اٹھائے گا۔ اگر رجوع کا معاملہ ہو تو بہتر ہوا بیوی لوٹ آئی اور اگر مزاح سے طلاق کی خرابی سامنے ہو کہ یہ بیوی تو میرے لیے اجنبی ہو جائے گی، میرا میل جول منقطع ہوگا تو یہ طلاق نہیں کہے گا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ کھیل کود میں طلاق دینے والے جذباتی ہوتے ہیں ان کی طبیعت درست رکھنے کا یہی طریقہ ہے۔ اور نکاح جیسے سنجیدہ معاملہ میں غیر سنجیدگی والے کی سزا یہی ہونی چاہیے۔ اور غلام کی ملکیت رکھنے والے کے لیے بھی یہی مناسب تھا۔ اسے آزادی دے کر اسے عبرت دلائی جائے کہ یہ کتنا حساس معاملہ ہے، پہلے سوچنا چاہیے تھا۔

(٤٤١٨) ترمذی: ١١٨٤ـ حسن، البانی: ٩٤٤ـ ابوداؤد: ٢١٩٤ـ ابن ماجه: ٢٠٣٩ـ

(٤٤١٩) رزين.

٤٤٢٠ـ عَنْ عُمَرَأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ طَلَّقَ حَفْصَةَ ثُمَّ رَاجَعَهَا . لأبي داود، ٢٢٨٣)

'' عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دی اور پھر رجوع کیا۔'' (ابوداؤد)

٤٤٢١ـ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرِالْجُهَنِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ طَلَّقَ حَفْصَةَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ عُمَرَ فَوَضَعَ التُّرَابَ عَلَى رَأْسِهِ، قَالَ: مَايَعْبَأُاللّٰهُ بِكَ يَاابْنَ الْخَطَّابِ بَعْدَهٰذَا، فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تُرَاجِعَ حَفْصَةَ رَحْمَةً لِّعُمَرَ . (رواه الطبراني في الكبيروفيه عمروبن صالح الحضرمي، ١٧/ ٢٩١)

''سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دیدی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع پہنچی، انھوں نے اپنے سر پر مٹی ڈالی۔ اور کہا: اے ابن خطاب! اب تیری اللہ تعالیٰ کوئی پرواہ نہیں کرے گا۔ پس نبی کریم ﷺ پر جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا: اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کی خاطر حفصہ رضی اللہ عنہا سے رجوع کرو۔'' (الکبیر اور اس سند میں عمرو بن صالح الحضرمی راوی ہے)

شرح:......حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا شب زندہ دار اور روزے رکھنے والی خاتون تھیں، اس کے باوجود آپ ﷺ نے طلاق دی۔ شاید کسی بات پر مزاج میں نا آشنائی ہوگی، ثابت ہوا نیک خاتون کو بھی بوجوہ طلاق ہو جاتی ہے، یہ ایک ہی طلاق دی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب اس سانحہ کی خبر ہوئی تو بہت پریشان ہوئے۔ نبی اکرم ﷺ پر وحی نازل ہوئی کہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے رجوع کریں، یہ نمازی اور روزے والی خاتون ہیں، یہ جنت میں بھی آپ کی بیوی ہیں تو آپ نے رجوع فرمالیا۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ رجعی طلاق کی صورت میں عدت کے اندر خاوند بیوی کو لوٹانے کا زیادہ حق دار ہے اور اگر عدت گزر جائے تو یہ عورت اب اس کے لیے اجنبی ہے، رجوع کا حق ختم ہے، نیا نکاح ہی ہوسکتا ہے۔ (انجاز الحاجہ:٦/٤٦٢)

٤٤٢٢ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ: أَنَّهٗ كَانَ عِنْدَ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ فَجَاءَ رَجُلٌ وَامْرَأَتُهٗ فَقَالَ: طَلَّقْتُهَا ثُمَّ رَاجَعْتُهَا، (فَقَالَتِ الْمَرْأَةُ: أَمَّا إِنْ لَمْ يَحْمِلْنِي الَّذِيْ كَانَ مِنْكَ أَنْ أَحْدَثَ الأَمْرُ عَلَى وَجْهِهِ، فَقَالَ عُمَرُ: حَدِّثِيْنِي)فَقَالَتْ: طَلَّقَنِيْ ثُمَّ تَرَكَنِي حَتّٰى إِذَا كَانَ فِي آخِرِ

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مرد اور ایک عورت آئی۔ مرد نے کہا: میں نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی اور پھر میں نے اس سے رجوع کیا ہے۔ عورت نے کہا: مجھے اس نے طلاق دی اور پھر مجھے میرے حال پر چھوڑ دیا یہاں تک کہ تین حیضوں میں سے آخری حیض کا خون منقطع ہوا۔ میں نے غسل کے لیے پانی رکھا، دروازہ بند کیا اور اپنے کپڑے اتارے تو اس نے دروازہ

(٤٤٢٠) ابوداؤد: ٢٢٨٣ـ صحيح، الباني: ١٩٩٨ـ ابن ماجه: ٢٠١٦ـ دارمي: ٢٢٦٤.

(٤٤٢١) طبراني كبير: ١٧/ ٢٩١ـ وفيه عمرو بن صالح الحضرمي ولم اعرفه وبقية رجاله ثقات، هيثمي: ٧٧٥٣.

(٤٤٢٢) طبراني كبير: ٩٦١٧ـ ورجاله رجال الصحيح، هيثمي: ٧٧٨٠.

ثَلاَثِ حَيْضٍ وَانْقَطَعَ عَنِّي الدَّمُ وَضَعْتُ غُسْلِيْ وَرَدَدْتُ بَابِي فَنَزَعْتُ ثِيَابِي فَقُرِعَ الْبَابُ، وَقَالَ قَدْرَاجَعْتُكِ، قَدْ رَاجَعْتُكِ، فَتَرَكْتُ غُسْلِي وَلَبِسْتُ ثِيَابِي، فَقَالَ عُمَرُ: مَاتَقُوْلُ فِيْهَا يَا ابْنَ أُمِّ عَبْدٍ؟ فَقُلْتُ: أَرَاهُ أَحَقَّ بِهَا مَادُوْنَ أَنْ تَحِلَّ لَهَا الصَّلاَةُ فَقَالَ عُمَرُ: نَعَمْ مَارَأَيْتُ وَأَنَا أَرَى ذٰلِكَ. (رواه الطبراني في الكبير، ٩٦١٧)

کھٹکھٹایا، اور کہا میں نے تجھ سے رجوع کیا ہے۔ میں نے تجھ سے رجوع کیا ہے۔ پس میں نے غسل ترک کیا اور کپڑے پہنے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابن ام معبد! تم اس کے متعلق کیا کہتے ہو؟ پس سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس مرد کو اس عورت کا زیادہ مستحق سمجھتا ہوں پہلے اس کے کہ عورت کے لیے نماز پڑھنا جائز ہو۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو نے بہت عمدہ رائے قائم کی ہے اور میری رائے بھی یہی ہے۔'' (الکبیر)

شــرح: ...... مطلقہ کی عدت تین ماہواریاں ہے، تیسرے حیض سے عورت فارغ ہو جائے تو عدت سے فارغ ہو جاتی ہے۔ یہ چونکہ ابھی غسل نہ کیا تھا طہارت نہ ہوئی تھی اس لیے عدت ابھی ختم نہ ہوئی تھی حق رجوع باقی تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے واپس اپنے خاوند کے پاس جانے کی اجازت دی، اگر وہ غسل کر لیتی تو پھر حق رجوع ختم ہو جاتا۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۴۷۵)

٤٤٢٣ـ عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا ادَّعَتِ الْمَرْأَةُ طَلاَقَ زَوْجِهَا فَجَاءَتْ عَلٰى ذٰلِكَ بِشَاهِدٍ عَدْلٍ اسْتُحْلِفَ زَوْجُهَا فَإِنْ حَلَفَ بَطَلَتْ شَهَادَةُ الشَّاهِدِ وَإِنْ نَكَلَ فَنُكُوْلُهُ بِمَنْزَلَةِ شَاهِدٍ آخَرَ وَجَازَ طَلاَقُهُ. (رواه إبن ماجة، ٢٠٣٨)

'' عمرو بن شعیب رحمہ اللہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادے سے مرفوع روایت کرتے ہیں: جب عورت اپنے خاوند کے طلاق دینے کا دعویٰ کرے، اور اس پر ایک عادل گواہ پیش کرے، تو اس کے خاوند سے قسم لی جائے گی۔ اور اگر اس نے قسم کھائی تو گواہی باطل ہو گی۔ اور اگر قسم کھانے سے انکار کیا تو اس کا انکار عورت کے حق میں دوسرا گواہ قرار دیا جائے گا اور طلاق جائز ہو جائے گی۔'' (ابن ماجہ)

شرح: ...... علامہ بوصیری نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے اور کہا ہے ورجالہ ثقات، اس کے راوی ثقہ ہیں۔

یہ حدیث احناف کے مذہب کے خلاف ہے۔ ان کے نزدیک مالی حقوق، نکاح وطلاق، وکالت، وصیت میں دو گواہ ہیں۔ جبکہ اس حدیث سے ایک گواہ کی گواہی تسلیم کی گئی ہے، اگر یہ خاوند حلف اٹھاتا ہے تو عورت کی گواہی بے کار ہو گی۔ اگر یہ حلف دینے سے پھر جاتا ہے تو یہ طلاق جاری ہو گی اس کی بات کا اعتبار نہ ہو گا۔ (انجاز الحاجہ: ٦/ ٥٠٥)

(٤٤٢٣) ابن ماجه: ٢٠٣٨ ـ ضعيف، البانی: ٤٤٣.

الخلع والإيلاء والظهار

خلع، ایلاء، اور ظہار کا بیان

٤٤٢٤ـ عَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: أَيُّمَا امْرَأَةٍ اخْتَلَعَتْ مِنْ زَوْجِهَا مِنْ غَيْرِ بَأْسٍ لَمْ تَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ.

''سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو عورت اپنے خاوند سے بغیر کسی تکلیف کے خلع کا مطالبہ کرے گی وہ جنت کی خوشبو نہیں سونگھے گی۔'' (ترمذی)

٤٤٢٥ـ وَفِي رِوَايَةٍ: الْمُخْتَلِعَاتُ هُنَّ الْمُنَافِقَاتُ. (هما للترمذي، ١١٨٦)

'' اور ایک روایت میں ہے: خلع کرنے والی عورتیں منافق عورتیں ہوتی ہیں۔'' (ترمذی)

٤٤٢٦ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ثَابِتُ ابْنُ قَيْسٍ مَا أَعْتِبُ عَلَيْهِ فِي خُلُقٍ وَلَادِيْنٍ وَلٰكِنِّي أَكْرَهُ الْكُفْرَفِي الإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَتَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهٗ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اقْبَلِ الْحَدِيْقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيْقَةً. (رواه البخاري، ٥٢٧٣)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کی بیوی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئی۔ اور آپ ﷺ سے عرض کیا: میں ثابت کے اخلاق اور دین پر کوئی اعتراض نہیں کرتی۔ البتہ اسلام میں داخل ہو کر کفران نعمت کو ناپسند کرتی ہوں۔ فرمایا: تو اس کا دیا ہوا باغ واپس کرتی ہے؟ اس نے کہا: ہاں، پس رسول اللہ ﷺ نے ثابت رضی اللہ عنہ کو فرمایا: تو باغ قبول کر اور اس کو ایک طلاق دیدے۔'' (البخاری)

٤٤٢٧ـ وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ حَبِيْبَةَ بِنْتَ سَهْلٍ كَانَتْ عِنْدَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ فَضَرَبَهَا فَكَسَرَ بَعْضَهَا. (رواه أبوداو، ٢٢٢٨)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے حبیبہ بنت سہل ثابت بن قیس کے نکاح میں تھی۔ ثابت نے اس کو مارا تھا اور اس کا کوئی عضو توڑ دیا تھا۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......خلع کی جائز اور ناجائز صورتوں پر اوپر بیان ہو چکا ہے۔ یہاں پر حضرت ثابت رضی اللہ عنہ والی حدیث پر بحث کرتے ہیں۔ اس میں خلع کی وجہ ثابت کا خوش شکل نہ ہونا تھا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر بیوی معقول عذر کی بناء پر خلع لیتی ہے تو حق مہر خاوند کو واپس کرے۔

اب اس بارے میں اختلاف ہے، جو حق مہر ہے، وہی واپس دینا ہے یا زیادہ بھی جائز ہے، جو زیادہ نہ لینے کے قائل ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ اس عورت سے جب آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم ثابت کا باغ واپس کر دو گی، جو اس نے

(٤٤٢٥) ترمذی: ١١٨٦ـ صحیح، البانی: ٩٤٧ـ نسائی: ٣٤٦١.

(٤٤٢٦) بخاری: ٥٢٧٣ـ نسائی: ٣٤٦٣ـ ابن ماجہ: ٢٠٥٦.

(٤٤٢٧) ابوداؤد: ٢٢٢٨ـ صحیح، البانی: ١٩٤٩.

حق مہر میں دیا تھا؟ تو اس نے کہا تھا: وہ بھی لوٹاتی ہوں اور مزید بھی دینے کے لیے تیار ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں زیادہ نہیں، بس اتنا ہی لوٹانا ہے۔ (دارقطنی: ۳/ ۳۵۵ صحیح ہے)

جو زیادہ لینے دینے کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں یہ زیادہ لوٹانے والی حدیث ضعیف ہے، اس لیے یہ دلیل نہیں بن سکتی۔ اللہ کا فرمان ہے:

﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ﴾ (البقرة: ۲۲۹)

''ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں وہ عورت جو بھی فدیہ دے۔''

اس سے یہ ثابت کرتے ہیں خلع کی صورت میں، عورت جو حق مہر کا عوض دیتی ہے وہ حق مہر سے زیادہ بھی جائز ہے، کم بھی جائز ہے۔ لیکن افضل واحسان کا تقاضا یہ ہے کہ زیادہ لینا مناسب نہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ نے ترجیح باغ لوٹانے کو ہی دی تھی جو حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے حق مہر باندھا تھا۔ باقی بات یہ ہے کہ میاں بیوی جس چیز پر بھی اتفاق کر لیں وہ عوض یا فدیہ حق مہر سے کم ہو یا زیادہ ہو، خلع کے لیے جائز ہے۔

۲۔ یہ مسئلہ بھی حل کرتے جائیں کہ خلع طلاق ہے یا کہ فسخ ہے، اس کو سمجھنے کا فائدہ یہ ہوگا کہ اگر یہ خلع طلاق قرار دیں تو یہ تیسری طلاق قرار پائے گا۔ یعنی ایک آدمی نے اپنی بیوی کو پہلے ایک یا دو طلاقیں دے رکھی ہیں تو یہ خلع دوسری یا تیسری طلاق ہوگا، اگر اسے فسخ تصور کیا جائے تو پھر یہ طلاق پر اثر انداز نہ ہوگا، طلاقوں کی تعداد جتنی ہو اتنی ہی رہتی ہے، خلع کا حکم فسخ کا ہوگا۔

امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام احمد، امام ثوری، امام اوزاعی رحمہم اللہ خلع کو بائنہ طلاق کہتے ہیں مگر انہوں نے کوئی واضح دلیل نہیں دی۔ جبکہ بے شمار ائمہ رحمہم اللہ نے خلع کو فسخ قرار دیا ہے، یہی موقف مضبوط اور مدلل ہے۔ اس بارے میں دلیل یہ ہے کہ قرآن پاک نے دو مرتبہ طلاق کا ذکر کرنے کے بعد تیسری طلاق کا ذکر کیا ہے اور اسے آخری طلاق قرار دیا ہے اور بعد میں خلع کا ذکر کیا ہے۔ (البقرة: ۲۳۰)

اب اگر خلع کو بھی طلاق قرار دیا جائے تو پھر طلاق چوتھی بن جاتی ہے جو کہ ثابت نہیں۔ (۲) دلیل یہ ہے کہ خلع والی عورت کی عدت ایک حیض بیان ہوئی ہے، جبکہ مطلقہ کی عدت تین حیض ہے یہ بھی خلع کے فسخ ہونے کی دلیل ہے، خلع کے بعد عورت بائنہ (علیحدہ) ہو جاتی ہے اگر عورت کی رضا ہو تو پہلے خاوند سے نکاح جدید ہو سکتا ہے۔ خاوند کا حق رجوع ختم ہوتا ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۴۱۷)

۴۴۲۸ــ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَلَفَ لَايَدْخُلُ عَلٰى بَعْضِ أَهْلِهِ شَهْرًا فَلَمَّا مَضٰى

''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قسم کھائی کہ اپنی بعض ازواج کے پاس ایک ماہ تک داخل نہ ہوں گے۔

(۴۴۲۸) بخاری: ۵۲۰۲۔ مسلم: ۱۰۸۵۔ ابن ماجه: ۲۰۶۱۔ احمد: ۲۶۱۴۳.

تِسْعَةٌ وَعِشْرُوْنَ يَوْمًا غَدَا عَلَيْهِنَّ أَوْرَاحَ فَقِيْلَ لَهٗ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ حَلَفْتَ أَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْهِنَّ شَهْرًا قَالَ إِنَّ الشَّهْرَيَكُوْنُ تِسْعَةَ وَعِشْرِيْنَ يَوْمًا. (رواه البخاري، ٥٢٠٢)

جب انتیس دن گذرے تو دن کے شروع میں یا دن کے آخری حصے میں ان کے پاس گئے۔ تو آپ ﷺ سے عرض کیا گیا: آپ ﷺ نے پورے ایک مہینے کی قسم کھائی ہے کہ ان کے پاس آپ ﷺ نہیں جائیں گے۔ فرمایا: مہینہ انتیس ایام کا بھی ہوتا ہے۔'' (بخاری)

٤٤٢٩ــــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ إِذَا مَضَتْ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ يُوْقَفُ حَتّٰى يُطَلِّقَ وَلَايَقَعُ عَلَيْهِ الطَّلَاقُ حَتّٰى يُطَلِّقَ وَيُذْكَرُ ذٰلِكَ عَنْ عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ وَعَائِشَةَ وَاثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ. (رواه البخاري، ٥٢٩١)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایلا کرنے پر یعنی اپنی بیوی کے پاس نہ جانے کی قسم کھانے پر جب چار ماہ گذر جائیں تو مرد کو کھڑا کیا جائے یہاں تک کہ وہ طلاق دیدے۔ اور طلاق اس وقت تک واقع نہ ہوگی یہاں تک کہ وہ خود طلاق نہ دیدے۔ اور یہی قول نقل کیا جاتا ہے عثمان رضی اللہ عنہ سے، علی رضی اللہ عنہ سے، ابودرداء رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے، اور بارہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے۔'' (بخاری)

٤٤٣٠۔ وفي رواية: لَايَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدَ الْأَجَلِ إِلَّاأَنْ يُمْسِكَ بِمَعْرُوْفٍ أَوْيَعْزِمَ الطَّلَاقَ كَمَاأَمَرَهُ اللّٰهُ. (رواه البخاري، ٥٢٩١)

ایک روایت میں ہے: ''مدت ایلاء گذرنے کے بعد حلال نہیں مگر یہ بات کہ یا تو معروف طریقے سے آباد کرے یا طلاق دیدے جس طرح اس کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔'' (بخاری)

٤٤٣١۔ قَالَ مَالِكٌ: مَنْ حَلَفَ لِامْرَأَتِهٖ أَنْ لَايَطَأَهَا حَتّٰى تَفْطِمَ وَلَدَهَا فَإِنَّ ذٰلِكَ لَا يَكُوْنُ إِيْلَاءً وَقَدْبَلَغَنِي أَنَّ عَلِيَّ ابْنَ أَبِيْ طَالِبٍ سُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ فَلَمْ يَرَهُ إِيْلَاءً. (مالك)

'' مالک رحمہ اللہ کی روایت ہے: جس نے اپنی عورت سے قسم کھائی کہ وہ اپنی زوجہ سے جماع نہیں کرے گا یہاں تک کہ بچہ دودھ پینا چھوڑ دے تو یہ ایلاء نہیں۔ مجھے خبر پہنچی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ: پوچھا گیا: تو انہوں نے اس کو ایلاء نہیں قرار دیا۔''

٤٤٣٢۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ آلٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ نِسَائِهٖ وَحَرَّمَ فَجَعَلَ الْحَرَامَ حَلَالًا وَجَعَلَ فِي الْيَمِيْنِ كَفَّارَةً. (رواه

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کو قسم کھا کر حرام قرار دیا، پھر حرام کرنے کے بعد حلال قرار دیا، اور قسم کا کفارہ ادا کر دیا۔'' (الترمذی)

(٤٤٢٩) بخاری: ٥٢٩١۔ مؤطا: ١١٨٥.
(٤٤٣٠) بخاری: ٥٢٩١۔ مؤطا: ١١٨٥.
(٤٤٣١) مؤطا.
(٤٤٣٢) ترمذی: ١٢٠١۔ ضعیف، البانی: ٢٠٩۔ ابن ماجه: ٢٠٧٢.

الترمذي، ١٢٠١)

٤٤٣٣ـ عَنْ قَتَادَةَ: أَنَّ عَلِيّاً وَابْنَ عَبَّاسٍ وَابْنَ مَسْعُوْدٍ قَالُوْا: إِذَا مَضَتِ الأَشْهُرُ الْاَرْبَعَةُ فَهِي تَطْلِيْقَةٌ، (وَهِيَ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا) (رواه الطبراني في الكبير، ٩٦٣٩)

''قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ علی و ابن عباس وابن مسعود رضی اللہ عنہم کا قول ہے: جب چار مہینے گذر جائیں تو عورت پر ایک طلاق پڑ جاتی ہے۔'' (الکبیر)

شرح: ...... ایلاء کا مطلب ہے ایک خاوند قوت جماع رکھتا ہے۔لیکن قسم اٹھا کر کہتا ہے بیوی سے جماع یا کلام نہ کروں گا۔ یہ ثابت ہوا کہ آدمی قسم کے ذریعہ اپنی بیوی سے اظہارِ ناراضگی کر سکتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے ایلاء کرنے کی مختلف وجوہ ہیں۔

(۱) نبی اکرم ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو اپنا ایک راز بتایا اور پابند کیا کسی کو بتانا نہیں۔ وہ راز یہ تھا کہ آپ ﷺ نے بتایا کہ میں نے ماریہ قبطیہ کو اپنے اوپر حرام قرار دیا ہے، یا بتایا کہ میں نے خود پر شہد حرام قرار دیا ہے یا آپ نے بتایا تھا کہ میرے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنیں گے۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ راز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتا دیا۔تو آپ ﷺ نے ناراض ہوکر ان کے پاس نہ جانے کی قسم اٹھا لی۔ (بخاری، کتاب التفسیر، باب تفسیر سورت تحریم)

(۲) قول یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی بیویوں کے درمیان ہدیہ تقسیم کیا تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا اس پر رضا مند نہ ہوئیں۔تو آپ ﷺ نے ماہ بھران کے پاس داخل نہ ہونے کی قسم اٹھا لی۔ (ابن سعد)

(۳) قول یہ ہے کہ آپ کی بیویوں نے آپ سے زیادہ اخراجات کا مطالبہ کیا تو آپ ﷺ نے ناراض ہوکر قسم اٹھا لی۔ (مسلم: ۳۶۹۱، کتاب الطلاق، باب فی الایلاء الخ)

ا۔ ان میں کوئی ٹکراؤ نہیں، تمام میں مطابقت یہ ہے کہ یہ تمام اسباب پیدا ہو گئے تھے، تب آپ نے بیویوں سے قسم اٹھائی۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ کی بردباری اور اخلاق کی بلندی اور بیویوں سے حسن معاشرت ایک مثالی تھی معمولی بات پر خفا نہ ہوتے تھے۔ آپ ﷺ نے بیویوں کو ادب سکھانے کے لیے یہ قدم اٹھایا تھا۔

۲۔ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے بیوی کے پاس نہ جانے یا شہد نہ پینے کو حرام بھی قرار دیا تھا اور قسم بھی اٹھائی تھی تو کفارہ صرف حرام قرار دینے کا نہ تھا، قسم اٹھانے کا تھا، جو کہ دس مسکینوں کو لباس پہنانا ہے یا کھانا کھلانا ہے، یا گردن آزاد کرنا ہے اگر یہ طاقت نہ ہو تو تین دن کے مسلسل روزے رکھنا ہے۔ یہ یاد رہے کہ ایلاء میں قسم اٹھانا ضروری ہے اگر خاوند قسم نہیں اٹھاتا تو یہ ایلاء نہیں۔

(٤٤٣٣) طبرانی کبیر: ٩٦٣٩۔ وقتادة لم يدرك عليا ولا ابن مسعود، ولم يسمع من ابن عباس وبقية رجاله رجال الصحيح، هيثمی: ٧٨٣٩.

۳۔اگر ایک آدمی اپنی بیوی سے ایلاء کرتا ہے وہ بیوی چار ماہ تک صبر وانتظار کرے جب چار ماہ گزر جائیں، تو پھر بیوی کا حق ہے کہ اس سے مطالبہ کرے اگر وہ اس کے کہنے سے لوٹ آتا ہے تو درست ہے۔ اگر نہیں لوٹتا تو پھر حاکم وقت یا جج اسے مجبور کرے گا یا تو اس سے تعلقات زن وشو قائم کرے، یا پھر طلاق دے۔ ارشاد باری ہے:

﴿لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ٥ وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ٥﴾ (البقرة: ٢٢٦-٢٢٧)

''جو لوگ اپنی بیویوں سے قسمیں اٹھاتے ہیں وہ چار ماہ تک انتظار کریں اگر وہ لوٹ آتے ہیں تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اگر یہ طلاق کا ارادہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔''

یعنی ایلاء کی مدت گزرنے سے ہی طلاق واقع نہ ہوگی نکاح باقی رہے گا، خاوند طلاق دے گا تو ہوگی اگر نہ دے گا تو نہ ہوگی۔ اور اگر بیوی بنا کر رکھتا ہے تو درست ہے کوئی کفارہ نہیں۔ اگر ایلاء والی مدت سے پہلے رجوع کرے گا تو تب قسم کا کفارہ ہے، پوری مدت کے بعد کفارہ نہیں۔ جس گروہ کا نظریہ ہے کہ ایلاء کی مدت گزرنے کے بعد خود بخود طلاق بائنہ (علیحدہ کرنے والی) یا رجعی واقع ہوتی ہے۔ یہ نظریہ ایسا ہے قرآنی آیت اس کی تائید نہیں کرتی۔ صحیح یہی ہے کہ اگر خاوند لوٹ آتا ہے تو درست ہے اگر نہیں لوٹتا تو یا تو خاوند خود طلاق دے یا پھر حاکم وقت دلوائے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/۴۴۳)

٤٤٣٤۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلاً أَتَى النَّبِيَّ ﷺ قَدْ ظَاهَرَ مِنَ امْرَأَتِهِ فَوَقَعَ عَلَيْهَا فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي قَدْ ظَاهَرْتُ مِنْ زَوْجَتِي فَوَقَعْتُ عَلَيْهَا قَبْلَ أَنْ أُكَفِّرَ فَقَالَ وَمَا حَمَلَكَ عَلَى ذٰلِكَ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ قَالَ رَأَيْتُ خِلْخَالَهَا فِي ضَوْءِ الْقَمَرِ قَالَ فَلاَ تَقْرَبْهَا حَتّٰى تَفْعَلَ مَا أَمَرَكَ اللّٰهُ بِهِ. (رواه الترمذي، ١١٩٩)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ایک مرد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اس نے کہا: میں نے اپنی عورت سے ظہار کیا، اور کفارہ ادا کرنے سے پہلے جماع کر لیا۔ فرمایا: تجھے ایسا کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اللہ تیرے اوپر رحمت کرے! اس نے کہا: میں نے چاند کی روشنی میں اس کے پازیب دیکھے۔ فرمایا: اب اس کے پاس نہ جا یہاں تک کہ تو ادا کرے وہ کفارہ جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔'' (ترمذی)

٤٤٣٥۔ عَنْ أَبِي تَمِيْمَةَ الْهُجَيْمِيِّ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِامْرَأَتِهِ يَا أُخَيَّةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أُخْتُكَ هِيَ فَكَرِهَ ذٰلِكَ وَنَهَى عَنْهُ. (رواه

''سیدنا ابوتمیمہ ہجیمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی سے کہا: اے چھوٹی میں! آپ ﷺ نے اسے فرمایا: کیا وہ تیری بہن ہے؟ (یعنی) اس بات کو ناپسند کیا اور اس مرد کو

(٤٤٣٤) ترمذی: ١١٩٩۔ حسن، البانی: ٩٥٨۔ ابن ماجہ: ٢٠٦٥.

(٤٤٣٥) ابوداؤد: ٢٢١٠۔ ضعیف، البانی: ٤٨٢.

أبوداود، ٢٢١٠)

اس سے منع فرمایا۔'' (ابوداؤد)

٤٤٣٦ـ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَمْرِوبْنِ سُلَيْمِ الزُّرَقِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍعَنْ رَّجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَةً إِنْ هُوَ تَزَوَّجَهَا فَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍإِنَّ رَجُلاًجَعَلَ امْرَأَةً عَلَيْهِ كَظَهْرِ أُمِّهِ إِنْ هُوَتَزَوَّجَهَا فَأَمَرَهُ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ إِنْ هُوَتَزَوَّجَهَا أَنْ لايَقْرَبَهَا حَتّٰى يُكَفِّرَكَفَّارَةَ الْمُتَظَاهِرِ. (رواه مالك، ١١٨٧)

''سعید بن عمرو رضی اللہ عنہ نے قاسم بن محمد رحمہ اللہ سے اس مرد کے متعلق سوال کیا، جس نے ایک عورت کے بارے میں کہا اگر وہ اس سے نکاح کرے گا تو اسے طلاق ہو گی۔ قاسم رحمہ اللہ نے فرمایا: ایک مرد نے ایک عورت کے بارے میں کہا تھا کہ اگر وہ اس سے نکاح کرے گا تو وہ اس کی ماں کی پشت کی مانند ہو گی۔ پس اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اگر وہ اس عورت سے عقد کرے تو اس سے جماع نہ کرے یہاں تک کہ ظہار کرنے والے کی مثل کفارہ ادا کرے۔'' (مالک)

٤٤٣٧ـ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ صَخْرٍقَالَ ابْنُ الْعَلاءِ الْبَيَاضِيُّ قَالَ كُنْتُ امْرَأً أُصِيْبُ مِنَ النِّسَاءِ مَا لايُصِيْبُ غَيْرِي فَلَمَّادَخَلَ شَهْرُرَمَضَانَ خِفْتُ أَنْ أُصِيْبَ مِنَ امْرَأَتِي شَيْئاً يُتَابَعُ حَتّٰى أُصْبِحَ فَظَاهَرْتُ مِنْهَا حَتّٰى يَنْسَلِخَ شَهْرُرَمَضَانَ فَبَيْنَاهِي تَخْدُمُنِيْ ذَاتَ لَيْلَةٍ إِذْ تَكَشَّفَ لِي مِنْهَا شَيْءٌ فَلَمْ أَلْبَثْ أَنْ نَزَوْتُ عَلَيْهَا فَلَمَّا أَصْبَحْتُ خَرَجْتُ إِلٰى قَوْمِيْ فَأَخْبَرْتُهُمُ الْخَبَرَوَقُلْتُ امْشُوْا مَعِيَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالُوْا لا وَاللّٰهِ فَانْطَلَقْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ أَنْتَ بِذَاكَ يَاسَلَمَةُ قُلْتُ أَنَابِذَاكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَرَّتَيْنِ وَأَنَا صَابِرٌلأَمْرِاللّٰهِ فَاحْكُمْ فِيَّ مَاأَرَاكَ اللّٰهُ قَالَ حَرِّرْرَقَبَةً قُلْتُ

'' سلمہ بن صخر البیاضی بیان کرتے ہیں کہ میں ایسا مرد تھا کہ عورتوں سے اتنا جماع کرتا جتنا میرے سوا کوئی نہ کرتا ہو گا۔ جب رمضان داخل ہوا تو مجھے خوف پیدا ہوا کہ میں اپنی بیوی سے ہم بستری کر دونگا، اور فجر ہونے تک بےفکری میں مبتلا رہوں گا۔ پس میں نے رمضان ختم ہونے تک اس سے ظہار کرلیا۔ اتفاقاً ایک رات وہ میری خدمت کر رہی تھی کہ اس کے جسم کے کسی حصے کے سامنے آنے پر میں اس پر سوار ہو گیا۔ صبح کو میں نے اپنے لوگوں کو خبر دی۔ اور ان کو کہا: میرے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جاؤ۔ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہم ہرگز نہیں جائیں گے۔ پس میں خود ہی گیا اور آپ ﷺ کو اطلاع دی۔ فرمایا: اے سلمہ رضی اللہ عنہ! تجھ سے یہ حرکت ہوئی ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں، یہ مجھ سے غلطی ہوئی ہے، اے اللہ کے رسول! دوبار کہا: اور میں اللہ کے حکم پر صبر کروں گا آپ ﷺ وہی حکم دیں جو آپ ﷺ کو اللہ نے بتایا ہے۔ آپ ﷺ

(٤٤٣٦) مؤطا: ١١٨٧.

(٤٤٣٧) ابوداؤد: ٢٢١٣ـ ٢٢١٣ـ حسن، البانی: ١٩٣٣ـ ترمذی: ٣٢٩٩ـ ابن ماجه: ٢٠٦٢ـ احمد: ٢٣١٨٨ـ دارمی: ٢٢٧٣.

وَالَّـذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَمْلِكُ رَقَبَةً غَيْرَهَا وَضَـرَبْتُ صَفْحَةَ رَقَبَتِي قَالَ فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ وَهَلْ أَصَبْتُ الَّذِيْ أَصَبْتُ إِلَّامِنَ الصِّيَامِ قَالَ فَأَطْعِمْ وَسْقًامِنْ تَمْرٍبَيْنَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْناً قُلْتُ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَقَدْ بِتْنَا وَحْشَيْنِ مَالَنَا طَعَامٌ قَالَ فَانْطَلِقْ إِلَى صَاحِبِ صَدَقَةِ بَنِي زُرَيْقٍ فَلْيَدْفَعْهَا إِلَيْكَ فَأَطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْناً وَسْقاً مِنْ تَمْرٍوَكُلْ أَنْتَ وَعِيَالُكَ بَقِيَّتَهَا فَرَجَعْتُ إِلَى قَوْمِيْ فَقُلْتُ وَجَدْتُّ عِنْدَكُمُ الضِّيْقَ وَسُوْءَ الرَّأْيِ وَوَجَدْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ السَّعَةَ وَحُسْنَ الرَّأْيِ وَقَدْأَمَرَنِي أَوْ أَمَرَلِي بِصَدَقَتِكُمْ . (رواه أبوداود، ٢٢١٣)

نے فرمایا: ایک گردن آزاد کردے۔ میں نے کہا: قسم! اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! میں اس اپنی گردن کے علاوہ کسی گردن کا مالک نہیں ہوں، اور میں نے اپنی گردن کے پہلو پر ہاتھ مارا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دو ماہ کے مسلسل روزے رکھ۔ میں نے عرض کیا: جس چیز کا میں مرتکب ہوا وہ روزے ہی کی وجہ سے ہے۔ فرمایا: ایک وسق کھجور ساٹھ مساکین کو دیدے۔ میں نے عرض کیا: قسم اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! ہم دونوں خاوند، بیوی نے فاقے میں رات بسر کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بنو زریق کے صدقہ دینے والوں کے پاس جا کر کہہ دے وہ تجھے دیں گے، تو ایک وسق کو ساٹھ مساکین پر صدقہ کر دے، اور بقیہ تو اور تیرے اہل وعیال کھاؤ۔ میں اپنے خاندان میں آیا، اور کہا: تمہارے پاس تو معاملہ تنگ تھا اور تمہاری رائے اچھی نہ تھی۔ جب کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے پاس وسعت بھی دیکھی اور عمدہ رائے بھی پائی۔ آپ ﷺ نے مجھے تمہاری زکاۃ کا مال لینے کا حکم دیا ہے۔'' (ابوداؤد)

٤٤٣٨ - عَنْ خُوَيْلَةَ بِنْتِ مَالِكِ بْنِ ثَعْلَبَةَ قَالَتْ ظَاهَرَ مِنِّي زَوْجِي أَوْسُ بْنُ الصَّامِتِ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَشْكُوْإِلَيْهِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُجَادِلُنِي فِيْهِ وَيَقُوْلُ اتَّقِي اللّٰهَ فَإِنَّهُ ابْنُ عَمِّكِ فَمَا بَرِحْتُ حَتّٰى نَزَلَ الْقُرْآنُ ﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا﴾ إِلَى الْفَرْضِ فَقَالَ يُعْتِقُ رَقَبَةً قَالَتْ لَايَجِدُ قَالَ فَيَصُوْمُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ

''سیدہ خویلہ بنت مالک بن ثعلبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میرے خاوند اوس بن صامت رضی اللہ عنہ نے مجھ سے ظہار کیا۔ تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی، میں نے آپ ﷺ کے پاس جا کر شکایت کی۔ آپ ﷺ مجھ سے جھگڑتے اور فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ سے ڈر وہ تیرے چچا کا بیٹا ہے۔ پھر میں وہاں سے لوٹی بھی نہیں تھی کہ قرآن نازل ہوا۔ (اللہ نے سنا اس عورت کا قول جو تیرے ساتھ اپنے خاوند کے بارے میں جھگڑا کرتی تھی) یہ آیات ظہار کے فرض کفارہ کے بیان تک نازل ہوئیں۔ تو آپ ﷺ

(٤٤٣٨) ابوداؤد: ٢٢١٤ - حسن، البانی: ١٩٣٤ - دون قوله والعرق، احمد: ٢٦٧٧٤.

قَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهُ شَيْخٌ كَبِيْرٌمَا بِهِ مِنْ صِيَامٍ قَالَ فَلْيُطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْناً قَالَتْ مَاعِنْدَهُ مِنْ شَيْءٍ يَتَصَدَّقُ بِهِ قَالَتْ فَأُتِيَ سَاعَتَئِذٍ بِعَرَقٍ مِنْ تَمْرٍقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَإِنِّيْ أُعِيْنُهُ بِعَرَقٍ آخَرَقَالَ قَدْأَحْسَنْتِ اذْهَبِيْ فَأَطْعِمِيْ بِهَاعَنْهُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا وَارْجِعِي إِلَي ابْنِ عَمِّكِ قَالَ وَالْعَرَقُ سِتُّوْنَ صَاعاً . (رواه أبوداود، ٢٢١٤)

نے فرمایا: وہ ایک غلام آزاد کرے۔ میں نے کہا: اس کے پاس نہیں ہے۔فرمایا: دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! وہ بڑا بوڑھا آدمی ہے روزے کب رکھ سکتا ہے۔فرمایا ساٹھ مساکین کو کھانا کھلائے۔ میں نے عرض کیا: اس کے پاس صدقہ دینے کی کوئی چیز نہیں ہے۔خویلہ کہتی ہیں: اسی وقت کھجوروں کا ایک ٹوکرا لایا گیا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! دوسرا کھجور کا ٹوکرا میں اس کی امداد کروں گی۔فرمایا: تو نے بہت بہتر کیا تو جا کر یہ دونوں ٹوکرے اس کی طرف سے ساٹھ مساکین کو دیدے اور اپنے چچا کے بیٹے کے پاس لوٹ جا ایک (عرق) ٹوکرا ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......ظہار یہ ہے کہ آدمی اپنی بیوی سے کہے تو میرے اوپر اسی طرح حرام ہے جس طرح میری ماں حرام ہے۔ اصل میں آدمی جب بیوی سے ظہار کرتا ہے تو وہ اس پر حرام ہو جاتی ہے، جب تک یہ کفارہ ادا نہ کرے۔ ظہار کا کفارہ یہ ہے کہ ایک گردن آزاد کی جائے، اس کی طاقت نہ ہو تو دو ماہ کے روزے رکھے۔ اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے۔

تو کفارہ پہلے دینا ہے بعد میں جماع کی اجازت ہے۔ تاہم اگر کوئی پہلے جماع کر لیتا ہے تو کفارہ ساقط نہ ہوگا، وہ پھر بھی ادا کرنا ہے اور اس میں اضافہ بھی نہ کیا جائے ایک ہی کفارہ کافی ہے۔

ایک اور مسئلہ کو بھی زیر تحریر لاتے ہیں کہ ایک آدمی بیوی کو ماں کی مانند اپنے اوپر حرام نہیں کہتا یہ کہتا ہے یہ میری بہن کی مانند حرام ہے، یہ بھی ظہار ہے یا کہ نہیں ہے۔

جہاں تک بات ہے واضح حکم کی وہ تو ماں کی مانند کہنے کا ہی آتا ہے دوسرے محرم رشتے اگر کوئی ملاتا ہے تو وہ بذریعہ قیاس ہی ملاتا ہے۔ نص موجود نہیں، ملانے والوں کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ اور یہ بھی یاد رہے ظہار صرف مسلمان سے واقع ہوتا ہے کافر سے نہیں۔ کیونکہ ظہار پر کفارہ ہے جو کہ قربت وعبادت ہے کافر یہ نہیں کر سکتا۔

جاہلیت میں ظہار سے میاں بیوی ہمیشہ جدا ہو جاتے تھے، اس کا سب سے پہلا حل اسلام نے اس وقت پیش کیا جب اوس بن صامت رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی خولہ بنت مالک بن ثعلبہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے کیا تھا۔ (ابن کثیر: ۳۴۲/۵)

ظہار کے حرام ہونے پر اتفاق ہے۔ اگر کوئی کر بیٹھا ہے تو شریعت نے اس کا حل بتایا ہے کہ کفارہ ادا کرو تو بیوی حلال ہو جاتی ہے۔

رمضان میں ظہار کرنے والے کو علم نہ تھا کہ یہ حرام ہے۔ اس کے دل میں یہ خیال تھا کہ رمضان میں جماع کرنا ظہار سے زیادہ بڑا جرم ہے۔ اس لیے ظہار کے ذریعہ یہ رمضان کے تقدس کا تحفظ کرنا چاہتا تھا مگر وہ دونوں عظیم گناہوں کا ارتکاب کر بیٹھا۔ ظہار بھی کیا اور رمضان میں جماع بھی کر لیا۔ اب یہ مشکل لے کر نبی اکرم ﷺ کے سامنے آتا ہے چونکہ یہ آدمی سخت نادم تھا، خوفزدہ تھا اور تائب ہو کر آیا تھا، اس لیے نبی اکرم ﷺ نے اسے کسی قسم کی سرزنش نہیں کی بلکہ اس کی خطا مٹانے کا حل بتایا کہ یہ کفارہ ادا کرے جو کہ یہاں مذکور ہے۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کفارہ ظہار کسی بھی صورت معاف نہیں ہوتا خواہ انسان کتنا ہی عاجز وفادار ہو، اسے کسی نہ کسی طرح یہ کفارہ ادا کرنا پڑے گا۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ شریعت کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے گناہوں کے کفارے میں لونڈی یا غلام کی آزادی کی شق رکھ کر ان کے آزاد کرنے کے اسباب پیدا کر دیئے۔

اور یہ بھی فقراء اور مساکین پر احسان ہے کہ کفارہ میں لباس، خوراک مقرر کر کے ان سے تعاون کا بندوبست کر دیا ہے اور اس کفارہ کو گناہ کرنے والے کے لیے معافی کا سبب بنا دیا ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۴۴۷)

اللعان وإلحاق الولد واللقيط

لعان، لعان کے بچے کا الحاق کا اور پھینکے ہوئے بچے کے متعلقہ احکام کا بیان

٤٤٣٩ـ عَـنِ ابْـنِ عَبَّاسٍ أَنَّ هِلاَلَ بْنَ أُمَيَّةَ قَـذَفَ امْـرَأَتَهُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِشَرِيْكِ ابْنِ سَحْمَاءَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ الْبَيِّنَةُ أَوْحَدٌّ فِيْ ظَهْـرِكَ قَـالَ يَـارَسُوْلَ اللّٰهِ إِذَا رَأٰى أَحَدُنَا رَجُلًا عَـلَـى امْـرَأَتِـهِ يَلْتَمِسُ الْبَيِّنَةَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَـقُوْلُ الْبَيِّنَةُ وَإِلاَّ فَحَدٌّفِي ظَهْرِكَ فَـقَـالَ هِلاَلٌ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ نَبِيًّا إِنِّي لَـصَـادِقٌ وَلَيَـنْـزِلَنَّ اللّٰهُ فِيْ أَمْرِيْ مَا يُبْرِئُ ظَهْـرِيْ مِـنَ الْحَدِّ فَنَزَلَتْ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ أَزْوَاجَهُـمْ وَلَـمْ يَكُـنْ لَّهُـمْ شُهَـدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ﴾ فَقَرَأَ حَتّٰى بَلَغَ﴿مِنَ الصَّادِقِيْنَ﴾ فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ فَـأَرْسَلَ إِلَيْهِمَا فَجَاءَ ا

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہلال بن امیہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر شریک بن سحماء کے ساتھ اپنی بیوی پر زنا کا الزام عائد کیا۔ پس آنحضرت ﷺ نے فرمایا: گواہ پیش کرو ورنہ تیری پشت پر حد جاری کی جائے گی۔ عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جب ہم میں سے کوئی شخص اپنے بیوی کو کسی مرد کے ساتھ دیکھے تو وہ گواہ تلاش کرے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے بار بار کہنا شروع کر دیا یا گواہ لاؤ ورنہ تیری پشت پر حد جاری ہوگی۔ ہلال نے کہا قسم: اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! میں بالکل درست کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ میرے معاملہ میں ضرور حکم نازل کرے گا جس سے میری پشت حد سے بری ہوگی۔ پس یہ آیات نازل ہوئیں۔ (وہ لوگ جو اپنی بیویوں پر الزام لگاتے

(٤٤٣٩) ابوداود: ٢٢٥٤ـ صحيح، الباني: ١٩٧٤ـ بخاری: ٥٣٠٧ـ ترمذی: ٣١٧٩ـ ابن ماجه: ٢٠٦٧ـ احمد: ٢٤٦٤

فَقَامَ هِلَالُ بْنُ أُمَيَّةَ فَشَهِدَ وَالنَّبِيّ ﷺ يَقُوْلُ اللّٰـهُ يَـعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا مِـنْ تَـائِـبٍ ثُـمَّ قَـامَتْ فَشَهِدَتْ فَلَمَّا كَانَ عِـنْدَالْخَامِسَةِ أَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِـنَ الـصَّـادِقِيْنَ وَقَالُوْا لَهَاإِنَّهَا مُوْجِبَةٌ قَالَ ابْـنُ عَبَّـاسٍ فَتَـلَكَّأَتْ وَنَكَصَتْ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهَـا سَتَـرْجِـعُ فَـقَـالَـتْ لاأَفْـضَحُ قَوْمِيْ سَـــائِـــرَالْيَـوْمِ فَـمَـضَـتْ فَقَـالَ النَّبِيُّ ﷺ أَبْـصِـرُوْهَـا فَـإِنْ جَاءَ تْ بِهِ أَكْحَلَ الْعَيْنَيْنِ سَابِغَ الأَلْيَتَيْنِ خَدَلَجَ السَّاقَيْنِ فَهُوَلِشَرِيْكِ بْـنِ سَـحْـمَـاءَ فَـجَـاءَ تْ بِـهِ كَذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَوْلَامَا مَضٰى مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ لَكَانَ لِيْ وَلَهَاشَأْنٌ. (رواه أبوداود، ٢٢٥٤)

ہیں ......تا ......صادقین...... پس رسول اللہ ﷺ نے خاوند، بیوی کو طلب فرمایا تو وہ دونوں حاضر ہو گئے۔ اور ہلال نے کھڑے ہو کر گواہی دی۔ نبی ﷺ فرماتے رہے اللہ تعالیٰ جانتا ہے تم دو میں سے ایک جھوٹا ہے تو تم میں سے کوئی ہے جو تائب ہو؟ پھر عورت اٹھی اور اس نے گواہی دی اور پانچویں بار پر پہنچی (کہ اس پر اللہ کا غضب ہوگا۔ اگر مرد سچا ہو) تو لوگوں نے کہا: یہ آخری بار واجب کرنے والی ہے۔ تو عورت ہچکچا کر رک گئی یہاں تک کہ ہمیں گمان ہوا کہ وہ اب رجوع کرے گی تو اس نے کہا: میں باقی زندگی اپنی قوم کو شرمسار نہیں کرسکتی۔ پس وہ قسم کھا کر گذر گئی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم اس کو دیکھنا اگر یہ بچہ جنے سرمے والی آنکھوں والا موٹی سرین والا موٹی پنڈلی والا تو وہ شریک بن سحماء کا ہوگا تو عورت کے ہاں ایسا ہی بچہ پیدا ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ کی کتاب کا فیصلہ گذر نہ چکا ہوتا۔ تو میرا اس عورت کے متعلق ایک خاص نوعیت کا فیصلہ ہوتا۔'' (ابوداؤد)

٤٤٤٠۔ وفـي رواية: جَـــاءَ هِلَالُ بْنُ أُمَيَّةَ وَهُـوَأَحَدُ الثَّـلَاثَةِ الَّذِيْنَ تِيْبَ عَلَيْهِمْ فَجَاءَ مِـنْ أَرْضِـهِ عِشَـاءً فَـوَجَـدَ عِنْدَأَهْلِهِ رَجُلًا فَـرَأٰى بِـعَيْـنَيْـهِ وَسَـمِعَ بِأُذُنَيْهِ فَلَمْ يَهْجَحْ حَتّٰـى أَصْبَـحَ فَـغَـدَا عَـلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَـأَخْبَـرَهُ فَـكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَـا جَاءَ بِهِ وَاشْتَـدَّ عَـلَيْـهِ، فَـنَـزَلَتْ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ

''ایک روایت میں ہے کہ ہلال رضی اللہ عنہ آئے اور وہ ان تین افراد میں سے تھے جن کی اللہ تعالیٰ نے توبہ قبول کی ہے۔ وہ اپنی زمین میں کام کر کے عشاء کے وقت گھر آئے، تو انہوں نے اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد کو آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا۔ اور وہ صبح تک نہیں سو سکے۔ پھر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کو خبر دی تو آپ ﷺ نے ان کے خبر دینے کو ناپسند کیا اور ہلال پر یہ امر شاق گذرا۔ پس یہ آیت نازل ہوئی۔ (وہ لوگ جو اپنی ازواج پر تہمت لگاتے ہیں) آپ ﷺ

(٤٤٤٠) احمد: ٢١٣٢۔ حديث ابن عباس فى الصحيح باختصار، وقد رواه ابو يعلى والسياق له، واحمد باختصار عنه ومداره على عباد بن منصور وهو ضعيف، اخرجه البخارى: ٥٣٠٧۔ ترمذى: ٣١٧٩۔ ابوداؤد: ٢٢٥٦۔ ابن ماجه: ٢٠٦٧.

فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ﴾الآية فَسُرِّيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ أَبْشِرْيَا هِلَالُ فَقَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكَ فَرَجًا وَمَخْرَجًا فَقَالَ هِلَالٌ قَدْ كُنْتُ أَرْجُوْ ذٰلِكَ مِنْ رَبِّي عَزَّوَجَلَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَرْسِلُوْا إِلَيْهَا فَأَرْسَلُوْا إِلَيْهَا فَجاءَ تْ فَقَرَأَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَيْهِمَا وَذَكَّرَهُمَا وَأَخْبَرَهُمَا أَنَّ عَذَابَ الْآخِرَةِ أَشَدُّ مِنْ عَذَابِ الدُّنْيَا ، بِنَحْوِهِ . وَفِيْهِ: فَفَرَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَهُمَا وَقَضٰى أَنَّهُ لَايُدْعٰى وَلَدُهَا لِأَبٍ وَلَا تُرْمٰى هِيَ بِهِ وَلَا يُرْمٰى وَلَدُهَا وَمَنْ رَمَاهَا أَوْ رَمٰى وَلَدَهَا فَعَلَيْهِ الْحَدُّ وَقَضٰي أَنْ لَابَيْتَ لَهَا عَلَيْهِ وَلَاقُوْتَ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُمَا يَتَفَرَّقَانِ مِنْ غَيْرِطَلَاقٍ وَلَامُتَوَفّٰى عَنْهَا وَقَالَ إِنْ جَاءَ تْ بِهِ أُصَيْهِبَ أُرَيْسِحَ حَمْشَ السَّاقَيْنِ فَهُوَ لِهِلَالٍ إِنْ جَاءَ تْ بِهِ أَوْرَقَ جَعْداً جُمَالِيًّا خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ سَابِغَ الْإِلْيَتَيْنِ فَهُوَلِلَّذِيْ رُمِيَتْ بِهِ فَجَاءَ تْ بِهِ أَوْرَقَ جَعْداً جُمَالِيًّا خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ سَابِغَ الأَلْيَتَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْلَا الأَيْمَانُ لَكَانَ لِي وَلَهَا شَانٌ قَالَ عِكْرَمَةُ فَكَانَ بَعْدَذٰلِكَ أَمِيْرًا عَلٰى مِصْرَ وَكَانَ يُدْعَى لِأُمِّهِ وَمَا يُدْعَى لِأَبِيْهِ .

(رواه أحمد، ٢١٣٢)

نے ان دونوں پر وہ آیات تلاوت کیں اور ان کو نصیحت کی اور خبر دی کہ عذاب آخرت دنیا کے عذاب سے سخت ہے۔ مثل روایت سابقہ اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ان دونوں کے درمیان تفریق کرا دی۔ فیصلہ دیا کہ اس عورت کا بچہ پیدا ہو تو وہ باپ کی طرف منسوب نہ ہوگا۔ اس عورت اور اس کے بچے پر کوئی تہمت یا الزام نہیں لگائے گا۔ اگر کسی نے الزام لگایا تو اس پر حد لگائی جائے گی۔ اس عورت کو خرچہ اور مسکن نہیں دیا جائے گا اس لیے کہ یہ دونوں طلاق اور خاوند کی وفات کے بغیر وہ جدا ہوئے ہیں۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: اگر اس عورت سے بچہ پیدا ہوا سفید سرخی مائل، پتلی سرین کا، پتلی پنڈلیوں والا تو وہ ہلال کا ہوگا۔ اور اگر گھنے بالوں والا، موٹی پنڈلی والا، موٹی سرین والا ہوگا تو وہ اس کا ہوگا جس پر تہمت لگائی گئی ہے۔ عورت سے اسی کے مثل بچہ پیدا ہوا۔ پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر قسم دی گئی نہ ہوتی تو میرا اور اس عورت کا ایک عجیب قصہ ہوتا۔ یعنی رجم کرا دیتا۔ عکرمہ نے کہا: بعد میں وہ لڑکا مصر کا امیر تھا اور اس کو باپ کی نسبت سے نہیں بلایا جاتا تھا بلکہ ماں کی نسبت سے بلایا جاتا تھا۔'' (احمد)

٤٤٤١ـ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَأَنَا أَرَى أَنَّ عِنْدَهُ مِنْهُ عِلْمًا فَقَالَ إِنَّ

''محمد بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا: میرا خیال ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس اس بارے حکم

(٤٤٤١) مسلم: ١٤٩٦۔ نسائی: ٣٤٦٩۔ احمد: ١٢٠٤٢.

هِلاَلَ ابْـنَ أُمَيَّةَ قَـذَفَ امْـرَأَتَـهُ بِشَرِيْكِ بْنِ سَـحْـمَـاءَ وَكَانَ أَخَا الْبَرَاءِ بْنِ مَالِكٍ لِأُمِّهِ وَكَـانَ أَوَّلُ رَجُـلٍ لاَعَـنَ فِي الإِسْلَامِ قَالَ فَلاَعَنَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَبْصِرُوْهَا فَإِنْ جَاءَ تْ بِهٖ أَبْيَضَ سَبْطًا قَضِيءَ الْعَيْنَيْنِ فَهُوَ لِهِلاَلِ بْنِ أُمَيَّةَ وَإِنْ جَاءَ تْ بِهٖ أَكْحَلَ جَعْدًا حَـمْـشَ السَّاقَيْنِ فَهُوَلِشَرِيْكِ ابْنِ سَحْمَاءَ قَـالَ فَـأُنْبِـئْتُ أَنَّهَا جَاءَ تْ بِهٖ أَكْحَلَ جَعْداً حَمْشَ السَّاقَيْنِ . (رواه مسلم، ١٤٩٦)

تھا۔ پس آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہلال رضی اللہ عنہ نے اپنی عورت پر تہمت لگائی مثل حدیث سابق اور اس روایت میں ہے کہ وہ اسلام میں لعان کرنے والا پہلا آدمی ہے اور یہ بھی فرمایا: اگر اس نے بچہ سفید رنگ، سیدھے بالوں والا، خراب آنکھوں والا تو وہ ہلال کا ہے۔ اور اگر سرمہ نما آنکھوں والا، ٹیڑے بالوں والا، موٹی پنڈلی والا ہوا تو وہ شریک کا ہے۔'' (مسلم)

٤٤٤٢ـــ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّا عِدِيِّ أَنَّ عُـوَيْـمِـرًا الْـعَـجْلاَنِيَ جَاءَ إِلَى عَاصِمِ بْنِ عَـدِيِّ الأَنْصَارِيِّ فَقَالَ لَهُ يَا عَاصِمُ أَرَأَيْتَ رَجُلاًوَجَـدَ مَعَ امْرَأَتِهٖ رَجُلاًأَيَقْتُلُهٗ فَتَقْتُلُوْنَهٗ أَمْ كَيْفَ يَـفْـعَلُ سَلْ لِي يَاعَاصِمُ عَنْ ذٰلِكَ رَسُـوْلَ اللّٰـهِ ﷺ فَسَـأَلَ عَـاصِمٌ عَنْ ذٰلِكَ رَسُـوْلَ اللّٰـهِ ﷺ فَـكَـرِهَ رَسُـوْلُ اللّٰـهِ ﷺ الْـمَسَـائِـلَ وَعَـابَهَا حَتّٰى كَبُرَ عَلٰى عَاصِمٍ مَـاسَـمِـعَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَـلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ إِلٰى أَهْلِهٖ جَاءَ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ يَاعَاصِمُ مَـاذَا قَالَ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ عَاصِمٌ لَـمْ تَـأْتِـنِـيْ بِـخَيْـرٍ قَدْكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْـمَسْأَلَةَ الَّتِي سَأَلْتَهٗ عَنْهَا قَالَ عُوَيْمِرٌ وَاللّٰهِ لاَأَنْتَهِـيْ حَتّٰـى أَسْـأَلَـهٗ عَنْهَا فَأَقْبَلَ عُوَيْمِرٌ حَتّٰـى أَتٰـى رَسُـوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَسَـطَ النَّاسِ

''سیدنا سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عویمر العجلانی عاصم بن عدی انصاری کے پاس آیا۔ اور کہا: یہ تو بتاؤ اگر ایک مرد اپنی عورت کے ساتھ کسی دوسرے آدمی کو مشتبہ حالت میں پا کر اس کو قتل کر دے تو تم اس کو قتل کرتے ہو۔ تو وہ کیا کرے؟ پس رسول اللہ ﷺ سے یہ مسئلہ پوچھ۔ چنانچہ عاصم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، اور آپ ﷺ نے اس سوال کو ناپسند کیا، اور اس کے پوچھنے کو عیب بتایا۔ رسول اللہ ﷺ کی یہ بات عاصم رضی اللہ عنہ پر بھاری گراں تھی۔ لہٰذا وہ اپنے گھر چلا گیا۔ عویمر نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا؟ عاصم رضی اللہ عنہ نے کہا: تو میرے پاس بہتر بات نہیں لایا، آنحضرت ﷺ نے اس سوال کو ناپسند کیا ہے۔ عویمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں تو باز نہیں آؤں گا یہاں تک کہ آپ ﷺ سے سوال کروں گا۔ عویمر رضی اللہ عنہ خود نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ ﷺ لوگوں کے درمیان تشریف فرما تھے۔ پس اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ بتاؤ اگر ایک

(٤٤٤٢) بخاری: ٥٢٥٩۔ مسلم: ١٤٩٢۔ نسائی: ٣٤٠٢۔ ابوداود: ٢٢٥١۔ ابن ماجه: ٢٠٦٦۔ احمد: ٢٢٣٣٦۔ موطا: ١٢٠١۔ دارمی: ٢٢٢٩.

فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ رَجُلاً وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلاً أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُوْنَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْأَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْكَ وَفِي صَاحِبَتِكَ فَاذْهَبْ فَأْتِ بِهَا قَالَ سَهْلٌ فَتَلاعَنَا وَأَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا فَرَغَا قَالَ عُوَيْمِرٌ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ أَمْسَكْتُهَا فَطَلَّقَهَا ثَلاثاً قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَكَانَتْ تِلْكَ سُنَّةُ الْمُتَلاعِنَيْنِ. (رواه البخاري، ٥٢٥٩)

مرد اپنی بیوی کے ساتھ غیر مرد دیکھے کیا وہ اس کو قتل کر دے تو آپ اس کو قتل کرو گے یا وہ کیا کرے گا؟ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تیرے اور تیری بیوی کے متعلق اللہ نے حکم نازل فرما دیا ہے، جا کر اس کو ساتھ لا، وہ گیا اور ساتھ لایا۔ سیدنا سہل رضی اللہ عنہ نے کہا پھر ان دونوں نے لعان کیا اور میں لوگوں کے ساتھ آپ ﷺ کے پاس تھا۔ پھر لعان سے فارغ ہوئے، تو عویمر نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! اگر میں اس کو آباد رکھوں تو پھر جان لو کہ میں نے اس پر جھوٹ بولا ہے۔ پس اس نے تین طلاق کہہ دیں اس سے پہلے کہ آپ ﷺ نے اس کو حکم دیا ہوتا۔ ابن شہاب رحمہ اللہ نے کہا: باہم لعان کرنے والوں کے لیے یہ طریقہ متعین ہو گیا۔" (بخاری)

٤٤٤٣ــ وفي رواية: وَكَانَتْ حَامِلاً وَكَانَ ابْنُهَا يُدْعَى لِأُمِّهِ ثُمَّ جَرَتِ السُّنَّةُ فِي مِيْرَاثِهَا أَنَّهَا تَرِثُهُ وَيَرِثُ مِنْهَا مَافَرَضَ اللّٰهُ لَهُ. (رواه البخاري، ٥٣٠٩)

"ایک روایت میں ہے: وہ عورت حمل سے تھی پس اس کا بیٹا اسی کی طرف منسوب ہوتا تھا۔ اور پھر طریقہ رائج ہو گیا کہ بیٹا ماں کا وارث ہوگا اور ماں بیٹے کی وارث ہوگی تمام ان امور میں جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے بیان فرمائے ہیں۔" (بخاری)

٤٤٤٤ــ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ فِي خَبَرِ الْمُتَلاعِنَيْنِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَبْصِرُوْهَا فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَدْعَجَ الْعَيْنَيْنِ عَظِيْمَ الْأَلْيَتَيْنِ فَلاأَرَاهُ إِلَّاقَدْ صَدَقَ وَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أُحَيْمِرَكَأَنَّهُ وَحْرَةٌ فَلا أَرَاهُ إِلَّا كَاذِبًا قَالَ فَجَاءَتْ بِهِ عَلَى النَّعْتِ الْمَكْرُوْهِ. (رواه أبوداود، ٢٢٤٨)

"سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ لعان والوں کے متعلق رسولِ اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ اگر بچہ پیدا ہو سرخ رنگ، چھوٹا قد، گویا وہ زہریلی چھپکلی ہے تو میں یہ رائے قائم کروں گا کہ عورت سچی ہے اور اس پر جھوٹ کہا گیا ہے۔ اور اگر بچہ پیدا ہو سیاہ رنگ موٹی آنکھوں والا موٹی سرین والا تو میری رائے ہے کہ مرد سچا ہے۔ پس عورت نے بچہ جنا تو وہ ناپسندیدہ علامات پر تھا۔" (ابوداؤد)

(٤٤٤٣) بخاری: ٥٣٥٩۔ مسلم: ١٤٩٢۔ نسائی: ٣٤٠٢۔ ابوداود: ٢٢٥١۔ ابن ماجہ: ٢٠٦٦۔ احمد: ٢٢٣٣٦۔ موطا: ١٢٠١۔ دارمی: ٢٢٢٩۔

(٤٤٤٤) ابوداؤد: ٢٢٤٨۔ صحیح، البانی: ١٩٦٧۔ بخاری: ٧٣٠٤۔ مسلم: ١٤٩٢۔ نسائی: ٣٤٠٢۔ ابن ماجہ: ٢٠٦٦۔ احمد: ٢٢٣٤٦۔ مؤطا: ١٢٠١۔ دارمی: ٢٢٢٩۔

٤٤٤٥ـــ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ ذَكَرَ قَضِيَةَ عَاصِمٍ بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ: قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْمَجْلِسِ هِيَ الَّتِيْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَوْرَجَمْتُ أَحَدًا بِغَيْرِبَيِّنَةٍ رَجَمْتُ هٰذِهِ فَقَالَ لاتِلْكَ امْرَأَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُفِي الإِسْلَامِ السُّوْءَ. (رواه البخاري، ٥٣١٠)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ والی روایت میں عاصم رضی اللہ عنہ کا واقعہ بھی اس کی مثل مذکور ہے۔ اور اس میں ہے کہ ایک مرد نے سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کو کہا: کیا یہ وہی عورت ہے جس کے متعلق نبی ﷺ نے فرمایا تھا اگر میں گواہوں کے بغیر کسی کو رجم کرتا تو اس عورت کو رجم کر دیتا؟ تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں وہ دوسری ایک عورت تھی جو اسلام میں علی الاعلان بدی کرتی تھی۔

٤٤٤٦۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَرَجُلًا حِيْنَ أَمَرَ الْمُتَلاعِنَيْنِ أَنْ يَتَلاعَنَا أَنْ يَضَعَ يَدَهُ عِنْدَ الْخَامِسَةِ عَلٰى فِيْهِ وَقَالَ إِنَّهَا مُوْجِبَةٌ. (رواه النسائي، ٣٤٧٢)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مرد کو حکم دیا کہ پانچویں بار لعان کہنے والے کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اس کو کہے کہ یہ بار واجب کرنے والی ہے۔'' (نسائی)

٤٤٤٧۔ عَنْ حُذَيْفَةَ، رَفَعَهُ: يَاأَبَا بَكْرٍ أَرَأَيْتَ لَوْوَجَدْتَ مَعَ أُمِّ رُوْمَانَ رَجُلاً مَاكُنْتَ صَانِعًا بِهِ؟ قَالَ كُنْتُ فَاعِلًا بِهِ شَرًّا ثُمَّ قَالَ يَا عُمَرُ رَأَيْتَ لَوْ وَجَدْتَّ رَجُلاً مَا كُنْتَ فَاعِلاً قَالَ كُنْتُ وَاللّٰهِ قَاتِلُهُ قَالَ كُنْتُ وَاللّٰهِ قَاتِلُهُ، قَالَ: فَأَنْتَ يَاسُهَيْلُ بْنُ بَيْضَاءَ؟ قَالَ: لَعَنَ اللّٰهُ الأَبْعَدَ، فَهُوَخَبِيْثٌ وَلَعَنَ اللّٰهُ الْبُعْدَى فَهِيَ خَبِيْثَةٌ، وَلَعَنَ اللّٰهُ أَوَّلَ الثَّلاثَةِ ذَكَرَهُ، فَقَالَ: يَا ابْنَ بَيْضَاءَ تَأَوَّلْتَ الْقُرْآنَ: ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ أَزْوَاجَهُمْ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ. (رواه الطبراني في الأوسط)

''سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! اگر تو ام رومان کے ساتھ مرد دیکھے تو اس کے ساتھ کیا معاملہ کرے گا؟ اس نے کہا: میں اس کا براحال کر دوں گا۔ پھر کہا: اے عمر رضی اللہ عنہ! تو کیا کرے گا؟ اس نے کہا: اس کو قتل کروں گا۔ پھر فرمایا: اے سہیل بن بیضاء! تم بتاؤ: اس نے کہا: اس مردود پر اللہ لعنت کرے وہ خبیث ہے، اور اس عورت پر اللہ لعنت کرے وہ خبیث عورت ہے، اور تینوں میں سے سب سے پہلے تذکرہ کرنے والے پر بھی اللہ لعنت برسائے۔ فرمایا: اے ابن بیضاء: تو نے قرآن کا مفہوم اپنے کلام میں بیان کیا ہے۔ (وہ لوگ جو اپنی عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں) (الاوسط)

(٤٤٤٥) بخاری: ٥٣١٠۔ مسلم: ١٤٩٧۔ نسائی: ٣٤٧٠۔ ابن ماجه: ٢٥٦٠۔ احمد: ٢٤٣٩.

(٤٤٤٦) نسائی: ٣٤٧٢۔ صحیح، البانی: ٣٢٤٩۔ بخاری: ٤٧٤٧۔ ابوداؤد: ٢٢٥٥.

(٤٤٤٧) طبرانی اوسط، عن شیخه موسى بن اسحاق ولم اعرفه وبقية رجاله رجال الصحيح، هيثمی: ٧٨٤١.

٤٤٤٨ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: تَزَوَّجَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ امْرَأَةً مِنَ بَلْعَجْلاَنَ فَبَاتَ عِنْدَهَا لَيْلَةً، أَصْبَحَ لَمْ يَجِدْهَا عَذْرَاءَ، فَرَفَعَ شَأْنَهَا اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَدَعَا الْجَارِيَةَ فَقَالَتْ: بَلٰى كُنْتُ عَذْرَاءَ فَأَمَرَبِهِمَا فَتَلاَعَنَا وَأَعْطَاهَا الْمَهْرَ. (رواه البزار، ١٥٠٩)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: انصار میں سے ایک مرد نے بنوعجلان کی ایک عورت سے عقد کیا، اس کے ساتھ رات کو ٹھہرا، اور اس کو کنواری نہ پایا۔ چنانچہ اس کی حالت نبی کریم ﷺ تک پہنچائی، تو آپ ﷺ نے لڑکی کو بلایا تو اس نے کہا: بلکہ میں تو کنواری تھی۔ پس آپ ﷺ نے دونوں کو حکم دیا اور انہوں نے لعان کیا اور عورت کو مہر دیا۔'' (البزار)

٤٤٤٩ـ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ وَابْنُ مَسْعُوْدٍ: إِنْ قَذَفَهَا وَقَدْ طَلَّقَهَا وَلَهُ عَلَيْهَا رَجْعَةٌ لاَعَنَهَا وَإِنْ قَذَفَهَا وَقَدْ طَلَّقَهَا وبَتَّهَا، لَمْ يُلاَعِنْهَا. (رواه الطبراني في الكبير: ٩٦٦٠)

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر مرد نے عورت پر تہمت لگائی اور وہ طلاق دے چکا تھا اور رجوع کرنے کا مرد کو حق باقی تھا تو وہ دونوں لعان کریں گے اور اگر طلاق بائن تھی تو لعان نہیں کریں گے۔'' (الکبیر)

شرح: ......لعان کی صورت یہ ہے کہ شوہر بیوی پر زنا کی تہمت لگاتا ہے اور بیوی اس سے انکار کرتی ہے۔ شوہر کے پاس نہ تو گواہ ہیں اور نہ ہی کوئی ثبوت ہے تو شوہر چار مرتبہ اپنی بیوی کے خلاف اللہ کی قسم اٹھا کر شہادت دیتا ہے کہ اس نے جو الزام لگایا ہے اس میں وہ بالکل سچا ہے۔ اور پانچویں مرتبہ کہتا ہے اگر وہ جھوٹوں میں سے ہو تو اس پر خدا کی لعنت۔ اور عورت کے لیے یہ صورت ہے کہ وہ مرد کی شہادتوں کی تردید کرے، اپنی طرف سے شہادتیں دے کر وہ بھی چار مرتبہ اللہ کے نام کی قسم کھا کر شہادت دے کہ وہ یقیناً جھوٹا ہے۔ اور پانچویں مرتبہ کہے اگر وہ مجھ پر الزام لگانے میں سچا ہے تو مجھ پر اللہ کا غضب ٹوٹے۔

اگر عورت اس طرح شہادت دے دے تو اس پر زنا ثابت نہیں ہوگا اور خاوند پر حد قذف جاری نہیں ہوگی اور ان دونوں کے درمیان ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جدائی واقع ہو جائے گی۔

کچھ علمائے کرام نے استدلال کیا ہے کہ لعان کرنے والے میاں بیوی کے درمیان تفریق حاکم وقت کے بغیر ممکن نہیں ہوسکتی۔ لیکن جمہور علماء کا خیال ہے فقط لعان سے تفریق واقع ہو جائے گی یہی قول زیادہ بہتر ہے۔

اگر خاوند اپنا الزام واپس لیتا ہے تو اسے تہمت کی حد جو کہ اسی کوڑے ہے، ماری جائے گی۔ اور اگر عورت لعان نہیں کرتی اور زنا کا اقرار کر لیتی ہے تو اسے سنگسار کیا جائے گا۔

یہ نکتہ قابل غور ہے کہ عورت کی شہادتوں میں لفظ غضب استعمال ہوا ہے وجہ یہ ہے کہ اس کے گناہ آلود ہونے سے

(٤٤٤٨) بزار: ١٥٠٩ـ ورجاله ثقات: ٧٨٤٣ـ هيثمي.

(٤٤٤٩) طبراني كبير: ٩٦٦٠ـ واسناده منقطع ورجاله رجال الصحيح هيثمي: ٧٨٤٥.

بستر ملوث ہوتا ہے، نسب کا الحاق ہوتا ہے، اس کے علاوہ کئی دیگر مفاسد ہوتے ہیں اس لیے اس کی اہمیت کے پیش نظر اس کے لیے لفظ غضب کا انتخاب ہوا ہے۔

۲۔ یہ بھی یاد رہے کہ آپ ﷺ نے حق مہر نہیں لینے دیا تھا۔ فرمایا: اگر یہ سچا ہے تو جو بیوی سے فائدہ اٹھایا ہے اس کا حق مہر پورا ہو چکا ہے، اور اگر یہ جھوٹا ہے تو پھر اس عورت کی ہتک عزت کا مرتکب ہوا ہے، لہٰذا عورت سے حق مہر واپس لینے کی کوئی صورت نہیں، اگر یہ واپس لے گا تو یہ ظلم اور ناانصافی ہے۔

۳۔ یہ بھی یاد رہے لعان کے بعد ان کے درمیان ہمیشہ کے لیے جدائی ہو جاتی ہے، وہ عورت کہیں اور نکاح کر لیتی ہے، پھر یہ مطلقہ یا بیوہ ہو جاتی ہے تو یہ لعان والے خاوند کی جانب لوٹنا چاہے تو یہ حلال نہ ہوگی۔

۴۔ یہ بھی ثابت ہوا لعان کے بعد اگر پیدا ہونے والے بچے یا بچی کی مشابہت تہمت زدہ سے ملتی بھی ہو تو اب عورت کو سزا نہیں دی جائے گی۔ کیونکہ حکم الٰہی جو کہ لعان ہے اس پر عمل ہو چکا ہے، اب اس کا معاملہ آخرت کی سپرد کیا جائے گا۔

۵۔ یہ بھی ثابت ہوا آخری گواہی سے پہلے پہلے جہاں تک ممکن ہو لعان والوں کو سمجھایا جائے کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے اب سوچ لو اس کے بعد ہمیشہ جدائی ہونے والی ہے، بچے کی نفی ہونے والی ہے اور یہ دنیا کی سزا آسان ہے، آخرت کی سزا بہت سخت ہے، اس طرح وعظ ونصیحت کی جائے اس کے بعد پھر بھی لعان ہی کرنے پر آمادہ ہیں تو ان کی مرضی ہے۔

۶۔ مزید دو باتوں کی وضاحت ضروری ہے، بعض حضرات نے یہ استدلال کیا ہے کیونکہ لعان والے نے طلاق دی تھی لہٰذا خاوند طلاق دے گا تو جدائی ہوگی وگرنہ نہیں ہوگی۔ یہ استدلال بے وزن ہے کیونکہ عویمر کو علم نہ تھا کہ لعان کے فوراً بعد ہمیشہ کی جدائی ہو جاتی ہے، اس نے اس لیے طلاق کے الفاظ کہے تھے، یہ ان کی غلط فہمی تھی۔ اس لیے اسے بے محل سمجھتے ہوئے نبی ﷺ نے انہیں سرزنش نہ کی تھی، لعان کے بعد مرد کا عورت پر کوئی اختیار نہیں رہتا۔ مرد اس کے نان ونفقہ کا ذمہ دار نہیں ہوتا تو طلاق کیسے دے گا۔

دوسری بات یہ کہتے ہیں کہ اس سے ثابت ہوتا ہے ایک وقت کی تین طلاقیں تین ہی ہو جاتی ہیں۔

یہ استدلال بھی درست نہیں کیونکہ یہ طلاق بے اثر تھی، لغو تھی۔ وہ آدمی تو طلاق کہہ کر اپنے غضب کا اظہار کر رہا تھا اور اپنی لگائی ہوئی تہمت کے دعویٰ کو سچا ثابت کرنے کے لیے تاکیداً طلاق کہہ رہا تھا وگرنہ ابدی جدائی تو میاں بیوی کے درمیان لعان سے ہی واقع ہو چکی تھی۔ اس طلاق کے لغو ہونے کی تائید نبی ﷺ نے یہ کہہ کر فرما دی ہے کہ اب لعان کے بعد تمہارا اس پر کوئی حق نہیں لہٰذا طلاق کیسے کہہ رہے ہو؟ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۴۵۱)

٤٤٥٠ـ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ عُتْبَةُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَى أَخِيْهِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ ابْنَ وَلِيْدَةِ زَمْعَةَ مِنِّيْ فَاقْبِضْهُ إِلَيْكَ فَلَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ أَخَذَهُ سَعْدٌ فَقَالَ ابْنُ أَخِيْ قَدْ كَانَ عَهِدَ إِلَيَّ فِيْهِ فَقَامَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ أَخِيْ وَابْنُ أَمَةِ أَبِيْ وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ فَتَسَاوَقَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ابْنُ أَخِيْ كَانَ عَهِدَ إِلَيَّ فِيْهِ فَقَالَ عَبْدُ ابْنَ زَمْعَةَ أَخِيْ وَابْنُ وَلِيْدَةِ أَبِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ احْتَجِبِيْ مِنْهُ لِمَا رَأَى مِنْ شَبَهِهِ بِعُتْبَةَ فَمَا رَآهَا حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ . (رواه البخاري، ٢٧٤٥)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد رضی اللہ عنہ کو وصیت کی کہ زمعہ کی لونڈی کا بیٹا میرا بچہ ہے اس کو اپنے قبضے میں لے لینا۔ جب فتح مکہ کا سال آیا تو سعد رضی اللہ عنہ نے اس کو قبضے میں لے لیا۔ اور کہا: یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے اس نے مجھے وصیت کی ہے۔ عبد بن زمعہ نے کہا: یہ میرا بھائی ہے میرے باپ کی لونڈی سے پیدا ہوا ہے، اور میرے باپ کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے دیکھا تو عتبہ کے نشان اس پر نمایاں تھے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے عبد بن زمعہ! یہ تیرا ہی ہے۔ بچہ اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا اور زانی کے لیے پتھر ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا: اس لڑکے سے پردہ کیا کرو اس لیے کہ اس میں آپ نے عتبہ کے نقوش کے ساتھ مشابہت دیکھی تھی اور سودہ رضی اللہ عنہا کو اس لڑکے نے نہیں دیکھا یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے جا ملا۔'' (بخاری)

٤٤٥١ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَتْ لِزَمْعَةَ جَارِيَةٌ يَطَؤُهَا هُوَ وَكَانَ يَظُنُّ بِآخَرَ يَقَعُ عَلَيْهَا فَجَاءَتْ بِوَلَدٍ شِبْهِ الَّذِيْ كَانَ يَظُنُّ بِهِ فَمَاتَ زَمْعَةُ وَهِيَ حُبْلَى فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ سَوْدَةُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَاحْتَجِبِيْ مِنْهُ يَا سَوْدَةُ فَلَيْسَ لَكِ بِأَخٍ . (رواه النسائي، ٣٤٨٥)

''سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں زمعہ اپنی لونڈی سے ہمبستر ہوتا تھا اور اس کا گمان تھا کہ کوئی دوسرا مرد بھی اس لونڈی سے ہم بستری کرتا ہے۔ چنانچہ اس عورت کے ہاں مشکوک آدمی جیسا لڑکا پیدا ہوا۔ پھر لونڈی حمل سے تھی کہ زمعہ فوت ہو گیا۔ سودہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے اسکا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: بچہ اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا۔ اے سودہ رضی اللہ عنہا! تو اس سے پردہ کرنا وہ تیرا بھائی نہیں ہے۔'' (نسائی)

شرح: ......آپ ﷺ نے شرعی حکم پر عمل کرتے ہوئے بچہ اسے دے دیا جس کے بستر پر پیدا ہوا تھا لیکن

(٤٤٥٠) بخاری: ٢٧٤٥ـ مسلم: ١٤٥٧ـ نسائی: ٣٤٨٧ـ ابوداؤد: ٢٢٧٣ـ ابن ماجہ: ٢٠٠٤ـ احمد: ٢٥٥٦٢ـ مؤطا: ١٤٤٩ـ دارمی: ٢٢٣٧.

(٤٤٥١) نسائی: ٣٤٨٥ـ صحیح، البانی: ٣٢٦١ـ احمد: ٢٧٧١٣.

مشابہت دیکھ کر زانی پر اس کی شکل ہے اس سے ملاپ میں احتیاط اختیار کر لی۔

اس سے قیافہ شناسی کے جواز کا بھی پتہ چلتا ہے لیکن رکاوٹ کی بنا پر قیافہ پر عمل نہیں کیا۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا جس مسئلہ میں نبی کریم ﷺ پر وحی نازل نہ ہوتی تھی تو آپ اجتہاد سے فیصلہ فرماتے تھے، اور وحی کے نازل ہونے کے بعد اسے عملی جامہ پہناتے تھے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۴۵۵)

٤٤٥٢ــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ أَنَّ امْرَأَةً هَـلَكَ عَـنْهَـا زَوْجُهَا فَاعْتَدَّتْ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْـرًا ثُـمَّ تَزَوَّجَتْ حِيْنَ حَلَّتْ فَمَكَثَتْ عِـنْـدَ زَوْجِهَـا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَنِصْفَ شَهْرٍ ثُمَّ وَلَدَتْ وَلَداً تَاماً فَجَاءَ زَوْجُهَا إِلَى عُمَرَ بْنِ الْـخَـطَّابِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ فَدَعَا عُمَرُ نِسْوَةً مِنْ نِسَـاءِ الْـجَـاهِلِيَّةِ قُدَمَاءَ فَسَأَلَهُنَّ عَنْ ذٰلِكَ فَـقَـالَتِ امْرَأَةٌ مِـنْهُـنَّ أَنَا أُخْبِرُكَ عَنْ هٰذِهِ الْمَرْأَةِ هَلَكَ عَنْهَا زَوْجُهَا حِيْنَ حَمَلَتْ مِنْهُ فَـأُهْـرِيْـقَـتْ عَلَيْهِ الدِّمَاءُ فَحَشَّ وَلَدُهَا فِي بَـطْـنِهَـا فَلَمَّا اَصَابَهَا زَوْجُهَا الَّذِيْ نَكَحَهَا وَأَصَابَ الْوَلَدَ الْمَاءُ تَحَرَّكَ الْوَلَدُ فِي بَطْنِهَا وَكَبَرَ فَصَدَّقَهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا وَقَـالَ عُمَرُ أَمَا إِنَّهُ لَمْ يَبْلُغْنِى عَنْكُمَا إِلَّا خَيْرٌ وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِا الْأَوَّلِ. (رواه مالك، ١٤٥٠)

''عبداللہ بن ابی امیہ کا بیان ہے کہ ایک عورت کا خاوند فوت ہو گیا اور اس نے چار ماہ دس دن عدت پوری کی۔ پھر جب وہ حلال ہوگئی تو اس نے ایک مرد سے نکاح کیا اور اس خاوند کے پاس چار ماہ اور نصف مہینہ رہنے کے بعد اس نے مکمل خلقت کا بچہ جنا۔ اس کا خاوند عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور یہ صورت حال بیان کی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے وہ خواتین بلائیں جو جاہلیت کے عہد کی بوڑھی عورتیں تھیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا تو ایک عورت نے کہا: میں بتاتی ہوں کہ وہ عورت جب حاملہ ہوئی تو اس کا خاوند فوت ہو گیا، عورت کو خون آنا شروع ہوگیا اور بچہ پیٹ میں خشک ہوگیا۔ پھر جب اس عورت نے نکاح کیا اور خاوند اس سے ہم بستر ہوا تو اس دوسرے خاوند کا پانی بچے تک پہنچا تو وہ حرکت میں آ گیا اور پورا بچہ بن کر پیدا ہوا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس عورت کی تصدیق کی اور ان دونوں کے درمیان تفریق کر دی۔ اور کہا کہ تم دونوں کی طرف سے نیکی کے سوا کوئی خبر مجھے نہیں پہنچی اور بچے کو پہلے خاوند کے ساتھ ملا دیا۔'' (مالک)

شرح: ......ان کی جدائی اس لیے کروا دی تھی ابھی وہ عورت پہلے خاوند سے حاملہ تھی، وضع حمل کے بعد نکاح جائز تھا، اب جو ہوا تھا وہ غلط فہمی کی بناء پر ہوا تھا۔ اصل نکاح عدت گزرنے کے بعد تھا وہ وضع حمل تھی اور بچہ پہلے خاوند کی طرف ہی منسوب کیا گیا۔ (گوندلوی)

٤٤٥٣ــ عَـنْ رَبَاحٍ قَالَ زَوَّجَنِي أَهْلِيْ أَمَةً

''رباح نے کہا: میرے گھر والوں نے اپنی رومی لونڈی کا

(٤٤٥٢) مؤطا: ١٤٥٠.

(٤٤٥٣) ابوداؤد: ٢٢٧٥۔ ضعیف، البانی: ٥٠٠۔ احمد: ٤١٨.

لَهُـمْ رُوْمِيَّةً فَـوَقَعْتُ عَلَيْهَا فَوَلَدَتْ غُلاَمًا أَسْـوَدَ مِثْـلِـيْ فَسَـمَّيْتُهُ عَبْدَاللّٰهِ ثُمَّ وَقَعْتُ عَـلَيْهَـا فَوَلَدَتْ غُلاَمًا أَسْوَدَ مِثْلِي فَسَمَّيْتُهُ عُبَيْـدَالـلّٰهِ ثُمَّ طَبِنَ لَهَا غُلاَمٌ لِاَهْلِي رُوْمِيٌّ يُـقَـالُ لَـهُ يُـوْحَنَّهْ فَرَاطَنَهَا بِلِسَانِهِ فَوَلَدَتْ غُلاَمًـا كَـأَنَّـهُ وَزَغَةٌ مِـنَ الْـوَزَغَاتِ فَقُلْتُ لَهَـامَـا هٰذَا فَقَالَتْ هٰذَا لِيُوْحَنَّهْ فَرَفَعْنَا إِلَى عُثْـمَـانَ أَحْسِبُـهُ قَـالَ مَهْدِيٌّ قَالَ فَسَأَلَهُمَا فَـاعْتَـرَفَـا فَـقَـالَ لَهُمَا أَتَرْضَيَانِ أَنْ أَقْضِيَ بَيْـنَـكُمَا بِقَضَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـضٰى أَنَّ الْوَلَدَ لِلْفِرَاشِ وَأَحْسِبُهُ قَـالَ فَـجَـلَـدَهَا وَجَلَدَهُ وَكَانَا مِمْلُوْكَيْنِ.
(رواه أبوداود، ٢٢٧٥)

میرے ساتھ عقد کر دیا، اس نے میرا ہم شکل سیاہ رنگ لڑکا جنا۔ تو میں نے اس کا نام عبداللہ رکھا۔ میں پھر اس سے ہم بستر ہوا تو اس نے پھر میری شکل کا سیاہ لڑکا جنا۔ تو میں نے اس کا نام عبید اللہ رکھا۔ پھر اس لونڈی کو میرے گھر والوں کا رومی غلام پسند آیا جس کو یوحنہ کہا جاتا تھا۔ اس نے عورت کی عجمی زبان میں اس سے باتیں کیں۔ پھر اس نے ایسا بچہ جنا چھپکلیوں سے گویا وہ ایک چھپکلی ہے۔ تو میں نے لونڈی سے پوچھا یہ کیسا ہے؟ اس نے کہا: یہ یوحنہ کا بچہ ہے۔ ہم نے اس بات کو امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ تک پہنچایا تو انہوں نے دونوں کو حاضر کر کے پوچھا، تو ان دونوں نے اقرار کیا۔ اور پھر کہا: میں تم دونوں کے متعلق وہ فیصلہ کرونگا جو نبی کریم ﷺ کا فیصلہ ہے۔ کیا تم دونوں راضی ہو؟ آپ ﷺ کا فیصلہ ہے کہ بچہ اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے عورت اور مرد دونوں کو درے لگائے وہ دونوں غلام تھے۔'' (ابوداؤد)

شـرح: ...... یہ آدمی ضمضم بن قتادہ تھے، ان کے ہاں بچہ پیدا ہوا جس کا رنگ ماں اور باپ کے رنگ سے مختلف تھا۔ انہیں شک ہوا یہ میرا بچہ نہیں وہ نبی کریم ﷺ کے پاس گئے، اشارۃً بیوی کے خلاف بدگمانی کا اظہار کیا، نبی ﷺ ان کے مقصد کو بھانپ گئے۔ آپ نے ان کے وسوسے دور کرنے کے لیے عربوں کی ذہنی سطح پر اتر کر سمجھانے کی کوشش کی کہ سفید رنگ کے میاں بیوی کے ہاں سیاہ بچے کی پیدائش ماں کی بدکاری و بدچلنی پر دلالت نہیں کرتی یہ خاندانی اثرات ہوتے ہیں جو کبھی بہت دور نسل میں نمایاں ہو جاتے ہیں جس سے بچے کے نسب پر درحقیقت کوئی عیب اور نقص واقع نہیں ہوتا، اس وضاحت سے اس آدمی کے تمام وسوسے مٹ گئے۔

اس سے معلوم ہوا کہ سائل کو جواب حکمت سے دینا چاہیے اور اس کی ذہنی سطح کو ملحوظ رکھ کر جواب دینا چاہیے، فلسفیانہ جواب کی بجائے عام روزمرہ مثالوں سے جواب دینا تفہیم مدعا کے لیے زیادہ مفید اور کارگر ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس چیز کی حقیقت کا علم نہ ہو اسے صاحب علم سے دریافت کر لینا بہت بڑے فتنہ سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اس طرح اشارہ کرنا نہ تو تہمت قرار پاتا ہے۔ اور نہ ہی یہ غیبت شمار ہوتا ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/۴۶۰)

٤٤٥٤ــ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَاءَهُ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ امْرَأَتِيْ وَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ فَقَالَ هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَاأَلْوَانُهَا قَالَ حُمْرٌقَالَ هَلْ فِيْهَا مِنْ أَوْرَقَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَنّٰى كَانَ ذٰلِكَ قَالَ أُرَاهُ عِرْقٌ نَزَعَهُ قَالَ فَلَعَلَّ ابْنَكَ هٰذَا نَزَعَهُ عِرْقٌ. (رواه البخاري'٦٨٤٧)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک آدمی، آیا اور اس نے کہا: میرے ہاں سیاہ لڑکا پیدا ہوا ہے۔ وہ اشارے کنائے سے کہنا چاہتا تھا کہ وہ اس لڑکے کو اپنا تسلیم کرنے سے انکاری ہے۔ پس آپ ﷺ نے اس کو نفی کی اجازت نہ دی، اور آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تیرے اونٹ ہیں؟ اس نے کہا: ہاں، فرمایا: ان کا کیا رنگ ہے؟ اس نے کہا: سرخ، فرمایا: ان میں کوئی خاکستری رنگ کا بھی ہے؟ اس نے کہا: ہاں، فرمایا: وہ کیسے؟ اس نے کہا: ممکن ہے نسلی رگ نے کھینچا ہوگا۔ فرمایا: تیرا بیٹا بھی شاید کسی رگ نے کھینچا ہوگا۔'' (بخاری)

شــرح: ......مقصد یہ ہے کہ کسی کے دعویٰ کے مطابق بچہ نہیں دیا جائے گا، ایک آدمی ایک عورت سے نکاح کرتا ہے، بچی یا بچہ چھ ماہ کی مدت میں پیدا ہوتا ہے یہ ممکن مدت ہے، اس سے کم مدت والا بچہ حرام ہوگا، اس ممکن مدت میں پیدا ہوتا ہے تو یہ اس کا ہوگا جس کی بیوی سے پیدا ہوا ہے، اس کا نہیں ہوگا جو زنا کا دعویٰ کرتا ہے، اگر اس نے زنا کیا بھی ہوگا تو یہ بچہ اسی کا ہوگا وہ عورت جس کے عقد نکاح میں ہے، مدعی کا نہیں ہوگا۔ (عون المعبود: ٢/ ٢٥٠)

٤٤٥٥ــ عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ فُلَانًا ابْنِي عَاهَرْتُ بِأُمِّهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَادَعْوَةَ فِي الإِسْلَامِ ذَهَبَ أَمْرُالْجَاهِلِيَّةِ الْوَلَدُلِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ. (رواه أبوداود، ٢٢٧٤)

'' عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اس کے دادے سے نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا: یا رسول ﷺ! فلاں آدمی میرا بیٹا ہے۔ میں نے عہد جاہلیت میں اس کی ماں سے زنا کیا تھا۔ فرمایا: اسلام میں نسل کا دعویٰ نہیں ہے جاہلیت کے کام جاتے رہے۔ بیٹا اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا اور زانی کے لیے پتھر ہیں۔'' (ابوداؤد)

٤٤٥٦ـ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيَّ مَسْرُوْرًا تَبْرُقُ

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ گھر میں داخل ہوئے تو بہت مسرور تھے، چہرے اقدس پر چمک تھی۔ پس

(٤٤٥٤) بخاری: ٦٨٤٧ـ مسلم: ١٥٠٠ـ ترمذی: ٢١٢٨ـ نسائی: ٣٤٨٠ـ ابوداؤد: ٢٢٦٠ـ ابن ماجه: ٢٠٠٢ـ احمد: ٩٠٤٣.

(٤٤٥٥) ابوداؤد: ٢٢٧٤ـ حسن، صحيح، البانی: ١٩٩٠ـ احمد: ٦٩٣١.

(٤٤٥٦) بخاری: ٦٧٧٠ـ مسلم: ١٤٥٩ـ ترمذی: ٢١٢٩ـ نسائی: ٣٤٩٤ـ ابوداؤد: ٢٢٦٧ـ ابن ماجه: ٢٣٤٩ـ احمد: ٢٥٣٦٧.

أَسَارِيرُ وَجْهِهِ فَقَالَ أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ مُجَزِّزًا نَظَرَ آنِفًا إِلٰى زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ فَقَالَ إِنَّ هٰذِهِ الْأَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ. (رواه البخاري،٦٧٧٠)

آپ ﷺ نے فرمایا: مجزز مدلجی کو تو نے نہیں دیکھا؟ وہ ابھی ابھی زید بن حارثہ اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو دیکھ کر کہنے لگا یہ پاؤں ایک دوسرے کی نسل سے ہیں۔'' (بخاری)

٤٤٥٧۔ وفي رواية: أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ مُجَزِّزًا الْمُدْلِجِيَّ دَخَلَ عَلَيَّ فَرَأٰى أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَزَيْدًا وَعَلَيْهِمَا قَطِيفَةٌ قَدْ غَطَّيَا رُءُوسَهُمَا وَبَدَتْ أَقْدَامُهُمَا فَقَالَ إِنَّ هٰذِهِ الأَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ. (رواه البخاري، ٦٧٧١)

''ایک روایت میں ہے کہ فرمایا: تو نے نہیں دیکھا کہ مجزز مدلجی میرے پاس آیا تو زید اور اسامہ رضی اللہ عنہما کو دیکھا ان پر چادر تھی، اور انہوں نے سر ڈھانپے ہوئے تھے، اور دونوں کے پاؤں ننگے تھے، تو اس نے کہا: یہ قدم ایک دوسرے کی نسل سے ہیں۔'' (بخاری)

٤٤٥٨۔ وفي رواية: كَانَ أُسَامَةُ أَسْوَدَ شَدِيدَ السَّوَادِ مِثْلَ الْقَارِ وَكَانَ زَيْدٌ أَبْيَضَ مِثْلَ الْقُطْنِ. (رواه أبوداود، ٢٢٦٧)

''دوسری روایت ہے کہ اسامہ بہت زیادہ سیاہ رنگ تھا جیسے تار کول ہو اور زید روئی کی طرح سفید تھا۔'' (ابوداؤد)

٤٤٥٩۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يُلِيطُ أَوْلَادَ الْجَاهِلِيَّةِ بِمَنِ ادَّعَاهُمْ فِي الإِسْلَامِ فَأَتٰى رَجُلَانِ كِلَاهُمَا يَدَّعِيْ وَلَدَ امْرَأَةٍ فَدَعَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَائِفًا فَنَظَرَ إِلَيْهِمَا فَقَالَ الْقَائِفُ لَقَدِ اشْتَرَكَا فِيهِ فَضَرَبَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِالدُّرَّةِ ثُمَّ دَعَا الْمَرْأَةَ فَقَالَ أَخْبِرِيْنِيْ خَبَرَكِ فَقَالَتْ كَانَ هٰذَا لأَحَدِ الرَّجُلَيْنِ يَأْتِيْنِيْ وَهِيَ فِي إِبِلٍ لأَهْلِهَا فَلَا يُفَارِقُهَا حَتّٰى يَظُنَّ وَتَظُنَّ أَنَّهُ قَدِ اسْتَمَرَّ بِهَا حَبَلٌ ثُمَّ

'' سلیمان بن یسار کہتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ عہد جاہلیت کی اولاد ان لوگوں کے ساتھ الحاق کر دیتے تھے جو اسلام میں آ کر دعویٰ کرتے تھے۔ دو مرد آئے اور ہر ایک ان میں ایک عورت کے بیٹے کا مدعی تھا۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے ایک قیافہ دان بلایا تو اس نے دونوں مرد دیکھے، اور قائف نے کہا: یہ دونوں کا بیٹا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو ایک درہ مارا اور کہا تجھے کیسے معلوم ہوا کہ دونوں کا ہے؟ پھر اس عورت کو بلایا اور کہا تو اپنی کہانی سنا دے۔ عورت نے کہا: ان میں سے ایک مرد میرے پاس آیا کرتا تھا۔ جب میں گھر والوں کے اونٹوں میں رہا کرتی تھی اور یہ جدا نہ ہوتا تھا یہاں تک کہ عورت اور مرد ہر دو کا گمان تھا کہ وہ

(٤٤٥٧) بخاری: ٦٧٧١۔ مسلم: ١٤٥٩۔ ترمذی: ٢١٢٩۔ نسائی: ٣٤٩٤۔ ابوداؤد: ٢٢٦٧۔ ابن ماجہ: ٢٣٤٩۔ احمد: ٢٥٣٦٧.

(٤٤٥٨) ابوداؤد: ٢٢٦٧۔ صحیح، البانی: ١٩٨٤۔ ابن ماجہ: ٢٣٤٩۔ احمد: ٢٥٣٦٧.

(٤٤٥٩) مؤطا: ١٤٥١.

انْـصَـرَفَ عَـنْهَـا فَـأُهْرِيْقَتْ عَلَيْهِ دِمَاءٌ ثُمَّ خَـلَفَ عَـلَيْهَا هٰذَا تَعْنِي الآخَرُ فَلَا أَدْرِيْ مِـنْ أَيِّهِـمَـا هُـوَقَـالَ فَـكَبَّـرَالْـقَـائِفُ فَقَالَ عُـمَـرُلِـلْـغُلَامِ وَالِ أَيَّهُـمَـا شِئْتَ . (رواه مالك‘١٤٥١)

کبھی جدا نہ ہوں گے اور مرد اس کے ساتھ ہی رہے گا پھر وہ اس سے منہ پھیر گیا اور عورت نے اس کے فقدان پر خون بہایا۔ پھر دوسرا مرد اس کے بعد عورت کے ساتھ رہا عورت نے کہا میں نہیں جانتی کہ یہ بچہ ان میں سے کس کا ہے۔ قیافہ دان نے تکبیر کہی۔ اور عمر رضی اللہ عنہ نے لڑکے کو کہا ان دونوں میں سے جس کو تو چاہے والد تسلیم کرلے۔‘‘ (مالک)

شرح: ......اس میں دلیل ہے کہ قیافہ شناسی یعنی کھوجی کا کام شرعاً جائز ہے، اور اس کے ذریعہ حکم کی صحت ثابت ہو جاتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر اظہار مسرت فرمانا اس کے حق ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب و متبنّی[1] تھے، سفید رنگت کے تھے اور ان کے بیٹے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سیاہ رنگت والے تھے۔ لوگ ان میں شک کرتے اور غلط باتیں کرتے تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہت دیگر ہوتے تھے۔

جب اس کھوجی نے کہہ دیا کہ اور بغیر دیکھے کہا، اسے علم نہ تھا کہ یہ کون لیٹے ہوئے ہیں کیونکہ یہ باپ بیٹا ایک چادر تانے لیٹے تھے کہ یہ قدم بتاتے ہیں کہ یہ باپ بیٹا ہیں، عرب کھوجیوں کی بات کو بہت اہمیت دیتے تھے۔ یہ بات سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت مسرور ہوئے کہ لوگوں کی زبانیں بند ہوئیں اور آپ کا روگ ختم ہوا۔ (عون المعبود: ۲/ ۲۴۸)

یہ ساری روایات اسی مفہوم کی تائید کر رہی ہیں کہ قیافہ شناسی یعنی کھوجی کی بات قابل عمل ہے، مگر جب کتاب وسنت سے ٹکرائے تو پھر نہیں۔

٤٤٦٠ـــ عَـنْ أَبِـيْ عُثْمَانَ عَنْ سَعْدٍ رضي الله عنه قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ مَنِ ادَّعَي إِلَى غَيْـرِأَبِيْهِ وَهُوَيَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيْهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَـرَامٌ فَذَكَرْتُهُ لأَبِيْ بَكْرَةَ فَقَالَ وَأَنَا سَمِعَتْهُ أُذْنَـايَ وَوَعَـاهُ قَـلْبِيْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ . (رواه البخاري‘٦٧٦٧)

’’سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جس نے کسی کو باپ بنانے کا دعویٰ کیا جب کہ وہ جانتا ہو کہ اس کا وہ باپ نہیں ہے۔ تو جنت اس پر حرام ہے۔ میں نے یہ بات ابوبکرہ سے ذکر کی تو انہوں نے کہا: میرے کانوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد سنا ہے اور میرے دل نے بھی اسے یاد رکھا ہے۔‘‘ (بخاری)

(٤٤٦٠) بخاری: ٦٧٦٧۔ مسلم: ٦٣۔ ابوداؤد: ٥١١٣۔ ابن ماجه: ٢٦١٠۔ احمد: ١٩٩٥٣۔ دارمی: ٢٨٦٠.

٤٤٦١ـ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ ادَّعٰى لِغَيْرِ أَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُهُ إِلَّا كَفَرَ وَمَنِ ادَّعَى مَا لَيْسَ لَهُ فَلَيْسَ مِنَّا وَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ وَمَنْ دَعَا رَجُلاً بِالْكُفْرِ أَوْ قَالَ عَدُوُّ اللّٰهِ وَلَيْسَ كَذٰلِكَ إِلَّا حَارَ عَلَيْهِ. (رواه مسلم'٦١)

''سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جو انسان اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنی نسبت کرے اور وہ جانتا ہو کہ حقیقت اس کے خلاف ہے تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اور جس نے اس چیز کا دعویٰ کیا جو اس کی نہیں تو وہ ہم میں سے نہیں اور اس نے ٹھکانہ جہنم میں بنایا۔ جس نے دوسرے کو کافر کہا، یا کہا: اے اللہ کے دشمن! اور وہ ایسا نہ ہو تو وہ بات اس کہنے والے کی طرف لوٹ آتی ہے۔'' (مسلم)

٤٤٦٢ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ حِيْنَ نَزَلَتْ آيَةُ الْمُلاَعَنَةِ أَيُّمَا الْمَرْأَةِ أَدْخَلَتْ عَلٰى قَوْمٍ رَجُلاً لَيْسَ مِنْهُمْ فَلَيْسَتْ مِنَ اللّٰهِ فِي شَيْءٍ وَلاَ يُدْخِلُهَا اللّٰهُ الْجَنَّةَ وَأَيُّمَا رَجُلٍ جَحَدَ وَلَدَهُ وَهُوَ يَنْظُرُ إِلَيْهِ احْتَجَبَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْهُ وَفَضَحَهُ عَلٰى رُءُوْسِ الْأَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (رواه النسائي، ٣٤٨١)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا: جو عورت کسی قوم پر اس شخص کو داخل کرے جو ان میں سے نہ ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی واسطہ تعلق نہیں رکھتی۔ نہ اس کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل نہیں کرے گا۔ اور جس مرد نے بیٹے سے انکار کیا اور وہ اس کو دیکھ رہا ہو (یعنی اسے علم ہو کہ یہ میرا ہی بیٹا ہے) تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو اپنے دیکھنے سے حجاب میں رکھ دے گا۔ اور اگلے پچھلے تمام لوگوں کے سامنے اس کو رسوا کرے گا۔'' (نسائی)

شرح: ......۱۔ ایک عورت زنا سے حاملہ ہوتی ہے، شوہر کو اس کا شعور ہی نہیں، یہ سمجھتا ہے کہ بچہ اس کے نطفہ سے ہے، اس سے قوم کا نسب غلیظ ہو جاتا ہے۔ اس لیے یہ عورت اللہ کی رحمت اور اس کے دین سے بے تعلق ہو جاتی ہے۔ اس وعید سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ حکیم ودانا نے نسب کی حفاظت کا کس قدر محفوظ انتظام کر رکھا ہے۔

اتنی وعید اس لیے ہے کہ یہ ناجائز بچہ خاندان کا نہیں اور نہ ہی گھر میں شامل ہے، اس کے باوجود یہ ان حقوق وواجبات کا مستحق ٹھہرے گا۔ جو اس کے نہیں یہ جھوٹ اور بہتان کی قبیح صورت ہے، وہ خرچہ بھی لے گا، وہ وارث بھی بنے گا، اس گھر کی پردہ نشینوں سے متعارف بھی ہوگا۔ اس سے اولاد بھی ہوگی جو دائمی لعنت ہو رہی ہے وہ اس عورت کی وجہ سے ہو رہی ہے، جو اس بہتان باز عورت نے اس خاندان میں حرامزدگی داخل کی ہے۔ اس کی وجہ سے یہ جنت کے

(٤٤٦١) مسلم: ٦١ـ بخاري: ٦٠٤٥ـ ابن ماجه: ٢٣١٩ـ احمد: ٢١٠٦١.

(٤٤٦٢) نسائي: ٣٤٨١ـ ضعيف، البانی: ٢٢٩ـ ابوداؤد: ٢٢٦٣ـ دارمي: ٢٢٣٨ـ مگر یہ دوسری سندوں کی وجہ سے حسن درجہ کی ہے۔ انجاز الحاجه: ٨/ ٥٢.

داخلے اور استحقاق سے بھی محروم رہی ہے۔ سزا کے بعد ممکن ہے داخل ہو جائے لیکن نیکوکاروں اور مقربوں اور داخل ہونے والوں میں ہرگز نہ ہوگی۔

اسی طرح اس آدمی پر بھی اللہ تعالیٰ کا غضب وعذاب ہوتا ہے جسے معلوم ہے کوئی شک نہیں کہ یہ اس کا بچہ ہے لیکن پھر بھی اس کی نفی کرتا ہے اس سے بیزاری اور براءت کا اعلان کرتا ہے۔ بچہ اس کی طرف دیکھ رہا کا مطلب ہے کہ اسے علم ہے کہ یہ بچہ اسی کا ہے اور یہ اس پر شفقت نہیں کرتا، قساوت قلبی کا مظاہرہ کرتا ہے، روگردانی کرتا ہے اور بچہ شفقت پدری کا منتظر ہے۔ اس نے کتنا عظیم جرم کیا ہے کہ اس بچے کا نسب ختم کر دیا وہ دنیا میں بلا نسب ہو گیا، نہ اس کا گھر، اور وہ لوگوں کے سامنے مکروہ اور ناپسندیدہ قرار پایا اور رسوا ہوا۔ لہٰذا جیسا عمل ویسی جزا کے تحت رب کائنات نفرت سے اس آدمی سے پس پردہ ہوں گے۔ اور روز قیامت جہاں اول وآخر سب لوگ جمع ہوں گے اس کے سنگین جرم کا اعلان کریں گے اس کے جھوٹ اور نسب والے بچے کو بے نسب کر کے بے دخل کرنے والے کو تمام لوگوں کے سامنے رسوا کریں گے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۴۵۸)

۲۔ ایک بچہ ہو وہ جانتا ہے میرا باپ فلاں ہے کوئی شک نہیں مگر یہ کسی وجہ سے جو کہ نسب کی بلندی کی طیب بھی ہو سکتی ہے یا کسی دوسرے سے کسی کام نکالنے کی غرض سے نسبت بدل دیتا ہے اور دوسرے کی طرف کرتا ہے کہ فلاں میرا باپ ہے تو اس پر جنت حرام ہے۔

عرب جاہلیت میں غیر باپ کی طرف نسبت کرنا بڑی بات تصور نہ ہوتا تھا، تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا:

﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾ (الاحزاب: ٥)

''انہیں ان کے باپوں کے ناموں سے پکارو۔ یہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف والی بات ہے۔''

لوگ اس سے باز آ گئے مگر اس کے باوجود بعض نام غیر باپ کی طرف منسوب ہوتے رہے ہیں یہ تعارف کے لیے ہوتے تھے، نسب کے لیے نہیں جیسا کہ حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کا نام ہے، اسود حضرت مقداد کے والد نہ تھے یہ متبنّی بنانے والے تھے ان کے حقیقی والد کا نام عمرو بن ثعلبہ تھا۔ یہ صورت اس سزا سے مستثنیٰ ہے کیونکہ یہ نسبت ایک پہچان بن چکی تھی، لوگوں کو علم تھا اسود، مقداد کے حقیقی والد نہیں۔ یہ ایک تعارفی نسبت ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا ناجائز کسی پر کفر کی تہمت لگانا یا غیر اسلامی مذہب کی طرف نسبت کرنا بھی سخت لعنت کا کام ہے۔ (انجاز الحاجہ: ۸/۵۲)

٤٤٦٣۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضٰى أَنَّ كُلَّ مُسْتَلْحَقٍ اُسْتُلْحِقَ بَعْدَ أَبِيهِ الَّذِي يُدْعَى لَهُ

''عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اس کے دادے سے نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فیصلہ کیا ہر وہ جس کو الحاق کرنے کی طلب کی گئی اور اس کو الحاق کیا گیا اس کے باپ کے

(٤٤٦٣) ابوداؤد: ٢٢٦٥۔ حسن، البانی: ١٩٨٢۔ ابن ماجه: ٢٧٤٦۔ احمد: ٧٠٠٢۔ دارمی: ٣١١١.

ادَّعَـاهُ وَرَثَتُهُ فَقَضَى أَنَّ كُلَّ مَنْ كَانَ مِنْ أَمَةٍ يَـمْـلِـكُـهَـا يَـوْمَ اَصَـابَـهَـا فَـقَـدْ لَحِقَ بِمَنِ اسْتَـلْـحَـقَـهُ وَلَيْـسَ لَـهُ مِمَّا قُسِمَ قَبْلَهُ مِنَ الْـمِيْـرَاثِ شَـيْءٌ وَمَا أَدْرَكَ مِنْ مِيْرَاثٍ لَمْ يُـقْسَـمْ فَـلَـهُ نَصِيْبُهُ وَلاَيَلْحَقُ إِذَا كَانَ أَبُوْهُ الَّـذِيْ يُـدْعٰى لَهُ أَنْكَرَهُ وَإِنْ كَانَ مِنْ أَمَةٍ لَمْ يَـمْـلِكْهَا أَوْمِنْ حُرَّةٍ عَاهَرَبِهَا فَإِنَّهُ لاَيَلْحَقُ بِــهِ وَلاَيَـرِثُ وَإِنْ كَـانَ الَّـذِيْ يُدْعٰى لَـهُ هُـوَادَّعَـاهُ فَهُـوَ وَلَـدُ زَنْيَةٍ مِنْ حُرَّةٍ كَانَ أَوْ أَمَةٍ . (رواه أبوداود‘٢٢٦٥)

بعد اور اس کے ورثاء نے دعویٰ کیا تو فیصلہ یہ دیا کہ ہر مولود جو اس لونڈی سے پیدا ہوا جس کا مدعی بوقت جماع مالک تھا، تو اس کا الحاق مدعی کے ساتھ کیا جائے گا۔ اور الحاق سے پہلے جو میراث تقسیم ہوچکی ہے اس کا یہ وارث نہ ہوگا۔ اور میراث تقسیم نہ ہوئی ہو اور یہ پہنچ جائے تو اس سے اپنا حصہ وصول کرے گا۔ اور اس کو الحاق نہ کیا جائے گا جس کے بیٹا ماننے سے وہ شخص انکار کر چکا ہو جس کا بیٹا قرار دینے کا دعویٰ کیا جاتا ہے۔ اگر اس لونڈی کا بیٹا ہو جس کا مدعی شخص مالک نہیں تھا یا آزاد عورت کے ساتھ زنا کیا تھا تو اس مولود کا مدعی کے ساتھ الحاق نہ کیا جائے گا۔ اگرچہ جس کی طرف نسبت کی جاتی ہے بذاتِ خود اس نے ہی دعویٰ کیا ہو کیونکہ وہ بچہ زنا کی پیداوار ہے عورت آزاد ہو یا غلام۔'' (ابوداؤد)

٤٤٦٤۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاَمُسَـاعَاةَ فِي الْإِسْلاَمِ مَنْ سَاعَى فِـي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَدْلَحِقَ بِعَصَبَتِهِ وَمَنِ ادَّعَى وَلَـدًا مِـنْ غَيْرِرِشْدَةٍ فَلاَيَرِثُ وَلاَيُوْرَثُ . (رواه أبوداود‘٢٢٦٤)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: اسلام میں زنا حرام ہے۔ جس نے جاہلیت میں زنا کیا ہوگا تو اس کی اولاد اس کے رشتہ داروں کو مل جائے گی۔ اور جس نے بغیر نکاح صحیح کے بیٹے کا دعویٰ کیا تو نہ وہ وارث بنے گا اور نہ ہی بنایا جائے گا۔'' (ابوداؤد)

شــرح: ......اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ ایک آدمی فوت ہوتا ہے، اس کے ورثاء کسی کو اس کا بیٹا باور کراتے ہیں۔ اگر اس مرنے والے نے اقرار کیا تھا کہ یہ میرا بیٹا ہے تو اسے اس کے نسب سے ملایا جائے گا اور وہ اس کا وارث ہوگا۔ مگر اس مال سے ہوگا جو ابھی تقسیم نہیں ہوا جو اس کے نسب ملانے سے پہلے تقسیم ہو چکا سو ہو چکا اس کا وارث نہ ہوگا، اگر مرنے والے نے اس کے نسب کا انکار کیا ہے تو پھر یہ ملایا گیا لڑکا نہ تو اس کی طرف منسوب ہوگا نہ ہی وارث ہوگا۔ (عون المعبود: ۲/ ۲۴۷)

(٤٤٦٤) ابوداود: ٢٢٦٤ـ ضعيف، الباني: ٤٩٨.

٤٤٦٥ـ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ كُنْتُ جَالِساً عِنْدَالنَّبِيِّ ﷺ فَجاءَ رَجُلٌ مِّنَ الْيَمَنِ فَقَالَ إِنَّ ثَـلاثَةَ نَفَرٍمِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ أَتَوْا عَلِيًّا يَخْتَصِمُوْنَ إِلَيْهِ فِي وَلَدٍ وَقَدْ وَقَعُوْا عَلَى امْرَأَةٍ فِي طُهْرٍواحِدٍ فَقَالَ لِإِثْنَيْنِ مِنْهُمَا طِيْبَابِالْوَلَدِ لِهٰذَا فَغَلَيَا ثُمَّ قَالَ لِإِثْنَيْنِ طِيْبَا بِالْوَلَدِ لِهٰذَا فَغَلَيَا ثُمَّ قَالَ لِإِثْنَيْنِ طِيْبَابِالْوَلَدِ لِهـذَا فَغَلَيَا فَقَالَ أَنْتُمْ شُرَكَاءُ مُتَشَاكِسُوْنَ إِنِّي مُقْرِعٌ بَيْنَكُمْ فَمَنْ قُرِعَ فَلَهُ الْوَلَدُ وَعَلَيْهِ لِصَاحِبَيْهِ ثُلُثَا الدِّيَةِ فَأَقْرَعَ بَيْنَهُمْ فَجَعَلَهُ لِمَنْ قُرِعَ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى بَدَتْ أَضْرَاسُهُ أَوْنَوَاجِذُهُ. (رواه أبوداود'٢٢٦٩)

''سیدنا زید بن ارقم بیان کرتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھا تھا۔ اتنے میں یمن سے ایک آدمی آیا۔ اس نے کہا: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس تین آدمی آئے، وہ ایک لڑکے کے متعلق جھگڑتے تھے۔ اور وہ تینوں مرد ایک عورت سے اس کے ایک طہر میں ہم بستر ہوئے تھے۔ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان میں سے دو سے کہا: تم اپنی خوشی سے لڑکا اس کو دیدو! تو انہوں نے انکار کیا۔ پھر دو کو ملا کر کہا تم دونوں بخوشی لڑکا اس کو دیدو! تو انہوں نے بھی انکار کر دیا۔ پھر دو کو ملا کر کہا تم دونوں اپنی رضا سے لڑکا اس کو دیدو! تو انہوں نے بھی انکار کیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم سخت مزاج جھگڑالو ہو۔ میں تمہارے درمیان قرعہ ڈالوں گا جس کا قرعہ نکلا بچہ اس کا ہوگا اور لڑکے کی دیت کا دو تہائی حصہ وہ دوسرے دو کو ادا کرے گا۔ پھر قرعہ نکال کر لڑکا اس کو دیا جس کا قرعہ نکلا تھا۔ پس رسول اللہ ﷺ اتنے ہنسے کہ آپ ﷺ کے چبانے والے دانت یا نوکیلے دانت ظاہر ہوئے۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......اس میں یہ دلیل ہے کہ اولاد صرف ایک باپ کے ساتھ ملائی جائے گی۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بچہ بذریعہ قرعہ بھی باپ سے ملایا جا سکتا ہے۔ اور جہاں دونوں جانب سے گواہ ہوں فیصلہ نہ ہو پائے تو قرعہ سے فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح وراثت، حصے بانٹنے یا ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو ان کو سفر میں ساتھ لے جانے میں قرعہ ڈالا جا سکتا ہے۔

قیافہ شناسی کھوج کا کام اور قرعہ میں تعارض نہیں، جہاں قیافہ شناسی سے کام درست ہو وہاں وہ کیا جائے اور جہاں قرعہ اندازی سے ہو اس سے کام لینا چاہیے۔ (عون المعبود: ۲/ ۲۴۸)

٤٤٦٦ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنِ ادَّعٰى إِلَى غَيْرِأَبِيْهِ أَوِ انْتَمٰى إِلٰى غَيْرِمَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ الْمُتَتَابِعَةُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. (رواه أبوداود'٥١١٥)

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے ہوئے سنا: جس نے اپنے باپ کو ترک کر کے غیر باپ کی، طرف نسبت کی یا اپنے مالکوں کو ترک کر کے غیر مالکوں کی طرف نسبت کی، تو اس پر تا یوم قیامت اللہ کی لعنت برستی رہے گی۔'' (ابوداؤد)

(٤٤٦٥) ابوداؤد: ٢٢٦٩ـ صحيح، البانی: ١٩٩٦ـ النسائی: ٣٤٩٠ـ ابن ماجه: ٢٣٤٨.

(٤٤٦٦) ابوداؤد: ٥١١٥ـ صحيح، البانی: ٤٢٦٨.

٤٤٦٧۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ سِنَانٍ أَنَّهٗ أَسْلَمَ وَأَبَتِ امْرَأَتُهٗ أَنْ تُسْلِمَ فَأَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتِ ابْنَتِي وَهِيَ فَطِيْمٌ أَوْشَبَهُهُ وَقَالَ رَافِعُ ابْنَتِيْ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ اقْعُدْ نَاحِيَةً وَقَالَ لَهَا أُقْعُدِي نَاحِيَةً قَالَ وَاَقْعَدَ الصَّبِيَّةَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ قَالَ ادْعُوَاهَا فَمَالَتِ الصَّبِيَّةُ إِلَى أُمِّهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اللّٰهُمَّ اهْدِهَا فَمَالَتِ الصَّبِيَّةُ إِلَى أَبِيْهَا فَأَخَذَهَا. (رواه أبوداود'٢٢٤٤)

''سیدنا رافع بن سنان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ مسلمان ہو گیا جبکہ اس کی بیوی نے اسلام لانے سے انکار کر دیا۔ عورت نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر بچی لینے کی درخواست کی۔ اور عرض کیا: بیٹی میں لوں گی بچی دودھ چھوڑ چکی تھی۔ رافع نے کہا: بیٹی تو میری ہے۔ پس آپ ﷺ نے رافع کو حکم دیا کہ ایک کونے میں بیٹھے۔ اور عورت کو دوسرے کونے میں بیٹھایا، اور ان دونوں کے درمیان بچی کو بٹھایا۔ پھر دونوں کو فرمایا: تم بلاؤ! تو بچی ماں کی طرف مائل ہوئی۔ آپ ﷺ نے دعا کی یا اللہ! بچی کو ہدایت دے تو بچی باپ کی طرف مائل ہو گئی۔'' (ابوداود)

٤٤٦٨۔ عَنْ سُنَيْنٍ أَبِي جَمِيْلَةَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ أَنَّهٗ وَجَدَ مَنْبُوْذًا فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ فَجِئْتُ بِهِ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلَى أَخْذِ هٰذِهِ النَّسَمَةِ فَقَالَ وَجَدْتُهَا ضَائِعَةً فَأَخَذْتُهَا فَقَالَ لَهُ عَرِيْفُهُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِنَّهٗ رَجُلٌ صَالِحٌ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ أَكَذٰلِكَ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اذْهَبْ فَهُوَ حُرٌّ وَلَكَ وَلَاؤُهٗ وَعَلَيْنَا نَفَقَتُهٗ. (رواه مالك'١٤٤٨)

سنین ابو جمیلہ ''جو کہ بنو سلیم کا ایک آدمی تھا'' نے کہا: ''مجھے عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں ایک گرا ہوا بچہ۔ ملا تو میں عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے دیکھ کر کہا: اس بچے کو اٹھانے پر تجھے کس چیز نے مائل کیا ہے؟ میں نے کہا: میں نے اس کو ضائع ہوتے دیکھا تو اٹھایا۔ عمر رضی اللہ عنہ میرے اوپر شبہ کرنے لگے۔ میرے شناخت کرنے والے نے کہا: یہ ایک نیک آدمی ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے تاکیداً کہا کیا یہ ایسا ہی ہے؟ تو شناختی نے کہا: ہاں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کو تو ہی لے جا، اور یہ آزاد ہے، اس کی ولاء تیرے لیے اور اس کے اخراجات ہمارے ذمہ ہیں۔'' (مالک)

٤٤٦٩۔ زاد رزين: وَوُلَاةُ الْمُسْلِمِيْنَ يَرِثُوْنَهٗ وَيَعْقِلُوْنَ عَنْهُ'وَهُوَ الَّذِىْ ذُكِرَ فِى رِوَايَتِهِ: عِيْسَى الْغَوِيْرُ أَبْؤُساً.

'' رزین رحمہ اللہ نے مزید بیان کیا ہے: مسلمانوں کے حاکم اس کے وارث ہوں گے، اور اس کی طرف سے دیت ادا کریں گے۔ اور اس مفہوم کو سابق روایت میں بیان کیا کہ قریب ہے بچہ بھوکا ہوگا۔''

(٤٤٦٧) ابوداؤد: ٢٢٤٤۔ صحیح، البانی: ١٩٦٣۔ احمد: ٢٣٢٤٥.

(٤٤٦٨) مؤطا: ١٤٤٨.

شــرح: ......۱۔میاں بیوی میں سے ایک مسلمان ہو جائے تو مسلمان بچے کا زیادہ حقدار ہے، خواہ وہ عورت ہو، خواہ وہ مرد ہو۔ (عون المعبود:۲/ ۲۴۰)

۲۔ ثابت ہوا کہ گرا ہوا بچہ ملے تو پکڑنے والا اس کا ذمہ دار بن سکتا ہے۔ باپ کی نسبت نہ کرے کوئی ذمہ دارانہ نسبت کرسکتا ہے اور اس بچے کے اخراجات حکومت وقت اٹھائے گی۔ اگر وہ نہیں اٹھاتی تو وہ خود اٹھا سکتا ہے، جس نے پکڑا ہے، اسلامی حکومت ہوتو وہ اس کی کفالت کی ذمہ دار ہوگی۔

العدة والاستبراء والإحداد والحضانة

عدت استبراء (یعنی پاکی حاصل کرنا) سوگ اور پرورش کا حق

٤٤٧٠ـ عَـنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ بْنِ السَّكَنِ الْأَنْـصَـارِيَّةِ أَنَّهَـا طُلِّقَتْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ يَكُنْ لِلْمُطَلَّقَةِ عِدَّةٌ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَـزَّوَجَـلَّ حِيْـنَ طُـلِّـقَـتْ أَسْـمَاءُ بِالْعِدَّةِ لِلطَّلَاقِ. (رواه أبوداود ٢٢٨١)

''اسماء بنت یزید بن سکن انصاریہ کا بیان ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے عہد میں طلاق دی گئی۔ مطلقہ کی عدت پہلے نہیں ہوا کرتی تھی۔ چنانچہ جب اسماء کو طلاق ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے طلاق کی عدت کا حکم نازل کیا۔'' (ابوداود)

شــرح: ......یعنی سب سے پہلی عورت حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا ہیں جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور مطلقہ کی عدت کی مدت مقرر ہوئی۔ وہ آیت یہ ہے:

﴿وَ الْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ﴾ (البقرة: ٢٢٨)

''اور طلاق یافتہ عورتیں اپنا انتظار کریں تین ماہواریاں اور اب یہ عدت مطلقہ کے لیے متعین ہے۔'' (عون المعبود:۲/ ۲۵۲)

٤٤٧١ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ﴿وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَـرَبَّـصْـنَ بِـأَنْفُسِهِنَّ ثَـلَاثَةَ قُرُوْءٍ﴾ وَقَالَ ﴿وَالّٰلَائِـيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُـمْ فَـعِـدَّ تُهُنَّ ثَـلَاثَةُ أَشْهُرٍ﴾ فَنُسِخَ مِنْ ذٰلِكَ وَقَالَ﴿ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مطلقہ عورتیں اپنی جان تین حیض تک روکے رکھیں۔ اور فرمایا: وہ جو تمہاری عورتوں میں سے حیض آنے سے مایوس ہوں اگر تمہیں شک ہو تو ان کی عدت تین ماہ ہے۔ تو سابقہ آیت کے عام مفہوم میں سے اس نوع کو منسوخ کر دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(٤٤٧٠) ابوداؤد: ٢٢٨١ـ حسن، البانی: ١٩٩٦.

(٤٤٧١) ابوداؤد: ٢٢٨٢ـ حسن، البانی: ١٩٩٧ـ نسائی: ٢٤٩٩.

تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا﴾. (رواه أبوداود'۲۲۸۲)

اگر تم ان کو طلاق دو اس سے پہلے کہ تم نے ان کو ہاتھ لگایا۔ پس تمہارے لیے ان پر عدت واجب نہیں کہ تم ان پر عدت شمار کرو۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......اصل میں عدت منسوخ نہیں ہوئی اس میں سے بعض صورتیں مستثنیٰ ہیں۔ مطلقہ حیض والی ہوتو اس کی عدت تین ماہواریاں ہے۔ اگر مطلقہ ایسی عورت ہے جسے حیض نہیں آتا یا کسی وجہ سے اس کی عدت میں شک پیدا ہوا ہے تو پھر تین ماہ عدت ہے حیض نہیں۔ اور ایک صورت وہ ہے جس میں مطلقہ پر عدت ہی نہیں وہ یہ ہے کہ بیوی کو چھوا نہیں اس سے پہلے ہی طلاق ہو جاتی ہے، اس کی کوئی عدت نہیں۔ کیونکہ استبرائے رحم کا معاملہ پیدا ہی نہیں ہوا۔ (عون المعبود:۲/۲۵۳)

٤٤٧٢ ـ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنَّهَا انْتَقَلَتْ حَفْصَةَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرِ الصِّدِّيْقِ حِيْنَ دَخَلَتْ فِي الدَّمِ مِنَ الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَتْ صَدَقَ عُرْوَةُ وَقَدْ جَادَلَهَا فِي ذٰلِكَ نَاسٌ فَقَالُوْا إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُوْلُ فِي كِتَابِهِ ﴿ثَلَاثَةَ قُرُوْءٍ﴾ فَقَالَتْ عَائِشَةُ قَدْ صَدَقْتُمْ تَدْرُوْنَ مَا الْأَقْرَاءُ إِنَّمَا الْأَقْرَاءُ الْأَطْهَارُ، وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَابَكْرِ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ يَقُوْلُ مَا أَدْرَكْتُ أَحَدًا مِنْ فُقَهَائِنَا إِلَّا وَهُوَ يَقُوْلُ هٰذَا يُرِيْدُ قَوْلَ عَائِشَةَ. (رواه مالك'۱۲۲۱)

''عروہ بن زبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حفصہ بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کو تیسرے حیض میں داخل ہوتے ہی منتقل کر دیا۔ ابن شہاب زہری رحمہ اللہ کا بیان ہے: مجھے یہ خبر پہنچی تو میں نے اس کا ذکر عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے کیا۔ اس نے کہا: عروہ درست کہتے ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس مسئلے میں لوگوں نے بحث بھی کی تھی۔ انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں پورے تین قروء (حیض) کا ذکر کیا ہے۔ جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو خبر پہنچی تو انہوں نے کہا: یہ بات تم درست کہتے ہو۔ کیا تم جانتے ہو کہ اقراء کیا ہے؟ قرء کا معنی یہاں طہر ہے۔ ابن شہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن کو بیان کرتے ہوئے سنا: اس نے کہا: میں نے اپنے علما کو صرف وہ کہتے سنا ہے جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہے۔'' (مالک)

شرح: ......انہوں نے طہر کو عدت قرار دے کر تیسرے حیض میں داخل ہوتے ہی کہا کہ عدت ختم ہو چکی جس گھر میں پابند تھیں، اس سے منتقل ہو گئیں۔ کیونکہ تین طہر ہو چکے تھے۔ یہی نظریہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے کہ تین طہر عدت ہے قروء سے مراد طہر ہے۔ (شرح زرقانی:۲/۲۰۳)

(٤٤٧٢) مؤطا: ١٢٢١.

ان کی دلیل یہ ہے:

﴿فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ﴾ (الطلاق : ۱)

''انہیں عدت کے لیے طلاق دو۔''

چونکہ طلاق طہر میں دی جاتی ہے لہٰذا قروء سے مراد طہر ہے، حیض نہیں۔ انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے واقعہ سے بھی استدلال کیا ہے، جب انہوں نے بیوی کو طلاق دی تھی کہ عورت سے رجوع کرو یہاں تک کہ وہ طہر میں ہو جائے پھر اسے حیض آئے پھر طہر میں ہو، اس میں عدت کی ابتداء کا ذکر ہے جو کہ طہر ہے۔

مگر جو قروء سے مراد حیض لیتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ اصل عدت تین حیض ہے، ان سے متبادل تین ماہ لیے گئے ہیں تو عدت تین حیض ہوئی اور نبی ﷺ نے استحاضہ والی سے فرمایا تھا: اپنے حیض کے دنوں میں نماز چھوڑ دے۔ (ابوداؤد: ۲۸۱، کتاب الطہارۃ، باب فی المرأۃ تشخاض) یہاں اقرائھا کا لفظ کہا تھا اور حیض مراد لیا تھا۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ راجح بات یہی ہے قرآن اور حدیث نے قروء کا معنی حیض ہی واضح کیا ہے، طہر نہیں۔ لہٰذا مطلقہ عورت تین حیض گزار کر پاک ہو تو اس کی عدت ختم ہوتی ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۴۷۵)

٤٤٧٣ـ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَيُّمَا امْرَأَةٍ طُلِّقَتْ فَحَاضَتْ حَيْضَةً أَوْ حَيْضَتَيْنِ ثُمَّ رَفَعَتْهَا حَيْضَتُهَا فَإِنَّهَا تَنْتَظِرُ تِسْعَةَ أَشْهُرٍ فَإِنْ بَانَ بِهَا حَمْلٌ فَذٰلِكَ وَإِلَّا اعْتَدَّتْ بَعْدَ تِسْعَةِ أَشْهُرٍ ثَلَاثَةَ أَشْهُرٍ حَلَّتْ . (رواه مالك'١٢٣٧)

''سعید بن مسیّب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس طلاق یافتہ عورت کو ایک یا دو حیض گذرنے کے بعد حیض بند ہو گیا تو وہ نو ماہ انتظار کرے۔ پس اگر حمل ظاہر ہوا تو بہتر ورنہ اس کے بعد تین ماہ عدت گذار کر پھر حلال ہو۔'' (مالک)

شــــرح: ......ایک مطلقہ عورت ہے اسے ایک یا دو حیض آتے ہیں، پھر حیض آنا بند ہو جاتا ہے، یہ نو ماہ تک حیض کے آنے کا انتظار کرے گی، اگر حمل ظاہر ہو جائے تو اس کی شادی وضع حمل تک جائز نہیں۔ اگر حمل ظاہر نہیں ہوا تو یہ تین ماہ تک مزید انتظار کرے، اس کے بعد اس کے لیے شادی کرنا حلال ہے۔ (شرح زرقانی: ۲/۲۱۲)

٤٤٧٤ـ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِبْنِ عَفْرَاءَ أَنَّهَا اخْتَلَعَتْ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ ﷺ أَوْ أُمِرَتْ أَنْ تَعْتَدَّ بِحَيْضَةٍ . (رواه الترمذي'١١٨٥)

''ربیع بنت معوذ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کے عہد میں خلع کرایا۔ پس نبی کریم ﷺ نے حکم دیا یا مجھے دیا گیا کہ ایک حیض عدت پوری کروں۔'' (الترمذی)

(٤٤٧٣) مؤطا: ١٢٣٧.

(٤٤٧٤) ترمذی: ١١٨٥ـ صحیح، البانی: ٩٤٥ـ نسائی: ٣٤٩٨ـ ابن ماجه: ٢٠٥٨.

٤٤٧٥ـ عَـنْ نَـافِعٍ أَنَّ رُبَيِّعَ بِنْتَ مُعَوِّذٍ بْنِ عَفْرَاءَ جَاءَ تْ هِيَ وَعَمُّهَا إِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَأَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا اخْتَلَعَتْ مِنْ زَوْجِهَا فِيْ زَمَـانِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ عُثْمَانَ بْنَ عَـفَّـانَ فَـلَمْ يُنْكِرْهُ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عِدَّتُهَا عِدَّةُ الْمُطَلَّقَةِ. (رواه مالك'١٢٠٠)

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ربیع بنت معوذ اور اس کی پھوپھی سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی۔ اور عرض کیا: میں نے اپنے خاوند سے خلع کرایا عہد عثمان رضی اللہ عنہ میں اور ان کو خبر پہنچی تو انہوں نے انکار نہیں۔کیا چنانچہ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا: تیری عدت وہ ہے جو مطلقہ کی عدت ہے۔(مالک)

٤٤٧٦ـ ولأبـي داود عَـنِ ابْـنِ عُمَرَ: عِدَّةُ الْمُخْتَلِعَةِ عِدَّةُ الْمُطَلَّقَةِ. (رواه أبوداود، ٢٢٣٠)

''ابوداؤد میں سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے خلع کرانے والی کی عدت مطلقہ کی عدت ہے۔'' (ابوداؤد)

٤٤٧٧ـ عَـنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ أمْرَأَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْـسٍ اخْتَـلَـعَـتْ مِـنْ زَوْجِهَا عَلٰى عَهْدِ الـنَّبِيِّ ﷺ فَـأَمَـرَهَـا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تَـعْتَدَّ بِحَيْضَةٍ. (رواه الترمذي'١١٨٥)

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ثابت بن قیس بن شماس کی بیوی نے اپنے خاوند سے عہد نبوی ﷺ میں خلع کرایا۔ تو آپ ﷺ نے اس کو ایک حیض عدت گذارنے کا حکم دیا۔'' (ترمذی)

شرح: ......خلع والی کی عدت میں اختلاف ہے، زیادہ تر علمائے کرام خلع والی کی عدت عام مطلقہ عورت جتنی یعنی تین ماہواریاں ہی قرار دیتے ہیں، اور یہ بھی کافی تعداد میں ہیں جو خلع والی کی عدت ایک ماہواری قرار دیتے ہیں اور یہی قوی مذہب ہے کہ ایک ماہواری ہے۔ احادیث صحیحہ اسی کی تائید کرتی ہیں۔

٤٤٧٨ـ عَـنْ أُمِّ سَـلَـمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ امْـرَأَـةً مِـنْ أَسْـلَـمَ يُـقَالُ لَهَا سُبَيْعَةُ كَانَتْ تَـحْـتَ زَوْجِهَـا تُـوُفِّـيَ عَـنْهَاوَهِيَ حُبْلٰى فَـخَـطَبَهَـا أَبُوْالسَّنَابِلِ بْنُ بَعْكَكٍ فَأَبَتْ أَنْ تَـنْـكِـحَهُ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَايُصْلِحُ أَنْ تَنْكِحِيْهِ

''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت بنو اسلم کے خاندان سے تھی، اس کو سبیعہ کہا جاتا تھا، اس کا خاوند فوت ہوا تو وہ حاملہ تھی۔ پس اس کو ابوسنابل بن بعکک نے پیغام نکاح دیا تو عورت نے نکاح کرنے سے انکار کر دیا۔ اس نے کہا: تو دو عدتوں میں سے آخری عدت گذارنے سے پہلے نکاح نہیں

(٤٤٧٥) مؤطا: ١٢٠٠.

(٤٤٧٦) ابوداؤد: ٢٢٣٠ـ ٢٢٢ـ صحيح موقوف: ١٩٥١.

(٤٤٧٧) ترمذی: ١١٨٥ـ البانی: ٩٤٦ـ ابوداود: ٢٢٢٩.

(٤٤٧٨) بخاری: ٥٣١٨ـ مسلم: ١٤٨٥ـ ترمذی: ١١٩٤ـ نسائی: ٣٥٢٢ـ ابوداؤد: ٢٣٠٧ـ احمد: ٢٦١٧٥ـ مؤطا: ١٢٥٣ـ دارمی: ٢٢٧٩.

حَتّٰـى تَـعْتَـدِّي آخِرَ الأَجَلَيْنِ فَمَكَثَتْ قَرِيْباً مِـنْ عَشْـرِ لَيَالٍ ثُمَّ جَاءَ تِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ انْكِحِيْ . (رواه البخاري‘٥٣١٨)

کر سکتی ہے۔ وہ دس دن بعد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو نکاح کر سکتی ہے۔'' (بخاری)

٤٤٧٩ـ وَمِنْ رِوَايَاتِهِ: أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الـرَّحْـمٰـنِ وَابْـنَ عَبَّـاسٍ اجْتَمَعَا عِنْدَأَبِي هُرَيْرَةَ وَهُمَا يَذْكُرَانِ الْمَرْأَةَ تُنْفَسُ بَعْدَوَفَاةِ زَوْجِهَـا بِـلَيَـالٍ فَـقَـالَ ابْـنُ عَبَّاسٍ عِدَّتُهَا آخِـرُالأَجَـلَـيْـنِ وَقَـالَ أَبُـوْسَلَمَةَ قَدْحَلَّتْ فَـجَـعَلاَيَتَنَازَعَانِ ذٰلِكَ قَالَ فَقَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ أَنَـامَعَ ابْنِ أَخِيْ يَعْنِي أَبَاسَلَمَةَ فَبَعَثُوْا كُرَيْبًا مَـوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ إِلٰى أُمِّ سَلَمَةَ يَسْأَلُهَا عَنْ ذٰلِكَ فَجَاءَ هُمْ فَأَخْبَرَهُمْ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ قَالَتْ إِنَّ سُبَيْعَةَ الأَسْلَمِيَّةَ نُفِسَتْ بَعْدَوَفَاةِ زَوْجِهَا بِـلَيَـالٍ وَإِنَّهَا ذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَمَرَهَا أَنْ تَتَزَوَّجَ . (رواه مسلم‘١٤٨٥)

''ان کی روایات میں سے ہے کہ سیدنا ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس عورت کے بارے میں اختلاف کیا جس نے خاوند کے فوت ہونے کے بعد چند رات گذرنے پر وضع حمل کر دیا۔ پس سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کی عدت وہ ہے جو آخر میں پوری ہو جبکہ سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ حلال ہو چکی ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اپنے بھائی کے بیٹے ابوسلمہ کے ساتھ ہوں۔ پس انہوں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس مسئلہ پوچھنے کے لیے کریب رحمہ اللہ کو روانہ کیا۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ سبیعہ اسلمیہ کے خاوند کے فوت ہونے کے چند رات بعد اس نے وضع حمل کیا اور وہ نفاس میں تھیں۔ لہٰذا اس نے نبی کریم ﷺ سے ذکر کیا تو آپ ﷺ نے اس کو نکاح کرنے کا حکم دیا۔'' (مسلم)

٤٤٨٠ـ وَمِـنْهَـا: وَلَدَتْ سُبَيْعَةُ الأَسْلَمِيَّةُ بَـعْـدَ وَفَـاةِ زَوْجِهَـابِنِصْفِ شَهْرٍ فَخَطَبَهَا رَجُلاَنِ أَحَـدُهُـمَـا شَـابٌّ وَالآخَـرُ كَهْلٌ فَحَطَّتْ إِلَى الشَّابِّ فَقَالَ الْكَهْلُ لَمْ تَحْلِلْ وَكَـانَ أَهْـلُهَـا غُيَّبـاًفَرَجَا إِذَا جَاءَ أَهْلُهَا أَنْ يُـؤْثِرُوْهُ بِهَا فَجَاءَ تْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ

''ان سے یہ روایت بھی ہے کہ اس نے اپنے خاوند کی وفات کے نصف مہینے بعد بچہ جنا تو اس کو دو مردوں نے پیغام نکاح دیا ایک جوان تھا اور دوسرا بوڑھا تھا ان کا رجحان جوان کی طرف تھا۔ چنانچہ زیادہ عمر والے نے کہا: ابھی تیری عدت پوری نہیں ہوئی۔ عورت کے متولی سفر پر تھے اور بوڑھے کو امید تھی کہ وہ آئے تو اس کو ترجیح دینگے۔ پس وہ عورت نبی کریم ﷺ کے

(٤٤٧٩) مسلم: ١٤٨٥ـ بخاری: ٤٩١٠ـ نسائی: ٣٥٢٧ـ دارمی: ٢٢٨٠.

(٤٤٨٠) نسائی: ٣٥١٠ـ صحیح، البانی: ٣٢٨٤ـ بخاری: ٥٣١٨ـ مسلم: ١٤٨٥ـ ترمذی: ١١٩٤ـ احمد: ٢٦١٧٥ـ مؤطا: ١٢٥٣ـ دارمی: ٢٢٨٠.

قَـدْحَـلَـلْـتِ فَـانْكِحِي مَنْ شِئْتِ . (رواه النسائي، ٣٥١٠)

پاس حاضر ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو حلال ہو چکی ہے جس سے چاہے نکاح کر۔'' (نسائی)

٤٤٨١ـ عَـنْ أَبِـي سَـلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَـالَ قِيْـلَ لِإِبْـنِ عَبَّـاسٍ فِي امْرَأَةٍ وَضَعَتْ بَـعْـدَوَفَاةِ زَوْجِهَا بِعِشْرِيْنَ لَيْلَةً أَيَصْلُحُ لَهَا أَنْ تَزَوَّجَ قَالَ لاَ إِلَّا آخِرَ الأَجْلَيْنِ قَالَ قُلْتُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ﴿وَأُولاَتُ الْأَحْمَالِ أَجَـلُهُـنَّ أَنْ يَّـضَـعْـنَ حَمْلَهُنَّ﴾ فَقَالَ إِنَّمَا ذٰلِكَ فِي الطَّلاَقِ فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ أَنَامَعَ ابْنِ أَخِـيْ بِنَحْوِهِ، وَفِيْهِ: وَضَعَتْ بَعْدَوَفَاةِ زَوْجِهَا بِعِشْرِيْنَ لَيْلَةً . (رواه النسائي، ٣٥١١)

''سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اس عورت کے متعلق پوچھا گیا: جس نے خاوند کی وفات کے بیس دن بعد بچہ جنا تو کیا وہ شادی کر سکتی ہے؟ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا: نہیں، یہاں تک کہ وہ دو عدتوں میں سے آخری عدت پوری کر لے۔ چنانچہ میں نے سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کہا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (اور حمل والی عورتوں کی عدت یہ ہے کہ وہ اپنا حمل وضع کر دیں) سیدنا عبداللہ ابن عباس نے کہا: یہ تو طلاق کے بیان میں ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اپنے بھتیجے کے ساتھ ہوں۔ مثل حدیث سابق ہے۔ اور اس روایت میں مذکور ہے کہ عورت نے بیس ایام بعد وفاتِ زوج وضع حمل کیا تھا۔'' (نسائی)

٤٤٨٢ـ وَمِنْهَا: قُتِلَ زَوْجُ سُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةِ وَهِـيَ حُبْـلَـى فَوَضَعَتْ بَعْدَمَوْتِهِ بِأَرْبَعِيْنَ لَيْـلَةً فَـخُـطِبَتْ فَأَنْكَحَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ . (رواه البخاري، ٤٩١٠)

''ایک روایت میں ہے سبیعہ کا خاوند قتل کیا گیا اس نے اس کی وفات کے بعد چالیس رات گذرنے پر وضع حمل کیا پھر اس کو پیغام نکاح دیا گیا تو آنحضرت ﷺ نے اس کا عقد کرا دیا۔'' (نسائی)

٤٤٨٣ـ وَمِـنْـهَـا: قَـالَ أَبُـوْسَـلَمَةَ أَخْبَرَنِي رَجُـلٌ مِـنْ أَصْـحَـابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ سُبَيْعَةَ الْاَسْـلَـمِيَّةَ جَـاءَ تْ إِلٰـى رَسُوْلِ اللّٰـهِ ﷺ فَـقَـالَـتْ تُـوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَهِيَ حَامِلٌ

'' ان میں سے ایک یہ روایت ہے کہ ابوسلمہ نے کہا: مجھے ایک صحابی نے یہ خبر دی ہے کہ سبیعہ آپ ﷺ کے پاس گئی۔ اور عرض کیا: اس کا خاوند فوت ہو گیا ہے اور چار ماہ گذرنے سے کم مدت میں بچہ جنا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس کو نکاح کرنے کا

(٤٤٨١) نسائی: ٣٥١١ـ صحیح، البانی: ٣٢٨٥ـ بخاری: ٥٣١٨ـ مسلم: ١٤٨٥ـ ترمذی: ١١٩٤ـ احمد: ٢٦١٧٥ـ مؤطا: ١٢٥٣ـ دارمی: ٢٢٨٠.

(٤٤٨٢) بخاری: ٤٩١٠ـ مسلم: ١٤٨٥ـ ترمذی: ١١٩٤ـ نسائی: ٣٥٢٢ـ ابوداؤد: ٣٣٠٧ـ احمد: ٢٦١٧٥ـ مؤطا: ١٢٥٣ـ دارمی: ٢٢٨٠.

(٤٤٨٣) نسائی: ٣٥١٧ـ صحیح، البانی: ٣٢٩١ـ بخاری: ٥٣١٨ـ مسلم: ١٤٨٥ـ ترمذی: ١١٩٤ـ احمد: ٢٦١٧٥ـ مؤطا: ١٢٥٣ـ دارمی: ٢٢٨٠.

فَوَلَدَتْ لِأَدْنَى مِنْ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ فَأَمَرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تَتَزَوَّجَ قَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ وَأَنَا أَشْهَدُ عَلَى ذٰلِكَ. (رواه النسائي،٣٥١٧)

حکم دیا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں۔'' (نسائی)

٤٤٨٤ــــ عَنْ سُبَيْعَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ سَعْدِبْنِ خَوْلَةَ وَهُوَفِي بَنِي عَامِرِبْنِ لُؤَيٍّ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا فَتُوُفِّيَ عَنْهَافِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَهِيَ حَامِلٌ فَلَمْ تَنْشَبْ أَنْ وَضَعَتْ حَمْلَهَا بَعْدَوَفَاتِهِ فَلَمَّا تَعَلَّتْ مِنْ نِفَاسِهَا تَجَمَّلَتْ لِلْخُطَّابِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا أَبُوْالسَّنَابِلِ بْنُ بَعْكَكٍ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي عَبْدِالدَّارِ فَقَالَ لَهَامَالِي أَرَاكِ مُتَجَمِّلَةً لَعَلَّكِ تَرْجِيْنَ النِّكَاحَ إِنَّكِ وَاللّٰهِ مَاأَنْتِ بِنَاكِحٍ حَتّٰى تَمُرَّعَلَيْكِ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَّعَشْرٌ قَالَتْ سُبَيْعَةُ فَلَمَّا قَالَ لِي ذٰلِكَ جَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِيْ حِيْنَ أَمْسَيْتُ فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ فَأَفْتَانِي بِأَنِّي قَدْحَلَلْتُ حِيْنَ وَضَعْتُ حَمْلِي وَأَمَرَنِيْ بِالتَّزَوُّجِ إِنْ بَدَا لِيْ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَلَا أَرَى بَأْسًا أَنْ تَتَزَوَّجَ حِيْنَ وَضَعَتْ وَإِنْ كَانَتْ فِيْ دَمِهَا غَيْرَ اَنْ لَّا يَقْرَبُهَا زَوْجُهَا حَتّٰى تَطْهُرَ. (رواه مسلم،١٤٨٤)

''ان روایات میں سے یہ بھی ہے کہ سبیعہ کہتی ہیں: اس کا خاوند سعد بن خولہ حجۃ الوداع میں فوت ہو گیا۔ اس کی وفات کے بعد اس نے وضع حمل کیا۔ جب وہ نفاس سے فارغ ہوئی تو پیغام نکاح کے لیے اس نے زینت وزیبائش کی۔ اتنے میں ابوسنابل آیا، اور کہا: اللہ کی قسم! تو نکاح نہیں کرسکتی یہاں تک کہ چار ماہ دس ایام پورے نہ ہوں۔ تو وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ ﷺ نے اس کو مسئلہ بتایا کہ تو حلال ہو چکی ہے۔ ابن شہاب رحمہ اللہ کا بیان ہے: وضع حمل کے بعد نفاس میں عورت نکاح کرسکتی ہے مگر خاوند کو نفاس سے پاک ہونے سے پہلے جماع کرنا جائز نہیں۔'' (مسلم)

٤٤٨٥۔ وَمِنْهَا، قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فِيْ شَأْنِ سُبَيْعَةَ: أَتَجْعَلُوْنَ عَلَيْهَا التَّغْلِيْظَ وَلَا تَجْعَلُوْنَ

''ایک روایت میں ہے کہ سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سبیعہ کے مسئلہ میں کہا: تم اس کے لیے آسانی کیوں نہیں کرتے، شدت

(٤٤٨٤) مسلم: ١٤٨٤۔ بخاری: ٥٣١٩۔ نسائی: ٣٥١٩۔ ابوداؤد: ٢٣٠٦۔ ابن ماجہ: ٢٠٢٨۔ احمد: ٢٦٨٨٩.

(٤٤٨٥) بخاری: ٤٥٣٢۔ نسائی: ٣٥٢٣۔ ابوداؤد: ٢٣٠٧.

لَهَا الرُّخْصَةَ لَنَزَلَتْ سُوْرَةُ النِّسَاءِ الْقُصْرَى بَعْدَالطُّوْلَى. (رواه البخاري، ٤٥٣٢)

کیوں اختیار کرتے ہو؟ جب کہ سورت نساء چھوٹی (یعنی سورت طلاق) نازل ہوئی ہے۔ بعد سورت نساء کبریٰ کے (یعنی سورت نساء)۔''

٤٤٨٦ــ وفي رواية: أَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ قَالَ مَنْ شَاءَ لاَعَنْتُهُ مَا أُنْزِلَتْ ﴿وَأُولَاتِ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ إِلَّابَعْدَ آيَةِ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا إِذَا وَضَعَتِ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا فَقَدْ حَلَّتْ. (رواه النسائي،٣٥٢٢)

''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے: جو چاہے میں اس سے مباہلہ کرتا ہوں کہ آیت (اور حمل والی عورتوں کی عدت انکا حمل وضع کرنا ہے۔) نازل ہوئی بعد اس آیت کے جس میں متوفی عنہا کی عدت کا ذکر ہے کہ خاوند فوت ہونے والی جب وضع حمل کردے تو وہ حلال ہو جاتی ہے۔'' (نسائی)

٤٤٨٧ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْمَرْأَةِ يُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا وَهِيَ حَامِلٌ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: إِذَا وَضَعَتْ حَمْلَهَا فَقَدْحَلَّتْ فَأَخْبَرَهُ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِكَانَ عِنْدَهُ أَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ قَالَ: لَوْوَضَعَتْ وَزَوْجُهَا عَلَى سَرِيْرِهٖ لَمْ يُدْفَنْ بَعْدُ لَحَلَّتْ. (رواه مالك،١٢٥١)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اس حاملہ کے متعلق سوال کیا گیا جس کا خاوند فوت ہو چکا تھا۔ اس نے کہا: جب حمل وضع کر دے تو حلال ہو جائے گی۔ ان کے نزدیک ایک آدمی بیٹھا تھا۔ اس نے: کہا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر خاوند فوت ہو کر چار پائی پر پڑا ہو اور ابھی دفن نہ کیا گیا ہو اور عورت وضع حمل کر دے تو وہ حلال ہو جاتی ہے۔'' (مالک)

٤٤٨٨ـ عَنْ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ قَالَ لاَتَلْبِسُوْا عَلَيْنَاسُنَّةً قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى سُنَّةَ نَبِيِّنَا ﷺ عِدَّةُ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍوَعَشْرٌيَعْنِي أُمَّ الْوَلَدِ. (رواه أبوداود،٢٣٠٨)

''سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم پر ہمارے نبی کا طریقہ مشتبہ نہ کرو۔ جس کا خاوند فوت ہو اس کی عدت چار ماہ دس ایام ہے۔ یعنی ام ولد کی عدت۔'' (ابوداؤد)

٤٤٨٩ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ عِدَّةُ أُمِّ الْوَلَدِ إِذَا تُوُفِّيَ عَنْهَا سَيِّدُهَا حَيْضَةٌ. (رواه مالك، ١٢٥٩)

'' سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ام ولد کی عدت اس کے خاوند کی وفات پر ایک حیض ہے۔'' (مالک)

(٤٤٨٦) نسائی: ٣٥٢٢۔ صحیح الاسناد، البانی: ٣٢٩٦۔ ابوداؤد: ٢٣٠٧.

(٤٤٨٧) مؤطا: ١٢٥١.

(٤٤٨٨) ابوداؤد: ٢٣٠٨۔ صحیح، البانی: ٢٠٢٣۔ ابن ماجه: ٢٠٨٣۔ احمد: ١٧٣٤٧.

(٤٤٨٩) مؤطا: ١٢٥٩.

شــرح: ......حضرت سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ جب فوت ہوئے تو ان کی بیوی سبیعہ رضی اللہ عنہا حاملہ تھیں۔ کچھ مدت بعد جو کہ یہاں بیس، چالیس، پندرہ دن مذکور ہے۔ اس میں اختلاف نہیں یہ اندازہ سے مراد تھوڑے دن بعد ہے، انہوں نے بچہ جنم دیا۔ انہیں علم تھا کہ عورت جب وضع حمل کرے تو عدت سے فارغ ہو جاتی ہے۔ اس لیے انہوں نے پیغام دینے والوں کے لیے زیبائش اختیار کر کے خود کو تیار کر لیا۔

ان کے پاس ابوسنابل آئے انہوں نے زیبائش کر رکھی تھی۔ ابوسنابل نے بھانپ لیا کہ یہ خود کو نکاح پر آمادہ پا رہی ہے۔ انہوں نے اپنے علم کے مطابق کہا، جب تک چار ماہ دس دن نہیں گزر جاتے تم نکاح نہیں کر سکتی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: جو تم میں سے فوت ہو جائیں ان کی بیویاں چار ماہ دس دن عدت گزاریں۔ (البقرہ: ۲۳۴)

سبیعہ کو علم تھا مگر ابوسنابل کا قسم اٹھا کر کہنا اور آیت سنانا ان کے لیے پریشانی کا باعث ہوا۔ یہ سبیعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئیں اور اس بارے میں پوچھا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر چاہتی ہو تو تمہیں نکاح کی اجازت ہے اللہ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ (الطلاق: ٤)

''اور حمل والیاں جو ہیں ان کی عدت وضع حمل ہے۔''

ثابت ہوا بیوہ کی عدت وضع حمل ہے۔ وہ نفاس کے خون کے دوران بھی نکاح کر سکتی ہے۔ لیکن اس کا خاوند اس سے جماع اس کے خون سے صاف ہونے کے بعد جب وہ غسل کرے تو تب کرے گا۔ بیوہ کے لیے عدت گزارنا واجب ہے۔ حاملہ کی عدت وضع حمل اور غیر حاملہ کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔

کچھ لوگ سورت بقرہ کی آیت (۲۳۴) سے یہ اخذ کرتے ہیں کہ ہر بیوہ کی عدت خواہ وہ حاملہ ہو یا نہ حاملہ ہو اس کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔ اسی وجہ سے ان کا یہ مؤقف ہے کہ بیوہ کی عدت اس طرح ہے، اگر حمل چار ماہ دس دن سے زیادہ ہے تو عورت کی عدت وضع حمل ہے اور اگر اس عورت کا چار ماہ دس دن سے کم مدت میں وضع حمل ہوا ہے تو پھر بھی چار ماہ دس دن عدت پوری کرے گی، یہ بات درست نہیں۔

کیونکہ قرآن وحدیث سے یہ ظاہر ہے کہ جو بیوہ حاملہ ہے، خواہ وہ مطلقہ ہے یا اس کا خاوند فوت ہوا ہے اس کی عدت وضع حمل ہے۔ ادھر وضع حمل ہوگا اس کی عدت ختم ہوگی اور غیر حاملہ بیوی کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا: حمل والیوں کی عدت وضع حمل ہے خواہ وہ طلاق والیاں ہوں یا بیوہ ہوں۔ (مسند احمد)

۲۔ عدت کا فائدہ یہ ہے کہ رحم کی کیفیت کا پتہ چل جاتا ہے اور میاں بیوی کا زندگی کا ایک گہرا رشتہ ہوتا ہے چار ماہ دس دن عدت ہے تا کہ خاص حق رفاقت ادا ہو سکے۔ اور مطلقہ کو عدت کا یہ فائدہ ہے کہ اتنی دیر میں خاوند پشیمان ہو کر

رجوع کرسکتا ہے۔

۳۔ ام ولد وہ لونڈی ہے اس کے مالک نے اس سے جماع کیا ہے اور ازدواجی تعلقات اس سے رکھتا ہے، یہ مالک فوت ہو جاتا ہے تو عام لونڈی جس کا خاوند بھی غلام ہو یہ غلام فوت ہو جائے تو اس کی لونڈی بیوی دو ماہ پانچ دن آدھی عدت گزارے گی۔

مگر یہ ام ولد کا آقا فوت ہو جائے تو اس بارے میں صحیح حدیث سے عدت ثابت نہیں، لہٰذا یہ ایک ماہواری گزار کر فارغ ہے، استبرائے رحم کے بعد نکاح کرسکتی ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/۴۷۴، ۴۶۲)

٤٤٩٠۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ قَالَ أَصَابُوْا سَبْيًا يَوْمَ أَوْطَاسٍ لَهُنَّ أَزْوَاجٌ فَتَخَوَّفُوْا فَأُنْزِلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ ﴿وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾. (رواه مسلم، ١٤٥٦)

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اوطاس کے دن لوگوں کو قیدی ہاتھ آئے اور قیدی عورتوں کے خاوند موجود تھے۔ پس لوگوں نے ان کو لونڈی بنانے کے بعد ام ولد بنانے میں گناہ سمجھا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی: (اور حرام ہیں خاوند والی عورتیں مگر وہ جن کے مالک ہوں تمہارے دائیں ہاتھ) (مسلم)

٤٤٩١۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ وَرَفَعَهُ أَنَّهُ قَالَ فِي سَبَايَا أَوْطَاسٍ لَا تُوْطَأُ حَامِلٌ حَتّٰى تَضَعَ وَلَا غَيْرُ ذَاتِ حَمْلٍ حَتّٰى تَحِيْضَ حَيْضَةً. (رواه أبوداود، ٢١٥٧)

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت ہے وہ مرفوع بیان کرتے ہیں: اوطاس کے قیدی عورتوں سے متعلق فرمایا کسی حاملہ عورت سے وضع حمل سے پہلے وطی نہ کی جائے، اور نہ غیر حاملہ سے وطی کی جائے یہاں تک کہ وہ ایک حیض گذار کر پاک ہو جائے۔'' (ابوداؤد)

٤٤٩٢۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ أُتِيَ بِامْرَأَةٍ مُجِحٍّ عَلَى بَابِ فُسْطَاطٍ فَقَالَ لَعَلَّهُ يُرِيْدُ أَنْ يُلِمَّ بِهَا فَقَالُوْا نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَلْعَنَهُ لَعْنًا يَدْخُلُ مَعَهُ قَبْرَهُ كَيْفَ يُوَرِّثُهُ وَهُوَ لَا يَحِلُّ لَهُ كَيْفَ يَسْتَخْدِمُهُ وَهُوَ لَا يَحِلُّ لَهُ. (رواه

''سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کسی سفر میں ایک حاملہ عورت کو خیمے کے دروازے پر دیکھا جو آپ کے پاس لائی گئی تھی۔ تو اس کے متعلق پوچھا: پس آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ فلاں کی لونڈی ہے۔ فرمایا: شاید وہ اس سے وطی کرنا چاہتا ہے۔ لوگوں نے کہا: ہاں، فرمایا: میں نے ارادہ کیا کہ اس کو ایسی لعنت کروں جو قبر میں اس کے ساتھ رہے۔ وہ اس

(٤٤٩٠) مسلم: ١٤٥٦۔ ترمذی: ٣٠١٧۔ نسائی: ٣٣٣٣۔ ابوداؤد: ٢١٥٥۔ احمد: ١١٣٨٨.

(٤٤٩١) ابوداؤد: ٢١٥٧۔ صحیح، البانی: ١٨٨٩.

(٤٤٩٢) مسلم: ١٤٤١۔ ابوداؤد: ٢١٥٦۔ احمد: ٢٦٩٧٣۔ دارمی: ٢٤٧٨.

مسلم'١٤٤١)

ہونے والے بچے کو کیسے وارث بنائے گا؟ حالانکہ یہ اس کے لیے درست نہیں۔ اور اس سے خدمت کیسے لے گا؟ حالانکہ اس کے لیے یہ درست نہیں ہے۔'' (مسلم)

٤٤٩٣ـ عَـنْ مَـالِكٍ: بَـلَغَنِيْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَـانَ يَأْمُرُ بِاسْتِبْرَاءِ الْإِمَاءِ بِحَيْضَةٍ إِنْ كَانَتْ مِمَّنْ تَحِيْضُ وَثَـلَاثَةِ أَشْهُرٍ إِنْ كَانَتْ مِمَّنْ لَّا تَـحِيْـضُ، وَيَنْهَى عَنْ سِقَى مَاءِ الْغَيْرِ. (لرزين)

''مالک رحمہ اللہ کو خبر پہنچی کہ نبی کریم ﷺ ایک حیض کے ساتھ لونڈیوں کو حمل کے شبہ سے بری (استبراء) کرنے کا حکم دیتے، اگر وہ حیض آنے والی ہوں۔ اور اگر وہ حیض والی نہ ہوں تو تین ماہ کے ساتھ استبراء کا حکم دیتے۔ اور دوسرے کے کھیت کو سیراب کرنے سے منع فرماتے تھے۔''

٤٤٩٤ـ عَـنِ ابْنِ عُمَرَ: إِذَا وُهِبَتِ الْوَلِيْدَةُ الَّتِـي تُـوْطَـأُ أَوْ بِيْـعَتْ أَوْعُتِقَتْ فَلْتُسْتَبْرَءُ رَحْـمُهَـا بِـحَيْضَةٍ وَلَا تَسْتَبْرِىءُ الْعَذْرَاءُ. (رواه رزين)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: جب ایسی باندی ھبہ کی جائے جو قابل جماع ہو یا فروخت کی جائے یا آزاد کی جائے تو اس کی استبراء کی جائے ایک حیض کے ساتھ اور باکرہ کو استبراء نہ کیا جائے۔'' (یہ دو روایات رزین کی ہیں)

شرح: ......حنین مکہ سے طائف کی جانب تقریباً دس بارہ میل کے فاصلے پر ہے۔ ویسے تو شادی شدہ عورت جب دوسرے کے عقد نکاح میں ہو اور اس کا خاوند موجود ہو وہ حرام ہے، اس سے جماع و نکاح جائز نہیں۔ مگر لونڈیاں جو جنگ میں حاصل ہوئی ہیں یہ شادی شدہ بھی ہوں تو حلال ہیں مگر یہ جس کی ملکیت میں آئیں اس کے لیے حلال ہیں، اگرچہ ان کے کافر خاوند موجود بھی ہوں۔

ایک شرط ہے، اگر یہ لونڈیاں حاملہ ہیں تو وضع حمل تک ان کا انتظار کیا جائے۔ اگر حاملہ نہیں تو ان کا ایک ماہواری تک انتظار کیا جائے استبرائے رحم کے بعد ان کے قریب جائیں۔ اگر یہ احتیاط نہ رکھی جائے تو پھر نسب خراب ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے حاملہ کو استعمال کرنے والے پر آپ ﷺ نے سخت برہمی کا اظہار فرمایا تھا کہ اس پر لعنت کریں۔ کیونکہ ہو سکتا ہے پہلے کا نطفہ ہو، ہوسکتا ہے، اس کا ہو اس طرح جو وراثت کا مستحق نہیں وہ وارث ٹھہرتا ہے یا نسب میں شامل نہیں وہ بھی شامل ہوسکتا ہے۔

اسی لیے غیر کی کھیتی سیراب نہ کرنے کا بھی یہی مطلب ہے کہ استبرائے رحم کیا جائے۔ اگر لونڈی حاملہ ہے وضع حمل تک انتظار کیا جائے۔ اور اگر حاملہ نہیں تو پھر ایک ماہواری کے بعد رابطہ کیا جائے تا کہ معاملہ نکھر جائے۔ (عون المعبود:۲/۲۱۳)

(٤٤٩٣) رزين.

(٤٤٩٤) رزين.

٤٤٩٥ـ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ أَنَّ أَبَاعَمْرِو بْنَ حَفْصٍ طَلَّقَهَا الْبَتَّةَ وَهُوَغَائِبٌ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا وَكِيْلَهُ بِشَعِيرٍفَسَخِطَتْهُ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَالَكِ عَلَيْنَا مِنْ شَيْءٍ فَجَاءَ تْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ لَيْسَ لَكِ عَلَيْهِ نَفَقَةٌ فَأَمَرَهَا أَنْ تَعْتَدَّفِي بَيْتِ أُمِّ شَرِيْكٍ ثُمَّ قَالَ تِلْكَ امْرَأَةٌ يَغْشَاهَا أَصْحَابِيْ اعْتَدّي عِنْدَابْنِ أُمِّ مَكْتُوْمٍ فَإِنَّهُ رَجُلٌ أَعْمٰى تَضَعِيْنَ ثِيَابَكِ فَإِذَا حَلَلْتِ فَآذِنِيْنِيْ قَالَتْ فَلَمَّا حَلَلْتُ ذَكَرْتُ لَهُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِيْ سُفْيَانَ وَأَبَاجَهْمٍ خَطَبَانِي فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَمَّا أَبُوْجَهْمٍ فَلاَيَضَعُ عَصَاهُ عَنْ عَاتِقِهِ وَأَمَّا مُعَاوِيَةُ فَصُعْلُوْكٌ لاَمَالَ لَهُ اِنْكَحِيْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَكَرِهَتْهُ ثُمَّ قَالَ اِنْكَحِيْ أُسَامَةَ فَنَكَحْتُهُ فَجَعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا وَاغْتُبِطْتُ. (رواه مسلم'١٤٨٠)

''سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو عمرو بن حفص رضی اللہ عنہ نے اسے طلاق ''بتہ'' (جدا کرنے والی طلاق) دیدی جب کہ وہ غائب تھا۔ اس نے اپنا وکیل عورت کے پاس کچھ جو دیکر روانہ کیا۔ اس نے ناپسند کیا تو وکیل نے کہا: قسم اللہ کی! اس کے سوا ہمارے اوپر تیرا کوئی حق نہیں رہا۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور واقعہ بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تیرے لیے نفقہ تو نہیں ہے۔ پھر اس کو حکم دیا کہ ام شریک کے گھر میں وہ عدت گذارے۔ پھر فرمایا: اس عورت کے پاس میرے اصحاب آتے جاتے ہیں۔ تو عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے گھر میں عدت پوری کر وہ نابینا آدمی ہے۔ تو وہاں اپنے کپڑے اتار سکتی ہے۔ جب تو حلال ہو جائے تو مجھے اطلاع دینا۔ پھر جب وہ عدت گذار کر حلال ہوئی تو آپ ﷺ سے بیان کیا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اور ابوجہم رضی اللہ عنہ نے اس کو نکاح کا پیغام دیا ہے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: ابوجہم تو اپنا عصا اپنی گردن پر اٹھائے رکھتا ہے (یعنی عورتوں کو بہت پیٹتا ہے) اور معاویہ کنگال ہے مال نہیں رکھتا۔ تو اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے شادی کر لے۔ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کا بیان ہے: پہلے تو میں نے ناپسند کیا۔ لیکن آپ ﷺ نے پھر فرمایا: اسامہ رضی اللہ عنہ سے عقد کر لے لہٰذا میں نے اس سے عقد کیا تو اللہ نے میرے لیے اس میں خیر رکھ دی اور میں قابل رشک ہوگئی۔'' (مسلم)

٤٤٩٦ـ ومن رواياته: أَنَّ أَبَاحَفْصِ بْنَ الْمُغِيْرَةِ الْمَخْزُوْمِيَّ طَلَّقَهَاَ ثَلاَثَاً ثُمَّ انْطَلَقَ إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ لَهَا أَهْلُهُ لَيْسَ لَكِ عَلَيْنَا

''ان روایات میں سے ایک روایت یہ ہے: ابوحفص بن مغیرہ نے اس کو تین طلاقیں دے دیں۔ پھر وہ یمن چلا گیا۔ اس عورت کو مرد کے گھر والوں نے کہا کہ تیرا نفقہ ہم پر واجب نہیں ہے مثل

(٤٤٩٥) مسلم: ١٤٨٠ـ ترمذی: ١١٨٠ـ نسائی: ٣٥٥٢ـ ابوداؤد: ١٢٩٠ـ ابن ماجہ: ٢٠٣٦ـ احمد: ٢٦٥٦٠ـ مؤطا: ١٢٣٤ـ دارمی: ٢١٧٧.

(٤٤٩٦) مسلم: ١٤٨٠ـ ترمذی: ١١٨٠ـ نسائی: ٣٥٥٢ـ ابوداؤد: ١٢٩٠ـ ابن ماجہ: ٢٠٣٦ـ احمد: ٢٦٥٦٠ـ مؤطا: ١٢٣٤ـ دارمی: ٢١٧٧.

نَفَقَةٌ. بِنَحْوِهِ. (رواه مسلم، ١٤٨٠)

٤٤٩٧ـ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ أَبَاعَمْرِوبْنَ حَفْصِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ خَرَجَ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ إِلَى الْيَمَنِ فَأَرْسَلَ إِلَى امْرَأَتِهِ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ بِتَطْلِيْقَةٍ كَانَتْ بَقِيَتْ مِنْ طَلَاقِهَا وَأَمَرَلَهَا الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَاشَ بْنَ أَبِيْ رَبِيْعَةَ بِنَفَقَةٍ فَقَالَا لَهَا وَاللّٰهِ مَالَكِ نَفَقَةٌ إِلَّا أَنْ تَكُوْنِيْ حَامِلًا فَأَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَتْ لَهُ قَوْلَهُمَا فَقَالَ لَا نَفَقَةَ لَكِ فَاسْتَأْذَنَتْهُ فِي الإِنْتِقَالِ فَأَذِنَ لَهَا فَقَالَتْ أَيْنَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِلَى ابْنِ أُمِّ مَكْتُوْمٍ وَكَانَ أَعْمٰى تَضَعُ ثِيَابَهَا عِنْدَهُ وَلَا يَرَاهَا فَلَمَّا مَضَتْ عِدَّتُهَا أَنْكَحَهَا النَّبِيُّ ﷺ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍفَأَرْسَلَ إِلَيْهَا مَرْوَانُ قَبِيْصَةَ بْنَ ذُؤَيْبٍ يَسْأَلُهَا عَنِ الْحَدِيْثِ فَحَدَّثَتْهُ بِهِ فَقَالَ مَرْوَانُ لَمْ نَسْمَعْ هٰذَا الْحَدِيْثَ إِلَّامِنِ امْرَأَةٍ سَنَأْخُذُ بِالْعِصْمَةِ الَّتِيْ وَجَدْنَا النَّاسَ عَلَيْهَا فَقَالَتْ فَاطِمَةُ حِيْنَ بَلَغَهَا قَوْلُ مَرْوَانَ فَبَيْنِيْ وَبَيْنَكُمُ الْقُرْآنُ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ﴿لَاتُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ﴾ الآيَةُ قَالَتْ هٰذَا لِمَنْ كَانَتْ لَهُ مَرَاجِعَةٌ فَأَيُّ أَمْرٍ يَحْدُثُ بَعْدَ الثَّلَاثِ فَكَيْفَ تَقُوْلُوْنَ لَانَفَقَةَ لَهَا إِذَا لَمْ تَكُنْ حَامِلاً فَعَلَامَ

اس کے۔'' (مسلم)

''عبید بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ابوعمرو بن حفص بن مغیرہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمن کی طرف گئے۔ اور اپنی بیوی فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی طرف ایک طلاق ارسال کی جو اس کی طلاقوں میں سے باقی رہتی تھی۔ اور اس روایت میں اس کے منتقل ہونے کا بیان ہے اور یہ کہ اس کے لیے نفقہ بھی نہیں ہے۔ مروان نے کہا: یہ حدیث ہم نے ایک عورت ہی سے سنی ہے اور ہم وہ مضبوط طریقہ ہی اختیار کریں گے جس پر ہم نے لوگوں کو رواں پایا ہے۔ سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو مروان کا قول پہنچا تو اس نے کہا: میرے اور تمہارے درمیان قرآن موجود ہے۔ فرمایا (نہ نکالو ان عورتوں کو ان کے گھروں سے) تا آخر آیت۔ یہ حکم اس عورت کے لیے ہے جس کے خاوند کے لیے رجوع کا حق باقی رہتا ہے اور تین طلاق مکمل ہونے پر مزید نئی کون سی بات ہو گی پس تم کیسے کہتے ہو کہ اس کا نفقہ لازم نہیں جب وہ حاملہ نہ ہو اور اس کو کس بنا پر روکتے ہو؟'' (مسلم)

(٤٤٩٧) مسلم: ١٤٨٠ـ ترمذی: ١١٨٠ـ نسائی: ٣٥٥٢ـ ابوداؤد: ١٢٩٠ـ ابن ماجه: ٢٠٣٦ـ احمد: ٢٦٥٦٠ـ مؤطا: ١٢٣٤ـ دارمی: ٢١٧٧.

تَحْبِسُوْنَهَا . (رواه مسلم،١٤٨٠)

٤٤٩٨ــ وفي رواية: طَلَّقَهَا زَوْجُهَا الْبَتَّةَ فَقَالَتْ فَخَاصَمْتُهُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي السُّكْنَى وَالنَّفَقَةِ قَالَتْ فَلَمْ يَجْعَلْ لِي . بِنَحْوِهِ. (رواه مسلم،١٤٨٠)

''ان میں سے ایک روایت ہے: اس کو خاوند نے ''بتۃ'' طلاق دی تھی۔ اور وہ کہتی ہیں میں اپنا معاملہ نبی کریم ﷺ کے پاس لے گئی اور سکنیٰ ونفقہ کا مطالبہ کیا۔ آپ ﷺ نے میرے لیے نفقہ نہ رکھا۔'' (مسلم)

٤٤٩٩ــ وَمِنْهَا أَنَّ الشَّعْبِيَّ أَخْبَرَ بِحَدِيْثِ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَجْعَلْ لَهَا سُكْنٰى وَلَا نَفَقَةَ ثُمَّ أَخَذَ الْأَسْوَدُ كَفًّا مِّنْ حَصًى فَحَصَبَهُ بِهِ فَقَالَ وَيْلَكَ تُحَدِّثُ بِمِثْلِ هٰذَا قَالَ عُمَرُ لَا نَتْرُكُ كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّنَا ﷺ لِقَوْلِ امْرَأَةٍ لَا نَدْرِيْ لَعَلَّهَا حَفِظَتْ أَوْ نَسِيَتْ لَهَا السُّكْنَى وَالنَّفَقَةُ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ﴿لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ﴾ . (رواه مسلم،١٤٨٠)

''ان روایات میں سے ہے کہ جب شعبی رحمہ اللہ نے فاطمہ بن قیس رضی اللہ عنہا کی روایت بیان کی کہ نہ سکنیٰ ہے اور نہ نفقہ ہے تو اسود بن یزید نے مٹھی میں سنگریزے لے کر اس پر پھینکے۔ اور کہا: تیرے اوپر افسوس ہے! تو اس جیسی حدیث بیان کرتا ہے جس کے متعلق عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا: ہم اللہ کی کتاب اور نبی کریم ﷺ کی سنت کو ایک عورت کے قول کی وجہ سے ترک نہیں کر سکتے۔ ہمیں کیا معلوم اس کو یاد رہا ہے یا وہ بھول چکی ہے؟ مطلقہ کے لیے سکنیٰ بھی ہے اور نفقہ بھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (ان کو ان کے گھروں سے نہ نکالو اور وہ خود بھی نہ نکلیں) تا آخر آیت۔'' (مسلم)

٤٥٠٠ـ وَمِنْهَا: كُنْتُ عِنْدَ أَبِيْ عَمْرِو بْنِ حَفْصِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ فَخَرَجَ فِيْ غَزْوَةِ نَجْرَانَ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِنَحْوِ حَدِيْثِ ابْنِ مَهْدِيٍّ وَزَادَ قَالَتْ فَتَزَوَّجْتُهُ فَشَرَّفَنِي اللّٰهُ (بِأَبِي زَيْدٍ وَكَرَّمَنِي اللّٰهُ بِأَبِيْ زَيْدٍ) (رواه مسلم، ١٤٨٠)

''ان میں سے ایک روایت ہے: میں ابوعمرو بن حفص کے عقد میں تھی اور وہ غزوۂ نجران میں گیا۔ مثل حدیث سابق اور اس میں ہے کہ میں نے ابن زید سے عقد کیا تو اللہ تعالیٰ نے ابن زید کی وجہ سے مجھے عزت، شرافت اور اکرام بخشا۔'' (مسلم)

(٤٤٩٨) مسلم: ١٤٨٠ـ ترمذی: ١١٨٠ـ نسائی: ٣٥٥٢ـ ابوداؤد: ١٢٩٠ـ ابن ماجه: ٢٠٣٦ـ احمد: ٢٦٥٦٠ـ مؤطا: ١٢٣٤ـ دارمی: ٢١٧٧.

(٤٤٩٩) مسلم: ١٤٨٠ـ ترمذی: ١١٨٠ـ نسائی: ٣٥٥٢ـ ابوداؤد: ١٢٩٠ـ ابن ماجه: ٢٠٣٦ـ احمد: ٢٦٥٦٠ـ مؤطا: ١٢٣٤ـ دارمی: ٢١٧٧.

(٤٥٠٠) مسلم: ١٤٨٠ـ ترمذی: ١١٨٠ـ نسائی: ٣٥٥٢ـ ابوداؤد: ١٢٩٠ـ ابن ماجه: ٢٠٣٦ـ احمد: ٢٦٥٦٠ـ مؤطا: ١٢٣٤ـ دارمی: ٢١٧٧.

شــرح: ......ا۔ایک نسخہ میں یہی ابو زید ہی حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی کنیت مذکور ہے، ابومحمد بھی ہے۔ایک نسخہ میں ابن زید بھی ہے، یہ دونوں جگہ جو مذکور ہے درست ہے۔(فواد عبدالباقی)

۲۔ان روایات میں بعض میں یہ ہے اسے اس کے خاوند نے تین طلاقیں دیں، بعض میں ہے، تین میں سے آخری دی۔بعض میں ہے ایک طلاق باقی رہتی تھی وہ بھیج دی۔بعض نے کہا: بتہ طلاق دی۔

تو ان میں موافقت اس طرح ہے کہ ان کے خاوند نے پہلے دو طلاقیں دے رکھی تھیں، اس مرتبہ یہ تیسری بھی دے دی جس نے بتہ کہا ہے اس کا مطلب ہے اس طلاق سے وہ قطعی طلاق والی ہوگئی کہ اسے تین طلاقیں مکمل ہو چکی ہیں۔ جس نے کہا تینوں طلاقیں دیں اس کا مطلب ہے کہ اس طلاق سے تین طلاقیں مکمل ہوگئیں، یہ نہیں کہ اکٹھی دی تھیں بلکہ یہ آخری تھی۔

۳۔عورت قطعی طلاق والی ہو چکی ہو اس کی رہائش اور خرچہ خاوند کے ذمہ ہے یا نہیں ہے، اس بارے میں اختلاف ہے۔ایک گروہ کہتا ہے، اس کی رہائش بھی ہے اور خرچہ بھی ہے، ان کی دلیل یہ ہے:

﴿اَسۡكِنُوۡهُنَّ مِنۡ حَيۡثُ سَكَنۡتُمۡ مِّنۡ وُّجۡدِكُمۡ﴾ (الطلاق: ٦)

''انہیں بساؤ جہاں تم بستے ہو اپنی طاقت مطابق۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی خرچہ کے قائل تھے۔اسی لیے کہا: ایک عورت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی وجہ سے ہم کتاب اللہ کو کیسے چھوڑ دیں؟ صحیح موقف ان کا ہی ہے جو ان احادیث کی روشنی میں قطعی طلاق والی کے خرچہ کے نہ ہونے کے قائل ہیں۔

اللہ کا یہ حکم اس کے لیے ہے جو عورت رجعی طلاق میں ہو یا پھر حاملہ ہو، حاملہ اگرچہ قطعی طلاق والی بھی ہو پھر بھی وضع حمل تک اس کا خرچہ خاوند کے ذمہ ہے۔ارشاد باری ہے:

﴿وَاِنۡ كُنَّ اُولَاتِ حَمۡلٍ فَاَنۡفِقُوۡا عَلَيۡهِنَّ حَتّٰى يَضَعۡنَ حَمۡلَهُنَّ﴾ (الطلاق: ٦)

''اگر یہ عورتیں حمل والی ہیں تو ان پر ان کے وضع حمل تک خرچ کرو۔''

ظاہر ہوا کہ قطعی طلاق والی اگر حاملہ نہیں تو اس کے خاوند کے ذمہ نہ تو خرچہ ہے، نہ رہائش ہے۔اگر طلاق رجعی والی ہے یا قطعی والی ہو حاملہ ہو تو اس کے وضع حمل تک اس کے خاوند کے ذمہ رہائش اور خرچہ ہے۔(عون المعبود:۲/۲۵۳)

٤٥٠١ـ عَـنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَّسُلَيْمَانَ بْـنِ يَسَـارٍ أَنَّ يَـحْـيَ بْنَ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ طَـلَّـقَ بِـنْـتَ عَبْـدِ الـرَّحْـمٰـنِ بْنِ الْحَكَمِ فَـانْتَـقَلَهَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ فَأَرْسَلَتْ عَائِشَةُ أُمُّ

''قاسم بن محمد اور سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ یحییٰ بن سعید بن العاص نے عبدالرحمٰن بن حکم کی بیٹی کو طلاق دی، تو عبدالرحمٰن نے اس کو اپنے ہاں منتقل کر دیا۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مروان بن حکم کو پیغام دیا جب وہ مدینہ منورہ پر امیر تھا کہ اللہ سے ڈر

(٤٥٠١) بخاری: ٥٣٢٢ـ مسلم: ١٤٨١ـ ابوداؤد: ٢٢٩٥ـ مؤطا: ١٢٣٠.

الْـمُـؤْمِـنِيْـنَ إِلٰـى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ وَهُوَ أَمِيْرُالْمَدِيْنَةِ اتَّقِ اللّٰهَ وَارْدُدْهَا إِلٰى بَيْتِهَا قَالَ مَـرْوَانُ فِـيْ حَـدِيْـثِ سُـلَيْمَـانَ إِنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْحَكَمِ غَلَبَنِيْ .

اور عورت کو اس کے گھر میں واپس کر۔ تو مروان نے کہا: عبدالرحمٰن میرے اوپر غالب ہے۔''

٤٥٠٢۔ وَقَـالَ الْـقَـاسِـمُ بْـنُ مُحَمَّدٍ أَوَمَا بَـلَـغَكِ شَـأْنُ فَـاطِـمَةَ بِـنْتِ قَيْـسٍ قَالَتْ لَايَـضُـرُّكَ أَنْ لَّا تَذْكُرَ حَدِيْثَ فَاطِمَةَ فَقَالَ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ إِنْ كَانَ بِكِ شَرٌّفَحَسْبُكَ مَـابَيْـنَ هٰـذَيْـنِ مِـنَ الشَّـرِّ . (هـمـا للبخاري،٥٣٢٢)

''قاسم کی ایک روایت میں ہے کہ مروان نے جواب دیا: کیا تمہیں فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی حدیث نہیں پہنچی؟ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: تجھے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے واقع کو بیان نہ کرنے میں کوئی حرج نہیں تھا۔ مروان نے کہا: اگر آپ سمجھتی ہیں کہ وہاں پر کوئی شر تھا جس کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اجازت دی تھی تو یہاں بھی ان دونوں کے درمیان شر ہے۔'' یہ دونوں روایات بخاری کی ہیں۔

٤٥٠٣۔ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَابَتْ عَائِشَةُ أَشَدَّ الْـعَيْـبِ وَقَالَتْ إِنَّ فَاطِمَةَ كَانَتْ فِي مَكَانٍ وَحْشٍ فَخِيْفَ عَلٰى نَاحِيَتِهَا فَلِذٰلِكَ أَرْخَصَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ . (رواه البخاري، ٥٣٢٦)

''ایک روایت ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس معاملہ کو بہت بڑا عیب قرار دیا۔ اور کہا کہ فاطمہ بنت قیس ایک وحشناک مکان میں رہتی تھی اور اس پر کسی قسم کا خطرہ ممکن تھا، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اجازت دیدی تھی۔'' (بخاری)

٤٥٠٤ــ وفـي أخـرى: كَـأَنَّهٗ كَانَ خَشِيَ عَـلَيْهَـا فِـى مَسْـكَـنِ زَوْجِهَـا أَنْ يُقْتَحَمَ عَلَيْهَاأَوْتَبْذُوَ عَلٰى أَهْلِهَا بِفَاحِشَةٍ .

'' ایک روایت میں ہے: گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے متعلق خطرہ محسوس ہوا کہ اگر وہ خاوند کے مکان میں رہے تو اس پر کوئی ظلم کرے گا یا وہ اس گھر والوں پر کوئی بدکلامی ظاہر کرے گی۔''

٤٥٠٥ــ عَنْ مَيْمُوْنِ بْنِ مِهْرَانَ قَالَ قَدِمْتُ الْـمَـدِيْـنَةَ فَدُفِعْتُ إِلٰى سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فَـقُلْتُ فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ طُلِّقَتْ فَخَرَجَتْ مِـنْ بَيْتِهَـا فَـقَـالَ سَـعِيْدٌ تِلْكَ امْرَأَةٌ فَتَنَتِ

''میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں مدینہ آیا تو مجھے سعید ابن مسیّب کے پاس بھیجا گیا۔ چنانچہ میں نے انھیں کہا کہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو طلاق دی گئی اور اس گھر سے نکل گئی۔ انھوں نے جواب دیا: کہ اس کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو فتنہ پیش آیا ہے۔

(٤٥٠٢) بخاری: ٥٣٢٢۔ مسلم: ١٤٨١۔ ابوداؤد: ٢٢٩٥۔ مؤطا: ١٢٣٠.
(٤٥٠٣) بخاری: ٥٣٢٦۔ مسلم: ١٤٨١۔ ابوداؤد: ٢٢٩٥۔ مؤطا: ١٢٣٠.
(٤٥٠٤)
(٤٥٠٥) ابوداؤد: ٢٢٩٦۔ صحیح مقطوع، البانی: ٢٠١٠.

النَّاسَ إِنَّهَا كَانَتْ لَسِنَةً فَوُضِعَتْ عَلٰى يَدَيِ ابْنِ أُمِّ مَكْتُوْمٍ. (رواه أبوداود، ٢٢٩٦)

وہ زبان دراز خاتون تھیں اس لیے اس کو ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہا کے پاس رکھا گیا۔'' (ابوداؤد)

٤٥٠٦ـ عَنْ جَابِرٍ قَالَ طُلِّقَتْ خَالَتِي ثَلاثًا فَخَرَجَتْ تَجُدُّ نَخْلًا لَّهَا فَلَقِيَهَا رَجُلٌ فَنَهَاهَا فَأَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ لَهَا اخْرُجِيْ فَجُدِّيْ نَخْلَكِ لَعَلَّكِ أَنْ تَصَدَّقِيْ مِنْهُ أَوْتَفْعَلِي خَيْرًا. (رواه أبوداود،٢٢٩٧)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میری خالہ کو طلاق دی گئی تو انھوں نے اپنی عدت میں اپنی کھجور کا پھل توڑنا چاہا۔ایک مرد نے سختی سے منع کیا۔ پس وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، تو اپنی کھجوروں کے پھل توڑا کر ممکن ہے تو صدقہ دے یا کوئی اور نیک عمل کرے گی۔'' (ابوداؤد)

٤٥٠٧ـ عَنِ الْفُرَيْعَةِ بِنْتِ مَالِكٍ أَنَّ زَوْجَهَا تَكَارَى عُلُوْجًا لِّيَعْمَلُوْا لَهُ فَقَتَلُوْهُ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَتْ إِنِّيْ لَسْتُ فِيْ مَسْكَنٍ لَّهُ وَلايَجْرِيْ عَلَيَّ مِنْهُ رِزْقٌ أَفَأَنْتَقِلُ إِلٰى أَهْلِيْ (وَيَتَامَايَ وَأَقُوْمُ عَلَيْهِمْ) قَالَ افْعَلِيْ ثُمَّ قَالَ كَيْفَ قُلْتِ فَأَعَادَتْ عَلَيْهِ قَوْلَهَا قَالَ اعْتَدِّي حَيْثُ بَلَغَكِ الْخَبَرُ. (رواه النسائي،٣٥٢٩)

''فریعہ بنت مالک کہتی ہیں کہ اس کے خاوند نے چند عجمی آدمی مزدور لگائے تاکہ اس کا کام کریں، تو انہوں نے اس کو قتل کر دیا۔ میں نے اس بات کا آنحضرت ﷺ سے ذکر کیا کہ میں متوفی کے مکان میں بھی نہیں ہوں اور اس کی طرف سے مجھے نفقہ بھی نہیں مل رہا تو کیا میں اپنے خاندان میں منتقل ہوسکتی ہوں؟ فرمایا: ایسا کرلے۔ پھر فرمایا: تو نے کیا بیان کیا ہے؟ تو میں نے اپنی بات دہرائی تو آپ ﷺ فرمایا: وہاں ہی عدت پوری کر جہاں تجھے خاوند کی وفات کی خبر پہنچی ہے۔'' (نسائی)

٤٥٠٨ـ عَنْ مُجَاهِدٍ ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا﴾ قَالَ كَانَتْ هٰذِهِ الْعِدَّةُ تَعْتَدُّ عِنْدَأَهْلِ زَوْجِهَا وَاجِباً فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ

'' مجاہد نے اس آیت کے متعلق کہا (اور وہ لوگ جو فوت ہو جائیں تم میں سے اور بیویاں چھوڑ جائیں) کہ یہ وہ عورت ہے جس کو خاوند کے گھر میں عدت پورا کرنا ہرصورت واجب تھا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی (اور وہ لوگ جو تم

(٤٥٠٦) ابوداؤد: ٢٢٩٧ـ صحیح، البانی: ٢٠١١ـ مسلم: ١٤٨١ـ نسائی: ٣٥٥٠ـ ابن ماجہ: ٢٠٣٤ـ احمد: ١٤٠٣٥ـ دارمی: ٢٢٨٨.

(٤٥٠٧) نسائی: ٣٥٢٩ـ صحیح، البانی: ٣٣٠٣ـ ترمذی: ١٢٠٤ـ ابوداؤد: ٢٣٠٠ـ ابن ماجہ: ٢٠٣١ـ احمد: ٢٦٨١٧ـ مؤطا: ١٢٥٤ـ دارمی: ٢٢٨٧.

(٤٥٠٨) بخاری: ٥٣٤٤ـ نسائی: ٣٥٣١ـ ابوداؤد: ٢٣٠١.

أَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِمْ مَتَاعاً إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَإِخْرَاجٍ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلاَجُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَعْرُوْفٍ﴾ قَالَ جَعَلَ اللّٰهُ لَهَاتَمَامَ السَّنَةِ سَبْعَةَ أَشْهُرٍ وَعِشْرِيْنَ لَيْلَةً وَصِيَّةً إِنْ شَاءَتْ سَكَنَتْ فِي وَصِيَّتِهَا وَإِنْ شَاءَتْ خَرَجَتْ وَهُوَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالَى ﴿غَيْرَإِخْرَاجٍ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْكُمْ﴾ فَالْعِدَّةُ كَمَاهِيَ وَاجِبٌ عَلَيْهَا زَعَمَ ذٰلِكَ عَنْ مُجَاهِدٍ وَقَالَ عَطَاءٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَسَخَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ عِدَّتَهَا عِنْدَأَهْلِهَا فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَاءَتْ وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالَى ﴿غَيْرَإِخْرَاجٍ﴾ وَقَالَ عَطَاءٌ إِنْ شَاءَتْ اعْتَدَّتْ عِنْدَ أَهْلِهَا وَسَكَنَتْ فِي وَصِيَّتِهَا وَإِنْ شَاءَتْ خَرَجَتْ لِقَوْلِ اللّٰهِ ﴿فَلاَجُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْ أَنْفُسِهِنَّ﴾ قَالَ عَطَاءٌ ثُمَّ جَاءَ الْمِيْرَاثُ فَنُسِخَ السُّكْنَى فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَاءَتْ وَلاَسُكْنَى لَهَا. (رواه البخاري" ٥٣٤٤)

(قُلْتُ: فَعَلَى الْأَوَّلِ لاَنَسْخَ كَأَنَّهُ رَأَى أَنَّ الْأُوْلَى لِتَقَدُّمِهَا لاَتَكُوْنُ نَاسِخاً لٰكِنْ يَلْزَمُهُ التَّفَرُّدُبِأَنَّ لَهَامَتَاعٌ بِالْحَوْلِ مَشْرُوْعٌ إِلَى الْأٰنَ وَعَلَى الثَّانِي الْأُوْلَى هِيَ الثَّانِيَةُ فِي النُّزُوْلِ فَتَكُوْنُ نَاسِخاًوَالسُّكْنَى مَنْسُوْخٌ. وَعَلَى الثَّالِثِ أَنَّ النَّاسِخَ بِالسُّكْنَى هُوَآيَةُ الْمِيْرَاثِ مِنَ الثُّمُنِ وَ الرُّبُعِ كَأَنَّهُ رَأَى أَنَّ

میں سے فوت ہوں اور بیویاں چھوڑ جائیں وصیت کرنا چاہیے کہ ان کی بیویوں کے لیے ایک سال تک گھروں سے نہ نکالنے کی اور اگر وہ خود نکلیں تو تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔) مجاہد رحمہ اللہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے سات ماہ اور بیس دن مزید داخل کر کے وصیت میں مکمل سال کر دیا۔ چنانچہ اگر چاہے تو اپنی وصیت میں رہے اور اگر چاہے تو خاوند کے گھر سے منتقل ہو جائے۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا مطلب (بغیر نکالے اور اگر وہ خود چلی جائیں تو تم پر کوئی گناہ نہیں) پس عدت کا حکم جوں کا توں باقی ہے اور عورت پر واجب ہے۔ عطاء رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس آیت نے خاوند کے گھر والوں کے پاس عدت کو مکمل کرنا منسوخ کر دیا ہے۔ پس وہ جہاں چاہے عدت پوری کرے۔ عطاء رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر وہ چاہے تو اپنے خاندان میں عدت پوری کرے اور اپنی وصیت میں سکونت پذیر رہے۔ اور چاہے اس گھر سے نکل جائے۔ اللہ کے اس قول کے مطابق ہے۔ (پس تم پر کوئی گناہ نہیں جو وہ عورتیں کریں) پھر احکام میراث نازل ہوئے تو اس سے سکنیٰ کا حکم منسوخ ہو گیا اور وہ جہاں چاہے عدت پوری کرے اور اس کے لیے سکنیٰ نہیں۔ (بخاری)

میں کہتا ہوں: اول قول کے مطابق نسخ نہیں ہے تو گویا قائل کی رائے ہے کہ اول آیت پہلے نازل ہوئی ہے اس لیے ناسخ نہیں ہے، مگر اس صورت میں اس پر تفرد لازم آتا ہے، اس لیے کہ سال تک نکالنے کا امتناع تاحال مشروع ہے۔ اور دوسرے قول کے مطابق پہلی مذکورہ آیت نزول میں دوسری ہے پس وہ ناسخ ہو سکتی ہے اور سکنیٰ کا حق بھی منسوخ ہوا۔ تیسرے قول کے مطابق حق سکنیٰ کو آیت میراث نے منسوخ کیا ہے زوجہ کو آٹھواں اور چوتھا

مَدْلُوْلَ الثَّانِيْهِ إِمْتَاعُ الزَّوْجَةِ حَوْلاً فَقْضَى النَّفَقَةَ وَالسُّكْنَى وَتَرَبُّصَ الْحَوْلَ، وَمَدْلُوْلُ الأُوْلَى وَهُوَ الزَّمَانُ لاَيُصْلِحُ أَنْ يَنْسُخَ إِلاَّ الْحَوْلَ فَكَانَ نَسْخُ السُّكْنَى كَالنَّفَقَةِ بِالْمِيْرَاثِ.

حصہ دے کر تو گویا قائل کی رائے ہے کہ دوسری آیت کا مدلول ایک سال تک عورت کو سامان دینا ہے۔ پس نفقہ اور سکنیٰ اس کا متقاضی ہے اور ایک سال بند رہنا بھی۔ اور اول آیت کا مدلول زمانہ ہے لہٰذا وہ سال کے بغیر منسوخ نہیں ہوگا پس سکنیٰ کا منسوخ ہونا بھی بوجہ میراث ثابت ہوا۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم

٤٥٠٩ـ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ أَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَرُدُّالْمُتَوَفَّى عَنْهُنَّ أَزْوَاجُهُنَّ مِنَ الْبَيْدَاءِ يَمْنَعُهُنَّ الْحَجَّ. (رواه مالك،١٢٥٥)

”سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ان عورتوں کو مقام بیداء سے حج کے لیے جانے سے روک کر واپس کر دیتے تھے جن کے خاوند فوت ہو چکے ہوتے تھے۔ (مالک)

٤٥١٠ـ عَنْ يَحْيَ بْنِ سَعِيْدٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ السَّائِبَ بْنَ خَبَّابٍ تُوُفِّيَ وَإِنَّ امْرَأَتَهُ جَاءَتْ إِلَى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَفَذَكَرَتْ لَهُ وَفَاةَ زَوْجِهَا وَذَكَرَتْ لَهُ حَرْثًالَهُمْ بِقَنَاةَ وَسَأَلَتْهُ هَلْ يَصْلَحُ لَهَاأَنْ تَبِيْتَ فِيْهِ فَنَهَاهَا عَنْ ذٰلِكَ فَكَانَتْ تَخْرُجُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ سَحَراً فَتُصْبِحُ فِي حَرْثِهِمْ فَتَظَلُّ فِيْهِ يَوْمَهَا ثُمَّ تَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ إِذَا أَمْسَتْ فَتَبِيْتُ فِي بَيْتِهَا. (رواه مالك،١٢٥٥)

”یحییٰ بن سعید کو خبر پہنچی کہ سائب بن خباب وفات پا گیا تو اس کی بیوی سیدنا عبداللہ ابن عمر کے پاس آئی اور قنات مقام پر اپنی کھیتی کا بتایا۔ چنانچہ سوال کیا: کیا وہ اپنی کھیت میں رات کو ٹھہر سکتی ہے؟ تو اس نے منع کر دیا۔ پس وہ عورت سحری کو مدینہ سے نکل کر جاتی اور صبح کو کھیت میں پہنچ جاتی، اور دن کے وقت سایے میں رہتی اور بوقت شام گھر آ کر رات بسر کرتی۔“ (مالک)

شرح: ......ان احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ عورت ضروری کاموں کے لیے عدت کے دوران گھر سے باہر جا سکتی ہے، یہ حکم اللہ کے اس فرمان کے خلاف نہیں۔

﴿لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ﴾ (الطلاق : ١)

”انہیں اپنے گھروں سے مت نکالو اور نہ ہی وہ خود نکلیں۔“

کیونکہ آیت میں نہ نکلنے پر عام پابندی ہے ضرورت ہو یا نہ ہو لیکن حدیث میں ضرورت کے ساتھ نکلنے کی تخصیص ہے، اس کے بغیر حدیث بھی نکلنے کی اجازت نہیں دیتی۔ جب ضرورت کے تحت نکلے تو کام کاج کر کے واپس گھر آ جائے۔

(٤٥٠٩) مؤطا: ١٢٥٥.
(٤٥١٠) مؤطا: ١٢٥٥.

عدت کے دوران عورت پر چار قسم کے حقوق کی ادائیگی ہوتی ہے: اللہ تعالیٰ کا حق، بیوی کا حق، اولاد کا حق، مجبوراً اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی کے لیے بقدر ضرورت عدت کے دوران نکلنے کی اجازت دی گئی ہے۔

اس عدت کے دوران گھر سے نہ نکلنے کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رب تعالیٰ کے کلام کا مطلب یہی سمجھا ہے کہ عدت کے دوران عورت کا باہر نکلنا قطعاً جائز نہیں۔ اس لیے انہوں نے عدت گزارنے والی عورت کو روکا تھا، اور حج سے بھی واپس کر دیا تھا۔

۲۔ ضمناً ان سے ایک یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے، جسے اللہ پاک نے مال دیا ہوا سے زکاۃ کے علاوہ بھی کچھ خرچ کرنا چاہیے، کیونکہ فقراء اور محتاج، امراء کو تاکتے (دیکھتے) رہتے ہیں کہ یہ ہم پر کوئی احسان کریں۔ اگر انہیں محروم رکھا جائے تو ان کے دلوں میں ان کے خلاف عداوت، نفرت اور کینہ پیدا ہوگا۔ اس سے بچاؤ کے لیے ان پر صدقہ وخیرات کرتے رہنا چاہیے۔ آپ نے عدت والی عورت کو بھی باہر جا کر یہ نیک کام سرانجام دینے کی اجازت دی ہے۔

۳۔ ایک اور اہم دینی مسئلہ بھی نمایاں ہوا کہ اگر بغیر دلیل شرعی، عوام میں سے کسی نے فتویٰ دیا ہو تو اہل علم کی جانب رجوع کرتے ہوئے اس کے حقیقی دلائل حاصل کر لیے جائیں تا کہ غلط قدم اٹھانے سے حفاظت رہے۔

۴۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے تو وہ اسی گھر میں عدت پوری کرے گی جس گھر میں وہ خاوند کے ساتھ قیام پذیر تھی۔ اگر کہیں اس سے باہر تھی جہاں اسے خاوند کی وفات کی اطلاع پہنچی تو اسے اس خاوند والی رہائش پر پہنچ جانا چاہیے، جہاں وہ یہ مدت پوری کرے۔

ایک گروہ کا خیال ہے کہ عورت جہاں چاہے عدت کے ایام پورے کرے ان کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چار ماہ دس دن عدت گزارنے کا کہا ہے، عدت گزارنے کی جگہ کا پابند نہیں کیا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: غَيْرَ إِخْرَاجٍ (البقرة: ٢٤٠) ''کہ اس عورت کو نکالا نہ جائے۔''

اس آیت میں عورت کو عدت تک گھر رہنے کا حکم باقی ہے۔ اگر چہ سال عدت اور سال بھر کے خرچہ کا حکم منسوخ ہو کر چار ماہ دس دن ہو چکا ہے، مگر عورت کی اس مدت سے پہلے اسے گھر سے نکالنے کی ممانعت باقی ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے، یہ فریعہ والی حدیث بھی صراحت کرتی ہے، جس گھر میں وہ خاوند کے ساتھ رہتی تھی اسی میں عدت گزارے، خواہ وہ اس کی ملکیت میں ہو یا نہ ہو اس سے اس کا منتقل ہونا جائز نہیں، اگر حاملہ ہو تو عدت وضع حمل ہے۔ اگر حمل نہ ہو تو چار ماہ دس دن ہے۔ اگر عدت مکمل ہو جائے اور سوگ کا وقت اختتام کو پہنچ جائے تو اگر یہ خود کہیں منتقل ہونا چاہے گھر والے اسے زبردستی نہ نکالیں تو پھر گھر والوں پر کوئی حرج نہیں، نہ ہی ان پر گناہ ہے۔

سخت ضرورت کے تحت مثلاً، جان کا خطرہ ہو، مال کا خطرہ ہو، یا مکان کرائے پر ہو تو مالک مکان چھوڑنے پر مجبور کرتا ہے یا ڈرتی ہے، ہمسائیوں سے اذیت کا مسئلہ وغیرہ کوئی عذر ہو تو پھر کسی دوسری محفوظ جگہ پر منتقل ہو سکتی ہے کسی کی

تیمارداری کرنا یا کسی مرنے پر جانا مجبوری نہیں دوران عدت اس لیے باہر نکلنا جائز نہیں۔

سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے خاوند نے تین شرعی طلاقیں دے دی ہیں۔ یہ خرچہ اور رہائش کا مطالبہ لے کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خرچہ اور رہائش تو تمہارا حق نہیں صرف عدت گزارنے کے لیے اس سابقہ خاوند کے گھر رہنا ہے، انہوں نے اپنا اندیشہ بتایا کہ میں وہاں خطرہ میں ہوں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خاتون کے چچا زاد نابینا بھائی ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے ہاں عدت گزارنے کی اجازت دے دی، اس سے ثابت ہوا کسی خطرے یا اندیشے کے پیش نظر عورت دوسرے قریبی رشتہ دار کے ہاں عدت گزارنے کے لیے منتقل ہو سکتی ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۴۷۰)

٤٥١١ــــ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ أَنَّ طُلَيْحَةَ الأَسَدِيَّةَ كَانَتْ تَحْتَ رُشَيْدٍ الثَّقَفِيِّ فَطَلَّقَهَا فَنَكَحَتْ فِي عِدَّتِهَا فَضَرَبَهَا عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ وَضَرَبَ زَوْجَهَا بِالْمِخْفَقَةِ ضَرَبَاتٍ وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ قَالَ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ فِي عِدَّتِهَا فَإِنْ كَانَ زَوْجُهَا الَّذِيْ تَزَوَّجَهَا لَمْ يَدْخُلْ بِهَا فُرِّقَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ اعْتَدَّتْ بَقِيَّةَ عِدَّتِهَا مِنْ زَوْجِهَا الأَوَّلِ ثُمَّ كَانَ الآخَرُ خَاطِبًا مِنَ الْخُطَّابِ وَإِنْ كَانَ دَخَلَ بِهَا فُرِّقَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ اعْتَدَّت بَقِيَّةَ عِدَّتِهَا مِنَ الْأَوَّلِ ثُمَّ اعْتَدَّتْ مِنَ الْآخَرِ ثُمَّ لاَيَجْتَمِعَانِ أَبَدًا قَالَ مَالِكٌ وَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَلَهَا مَهْرُهَا بِمَا اسْتَحَلَّ مِنْهَا. (رواه مالك ۱۱۳۷)

''سعید ابن مسیّب اور سلیمان بن یسار کا بیان ہے کہ طلیحہ اسدیہ رشید ثقفی کے نکاح میں تھی اور اس نے طلاق دے دی تو اس نے عدت میں نکاح کیا۔ پس عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو اور اس سے نکاح کرنے والے کو درے سے چند ضربات مار کر ان کے درمیان تفریق کرادی۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس عورت نے عدت کے اندر نکاح کیا پس اگر اس مرد نے دخول نہیں کیا تو اس کے درمیان تفریق کرا کر عورت سے پہلے خاوند کی عدت پوری کرائی جائے گی۔ اس کے بعد دوسرے پیغام نکاح دینے والوں کے ساتھ یہ مرد بھی پیغام نکاح دے سکتا ہے۔ اور اگر اس ثانی نے دخول بھی کیا تھا تو ان کے درمیان تفریق کرا کر پہلے خاوند کی بقیہ عدت پوری کرائی جائے گی۔ اور پھر اس خاوند کی عدت پوری کرائی جائے گی۔ اور پھر ان دونوں کے درمیان کبھی نکاح نہ ہوگا۔ سعید ابن مسیّب رحمہ اللہ نے فرمایا: اس خاوند سے عورت کو مہر پورا دلایا جائے گا کیونکہ اس نے عورت کو حلال سمجھا۔'' (مالک)

شرح: ......حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے تھی کہ عدت کے دوران نکاح کرنے والوں کا نکاح نہیں انہیں جدا کر دیا جائے۔ وہ اس طرح کہ جو پہلے خاوند کی عدت بقیہ رہتی تھی۔ اسے پورا کرے اور اس کے بعد جس سے نکاح کیا تھا اب جدائی ہوئی ہے اس خاوند سے عدت گزارے، پھر اس سے فراغت کے بعد یہ اسی سے نکاح کی پابندی نہیں کوئی

(٤٥١١) مؤطا: ١١٣٧.

بھی پیغام نکاح دے سکتا ہے، یہ خاوند جس سے عدت گزاری ہے۔ وہ بھی ایک عام پیغام بھیجنے والوں میں شامل ہوسکتا ہے، یہ عورت آزاد ہے جس سے چاہے ولی کی موجودگی نکاح کرسکتی ہے۔

اگر دورانِ عدت نکاح کرنے والے نے اس سے دخول کیا ہے تو پھر بھی یہ دونوں سے عدت کی تکمیل کرے گی اور اس صورت میں یہ ایک دوسرے سے ہمیشہ ہمیشہ جدا ہوں کبھی ان کا نکاح نہ ہوگا، یہ عدت میں جماع کی وجہ سے ہمیشہ اس پر حرام ہو جاتی ہے۔ (شرح زرقانی: ۳/ ۱۴۵)

نکاح کے صحیح نہ ہونے کی دلیل کی تائید تو یہ حدیث بھی کرتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کسی آدمی کے لیے حلال نہیں جو اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے کہ دوسرے کی کھیتی کو سیراب کرے، یعنی حاملہ عورت سے دوسرا مرد نکاح کر کے اس سے جماع نہ کرے۔ (ابوداؤد: ۲۱۵۸، کتاب النکاح، باب وطی الشبایا)

ثابت ہوا کسی غیر مرد کی سابقہ عورت جو کہ مطلقہ یا بیوہ ہونے کی صورت میں عدت گزار رہی ہے اس کی عدت گزرنے سے پہلے اس سے عقد نکاح باندھنا منع ہے۔ اگر کوئی نکاح کرتا ہے تو وہ صحیح نہیں کیونکہ عقد نکاح جماع کا ذریعہ ہے، اس سے دوسرے کی کھیتی والی سیرابی کی صورت بن سکتی ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۴۷۷)

امام ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیہ مبارکہ کے تحت وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ (البقرۃ: ۲۳۵) ''عقد نکاح کا ارادہ نہ کرو، حتیٰ کہ کتاب وقت مقررہ تک پہنچ جائے۔'' تفسیر میں لکھتے ہیں: عدت ختم ہونے تک نکاح کا عقد نہ باندھو۔ وہ مزید فرماتے ہیں: اس پر علمائے کرام کا اجماع ہے کہ عدت کی مدت میں نکاح منعقد کریں بھی صحیح نہیں ہوتا۔

آگے پھر اس مسئلہ پر مزید روشنی ڈالتے ہیں، اگر کوئی دوران عدت نکاح کرتا ہے اور اس سے دخول بھی کرتا ہے تو انہیں فوراً جدا کر دیا جائے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں: یہ جدائی ہمیشہ کے لیے ہے۔ ایک قول یہ ہے جدائی تو ہوگی مگر یہ عورت اس پر ہمیشہ حرام نہ ہوگی عدت گزرنے کے بعد یہ بھی دوسرے لوگوں کی مانند منگنی کا پیغام بھیج سکتا ہے۔ امام مالک حضرت عمر رضی اللہ عنہ والی اس روایت سے اسی کے قائل ہیں کہ ہمیشہ جدائی ہوگی۔

ایک تو یہ مؤطا کی روایت منقطع ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک باسند متصل نہیں۔ دوسری بات یہ ہے، حضرت مسروق رحمہ اللہ فرماتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے رجوع کر لیا تھا انہیں عدت کے بعد بذریعہ نکاح ملنے کی اجازت دے دی تھی۔ اور امام مالک رحمہ اللہ کے متعلق بیہقی کہتے ہیں، یہ ان کا پرانا قول تھا کہ انہیں ہمیشہ جدا کر دیا جائے، جدید قول یہی ہے کہ یہ عورت عدت کے بعد دوران عدت نکاح کرنے والے سے ہی نکاح کرسکتی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر: ۱/ ۲۸۷ عربی)

ثابت یہ ہوا کہ اگر کوئی دوران عدت نکاح کرتا ہے تو اسے جدا کر دیا جائے گا۔ مگر وہ عورت اس پر ہمیشہ حرام نہیں

ہوتی، عدت کے بعد دوسروں کی طرح اگر یہ بھی نکاح کرنا چاہیں تو جائز ہے۔

٤٥١٢ـ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّهَا أَنَّ امْرَأَةً تُوُفِّيَ زَوْجُهَا فَخَشُوْا عَلَى عَيْنَيْهَافَأَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَأْذَنُوْهُ فِي الْكُحْلِ فَقَالَ لاتَكَحَّلْ قَدْكَانَتْ إِحْدَاكُنَّ تَمْكُثُ فِي شَرِّأَحْلاَسِهَا أَوْشَرِّبَيْتِهَا فَإِذَا كَانَ حَوْلٌ فَمَرَّكَلْبٌ رَمَتْ بِبَعْرَةٍ فَلاَحَتّٰى تَمْضِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍوَعَشْرٌ. (رواه البخاري،٥٣٣٩)

''سیدہ زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا اپنی سیدہ ماں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ ایک عورت کا خاوند فوت ہوا۔ اس کی آنکھوں کے ضائع ہونے کا لوگوں کو خطرہ پیدا ہوا۔ وہ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور سرمہ ڈالنے کی اجازت طلب کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ عورت سرمہ نہ ڈالے۔ پہلے تم میں سے کوئی خاوند کی وفات پر تنگ وتاریک گھر میں رہتی، خوشبو نہ لگاتی، یہاں تک کہ سال گذر جاتا تو وہاں سے کتا گذرتا تو وہ اس پر لید پھینک دیتی۔ فرمایا: چار ماہ دس دن پورے کرنے تک سرمہ وغیرہ لگانے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔'' (بخاری)

٤٥١٣ـ قَالَ حُمَيْدٌ فَقُلْتُ لِزَيْنَبَ وَمَاتَرْمِي بِالْبَعْرَةِ عَلَى رَأْسِ الْحَوْلِ فَقَالَتْ زَيْنَبُ كَانَتِ الْمَرْأَةُ إِذَا تُوُفِّيَ عَنْهَازَوْجُهَا دَخَلَتْ حِفْشاً وَلَبِسَتْ شَرَّثِيَابِهَا وَلَمْ تَمَسَّ طِيْباًحَتّٰى تَمُرَّبِهَا سَنَةٌ ثُمَّ تُؤْتَى بِدَابَّةٍ حِمَارٍأَوْشَاةٍ أَوْطَائِرٍ فَتَفْتَضُّ بِهِ فَقَلَّمَا تَفْتَضُّ بِشَيْءٍ إِلَّامَاتَ ثُمَّ تَخْرُجُ فَتُعْطَى بَعْرَةً فَتَرْمِي ثُمَّ تُرَاجِعُ بَعْدَمَاشَاءَ تْ مِنْ طِيْبٍ أَوْغَيْرِهِ سُئِلَ مَالِكٌ مَا تَفْتَضُّ بِهِ قَالَ تَمْسَحُ بِهِ جِلْدَهَا. (رواه البخاري،٥٣٣٧)

حمید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: میں نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے لید پھینکنے کے بارے میں پوچھا: تو انھوں نے کہا: جب کسی عورت کا خاوند فوت ہوتا تو وہ کسی تنگ جگہ میں داخل ہو جاتی۔ گندے کپڑے پہنتی اور سال تک خوشبو نہ لگاتی، پھر کوئی حیوان گدھا، بکری یا پرندہ لایا جاتا اور عورت اس کو اپنے جسم کے ساتھ رگڑتی تو جس جاندار پر کو وہ اپنے جسم کے ساتھ لگاتی اکثر اوقات وہ مر ہی جاتا۔ پھر اس کو ایک گوبر دیا جاتا اور وہ اس کو پھینک دیتی اور اس رسم کے بعد وہ جو چاہتی خوشبو وغیرہ استعمال کرتی۔'' (مالک رحمہ اللہ نے کہا تفتض کے معنی ہیں اسے اپنے جسم سے لگاتی۔) (بخاری)

٤٥١٤ـ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ بِنْتِ أَبِيْ سُفْيَانَ لَمَّاجَاءَ هَا نَعْيُ أَبِيْهَا

''سیدہ زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس ان کے باپ (ابوسفیان رضی اللہ عنہ) کی

(٤٥١٢) بخاری: ٥٣٣٩ـ مسلم: ١٤٨٨ـ ترمذی: ١١٩٧ـ نسائی: ٣٥٤١ـ ابن ماجه: ٢٠٨٤ـ مؤطا: ١٢٧٠.

(٤٥١٣) بخاری: ٥٣٣٧ـ مسلم: ١٤٨٨ـ ترمذی: ١١٩٧ـ نسائی: ٣٥٤١ـ ابن ماجه: ٢٠٨٤ـ مؤطا: ١٢٧٠.

(٤٥١٤) بخاری: ٥٣٤٥ـ مسلم: ١٤٨٦ـ ترمذی: ١١٩٥ـ نسائی: ٣٥٤١ـ ابوداؤد: ٢٢٩٩ـ ابن ماجه: ٢٠٨٤ـ احمد: ٢٦٢٢٦ـ مؤطا: ١٢٦٩ـ دارمی: ٢٢٨٤.

دَعَتْ بِطِيْبٍ فَمَسَحَتْ ذِرَاعَيْهَا وَقَالَتْ مَالِي بِالطِّيْبِ مِنْ حَاجَةٍ لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ لَايَحِلُّ لِإِمْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تُحِدُّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا. (رواه البخاري،٥٣٤٥)

وفات کی خبر آئی تو انھوں نے خوشبو طلب کر کے کلائیوں پر لگائی۔ اور کہا: مجھے خوشبو لگانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے مگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ فرمایا: کسی عورت کے لیے جائز نہیں جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو کہ وہ میت پر تین ایام کے بعد سوگ منائے مگر خاوند پر چار ماہ اور دس دن پورے کرنے ضروری ہیں۔'' (بخاری)

٤٥١٥۔ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ كُنَّا نُنْهَى أَنْ نُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أُشْهُرٍ وَعَشْراً وَلَانَكْتَحِلَ وَلَانَطَّيَّبَ وَلَا نَلْبِسَ ثَوْباً مَصْبُوْغاً إِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ وَقَدْ رَخَّصَ لَنَا عِنْدَ الطُّهْرِ إِذَا اغْتَسَلَتْ إِحْدَانَا مِنْ مَحِيْضِهَا فِي نُبْذَةٍ مِنْ كُسْتِ أَظْفَارٍ وَكُنَّا نُنْهَى عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ. (رواه البخاري،٥٣٤١)

''سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: تین ایام سے زائد میت پر سوگ منانے سے ہمیں منع کیا جاتا تھا، مگر خاوند پر چار ماہ دس ایام تک۔ اور ہمیں سرمہ لگانے، خوشبو لگانے اور رنگ کیے ہوئے کپڑے پہننے کی بھی ممانعت تھی۔ ہاں یمنی کپڑا جس کا کچھ حصہ رنگا ہوتا ہے اس کے پہننے کی اجازت دی۔ البتہ حیض سے طہر کے وقت خوشبو لگانے کی اجازت دی تھی۔ اور تمام خواتین کو جنازے کے پیچھے چلنے کی بھی ممانعت تھی۔'' (بخاری)

٤٥١٦۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا لَاتَلْبَسُ الْمُعَصْفَرَ مِنَ الثِّيَابِ وَلَاالْمُمَشَّقَةَ وَلَا الْحُلِيَّ وَلَا تَخْتَضِبُ وَلَاتَكْتَحِلُ. (رواه أبوداود، ٢٣٠٤)

''ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جس عورت کا خاوند فوت ہو اس کو زرد رنگ اور سرخ رنگ میں رنگے ہوئے کپڑے پہننے، زیور پہننے، خضاب لگانے اور سرمہ لگانے کی ممانعت فرمائی ہے۔'' (ابوداؤد)

٤٥١٧۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ دَخَلَ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ وَهِيَ حَادٌّ عَلَى أَبِي سَلَمَةَ وَقَدْ جَعَلَتْ عَلٰى عَيْنَيْهَا صَبِرًا فَقَالَ مَاهٰذَا يَا أُمَّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ إِنَّمَا هُوَ صَبِرٌ

''امام مالک رحمہ اللہ کو خبر پہنچی کہ نبی علیہ السلام ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے۔ جب وہ ابوسلمہ کی عدت گزار رہی تھیں۔ انھوں نے آنکھوں میں ایلوا کی دوائی لگائی تھی۔ فرمایا: اے ام سلمہ رضی اللہ عنہا! یہ کیا ہے؟ عرض کیا: یہ ایلوا ہے۔ فرمایا: رات کو لگاؤ اور دن کو

(٤٥١٥) بخاری: ٥٤١ا٣۔ مسلم: ٩٣٨۔ نسائی: ٣٥٣٤۔ ابوداؤد: ٢٣٠٢۔ ابن ماجہ: ٢٠٨٧۔ احمد: ٢٦٧٥٩۔ دارمی: ٢٢٨٦.

(٤٥١٦) ابوداؤد: ٢٣٠٤۔ صحیح، البانی: ٢٠٢٠۔ نسائی: ٣٥٣٥۔ احمد: ٢٦٠٤١.

(٤٥١٧) مؤطا: ١٣٠٨.

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اجْعَلِيْهِ فِي اللَّيْلِ وَامْسَحِيْهِ بِالنَّهَارِ . (رواه مالك)

صاف کر دیا کرو۔'' (مالک)

٤٥١٨ـ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ لِإِمْرَأَةٍ حَادِّ عَلٰى زَوْجِهَا اشْتَكَتْ عَيْنَيْهَا فَبَلَغَ ذٰلِكَ مِنْهَا اكْتَحِلِي بِكُحْلِ الْجَلاءِ بِاللَّيْلِ وَامْسَحِيْهِ بِالنَّهَارِ . (رواه مالك)

''ایک روایت میں ہے: ایک عورت اپنے متوفی خاوند پر سوگ میں تھی، اور اس کی آنکھیں بہت زیادہ خراب تھیں۔ پس ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اسے کہا: آنکھوں میں روشنی تیز کرنے والا سرمہ ڈال اور دن کو صاف کر دیا کر۔'' (مالک)

٤٥١٩ـ وفي رواية: كَانَتْ تَقُوْلُ تَجْمَعُ الْحَادُّ رَأْسَهَا بِالسِّدْرِ وَالزَّيْتِ . (رواه مالك)

''دوسری روایت میں ہے: وہ کہا کرتی تھیں: سوگ منانے والی عورت زیتون اور بیری سے بالوں کو چمٹا سکتی ہے۔'' (مالک)

شرح: ......خاوند کے علاوہ میت پر سوگ تین دن تک جائز ہے۔ اس سے دل کو قرار اور تاثر کے اظہار اور قرابت داری کے حق کی ادائیگی کا موقع ملتا ہے۔

بیوی کے لیے فرض ہے کہ خاوند پر چار ماہ دس دن تک سوگ منائے۔ یہ وہ بیوی ہے جو حاملہ نہ ہو، اگر حاملہ ہوگی تو اس کا سوگ اور عدت وضع حمل تک جاری رہے گا۔

بیوہ کا سوگ یہ ہے کہ وہ خاوند جس گھر میں رہتا تھا اس میں رہے، خوبصورت لباس اور زیبائش والی چیزوں سے اجتناب کرے، اور بدن کی زینت، خوشبو، مہندی، سرمہ، شوخ رنگ اور کریم وغیرہ سے اجتناب کرے۔ اور ہر اس چیز کو بھی چہرے پر لگانے سے اجتناب کرے جو چہرے پر نکھار پیدا کرے۔ صرف معمولی خوشبو کے استعمال کی اجازت ہے وہ بھی جب عورت ایام حیض سے فارغ ہو تو حیض کے نکلنے کے مقام پر معمولی لگا سکتی ہے تاکہ مکروہ بو نہ آئے۔

سوگ منانے سے پہلے جن رشتہ داروں یا سہیلیوں سے بات چیت جائز ہے، سوگ کے دوران بھی جائز ہے۔ اور جن سے سوگ سے پہلے بات چیت منع ہے۔ سوگ کے دوران ان پر اور سخت پابندی ہوگی، چھوٹی عمر کی عورت ہو یا بڑی عمر کی ہو، کنواری ہو یا شوہر دیدہ ہو آزاد ہو یا لونڈی ہو مسلمان ہو تو سب پر سوگ منانا فرض ہے۔ یہ بیوی کا سوگ ہے، دوسری میت کی کوئی بھی رشتہ دار ہو وہ تین دن تک سوگ کی پابند ہے، اس کے بعد نہیں۔

۲۔ ان احادیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ لباس اور بدن کی صفائی سوگ منانے والی کے لیے جائز ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ عدت میں سوگ منانے والی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بیری کے پتوں کے ذریعہ صفائی کی اجازت دے رہے

(٤٥١٨) مؤطا: ١٣٠٨.

(٤٥١٩) مؤطا: ١٣١٢.

ہیں۔ اصل میں ممانعت جو ہے وہ زیبائش حاصل کرنے کی ہے، نظافت کی نہیں۔ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ سوگ منانے والی عورت کو اگر ضرورت پڑ جائے تو غیر مرد سے بات کر سکتی ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو منع نہ کیا تھا کہ تم باتیں کیوں کر رہی ہو۔

۳۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ سوگ منانے والی عورت کے لیے سرمہ کا استعمال حرام ہے، ہاں رات کے وقت لگانے اور دن کے وقت دھو ڈالے یہ بھی تب ہے جب آنکھیں خراب ہوں اور اشد ضرورت ہو۔

سرمہ کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ یہ خوبصورتی کا موجب ہے، لہٰذا اگر سرمہ سفید ہو جس میں زینت بھی نہ ہو تو اس کا دن کے اوقات میں استعمال کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

بہرصورت اشد ضرورت کے وقت اس کا استعمال تو جائز ہے لیکن جتنی جلدی ہو عورت اسے صاف کر دے تاکہ زینت کا شائبہ پیدا نہ ہو، یہ تو چند ماہ کی سادگی ہے، پہلے سال کے حساب سے سوگ کی تکلیف اٹھایا کرتی تھیں، اسلام نے تو آسانی کر دی ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۴۶۷)

٤٥٢٠ـــ قَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ سَمِعْتُ امْرَأَةً جَاءَتْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا قَاعِدٌ عِنْدَهُ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ زَوْجِي يُرِيْدُ أَنْ يَذْهَبَ بِابْنِيْ وَقَدْ سَقَانِي مِنْ بِئْرِأَبِيْ عِنَبَةَ وَقَدْ نَفَعَنِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اسْتَهِمَا عَلَيْهِ فَقَالَ زَوْجُهَا مَنْ يُحَاقُّنِي فِي وَلَدِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ هَذَا أَبُوْكَ وَهٰذِهِ أُمُّكَ فَخُذْ بِيَدِ أَيِّهِمَا شِئْتَ فَأَخَذَبِيَدِ أُمِّهِ فَانْطَلَقَتْ بِهِ. (رواه أبوداود،٢٢٧٧)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک عورت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور میں آپ کے پاس تھا۔ اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میرا خاوند میرے بیٹے کو لینا چاہتا ہے، جبکہ بچہ مجھے نفع دیتا ہے اور میٹھا پانی لا کر مجھے پلاتا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: دونوں بچے پر قرعہ اندازی کرو۔ اس کے خاوند نے کہا: بچہ تو میرا ہے میرے بچے کا کون حق دار ہو سکتا ہے؟ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے بچے! یہ تیرا باپ ہے اور یہ تیری ماں ہے تو جس کا چاہتا ہے ہاتھ پکڑ۔ بچے نے ماں کا ہاتھ پکڑا اور وہ اسے لے کر چلی گئی۔'' (ابوداؤد)

٤٥٢١ـــ عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍوأَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ ابْنِيْ هٰذَا كَانَ بَطْنِيْ لَهُ وِعَاءً وَثَدْيِي لَهُ سِقَاءً وَحِجْرِيْ لَهُ حِوَاءً

''عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اس کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی۔ اس نے کہا: میرے اس بیٹے کا برتن میرا پیٹ تھا۔ اور میری چھاتیاں اس کے پینے کا سامان تھیں۔ اور میری گود اس کے رہنے

(٤٥٢٠) ابوداؤد: ٢٢٧٧۔ صحیح، البانی: ١٩٩٢۔ ترمذی: ١٣٥٧۔ نسائی: ٣٤٩٦۔ احمد: ٩٤٧٩۔ دارمی: ٢٢٩٣.
(٤٥٢١) ابوداؤد: ٢٢٧٦۔ حسن، البانی: ١٩٩١۔ احمد: ٦٦٦٨.

وَإِنَّ أَبَـاهُ طَلَّقَنِيْ وَأَرَادَ أَنْ يَنْتَزِعَهٗ مِنِّيْ فَقَالَ لَهَـا رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْـتِ أَحَـقُّ بِـهٖ مَالَمْ تَنْكِحِيْ . (رواه أبوداود، ٢٢٧٦)

٤٥٢٢ــ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ زَيْدُ بْنُ حَـارِثَةَ إِلٰـى مَـكَّةَ فَـقَدِمَ بِابْنَةِ حَمْزَةَ فَقَالَ جَـعْـفَـرٌ أَنَـا آخُـذُهَا أَنَا أَحَقُّ بِهَا ابْنَةُ عَمِّيْ وَعِـنْدِي خَالَتُهَا وَإِنَّمَا الْخَالَةُ أُمٌّ فَقَالَ عَلِيٌّ أَنَـا أَحَـقُّ بِهَا ابْنَةُ عَمِّي وَعِنْدِيْ ابْنَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهِيَ أَحَقُّ بِهَافَقَالَ زَيْدٌ أَنَا أَحَقُّ بِهَا أَنَـاخَـرَجْـتُ إِلَيْهَـا وَسَافَرْتُ وَقَدِمْتُ بِهَا فَـخَـرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فَـذَكَـرَحَـدِيْثـاًقَالَ وَأَمَّا الْجَارِيَةُ فَأَقْضِي بِهَا لِجَعْفَرٍ تَكُوْنُ مَعَ خَالَتِهَا وَإِنَّمَا الْخَالَةُ أُمٌّ . (رواه أبوداود، ٢٢٧٨)

٤٥٢٣ــ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ كَانَتْ عِـنْـدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَـوَلَـدَتْ لَـهٗ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ ثُمَّ إِنَّهٗ فَارَقَهَا فَـجَـاءَ عُـمَرُ قُبَاءَ فَوَجَدَابْنَهٗ عَاصِمًا يَلْعَبُ بِـفَـنَاءِ الْمَسْجِدِ فَأَخَذَ بِعَضُدِهٖ فَوَضَعَهٗ بَيْنَ يَـدَيْـهِ عَـلَـى الـدَّابَّةِ فَـأَدْرَكَتْهُ جَدَّةُ الْغُلَامِ فَنَازَعَتْهُ إِيَّاهُ حَتّٰى أَتَيَا أَبَابَكْرٍ الصِّدِّيْقَ فَقَالَ عُـمَرُ ابْنِي وَقَالَتِ الْمَرْأَةُ ابْنِيْ فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ خَـلِّ بَيْـنَهَـا وَبَيْـنَـهُ قَـالَ فَـمَاراجَعَهٗ عُمَرُ الْكَلَامَ . (رواه مالك، ١٤٩٨)

کا مقام تھا۔ اور اس کے باپ نے مجھے طلاق دیدی ہے۔ اس کا ارادہ ہے کہ اس کو میرے سے چھین لے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو اس کی زیادہ حقدار ہے جب تک تو نکاح نہیں کرتی۔''

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مکہ گیا، اور وہاں سے حمزہ کی بیٹی کو ساتھ لے آیا۔ تو جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کو پرورش کے لیے میں لوں گا، وہ میرے چچا کی بیٹی ہے، اور اس کی خالہ میرے عقد میں ہے۔ اور خالہ ماں کی مانند ہوا کرتی ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس کا زیادہ حقدار ہوں یہ میرے چچا کی بیٹی ہے، اور رسول اللہ ﷺ کی بیٹی میرے عقد میں ہے۔ اور زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کا میں زیادہ حقدار ہوں، میں اس کی طرف گیا، میں نے سفر کیا، اور میں ہی لے کر آیا ہوں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اس کا فیصلہ جعفر رضی اللہ عنہ کے حق میں دیا۔ اور فرمایا: خالہ ماں ہوا کرتی ہے۔'' (ابوداوٗد)

''قاسم بن محمد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے عقد میں ایک انصاری عورت تھی۔ اس سے عاصم بن عمر پیدا ہوا اور تو عمر رضی اللہ عنہ نے اسے طلاق دیدی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مقام قبا گئے اور بچے کو کھیلتا دیکھا تو اٹھا کر لے آئے۔ اور اپنے آگے سواری پر بیٹھایا تو لڑکے کی نانی پہنچ آئی اور اس نے جھگڑا کیا یہاں تک کہ دونوں ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ آئے۔ پس ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: بچے کو اور اس کی نانی کو جانے دے۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے سامنے ایک لفظ بھی نہیں لوٹایا۔'' (مالک)

(٤٥٢٢) ابوداؤد: ٢٢٧٨۔ صحیح، البانی: ١٩٩٣۔ احمد: ٩٣٣.

(٤٥٢٣) مؤطا: ١٤٩٨.

شـــرح: ......عورت نے تین حقوق شمار کیے تھے: (۱) پیٹ میں اٹھانا۔ (۲) دودھ پلانا۔ (۳) گود کھلانا۔ یہ وہ اوصاف ہیں جو صرف ماں کے ساتھ مخصوص ہیں، باپ سے ان کا تعلق نہیں۔ یہ اس نے اس لیے بیان کیے تھے کہ ان اوصاف کے توسل سے بچے پر اپنے استحقاق کی برتری اور اولیت ثابت کرے۔ نبی ﷺ نے بھی اسی پر حکم مرتب فرمایا، اور بچہ خاتون کے پاس ہی برقرار رہنے دیا۔

اس سے یہ دلیل حاصل ہوتی ہے کہ والدہ باپ کی بہ نسبت بچے کی زیادہ مستحق ہے۔ بشرطیکہ ماں کی طرف سے کوئی رکاوٹ نہ ہو جیسا کہ نکاح وغیرہ یا بچے کی تربیت خراب ہونے یا مذہب غلط ہونے کا خوف ہو۔

اگر وہ نکاح کر لیتی ہے تو اس کا حق تربیت ختم ہو جاتا ہے کیونکہ آگے شادی کی وجہ سے وہ اپنے خاوند کی خدمت میں مشغول ہو جاتی ہے اور بچے کی بہ نسبت اس کا زیادہ حق ہے تاکہ اس کے ساتھ معاشرت بہتر رہے۔

رسول اکرم ﷺ کے پُر حکمت فیصلہ پر قربان جائیں کس قدر دور رس اور گہری سوچ کے فیصلے ہیں، شادی سے پہلے عورت فارغ ہوتی ہے، بچے کے حالات کی اصلاح اور اس کی خبر گیری اور اس کی پرورش کے صبر آزما مرحلہ سے گزرنا یہ ایسا معاملہ ہے، جو دوسرے رشتہ دار تو کجا رہے، باپ بھی اس طرح پورے نہیں کر سکتا، جس طرح ماں کر سکتی ہے۔ اس لیے ماں کی پرورش کو فوقیت دی ہے اور جب عورت آگے شادی کر لیتی ہے تو پھر خاوند کا حق غالب کر دیا ہے، اس طرح اعتدال کے ساتھ کمال انداز سے دونوں کے حقوق کی نگرانی فرمائی ہے۔ اور خصوصاً کمزور بچہ جس میں قوت نہیں ضعیف ہے، اس کا خیال رب کائنات کی شریعت نے خود ہی رکھا ہے۔ اور ایسے معصوم کی حفاظت وعنایت کا خود ہی اہتمام کر دیا ہے۔

۲۔ یہ یاد رہے بچے کی پرورش کا معاملہ اس وقت اٹھایا جائے گا جب طلاق کے بعد ان میں جھگڑا ہو اگر وہ رضا مندی سے خود ہی ایک دوسرے کو دے دیتے ہیں تو یہ اسی کے پاس ہوگا جسے وہ رضا مندی سے دیں گے۔

یہی وجہ ہے کہ بچے کے بارے میں جب میاں بیوی کا جھگڑا ہوا، باپ اپنے پاس رکھنا چاہتا تھا اور ماں اپنے پاس رکھنے کی ضرورت ظاہر کر رہی تھی اس لیے میں بچے کی زیادہ حقدار ہوں تو رسول اکرم ﷺ نے پہلے قرعہ ڈالنے کا کہا۔

خاوند کہنے لگا: میرا بچہ ہے یہ کون ہوتی ہے اس کے بارے میں جھگڑنے والی یہ صورت حال دیکھ کر نبی کریم ﷺ نے بچہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: یہ ماں ہے، یہ تیرا باپ ہے جس کے ساتھ چاہے چلا جا تو اس نے ماں کے ساتھ جانا اختیار کیا۔

ایک اعتراض: پہلے گزرا ہے نبی ﷺ نے جب تک عورت نکاح نہ کرے بچہ اس کے پاس رکھنے کا فیصلہ فرمایا تھا، اس حدیث میں بچے کو اختیار دیا ہے۔

اس کا حل: بات یہ ہے کہ بچہ جب چھوٹی عمر کا ہو تو اس کی ماں اس کی زیادہ حقدار ہے، اور بچہ جب سن شعور کو پہنچ جائے جو کہ سات آٹھ برس کی عمر ہے تو پھر بچے کو اختیار دیا جائے گا، ماں یا باپ میں سے جس کا چاہے انتخاب کر لے۔

ابن قیم رحمہ اللہ کی بات نہایت مناسب ہے، فرماتے ہیں: جس امر میں بچے کی مصلحت اور خیر خواہی ہو اسے اختیار کرنا چاہیے، اگر ماں، باپ کے مقابلہ میں زیادہ صحیح تربیت و پرورش اور حفاظت کرنے والی ہو اور نہایت غیرت مند خاتون ہو تو ماں کو باپ پر مقدم کیا جائے گا، بچہ اس کے پاس رہے گا، اس موقع پر قرعہ اندازی یا اختیار میں سے کسی کا لحاظ نہیں کیا جائے گا کیونکہ بچہ تو نادان، کم عقل اور عاقبت نااندیش ہے، ماں، باپ میں سے جو بچہ کا زیادہ خیال رکھنے والا ہو بچہ اس کے سپرد کر دیا جائے گا، اگر باپ میں یہ اوصاف ماں کی بہ نسبت زیادہ ہوں تو بچہ باپ کی تحویل میں دے دیا جائے گا وہی اس کی پرورش و تربیت کا ذمہ دار ہوگا۔ (هدی العباد)

۳۔ یہ بھی ثابت ہوا بچہ چھوٹا ہوا سے اچھے برے کی تمیز نہ ہو تو اس کی پرورش کرنا بھی غیر مسلم عورت کا حق ہے۔

لیکن اگر بچے کے دین، اخلاق میں وہ عورت بگاڑ پیدا کرے تو پھر اس سے بچہ لے کر کسی مسلمان کے حوالے کرنا اور خصوصاً باپ اگر دیندار ہے تو وہ سب سے زیادہ حقدار ہے بچہ اسے دینا ضروری ہے کیونکہ بچے پر ماں کی شفقت سے بڑھ کر یہ شفقت کرنا ہے کہ اس کا دین محفوظ رہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بچے کے لیے دعائے ہدایت کرنا بھی ہماری اس بات کی تائید کرتا ہے۔

یہ بات نہایت ہی المناک ہے کہ شریعت نے اتنی گہری تربیت کا اہتمام کیا ہے کہ طلاق کے بعد میاں بیوی کی جدائی بچوں کو برباد نہ کر سکے۔ مگر آج مسلمان عیسائی سکولوں میں بچوں اور بچیوں کو داخل کرواتے ہیں، بھاری فیسیں ادا کرتے ہیں، صرف اس لیے کہ انگریزی بولنے میں مہارت حاصل کریں، جہاں غیر مسلم خواتین اور نام نہاد مسلمان خواتین بھی ان کی تعلیم و تربیت پر مقرر ہوتی ہیں، جوان بچوں اور بچیوں کے ذہن میں اسلام بیزاری کا زہر بھرتے ہیں، یہ کتنے خسارے کی بات ہے، ہمارا ہی سرمایہ اور ہمارے ہی معصوم بچے ان کا مایہ، اور ہمارے ہی دین کے خلاف استعمال ہو رہا ہے، اور ہم خوش فہمی میں ہیں کہ ہم جدید دور کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۵۱۵)

۴۔ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ بچے کی اصل پرورش میں سب سے زیادہ حق ماں کا ہے، اس کے بعد باپ کا ہے۔ لیکن اگر ماں نہ ہو تو اس کے قائم مقام اس کی خالہ ہے، جو پرورش کی زیادہ مستحق ہے، اس خالہ کا حق باپ پر بھی مقدم ہے کیونکہ اس خالہ میں نگہداشت، احسان، شفقت اور مہربانی کی صفات بچے کے لیے ماں والی ہی ہوتی ہیں، اس معصوم جان کو خالہ کے حوالے کر کے شریعت نے ماں کی گود کا محل قرار مہیا کر دیا ہے۔ (حوالہ مذکور: ۲/ ۵۲۱)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ والے واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ بچے کی نانی اور بچے کے باپ کے پرورش کرنے میں اختلاف ہو جائے تو نانی پرورش کرنے میں مقدم ہے۔ (شرح زرقانی: ۴/ ۷۳)

❀❀❀❀

کتاب البیوع
بیع کا بیان

الکسب والمعاش وما یتعلق بالتجارة
کسب معاش اور تجارت کے متعلقہ امور کا بیان

٤٥٢٤ـعَنْ أَبِی الطُّفَیْلِ؛ رَفَعَهٗ: مَنْ كَسَبَ مَالاً مِنْ حَرَامٍ فَأَعْتَقَ مِنْهُ؛ وَوَصَلَ مِنْهُ رَحِمَهٗ كَانَ ذٰلِكَ إِصْرًا. (رواه الطبرانی فی الکبیر بضعف)

''سیدنا ابوطفیل رضی اللہ عنہ مرفوع حدیث بیان کرتے ہیں کہ جس نے مالِ حرام لے کر اس سے گردن آزاد کرائی اور اس سے صلہ رحمی کی تو یہ بوجھ ہوگا۔'' (الکبیر، سند ضعیف)

٤٥٢٥ـ عَنْ مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ سَعْدٍ؛ قَالَتْ: أَفْتِنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ عَنِ السَّرِقَةِ؛ قَالَ: مَنْ أَكَلَهَا وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهَا سَرِقَةٌ فَقَدْ أَشْرَكَ فِی إِثْمِ سَارِقِهَا. (رواه الطبرانی فی الکبیر٢٥/٣٥ بخفی)

''سیدہ میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا نے کہا: یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں چوری کے متعلق مسئلہ بتائیں۔ فرمایا: جس نے چوری کے مال سے کھایا اور وہ جانتا تھا کہ چوری کا مال ہے تو اس نے چوری میں شرکت کی۔'' (الکبیر، سند مخفی ہے)

٤٥٢٦ـعَنْ أَبِي بَكْرٍ؛ رَفَعَهٗ: لاَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ جَسَدٌ غُذِّیَ بِحَرَامٍ﴿رواه أبویعلی الموصلی ٨٣﴾ (والبزار والأوسط)

''سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ وہ جسم جنت میں داخل نہ ہوگا جس کو حرام کی غذا دی گئی ہو۔'' (الموصلی، البزار، الاوسط)

٤٥٢٧ـ وَلَهٗ عَنْ حُذَيْفَةَ ؛ رَفَعَهٗ لاَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ ؛ النَّارُ أَوْلَى بِهِ (رواه الطبرانی فی الأوسط)

''سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے: وہ گوشت جنت میں داخل نہ ہوگا جو حرام سے پیدا ہوا ہو آگ اس کی زیادہ حقدار ہے۔''

شرح: ......اگرچہ ان روایات میں ضعف ہے، مگر بات اچھی ہے کہ حرام کھانے سے ڈرایا گیا ہے۔ (تنقیح الرواۃ:٢/١٥٤)

(٤٥٢٤) طبرانی کبیر، وفیه محمد بن ابان الجعفی وهو ضعیف، هیثمی: ١٨١٠٦.

(٤٥٢٥) طبرانی کبیر: ٢٥/ ٣٥ـ وفیه من لم اعرفهم، هیثمی: ١٨١٠٧.

(٤٥٢٦) ابو یعلی، موصلی: ٨٣ـ بزار، اوسط، ورجال ابی یعلی ثقات و فی بعضهم خلاف، هیثمی: ١٨١٠٩.

(٤٥٢٧) طبرانی اوسط، من روایة ایوب بن سوید عن الثوری، وهی مستقیمة وابراهیم بن خلف الرملی، لم اعرفه وبقیة رجاله رجال الصحیح، هیثمی: ١٨١١٠.

٤٥٢٨ــ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ وَأَهْوَى النُّعْمَانُ بِإِصْبَعَيْهِ إِلَى أُذُنَيْهِ إِنَّ الْحَلاَلَ بَيِّنٌ وَإِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لاَ يَعْلَمُهُنَّ كَثِيْرٌ مِنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَى الشُّبَهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِيْنِهِ وَعِرْضِهِ وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ كَانَ الرَّاعِي يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى يُوْشِكُ أَنْ يَرْتَعَ فِيْهِ أَلاَ وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى أَلاَ وَإِنَّ حِمَى اللّٰهِ مَحَارِمُهُ أَلاَ وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَافَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ أَلاَوَهِيَ الْقَلْبُ (رواه مسلم ١٥٩٩)

''سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے۔ اور ان کے درمیان کچھ مشتبہ اشیاء ہیں جن کو اکثر لوگ نہیں جانتے۔ تو جو شبہ سے بچا اس نے اپنے دین اور عزت کو محفوظ کیا۔ اور جو شبہات میں پڑا تو وہ حرام میں پڑ جائے گا۔ اس چرواہے کی طرح جو باڑ کے اردگرد مویشی چراتا ہے، قریب ہے کہ باڑ کے اندر بھی چرائے گا۔ خبردار! ہر بادشاہ کی ممنوع چراہ گاہ ہوتی ہے۔ اور خبردار! اللہ کی چراگاہ اس کی حرام کردہ اشیاء ہیں۔ اور خبردار! جسم میں ایک ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے اور جب وہ بگڑ جائے تو تمام جسم میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے۔ خبردار! وہ دل ہے۔'' (مسلم)

شرح: ......١۔ اس میں دل کو پورے اعضاء کا بادشاہ قرار دیا گیا ہے۔ یہ جب اصلاح کرے تو دیگر اعضاء خود بخود اصلاح کی طرف آتے ہیں۔ اگر اس میں خرابی ہو تو دوسرے اعضاء خود بخود فساد برپا کرتے ہیں۔

٢۔ اس میں احکام کو تین باتوں میں تقسیم کیا ہے: (١) وہ حکم جس کے بارے میں شریعت نے واضح مطالبہ کیا ہے کہ یہ کام کرو اگر نہ کرو گے تو یہ سزا ہے۔ (٢) وہ حکم جس کے بارے میں شریعت نے واضح حکم دیا ہے کہ یہ کام نہ کرو اور اگر اسے نہ چھوڑو گے تو یہ سزا ہے۔ (٣) یہ ہے کہ واضح حکم نہ تو کرنے کا دیا ہے نہ ہی نہ کرنے کا دیا ہے، پہلا حلال ہے، دوسرا حرام ہے، تیسرا مشتبہ ہے کیونکہ یہ پوشیدہ ہے، نہ اسے حرام کہہ سکتے ہیں نہ ہی اسے حلال کہہ سکتے ہیں، اس میں توقف ہوگا۔ مثلاً: روٹی، پھل یا دیگر حلال اشیاء یہ حلال ہیں اور ان کے حصول کے لیے جائز ذرائع بھی حلال ہیں۔

اسی طرح شراب، خنزیر، مردار، پیشاب وغیرہ، زنا، جھوٹ، غیبت وغیرہ سب حرام ہیں۔

ان کے درمیان کچھ امور مشتبہ ہیں، یہ مطلب نہیں کہ شریعت نے اس بارے میں ہماری رہنمائی نہیں کی۔ شریعت نے تو سب کچھ واضح کر دیا ہے اور اصول بتا دیئے ہیں۔ مشتبہ ہونے کا مطلب ہے کہ ہر عام انسان انہیں پہچان نہیں سکتا۔ ان پر ان کا معاملہ روشن نہیں ہوتا۔ یہ امور تو واضح ہوتے ہیں ان میں اشتباہ نہیں ہوتا مگر عام لوگ ان کے دلائل سے آشنا

(٤٥٢٨) مسلم: ١٥٩٩۔ بخاری: ٥٢۔ ترمذی: ١٢٠٥۔ نسائی: ٥٧١٠۔ ابوداؤد: ٣٣٢٩۔ ابن ماجه: ٣٩٨٤۔ احمد: ١٧٩٥١۔ دارمی: ٢٥٣١.

نہیں ہوتے، خاص لوگوں کو ان کا علم ہوتا ہے۔ لہٰذا جنہیں علم ہے ان کے لیے یہ مشتبہ نہیں جنہیں علم نہیں یہ ان کے لیے مشتبہ ہیں۔

۳۔ ان لوگوں پر جن پر یہ امور مشتبہ ہیں، ان کے احتیاط کرنے کی وجہ سے انہیں کامیاب قرار دیا جا رہا ہے کہ انہوں نے اپنے دین میں رخنہ بھی نہیں آنے دیا اور نہ ہی بے احتیاطی کی تہمت کا داغ اپنے دامن پر لگنے دیا ہے۔ ایک بہترین مثال کے ذریعے اسے ذہن میں بٹھا دیا گیا ہے کہ ہر بادشاہ ایک چراگاہ رکھتا ہے، جو محفوظ ہوتی ہے، اس میں دوسروں کا داخلہ بند ہوتا ہے، اگر کوئی اس کے قریب جانور چرائے گا تو اندیشہ ہے کہ چراگاہ میں جانور چر جائے اور بادشاہ کی گرفت میں آ جائے۔ اس میں جس انسان پر پابندی لگائی جا رہی ہے، اسے چرواہے سے اور نفس انسانی کو چار پائے سے اور نافرمانیوں کو چراگاہ کے اندر گھومنے چرنے سے اور چراگاہ کے اردگرد چرنے کو مشتبہ چیزوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ لہٰذا جو مشتبہ کام کرے گا، بہت امکان ہے کہ نافرمانی میں مبتلا ہو جائے اور سزا کا مستحق ٹھہرے، اس لیے مشکوک، معاملات میں احتیاط رکھیں۔ (عون المعبود: ۳/ ۲۴۸)

٤٥٢٩۔ عَنْ وَابِصَةَ الْاَسَدِيّ قَالَ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا أُرِيْدُ أَنْ لاَ اَدَعَ شَيْئاً مِنَ الْبِرِّ وَالإِثْمِ إِلاَّ سَأَلْتُهُ عَنْهُ ﴿وَحَوْلَهُ عِصَابَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَسْتَفْتُوْنَهُ فَجَعَلْتُ أَتَخَطَّاهُمْ قَالُوْا إِلَيْكَ يَا وَابِصَةُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ دَعُوْنِى فَأَدْنُوْمِنْهُ فَإِنَّهُ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَىَّ أَنْ اَدْنُومِنْهُ قَالَ دَعُوْا وَابِصَةَ اُدْنُ يَا وَابِصَةُ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلاَثاً قَالَ فَدَنَوْتُ مِنْهُ حَتّٰى قَعَدْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ﴾ فَقَالَ يَاوَابِصَةُ أُخْبِرُكَ أَوْ تَسْأَلُنِى قُلْتُ لاَ بَلْ أَخْبِرْنِى فَقَالَ جِئْتَ تَسْأَلُنِىْ عَنِ الْبِرِّوَالإِثْمِ فَقَالَ نَعَمْ فَجَمَعَ أَنَا مِلَهُ فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِهِنَّ فِى صَدْرِىْ وَيَقُوْلُ يَا وَابِصَةُ اسْتَفْتِ قَلْبَكَ وَاسْتَفْتِ نَفْسَكَ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ الْبِرُّمَا اطْمَأَنَّتْ إِلَيْهِ النَّفْسُ وَالإِثْمُ مَا حَاكَ فِى

”سیدنا وابصہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اپنے دل میں سوچا کہ نیکی اور بدی کے بارے میں سوال کروں گا۔ میں رسول اکرم ﷺ کے پاس گیا۔ آپ کے اردگرد صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی، میں ان کو پھلانگتا ہوا آگے بڑھا۔ تو انہوں نے کہا: اے وابصہ! نبی علیہ السلام سے دور ہٹو۔ میں نے جواب دیا: مجھے آپ کے قریب ہونے دو کیونکہ سب لوگوں سے بڑھ کر مجھے آپ ﷺ محبوب ہیں۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: وابصہ کو آنے دو۔ دو یا تین مرتبہ فرمایا: اے وابصہ! آگے آ و۔ چنانچہ جب میں قریب ہوا تو آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تجھے خبر دوں یا تو مجھے بتاتا ہے؟ میں نے کہا: نہیں بلکہ آپ ﷺ ہی بتائیں۔ فرمایا: تو مجھ سے نیکی اور بدی کا سوال کرنے حاضر ہوا ہے۔ میں نے کہا: یہی بات ہے، پس آپ ﷺ نے تین انگلیاں جمع کیں اور میرے سینے پر مارتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے: اے وابصہ رضی اللہ عنہ!

الـنَّفْسِ وَتَرَدَّدَ فِی الصَّدْرِ وَإِنْ افْتَاكَ النَّاسُ وَأَفْتَوْكَ . (رواه أحمد' ١٧٥٤٥)

اپنے دل سے پوچھ۔ اے وابصہ رضی اللہ عنہ! اپنے دل سے سوال کر تین بار فرمایا۔ نیکی وہ ہے جس کی طرف دل اطمینان پکڑتا ہے اور بدی وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے، اور سینے میں تردد پیدا کرے خواہ تجھے لوگ فتویٰ دیتے ہوں اور فتویٰ دیا ہو۔'' (احمد)

شــــرح: ...... نیکی کا کام سرانجام پانے سے دل میں اطمینان ہوتا ہے، سینہ کشادہ ہوتا ہے۔ مگر گناہ اپنے اثرات رکھتا ہے، اس کے لیے سینہ میں کشادگی نہیں بلکہ انقباض پیدا ہوتا ہے، بے قراری اور اضطراب کی کیفیت ہوتی ہے، اور ساتھ ساتھ دل کو دھڑکا لگا رہتا ہے کہ لوگوں کو اس کا پتہ نہ چل جائے۔ وجہ یہ ہے کہ نفس میں فطرتی شعور ہوتا ہے کہ اچھے انجام والے کام کونسے ہیں اور کونسے کام برے انجام والے ہیں۔

وقتی طور پر شہوت کے غلبہ تلے یہ احساس وشعور دب جاتا ہے۔ انسان کی طبیعت کا یہ تقاضا ہے کہ فلاں کام شر والا ہے کسی کو پتہ نہ چل جائے کہ میں نے کیا ہے اور خیر کے وقت اطمینان کہ دوسروں کو پتہ چلے۔ یہ پختہ دلیل ہے کہ جو سینہ میں کھٹکے وہ گناہ ہے، جو نہ کھٹکے وہ نیکی ہے، یہ ایک اندرونی اور فطرتی آواز کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ نے فرمایا ہے۔ ویسے جو معیار خارجی اور طبیعت سے باہر کا ہے، وہ کتاب وسنت ہے۔ جسے کتاب وسنت شر قرار دے وہ شر ہے جسے یہ خیر قرار دے وہ خیر ہے کیونکہ گناہوں سے فطرت دب جاتی ہے معیار نہیں رہتی۔ یہ اس وقت تک معیار ہے، جب فطرت سلیم رہے۔ (تفہیم الاسلام: ۸۳۲/۲)

٤٥٣٠ ۔ عَـنْ سَلْمَانَ وَابْنِ عَبَّاسٍ ؛ رَفَعَاهُ: اَلْـحَلاَلُ مَـا أَحَـلَّ اللّٰهُ فِـی کِتَابِهِ وَالْحَرَامُ مَـاحَـرَّمَ اللّٰهُ فِـی کِتَابِهِ وَمَا سَكَتَ فَهُوَ مَا عَفَى عَنَّا فَلاَ تَتَكَلَّفُوْهُ (رواه رزين)

''سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ دونوں مرفوع حدیث بیان کرتے ہیں فرمایا: حلال وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال کیا ہے۔ اور حرام وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حرام کیا ہے۔ اور جس چیز کو بیان کرنے سے سکوت فرمایا ہے وہ معاف ہے پس تم اس میں تکلف نہ کرو۔'' (رزین)

٤٥٣١ ۔ عَـنِ الْـمِـقْدَامِ رضی اللہ عنہ عَـنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَاأَكَلَ أَحَدٌ طَعَاماً قَطُّ خَيْراً مِنْ اَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ وَإِنَّ نَبِىَ اللّٰهِ دَاوُدَ علیہ السلام كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ . (رواه البخاري، ٢٠٧٢)

''سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی نے اس سے بہتر کھانا نہیں کھایا جو اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتا ہے۔ اور اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے۔'' (البخاری)

(٤٥٣٠) رزين.

(٤٥٣١) بخاری: ٢٠٧٣ ۔ ابن ماجه: ٢١٣٨ ۔ احمد: ١٦٧٣٩ .

شــرح: ......اس بارے میں علمائے کرام مختلف ہیں کہ افضل کمائی کون سی ہے؟ بعض زراعت کوقرار دیتے ہیں۔ بعض تجارت کوقرار دیتے ہیں۔بعض صنعت وحرفت کوقرار دیتے ہیں۔بعض مال غنیمت کوقرار دیتے ہیں۔

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں مراتب حالات اور اشخاص کے مطابق افضل کمائی قرار دی جائے گی ویسے کوئی بھی افضل نہیں۔

اصل بات یہ ہے کوئی بھی جائز کام کرنے والا مالک کی خیر خواہی کا جذبہ رکھے، اور اس کی کمائی سے مخلوق خدا کو فائدہ پہنچے،سوال کی ذلت سے بچے، بے کاری اورلغویات سے محفوظ رہے اور یہ تصور کرے کہ یہ روزی مجھے اللہ دے رہا ہے، میں نے تو بس ذریعہ اپنایا ہے۔تو یہ روزی افضل ہے۔

اس میں بہرصورت یہ ترغیب ہے کہ دستی کام کرنا دوسرے کے سپرد کرنے سے بہتر ہے۔ یہاں خصوصاً سیدنا داؤد علیہ السلام کا ذکر کیا گیا ہے، وجہ یہ ہے کہ وہ خلیفہ تھے۔انہیں دستی کام کرنے کی ضرورت نہ تھی۔اس کے باوجود انہوں نے روزی کمانے کا افضل طریقہ استعمال کیا کہ دستی کام کیا، اس سے سامعین کے دل میں دستی کام کی اور اہمیت پیدا ہو جاتی ہے۔یہ بھی ثابت ہوا رزق میں جائز کمائی کے ذرائع تلاش کرنا توکل کے منافی نہیں۔(فتح الباری:۴/ ۳۰۶)

٤٥٣٢۔عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَـالَ یَـأْتِـیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لاَ یُبَالِي الْمَرْءُ مَا أَخَذَ مِنْهُ أَمِنَ الْحَلاَلِ اَمْ مِنَ الْحَرَامِ (رواه البخاري، ٢٠٥٩)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ آدمی کوئی پرواہ نہیں کرے گا کہ اس نے کیا چیز حاصل کی ہے ۔کیا وہ حلال ہے یا وہ حرام ہے۔''(بخاری)

شــرح: ......اس حدیث میں ذرائع کمائی میں احتیاط نہ رکھنے کی مذمت ہے،اور مال کے فتنہ میں مبتلا ہونے سے خبردار کیا گیا ہے۔اس میں نبی اکرم ﷺ کے معجزہ کا بھی ذکر ہے کہ ایک چیز آپ کے زمانہ میں نہ تھی آپ نے اس کی اطلاع دی اور ایسا ہی ہوا ہے۔

٤٥٣٣۔ زادرزین :فَإِذْ ذَاكَ لاَ تُجَابُ لَهُمْ دَعْوَةٌ.

'' رزین نے یہ اضافہ کیا: پھر ان کی دعائیں قبول نہیں کی جائیں گی۔''

٤٥٣٤۔عَنْ أَبِـیْ هُـرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَیُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللّٰهَ طَیِّبٌ لاَ یَقْبَلُ

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:اے لوگو! تحقیق اللہ تعالیٰ پاک ہے وہ صرف پاک ہی کو

(٤٥٣٢) بخاری: ٢٠٥٩۔ نسائی: ٤٤٥٤۔ احمد: ١٠١٨٥۔ دارمی: ٢٥٣٦.

(٤٥٣٤) مسلم: ١٠١٥۔ ترمذی: ٢٩٨٩۔ احمد: ٨١٤٨۔ دارمی: ٢٧١٧.

إِلاَّ طَيِّباً وَإِنَّ اللّٰهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِيْنَ فَقَالَ ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوْ صَالِحًا إِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ﴾ وَقَالَ ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُلُوْ امِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ﴾ ثُمَّ ذَكَرَالرَّجُلَ يُطِيْلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ اَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ يَارَبِّ يَا رَبِّ وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَغُذِّيَ بِالْحَرَامِ فَأَنّٰى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ . (رواه مسلم '١٠١٥)

پسند کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں کو وہ حکم دیا ہے جو انبیاء علیہم السلام کوحکم دیا ہے۔ پس فرمایا: (اے رسولو! کھاؤ پاک چیزوں سے اور نیک اعمال کرو میں تمہارے اعمال کو جانتا ہوں) اور فرمایا: (اے ایمان والو! کھاؤ پاک اشیاء اس سے جو ہم نے تمہیں رزق دیا ہے) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کا ذکر کیا جو طویل سفر کرتا ہے، پراگندہ بالوں کے ساتھ آسمان کی طرف ہاتھ پھیلاتا ہے اے رب! اے رب! کہتا ہے۔ اور اس کا کھانا حرام ہے، پینا حرام ہے۔ اس کو حرام کی غذا دی گئی ہے تو اس کی دعا کیسے قبول کی جائے۔'' (مسلم)

شرح: ......طیب کی ضد خبیث ہے۔ طیب پاکیزہ، خبیث (پلید) ہے۔ اللہ تعالیٰ کے طیب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ نقائص سے پاک اور آفات سے مقدس ہے۔ بندے کے طیب ہونے کا مطلب ہے کہ اس میں ردی اخلاق نہیں پائے جاتے اور قبیح اعمال سے مبرا ہے اور اچھے اخلاق سے آراستہ ہے، جب طیب مال مراد ہو تو عمدہ اور حلال مال مراد ہوتا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ عیوب سے منزہ ہے وہ جس طرح خود بے عیب ہے قبول بھی بے عیب مال کرتا ہے، لہٰذا اس کے تقرب کے لیے بہترین اور حلال مال ہی خرچ کرو۔ اللہ کا فرمان بھی ہے:

﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ (آل عمران: ٩٢)

''ہرگز نہ تم نیکی کو پاؤ گے یہاں تک کہ تم وہ چیز خرچ کرو جو تم پسند کرتے ہو۔''

یہ یاد رہے یہاں جس سفر کا ذکر ہے وہ اطاعت کے کاموں کا ہے، مثلاً: حج، عمرہ، صلہ رحمی وغیرہ، غلط کاموں کا نہیں۔

اس حدیث میں حلال مال خرچ کرنے کی ترغیب ہے اور حرام سے منع کیا گیا ہے۔ کھانا، پینا، لباس وغیرہ بھی حلال مال سے ہونا چاہیے اور جو اس چیز کا آرزومند ہو کہ میری دعا قبول ہو اسے تو اس حلال کا بہت زیادہ اہتمام کرنا چاہیے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۱۸۸)

٤٥٣٥ ـ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(٤٥٣٥) ترمذی: ١٣٥٨ـ صحیح، البانی: ١٠٩٥ـ نسائی: ٤٤٥٣ـ ابوداؤد: ابن ماجه: ٢٢٩٠ـ احمد: ٢٥٣١٧ـ دارمی: ٢٥٣٧.

اللّٰہِ ﷺ إِنَّ أَطْيَبَ مَا أَكَلْتُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ وَإِنَّ أَوْلَادَكُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ (رواه الترمذي، ١٣٥٨)

سب سے پاکیزہ کھانا وہ ہے جو تم اپنے کسب سے حاصل کر کے کھاتے ہو۔ اور تمہاری اولاد بھی تمہارے کسب سے ہے۔'' (ترمذی)

٤٥٣٦۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ إِنَّ أَوْلَادَكُمْ مِنْ أَطْيَبِ كَسْبِكُمْ فَكُلُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ. (رواه ابن ماجة، ٢٢٩٢)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: آدمی کا بیٹا اس کے بہترین کسب میں سے ہے، پس بیٹوں کے مال سے کھایا کرو۔'' (ابن ماجہ)

شــرح: ......خود کمائی کی ہو تو اس میں شبہ نہیں ہوتا اور آدمی مال کمانے میں جدوجہد کرتا ہے، کبھی زراعت اختیار کرتا ہے، کبھی تجارت اپناتا ہے۔ کبھی صنعت وحرفت کرتا ہے، یہ تمام ذرائع کسب جائز ہیں، اسی طرح اولاد کی کمائی بھی حلال ہے۔ حسب ضرورت اولاد کے مال سے لے سکتے ہو، یہ اولاد بھی جو کماتی ہے گویا کہ یہ تمہاری ہی کمائی ہے۔ (انجاز الحاجہ: ۱/۷)

٤٥٣٧۔ عَنْ سَعْدٍ قَالَ لَمَّا بَايَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ النِّسَاءَ قَامَتِ امْرَأَةٌ جَلِيْلَةٌ كَأَنَّهَا مِنْ نِسَاءِ مُضَرَ فَقَالَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنَّا كَلٌّ عَلَى آبَائِنَا وَأَبْنَائِنَا قَالَ أَبُوْدَاوُد وَأُرَى فِيْهِ وَأَزْوَاجِنَا فَمَا يَحِلُّ لَنَا مِنْ أَمْوَالِهِمْ فَقَالَ الرَّطْبُ تَأْكُلْنَهُ وَتُهْدِيْنَهُ ﴿وَقَالَ أَبُوْدَاوُدْ وَالرَّطْبُ مَا يُفْسِدُ إِذَابَقِيَ﴾ (رواه أبو داود، ١٦٨٦)

''سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے بیعت کی تو ایک خوب صورت عورت کھڑی ہوئی گویا وہ مضر کی خواتین سے تھی۔ اس نے: کہا ہم خواتین اپنے بیٹوں، اپنے باپ اور اپنے خاوندوں کے اوپر بوجھ ہیں۔ تو ہمارے لیے ان کے مال میں سے کیا کچھ جائز ہے؟ فرمایا: تازہ چیز تم کھا بھی سکتی ہو اور ہدیہ بھی کر سکتی ہو۔'' (اس کو ابوداؤد نے روایت کیا اور کہا تازہ وہ ہوتا ہے جو کچھ وقت کے بعد خراب ہو جائے) (ابوداؤد)

شــرح: ......علامہ البانی تو اسے ضعیف قرار دے رہے ہیں، مگر علامہ شمس الحق نے اس کی تقویت کا اشارہ دیا ہے۔ اور ایک شارح نے حاکم کے حوالہ سے صحیح قرار دیا ہے اور ذہبی کی موافقت بتائی ہے۔ (مستدرک: ۴/۱۳۴)

اس کے شواہد بھی ہیں۔ اگرچہ یہ سنداً ضعیف ہے مگر شواہد کی بناء پر تقویت ہے۔

خاوند کی اجازت کے بغیر کھانے اور ہمسائیوں کو دینے میں جو تر چیز کی اجازت عورت کو ملی ہے، اس سے مراد ہے انگور، تر کھجور، شوربا، دودھ، سبزیاں وغیرہ جو جلدی خراب ہو جاتی ہیں، یہ دینے کی اجازت ہے۔ اگر خاوند نے بیوی کو

(٤٥٣٦) صحيح، الباني: ١٨٥٦۔ ابوداؤد: ٣٥٣٠۔ احمد: ٦٩٦٢.

(٤٥٣٧) ابوداؤد: ١٦٨٦۔ ضعيف، الباني: ٣٧٢.

اجازت دے رکھی ہے کہ وہ صدقہ بھی کرے۔ اور مناسب مال غرباء کو دے دے تو اس صورت میں آدھا اجر بیوی کو بھی ملتا ہے اگر خاوند کی اجازت نہیں تو اسے خرچ نہیں کرنا چاہیے کیونکہ خاوند کی اجازت کے بغیر قیمتی مال صرف کرنا منع ہے۔ ہاں معمولی چیز ہو تو پھر اجازت ہے، یا پھر عورت اپنے مال سے خرچ کرے اس میں خاوند کی اجازت ضروری نہیں تاہم مشورہ کرے تو بہتر ہے۔ (عون المعبود: ۲/ ۵۷)

٤٥٣٨ــ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَهُ إِنَّ لِي يَتِيْماً وَلَهُ إِبِلٌ أَفَأَشْرَبُ مِنْ لَبَنِ إِبِلِهِ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنْ كُنْتَ تَبْغِيْ ضَالَّةَ إِبِلِهِ وَتَهْنَأُ جَرْبَاهَا وَتَلُطُّ حَوْضَهَا وَتَسْقِيْهَا يَوْمَ وِرْدِهَا فَاشْرَبْ غَيْرَ مُضِرٍّ بِنَسْلٍ وَلاَ نَاهِكٍ فِي الْحَلْبِ. (رواه مالك، ١٧٣٩)

''قاسم بن محمد کہتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کو ایک آدمی نے کہا: میری کفالت میں ایک یتیم ہے، جس کے اونٹ ہیں، تو کیا میں اس کے اونٹوں کا دودھ پی سکتا ہوں؟ سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اگر اس کے گم شدہ اونٹ تلاش کرتا ہے، اور اس کے خارش والے کا علاج کرتا ہے، اور ان کے لیے حوض بناتا ہے، اور پانی پر اترنے کے دن ان کو پانی پلاتا ہے، تو پھر ان کا دودھ پی سکتا ہے جب کہ ان کی نسل کو مضر نہ ہو نہ ہی دودھ نکالنے میں حدود سے تجاوز ہو۔'' (مالک)

شرح: ......اس سے ثابت ہوا یتیم کے مال سے محنت کے عوض کچھ کھانا یا پینا جائز ہے، بشرطیکہ نیت اچھی ہو اس کا مال ختم کرنا مقصد نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد بھی ہے:

﴿وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ وَ اِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۝﴾ (البقرة: ٢٢٠)

''یہ آپ سے یتیموں کے بارے میں سوال کرتے ہیں، کہہ دو ان کی اصلاح بہتر ہے۔ اگر تم ان سے مل جل کر رہو تو یہ تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فساد کرنے والے اور اصلاح کرنے والے کو جانتا ہے۔ اگر اللہ چاہتا تو تمہیں مشقت میں ڈال دیتا، بے شک اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔''

٤٥٣٩ــ عَنْ ضِرَارِ بْنِ الأَزْوَرِ قَالَ أَهْدَيْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ لِقْحَةً فَأَمَرَنِي اَنْ اَحْلِبَهَا فَحَلَبْتُهَا فَجَهَدْتُ فِي حَلْبِهَا فَقَالَ دَعْ دَاعِيَ اللَّبَنِ. (رواه الدارمي، ١٩٩٧)

''سیدنا ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بکری تحفہ دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دودھ دوہنے کا حکم دیا۔ اور میں نے دودھ دوھیا اور کوشش کر کے تھن خالی کرنا چاہے تو فرمایا: دودھ کو بلانے والا رہنے دے۔'' (الدارمی)

(٤٥٣٨) مؤطا: ١٧٣٩.

(٤٥٣٩) دارمی: ١٩٩٧ـ احمد: ١٨٥٠١.

٤٥٤٠ـ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَحَقُّ مَـا أَخَـذْتُـمْ عَـلَيْـهِ أَجْـراً كِتَـابُ اللّٰهِ. (للبخاری تعلیقا)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ سب سے زیادہ حق دار چیز جس پر تم اُجرت لیتے ہو وہ اللہ کی کتاب ہے۔'' (بخاری ترجمہ الباب)

٤٥٤١ـ عَنْ أَبِى الدَّرْدَاءِ؛ رَفَعَهُ: مَنْ يَأْخُذُ عَـلٰـى تَـعْلِيْمِ الْقُرْآنِ قَوْساً قَلَّدَهُ اللّٰهُ قَوْساً مِنْ نَارٍ. (رواه الطبرانی فی الكبير)

''سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے قرآن پڑھانے پر ایک کمان وصول کیا اللہ تعالیٰ اس کو آگ کی کمان گلے میں ڈالے گا۔'' (الکبیر)

شـــرح: ......علوم نافعہ کی نشر واشاعت اور اطاعت الٰہی کے متعلقہ امور کو عام کرنے مثلاً جہاد کرنے والے، عہدہ قضاء سرانجام دینے والے، مؤذن، پیش امام اور قرآنی تعلیمات دینے والے لوگ اپنی نیک نیتی برقرار رکھتے ہوئے اگر اجرت لیتے ہیں تو یہ حدیث اس کی اجازت دیتی ہے کیونکہ اس طرح اشاعت دین کا کام احسن انداز پر اور یکسوئی سے ادا ہوتا ہے۔

مگر کچھ ائمہ دوسری حدیث کی وجہ سے قرآن کی تعلیم کے عوض اجرت لینے سے منع کرتے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ طبرانی والی حدیث ضعیف ہے، بخاری کا مقابلہ نہیں کرسکتی اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ خاص طور پر اصحاب صفہ کے متعلقہ ہے جو کہ فقیر تھے ان سے اجرت لینا ظلم تھا۔

قرآن پاک کی اجرت کے جواز پر یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک عورت سے نکاح کے وقت ایک صحابی رضی اللہ عنہ کی طرف سے قرآن پاک کی سورتوں کا حق مہر باندھا تھا۔ (بخاری: ۵۰۸۷، کتاب النکاح، باب تزویج المعسر)

حق مہر ایک عوض ہے، اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بھی سانپ گزیدہ سردار پر سورت فاتحہ پڑھ کر دم کیا تھا۔ جس سے وہ صحت یاب ہوا تو اس نے اس کے عوض تیس بکریاں دیں۔ (بخاری: ۵۷۳۷، کتاب الطب، باب الشرط فی الرقیۃ بقطیع من الغنم)

تو حق بات یہی ہے کہ قرآن کی تعلیم پر اجرت لینا جائز ہے، البتہ اگر کوئی خوشحالی کی وجہ سے نہیں لیتا تو اس کے جذبہ ایثار کی بلندی قابل رشک ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۲۱۶)

(٤٥٤٠) بخاری تعليقا: ٥٧٣٧ـ كتاب الطب الرقى، باب الشرط فى الرقية.

(٤٥٤١) طبرانى كبير، من طريق يحي بن عبدالعزيز، عن الوليد بن مسلم، ولم اجد من ذكره، وليس هو فى الضعفاء وبقية رجاله رجال الصحيح، هيثمى: ٦٤٤٧.

٤٥٤٢۔ عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ كَانَ لَنَا عَامِلاً فَلْيَكْتَسِبْ زَوْجَةً فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ خَادِمٌ فَلْيَكْتَسِبْ خَادِماً فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَسْكَنٌ فَلْيَكْتَسِبْ مَسْكَناً قَالَ قَالَ أَبُوْبَكْرٍ أُخْبِرْتُ اَنَّ النَّبِيَّ قَالَ مَنِ اتَّخَذَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَهُوَ غَالٍ أَوْ سَارِقٌ (رواه أبوداود، ٢٩٤٥)

''مستورد بن شداد کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو ہمارے کام پر متعین ہو وہ بیوی حاصل کرے، اگر اس کے پاس خادم نہ ہو تو خادم حاصل کرے، اور جس کا مکان نہ ہو وہ مکان حاصل کرے۔ ابوبکر نے کہا: مجھے بتایا گیا کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: جو اس کے سوا مال لے گا تو وہ خیانت کرنے یا چوری کرنے والا ہوگا۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......ان چیزوں کا ذکر کرنے کا مقصد ہے کہ یہ چونکہ زندگی کی ضروریات ہیں، عمل کے عوض یہ چیزیں اور ان پر اٹھنے والے جائز اخراجات لینے جائز ہیں۔ جو درمیانہ درجہ کے مطابق ہوں اگر ضرورت نہیں اسراف سے لینا ہے تو یہ حرام ہے۔ کیونکہ یہ دھوکہ اور خیانت اور چوری میں آ جاتا ہے۔ ثابت ہوا کسی ادارہ کا کام سرانجام دے کر اس کے عوض ضروریات زندگی لینا جائز ہے۔ (عون المعبود: ۳/ ۹۵)

٤٥٤٣۔۔۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا اسْتُخْلِفَ اَبُوْبَكْرٍ الصِّدِّيْقُ قَالَ لَقَدْ عَلِمَ قَوْمِي أَنَّ حِرْفَتِي لَمْ تَكُنْ تَعْجِزُ عَنْ مُؤْنَةِ أَهْلِيْ وَشُغِلْتُ بِأَمْرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَسَيَأكُلُ آلُ أَبِيْ بَكْرٍ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَيَحْتَرِفُ لِلْمُسْلِمِيْنَ فِيْهِ. (رواه البخاري، ٢٠٧٠)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے کہا: میری قوم جانتی ہے کہ میرا ذریعہ معاش میرے گھر والوں کی کفالت سے کم نہیں تھا۔ اور اب میں مسلمانوں کے کام میں مصروف ہوں پس اہل ابوبکر اس مال سے کھائیں گے اور وہ ان کے کام میں مصروف رہے گا۔'' (البخاری)

شرح: ......سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تجارت کے ذریعہ اپنے اہل وعیال کی معاش چلاتے تھے۔ جب انہیں خلیفہ منتخب کیا گیا تو یہ حسب معمول سامان تجارت لے کر فروخت کرنے کے لیے نکل پڑے۔ تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ لوگوں کے کاموں میں مصروف رہیں۔ تو انہوں نے کہا: میں اہل وعیال رکھتا ہوں ان کے اخراجات میرے ذمہ ہیں تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کے گھریلو اخراجات بیت المال سے منظور کروا دیئے تو یہ ہمہ تن لوگوں کی ضروریات میں مگن ہوگئے۔ جب وفات قریب ہوئی تو وصیت کی کہ میرے مال سے اتنا مال نکال کر جتنا میں نے اپنے دور خلافت میں لیا ہے، میرے بعد والے خلیفہ کے پاس بھیج دینا۔ ایک نوبی غلام تھا جو بچوں کو کھلاتا، اور محنت کرتا اور خرچہ دیتا تھا۔ ایک

(٤٥٤٢) ابوداؤد: ٢٩٤٥۔ صحیح، البانی: ٢٥٥٢۔ احمد: ١٧٥٥٤.

(٤٥٤٣) بخاری: ٢٠٧٠.

اونٹ تھا جو باغ کو سیراب کرتا تھا، یہ دونوں چیزیں جب سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں تو کہنے لگے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد والے خلیفہ پر بھاری ذمہ داری ڈال دی ہے، جو تھکا دینے والی ہے۔ ثابت ہوا اس طرح مسلمانوں کے معاملات میں مصروف آدمی بقدر ضرورت معاوضہ لے سکتا ہے، یہ جائز ہے۔ (فتح الباری: ۴/۳۰۴)

٤٥٤٤ـــ عَنْ كَثِيْرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَقْطَعَ بِلاَلَ بْنَ الْحَارِثِ الْمُزَنِيَّ مَعَادِنَ الْقَبَلِيَّةِ جَلْسِيَّهَا وَغَوْرِيَّهَا قَالَ ابْنُ النَّضْرِوَجَرْسَهَا وَذَاتَ النُّصُبِ ثُمَّ اتَّفَقَا وَحَيْثُ يَصْلُحُ الزَّرْعُ مِنْ قُدْسٍ وَلَمْ يُعْطِ بِلاَلَ بْنَ الْحَارِثِ حَقَّ مُسْلِمٍ وَكَتَبَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ هٰذَا مَا اَعْطَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِلاَلَ بْنَ الْحَارِثِ الْمُزَنِيَّ أَعْطَاهُ مَعَادِنَ الْقَبَلِيَّةِ جَلْسَهَا وَغَوْرَهَا وَحَيْثُ يَصْلُحُ الزَّرْعُ مِنْ قُدْسٍ وَلَمْ يُعْطِهِ حَقَّ مُسْلِمٍ (رواه أبوداود، ٣٠٦٣)

''سیدنا کثیر بن عبداللہ بن عوف المازنی اپنے باپ سے وہ اپنے دادے سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے بلال بن حارث المزنی کو مقامِ قبلیہ کی معدنیات بلند جگہ اور پست جگہ عطا کیں، نیز ذات النصب بھی دی اور قدس جگہ کی جس جس مقام پر کھیتی باڑی کرنا درست ہے وہ جگہیں بھی عطا کیں۔ لیکن کسی مسلمان کا حق اسے نہیں دیا، چنانچہ اس کے لیے تحریر لکھی۔ اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ اس میں وہ چیزیں ہیں جو محمد ﷺ نے حارث بن بلال رضی اللہ عنہ کو عطا کیں۔ اسے مقام قبلیہ کی معدنیات، بلند اور پست جگہ اور کھیتی باڑی کے قابل قدس پہاڑی کے اردگرد کی زمین دی۔ اور جس پر کسی مسلمان کا حق ہو وہ چیز نہیں دی۔'' (ابوداود)

٤٥٤٥ـ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِى عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَطَعَ لِبِلاَلِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ مَعَادِنَ الْقَبَلِيَّةِ وَهِيَ مِنْ نَاحِيَةِ الْفُرْعِ فَتِلْكَ الْمَعَادِنُ لاَيُؤْخَذُ مِنْهَا إِلَى الْيَوْمِ إِلاَّ الزَّكَاةُ . (رواه مالك، ٥٨٢)

''مالک رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بلال بن حارث رضی اللہ عنہ کو مقام قبلیہ کی معدنیات دیدیں یہ مقامِ فرع کے اطراف میں ہے۔ اور معدنیات پر آج تک زکوٰۃ کے علاوہ کوئی چیز وصول نہیں کی جاتی ہے۔'' (مالک)

٤٥٤٦ـــ عَنْ أَبْيَضَ بْنِ حَمَّالٍ أَنَّهُ وَفَدَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَقْطَعَهُ الْمِلْحَ قَالَ ابْنُ الْمُتَوَكِّلِ الَّذِى بِمَأْرِبَ فَقَطَعَهُ لَهُ فَلَمَّا اَنْ

''ابیض بن حمال رضی اللہ عنہ نے کہا وہ وفد لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس گیا۔ اور آپ ﷺ سے مقام مأرب کے نمک کی کان لکھ دینے کی درخواست دی۔ تو آپ ﷺ نے اس کو وہ دے دی

(٤٥٤٤) ابوداؤد: ٣٠٦٣ـ حسن، البانی: ٢٦٣٣.

(٤٥٤٥) مؤطا: ٥٨٢.

(٤٥٤٦) ابوداؤد: ٣٠٦٤ـ حسن، البانی: ٢٦٣٤ـ ابن ماجه: ٣٤٧٥ـ دارمی: ٢٦٠٨.

وَلَّى قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْمَجْلِسِ اَتَدْرِي مَا قَطَعْتَ لَهٗ إِنَّمَا قَطَعْتَ لَهُ الْمَاءَ الْعِدَّ قَالَ فَانْتَزَعَ مِنْهُ قَالَ وَسَأَلَهٗ عَمَّا يُحْمَى مِنَ الأَرَاكِ قَالَ مَا لَمْ تَنَلْهُ خِفَافٌ وَقَالَ ابْنُ الْمُتَوَكِّلِ أَخْفَافُ الْإِبِلِ حَدَّثَنِي هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ مُحَمَّدُبْنُ الْحَسَنِ وَالْمَخْزُوْمِيُّ مَا لَمْ تَنَلْهُ اَخْفَافُ الإِبِلِ (رواه أبوداود، ٣٠٦٤)

جب یہ لوٹ کر جانے لگا تو مسلمانوں میں سے ایک شخص نے کہا جو مجلس میں موجود تھا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ جانتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اس کو کیا دے دیا ہے؟ آپ ﷺ نے بہتا پانی دے دیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے اس سے کان واپس لے لی پھر اس نے پیلو کے درخت کی چراہ گاہ کے متعلق سوال کیا۔ تو فرمایا درخت کا وہ حصہ جس تک اونٹ کھڑا ہوکر نہ پہنچ سکتا ہو۔'' (ابوداؤد)

٤٥٤٧۔ عَنْ أَبْيَضَ بْنَ حَمَّالٍ أَنَّهٗ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ حِمَى الْأَرَاكِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاَ حِمَّى فِي الأَرَاكِ فَقَالَ أَرَاكَةٌ فِي حِظَارِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لاَ حِمَى فِي الأَرَاكَ. (رواه أبوداود، ٣٠٦٦)

''ایک روایت میں ہے کہ اس نے پیلو درختوں کی چراگاہ طلب کی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: پیلو کے درخت کسی کی چراگاہ مخصوص نہیں کیے جاتے۔ اس نے کہا: کچھ درخت پیلو کے میری اپنی ملکیت میں ہیں۔ فرمایا: پیلو کسی کی مخصوص چراگاہ نہیں ہیں۔'' (ابوداؤد)

٤٥٤٨۔ عَنْ قَيْلَةَ بِنْتِ مَخْرَمَةَ قَالَتْ قَدِمْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ تَقَدَّمَ صَاحِبِيْ تَعْنِيْ حَرِيْثَ بْنَ حَسَّان وَافِدَ بَكْرِبْنِ وَائِلٍ فَبَايَعَهٗ عَلَى الإِسْلاَمِ عَلَيْهِ وَعَلَى قَوْمِهٖ ثُمَّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اكْتُبْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ بَنِيْ تَمِيْمٍ بِالدَّهْنَاءِ أَنْ لَّا يُجَاوِزَهَا إِلَيْنَا مِنْهُمْ أَحَدٌ إِلَّا مُسَافِرٌ أَوْ مُجَاوِرٌ فَقَالَ اكْتُبْ لَهُ يَا غُلاَمُ بِالدِّهْنَاءِ فَلَمَّا رَأَيْتُهٗ قَدْ أَمَرَلَهٗ بِهَا شُخِصَ بِيْ وَهِيَ وَطَنِيْ وَدَارِيْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهَا لَمْ يَسْأَلْكَ السَّوِيَّةَ مِنَ

''قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ہم آنحضرت ﷺ کی خدمت میں گئے، اور میرے ساتھی حریث بن حسان آگے بڑھا وہ بنو بکر بن وائل کا ایلچی بن کر آیا تھا۔ تو آپ ﷺ نے اس سے اور اس کی قوم کی اس کے ہاتھ سے بیعت لی۔ پھر اس نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے اور بنو تمیم کے درمیان مقام دھناء کو حد فاصل لکھ دیں تا کہ وہ اس سے گذر کر ہماری طرف نہ آئیں، مگر بحیثیت مسافر یا پناہ لینے والا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے لڑکے! دھناء کو لکھ۔ جب میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ نے اس مقام کے لکھنے کا حکم دیدیا ہے میں پریشان ہوگئی۔ اس لیے کہ وہ میرا گھر اور میرا وطن ہے تو میں

(٤٥٤٧) ابوداؤد: ٣٠٦٦۔ حسن، البانی: ٢٦٣٥۔ ابن ماجه: ٣٤٧٥۔ دارمی: ٢٦٠٨.

(٤٥٤٨) ابوداؤد: ٣٠٧٠۔ ضعيف الاسناد: ٦٧١۔ ترمذی: ٢٨١٤.

الأَرْضِ إِذْ سَأَلَكَ إِنَّمَا هِيَ هٰذِهِ الدَّهْنَاءُ عِنْدَكَ مُقَيَّدُ الْجَمَلِ وَمَرْعَى الْغَنَمِ وَنِسَاءُ بَنِيْ تَمِيْمٍ وَأَبْنَاؤُهَا وَرَاءَ ذٰلِكَ فَقَالَ أَمْسِكْ يَا غُلَامُ صَدَقَتِ الْمِسْكِيْنَةُ الْمُسْلِمُ أَخُوالْمُسْلِمِ يَسَعُهُمَا الْمَاءُ وَالشَّجَرُ وَيَتَعَاوَنَانِ عَلَى الْفَتَّانِ (رواه ابو داود ٣٠٧٠ وقال الفتان الشيطان)

نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اس مرد نے آپ ﷺ سے میدانی زمین نہیں لکھائی۔ یقیناً دھناء اونٹ باندھنے، بکریاں چرانے کی جگہ ہے اور بنو تمیم کی خواتین اور ان کے بیٹے اس کے پیچھے ہیں۔ فرمایا: اے جوان! ٹھہر جا یہ مسکین عورت درست کہتی ہے۔ مسلمان دوسرے مسلم کا بھائی ہے پانی اور جنگل کے درخت ان سب ہی کے لیے برابر ہیں اور وہ فتنہ انگیز کے خلاف ایک دوسرے کے معاون ہوتے ہیں۔'' (ابوداؤد، اور کہا فتان سے مراد شیطان ہے)

٤٥٤٩ـ عَنْ سَبْرَةَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ الرَّبِيْعِ الْجُهَنِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَزَلَ فِي مَوْضِعِ الْمَسْجِدِ تَحْتَ دَوْمَةٍ فَأَقَامَ ثَلاثاً ثُمَّ خَرَجَ إِلٰى تَبُوْكَ وَإِنَّ جُهَيْنَةَ لَحِقُوْهُ بِالرَّحْبَةِ فَقَالَ لَهُمْ مَنْ أَهْلُ ذِي الْمَرْوَةِ فَقَالُوْا بَنُوْ رِفَاعَةَ مِنْ جُهَيْنَةَ فَقَالَ قَدْ أَقْطَعْتُهَا لِبَنِيْ رِفَاعَةَ فَاقْتَسَمُوْهَا فَمِنْهُمْ مَنْ بَاعَ وَمِنْهُمْ مَنْ أَمْسَكَ فَعَمِلَ. (رواه أبو داود ٣٠٦٨)

''سبرہ بن عبدالعزیز بن الربیع الجہنی اپنے باپ سے وہ اس کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ بلند درخت کے نیچے مسجد کی جگہ اترے، اور تین ایام قیام کیا۔ پھر آپ ﷺ تبوک کی طرف گئے اور قبیلہ جھینہ کے لوگ آپ ﷺ کو مقام رحبہ پر آ ملے۔ آپ ﷺ نے ان کو فرمایا: ذوالمروہ میں رہنے والے کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا: بنو رفاعہ جو قبیلہ جھینہ کی ایک شاخ ہے۔ تو فرمایا: وہ سرزمین میں نے بنو رفاعہ کو دے دی ہے پھر ان لوگوں نے وہ آپس میں تقسیم کی اور ان میں سے بعض نے فروخت کر دی اور بعض نے اپنے پاس رکھ کر اس میں کام شروع کر دیا۔'' (ابوداؤد)

٤٥٥٠ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَقْطَعَ الزُّبَيْرَ حُضْرَ فَرَسِهِ ﴿فَأَجْرَى فَرَسَهُ﴾ حَتّٰى قَامَ ثُمَّ رَمٰى بِسَوْطِهِ فَقَالَ أَعْطُوْهُ مِنْ حَيْثُ بَلَغَ السَّوْطُ (رواه أبو داود ٣٠٧٢)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کو اتنی زمین دی جتنا گھوڑا دوڑ سکے۔ زبیر رضی اللہ عنہ نے گھوڑا دوڑایا یہاں تک کہ وہ کھڑا ہو گیا۔ پھر زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنا کوڑا پھینک دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو اس جگہ تک دیدو جہاں اس کا کوڑا پہنچا ہے۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......معلوم ہوتا ہے کہ امام اور حکمران کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی کو کچھ زمین بطور جاگیر عطا کر سکتا ہے۔

(٤٥٤٩) ابوداؤد: ٣٠٦٨۔ حسن الاسناد: ٢٦٣٦.

(٤٥٥٠) ابوداؤد: ٣٠٧٢۔ ضعيف الاسناد: ٦٧٣۔ احمد: ٦٤٢٢.

البتہ یہ تب جائز ہے۔ جب کوئی حکمت تقاضا کرے۔ وہ یہی ہے کہ زمین بے آباد پڑی ہو، کسی کے نام مخصوص کرنے یا اسے عطا کرنے سے وہ آباد ہو جائے، اور جس کی ملکیت میں دی جائے وہ اسے آباد کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو اور اس زمین کو مفید بنا سکتا ہو۔

جاگیر عطاء کرنے کی دو صورتیں ہیں: (۱) زمین جسے بطور جاگیر دی گئی ہے وہ اسی کی ملکیت میں دے دی گئی ہو۔

(۲) یہ ہے کہ امام وقت زمین تو ملکیت میں نہیں دیتا لیکن جسے عطا کی گئی ہے اسے اس سے فائدہ اٹھانے کی اجازت دیتا ہے۔

پہلی صورت میں آباد کار زمین واپس کرنے کا پابند نہیں یہ اسی کی ملکیت میں رہے گی چاہے وہ فروخت کرے، چاہے نہ کرے اور وہ اس کی وراثت میں شمار ہوگی۔ دوسری صورت میں جو جاگیر دی ہو وہ اس ضرورت کے ختم ہونے تک تو آباد کار کے پاس رہے گی۔ اس کے بعد امام وقت یا حکمران واپس لے سکتا ہے۔

یہ بھی ثابت ہوا کسی کو وسیع وعریض زمین بھی بطور جاگیر دینا جائز ہے، یہ قابل مذمت نہیں، اگرچہ وہ آدمی نیک ہی ہو۔ کیونکہ یہ مال دنیا کے حصول کا جائز طریقہ ہے، قابل مذمت وہ مال ہے جو حرص طمع سے اور ناجائز طریقہ سے حاصل کیا گیا ہو۔ یہ بھی ثابت ہوا کسی کی ملی اور دینی خدمات کے صلہ میں بھی جاگیر دی جا سکتی ہے۔ شرط یہ ہے کہ وہ زمین کسی دوسرے کی ملکیت میں نہ ہو۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۲۲۶)

۴۵۵۱۔ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثَلاثاً أَسْمَعُهُ يَقُوْلُ الْمُسْلِمُوْنَ شُرَكَاءُ فِي ثَلاثٍ فِي الْكَلاَءِ وَالْمَاءِ وَالنَّارِ (رواه أبوداود' ۳۴۷۷)

’’مہاجرین میں سے ایک آدمی کا بیان ہے کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ مل کر تین جنگیں لڑی ہیں۔ میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: مسلمان تین اشیاء میں شریک ہیں۔ پانی گھاس اور آگ۔‘‘ (ابوداود)

۴۵۵۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمُسْلِمُوْنَ شُرَكَاءُ فِي ثَلاثٍ فِي الْمَاءِ وَالْكَلاَءِ وَالنَّارِ وَثَمَنُهُ حَرَامٌ قَالَ أَبُوْسَعِيْدٍ يَعْنِي الْمَاءَ الْجَارِيَ (رواه إبن ماجة' ۲۴۷۲ ، بضعف)

’’سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً اس کی مثل روایت کر کے مزید یہ بیان کیا: اس کی قیمت حرام ہے۔ ابوسعید نے کہا: اس سے مراد جاری پانی ہے۔‘‘ (ابن ماجہ)

(۴۵۵۱) ابوداؤد: ۳۴۷۷۔ صحیح، البانی: ۲۹۶۸۔ احمد: ۲۲۵۷۳.

(۴۵۵۲) ابن ماجہ: ۲۴۷۲۔ بضعف صحیح، البانی: ۲۰۰۴۔ دون وثمنہ حرام.

شرح: ......معلوم ہوا استعمال کی ان معمولی چیزوں میں سب لوگ شریک ہوتے ہیں، کسی محتاج، ضرورت منداور پڑوسی کو ان چیزوں سے منع نہیں کرنا چاہیے۔ آگ سے مراد ایندھن ہے جسے لوگ حصول آگ کے لیے جلاتے ہیں۔ اور ایک قول یہ بھی ہے اس سے مراد پتھر ہیں جن سے آگ جلائی جاتی ہے جبکہ وہ کوئلہ کی صورت میں ہوتے ہیں۔ اور بعض نے اس سے چراغ مراد لیا ہے کہ اس کے روش ہونے سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔ ان احادیث میں ان تینوں چیزوں کو کسی بھی انسان کے ساتھ مخصوص نہیں کیا گیا اس سے امام وسربراہ کی مقرر کی ہوئی چراگاہ کا حکم مستثنیٰ ہے اس کے پانی یا گھاس کو استعمال کرنا منع ہے۔ گھاس جو کہ میدانوں میں پیدا ہوتی ہے اور جانوروں کا چارہ بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ○ كُلُوْا وَ ارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى○﴾ (طٰهٰ: ٥٣-٥٤)

''اس نے آسمان سے پانی نازل کیا اور مختلف قسم کے نباتات پیدا کیے، کھاؤ اور اپنے جانوروں کو بھی چراؤ۔''

پانی اگر کسی نے تالاب میں جمع کر رکھا ہے، یا مشک میں بھر رکھا ہے، یا برتن میں محفوظ کر لیا ہے اسے فروخت کرنا اس ذخیرہ کرنے والے کے لیے جائز ہے لیکن جو پانی آسمان سے نازل ہوا ہو یا چشموں میں ہو یا ایسے کنوؤں میں ہو جو کسی کی ملکیت میں نہیں تو اسے کسی کے لیے فروخت کرنا جائز نہیں۔ اللہ کا فرمان ہے:

﴿فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ وَ مَاۤ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ○﴾ (الحجر: ٢٢)

''ہم نے آسمان سے پانی نازل کیا ہے جس سے ہم نے تمہیں سیراب کیا ہے، اسے تم نے جمع نہیں کر رکھا۔''

آگ بھی عام استعمال کی چیز ہے، اس سے ضرورت مند کو محروم رکھنا نچلا پن ہے، خواہ کسی کو ایندھن کی صورت میں یا آگ جلانے کے لیے دیا سلائی کی صورت میں ہو یا گرمی حاصل کرنے کی صورت میں ضرورت ہو اسے روکنا نہیں چاہیے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ○﴾ (الواقعه: ٧١)

''بتاؤ جو آگ تم جلاتے ہو اسے کس نے پیدا کیا ہے۔''

ان تین چیزوں کو روکنا بے مروتی اور کمینگی ہے جس کی اسلام کے کشادہ دامن میں ذرہ برابر گنجائش نہیں، اس لیے اسے عام فائدہ کے لیے نوع انسانی کو استعمال کرنے کی اجازت ہے۔ (تفہیم الاسلام: ٢/ ٢٢٨)

٤٥٥٣- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ احْتَجَمَ وَأَعْطَى الْحَجَّامَ أَجْرَهُ

''سیدنا عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خون نکلوایا اور سینگی لگانے والے کو اس کی اجرت دی اور ناک

(٤٥٥٣) بخاري: ٥٦٩١- مسلم: ١٢٠٢- ترمذي: ٨٣٩- نسائي: ٢٨٤٧- ابوداؤد: ٢٣٧٣- ابن ماجه: ٣٠٨١- احمد: ٣٥٣٧- دارمي: ١٨٢١.

وَاسْتَعَطَّ. (رواه البخاري، ٥٦٩١)

میں دوائی بھی ڈلوائی۔'' (بخاری)

٤٥٥٤ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَجَمَ النَّبِيَّ ﷺ عَبْدٌ لِبَنِي بَيَاضَةَ فَأَعْطَاهُ النَّبِيُّ ﷺ أَجْرَهُ وَكَلَّمَ سَيِّدَهُ فَخَفَّفَ عَنْهُ مِنْ ضَرِيبَتِهِ وَلَوْ كَانَ سُحْتاً لَمْ يُعْطِهِ النَّبِيُّ ﷺ (رواه مسلم، ١٢٠٢، في كتاب المساقاة)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کو بنو بیاضہ کے ایک غلام نے سینگی لگا کر خون نکالا تو آپ ﷺ نے اس کو اجرت دی۔ اور اس کے مالک سے بات کر کے تخفیف بھی کرادی اس رقم میں جو اس پر لگائی گئی تھی۔ پس اگر یہ اجرت حرام ہوتی تو آپ ﷺ نہ دیتے۔'' (مسلم)

شرح: ......ان سے ثابت ہوا کہ سینگی کی مزدوری لینا جائز ہے اگر حرام ہوتی تو نبی اکرم ﷺ اجرت نہ دیتے۔ مسلم کی ایک حدیث میں آیا ہے، سینگی لگانے والے کی کمائی خبیث ہے۔ (کتاب المساقاۃ، باب تحریم ثمن الکلب الخ:۱۵۶۸)

ایک قول یہ ہے کہ جس میں سینگی کی کمائی خبیث ہونے کا ذکر آیا ہے، یہ منسوخ ہے، اسے اجرت دینے والی حدیث نے منسوخ کیا ہے۔ یہ رائے بے وزن ہے کیونکہ یہاں ان میں سے کونسا حکم پہلے کا ہے اور کونسا حکم بعد کا ہے اس کا علم نہیں، جبکہ منسوخ میں پہلے کونسا حکم تھا بعد میں کونسا آیا ہے اس کا پتہ ہونا ضروری ہے۔

منسوخ کہنے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہاں دونوں احادیث میں مطابقت ممکن ہے، جس حدیث میں سینگی کی کمائی کو خبیث کہا گیا ہے اس سے مراد حرام نہیں، یہ ردی اور گھٹیا کام کے معنی میں ہے۔ یعنی یہ پیشہ معزز نہیں اس میں صفائی نہیں، یہ نہیں کہ سینگی لگانے والے کی کمائی حرام ہے اگر یہ حرام ہوتی تو نبی اکرم ﷺ نہ تو خود دیتے اور نہ ہی کسی جگہ پر اسے خرچ کرنے کی اجازت دیتے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/۲۱۲)

٤٥٥٥ـ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَعَنْ مَهْرِ الْبَغِيِّ وَعَنْ حُلْوَانَ الْكَاهِنِ. (رواه أحمد، ١٦٦٣٩)

''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کتے کی قیمت، بدکار عورتوں کے مہر اور کاھن کے حلووں مانڈوں سے منع فرمایا ہے۔'' (احمد)

٤٥٥٦ـ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ سَأَلْتُ جَابِرًا عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَالسِّنَّوْرِ قَالَ زَجَرَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ. (رواه مسلم، ١٥٦٩)

''ابو زبیر کہتے ہیں کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا: کتے اور بلے کی قیمت کے متعلق تو انہوں نے جواب دیا: نبی کریم ﷺ نے کتے اور بلی کی قیمت سے منع فرمایا۔'' (مسلم)

(٤٥٥٤) بخاري: ٥٦٩١ـ مسلم: ١٢٠٢، كتاب المساقاة ـ ترمذي: ٨٣٩ـ نسائي: ٢٨٤٧ـ ابوداؤد: ٢٣٧٣ـ ابن ماجه: ٣٠٨١ـ احمد: ٣٥٣٧ـ دارمي: ١٨٢١.

(٤٥٥٥) احمد: ١٦٦٣٩ـ بخاري: ٥٧٦١ـ مسلم: ١٥٦٧ـ ترمذي: ١٢٧٦ـ نسائي: ٤٦٦٦ـ ابوداؤد: ٣٤٨١ـ ابن ماجه: ٢١٥٩ـ مؤطا: ١٣٦٣ـ دارمي: ٢٥٦٨.

(٤٥٥٦) مسلم: ١٥٦٩ـ ترمذي: ١٢٧٩ـ نسائي: ٤٦٦٨ـ ابوداؤد: ٣٤٨٠ـ ابن ماجه: ٢١٦١ـ احمد: ١٤٧٢٨.

٤٥٥٧۔ وفی روایة: إِلَّاكَلْبَ صَيْدٍ. (رواه النسائی، ٤٢٩٥)

"ایک روایت میں ہے مگر شکار کا کتا (یعنی اس کی خرید و فروخت درست ہے)۔"

٤٥٥٨۔ عَنِ ابْنِ مُحَيِّصَةَ أَخَا بَنِي حَارِثَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ اسْتَاذَنَ النَّبِيَّ ﷺ فِي إِجَارَةِ الْحَجَّامِ فَنَهَاهُ عَنْهَا فَلَمْ يَزَلْ يَسْأَلُهُ وَيَسْتَأْذِنُهُ حَتّٰى قَالَ اعْلِفْهُ نَاضِحَكَ وَاطْعِمْهُ رَقِيْقَكَ. (رواه الترمذی، ١٢٧٧)

"ابن محیصہ رضی اللہ عنہا اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے خون نکالنے کی اجرت وصول کرنے کی اجازت طلب کی، تو آپ ﷺ نے منع کیا۔ وہ پوچھتا ہی رہا اور اجازت طلب کرتا رہا یہاں تک کہ آپ ﷺ نے آخری مرتبہ فرمادیا: اس کی اُجرت اپنے غلام کو دے دو یا اس کا چارہ لا کر اونٹنی کو کھلا دو۔" (ترمذی)

٤٥٥٩۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلاً مِنْ كِلاَبٍ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ عَسَبِ الْفَحْلِ فَنَهَاهُ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا نَطْرُقُ الْفَحْلَ فَنُكْرَمُ فَرَخَّصَ لَهُ فِي الْكَرَامَةِ (رواه الترمذی، ١٢٧٤)

"سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد بنو کلاب میں سے تھا، اس نے رسول اللہ ﷺ سے نرحیوان مادہ پر سوار کرنے کی اجرت کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے منع فرمایا: اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! نر چھوڑ نے سے اعزازیہ دیا جاتا ہے۔ تو آپ ﷺ نے اعزازیہ لینے کی اجازت دیدی۔" (ترمذی)

شرح: ...... یہ حدیث سانڈھ کی جفتی کی قیمت لینے کے حرام ہونے کے خلاف نہیں، سانڈھ کی جفتی کا کرایہ لینا حرام ہے۔ یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ بغیر شرط اگر کوئی ہدیہ دیتا ہے تو اسے قبول کرنا جائز ہے کرایہ لینا حرام ہے اس طرح دونوں احادیث میں مطابقت ہو جاتی ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/۵۴۰)

٤٥٦٠۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالْقُسَامَةَ قَالَ فَقُلْنَا وَمَا الْقُسَامَةُ قَالَ الشَّيْءُ يَكُوْنُ بَيْنَ النَّاسِ فَيَجِيءُ فَيَنْتَقِصُ مِنْهُ.

"سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے قسامت سے منع فرمایا ہے۔ ہم نے کہا: قسامت کیا چیز ہے؟ آپ نے کہا: کوئی چیز لوگوں کے درمیان مشترک ہے اس میں سے جو کاٹا جائے وہ قسامت ہے۔"

(٤٥٥٧) نسائی: ٤٢٩٥۔ صحیح، البانی: ٤٠٠٦۔ مسلم: ١٥٦٩۔ ترمذی: ١٢٧٩۔ ابوداؤد: ٣٤٨٠۔ ابن ماجه: ٢١٦١۔ احمد: ١٤٧٢٨.

(٤٥٥٨) ترمذی: ١٢٧٧۔ صحیح، البانی: ١٠٢٧۔ ابوداؤد: ٣٤٢٢۔ ابن ماجه: ٢١٦٦۔ احمد: ٢٣١٨٠۔ مؤطا: ١٨٢٣.

(٤٥٥٩) ترمذی: ١٢٧٤۔ صحیح، البانی: ١٠٢٤۔ نسائی: ٤٦٧٢.

(٤٥٦٠) ابوداؤد: ٢٧٨٣۔ ضعیف، البانی: ٥٩١.

٤٥٦١ـــ وفي رواية : الرَّجُلُ يَكُوْنُ عَلَى الْفِئَامِ مِنَ النَّاسِ فَيَاخُذُ مِنْ حَظِّ هٰذَا وَحَظِّ هٰذَا . (هما لأبي داود،٢٧٨٣)

''ایک روایت میں ہے کہ ایک آدمی لوگوں کے مختلف گروہوں پر متعین ہوتا ہے تو وہ اس کے حصے سے بھی وصول کرتا ہے اور اس کے حصے سے بھی۔'' (ابوداوٗد)

شـــــرح: ...... یہ روایات تو ضعیف ہیں، اس لیے مال غنیمت تقایم کر کے اجرت لینے کی ان کی رو سے ممانعت ثابت نہیں ہوتی۔

جس طرح ایک دلال مزدوری لیتا ہے، یہ بھی لے سکتا ہے۔ (گوندلوی)

مگر یہ جنہیں تقسیم کر کے دینا ہے، ان کی اجازت سے ہوگا اگر وہ اجازت نہ دیں تو پھر جائز نہیں اور نہ ہی دوسروں سے بہتر حصہ اپنے لیے رکھے۔ اگر ایسا کرے گا تو پھر بھی جائز نہیں۔ (عون المعبود: ۳/ ۴۶)

٤٥٦٢ـــ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ لِاَبِيْ بَكْرٍ غُلَامٌ يُخْرِجُ لَهُ الْخِرَاجَ وَكَانَ أَبُوْبَكْرٍ يَأْكُلُ مِنْ خِرَاجِهِ فَجَاءَ يَوْماً بِشَيْءٍ فَأَكَلَ مِنْهُ أَبُوْبَكْرٍ فَقَالَ لَهُ الْغُلَامُ أَتَدْرِيْ مَا هٰذَا فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ وَمَا هُوَقَالَ كُنْتُ تَكَهَّنْتُ لِإِنْسَانٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَا أُحْسِنُ الْكَهَانَةَ إِلَّا أَنِّي خَدَعْتُهُ فَلَقِيَنِيْ فَأَعْطَانِيْ بِذٰلِكَ فَهٰذَا الَّذِيْ أَكَلْتَ مِنْهُ فَأَدْخَلَ أَبُوْبَكْرٍ يَدَهُ فَقَاءَ كُلَّ شَيْءٍ فِي بَطْنِهِ . (رواه البخاري،٣٨٤٢)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا، جو ان کے لیے خراج ادا کرتا تھا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ وہ خراج کھاتے تھے۔ ایک دن وہ کوئی چیز لایا تو اس میں سے ایک لقمہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کھایا۔ غلام نے کہا: آپ جانتے ہو یہ کیسا مال ہے؟ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیسا ہے؟ اس نے کہا: میں نے ایک آدمی کے لیے عہد جاہلیت میں کہانت کی تھی، اور میں کہانت بخوبی نہیں جانتا تھا، مگر میں نے اس کو دھوکا دیا تھا تو اس نے اس کا معاوضہ ادا کیا ہے۔ اور یہ وہ چیز ہے جسے آپ نے بھی کھایا ہے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انگلی اپنے منہ میں ڈالی اور پیٹ میں جو کچھ تھا قے کر کے نکال دیا۔'' (البخاری)

شـــــرح: ......حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اس غلام کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مالک ہونے کی حیثیت سے اس پر کمائی کا کچھ حصہ لینے کا اسے پابند کیا ہوا تھا۔ جب وہ لاتا تو اس سے پوچھ لیتے یہ کہاں سے لائے ہو؟ ایک دن یہ لایا، انہوں نے نہ پوچھا، کھا لیا تو پوچھا یہ کہاں سے لائے ہو؟ اس نے کہا: جاہلیت میں، میں نے ایک آدمی سے کہانت کا کام کیا تھا، جو کہ شرعی دلیل کے بغیر غیب کے متعلق اطلاع دی جاتی ہے۔ جاہلیت میں یہ دھندہ عام تھا جب

(٤٥٦١) ابوداؤد: ٢٧٨٣۔ ضعيف، البانی: ٥٩٢.

(٤٥٦٢) بخاری: ٣٨٤٢.

یہ پتہ چلا کہ یہ ناجائز کھانا ہے، قے نہ بھی کرتے تو پابند نہ تھے۔ مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے احتیاط کے پیش نظر قے کر دی کہ صدیق کا پیٹ ہو اور بھول کر بھی حرام اس میں چلا جائے یہ ناممکن ہے۔ ویسے بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ ثابت تھا کہ کاہن کی شیرینی حرام ہے، اس لیے قے کر دی۔ (فتح الباری: ۷/۱۵۴)

٤٥٦٣۔ عَنْ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ إِنِّي وَهَبْتُ لِخَالَتِيْ غُلَامًا وَأَنَا أَرْجُوْا أَنْ يُبَارَكَ لَهَا فِيْهِ فَقُلْتُ لَهَا لَا تُسَلِّمِيْهِ حَجَّامًا وَلَا صَائِغًا وَلَا قَصَّابًا (رواه أبوداود، ٣٤٣٠)

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنی خالہ کو ایک غلام دیا۔ مجھے امید ہے کہ اس کے لیے اس میں برکت ہوگی۔ میں نے کہا: اس کو حجام، سنار اور قصاب کے حوالے نہ کرنا۔'' (ابوداؤد)

٤٥٦٤۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَكْذَبُ النَّاسِ الصَّبَّاغُوْنَ وَالصَّوَّاغُوْنَ. (رواه ابن ماجة، ٢١٥٢، بلين)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب لوگوں سے زیادہ جھوٹے رنگ کرنے والے اور سنار ہوتے ہیں۔'' (ابن ماجہ، سند ضعیف)

شرح: ...... یہ سب پیشے جائز ہیں تاہم احادیث قابل حجت نہیں۔ (گوندلوی)

٤٥٦٥۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ صَاحِبُ مَكْسٍ. (رواه أبوداود، ٢٩٣٧)

''سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ٹیکس جمع کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔'' (ابوداؤد)

٤٥٦٦۔ عَنْ عَلِيٍّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَعَنَ سُهَيْلًا ثَلَاثَ مِرَارٍ، فَإِنَّهُ كَانَ يَعْشُرُ النَّاسَ فَمَسَخَهُ اللّٰهُ شِهَابًا. (رواه الطبراني في الكبير بلين، ١٨١)

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سہیل پر تین بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے۔ وہ لوگوں سے عشر وصول کرتا تھا تو مسخ کر کے اللہ نے اس کو ستارہ بنا دیا۔'' (الکبیر، سند کمزور ہے)

شرح: ...... صدقہ جمع کرنے پر جس آدمی کو مقرر کیا جائے وہ پوری جانفشانی اور ایمانداری سے یہ ذمہ داری پوری کرتا ہے اور اسے کار ثواب سمجھتا ہے، اور اس پر اسے کچھ معاوضہ ملتا ہے تو یہ جائز ہے۔

(٤٥٦٣) ابوداؤد: ٣٤٣٠۔ ضعيف، البانى: ٧٤١۔ احمد: ١٠٣.

(٤٥٦٤) ابن ماجه: ٢١٥٢۔ موضوع، البانى: ٤٧٠۔ احمد: ٩٠٤١.

(٤٥٦٥) ابوداؤد: ٢٩٣٧۔ ضعيف البانى: ٦٣١۔ احمد: ١٦٩٠٢۔ دارمى: ١٦٦٦.

(٤٥٦٦) طبرانى كبير: ١٨١۔ وفيه جابر الجعفى وفيه كلا كثير، وقد وثقه شعبة وسفيان الثورى، هيثمى: ٤٤٧٨.

ایک یہ ہے کہ کچھ بھی نہیں کرتا گزرنے والوں سے بلا وجہ مال کا حصہ لیتا ہے۔ تو یہ حرام ہے، یعنی ظلم سے جو اکٹھا کیا جائے گا وہ حرام ہے۔ (عون المعبود: ۹۴/۳)

٤٥٦٧ـــعَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّ الْكَسْبِ أَطْيَبُ قَالَ عَمَلُ الرَّجُلِ بِيَدِهٖ وَكُلُّ بَيْعٍ مَبْرُوْرٍ. (رواه أحمد' ١٦٨١٤ ، والبزار والكبير وألاوسط)

''سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کون سا کسب زیادہ پاکیزہ ہے؟ فرمایا: آدمی کے ہاتھ کی کمائی ۔ اور ہر اچھی بیع۔'' (احمد، البزار، الکبیر، الاوسط)

٤٥٦٨ـــعَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَفَعَهٗ: إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُؤْمِنَ الْمُحْتَرِفَ. (رواه الطبراني في الكبير ﴿والأوسط ٩٠٩٧﴾) بضعف

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں: تحقیق اللہ تعالیٰ ہر کمائی کرنے والے مومن کو پسند کرتا ہے۔'' (الکبیر، الاوسط ضعیف ہے)

٤٥٦٩ـ عَنْ أَنَسٍ، رَفَعَهٗ: إِنْ قَامَتِ السَّاعَةُ وَفِي يَدِ أَحَدِكُمْ فَسِيْلَةٌ فَلْيَغْرِسْهَا (رواه البزار' ١٢٥١)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ اگر قیامت قائم ہونے لگے، اور تم میں سے کسی کے ہاتھ میں کھجور کا پودا ہو تو وہ اس کو لگا دے۔'' (البزار)

٤٥٧٠ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَفَعَهٗ: مَنْ أَمْسٰى كَالًّا مِنْ عَمَلِ يَدِهٖ أَمْسٰى مَغْفُوْرًا لَهٗ. (رواه الطبراني في الأوسط بخفى)

''ابن عباس رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام سے یہ فرمان نقل کرتے ہیں جس کو ہاتھ سے کام کرنے کی وجہ سے شام کو تھکاوٹ ہوتی ہے وہ بخشا ہوتا ہے۔'' (الاوسط، بسند خفی)

٤٥٧١ـــعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ كَانَ زَكَرِيَّاءُ نَجَّارًا. (رواه مسلم، ٢٣٧٩)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: زکریا علیہ السلام بڑھئی تھے۔'' (مسلم)

٤٥٧٢ـــعَنْ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ قَالَ بَعَثَ إِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنِّيْ أُرِيْدُ اَنْ

''سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پیغام بھیجا اور فرمایا: میرا ارادہ ہے کہ تجھے فوج کی کمان

(٤٥٦٧) احمد: ١٦٨١٤ـ بزار، طبراني كبير، طبراني اوسط، وفيه المسعودي وهو ثقة ولكنه اختلط، وبقية رجاله رجال الصحيح، هيثمي: ٦٢١٠.

(٤٥٦٨) طبراني كبير، طبراني اوسط: ٩٠٩٧ـ وفيه، عاصم بن عبيد الله وهو ضعيف هيثمي: ٦٢٣١.

(٤٥٦٩) بزار: ١٢٥١ـ ورجاله اثبات، ثقات، هيثمي: ٦٢٣٦.

(٤٥٧٠) طبراني اوسط، وفيه جماعة لم اعرفهم، هيثمي: ٦٢٣٨.

(٤٥٧١) مسلم: ٢٣٧٩ـ ابن ماجه: ٢١٥٠ـ احمد: ٩٩٢١.

(٤٥٧٢) احمد: ١٧٣٠٩ـ طبراني كبير، طبراني اوسط، ابو يعلى بنحوه ورجال احمد وابى يعلى رجال الصحيح، هيثمي: ٦٢٤٢.

أَبْعَثَكَ عَلٰی جَيْشٍ فَيُسَلِّمَكَ اللّٰهُ وَيُغْنِمَكَ ﴿وَأَرْغَبُ﴾ لَكَ مِنَ الْمَالِ رَغْبَةً صَالِحَةً قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَاأَسْلَمْتُ مِنْ أَجْلِ الْمَالِ وَلٰكِنِّي أَسْلَمْتُ رَغْبَةً فِي الإِسْلَامِ وَأَنْ أَكُوْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا عَمْرُو نِعْمَ الْمَالُ الصَّالِحُ لِلْمَرْءِ الصَّالِحِ (رواه أحمد، ١٧٣٠٩)

دے کر روانہ کروں۔ پس تجھے اللہ تعالیٰ سلامت بھی رکھے، غنیمت بھی دیدے، اور مال میں سے تجھے بہتر مال بھی عطا کر دے۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں مال کی خاطر مسلمان نہیں ہوا مگر میں مسلمان ہوا ہوں تو اسلام کو پسند کرنے کی وجہ سے ۔فرمایا: اے عمرو! اچھا مال بھی اچھے مرد کے لیے بہتر ہوتا ہے۔'' (احمد)

شرح: ......ثابت ہوا اچھی کمائی کرنا اور حلال مال طلب کرنا اور ساتھ توکل اللہ پر رکھنا اچھے لوگوں کی یہ عادت رہی ہے۔ اس میں یہ بھی ثابت ہوا کہ صنعت اپنا نا جائز ہے، اور تجارت وغیرہ کرنا مروت کے خلاف نہیں، اور نجاری کا کام اچھا کام ہے۔ اس میں حضرت زکریا علیہ السلام کی فضیلت بھی بیان ہوئی ہے کہ وہ کاریگر تھے خود کما کر کھاتے تھے۔

اور یہ بھی ثابت ہوا نیک کمائی سے مال حاصل کرنا ایک نیک آدمی کے لیے بہت بڑی نعمت ہے اس سے مخلوق اور اسلام کی بہت زیادہ خدمت کی جا سکتی ہے۔ (انجاز الحاجہ: ۷/ ۲۱)

٤٥٧٣۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَفَعَهُ: الدَّنَانِيْرُ وَالدَّرَاهِمُ خَوَاتِيْمُ اللّٰهِ فِي أَرْضِهِ مَنْ جَاءَ بِخَاتَمِ مَوْلَاهُ قُضِيَتْ حَاجَتُهُ. (رواه الطبراني في الأوسط بضعف)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دینار اور درھم زمین پر اللہ کی مہر ہیں۔ جو اپنے مالک کے پاس ان کو لائے گا اس کی ضرورت پوری کی جائے گی۔'' (الاوسط، سند ضعیف)

٤٥٧٤۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَفَعَهُ: عَلَيْكُمْ بِالْغَنَمِ فَإِنَّهَا مِنْ دَوَابِّ الْجَنَّةِ فَصَلُّوْا فِي مُرَاحِهَا وَامْسَحُوْا رِغَامَهَا. (رواه الطبراني في الكبير)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں فرمایا: تم بکریاں ضرور رکھا کرو وہ جنت کے چوپائیوں میں سے ہیں۔ پس ان کے باڑوں میں نماز پڑھو اور ان کی ناک پر ہاتھ پھیرا کرو۔'' (الکبیر)

٤٥٧٥۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَشْكُوْ إِلَيْهِ الْوَحْشَةَ

''سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرد نے نبی کریم ﷺ سے تنہائی اور وحشت کی شکایت کی تو آپ ﷺ

(٤٥٧٣) طبراني اوسط، وفيه احمد بن محمد بن مالك بن انس وهو ضعيف، هيثمي: ٦٢٤٧.

(٤٥٧٤) طبراني كبير من رواية صبيح عن ابن عمر ولم اجد من ترجمه، هيثمي: ٦٢٥٩.

(٤٥٧٥) طبراني كبير وفيه الصلت بن الحجاج وهو ضعيف، هيثمي.

فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَّخِذَ زَوْجَ حَمَامٍ (رواه الطبرانی فی الکبیر بضعف)

نے کبوتر کا جوڑا رکھنے کا مشورہ دیا۔'' (الکبیر، ضعیف)

٤٥٧٦۔ عَنْ أَبِي كَبْشَةَ الأَنْمَارِيِّ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْجِبُهُ النَّظَرُ إِلَى الأُتْرُجِّ وَكَانَ يُعْجِبُهُ النَّظَرُ إِلَى الْحَمَامِ الْأَحْمَرِ. (رواه الطبرانی فی الکبیر بضعف ٨٥٠)

''سیدنا ابوکبشہ انماری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو سنترے اور سرخ کبوتر کی طرف دیکھنا پسند تھا۔ دونوں روایات بسند ضعیف الکبیر میں ہیں۔''

٤٥٧٧۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْساً أَوْ يَزْرَعُ زَرْعاً فَيَأكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ أَوْ إِنْسَانٌ أَوْ بَهِيْمَةٌ إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ (رواه البخاری، ٢٣٢٠)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جو مسلمان درخت لگاتا یا وہ کھیتی باڑی کرتا ہے پھر اس سے کوئی پرندہ، انسان یا حیوان کھاتا ہے تو اس کے لیے وہ صدقہ شمار ہوتا ہے۔'' (بخاری)

شرح: ......انصار کی ام معشر نامی خاتون کی کھجور کا درخت تھا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: یہ کھجور کا درخت کس نے لگایا ہے؟ مسلمان نے یا کسی کافر نے۔ لوگوں نے بتایا۔ مسلمان نے لگایا ہے۔ تو نبی اکرم ﷺ نے یہ حدیث بیان کی۔

اس میں آپ ﷺ نے مسلمان کی قید لگائی ہے کہ یہ اجر صرف مسلمان کو ملے گا، کافر کو نہیں ملے گا۔ کیونکہ صدقہ کا لفظ ثواب پر بولا جاتا ہے، یہ صرف مسلمان کے لیے ہے۔ کافر اگر لگائے گا تو اسے آخرت میں ثواب نہ ہوگا۔ دنیا میں اس کا اچھا بدلہ ملے گا کہ مال میں برکت ہو جائے۔ اس حدیث سے پودا لگانے، کھیتی باڑی کرنے اور زمین آباد کرنے کی ترغیب ہے اور جاگیر بنانے کے جواز کا بھی پتہ چلتا ہے، جو خود ساختہ زہد کی آڑ میں کہتے ہیں، کھیتی باڑی سے نفرت دلاتے ہیں اس میں ان کی تردید ہے اگر اس بات کو صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو یہ کھیتی باڑی یا زمین کی آبادکاری اس وقت ممنوع ہے جب اس کی مصروفیت دین سے دور کرے۔ (فتح الباری: ۴/۵)

٤٥٧٨۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ قَدِمَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ وَهُمْ يَأْبُرُوْنَ النَّخْلَ

''سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ اپنی کھجوروں کو گابھا دیتے

(٤٥٧٦) طبرانی کبیر: ٨٥٠۔ وفیه ابو سفیان الانماری وهو ضعیف، هیثمی: ٦٢٦٣.

(٤٥٧٧) بخاری: ٢٣٢٠۔ مسلم: ١٥٥٣۔ ترمذی: ١٤٨٢۔ احمد: ١٣١٤١.

(٤٥٧٨) مسلم: ٢٣٦٢.

يَـقُوْلُوْنَ يُلَقِّحُوْنَ النَّخْلَ فَقَالَ مَا تَصْنَعُوْنَ قَـالُـوْا كُنَّا نَصْنَعُهُ قَالَ لَعَلَّكُمْ لَوْلَمْ تَفْعَلُوْا كَـانَ خَيْراً فَتَرَكُوْهُ فَنَفَضَتْ أَوْفَنَقَصَتْ قَالَ فَـذَكَـرُوْا ذٰلِكَ لَـهُ فَـقَـالَ إِنَّـمَا أَنَا بَشَرٌإِذَا أَمَـرْتُـكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ دِيْنِكُمْ فَخُذُوْا بِهِ وَإِذَا أَمَـرْتُكُمْ بِشَيْءٍمِنْ رَأْيٍ فَإِنَّمَاأَنَا بَشَرٌ(رواه مسلم، ٢٣٦٢)

تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم یہ کیا کرتے ہو؟ انہوں نے کہا؟ یہ کام ہم کیا کرتے ہیں۔ فرمایا: ہوسکتا ہے کہ تم ایسا نہ کرو تو بہتر ہو۔ تو انہوں نے ایسے کرنا چھوڑ دیا، تو پیداوار کم رہی۔ اس کا آپ ﷺ سے ذکر کیا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں انسان ہوں جب میں تمہیں تمہارے دین کے متعلق کوئی حکم دوں تو اس پر عمل کرو، اور جب تمہیں اپنی رائے سے کوئی حکم دوں تو یقینی امر یہ ہے کہ میں ایک بشر ہوں۔'' (مسلم)

٤٥٧٩۔ عَـنْ هِشَـامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَـائِشَةَ وَعَـنْ ثَـابِتٍ عَنْ اَنَسٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ مَرَّبِقَوْمٍ يُلَقِّحُوْنَ فَقَالَ لَوْ لَمْ تَفْعَلُوْا لَصَلُحَ قَـالَ فَـخَـرَجَ شِيْـصـاً فَـمَـرَّبِهِـمْ فَقَالَ مَا لِنَخْلِكُمْ قَالُوْا قُلْتَ كَذاوَكَذَاقَالَ أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِأَمْرِدُنْيَاكُمْ . (رواه مسلم، ٢٣٦٣)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سیدنا ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ایک قوم کے پاس سے گذر ہوا تو وہ کھجوروں کی پیوند کاری کرتے (گابھا دیتے) تھے۔ فرمایا: اگر نہ ایسا کرو تو شاید بہتر ہو۔ چنانچہ کھجور ردی پیدا ہوئے۔ پھرا ن کے پاس سے آپ ﷺ کا گذر ہوا تو فرمایا: تمہاری کھجوروں کا کیا ہوا؟ انہوں نے کہا: آپ ﷺ نے یہ کہا تھا۔ فرمایا: تم اپنے دنیوی معاملات زیادہ بہتر جانتے ہو۔'' (مسلم)

شــرح: ...... پیوند کاری اس طرح کرتے تھے کہ نر کھجور کا شگوفہ لے کر مادہ کھجور پر رکھتے تھے۔ اس سے اللہ کے حکم سے پھل زیادہ آتا تھا۔ آپ ﷺ کا خیال تھا کہ یہ ان کا وہم ہے، انہیں اس سے منع کر دیا۔ لوگ رک گئے۔ پیوند کاری نہ کی پھل کم آیا، تو آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ پھل کیوں کم آیا ہے؟ انہوں نے کہا: آپ کے کہنے پر ہم نے پیوند کاری نہ کی تھی۔ تو فرمایا: دنیا کے معاملات اپنے تجربہ کے مطابق سرانجام دیا کرو، انہیں تم زیادہ جانتے ہو۔ دین کے معاملات میں میری اتباع لازمی ہے۔

امور دنیا، صنعت وحرفت کرنا، زراعت وتجارت کرنا، یہ تو درست ہے کہ لوگوں کو علم ہے کیونکہ یہ عملاً کرتے ہیں لیکن بدن کی اصلاح، وراثت کے احکام، دشمن سے جنگ کرنا، خرید وفروخت مین اصول بتانے، احکام، آداب اور اخلاق کو سنوارنے میں نبی اکرم ﷺ نے ایسی رہنمائی کی ہے کہ دنیا دنگ رہ جاتی ہے اس میں آپ ﷺ نے خاص ملکہ دیا ہے اور اصلاح فرمائی ہے، اسے اپنانا ہی خیر ہے۔ چھوڑنا گمراہی ہے۔ (انجاز الحاجہ: ۷/ ۴۸۸)

(٤٥٧٩) مسلم: ٢٣٦٣۔ ابن ماجه: ٢٤٧١۔ احمد: ٢٤٣٩٩.

٤٥٨٠ـــ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، رَفَعَهُ: النَّخْلُ وَالشَّجَرُ بَرَكَةٌ عَلٰى أَهْلِهٖ وَعَلٰى عَقِبِهِمْ بَعْدَهُمْ إِذَا كَانُوْا لِلّٰهِ شَاكِرِيْنَ. (رواه الطبرانی فی الکبیر بضعف' ٢٧٢٥)

''سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھجور اور درخت ان کے مالکوں کے لیے اور ان کے بعد ان کی نسل کے لیے برکت ہیں، جب وہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرنے والے ہوں۔'' (الکبیر، بضعف)

٤٥٨١ـــ عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ عَمَّهُ الْعَبَّاسَ يَأْمُرُ بَنِيْهِ أَنْ يَحْرُثُوا الْقَضْبَ فَإِنَّهُ يَنْفِي الْفَقْرَ، وَالْقَضْبُ: الرَّطْبَةُ. (رواه الطبرانی فی الکبیر بخفی)

''سیدنا عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اپنے بیٹوں کو قضب لگانے کی تاکید کریں یہ افلاس کو دور کرتا ہے۔ قضب سے مراد وہ تر و تازہ درخت ہے جو بار بار کاٹا جائے۔ (الکبیر، سند مخفی)

٤٥٨٢ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ النَّفَقَةُ كُلُّهَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ إِلَّا الْبِنَاءَ فَلَا خَيْرَ فِيْهِ. (رواه الترمذی' ٢٤٨٢)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تعمیرات کے ساتھ ہر قسم کے اخراجات صدقہ شمار ہوتے ہیں تاہم اس میں نیکی نہیں ہے۔'' (ترمذی)

٤٥٨٣ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ فَرَأَى قُبَّةً مُّشْرِفَةً فَقَالَ مَا هٰذِهٖ قَالَ لَهٗ أَصْحَابُهٗ هٰذِهٖ لِفُلَانٍ رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ قَالَ فَسَكَتَ وَحَمَلَهَا فِي نَفْسِهٖ حَتّٰى إِذَا جَاءَ صَاحِبُهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ فِي النَّاسِ اَعْرَضَ عَنْهُ صَنَعَ ذٰلِكَ مِرَارًا حَتّٰى عَرَفَ الرَّجُلُ الْغَضَبَ فِيْهِ وَالْإِعْرَاضَ عَنْهُ فَشَكَا ذٰلِكَ إِلٰى أَصْحَابِهٖ فَقَالَ وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأُنْكِرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن باہر تشریف لے گئے اور ہم لوگ بھی ساتھ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بالاخانہ دیکھا تو فرمایا: یہ کس کا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے کہا: یہ فلاں انصاری کا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے، اور دل میں بات یاد رکھی۔ جب بالا خانے کا مالک آیا تو لوگوں کے درمیان اس نے سلام کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعراض فرمایا۔ اور کئی بار یہ نوبت آئی، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غصہ وہ پہچان گیا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے شکوہ کیا۔ اور کہا بخدا! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو

(٤٥٨٠) طبرانی کبیر: ٢٧٢٥ـ وفيه، محمد بن جامع العطار وهو ضعيف، هيثمی: ٦٢٧٢.
(٤٥٨١) طبرانی کبیر وفيه، جماعة، لم اعرفهم، هيثمی: ٦٢٧٣.
(٤٥٨٢) ترمذی: ٢٤٨٢ـ ضعيف، البانی: ٤٤١.
(٤٥٨٣) ابوداؤد: ٥٢٣٧ـ ضعيف، البانی: ١١٢٢ـ ابن ماجه: ٤١٦١.

قَـالُوْاخَرَجَ فَرَأٰى قُبَّتَكَ قَالَ فَرَجَعَ الرَّجُلُ إِلٰـى قُبَّتِـهِ فَهَـدَمَهَـا حَتّٰى سَوَّاهَا بِالْاَرْضِ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَـوْمٍ فَلَمْ يَرَهَا قَالَ مَا فَعَلَتِ الْقُبَّةُ قَالُوْ شَكَا إِلَيْنَا صَاحِبُهَا إِعْـرَاضَكَ عَـنْهُ فَأَخْبَرْنَاهُ فَهَدَمَهَا فَقَالَ أَمَا إِنَّ كُـلَّ بِنَاءٍ وَبَالٌ عَلٰى صَاحِبِهِ إِلَّا مَا لَا إِلَّا مَـاَ لاَيَـعْـنِـيْ مَا لاَبُدَّمِنْهُ . (رواه أبوداود، ٥٢٣٧)

خلاف معمول پاتا ہوں۔ تو لوگوں نے کہا: آپ ﷺ باہر تشریف لے گئے اور تیرا بالاخانہ دیکھا تھا۔ انصاری اپنے بالاخانہ کی طرف گیا اور اس کو گرا کر زمین کے برابر کر دیا۔ نبی ﷺ ایک دن پھر باہر تشریف لے گئے اور بالاخانہ نہ دیکھا۔ تو فرمایا: بالاخانہ کدھر گیا؟ لوگوں نے کہا: اس کے مالک نے آپ ﷺ کے اعراض کرنے کی شکایت کی تھی۔ اور ہم نے اس کو خبر دی تو اس نے بالاخانہ گرا دیا ہے۔ فرمایا: تعمیرات انسان کے لیے وبال ہوتی ہیں مگر وہ جس کے بغیر گذر نہ ہو اور وہ جس کے بغیر چارہ نہ ہو۔'' (ابوداؤد)

٤٥٨٤ـ عَـنْ عَبْدِاللّٰهِبْنِ عَمْرٍو قَالَ مَرَّبِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَـاأُطَيِّـنُ حَـائِـطاً لِى أَنَا وَأُمِّـي فَـقَـالَ مَـا هٰـذَايَـا عَبْدَاللّٰهِ فَقُلْتُ يَـارَسُـوْلَ اللّٰهِ شَـيْءٌ أُصْـلِحُهُ فَقَالَ الْأَمْرُ ﴿أَسْرَعُ﴾ مِنْ ذٰلِكَ . (رواه أبوداود، ٥٢٣٥)

''سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گذرے تو میں اپنی دیوار کو گارے سے لیپ رہا تھا۔ فرمایا: یہ کیا ہے اے عبداللہ؟ میں نے عرض کیا: میری دیوار ہے میں اس کو درست کر رہا ہوں۔ فرمایا: معاملہ (موت) اس سے جلدی ہے آسان ہے۔'' (ابوداؤد)

شــرح: ......١۔ ترمذی والی حدیث کی تائید میں ابن ماجہ: ٤١٦٣ میں حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی آتی ہے، جس کی سند حسن ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ جو عمارت سر چھپانے کے لیے ہو جس کے بغیر گزارہ نہیں اس کی اجازت ہے اور اگر ضرورت نہیں، اپنی ہیبت بٹھانا مقصد ہے اور یہ ظاہر کرنا مطلوب ہو کہ میرے پاس مال و دولت اور مکانوں کی کثرت ہے تو یہ قابل مذمت ہے، اس میں کوئی اجر نہیں بلکہ وبال ہے۔

٢۔ اس کے باوجود کہ ضرورت کے لیے مکان بنایا ہو نبی اکرم ﷺ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے کہہ رہے ہیں کہ اس گھر کی اصلاح کی تو اجازت ہے لیکن عقلمند آدمی اس کی اصلاح میں ہی مصروف نہیں رہتا، موت اس سے بھی قریب تر ہے، اپنے گھر سے پہلے اپنے عمل کی اصلاح کا زیادہ خیال رکھیں۔

٣۔ اور ابوداؤد والی روایت جو ایک آدمی نے گھر بنایا نبی ﷺ کی برہمی کا سن کر گرا دیا۔ البانی رحمہ اللہ نے تو اسے

(٤٥٨٤) ابوداؤد: ٥٢٣٥۔ صحیح، البانی: ٤٣٦١۔ ترمذی: ٢٣٣٥۔ احمد: ٦٤٦٦.

ضعیف کہا ہے، تاہم اوپر بیان کردہ حضرت خباب والی حدیث اس کی تائید کرتی ہے۔ اس میں راوی عیسی بن اعلی پر جرح ہے۔ ابوداؤد میں یہ نہیں اس کے علاوہ سے مروی ہے تو اس صحابی رضی اللہ عنہ کی تعمیر میں بھی بصورت صحت مند یہی تاویل ہوگی کہ اسے ضرورت نہ تھی۔ اس سے زیادہ بنا دیا تھا۔ اس لیے آپ نے اظہار برہمی فرمایا۔ قرآن پاک بھی شہرت کے لیے اور بلاضرورت عمارت بنانے والوں کی مذمت کرتا ہے:

﴿اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ o وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ o﴾ (الشعراء: ۱۲۸۔۱۲۹)

''تم ہر بلند مقام پر محل بناتے ہو (رہائش کے لیے نہیں) صرف کھیلنے کے لیے اور تم مضبوط اور بلند و بالا قلعے بناتے ہو شاید کہ تم نے ہمیشہ رہنا ہے۔''

راقم کہتا ہے، پوش علاقوں میں کروڑوں روپے لگا کر اور خصوصاً دولتمند ضرورت سے زیادہ دسیوں کنالوں کی کوٹھیاں شہرت کے لیے تیار کر کے وہاں دربان اور کتے بٹھا آتے ہیں۔ اس بات پر غور کریں۔ (انجاز الحاجہ: ۱۲/ ۱۸۸)

٤٥٨٥۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَاتَشَاجَرْتُمْ فِي الطَّرِيْقِ فَاجْعَلُوْهُ سَبْعَةَ أَذْرُعٍ. (رواه الترمذي، ١٣٥٦)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم راستے کے بارے میں جھگڑا کرو تو راستہ سات ہاتھ چھوڑ دو۔'' (ترمذی)

شرح: ...... یہاں شارع عام کی بات ہو رہی ہے، اگر اس علاقے اور محلے کے رہنے والے اتفاق سے سات ہاتھ یا اس سے کم یا زیادہ رستہ چھوڑتے ہیں تو اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ اہل محلّہ کو اس کا اختیار ہے تاہم رستہ جتنا زیادہ وسیع چھوڑا جائے، اتنا ہی بہتر ہے۔

اگر اختلاف ہوتا ہے، کوئی چاہتا ہے زیادہ ہو، کوئی چاہتا ہے کم ہو تو ایسی صورت میں سات ہاتھ کشادہ رستہ چھوڑنے کی نبی ﷺ نے تعلیم دی ہے۔ ہاتھ سے مراد آدمی جو کہ درمیانہ ہاتھ والا ہو اس کے مطابق ماپ لیا جائے۔ اور اسے مشترکہ رستہ قرار دیا جائے۔ سات ہاتھ کشادہ رکھنے کی حکمت یہ ہے کہ بوجھ اٹھا کر لے جانا آسان ہوتا ہے آنے جانے میں آسانی رہتی ہے اور خرید و فروخت میں رکاوٹ نہیں آتی۔

ثابت ہوا اتنا رستہ چھوڑ کر اس سے زائد جو جگہ ہے اس میں خرید و فروخت کی اجازت ہے، اس رستہ کے اندر اجازت نہیں، تاکہ لوگوں کو پریشانی نہ ہو۔ (جائزۃ الاحوذی: ۲/ ۵۹۸)

آج کل گلیوں، بازاروں اور دکانوں میں تجاوزات کی انتہا ہے یہ لوگ اس اصول پسند حدیث پر غور کریں۔

(٤٥٨٥) ترمذی: ١٣٥٦۔ صحیح، البانی: ١٠٩٣۔ بخاری: ٢٤٧٣۔ مسلم: ١٦١٣۔ ابوداؤد: ٣٦٣٣۔ ابن ماجه: ٢٣٣٨۔ احمد: ١٠٠٤٥.

٤٥٨٦ـ عَـنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ، رَفَعَهٗ: مَنْ بَنٰی فَـوْقَ مَا يَكْفِيْهِ كُلِّفَ أَنْ يَحْمِلَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَـلٰـى عُـنُـقِهٖ. (رواه الطبرانی فی الكبير بلين، ١٠٢٨٧)

''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں: جس نے ضرورت سے زائد مکان تعمیر کیا اس کو قیامت کے دن حکم دیا جائے گا کہ اس کو گردن پر اٹھائے۔'' (الکبیر، سند کمزور)

٤٥٨٧ـ عَـنْ سَهْـلِ بْنِ مُعَاذٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّـهٗ قَـالَ مَنْ بَنٰی بُنْيَاناً مِنْ غَيْـرِ ظُـلْـمٍ وَلاَ اعْتِدَاءٍ أَوْ غَرَسَ غَرْساً فِي غَيْـرِ ظُـلْـمٍ وَلاَ اعْتِـدَاءٍ كَانَ لَهٗ اَجْرٌ جَارٍ مَا انْتَفَعَ بِهٖ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی (رواه أحمد، ١٥١٨٩ ، والكبير بلين)

''سیدنا سہل بن معاذ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے عمارت تعمیر کی اور نہ ظلم کیا اور نہ زیادتی کی یا درخت لگایا بغیر ظلم اور بغیر زیادتی کے تو اس کے لیے صدقہ جاریہ ہوگا جب تک اس سے رحمٰن کی مخلوق فائدہ اٹھاتی رہے گی۔'' (احمد، الکبیر، سند کمزور)

٤٥٨٨ـ عَـنْ عَمْرِوبْنِ حُرَيْثٍ قَالَ قَدِمْتُ الْـمَدِيْنَةَ فَقَاسَمْتُ أَخِي فَقَالَ سَعِيْدُبْنُ زَيْدٍ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ لاَ يُبَـارَكُ فِی ثَمَنِ أَرْضٍ وَلاَ دَارٍ لاَ يُـجْعَلُ فِیْ أَرْضٍ وَلاَ دَارٍ (رواه أحمد، ١٦٥٣ بلين)

''عمرو بن حریث نے کہا میں مدینہ میں آیا اور میں نے اپنے بھائی سے جائیداد تقسیم کرلی۔ تو سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے: زمین اور مکان کی قیمت میں برکت نہیں ڈالی جاتی اگر اس سے زمین یا مکان نہ خریدا جائے۔'' (احمد، سند کمزور)

٤٥٨٩ـ عَـنْ عِـمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ إِنِّی سَـمِـعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَـقُـوْلُ مَنْ بَـاعَ عُـقْـدَةَ مَالٍ سَلَّطَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْهَا تَالِفاً يُتْلِفُهَا. (رواه أحمد، ١٩٥٠٠ بروالم يسم)

''سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: جو شخص مال کی بنیاد فروخت کرتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ ضائع کرنے والے کو مسلط کر دیتا ہے اور وہ اس کو تلف کر دیتا ہے۔'' (احمد اس راوی کی سند سے جس کا نام ذکر نہیں کیا)

٤٥٩٠ـ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، رَفَعَهٗ: وَإِنَّ الْعَبْدَ لَـهٗ رِزْقُـهٗ فَـلَوِاجْتَمَعَ عَلَيْهِ الثَّقَلاَنِ: الْجِنُّ

''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا، رسول اللہ ﷺ کا بیان ہے کہ انسان کا رزق متعین ہوتا ہے۔ اگر تمام جن وانس جمع ہو کر

(٤٥٨٦) طبرانی کبیر: ١٠٢٨٧ـ وفيه، المسيب بن واضح، وثقه النسائی وضعفه جماعة، هيثمی: ٦٢٨١.

(٤٥٨٧) احمد: ١٥١٨٩ـ طبرانی کبير، وفيه، زبان بن فائد ضعفه احمد وغيره، ووثقه ابو حاتم، هيثمی: ٦٢٨٤.

(٤٥٨٨) احمد: ١٦٥٣ـ وفيه، قيس بن الربيع وثقه شعبة والثوری وغيرهما، وضعفه ابن معين واحمد وغيرهما، هيثمی: ٥٦٣٩.

(٤٥٨٩) احمد: ١٩٥٠٠ـ وفيه رجل لم يسم، هيثمی: ٦٥٤٠.

(٤٥٩٠) طبرانی اوسط وفيه، بقية وهو لين الحديث، هيثمی: ٦٢٩٤.

وَالانْسُ، أَنْ يَصُدُّوا عَنْهُ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ مَااسْتَطَاعُوا. (رواه الطبراني في الاوسط بلين)

اس کا رزق بند کریں تو وہ ایسا نہیں کر سکتے۔'' (الاوسط، سند کمزور)

٤٥٩١ــــ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، وَرَفَعَهُ: إِنَّ الرِّزْقَ لَيَطْلُبُ الْعَبْدَ كَمَا يَطْلُبُهُ أَجَلُهُ. (رواه البزار' ١٢٥٤، والكبير)

''سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ انسان کو اس کا رزق تلاش کرتا ہے۔ جیسے اس کی موت اسے تلاش کرتی ہے۔'' (البزار، الکبیر)

شرح:......قرآن پاک بھی اسی چیز کی ترجمانی کرتا ہے:

﴿وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا﴾ (هود: ٦)

''زمین میں جو بھی جانور ہے اس کا رزق اللہ کے ذمہ ہے۔''

ظاہر ہے جتنا رزق لے کر آیا ہے وہ پورا کر کے ہی یہاں سے جائے گا۔ جس طرح وقت مقررہ پورا کرتا ہے۔ اور اللہ کا فرمان ہے:

﴿مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا وَ مَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهُ مِنْ بَعْدِهٖ وَ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۝﴾ (الفاطر: ٢)

''اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے رحمت کھولے تو اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو روک لے اس کے بعد اسے کوئی چھوڑنے والا نہیں، وہ غالب حکمت والا ہے۔''

٤٥٩٢ــــ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كُنْتُ أُجَهِّزُ إِلَى الشَّامِ وَإِلَى مِصْرَ فَجَهَّزْتُ إِلَى الْعِرَاقِ فَأَتَيْتُ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ فَقُلْتُ لَهَا يَاأُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ كُنْتُ أُجَهِّزُ إِلَى الشَّامِ فَجَهَّزْتُ إِلَى الْعِرَاقِ فَقَالَتْ لاَ تَفْعَلْ مَا لَكَ وَلِمَتْجَرِكَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِذَا سَبَّبَ اللّٰهُ لِاَحَدِكُمْ رِزْقاً مِنْ وَجْهٍ فَلاَ يَدَعْهُ حَتّٰى يَتَغَيَّرَلَهُ أَوْ يَتَنَكَّرَلَهُ. (رواه أبن ماجة' ٢١٤٨، بمجهول)

'' نافع کہتے ہیں: میں اپنا مال تجارت شام اور مصر کی طرف روانہ کیا کرتا تھا۔ پھر میں نے عراق کی طرف مال تیار کیا اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا۔ میں نے کہا: اے ام المومنین! میں پہلے مال تجارت شام لے جاتا تھا تاہم اب عراق کے لیے تیار کیا ہے۔ انہوں نے کہا: اپنے مال تجارت کی جگہ تبدیل نہ کر۔ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جب اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی کے لیے کسی وجہ سے رزق کا سبب بنا دے تو وہ اس کو ترک نہ کرے یہاں تک کہ اس کے لیے وہ تبدیل ہوجائے یا اس کے لیے وہ اجنبی بن

(٤٥٩١) بزار: ١٢٥٤۔ طبراني كبير ورجاله ثقات، هيثمي: ٦٢٩٥.

(٤٥٩٢) ابن ماجه: ٢١٤٨۔ ضعيف، الباني: ٤٦٩.

جائے۔'' (ابن ماجہ، راوی مجہول)

٤٥٩٣۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ التَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْأَمِيْنُ مَعَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِيِّقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ (رواه الترمذی، ١٢٠٩)

''ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: امانت دار سچ بولنے والا تاجر نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔''

٤٥٩٤۔ عَنْ إِسْمٰعِيْلَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ أَنَّهٗ خَرَجَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى الْمُصَلَّى فَرَأَى النَّاسَ يَتَبَايَعُوْنَ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ فَاسْتَجَابُوْا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَرَفَعُوْا أَعْنَاقَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ إِلَيْهِ فَقَالَ إِنَّ التُّجَّارَ يُبْعَثُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فُجَّارًا إِلَّا مَنِ اتَّقَى اللّٰهَ وَبَرَّ وَصَدَقَ (رواه الترمذی، ١٢١٠)

''رفاعہ بن رافع بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ عیدگاہ کی طرف نکلا۔ آپ ﷺ نے دیکھا کہ لوگ تجارت کر رہے ہیں۔ فرمایا: اے تاجروں کی جماعت! لوگوں نے جواب دیا اور اپنی گردن اور آنکھیں آپ ﷺ کی طرف مرکوز کر دیں۔ آپ نے فرمایا: قیامت کے دن تاجر فاجر ہونے کی حالت میں اٹھائے جائیں گے مگر وہ تاجر جو اللہ سے ڈرا، نیکی کی اور صدقہ دیا۔ یہ دو روایات ترمذی کی ہیں۔''

شرح: ...... تجارت میں بے احتیاطی ہو جاتی ہے، مال کا لالچ، جھوٹ، کبیرہ، صغیرہ گناہ پر آمادہ کرتا ہے، دھوکہ وخیانت پر چلاتا ہے، ان تمام حرام کاموں سے بچنا اور بازار تجارت میں بیٹھ کر دامن محفوظ رکھنا بہت بڑی نیکی ہے۔ ان کا صلہ یہی ہونا چاہیے جو یہاں بیان ہوا ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ١/٤٨٢)

٤٥٩٥۔ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي غَرَزَةَ قَالَ كُنَّا فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نُسَمَّى السَّمَاسِرَةَ فَمَرَّ بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَمَّانَا بِاسْمٍ هُوَ أَحْسَنُ مِنْهُ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ إِنَّ الْبَيْعَ يَحْضُرُهُ اللَّغْوُ وَالْحَلْفُ فَشُوْبُوْهُ بِالصَّدَقَةِ. (رواه أبوداود، ٣٣٢٦)

''سیدنا قیس بن ابی غرزہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے عہد میں آپ ﷺ کی ہجرت سے پہلے سماسرہ کہلاتے تھے۔ پس آپ ﷺ ایک دن مدینہ میں ہمارے قریب سے گزرے تو آپ ﷺ نے ہمارا وہ نام رکھا جو پہلے سے بہتر تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے تاجروں کی جماعت! بیع کے وقت لغو اور قسم سے واسطہ پڑتا ہے۔ لہٰذا اس کو صدقہ کے ساتھ ملا دیا کرو (یعنی صدقہ سے ان کا گناہ ختم کروا لیا کرو)۔''

(٤٥٩٣) ترمذی: ١٢٠٩۔ ضعیف، البانی: ٢١٠۔ دارمی: ٢٥٣٩.

(٤٥٩٤) ترمذی: ١٢١٠۔ ضعیف، البانی: ٢١١۔ ابن ماجہ: ٢١٤٦۔ دارمی: ٢٥٣٨. مگر امام ترمذی نے اسے حسن، صحیح کہا ہے۔ اس سے پہلی حدیث کی بھی تائید ہو جاتی ہے۔

(٤٥٩٥) ابوداؤد: ٣٣٢٦۔ صحیح، البانی: ٢٨٤٥۔ ترمذی: ١٢٠٨۔ نسائی: ٤٤٦٣۔ ابن ماجہ: ٢١٤٥۔ احمد: ١٧٩٩٩.

٤٥٩٦۔ وَعَنْهُ بِمَعْنَاهُ قَالَ يَحْضُرُهُ الْكَذِبُ وَالْحَلْفُ فَشُوْبُوْهُ بِالصَّدَقَةِ(رواہ النسائی٣٧٩٨)

''ایک روایت میں ہے: بیع میں قسم اور جھوٹ شامل ہو جاتے ہیں۔ پس تم اس کے ساتھ صدقہ کو ملا دیا کرو۔'' (نسائی)

شرح: ...... یہ مطلب نہیں کہ صدقہ کے بھروسہ پر جتنی چاہے غلط بیانی کرتا جائے، جھوٹ، خیانت، دھوکہ دہی، جھوٹی قسم سے اجتناب کرنے کی کوشش کی جائے۔ تاہم پھر بھی تجارت میں کمی بیشی کا امکان ہے، ان لغویات کا کفارہ اس حدیث میں بتا دیا گیا ہے۔

۲۔ خرید و فروخت کا واسطہ بننے والے آدمی کو سمسار کہا جاتا تھا۔ یہ عجمی لفظ تھا کیونکہ خرید و فروخت میں زیادہ تر عجمی لوگ ہی ہوتے تھے۔ یہ لفظ عام استعمال ہونے لگا۔

نبی اکرم ﷺ نے عربی لفظ کی رہنمائی فرمائی اور ساتھ ہی معزز لفظ میں اسے تبدیل کر دیا۔ تاجر کہا۔ یہ آج کی اصطلاح میں دلال کے معنی میں ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۱/۴۸۲)

٤٥٩٧۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ الْحَلْفُ مُنْفِقَةٌ لِّلسِّلْعَةِ مُمْحِقَةٌ لِلْبَرَكَةِ . (رواه البخاري، ٢٠٨٧)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: قسم سامان فروخت کراتی ہے لیکن برکت مٹا دیتی ہے۔'' (بخاری)

٤٥٩٨۔ وَلِأَبِي دَاوٗدَ بِلَفْظِهٖ: مُمْحِقَةٌ لِلْبَرَكَةِ .

اور ابوداؤد کی روایت میں یہ لفظ ہے۔ ''وہ برکت کو مٹا دیتی ہے۔''

شرح: ...... جس طرح سود سے تجارت کریں تو مال آتا ہے، مگر برکت مٹ جاتی ہے، اللہ کا فرمان ہے:

﴿يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ﴾ (البقرة: ٢٧٦)

''اللہ تعالیٰ سود مٹاتا ہے، صدقات بڑھاتا ہے۔''

اسی طرح جھوٹی قسم جب تاجر اٹھاتا ہے مال میں اضافہ ہوتا ہے۔ زیادہ چیز فروخت ہوتی ہے، مگر برکت مٹ جاتی ہے۔ (فتح الباری: ۴/ ۳۱۵)

٤٥٩٩۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ رَحِمَ اللهُ رَجُلاً سَمْحاً إِذَا بَاعَ وَإِذَا اشْتَرَى وَإِذَا اقْتَضٰى . (رواه البخاري، ٢٠٧٦)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس مرد پر رحم کرے جو سیر چشم و کشادہ مال ہو جبکہ وہ مال فروخت کرے، جب خریدے اور جب وہ قرض کا تقاضا کرے۔'' (البخاری)

(٤٥٩٦) نسائی: ٣٧٩٨۔ صحیح، البانی: ٣٥٥٥.

(٤٥٩٧) بخاری: ٢٠٨٧۔ مسلم: ١٦٠٦۔ نسائی: ٤٤٦١۔ ابوداؤد: ٣٣٣٥۔ احمد: ٩٠٨٥.

(٤٥٩٨) ابوداؤد: ٣٣٣٥.

(٤٥٩٩) بخاری: ٢٠٧٦۔ ترمذی: ١٣٢٠۔ ابن ماجه: ٢٢٠٣۔ احمد: ١٤٢٤٨۔ مؤطا: ١٣٩٥.

شرح: ......اس کا مطلب یہ نہیں کہ اپنا حق نہ لیا جائے نرمی کرتے ہوئے اسے چھوڑ دیا جائے۔ مطلب یہ ہے کہ اپنا حق لیں مگر انداز نرم ہو۔ زیادہ چمٹاؤ نہ ہو، کسی کا کچھ دینا ہو تو وہ بغیر ٹال مٹول کے دیا جائے، لینا ہو تو فراخدلی کا مظاہرہ اور بلند اخلاق اپنائے جائیں، کنجوسی، بخل اور تنگدلی سے کام نہ لیا جائے۔ (فتح الباری: ۴/ ۳۰۷)

٤٦٠٠ــــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْوَزْنُ وَزْنُ أَهْلِ مَكَّةَ وَالْمِكْيَالُ مِكْيَالُ أَهْلِ الْمَدِيْنَةَ .

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین تولنا اہل مکہ کا ہے اور بہترین ناپنا اہل مدینہ کا ناپنا ہے۔'' (ابوداؤد)

٤٦٠١۔ وَفِي رِوَايَةٍ : وَزْنُ الْمَدِيْنَةِ وَمِكْيَالُ مَكَّةَ . (هما لأبي داود' ٣٣٤٠)

''ایک روایت میں ہے: بہترین تولنا اور وزن کرنا مدینے کا اور پیمانہ اہل مکہ کا ہے۔'' (ابوداؤد)

شــــــرح: ...... مکہ والے تجارت کیا کرتے تھے، یہ وزن کے دوسروں کی بہ نسبت زیادہ ماہر تھے۔ مدینہ والے زراعت پیشہ تھے یہ ماپ کے معاملات کے زیادہ ماہر تھے۔ مقصد یہ ہے کہ اگر حقوق اللہ میں ضرورت پڑ جائے مثلاً زکاۃ کا معاملہ ہو یا کفارہ ہو تو ماپ سے ادا کرنے ہوں تو پھر مدینہ والوں کے صاع کے مطابق دیں اگر وزن کا معاملہ ہو تو مکہ والوں کا وزن معیار بنائیں۔ صاع جس کے ساتھ ماپا جاتا ہے، وہ دو کلو سو گرام ہے۔ (عون المعبود: ۲/ ۲۵۱)

٤٦٠٢۔ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْ كَرِبَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ كِيْلُوْا طَعَامَكُمْ يُبَارَكْ لَكُمْ . (رواه البخاري' ٢١٢٨)

''سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: تم اپنا کھانا (جنس وغیرہ) تول دیا کرو اس میں تمہارے لیے برکت ہوگی۔'' (البخاری)

شرح: ......ایک مطلب تو یہ ہے کہ جب بھی اناج خریدو تو ماپ کر خریدو ویسے اندازہ نہ لگایا کرو اس طرح برکت نہیں رہتی۔ دوسرا قول یہ بھی ہے کہ گھر میں استعمال کے لیے اناج ماپ کر استعمال کیا کرو اس طرح برکت ہوتی ہے۔

بہرصورت صرف ماپنے سے برکت نہیں ہوتی جب تک ساتھ نبی اکرم ﷺ کے حکم کی فرمانبرداری کا جذبہ نہ ہو۔ اللہ پر اعتماد ہو کہ وہ برکت کرے گا۔ (فتح الباری: ۴/ ۳۴۶)

٤٦٠٣ــــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاَصْحَابِ الْمِكْيَالِ وَالْمِيْزَانِ إِنَّكُمْ قَدْ وُلِّيْتُمْ أَمْرَيْنِ هَلَكَتْ فِيْهِ الْأُمَمُ

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ناپنے اور تولنے والوں کو فرمایا: تم لوگ ایسے دو کاموں پر لگائے گئے ہو جن دو کاموں کی وجہ سے تم سے پہلی قومیں ہلاک ہوئی

(٤٦٠١) ابوداؤد: ٣٣٤٠۔ صحيح، البانی: ٢٨٥٧۔ نسائی: ٤٥٩٤.

(٤٦٠٢) بخاری: ٢١٢٨۔ احمد: ١٦٧٢٥.

(٤٦٠٣) ترمذی: ١٢١٧۔ ضعيف، البانی والصحيح موقوف: ٢١٢.

السَّالِفَةُ قَبْلَكُمْ . (رواه الترمذی' ١٢١٧)
ہیں۔'' (الترمذی)

٤٦٠٤ــ عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ إِذَا بِعْتَ فَكِلْ وَإِذَا ابْتَعْتَ فَاكْتَلْ . (للبخاری' تعليقا)
''سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تو فروخت کرے تو ناپ تول کر دیا کر اور جب خریدے تو ناپ تول کر خرید۔'' (البخاری)

شــــرح: ......مقصد یہ ہے کہ کسی کو ماپ کر فروخت کرو تو پورا کرو اگر کسی سے خریدو تو پورا ماپ لو کمی بیشی نہ کرو۔ تاہم ذرہ بھاری رکھ کر پلڑا نیچے دینے کی اجازت ہے اور ماپ ذرا کھلا رکھیں تو اجازت ہے۔ (فتح الباری:۴/ ۳۴۵)

۲۔ دو معاملوں سے مراد (۱) وزن (۲) ماپ ہے۔ پہلی قوم سے مراد حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم ہے۔ وہ جب لوگوں کو ماپ کر دیتے تو کم دیتے، جب ان سے لیتے تو پورا لیتے تھے۔ (جائزۃ الاحوذی:۲/ ۴۸۸)

٤٦٠٥ــ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ لاَ تَكُونَنَّ إِنِ اسْتَطَعْتَ أَوَّلَ مَنْ يَدْخُلُ السُّوْقَ وَلاَ آخِرَ مَنْ يَخْرُجُ مِنْهَا فَإِنَّهَا مَعْرَكَةُ الشَّيْطَانِ وَبِهَا يَنْصِبُ رَايَتَهُ . (رواه مسلم' ٢٤٥١)
''سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اگر تو کر سکے تو سب سے پہلے بازار میں داخل نہ ہو اور نہ سب سے آخر میں اس سے نکلنے والا بن ۔ بازار میں شیطان کا میدانِ جنگ ہے اور اپنے جھنڈے بھی وہ بازار میں نصب کرتا ہے۔'' (مسلم)

شــرح: ......مقصد یہ ہے کہ ضرورت کے تحت بازار جائیں اور فراغت کے بعد جلدی لوٹ آئیں، وگرنہ شیطان پھنسا سکتا ہے۔ (گوندلوی)

٤٦٠٦ــ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لاَ يَبِعْ فِيْ سُوْقِنَا إِلَّا مَنْ قَدْ تَفَقَّهَ فِي الدِّيْنِ . (رواه الترمذی' ٤٨٧)
''سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارے بازار میں سودا فروخت نہ کرے مگر وہ جو دین میں سمجھ بوجھ پیدا کر چکا ہو۔'' (الترمذی)

شــــرح: ......فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی یہ بات بہت ہی زیادہ پائیدار ہے کہ اسے پتہ ہونا چاہیے کہ میں نے کیا لینا ہے، کیا چھوڑنا ہے، حلال کیا ہے حرام کیا ہے اور جھوٹ بول کر لوگوں کی تجارت میں خرابی پیدا نہ کرے، سود کا کاروبار نہ کرے، دھوکہ فریب نہ کرے اسے ایک مسلمان اور غیر مسلم کی تجارت کا فرق معلوم ہو۔ یہ اس لیے پابندی لگائی ہے کہ اسلامی تجارت کے خدوخال نمایاں ہوں ایک اطمینان والی تجارت ہو۔ (جائزۃ الاحوذی:۱/ ۴۹۸)

٤٦٠٧ــ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ : مَا أَوَدُّ أَنَّ لِي
''سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں یہ پسند نہیں کرتا کہ دمشق کی

(٤٦٠٤) بخاری تعليقا، باب الكيل على البائع والمعطى، مع فتح: ٤/ ٣٤٣.
(٤٦٠٥) مسلم: ٢٤٥١- بخاری: ٣٦٣٤.
(٤٦٠٦) ترمذی: ٤٨٧- حسن الاسناد، البانی: ٤٠٤.
(٤٦٠٧) رزين.

مَتَجَرًا عَلٰى دَرَجَةِ جَامِعِ دِمَشْقَ أُصِيْبُ فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسِيْنَ دِيْنَارًا أَتَصَدَّقُ بِهَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ ، وَلَا تَفُوْتُنِي الصَّلَاةُ فِي الْجَمَاعَةِ ، وَمَابِي تَحْرِيْمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لٰكِنَّ أَكْرَهُ أَلَّا أَكُوْنُ مِنَ الَّذِيْنَ قَالَ اللّٰهُ فِيْهِمْ ﴿رِجَالٌ لَا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ﴾ إِلَى الْأَبْصَارِ . (رواه رزين)

جامع مسجد کے دروازے پر میری دوکان ہو۔ جہاں میں ہر دن پچاس دینار نفع اٹھاؤں۔ اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کردوں۔ اور میری نماز کی جماعت بھی فوت نہ ہو۔ اور اس میں وہ کام بھی نہ کروں جو اللہ تعالیٰ نے حرام کیے ہیں۔البتہ میں یہ بھی مکروہ سمجھتا ہوں کہ میرا شمار ان لوگوں میں نہ ہو جن کی اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں تعریف بیان کی ہے: ان میں وہ مرد ہیں جن کو تجارت غافل نہیں کرتی ....تا....... ...... الی الابصار۔'' (رزین)

٤٦٠٨ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى حَلِيْقِ النَّصْرَانِيِّ لِيَبْعَثَ إِلَيْهِ بِأَثْوَابٍ إِلَى الْمَيْسَرَةِ فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ بَعَثَنِيْ إِلَيْكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِتَبْعَثَ إِلَيْهِ بِأَثْوَابٍ إِلَى الْمَيْسَرَةِ فَقَالَ وَمَا الْمَيْسَرَةُ وَمَتَى الْمَيْسَرَةُ وَاللّٰهِ مَا لِمُحَمَّدٍ ﴿سَائِقَةٌ وَلَا رَاعِيَةٌ﴾ فَرَجَعْتُ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَلَمَّا رَآنِي قَالَ كَذَبَ عَدُوُّ اللّٰهِ أَنَا خَيْرُ مَنْ يُبَايِعُ لَأَنْ يَلْبَسَ أَحَدُكُمْ ثَوْبًا مِنْ رِقَاعٍ شَتّٰى خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ بِأَمَانَتِهِ أَوْ فِي أَمَانَتِهِ مَا لَيْسَ عِنْدَهُ . (رواه أحمد ١٣١٤٧ ، والأوسط والبزار ، بنحوه .)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک نصرانی کے پاس آسانی تک ادھار کپڑا لانے کے لیے روانہ کیا۔ اس نے کہا: آسانی کیسی ہوگی؟ محمد ﷺ کے پاس نہ تو مال تجارت ہے اور نہ مویشی چرانے والے ہیں۔ چنانچہ میں لوٹ کر آپ ﷺ کے پاس آ گیا۔ مجھے دیکھ کر فرمایا: اس اللہ تعالیٰ کے دشمن نے جھوٹ کہا ہے۔ میں بہترین تجارت کرنے والا ہوں۔ تم میں کوئی شخص پیوند لگائے ہوئے کپڑے پہنے تو یہ اس کے لیے بہتر ہے اس سے کہ وہ امانت (قرض) لے اس چیز پر جو چیز اس کے پاس نہیں ہے۔'' (احمد، الاوسط اور البزار، میں اس کی مثل ہے)

(٤٦٠٨) احمد: ١٣١٤٧ـ طبرانی اوسط، بزار.

مالایجوز بیعه من النجاسات ومالم یقبض ، وما لم یبد صلاحه والمحاقلة والمزابنة إلا العرایا وغیر ذلك

وہ نجس اشیاء جن کی خرید وفروخت درست نہیں یا جو قبضہ واختیار میں نہ ہوں یا ابھی پک کر تیار نہ ہوئی ہوں اور تجارت محاقلہ اور مزابنہ ۔ اور عرایا کا استثنیٰ وغیرہ کا بیان

٤٦٠٩ـ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ إِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيْرِ وَالأَصْنَامِ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ شُحُوْمَ الْمَيْتَةِ فَإِنَّهُ يُطْلَى بِهَا السُّفُنُ وَيُدْهَنُ بِهَا الْجُلُوْدُ وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ فَقَالَ لاَ هُوَ حَرَامٌ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَمَّا حَرَّمَ عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهَا أَجْمَلُوْهُ ثُمَّ بَاعُوْهُ فَأَكَلُوْا ثَمَنَهُ. (رواه مسلم' ١٥٨١)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے مکہ میں فتح کے سال نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا: اللہ تعالیٰ نے شراب ، مردار ، خنزیر ، اور بتوں کی خرید وفروخت سے منع کیا ہے ۔ آپ ﷺ کو کہا گیا: یا رسول اللہ! آپ ﷺ مردار کی چربی کے بارے میں بتائیں اس سے کشتیاں روغن کی جاتی اور لوگ چراغ بھی جلاتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ بھی حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ یہود پر لعنت کرے جب اللہ نے ان پر چربی حرام کی تو انہوں نے اس کو پگھلا کر پھر فروخت کیا اور اس کی قیمت کھائی۔'' (مسلم)

شــــرح: ......اس حدیث میں حرام کردہ اشیاء خبیثہ کو بطور نمونہ پیش کیا گیا ہے کہ ان کے نقصانات ہیں، مردار، شراب، اور خنزیر کو حرام قرار دینے کی علت یہ ہے کہ ان میں نجاست ہے۔ اور ایسی نجاست ہے جو آگے تک متاثر کرتی ہے۔ اور بتوں کی تجارت کی حرجت کی وجہ یہ ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے دوری پیدا ہوتی ہے۔ اور ہر وہ چیز جو اطاعت الٰہی سے دوری اور غفلت پیدا کرے وہ حرام ہے۔ اس میں قد آور تصاویر، اور آلات موسیقی وغیرہ بھی شامل ہیں۔ اور بتوں کی فروخت کے حرام ہونے میں وہ حیا باختہ تصویریں بھی شامل ہیں، جو رسالوں، اخباروں اور فلموں وغیرہ میں آتی ہیں کیونکہ ان سے اخلاق بگڑتے ہیں، نوجوان لڑکے اور لڑکیاں جنسی ہیجان کا شکار ہوتے ہیں اور ان سے فتنہ پیدا ہوتا ہے۔ بت فروشی کی ممانعت میں عیسائیوں کا مذہبی شعار صلیب بھی ہے، اسی ممانعت میں میدانوں میں اور شارع عام میں لیڈروں کی تصاویر آویزاں کرنا بھی ہے۔ اس سے فتنہ غلو ٹپکتا ہے، جو شرک کی جانب لے جاتا ہے۔

شراب حرام قرار دینا، اسے عمل میں لانے، فروخت کرنے اور نوش کرنے کو حرام قرار دے کر ہر اس ذریعہ کو بھی ختم کر دیا گیا ہے۔ جو شراب تک رسائی پیدا کرے۔ خواہ شراب مائع ہو یا جامد ہو جو بھی عقل کو ڈھانپ لے وہ حرام ہے۔

(٤٦٠٩) مسلم: ١٥٨١۔ بخاری: ٤٦٣٣۔ ترمذی: ١٢٩٧۔ نسائی: ٤٦٦٩۔ ابوداؤد: ٣٤٨٦۔ ابن ماجه: ٢١٦٧۔ احمد: ١٤٢٤٦.

جب شراب حرام ہے تو اس کے ساتھ تمام قسم کی منشیات حرام ہیں۔ ہیروئن وغیرہ بھی، کیونکہ جس طرح یہ شراب اخلاق میں فساد، عقل میں ضعف، مال کا ضیاع، دین کو برباد اور صحت میں اضمحلال پیدا کرتی ہے تمام منشیات میں بھی یہ علت موجود ہے۔اور مردار کھانا اور اس سے نفع اٹھانا اس کا گوشت، چربی، خون اس کے پٹھے وغیرہ جن اجزاء میں بھی زندگی گردش کرتی رہی ہے اب مردہ ہونے کی وجہ سے رک گئی ہے حرام ہے۔ کیونکہ ان میں نجاست اور بدن کے لیے مضرت پیدا ہو چکی ہے۔ ہاں مردار کے بال، اون وغیرہ اس سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ یہ زندگی کے متعلقہ نہیں یہ تو زندہ جانور سے بھی اتارے جاتے ہیں۔

اسی طرح خنزیر کھانے، فروخت کرنے کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ ایک تو یہ خبیث ہے، دوسری اس میں نجاست اور بے غیرتی ہے جس کے اثرات عقل انسانی پر پڑتے ہیں اور غیرت انسانی ختم ہو جاتی ہے۔ اس کی تائید جدید انکشافات بھی کر رہے ہیں۔ چربی جو مردار کی ہے، اسے نہ تو خریدنا جائز ہے نہ فروخت کرنا جائز ہے اور نہ ہی اس سے فائدہ اٹھانا جائز ہے مثلاً چراغ وغیرہ جلانا۔ مردار کی چربی استعمال کرنے میں مصلحت تو ہے مگر مردار سے فائدہ اٹھانے میں جو خرابی ہے، اس کے پیش نظر اس مصلحت کو بے کار قرار دیا گیا ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء میں حیلہ کرنا یہ یہودیوں کا کام تھا۔ اس وجہ سے ان پر لعنت ہوئی۔

ہمیں بھی چاہیے کہ شریعت کے کاموں میں حیلے بہانے نہ کریں اس سے غضب الٰہی اترتا ہے، دردناک عذاب آتا ہے، اللہ کی لعنت ہوتی ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۲۸)

٤٦١٠ــعَـنِ ابْنِ وَعْلَةَ الْمِصْرِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْـنَ عَبَّاسٍ عَمَّا يُعْصَرُ مِنَ الْعِنَبِ فَقَـالَ ابْـنُ عَبَّـاسٍ أَهْدٰى رَجُلٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَاوِيَةَ خَمْرٍ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَمَـا عَـلِـمْتَ أَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهَا قَالَ لَا فَسَارَّهُ رَجُـلٌ إِلَـى جَـنْبِهِ فَقَالَ لَهُ ﷺ بِـمَ سَارَرْتَهُ فَـقَـالَ أَمَـرْتُـهُ أَنْ يَبِيْـعَـهَـا فَـقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ الَّـذِيْ حَـرَّمَ شُرْبَهَا حَرَّمَ بَيْعَهَا فَـفَتَـحَ الـرَّجُـلُ الْـمَزَادَتَيْنِ حَتّٰى ذَهَبَ مَا فِيْهِمَا . (رواه مالك، ١٥٩٨)

''ابن وعلہ مصری رحمہ اللہ نے سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے انگور کے رس کے متعلق پوچھا: آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک آدمی نے آپ ﷺ کو شراب کو بڑا برتن تحفہ دیا۔ تو آپ ﷺ نے اسے فرمایا: اللہ نے اس کو حرام کیا ہے کیا تو جانتا نہیں ہے؟ اس نے کہا: مجھے تو معلوم نہیں ہے۔ راوی نے کہا: اس سے ایک آدمی نے مخفی بات کی جو اس کے ساتھ بیٹھا تھا۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے اس سے کیا پوشیدہ بات کہی؟ اس نے کہا: میں نے اس کو فروخت کرنے کا کہا ہے۔ فرمایا جس ذات نے اس کا پینا حرام کیا اس نے اس کی بیع بھی حرام کی۔ اس نے برتن کے دو قاق کھول دیئے اور جو کچھ اس میں تھا بہا دیا۔'' (مالک)

(٤٦١٠) مؤطا: ١٥٩٨۔ مسلم: ١٥٧٩۔ نسائی: ٤٦٦٢۔ احمد: ٣٣٦٣۔ دارمی: ٢١٠٣.

٤٦١١ـ نَحْوَهُ وَفِيْهِ: وَإِنَّ اللّٰهَ إِذَا حَرَّمَ عَلٰى قَوْمٍ أَكْلَ شَيْءٍ حَرَّمَ عَلَيْهِمْ ثَمَنَهُ. (رواه أبوداود، ٣٤٨٨)

''ابوداؤد میں اس کی مثل ہے اور اس میں یہ الفاظ ہیں: اللہ تعالیٰ نے جس قوم پر کوئی چیز کھانا حرام کی ہے تو اس کی قیمت بھی ان پر حرام کی ہے۔''

شرح: ......اس بارے میں اختلاف ہے کہ شراب کس سن میں حرام ہوئی ایک قول ہے۔۴ ہجری میں ایک ہے۔ ۶ ہجری میں ایک قول ہے۔۸ ہجری میں ایک قول ہے۔۲ ہجری میں ہوئی۔ یہ۲ ہجری والا قول صحیح ترین ہے۔

اور شراب کی حرمت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی درخواست پر نازل ہوئی تھی۔ دعا کی: اے میرے اللہ! شراب کے بارے میں شافی بیان فرما دے۔تو یہ حکم ہوا، شراب اور جوئے میں فائدہ ہے مگر گناہ بڑا ہے۔ پھر دعا کی: اے اللہ! شافی بیان کر دو۔تو حکم ہوا نشہ کی حالت میں نماز کے قریب مت جاؤ۔ پھر دعا کی: اے میرے اللہ! شراب کے بارے میں شافی بیان فرما دو۔تو پھر حکم آیا، یہ نجس ہے تم باز آ جاؤ، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، ہم باز آ گئے۔

یہ آدمی جو شراب کا مٹکا لے کر آیا تھا اس کا نام کیسان ثقفی تھا۔ یہ شراب کا تاجر تھا۔ شام سے آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کے لیے بہت عمدہ شراب لایا ہوں، یہ فتح مکہ کی بات ہے، اسے علم نہ تھا کہ شراب حرام ہو چکی ہے۔تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اس کی حرمت کی اطلاع دی اور بتایا یہ حرام ہے اسے فروخت کرنا بھی حرام ہے، تو اس نے بہا دی۔ اس سے ثابت ہوا کہ شراب کی حرمت کے علم کے بعد اسے بہا دینا جائز ہے، کسی استعمال میں نہ لایا جائے۔

باقی یہ بات ذہن نشین فرما لیں کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت سے پہلے زمانہ میں بھی شراب کو پینا تو درکنار آپ نے ہاتھ تک نہ لگایا تھا۔ آپ نے نبوت کے بعد تو معراج کی رات بھی شراب کو ہاتھ نہ لگایا تھا دودھ پیا تھا۔ (شرح زرقانی:۴/۱۷۲)

ثابت ہوا شراب فروخت کر کے قیمت لینا حرام ہے، جس طرح اسے پینا حرام ہے۔

٤٦١٢ـ عَنْ اَبِیْ طَلْحَةَ اَنَّهٗ قَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنِّی اشْتَرَيْتُ خَمْرًا لِّأَيتَامٍ فِي حِجْرِي قَالَ أَهْرِقِ الْخَمْرَ وَاكْسِرِ الدِّنَانَ. (رواه الترمذی، ١٢٩٣)

''سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے نبی! میں نے اپنی زیر کفالت یتیموں کے لیے شراب خریدی ہے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شراب بہا دے اور برتن توڑ دے۔'' (ترمذی)

شرح: ...... یہ شراب یتیموں کو وراثت میں ملی تھی، اور کچھ انہوں نے یتیموں کے لیے خریدی ہوگی، یہ سوال جب کیا تھا، اس وقت شراب حرام ہو چکی تھی۔ انہوں نے کہا کہ یہ یتیموں کی ہے، ہم اس کا سرکہ بنا کر فروخت کر دیں تا کہ ان کا مال ضائع نہ ہو۔تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے بہا دو، آپ نے اس کی فروخت کی اجازت نہ دی۔

(٤٦١١) ابوداؤد: ٣٤٨٨ـ صحیح، البانی: ٢٩٧٨ـ احمد: ٢٩٥٦.

(٤٦١٢) ترمذی: ١٢٩٣ـ حسن، البانی: ١٠٣٩ـ ابوداؤد: ٣٦٧٥ـ احمد: ١١٧٧٩.

اور کہا مٹکا توڑ دو۔ اس کا حکم اس لیے دیا کہ شراب مٹکے میں سرایت کر چکی تھی یا اس لیے توڑنے کا حکم دیا کہ شراب سے نفرت پیدا ہو یہ حکم کے مٹکے توڑ دو یہ شروع میں تھا، اس کے بعد یہ منسوخ ہو چکا ہے۔ آپ ﷺ نے شراب پر پابندی جاری رکھی اور اس کے برتنوں کے استعمال کی اجازت دے دی۔ (جائزۃ الاحوذی:۲/۵۵۴)

٤٦١٣ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنِ اشْتَرٰى طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهُ قَالَ وَكُنَّا نَشْتَرِي الطَّعَامَ مِنَ الرُّكْبَانِ جُزَافاً فَنَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نَبِيْعَهُ حَتّٰى نَنْقُلَهُ مِنْ مَكَانِهِ . (رواه مسلم' ١٥٢٦)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص غلہ خریدے تو اس کو قبضے میں لانے سے پہلے فروخت نہ کرے۔ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم لوگ تجارتی قافلوں سے اٹکل اور تخمینہ لگا کر غلہ خریدا کرتے تھے۔ پس آپ ﷺ نے اس جگہ سے منتقل کرنے سے پہلے فروخت کرنا منع فرما دیا۔'' (مسلم)

٤٦١٤ـــ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَأْتِيْنِي الرَّجُلُ فَيَسْأَلُنِيْ لَيْسَ عِنْدِيْ أَبِيْعُهُ مِنْهُ ثُمَّ أَبْتَاعُهُ لَهُ مِنَ السُّوْقِ قَالَ لاَ تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ (رواه النسائی ٤٦١٣)

''سیدنا حکیم بن حزام فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے پاس ایک آدمی آ کر کوئی چیز خریدتا ہے اور وہ چیز میرے پاس موجود نہیں ہوتی تو کیا میں اس کو فروخت کر کے پھر بازار سے خرید کر دیدوں؟ فرمایا: تو وہ چیز فروخت نہ کر جو تیرے پاس موجود نہیں ہے۔'' (نسائی)

٤٦١٥ـــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى أَنْ يَبِيْعَ الرَّجُلُ طَعَاماً حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهُ قُلْتُ لِإِبْنِ عَبَّاسٍ كَيْفَ ذَاكَ قَالَ ذَاكَ دَرَاهِمُ بِدَرَاهِمَ وَالطَّعَامُ مُرْجَاءً . (رواه البخاری' ٢١٣٢)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے منع فرما دیا کہ کوئی مرد قبضہ سے پہلے کھانا فروخت کرے۔ راوی نے کہا: میں نے سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا یہ کیسے؟ اس نے کہا درھموں کے ساتھ درھم اور گندم آنے کی امید رکھنا۔'' (بخاری)

٤٦١٦ - وفي رواية: وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَأَحْسِبُ أَنَّ كُلَّ شَيْءٍ مِثْلَ الطَّعَامِ . (رواه

''ایک روایت میں ہے کہ سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تو ہر چیز کو غلہ کی مثل ہی سمجھتا ہوں۔'' (ابوداؤد)

(٤٦١٣) مسلم: ١٥٢٦ـ بخاری: ٦٨٥٢ـ نسائی: ٤٦٠٨ـ ابوداؤد: ٣٤٩٩ـ ابن ماجه: ٢٢٢٩ـ احمد: ٦٤٣٦ـ مؤطا: ١٣٣٧ـ دارمی: ٢٥٥٩.

(٤٦١٤) نسائی: ٤٦١٣ـ صحيح، البانی: ٤٢٩٩ـ ترمذی: ١٢٣٥ـ ابوداؤد: ٣٥٠٣ـ ابن ماجه: ٢١٨٧ـ احمد: ١٥١٤٥.

(٤٦١٥) بخاری: ٢١٣٢ـ مسلم: ١٥٢٥ـ ترمذی: ١٢٩١ـ نسائی: ٤٦٠٠ـ ابوداؤد: ٣٤٩٧ـ ابن ماجه: ٢٢٢٧ـ احمد: ٣٤٨٦.

(٤٦١٦) ابوداؤد: ٣٤٩٧ـ صحيح، البانی: ٢٩٨٦ـ بخاری: ٢١٣٥ـ مسلم: ١٥٢٥ـ ترمذی: ٢١٩١ـ نسائی: ٤٦٠٠ـ ابن ماجه: ٢٢٢٧ـ احمد: ٢٥٨٠.

أبوداود، ٣٤٩٧)

٤٦١٧ـ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَرَجُلٌ يَسْأَلُهُ عَنْ رَجُلٍ سَلَّفَ فِي سَبَائِبَ فَأَرَادَ بَيْعَهَا قَبْلَ أَنْ يَقْبِضَهَا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تِلْكَ الْوَرْقُ بِالْوَرْقِ وَكَرِهَ ذٰلِكَ. (رواه مالك، ١٣٦٥)

''قاسم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس شخص کے متعلق سوال کیا جس نے پارچہ جات میں بیع سلف کی (پیسے پہلے ادا کر دینا اور چیز کے لیے میعاد مقرر کرنا) اور پھر کپڑے قبضے میں لینے سے پہلے فروخت کرنے کا ارادہ کیا۔ تو انہوں نے فرمایا: یہ تو چاندی کے بدلے چاندی ہے اور اسے ناپسند سمجھا۔'' (الموطا)

٤٦١٨ـ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ صُكُوْكاً خَرَجَتْ لِلنَّاسِ فِي زَمَانِ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ مِنْ طَعَامِ الْجَارِ فَتَبَايَعَ النَّاسُ تِلْكَ الصَّكُوْكَ بَيْنَهُمْ قَبْلَ أَنْ يَسْتَوْفُوْهَا فَدَخَلَ زَيْدُبْنُ ثَابِتٍ وَرَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ فَقَالَا أَتُحِلُّ بَيْعَ الرِّبَا يَا مَرْوَانُ فَقَالَ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ وَمَاذَاكَ فَقَالَا هٰذِهِ الصَّكُوْكُ تَبَايَعَهَا النَّاسُ ثُمَّ بَاعُوْهَا قَبْلَ أَنْ يَسْتَوْفُوْهَا فَبَعَثَ مَرْوَانُ الْحَرَسَ يَتْبَعُوْنَهَا يَنْزِعُوْنَهَا مِنْ أَيْدِي النَّاسِ وَيَرُدُّوْنَهَا إِلَى أَهْلِهَا. (رواه مالك)

''امام مالک کو یہ خبر پہنچی کہ مروان بن حکم کے زمانہ میں چیک (اقرار نامہ) نکلے اور مروان کے دور میں لوگوں کو دیئے گئے جو گندم کے لیے تھے۔ اور لوگوں نے وہ چیک ہی خریدنے شروع کر دیئے۔ پس سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور ایک دوسرے صحابی نے کہا: اے مروان! کیا سود کی تجارت جائز ہے؟ اس نے کہا: اللہ کی پناہ بات کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا یہ چیک ہیں۔ لوگ خریدتے ہیں اور پھر گندم قبضہ میں لینے سے پہلے ہی فروخت کرتے ہیں۔ تو مروان نے اہلکار روانہ کیے اور وہ چیک تلاش کرتے اور لوگوں کے ہاتھوں سے چھین کر چیک دینے والوں کو واپس کرتے جاتے۔'' (مالک)

٤٦١٩ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَكُنْتُ عَلَى بَكْرٍ صَعْبٍ لِعُمَرَ فَكَانَ يَغْلِبُنِي فَيَتَقَدَّمُ أَمَامَ الْقَوْمِ فَيَزْجُرُهُ عُمَرُ وَيَرُدُّهُ ثُمَّ يَتَقَدَّمُ فَيَزْجُرُهُ عُمَرُ وَيَرُدُّهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِعُمَرَ بِعْنِيْهِ قَالَ هُوَلَكَ

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ اور میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے منہ زور اونٹ پر سوار تھا۔ وہ مجھے لوگوں سے آگے لیجاتا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس کو ہانک کر پیچھے کرتے۔ وہ پھر آگے نکلتا اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس کو پھر پیچھے ہانک دیتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(٤٦١٧) مؤطا: ١٣٦٥. (٤٦١٨) مؤطا.
(٤٦١٩) بخاري: ٢١١٦.

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِعْنِيْهِ فَبَاعَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ هُوَلَكَ يَاعَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ تَصْنَعُ بِهِ مَاشِئْتَ (رواه البخاري' ٢١١٦)

اے عمر رضی اللہ عنہ! اس کو مجھے فروخت کر دے۔ اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ آپ کا ہے۔ آپ نے پھر کہا: تو عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ پر وہ فروخت کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عبداللہ! یہ تیرا ہے تو جو چاہے کر۔'' (البخاری)

شـــرح: ......ان احادیث سے ثابت ہوا کوئی چیز اس وقت تک خریدنے والا آگے فروخت نہیں کر سکتا جب تک اسے قبضہ میں نہ لے لے۔ اس تجارت کو حرام قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ قبضہ میں لینے سے پہلے فروخت کرنے کی صورت میں کوئی رکاوٹ پیدا ہو سکتی ہے کہ خریدار اسے حاصل کرنے میں ناکام ہو سکتا ہے۔ اور اس وقت فساد کی صورت اور سنگین ہو جاتی ہے کہ پہلا فروخت کرنے والا جب یہ دیکھ لے گا کہ اس میرے خریدار نے تو بہت زیادہ منافع کمایا ہے۔ اس سے وہ سودا کی واپسی کا مطالبہ کر سکتا ہے، یا وہ تجارت ہی فسخ کر سکتا ہے کیونکہ مال تو ابھی اس کے قبضہ میں ہوتا ہے۔

آج کل اس حدیث کے حکم کی خلاف ورزی بہت عام ہے، اندرون شہر یا بیرون شہر ٹیلیفون پر رابطے کے ذریعہ ایک گودام میں پڑی چیزیں دو تین تاجروں تک بذریعہ تجارت تبدیل ہو رہی ہے۔

تاجر حضرات ایک مشکل پیش کر سکتے ہیں کہ اندرون شہر تو ہم چیز فروخت کنندہ سے منگوا سکتے ہیں مگر دسیوں یا سینکڑوں میل سے کیسے منگوائیں اس پر خرچہ پڑتا ہے۔ تو اس کا حل یہ ہے کہ وہاں اپنا نمائندہ رکھیں، گودام کرایہ پر لیں وہ نمائندہ مال قبضہ میں لے کر تسلی سے آگے فروخت کرے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۴۸)

چیک کی صورت میں بھی یہ ہے کہ جب تک وہ قبضہ میں نہ لیا جائے اسے آگے میں نہ لایا جائے۔

(۲۱۱۵) والی حدیث سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، نبی اکرم ﷺ کا بہت احترام کرتے تھے آگے نہیں چلتے تھے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا ضرورت کے تحت جانور کو ڈانٹنا جائز ہے۔ نبی اکرم ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات کا خاص خیال رکھتے تھے اور انہیں مسرت کا موقع فراہم کرتے تھے اور یہ بھی ثابت ہوا قبضہ میں مال کرنے کی پابندی تب ہے جب آگے فروخت کرنا ہو، جب خرید کر کسی کو تحفہ میں دینا ہو تو یہ اسی وقت لے کر آگے دینا بھی جائز ہے۔ (فتح الباری: ۴/ ۳۳۶)

٤٦٢٠ - عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُبْتَاعَ. (رواه البخاري' ٢١٩٤)

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے پھلوں کے پکنے سے پہلے بائع اور مشتری دونوں کو ان کی خرید و فروخت سے منع کیا ہے۔'' (بخاری)

(٤٦٢٠) بخاري: ٢١٩٤- مسلم: ١٥٤٢- ترمذي: ١٣٠٠- نسائي: ٤٥٥١- ابوداؤد: ٣٣٦٨- ابن ماجه: ٢٢٦٩- احمد: ٦٣٤٠- مؤطا: ١٣١٧- دارمي: ٢٥٥٥.

٤٦٢١ـــ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ ثَمَرِ التَّمْرِ حَتّٰى يَزْهُوَ فَقُلْنَا لِأَنَسٍ مَا زَهْوُهَا قَالَ تَحْمَرُّ وَتَصْفَرُّ أَرَأَيْتَ إِنْ مَنَعَ اللّٰهُ الثَّمَرَةَ بِمَ تَسْتَحِلُّ مَالَ أَخِيْكَ. (رواه البخاري، ٢٢٠٨)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کھجور کے پھلوں کو فروخت کرنے کی ممانعت فرمائی یہاں تک کہ وہ تیار ہو جائیں۔ ہم نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے کہا: ان کا تیار ہونا کیا ہے؟ فرمایا: جب وہ سرخ یا زرد ہوں۔ یہ تو خیال کرو کہ اگر اللہ تعالیٰ پھلوں کی پیداوار روک دے تو اپنے بھائی کا مال تو کس طرح حلال کرے گا؟'' (بخاری)

٤٦٢٢ـ عَنْ زَيْدِبْنِ ثَابِتٍ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَتَبَايَعُوْنَ الثِّمَارَ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلاَحُهَا فَإِذَا جَدَّالنَّاسُ وَحَضَرَ تَقَاضِيْهِمْ قَالَ الْمُبْتَاعُ قَدْ اَصَابَ الثَّمَرَ الدُّمَانُ وَأَصَابَهُ قُشَامٌ وَأَصَابَهُ مُرَاضٌ عَاهَاتٌ يَحْتَجُّوْنَ بِهَا فَلَمَّا كَثُرَتْ خُصُوْمَتُهُمْ عِنْدَالنَّبِيِّ ﷺ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَالْمَشْوَرَةِ يُشِيْرُ بِهَا فَإِمَّا لاَ فَلاَ تَتَبَايَعُوْا الثَّمَرَةَ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلاَحُهَا لِكَثْرَةِ خُصُوْمَتِهِمْ وَاخْتِلاَفِهِمْ. (رواه أبوداود، ٣٣٧٢)

''سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے عہد میں لوگ پھلوں کی خرید وفروخت کرتے تھے۔ جب لوگ پھل توڑتے اور تقاضا کرنے والے حاضر ہوتے تو مشتری کہتے پھلوں پر آفت آن پڑی ہے، پھلوں کو امراض لگی ہیں، پھل بے کار نکلے ہیں اور کئی ہلاکتوں کا ذکر کرتے اور ان کی بنا پر جھگڑتے تھے۔ جب اس سلسلے میں آپ ﷺ کے پاس زیادہ مقدمات آنے لگے تو فرمایا: جب تک پھل نہیں پکتے تم ان کی خرید وفروخت نہ کرو یہاں تک کہ ان کا پکنا ظاہر ہو جائے۔ یہ حکم اس وجہ سے دیا کہ ان کی خصومت اور مقدمات زیادہ ہونے لگے تھے۔'' (ابوداؤد)

٤٦٢٣ـ عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتّٰى يَأْكُلَ أَوْ يُؤْكَلَ وَحَتّٰى يُوْزَنَ قُلْتُ وَمَا يُوْزَنُ قَالَ رَجُلٌ عِنْدَهُ حَتّٰى يُحْرَزَ (رواه البخاري، ٢٢٥٠)

''ابوالبختری کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک سوال کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ نے کھجوروں کی بیع سے منع کیا یہاں تک کہ ان سے کھایا جائے یا کھلایا جائے یا وزن کیا جائے۔ میں نے کہا: کیسے وزن کیا جائے؟ تو سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس دوسرا آدمی تھا۔ اس نے کہا: یہاں تک کہ تخمینہ لگایا جائے۔'' (بخاری)

(٤٦٢١) بخاری: ٢٢٠٨ـ مسلم: ١٥٥٥ـ ترمذی: ١٢٢٨ـ نسائی: ٤٥٢٦ـ ابوداؤد: ٣٣٧١ـ ابن ماجہ: ٢٢١٧ـ احمد: ١٣٢٠١ـ مؤطا: ١٣٠٤.

(٤٦٢٢) ابوداؤد: ٣٣٧٢ـ صحیح البانی: ٢٨٨٣ـ احمد: ٢١١٤٧.

(٤٦٢٣) بخاری: ٢٢٥٠ـ مسلم: ١٥٣٧ـ احمد: ٤٩٧٨ـ مؤطا: ١٣٠٣.

٤٦٢٤ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ :نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تُبَاعَ ثَمَرَةٌ حَتّٰى تُطْعَمَ وَلاَ صُوْفٌ عَلَى ظَهْرٍ وَلاَلَبَنٌ فِىْ ضَرْعٍ . (رواه الطبرانى فى الأوسط)

''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے پھل فروخت کرنے سے منع کیا یہاں تک کہ وہ کھایا جائے۔ اور اون کو حیوان کی پشت پر اور دودھ کو تھنوں میں فروخت کرنے سے منع کیا۔'' (الاوسط)

٤٦٢٥ـ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْعِنَبِ حَتّٰى يَسْوَدَّ وَعَنْ بَيْعِ الْحَبِّ حَتّٰى يَشْتَدَّ . (رواه الترمذى' ١٢٢٨)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انگور کو سیاہ ہونے سے پہلے فروخت کرنے سے منع فرمایا۔ اور ہر جنس کے غلے کو دانے ٹھوس ہونے سے پہلے فروخت کرنے سے منع فرمایا۔'' (ترمذی)

٤٦٢٦ـ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِبْنِ ثَابِتٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّهُ كَانَ لَا يَبِيْعُ ثِمَارَهُ حَتّٰى تَطْلُعَ الثُّرَيَّا . (رواه مالك' ١٣٠٦)

''خارجہ بن زید نے کہا: اس کا باپ پھلوں کو فروخت نہ کرتا تھا یہاں تک کہ ثریا ستارے نہ طلوع ہونے لگتے۔'' (مالک)

شرح: ......ان احادیث میں پھل یا اناج پختہ ہونے کی علامات بتائی گئی ہیں۔ ان کے نمودار ہونے سے پہلے پھل یا اناج خریدنا منع ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے آفتوں سے ان کے برباد ہونے کا امکان ہوتا ہے۔ اگر ان علامات کے ظاہر ہونے کے بعد کوئی پھل یا اناج خریدتا ہے تو پھر بھی یہ برباد ہو جاتا ہے۔ تو اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر پھل آسمانی آفت کے ذریعہ تلف ہوا ہے اس میں آدمی کا کسی قسم کا عمل دخل نہیں تو اس کا نقصان فروخت کرنے والا برداشت کرے گا۔ اور اگر پھل یا کھیتی کسی آدمی کے فعل سے تلف ہوا ہے تو پھر خریدار کو تجارت فسخ کرنے یا قیمت لینے کا اختیار ہوگا اور تلف شدہ پھل یا اناج کا عوض لینے کا مطالبہ کرسکتا ہے۔

ظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ آفات سے ہر حال میں نقصان کو وضع کیا جائے خواہ وہ پھل یا اناج پکنے سے پہلے برباد ہو یا ان کے پکنے کے بعد، خواہ نقصان معمولی ہوا ہو یا بہت زیادہ ہوا ہو۔ (تفہیم الاسلام: ۱۲۲/۲)

٤٦٢٧ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُزَابَنَةُ

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیع مزابنہ سے آپ ﷺ منع کرتے تھے، یعنی درختوں پر لٹکی ہوئی تازہ کھجور

(٤٦٢٤) طبرانی اوسط، ورجاله ثقات، هيثمي: ٦٤٨٥.

(٤٦٢٥) ترمذی: ١٢٢٨ـ صحيح، البانی: ٩٨٢ـ بخاری: ١٤٨٨ـ مسلم: ١٥٥٥ـ نسائی: ٤٥٢٦ـ ابوداؤد: ٣٣٧١ـ ابن ماجه: ٢٢١٧ـ احمد: ١٣٢٠١ـ مؤطا: ١٣٠٤.

(٤٦٢٦) مؤطا: ١٣٠٦.

(٤٦٢٧) بخاری: ٢١٨٥ـ مسلم: ١٥٤٢ـ ترمذی: ١٣٠٠ـ نسائی: ٤٥٥١ـ ابوداؤد: ٣٣٦٨ـ ابن ماجه: ٢٢٦٩ـ احمد: ٦٣٤٠ـ مؤطا: ١٣١٧ـ دارمی: ٢٥٥٥.

اشْتِرَاءُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ كَيْلاً وَبَيْعَ الْكَرْمِ بِالزَّبِيْبِ كَيْلاً. (للبخاري، ٢١٨٥)

کو اُتری ہوئی خشک کھجور سے اندازے کے ساتھ فروخت کرنا اور لٹکے ہوئے انگوروں کو اُترے ہوئے منقہ سے اندازے کے ساتھ فروخت کرنا۔'' (بخاری)

٤٦٢٨۔ وفي رواية: وَإِنْ كَانَ زَرْعًا أَنْ يَبِيعَهُ بِكَيْلِ طَعَامٍ وَنَهَى عَنْ ذَلِكَ كُلِّهِ. (رواه البخاري: ٢٢٠٥)

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: یعنی کچی کھیتی کو پکے ہوئے معلوم غلے کے عوض آپ ﷺ نے ان تمام بیوع سے منع فرما دیا۔ (بخاری)

٤٦٢٩۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَهَى عَنِ الْمُخَابَرَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَأَنْ يُبَاعَ الثَّمَرُ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلاَحُهُ وَأَنْ لَّا يُبَاعَ إِلَّا بِالدَّنَانِيْرِ وَالدَّرَاهِمِ وَرَخَّصَ فِي الْعَرَايَا. (رواه النسائي، ٤٥٢٣)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مخابرہ، محاقلہ، مزابنہ اور پھلوں کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے بیع کرنے سے منع فرمایا۔ اور اس سے بھی منع کیا کہ دینار اور درھم کے علاوہ کس عوض پر فروخت کیا جائے مگر العرایا کی بیع جائز ہے۔ (نسائی)

٤٦٣٠۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُخَابَرَةِ وَالْمُعَاوَمَةِ وَهِيَ بَيْعُ السِّنِيْنَ وَعَنِ الثُّنْيَا. (رواه أبو داود، ٣٤٠٤)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے محاقلہ، مزابنہ، مخابرہ اور بیع معاومہ، یعنی سالوں کی بیع سے منع کیا نیز بیع ثنیا یعنی استثنیٰ کرنے سے بھی منع کیا ہے (ہاں اگر مستثنیٰ کی ہوئی چیز معلوم ہو تو پھر درست ہے)۔''

شرح: ...... یہ وہ تجارتیں تھیں جو اسلام سے پہلے رائج تھیں ان میں جہالت اور دھوکا تھا، اسلام نے انہیں یکسر ختم کر دیا اور انہیں حرام قرار دیا۔

دین اسلام یہ چاہتا ہے کہ فروخت کنندہ اور خریدار کے درمیان عدل و انصاف پروری ہو۔ دونوں جانب سے جو قدم

(٤٦٢٨) بخاری: ٢٢٠٥۔ مسلم: ١٥٤٢۔ ترمذی: ١٣٠٠۔ نسائی: ٤٥٥١۔ ابوداؤد: ٣٣٦٨۔ ابن ماجه: ٢٢٦٩۔ احمد: ٦٣٤٠۔ مؤطا: ١٣١٧۔ دارمی: ٢٥٥٥.

(٤٦٢٩) نسائی: ٤٥٢٣۔ صحیح، البانی: ٤٢١٤۔ بخاری: ١٤٨٧۔ مسلم: ١٥٣٦۔ ترمذی: ١٢٩٠۔ نسائی: ٤٥٢٣۔ ابوداؤد: ٣٣٧٣۔ ابن ماجه: ٢٢١٦۔ احمد: ١٤٥٧٦.

(٤٦٣٠) ابوداؤد: ٣٤٠٤۔ صحیح، البانی: ٢٩٠٥۔ بخاری: ٢٣٨١۔ مسلم: ١٥٣٦۔ ترمذی: ١٢٩٠۔ نسائی: ٤٦٣٤۔ ابن ماجه: ٢٢٦٦ احمد: ٢٦٩٣۔ مسلم: ١٥٣٦۔ ابوداؤد: ٣٣٧٣۔ ابن ماجه: ٢٤٥٤۔ احمد: ١٤٨٥٩۔ دارمی: ٢٦١٥.

اٹھے وہ علم وبصیرت سے اٹھے۔ یہی وجہ ہے جو اصول اسلام نے معاملات میں وضع کر دیئے ہیں ان کی روشنی میں اگر کاروبار تجارت کیا جائے تو دھوکا، فریب اور نقصان کے تمام خطرات ٹل جاتے ہیں۔

محاقلہ: یہ تجارت ہے کہ اناج بالیوں میں ہو اسے اس کے ہم جنس اناج سے جو کہ بالیوں سے نکالا جا چکا ہے، آپس میں فروخت کرنا۔ یہ دو وجوہ کی بناء پر حرام ہے۔ ایک تو ایک جنس کو اضافہ کے ساتھ فروخت کرنا حرام ہے، اس میں سود پایا جاتا ہے اور دوسری وجہ اس میں جہالت ہے کہ بالیوں والے اناج کی مقدار نامعلوم ہے، عمدہ ہے یا ردی ہے۔ اس کا بھی پتہ نہیں کہ نفع یا نقصان کدھر ہے۔

مخابرہ: یہ اور مزارعت ہم معنی ہیں، اس کی ایک صورت حرام ہے اور ایک صورت حلال ہے۔ حرام صورت یہ ہے کہ مالک زمین اپنے لیے ایک قطعہ زمین معین کر لیتا ہے اور مزارع کے لیے دوسرا حصہ رہنے دیتا ہے اس طرح انجام کار نامعلوم رہتا ہے کبھی تو مالک والی زمین تلف ہو جاتی ہے۔ کبھی مزارع والی اور کبھی دونوں میں سے ایک کی زمین پیداوار کرتی ہے۔ ایک کی نہ کرتی ہے اس خطرہ وجہالت کی بناء پر اسے حرام قرار دیا گیا ہے اور جو مخابرہ کی جائز صورت ہے۔ وہ یہ ہے کہ مالک زمین یا مزارع ایک قطعہ زمین معین نہیں کرتے بلکہ نفع ونقصان میں برابر شریک ہوتے ہیں۔ یعنی وہ زمین اگر زیادہ اناج پیدا کرے تو اس کا تیسرا یا چوتھا جو حصہ مقرر تھا اس حساب سے وہ پیداوار تقسیم کر لیں اگر کم پیداوار ہے تو اس حساب سے حصہ تقسیم کر لیں اس میں جہالت نہیں، یہ جائز ہے۔

مزابنہ: ایک طرف کھجور یا پھل باوزن اور باماپ ہو دوسری طرف اسی جنس کے ساتھ تجارت کرنا جو پھل ابھی کھجوروں کے درختوں پر لگا ہوا ہے۔ اس میں بھی دو چیزیں حرام ہونے کا باعث ہیں۔ ایک جہالت، دوسری چیز سود ہے۔ کیونکہ درختوں والے پھل کو جو ہم جنس چیز سے وزن یا ماپ معلوم نہ ہونا بھی زیادہ لینے کی مانند سود ہی ہے۔

مخاضرہ: یہ ایسی تجارت ہے جو پھل یا اناج کی صلاحیت سے پہلے کی جائے یعنی پھل ابھی پختہ نہ ہوا ہو کچا ہی ہوا ہو۔ اس پر اوپر بحث تحریر ہو چکی ہے۔ مستثنیٰ نامعلوم تجارت بھی حرام ہے۔ ایک آدمی دوسرے سے کہتا ہے کہ میں تیرے ہاں یہ تمام بکریوں کا ریوڑ یا کوئی بھی چیز فروخت کرتا ہوں۔ مگر بعض فروخت نہیں کرتا۔ یہ ناجائز ہے کیونکہ اس تجارت میں جہالت پائی جاتی ہے، ہاں درخت یا بکری یا کوئی چیز بھی نامزد کر کے کہے تو پھر یہ تجارت جائز ہے، کیونکہ اس صورت میں جہالت باقی نہیں رہتی۔

معاومۃ: یہ سالوں کی تجارت ہے کہ ایک درخت کا پھل دو تین سال کے لیے خرید لینا یہ بھی منع ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے آئندہ سال کا پھل نہ آئے پتہ نہیں زیادہ آئے یا کم آئے مگر مجہول چیز کا سودا کر لیا جاتا ہے۔ ہاں ہر سال جب پھل رنگ پکڑے تو اس کا سودا کریں یہ جائز ہے۔ یا پھر باغ وغیرہ بمع بوٹوں اور درختوں کے چند سال کے لیے ٹھیکے پر لے

لیں تو بھی جائز ہے۔

عرایا: اس کا واحد عریہ ہے جو کہ فَعِیْلَۃٌ کا وزن ہے۔ یہ مَعْفُولَۃٌ کے معنی میں ہے۔ اس کی صورت یہ ہے وہ کھجور کا پھل جو ابھی درخت پر ہے اندازے سے خشک کھجور کے مقابلہ میں فروخت کرنا۔

اہل عرب قحط کے دنوں میں خشک سالی کے ایام میں اپنے باغات میں فقیروں اور مسکینوں کے اصل درختوں کو چھوڑ کر وہ اپنی ملکیت میں رکھتے تھے۔ ان کے پھل صدقات کی صورت میں دیا کرتے تھے کہ فلاں کھجور کے درخت کی کھجوریں تمہاری ہیں۔ اس طرح عطیہ دی گئی کھجوروں کو عریہ کہتے ہیں۔ جب مساکین ان کے باغات میں ان درختوں کے پھل کھانے جایا کرتے تھے جس سے باغات کے مالکوں کو تکلیف ہوتی تھی۔ یا یہ ہوتا کہ مساکین اپنی ضرورت کی وجہ سے ان کے پکنے کا انتظار نہ کر سکتے تھے، وہ محتاج لوگ رسول اکرم ﷺ کے پاس شکایت لے کر حاضر ہوئے کہ ہمارے پاس اتنی گنجائش نہیں کہ ہم تازہ کھجوریں خرید سکیں جو ہیں وہ بھی خشک ہیں تو آپ ﷺ نے انہیں رخصت عنایت فرمائی کہ جو کھجوریں عرایا والی خشک ان کی ملکیت میں ہیں وہ اندازے سے تر کھجوروں کے عوض فروخت کر لیں مگر چند شرطیں ہیں۔

(۱) خریدار کو جب تر و تازہ کھجوریں کھانے کی سخت ضرورت پیش آئے اس وقت یہ تجارت جائز ہے اور جب اس کے پاس اس قدر نقدی یا روپیہ نہ ہو، جس کے ذریعہ وہ کھجور کا درخت یا تر کھجور خرید سکے۔

(۲) جو چیز عریہ (عطیہ) میں دی گئی ہے وہ پانچ وسق (۳۰۰) صاع سے تقریباً (۶۰۶) کلوگرام سے کم ہو، اتنی یا اس سے زیادہ نہ ہو۔

(۳) تر کھجور کا اتنا اندازہ لگا لیا جائے جتنی خشک ہو کر باقی رہ سکتی ہے، یہ اندازہ ماپ کے قائم مقام قرار دیا جائے گا۔

(۴) شرط یہ ہے کہ جس مجلس میں یہ عریہ کی تجارت طے پائی ہے۔ قبضہ اسی مجلس میں دیا جائے، وہ اس طرح کہ وہ کھجور جو درخت والی کے عوض دینی ہے وہ ماپ کر ادا کر دی جائے اور درخت والی کا پھل جس کے فقیر وغیرہ مالک ہیں یہ اس سے علیحدگی اختیار کر کے دوسرے کے حوالہ کریں۔ ان شرائط میں سے اگر کسی میں خلل آیا تو پھر یہ (عریہ) کی تجارت جائز نہیں۔ سود میں شامل ہوگی کیونکہ اصل میں یہ منع ہے، اس کی رخصت تو سخت مجبوری کے تحت دی گئی ہے اور ضرورت سے زیادہ جائز نہیں اگر ضرورت مثلاً دس صاع کی ہے تو اتنی ہی جائز ہے، زیادہ کی تجارت جائز نہیں۔ اسی طرح بڑھتے بڑھتے پانچ وسق سے کم تک ہے اس سے اوپر کسی صورت جائز نہیں۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۵۸ اور ۲/ ۱۱۷)

٤٦٣١ ـ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَهَی عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُخَاضَرَةِ وَقَالَ الْمُخَاضَرَةُ بَیْعٌ قَبْلَ اَنْ یَزْهُوَ وَالْمُخَابَرَةُ

''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے بیع مزابنہ، اور مخاضرہ سے منع فرمایا۔ مخاضرہ یہ ہے کہ پھلوں کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے فروخت کیے جائیں۔ اور

بَيْـعُ الْـكَـرْمِ بِـكَـذَا وَكَـذَا صَـاعٍ . (رواه النسائى، ٣٨٨٣)

مخابرہ یہ ہے کہ غلے کے ڈھیر کو مخصوص چند پیمانوں پر فروخت کیا جائے۔'' (نسائی)

٤٦٣٢ـ عَـنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ قَالَ أَيُّمَا وَلِيْدَةٍ وَلَدَتْ مِنْ سَيِّدِهَا فَـإِنَّـهُ لاَ يَبِيْـعُهَا وَلاَ يَهَبُهَا وَلاَ يُوَرِّثُهَا وَهُوَ يَسْتَـمْتِـعُ بِهَـا فَـإِذَامَـاتَ فَهِيَ حُرَّةٌ (رواه مالك، ١٥٠٩)

''سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس لونڈی سے اس کے مالک کی اولاد پیدا ہوئی ہو تو وہ اس کو فروخت اور ھبہ نہیں کرے گا۔ اس کا کسی کو وارث نہیں بنائے گا اور اس سے خود جب تک زندہ ہے فائدہ اٹھائے گا۔ اور جب وہ فوت ہوگا تو وہ آزاد ہوگی۔'' (مالک)

٤٦٣٣ـ عَـنْ جَـابِـرٍ: بِعْنَا أُمَّهَاتِ الأَوْلاَدِ عَـلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِـى بَـكْرٍ فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ نَهَانَا فَانْتَهَيْنَا . (رواه رزين)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم ام ولد باندیوں کو نبی کریم ﷺ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں فروخت کرتے تھے۔ جب عمر رضی اللہ عنہ کا عہد آیا انہوں نے منع کیا تو ہم باز آ گئے۔''

شـــرح: ......ام ولد اس لونڈی کو کہتے ہیں، جس کے ہاں اس کے مالک سے اولاد پیدا ہوئی ہو بعد میں وہ اولاد زندہ رہی ہو یا نہ رہی ہو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس میں فیصلہ کن بات یہ ہے کہ جس حدیث میں ام ولد فروخت کرنے کی اجازت کا ذکر ہے یہ مرجوح ہے اور جس میں ام ولد لونڈی فروخت کرنے کی ممانعت آئی ہے وہ راجح ہے۔ ام ولد لونڈی کو فروخت کرنا حرام ہے۔ اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مہاجرین اور انصار سے مشورہ کرنے کے بعد یہ رائے دی تھی۔ اور متاخرین کی ایک جماعت نے بھی ام ولد لونڈی کی خرید وفروخت کی ممانعت پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے۔ (مستدرک حاکم، المغنی:۱۴/ ۵۸۷)

ام ولد کا مالک جب تک زندہ رہے وہ اس سے ہر قسم کا فائدہ اٹھا سکتا ہے، مالک کی وفات کے بعد وہ آزاد ہے۔ (تفہیم الاسلام:۲/۴۳)

٤٦٣٤ـ عَـنِ ابْـنِ عُـمَرَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَـالَ نَهَـى رَسُوْلُ اللّٰهِ عَنْ بَيْعِ الْوَلاَءِ وَعَنْ هِبَتِهِ . (رواه البخارى، ٢٥٣٥)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ولاء کو فروخت اور ھبہ کرنے سے منع فرمایا۔ (ولاء کہتے ہیں غلام کو آزاد کر دیا جائے تو مرنے کے بعد جو ترکہ چھوڑ جائے گا وہ آزاد کرنے والے کی ملکیت میں چلا جائے گا بشرطیکہ مرنے والے کے ورثاء نہ ہوں)۔'' (بخاری)

(٤٦٣٢) مؤطا: ١٥٠٩.

(٤٦٣٤) بخارى: ٢٥٣٥ـ مسلم: ١٥٠٦ـ ترمذى: ٢١٢٦ـ نسائى: ٤٦٥٨ـ ابوداؤد: ٢٩١٩ـ ابن ماجه: ٢٨٤٨ـ احمد: ٥٨١٦ـ مؤطا: ١٥٢٢ـ دارمى: ٣١٥٦.

شــــرح: ...... وَلَاء کا اصل معنی غلبہ اور نصرت ہے، یہاں وہ آزادی کی نسبت مراد ہے جس کی وجہ سے وراثت حاصل ہوتی ہے۔

ولاء ایک احسان ہے جو غلام پر کیا جاتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ غلام حالت غلامی میں ایک بے وجود ہوتا ہے۔ نہ یہ کسی چیز کا مالک ہوتا ہے، نہ ہی یہ تصرف کا اختیار رکھتا ہے۔ اس کا مالک اسے آزاد کر کے گویا اسے وجود بخشتا ہے بالکل اسی طرح کہ اولاد کا وجود نہیں ہوتا۔ باپ اس کے وجود کا سبب بنتا ہے، جس طرح اولاد کا نسب باپ سے جدا نہیں ہوسکتا، اسی طرح آزاد شدہ غلام کی ولایت اس کے آقا سے علیحدہ نہیں ہوسکتی۔ نبی ﷺ کا فرمان بھی ہے: ولاء نسب کے رشتہ کی مانند ہے، اسے نہ تو فروخت اور ہبہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔ (بخاری: ۲۵۳۵، مسلم: ۱۵۰۶)

یہ بات بھی یاد رکھیں کہ آزاد کرنے والا خواہ مرد ہو یا عورت ہو، جب آزاد کردہ غلام کا نسبی وارث نہ ہو تو یہ اس کا وارث بن سکتا ہے۔ حدیث میں جو ولاء کی فروخت کی ممانعت آئی ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی خرید وفروخت کرے گا بھی تو یہ تجارت منعقد نہ ہوگی اور نہ ہی ہبہ نافذ ہوگا۔ اور ولاء کا صرف فروخت کرنا اور ہبہ کرنا ہی حرام نہیں بلکہ ہر وہ صورت حرام ہے جو بھی حق ولاء منتقل کرنے کا باعث ہوگی۔ اہل عرب آزاد ہونے والے کی وفات سے پہلے ہی غلام کو فروخت یا ہبہ کر دیتے تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے اسے ممنوع قرار دے دیا ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۴۶)

٤٦٣٥ـ عَنْ إِيَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُزَنِيِّ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ عَنْ بَيْعِ الْمَاءِ (رواه الترمذی، ١٢٧١)

''سیدنا ایاس بن عبدالمزنی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے پانی فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔'' (ترمذی)

٤٦٣٦ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لاَ يُبَاعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُبَاعَ بِهِ الْكَلأُ (رواه مسلم، ١٥٦٦)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زائد پانی فروخت نہ کیا جائے تا کہ اس کے ساتھ گھاس فروخت کیا جائے۔'' (مسلم)

٤٦٣٧ـ عَنِ امْرَأَةٍ يُقَالُ لَهَا بُهَيْسَةُ عَنْ أَبِيْهَا قَالَتِ اسْتَأْذَنَ أَبِيْ النَّبِيَّ ﷺ فَدَخَلَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قَمِيْصِهِ فَجَعَلَ يُقَبِّلُ وَيَلْتَزِمُ ثُمَّ قَالَ يَانَبِيَ اللهِ مَا الشَّيْءُ الَّذِيْ لاَ يَحِلُّ مَنْعُهُ قَالَ الْمَاءُ قَالَ يَانَبِيَ اللهِ مَاالشَّيْءُ الَّذِيْ لاَ

''سیدۃ بہیسہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میرے باپ نے نبی کریم ﷺ سے حاضری کی اجازت طلب کی۔ آپ ﷺ نے اجازت دیدی۔ میرا والد آپ ﷺ کے بدن اور قمیص کے درمیان داخل ہوکر آپ ﷺ سے چمٹا اور بوسہ دینا شروع کر دیا۔ پھر اس نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! کونسی چیز سائل سے روکنا جائز نہیں؟

(٤٦٣٥) ترمذی: ١٢٧١ـ صحیح البانی: ١٠٢١ـ نسائی: ٤٦٦٣ـ ابوداؤد: ٣٤٧٨ـ ابن ماجه: ٣٤٧٦ـ احمد: ١٥٠١٨ـ دارمی: ٢٦١٢.

(٤٦٣٦) مسلم: ١٥٦٦ـ بخاری: ٦٩٦٢ـ ترمذی: ١٢٧٢ـ ابوداؤد: ٣٤٧٣ـ ابن ماجه: ٢٤٧٨ـ احمد: ١٠١٩٣ـ مؤطا: ١٤٥٩.

(٤٦٣٧) ابوداؤد: ٣٤٧٦ـ ضعیف، البانی: ٧٥٢ـ احمد: ١٥٥١٧ـ دارمی: ٢٦١٣.

يَحِلُّ مَنْعُهُ قَالَ الْمِلْحُ قَالَ يَانَبِيَ اللهِ مَا الشَّيْءُ الَّذِي لاَيَحِلُّ مَنْعُهُ قَالَ أَنْ تَفْعَلَ الْخَيْرَ خَيْرٌلَكَ. (رواه أبوداود' ٣٤٧٦)

فرمایا: پانی۔ اس نے کہا: پھر کونسی چیز جس سے منع کرنا جائز نہیں ہے؟ فرمایا: نمک۔ اس نے کہا: پھر کون سی چیز؟ فرمایا: آگ۔ اس نے کہا: یا نبی اللہ! پھر کون سی چیز منع کرنا جائز نہیں ہے؟ فرمایا: اگر تو کوئی نیکی کرے گا تو وہ تیرے لیے بہتر ہوگی۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......زائدازضرورت سے وہ پانی مراد ہے، جوایسی جائز زمین میں ہو جو کسی اور کی ملکیت نہ ہو۔ اس پر جو سبقت کر کے پہلے پہنچ جائے، اس کے لیے خود پانی پینا، اپنی زمین کو سیراب کرنا اور جانوروں کو پلانا درست ہے۔ اپنی ساری ضرورت پوری کرنے کے بعد جتنا کچھ پانی بچ جائے اسے فروخت کرنا اس کے لیے جائز نہیں۔ رہا یہ معاملہ کہ ایک آدمی اپنی ملکیت والی زمین میں گڑھا کھودتا ہے اور اس میں باہر سے پانی جمع کر لیتا ہے۔ یہ اپنی زمین میں کنواں کھودتا ہے۔ یا اس میں چشمہ پھوٹ پڑتا ہے۔ تو بلا ریب وہ دوسرے کی بہ نسبت زیادہ حقدار ہے۔ اب اس پر واجب نہیں کہ جو اس کی اپنی اور مویشیوں کی ضرورت کے بعد بقیہ پانی جو ہے، وہ اسے بطور عطیہ و بخشش کے دوسرے کو دے۔

جو پانی مشکوں، برتنوں، پانی کی ٹینکیوں اور تالابوں اور کنوؤں میں جمع کیا جاتا ہے۔ یہ زائد از ضرورت پانیوں میں شامل نہیں کیونکہ یہ ملکیت میں ہوتا ہے، یہ اس کے مالک کی اجازت کے بغیر لینا جائز نہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو بئر رومہ خریدا تھا، اس میں چونکہ ان کی ملکیت نہ تھی کیونکہ انہوں نے اسے وقف عام کر دیا تھا۔ اس لیے خریدنے کے باوجود ان کی ملکیت میں نہ تھا کیونکہ وقف کسی کی ملکیت میں نہیں ہوتا۔ یہی حکم گھاس اور لکڑیوں وغیرہ کا ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/۴۴)

۲۔ اگرچہ اس حدیث کو البانی رحمہ اللہ نے ضعیف کہا ہے، صحیح احادیث اور قرآن پاک کی آیت اس کی تائید کرتی ہے:

﴿وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ٥﴾ (الماعون: ٧)

''اور یہ ضروریات کی چیزیں روکتے ہیں۔''

ماعون کی تفسیر میں یہی چیزیں بیان ہوئی ہیں جو ابوداؤد والی حدیث میں بیان ہوئی ہیں۔

ہاں، یہ چیزیں اگر کسی کی ملکیت میں ہیں تو پوچھنے کے بغیر نہ لی جائیں اور جس کے پاس ضرورت سے زیادہ ہوں وہ انکار نہ کرے۔

٤٦٣٨ــ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَالَ لاَتَبِيْعُوْا الْقَيْنَاتِ وَلاَتَشْتَرُوْهُنَّ وَلاَ تُعَلِّمُوْهُنَّ وَلاَخَيْرَ فِي تِجَارَةٍ فِيهِنَّ

''سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: گانے والی لونڈیوں کو فروخت نہ کرو اور نہ ان کو خریدو اور نہ ان کو گانے کی تعلیم دو اور ان کی تجارت میں بھلائی نہیں ہے

(٤٦٣٨) ترمذی: ١٢٨٢۔ حسن، البانی: ١٠٣١۔ ابن ماجہ: ٢١٦٨.

وَثَمَنُهُنَّ حَرَامٌ فِي مِثْلِ هٰذَا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ إِلَى آخِرِ (رواه الترمذی' ۱۲۸۲)

اور ان کی قیمت بھی حرام ہے اور اس جیسی اشیاء کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے: بعض لوگ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکنے کے لیے بے فائدہ چیزیں خریدتے ہیں۔''

شرح: ...... قینات سے مراد وہ لونڈیاں ہیں جو گاتی ہوں، یا نہ گاتی ہوں یہاں گانے والی لونڈیاں مراد ہیں کیونکہ جو گانے والی نہیں ان کی خرید وفروخت پر کوئی پابندی نہیں۔ نوحہ کرنے والی اور برائی کرنے والی لونڈیوں کی خرید وفروخت بھی منع ہے۔ اس پر سورت لقمان آیت ۶ کی آیت بھی بطور تفسیر بیان کی ہے۔ لہو الحدیث سے مراد یہی موسیقی ہے، اس میں جھوٹی داستان سرائی کرنا خرافات بکنا اور مضحکہ خیز باتیں کرنا بھی شامل ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۲/ ۵۴۶)

٤٦٣٩ـ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ شِرَاءِ الْمَغَانِمِ حَتّٰى تُقْسَمَ . (رواه الترمذی' ۱۵۶۳)

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مالِ غنیمت فروخت کرنے سے منع کیا یہاں تک کہ وہ تقسیم کیا جائے۔'' (یہ دو روایات ترمذی رحمہ اللہ کی ہیں)

شرح: ...... تقسیم سے پہلے معلوم نہیں ہوتا کہ کس کو کتنا مال غنیمت حاصل ہوگا؟ اگر اسے حاصل کرنے سے پہلے، خرید وفروخت میں لایا جاتا ہے تو یہ مجہول چیز کی تجارت ہے، جس میں دھوکا کا امکان ہے اس لیے جب تک حصہ متعین نہ ہوگا اس وقت تک مال غنیمت کی خرید وفروخت منع ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۷۸)

٤٦٤٠ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ وَكَانَ بَيْعاً يَتَبَايَعُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ الرَّجُلُ يَبْتَاعُ الْجَزُوْرَ إِلٰى أَنْ تُنْتِجَ النَّاقَةُ ثُمَّ تُنْتِجَ الَّتِي فِي بَطْنِهَا . (رواه البخاری، ۲۱٤۳)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حاملہ کے حمل کو فروخت کرنے سے منع کیا ہے۔ اور یہ بھی ایک نوع کی بیع تھی، اہل جاہلیت یہ بیع کرتے تھے۔ ایک شخص ایک اونٹنی خریدتا اور قیمت دینے کی میعاد یہ مقرر کرتا کہ یہ اونٹنی جنے پھر اس کے پیٹ کی اونٹنی بڑی ہو کر بچہ جنے (تب قیمت دوں گا)۔'' (بخاری)

٤٦٤١ـ وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ وَحَبْلُ الْحَبَلَةِ أَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ مَا فِي بَطْنِهَا ثُمَّ تَحْمِلَ الَّتِي

''اور ایک روایت میں ہے: حبل الحبلہ یہ ہے کہ اونٹنی اپنے پیٹ کا بچہ جنے پھر وہ حاملہ ہو جو جنا گیا ہے۔'' (بخاری)

(٤٦٣٩) ترمذی: ١٥٦٣ـ صحیح، البانی: ١٢٦٨ـ ابن ماجه: ٢١٩٦.

(٤٦٤٠) بخاری: ٢١٤٣ـ مسلم: ١٥١٤ـ ترمذی: ١٢٢٩ـ نسائی: ٤٦٢٥ـ ابوداؤد: ٣٣٨٠ـ ابن ماجه: ٢١٩٧ـ احمد: ٦٤٠١ـ مؤطا: ١٣٥٧.

(٤٦٤١) بخاری: ٣٨٤٣ـ مسلم: ١٥١٤ـ ترمذی: ١٢٢٩ـ نسائی: ٤٦٢٥ـ ابوداؤد: ٣٣٨٠ـ ابن ماجه: ٢١٩٧ـ احمد: ٦٤٠١ـ مؤطا: ١٣٥٧.

نُتِجَتْ . (رواه البخاری، ۳۸٤۳)

٤٦٤٢ــ عَـنْ سَـعِيْـدِبْنِ الْمُسَيّبِ أَنَّهُ قَالَ لاَرِبـاً فِی الْحَيْوَانِ وَإِنَّمَا نُهِيَ مِنَ الْحَيْوَانِ عَـنْ ثَــلَاثَةٍ عَـنِ الْـمَضَامِيْنِ وَالْمَلَاقِيْحِ وَحَبَـلِ الْـحَبَـلَةِ وَالْـمَـضَـامِيْنُ بَيْعُ مَا فِي بُـطُـوْنِ إِنَـاثِ الإِبِلِ وَالْمَلَاقِيْحُ بَيْعُ مَا فِي ظُهُوْرِ الْجِمَالِ . (رواه مالك، ١٣٥٨)

''سعید ابن میسّب ﷫ بیان کرتے ہیں: حیوان میں سود نہیں۔ یقیناً منع کیا گیا ہے تین طرح کے جانوروں کی خرید وفروخت سے مضامین اور ملاقیح سے اور حبل الحبلہ سے۔ مضامین وہ چیز ہے جو اونٹنی کے پیٹ میں ہے اور ملاقیح وہ ہے جو ابھی نر اونٹ کی پشت میں ہو۔ (مالک)

٤٦٤٣ــ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيّبِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰـى عَـنْ بَيْـعِ الْحَيَوَانِ بِاللَّحْمِ . (رواه مالك، ١٣٥٩)

''سعید بن میسّب ﷫ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حیوان کو گوشت کے بدلے فروخت کرنے سے منع کیا ہے۔'' (مالک)

شــرح: ......اسلام محبت، مودت اور دلبستگی کا سبق دیتا ہے، جو چیز بھی جھگڑے اور اختلاف کا بیج بوئے، اسلام اس کی بیخ کنی کرتا ہے۔ ان احادیث میں موجود خرید وفروخت کے حرام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس کا وقت متعین نہیں اور اس میں دھوکا اور جہالت کا پہلو بھی پایا جاتا ہے، جس کی مقدار اور نوعیت نامعلوم ہے، ایک تو یہ مدت بہت طویل ہے۔ دوسرا ہوسکتا ہے کہ جانور آگے کوئی بچہ جنم ہی نہ دے۔ اس کی صورت یہ بھی ہوسکتی ہے ایک حاملہ جانور ہے وہ بچی پیدا کرتا ہے، اب وہ پیدا ہونے والی بچی آگے بڑی ہوکر حاملہ ہوتی ہے اس سے جو بچی یا بچہ پیدا ہو اس کی تجارت میں کس قدر فساد پایا جاتا ہے، اور یہ ایک معدوم چیز کی تجارت ہے۔

ایک اس تجارت کی یہ صورت بھی بیان کی جاتی ہے کہ ایک دوسرے سے کہتا ہے: یہ اونٹنی میں تجھے دیتا ہوں اس قیمت پر کہ یہ جو بچہ جنے گی اس کا یہ بچہ مجھے دینا ہوگا۔ ظاہر ہے پیٹ میں جو بچہ ہے اس کی کیفیت وہیئت اور نوعیت ہی نامعلوم اور مجہول ہے، یہی چیز ہے جو اس خرید وفروخت کو حرام قرار دیتی ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۴۵)

ایک طرف گوشت ہو اور دوسری طرف حیوان ان کی آپس میں تجارت کرنا، یہ نامعلوم اور دھوکا کی تجارت ہے، اس لیے یہ بھی منع ہے۔ اور جاہلیت میں لوگ نر اونٹ یا کوئی بھی جانور مادہ کے رحم میں جفتی کے ذریعہ قطرات منی ڈالتا تھا۔ اور جو قطرات منی مادہ سے مل کر حمل ٹھہرتا اس حمل کی اور ان مادہ ونر کے قطرات منی سے ابھی جو پیدا ہونے والے جانور تھے انہیں کئی کئی سالوں کے لیے فروخت کرتے تھے۔ اس حدیث میں ان دونوں قسم کی خرید وفروخت کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ اس کا سبب بھی تجارت مجہول اور دھوکا ہے جو کہ حرام ہے۔ اور ان میں جوا کی صورت بھی پائی جاتی ہے۔ (۲/ ۸۵)

(٤٦٤٢) مؤطا: ١٣٥٨.

٤٦٤٤ـ عَنْ أَبِیْ الزُّبَیْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ یَقُوْلُ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ لاَ تُبَاعُ الصُّبْرَةُ مِنَ الطَّعَامِ بِالصُّبْرَةِ مِنَ الطَّعَامِ وَلاَ الصُّبْرَةُ مِنَ الطَّعَامِ بِالْكَیْلِ الْمُسَمَّی مِنَ الطَّعَامِ . (رواه النسائی' ٤٥٤٨)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہ فروخت کیا جائے گندم کا ڈھیر بدلے گندم کے ڈھیر کے اور گندم کا ڈھیر ناپی ہوئی، ناپی ہوئی گندم کے بدلے بھی فروخت نہ کیا جائے۔'' (نسائی)

شرح:......اس حدیث میں کسی بھی چیز کے ڈھیر کی صورت میں جس کا وزن یا ماپ معلوم نہ ہو اسے معین مقدار، یا وزن کے عوض فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ کیونکہ ڈھیر کی مقدار اور وزن معلوم نہیں۔ اس لیے اسے فریقین میں سے ایک کو نقصان اور دوسرے کو بلا وجہ فائدہ پہنچتا ہے، اس لیے اسے ممنوع قرار دیا گیا ہے، کمی بیشی کا جہاں احتمال ہوگا وہ چیز بھی اسی ممانعت کے تحت شمار ہوگی۔ (تفہیم الاسلام: ۱۰۲/۲)

٤٦٤٥ـ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ أَبِیْهِ قَالَ نَهَی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تُكْسَرَ سِكَّةُ الْمُسْلِمِیْنَ الْجَائِزَةُ بَیْنَهُمْ إِلَّا مِنْ بَأْسٍ . (رواه أبوداود' ٣٤٤٩)

''علقمہ بن عبداللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ رسولِ اکرم ﷺ نے مسلمانوں کے درمیان رائج کرنسی توڑنے سے منع کیا ہے۔ ہاں، کسی ضرورت کے تحت ایسا کیا جاسکتا ہے۔'' (ابوداؤد)

٤٦٤٦ـ عَنْ أَبِیْ أُسَیْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَهَبَ إِلَی سُوْقِ النَّبِیْطِ فَنَظَرَ إِلَیْهِ فَقَالَ لَیْسَ هٰذَا لَكُمْ بِسُوْقٍ ثُمَّ ذَهَبَ إِلَی سُوْقٍ فَنَظَرَ إِلَیْهِ فَقَالَ لَیْسَ هٰذَا لَكُمْ بِسُوْقٍ ثُمَّ رَجَعَ إِلَی هٰذَا السُّوْقِ فَطَافَ فِیْهِ ثُمَّ قَالَ هٰذَا سُوْقُكُمْ فَلاَ یُنْتَقَصَنَّ وَلاَ یُضْرَبَنَّ عَلَیْهِ خَرَاجٌ . (رواه إبن ماجة ٢٢٣٣)

''سیدنا ابو اسید الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نبیط کے بازار میں گئے۔ اس کو دیکھا تو فرمایا: یہ تمہارا بازار نہیں ہے۔ پھر ایک بازار میں گئے۔ فرمایا: یہ تمہارے لیے بازار نہیں ہے۔ پھر اس بازار میں تشریف لائے اور اس میں گھوم کر دیکھا اور پھر فرمایا: یہ تمہارا بازار ہے۔ پس نہ اس میں کمی کی جائے اور نہ اس پر ٹیکس لگایا جائے۔'' (ابن ماجہ)

(٤٦٤٤) نسائی: ٤٥٤٨ـ صحیح، البانی: ٤٢٣٩ـ مسلم: ١٥٣٠.

(٤٦٤٥) ابوداؤد: ٣٤٤٩ـ ضعیف، البانی: ٧٤٩ـ ابن ماجه: ٢٢٦٣ـ احمد: ١٥٠٣١.

(٤٦٤٦) ابن ماجه: ٢٢٣٣ـ ضعیف، البانی: ٤٨٢.

العيب مالا يجوز فعله فى البيع كالشرط والاستثناء والخداع وإخفاء العيب والنجش

ان امور کا بیان جو بیع میں جائز نہیں ہیں۔

مثلاً شرط، استثناء، دھوکہ، عیب مخفی رکھنا، کھوٹ ملانا

٤٦٤٧ــــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ابْتَاعَ جَارِيَةً مِنِ امْرَأَتِهِ زَيْنَبَ الثَّقَفِيَّةِ وَاشْتَرَطَتْ عَلَيْهِ أَنَّكَ إِنْ بِعْتَهَا فَهِيَ لِي بِالثَّمَنِ الَّذِى تَبِيْعُهَا بِهِ فَسأَلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ عَنْ ذٰلِكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ لاَ تَقْرَبْهَا وَفِيْهَا شَرْطٌ لِاَحَدٍ(رواه مالك' ١٢٩٨)

''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سے باندی خریدی۔ اس نے یہ شرط رکھی اگر تم نے اس کو فروخت کیا تو یہ اسی قیمت پر میری ہوگی جس قیمت پر تم اسے فروخت کر رہے ہوگے۔ انھوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے مسئلہ دریافت کیا۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے اس لونڈی کے قریب جانے سے منع کیا جس میں کسی قسم کی شرط موجود ہو۔'' (مالک)

شرح: ......اس میں چونکہ تجارت کے تقاضا کے خلاف شرط ہے کیونکہ وہ اس کے ابھی اس صورت میں مکمل مالک نہ ہوئے تھے، اس لیے کہا اس کے قریب نہ جانا۔ (شرح زرقانی:۳/ ۲۵۸)

٤٦٤٨ــــ عَنْ عَمْروبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْعُرْبَانِ . قَالَ مَالِكٌ: وَذٰلِكَ فِيْمَا نَرَى وَاللّٰهُ أَعْلَمُ أَنْ يَشْتَرِيَ الرَّجُلُ الْعَبْدَ أَوِ الْوَلِيْدَةَأَوْ يَتَكَارَى الدَابَّةَ ثُمَّ يَقُوْلُ لِلَّذِى اشْتَرَى مِنْهُ أَوْ تَكَارَى مِنْهُ أَعْطِيْكَ دِيْنَارًا أَوْ دِرْهَماً اَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ أَوْ أَقَلَّ عَلَىَّ أَنِّى إِنْ أَخَذْتُ السِّلْعَةَ أَوْ رَكِبْتُ مَا تَكَارَيْتُ مِنْكَ فَالَّذِىْ أَعْطَيْتُكَ هُوَ مِنْ ثَمَنِ السِّلْعَةِ أَوْ مِنْ كِرَاءِ الدَّابَّةِ وَإِنْ تَرَكْتُ ابْتِيَاعَ السِّلْعَةِ أَوْ كِرَاءَ الدَّابَّةِ فَمَاأَعْطَيْتُكَ لَكَ بَاطِلٌ بِغَيْرِ شَيْءٍ(رواه مالك)

''عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اس کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ''عربان'' تجارت کی ممانعت کی ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ نے بیع عربان کی تفسیر یہ کی ہے کہ ایک مرد کوئی سامان خریدتا ہے یا چوپایا کرائے پر لیتا ہے اور بائع کو یا کرائے پر دینے والے کو کہتا ہے: (مثلاً) میں تجھے ایک دینار دیتا ہوں اگر میں نے سامان خریدا یا جانور پر سوار ہوا تو یہ دینار چیز کی قیمت میں یا کرائے میں شمار کی جائے گی۔ اور اگر میں نے یہ معاملہ ترک کیا تو تجھے جو دیا ہے وہ باطل ہوگا بغیر کسی چیز کے۔'' (مالک)

(٤٦٤٧) مؤطا: ١٢٩٨.

شرح: ...... بیعانہ والی تجارت جائز ہے یا کہ ناجائز ہے، اس بارے میں علمائے کرام کی رائے مختلف ہے، حضرت عمر اور ابن عمر رضی اللہ عنہم اور امام احمد رحمہ اللہ سے اس کا جواز منقول ہے۔

جو اس کے جواز کے قائل ہیں ان کے دلائل یہ ہیں کہ جس حدیث میں اس بیعانہ والی تجارت کی ممانعت ہے، وہ ضعیف ہے، باقی رہا قیاس تو اس کا تقاضا ہے کہ یہ تجارت جائز ہو کیونکہ خریدار جب سامان واپس لوٹائے گا تو اس واپسی کے عوض کچھ فروخت کرنے والے کو دے دے تو کیا حرج ہے۔ اس بیعانہ والی تجارت کے جواز کے قائل یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ جو عوض رکھا جاتا ہے، یہ فروخت شدہ چیز کے انتظار کی وجہ سے ہے، کیونکہ اتنی مدت وہ کسی اور شخص سے تجارت نہیں کر سکا چونکہ وہ فرصت سے فائدہ نہیں اٹھا سکا، سودا نہ لینے کی صورت میں اس کا بیعانہ واپس نہ کرنا جائز ہے۔

اور جو اس بیعانہ والی تجارت کو حرام قرار دیتے ہیں، ان میں امام مالک، امام شافعی رحمہما اللہ اور اصحاب رائے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حسن بصری رحمہ اللہ ہیں۔

ان کی دلیل ایک تو یہ حدیث ہے، دوسری بات یہ کہتے ہیں کہ یہ بیعانہ رکھنا بلا عوض ہے، جو کہ لینا حرام ہے۔ حدیث کی موجودگی میں اقوال و قیاس کی ضرورت نہیں۔ اس تجارت کے منع ہونے کی علت یہ ہے اس میں دو شرطیں ہیں جو کہ فاسد ہیں۔

(۱) اگر اس نے سودا ترک کر دیا تو بیعانے کی رقم اس نے مفت میں دے دی۔ (۲) دوسری شرط فاسد یہ کہ اگر وہ (خریدار) بیع پر راضی نہ ہو تو وہ بائع کو لوٹا سکتا ہے، یہ دونوں شرطیں حرام ہیں۔ (تفہیم الاسلام: ۲/۵۳)

٤٦٤٩ـ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعٍ وَّسَلَفٍ . قَالَ مَالِكٌ وَّتَفْسِيْرُ ذٰلِكَ أَنْ يَقُوْلَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ آخُذُ سِلْعَتَكَ بِكَذَاوَكَذَا عَلَى أَنْ تُسْلِفَنِي كَذَا وَكَذَا فَإِنْ عَقَدَا بَيْعَهُمَا عَلَى هٰذَا وَالْوَجْهِ فَهُوَ غَيْرُجَائِزٍ . (رواه مالك)

''مالک رحمہ اللہ کو خبر پہنچی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بیع سے پہلے ادھار چیز دینے کو منع فرمایا ہے۔ اور مالک نے اس کی تفسیر کی کہ ایک مرد دوسرے کو کہتا ہے کہ میں تیرا سامان خریدونگا اور اتنی قیمت دوں گا اس شرط پر کہ تو مجھے یہ یہ اشیاء پہلے دے گا پس اس پر اگر وہ بیع منعقد کرتے ہیں تو یہ ناجائز ہے۔'' (مالک)

٤٦٥٠ـ عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِيْ عَنْ أَبِيْهِ حَتّٰى ذَكَرَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو

''عمرو بن شعیب رحمہ اللہ کہتے ہیں مجھے میرے والد نے بیان کیا وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

(٤٦٤٩) مؤطا.

(٤٦٥٠) ترمذی: ١٢٣٤ـ حسن صحيح، البانی: ٩٨٨ـ نسائی: ٤٦١٣ـ ابوداؤد: ٣٥٠٤ـ ابن ماجه: ٢١٨٨ـ احمد: ١٥١٤٥ـ دارمی: ٢٥٦٠.

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لاَيَحِلُّ سَلَفٌ وَبَيْعٌ وَلاَشَرْطَانِ فِي بَيْعٍ وَلاَ رِبْحُ مَا لَمْ يَضْمَنْ وَلاَ بَيْعُ مَالَيْسَ عِنْدَكَ . (رواه الترمذي' ١٢٣٤)

فرمایا: نہیں حلال بیع اور سلف اور نہ ایک بیع میں دو شرائط ۔ اور نہ نفع جائز ہے اس چیز میں جس کے خسارے کی ضمانت نہ اٹھائے۔ اور نہ اس چیز کی بیع جائز ہے جو چیز تیرے پاس موجود نہ ہو۔'' (ترمذی)

٤٦٥١ـــ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ سُئِلَ عَنِ الرَّقَبَةِ الْوَاجِبَةِ هَلْ تُشْتَرَى بِشَرْطٍ فَقَالَ لاَ . (رواه مالك .)

''مالک رحمہ اللہ کو خبر پہنچی کہ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ ایک آدمی پر (گردن) غلام آزاد کرنا واجب ہو اور وہ اس شرط پر غلام خریدے کہ وہ اس کو آزاد کرے گا تو انھوں نے کہا: یہ جائز نہیں ہے۔'' (مالک)

شـــرح: ......سلف اور بیع حلال نہ ہونے کا مطلب ہے کہ قرض کی شرط پر تجارت کرنا منع ہے مثلاً ایک آدمی کہتا ہے یہ غلام یا چیز میں تجھے اس شرط پر بیچتا ہوں کہ تو مجھے ایک ہزار روپیہ ادھار دے۔ ایک صورت یہ بھی ہے کہ ایک آدمی ادھار چیز فروخت کرتا ہے اگر ادھار وقت پر نہ دے سکے تو قیمت بڑھا دی یہ منع ہے۔

ایک تجارت میں دو شرطیں یہ ہیں کہ فلاں چیز میں تب فروخت کروں گا پہلے تم فلاں چیز فروخت کرو، یا اوپر جو صورت بیان ہوئی ہے کہ ایک چیز کی قیمت طے ہو چکی ہے، یہ کہتا ہے اگر وقت پر پیسے نہ دیئے تو پھر اتنی قیمت لوں گا۔

جس کی ضمانت نہیں اس کا منافع جائز نہیں، اس کی صورت یہ ہے کہ سامان خریدا ہے اور دوسرے کے ہاں فروخت کر دیتا ہے۔ مگر قبضہ نہ کیا تھا، یہ قبضہ میں نہ ہونے کی وجہ سے خریدار کی ضمانت میں نہیں۔

جو پاس نہ ہو اسے فروخت کرنا منع ہے اس کی ایک صورت یہ ہے کہ بھاگے ہوئے غلام کو فروخت کرنا، دوسرے کا مال فروخت کر دینا، یا قبضہ میں لینے سے پہلے آگے فروخت کر دینا۔ (جائزۃ الاحوذی: ۲/ ۵۰۱)

٤٦٥٢ـــ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنهما قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَكُنْتُ عَلٰى جَمَلٍ ثَفَالٍ إِنَّمَا هُوَ فِي آخِرِ الْقَوْمِ فَمَرَّبِي النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ مَنْ هٰذَا قُلْتُ جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ مَالَكَ قُلْتُ إِنِّي عَلَى جَمَلٍ

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک سفر میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ موجود تھا۔ میں ایک بوجھل اونٹ پر سوار تھا اور وہ سب لوگوں سے آخر میں چل رہا تھا۔ میرے قریب سے نبی کریم ﷺ گذرے تو فرمایا: یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا: میں جابر ہوں۔ فرمایا: تجھے کیا ہوا؟ میں نے عرض کی: میں اس

(٤٦٥١) مؤطا.

(٤٦٥٢) بخاری: ٢٣٠٩ـ مسلم: ٧١٥ـ ترمذی: ١١٠٠ـ نسائی: ٤٥٩١ـ ابوداؤد: ٣٧٤٧ـ ابن ماجه: ١٨٦٠ـ احمد: ١٤٨٥٢ـ دارمی: ٢٢١٦.

ثَـفَـالٍ قَـالَ أَمَـعَكَ قَـضِيْبٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ أَعْـطِـنِيْهِ فَأَعْطَيْتُهُ فَضَرَبَهُ فَزَجَرَهُ فَكَانَ مِنْ ذٰلِكَ الْـمَـكَـانِ مِـنْ أَوَّلِ الْـقَوْمِ قَالَ بِعْنِيْهِ فَـقُـلْـتُ بَـلْ هُوَ لَكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بَلْ بِـعْـنِيْـهِ قَدْأَخَذْتُهُ بِأَرْبَعَةِ دَنَانِيْرَ وَلَكَ ظَهْرُهُ إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ اَخَذْتُ اَرْتَـحِـلُ قَالَ أَيْنَ تُرِيْدُ قُلْتُ تَزَوَّجْتُ أَمْرَأَةً قَـدْ خَلاَمِـنْهَـا قَـالَ فَهَلاَّ جَـارِيَةً تُلاعِبُهَـا وَتُلاعِبُكَ قُـلْـتُ إِنَّ أَبِيْ تُوُفِّيَ وَتَرَكَ بَنَاتٍ فَأَرَدْتُ أَنْ أَنْكِحَ أَمْرَأَةً قَدْ جَرَّبَتْ خَلاَ مِنْهَا قَـالَ فَذٰلِكَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ قَالَ يَا بِلاَلُ اقْـضِـهِ وَزِدْهُ فَـاَعْـطَـاهُ أَرْبَعَةَ دَنَانِيْرَ وَزَادَهُ قِيْـرَاطاً قَالَ جَابِرٌ لاَ تُفَارِقُنِيْ زِيَادَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَـلَمْ يَكُنِ الْقِيْرَاطُ يُفَارِقُ جِرَابَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ . (رواه البخاری' ۲۳۰۹)

بوجھل اونٹ پر سوار ہوں فرمایا: لاٹھی ہے؟ میں نے: کہا ہاں، فرمایا: وہ مجھے دے۔ تو میں نے لاٹھی دیدی۔ آپ ﷺ نے لاٹھی سے مار کر اس کو جھڑک دیا تو اس جگہ سے اونٹ سب لوگوں سے آگے چلنے والوں میں پہنچ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو مجھ پر فروخت کر دے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! وہ آپ ﷺ کا ہے۔ فرمایا: فروخت کر، بلکہ فرمایا: چار دینار پر وہ میرا ہے اور مدینہ تک اس پر تو ہی سوار ہوگا۔ جب مدینہ کے قریب آئے تو میں جلدی جانے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تیرا کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ میں نے عرض کیا: میں نے ایک جہاندیدہ عورت سے عقد کیا ہے۔ فرمایا: تو نے باکرہ سے عقد کیوں نہ کیا؟ تو اس سے کھیلتا اور وہ تجھ سے۔ میں نے کہا: میرا باپ فوت ہوا تو بیٹیاں چھوڑ گیا۔ اس لیے میں نے تجربہ کار عورت سے نکاح کیا تا کہ وہ ان کی نگران رہے۔ فرمایا: پھر تو یہ ٹھیک بات ہے۔ جب ہم مدینہ آئے تو فرمایا: اے بلال رضی اللہ عنہ! اس کو قیمت سے زیادہ دیدے تو اس نے ایک قیراط زائد دی۔ اور چار دینار دیئے تو جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے دل سے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کا دیا ہوا اضافہ جدا نہیں کرونگا۔ چنانچہ زائد قیراط جابر رضی اللہ عنہ کے بٹوا سے جدا نہیں ہوتا تھا۔'' (بخاری)

٤٦٥٣ـ وَمِنْ رِوَايَةٍ : فَزَجَرَهُ وَدَعَالَهُ . وَفِيْهِ أَفَتَبِيْـعُـنِيْـهِ فَاسْتَحْيَيْتُ وَلَمْ يَكُنْ لَنَا نَاضِحٌ غَيْـرَهُ قَالَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَبِعْتُهُ إِيَّاهُ عَلٰى أَنَّ لِيْ فَقَارَظَهْرِهٖ حَتّٰى أَبْلُغَ الْمَدِيْنَةَ . وَفِيْهِ فَلَقِيَنِي خَـالِـيْ فَسَـالَـنِـى عَـنِ الْبَعِيْرِ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا صَـنَـعْـتُ فِيْـهِ فَلاَ مَنِى فِيْهِ . (رواه مسلم

''ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اونٹ کو جھڑک کر اس کے لیے دعا کی۔ فرمایا: اس کو میرے اوپر فروخت کر دے۔ میں شرما گیا اور میرے پاس اس کے سوا کوئی اونٹ نہیں تھا۔ میں نے آپ ﷺ کو فروخت کیا اور مدینہ تک اس پر سوار ہونے کی شرط رکھی۔ اس روایت میں یہ بھی ہے کہ میرے ماموں نے مجھ سے ملاقات کی اور اونٹ کے متعلق

(٤٦٥٣) مسلم: ٧١٥ـ كتاب المساقاة، بخاری: ٥٢٤٧ـ ترمذی: ٢٧١٢ـ نسائی: ٤٦٤١ـ ابوداؤد: ٣٣٤٧ـ ابن ماجه: ١٨٦٠ـ احمد: ١٤٨٦١ـ دارمی: ٢٦٣١.

۷۱۵، فی کتاب المساقاة .)

٤٦٥٤ــ وَمِنْهَا: فَنَزَلَ يَحْجُنُهُ بِمِحْجَنِهِ ثُمَّ قَالَ ارْكَبْ، بِنَحْوِهِ . وَفِيْهِ: فَإِذَا قَدِمْتَ فَالْكَيْسَ الْكَيْسَ . وَفِيْهِ : وَقَدِمْتُ بِالْغَدَاةِ فَجِئْنَا إِلَى الْمَسْجِدِ فَوَجَدْتُهُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ قَالَ أَالآنَ قَدِمْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَدَعْ جَمَلَكَ فَادْخُلْ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ فَدَخَلْتُ فَصَلَّيْتُ فَأَمَرَ بِلالاً أَنْ يَزِنَ لَهُ أُوْقِيَةً فَوَزَنَ لِي بِلالٌ فَأَرْجَحَ لِي فِي الْمِيْزَانِ فَانْطَلَقْتُ حَتّٰى وَلَّيْتُ فَقَالَ ادْعُ لِي جَابِراً قُلْتُ الآنَ يَرُدُّ عَلَيَّ الْجَمَلَ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْهُ قَالَ خُذْ جَمَلَكَ وَلَكَ ثَمَنُهُ . (رواه البخاري، ۲۰۹۷)

پوچھا تو میں نے بتادیا اور اس نے مجھے ملامت کیا۔'' (مسلم)

''اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ اترے۔ اپنی لاٹھی سے اس کو مار کر فرمایا: سوار ہو جا...... پچھلی روایت کی مثل ہی یہ روایت بھی ہے...... اور اس میں ہے۔ فرمایا: جب تو گھر جائے تو ہشیار ہونا عقل مند ہونا۔ اور اس میں ہے کہ میں کل کو حاضر ہوا اور مسجد میں گیا تو آپ ﷺ مسجد کے دروازے پر تھے۔ اور فرمایا: تو ابھی آیا ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ فرمایا: اونٹ کو چھوڑ مسجد میں داخل ہو کر دو رکعات نماز پڑھ۔ تو میں داخل ہوا، نماز پڑھی اور پھر لوٹ کر گیا۔ تو آپ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا: اس کو تول کر دیدے۔ تو اس نے تول کر دیا، میزان جھکا کر زیادہ دیا۔ میں لے کر چلا گیا تو فرمایا: جابر رضی اللہ عنہ کو واپس بلاؤ۔ مجھے بلایا گیا تو میں نے سوچا آپ ﷺ اونٹ کا سودا واپس کریں گے اور مجھے سودے کی واپسی بہت نا پسند تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنا اونٹ بھی لے جا اور اس کی قیمت بھی تیری ہے۔'' (بخاری)

٤٦٥٥ـ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللهِ قَالَ قَفَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ غَزْوَةٍ فَتَعَجَّلْتُ عَلَى بَعِيْرٍلِي قَطُوْفٍ فَلَحِقَنِي رَاكِبٌ مِنْ خَلْفِي فَنَخَسَ بَعِيْرِي بِعَنَزَةٍ كَانَتْ مَعَهُ فَانْطَلَقَ بَعِيْرِيْ كَأَجْوَدِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنَ الإِبِلِ فَإِذَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ مَا يُعْجِلُكَ قُلْتُ كُنْتُ حَدِيْثَ عَهْدٍ بِعُرُسٍ ، بِنَحْوِهِ . (رواه البخاري، ۵۰۷۹)

''اور ان میں سے یہ روایت بھی ہے۔ ہم ایک غزوے میں تھے اور جب واپس لوٹے تو میں آہستہ چلنے والے اونٹ کو تیز کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ میرے پیچھے سے کوئی پہنچا۔ اس کو نیزے سے ہانک دیا تو میرا اونٹ تیز چلا شاید ہی کوئی اس جیسا تیز چلتا تو نے دیکھا ہوگا۔ میں نے منہ پھیر کر دیکھا تو رسول اللہ ﷺ تھے۔ فرمایا: اے جابر رضی اللہ عنہ! تجھے کیا جلدی ہے؟ میں نے کہا: میں نے نئی نئی شادی کی ہے۔'' (مثل سابق ہے) (بخاری)

(٤٦٥٤) بخاري: ۲۰۹۷ـ مسلم: ۷۱۵ـ ترمذي: ۱۱۰۰ـ نسائي: ٤٥٩١ـ ابوداؤد: ۳۷٤۷ـ ابن ماجه: ۱۸٦۰ـ احمد: ۱٤۸۵۲ـ دارمي: ۲۲۱٦.

(٤٦٥٥) بخاري: ۵۰۷۹ـ مسلم: ۷۱۵ـ ترمذي: ۱۱۰۰ـ نسائي: ٤٥٩١ـ ابوداؤد: ۳۷٤۷ـ ابن ماجه: ۱۸٦۰ـ احمد: ۱٤۸۵۲ـ دارمي: ۲۲۱٦.

٤٦٥٦ـ ﴿وَمِنْهَا: وَزَادَنِی قِیْرَاطاً فَکَانَ فِی کِیْسٍ لِی فَأَخَذَهُ أَهْلُ الشَّامِ یَوْمَ الْحَرَّةِ﴾ ﴿وَمِنْهَا: فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِیْنَةَ وَدَخَلَ النَّبِیُّ ﷺ الْمَسْجِدَ فِی طَوَائِفِ أَصْحَابِهِ فَدَخَلْتُ إِلَیْهِ وَعَقَلْتُ الْجَمَلَ فِی نَاحِیَةِ الْبَلَاطِ فَقُلْتُ لَهُ هٰذَا ﴾جَمَلُكَ فَخَرَجَ فَجَعَلَ یُطِیْفُ بِالْجَمَلِ وَیَقُوْلُ الْجَمَلُ جَمَلُنَا فَبَعَثَ النَّبِیُّ ﷺ أَوَاقٍ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ أَعْطُوْهَا جَابِراً ثُمَّ قَالَ اسْتَوْفَیْتَ الثَّمَنَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ الثَّمَنُ وَالْجَمَلُ لَكَ. (رواه البخاری' ٢٨٦١)﴾

''ان میں سے یہ روایت بھی ہے۔ مجھے ایک قیراط زائد دیا۔ پس میں نے اپنے بٹوے میں رکھا یہاں تک کہ واقعہ حرہ میں اہل شام (یزیدی فوج) نے چھین لیا۔ اور اس میں روایت ہے: ''جب ہم مدینہ آئے اور نبی کریم ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو میں آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ اونٹ کو میدان کی ایک طرف باندھا۔ اور آپ ﷺ کو عرض کیا: آپ ﷺ کا اونٹ وہ ہے۔ آپ ﷺ باہر آئے، اونٹ کو پھر دیکھا اور فرمایا: ہمارا اونٹ کیسا اونٹ ہے؟ آپ ﷺ نے چند اوقیے بھیجے (ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے) اور فرمایا: یہ جابر رضی اللہ عنہ کو دیدو۔ پھر فرمایا: تو نے قیمت وصول کی ہے؟ میں نے عرض کی: ہاں۔ فرمایا: قیمت بھی تیری اور اونٹ بھی تیرا ہے۔'' (بخاری)

٤٦٥٧ـ مِنْهَا: أَقْبَلْنَا مِنْ مَکَّةَ إِلَی الْمَدِیْنَةِ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ فَأَعْیَا جَمَلِی. (رواه البخاری، ٢٧١٨)

''اور ایک روایت میں ہے: ''ہم مکہ سے مدینہ لوٹے نبی کریم ﷺ کے ساتھ اور میرا اونٹ تھک چکا تھا۔'' (بخاری)

٤٦٥٨ـ وَعَنْ عُبَیْدِاللّٰهِ بْنِ مِقْسَمٍ عَنْ جَابِرٍ اشْتَرَاهُ بِطَرِیْقِ تَبُوْكَ أَحْسِبُهُ قَالَ بِأَرْبَعِ أَوَاقٍ (رواه البخاری' ٢٧١٨)

''عبیداللہ بن مقسم کی ایک روایت ہے: ''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ﷺ نے وہ اونٹ تبوک کے راستے پر خریدا تھا۔ نیز میرا گمان ہے کہ فرمایا: چار اوقیوں کے بدلے خریدا تھا۔'' (بخاری)

٤٦٥٩ـ عَنْ وَهْبٍ عَنْ جَابِرٍ اشْتَرَاهُ النَّبِیُّ ﷺ بِوَقِیَّةٍ. وَعَنْ عَطَاءٍ وَغَیْرِهِ عَنْ جَابِرٍ أَخَذْتُهُ بِأَرْبَعَةِ دَنَانِیْرَ وَهٰذَا یَکُوْنُ وَقِیَّةً

''وہب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک اوقیہ کے بدلے مجھ سے اونٹ خریدا تھا۔ عطاء وغیرہ کی جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے وہ اونٹ

(٤٦٥٦) بخاری: ٢٨٦١ـ مسلم: ٧١٥ـ ترمذی: ١١٠٠ـ نسائی: ٤٥٩١ـ ابوداؤد: ٣٧٤٧ـ ابن ماجه: ١٨٦٠ـ احمد: ١٤٨٥٢ـ دارمی: ٢٢١٦.

(٤٦٥٧) بخاری: ٢٧١٨.

(٤٦٥٨) بخاری: ٢٧١٨ـ مسلم: ٧١٥ـ ترمذی: ١١٠٠ـ نسائی: ٤٥٩١ـ ابوداؤد: ٣٧٤٧ـ ابن ماجه: ١٨٦٠ـ احمد: ١٤٨٥٢ـ دارمی: ٢٢١٦.

(٤٦٥٩) کتاب المساقاة، مسلم: ٧١٥ـ بخاری: ٥٢٤٧ـ ترمذی: ٢٧١٢ـ نسائی: ٤٦٤١ـ ابوداؤد: ٣٣٤٧ـ ابن ماجه: ١٨٦٠ـ احمد: ١٤٨٦١ـ دارمی: ٢٦٣١.

وَعَلَى حِسَابِ الدِّيْنَارِ بِعَشَرَةِ دَرَاهِمَ وَلَمْ يُبَيِّنِ الثَّمَنَ . وَقَالَ الأَعْمَشُ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ وَقِيَّةُ ذَهَبٍ . وَعَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ بِمِائَتَيْ دِرْهَمٍ . وَقَالَ أَبُوْ نَضْرَةَ عَنْ جَابِرٍ اشْتَرَاهُ بِعِشْرِيْنَ دِيْنَاراً وَقَوْلُ الشَّعْبِيِّ بِوَقِيَّةٍ . (رواه مسلم، ۷۱۵ فی کتاب المساقاة)

چار دینار کا لیا تھا اور یہ ایک اوقیہ بنتا ہے۔ دیناروں کو اگر درہموں میں لے جاؤ تو ایک دینار دس درہموں کے برابر ہوتا ہے۔ (یعنی چار دینار برابر چالیس درہم جو کہ ایک اوقیہ ہوتا ہے) لیکن نبی علیہ السلام سے کتنی قیمت کی عطاء وغیرہ کی روایت میں اس کی وضاحت نہیں ہے۔ سالم کی جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: اس میں سونے کا ایک اوقیہ لینے کی وضاحت ہے، بالفاظ دیگر دوسو درہم کا نبی علیہ السلام کو فروخت کیا۔ ابونضرہ بیان کرتا ہے جابر سے کہ انھوں نے بیس دیناروں کا وہ جانور خریدا تھا۔ اور شعبی کے قول کے مطابق ایک اوقیہ کا خریدا تھا۔ (مسلم)

شرح: ......ان سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سفر سے گھر واپس آ رہے تھے اور دونوں کا راستہ بھی ایک تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو سوار ہو کر گھر پہنچنے کی حاجت وضرورت تھی، اور نبی ﷺ کو بھی ایسے آدمی کی خدمت درکار تھی جو آپ کو مدینہ پہنچا دے اس صورت میں جانبین کے لیے اس شرط میں کوئی مضائقہ نہیں تھا۔

ان احادیث میں بہت سے اہم علمی پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے۔

(۱) اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اچھے قائد کی یہ خوبی ہوتی ہے کہ وہ رفقائے سفر کے ساتھ نرمی کا سلوک کرے۔ لشکر یا قافلہ کے آخری حصے میں رہے۔ پیچھے رہ کر ان کی قیادت کرے تا کہ بے بسوں کا انتظار کر سکے اور بچھڑنے والوں کو قافلہ سے ہمکنار کر سکے۔

(۲) ان سے نبی اکرم ﷺ کی نرم دلی اور درد دل کا بھی پتہ چلتا ہے۔ آپ نے جب دیکھا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ اس بے بسی کے عالم میں ہیں تو آپ نے ان کے تھکے اونٹ کے لیے دعا کی اور ایسی مبارک ضرب لگائی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے سب سے آگے نکل گیا۔ یہ ضرب ایک ظاہر و باہر معجزہ ہے۔ جو پکار پکار کر دعوت دے رہا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں کہ ایک بے بس کمزور ولاغر اونٹ جو سب سے پیچھے رہ جاتا ہے، آپ کے مبارک ہاتھ لگتے ہی وہ برق رفتار ہو جاتا ہے۔

(۳) اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ امام وقت اپنی رعایا سے خرید وفروخت کا معاملہ کرے تو جائز ہے بشرطیکہ کسی قسم کا دباؤ نہ ہو۔

(۴) خرید وفروخت چونکہ طرفین کے اختیار سے وجود میں آتی ہے۔ یہ عبادت کی مانند لازم نہیں بلکہ ایک عادت ہے۔ اس لیے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیع سے انکار کرنا اور رغبت نہ کرنا یا نبی ﷺ کی قیمت کو کم سمجھنا، زیادہ کی آرزو کرنا یہ

سب کچھ آپ کی نافرمانی اور مخالفت میں شمار نہ ہوگا۔ یہ اس صورت میں ہے اگر حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اونٹ دینے سے انکار کیا ہو۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بطور ہبہ دینا چاہتے تھے، فروخت نہ کرنا چاہتے تھے۔

(۵) ان سے یہ قاعدہ بھی حاصل ہوا ہے کہ انسان کے لیے جائز ہے کہ کسی چیز کی ملکیت منتقل کر لے اور مدت مقررہ تک اس سے نفع حاصل کرنے کو مستثنیٰ قرار دے لے۔ اگر مستثنیٰ کی ہوئی مدت معلوم نہ ہوگی تو پھر تجارت جائز نہیں۔ یہ حال اگر کرایہ، ہبہ، وقف اور وصیت میں بھی ہو تو جائز ہے۔

(۶) ان سے یہ بھی ثابت ہوا کہ سود سے پاک ہو یا بیع سلم (جس میں رقم پہلے اور چیز بعد میں لی جاتی ہے) نہ ہو تو ایسی تجارت جائز ہے، جس میں نہ تو قیمت قبضہ میں لی ہو اور نہ ہی فروخت شدہ چیز قبضہ میں لی ہو، تجارت پھر بھی جائز ہے۔

(۷) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خرید و فروخت میں سہولت اور مہربانی کا سبق دیا ہے۔ احباب کو دلی خوشی مہیا کرنا اور حق وصداقت پر مبنی آپ کی حسن مزاح کی بیداری کا بھی پتہ چلتا ہے۔

(۸) جانور کو خوراک رسانی کا بندوبست کر کے جانور کو چھوڑ دینا، زیر استعمال نہ لانا جائز ہے۔

(۹) بدعملی ترک کر کے بے کاری کو بالائے طاق رکھ کر اسباب کار اختیار کرنا حتی کہ معجزات کا صدور بھی جو کہ انبیائے کرام یا کرامات کا ظہور بھی جو کہ اولیائے عظام سے ہوتا ہے وہ بھی اسباب کو بروئے کار لا کر ہی ہوتا ہے اس کے ثمرات سے دامن مالا مال ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مریم علیہا السلام کے دامن پر تر کھجوریں تب ہی پڑی تھیں جب انہوں نے درخت خرما کو حرکت دی تھی۔ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے ضعیف و کمزور اونٹ میں قوت ونشاط تب ہی پیدا ہوئی تھی جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دست معجزہ نما حرکت میں آیا تھا۔

(۱۰) یہ بھی ثابت ہوا کہ فروخت شدہ چیز کا خریدار کے سپرد کرنا یہ فروخت کرنے والے کی ذمہ داری ہے۔

(۱۱) یہ بھی ثابت ہوا کہ جب انسان نے لالچ کا اظہار نہ کیا ہو، نہ ہی مانگا ہو تو اس وقت کوئی ہدیہ ملے تو اسے قبول کرنا جائز ہے، خواہ وہ امراء کی جانب سے ہی ہو۔ (تفہیم الاسلام: ۲/۳۳)

٤٦٦٠ـــ عَنْ عَبْدِالْوَارِثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: قَدِمْتُ مَكَّةَ فَوَجَدْتُ فِيْهَا اَبَا حَنِيْفَةَ وَابْنَ أَبِي لَيْلَى وَابْنَ شُبْرُمَةَ، فَسَأَلْتُ أَبَا حَنِيْفَةَ: مَا تَقُوْلُ فِي رَجُلٍ بَاعَ بَيْعاً وَشَرَطَ شَرْطاً؟ قَالَ: الْبَيْعُ بَاطِلٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ، ثُمَّ أَتَيْتُ ابْنَ أَبِي لَيْلَى فَسَأَلْتُهُ؟ فَقَالَ: الْبَيْعُ

''عبدالوارث رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں مکہ گیا تو وہاں ابوحنیفہ رحمہ اللہ، ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ اور ابن شبرمہ رحمہ اللہ سے ملاقات کی۔ میں نے ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے سوال کیا: کہ تم اس آدمی کے متعلق کیا کہتے ہو کہ اس نے کوئی چیز فروخت کی اور شرط رکھی؟ انہوں نے فرمایا: بیع بھی باطل اور شرط بھی باطل ہے۔ پھر میں نے ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ سے پوچھا: تو انہوں نے کہا: بیع جائز اور شرط باطل

(٤٦٦٠) طبرانی اوسط، وفی عبدالله بن عمرو مقال، هیثمی: ٦٣٨٦.

جَائِزٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ، ثُمَّ أَتَيْتُ ابْنَ شُبْرُمَةَ فَسَأَلْتُهُ؟ فَقَالَ: الْبَيْعُ جَائِزٌ وَالشَّرْطُ جَائِزٌ، فَقُلْتُ: يَا سُبْحَانَ اللّٰهِ ثَلَاثَةٌ مِنْ فُقَهَاءِ الْعِرَاقِ اخْتَلَفُوْا عَلَيَّ فَأَتَيْتُ أَبَا حَنِيْفَةَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: لَا أَدْرِي مَا قَالَ، حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعٍ وَشَرْطٍ، الْبَيْعُ بَاطِلٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ، ثُمَّ أَتَيْتُ ابْنَ أَبِي لَيْلَى فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ لَا أَدْرِيْ مَا قَالَا، حَدَّثَنِي هَشَّامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ فَقَالَ قَالَتْ: أَمَرَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أَشْتَرِيَ بَرِيْرَةَ فَأَعْتِقَهَا، الْبَيْعُ جَائِزٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ، ثُمَّ أَتَيْتُ ابْنَ شُبْرُمَةَ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: لَا أَدْرِيْ مَا قَالَا، حَدَّثَنِي مِسْعَرُ بْنُ كَدَامٍ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ نَاقَةً وَشَرَطَ حُمْلَانًا إِلَى الْمَدِيْنَةِ الْبَيْعُ جَائِزٌ وَالشَّرْطُ جَائِزٌ. (رواه الطبراني في الأوسط بلين)

ہے۔ پھر میں نے ابن شبرمہ رحمہ اللہ سے سوال کیا تو انہوں نے کہا: بیع بھی جائز اور شرط بھی جائز ہے۔ میں نے کہا: سبحان اللہ! عراق کے تین فقہاء ہیں اور میرے سوال کا جواب مختلف دیتے ہیں۔ پس میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے پاس گیا اور ان کو دو دوسرے قول کی خبر دی۔ تو انہوں نے کہا: مجھے معلوم نہیں جو انہوں نے کہا ہے تاہم مجھے خبر دی شعیب نے وہ اپنے باپ سے وہ اس کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیع اور شرط رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ پس بیع بھی باطل اور شرط بھی باطل ہے۔ پھر میں ابن لیلیٰ کے پاس گیا اور اس کو خبر دی تو اس نے کہا: میں نہیں جانتا کہ ان دو نے کیا کہا ہے؟ مجھے ھشام بن عروہ نے خبر دی، وہ اپنے باپ سے، وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں اور وہ کہتی ہیں کہ رسوال اللہ ﷺ نے مجھے بریرہ رضی اللہ عنہ کو خرید کر آزاد کرنے کا حکم دیا۔ پس بیع جائز اور شرط باطل ہے۔ پھر میں ابن شبرمہ رحمہ اللہ کے پاس گیا اور اس کو خبر دی تو اس نے کہا میں نہیں جانتا جو ان دونوں نے کہا ہے۔ مجھ سے بیان کیا مسعر بن کدام رحمہ اللہ نے، وہ محارب بن دثار رحمہ اللہ سے، وہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ پر اونٹنی فروخت کی اور مدینہ تک اس پر سوار رہنے کی شرط رکھی لہٰذا بیع بھی جائز اور شرط بھی جائز ہے۔'' (الاوسط، سند کمزور)

٤٦٦١ــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا ذَكَرَ لِلنَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ يُخْدَعُ فِي الْبُيُوْعِ فَقَالَ إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ. (رواه البخاري' ٢١١٧)

سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے نبی ﷺ سے بیان کیا کہ اس کو تجارت میں دھوکہ دیا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا: جو تجھ سے بیع کرے اس کو کہا کر دھوکہ تسلیم نہ ہو گا۔ تو آدمی جب بھی بیع کرتا تو کہتا: ''دھوکہ تسلیم نہ گا'' (بخاری)

(٤٦٦١) بخاری: ٢١١٧۔ مسلم: ١٥٣٣۔ نسائی: ٤٤٨٤۔ ابوداؤد: ٣٥٠٠۔ احمد: ٦٠٩٩۔ مؤطا: ١٣٩٣.

٤٦٦٢ـ عَنْ مُحَمَّدِبْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ قَالَ هُوَ جَدِّيْ مُنْقِذُ بْنُ عَمْرٍو وَكَانَ رَجُلاً قَدْ أَصَابَتْهُ آمَّةٌ فِي رَأْسِهِ فَكَسَرَتْ لِسَانَهُ وَكَانَ لاَ يَدَعُ عَلَى ذٰلِكَ التِّجَارَةَ وَكَانَ لاَ يَزَالُ يُغْبَنُ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ لَهُ إِذَا أَنْتَ بَايَعْتَ فَقُلْ لاَ خِلاَبَةَ ثُمَّ أَنْتَ فِي كُلِّ سِلْعَةٍ ابْتَعْتَهَا بِالْخِيَارِ ثَلاَثَ لَيَالٍ فَإِنْ رَضِيْتَ فَأَمْسِكْ وَإِنْ سَخِطْتَ فَارْدُدْهَا عَلَى صَاحِبِهَا. (رواه إبن ماجة، ٢٣٥٥)

''محمد بن یحییٰ بن حبان بیان کرتے ہیں کہ میرے نانا منقذ بن عمرو کو سر کی کوئی بیماری لاحق ہوئی، جس کی وجہ سے ان کی زبان درست نہ رہی، لیکن پھر بھی تجارت کرنے سے باز نہ آئے۔ چنانچہ ہمیشہ انھیں نقصان ہی اٹھانا پڑتا۔ یہ بات نبی ﷺ سے بیان کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب بیع کرے تو کہہ دیا کر کہ دھوکہ نہیں ہوگا۔ پھر تجھے ہر بیع میں تین راتوں کا اختیار ہوگا، پس اگر تو راضی ہو تو سودا باقی رکھ، اور تجھے ناپسند ہو تو اس کو واپس کر دے جس سے سودا کیا۔'' (ابن ماجہ)

٤٦٦٣ـ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلاً كَانَ فِيْ عُقْدَتِهِ ضَعْفٌ وَكَانَ يُبَايِعُ وَأَنَّ أَهْلَهُ أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ احْجُرْ عَلَيْهِ فَدَعَاهُ نَبِيُّ اللّٰهِ فَنَهَاهُ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِنِّي لاَ أَصْبِرُ عَنِ الْبَيْعِ فَقَالَ إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ هَاءَ وَهَاءَ وَلاَ خِلاَبَةَ (للترمذي، ١٢٥٠)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے عہد میں خرید و فروخت کرتا تھا، اور اس کے سودا کرنے میں ضعف تھا۔ اس کے گھر والے آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ اس کو تجارت سے منع کر دیں آپ ﷺ نے اس کو منع کیا تو اس نے کہا: میں تجارت سے صبر نہیں کر سکتا۔ فرمایا: اگر تو تجارت ترک نہیں کرتا تو کہا کر سودا نقد بہ نقد ہے اور دھوکہ تسلیم نہ ہوگا۔'' (ترمذی)

شــرح: ......ان احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تجارت میں دھوکا مکروہ ہے، لیکن اس سے تجارت فسخ نہیں ہوتی۔ ہاں اگر خریدار شرط لگاتا ہے تو پھر تجارت فسخ ہو جاتی ہے۔ اس آدمی کا نام حبان بن منقذ تھا جسے تجارت میں دھوکا ہوتا تھا۔ جب اس سے غبن ہوتا تو تجارت میں یہ کہنے کی وجہ سے کہ اس میں دھوکا نہیں اس کا مال واپس کر دیا جاتا تھا۔

ان احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ اختیار کی شرط کے ساتھ تجارت کرنا جائز ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ اکیلا خریدار بھی اختیار کی شرط لگا سکتا ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ اس زمانہ کے لوگ حق کی جانب رجوع کرنے میں دیر نہ لگاتے تھے۔ یہ بھی ثابت ہوا حقوق وغیرہ میں وہ خبر واحد کو قبول کرتے تھے۔ (فتح الباری: ۴/ ۳۳۷)

(٤٦٦٢) ابن ماجه: ٢٣٥٥ـ حسن، البانی: ١٩٠٧.

(٤٦٦٣) ترمذی: ١٢٥٠ـ صحیح، البانی: ١٠٠٣ـ نسائی: ٤٤٨٥ـ ابوداؤد: ٣٥٠١ـ ابن ماجه: ٢٣٥٤ـ احمد: ١٢٨٦٣.

٤٦٦٤۔ عَنْ عَبْدِالْمَجِيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ قَالَ لِيَ الْعَدَّاءُ بْنُ خَالِدِبْنِ هَوْذَةَ أَلاَ أُقْرِئُكَ كِتَابًا كَتَبَهُ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ قُلْتُ بَلٰى فَأَخْرَجَ لِيْ كِتَابًا هٰذَا مَا اشْتَرٰى الْعَدَّاءُ بْنُ خَالِدِ بْنِ هَوْذَةَ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اشْتَرَى مِنْهُ عَبْـدًا أَوْ أَمَةً لاَ دَاءَ وَلاَ غَائِلَةَ وَلاَ خِبْثَةَ بَيْعُ الْمُسْلِمِ الْمُسْلِمَ. (رواه الترمذی، ١٢١٦)

"عبدالمجید بن وہب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے عداء رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں تجھے وہ نامہ نہ دیکھاؤں جو نبی علیہ السلام نے مجھے لکھ کر دیا تھا۔ میں نے کہا: ضرور، انھوں نے وہ نامہ مجھے دیکھا یا جس میں لکھا تھا یہ وہ چیز ہے جو عداء بن خالد ابن ھوذہ رضی اللہ عنہ نے محمد ﷺ سے خریدی ہے۔ آپ ﷺ سے اس نے ایک غلام یا ایک لونڈی خریدی ہے ۔ کوئی فریب ، دھوکہ، اور پوشیدگی نہیں ہے، ایک مسلم کی دوسرے مسلم سے بیع ہوئی ہے۔" (ترمذی)

٤٦٦٥۔ عَنِ الْعَدَّاءِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ كَتَبَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ هَـذَا مَـا اشْتَـرٰى مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِـنَ الْـعَدَّاءِ بْنِ خَالِدٍ بَيْعَ الْمُسْلِمِ مِـنَ الْـمُسْـلِـمِ لاَدَاءَ وَلاَ خِبْثَةَ وَلاَ غَـائِلَةَ (للبخاری تعليقا)

بخاری رحمہ اللہ کی روایت ہے: میرے لیے نبی کریم ﷺ نے یہ تحریر لکھائی: یہ وہ چیز ہے جو محمد ﷺ نے عداء بن خالد رضی اللہ عنہ سے خریدی ہے ۔ یہ ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان سے تجارت ہے اس میں کوئی فریب، پوشیدگی اور دھوکہ نہیں ہے۔" (بخاری)

شـــرح: ......یعنی ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے جو ہر عیب سے پاک اور ہر خیانت سے صاف تجارت کرتا ہے، یہ وہ تجارت ہے اس لیے اس غلام میں یا لونڈی میں نہ ظاہر عیب ہوگا نہ باطنی عیب ہوگا، نہ یہ لونڈی، غلام بھاگے گا نہ فسق و فجور کرتا ہے نہ اس کے اخلاق برے ہیں، ان سب سے پاک ہے، یہ صرف لونڈی غلام کی تجارت میں ہی نہیں ہر تجارت میں ضروری ہے۔ سودا کی خوبی اور نقص سے آگاہ کرے (جائزۃ الاحوذی: ۲/ ۴۸۷) یہ بھی ثابت ہوا کہ تجارت کی شرائط تحریر کر لی جائیں۔

٤٦٦٦۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أَوْفٰى رضی اللہ عنہ أَنَّ رُجُلاً أَقَامَ سِـلْعَةً وَهُوَ فِي السُّوْقِ فَحَلَفَ بِـاللّٰهِ لَـقَدْ أَعْطٰى بِهَا مَالَمْ يُعْطِ لِيُوْقِعَ فِيْهَا رَجُلاً مِّـنَ الْـمُسْـلِمِيْنَ فَنَزَلَتْ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَـرُوْنَ بِـعَهْدِاللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَناً قَلِيْلاً﴾

"سیدنا عبداللہ ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے اپنا سودا بازار میں استوار کیا اور کہا: اللہ کی قسم! اس کو تو اتنے نقود مل رہے تھے حالانکہ اس کو نہیں مل رہے تھے مقصد "ایک مسلمان مرد کو دھوکے میں ڈالنا چاہتا تھا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی (تحقیق وہ لوگ جو اللہ کے وعدے اور اپنی قسموں کے بدلے تھوڑی قیمت خریدتے

(٤٦٦٤) ترمذی: ١٢١٦۔ حسن، البانی: ٩٧٢۔ ابن ماجه: ٢٢٦١.

(٤٦٦٥) بخاری تعليقًا.

(٤٦٦٦) بخاری: ٢٠٨٨.

الآية (رواه البخاری، ۲۰۸۸)

ہیں)۔'' (بخاری)

شرح: ......اس میں جھوٹی قسم کو حرام قرار دیا گیا ہے کیوں کہ جھوٹی قسم اٹھا کر تجارت کرنا سخت حرام ہے۔ اگر سچی بھی اٹھانی پڑے تو اس سے بھی احتیاط کی جائے۔ اگر ایسی قسم اٹھائی جائے جو درست ہو تو اس کا بھی علاج حدیث میں بتایا گیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا: اے تاجروں کے گروہ! تجارت میں لغو بات اور قسم وغیرہ کی آمیزش ہو جاتی ہے اس لیے صدقہ کر دیا کرو تاکہ کفارہ بن جائے۔ اگرچہ اس حدیث میں اس آدمی کا واقعہ خاص ہے، جس نے قسم اٹھا کر جھوٹ بولا ہے مگر اس کا حکم عام ہے۔ سورت آل عمران کی آیت ۷۷ عموم پر دلالت کرتی ہے کہ کوئی بھی اس جرم کا ارتکاب کرے گا اس کی زد میں آئے گا۔ (فتح الباری: ۴/ ۲۱۶)

٤٦٦٧۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنُ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لاَ يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ بَاعَ مِنْ أَخِيْهِ بَيْعًا فِيْهِ عَيْبٌ إِلَّا بَيَّنَهُ لَهُ. (رواه إبن ماجة، ٢٢٤٦)

''سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی سے بیع کرے جس میں عیب ہو اگر عیب اس کے سامنے بیان کر دے تو پھر ٹھیک ہے۔'' (ابن ماجہ)

٤٦٦٨۔ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ عَلٰى صُبْرَةِ طَعَامٍ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيْهَا فَنَالَتْ أَصَابِعُهُ بَلَلًا فَقَالَ مَا هٰذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ قَالَ أَصَابَتْهُ السَّمَاءُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ أَفَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ كَیْ يَرَاهُ النَّاسُ مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّي. (لمسلم، ١٠٢)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کا بازار میں گندم کے ڈھیر پر گزر ہوا۔ آپ ﷺ نے اس میں ہاتھ ڈالا تو آپ ﷺ کی انگلیوں پر تری ظاہر ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے گندم والے! یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ! رات کو بارش ہوئی ہے: تو فرمایا: تو نے تر گندم اوپر کیوں نہ رکھی تاکہ لوگ دیکھ سکتے۔ جس نے کھوٹ ملایا وہ ہم میں سے نہ ہوگا۔'' (مسلم)

٤٦٦٩۔ وَزَادَ فِی الْكَبِيْرِ وَالصَّغِيْرِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، بَعْدَ فَلَيْسَ مِنَّا: وَالْمَكْرُ وَالْخِدَاعُ فِی النَّارِ. ﴿رواه الطبرانی فی الكبير، ١٠٢٣٤﴾ والصغير

'' اور الکبیر اور الصغیر میں سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ زیادہ بیان لیس منا کے بعد مذکور ہے کہ ہر فریب اور دھوکہ آگ میں جائے گا۔'' (الکبیر، الصغیر)

(٤٦٦٧) ابن ماجه: ٢٢٤٦۔ صحيح، البانی: ١٨٢٣۔ احمد: ١٦٩٩٨.

(٤٦٦٨) مسلم: ١٠٢۔ ترمذی: ١٣١٥۔ ابن ماجه: ٢٢٢٤۔ احمد: ٢٧٥٠٠.

(٤٦٦٩) طبرانی كبير: ١٠٢٣٤۔ طبرانی صغير، ورجاله ثقات، وفی عاصم بن بهدلة نزاع كلام لسوء حفظه، هيثمی: ٦٣٤١.

شرح: ...... یہ احادیث دلالت کرتی ہیں کہ تجارت یا کسی بھی معاملہ میں مخلوق خدا کو دھوکا وفریب دینا حرام ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ فروخت کرنے والا غلہ یا کوئی بھی برائے فروخت چیز عیب والی ہو تو اسے اوپر رکھے تا کہ خریدار اسے دیکھ سکے۔ اور اس کی روشنی میں وہ خریدنے کا اقدام کرے بعد میں کوئی تنازع کھڑا نہ ہو۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ ردی چیز یا عیب والی چیز اگر خریدار دیکھ کر اور جان کر اپنی رضا مندی سے خریدتا ہے تو جائز ہے، اس میں فروخت کرنے والا بری ہے۔

اور اگر فروخت کرنے والے نے نہیں بتایا، دھوکا دیا ہے یا غلط بیانی کی ہے تو پھر خریدار کو اختیار ہے اگر وہ چیز رکھنا چاہتا ہے یا واپس کرنا چاہتا ہے اور قیمت واپس لینا چاہتا ہے تو کر سکتا ہے۔

حدیث کے الفاظ: ''جو دھوکا کرے مجھ سے نہیں۔'' کی تفسیر میں علمائے کرام مختلف ہیں۔ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کا مطلب ہے وہ میرے علم وہدایت کو اپنانے والوں میں سے نہیں اور میرے بہترین طریقہ سے ہٹا ہوا ہے۔

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کسی تاویل کی ضرورت نہیں، اسے حقیقت پر ہی رہنے دیا جائے، کیونکہ اس طرح ڈانٹ سخت رہتی ہے اور دل میں اترنے والی وعید ہے کہ اس کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق ختم ہو جاتا ہے۔ دھوکا دہی ہر عمل، صنعت اور معاملہ میں حرام ہے۔ صنعتوں میں، ملازمتوں میں، تجارتوں میں، حکومتی منصوبوں میں عوامی محنتوں میں۔ الغرض کوئی بھی آدمی کسی بھی ذمہ داری کو ادا کر رہا ہے اگر اس میں خیر خواہی کرے گا، مخلص ہوگا، رزق حلال کھائے گا تو ایماندار ہے اگر دھوکا، خیانت کرے گا تو ظالم ہوگا اور خائن کہلوائے گا۔

آہ! نہایت ہی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج لوگوں کی اکثریت اسی فریب دہی میں مبتلا ہے۔ بے دھڑک، دھوکا بازی کی جا رہی ہے۔ انہیں نہ تو کسی انسانیت پر رحم آتا ہے اور نہ ہی یہ عقاب الٰہی سے ڈرتے ہیں کہ یہ اتنا سنگین جرم ہے کہ اس کی وجہ سے نحوست صرف زمین تک ہی نہیں پھیلتی بلکہ آسمان سے بارانِ رحمت رک جاتی ہے۔ قحط سالی جنم لیتی ہے اور برکت اٹھ جاتی ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۷۵)

٤٦٧٠ ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنِ ابْتَاعَ مُحَفَّلَةً فَهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنْ رَدَّهَا مَعَهَا مِثْلَ اَوْ مِثْلَيْ لَبَنِهَا قَمْحاً. (رواه أبوداود' ٣٤٤٦)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے دودھ روکا ہوا جانور خریدا تو اس کو تین دن کا اختیار ہے۔ پس اگر اس نے بیع واپس کی تو اس کے دودھ کے برابر یا دو مثل گندم واپس کر دے۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......اس سے ثابت ہوا کہ اگر کسی نے دھوکہ دہی کے لیے جانوروں کے تھنوں میں دودھ روک رکھا تھا کہ خریدار یہ سمجھے کہ یہ جانور بہت دودھ والا ہے، اس کی وجہ سے وہ اتنی قیمت پر خریدتا ہے جتنی پر وہ اس کے بغیر خریدنا نہ

(٤٦٧٠) ابوداؤد: ٣٤٤٦.

چاہتا تھا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ یہ تو دھوکا ہے، تین دن میں یہ صورت حال واضح ہو جاتی ہے، اس سے چونکہ لڑائی اور فساد کا ڈر ہے، عداوت و بغض پیدا ہوتا ہے اور باطل طریقے سے مال کھانے کا فعل بدسرزد ہوا ہے اس لیے اسے حرام قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ اسلام معاملات کو صداقت وامانت اور جذبہ خیر خواہی کے تحت چلانا چاہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے ایسے تمام مکر وفریب کو یکسر حرام قرار دیا ہے۔ اسی بناء پر فریب خوردہ کو اجازت دی گئی ہے کہ یہ تجارت وجود پذیر ہو چکی ہے مگر اختیار باقی ہے۔ اگر مرضی ہو تو اسے واپس کر دو اگر رکھنا ہو تو برقرار رکھ سکتے ہو۔ یہی حکم ہر اس تجارت کا ہے جس میں بھی دھوکا کیا گیا ہو، خریدار چاہے برقرار رکھے، چاہے واپس کر دے۔ جب یہ سودا واپس کرنا ہو تو ساتھ کھجور یا اناج کا ایک صاع (دوکلوسو گرام) بھی فروخت کنندہ کو دے دے، تا کہ اس کے جانور سے حاصل کردہ دودھ کا معاوضہ ہو جائے۔ کیونکہ خریدار کو یہ تمیز کرنا دشوار ہے کہ کتنا دودھ خریدا ہوا ہے، اور کتنا نیا داخل ہوا ہے۔ چنانچہ عدم تمیز کی بناء پر اسے واپس کرنا یا اس کی قیمت واپس کرنا ممکن نہیں تھا۔ اس لیے نبی اکرم ﷺ نے ایک صاع (دوکلوسو گرام) مقرر فرما دیا تا کہ فروخت کرنے والے اور خریدار کے درمیان تنازع اور جھگڑا پیدا نہ ہو۔ خریدار نے جو دودھ حاصل کیا ہے اس کا معاوضہ ہو جائے، قطع نظر اس کے کہ دودھ کی مقدار کم تھی یا زیادہ۔ (تفہیم الاسلام: ۲/۳۷)

٤٦٧١ــ قَالَ عَمْرٌو كَانَ هَاهُنَا رَجُلٌ اسْمُهُ نَـوَّاسٌ وَكَـانَتْ عِنْدَهُ إِبِلٌ هِيْمٌ فَذَهَبَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَاشْتَرَى تِلْكَ الإِبِلَ مِـنْ شَـرِيْكٍ لَهٗ فَجاءَ إِلَيْهِ شَرِيْكُهٗ فَقَالَ بِعْنَا تِـلْكَ الإِبِلَ فَقَالَ مِمَّنْ بِعْتَهَا قَالَ مِنْ شَيْخٍ كَذاَ وَكَذَا فَقَالَ وَيْحَكَ ذَاكَ وَاللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ فَـجَـائَـهٗ فَقَالَ إِنَّ شَرِيْكِيْ بَاعَكَ إِبِلاً هِيْماً وَلَـمْ يَـعْرِفْكَ قَالَ فَاسْتَقْهَا قَالَ فَلَمَّا ذَهَبَ يَسْتَـاقُهَـا فَقَالَ دَعْهَا رَضِيْنَا بِقَضَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لاَ عَدْوَى . (للبخاري، ٢٠٩٩)

''عمرو بیان کرتے ہیں کہ یہاں ایک آدمی تھا، اس کا نام نواس تھا۔ اس کے پاس پیاسا اونٹ تھا۔ پس سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اس آدمی کے شریک تجارت کے پاس گئے اور وہی اونٹ خرید لائے۔ نواس کے پاس اس کا شریک گیا اور کہا ہم نے وہ اونٹ فروخت کر دیا ہے۔ اس نے کہا: کس پر فروخت کیا ہے؟ اس نے کہا: اس شکل کے شیخ پر فروخت کیا۔ اس نے کہا: تیرے لیے افسوس ہو: وہ تو سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما تھے۔ پھر نواس چل کر سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس گیا اور کہا: میرے شریک نے پیاسا اونٹ آپ کے اوپر فروخت کیا ہے اور یہ عیب نہیں بتایا۔ تو سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس کو لے جاؤ۔ جب وہ لینے کے لیے گیا تو سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رہنے دے ہم رسول اللہ ﷺ کے فیصلے پر راضی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی بیماری متعدی نہیں۔'' (البخاری)

(٤٦٧١) بخاری: ٢٠٩٩۔ مسلم: ٢٢٢٥۔ ترمذی: ٢٨٢٤۔ نسائی: ٣٥٦٩۔ ابوداؤد: ٣٩٢٢۔ ابن ماجه: ٣٥٤٠۔ مؤطا: ١٨١٧.

شــــرح: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ فروخت کرنے والا عیب بتا کر چیز فروخت کر سکتا ہے اگر خریدار اس تجارت کو قبول کر لیتا ہے تو یہ جائز ہے اور واپس بھی کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ ایک بڑا آدمی اپنی ضروریات خود خرید سکتا ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ایک صالح آدمی پر ظلم کرتے ہوئے کچھ حیاء آنی چاہیے۔ یہ بیماری جو اونٹ میں پیاس کی بیان ہوئی ہے، اسے متعدی کہتے تھے، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس وہم کی تردید کی ہے۔ (فتح الباری: ۴/۳۲۲)

٤٦٧٢ـ قَالَ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَـى عَنِ النَّجْشِ قَـالَ مَـالِكٌ: وَالـنَّـجْـشُ أَنْ تُعْطِيَهٗ بِسِلْعَتِهٖ أَكْثَـرَمِنْ ثَمَنِهَا وَلَيْسَ فِيْ نَفْسِكَ اشْتِرَاؤُهَا فَيَقْتَدِيْ بِكَ غَيْرُكَ . (رواه مالك، ١٣٩٢)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قیمت چڑھانے سے منع کیا ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: قیمت چڑھانا یہ ہے کہ تو تاجر کو قیمت زیادہ بتائے اور تیرا خریدنے کا ارادہ نہ ہو اور تجھے قیمت بتاتے دیکھ کر دوسرا تیری اقتداء کرے اور خرید لے۔'' (مالک)

٤٦٧٣ــ وَقَالَ ابْنُ أَبِيْ أَوْفٰى النَّاجِشُ آكِلُ رِبـاً خَـائِـنٌ وَهُـوَ خِـدَاعٌ بَاطِلٌ لَا يَحِلُّ . (للبخاري، تعليقا)

''سیدنا عبداللہ ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قیمت بڑھانے والا سود خور، خیانت کرنے والا اور دھوکہ باز ہے۔ اور یہ کام باطل ہے، جائز نہیں ہے۔'' (تعلیقات البخاری)

شرح: ......تجارت میں جھوٹی بولی لگانے والا چونکہ حقیقت میں خریدار نہیں ہوتا بلکہ خریدار کے روپ میں دھوکا باز ہوتا ہے، اس لیے شریعت نے اسے ممنوع قرار دیا ہے۔

اس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ حضرت عبداللہ ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے اپنا سامان برائے فروخت رکھا اور اللہ کی قسم اٹھا کر کہنے لگا مجھے اس کے اتنے پیسے ملتے ہیں حالانکہ اسے اتنے نہیں مل رہے تھے۔ وہ اس سے زیادہ بتا رہا تھا، جتنے میں اس نے خریدا تھا، تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نازل ہوا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عہد اور اپنی قسموں کے ذریعہ تھوڑی قیمت لیتے ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ دیکھیں گے نہیں اور نہ بات کریں گے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

چونکہ یہ ناجائز بولی والا بھی اس قسم والے کی مانند ہی جھوٹے اضافہ کی خبر دیتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ سود خور اور خائن بھی ہے۔ اس کی قباحت اس وقت اور بڑھ جاتی ہے جب ناجائز بولی کے ذریعہ اضافہ کرنے والا مال فروخت کرنے والے سے کچھ لیتا ہے۔ یہ تو بہت ہی بڑی دھوکا بازی ہے۔

اگر کوئی یہ بولی والی تجارت کر بیٹھتا ہے تو ترجیح والی بات یہی ہے کہ یہ تجارت فاسد ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۵۷)

(٤٦٧٢) مؤطا: ١٣٩٢ـ بخارى: ٢١٤٢ـ مسلم: ١٥١٦ـ نسائى: ٤٥٠٣ـ ابن ماجه: ٢١٧٣ـ احمد: ٦٤١٥.

(٤٦٧٣) بخارى تعليقًا.

٤٦٧٤۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لاَ تَلَقُّوا الرُّكْبَانَ وَلاَ يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ وَلاَ تَنَاجَشُوْا وَلاَ يَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَلاَ تَصُرُّوا الْغَنَمَ وَمَنِ ابْتَاعَهَا فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَعْدُ أَنْ يَحْتَلِبَهَا إِنْ رَضِيَهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ سَخِطَهَا رَدَّهَا وَصَاعاً مِنْ تَمْرٍ. (رواه البخاري، ٢١٥٠)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قافلوں کو راستے میں پہنچ کر ملاقات نہ کرو۔ اور ایک دوسرے کی بیع پر بیع بھی نہ کرو۔ ایک دوسرے پر قیمت بھی نہ بڑھاؤ۔ شہری کسی دیہاتی کے لیے خریداری نہ کرے۔ اور اونٹ اور بکری کے تھنوں میں دودھ بھی جمع کر کے فروخت نہ کرو، جو ایسا حیوان خریدے گا تو اس کو دو امور میں سے بہتر کو اختیار کرنے کا حق ہے جب کہ وہ دودھ دھوئے گا، اگر وہ راضی ہوا تو بیع قائم رکھے گا اگر اس کو نا پسند ہو تو واپس کر دے گا، اور ایک صاع کھجور بھی دیگا (یعنی اڑھائی کلو)۔'' (بخاری)

شرح: ...... بھاؤ بڑھانے اور دودھ روکے جانور کی بحث تو گزر چکی ہے۔ اس میں ایک تو یہ ہے کہ مال تجارت لانے والوں سے راستے میں ہی بھاؤ نہ کیا جائے اور دیہاتی کا مال شہری فروخت نہ کرے۔

جو لوگ غلہ یا خورد ونوش کی اشیاء اور دیگر سامان منڈیوں میں لاتے ہیں، کوئی دلال یا شہری اس مال کے مارکیٹ میں پہنچنے سے پہلے پہلے راستے میں ہی جا ملے اور غلط بیانی کر کے یا منڈی کے بھاؤ سے ناآشنائی کی وجہ سے اس سے سستے داموں مال خریدے۔

اسی طرح ایک اجنبی آدمی دیہات سے یا دوسرے شہر سے ایسا مال جس کی سب کو ضرورت ہے اس روز کے نرخ کے مطابق فروخت کرنے کے لیے لے کر آتا ہے۔ مگر اسے شہری کہتا ہے: اس سامان کو میرے پاس چھوڑ دے تاکہ میں اسے بتدریج اعلیٰ نرخ پر بیچ دوں یہ منع ہے۔ ویسے جائز طریقہ سے شہری دیہاتی سے خریدے یا دیہاتی شہری سے خریدے یا دیہاتی شہری کا مال فروخت کرے اور شہری دیہاتی کا مال فروخت کرے اس میں ممانعت نہیں۔ ممانعت کی یہ خاص صورت ہے جو اوپر درج ہوئی ہے۔ آدمی اپنے بھائی کی تجارت پر تجارت نہ کرے کا مطلب یہ ہے کہ ایک آدمی نے دس روپے میں سامان خریدا ہے یہ اس سے کہتا ہے میں تجھے بالکل یہی چیز نو روپے میں دیتا ہوں یا کہے میں اس قیمت میں تجھے اس سے بہتر سامان دیتا ہوں۔ اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ یہ اس آدمی سے سودا منسوخ کرے اور مجھ سے سودا طے کرے۔ اسی طرح مثلاً اس سے کہتا ہے: جس نے سودا نو روپے میں کیا ہے کہ میں تجھ سے یہ سودا دس روپے میں خریدتا ہوں۔ یہ دونوں صورتیں خریدنے کی اور فروخت کرنے کی حرام ہیں۔

(٤٦٧٤) بخاري: ٢١٥٠۔ ١٥١٥۔ ترمذي: ١٣٠٤۔ نسائي: ٤٥٠٧۔ ابوداؤد: ٣٤٤٥۔ ابن ماجه: ٢٢٣٩۔ احمد: ١٠٤٦٣۔ مؤطا: ١١١١۔ دارمي: ٢٥٦٦.

ایسا عموماً اس تجارت میں ہوتا ہے جس کے متعلق واپسی یا برقرار رکھنے کا اختیار رکھا ہو یہ حرام ہے۔ کیونکہ اس سے آپس میں بغض اور عداوت جنم لیتی ہے بلکہ یہ عقد اور تجارت برپا ہی نہیں ہوتی باطل ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/۶۴)

٤٦٧٥ــ عَنْ قَيْلَةَ أُمِّ بَنِيْ أَنْمَارٍ قَالَتْ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِـي بَـعْـضِ عُـمَـرِهِ عِنْدَ الْـمَرْوَةِ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي امْرَأَةٌ أَبِيْعُ وَأَشْتَرِيْ فَإِذَا أَرَدْتُ أَنْ أَبْتَاعَ الشَّيْءَ سُمْتُ بِـهِ أَقَـلَّ مِـمَّا أُرِيْدُ ثُمَّ زِدْتُ ثُمَّ زِدْتُ حَتّٰى أَبْـلُغَ الَّذِى أُرِيْدُ وَاِذَا اردت اَنْ اَبِيْعَ الشَّيْئَ سُـمْـتُ بِهٖ اَكْثَرَ مِنَ الَّذِىْ اُرِيْدُ ثُمَّ وَضَعْتُ حَتّٰـى اَبْلُغَ الَّذِىْ اُرِيْدُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاَ تَـفْعَلِى يَا قَيْلَةُ إِذَا أَرَدْتِ أَنْ تَبْتَاعِي شَيْئًا فَـاسْتَـامِـيْ بِـهِ الَّـذِيْ تُـرِيْدِيْنَ أُعْطِيْتِ أَوْ مُـنِعْتِ وَإِذَا أَردتِ أَنْ تَبِيْعِي شَيْئاً فَاسْتَامِي بِـهِ الَّذِيْ تُرِيْدِيْنَ أَعْطَيْتِ أَوْ مَنَعْتِ . (رواه إبن ماجة ٢٢٠٤)

''سیدہ قیلہ ام بنی انمار رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں آپ ﷺ کے کسی عمرے میں مروہ کے قریب آئی۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں خرید و فروخت کرنے والی عورت ہوں جب میں خریدنا چاہتی ہوں تو جو قیمت دینے کا میرا ارادہ ہوتا ہے میں اس سے کم قیمت کا ذکر کرتی ہوں، پھر آہستہ آہستہ اس کا ریٹ بڑھاتی ہوں، یہاں تک کہ میری خواہش والا بھاؤ آ جاتا ہے۔'' اور جب میں فروخت کرنے کا ارادہ کرتی ہوں تو میں قیمت اس سے زیادہ بتاتی ہوں جس قیمت پر فروخت کرنے کا میرا ارادہ ہوتا ہے، پھر میں قیمت کم کرتی ہوں، یہاں تک کہ اس قیمت پر اتر آتی ہوں جو میرا اپنا ارادہ ہوتا ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیلہ! ایسا نہ کیا کر جب تو خریدنے پر آئے تو وہ قیمت ذکر کر جو تیرے ارادے میں ہے خواہ تجھے وہ چیز دی جائے یا تجھے نہ دی جائے۔ اور جب تو کسی چیز کو فروخت کرنے کا ارادہ رکھتی ہو تو وہ قیمت بتا جس پر فروخت کا تیرا ارادہ ہو خواہ وہ فروخت کر سکے یا فروخت نہ کرے۔'' (ابن ماجہ)

شرح: ...... یہ حدیث تو ضعیف ہے۔ مگر ایک آدمی کو علم ہوتا ہے کہ فلاں چیز کی قیمت کیا ہے اور اس کا ارادہ بھی ہوتا ہے کہ میں نے یہ چیز اتنے میں لینی ہے مگر یہ نقصان پہنچانے کے لیے کم قیمت کا اظہار کرتا ہے، یہ ممنوع ہے۔

ایک آدمی خریدنے کا ارادہ رکھتا ہے کہ میں یہ چیز اتنی قیمت میں خریدتا ہوں مگر فروخت کرنے والا راضی نہیں ہوتا تو یہ پھر اضافہ کر دیتا ہے۔ یہ منع نہیں جیسا کہ نبی ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سواری خریدتے وقت کئی دینار زیادہ کیے تھے حتیٰ کہ بیس دینار تک کر دیئے، یہ جائز ہے۔ (انجاز الحاجہ: ۷/۱۰۴)

(٤٦٧٥) ابن ماجه: ٢٢٠٤ـ ضعيف، البانی: ٤٧٩.

بيع الغرر والحصاة والمضطر والملامسة والمنابذة والحاضر للبادی وتلقی الركبان وبيعتين فی بيعة والتفريق بين الاقارب

دھوکے کی بیع، کنکر مارنے کی بیع، مجبور کی بیع، ہاتھ لگانے کی بیع، پھینکنے کی بیع، شہری کی دیہاتی کے لیے بیع، تجارتی قافلوں سے راستے میں ملاقات کرنا، ایک بیع میں دو بیعوں کی ممانعت، اورا قارب کو جدا کرنے کی ممانعت کا بیان

٤٦٧٦ـ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الحَصَاةِ وَعَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ. (رواه مسلم، ١٥١٣)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے دھوکے کی بیع اور کنکر مارنے کی بیع سے منع فرمایا ہے۔'' (مسلم)

شرح: ...... دھوکے کی تجارت بھی جاہلیت میں رائج تھی۔ رسول اکرم ﷺ نے اس سے منع کیا ہے۔ دھوکے کی تجارت کی ممانعت ...... یہ عام اصول ہے۔ اس کے تحت کئی مسائل آتے ہیں، مثلاً تھن میں دودھ ہو اس کی تجارت کرنا، اونٹنی کے پیٹ میں بچہ ہو اس کی تجارت کرنا۔ ایک آدمی کہتا جس چیز پر میرا ہاتھ لگ جائے اس کی اتنے میں تجارت ہے، اور ایک آدمی چیز دوسرے کی طرف پھینکتا ہے، دوسرا اس کی طرف پھینکتا ہے، اور تجارت ثابت کرتے ہیں۔ حمل کے حمل کی تجارت کرنا، کسی سودا پر کنکری مار دینا اور تجارت ثابت کرنا، سانڈھ کی جفتی کی قیمت وغیرہ یہ تمام صورتیں دھوکے کی تجارت کی ہیں۔ (جائزۃ الاحوذی: ٢/ ٤٩٧)

٤٦٧٧ـ عَنْ شَيْخٍ مِّنْ بَنِیْ تَمِيمٍ قَالَ خَطَبَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِیْ طَالِبٍ أَوْ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ قَالَ ابْنُ عِيْسَى هٰكَذَا حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ سَيَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ عَضُوْضٌ يَعَضُّ الْمُوْسِرُ عَلَى مَا فِی يَدَيْهِ وَلَمْ يُؤْمَرْ بِذٰلِكَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَلاَ تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ﴾ وَيُبَايِعُ الْمُضْطَرُّوْنَ وَقَدْ نَهَى النَّبِیُّ عَنْ بَيْعِ الْمُضْطَرِّ وَبَيْعِ الْغَرَرِ وَبَيْعِ الثَّمَرَةِ قَبْلَ أَنْ تُدْرِكَ. (رواه أبوداود، ٣٣٨٢)

''بنو تمیم کے ایک شیخ علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: لوگوں پر ایک کاٹنے والا زمانہ آئے گا۔ مالدار اپنے ہاتھوں کو کاٹ کھائے گا اور انہیں یہ حکم نہیں دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کا تو یہ ارشاد ہے: (اور تم آپس میں ایک دوسرے پر احسان کرنا مت بھولو۔'' مجبور لوگ بیع کریں گے، حالانکہ نبی کریم ﷺ نے اضطراری حالت والے کی بیع، دھوکے کی بیع اور پھلوں کے پک کر تیار ہونے سے پہلے کی بیع سے ممانعت فرمائی ہے۔'' (ابوداؤد)

(٤٦٧٦) مسلم: ١٥١٣ـ ترمذی: ١٢٣٠ـ نسائی: ٤٥١٨ـ ابوداؤد: ٣٣٧٦ـ ابن ماجه: ٢١٨٤ـ احمد: ١٠٠٦٢ـ دارمی: ٢٥٦٣.
(٤٦٧٧) ابوداؤد: ٣٣٨٢ـ ضعيف، البانی: ٧٣١ـ احمد: ٩٣٩.

شـــرح: ...... یہ حدیث ضعیف ہے، اس میں جتنی تجارتوں سے منع کیا گیا ہے۔ وہ صحیح احادیث میں آتی ہیں۔ (عون المعبود:۳/۲۶۴)

٤٦٧٨ ـ عَـنْ عَبْـدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاَ تَشْتَرُوْا السَّمَكَ فِي الْمَاءِ فَإِنَّهُ غَرَرٌ. (رواه أحمد' ٣٦٦٧ والكبير)

''سیدنا عبداللہ ابن مسعود بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: پانی کے اندر مچھلی کی خرید وفروخت نہ کی جائے وہ بھی دھوکہ ہے۔'' (احمد، الکبیر)

شرح: ...... دھوکے والی تجارت دو خرابیوں کی وجہ سے حرام ہے۔

(۱) اس کے ذریعہ لوگوں کا مال باطل طریقہ سے کھایا جاتا ہے، فروخت کرنے والا یا دونوں میں سے ایک ایسا نفع اٹھائے گا جس میں نقصان کا خدشہ تک نہیں۔ یا پھر ایسا نقصان اٹھائے گا جس میں نفع کا تصور تک نہیں جیسا کہ جوئے میں ہوتا ہے۔

(۲) اس میں ایسی خرابی ہے کہ ایسی تجارتوں سے معاشرہ میں عداوت تک نوبت پہنچتی ہے اور کینہ پروری جنم لیتی ہے جبکہ اسلام ان وباؤں کا قلع قمع کرتا ہے۔ (تفہیم الاسلام:۲/ ۸۱)

٤٦٧٩ ـ عَـنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ : نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَـنِ الشِّغَارِ ، وَعَنْ بَيْعِ الْمَجْرِ ، وَعَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ ، وَعَنْ بَيْعِ كَالِيءٍ بِكَالِيءٍ ، وَعَنْ بَيْعِ آجِلٍ بِعَاجِلٍ ، قَالَ: وَالْمَجْرُ مَا فِي الأَرْحَامِ وَالْـغَـرَرُ أَنْ تَبِيْـعَ مَـالَيْـسَ عِنْدَكَ وَكَالِيءٌ بِـكَالِيءٍ دَيْنٌ بِدَيْنٍ ، وَالآجِلُ بِالْعَاجِلِ أَنْ يَـكُوْنَ لَكَ عَلَى الرَّجُلِ أَلْفُ دِرْهَمٍ فَيَقُوْلُ الـرَّجُـلُ أُعَـجِّـلُ لَكَ خَـمْسَـمِـائَةٍ وَدَعْ البَاقِيَةَ . (رواه البزار بضعف . ١٢٨٠)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے بیع شغار، بیع مجر، دھوکے کی بیع، کالی کی کالی سے بیع، آجل کی آجل سے بیع ممانعت فرمائی۔ ان کی تفسیر یہ فرمائی کہ مجر مادہ کے پیٹ کے بچے کی بیع ہے۔ دھوکے کی بیع یہ ہے کہ تو وہ چیز فروخت کرے جو تیرے پاس موجود نہ ہو۔ بیع کالی یہ ہے کہ قرض کو قرض کے بدلے فروخت کیا جائے۔ اور آجل کی عاجل سے بیع یہ ہے کہ اگر تیرا کسی انسان پر قرض ہزار درھم ہو تو مقروض کہے: میں تجھے پانچ سو درھم فی الحال ادا کرتا ہوں اور بقیہ قرض تو ترک کر دے۔'' (البزار، سند ضعیف)

٤٦٨٠ ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ : لَمَّا أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ إِخْـرَاجَ بَـنِـيْ النَّضِيْرِ مِنَ الْمَدِيْنَةِ أَتَاهُ نَاسٌ مِـنْهُـمْ فَـقَالُوْا إِنَّ لَنَادُيُوْناً لَمْ تُحَلَّ، فَقَالَ:

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ سے بنونضیر کے نکالنے کا ارادہ کیا تو ان میں سے کچھ لوگ آپ ﷺ کے پاس آئے۔ انہوں نے

(٤٦٧٨) احمد: ٣٦٦٧ـ طبراني كبير، موقوفا ومرفوعا رجاله الموقوف وفي رجال المرفوع ـ شيخ: احمد: محمد بن السماك ولم اجد من ترجمه وبقيتهم ثقات هيثمي: ٦٣٥٧ ـ یہ حسن درجہ کی ہے۔ تفهيم الاسلام: ٢/ ٨٢.

(٤٦٧٩) بزار: ١٢٨٠ـ وفيه موسى ابن عبيدة وهو ضعيف، هيثمي: ٦٣٥٧.

(٤٦٨٠) طبراني اوسط: ٨٢١ـ وفيه مسلم بن خالد الزنجي وهو ضعيف وقد وثق، هيثمي: ٦٦٤٥.

ضَعُوْا وَتَعَجَّلُوْا. (للاوسط ٨٢١ بلين)

عرض کیا: ہمارا لوگوں کے ذمہ قرض ہے جو ادا نہیں کیا گیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کچھ قرض ترک کرو اور کچھ جلدی سے وصول کرو۔'' (الاوسط، سند کمزور)

٤٦٨١۔ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ لَبْسَتَيْنِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ نَهَى عَنِ الْمُلاَمَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ فِي الْبَيْعِ وَالْمُلاَمَسَةُ لَمْسُ الرَّجُلِ ثَوْبَ الآخَرِ بِيَدِهِ بِاللَّيْلِ أَوْبِالنَّهَارِ وَلاَ يُقَلِّبُهُ إِلاَّ بِذٰلِكَ وَالْمُنَابَذَةُ أَنْ يَنْبِذَ الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ بِثَوْبِهِ وَيَنْبِذُ الآخَرُ ثَوْبَهُ وَيَكُوْنُ ذٰلِكَ بَيْعُهُمَا عَنْ غَيْرِ نَظَرٍ وَّلاَ تَرَاضٍ وَاللِّبْسَتَيْنِ اشْتِمَالُ الصَّمَّاءِ وَالصَّمَّاءُ أَنْ يَجْعَلَ ثَوْبَهُ عَلٰى أَحَدِ عَاتِقَيْهِ فَيَبْدُوْا أَحَدُ شِقَّيْهِ لَيْسَ عَلَيْهِ ثَوْبٌ وَاللِّبْسَةُ الأُخْرَى احْتِبَاؤُهُ بِثَوْبِهِ وَهُوَ جَالِسٌ لَيْسَ عَلٰى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ. (رواه البخاري، ٥٨٢٠)

''سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دو قسم کے لباس اور دو قسم کی بیع سے منع کیا ہے۔ آپ ﷺ نے بیع ملامسہ اور بیع منابذہ سے منع کیا ہے۔ ملامسہ یہ ہے کوئی انسان دوسرے کے کپڑے کو رات یا دن کے وقت صرف ہاتھ لگائے اور اس کو الٹ پلٹ (یعنی چیک) نہ کرے۔ اور منابذہ بیع یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے کی طرف کپڑا پھینکے اور دوسرا اس کی طرف کپڑا پھینکے اور یہ ان کی بیع قرار پائے اور وہ نہ دیکھیں اور نہ ہی راضی ہوں۔ دو لباس میں سے ایک یہ کہ پورا بند لباس ہو کہ اپنے ایک کندھے پر کپڑا رکھ دے اور دوسری جانب خالی ہو اس پر کپڑا نہ رکھا ہو۔ دوسرا ممنوع لباس گوٹھ ہے یعنی ایک کپڑا اوڑھ کر بیٹھا ہو اور اس کی شرمگاہ پر کوئی چیز نہ ہو۔'' (بخاری)

شرح: ...... ایسے لباس میں انسان کے برہنہ ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے اس لیے منع ہے۔ اور گم سم پہناوے کی صورت میں آدمی بے دست وپا ہو جاتا ہے اس لیے منع ہے۔ اور ان تجارتوں میں نقصان، دھوکا اور جہالت ہے۔ اس لیے منع ہے۔ (گوندلوی)

٤٦٨٢۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ شِرَاءِ مَا فِي بُطُوْنِ الأَنْعَامِ حَتّٰى تَضَعَ وَعَمَّافِي ضُرُوْعِهَا إِلاَّ

''سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے چوپائیوں کے پیٹ کے بچے پیدا ہونے سے پہلے فروخت کرنے سے منع کیا اور تھنوں کے اندر دودھ فروخت کرنے سے منع فرمایا

(٤٦٨١) بخاري: ٥٨٢٠۔ مسلم: ٨٢٧۔ نسائي: ٥٣٤١۔ ابوداؤد: ٢٤١٧۔ ابن ماجه: ٣٥٥٩۔ احمد: ١١٤٨٩.

(٤٦٨٢) ابن ماجه: ٢١٩٦۔ ضعيف، الباني: ٤٨٠۔ یہ موقوف درست ہے، اور یہ وہ موقوف ہے جو مرفوع کے حکم میں ہے اور مرفوع حدیث کی تائید کی وجہ سے قابل حجت ہے۔ (حوالہ مذکور)

بِـكَيْـلٍ وَعَـنْ شِـرَاءِ الْـعَبْدِ وَهُوَ آبِقٌ وَعَنْ شِـرَاءَ الْـمَـغَـانِـمِ حَتّٰـى تُقْسَمَ وَعَنْ شِرَاءِ الـصَّـدَقَـاتِ حَتّٰـى تُقْبَضَ وَعَنْ ضَـرْبَةِ الْغَائِصِ . (لإبن ماجة' ٢١٩٦، بمجهول)

تاوقتیکہ وہ ناپ کر دیا جائے ۔ بھاگے ہوئے غلام کی بیع سے، اور غنیمت تقسیم سے پہلے فروخت کرنے سے منع کیا۔ مالِ زکوٰۃ قبض کرنے سے پہلے فروخت کی ممانعت کی، اور غوطہ مارنے کی بیع سے بھی منع کیا۔'' (ابن ماجہ سند میں راوی مجہول ہے۔)

شرح: ...... پیٹ میں موجود چار پایوں کی تجارت منع ہے۔ یہ بیع مجہول ہے۔ پتہ نہیں کیا پیدا ہوگا بچی ہو یا بچہ ہو، صحت مند ہو یا بیمار ہو مردہ ہو یا زندہ ہو۔ تو یہ دھوکا ہے، ہاں اگر جانور کی ماں کو بمع حمل فروخت کیا جائے تو یہ جائز ہے کیونکہ یہ حمل کی مستقل تجارت نہیں اصل اس کی ماں کی تجارت ہے۔

۲۔ تھنوں میں موجود دودھ فروخت کرنا اس کی مقدار نامعلوم ہے، یہ بھی دھوکا کی تجارت ہے۔

۳۔ بھگوڑے غلام کی تجارت بھی اس وجہ سے منع ہے کہ اس کے حصول کی اور سپرد کرنے کی مالک میں قدرت نہیں، اسی طرح بدکا ہوا اونٹ، فضا میں اڑتا ہوا پرندہ وغیرہ کا حکم ہے۔

۴۔ غنیمت کا مال حاصل کرنے والے کے مال کی مقدار نامعلوم ہے اگر یہ معین کرتے ہوئے فروخت کرے گا گویا کہ ایک اور خرابی پیدا ہوئی کہ اس نے وہ چیز فروخت کر دی جو اس کی ملکیت میں نہیں۔

۵۔ صدقات قبضہ میں آنے سے پہلے فروخت کرنا اس لیے منع ہیں کہ ایک تو ان کی مقدار نامعلوم ہے۔ دوسری غیر ملکیتی چیز فروخت کر دی۔ کیونکہ جس نے صدقہ کیا ہے وہ قبضہ میں دے گا تو ملکیت ثابت ہوگی یہاں ابھی ایسا نہیں ہوا۔

۶۔ پانی میں موجود مچھلی کی فروخت بھی اس لیے حرام ہے کہ ایک تو اس کے حصول پر قدرت نہیں اور خریدار کو سونپنی ممکن نہیں۔ دوسری گہرے پانی میں مچھلی کی مقدار نامعلوم ہے۔ اس کے حجم کا پتہ نہیں کتنا بڑا ہے مچھلی کی قسم کا علم نہیں اس لیے یہ سراسر دھوکا کی تجارت ہے۔

۷۔ غوطہ خور سے تجارت کرنا زبردست خطرناک ہے، جو غوطہ وہ لگائے گا وہ کیا چن کر لاتا ہے اور کتنا لاتا ہے یہ مقدار مجہول ہے اور دوسری بدترین قباحت یہ ہے کہ جو غوطہ خور فروخت کر رہا ہے وہ اس کی ملکیت میں نہیں اس لیے یہ قطعاً حرام ہے۔ یہ یاد رہے، یہی جاہلیت کی تجارت کی صورتیں انعامی بانڈ، بولی والی کمیٹی، انشورنس (بیمہ زندگی) کی صورت میں آج رائج ہیں، ان سے بچیں۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۸۱)

٤٦٨٣ ـ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَـنِ السَّـوْمِ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَعَنْ ذَبْحِ ذَوَاتِ الدَّرِّ . (رواه ابن ماجة' ٢٢٠٦، بلين)

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سورج طلوع ہونے سے پہلے بھاؤ کرنے سے اور دودھ دینے والے جانور کو ذبح کرنے سے منع فرمایا ہے۔'' (ابن ماجہ سند کمزور)

(٤٦٨٣) ابن ماجه: ٢٢٠٦ـ ضعيف، البانی: ٤٨٠.

٤٦٨٤ــ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاَ يَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ دَعُوا النَّاسَ يَرْزُقِ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ مِنْ بَعْضٍ . (رواه مسلم، ١٥٢٢)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شہری خریداری نہ کرے دیہاتی کے لیے اور لوگوں کو خود معاملات کرنے دو۔ بعض سے اللہ تعالیٰ بعض کو رزق دیتا ہے۔'' (مسلم)

٤٦٨٥ــ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ نُهِيْنَا أَنْ يَبِيْعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَّإِنْ كَانَ أَخَاهُ أَوْ أَبَاهُ . (رواه مسلم، ١٥٢٣)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہمیں روکا گیا کہ خریداری کرے شہری کسی دیہاتی کے لیے خواہ وہ اس کا بھائی ہو یا باپ ہو۔'' (مسلم)

٤٦٨٦ــ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ يُقَالُ لاَيَبِيْعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَّهِيَ كَلِمَةٌ جَامِعَةٌ لاَ يَبِيْعُ لَهُ شَيْئًا وَلاَ يَبْتَاعُ لَهُ شَيْئًا . (رواه أبوداود، ٣٤٤٠)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کہا جاتا تھا: نہ فروخت کرے شہری دیہاتی کے لیے۔ یہ جامع لفظ ہے۔ اس کے لیے شہری کوئی چیز نہ خریدے اور نہ فروخت کرے۔'' (ابوداؤد)

٤٦٨٧ــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَهٰى عَنْ تَلَقِّي الْبُيُوْعِ . (رواه مسلم ، ١٥١٨)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے تاجروں سے راستے میں جا کر سودا پکا کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔'' (مسلم)

٤٦٨٨ــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لاَ يَبِيْعُ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ وَلاَ تَلَقَّوُا السِّلَعَ حَتّٰى يُهْبَطَ بِهَا إِلَى السُّوْقِ . (رواه البخاري، ٢١٦٥)

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: ایک دوسرے کی بیع پر بیع نہ کیا کرو۔ اور تم مالِ تجارت کو راستے میں نہ پہنچا کرو یہاں تک کہ وہ بازار میں آ جائے۔ (بخاری)

٤٦٨٩ــ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَاهُرَيْرَةَ يَقُوْلُ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لاَ تَلَقَّوُا الْجَلَبَ فَمَنْ تَلَقَّاهُ فَاشْتَرٰى مِنْهُ فَإِذَا أَتٰى سَيِّدُهُ السُّوْقَ فَهُوَ بِالْخِيَارِ . (رواه مسلم، ١٥١٩)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے در آمدی مال تجارت کو راستہ میں جا کر خریدنے سے منع فرمایا ہے۔ پس جس نے راستہ میں جا کر خریدا اور پھر اس کا مالک بازار میں پہنچا تو اس کو اختیار ہوگا۔'' (مسلم)

(٤٦٨٤) مسلم: ١٥٢٣۔ ترمذی: ١٢٢٣۔ ابوداؤد: ٣٤٤٢۔ ابن ماجه: ٢١٧٦۔ احمد: ١٤٧٩٨.

(٤٦٨٥) ابوداؤد: ٣٤٤٠۔ بخاری: ٢١٦١۔ نسائی: ٤٤٩٤۔ ابوداؤد: ٣٤٤٠.

(٤٦٨٦) مسلم: ١٥١٨۔ بخاری: ٢١٦٤۔ ترمذی: ١٢٢٠۔ ابن ماجه: ٢١٨٠۔ احمد: ٢٧٨٥٥.

(٤٦٨٨) بخاری: ٢١٦٥۔ مسلم: ١٤١٢۔ ترمذی: ١٢٩٢۔ نسائی: ٤٥٠٤۔ ابوداؤد: ٣٤٣٦۔ ابن ماجه: ٢١٧١۔ احمد: ٤٧٠٨۔ ابوداؤد: ٣٤٣٧۔ ابن ماجه: ٢١٧٨۔ احمد: ٩٩٤٣۔ دارمی: ٢٥٦٦.

(٤٦٨٩) مسلم: ١٥١٩۔ ترمذی: ١٢٢١۔ نسائی: ٤٥٠١۔ ابوداؤد: ٣٤٣٧۔ ابن ماجه: ٢١٧٨۔ احمد: ٩٩٤٣۔ دارمی: ٢٥٦٦.

٤٦٩٠ــ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَیْعَتَیْنِ فِی بَیْعَةٍ. (رواه النسائی، ٤٦٣٢)

''سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایک بیع میں دو بیع کرنے کی ممانعت کی۔'' (نسائی)

٤٦٩١ــ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ أَبِیْهِ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَفْقَتَیْنِ فِی صَفْقَةٍ وَّاحِدَةٍ قَالَ أَسْوَدُ قَالَ شَرِیْكٌ قَالَ سِمَاكٌ الرَّجُلُ یَبِیْعُ الْبَیْعَ فَیَقُوْلُ هُوَ بِنَسَاءٍ بِكَذَا وَكَذَا وَهُوَ بِنَقْدٍ بِكَذَا وَكَذَا(رواه أحمد، ٣٧٧٤ ، والبزار والاوسط)

''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سودے میں دو سودے کرنے سے منع کیا۔ سماک رحمہ اللہ نے فرمایا: ایک آدمی سودا فروخت کرے اور کہے ادھار کی یہ قیمت ہے اور نقد پر یہ قیمت ہے۔'' (احمد، البزار، الاوسط)

٤٦٩٢ــ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهٗ بَلَغَهٗ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَجُلٍ ابْتَعْ لِیْ هٰذَا الْبَعِیْرَ بِنَقْدٍ حَتّٰی اَبْتَاعَهٗ مِنْكَ إِلَی اَجَلٍ فَسُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَكَرِهَهٗ وَنَهَی عَنْهُ. (لمالك)

''مالک رحمہ اللہ کو خبر پہنچی کہ ایک آدمی نے دوسرے کو کہا: تو میرے لیے اونٹ نقد قیمت پر خرید تاکہ میں تجھ سے ادھار پر خریدوں۔ پس اس بیع کا سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تو انھوں نے اس کو ناپسند کیا اور اس سے منع کر دیا۔'' (مالک)

شرح:......ایک تجارت میں دو تجارتوں کی صورت کے تعین میں اختلاف ہے۔

۱۔ ایک صورت یہ ہے کہ فروخت کنندہ خریدار سے کہے یہ چیز میں تیرے ہاں، اتنے کی فروخت کرتا ہوں کہ تو اپنا گھر مجھے اتنے کا کرائے پر دے یہ حرام ہے۔ کیونکہ جب یہ شرط فساد زدہ ہوگی تو اس کے مقابلہ میں اتنی قیمت دینا پڑتی ہے، قیمت نامعلوم ہونے کی وجہ سے یہ تجارت باطل ہے۔

۲۔ یہ ہے کہ فروخت کرنے والا یہ کہے میں یہ سامان ادھار ایک ہزار کا دوں گا اور نقد ایک ہزار کا۔

۳۔ یہ ہے کہ ایک آدمی ادھار سامان سو روپے کا فروخت کرتا ہے، اور اسی روپے میں نقد خرید لیتا ہے۔ اگر سو سے زائد قیمت پر خریدتا ہے تو یہ سود ہوگا، اگر کم قیمت پر خریدتا ہے تو یہ کم قیمت ہوئی جو کہ اس حدیث میں سود کا ذریعہ قرار دی

(٤٦٩٠) نسائی: ٤٦٣٢۔ حسن، صحیح، البانی: ٤٣١٨۔ ترمذی: ١٢٣١۔ ابوداؤد: ٣٤٦١۔ احمد: ٢٧٢٤٥.

(٤٦٩١) احمد: ٣٧٧٤۔ بزار، طبرانی اوسط، بخاری: ٥٩٤٨۔ مسلم: ٢١٢٥۔ ترمذی: ٢٧٨٢۔ نسائی: ٥٢٥٥۔ ابوداؤد: ٤١٦٩۔ ابن ماجہ: ٢٢٧٧۔ دارمی: ٢٦٤٧.

(٤٦٩٢) مؤطا.

گئی ہے۔ ایک ہی چیز کی دو قیمتیں مقرر کرنے سے قیمت میں استقرار اور استحکام نہیں رہتا اس لیے اسے حرام قرار دیا گیا ہے۔ اگر ایک وقت میں فروخت کنند یا خریدار صرف ادھار لے تو اس میں مناسب سی زیادہ قیمت لگانے میں کوئی حرج نہیں اور دونوں نے اگر نقد قیمت ہی طے کر رکھی ہے تو اس صورت میں کچھ کم قیمت لگا لی جائے تو بھی اس حدیث کی زد میں نہیں آتی۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۴۹)

٤٦٩٣۔ عَنْ أَبِي أَيُّوْبَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الْوَالِدَةِ وَوَلَدِهَا فَرَّقَ اللّٰهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَحِبَّتِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (رواه الترمذی، ١٢٨٣)

''سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جو آدمی ماں اور اس کے بچے کے درمیان جدائی ڈالے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے اور اس کے محبوب کے درمیان جدائی ڈالے گا۔'' (ترمذی)

٤٦٩٤۔ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ وَهَبَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غُلَامَيْنِ أَخَوَيْنِ فَبِعْتُ أَحَدَهُمَا فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا عَلِيُّ مَا فَعَلَ غُلَامُكَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ رُدَّهُ رُدَّهُ. (رواه الترمذی، ١٢٨٤)

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے دو غلام دیئے، جو آپس میں بھائی تھے۔ پس میں نے ایک کو فروخت کر دیا۔ آپ نے فرمایا: تیرے دو غلام کہاں گئے؟ میں نے خبر دی تو فرمایا: اس کو واپس کر، اس کو واپس کر۔'' (ترمذی)

شرح: ......ان احادیث میں صلہ رحمی کا درس دیا گیا ہے کہ غلام اور لونڈی فروخت کرتے وقت ماؤں سے ان کے نابالغ بچوں کو جدا نہ کیا جائے۔ جدا جدا جگہ آدمیوں کے ہاتھ فروخت نہ کیا جائے۔ اس سے ماں کی مامتا متاثر ہوتی ہے، جو شخص اس دنیا میں بے رحمی اور قطع رحمی کا ارتکاب کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے قریبی اعزاء واقارب کے درمیان میں جدائی ڈال دے گا۔

لونڈی اور غلام میں بھی تفریق کرانا حرام ہے جس طرح ماں اور بچے کے درمیان تفریق حرام ہے، یہ تفریق خواہ تجارت کی صورت میں ہو یا ملکیت ختم کرنے یعنی آزاد کرنے کی صورت میں ہو۔

اگر بھائی کو بھائی سے یا بہن کو بہن سے علیحدہ فروخت کیا گیا ہوگا تو یہ تجارت منع ہوگی، واقع نہ ہوگی۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ٦٧)

(٤٦٩٣) ترمذی: ١٢٨٣۔ حسن، البانی: ١٠٣٢۔ احمد: ٢٣٠٠٢۔ دارمی: ٢٤٧٩.

(٤٦٩٤) ترمذی: ١٢٨٤۔ ضعیف، البانی: ٢١٩۔ ابن ماجه: ٢٢٤٩۔ احمد: ٨٠٢۔ بلوغ المرام میں اس کی سند کو صحیح قرار دیا گیا ہے۔ (٦٧٨)

الربافي المكيل والموزون والحيوان

ناپنے اور تولنے کی چیزوں میں اور حیوان میں سود کا بیان

٤٦٩٥۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ آكِلَ الرِّبَا وَمُؤْكِلَهُ وَشَاهِدَيْهِ وَكَاتِبَهُ. (رواه الترمذي' ١٢٠٦)

''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے، سود دینے، سود کے دو گواہ بننے والوں اور لکھنے والے کو لعنت کی ہے۔'' (ترمذی)

شــــرح: ...... مال سے عموماً نفع اٹھایا جاتا ہے، اس لیے سود کھانے والے پر لعنت کا آیا ہے۔ اگر نہ بھی کھائے ویسے ہی سود لے تو پھر بھی لعنت کا مستحق ہے۔ کھلانے والے سے مراد سود دینے والا ہے۔ اگر چہ اسے نہ بھی کھلائے یہ بھی لعنت کا سزاوار ہے، اس پر گواہ بننے والے اور منشی بن کر لکھنے والے سب لعنتی ہیں۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس بارے میں واضح ہے کہ سود کا کام کرنے والوں کی تحریر کرنا اس پر گواہ بننا بھی اسی طرح حرام ہے جس طرح اسے کھانا کھلانا حرام ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا باطل کی اعانت کرنا بھی حرام ہے۔ (شرح مسلم: ۱۱/ ۲۶)

٤٦٩٦۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لا يَبْقِى أَحَدٌ إِلَّا اَكَلَ الرِّبَا فَإِنْ لَمْ يَأْكُلْهُ أَصَابَهُ مِنْ بُخَارِهِ. (رواه أبوداود' ٣٣٣١)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ کوئی فرد سود کھانے سے محفوظ نہ ہوگا، اگر کوئی خود نہ کھائے گا تو اس کو سود کی بھاپ ضرور پہنچے گی۔'' (ابوداؤد)

٤٦٩٧۔ عَنْ عُمَرَ، رَفَعَهُ: الوَرِقُ بِالْوَرِقِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ، وَالذَّهَبُ بِالذَّهَبِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ. (رواه مسلم' ١٥٨٤)

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: چاندی بدلے چاندی کے سود ہے مگر اس ہاتھ دو اور اس ہاتھ لو اور سونا کے بدلے سونا دینا سود ہے مگر اس ہاتھ دو اور اس ہاتھ وصول کرو۔''

شــــرح: ...... ھاء وھاء کا مطلب ہے کہ اسی مجلس میں نقد ونقد چاندی اور سونا آپس میں قبضہ میں لیں، ادھار نہ ہو۔ جب چاندی اور سونے کی تجارت میں جبکہ یہ مختلف جنس کے ہیں ادھار جائز نہیں تو سونا اور سونا، چاندی اور چاندی کے درمیان تو بالاولی ادھار جائز نہیں۔ (فتح الباری: ۴/ ۳۷۸)

(٤٦٩٥) ترمذی: ١٢٠٦۔ صحیح، البانی: ٩٦٤۔ مسلم: ١٥٩٧۔ نسائی: ٣٤١٦۔ ابوداؤد: ٣٣٣٣۔ ابن ماجه: ٢٢٧٧۔ احمد: ٤٤١٤۔ دارمی: ٢٥٣٥.

(٤٦٩٦) ضعیف، البانی: ٧٢٤۔ ابوداؤد: ٣٣٣١۔ نسائی: ٤٤٥٥۔ ابن ماجه: ٢٢٧٨.

(٤٦٩٧) مسلم: ١٥٨٤۔ بخاری: ٢١٧٩۔ ترمذی: ١٢٤١۔ نسائی: ٤٥٧١۔احمد: ٢١٢٣٦.

٤٦٩٨ــ عَـنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدْثَانِ أَنَّهٗ قَالَ أَقْبَلْتُ أَقُوْلُ مَنْ يَصْطَرِفُ الدَّرَاهِمَ فَـقَـالَ طَـلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَهُوَ عِنْدَ عُمَرَ بْـنِ الْـخَـطَّـابِ أَرِنَا ذَهَبَكَ ثُمَّ ائْتِنَا إِذْ جَاءَ خَـادِمُـنَـا نُـعْـطِكَ وَرِقَكَ فَـقَـالَ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ كَلَّا وَاللّٰهِ لَتُعْطِيَنَّهٗ وَرِقَهٗ أَوْلَتَرُدَّنَّهٗ إِلَيْـهِ ذَهَبَـهٗ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الْوَرِقُ بِـالـذَّهَـبِ رِبـاًإِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّرِباً إِلَّاهَـاءَ وَهَاءَ وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ رِباً إِلَّا هَاءَ وهَـاءَ وَالتَّـمْـرُ بِـاالتَّمْرِ رِباً إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ. (رواه مسلم، ١٥٨٦)

''اور ایک روایت میں ہے کہ مالک بن حدثان نے کہا: سونے کے بدلے درھم کون دیتا ہے؟ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ تھے۔ انھوں نے کہا: تو اپنا سونا ہمیں دکھا پھر جب ہمارا خادم آئے گا تو ہم تیری چاندی تجھے دیدیں گے۔ پس سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہرگز نہیں قسم اللہ کی! یا اسی وقت چاندی اس کو دیدے یا پھر اس کا سونا واپس کردے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: چاندی سونے کے بدلے سود ہے مگر اس ہاتھ دو اور اس ہاتھ وصول کرو۔ گندم بدلے گندم کے سود ہے مگر اس ہاتھ دو اور اس ہاتھ وصول کرو۔ اور جو کے بدلے جو سود ہے مگر اس ہاتھ دو اور اس ہاتھ وصول کرو۔ کھجور کے بدلے کھجور سود ہے مگر اس ہاتھ دو اور اس ہاتھ وصول کرو۔ (مسلم)

٤٦٩٩ــ عَـنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الـذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةُ بِـالْـفِـضَّـةِ وَالْبُـرُّ بِـالْبُـرِّ وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ وَالتَّـمْـرُ بِالتَّمْرِ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلاً بِمِثْلٍ يَـدًا بِيَدٍ فَمَنْ زَادَ أَوِاسْتَزَادَ فَقَدْأَرْبَى الآخِذُ وَالْمُعْطِيْ فِيْهِ سَوَاءٌ. (رواه مسلم، ١٥٨٤ فی کتاب المساقاة)

''سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سونا بدلے سونے کے اور چاندی کے بدلے چاندی اور گندم کے بدلے گندم اور جو کے بدلے جو اور کھجور کے بدلے کھجور اور نمک کے بدلے نمک برابر برابر اور ہاتھوں ہاتھ ہو۔ پس جس نے زیادہ کیا یا زیادہ طلب کیا تو اس نے سود لیا۔ لینے والا اور دینے والا اس میں برابر ہیں۔'' (مسلم)

٤٧٠٠ـ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ جَاءَ بِلَالٌ بِتَمْرٍ بَرْنِيٍّ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ مِنْ أَيْنَ هٰذَا فَقَالَ بِلَالٌ تَـمْـرٌكَـانَ عِـنْـدَنَـا رَدِيْءٌ فَبِعْتُ مِنْهُ صَـاعَيْـنِ بِـصَـاعٍ لِمَطْعَمِ النَّبِيِّ ﷺ فَـقَـالَ

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بلال رضی اللہ عنہ برنی کھجور لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کہاں سے؟ انھوں نے کہا: ہمارے پاس ردی کھجور تھی تو میں نے اس کے دو صاع دے کر کھجور ایک صاع خریدی ہیں، تاکہ نبی کریم ﷺ عمدہ کھجور

(٤٦٩٨) مسلم: ١٥٨٦ـ بخاری: ٢١٧٤ـ ترمذی: ١٢٤٣ـ نسائی: ٤٥٥٨ـ ابوداؤد: ٣٣٤٨ـ ابن ماجه: ٢٢٦٠ـ احمد: ٣١٦ـ مؤطا: ١٣٣٣ـ دارمی: ٢٥٧٨.

(٤٦٩٩) مسلم: ١٥٨٤ـ كتاب المساقاة، بخاری: ٢١٧٩ـ ترمذی: ١٢٤١ـ نسائی: ٤٥٧١ـ احمد: ٢١٢٣٦ـ مؤطا: ١٣٢٤.

(٤٧٠٠) مسلم: ١٥٩٤ـ بخاری: ٢٣١٢ـ نسائی: ٤٥٥٧ـ ابن ماجه: ٢٢٥٦ـ احمد: ١١٣٤٦ـ دارمی: ٢٥٧٧.

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ أَوَّهْ عَيْنُ الرِّبَا لاَ تَفْعَلْ وَلٰكِنْ إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَشْتَرِيَ التَّمْرَ فَبِعْهُ بِبَيْعٍ آخَرَ ثُمَّ اشْتَرِبِهِ. (رواه مسلم، ١٥٩٤)

کھائیں۔فرمایا: اف! یہ تو خالص سود ہے، یہ تو سراسر سود ہے۔ ایسا نہ کرو۔ البتہ اگر تم خریدنا چاہو تو اپنی کھجور علیحدہ فروخت کر کے اس کی قیمت پر کھجور خریدا کرو۔'' (مسلم)

٤٧٠١۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ الدِّيْنَارُ بِالدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ فَقِيْلَ لَهُ فَإِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ لاَ يَقُوْلُهُ فَقَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ سَأَلْتُهُ فَقُلْتُ سَمِعْتَهُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ أَوْ وَجَدْتَهُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ قَالَ كُلَّ ذٰلِكَ لاَ أَقُوْلُ وَأَنْتُمْ أَعْلَمُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ مِنِّي وَلٰكِنْ أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لاَ رِبًا إِلاَّ فِي النَّسِيْئَةِ. (رواه البخاري، ٢١٧٩)

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: دینار کے بدلے دینار اور درہم کے بدلے درہم مثل حدیث سابق۔ راوی کہتے ہے میں نے کہا کہ سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ یہ بیان نہیں کرتے۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اس سے سوال کیا تھا اور میں نے کہا تھا کیا تو نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے یا تو نے اس کو اللہ کی کتاب میں پایا ہے؟ تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا تھا: میں ان امور میں سے کسی کی بنا پر نہیں کہتا اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث بھی مجھ سے تم زیادہ جانتے ہو۔ البتہ مجھے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بتایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سود ادھار کے سوا نہیں ہے۔'' (بخاری)

٤٧٠٢۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَعْمَلَ رَجُلاً عَلَى خَيْبَرَ فَجَاءَهُ بِتَمْرٍ جَنِيْبٍ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ أَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا فَقَالَ لاَ وَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا لَنَأْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هٰذَا بِالصَّاعَيْنِ وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلاَثَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلاَ تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيْباً. (رواه مسلم، ١٥٩٣)

''سیدنا ابوسعید خدری اور سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو خیبر پر عامل مقررہ کیا تو وہ جنیب (عمدہ) کھجور لے کر حاضر ہوا۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: کیا خیبر کی تمام کھجورر اسی قسم کی ہیں؟ اس نے کہا: نہیں، بلکہ ہم دو صاع کے بدلے ایک صاع اور تین صاع کے بدلے دو صاع خرید کر لائے ہیں۔ فرمایا: ایسا مت کرو اپنے کھجور درھموں کے بدلے فروخت کرو اور پھر درھموں کے بدلے جنیب (عمدہ) کھجور خریدو!۔'' (مسلم)

(٤٧٠١) بخاري: ٢١٧٩۔ مسلم: ١٥٩٦۔ ترمذي: ١٢٤١۔ نسائي: ٤٥٨١۔ ابن ماجه: ٢٢٥٧۔ احمد: ٢١٢٣٦۔ مؤطا: ١٣٢٤.
(٤٧٠٢) مسلم: ١٥٩٣۔ بخاري: ٢٣١٢۔ نسائي: ٤٥٦٥۔ ابن ماجه: ٢٢٥٦۔ احمد: ١١٢٤٤۔ مؤطا: ١٣١٥۔ دارمي: ٢٥٧٧.

٤٧٠٣ـ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلاً بِمِثْلٍ سَوَاءً بِسَوَاءٍ يَداً بِيَدٍ فَإِذَا اخْتَلَفَتْ هٰذِهِ الأَصْنَافُ فَبِيْعُوْا كَيْفَ شِئْتُمْ إِذَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ . (رواه مسلم ، ١٥٨٧)

''سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: سونا بدلے سونے کے، چاندی بدلے چاندی کے، گندم بدلے گندم کے، جو بدلے جو کے، کھجور بدلے کھجور کے اور نمک بدلے نمک کے مقدار میں برابر اور ہاتھوں ہاتھ دو اور ہاتھوں ہاتھ وصول کرو۔ جب اجناس مختلف ہوں تو جیسا چاہو فروخت کرو، البتہ ایک ہاتھ سے دو اور ایک ہاتھ سے لو۔'' (مسلم)

٤٧٠٤ـ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ الأَنْصَارِيِّ قَالَ أُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَهُوَ بِخَيْبَرَ بِقِلادَةٍ فِيْهَا خَرَزٌ وَذَهَبٌ وَهِيَ مِنَ الْمَغَانِمِ تُبَاعُ فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِالذَّهَبِ الَّذِيْ فِي الْقِلادَةِ فَنُزِعَ وَحْدَهُ ثُمَّ قَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَزْناً بِوَزْنٍ . (رواه مسلم، ١٥٩١)

''سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں تھے کہ آپ کے پاس ہار سونے کا لایا گیا، اسی میں مہرے بھی تھے، اور وہ مالِ غنیمت میں سے تھا، اور وہ فروخت کرنا تھا۔ پس سونے کے علیحدہ کرنے اور ہار سے جدا کرنے کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو وہ جدا کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سونا بدلے سونے کے وزن برابر ہو وزن کے ساتھ۔'' (مسلم)

٤٧٠٥ـ عَنْ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ أَنَّهُ قَالَ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ السَّعْدَيْنِ أَنْ يَبِيْعَا آنِيَةً مِنَ الْمَغَانِمِ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ فَبَاعَا كُلَّ ثَلاثَةٍ بِأَرْبَعَةٍ عَيْناً أَوْ كُلَّ أَرْبَعَةٍ بِثَلاثَةٍ عَيْناً فَقَالَ لَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ أَرْبَيْتُمَا فَرُدَّا . (رواه مالك، ١٣٢٢)

''یحییٰ بن سعید نے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن ہر دو کو (سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ وسعد بن وقاص) حکم دیا کہ وہ مالِ غنیمت کے سونے، چاندی کے برتن فروخت کریں۔ تو دونوں نے ہر برتن چار برتنوں کے بدلے یا ہر چار کو تین کے بدلے فروخت کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو فرمایا: تم نے سودی بیع کی ہے۔ پس انہوں نے بیع مسترد کر دی۔'' (مالک)

٤٧٠٦ـ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِيْ سُفْيَانَ بَاعَ سِقَايَةً مِّنْ ذَهَبٍ أَوْوَرِقٍ

''عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سونے یا چاندی کا پیالہ فروخت کیا۔ اور قیمت اس کے وزن سے

(٤٧٠٣) مسلم: ١٥٨٧ـ ترمذی: ١٢٤٠ـ نسائی: ٤٥٦٦ـ ابوداؤد: ٣٣٤٩ـ ابن ماجه: ٢٢٥٤ـ احمد: ٢٢٢٢٠ـ دارمی: ٢٥٧٩.
(٤٧٠٤) مسلم: ١٥٩١ـ نسائی: ٤٥٧٤ـ ابوداؤد: ٣٣٥٣ـ احمد: ٢٣٤٤٨.
(٤٧٠٥) مؤطا: ١٣٢٢.
(٤٧٠٦) مؤطا: ١٣٢٧ـ نسائی: ٤٥٧٠ـ احمد: ٢٦٩٨٣.

بِأَكْثَرَ مِنْ وَزْنِهَا فَقَالَ أَبُوْ الدَّرْدَاءِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَنْهَى عَنْ مِثْلِ هٰذَا إِلَّا مِثْلاً بِمِثْلٍ فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ مَا أَرَى بِمِثْلِ هٰذَا بَأْساً فَقَالَ أَبُوالدَّرْدَاءِ مَنْ يَعْذُرُنِيْ مِنْ مُعَاوِيَةَ أَنَا أُخْبِرُهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَيُخْبِرُنِيْ عَنْ رَأْيِهِ لَا أُسَاكِنُكَ بِأَرْضٍ أَنْتَ بِهَا ثُمَّ قَدِمَ أَبُوالدَّرْدَاءِ عَلَى عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَكَتَبَ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ إِلٰى مُعَاوِيَةَ أَنْ لَا تَبِيْعَ ذٰلِكَ إِلَّا مِثْلاً بِمِثْلٍ وَزْنًا بِوَزْنٍ. (رواه مالك، ١٣٢٧)

زائد وصول کی۔ تو سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اس طرح کی بیع سے رسول اللہ ﷺ کو منع فرماتے سنا ہے۔ مگر مثل بمثل ہو تو پھر جائز ہے۔ سیدنا معاویہ نے کہا: میں تو اس بیع میں کوئی گناہ نہیں سمجھتا۔ ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا: معاویہ رضی اللہ عنہ کا میری طرف سے کون عذر کرتا ہے؟ میں اس کو رسول اللہ ﷺ کی حدیث سناتا ہوں اور وہ مجھے اپنی رائے کی خبر دیتا ہے۔ میں اس سرزمین پر سکونت نہیں رکھوں گا جس پر تو بھی موجود ہو۔ پس رضی اللہ عنہ ابودرداء عمر رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے اور ان کو سارا واقعہ سنایا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اس (سونے) کو نہ فروخت کیا جائے مگر مثل کو مثل کے بدلے اور ہر ایک کا وزن دوسرے کے برابر ہو۔'' (الموطا)

٤٧٠٧۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنْتُ أَبِيْعُ الْإِبِلَ بِالْبَقِيْعِ فَأَبِيْعُ بِالدَّنَانِيْرِ فَآخُذُ مَكَانَهَا الْوَرِقَ وَأَبِيْعُ بِالْوَرِقِ فَآخُذُ مَكَانَهَا الدَّنَانِيْرَ فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَوَجَدْتُهُ خَارِجاً مِنْ بَيْتِ حَفْصَةَ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهِ بِالْقِيْمَةِ. (رواه الترمذي، ١٢٤٢)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بقیع میں اونٹ فروخت کرتا تھا، اور بیع کرتا دیناروں کے ساتھ لیکن اس کے بدلے وصول چاندی کرتا۔ چاندی کے بدلے فروخت کرتا اور وصول دینار کرتا تھا۔ پھر میں نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا، اور آپ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا کوئی گناہ نہیں جب قیمت کے مطابق ہو۔'' (ترمذی)

٤٧٠٨۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سُلَيْمَانَ ابْنَ يَسَارٍ قَالَ فَنِيَ عَلَفُ حِمَارِ سَعْدِبْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ فَقَالَ لِغُلَامِهِ خُذْ مِنْ حِنْطَةِ أَهْلِكَ فَابْتَعْ بِهَا شَعِيْرًا وَلَا تَأْخُذْ إِلَّا مِثْلَهُ. (لمالك)

'' مالک کو خبر پہنچی کی سلیمان بن یسار نے کہا کہ سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کے گدھے کا چارہ ختم ہوگیا تو انھوں نے اپنے غلام کو کہا: اپنے گھر سے گندم کے دانے لیجا اور ان کے بدلے جو خرید کرلا اور صرف دانوں کی مثل ہی لینا۔'' (مالک)

٤٧٠٩۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ أَنَّ زَيْدًا أَبَا عَيَّاشٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ سَعْدَ بْنَ أَبِيْ وَقَّاصٍ

''عبداللہ بن یزید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ابوعیاش رحمہ اللہ نے سعد رضی اللہ عنہ کو پوچھا کہ سفید جو کو چھلکے دار جو سے فروخت کرنا کیسا

(٤٧٠٧) ترمذی: ١٢٤٢۔ ضعیف، البانی: ٢١٤۔ نسائی: ٤٥٨٩۔ ابوداؤد: ٣٣٥٤۔ ابن ماجه: ٢٢٦٢۔ احمد: ٦٣٩١۔ دارمی: ٢٥٨١.

(٤٧٠٨) مؤطا: ١٣٢٧.

(٤٧٠٩) مؤطا: ١٣١٦۔ ترمذی: ١٢٢٥۔ نسائی: ٤٥٤٣۔ ابوداود: ٣٣٦٠۔ ابن ماجه: ٢٢٦٤۔ احمد: ١٥٤٧.

عَنِ الْبَيْضَاءِ بِالسُّلْتِ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ أَيَّتُهُمَا أَفْضَلُ قَالَ الْبَيْضَاءُ فَنَهَاهُ عَنْ ذٰلِكَ وَقَالَ سَعْدٌ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَسْأَلُ عَنِ اشْتِرَاءِ التَّمْرِ بِالرُّطَبِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ أَيَنْقُصُ الرُّطَبُ إِذَا يَبِسَ فَقَالُوْا نَعَمْ فَنَهٰى عَنْ ذٰلِكَ. (رواه مالك' ۱۳۱٦)

ہے؟ تو انھوں نے کہا: ان میں افضل کون سا ہے؟ کہا: سفید افضل ہے۔ تو انھوں نے اس بیع سے منع کیا۔ اور کہا: میں نے سنا ہے کہ نبی کریم ﷺ سے خشک کھجوروں کو تر کھجوروں کے بدلے خریدنے کا پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تازہ کھجور خشک ہو کر کم ہوتی ہیں؟ تو لوگوں نے کہا: ہاں، پس آپ ﷺ نے اس بیع سے منع فرمایا۔'' (مالک)

شرح: ......۱۔ بخاری کا یہ جملہ کہ ایک جنس کی کرنسی میں سود بنتا ہے، جب کمی بیشی کریں اور ادھار کریں اگر ایک جنس کی چیزیں نقد و نقد لیں اور کمی بیشی سے لیں تو جائز ہے، یہ بات محل نظر ہے۔ حالانکہ دوسری حدیث میں با قاعدہ سود کہا گیا ہے۔

ان میں مطابقت اس طرح ہے کہ جس میں زیادہ لینے کی گنجائش نکالی گئی ہے، یہ مفہوم ہے۔ واضح حدیث اس کے حرام ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ ثابت یہ ہوتا ہے کہ ایک جنس کی چیز کمی بیشی کر کے لینا دینا نہ نقد جائز ہے نہ ادھار جائز ہے۔ اگر جنس مختلف ہو تو کمی بیشی جائز ہے مگر نقد و نقد جائز ہے، ادھار جائز نہیں۔ (فتح الباری: ۴/۳۸۲)

۲۔ یہ احادیث دو قسم کی نقدی (۱۔سونا، ۲۔ چاندی) اور چار قسم کی کھائی جانے والی چیزوں کی تجارت کے اصول بیان کر رہی ہیں۔ اور دیگر بھی ایک جنس کی اشیاء ان پر قیاس کی جائیں گی، جو آپس میں ہم جنس کی ہوں تو برابر فروخت کی جائیں گی کمی بیشی جائز نہیں۔ ایک ملک کی کرنسی بھی اسی طرح کمی بیشی سے لینا دینا منع ہے، اگر کرنسی علیحدہ علیحدہ ہو تو پھر جائز ہے۔

۳۔ ایک جنس کا پھل یا اناج اچھا ہے، اسی قسم کا پھل اچھا نہیں تو یہ بھی آپس میں کمی بیشی سے لینے دینے منع ہیں۔ اگر جنس مختلف ہو جائے تو پھر جائز ہے، کمی بیشی کر لیں۔ جیسا کہ یہ کھجوروں کا معاملہ ہوا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ غیر عمدہ کھجور پہلے فروخت کریں، ان سے جو رقم میسر آئے اس کے ساتھ عمدہ کھجور خریدیں۔ تر پھل خشک ہو کر کم ہو جاتا ہے اس لیے آپ نے تجارت منع کر دی۔

۴۔ ہار فروخت کرنے والی روایت میں یہ بتایا گیا ہے، نامعلوم چیز اس وقت فروخت کرنی جائز ہے کہ جب اس کے ایک ایک فرد اور جزء کا علیحدہ علیحدہ پتہ چل جائے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ ایک جنس کے ساتھ کوئی غیر جنس ملی ہو، جن کا آپس میں پتہ نہ ہو کہ کتنی مقدار میں ہیں تو ان کی تجارت بھی جائز نہیں جب تک انہیں علیحدہ نہ کر لیا جائے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۹۸ تا ۱۰۱)

٤٧١٠ـ عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَاءَ عَبْدٌ فَبَايَعَ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى الْهِجْرَةِ وَلَمْ يَشْعُرْ أَنَّهُ عَبْدٌ فَجَاءَ سَيِّدُهُ يُرِيْدُهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِعْنِيْهِ فَاشْتَرَاهُ بِعَبْدَيْنِ أَسْوَدَيْنِ ثُمَّ لَمْ يُبَايِعْ أَحَدًا بَعْدُ حَتّٰى يَسْأَلَهُ أَعَبْدٌ هُوَ. (رواه مسلم، ١٦٠٢)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک غلام نے آنحضرت ﷺ سے ہجرت پر بیعت کی۔ آپ ﷺ کو علم نہیں تھا کہ وہ غلام ہے۔ پس اس کا مالک اس کو لینے کے ارادے سے آیا تو آپ ﷺ نے اس کو فرمایا: اس کو میرے اوپر فروخت کر دے۔ پس آپ ﷺ نے دو سیاہ رنگ کے غلام دیکر اس کو خریدا، پھر اس کے بعد کسی سے بیعت نہ کرتے یہاں تک کہ پوچھتے کیا وہ غلام ہے؟۔'' (مسلم

شـــرح: ......اس غلام کا آقا آیا، اس نے مطالبہ کر دیا کہ یہ مجھے دو، آپ ﷺ نے چونکہ اس سے ہجرت پر بیعت لے لی تھی، اس کی وفا کے لیے اس کے مالک سے کہا: یہ مجھے فروخت کر دو، تو آپ ﷺ نے اس کے آقا کو دو سیاہ فام غلام دیئے اور اسے خرید لیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ صورت حال کی تحقیق فرمالیا کرتے تھے کہ یہ ہجرت کرنے والا آزاد ہے یا غلام ہے۔ اگر آزاد ہوتا تو اس سے ہجرت کی بیعت لیتے غلام ہوتا تو پھر بیعت نہ لیتے تھے۔

اس سے ثابت ہوا ایک غلام کے عوض دو غلام دے کر تجارت کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ یہ تجارت نقد ونقد ہو، ادھار نہ ہو، یہی حکم حیوان کی تجارت کا ہے۔ ان میں کمی بیشی بھی جائز ہے، اگر نقد ہو۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۹۵)

٤٧١١ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يُجَهِّزَ جَيْشًا فَنَفِدَتِ الإِبِلُ فَأَمَرَهُ أَنْ يَأْخُذَ فِيْ قِلَاصِ الصَّدَقَةِ فَكَانَ يَأْخُذُ الْبَعِيْرَ بِالْبَعِيْرَيْنِ إِلٰى إِبِلِ «الصَّدَقَةِ» (رواه أبوداود، ١٣٥٧)

''سیدنا عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کو نبی کریم ﷺ نے فوج کو سامان دینے پر مامور فرمایا۔ چنانچہ اونٹ کم پڑ گئے تو انھوں نے ایک اونٹ دو اونٹوں کے بدلے خریدنا شروع کر دیا تا کہ زکوۃ کی وصولی کے بعد دیئے جائیں۔'' (ابوداؤد)

٤٧١٢ـ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ بَاعَ جَمَلًا لَهُ يُدْعٰى عُصَيْفِيْرًا بِعِشْرِيْنَ بَعِيرًا إِلَى أَجَلٍ. (رواه مالك، ١٣٥٤)

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک اپنا عصیفیر نامی اونٹ بیس اونٹوں کے بدلے وقت مقررہ تک ادھار فروخت کیا۔'' (امام مالک)

(٤٧١٠) مسلم: ١٦٠٢ـ ترمذی: ١٥٩٦ـ نسائی: ٤٦٢١ـ ابوداؤد: ٣٣٥٨ـ ابن ماجه: ٢٨٦٩ـ احمد: ١٤٥٨٢.

(٤٧١١) ابوداؤد: ٣٣٥٧ـ ضعيف، البانی: ٧٢٨ـ احمد: ٦٥٥٧.

(٤٧١٢) مؤطا: ١٣٥٤.

٤٧١٣ــ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ الْحَيَوَانُ اثْنَانِ بِوَاحِدٍ لاَ يَصْلُحُ نَسِيْئًا وَلاَ بَأْسَ بِهِ يَدًا بِيَدٍ . (رواه الترمذي، ١٢٣٨)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: نہیں درست دو حیوان ایک حیوان کے بدلے ادھار پر۔ اور کوئی حرج نہیں دست بدست بیع ہو۔'' (ترمذی)

٤٧١٤ـ عَنْ سَمُرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيْئَةً (رواه النسائي، ٤٦٢٠)

''سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حیوان کی حیوان کے بدلے ادھار بیع ممنوع قرار دی ہے۔'' (نسائی)

٤٧١٥ــ عَنْ مُجَاهِدٍ أَنَّهُ قَالَ اسْتَسْلَفَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ مِنْ رَجُلٍ دَرَاهِمَ ثُمَّ قَضَاهُ دَرَاهِمَ خَيْرًا مِنْهَا فَقَالَ الرَّجُلُ يَا أَبَاعَبْدِالرَّحْمٰنِ هٰذِهِ خَيْرٌ مِنْ دَرَاهِمِيْ الَّتِيْ أَسْلَفْتُكَ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَدْعَلِمْتُ وَلٰكِنْ نَفْسِي بِذٰلِكَ طَيِّبَةٌ . (رواه مالك، ١٣٨٥)

''مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے پہلے ایک مرد سے درھم لیے، اور پھر درھم والے کو بہتر ادا کیے تو اس نے وصول کرنے سے انکار کیا، اور کہا: یہ میرے درھموں سے بہتر ہیں۔ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں جانتا ہوں مگر میرا اس سے دل خوش ہوتا ہے۔''

٤٧١٦ــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ يَكُوْنُ لَهُ الدَّيْنُ عَلَى الرَّجُلِ إِلٰى أَجَلٍ فَيَضَعُ عَنْهُ صَاحِبُ الْحَقِّ وَيُعَجِّلُهُ الآخَرُ فَكَرِهَ ذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَنَهٰى عَنْهُ . (رواه مالك، ١٣٧٧)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان سے ایک آدمی کے متعلق سوال کیا گیا کہ اس کا دوسرے پر ایک مقررہ مدت تک قرض ہو، تو صاحب قرض اپنے قرض سے کچھ حصہ چھوڑ کر قرض جلدی وصول کرنا چاہے۔ تو انھوں نے یہ طریقہ مکروہ قرار دیا اور اس سے منع کیا۔'' (مالک)

شرح: ......حیوان کے عوض حیوان کا ادھار جائز ہے یا کہ نہیں۔ اس بارے میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول یہ ہے کہ حیوان کا حیوان کے عوض ادھار فروخت کرنا جائز نہیں۔

دوسرا قول مالک، شافعی، احمد اور جمہور سلف وخلف رحمہم اللہ کا مذہب ہے، حدیث اس کی تائید کر رہی ہے۔

یہاں ایک ٹکراؤ وارد ہوا ہے اسے دور کرنا ضروری ہے۔ ایک حدیث ادھار حیوان کی تجارت حیوان کے ساتھ کرنے

(٤٧١٣) ترمذي: ١٢٣٨ـ صحيح، الباني: ٩٩١ـ ابن ماجه: ٢٢٧١.

(٤٧١٤) نسائي: ٤٦٢٠ـ صحيح الباني: ٤٣٠٦ـ ترمذي: ١٢٣٧ـ ابوداؤد: ٣٣٥٦ـ ابن ماجه: ٢٢٧٠ـ احمد: ١٩٧٥١ـ دارمي: ٢٥٦٤.

(٤٧١٥) مؤطا: ١٣٨٥.

(٤٧١٦) مؤطا: ١٣٧٧.

کی اجازت دے رہی ہے، جبکہ دوسری ادھار تجارت سے منع کر رہی ہے۔

تو دونوں میں مطابقت یہ ہے کہ زندہ حیوان کے عوض زندہ حیوان کی ادھار تجارت اس وقت منع ہے جب دونوں جانب سے ادھار ہو، اگر ایک جانب سے ہو تو پھر ممانعت نہیں۔

یہ بھی ثابت ہوا یہ تجارت حیوان کی حیوان کے بدلے ایک میں کمی بیشی کے ساتھ بھی جائز ہے۔

۲۔ ان سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر قرض پر منافع لوٹایا جائے اور وہ پہلے سے طے شدہ ہو تو اس صورت میں یہ اضافہ سود اور حرام ہے لیکن اگر مقروض قرض ادا کرتے وقت اپنی مرضی سے قرض کے ساتھ کچھ اضافہ بھی واپس کرے اور قرض سے بہتر چیز دے تو یہ جائز ہے۔ شرط یہ ہے کہ اس طرح کی کوئی بات پہلے سے طے شدہ نہ ہو، خوشدلی کرے تو جائز ہے۔

۳۔ یہ بھی ثابت ہوا قرض جلدی سے لینے کے لیے اس میں سے کم لینے کی بھی اجازت نہیں، یہ بھی ناجائز فائدہ اٹھانے میں آتا ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/۱۱۲)

٤٧١٧۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، رَفَعَهُ: الرِّبَا اثْنَانِ وَسَبْعُوْنَ بَاباً، أَدْنَاهَا مِثْلُ اتْيَانِ الرَّجُلِ أُمَّهُ، وَإِنَّ أَرْبَى الرِّبَا اسْتِطَالَةُ الرَّجُلِ فِي عِرْضِ أَخِيْهِ. (للأوسط بلين)

''سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ سود کے بہتر (۷۲) دروازے ہیں۔ اور جو ادنی درجے کا سود ہے اس کا گناہ ماں سے فعل حرام کرنے کے برابر ہے۔ اور سب سے بڑا سود کسی آدمی کا اپنے مسلمان بھائی کی عزت میں زیادتی کرنا ہے۔'' (الاوسط، سند کمزور)

٤٧١٨۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الرِّبَا سَبْعُوْنَ حُوْباً أَيْسَرُهَا أَنْ يَنْكِحَ الرَّجُلُ أُمَّهُ. (رواه إبن ماجة، ٢٢٧٤)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سود ستر گناہوں کا مجموعہ ہے ان میں سے ادنیٰ گناہ اپنی ماں سے نکاح کرنے کے برابر ہے۔''

شرح: ......طبرانی والی روایت اگرچہ ضعیف ہے۔ مگر اس کی تائید حاکم ۲/ ۳۷ والی حدیث کرتی ہے، جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کی ہے۔ ان سے ثابت ہوتا ہے کہ سود کی بہت سی شاخیں ہیں اور اس کے متعدد طریقے ہیں۔ ان میں سے سخت ترین طریقہ یہ ہے کہ جو قرض پلٹنے کا ہے۔ یعنی جب مقروض قرض ادا نہ کر سکے تو قرض خواہ نئے سرے سے سودا کرتا ہے۔ جیسا کہ آج کل بینک کرتے ہیں۔ قرض دیتے ہیں لینے والے کو نفع ہو یا اس کا مال ہلاک ہو جائے وہ تاخیر کی صورت میں اتنا ہی سود ڈالتے ہیں جتنی تاخیر ہوتی ہے۔

ان میں سود کی قباحت وشناعت بیان کی گئی ہے کہ زنا گناہوں میں سے بہت ہی برا اور فحش فعل ہے۔

(٤٧١٧) طبراني اوسط، وفيه عمر بن راشد، وثقه العجلى وضعفه جمهور الائمة، هيثمى: ٦٥٧٥.

(٤٧١٨) ابن ماجه: ٢٢٧٤ـ صحيح، البانى: ١٨٤٤.

اس کی بے حیائی کا اندازہ کریں کہ ایک طرف سودخور ہو اور ایک طرف وہ ہو جو اپنی ماں سے نکاح کرتا ہے تو اسے سب سے آسان اور نرم گناہ قرار دیا گیا ہے اور سود کے سخت گناہ کی خباثت کا معاملہ وہم وگمان سے بھی باہر ہے۔ ایک تو زنا بذات خود بڑا بے حیائی کا کام ہے، پھر ذومحرم سے تو بے حیائی کی انتہاء ہے۔ اب کون ہے جو ایسی گندی اور قبیح حرکت کرے گا کہ اب بھی سود کھاتا جائے۔

۲۔ یہاں ایک فاضل مسلمان کی عزت پر ہاتھ ڈالنے کو بھی سخت ترین سود کی قسم قرار دیا گیا ہے یعنی غیبت، چغلی کے ذریعے اس کی عزت وآبرو، پر حملہ آور ہونا بہتان تراشی اور سب وشتم کرنا اور عیب جوئی اور جو چیز اسے بری محسوس ہو اس کے ذکر سے اسے تکلیف دینا اور جو برائی اس نے نہ کی ہو اسے اس کے سر ڈال دینا۔

اسے سود قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ اگر ایک نے ایک گالی دی ہے دوسرا اسے دو گالیاں دیتا ہے، یا کوئی بھی وہ برا سلوک کرتا ہے۔ دوسرا اس سے بڑھ کر کرتا ہے، یہ اسی طرح حرام ہے جس طرح کہ سود حرام ہے بلکہ اس سے بھی سخت تر ہے، سود کی قباحت معلوم ہونے کے بعد اس فعل بد کا اندازہ لگانا مشکل نہیں۔

یہ بیماری ہمارے زمانے میں وبا کی طرح عام ہے۔ اس مرض نے لوگوں کو عاجز و درماندہ کر کے رکھ دیا ہے اور ہر طرف پھیل گئی ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۹۶)

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کوئی عمل حرام ہو اس پر سود کا اطلاق کیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ وہ اصطلاحی سود میں سے نہ بھی ہوتا کہ اس کی قباحت کی مقدار معلوم ہو سکے۔

بیع الخیار والرد باالعیب وثمر النخل ومال العبد المبیعین والجوائح

بیع خیار، خریدا ہوا مال واپس کرنا، کھجور کا پھل، فروخت شدہ غلام کا مال آسمانی آفات سے فصل وغیرہ کی تباہی کا بیان

٤٧١٩ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّ الْمُتَبَايِعَيْنِ بِالْخِيَارِ فِي بَيْعِهِمَا مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا أَوْ يَكُوْنُ الْبَيْعُ خِيَاراً قَالَ نَافِعٌ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا اشْتَرٰى شَيْئاً يُعْجِبُهٗ فَارَقَ صَاحِبَهٗ. (رواه البخاري، ٢١٠٧)

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: دو سودا کرنے والے اپنی بیع میں اختیار رکھتے ہیں، جب تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں، یا انہوں نے بیع کا اختیار رکھا ہو۔ نافع رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ جب کوئی چیز خریدتے اور وہ ان کو پسند ہوتی تو بائع سے جدا ہو جاتے تھے۔'' (بخاری)

٤٧٢٠ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ

''سیدنا عبداللہ کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عثمان رضی اللہ عنہ

(٤٧١٩) بخاری: ٢١٠٧ـ مسلم: ١٥٣١ـ ترمذی: ١٢٤٥ـ نسائی: ٤٤٨٠ـ ابوداود: ٣٤٥٤ـ احمد: ٦١٥٨ـ مؤطا: ١٣٧٤.
(٤٧٢٠) بخاری: ٢١١٦.

بِعْتُ مِنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ مَالاً بِالْوَادِي بِمَالٍ لَهٗ بِخَيْبَرَ فَلَمَّا تَبَايَعْنَا رَجَعْتُ عَلَى عَقِبِي حَتّٰى خَرَجْتُ مِنْ بَيْتِهٖ خَشْيَةَ أَنْ يُرَادَّنِي الْبَيْعَ وَكَانَتِ السُّنَّةُ أَنَّ الْمُتَبَايِعَيْنِ بِالْخِيَارِ حَتّٰى يَتَفَرَّقَا قَالَ عَبْدُاللّٰهِ فَلَمَّا وَجَبَ بَيْعِي وَبَيْعُهٗ رَأَيْتُ أَنِّي قَدْ غَبَنْتُهٗ بِأَنِّيْ سُقْتُهٗ إِلَى اَرْضِ ثَمُوْدَ بِثَلاَثِ لَيَالٍ وَسَاقَنِيْ إِلَى الْمَدِيْنَةِ بِثَلاَثِ لَيَالٍ . (رواه البخاري، ٢١١٦)

سے وادی میں اپنا مال خیبر کے مال کے بدلے فروخت کیا۔ جب ہم بیع کر چکے تو میں ان کے گھر سے نکل گیا اس خوف کی وجہ سے کہ شاید وہ بیع کو واپس نہ کر دیں۔ اور سنت یہ ہے کہ آپس میں بیع کرنے والے ہر دو فریق کو جدا ہونے سے پہلے اختیار باقی رہتا ہے۔ جب میرے اور عثمان رضی اللہ عنہ کے درمیان بیع طے ہوگئی تو میں نے خیال کیا کہ میں سودا چکانے میں عثمان رضی اللہ عنہ پر غالب آ گیا ہوں۔ اس لیے کہ میں نے ان کو قوم ثمود کی زمین پر تین راتوں کے فاصلے پر مال دیا ہے، اور انھوں نے مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر مال دیا ہے۔'' (بخاری)

٤٧٢١ـ عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَالَمْ يَتَفَرَّقَا إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ صَفْقَةَ خِيَارٍ وَّلاَ يَحِلُّ لَهٗ أَنْ يُّفَارِقَ صَاحِبَهٗ خَشْيَةَ أَنْ يَسْتَقِيْلَهٗ . (رواه الترمذي، ١٢٤٧)

'' عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اس کے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر دو تاجر اختیار رکھتے ہیں جب تک جدا نہ ہوں۔ البتہ اگر سودا کرتے ہوئے اختیار رکھا ہو۔ نیز کسی کا دوسرے سے اس ارادے سے جدا ہونا جائز نہیں ہے کہ وہ اس سے بیع واپس کرے گا۔'' (ترمذی)

٤٧٢٢ـ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَالَمْ يَتَفَرَّقَا أَوْ قَالَ حَتّٰى يَتَفَرَّقَا فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُوْرِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا وَإِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا . (رواه البخاري، ٢٠٧٩)

''سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: دو بیع کرنے والے اختیا رکھتے ہیں جب تک جدا نہ ہوں۔ یا فرمایا: یہاں تک کہ جدا ہوں۔ پس اگر وہ سچ بولیں تو ان کے لیے برکت ڈالی جائے گی۔ اور چھپائیں گے اور جھوٹ بولیں گے تو ان کے درمیان سے برکت مٹا دی جائے گی۔'' (بخاری)

٤٧٢٣ـ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اخْتَلَفَ الْبَيِّعَانِ فَالْقَوْلُ قَوْلُ

''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب دو شخص بیع کرنے والے اختلاف کریں

(٤٧٢١) ترمذی: ١٢٤٧ـ حسن، البانی: ١٠٠٠ـ نسائی: ٤٤٨٤ـ ابوداؤد: ٣٤٥٦ـ احمد: ٦٦٨٢.

(٤٧٢٢) بخاری: ٢٠٧٩ـ مسلم: ١٥٣٢ـ ترمذی: ١٢٤٦ـ نسائی: ٤٤٦٤ـ ابوداؤد: ٣٤٥٩ـ احمد: ١٥١٤٨ـ دارمی: ٢٥٤٧.

(٤٧٢٣) ترمذی: ١٢٧٠ـ صحیح، البانی: ١٠٢٠ـ نسائی: ٤٦٤٩ـ ابوداؤد: ٣٥١١ـ دارمی: ٢٥٤٩.

الْبَائِعِ وَالْمُبْتَاعُ بِالْخِيَارِ. (رواه الترمذی، ۱۲۷۰)

تو قول بائع کا معتبر ہوگا اور مشتری کو اختیار ہوگا۔'' (مالک، ترمذی)

٤٧٢٤ـ عَنْ أَبِي الْوَضِيْءِ قَالَ غَزَوْنَا غَزْوَةً لَنَا فَنَزَلْنَا مَنْزِلاً فَبَاعَ صَاحِبٌ لَنَا فَرَساً بِغُلَامٍ ثُمَّ أَقَامَا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمَا وَلَيْلَتِهِمَا فَلَمَّا أَصْبَحَا مِنَ الْغَدِ حَضَرَ الرَّحِيْلُ فَقَامَ إِلَى فَرَسِهِ يُسْرِجُهُ فَنَدِمَ فَأَتَى الرَّجُلُ وَأَخَذَهُ بِالْبَيْعِ فَأَبَى الرَّجُلُ أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَيْهِ فَقَالَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ أَبُوبَرْزَةَ صَاحِبُ النَّبِيِّ ﷺ فَأَتَيَا أَبَا بَرْزَةَ فِي نَاحِيَةِ الْعَسْكَرِ فَقَالَا لَهُ هٰذِهِ الْقِصَّةَ فَقَالَ أَتَرْضَيَانِ أَنْ أَقْضِيَ بَيْنَكُمَا بِقَضَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا قَالَ هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَ جَمِيْلٌ أَنَّهُ قَالَ مَا أَرَاكُمَا افْتَرَقْتُمَا. (رواه أبوداود، ٣٤٥٧)

''ابوضیئ نے کہا: ہم ایک غزوے میں منزل پر اترے تو ہمارے ایک رفیق نے غلام کے بدلے گھوڑا فروخت کیا۔ پھر وہ ایک دن، ایک رات اس معاملے میں خاموش رہے۔ صبح ہوئی تو وہ مرد گھوڑے کے پاس گیا تا کہ اس پر زین ڈالے، وہ پشیمان ہو چکا تھا۔ گھوڑا خریدنے والا آیا۔ اس نے بیع پر اس کو گرفت کی لیکن آدمی نے چیز واپس دینے سے انکار کر دیا اور کہا: میرے اور تیرے درمیان صحابی ابو برزہ رضی اللہ عنہ فیصل ہے۔ پس وہ دونوں سیدنا ابوبرزہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ انھوں نے کہا: تم راضی ہوگے اگر میں تمہارے درمیان وہ فیصلہ کروں جو رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دو بیع کرنے والے باہم جدا ہونے تک اختیار رکھتے ہیں۔ اور کہا: میرا گمان ہے کہ تم دونوں جدا نہیں ہوئے۔'' (ابوداؤد)

٤٧٢٥ـ عَنْ سَمُرَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰه ﷺ قَالَ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ حَتّٰى يَتَفَرَّقَا أَوْ يَأْخُذَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِنَ الْبَيْعِ مَا هَوِيَ وَيَتَخَايَرَانِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. (رواه النسائي، ٤٤٨١)

''سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: دو بیع کرنے والے اختیار رکھتے ہیں یہاں تک کہ باہم جدا ہو جائیں۔ اور فروخت کردہ مال میں سے ہر ایک اپنی پسند کے مطابق لے سکتا ہے اور تین بار اختیار کر سکتے ہیں۔'' (نسائی)

شرح: ......اختیار مجلس کی صورت یہ ہے کہ فروخت کرنے والا خریدار سے کہتا ہے کہ میں نے یہ چیز تیرے ہاں اتنی قیمت پر فروخت کی اور خریدار کہے کہ میں نے خریدی یہ سودا طے پا گیا ہے۔ اب دونوں کو جب تک کہ وہ اسی مجلس میں ہیں ابھی تک جدا نہیں ہوئے تو انہیں اختیار ہے یہ سودا برقرار رکھیں یا اسے چھوڑ دیں۔

اگر معمول کے مطابق سودا طے کرنے کے بعد دونوں چلے گئے ہیں، اس مجلس سے جدا ہو گئے ہیں اور ان کے بدن اس مقام سے جدا ہو چکے ہیں اس لیے نہیں کہ جلدی سے جدا ہوں کہیں سودا واپس نہ کرنا پڑے بلکہ نیک نیتی سے

(٤٧٢٤) ابوداؤد: ٣٤٥٧ـ صحیح، البانی: ٢٩٥١ـ ابن ماجه: ٢١٨٢ـ احمد: ١٩٣١٢.

(٤٧٢٥) نسائی: ٤٤٨١ـ ضعیف، البانی: ٣٠٥ـ ابن ماجه: ٢١٨٣.

عام معمول کے مطابق جدا ہوئے ہوں تو اب اختیار ختم ہو جاتا ہے۔

ہاں ایک صورت واپسی کی ہے کہ ان دونوں نے پہلے یہ طے کر لیا ہو کہ ہم جو سودا کر رہے ہیں اتنے دنوں کے اندر اندر واپس بھی کر سکتے ہیں، تو پھر مجلس چھوڑنے کی قید نہیں۔ پھر اتنے دنوں کے اندر واپسی کی دونوں کو خریدار اور فروخت کنندہ کو واپسی کی اجازت ہے۔

شریعت مطہرہ وکاملہ نے تاجر حضرات کے لیے ایسی آسانی پیدا فرما دی ہے کہ اس مدت میں فریقین مزید سوچ بچار کر لیں، سودا پر نظر ثانی کر لیں، اپنے نفع ونقصان کا اچھی طرح استدراک کر لیں اور قرآن پاک نے خریدار اور فروخت کرنے والے کی رضا کی شرط لگائی ہے۔ ان احادیث مبارکہ نے اسے بہت ہی خوبصورت انداز پر پورا کر دیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ﴾ (النسآء: ٢٩)

مال باطل طریقہ سے نہ کھاؤ، ہاں آپس میں رضا مندی سے طے پانے والی تجارت میں اضافہ لینا جائز ہے۔

اب رہی بات اگر تجارت میں دھوکا ہوتا ہے تو پھر جس فریق سے دھوکا ہوا ہے وہ تجارت واپس کر سکتا ہے، اختیار ہو یا نہ ہو۔ اس کے دن مقرر کیے ہوں یا نہ کیے ہوں۔ اس غبن اور فریب کی وجہ سے واپسی کی اجازت ہے۔ اور ایسی دھوکا والی تجارت میں اور بد نیتی والی شراکت میں برکت بھی نہیں رہتی۔ ایک گروہ ائمہ نے مجلس تجارت سے جدائی کا مطلب یہ لیا ہے کہ زبانی جدا ہونا مراد ہے۔ یعنی فروخت کرنے والا، اور خریدنے والا جب سودا طے کرتے ہوئے سودا سے فارغ ہو کر خاموش ہو جائیں تو یہ جدائی ہے۔ اب انہیں اختیار نہیں رہے گا مجلس سے جدائی مراد نہیں۔

یہ مؤقف امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ کا ہے۔ شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمہ اللہ دیوبندی نے خود بھی اس موقف کو کمزور تسلیم کیا ہے، مگر تقلید آڑے آ گئی وہ فرماتے ہیں: حق اور انصاف کی بات یہی ہے کہ دلائل کے لحاظ راجح بات یہی ہے کہ تجارت میں اختیار جائز ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کا جو موقف ہے کہ تجارت کی جگہ سے بدنی جدائی سے پہلے اختیار ہے یہاں زبانی جدائی مراد نہیں یہ راجح ہے۔ اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے بھی اسی موقف کو راجح قرار دیا ہے۔ ہم چونکہ مقلد ہیں، ہمارا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید کے بغیر گزارہ نہیں لہٰذا ہم امام صاحب کے موقف پر عمل پیرا ہیں۔ (تقریر ترمذی)

ثابت ہوا یہ زبانی سودا طے کرنے والا موقف کمزور ہے۔ صحیح اور مضبوط موقف یہی ہے کہ اس سے مجلس کی جدائی مراد ہے۔ خواہ اس کے بعد یہ صحراء میں چلے گئے ہوں۔ یا گھر چلے گئے ہوں، نچلی سطح میں سودا ہوا تھا اوپر والی سطح پر آ جائیں۔ مراد ہے کہ سودے والی جگہ سے جدا ہوئے ہوں، حدیث بھی اسی موقف کی تائید کرتی ہے۔ (تفہیم الاسلام: ٢/ ٨٨)

٤٧٢٦ــ عَـنْ عُـقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَوْ سَمُرَةَ بْنِ جُـنْدُبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَـالَ أَيُّـمَارَجُلٍ بَاعَ بَيْـعاً مِنْ رَجُلَيْنِ فَهُوَ لِلْأَوَّلِ مِنْهُمَا . (رواه إبن ماجة، ٢١٩٠)

''سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ یا سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے دو آدمیوں پر ایک چیز کا سودا کیا تو بیع پہلے کی فائق ہے۔'' (ابن ماجہ)

٤٧٢٧ـ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا بَـاعَ الْـمُجِيْزَانِ فَهُوَ لِلاَوَّلِ . (رواه إبن ماجة، ٢١٩١)

''سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک چیز میں دو شراکت دار ہوں تو جو پہلے فروخت کر دے اعتبار اسی کا ہوگا۔'' (ابن ماجہ)

شــرح: ......اس کی سند کو اگرچہ علامہ البانی رحمہ اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے، مگر انجاز الحاجہ: ٦/ ٨١ میں اور ابوداؤد کی تخریج (٢٠٨٨) ٢/٦٠٣ اردو میں اس کی سند کو حسن قرار دیا گیا ہے۔ اعتراض اس پر یہ ہے کہ حسن رحمہ اللہ کا سماع حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں، مگر جمہور محدثین کے نزدیک حضرت حسن کی روایت حضرت سمرہ کی کتاب سے صحیح ہے۔

ان احادیث میں دلالت ہے کہ ایک شخص اگر ایک آدمی سے کچھ خریدتا ہے، دوسرا کہتا ہے مجھے بھی یہ بیچنے کا اختیار ہے تو دوسرے کی فروخت بے کار ہوگی پہلے کی تجارت ہی درست قرار پائے گی۔ (انجاز الحاجہ: ٦/ ٨١)

٤٧٢٨ــ عَـنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَجُلاً ابْتَاعَ غُلَامًـا فَـأَقَـامَ عِنْدَهُ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يُقِيْمَ ثُمَّ وَجَـدَبِـهِ عَيْباً فَخَاصَمَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدِ اسْتَغَلَّ غُلَامِـي فَـقَـالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْـخَـرَاجُ بِالضَّمَانِ . (رواه أبوداود، ٣٥١٠)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے غلام خریدا اور وہ اس کے پاس ایک عرصہ تک رہا، جس قدر اللہ نے چاہا۔ پھر اس میں اس نے عیب دیکھا تو بائع سے جھگڑا کیا۔ اور آپ ﷺ کے پاس مقدمہ پیش کیا۔ آپ ﷺ نے بائع کو واپس کر دیا۔ تو اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میرا غلام اس کے پاس مصروف کار رہا ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تاوان تو ضمانت پر ہوتا ہے۔''

٤٧٢٩ـ عَـنْ عُـقْبَةَبْـنِ عَـامِـرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ عُهْدَةُ الرَّقِيْقِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ ، وَزَادَ

''سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: غلام کا وقت تین ایام تک ہے اگر تین رات گذرنے کے

(٤٧٢٦) ابن ماجه: ٢١٩٠ـ ضعيف، البانی: ٤٧٣ـ ترمذی: ١١١٠ـ نسائی: ٤٦٨٢ـ ابوداؤد: ٢٠٨٨ـ احمد: ١٩٧٥٠ـ دارمی: ٢١٩٣.

(٤٧٢٧) ابن ماجه: ٢١٩١ـ ضعيف، البانی: ٤٧٤ـ نسائی: ٤٦٨٢.

(٤٧٢٨) ابوداؤد: ٣٥١٠ـ حسن، البانی: ٢٩٩٦ـ ترمذی: ١٢٨٦ـ نسائی: ٤٤٩٠ـ ابن ماجه: ٢٢٤٣ـ احمد: ٢٥٤٦٨.

(٤٧٢٩) ابوداؤد: ٣٥٠٦ـ ضعيف، البانی: ٧٥٥ـ ابن ماجه: ٢٢٤٥ـ احمد: ١٦٩٣٣ـ دارمی: ٢٥٥١.

إِنْ وَجَدَدَاءً فِي الثَّلَاثِ لَيَالِيَ رُدَّ بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ وَإِنْ وَجَدَدَاءً بَعْدَ الثَّلَاثِ كُلِّفَ الْبَيِّنَةَ أَنَّهُ اشْتَرَاهُ وَبِهِ هٰذَا الدَّاءُ قَالَ أَبُوْدَاوُدَ هٰذَا التَّفْسِيْرُ مِنْ كَلَامِ قَتَادَةَ. (رواه أبوداود' ٣٥٠٦)

اندر اندر اس میں عیب دیکھا تو مشتری بغیر گواہان کے واپس کر سکتا ہے۔ اور اگر تین ایام کے بعد عیب کا دعوی کیا تو اس کو گواہ پیش کرنے کا کہا جائے گا کہ یہ عیب بائع کے پاس موجود تھا جب اس نے خریدا تھا۔'' امام ابوداؤد کے بقول یہ تفسیر قتادہ کی ہے۔ (ابوداؤد)

٤٧٣٠۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، رَفَعَهُ: إِنَّ الشُّرُوْدَ يُرَدُّ (يَعْنِي الْبَعِيرَ الشُّرُوْدَ) رواه أبو يعلى ، الموصلي' . بلين

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ بھاگنے والا واپس کیا جائے گا یعنی بھاگنے والا اونٹ۔'' (الموصلی، سند کمزور)

٤٧٣١۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ بَاعَ غُلَامًا لَهُ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ وَبَاعَهُ بِالْبَرَاءَةِ فَقَالَ الَّذِيْ ابْتَاعَهُ لِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بِالْغُلَامِ دَاءٌ لَمْ تُسَمِّهِ لِيْ فَاخْتَصَمَا إِلَى عُثْمَانَ ابْنِ عَفَّانَ فَقَالَ الرَّجُلُ بَاعَنِي عَبْداً وَبِهِ دَاءٌ لَمْ يُسَمِّهِ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بِعْتُهُ بِالْبَرَائَةِ فَقَضٰى عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ عَلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنْ يَّحْلِفَ لَهُ لَقَدْ بَاعَهُ الْعَبْدُ وَمَا بِهِ دَاءٌ يَعْلَمُهُ فَأَبَى عَبْدُ اللّٰهِ أَنْ يَحْلِفَ وَارْتَجَعَ لْعَبْدَ فَصَحَّ عِنْدَهُ فَبَاعَهُ عَبْدُاللّٰهِ بَعْدَ ذٰلِكَ بِأَلْفٍ وَخَمْسِ مِائَةِ دِرْهَمٍ. (رواه مالك، ١٢٩٧)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک غلام آٹھ سو درھم پر فروخت کیا، اور اس کے عیوب سے برأت بھی کرلی۔ لیکن خریدنے والے نے کہا: غلام میں عیب ہے تو نے مجھے بتایا نہیں ہے۔ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس مقدمہ لے گئے۔ تو عثمان رضی اللہ عنہ نے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے خلاف فیصلہ دیا کہ وہ قسم کھائے کہ جب اس نے غلام فروخت کیا تھا تو اس کے علم میں غلام میں عیب نہیں تھا۔ تو اس نے قسم کھانے سے انکار کیا اور غلام واپس کر لیا۔ اور وہ اس کے پاس لوٹ کر صحت یاب ہوگیا تو اس کے بعد انھوں نے وہ پندرہ سو پر فروخت کیا۔'' (مالک)

شــرح: ......خراج وہ چیز ہے جو خریدی ہوئی چیز سے فائدہ حاصل ہوا ہو، مثلاً: لونڈی، غلام یا کوئی بھی چیز خریدی ہو اس سے کچھ دیر فائدہ حاصل کیا ہو اس کے بعد پتہ چلے کہ اس میں پرانا عیب ہے، جب سے فروخت کرنے والے سے اسے خریدا تھا مگر فروخت کرنے والا اس پر مطلع نہ تھا، یہ چیز خریدار فروخت کرنے والے کو لوٹا کر اس سے اپنی قیمت

(٤٧٣٠) ابو يعلى موصلى.
(٤٧٣١) مؤطا: ١٢٩٧.

لے سکتا ہے۔ اور جو فائدہ اٹھایا ہے وہ خریدار کے لیے ہی ہوگا۔ کیونکہ اگر اس خریدار کے ہاتھ میں وہ غلام وغیرہ تلف ہو جاتا تو یہ اس کا ضامن تھا، فروخت کرنے والے پر کچھ تاوان نہ تھا۔ (جائزۃ الاحوذی: ۲/ ۵۴۸)

ثابت ہوا عیب والی چیز واپس کرنا جائز ہے۔

٤٧٣٢ـ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ مَنِ ابْتَاعَ نَخْلاً بَعْدَ أَنْ تُؤَبَّرَ فَثَمَرَتُهَا لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ وَمَنِ ابْتَاعَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ فَمَالُهُ لِلَّذِي بَاعَهُ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعَ. (رواه البخاري، ٢٣٧٩)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جس نے کھجور کا درخت فروخت کیا جس کو گابھا دیا گیا تھا تو اس درخت کا پھل بائع کا ہے۔ اگر مشتری نے شرط رکھی ہوتو وہ جدا بات ہے۔ اور جس نے غلام خریدا ہوتو غلام کے پاس جو مال ہو وہ بائع کا ہے مگر جبکہ مشتری نے شرط رکھی ہوتو پھر درست ہے۔'' (بخاری)

شرح: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر کوئی شخص کھجور کے درخت فروخت کرتا ہے اوران پر پیوندکاری کی وجہ سے پھل زیادہ ہوتو وہ پھل بیع میں شامل نہ ہوگا۔ بلکہ وہ زائد پھل فروخت کرنے والے کا ہوگا۔ اور اگر پھل پیوندکاری کے بغیر ہوگا تو وہ تجارت میں شامل ہوگا اور وہ خریدار کا ہوگا۔ ہاں اگر پیوندکاری کے بعد خریدار نے پھل خریدنے کی شرط لگا لی ہے کہ میں نے یہ درخت بمع پھل خریدنا ہے تو پھر اس کے مطابق یہ خریدار کا ہوگا، جمہور کا یہی موقف ہے۔

اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا یہ قول ہے کہ پیوندکاری سے پہلے اور بعد میں دونوں میں فروخت کنندہ کا حق ہے۔ اور ابن ابی لیلیٰ نے کہا ہے یہ مطلقا خریدار کا حق ہے، یہ دونوں اقوال احادیث کے مخالف ہیں، اور یہی حکم کھیتی اور غلام کا ہے۔ کھیتی کا اناج پکنے کے بعد اور غلام کا مال بھی فروخت کرنے والے مالک کا ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/۱۲۳)

٤٧٣٣ـ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَبْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ بِعْتَ مِنْ أَخِيْكَ ثَمَرًا فَأَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ فَلَا يَحِلُّ لَكَ أَنْ تَأْخُذَ مِنْهُ شَيْئاً بِمَ تَأْخُذُ مَالَ أَخِيْكَ بِغَيْرِ حَقٍّ. (رواه مسلم، ١٥٥٤)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تو اپنے مسلمان بھائی پر پھل فروخت کرے اور پھل پر کوئی آفت آن پڑے تو تیرے لیے حلال نہیں ہے کہ تو اس قیمت میں سے کچھ وصول کرے۔ تو کس چیز کے بدلے اپنے بھائی کا مال بغیر حق لے گا؟'' (مسلم)

٤٧٣٤ـ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ

''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(٤٧٣٢) بخاری: ٣٣٧٩ـ مسلم: ١٥٤٣ـ ترمذی: ١٢٤٤ـ نسائی: ٤٦٣٦ـ ابوداؤد: ٣٤٣٣ـ ابن ماجه: ٢٢١٢ـ احمد: ٦٣٤٣ـ مؤطا: ١٣٠٢ـ دارمی: ٢٥٦١.

(٤٧٣٣) مسلم: ١٥٥٤ـ نسائی: ٤٥٢٩ـ ابوداؤد: ٣٤٧٠ـ ابن ماجه: ٢٢١٩ـ احمد: ١٣٩٠٨ـ دارمی: ٢٥٥٦.

(٤٧٣٤) ابوداؤد: ٣٣٧٤ـ صحیح، البانی: ٢٨٨٥ـ مسلم: ١٥٣٦ـ نسائی: ٤٦٢٥ـ ابن ماجه: ٢٢١٨ـ احمد: ١٤٥٠٤.

نَهَى عَنْ بَيْعِ السِّنِيْنَ وَوَضَعَ الْجَوَائِحَ . (رواه أبوداود، ٣٣٧٤)

نے کئی سالوں کی بیع سے منع کیا۔ اور آفت زدہ پھلوں کی قیمت ختم کر دی۔'' (ابوداؤد)

شـــرح: ......ا۔ اگر پھل آسمانی آفت کے ذریعہ تلف ہوا، اس میں آدمی کا کوئی کسی قسم کا عمل دخل نہ ہو تو اس کا نقصان فروخت کرنے والا برداشت کرے گا۔ اور اگر پھل یا کھیتی کسی آدمی کے فعل سے تلف ہوا ہے تو پھر خریدار کو تجارت فسخ کرنے یا قیمت لینے کا اختیار ہے اور تلف شدہ کا عوض لینے کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ آفت رسیدہ پھل ہو یا کھیتی کا اناج ہو سب کا یہی حکم ہے۔

حدیث کے ظاہر سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ آفات سے ہر حال میں نقصان کو وضع کیا جائے خواہ وہ پھل پکنے سے پہلے برباد ہو یا ان کے پکنے کے بعد، خواہ نقصان معمولی ہوا ہو، یا بہت زیادہ ہوا ہو، بھائی کا مال نہ لینے کا حکم استحباب اور بہتری کے لیے ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۱۲۲/۲)

۲۔ سالوں کی تجارت کی یہ صورت ہے کہ کھجور وغیرہ پھل والے درختوں کا پھل دو یا تین، چار سال کے لیے فروخت کیا جائے۔ اس میں دھوکا ہے، کیونکہ یہ غیر موجود کی تجارت ہے، کیا پتہ ہے پھل ہوگا یا نہیں؟

ہاں! بمع درخت کوئی خریدتا ہے یا ان درختوں کو کچھ سالوں کے لیے ادھار پر لے لیتا ہے، اس کی اجازت ہے کیونکہ ان کا وجود موجود ہے۔ (انجاز الحاجه: ۱۲۶/۷)

٤٧٣٥ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا طَلَعَ النَّجْمُ ذَا صَبَاحٍ رُفِعَتِ الْعَاهَةُ . (رواه أحمد، ٨٢٩٠)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جب صبح کا ستارہ طلوع ہو جائے تو آفت کا اٹھایا جانا ثابت ہو جاتا ہے۔'' (احمد)

٤٧٣٦ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَاطَلَعَ النَّجْمُ صَبَاحاً قَطُّ وَتَقُوْمُ عَاهَةٌ إِلَّا رُفِعَتْ عَنْهُمْ أَوْ خَفَّتْ . (رواه أحمد، ٨٨٠٦، والبزار)

سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کبھی صبح کا ستارہ طلوع نہیں ہوا مگر جو آفت پڑی ہوتی ہے وہ اٹھ جاتی ہے یا اس میں تخفیف پیدا ہو جاتی ہے۔'' (احمد، بزار)

٣٧٣٧ـ وَلِلصَّغِيْرِ بِلَفْظٍ: إِذَا ارْتَفَعَ النَّجْمُ رُفِعَتِ الْعَاهَةُ عَنْ كُلِّ بَلَدٍ . للصغير ١٠٤.

''اور الصغیر کے الفاظ یہ ہیں: جب ستارہ بلند ہوتا ہے تو ہر شہر سے آفت اٹھ جاتی ہے۔''

(٤٧٣٥) احــمــد: ٨٢٩٠۔ بزار، طبرانی صغیر کی روایت میں عسل بن سفیان ہے ابن حبان کہتے ہیں، یہ خطاء کرتا ہے اور مخالفت کرتا ہے، ایک جماعت نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ وبقية رجال رجال الصحيح، هيثمي: ٦٤٩٢.

(٤٧٣٦) احمد: ٨٨٠٦ بزار.

(٤٧٣٧) طبرانی صغیر: ١٠٤.

شرح: ...... یہ بھی پھل وغیرہ پختہ ہونے کی علامت بتائی گئی ہے۔صحیح احادیث میں اس کے علاوہ یہ علامات ہیں: چیز سرخ یا زرد ہو جائے۔(بخاری: ۲۱۹۵، مسلم: ۱۵۵۵) انگور ہو تو سیاہ رنگت پکڑے، اناج ہو دانہ سخت ہو جائے۔(تفہیم الاسلام: ۲/۱۲۰)

الشفعة والسلم والاحتكار والتسعير

حق شفعہ، بیع سلم، مال سٹور کرنا اور بھاؤ مقرر کرنے کا بیان

٤٧٣٨ـ عَـنْ جَـابِـرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالشُّفْعَةِ فِى كُلِّ مَالَمْ يُقْسَمْ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَصُرِفَتِ الطُّرُقُ فَلاَشُفْعَةَ. (رواه البخاری ، ۲۲۵۷)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ہر اس چیز میں شفعہ کا فیصلہ کیا ہے جو تقسیم نہ کی گئی ہو۔اور جب حدود جدا جدا کر دی جائیں اور راستے پھیر دیئے جائیں تو پھر حق شفعہ نہیں ہے۔'' (بخاری)

٤٧٣٩ـ عَـنْ جَـابِـرٍ قَـالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِـالشُّـفْعَةِ فِى كُلِّ شِرْكَةٍ لَمْ تُقْسَمْ رَبْـعَةٍ أَوْ حَـائِـطٍ لَا يَـحِلُّ لَهٗ أَنْ يَّبِيْعَ حَتّٰى يُـؤْذِنَ شَـرِيْكَهٗ فَإِنْ شَاءَ أَخَذَ وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ فَـإِذَا بَـاعَ وَلَـمْ يُـؤْذِنْهُ فَهُوَأَحَقُّ بِهٖ. (رواه مسلم، ۱٦۰۸)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مشترک چیز میں شفعہ کا فیصلہ دیا ہے۔جس کو تقسیم نہ کیا گیا ہو خواہ وہ مکان ہو یا وہ باغ ہو اس کے لیے اپنے شریک کی اجازت کے بغیر فروخت کرنا جائز نہیں ہے پھر وہ چاہے تو خریدے اور چاہے تو ترک کر دے۔اور اگر اجازت نہ لی گئی تو پھر شریک شفعہ کرنے کا زیادہ حقدار ہے۔'' (مسلم)

٤٧٤٠ـ عَـنْ جَـابِـرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْـجَـارُ أَحَقُّ بِشُفْعَةِ جَارِهٖ يُـنْتَظَرُ بِهَا وَإِنْ كَانَ غَائِباً إِذَا كَانَ طَرِيْقُهُمَا وَاحِداً. (رواه أبوداود، ۳۵۱۸)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمسایا اپنے ہمسائے کی فروخت کردہ چیز پر شفعہ کا زیادہ حقدار ہے۔اگر ہمسایہ غائب ہو تو اس کے آنے کا انتظار کرے۔بشرطیکہ ان کا راستہ ایک ہو۔'' (ابوداؤد)

(٤٧٣٨) بخاری: ۲۲۵۷ـ مسلم: ۱٦۰۸ـ ترمذی: ۱۳۷۰ـ نسائی: ٤٧٠٥ـ ابوداؤد: ۳۵۱٤ـ ابن ماجه: ۲٤۹۹ـ احمد: ۱٤٦٥ـ دارمی: ۲٦۲۸.

(٤٧٣٩) مسلم: ۱٦۰۸ـ بخاری: ٦۹۷٦ـ ترمذی: ۱۳۷۰ـ نسائی: ٤٧٠٥ـ ابوداؤد: ۳۵۱٤ـ ابن ماجه: ۳٤۹۹ـ احمد: ۱٤۸۵۹ـ دارمی: ۲٦۲۸.

(٤٧٤٠) ابوداؤدپ ۲۵۱۸ـ صحیح، البانی: ۳۰۰٤ـ بخاری: ٦۹۷٦ـ مسلم: ۱٦۰۸ـ ترمذیپ ۱۳۷۰ـ نسائی: ٤٧٠٥ـ ابن ماجه: ۲٤۹۹ـ احمد: ۱٤۸۵۹ـ دارمی: ۲٦۲۸.

٤٧٤١ـ عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ جَارُ الـدَّارِ أَحَـقُّ بِـدَارِ الْجَارِ أَوِ الْأَرْضِ (رواه أبوداود، ٣٥١٧)

''سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مکان کا ہمسایہ اپنے ہمسائے کے مکان اور زمین کا زیادہ حقدار ہے۔'' (ابوداؤد)

٤٧٤٢ـ عَنْ أَبِي بَكْرِبْنِ حَزْمٍ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَـفَّانَ قَالَ إِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ فِي الأَرْضِ فَلاَ شُـفْـعَةَ فِيْهَـا وَلاَ شُفْعَةَ فِي بِئْرٍ وَلاَ فِي فَحْلِ النَّخْلِ . (رواه مالك، ١٤٢٣)

''سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب زمین میں حدود متعین کی جائیں تو پھر اس پر شفعہ نہیں ہے۔ اور کنویں اور کھجور کے نر درخت میں شفعہ نہیں ہے۔'' (مالک)

٤٧٤٣ـ عَـنْ جَـابِـرٍ، رَفَعَهُ: الصَّبِيُّ عَلٰى شُـفْعَتِهٖ حَتّٰى يُدْرِكَ فَإِذَا أَدْرَكَ إِنْ شَاءَ أَخَذَ وَإِنْ شَـاءَ تَـرَكَ . (رواه الـطبـرانـی فـی الأوسط، ١٧٦٣) والصغير بلين

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں: نابالغ بچہ شفعہ کا حق رکھتا ہے یہاں تک کہ بالغ ہو جائے۔ چنانچہ جب بالغ ہو تو پھر چاہے تو لے لے اور چاہے تو ترک کر دے۔'' (الاوسط، الصغیر، سند ضعیف)

٤٧٤٤ـ عَنْ أَنَسٍ رَفَعَهُ: لاَ شُفْعَةَ لِنَصْرَانِيٍّ . (رواه الطبرانی فی الصغير بلين، ٥٦٩)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں: نصرانی کے لیے حق شفعہ نہیں ہے۔'' (صغیر، سند کمزور)

شــرح: ......شفعہ طاق کی ضد ہے، شفع والا شریک کا حصہ اپنے ساتھ ملاتا ہے، اس لیے اسے شفعہ کہتے ہیں۔ شریعت میں اس کا مطلب ہے مالی عوض دے کر شریک جو اپنے شریک سے اپنے حصہ کا استحقاق حاصل کرتا ہے، یہ شفعہ کا حق ہے۔

شریعت اسلامی نہایت ہی حکیمانہ انداز سے حق وانصاف برپا کرتی ہے اور شر وفساد کو فنا کرتی ہے۔ زمینوں میں شراکت کی وجہ سے بہت سارے نقصانات اور مشکلات پیدا ہوتی ہیں ان سے بچاؤ کے لیے شفعہ کا حق رکھ دیا گیا ہے، جو بہت ہی آسان ترین رستہ اور قرین انصاف ہے۔

شفعہ اس زمین یا چیز میں ہوتا ہے جو مشترک ہو، اس کی حد بندی نہ کی گئی ہو، اور نہ ہی اس کے راستے علیحدہ علیحدہ ہوں، لیکن جب حد بندی کر دی جائے رستے الگ الگ بنا دیئے گئے ہوں تو پھر حق شفعہ ختم ہو جاتا ہے، کیونکہ پھر نقصان یا اختلاف کا امکان نہیں رہتا۔

(٤٧٤١) ابوداؤد: ٣٥١٧ـ صحيح، البانی: ٣٠٠٣ـ ترمذی: ١٣٦٨ـ احمد: ١٩٧٣٨.

(٤٧٤٢) مؤطا: ١٤٢٣.

(٤٧٤٣) طبرانی اوسط: ١٧٦٣ـ طبرانی صغير وفيه، عبدالله بن بزيع وهو ضعيف، هيثمی: ٦٧٩٨.

(٤٧٤٤) طبرانی صغير: ٥٦٩ـ وفيه نائل بن نجيح وثقه ابو حاتم و ضعفه غيره، هيثمی: ٦٧٩٩.

راجح بات یہی ہے گھر ہو، حمام ہو، دکان ہو تقسیم کے قابل ہو یا نہ ہو ہر چیز میں حق شفعہ ہے۔

یہ یاد رہے حق شفعہ ایک ضروری حق ہے۔ اسے حیلہ سازی سے ساقط نہ کیا جائے۔ جو جھوٹ، یا ملمع سازی سے اسے باطل کرنے کی کوشش کرے گا اس نے اللہ کا دیا ہوا حق مارا ہے اور سخت نافرمانی کا مرتکب ہوا ہے۔

اس میں کتنا ہی عمدہ ادب سکھایا گیا ہے کہ جس چیز کو فروخت کرنا ہے، اسے پہلے شریک کے سامنے پیش کیا جائے اگر وہ خریدنا چاہتا ہے وہ زیادہ حق دار ہے کیونکہ اسے شراکت کا حق حاصل ہے، اسے پڑوس حاصل ہے اور دو شریکوں کی ہم نشینی حاصل ہے، اگر وہ انکار کرتا ہے تو پھر اجازت ہے، جہاں چاہے فروخت کرے۔ اب رہی بات پڑوسی کو حق شفعہ حاصل ہے یا کہ نہیں۔ صحیح بات یہی ہے کہ پڑوسی جب اپنی جاگیر وغیرہ فروخت کرنا چاہے تو اسے اپنے ہمسائے کے سامنے پیش کرے اگر وہ خریدنا چاہے تو وہ دوسروں سے زیادہ حقدار ہے۔ کیونکہ پڑوس کی وجہ سے اسے کوئی اذیت یا نقصان پہنچ سکتا ہے، کوئی پڑوسی ایسا آ جائے جو اس کا ناپسندیدہ ہو، ہمسائے کا حق بہت زیادہ ہے۔

اور شفعہ والا شریک یا پڑوسی اگر کہیں شہر سے باہر گیا ہوا ہو تو ہمسائے نے یا شریک نے کوئی چیز فروخت کرنی ہو تو اس کا انتظار کرے جب تک وہ نہ آئے اس وقت تک اسے فروخت کرنا ملتوی کر دے۔ آج کل سہولت ہے، موبائل یا ٹیلیفون سے رابطہ کیا جا سکتا ہے۔ اگر پڑوسی یا شریک اس کی اطلاع کے بغیر یا اس کے آنے کے بغیر ہی فروخت کر دیتا ہے تو پھر اسے حق شفعہ کی اجازت ہے۔ یہ پھر یاد رکھیں جب چیز کی حد بندی ہو چکی ہو، رستے علیحدہ ہو کے ہوں، تو حق شفعہ ختم ہو جاتا ہے۔ حق شفعہ میں نصرانی یا غیر نصرانی سب ایک ہی حیثیت رکھتے ہیں۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۹۹، ۱۹۶۔ انجاز الحاجہ: ۷/ ۵۱۴)

٤٧٤٥ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ وَهُمْ يُسْلِفُوْنَ فِي الثَّمَرِ فَقَالَ مَنْ أَسْلَفَ فَلْيُسْلِفْ فِي كَيْلٍ مَعْلُوْمٍ وَوَزْنٍ مَعْلُوْمٍ إِلٰى أَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ (رواه الترمذی' ۱۳۱۱)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو لوگ کھجوروں میں ایک سال اور دو سال کی مدت پر بیع کرتے تھے۔ چنانچہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جو بیع سلف کرنا چاہتا ہے وہ معلوم پیمانے کے ساتھ، اور وزن معلوم کے ساتھ، اور مدت معلوم کے ساتھ بیع کرے۔'' (ترمذی)

٤٧٤٦ـ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ أَسْلَفَ فِيْ شَيْءٍ فَلاَ

''سیدنا ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بیع سلف کرے کسی چیز میں تو اس کو کسی دوسری چیز میں تبدیل نہ

(٤٧٤٥) ترمذی: ١٣١١ـ صحيح، البانی: ١٠٥٦ـ بخاری: ٢٢٣٩ـ مسلم: ١٦٠٤ـ نسائی: ٤٦١٦ـ ابوداؤد: ٣٤٦٣ـ ابنب ماجه: ٢٢٨٠ـ احمد: ١٩٣٨ـ دارمی: ٢٥٨٣.

(٤٧٤٦) ابوداؤد: ٣٤٦٨ـ ضعيف، البانی: ٧٥١ـ ابن ماجه: ٢٢٨٣.

يَصْرِفْهُ إِلٰى غَيْرِهٖ. (رواه أبوداود' ٣٤٦٨)

کرے۔'' (ابوداؤد)

٤٧٤٧ــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلاً أَسْلَفَ رَجُلاً فِى نَخْلٍ فَلَمْ تُخْرِجْ تِلْكَ السَنَةَ شَيْئاً فَاخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ بِمَ تَسْتَحِلُّ مَالَهُ أُرْدُدْعَلَيْهِ مَالَهُ ثُمَّ قَالَ لاَ تُسْلِفُوْا فِى النَّخْلِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلاَحُهُ. (رواه أبوداود' ٣٤٦٧)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرد نے کھجوروں میں بیع سلف کی تو اس سال پیداوار نہ ہوئی۔ پس وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جھگڑا لائے۔ آپ ﷺ نے بائع کو فرمایا: تو کس چیز کے عوض یہ قیمت حلال کرے گا؟ اس کا مال واپس کر۔ پھر فرمایا: کھجوروں میں بیع سلف نہ کیا کر یہاں تک کہ پھل کا پکنا ظاہر ہو جائے۔'' (یہ دو ابوداؤد کی ہیں)

٤٧٤٨ــ عَنْ سَمُرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَنْهَى رَبَّ النَّخْلِ أَنْ يَتَدَيَّنَ فِى ثَمَرِ نَخْلِهٖ حَتّٰى يُؤْكَلَ مِنْ ثَمَرِهَا مَخَافَةَ أَنْ يَتَدَيَّنَ بِدَيْنٍ كَثِيْرٍ فَتَفْسُدُ الثَّمَرَةُ فَلاَ يُوْفَى عَنْهُ. وَكَانَ يَنْهَى رَبَّ الزَّرْعِ أَنْ يَتَدَيَّنَ فِى زَرْعِهٖ حَتّٰى يَبْلُغَ الْحَصَدَ، وَكَانَ يَنْهَى رَبَّ الذَّهَبِ إِذَا بَاعَهَا. بِطَعَامٍ فِى الثَّمَرِ أَنْ يَبِيْعَ الطَّعَامَ بِذَهَبٍ حَتّٰى يَكْتَالَ الطَّعَامَ فَيَقْبِضَهُ مَخَافَةَ الرِّبَا. (رواه الطبرانى فى الكبير' ٧٠٥٦ والبزار بلين.)

''سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کھجوروں کے مالک کو کھجوروں کے پھل کے بدلے قرض لینے سے منع فرماتے تھے، یہاں تک کہ اس کے پھل کو کھانا شروع کر دیا جائے۔ یہ اس خوف سے ممانعت کی جاتی تھی کہ وہ زیادہ قرض لے گا اور پھل خراب ہونے کی صورت میں اس سے قرض ادا نہ ہو گا۔ اور آپ ﷺ کھیتی والے کو بھی منع فرماتے کہ وہ کھیتی کی بنیاد پر قرض حاصل نہ کرے یہاں تک کہ کھیتی کاٹنے کے قریب آ جائے۔ اور سونے کے مالک کو منع کرتے کہ اگر وہ سونے کو گندم کے عوض فروخت کرتا ہے تو گندم کو تول کر قبضے میں لینے سے پہلے فروخت نہ کرے۔ اس لیے کہ سود کا خطرہ ہے۔'' (الکبیر، البزار، سند کمزور)

٤٧٤٩ــ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ قَالَ فِى رَجُلٍ أَسْلَفَ رَجُلاً طَعَامًا عَلٰى أَنْ يُعْطِيَهُ إِيَّاهُ فِى بَلَدٍ آخَرَفَكَرِهَ ذٰلِكَ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ وَقَالَ فَأَيْنَ ﴿الْحَمْلُ﴾ (مالك)

''مالک رحمہ اللہ نے کہا: مجھے خبر پہنچی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے اس مرد کے بارے میں سوال کیا گیا جو گندم کی بیع سلف اس شرط پر کرتا ہے کہ اس کو گندم دوسرے شہر میں ادا کی جائے گی۔ اس بیع کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مکروہ قرار دیا اور کہا: اونٹوں کا کرایا کہاں پڑے گا؟''

(٤٧٤٧) ابوداؤد: ٣٤٦٧ـ ضعيف البانى: ٧٥٠ـ بخارى: ٢٢٤٨ـ مؤطا: ١٣٤٤.

(٤٧٤٨) طبرانى كبير: ٧٠٥٦ـ بزار، وفيه مروان بن جعفر السمرى وثقه ابن ابى حاتم وقال الازدى، يتكلمون فيه، هيثمى: ٦٤٩١.

(٤٧٤٩) مؤطا.

٤٧٥٠۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ أَسْلَفَ سَلَفاً فَلاَ يَشْتَرِطْ أَفْضَلَ مِنْهُ وَإِنْ كَانَتْ قَبْضَةً مِنْ عَلَفٍ فَهُوَرِباً. (لمالك)

''مالک رحمہ اللہ کو خبر پہنچی کہ سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: جو شخص بیع سلف (سلم) کرے تو وہ کوئی شرط جنس کے عمدہ اور افضل ہونے کی نہ رکھے۔ اگر مٹھی برابر گھاس بھی زائد ہوئی تو وہ سود ہوگا۔'' (مؤطا)

شــرح: ......سلف اور سلم کا ایک ہی معنی ہے۔ یہ ایسی تجارت ہے کہ پیسے پہلے ادا کر دیئے جائیں اور چیز بعد میں وصول کی جائے، یہ تجارت جائز ہے۔

مگر اس میں شرائط ہیں: اگر کوئی چیز ماپ والی ہے تو اس کے ماپ کا پیمانہ متعین کر دیا جائے۔ اور جو چیز وزن والی ہے تو اس کے باٹ متعین کر لیے جائیں۔ اگر ناپ والی ہے جیسا کہ کپڑا وغیرہ ماپ کر لیتے دیتے ہیں اس کے ماپ کا آلہ متعین کر لیا جائے۔ اگر گنتی والی ہے تو اس کی گنتی متعین کر لی جائے۔ اور اگر وقت ہے تو اس کی تاریخ اور دن کا تعین کیا جائے اور چیز کی جنس واضح کی جائے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۲/ ۵۶۸)

جن روایات سے اس تجارت کی ممانعت ثابت ہوتی ہے وہ ضعیف ہیں۔ ویسے ان میں یہ واضح ہے کہ یہ سلف کی تجارت سے ممانعت نہیں پھل پکنے سے پہلے کی تجارت ہے جو کہ منع ہے۔ اور جو مؤطا کے حوالے سے ممانعت ہے ان میں مذکورہ بالا شرائط نہ تھیں اس لیے آپ نے روکا تھا، سلم کی تجارت سے نہیں روکا تھا۔

درج ذیل شرائط کے تحت بیع سلف (ادھار) جائز ہے۔

(۱) جس چیز کی تجارت کی جا رہی ہے وہ معلوم ہو۔ (۲) قیمت معلوم ہو۔ (۳) تجارت کی مجلس میں قیمت قبضہ میں لی ہو۔ (۴) جس چیز کی تجارت کی جا رہی ہے اسے ادا کرنے کی ذمہ داری لی ہو۔ (۵) ایسے انداز پر چیز کی وضاحت ہو کہ کوئی جہالت باقی نہ رہے۔ (۶) مدت مقرر کا ذکر ہو اور اس کے اترنے کی جگہ کا تعین ہو۔ (۷) اور جس چیز میں تجارت کی گئی ہو اسے سونپتے وقت اس کا وجود ہو۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۱۲۵)

٤٧٥١۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ يُحَدِّثُ أَنَّ مَعْمَرًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنِ احْتَكَرَ فَهُوَ خَاطِئٌ فَقِيْلَ لِسَعِيْدٍ فَإِنَّكَ تَحْتَكِرُ قَالَ سَعِيْدُ إِنَّ مَعْمَرًا الَّذِيْ كَانَ يُحَدِّثُ هٰذَا الْحَدِيْثَ كَانَ يَحْتَكِرُ. (رواه مسلم، ١٦٠٥)

''سیدنا معمر بن ابی معمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے کھانے کی اشیاء گندم وغیرہ ذخیرہ کیں تو وہ خطا کار ہوگا۔ سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ تم تو ذخیرہ کرتے ہو۔ اس نے کہا: معمر رضی اللہ عنہ جو اس حدیث کو روایت کرتے تھے وہ بھی ذخیرہ کرتے تھے۔'' (مسلم)

(٤٧٥٠) مؤطا.

(٤٧٥١) مسلم: ١٦٠٥۔ ترمذی: ١٢٦٧۔ ابوداؤد: ٣٤٤٧۔ ابن ماجه: ٢١٥٤۔ احمد: ٢٦٧٠٣۔ دارمی: ٢٥٤٣.

٤٧٥٢ـعَـنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَـنِ النَّبِيِّ ﷺ مَنِ احْتَكَرَ طَعَامًا أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً فَقَدْ بَرِئَ مِنَ اللّٰهِ تَـعَـالٰـى وَبَرِئَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْهُ. (رواه أحمد، ٤٨٦٥)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے چالیس راتوں تک گندم کا ذخیرہ کیا تو وہ اللہ سے بیزار ہوا اور اللہ تعالیٰ اس سے بیزار ہوگا۔'' (احمد)

٤٧٥٣ــ عَـنْ مُـعَـاذٍ، رَفَـعَهُ: بِئْسَ الْعَبْدُ الْـمُحْتَكِرُ، إِنْ أَرْخَصَ اللّٰهُ الْأَسْعَارَ حَزَنَ وَإِنْ أَغْلاَهَا فَرِحَ. (رواه رزين)

''معاذ رضی اللہ عنہ مرفوع حدیث بیان کرتے ہیں: بدترین بندہ وہ ہے جو ذخیرہ اندوزی کرتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نرخ سستا کردے تو پریشان ہوتا ہے اور اگر نرخ تیز کردے تو خوش ہوتا ہے۔'' (ترمذی)

٤٧٥٤ــ عَـنْ أَبِـيْ أُمَـامَةَ، رَفَعَـهُ: أَهْلُ الْـمَـدَائِنِ هُمُ الْجُلَسَاءُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، لاَ تَـحْتَـكِـرُوْا عَـلَيْهِـمُ الْاَقْـوَاتَ وَلاَ تَغْلُوْا عَـلَيْهِـمُ الْأَسْـعَـارَ فَـإِنَّ مَنِ احْتَكَرَ عَلَيْهِمْ طَعَـامًا أَرْبَعِيْنَ يَوْماً ثُمَّ تَصَدَّقَ بِهِ لَمْ يَكُنْ لَهُ كَفَّارَةً. (رواه رزين)

'' ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ شہروں میں رہنے والے فی سبیل اللہ بیٹھے ہیں ان پر خوراک تنگ نہ کرو اور نہ ہی نرخ بڑھاؤ۔ اگر کسی نے اہل شہر پر گندم (خوردنی اشیاء) چالیس ایام تک ذخیرہ کی اور اس مال کو صدقہ کردیا تو وہ صدقہ اس کا کفارہ نہ ہوگا۔'' (رزین)

٤٧٥٥ــ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَمَعْقَلِ بْنِ يَسَارٍ، رَفَعَاهُ: يُحْشَرُ الْحَاكِرُوْنَ وَقَتَلَةُ الْأَنْفُسِ فِي دَرَجَةٍ، وَمَـنْ دَخَـلَ فِـى شَـيْءٍ مِـنْ سِعْرِ الْمُسْلِمِيْنَ يَغْلِيْهِ عَلَيْهِمْ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُـعَـذِّبَـهُ فِـى مَـعْظَمِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (رواه رزين.)

﴿أَرْبَـعَتُهَـا لِـرَزِيْـنٍ وَوَافَـقَهُ بِضُعْفٍ عَلَى الْأَوَّلِ أَحْـمَـدُ وَالْـمُـوْ صِـلِـيُّ وَالْبَـزَّارُ والأوسط﴾

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور معقل بن یسار رضی اللہ عنہ دونوں مرفوعاً حدیث بیان کرتے ہیں کہ ذخیرہ اندوزی کرنے والے اور انسانوں کو قتل کرنے والے لوگ ایک ہی درجہ میں اٹھائے جائیں گے۔ جو شخص کسی چیز میں مسلمانوں پر نرخ گراں کرے گا تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ اس کو عذاب دینا ضروری ہے۔ اور اس کو اللہ قیامت کے دن بڑی آگ میں عذاب دے گا۔ (رزین)

احمد، ابویعلی، بزار اور طبرانی نے اس کے آخر میں یہ اضافہ بیان کیا ہے: جس کوچے میں کسی آدمی نے صبح کی بھوکا ہونے کی

(٤٧٥٢) احمد: ٤٨٦٥ـ ابو يعلى، بزار، طبرانى اوسط، وفيه ابو بشر الاملوكى ضعفه ابن معين، هيثمى: ٦٤٧٦.

(٤٧٥٣) رزين.

(٤٧٥٤) رزين.

(٤٧٥٥) رزين.

وزادوا فی آخِرِهِ: وَأَيُّمَا أَهْلُ عَرَصَةٍ أَصْبَحَ فِيْهِـمْ امْرَؤٌ جَائِعٌ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُمْ ذِمَّةُ اللّٰهِ ﴿وَوَافَـقَهُ الْكَبِيْرُ على الثانی وفيه سليمان بن سلمة متروك . ﴾

حالت میں تو ان کے اوپر اللہ کا ذمہ اٹھ جاتا ہے۔ طبرانی نے دوسری روایت پر موافقت کی ہے تاہم اس کی سند میں سلیمان بن سلمہ متروک ہے۔"

٤٧٥٦ ـ عَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْجَالِبُ مَرْزُوْقٌ وَالْمُحْتَكِرُ مَلْعُوْنٌ . (رواه ابن ماجة، ٢١٥٣ بضعف)

''سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: غلہ لے کر آنے والے کو رزق دیا جاتا ہے۔ اور ذخیرہ اندوزی کرنے والا ملعون ہے۔'' (ابن ماجہ سند ضعیف)

٤٧٥٧ ـ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنِ احْتَكَرَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ طَعَاماً ضَرَبَهُ اللّٰهُ بِالْجُذَامِ وَالإِفْلاَسِ (رواه إبن ماجة ٢١٥٥)

''سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا جو شخص مسلمانوں پر گندم ذخیرہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو کوڑھ اور افلاس کے ساتھ سزا دے گا۔'' (ابن ماجہ)

شرح:......ان احادیث میں اگر چہ تنقید ہے مگر مسلم کی حدیث ۱۶۰۵ سے ذخیرہ اندوزی کی مذمت وارد ہے۔

ذخیرہ اندوزی کا مطلب یہ ہے کہ تجارتی سامان خرید کر اسے روک رکھنا تا کہ اس کی قیمت بڑھ جائے۔ حالانکہ عوام میں اس کی بہت مانگ ہو۔

ذخیرہ اندوزی ایسی شکل میں حرام ہے کہ اشیائے صرف کی قلت پیدا ہو جائے اور جن کے پاس یہ چیزیں ہوں وہ انہیں چھپا کر رکھ لیں۔

ذخیرہ اندوزی تجارت پیشہ حضرات کے لیے حرام ہے۔ زمیندار اپنی پیداوار روک لے تو اس کی گنجائش ہے۔ مگر جب غلہ کی قلت شدت اختیار کر جائے تو پھر ان کے لیے غلہ روک لینا بھی جائز نہیں۔

اگر چیز عام ہو اور بازار میں دستیاب ہو تو پھر گودام میں جمع رکھنے میں کوئی حرج نہیں، یہ ذخیرہ اندوزی میں نہیں آتا۔

ذخیرہ اندوزی کی ایک قسم حرام ہے وہ یہ ہے کہ جو چیز آدمیوں کی خوراک ہے، یعنی اناج وغیرہ تو اس کی ذخیرہ اندوزی حرام ہے۔

ایک ذخیرہ اندوزی کی اجازت ہے، یہ وہ اشیاء ہیں جن کی زیادہ ضرورت نہیں مثلاً چمڑا، تیل، شہد، کپڑے، حیوان، جانور کا چارہ وغیرہ۔

(٤٧٥٦) ابن ماجه: ٢١٥٣ ـ ضعيف، البانی: ٤٧١ ـ دارمی: ٢٥٤٤.

(٤٧٥٧) ابن ماجه: ٢١٥٥ ـ ضعيف، البانی: ٤٧٢ ـ احمد: ١٣٦.

مگر راجح بات یہی ہے کہ ہر قسم کی چیزوں میں ذخیرہ اندوزی حرام ہے کیونکہ ذخیرہ اندوزی سے روکنے کا اصل مقصد تو یہ ہے کہ لوگوں کو نقصان سے روکا جائے اگر کوئی ذخیرہ اندوزی کا مرتکب ہوتا ہے اور لوگوں کا احتیاج بڑھ جاتا ہے تو صاحب اقتدار امام اسے زبردستی بازار میں لانے پر مجبور کر سکتا ہے اور سزا بھی دے سکتا ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۷۱)

٤٧٥٨۔ عَنْ سَعِيْدِبْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مَرَّ بِحَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ وَهُوَ يَبِيْعُ زَبِيْباً لَهُ بِالسُّوْقِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ إِمَّا أَنْ تَزِيْدَ فِي السِّعْرِ وَإِمَّا أَنْ تَرْفَعَ مِنْ سُوْقِنَا. (رواه مالك، ١٣٥٢)

''سعید ابن مسیّب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک سے گذرے وہ بازار میں منقی فروخت کر رہے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا یا تو نرخ میں اضافہ کرو ورنہ ہمارے بازار سے اٹھ جا۔'' (مالک)

٤٧٥٩۔ عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلاً جَاءَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ سَعِّرْ فَقَالَ بَلْ أَدْعُوْ ثُمَّ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلُ اللّٰهِ سَعِّرْ فَقَالَ بَلِ اللّٰهُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ وَإِنِّي لأَرْجُوْ أَنَّ أَلْقَى اللّٰهَ وَلَيْسَ لِأَحَدٍ عِنْدِى مَظْلَمَةٌ. (رواه أبوداود، ٣٤٥٠)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے آ کر عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! نرخ مقرہ کر دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلکہ میں دعا کروں گا۔ پھر دوسرا مرد آیا اور اس نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! نرخ مقرہ کر دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہی نرخ گراتا اور نرخ بڑھاتا ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کروں کہ میرے ذمہ کسی کا ظلم نہ ہو۔'' (ابوداؤد)

٤٧٦٠۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ غَلاَالسِّعْرُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْايَارَسُوْلَ اللّٰهِ سَعِّرْلَنَا فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمُسَعِّرُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الرَّزَّاقُ وَإِنِّى لأَرْجُوْأَنْ أَلْقَى رَبِّي وَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْكُمْ يَطْلُبُنِي بِمَظْلِمَةٍ فِى دَمٍ وَلاَ مَالٍ. (رواه الترمذى ١٣١٤)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کی زندگی میں ایک مرتبہ نرخ بڑھ گئے تو لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! نرخ مقرر کر دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ ہی نرخ بنانے والا، بند کرنے والا، وسیع کرنے والا، بڑا رزق دینے والا ہے۔ اور میں یہ امید کرتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کروں تو اس حال میں جاؤں کہ تم میں سے کوئی شخص مجھ سے ظلم کا مطالبہ نہ کر سکے نہ خون کے متعلق اور نہ مال کے متعلق۔'' (ترمذی)

(٤٧٥٨) مؤطا: ١٣٥٢.

(٤٧٥٩) ابوداؤد: ٣٤٥٠۔ صحیح، البانی: ٢٩٤٤۔ احمد: ٨٢٤٣.

(٤٧٦٠) ترمذی: ١٣١٤۔ صحیح، البانی: ١٠٥٩۔ ابوداؤد: ٣٤٥١۔ ابن ماجه: ٢٢٠٠۔ احمد: ١٣٦٤٣۔ دارمی: ٢٥٤٥.

شــــرح: ......امام وقت صرف خریدار کا ہی ہمدرد نہیں ہوتا بلکہ اسے فروخت کرنے والے سے بھی ہمدردی ہونی چاہیے۔ مؤطا کی روایت سے یہی ثابت ہوا ہے کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فروخت کرنے والوں کی بہتری کے لیے بھاؤ بڑھانے کا حکم دے رہے تھے۔ حکمران کے لیے بھاؤ مقرر کرنے کی ممانعت پر یہ احادیث دلیل ہیں کیونکہ یہ ناانصافی ہے۔ اصل میں اپنے مالوں میں جائز تسلط کی لوگوں کو رخصت ہے۔ اگر بھاؤ مقرر کر دیا جائے تو یہ ان کے تسلط میں رکاوٹ ہے۔ اور امام وقت کو چاہیے کہ مسلمانوں کی مصلحت کا خیال رکھے اگر قیمت بڑھنے میں مصلحت ہے تو یہ مداخلت نہ کرے۔ اگر کم ہونے میں مصلحت ہے تو تب بھی مداخلت نہ کرے تاکہ خریدار اور فروخت کنندگان اپنا اپنا فائدہ حاصل کرسکیں۔ (جائزۃ الاحوذی: ۲/ ۵۷۱)

الدين و آداب الوفاء والتفليس وما يقرب منها.

قرض اور اس کے ادا کرنے کے آداب

افلاس اور اس تک پہنچانے والے اسباب

٤٧٦١ـ عَـنْ أَبِـيْ مُـوْسَـى الأَشْعَرِيِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّـهُ قَـالَ إِنَّ أَعْظَمَ الذُّنُوْبِ عِـنْدَ اللّٰهِ أَنْ يَلْقَاهُ بِهَا عَبْدٌ بَعْدَ الْكَبَائِرِ الَّتِي نَهَـى اللّٰهُ عَنْهَا أَنْ يَّمُوْتَ رَجُلٌ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ لَا يَدَعُ لَهُ قَضَاءً . (رواه أبو داود، ٣٣٤٢)

''سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بڑا گناہ اللہ کے نزدیک کبیرہ گناہوں کے بعد یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے اس حال میں کہ اسے موت مقروض ہونے کی حالت میں آئی تھی اور اس کو ادا کرنے کے لیے کوئی چیز بھی نہ چھوڑی ہو۔'' (ابوداؤد)

٤٧٦٢ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ يُـغْفَرُ لِلشَّهِيْدِ كُلُّ ذَنْبٍ إِلَّا الدَّيْنَ . (رواه مسلم، ١٨٨٦)

''سیدنا عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شہید کو قرض کے سوا ہر گناہ بخش دیا جاتا ہے۔'' (مسلم)

٤٧٦٣ـ عَـنْ صُهَيْـبِ الْـخَيْـرِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ أَيُّـمَـا رَجُـلٍ يَـدِيْنُ دَيْناً وَهُوَ مُـجْـمِعٌ أَنْ لَّا يُوَفِّيَهُ إِيَّاهُ لَقِيَ اللّٰهَ سَارِقاً . (رواه إبن ماجة، ٢٤١٠، بلين)

''سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: جس نے قرض حاصل کیا، اور ارادہ یہ تھا کہ وہ اس کو ادا نہیں کرے گا تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ گویا وہ چوری کرنے والا ہے۔'' (ابن ماجہ سند کمزور)

(٤٧٦١) ابوداؤد: ٣٣٤٢ـ ضعیف، البانی: ٧٢٥ـ احمد: ١٩٠٠١.

(٤٧٦٢) مسلم: ١٨٨٦ـ حمد: ٧٠١١.

(٤٧٦٣) ابن ماجه: ٢٤١٠ـ حسن، صحیح، البانی: ١٩٥٤.

٤٧٦٤۔ عَـنْ سَـمُـرَةَ قَـالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ هَاهُنَا أَحَدٌ مِّنْ بَنِيْ فُلَانٍ فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ ثُمَّ قَالَ هَا هُنَا أَحَدٌ مِنْ بَنِيْ فُلَانٍ فَلَـمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ ثُمَّ قَالَ هَاهُنَا أَحَدٌ مِنْ بَنِيْ فُلَانٍ فَـقَـامَ رَجُـلٌ فَـقَالَ أَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ ﷺ مَـا مَنَعَك أَنْ تُجِيْبَنِي فِي الْمَرَّتَيْنِ الأُوْلَيَيْـنِ أَمَـا إِنِّي لَمْ أُنَوِّهْ بِكُمْ إِلَّا خَيْراً إِنَّ صَـاحِبَـكُـمْ مَـأْسُوْرٌ بِدَيْنِهِ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ أَدّٰى عَـنْـهُ حَتّٰى مَا بَقِيَ أَحَدٌ يَطْلُبُهُ بِشَيْءٍ (رواه أبو داود' ٣٣٤١)

''سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایک دن ہمیں خطبہ دیا۔ پس آنحضرت ﷺ نے فرمایا: یہاں بنوفلاں کا کوئی شخص موجود ہے؟ تو کوئی نہ بولا۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: یہاں کوئی شخص بنوفلاں کا موجود ہے؟ تو کوئی نہ بولا۔ آپ نے پھر تیسری بار آواز دی۔ ایک مرد اٹھا اور اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں ہوں۔ فرمایا: پہلے دو بار بلانے پر تجھے کس چیز نے جواب دینے سے روکا تھا؟ میری نیت تمھارے ساتھ بھلائی کی ہی تھی۔ تمہارا آدمی میں نے دیکھا ہے کہ روکا ہوا ہے (دخول جنت سے) قرضے کی وجہ سے۔ صحابی کہتے ہیں کہ میں نے پھر دیکھا کہ اس اٹھنے والے نے اپنے فوت شدہ کی طرف سے سب قرض ادا کر دیا۔ (ابوداؤد)

شـرح: ......قرض لینا جائز ہے، جب اس کی ادائیگی کی نیت بھی ہو اور کوشش بھی ہو۔ ہاں! اس وقت یہ بدترین اخلاقی گراوٹ ہے، اور بدترین گناہ ہے، جب اسے ادا کرنے کی نیت نہ ہو۔ (انجاز الحاجہ: ۷/ ۴۰۷)

مقروض کا معاملہ معلق رہنے سے مراد ہے کہ جنت میں جانے سے روک دیا جاتا ہے۔ (عون المعبود: ۳/ ۲۵۲)

قرض کے بارے میں بہت سختی وارد ہوئی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے مقروض کی نماز جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا تھا۔ جب دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ نے قرض کی ذمہ داری لی تو تب آپ ﷺ نے نماز جنازہ ادا کی۔ (نسائی: ۱۹۶۲) اور میت کی جانب سے جو قرض کی ذمہ داری نے وہ جلدی ادا کر دے ورنہ میت بوجھ سے مکمل طور پر سبکدوش نہیں ہوتی۔ (مسند احمد)

یہ میت کی طرف سے قرض اس کے ترکہ سے ادا کیا جائے۔ اگر میت مفلس تھی تو کوئی بھی رشتہ دار، دوست احباب بھی ادا کر سکتے ہیں۔ اگر یہ نہ اٹھائیں تو ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ اسے ادا کرے۔ معلوم ہوا کہ قرض کی معافی نہیں کیونکہ یہ حقوق العباد میں سے ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۱/ ۵۷۶)

٤٧٦٥۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَـالَ مَـنْ أَخَـذَ أَمْـوَالَ النَّاسِ يُرِيْدُ أَدَاءَ هَا أَدَّى الـلّٰهُ عَنْهُ وَمَنْ أَخَذَ يُرِيْدُ إِتْلَافَهَا أَتْلَفَهُ اللّٰهُ. (رواه البخاري: ٢٣٨٧)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو آدمی لوگوں سے (بطور قرض) مال لے اور اسے ادا کرنے کا ارادہ بھی ہو تو اللہ پاک اسے ادا کرنے کی توفیق دے گا۔ اور جو آدمی مال ضائع کرنے کے رادے سے لے تو اللہ پاک اسے ضائع کر دے گا۔

(٤٧٦٤) ابوداؤد: ٣٣٤١۔ حسن، البانی: ٢٨٥٨۔ نسائی: ٤٦٨٥۔ احمد: ١٩٧١٠.

(٤٧٦٥) بخاری: ٢٣٨٧۔ ابن ماجه: ٢٤١١۔ احمد: ٩١٣٥.

٤٧٦٦ــ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَتْ مَيْمُوْنَةُ تَدَّانُ وَتُكْثِرُ فَقَالَ لَهَا أَهْلُهَا فِي ذٰلِكَ وَلَامُوْهَا وَوَجَدُوْا عَلَيْهَا فَقَالَتْ لاَ اَتْرُكُ الدَّيْنَ وَقَدْ سَمِعْتُ خَلِيْلِي وَصَفِيِّي ﷺ يَقُوْلُ مَا مِنْ أَحَدٍ يَدَّانُ دَيْناً فَعَلِمَ اللّٰهُ أَنَّهُ يُرِيْدُ قَضَاءَهُ إِلاَّ أَدَّاهُ اللّٰهُ عَنْهُ فِي الدُّنْيَا. (رواه النسائی، ٤٦٨٦)

''عمران بن حذیفہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بہت زیادہ قرض لیتی تھیں۔ اس کے رشتہ دار اور اہل نے ان سے بات چیت کی، ملامت کیا اور ان پر غصہ کیا۔ تو اس نے کہا: میں تو قرض لینا ترک نہیں کروں گی میں نے اپنے خلیل اور اپنے محبوب ﷺ سے سنا ہے جو شخص قرض لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ وہ ادا کرنے کی نیت کے ساتھ وصول کرتا ہے تو اس پر سے اللہ تعالیٰ دنیا میں قرض ادا کر دیتا ہے۔'' (النسائی)

٤٧٦٧ــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اللّٰهُ مَعَ الدَّائِنِ حَتّٰى يَقْضِيَ دَيْنَهُ مَالَمْ يَكُنْ فِيْمَا يَكْرَهُ اللّٰهُ قَالَ فَكَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ يَقُوْلُ لِخَازِنِهِ. اذْهَبْ فَخُذْ لِي بِدَيْنٍ فَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ أَبِيْتَ لَيْلَةً إِلاَّ وَاللّٰهُ مَعِي بَعْدَ الَّذِيْ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. (رواه إبن ماجة، ٢٤٠٩)

''سیدنا عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ مقروض کے ساتھ ہے یہاں تک کہ وہ اپنا قرض ادا کر دے۔ اور وہ قرض ایسے کام کے لیے وصول نہ کیا گیا ہو جس کو اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے۔ عبداللہ اپنے خزانچی کو کہا کرتے تھے جا کر میرے لیے قرض لا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث سننے کے بعد میں ناپسند کرتا ہوں کہ میں رات بسر کروں اس حال میں کہ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ نہ ہو۔'' (ابن ماجہ)

شرح: ......اگر کوئی قصداً کسی کا قرض نہیں دیتا اور نہ ہی دنیا میں قرض بے باک کیا ہے اور نہ ہی کسی نے اس کا قرض اتارا ہے تو روزِ قیامت اس کی نیکیاں قرض خواہ کو دی جائیں گی۔ اگر اس کا ارادہ اور نیت پختہ تھی کہ میں نے یہ قرض ادا کرنا ہے، اور وہ پوری تگ و دو کرتا بھی تھا اس کے باوجود وہ قرض اتار نہیں سکا۔ تو اس کی وفات ہو جاتی ہے تو ایسی صورت میں یہ مجرم نہ ہوگا کہ اس کی نیکیاں قرض خواہ کو دی جائیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ خود ذمہ داری لیں گے کہ قرض خواہ کو کسی نعمت سے راضی کریں اور اس مقروض کو رہائی دلائیں۔

اگر نیت ہی ایسی تھی کہ قرض لے کر دوسرے کا مال برباد کرنا ہے، اور نہ ہی واپس کرتا ہے۔ تو اس کی سزا یہ ہے کہ اس آدمی کی معیشت میں یا جان میں نقصان پیدا کریں گے اور آخرت میں عذاب ہوگا۔

ان میں نبی اکرم ﷺ کی نبوت کا معجزہ بھی بیان ہوا ہے، اور ان میں ترغیب ہے قرض کی ادائیگی کے بارے میں

(٤٧٦٦) نسائی: ٤٦٨٦۔ صحیح، البانی، دون قولہ فی الدنیا، ابن ماجه: ٢٤٠٨.

(٤٧٦٧) ابن ماجه: ٢٤٠٩۔ صحیح، البانی: ١٩٥٣۔ دارمی: ٢٥٩٥.

نیت اچھی رکھیں اور اس میں بری نیت سے اللہ سے ڈریں کیونکہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ (فتح الباری: ۵/۵۴)

٤٧٦٨ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ فَإِذَا أُتْبِعَ أَحَدُكُمْ عَلٰى مَلِيٍّ فَلْيَتْبَعْ. (رواه البخاري، ٢٢٨٧)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مالدار کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔ اور جب تم میں سے کسی کو مالدار کے پیچھے لگایا جائے تو وہ اس کے پیچھے چل پڑے۔'' (بخاری)

٤٧٦٩ ـ عَنْ عَلِيٍّ، رَفَعَهُ: إِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ الْغَنِيَّ الظَّلُوْمَ وَالشَّيْخَ الْجَهُوْلَ وَالْعَائِلَ الْمُخْتَالَ. (رواه للبزار والأوسط بلين)

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے مالدار ٹال مٹول کرنے والے کو، بوڑھے جاہل (زانی) کو اور مفلس تکبر کرنے والے کو۔'' (البزار، الاوسط، سند کمزور)

٤٧٧٠ ـ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَيُّ الْوَاجِدِ يُحِلُّ عِرْضَهٗ وَعُقُوْبَتَهٗ قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ يُحِلُّ عِرْضَهٗ يُغَلَّظُ لَهٗ وَعُقُوْبَتَهٗ يُحْبَسُ لَهٗ. (رواه أبوداود، ٣٦٢٨)

''شرید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: مالدار کا ٹال مٹول کرنا اس کی عزت اور سزا کو حلال کرتا ہے۔ عبداللہ ابن مبارک رحمہ اللہ نے کہا: اس کی عزت حلال کرنا اس کو شدید الفاظ کہنا ہے اور سزا برداشت کرنا جیل میں محبوس کیا جانا ہے۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......ا۔ اس حدیث کی رو سے مالدار آدمی اپنی خساست طبع کی وجہ سے قرض کی ادائیگی میں حیلے بہانے اور ٹال مٹول کرے، جبکہ وہ آسانی سے قرض ادا کرنے کی پوزیشن میں ہو تو ایسے آدمی کو قرض خواہ زبانی کلامی بے عزت بھی کر سکتا ہے اور بذریعہ عدالت اسے سزا دلوانے کا مجاز بھی ہے، کیونکہ یہ ظلم کا ارتکاب کر رہا ہے۔ اور ظالم کو سزا دینا حق بنتا ہے اور یہ ٹال مٹول حرام کام ہے۔ یہ سلوک اس سے اس وقت تک ہو سکتا ہے جب تک وہ قرض خواہ کا حق ادا نہیں کر دیتا۔ یہ حق کم از کم مقدار میں دس درہم کے برابر ہو تو علمائے کرام کی رائے ہے کہ وہ اس سزا کا مستحق ہے۔

اگر ٹال مٹول کرنے والا واقعتاً مجبور ہے اور تنگدست ہے تو پھر اسے سزا نہ دی جائے اور نہ ہی اس کی بے عزتی کی جائے بلکہ اسے آسانی تک مہلت دی جائے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ﴾ (البقرة: ٢٨٠)

''اگر کوئی تنگدست ہو تو اسے آسانی تک مہلت دو، اور یہ کام عظیم اجر کا باعث ہے۔''

نمبر۲ حوالہ کا نمبر ا معنی یہ ہے کہ ایک مقروض اپنے قرض میں شخصی ضمانت دے یعنی ایک شخص دوسرے سے کہے کہ

(٤٧٦٨) بخاري: ٢٢٨٧ـ مسلم: ١٥٦٤ـ ترمذي: ١٣٠٨ـ نسائي: ٤٦٩١ـ ابوداؤد: ٣٣٤٥ـ ابن ماجه: ٢٤٠٣ـ احمد: ٩٦٧٦ـ مؤطا: ١٣٧٩ـ دارمي: ٢٥٨٦.

(٤٧٦٩) بزار، طبراني اوسط، وفيه الحارث الاعور وهو ضعيف وقد وثق، هيثمي: ٦٦٥٠.

(٤٧٧٠) ابوداؤد: ٣٦٢٨ـ حسن، الباني: ٣٠٨٦ـ نسائي: ٤٦٩٠ـ ابن ماجه: ٢٤٢٧ـ احمد: ١٨٩٦٢.

فلاں صاحب کو قرض دے دو ادائیگی کا میں ذمہ دار ہوں۔ (۲) حوالہ یہ ہے کہ مقروض، قرض خواہ کو اپنے مقروض کے سپرد کر دے۔ مثلاً زید نے خالد سے ہزار روپیہ لینا ہے اور خالد نے حمید سے ہزار روپیہ لینا ہے تو خالد زید سے کہے کہ تم میرا قرض، حمید سے وصول کر لو۔ شریعت نے اسے جائز قرار دیا ہے، بشرطیکہ حمید اس بات کا اقرار کرے کہ میں نے واقعی خالد کا قرض دینا ہے اور وہ ہزار روپیہ میں تجھے ادا کر دوں گا۔

آج کل بینک کے ذریعہ جو ایک دوسرے کے کھاتہ میں روپیہ جمع کراتے ہیں اگر مقروض قرض خواہ کے کھاتے میں جمع کرا دے یا شہر سے باہر یا ملک سے باہر ہونے کی وجہ سے یا ملک میں ہی چیک دے دیتے ہیں تو یہ بھی حوالہ ہی کے حکم میں ہے جائز ہے۔ بشرطیکہ بغیر سودا کاؤنٹ ہو۔ (تفہیم الاسلام: ۲/۱۶۰،۱۴۰)

٤٧٧١ــــ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَوْتَ خُصُوْمٍ بِالْبَابِ عَالِيَةٍ أَصْوَاتُهُمَا وَإِذَا أَحَدُهُمَا يَسْتَوْضِعُ الآخَرَ وَيَسْتَرْ فِقُهُ فِي شَيْءٍ وَهُوَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ لاَ اَفْعَلُ فَخَرَجَ عَلَيْهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ أَيْنَ الْمَتَأَلِّي عَلَى اللّٰهِ لاَ يَفْعَلُ الْمَعْرُوْفَ فَقَالَ أَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَهُ أَيُّ ذٰلِكَ أَحَبَّ . (رواه البخاري، ٢٧٠٥)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے دروازے پر جھگڑا کرنے والوں کی آواز بلند سنی۔ ان میں سے ایک شخص دوسرے کو کسی چیز کا کچھ حصہ چھوڑنے اور نرمی کرنے کے لیے کہہ رہا تھا۔ اور دوسرا کہتا تھا اللہ کی قسم! میں ایسا نہیں کروں گا۔ پس آپ ﷺ ان کی طرف باہر گئے اور فرمایا: تم میں سے نیکی نہ کرنے کی قسم کھانے والا کون ہے؟ تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں ہوں اور اس کے لیے وہ چیز ہے جو یہ پسند کرتا ہے۔'' (بخاری)

شــــرح: ......اس میں یہ ترغیب ہے کہ دو جھگڑنے والوں میں سے ایک کا حق بھی ہو تو صلح کی خاطر اسے وہ چھوڑنے کا مشورہ دینے کی اجازت ہے قرض خواہ کو نرمی کرنے اور کچھ معاف کرنے کا مشورہ دے کر احسان کرنے کا کہا جا سکتا ہے۔

اس میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ بھلائی کے کام پر قسم اٹھانے سے گریز کیا جائے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی اکرم ﷺ کی بات کو جلدی سے سمجھ کر اشارہ پر ہی عمل پیرا ہو جاتے تھے اور طلب خیر میں حد درجہ حریص تھے۔ یہ بھی ثابت ہوا حاکم وقت کے پاس جو جھگڑا لے کر آنے والے ہیں ان کے درمیان جو لغو باتیں ہو جاتی ہیں اسے بھلا دیا جائے۔ اور مقروض آدمی یہ مطالبہ کر سکتا ہے کہ میرے قرض کا کچھ حصہ معاف کرو، اگر مستحق ہو تو معاف کیا جائے۔ (فتح الباری: ۵/ ۳۰۸)

(٤٧٧١) بخاری: ٢٧٠٥۔ مسلم: ١٥٥٧.

٤٧٧٢۔ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّ رَجُلاً لَمْ یَعْمَلْ خَیْرًا قَطُّ وَکَانَ یُدَایِنُ النَّاسَ فَیَقُوْلُ لِرَسُوْلِهِ خُذْ مَا تَیَسَّرَ وَاتْرُكْ مَا عَسُرَ وَتَجَاوَزْ لَعَلَّ اللّٰهَ تَعَالٰی أَنْ یَتَجاوَزَعَنَّا فَلَمَّا هَلَكَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهٗ هَلْ عَمِلْتَ خَیْرًا قَطُّ قَالَ لاَ إِلَّا أَنَّهٗ کَانَ لِي غُلاَمٌ وَکُنْتُ أُدَایِنُ النَّاسَ فَإِذَا بَعَثْتُهٗ لِیَتَقَاضَي قُلْتُ لَهٗ خُذْ تَیَسَّرَ وَاتْرُكْ مَا عَسُرَ وَتَجَاوَزْ لَعَلَّ اللّٰهَ یَتَجَاوَزُ عَنَّا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی قَدْ تَجَاوَزْتُ عَنْكَ . (رواه النسائی، ٤٦٩٤)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک مرد تھا جس نے کبھی نیکی نہیں کی تھی اور وہ لوگوں کو قرض دیتا تھا اور اپنے قاصد کو کہتا: جو کچھ مقروض آسانی سے دیدے وہ وصول کر اور جو اس کے لیے مشکل ہو اس سے درگذر کر دے۔ شاید اللہ تعالیٰ ہم سے درگذر کر دے۔ جب وہ فوت ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو فرمایا: کیا تو نے کوئی نیکی کی ہے؟ اس نے کہا: نہیں، مگر یہ کہ میرا ایک غلام تھا اور میں لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور جب اپنا غلام قرض طلب کرنے کے لیے روانہ کرتا تھا، تو میں اس کو کہا کرتا تھا، جو کچھ آسانی سے مقروض دے سکے لے لینا اور جو اس پر مشکل ہو وہ ترک کر دینا اور درگذر کرنا شاید اللہ تعالیٰ بھی ہم سے تجاوز فرمادے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم نے تجھ سے درگذر کیا اور تجھ کو معاف کر دیا۔'' (نسائی)

شرح: ......اس سے ثابت ہوا جیسا عمل ہوگا ویسا ہی بدلہ ملے گا۔ چونکہ یہ مخلوق پر آسانی کرتا تھا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے بھی اس پر آسانی کی کہ اس سے درگزر کیا۔ یہ یاد رہے کہ بنیادی طور پر ایمان والا ہونا ضروری ہے کیونکہ ایمان کے بغیر بخشش حاصل نہ ہوگی۔

٤٧٧٣۔ عَنْ أَبِي هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا أَوْ وَضَعَ لَهٗ أَظَلَّهُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِهِ یَوْمَ لاَ ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهٗ . (رواه الترمذي، ١٣٠٦)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے تنگ دست کو مہلت دی یا اس کو قرض کا کچھ حصہ معاف کر دیا تو اس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے عرش کے سائے میں رکھے گا جس دن عرش کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔'' (الترمذی)

شرح: ......تنگدست مقروض کو مہلت دینا یا اس کے قرض کا کچھ حصہ معاف کر دینا، یا سارا قرض ہی معاف کر دینا ایک بہت بڑی رحمدلی ہے، اس نیکی کے عوض اللہ اسے اپنے عرش کے سائے کے نیچے کھڑا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ اِنْ کَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰی مَیْسَرَةٍ وَ اَنْ تَصَدَّقُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾

(البقرة: ٢٨٠)

(٤٧٧٢) نسائی: ٤٦٩٤۔ حسن صحیح، البانی: ٤٣٧٧۔ بخاری: ٣٤٨٠۔ مسلم: ١٥٦٢۔ احمد: ٧٥٢٥.

(٤٧٧٣) ترمذی: ١٣٠٦۔ صحیح، البانی: ١٠٥٢۔ ابن ماجه: ٢٤١٧۔ احمد: ٨٤٩٤.

''اگر تنگدست ہو تو آسانی تک مہلت دو، یہ کہ صدقہ کرو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔ (جائزۃ الاحوذی:۲/۵۶۴)

٤٧٧٤ــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ اَبَا قَتَادَةَ طَلَبَ غَرِيْماً لَّهٗ فَتَوَارٰی عَنْهُ ثُمَّ وَجَدَهٗ فَقَالَ إِنِّي مُعْسِرٌ فَقَالَ آللّٰهِ قَالَ آللّٰهِ قَالَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ سَرَّهٗ أَنْ يُنْجِيَهُ اللّٰهُ مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلْيُنَفِّسْ عَنْ مُعْسِرٍ أَوْ يَضَعْ عَنْهُ. (رواه مسلم، ١٥٦٣)

''سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک مقروض کو تلاش کیا تو وہ چھپ گیا۔ پھر انھوں نے اس کو پکڑا تو اس نے کہا: میں تنگ دست ہوں۔ انھوں نے کہا: اللہ کی قسم تو ایسا ہی ہے؟ اس نے کہا: ہاں، اللہ کی قسم! تو ابوقتادہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرمایا: جس کو یہ پسند ہو کہ اس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مصیبت سے نجات دے تو وہ تنگ دست کو مہلت دے یا اس سے قرض معاف کر دے۔'' (مسلم)

٤٧٧٥ــ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيْدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ خَرَجْتُ أَنَا وَأَبِي نَطْلُبُ الْعِلْمَ فِي هٰذَا الْحَيِّ مِنَ الْأَنْصَارِ قَبْلَ أَنْ يَهْلِكُوْا فَكَانَ أَوَّلُ مَنْ لَقِيْنَا اَبَا الْيَسَرِ صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَهُ غُلَامٌ لَهٗ مَعَهٗ ضِمَامَةٌ مِنْ صُحُفٍ وَعَلٰی أَبِي الْيَسَرِ بُرْدَةٌ وَمَعَافِرِيَّ وَعَلٰی غُلَامِهِ بُرْدَةٌ وَمَعَافِرِيَّ فَقَالَ لَهُ أَبِي يَا عَمِّ إِنِّي أَرٰی فِي وَجْهِكَ سَفْعَةً مِنْ غَضَبٍ قَالَ أَجَلْ كَانَ لِي عَلٰی فُلَانِ ابْنِ فُلَانٍ الْحَرَامِيِّ مَالٌ فَأَتَيْتُ أَهْلَهُ فَسَلَّمْتُ فَقُلْتُ ثَمَّ هُوَ قَالُوْا لَا فَخَرَجَ عَلَيَّ ابْنٌ لَهُ جَفْرٌ فَقُلْتُ لَهُ أَيْنَ أَبُوْكَ قَالَ سَمِعَ صَوْتَكَ فَدَخَلَ أَرِيكَةَ أُمِّي فَقُلْتُ أَخْرُجْ إِلَيَّ فَقَدْ عَلِمْتُ أَيْنَ أَنْتَ فَخَرَجَ فَقُلْتُ مَا

''عبادہ بن ولید بن صامت بیان کرتے ہیں: میں اور میرا باپ قوم انصار میں علم طلب کرنے گئے تو پہلا جو شخص ہمیں ملا وہ ابوالیسر تھا۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہے۔ ان کے ساتھ ان کا غلام تھا۔ ان میں سے ہر ایک نے ایک ایک چادر اور ایک ایک معافری کپڑا پہنا ہوا تھا۔ میرے باپ نے کہا: اے چچا: تیرے چہرے پر غصے کے آثار دیکھ رہا ہوں۔ انھوں نے کہا: میرا فلاں آدمی پر قرض تھا تو میں اس کے گھر والوں کے پاس گیا اور میں نے کہا: کیا وہ یہاں موجود ہے؟ تو انہوں نے کہا: نہیں۔ اس کا نادان بیٹا باہر آیا تو میں نے کہا: تیرا باپ کہاں ہے؟ اس نے کہا: تمہاری آواز سن کر میری والدہ کے کمرے میں چلا گیا ہے۔ تو میں نے اس کو آواز دی کہ باہر آ مجھے تیری جگہ معلوم ہو چکی ہے۔ وہ نکلا تو میں نے اس کو کہا: تجھے کس چیز نے چھپنے پر مجبور کیا؟ اس نے کہا: اللہ کی قسم! تجھے سچ ہی بتاتا ہوں جھوٹ ہرگز نہیں کہوں گا ۔ مجھے خوف تھا کہ میں تجھ سے بات کروں گا اور جھوٹ کہوں گا اور

(٤٧٧٤) مسلم: ١٥٦٣۔ احمد: ٢٢١٧۔ دارمی: ٢٥٨٩.

(٤٧٧٥) مسلم: ٣٠١٤۔ ابن ماجه: ٢٤١٩۔ احمد: ١٥٠٩٤۔ دارمی: ٢٥٨٨.

حَمَلَكَ عَلَى أَن اخْتَبَأْتَ مِنِّي قَالَ اَنَا وَاللّٰهِ أُحَدِّثُكَ ثُمَّ لاَ أَكْذِبُكَ خَشِيْتُ وَاللّٰهِ أَنْ أُحَدِّثَكَ فَأَكْذِبَكَ وَأَنْ أَعِدَكَ فَأُخْلِفَكَ وَكُنْتَ صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكُنْتُ وَاللّٰهِ مُعْسِراً قَالَ قُلْتُ آللّٰهِ قَالَ آللّٰهِ قُلْتُ آللّٰهِ قَالَ آللّٰهِ قُلْتُ آللّٰهِ قَالَ آللّٰهِ قَالَ فَأَتٰى بِصَحِيْفَتِهِ فَمَحَاهَا بِيَدِهِ فَقَالَ إِنْ وَجَدْتَ قَضَاءً فَاقْضِنِي وَإِلاَّ أَنْتَ فِي حِلٍّ فَأَشْهَدُ بَصَرُ عَيْنَيَّ هَاتَيْنِ وَوَضَعَ إِصْبَعَيْهِ عَلٰى عَيْنَيْهِ وَسَمِعَ أُذُنَيَّ هَاتَيْنِ وَوَعَاهُ قَلْبِي هٰذَا وَأَشَارَ إِلٰى مَنَاطِ قَلْبِهِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ هُوَ يَقُوْلُ مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا أَوْ وَضَعَ عَنْهُ أَظَلَّهُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهِ قَالَ فَقُلْتُ لَهٗ أَنَا يَا عَمِّ لَوْ أَنَّكَ أَخَذْتَ بُرْدَةَ غُلاَمِكَ وَأَعْطَيْتَهٗ مَعَافِرِيَّكَ وَأَخَذْتَ مَعَافِرِيَّهٗ وَأَعْطَيْتَهٗ بُرْدَتَكَ فَكَانَتْ عَلَيْكَ حُلَّةٌ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ فَمَسَحَ رَأْسِي وَقَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِ يَا ابْنَ أَخِي بَصُرَ عَيْنَيَّ هَاتَيْنِ وَسَمِعَ أُذُنَيَّ هَاتَيْنِ وَوَعَاهُ قَلْبِي هٰذَا وَأَشَارَ إِلَى مَنَاطِ قَلْبِهِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَقُوْلُ أَطْعِمُوْهُمْ مِمَّا تَأْكُلُوْنَ وَأَلْبِسُوْهُمْ مِمَّا تَلْبَسُوْنَ وَكَانَ أَنْ أَعْطَيْتُهٗ مِنْ مَتَاعِ الدُّنْيَا أَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ مِنْ حَسَنَاتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (رواه مسلم، ٣٠١٤)

میں تجھ سے وعدہ کروں گا تو خلاف کرونگا۔ حالانکہ آپ نے نبی کریم ﷺ کی صحبت پائی ہے۔ اللہ کی قسم! سچی بات یہ ہے کہ میں تنگ دست ہوں ۔ میں نے کہا: قسم اللہ کی! تو تنگ دست ہے؟ تو اس نے کہا: اللہ کی قسم! پس میں نے رجسٹر منگوایا جس پر اس کا قرض لکھا ہوا تھا تو وہ میں نے اپنے ہاتھ سے مٹا دیا اور اس کو کہہ دیا اگر تیرے پاس قرض اتارنے کا سامان آئے تو میرا قرض دیدینا ورنہ تو قرض سے آزاد ہے۔ پھر ابوالیسر نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ دیکھا میری آنکھوں نے، اور اپنی آنکھوں پر انگلی رکھی ۔ اور میرے ان دو کانوں نے سنا ہے، اور میرے اس دل نے یاد رکھا ہے، اور وسط دل کی طرف اشارہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مہلت دی تنگ دست کو یا قرض معاف کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے سائے میں رکھے گا۔ میں نے کہا: اے چچا: اگر تم اپنے غلام کی چادر خود لے لو اور اپنی معافری چادر اس کو دیدو، یا اس کی معافری چادر خود لے لو اور اپنی چادر اسے دے دو تو تم پر بھی پورا جوڑا ہو گا اور اس پر بھی۔ تو انہوں نے میرے سر پر ہاتھ پھیر کر کہا: یا اللہ! اس کو برکت دیدے۔ انھوں نے کہا: اے میرے بھائی کے بیٹے! میری ان دو آنکھوں نے دیکھا اور میرے ان دو کانوں نے سنا اور میرے اس دل نے یاد رکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم غلاموں کو اس میں سے کھانا کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو اور ان کو لباس وہ پہناؤ جو تم خود پہنتے ہو۔۔ اور اگر میں اس کو سامان دنیا دیدوں تو یہ زیادہ آسان ہے اس سے کہ قیامت کے دن یہ میری نیکیاں لیجائے۔'' (مسلم)

شرح: ......۱۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات پر دل و جان سے عمل کرتے تھے، اور غلاموں سے اچھا سلوک کرتے تھے۔

۲۔اس میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ قرض کا تقاضا کرنے میں نرمی اختیار کرنا اور قرض پورا پورا لینے کی بجائے تھوڑا قبول کر لینے کی ترغیب ہے۔ان میں تنگدست کا قرض تھوڑا یا سارا معاف کی فضیلت بھی بیان ہوئی ہے اور تنگدست نہ بھی ہو پھر بھی ڈھیل دینے میں ثواب ہے۔اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ خیر کے کاموں کو کر گزریں اگرچہ چھوٹا ہی ہو یہی سعادت اور رحمت کا باعث بن جاتا ہے۔(انجاز الحاجہ: ۷/ ۴۱۵)

٤٧٧٦۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ أَخْبَرَهٗ أَنَّهٗ تَقَاضٰى ابْنَ أَبِي حَدْرَدٍ دَيْناً كَانَ لَهٗ عَلَيْهِ فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا حَتّٰي سَمِعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِي بَيْتٍ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَيْهِمَا حَتّٰى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهِ فَنَادَى كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ فَقَالَ يَا كَعْبُ فَقَالَ لَبَّيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَأَشَارَ بِيَدِهِ أَنْ ضَعِ الشَّطْرَ فَقَالَ كَعْبٌ قَدْ فَعَلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُمْ فَاقْضِهِ . (رواه البخاري، ٢٧١٠)

"عبداللہ بن کعب کہتے ہیں کہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے ابن حدرد رضی اللہ عنہ سے مسجد میں قرض کا تقاضا کیا۔اور ان کی آواز اس قدر بلند ہوئی کہ نبی کریم نے سنی۔پس آپ ﷺ ان کی نکلے تا آں کہ دروازے کا پردہ اٹھایا اور آواز دی اے کعب! تو کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: لبیک یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ آدھا قرض معاف کر۔عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے معاف کر دیا۔دوسرے کو فرمایا: اٹھ کر قرض ادا کر دے۔" (بخاری)

شــــرح: ......اس میں مذکور قرض اسی درہم تھا۔اس حدیث سے اس بات کی دلیل بھی مل جاتی ہے جو مشہور ہے بہترین صلح وہ ہوتی ہے جو نصف نصف پر ہو یعنی کچھ لینا ہو تو آدھا لے لیا آدھا چھوڑ دیا۔یہ بھی ثابت ہوا کہ جب آدھا معاف ہو جائے تو پھر باقی ادا کرنے میں تاخیر نہ کی جائے۔یہ بھی ثابت ہوا کہ مسجد میں آواز بلند ہو جائے تو جائز ہے مگر بے تحاشا شور سے احتراز کیا جائے۔یہ بھی ثابت ہوا کہ جب اشارہ اتنا واضح ہو کہ اس کا مطلب سمجھ میں آ جائے تو اس پر اعتماد جائز ہے۔اور یہ بھی ثابت ہوا اچھے کام میں سفارش کرنا بھی جائز ہے۔اور حاکم وقت صلح کا مشورہ دے سکتا ہے اور سفارش کرے تو اسے قبول کرنا چاہیے اور دروازوں پر پردے لٹکانا بھی جائز ہے۔

یہاں ایک روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ ان کے پاس سے گزرے تھے اور زیر شرح حدیث میں آتا ہے۔آپ ﷺ نے گھر میں ان کی آوازیں سنی اور ان کی طرف آئے،اسی آنے کو ہی گزرنے کے معنی میں لیا گیا

(٤٧٧٦) بخاري: ٢٧١٠۔ مسلم: ١٥٥٨۔ نسائي: ٥٤٠٨۔ ابوداؤد: ١٣٥٩٥۔ ابن ماجه: ٢٤٢٩۔ احمد: ٢٦٦٣٢۔ دارمي: ٢٥٨٧.

ہے۔اصل میں آپ گھر ہی سے باہر آئے تھے۔(فتح الباری:۱/۵۵۲)

٤٧٧٧۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ لِرَجُلٍ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ سِنٌّ مِنَ الإِبِلِ فَجَاءَهُ يَتَقَاضَاهُ فَقَالَ أَعْطُوْهُ فَطَلَبُوْا سِنَّهُ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُ إِلاَّ سِنًّا فَوْقَهَا فَقَالَ أَعْطُوْهُ فَقَالَ أَوْفَيْتَنِي أَوْفَى اللّٰهُ بِكَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ خِيَارَكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً. (رواه البخاري، ٢٣٠٥)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی کا نبی کریم ﷺ پر چھوٹا اونٹ قرض تھا۔اس نے آ کر تقاضا کیا تو آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا: اس کو دیدو۔ انہوں نے تلاش کیا تو اس جیسا نہ مل سکا البتہ اس سے بڑی عمر کا اونٹ موجود تھا فرمایا: اس کو وہی دیدو۔ اس نے کہا: آپ ﷺ نے میرا قرض ادا کیا اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو پورا بدلہ عطا کرے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے بہتر وہ ہے جو اچھے طریقے سے قرض ادا کردے۔''

٤٧٧٨۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا تَقَاضٰي رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَغْلَظَ لَهُ فَهَمَّ بِهِ أَصْحَابُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دَعُوْهُ فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالاً ثُمَّ قَالَ اشْتَرُوْا لَهُ بَعِيْرًا فَأَعْطُوْهُ إِيَّاهُ فَطَلَبُوْهُ فَلَمْ يَجِدُوْا إِلاَّ سِنًّا أَفْضَلَ مِنْ سِنِّهِ فَقَالَ اشْتَرُوْهُ فَأَعْطُوْهُ إِيَّاهُ فَإِنَّ خَيْرَكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً. (رواه الترمذي، ١٣١٧)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے قرض کا تقاضا کرتے ہوئے سختی سے کام لیا تھا۔اور اس مرد سے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے سختی کرنے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو چھوڑ دو قرض والے کی باتیں ہوا کرتیں ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اسے اونٹ خرید دو۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے تلاش کیا تو اس کے اونٹ سے بڑی عمر والا مل رہا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے وہی خرید دو کیونکہ تم میں سے بہتر وہ ہے جو اچھے طریقے سے قرض اتاردے۔'' (ترمذی)

٤٧٧٩۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ يَطْلُبُ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ بِدَيْنٍ أَوْ بِحَقٍّ فَتَكَلَّمَ بِبَعْضِ الْكَلاَمِ فَهَمَّ صَحَابَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ بِهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَهْ إِنَّ صَاحِبَ الدَّيْنِ لَهُ سُلْطَانٌ عَلٰى صَاحِبِهِ حَتّٰى يَقْضِيَهِ. (رواه رواه ابن ماجة، ٢٤٢٥)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت اس کی مثل ہے اور اس میں یہ الفاظ ہیں۔تحقیق قرض والے کا مقروض پر غلبہ ہوتا ہے تا آں کہ اس کا قرض نہ ادا کرے۔'' (ابن ماجہ)

(٤٧٧٨) ترمذی: ١٣١٧۔ صحیح، البانی: ١٠٦٢۔ بخاری: ٢٦٠٩۔ مسلم: ١٦٠١۔ نسائی: ٤٦٩٣۔ ابن ماجہ: ٢٤٢٣۔ احمد: ١٠٢٣١.

(٤٧٧٩) ابن ماجہ: ٢٤٢٥۔ ضعیف، البانی: ٥٢٥.

شرح: ......ان سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اپنے شہر میں موجود رہ کر یا اس سے باہر ہونے کی صورت میں آدمی وکیل مقرر کر سکتا ہے جو نمائندہ بن کر معاملہ طے کرے۔ ایسا کرنا جائز ہے۔ (فتح الباری:۴/۴۸۳)

اس میں نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ترغیب دلائی ہے کہ تم مطالبہ کرنے والے کی حمایت کرو کیونکہ حق لینے والا حقدار ہے کہ اس تک اس کا حق پہنچایا جائے۔ اس میں نبی اکرم ﷺ کی کمال شفقت کی جھلک بھی نظر آتی ہے۔ مشہور ہے کہ یہ آپ ﷺ کی اس نرمی سے متاثر ہو کر یہ مسلمان ہو گیا تھا۔ (انجاز الحاجہ:۷/۴۲۲)

علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ حیوان ادھار لینا جائز ہے۔ ہاں جب دونوں جانب ادھار ہو تو پھر حیوان ادھار لینا منع ہے۔ اگر صرف ایک طرف سے ایک آدمی نے ادھار لیا ہے تو پھر جائز ہے۔ (شرح مسلم:۱۱/ ۳۷)

اشکال: یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی ذات کے لیے ادھار اونٹ لیا تھا اور پھر صدقہ کے اونٹوں سے اچھا اونٹ لے کر اس قرض خواہ کو دیا۔ اس طرح تو فقراء کا حق جو ہے اس میں کمی آتی ہے۔

اس بارے میں ایک تو یہ بات ہے کہ آپ ﷺ نے پہلے یہ اونٹ خریدا تھا، پھر قرض خواہ کو دیا تھا، اس طرح حق پورا ہو جاتا ہے۔

دوسری وضاحت یہ بھی ہے کہ وہ آدمی محتاج تھا جسے افضل جانور دیا اس لحاظ سے یہ حقدار کو حق پہنچنے والی بات ہوئی۔ (جائزۃ الاحوذی:۲/۵۷۴)

٤٧٨٠ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَعَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ طَالَبَ حَقًّا فَلْيَطْلُبْهُ فِي عَفَافٍ وَافٍ أَوْ غَيْرَ وَافٍ . (رواه إبن ماجة' ٢٤٢١)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اور سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو قرض کا تقاضا کرے تو پاکیزہ الفاظ سے طلب کرے خواہ مقروض پورا ادا کرنے والا ہو یا وہ نادہندہ ہو۔'' (ابن ماجہ)

شرح: ......مقصد یہ ہے کہ کسی سے قرض وغیرہ لینا ہو تو مطالبہ میں انداز اچھا ہونا چاہیے۔ جہاں تک ممکن ہو مطالبہ کرتے وقت کسی حرام کام یا بات تک نوبت نہ آنے دی جائے۔ حق پورا مل جائے تو بہت بہتر، پورا نہ بھی ملے تو حسن مطالبہ کی وجہ سے نیکی پائے گا۔ (انجاز الحاجہ: ۷/ ۴۱۶)

(٤٧٨٠) ابن ماجه: ٢٤٢١ـ صحيح، البانی: ١٩٦٥.

٤٧٨١ــــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي رَبِيْعَةَ قَالَ اسْتَقْرَضَ مِنِّي النَّبِيُّ ﷺ أَرْبَعِيْنَ أَلْفاً فَجَاءَهُ مَالٌ فَدَفَعَهُ إِلَيَّ وَقَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ إِنَّمَا جَزَاءُ السَّلَفِ الْحَمْدُ وَالْاَدَاءُ . (رواه النسائی، ٤٦٨٣)

''سیدنا عبداللہ بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے چالیس ہزار قرض وصول کیا تھا۔ پھر جب آپ ﷺ کے پاس مال آیا تو آپ ﷺ نے مجھے قرض واپس کر کے دعا دی کہ اللہ تیرے اہل وعیال میں برکت دے۔قرض کا بدلہ تعریف اور ادائیگی ہے۔'' (نسائی)

شرح:......اس میں اس بات کی ترغیب ہے کہ مقروض جب قرض دینے والے کو قرض واپس دے تو ساتھ اس کی تعریف کرے اور اس کا شکریہ ادا کرے یہ اس کا حق ہے۔یعنی اس طرح کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے مال اور اہل وعیال میں برکت دے۔(انجاز الحاجہ: ۷/ ۴۱۹)

٤٧٨٢ــــ عَنْ مُحَمَّدِبْنِ جَحْشٍ قَالَ كُنَّا جُلُوْساً عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ وَضَعَ رَاحَتَهُ عَلٰى جَبْهَتِهِ ثُمَّ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهُ مَاذَا نَزَلَ مِنَ التَّشْدِيْدِ فَسَكَتْنَا وَفَزِعْنَا فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ سَأَلْتُهُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا هٰذَا التَّشْدِيْدُ الَّذِي نَزَلَ فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ رَجُلاً قُتِلَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ أُحْيِيَ ثُمَّ قُتِلَ ثُمَّ أَحْيِيَ ثُمَّ قُتِلَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ مَا دَخَلَ الْجَنَّةَ ﴿حَتّٰى يَقْضِيَ عَنْهُ دَيْنَهُ . ﴾ (رواه النسائی، ٤٦٨٤)

'' محمد بن جحش کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے ۔ آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا۔ پھر اپنی ہتھیلی اپنی پیشانی پر رکھ دی۔ پھر فرمایا: سبحان اللہ! کس قدر شدید حکم ہے ۔ پس ہم لوگ خاموش ہو گئے اور ہم ڈر گئے ۔ اگلے دن میں نے آپ ﷺ سے سوال کیا یا رسول اللہ! وہ شدید حکم کیا ہے جو نازل کیا گیا ہے ؟ فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر کوئی مرد اللہ کی راہ میں قتل کیا جائے پھر زندہ کیا جائے اور پھر قتل کیا جائے اور اس پر قرض ہو تو وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔'' (نسائی)

٤٧٨٣ـ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لاَ يُصَلِّيْ عَلٰى رَجُلٍ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَأُتِيَ بِمَيِّتٍ فَسَأَلَ أَعَلَيْهِ دَيْنٌ قَالُوْا نَعَمْ عَلَيْهِ دِيْنَارَانِ قَالَ صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ قَالَ أَبُوْ قَتَادَةَ

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس آدمی کا نمازِ جنازہ نہیں پڑھاتے تھے جو قرض چھوڑ کر مرتا۔ پس ایک میت لائی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا اس پر قرض ہے؟ کہا گیا: ہاں، دو دینار قرض ہے۔فرمایا: تم اپنے رفیق کا جنازہ پڑھو۔

(٤٧٨١) نسائی: ٤٦٨٣ـ صحیح، البانی: ٤٣٦٦ـ ابن ماجه: ٢٤٢٤.

(٤٧٨٢) نسائی: ٤٦٨٤ـ حسن، البانی: ٤٣٦٧ـ احمد: ٢١٩٨٧.

(٤٧٨٣) نسائی: ١٩٦٢ـ صحیح، البانی: ١٨٥٣ـ مسلم: ٨٦٧ـ ابوداؤد: ٣٣٤٣ـ ابن ماجه: ٤٥ـ احمد: ١٤٥٦٦ـ دارمی: ٢٠٦.

هُـمَـا عَلَيَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَصَلَّى عَلَيْهِ فَلَمَّا فَتَـحَ اللّٰهُ عَـلَى رَسُوْلِهِ ﷺ قَـالَ أَنَا أَوْلَى بِـكُـلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ مَنْ تَرَكَ دَيْناً فَعَلَيَّ وَمَـنْ تَـرَكَ مَـالاً فَلِوَرَثَتِهٖ . (رواه النسائى، ١٩٦٢)

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ دینار میرے ذمہ ہیں اے اللہ کے رسول ﷺ! تو آپ ﷺ نے اس پر نماز پڑھی۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر فتوحات شروع کر دیں تو آپ ﷺ نے فرمایا میں ہر مومن کا اس کی جان سے زیادہ حقدار ہوں تو جس نے قرض چھوڑا وہ میرے ذمہ ہے۔ اور جس نے مال چھوڑا تو وہ اس کے ورثاء کا ہے۔" (نسائی)

٤٧٨٤ـ لأحـمـد والبـزار نحوه وزاد: ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لأَبِـي قَتَادَةَ، بَعْدَ ذٰلِكَ بِيَوْمٍ مَا فَعَلَ الدِّيْنَارَانِ فَقَالَ إِنَّمَا مَاتَ أَمْسِ قَالَ فَـعَادَإِلَيْهِ مِنَ الْغَدِ فَقَالَ لَقَدْ قَضَيْتُهُمَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْآنَ بَـرَدَتْ عَـلَيْهِ جِلْدُهٗ . (رواه أحمد، ١٤١٢٧)

"احمد اور بزار رحمہما اللہ کی روایات اس کی مثل ہیں اور مزید اس میں یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا: ان دو دیناروں کا کیا کیا؟ تو اس نے کہا: کل ہی تو فوت ہوا ہے۔ پھر اگلے دن ابوقتادہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس گئے اور کہا ہم نے قرض ادا کر دیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اب اس کی جلد ٹھنڈی ہوئی ہے۔" (احمد)

٤٧٨٥ــ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَـا مِـنْ مُّسْلِمٍ يُقْرِضُ مُسْلِمًا قَرْضاً مَرَّتَيْنِ إِلَّا كَـانَ كَصَـدَ قَتِهَـا مَـرَّةً . (لأبن ماجة، ٢٤٣٠ مطولا بضعف)

"سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مسلمان دوسرے مسلمان کو دو مرتبہ قرض دیتا ہے تو اس کو مال کے ایک بار صدقہ دینے کے برابر اجر ملتا ہے۔" (ابن ماجہ، ضعیف)

٤٧٨٦ـ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ، رَفَعَهٗ: دَخَلَ رَجُلٌ الْـجَـنَّةَ فَـرَاٰى عَلٰى بَابِهَا مَكْتُوْباً: الصَّدَقَةُ بِـعَشْـرِ أَمْثَـالِهَـا وَالْـقَرْضُ بِثَمَانِيَةِ عَشَرَ . (رواه الطبرانى فى الكبير بلين، ٧٩٧٦)

"سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں فرمایا: ایک آدمی جنت میں داخل ہوا اور اس کے دروازے پر لکھا دیکھا صدقہ دینے کا دس گنا اجر ہے، اور قرض دینے کا اٹھارہ گنا اجر ہے۔" (الکبیر، سند کمزور)

٤٧٨٧ـ عَـنْ أَنَـسِ بْنِ مَـالِكٍ قَـالَ قَـالَ

"سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

(٤٧٨٤) احمد: ١٤١٢٧ـ ابوداؤد باختصار، بزار واسناده حسن۔ بخاری: ٥٣٨٣ـ مسلم: ٨٦٧ـ نسائی: ١٥٧٨ـ ابوداؤد: ٥٩٥٦ـ ابن ماجه: ٢٤١٦ـ دارمی: ٢٠٦.

(٤٧٨٥) ابن ماجه: ٢٤٣٠ـ ضعيف الا المرفوع منه فحسن، البانی: ٥٢٧

(٤٧٨٦) طبرانی كبير: ٧٩٧٦ـ طبرانی كبير وفيه عتبة بن حميد، وثقه ابن حبان وغيره، وفيه ضعف، هيثمی: ٦٦٢٢.

(٤٧٨٧) ابن ماجه: ٢٤٣١ـ ضعيف جداء البانی: ٥٢٨.

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ مَكْتُوْباً الصَّدَقَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا وَالْقَرْضُ بِثَمَانِيَةَ عَشَرَ فَقُلْتُ يَا جِبْرِيْلُ مَا بَالُ الْقَرْضِ اَفْضَلُ مِنَ الصَّدَقَةِ قَالَ لِاَنَّ السَّائِلَ يَسْأَلُ وَعِنْدَهُ وَالْمُسْتَقْرِضُ لاَ يَسْتَقْرِضُ إِلَّا مِنْ حَاجَةٍ. (لإبن ماجة،٢٤٣ بضعف)

نے فرمایا: جس رات مجھے معراج کرائی گئی تو میں نے جنت کے دروازے پر لکھا دیکھا کہ صدقہ کا ثواب دس گنا ہے اور قرض ادا کرنے کا اٹھارہ گنا ہے۔ چنانچہ میں نے جبرئیل علیہ السلام کو کہا قرض کس وجہ سے صدقہ سے افضل ہے؟ اس نے کہا: اس لیے کہ سائل مانگتا ہے اور اس کے پاس کوئی چیز موجود ہوتی ہے اور قرض طلب کرنے والا قرض اس وقت مانگتا ہے اس کے پاس کچھ نہیں ہوتا۔'' (ابن ماجہ، ضعیف)

٤٧٨٨۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لاَ تُخِيْفُوْا أَنْفُسَكُمْ بَعْدَ أَمْنِهَا قَالُوْا وَمَا ذَاكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الدَّيْنُ. (لأحمد، ١٦٨٦٩ الكبير والموصلي

''سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: امن میں رہتے ہوئے اپنی جان کو خوف میں نہ ڈالو! تو لوگوں نے پوچھا: وہ کیسے؟ فرمایا: قرض کے ذریعہ۔'' (احمد، الکبیر، الموصلی)

٤٧٨٩۔ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ رَجُلاً أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ جَاهَدْتُ بِنَفْسِي وَمَالِي فَقُتِلْتُ صَابِرًا مُحْتَسِباً مُقْبِلاً غَيْرَ مُدْبِرٍ أَأَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَالَ نَعَمْ فَأَعَادَ ذٰلِكَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلاَثًا قَالَ إِنْ لَّمْ تَمُتْ وَعَلَيْكَ دَيْنٌ لَيْسَ عِنْدَكَ وَفَاؤُهُ. (رواه أحمد، ١٤٠٨١، والبزار)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: آپ ﷺ یہ بتائیں کہ اگر میں جان، مال کے ساتھ جہاد کروں اور صبر کرتے، نیکی شمار کرتے، مقابلہ کرتے اور نہ بھاگتے قتل کیا جاؤں تو کیا میں جنت میں داخل ہو جاؤں گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، اس نے دو یا تین بار یہ بات کہی اور آپ ﷺ نے کہا: ہاں۔ مگر جبکہ تجھ پر موت آئے تو تو مقروض ہو اور اس کی ادائیگی بھی تو نہ کر سکتا ہو (تو پھر جنت میں داخل نہ ہوگا)۔'' (احمد، البزار)

٤٧٩٠۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، رَفَعَهُ: أَوَّلَ مَا يُهْرَاقُ دَمُ الشَّهِيْدِ يُغْفَرُ لَهُ ذَنْبُهُ كُلُّهُ إِلاَّ الدَّيْنَ. (رواه الطبراني فى الكبير، ٥٥٥٢)

''سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شہید کے پہلے خون بہنے کے ساتھ ہی اس کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں ماسوائے قرض کے۔'' (الکبیر)

(٤٧٨٨) احمد: ١٦٨٦٩۔ باسنادين رجال احدهما ثقات، ورواه الطبرانى فى الكبير وابو يعلى، هيثمى: ٦٦٢٣.

(٤٧٨٩) احمد: ١٤٠٨١۔ بزار، اسناد احمد حسن، هيثمى: ٦٦٣٤.

(٤٧٩٠) طبرانى اوسط، طبرانى صغير: ٨٥٤۔ وفيه سهل بن قرين وهو ضعيف، هيثمى: ٦٦٤١.

شرح: ......قرض ایک خوف اور بیماری ہے جو طبیعت اور جسم کو دیمک کی مانند چاٹتی رہتی ہے۔ اس لیے بغیر سخت ضرورت یہ نہ لیا جائے۔ اگر لیا جائے تو اسے فوراً ادا کرنے کی کوشش کی جائے کیونکہ مرنے کے بعد یہ جنت میں داخلے میں رکاوٹ ہے۔ نبی اکرم ﷺ مقروض کی نماز جنازہ پڑھنے سے رک گئے تھے تا کہ لوگوں کو عبرت ہو اور دوسروں کا مال قرض میں لے کر واپس نہ کرنے والے کے ظلم میں حصہ دار نہ بنیں۔

یہ یادر ہے اگر مقروض کی نیت اچھی تھی کہ میں قرض واپس کروں گا پھر یہ سختی نہیں یہ اس صورت میں سختی ہے کہ بے تحاشا قرض لیتا گیا ہے مرنے کے بعد اتنا مال نہیں چھوڑ گیا کہ اسے ادا کیا جا سکے۔ اور یا پھر قرض نافرمانی میں لگاتا رہا ہے یا پھر بد نیتی سے لوگوں کا مال اڑاتا رہا ہے، یہ سختی اس پر ہے۔

اب معاملہ کچھ نرم ہے کہ اگر مقروض میت کا قرض ادا کرنے کی کوئی ذمہ داری لے لیتا ہے تو اسے فوراً پورا کرے جس کی وجہ سے یہ میت سبکدوش ہو جاتی ہے۔

اور یا پھر حاکم وقت اس کی ادائیگی کی ذمہ داری لیتا ہے تو تب بھی مقروض کا بوجھ اتر جاتا ہے۔ جیسا کہ جب مال غنیمت آنے لگا تو نبی اکرم ﷺ نے ذمہ داری اٹھانے کا اعلان فرما دیا تھا۔ اللہ اکبر! ایسی غمگساری پر ہم قربان ہو جائیں۔ (عون المعبود: ۲۵۲/۳)

٤٧٩٢ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ أَرَادَ أَنْ تُسْتَجَابَ دَعْوَتُهٗ وَأَنْ تُكْشَفَ كُرْبَتُهٗ فَلْيُفَرِّجْ عَنْ مُعْسِرٍ. (رواه أحمد، ٤٧٣٥، وأبو يعلى.)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جو ارادہ رکھتا ہو کہ اس کی دعائیں قبول ہوں اور اس کی مصیبتیں دور کی جائیں تو وہ تنگ دست کی تنگی دور کرے۔'' (احمد، ابویعلی)

٤٧٩٣ـ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا فَلَهٗ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلِهٖ صَدَقَةٌ قَالَ ثُمَّ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا فَلَهٗ لِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلَيْهِ صَدَقَةٌ قُلْتُ سَمِعْتُكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ تَقُوْلُ مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا فَلَهٗ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلُهٗ صَدَقَةٌ ثُمَّ سَمِعْتُكَ تَقُوْلُ مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا

''سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جس نے تنگ دست کو قرض کی مہلت دی اس کے لیے ہر دن کے بدلے اس کی مثل صدقہ کا ثواب ہے۔ پھر میں نے آپ ﷺ سے سنا جس نے تنگ دست کو مہلت دی تو اس کے لیے ہر دن کے بدلے دو مثل صدقہ کا ثواب ہے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے آپ کو فرماتے سنا ہے، جس نے تنگ دست کو مہلت دی اس کے لیے ہر دن قرض

(٤٧٩٢) احمد: ٤٧٣٥ـ ابو یعلیٰ، رجال احمد ثقات، هيثمي: ٦٦٦٤.

(٤٧٩٣) احمد: ٢٢٥٣٧ـ روى ابن ماجه طرفا منه، و رجال احمد رجال الصحيح، ابن ماجه: ٢٤١٨ـ هيثمي: ٦٦٧٦.

فَـلَهٗ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلَيْهِ صَدَقَةٌ قَالَ لَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ صَـدَقَةٌ قَبْلَ أَنْ يَحِلَّ الدَّيْنُ فَإِذَا حَلَّ الدَّيْنُ فَـأَنْـظَـرَهُ فَلَهٗ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلَيْهِ صَدَقَةٌ (رواه أحمد، ٢٢٥٣٧)

کے مثل صدقہ لکھا جاتا ہے۔ اور پھر میں نے آپ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ اس کے لیے ہر دن اس کی دومثل صدقہ ہے۔ فرمایا: ایک مثل تو مقررہ وقت آنے سے پہلے ہے اور جب میعاد مقررہ قرض ادا کرنے کی آجائے اور وہ اس کو مہلت دیدے تو قرض کے دومثل اجر ہے۔'' (احمد)

٤٧٩٤ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَفَعَهٗ: مَنْ مَشٰي إِلٰـى غَـرِيْـمِـهٖ بِـحَـقِّهٖ صَلَّتْ عَلَيْهِ دَوَابُّ الْأَرْضِ وَنُـوْنُ الْمَاءِ وَنَبَتَ لَهٗ بِكُلِّ خُطْوَةٍ شَـجَـرَـةٌ فِـى الْجَنَّةِ وَذَنْبٌ يُغْفَرُ. (للبزار بخفي، ١٣٤٢)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جوشخص قرض دینے والے کی طرف قرض دینے جاتا ہے اس پر زمین کے تمام حیوان اور پانی کی تمام مچھلیاں دعاء رحمت کرتی ہیں۔ اور اس کے ہر قدم پر جنت میں ایک درخت لگایا جاتا ہے اور ایک گناہ معاف کیا جاتا ہے۔'' (البزار، سند کمزور ہے)

٤٧٩٥ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَـنْ أَدْرَكَ مَـالَهٗ بِعَيْنِهٖ عِـنْـدَ رَجُلٍ أَوْ إِنْسَانٍ قَدْ أَفْلَسَ فَهُوَ أَحَقُّ بِهٖ مِنْ غَيْرِهٖ. (رواه البخاري، ٢٤٠٢)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: جوشخص دیوالیہ شخص کے پاس اپنا مال بعینہٖ موجود پاتا ہے وہ اس کا زیادہ حقدار ہے دوسروں کے مقابلہ میں۔''

٤٧٩٦ـ وَفِـى رِوَايَةٍ: فَـإِنْ كَانَ قَضَاهُ مِنْ ثَـمَـنِهَـا شَيْـئًـا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ أُسْوَةُ الْغُرَمَاءِ وَأَيُّـمَـا أمْـرِئٍ هَـلَكَ وَعِـنْدَهٗ مَتَـاعُ امْرِئٍ بِـعَيْـنِهَـا اقْتَـضٰى مِنْهُ شَيْئًا أَوَلَمْ يَقْتَضِ فَهُوَ أُسْوَةُ الْغُرَمَاءِ (رواه أبوداود، ٣٥٢٠)

''ایک اور روایت میں یہ اضافہ ہے: پس اگر اس مال کی قیمت میں سے کچھ اس نے وصول کیا ہو تو وہ شخص دوسرے قرض خواہوں کے ساتھ برابر ہوگا۔ اور جوشخص فوت ہو جائے اور اس کے پاس کسی آدمی کا سامان بعینہ موجود ہو تو اس نے اس کی قیمت وصول کی ہو یا وصول نہ کی ہو پس وہ دیگر قرض خواہوں

(٤٧٩٤) بزار: ١٣٤٢ـ وفيه جماعة لم اجد من ترجمهم، هيثمي: ٦٦٨٤.

(٤٧٩٥) بخاری: ٢٤٠٢ـ مسلم: ١٥٥٩ـ ترمذی: ١٢٦٢ـ نسائی: ٤٦٧٧ـ ابوداؤد: ٣٥٢٣ـ ابن ماجه: ٢٣٦١ـ احمد: ١٠٤١٥ـ مؤطا: ١٣٨٣ـ دارمی: ٢٥٩٠.

(٤٧٩٦) ابوداؤد: ٣٥٢٠ـ صحيح، البانی: ٣٠٠٨ـ بخاری: ٢٤٠٢ـ مسلم: ١٥٥٩ـ ترمذی: ١٢٦٢ـ نسائی: ٤٦٧٧ـ ابن ماجه: ٢٣٦١ـ احمد: ١٠٤١٥ـ مؤطا: ١٣٨٣ـ دارمی: ٢٥٩٠.

کے ساتھ برابر ہے۔'' (ابوداؤد)

٤٧٩٧۔ عَنِ ابْنِ خَلْدَةَ الزُّرَقِي وَكَانَ قَاضِيًا بِالْمَدِيْنَةِ قَالَ جِئْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ فِي صَاحِبٍ لَنَا قَدْ أَفْلَسَ فَقَالَ هٰذَا الَّذِي قَضَى فِيْهِ النَّبِيُّ ﷺ أَيُّمَا رَجُلٍ مَاتَ أَوْ أَفْلَسَ فَصَاحِبُ الْمَتَاعِ أَحَقُّ بِمَتَاعِهِ إِذَا وَجَدَهُ بِعَيْنِهِ. (رواه ابن ماجة، ٢٣٦٠، بمجهول)

''قاضی ابن خلدۃ زرقی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم اپنے ایک مفلس ساتھی کو لے کر سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہی وہ آدمی ہے کہ جس کے متعلق نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فیصلہ دیا: جو آدمی فوت ہوا یا مفلس ہوگیا تو صاحب سامان اپنے سامان کا زیادہ حقدار جب اس کو اصل صورت میں موجود پائے۔'' (ابن ماجہ، راوی مجہول ہے)

٤٧٩٨۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ وَجَدَ عَيْنَ مَالِهِ عِنْدَ رَجُلٍ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ وَيَتَّبِعُ الْبَيِّعُ مَنْ بَاعَهُ. (رواه أبو داود، ٣٥٣١)

''سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنا اصل مال کسی مرد کے پاس موجود پائے تو وہ اس کا حقدار زیادہ ہے۔ اور اس کو خریدنے والا فروخت کرنے والے سے قیمت وصول کرے۔'' (ابوداؤد)

٤٧٩٩۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ أُصِيْبُ رَجُلٌ فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي ثِمَارٍ ابْتَاعَهَا فَكَثُرَ دَيْنُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَصَدَّقُوْا عَلَيْهِ فَتَصَدَّقَ النَّاسُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ وَفَاءَ دَيْنِهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِغُرَمَائِهِ خُذُوْا مَا وَجَدْتُمْ وَلَيْسَ لَكُمْ إِلَّا ذٰلِكَ. (رواه مسلم، ١٥٥٦)

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی کو خسارہ ہوا پھلوں میں جو اس نے خریدے تھے۔ نبی کریم ﷺ کا زمانہ تھا۔ اس پر زیادہ قرض بن گیا اور وہ مفلس ہوگیا۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: اس پر صدقہ کرو۔ لوگوں نے اس کو صدقہ دیا تو اس کے قرض ادا کرنے کے برابر نہ تھا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اس کے قرض خواہوں کو فرمایا: جو کچھ موجود ہے لے لو اس کے علاوہ تمہارے لیے کچھ نہ ہوگا۔'' (مسلم)

٤٨٠٠۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ دَلَافٍ الْمُزَنِيِّ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَجُلاً مِنْ جُهَيْنَةَ

''عمرو بن عبدالرحمٰن بن دلاف المزنی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جہینہ قبیلے کا ایک آدمی (جس کا نام اُسیفع تھا)

(٤٧٩٧) ابوداؤد: ٣٥٢٠۔ ضعیف، البانی: ٥١٧۔ بخاری: ٢٤٠٢۔ مسلم: ١٥٥٩۔ ترمذی: ١٢٦٢۔ نسائی: ٤٦٧٧۔ ابن ماجه: ٢٣٦٠۔ احمد: ١٠٤١٥۔ مؤطا: ١٣٨٣۔ دارمی: ٢٥٩٠.

(٤٧٩٨) ابوداؤد: ٣٥٣١۔ ضعیف، البانی: ٧٥٨۔ احمد: ١٩٦٠٣.

(٤٧٩٩) مسلم: ١٥٥٦۔ ترمذی: ٦٥٥۔ نسائی: ٤٦٧٨۔ ابوداؤد: ٣٤٦٩۔ ابن ماجه: ٢٣٥٦۔ احمد: ١١١٥٧.

(٤٨٠٠) مؤطا: ١٥٠١.

كَانَ يَسْبِقُ الْحَاجَّ فَيَشْتَرِيْ الرَّوَاحِلَ فَيُغْلِي بِهَا ثُمَّ يُسْرِعُ السَّيْرَ فَيَسْبِقُ الحَاجَّ فَأَفْلَسَ فَرُفِعَ أَمْرُهُ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ أَمَّا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ فَإِنَّ الأُسَيْفِعَ أُسَيْفِعَ جُهَيْنَةَ رَضِيَ مِنْ دِيْنِهِ وَأَمَانَتِهِ بِأَنْ يُقَالَ سَبَقَ الْحَاجَّ أَلاَ وَإِنَّهُ قَدْ دَانَ مُعْرِضاً فَأَصْبَحَ قَدْ رِيْنَ بِهِ فَمَنْ كَانَ لَهُ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَلْيَاتِنَا بِالْغَدَاةِ نَقْسِمُ مَالَهُ بَيْنَهُمْ وَإِيَّاكُمْ وَالدَّيْنَ فَإِنَّ أَوَّلَهُ هَمٌّ وَآخِرَهُ حَرْبٌ . (رواه مالك' ١٥٠١)

حاجیوں کو آگے جا کر گراں قیمت پر سواری خریدتا اور پھر تیز رفتار چلتا اور حاجیوں سے آگے نکل جاتا۔ایک مرتبہ وہ مفلس ہو گیا اور اس کا معاملہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچایا گیا۔تو انہوں نے کہا: امابعد لوگو! اسیفع قبیلہ جہینہ کا اپنے دین و امانت کے بدلے اس بات پر راضی ہو گیا کہ اس کو کہا جائے کہ وہ حجاج کرام پر سبقت لے گیا ہے۔خبردار! اب وہ مقروض، بے بس، مغلوب ہے۔تو جس جس کا اس پر قرض ہو وہ کل ہمارے پاس حاضر ہو جائے ہم اس کا مال اس کے قرض خواہوں کے درمیان تقسیم کریں گے۔خبردار! قرض سے بچتے رہو۔اس کا اول حصہ تفکرات ہیں اور آخری حصہ جنگ و جدال ہے۔'' (مالک)

٤٨٠١ـ عَنِ ابْنِ الْمُسَيّبِ : قَضٰى عُثْمَانُ أَنَّ مَنِ اقْتَضٰى مِنْ حَقِّهٖ قَبْلَ أَنْ يُفْلِسَ غَرِيْمُهٗ شَيْئًا فَهُوَ لَهٗ . (رواه رزين)

''سیدنا ابن مسیّب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے فیصلہ دیا کہ جس نے اپنا کچھ حق وصول کیا اپنے مقروض کے مفلس ہونے سے پہلے تو وہ اسی کا ہوگا۔'' (رزین)

شـــــرح: ......اللہ تعالیٰ نے دنیا میں انقلابات پیدا کر رکھے ہیں وہ اپنی حکمت سے جسے چاہے کاروبار میں ترقی دے اور جسے چاہے پستی میں ڈال دے۔

ان احادیث میں نہایت ہی انصاف والا رستہ بیان ہوا ہے۔اگر کوئی آدمی کاروبار کرتا ہے اتفاق ایسا ہو کہ وہ مال خریدتا ہے اس کی رقم اس پر قرض ہے اس کے بعد وہ قلاش ہو جائے اور قرض کی ادائیگی کے لیے اس کے پاس کچھ نہیں مگر اس نے جس سے وہ مال خریدا تھا اس کا مال اس مقروض افلاس زدہ کے پاس محفوظ و موجود پڑا ہے۔اس صورت میں اس مال کے فروخت کرنے والے کو حق پہنچتا ہے کہ اگر فروخت کردہ چیز بعینہٖ موجود ہے تو وہ اسے بلا تردد حاصل کر سکتا ہے۔

احناف کے نزدیک وہ تنہا اس مال کو نہیں لے سکتا بلکہ وہ بھی عام قرض خواہوں کی طرح کا ایک قرض خواہ ہے جس تناسب سے دوسرے قرض خواہوں کو قرضہ کی واپسی ہوگی اسے بھی اسی تناسب سے قرض واپس ہوگا۔لیکن یہ موقف حدیث کے خلاف ہے اگرچہ پہلے موقف والوں کے خلاف انہوں نے کہا ہے کہ یہ اصول کے خلاف ہے کہ فروخت کرنے والا ہی اپنے سامان کا مالک ہے، دوسرے قرض خواہ نہیں مالک، اور احادیث کی تاویلیں بھی کی ہیں مگر یہ سب فاسد اور غلط تاویلیں

(٤٨٠١) رزين.

ہیں۔ صحیح بات یہی ہے کہ جو اپنا سامان مقروض ومفلس کے پاس پائے وہی اس کا مالک ہے دوسرے قرض خواہ نہیں۔

مفلس کے مال کا مالک وہی ہے جس کا یہ مال ہے۔ اس میں ایک شرط یہ ہے کہ مال بعینہٖ وہی ہو۔ اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہ ہو۔ مثلاً اناج ہوتو اس کی روٹی پکائی، لکڑی ہوتو اس کا دروازہ بنالیا۔ یہ نہ ہو، بعینہٖ اسی طرح ہو۔

دوسری شرط یہ ہے کہ فروخت کرنے والے نے نہ تو پوری قیمت لی ہو نہ اس کا کچھ حصہ لیا ہو، یہ صورت ہے جب افلاس زدہ آدمی جو خریدار تھا زندہ ہو۔ اگر وہ فوت ہو جائے تو پھر اس سامان میں فروخت کرنے والا اور دوسرے قرض خواہ سب برابر ہیں۔

اس بارے میں اختلاف ہے کہ افلاس زدہ فوت ہو جائے تو پھر اگر مال پایا جائے اس کا مالک وہ فروخت کرنے والا ہی تنہا ہوگا یا کہ سب قرض خواہ برابر ہوں گے۔ امام شافعی ؒ کا مذہب ہے کنگال کے فوت ہونے کی صورت میں فروخت کرنے والا ہی بعینہٖ مال کا حق رکھتا ہے۔ لیکن امام مالک اور امام احمد ؒ کا موقف ہے اس صورت میں سامان کا مالک دیگر قرض خواہوں کی مانند حصہ دار ہوگا، تنہا مالک نہ ہوگا۔ یہی زیادہ قوت دلیل والا نظریہ ہے، کیونکہ ابوبکر بن عبدالرحمٰن کی روایت اس کی تائید کرتی ہے۔ اگرچہ ابوداؤد نے اسے ضعیف قرار دیا ہے لیکن بسام نے اسے صحیح لغیرہ قرار دیا ہیں۔ (توضیح الاحکام: ۴/ ۴۸۱)

سید احمد حسن دہلوی ؒ فرماتے ہیں: اور اگر خریدار فوت ہو جائے تو پھر یہ بائع (سامان فروخت کرنے والا) دیگر قرض خواہوں کے برابر ہوگا۔ (شرح بلوغ المرام: ۳۲۳)

۲۔ ان میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ کنگال پر صدقہ کیا جائے اگر اس سے اس کا قرض پورا ہو چکا ہے تو بہتر ہے، جو قرض باقی رہ جائے گا وہ ساقط ہو جائے گا۔ خواہ وہ مفلس شخص بعد میں خوشحال بھی ہو جائے۔ تو اس سے باقی قرض کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔ یہ بھی ثابت ہوا قرض، قرضدار کے حالات ناموافق ونامساعد ہونے کی وجہ سے بھی ساقط نہیں ہوگا۔ تاہم اس سے ادائیگی کا تقاضا مؤخر کر دیا جائے گا کہ مقروض آسانی تک پہنچ جائے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/۱۴۳)

العارية والعمرى والرقبى والهبة والهدية

ادھار، عمریٰ، رقبیٰ، ھبہ اور ہدیہ کا بیان

٤٨٠٢۔ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ أُنَاسٍ مِنْ آلِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَفْوَانَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَا صَفْوَانُ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ سَلَاحٍ قَالَ عَوَرً أَمْ غَصْبًا قَالَ لَا بَلْ عَوَرَ

''عبدالعزیز بن رفیع کہتے ہیں کہ عبداللہ بن صفوان کی آل میں سے چندلوگوں نے روایت بیان کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے صفوان! تیرے پاس کچھ اسلحہ موجود ہے؟ تو اس نے کہا: مستعار لوگے یا غصب کروگے؟ فرمایا: نہیں بلکہ مستعار لیں گے

(٤٨٠٢) ابوداؤد: ٣٥٦٣۔ صحيح، البانی: ٣٠٤٣۔ احمد: ٢٧٠٨٩.

فَأَعَارَهُ مَا بَيْنَ الثَّلَاثِيْنِ إِلَى الأَرْبَعِيْنَ دِرْعاً وَغَزَا رَسُوْلُ اللّٰهِ حُنَيْناً فَلَمَّا هَزَمَ الْمُشْرِكُوْنَ جُمِعَتْ دُرُوْعُ صَفْوَانَ فَفَقَدَ مِنْهَا أَدْرَاعاً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِصَفْوَانَ إِنَّا قَدْ فَقَدْنَا مِنْ أَدْرَاعِكَ أَدْرَاعاً فَهَلْ نَغْرَمُ لَكَ قَالَ لَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لِأَنَّ فِي قَلْبِي الْيَوْمَ مَا لَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ. (رواه أبوداود، ٣٥٦٣)

پس اس نے تیس تا چالیس زرہ مستعار دیدیں اور آپ ﷺ غزوہ حنین میں تشریف لے گئے۔ مشرکین شکست کھا گئے تو صفوان کی زرہیں جمع کی گئیں تو کچھ زرہیں مفقود تھیں۔ پس آپ ﷺ نے صفوان کو فرمایا: تیری کچھ زرہیں ہم سے گم ہو چکی ہیں تو کیا تیرے لیے تاوان ادا کریں؟ اس نے کہا: نہیں اے اللہ کے رسول! اس لیے کہ آج میرے دل میں وہ چیز ہے جو اس دن نہ تھی (یعنی میں اب مسلمان ہو چکا ہوں)۔'' (ابوداؤد)

٤٨٠٣۔ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَعَارَ قَصْعَةً فَضَاعَتْ فَضَمِنَهَا لَهُمْ. (رواه الترمذي، ١٣٦٠)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک پیالہ مستعار لیا، وہ ضائع ہو گیا تو آپ ﷺ نے اس کی قیمت ادا کی۔'' (ترمذی)

٤٨٠٤۔ عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ عَلَى الْيَدِ مَا أَخَذَتْ حَتّٰى تُؤَدِّيَ قَالَ قَتَادَةُ ثُمَّ نَسِيَ الْحَسَنُ فَقَالَ فَهُوَ أَمِيْنُكَ لَا ضَمَانَ عَلَيْهِ يَعْنِي الْعَارِيَةَ. (رواه للترمذي، ١٢٦٦)

''سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاتھ ضامن ہے اس چیز کا جو وہ پکڑتا ہے یہاں تک کہ اس کو ادا کر دے۔ قتادہ کہتے ہیں: پھر حسن رحمہ اللہ بھول گیا اور کہا وہ تیرا امین ہے اس پر تاوان نہیں ہے یعنی عاریہ چیز میں۔'' (ترمذی)

٤٨٠٥۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ فِي الْخُطْبَةِ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ الْعَارِيَةُ مُؤَدَّاةٌ الزَّعِيْمُ غَارِمٌ وَالدَّيْنُ مَقْضِيٌّ. (رواه الترمذي، ١٢٦٥)

''سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی علیہ السلام کو حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرماتے سنا: عاریہ چیز ادا کی جائے گی۔ ضامن ضمانت کو ادا کرنے والا ہے۔ قرض ادا کیا جائے۔'' (ترمذی)

شرح: ......١۔ جو چیز ادھار ہوگی ادھار لینے والا شخص اس کا ضامن ہے۔ یہ ضمانت تب ختم ہوگی جب وہ لی ہوئی چیز مالک کو واپس کرے گا۔

اگر ادھار لی ہوئی چیز، ادھار لینے والے کے ہاتھ میں ضائع ہو جائے تو اس بارے میں ایک قول ہے کہ ہر حال میں ادھار لینے والا اس کا ذمہ دار ہے۔ ضمانت کی شرط لگائی تھی یا نہیں لگائی تھی۔ دوسرا قول ہے کہ ادھار لینے والا کوئی ذمہ

(٤٨٠٣) ترمذی: ١٣٦٠۔ ضعیف الاسناد جدا، البانی: ٢٢٧.

(٤٨٠٤) ترمذی: ١٢٦٦۔ ضعیف، البانی: ٢١٧۔ ابوداؤد: ٣٥٦١۔ ابن ماجہ: ٢٤٠٠۔ احمد: ١٩٦٤٣۔ دارمی: ٢٥٩٦.

(٤٨٠٥) ترمذی: ١٢٦٥۔ صحیح، البانی: ١٠١٦۔ ابوداؤد: ٣٥٦٥۔ ابن ماجہ: ٢٧١٣.

دار نہیں۔ تیسرا قول ہے کہ اگر ضمانت و ذمہ داری لی تھی تو پھر ادھار لینے والا ذمہ دار ہوگا۔ اگر ضمانت نہیں دی تھی تو یہ ذمہ دار نہ ہوگا۔ ایک چوتھا قول ہے کہ جب ادھار لینے والے کی زیادتی یا کوتاہی سے چیز تلف ہوگی تو پھر ذمہ دار ہوگا، وگرنہ نہیں۔

بہرصورت ترجیح والی بات یہی ہے کہ کوتاہی ہو یا نہ ہو، مانگ کر لی ہوئی چیز تلف ہو جائے تو ادھار لینے والا اسے واپس کرنے کا پابند ہے۔ یہی موقف قرین قیاس ہے ان میں قابل امانت ادھار اور قابل واپسی ادھار میں بھی تفریق بیان ہوئی ہے جو ادھار والی چیز تلف ہو جائے اور اس کی ضمانت ادھار والے نے دی تھی۔ اسے عاریہ مغمونہ کہتے ہیں اور عاریہ موداہ وہ ہے جس کا وجود باقی رہے تو اسے ادا کرنا ہے۔ اگر وہ تلف ہو جائے تو قیمت کی ضمانت نہیں دی جاتی۔ اوپر ہم نے درج کیا ہے کہ صحیح مذہب یہی ہے کہ ادھار لی ہوئی چیز مالک کو لوٹانی ہے خواہ قابل ضمانت ادھار مانگی ہو یا قابل واپسی ادھار مانگی ہو۔

صفوان سے زرہیں ادھار مانگنے پر ایک اعتراض آتا ہے کہ ایک جنگ میں ایک مشرک نے نبی ﷺ کے سامنے تعاون پیش کیا تو آپ نے قبول نہ کیا تھا۔ تو ان سے زرہیں کیسے لیں؟

اس کا حل یہ ہے کہ مشرک سے تعاون لینا اس وقت ممنوع ہے جب خیانت کا اندیشہ ہو۔ خصوصاً میدان جنگ کی تنگنائیوں میں تو اور خطرناک ہے یہ چونکہ خرید و فروخت وغیرہ مالی معاملات تھے، اس میں تعاون لینا جائز ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/۱۸۳)

۲۔ اور یہ بھی ثابت ہوا قرض ادا کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح ایک آدمی کسی کے قرض ادا کرنے کی ذمہ داری اٹھاتا ہے تو وہ اس قرض کا ضامن ہوگا، اس پر لازم ہوگا کہ وہ اسے ادا کرے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۲/۵۳۳)

٤٨٠٦ــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ نِعْمَ الْمَنِيْحَةُ اللِّقْحَةُ الصَّفِيُّ مِنْحَةً وَالشَّاةُ الصَّفِيُّ تَغْدُوْا بِإِنَاءٍ وَتَرُوْحُ بِإِنَاءٍ. (رواه البخاري، ٢٦٢٩)

"ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہتر تحفہ زیادہ دودھ دینے والی اونٹنی اور بکری ہے جو صبح کو پورا برتن دودھ دیتی اور شام کو پورا برتن دودھ دیتی ہے۔" (بخاری)

شرح: ...... (منحۃ) کا اصل معنی عطیہ ہوتا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ دودھ والا جانور کسی کو دینا جب تک وہ دودھ دیتا ہے وہی رکھے جب دودھ دینا بند کر دے تو واپس کر دیا جائے۔ اس عطیہ پر صدقہ کا لفظ مجازاً بولا ہے، یہ صدقہ نہیں تھا۔ کیونکہ صدقہ نبی ﷺ کے لیے حلال نہیں تھا، لوگ آپ کو بھی ایسا جانور ہبہ کیا کرتے تھے۔

یہ جانور چونکہ صبح بھی ایک برتن دودھ دیتا ہے اور شام بھی ایک برتن دودھ دیتا ہے۔ اور یہ گھر والے پیتے ہیں اس لیے اجر بڑھ جاتا ہے۔ یہ جانور ہدیہ کرنے والے کے لیے روزانہ ثواب جاری رہتا ہے۔ جب یہ دودھ دیتا ہے صبح و شام

(٤٨٠٦) بخاري: ٢٦٢٩۔ مسلم: ١٠٢٠۔ احمد: ٩٨٩٢.

اجر کا باعث ہے۔ (فتح الباری: ۵/۲۴۴)

٤٨٠٧ـ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَيُّمَا رَجُلٍ أَعْمَرَ عُمْرَى لَهُ وَلِعَقِبِهِ فَإِنَّهَا لِلَّذِى أُعْطِيَهَا لاَ تَرْجِعُ إِلَى الَّذِي أَعْطَاهَا لِأَنَّهُ أَعْطَي عَطَاءً وَقَعَتْ فِيْهِ الْمَوَارِيْثُ . (رواه مسلم، ١٦٢٥)

''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کوئی جائیداد کسی دوسرے کو اس کی عمر تک اور اس کی اولاد کے لیے دے دی تو وہ اسی کی شمار ہوگی جس کو دی گئی۔ اور وہ دینے والے کی طرف نہیں لوٹے گی اس لیے کہ اس نے ایسی چیز دی ہے جس میں میراث جاری ہوگئی ہے۔'' (مسلم)

٤٨٠٨ـ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ أَعْمَرَ رَجُلاً عُمْرٰى لَهُ وَلِعَقِبِهِ فَقَدْ قَطَعَ قَوْلُهُ حَقَّهُ فِيْهَا وَهِيَ لِمَنْ أُعْمِرَ وَلِعَقِبِهِ . (رواه مسلم، ١٦٢٥)

''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جس نے دوسرے آدمی کو اس عمر تک اور اس کے بعد اس کی اولاد کے لیے کوئی چیز دی تو اس کے قول نے اس چیز میں اس کے حق کو منقطع کر دیا چیز اسی کی ہے جس کو دی گئی اور کی نسل کے لیے ہے۔''

٤٨٠٩ـ عَنْ جَابِرٍ قَالَ إِنَّمَا الْعُمْرٰى الَّتِيْ أَجَازَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَقُوْلَ هِيَ لَكَ وَلِعَقِبِكَ فَأَمَّا إِذَا قَالَ هِيَ لَكَ مَا عِشْتَ فَكَأَنَّهَا تَرْجِعُ إِلَى صَاحِبِهَا قَالَ مَعْمَرٌ وَكَانَ الزُّهْرِيُّ يُفْتِيْ بِهِ . (رواه مسلم، ١٦٢٥)

''جابر رضی اللہ عنہ کی ہی ایک روایت میں ہے: عمر تک دی گئی چیز جس کا نبی کریم ﷺ نے فیصلہ دیا ہے اور دائمی جائز رکھی ہے۔ وہ یہ ہے کہ کہنے والا کہے یہ تیری اور تیرے بعد والوں کی ہے البتہ اگر کہنے والا کہتا ہے یہ چیز تیری ہے جب تک تو زندہ رہے گا تو وہ چیز اس مالک کو واپس ہوگی۔ معمر رضی اللہ عنہ نے کہا زہری رحمہ اللہ اسی پر فتویٰ دیتے تھے۔'' (مسلم)

٤٨١٠ـ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَمْسِكُوْا عَلَيْكُمْ أَمْوَالَكُمْ وَلاَ تُفْسِدُوْهَا

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے مال اپنے پاس رکھا کرو اور ان کو خراب نہ کیا کرو۔ پس

(٤٨٠٧) مسلم: ١٦٢٥ـ بخاری: ٢٦٢٥ـ ترمذی: ١٣٥٠ـ نسائی: ٣٧٥١ـ ابوداؤد: ٣٥٥٨ـ ابن ماجه: ٢٣٨٣ـ احمد: ٤٨٦٦ـ مؤطا: ١٤٧٩.

(٤٨٠٨) مسلم: ١٦٢٥ـ بخاری: ٢٦٢٥ـ ترمذی: ١٣٥٠ـ نسائی: ٣٧٥١ـ ابوداؤد: ٣٥٥٨ـ ابن ماجه: ٢٣٨٣ـ احمد: ٤٨٦٦ـ مؤطا: ١٤٧٩.

(٤٨٠٩) مسلم: ١٦٢٥ـ بخاری: ٢٦٢٥ـ ترمذی: ١٣٥٠ـ نسائی: ٣٧٥١ـ ابوداؤد: ٣٥٥٨ـ ابن ماجه: ٢٣٨٣ـ احمد: ٤٨٦٦ـ مؤطا: ١٤٧٩.

(٤٨١٠) مسلم: ١٦٢٥ـ بخاری: ٢٦٢٥ـ ترمذی: ١٣٥٠ـ نسائی: ٣٧٥١ـ ابوداؤد: ٣٥٥٨ـ ابن ماجه: ٢٣٨٣ـ احمد: ٤٨٦٦ـ مؤطا: ١٤٧٩.

فَإِنَّهُ مَنْ أَعْمَرَ عُمْرَى فَهِيَ لِلَّذِي أُعْمِرَهَا حَيًّا وَمَيِّتاً وَلِعَقِبِهِ . (رواه رواه مسلم، ١٦٦٥)

جس نے دوسرے کو زندگی تک چیز دیدی تو وہ اس کے لیے ہے جس کو دی گئی ہے۔ زندگی اور موت ہر حالت میں اور اس کے بعد اس کی اولاد کی ہے۔'' (مسلم)

٤٨١١ـ عَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا تُرْقِبُوْا وَلَا تُعْمِرُوْا فَمَنْ أَرْقِبَ أَوْ أُعْمِرَ شَيْئًا فَهُوَلِوَرَثَتِهِ . (رواه النسائی، ٣٧٣١)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہ رقبیٰ کرو اور نہ عمریٰ کرو۔ جس نے رقبیٰ کہہ کر کوئی چیز دی یا عمریٰ کہہ کر تو وہ جس کو دی گئی اس کے ورثا کی ہے۔'' (نسائی)

٤٨١٢ـ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْعُمْرَى وَالرُّقْبَى قُلْتُ وَمَا الرُّقْبَى قَالَ يَقُوْلُ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ هِيَ لَكَ حَيَاتَكَ فَإِنْ فَعَلْتُمْ فَهُوَ جَائِزَةٌ . (رواه النسائی، ٣٧٢٨)

''عطاء رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے عمریٰ اور رقبیٰ سے منع کیا ہے۔ ہم نے کہا: رقبیٰ کیا چیز ہے؟ اس نے کہا: کوئی مرد دوسرے کو کہتا ہے: یہ چیز تیری زندگی میں تیری ہے۔ پس اگر تم نے ایسا کیا تو یہ جائز ہوگا۔'' (نسائی)

٤٨١٣ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَفَعَهُ: لَا تُعْمِرُوْا وَلَا تُرْقِبُوْا فَإِنْ فَعَلْتُمْ فَهُوَ لِلْمُعْمَرِ وِالْمُرْقَبِ، قُلْتُ: وَكَيْفَ يَكُوْنُ ذٰلِكَ؟ قَالَ: الْعُمْرَى أَنْ تَقُوْلَ هِيَ لَكَ حَيَاتَكَ، وَالرُّقْبَي أَنْ تَقُوْلَ هُوَ لِلْآخَرِ مِنِّي وَمِنْكَ . (رواه رواه الطبراني في الأوسط بلين وللقزويني نحوه في الرقبى .)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ نہ عمریٰ کرو نہ رقبیٰ کرو۔ اگر تم نے ایسا کیا تو وہ چیز ہمیشہ کے لیے اس کی ہو جائے گی جس کے لیے عمریٰ اور رقبیٰ کی گئی ہے۔ میں نے کہا: یہ کیسے کہا جاتا ہے؟ انھوں نے کہا: عمری یہ کہ تو کہے: اے فلاں! تیری زندگی میں یہ چیز تیری ہے۔ اور رقبیٰ یہ ہے کہ تو کہے: یہ ہم دونوں میں سے بعد میں مرنے والے کے لیے ہے۔'' (الاوسط سند کمزور، ابن ماجہ)

٤٨١٤ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا تُرْقِبُوْا أَمْوَالَكُمْ فَمَنْ أَرْقَبَ شَيْئًا فَهُوَلِمَنْ أُرْقِبَهُ . (رواه النسائی، ٣٧٠٩)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: اپنے بعد تک (الرقبیٰ) اپنے مال نہ دو جس نے رقبیٰ کوئی چیز دی تو وہ اس کی ہوگی جس کو دی گئی ہے۔ یعنی واپس نہ ہوگی۔'' (نسائی)

(٤٨١١) نسائی: ٣٧٣١ـ صحيح، البانی: ٣٤٩٢.

(٤٨١٢) نسائی: ٣٧٢٨ـ صحيح البانی: ٣٤٨٩.

(٤٨١٣) طبرانی اوسط، وفيه المثنى ابن الصباح وقد ضعفه جمهور الائمة، وقال بعضهم متروك، ووثقه ابن معين فى رواية، ابن ماجه: ٢٣٨٠.

(٤٨١٤) نسائی: ٣٧٠٩ـ صحيح، البانی: ٣٤٧٠ـ احمد: ٢٢٥٠.

٤٨١٥ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْعُمْرَى جَائِزٌ لِمَنْ أُعْمِرَهَا وَالرُّقْبَى جَائِزَةٌ لِمَنْ أُرْقِبَهَا وَالْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ. (رواه النسائی ٣٧١٠)

''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عمریٰ جائز ہے اس کے لیے جس کے لیے عمریٰ کیا گیا ہے۔ اور رقبیٰ جائز ہے اس کے لیے جس کے لیے رقبیٰ کیا گیا ہے۔ اور اپنی ہبہ کی ہوئی چیز واپس لینے والا ایسا ہے جیسا کوئی قے کر کے واپس چاٹنے والا ہے۔'' (نسائی)

شــرح: ......احادیث میں بظاہر تعارض نظر آتا ہے جسے دور کرنا ضروری ہے۔ حدیث کے ایک حصہ میں ہے عمری یا رقبی کے ذریعہ مال خراب نہ کرو، دوسرے حصہ میں ہے عمری یا رقبی جائز ہے۔

اس کا حل یہ ہے کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ نہی حرام قرار دینے کے لیے نہیں یہ کراہت کے لیے ہے۔ اس کے حل کی دوسری صورت یہ ہے کہ عمری یا رقبی کرنے سے گریز کیا جائے اگر کر دیا تو صحیح ہوگا۔

ثابت ہوتا ہے کہ عمری اور رقبیٰ اس کا ہے جسے عمریٰ یا رقبیٰ کیا جائے اور اس کی وفات کے بعد اس کے ورثاء اس کے حقدار ہوتے ہیں۔

البتہ اگر یہ شرط قائم کی جائے کہ یہ تمہاری زندگی میں تمہاری ملکیت ہے تو تب اس کی وفات کے بعد وہ چیز اصل مالک کے پاس آجائے گی۔ اور وہ چیز عاریتاً اس کے تصرف میں رہے گی جب تک وہ زندہ ہے۔ رقبیٰ ایک دوسرے کی وفات کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے۔ عمریٰ سے مراد یہ ہے کہ کسی کو کوئی چیز عمر بھر کے لیے دینا اور رقبیٰ کا معنی انتظار کرنا ہے۔ چونکہ رقبیٰ میں ایک کو دوسرے کی موت کا انتظار ہوتا ہے۔ اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ یہ کہنا کہ فلاں چیز میں تجھے دیتا ہوں اگر تو پہلے فوت ہو جائے تو یہ واپس ہوگی اگر میں تجھ سے پہلے فوت ہو جاؤں تو یہ تیری رہے گی۔

عمریٰ کی تین اقسام ہیں:

(۱) ہمیشہ کے لیے کسی کو چیز ہبہ کرنا کہ یہ گھر تیرے لیے ہے اور تیرے بعد تیری نسل کے لیے ہے یہ واپس لینا حرام ہے۔

(۲) مطلق طور پر ایک آدمی دوسرے سے کہتا ہے یہ گھر بطور عمریٰ تجھے دے رہا ہوں، یعنی عمر بھر کے لیے تیرا ہے۔ اس صورت میں بھی جسے ہبہ کیا گیا ہے، اس کا ہوگا اور اس کے بعد اس کی نسل کا ہوگا۔

(۳) مشروط کیا جائے یہ گھر میری یا تیری موت تک ہبہ کرتا ہوں۔ تو اس صورت میں جسے ہبہ کیا گیا ہے اس کی موت کے بعد ہبہ کرنے والا اپنا ہبہ واپس لے سکتا ہے۔ جائز ہے بلکہ وہ خود بخود مالک کی جانب لوٹ آئے گا۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۲۴۱)

(٤٨١٥) نسائی: ٣٧١٠ـ صحیح، البانی: ٣٤٧١ـ احمد: ٢٢٥٠.

٤٨١٦۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ قَالاَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاَ يَحِلُّ لِاَحَدٍ أَنْ يُعْطِيَ الْعَطِيَّةَ فَيَرْجِعَ فِيْهَا إِلاَّ الْوَالِدَ فِيْمَا يُعْطِي وَلَدَهُ وَمَثَلُ الَّذِيْ يُعْطِي الْعَطِيَّةَ فَيَرْجِعُ فِيْهَا كَالْكَلْبِ يَأْكُلُ حَتّٰى إِذَا شَبِعَ قَاءَ ثُمَّ عَادَ فَرَجَعَ فِي قَيْئِهِ . (رواه النسائی ، ٣٧٠٣)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس سیدنا عبداللہ وابن عمر رضی اللہ عنہم دونوں کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نہیں جائز کسی کے لیے کہ وہ عطیہ دینے کے بعد یا ھبہ دینے کے بعد اس کو واپس کرلے مگر باپ جب کوئی چیز اپنے بیٹے کو دیدے۔ اوراس کی مثال جو اپنے عطیے اور اپنے ھبہ کو واپس کرتا ہے اس کتے کی مانند ہے جو کھاتا ہے، اور جب سیر ہو جاتا ہے تو قے کرتا ہے، اور پھر لوٹ کر قے کھانے لگتا ہے۔'' (نسائی)

شرح:...... کسی کو کوئی چیز عطیہ یا ہبہ یا صدقہ دے کر اسے واپس لینا حرام ہے۔ یہ مثال اس کے شدید حرام ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

اور باپ اور ماں اس سے مستثنیٰ ہے۔ یہ اولاد سے دی ہوئی چیز واپس لے سکتے ہیں۔ کیونکہ ماں باپ اولاد کے مال کے مالک ہوتے ہیں، حقیقت میں یہ دی ہوئی چیز واپس لینے کی صورت ہی نہیں۔ (جائزۃ الاحوذی: ۲/ ۴۱۹)

٤٨١٧۔عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ أَنَّ اَبَاهُ أَتٰى بِهِ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنِّيْ نَحَلْتُ ابْنِيْ هٰذَا غُلاَمًا فَقَالَ أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَ مِثْلَهُ قَالَ لاَ قَالَ فَارْجِعْهُ . (رواه البخاري، ٢٥٨٦)

'' نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کا باپ ان کو ساتھ لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا: میں نے اپنے اس بیٹے کو اپنا ایک غلام دیدیا ہے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے اپنے تمام بیٹوں کو اس کی مثل دیا ہے؟ انھوں نے کہا: نہیں، فرمایا اس کو واپس کر۔'' (بخاری)

٤٨١٨۔عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ تَصَدَّقَ عَلَيَّ أَبِيْ بِبَعْضِ مَالِهِ فَقَالَتْ أُمِّيْ عَمْرَةُ بِنْتُ رَوَاحَةَ لاَ اَرْضَى حَتّٰى تُشْهِدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَانْطَلَقَ أَبِيْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ لِيُشْهِدَهُ

''نعمان بن بشیر بیان کرتے ہیں کہ میرے باپ نے اپنے مال میں سے کچھ مجھے دیا تو میری ماں عمرہ بنت رواحہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں تو تب ہی راضی ہوں گی کہ نبی کریم ﷺ کو اس پر گواہ بناؤ گے۔ پس میرا باپ مجھے لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آیا

(٤٨١٦) نسائی: ٣٧٠٣۔ صحیح، البانی: ٣٤٦٤۔ بخاری: ٢٥٨٩۔ مسلم: ١٦٢٢۔ ترمذی: ٢١٣٢۔ ابوداؤد: ٣٨٣٨۔ ابن ماجہ: ٢٣٨٥۔ احمد: ٣٢١١.

(٤٨١٧) بخاری: ٢٥٨٦۔ مسلم: ١٦٢٣۔ ترمذی: ١٣٦٧۔ نسائی: ٣٦٨٥۔ ابوداؤد: ٣٥٤٢۔ ابن ماجہ: ٢٣٧٦۔ احمد: ١٧٩٤٣۔ مؤطا: ١٤٧٣.

(٤٨١٨) مسلم: ١٦٢٣۔ بخاری: ٢٦٥٠۔ ترمذی: ١٣٦٧۔ نسائی: ٣٦٨٧۔ ابوداؤد: ٣٥٤٤۔ ابن ماجہ: ٢٣٧٦۔ احمد: ١٨٨٦٤۔ مؤطا: ١٤٧٣.

عَلٰی صَدَقَتِيْ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَفَعَلْتَ هٰذَا بِوَلَدِكَ كُلِّهِمْ قَالَ لاَ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوْا فِي أَوْلاَدِكُمْ فَرَجَعَ أَبِي فَرَدَّتِلْكَ الصَّدَقَةَ. (رواه مسلم، ١٦٢٣)

آپ ﷺ کو میرے صدقے پر گواہ بنانے کے لیے کہا: تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے اپنے تمام بیٹوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا ہے؟ انھوں نے کہا: نہیں۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنی اولاد میں انصاف کرو۔ پس میرا باپ لوٹ آیا اور وہ صدقہ بھی واپس لے لیا۔'' (مسلم)

٤٨١٩۔ وفي رواية: قَالَ أَكُلَّهُمْ وَهَبْتَ لَهُ مِثْلَ هٰذَا قَالَ لاَ قَالَ فَلاَ تُشْهِدْنِي إِذًا فَإِنِّيْ لاَ أَشْهَدُ عَلَى جَوْرٍ. (رواه مسلم، ١٦٢٣)

''ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا ان سب کو تو نے اس کی مثل دیدیا ہے؟ تو اس نے کہا: نہیں، فرمایا: پھر مجھے گواہ نہ بنا میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا ہوں۔'' (مسلم)

٤٨٢٠۔ وَفِي أُخْرَى: قَالَ فَأَشْهِدْ عَلٰى هٰذَا غَيْرِيْ ثُمَّ قَالَ أَيَسُرُّكَ أَنْ يَكُوْنُوْا إِلَيْكَ فِي الْبِرِّ سَوَاءً قَالَ بَلٰي قَالَ فَلَا إِذًا. (رواه مسلم، ١٦٢٣)

''ایک روایت میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: اس معاملے میں میرے سوا کسی دوسرے کو گواہ بنا۔ پھر فرمایا: کیا تجھے پسند ہے کہ تیرے بیٹے سب تیرے ساتھ حسنِ سلوک میں برابر ہوں؟ اس نے کہا: ہاں، فرمایا: پھر ایسا نہ کر۔'' (مسلم)

شرح: ......ان سے ثابت ہوا کہ اولاد میں سے کسی کو عطیہ دینا اور کسی کو محروم رکھنا حرام ہے۔ زندگی میں اولاد کو کچھ دینا ہو تو ان کے درمیان برابری رکھی جائے، اس میں لڑکیاں بھی شامل ہیں، تاکہ ان کے درمیان الفت رہے، عداوت پیدا نہ ہو اور ماں باپ کی نافرمانی نہ کریں۔ یہ بھی ثابت ہوا ہبہ میں گواہ بنانا مستحب ہے۔ اس میں یہ سبق بھی ہے کہ حاکم یا مفتی جس چیز کی تفصیل کی ضرورت ہو اس کی تفصیلات دریافت کریں۔ (فتح الباری: ۵/ ۲۱۶)

٤٨٢١۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ إِنَّ أَبَابَكْرٍ الصِّدِّيْقَ كَانَ نَحَلَهَا جَادَّ عِشْرِيْنَ وَسْقًا مِنْ مَالِهِ بِالْغَابَةِ فَلَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ وَاللّٰهِ يَا بُنَيَّةُ مَا مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَحَبُّ إِلَيَّ غِنًي بَعْدِيْ مِنْكِ

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: مجھے ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے مقام غابہ کی بیس وسق عمدہ کھجور دیں۔ پھر جب ان کی موت کا وقت آیا تو انہوں نے کہا: اے بیٹی! اپنے بعد تیرا غنی ہونا مجھے سب لوگوں سے زیادہ پسند ہے اور میرے بعد تیرا مفلس ہونا میرے لیے بہت ناگوار ہے۔ اور میں نے تجھے بیس وسق عمدہ کھجور دی ہیں

(٤٨١٩) مسلم: ١٦٢٣۔ بخاری: ٢٦٥٠۔ ترمذی: ١٣٦٧۔ نسائی: ٣٦٨٧۔ ابوداؤد: ٣٥٤٤۔ ابن ماجه: ٢٣٧٦۔ احمد: ١٨٨٦٤۔ مؤطا: ١٤٧٣.

(٤٨٢٠) مسلم: ١٦٢٣۔ بخاری: ٢٦٥٠۔ ترمذی: ١٣٦٧۔ نسائی: ٣٦٨٧۔ ابوداؤد: ٣٥٤٤۔ ابن ماجه: ٢٣٧٦۔ احمد: ١٨٨٦٤۔ مؤطا: ١٤٧٣.

(٤٨٢١) مؤطا: ١٤٧٤.

وَلاَ أَعَزُّ عَلَيَّ فَقْرًا بَعْدِيْ مِنْكِ وَإِنِّي كُنْتُ نَحَلْتُكِ جَادَّ عِشْرِيْنَ وَسْقًا فَلَوْكُنْتِ جَدَدْتِيْهِ وَاحْتَزْتِيْهِ كَانَ لَكِ وَإِنَّمَا هُوَ الْيَوْمَ مَالُ وَارِثٍ وَإِنَّمَا هُمَا أَخَوَاكِ وَأُخْتَاكِ فَاقْتَسِمُوْهُ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا أَبَتِ وَاللّٰهِ لَوْ كَانَ كَذَا وَكَذَا لَتَرَكْتُهُ إِنَّمَا هِيَ أَسْمَاءُ فَمَنِ الأُخْرَى فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ ذُوْبَطْنِ بِنْتِ خَارِجَةَ أُرَاهَا جَارِيَةً. (رواه مالك، ١٤٧٤)

پس اگر کٹوا کر اپنے قبضہ میں لے لے تو وہ تیری ہیں۔ ورنہ وہ آج ورثا کی چیز ہے اور وہ تیرے دو بھائی ہیں اور دو بہنیں ہیں تو تم کتاب اللہ کے مطابق تقسیم کرنا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے ابا جان! اگر اتنا اور اتنا مال بھی ہوتا تو میں اس کو ترک کر دیتی۔ میری بہن تو ایک اسماء ہے دوسری کون ہے؟ کہا: خارجہ کی بیٹی کے پیٹ میں جو بچہ ہے میرا خیال ہے وہ لڑکی ہو گی بنت خارجہ ان کی لونڈی تھی۔'' (مؤطا)

٤٨٢٢ــ عَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ قَالَ مَابَالُ رِجَالٍ يَنْحَلُوْنَ أَبْنَاءَ هُمْ نَحْلاً ثُمَّ يُمْسِكُوْنَهَا فَإِنْ مَاتَ ابْنُ أَحَدِهِمْ قَالَ مَا لِيْ بِيَدِي لَمْ أُعْطِهِ أَحَدًا وَإِنْ مَاتَ هُوَقَالَ هُوَ لِإِبْنِي قَدْ كُنْتُ أَعْطَيْتُهُ إِيَّاهُ مَنْ نَحَلَ نِحْلَةً فَلَمْ يَحُزْهَا الَّذِي نُحِلَهَا حَتّٰى يَكُوْنَ إِنْ مَاتَ لِوَرَثَتِهِ فَهِيَ بَاطِلٌ. (رواه مالك، ١٤٧٥)

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: لوگوں کا کیا حال ہے کہ اپنے کسی بیٹے کو کوئی عطیہ دیدتے ہیں پھر وہ عطیہ اپنے پاس ہی رکھتے ہیں۔ اگر ان میں سے کسی کا وہ بیٹا فوت ہو جائے تو کہہ دیتا ہے! یہ میرا مال ہے میرے قبضے میں ہے میں نے کسی کو نہیں دیا۔ اور اگر وہ خود پہلے مرتا ہے تو کہہ دیتا ہے یہ میرے بیٹے کا ہے۔ میں نے اس کو پہلے دیدیا تھا۔ یہ جو کوئی عطیہ دے اور اس کو نافذ نہ کرے (یعنی جسے دیا گیا ہے اس پر قبضہ نہ کرے) اس طرح کہ جب عطیہ لینے والا مر جائے تو اس کے وارثوں کو ملے تو یہ عطیہ باطل ہے۔''

٤٨٢٣ــ عَنْ سَعِيْدِبْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ مَنْ نَحَلَ وَلَدًا لَهُ صَغِيْرًا لَمْ يَبْلُغْ أَنْ يَحُوْزَ نُحْلَهُ فَأَعْلَنَ ذٰلِكَ لَهُ وَأَشْهَدَ عَلَيْهَا فَهِيَ جَائِزَةٌ وَإِنْ وَلِيَهَا أَبُوْهُ (رواه مالك، ١٥٠٣)

''سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس نے اپنے بیٹے کو عطیہ دیا جب کہ وہ چھوٹا ہو اور بلوغت کو نہ پہنچا ہو کہ اسے سنبھال سکے تو پھر اس کا ولی اس کا باپ ہی رہے گا۔ باپ نے اس پر گواہ قائم کر دیئے اور عطیے کا اعلان کر دیا ہو تو یہ جائز ہے۔'' (مؤطا)

(٤٨٢٢) مؤطا: ١٤٧٥.

(٤٨٢٣) مؤطا: ١٥٠٣.

٤٨٢٤۔ عَنْ عُمَرَبْنِ الخَطَّابِ قَالَ مَنْ وَهَبَ هِبَةً لِصِلَةِ رَحِمٍ أَوْ عَلَى وَجْهِ صَدَقَةٍ فَإِنَّهُ لا يَرْجِعُ فِيْهَا وَمَنْ وَهَبَ هِبَةً يَرَى أَنَّهُ إِنَّمَا أَرَادَبِهَا الثَّوَابَ فَهُوَ عَلَى هِبَتِهِ يَرْجِعُ فِيْهَا إِذَا لَمْ يُرْضَ مِنْهَا. (رواه مالك، ١٤٧٧)

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے: جس نے صلہ رحمی کی خاطر یا بطور صدقہ ھبہ کیا تو وہ اس ھبہ میں رجوع نہیں کرسکتا۔ اور اگر اس نے صرف عوض لینے کے ارادے سے ھبہ کیا تو اگر اس پر راضی نہیں تو اس میں رجوع کرسکتا ہے۔'' (مالک)

شرح: ......ان کا مطلب ہے کہ ہبہ یا عطیہ اس وقت صحیح تصور ہوتا ہے جب جسے دیا گیا ہے اس کے قبضہ میں آ جائے جو بھی چیز ماپ والی ہوا سے ماپ کر دے دیا جائے تو اس کی ملکیت ہوگی اگر ماپ کر نہیں دیا گیا تو ہبہ مکمل نہیں۔ اسی طرح گنتی والی چیز گنتی کر کے دی جائے۔ اور وزن والی چیز وزن کر کے دی جائے تو تب اس کی ملکیت میں آئے گی۔ (شرح زرقانی:۴۴/۴)

٤٨٢٥۔ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللهِ أَنَّهُ قَالَ أَرَدْتُ الْخُرُوْجَ إِلَى خَيْبَرَ فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَقُلْتُ لَهُ إِنِّي أَرَدْتُ الْخُرُوْجَ إِلَى خَيْبَرَ فَقَالَ إِذَا أَتَيْتَ وَكِيْلِي فَخُذْ مِنْهُ خَمْسَةَ عَشَرَةَ وَسْقًا فَإِنِ ابْتَغَى مِنْكَ آيَةً فَضَعْ يَدَكَ عَلَى تَرْقُوْتِهِ. (رواه أبوداود، ٣٦٣٢)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے خیبر جانے کا ارادہ کیا تو نبی کریم ﷺ کو اطلاع دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تو میرے وکیل کے پاس جائے گا تو اس سے پندرہ وسق وصول کرنا۔ اور اگر وہ کوئی علامت طلب کرے تو اپنا ہاتھ اس کی ہنسلی کی ہڈی پر رکھ دینا۔'' (ابوداؤد)

شرح: ...... نبی ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو وکیل سے پندرہ وسق جو لینے کا حکم فرمایا تھا، وہ اس لیے تھا کہ انہیں سفر کے اخراجات دیئے تھے۔ ایک اور وجہ بھی تھی حضرت جابر رضی اللہ عنہ مسافر تھے اور مسافر کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔ یہ مصارف زکاۃ میں سے ایک مصرف ہے اور دوران سفر اخراجات ختم ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔ اس لیے آپ ﷺ نے انہیں اپنے وکیل سے ملنے کا حکم دیا۔

اور ساتھ ہی فرمایا: اگر میرا وکیل اس کی علامت طلب کرے تو ہنسلی پر ہاتھ رکھ دینا۔ یہ تمہاری سچائی کی علامت ہوگی۔ اس سے ایک بہت ہی عمدہ طریقہ کار وضع ہوا ہے کہ وکیل اور وکیل بنانے والے کے درمیان خفیہ کوڈ ورڈ ہونا چاہیے، جس کا دوسرے کو علم نہ ہو تاکہ وکیل اس کے حکم کی تعمیل کرنے میں پر اعتماد ہو۔

(٤٨٢٤) مؤطا: ١٤٧٧.

(٤٨٢٥) ابوداؤد: ٣٦٣٢۔ ضعیف، البانی: ٧٨٤۔ مگر اس کی سند کم از کم حسن درجہ کی ہے۔ التلخیص الحبیر.

یہ بھی معلوم ہوا زکاۃ وصول کرنے اور پھر اسے مستحقین تک پہنچانے کے لیے وکیل مقرر کرنا جائز ہے، اسی طرح خرید وفروخت میں بھی وکیل مقرر کرنا جائز ہے۔ شریعت نے وکالت کی اجازت دے کر بہت فراخی پیدا فرمائی ہے کیونکہ تمام معاملات انسان اپنے ہی ہاتھ سے سرانجام نہیں دے سکتا۔

لیکن وکالت وہ اختیار کرے جسے خود پر اعتماد ہو، امانت ودیانت میں پختہ ہو اور جسے خود پر اعتماد نہیں اور اسے خیانت کا ڈر ہے تو پھر وکالت قبول نہ کرے تو بہتر ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۱۷۱)

٤٨٢٦۔ عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ أَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ لَمَّا فَتَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَكَّةَ قَامَ خَطِيْبًا فَقَالَ فِي خُطْبَتِهِ لاَ يَجُوْزُ لِامْرَأَةٍ عَطِيَّةٌ إِلاَّ بِإِذْنِ زَوْجِهَا مُخْتَصَرٌ. (رواه النسائی' ٢٥٤٠)

''سیدنا عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب مکہ فتح کیا تو کھڑے ہوکر خطبہ دیا اور خطبے میں یہ بھی فرمایا: عورت کا عطیہ دینا جائز نہیں مگر خاوند کی اجازت سے۔'' (النسائی روایت مختصر ہے)

شرح: ...... اس سے ثابت ہوا کہ بیوی کے لیے حلال نہیں کہ خاوند کا مال اس کی اجازت کے بغیر عطیہ دے۔ اگر اپنا مال ہو تو اس سے عطیہ کر سکتی ہے، اگرچہ خاوند سے اجازت نہ بھی لے۔ بشرطیکہ خاتون دانا ہو، اگر فضول خرچ اور کم عقل ہو تو پھر یہ اپنا مال بھی خاوند کی اجازت کے بغیر خرچ نہ کرے۔

نبی ﷺ نے خواتین سے کہا تھا: صدقہ کرو! خواتین اپنی بالیاں اور انگوٹھیاں اتار اتار کر دینے لگیں۔ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے چادر میں سمیٹنا شروع کیا اس سے پتہ چلتا ہے، بیوی دانشمند ہو تو اپنا مال خاوند کی اجازت بغیر دے سکتی ہے۔ تاہم باہم مشورہ اس میں بھی بہتر ہے، اس سے گھر کی فضا خوشگوار ہو جاتی ہے۔ (عون المعبود: ۳/ ۳۱۷)

٤٨٢٧۔ عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لاَيَجُوْزُ لِامْرَأَةٍ اَمْرٌ فِي مَالِهَا إِذَا مَلَكَ زَوْجُهَا عِصْمَتَهَا. (رواه لأبی داود' ٣٥٤٦)

''اور ایک روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورت کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے مال میں خود کوئی معاملہ کرے جب کہ اس کی عصمت کا مالک اس کا خاوند بن چکا ہے۔'' (ابوداؤد)

٤٨٢٨۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ تَهَادُوْا فَإِنَّ الْهَدِيَّةَ تُذْهِبُ وَحَرَالصَّدْرِ وَلاَ

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہدیہ دیا کرو تحفہ دینے سے سینے کا بغض جاتا رہتا ہے۔ کوئی

(٤٨٢٦) نسائی: ٢٥٤٠۔ حسن صحیح، البانی: ٢٣٨٠۔ ابوداؤد: ٣٥٤٧۔ احمد: ٧٠١٨.

(٤٨٢٧) ابوداؤد: ٣٥٤٦۔ حسن، صحیح، البانی: ٣٠٣٠۔ نسائی: ٣٧٥٦۔ ابن ماجه: ٢٣٨٨۔ احمد: ٧٠١٨.

(٤٨٢٨) ترمذی: ٢١٣٠۔ ضعیف، البانی: ٣٧٨۔ لیکن دوسرا حدیث کا حصہ صحیح ہے۔ جسے بخاری: ۲۵۶۶ اور مسلم: ۱۰۳۰ میں بیان کیا ہے۔

تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ شِقَّ فِرْسِنِ شَاةٍ. (رواه الترمذي، ٢١٣٠)

عورت اپنی ہمسایہ عورت کو ہدیہ دیتے ہوئے کسی چیز کو حقیر نہ خیال کرے خواہ بکری کے کُھر کا نصف حصہ ہو۔'' (الترمذی)

شــرح: ......اس میں ایک دوسرے کو تحائف دینے کی ترغیب ہے۔ کیونکہ اس سے جو ایک دوسرے کے خلاف دل میں غلط وساوس اٹھتے ہیں جن کا دھواں نفرت کی آگ جلا دیتا ہے یہ دور ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس میں ہدیہ دینے کی ترغیب ہے خواہ معمولی چیز ہی کا ہو۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۴۱۹)

٤٨٢٩۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَيُثِيْبُ عَلَيْهَا. (رواه البخاري، ٢٥٨٥)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہدیہ قبول کرتے اور اس کا عوض دیتے تھے۔'' (البخاری)

شــرح: ...... یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ ہدیہ کا صلہ دیا جائے خواہ اس ہدیہ کے برابر ہی ہو۔ اگر طاقت نہ ہو تو دعا دینا بھی ہدیہ کا بدلہ ہے۔ (فتح الباری: ۵/ ۲۱۰)

٤٨٣٠۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ أُهْدِيَ إِلَيَّ كُرَاعٌ لَقَبِلْتُ وَلَوْ دُعِيْتُ عَلَيْهِ لَأَجَبْتُ. (رواه الترمذي، ١٣٣٨)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر مجھے تحفے میں ذبیحہ جانور کی پنڈلی دی جائے تو میں قبول کروں گا اور اگر اس پر مجھے مدعو کیا جائے تو دعوت پر جاؤں گا۔''

شــرح: ......اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ کے حسن اخلاق اور تواضع کی دلیل ہے۔ اور آپ ﷺ لوگوں کی دل شکنی نہ ہونے دیتے تھے اس کا بیان ہے۔ اور ہدیہ و دعوت قبول کرتے تھے اگرچہ کوئی اپنے گھر ہی آپ کو بلاتا تھا۔ اور آپ کو علم بھی ہوتا تھا کہ دعوت میں معمولی چیز پیش ہوگی پھر بھی دعوت قبول فرماتے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۲/ ۵۸۶)

٤٨٣١۔ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ كِسْرَى أَهْدَى لَهُ فَقَبِلَ وَأَنَّ الْمُلُوْكَ أَهْدَوْا إِلَيْهِ فَقَبِلَ مِنْهُمْ. (رواه الترمذي، ١٥٧٦)

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسریٰ نے نبی کریم ﷺ کو تحفہ روانہ کیا تو آپ ﷺ نے قبول کیا۔ اور دیگر بادشاہوں نے آپ ﷺ کو تحفے روانہ کیے تو آپ ﷺ نے ان کے تحفے بھی قبول کیے۔ یہ دو روایات ترمذی کی ہیں۔''

٤٨٣٢۔ عَنْ عَيَاضِ بْنِ حِمَارٍ أَنَّهُ أَهْدٰى

''عیاض بن حمار نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ کو ایک اونٹنی

(٤٨٢٩) بخاري: ٢٥٨٥۔ ترمذي: ١٩٥٣۔ ابوداؤد: ٣٥٣٦۔ احمد: ٢٤٠٧٠.

(٤٨٣٠) ترمذي: ١٣٣٨۔ صحيح، الباني: ١٠٧٥.

(٤٨٣١) ترمذي: ١٥٧٦۔ ضعيف جدا: ٢٧١۔ احمد: ١٢٣٩.

(٤٨٣٢) ترمذي: ١٥٧٧۔ حسن، صحيح، الباني: ١٢٨١۔ ابوداؤد: ٣٠٥٧۔ احمد: ١٧٠٢٨.

لِلنَّبِيِّ ﷺ هَـدِيَّةً لَـهُ أَوْ نَاقَةً فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَسْـلَـمْـتَ قَـالَ لاَ قَـالَ فَـإِنِّي نُهِيْتُ عَنْ زَبْدِالْمُشْرِكِيْنَ . (رواه الترمذي' ١٥٧٧)

تحفہ دی یا کوئی سا تحفہ دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو اسلام قبول کر چکا ہے؟ میں نے کہا: نہیں، فرمایا: مجھے مشرکین کے تحفہ سے منع کر دیا گیا ہے۔'' (ترمذی)

٤٨٣٣ــعَـنْ أَبِـيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ اَعْرَابِيًا اَهْدَى لِـرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَـكْـرَةً فَعَوَّضَهُ مِنْهَا سِتَّ بَـكَـرَاتٍ فَتَسَخَّطَهُ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ فُلاَنًا أَهْدٰى إِلَيَّ نَـاقَةً فَـعَـوَّضْتُـهُ مِـنْهَـا سِتَّ بَكَرَاتٍ فَظَلَّ سَـاخِطاً وَلَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لاَ أَقْبَلَ هَدِيَّةً إِلاَّ مِنْ قُرَشِيِّ أَوْ أَنْصَارِيٍ أَوْ ثَقَفِيٍّ أَوْ دَوْسِيٍّ . (رواه الترمذي' ٣٩٤٥)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے نبی کریم ﷺ کو ایک جوان اونٹنی تحفہ دی۔ آپ ﷺ نے اس کے عوض چھ جوان اونٹنیاں دیں تو وہ راضی نہ ہوا اور غصہ ظاہر کیا۔ اس کی خبر آنحضرت ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا: فلاں شخص نے مجھے ایک جوان اونٹنی تحفہ دی تو میں نے اس کے عوض چھ جوان اونٹنیاں دیدیں اور وہ پھر بھی ناراض ہی رہا۔ میں نے ارادہ کیا کہ میں ہدیہ قبول ہی نہ کیا کروں مگر قریشی سے یا انصاری سے اور ثقفی سے یا دوسی سے۔'' (ترمذی)

٤٨٣٤ــــعَـنْ ذِي الْـجَـوْشَـنِ رَجُلٌ مِنَ الـضِّبَـابِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بَعْدَ أَنْ فَرَغَ مِـنْ أَهْـلِ بَـدْرٍ بِـابْـنِ فَـرَسٍ لِّـي يُقَالُ لَهَا الْـقَـرْحَـاءُ فَـقُلْتُ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي قَدْ جِئْتُكَ بِـابْنِ الْقَرْحَاءِ لِتَتَّخِذَهُ قَالَ لاَ حَاجَةَ لِي فِيْهِ وَإِنْ شِـئْـتَ اَنْ اَقِيْـضَكَ بِـهِ الْمُخْتَارَةَ مِنْ دُرُوْعِ بَدْرٍ فَعَلْتُ قُلْتُ مَاكُنْتُ أَقِيْضُهُ الْيَوْمَ بِـغُـــرَّةٍ قَـــالَ فَلاَ حَـاجَةَ لِي فِيْـهِ . (رواه أبوداود' ٢٧٨٦)

''ذوالجوشن جو ضباب قبیلے کا فرد تھا سے روایت ہے اس نے کہا: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آپ ﷺ کے بدر سے فارغ ہونے کے بعد اپنے قرحاء نامی گھوڑے کا بچہ لے کر حاضر ہوا، تو میں نے کہا: اے محمد ﷺ! قرحاء کا بچھیرا لایا ہوں تا کہ آپ ﷺ اس کو لے لیں۔ فرمایا: مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اگر تو چاہے تو میں اس کے ساتھ تجھے بدر کی زرہ میں سے کچھ دیدیتا ہوں۔ میں نے کہا: آج میں اس کے ساتھ کوئی چیز نہیں لوں گا۔ فرمایا: پھر مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔'' (ابوداؤد)

٤٨٣٥ــعَـنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ مَلِكَ ذِيْ

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ذی یزن بادشاہ نے

(٤٨٣٣) ترمذی: ٣٩٤٥ـ صحیح، البانی: ٣٠٩١ـ ابوداؤد: ٣٥٣٧ـ احمد: ٧٨٥٨.

(٤٨٣٤) ابوداؤد: ٢٨٨٦ـ ضعیف، البانی: ٥٩٤ـ احمد: ١٦١٩٧.

(٤٨٣٥) ابوداؤد: ٤٠٣٤ـ ضعیف، البانی: ٨٧١ـ احمد: ١٢٩٠٢ـ دارمی: ٢٤٩٤.

يَزَنَ أَهْدَى إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حُلَّةً أَخَذَهَا بِثَلاثَةٍ وَّثَــلاثِيْنَ بَعِيْرًا أَوْ ثَلاثٍ وَّثَلاثِيْنَ نَاقَةً فَقَبِلَهَا . (رواه أبوداود' ٤٠٣٤)

نبی ﷺ کو لباس کا جوڑا تحفہ روانہ کیا، اس نے یہ جوڑا تینتیس اونٹ دے کے یا تینتیس اونٹنیاں دے کر خریدا تھا۔ پس آپ ﷺ نے تحفہ قبول کیا۔'' (ابوداؤد)

٤٨٣٦ـــــ عَنْ إِسْحَقَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اشْتَرَى حُلَّةً بِبِضْعَةٍ وَّعِشْرِيْنَ قَلُوصاً فَأَهْدَاهَا إِلَى ذِيْ يَزَنَ . (رواه أبوداود' ٤٠٣٥)

''ابواسحاق بن عبداللہ بن حارث نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے بیس سے اوپر اونٹ دے کر لباس کا ایک جوڑا خریدا، اور بطور ہدیہ ذی یزن بادشاہ کو روانہ کیا، تو اس نے قبول کیا۔'' (ابوداؤد)

شرح: ...... نبی اکرم ﷺ نے کسی غیر مسلم کا ہدیہ قبول کیا کسی کا نہ کیا۔ امام ترمذی رحمہ اللہ یوں مطابقت بتاتے ہیں کہ پہلے آپ قبول کرلیا کرتے تھے جب منع کیا گیا تو ان کے تحائف رد کردیئے۔

مگر ان میں سے قوی ترین بات یہ ہے کہ جو غیر مسلم آپ ﷺ کو اس لیے ہدیہ دیتا کہ آپ اس سے دوستی کریں اس سے قبول نہ کرتے تھے، تاکہ انہیں ناجائز فائدہ اٹھانے کا موقع نہ ملے۔ اور جس غیر مسلم سے امید ہوتی تھی کہ وہ مانوس ہوگا اور اسلام کی طرف مائل ہوسکتا ہے اس کا عطیہ قبول کر لیتے تھے۔ (فتح الباری: ۵/۲۳۰)

٤٨٣٧ـ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ شَفَعَ لأَخِيْهِ بِشَفَاعَةٍ فَأَهْدَي لَهُ هَدِيَّةً عَلَيْهَا فَقَبِلَهَا فَقَدْ أَتَى بَاباً عَظِيْمًا مِنَ أَبْوَابِ الرِّبَا . (رواه أبوداود، ٣٥٤١)

''سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی کے لیے کوئی سفارش کی۔ دوسرے نے اس پر کوئی تحفہ دیدیا۔ اور سفارش کرنے والے نے قبول کیا تو اس نے سود کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھولنے کا ارتکاب کیا۔'' (ابوداؤد)

شرح: ...... ایک مسلمان کی سفارش کرنا اور اس کا جائز کام کرنا کارثواب ہے۔ اس پر ہدیہ لے لیا تو اجر ضائع ہو جاتا ہے، جس طرح سود حلال مال کو ضائع کر دیتا ہے۔ (عون المعبود: ۳/ ۳۱۶)

٤٨٣٨ـ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ عَلَّمْتُ نَاساً مِنْ أَهْلِ الصُّفَّةِ الْكِتَابَ وَالْقُرْآنَ فَأَهْدَى إِلَيَّ رَجُلٌ مِنْهُمْ قَوْساً فَقُلْتُ لَيْسَتْ بِمَالٍ وَأَرْمِي عَنْهَا فِي سَبِيْلِ

''سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اہل صفہ کے بعض لوگوں کو کتابت کی تعلیم دی اور قرآن پڑھایا تو ان میں سے ایک آدمی نے مجھے بطور ہدیہ ایک کمان دی۔ میں نے کہا: یہ مال تو نہیں ہے۔ اور میں فی سبیل اللہ اس سے تیراندازی کرونگا

(٤٨٣٦) ابوداؤد: ٤٠٣٥ـ ضعيف، الباني: ٨٧٢.
(٤٨٣٧) ابوداؤد: ٣٥٤١ـ حسن، الباني: ٣٠٢٥ـ احمد: ٢١٧٤٨.
(٤٨٣٨) ابوداؤد: ٣٤١٦ـ صحيح، الباني: ٢٩١٥ـ احمد: ٢٢١٨١.

اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لأَتِيَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَلا سْأَلَنَّهُ فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَجُلٌ أَهْدَى إِلَيَّ قَوْساً مِمَّنْ كُنْتُ أُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْقُرْآنَ وَلَيْسَتْ بِمَالٍ وَأَرْمِي عَنْهَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ إِنْ كُنْتَ تُحِبُّ أَنْ تُطَوَّقَ طَوْقاً مِنْ نَارٍ فَاقْبَلْهَا. (رواه أبوداود' ٣٤١٦)

اور میں رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر پوچھوں گا۔ میں نے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو پسند کرتا ہے کہ آگ کے طوقوں میں سے ایک طوق اپنے گلے میں ڈال لے تو پھر قبول کر۔'' (ابوداؤد)

٤٨٣٩۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَفَعَهُ: مَنْ أُهْدِيَتْ لَهُ هَدْيَةٌ وَعِنْدَهُ قَوْمٌ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِيْهَا. (رواه الطبراني في الكبير' ١١١٨٣، والأوسط بلين)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ جس کو کوئی ہدیہ دیا جائے اور اس کے پاس کچھ لوگ موجود ہوں تو وہ بھی اس میں شریک ہوں گے۔'' (الکبیر، الاوسط' سند کمزور)

٤٨٤٠۔ عَنْ عَيَاضِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، عَنْ أَبِيْهِ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَهْدَى لَهُ رَجُلٌ عُكَّةً مِنْ عَسَلٍ فَقَبِلَهَا، وَقَالَ: احْمِ شِعْبِيَّ فَحَمَاهُ، وَكَتَبَ لَهُ كِتَاباً. (رواه الطبراني في الكبير (١٧/ ٣٦٩)

''عیاض بن عبداللہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ کو ایک آدمی نے شہد کا ایک ڈبہ بطور ہدیہ پیش کیا تو آپ ﷺ نے قبول کیا۔ اور اس نے کہا: میری گھاٹی میرے لیے چراگاہ مقرر کر دیں تو آپ ﷺ نے اس کو چراہ گاہ کی حدیں مقرر کر دیں اور تحریر لکھ دی۔'' (الکبیر)

٤٨٤١۔ عَنْ جَابِرٍ، رَفَعَهُ: هَدَايَا الْأُمَرَاءِ غُلُوْلٌ. (رواه الطبراني في الأوسط)

'' جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: حکمران کا تحفہ قبول کرنا خیانت اور دھوکہ ہے۔'' (الاوسط)

٤٨٤٢۔ عَنْ أَنَسٍ، رَفَعَهُ: إِذَا أَقْرَضَ أَحَدُكُمْ قَرْضاً فَأَهْدَى لَهُ أَوْ حَمَلَهُ عَلَى الدَّابَّةِ فَلاَ يَرْكَبْهَا وَلاَ يَقْبَلْهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ

''انس نبی علیہ السلام کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی شخص قرض دے تو مقروض قرض دینے والے کو تحفہ دے، یا اس کو اپنے چوپائے پر سوار کرے تو وہ نہ سوار ہو اور نہ تحفہ قبول

(٤٨٣٩) طبراني كبير: ١١١٨٣۔ طبراني اوسط، وفيه مندل بن علي، وهو ضعيف وقد وثق: ٦٧٢٨.

(٤٨٤٠) طبراني كبير: ١٧/ ٣٦٩۔ ورجاله رجال الصحيح: ٦٧٣٤.

(٤٨٤١) طبراني اوسط، اسناده حسن، وذكر الاستاذ الدرويش في الحاشية في أ: الامام وهي بخلاف المطبوع وتهذيب الآثار لابي جعفر الطبري مسند علي: ٣٤٣.

(٤٨٤٢) ابن ماجه: ٢٤٣٢۔ ضعيف، الباني: ٥٢٩.

جَرَى بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ قَبْلَ ذٰلِكَ . (رواه أبن ماجة' ٢٤٣٢ ، بمجهول .)

کرے۔ البتہ اگر پہلے سے ان کے درمیان تحفے جاری ہوں تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔'' (ابن ماجہ راوی مجہول ہے)

شرح:......ا۔ یہ بھی ثابت ہوا جب کوئی ہدیہ مشترکہ لوگوں کو دیتا ہے تو سب برابر کے حصہ دار ہوں گے۔

۲۔ نبی اکرم ﷺ ہدیہ قبول فرمایا کرتے تھے اور اس کا صلہ بھی دیا کرتے تھے۔

۳۔ جس سے قرض لیا ہو یا ہدیہ لیا ہو اسے واپس دیتے ہوئے بغیر کسی لالچ کے واپس دیتے ہوئے کچھ بہتر دینے میں کوئی حرج نہیں۔ یہ تو صحیح احادیث سے ثابت ہے، مگر یہ بات یاد رہے کہ قرض لینے والے سے فائدہ اٹھانا درست نہیں یہ ناجائز فائدہ اٹھانے میں شامل ہے جب تک کہ وہ قرض ادا نہیں کرتا جب قرض ادا کر دے تو کوئی حرج نہیں۔ فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ (انجاز الحاجہ: ۷/ ۴۳۸)

۴۔ قرآنی تعلیم پر اجرت اور ہدیہ والی حدیث کو البانی ؒ نے تو صحیح قرار دیا ہے۔ مگر اس میں مغیرہ بن زیاد پر تنقید ہے۔ امام احمد ؒ فرماتے ہیں یہ منکر ہے، اس میں ایک راوی اسود بن ثعلبہ مجہول ہے۔

اس کے برعکس جن احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآنی تعلیمات پر اجرت لینا جائز ہے۔ (بخاری: ۵۷۳۷، کتاب الطب والرقیٰ) میں بھی ہے۔

اب یہ اجرت سے ممانعت والی حدیث ایک تو یہ ہے کہ بعض ائمہ کے نزدیک ضعیف ہے، بخاری شریف کے مقابلہ میں پیش نہیں ہوسکتی۔ اگر اسے صحیح بھی مان لیا جائے تو اس صورت میں وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے قرآنی تعلیمات کی اجرت سے منع نہ کیا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اصحاب صفہ فقراء تھے ایسے درویشوں سے عوض وہدیہ لینا کوئی اچھی بات نہ تھی۔ حق یہی ہے کہ قرآن کی تعلیم پر اجرت لینا جائز ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۲۱۶)

الشركة والضمان والرهن والإجارة
والوكالة والقراض والغصب
شراکت، ضمانت، گروی، اجارہ، وکالت، کٹوتی اور غصب وغیرہ کا بیان

٤٨٤٣ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ أَنَا ثَالِثُ الشَّرِيْكَيْنِ مَا لَمْ يَخُنْ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ فَإِذَا خَانَهُ خَرَجْتُ مِنْ بَيْنِهِمَا . (رواه أبو داود' ٣٣٨٣)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ تحقیق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ان دو شریکوں کے ساتھ تیسرا میں ہوں جو ایک دوسرے سے خیانت نہیں کرتے ہیں۔ اور جب ان میں سے کوئی خیانت کرے تو میں درمیان سے نکل جاتا ہوں۔'' (ابوداؤد)
اور زرین نے یہ اضافہ کیا ہے: اور شیطان آجاتا ہے۔

(٤٨٤٣) ابوداؤد: ٣٣٨٣ـ ضعیف، البانی: ٧٣٢.

شـــرح: ......اسے علامہ البانی رحمہ اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے، ابن ہادی نے منکر قرار دیا ہے، ابن قطان نے معلول کہا ہے۔ حاکم، ذہبی اور منذری نے صحیح قرار دیا ہے۔ اس حدیث نے شراکت پر کام کرنے کی اجازت پر دلالت کی ہے، لیکن شراکت ایسی ہو جو امانت پر مبنی ہو اور خیانت سے پاک صاف ہو۔ شراکت سے آپس میں تعاون ہوتا ہے تجارت پھلتی پھولتی ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی عنایت ورحمت ہے کہ اس نے شراکت پر کام کی اجازت دی ہے۔

اس حدیث میں سچائی اور معاملات میں خیر خواہی، خواہ وہ کوئی حکومتی عہدہ والا اپنائے یا کوئی کاروبار میں اختیار کرے۔ برکت اور تجارت اور کامیابی کی علامت قرار دیا گیا ہے اور خیانت و بد دیانتی اور بد نیتی کو خسارہ، محنت کا ضیاع اور برکت کے مٹنے کا سبب قرار دیا گیا ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۱۶۷)

٤٨٤٤ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ اشْتَرَكْتُ أَنَا وَعَمَّارٌ وَسَعْدٌ يَوْمَ بَدْرٍ فَجَاءَ سَعْدٌ بِأَسِيْرَيْنِ وَلَمْ اَجِيْءِ أَنَا وَلاَ عَمَّارٌ بِشَيْءٍ . (رواه النسائي، ٣٩٣٧)

''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بدر کی متوقع غنیمت میں ہم تین افراد نے شراکت کا معاہدہ کیا میں تھا اور عمار رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ تھے۔ میں اور عمار تو کوئی چیز نہیں لا سکے اور سعد رضی اللہ عنہ دو قیدی لائے تھے۔'' (نسائی)

شـــرح: ......اس سے ثابت ہوا دو یا زیادہ افراد بدن کی شراکت کر سکتے ہیں کہ جو بھی کمائیں گے یا مال غنیمت پائیں گے اگرچہ ان میں سے ایک نے کمایا ہو، مال پایا ہو، دوسرے سے نہ مال پایا ہو اور نہ ہی کمایا ہو۔ کیونکہ انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کی ضمانت لی ہوئی تھی، اور کام کی ذمہ داری اٹھائی تھی اور کمانے والا اور مال پانے والا اور نہ کمانے والا، پانے والا سب برابر تقسیم کریں گے۔

شراکت کی اس قسم کو احناف، مالکی اور حنبلی جائز قرار دیتے ہیں۔ شافعی اور ابن حزم سے باطل قرار دیتے ہیں۔ ہر ایک نے اپنے اپنے دلائل دیئے ہیں، مگر صحیح ترین موقف یہی ہے کہ شراکت کی یہ قسم جائز ہے۔ کیونکہ یہ ایک معاملہ ہے اور معاملات اصل میں جائز ہوتے ہیں تا آں کہ کوئی ممانعت کا حکم نہ وارد ہو۔ اس شراکت کی ممانعت کا کوئی حکم بھی وارد نہیں ہوا۔ بلکہ یہ مرسل روایت تائید کرتی ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۱۶۹)

٤٨٤٥ـ عَنْ زُهْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ عَنْ جَدِّهٖ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ هِشَامٍ وَكَانَ قَدْ اَدْرَكَ النَّبِيَّ وَذَهَبَتْ بِهٖ أُمُّهٗ زَيْنَبُ بِنْتُ حُمَيْدٍ إِلٰي رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَايِعْهُ

''زھرہ بن معبد اپنے دادا عبداللہ بن ھشام سے روایت کرتے ہیں کہ اس کو اس کی ماں زینب بنت حمید ساتھ لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ آپ ﷺ اس کو بیعت کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ چھوٹا ہے اور اس کے سر

(٤٨٤٤) نسائی: ٣٩٣٧ـ ضعیف، البانی: ٢٥٩ـ ابوداؤد: ٣٣٨٨ـ ابن ماجہ: ٢٢٨٨.

(٤٨٤٥) بخاری: ٢٥٠٢ـ ابوداؤد: ٢٩٤٢ـ احمد: ١٧٥٨٥.

فَقَالَ هُوَ صَغِيْرٌ فَمَسَحَ رَأْسَهٗ وَدَعَا لَهٗ وَعَنْ زُهْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ أَنَّهٗ كَانَ يَخْرُجُ بِهٖ جَدُّهٗ عَبْدُاللّٰهِ بْنِ هِشَامٍ إِلَى السُّوْقِ فَيَشْتَرِي الطَّعَامَ فَيَلْقَاهُ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَيَقُوْلَانِ لَهٗ أَشْرِكْنَا فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ دَعَالَكَ بِالْبَرَكَةِ فَيَشْرَكُهُمْ فَرُبَّمَا أَصَابَ الرَّاحِلَةَ كَمَا هِيَ فَيَبْعَثُ بِهَا إِلَى الْمَنْزِلِ. (رواه البخاري، ٢٥٠٢)

پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا کی ۔ زہرہ کہتے ہیں: میرا دادا عبداللہ مجھے ساتھ لے کر بازار جاتا اور گندم وغیرہ خریدتا۔ تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اس سے ملاقات کرتے اور دونوں کہتے: ہمیں اس سودے میں شریک کرو اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے تیرے لیے برکت کی دعا کی ہے، تو وہ ان کو شریک کر دیتے ۔ پس بعض اوقات سواری اس طرح پاتے تھے جیسے وہ تھی اور اس کو گھر روانہ کرتے ۔'' (بخاری)

شـــرح: ......اس سے ثابت ہوا کہ اناج کی تجارت میں شراکت جائز ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا چھوٹے بچے کے سر پر ہاتھ پھیرنا جائز ہے اور جو بالغ نہ ہو اس سے بیعت نہ بھی لی جائے تو درست ہے، کیونکہ یہ ابھی پابند نہیں۔ اور طلب معاش کے لیے بازار جانا بھی جائز ہے۔ اور برکت حاصل کرنے کی تگ و دو کی جائے جو جائز طریقہ سے ہو۔ اور اس میں اس نظریہ کا بھی رد ہے کہ حلال طریقہ سے مال وسیع پیمانے پر کمانا منع ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم برکت کے حصول کے لیے اپنی اولاد کو نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر کیا کرتے تھے۔ اور نبی اکرم ﷺ کی نبوت کی علامت بھی ہے کہ آپ کی دعا پیارے صحابی رضی اللہ عنہ کے لیے قبول ہوئی۔ (فتح الباری: ۵/ ۱۳۶)

٤٨٤٦ـ عَنِ السَّائِبِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَجَعَلُوْا يُثْنُوْنَ عَلَيَّ وَيَذْكُرُوْنِي فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنَا أَعْلَمُكُمْ يَعْنِي بِهٖ قُلْتُ صَدَقْتَ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّي كُنْتَ شَرِيْكِي فَنِعْمَ الشَّرِيْكُ كُنْتَ لَا تُدَارِي وَلَا تُمَارِي. (رواه أبوداود، ٤٨٣٦)

''سائب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو لوگوں نے میرا تذکرہ کیا اور تعریف کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تم سے زیادہ اس کو بخوبی جانتا ہوں۔ میں نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں! آپ ﷺ درست فرماتے ہیں آپ ﷺ میرے ساتھ تجارت میں شریک رہے ہیں اور آپ ﷺ بہت اچھے شریک تھے نہ تو دھوکہ دیتے اور نہ کوئی چیز چھپاتے تھے۔'' (ابوداؤد)

شـــرح: ......اس سے ایک تو یہ ثابت ہوا کہ شراکت پر کام کرنا اسلام سے پہلے بھی جاری تھا۔ آپ ﷺ نے

(٤٨٤٦) عون المعبود میں اس حدیث کو ابوداود: ۴۸۳۶ کتاب الادب باب فی کراہیۃ المراء میں مضطرب قرار دیا ہے۔ مگر علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں صحیح: ٤٠٤٩۔ ابن ماجه: ٢٢٨٧.

اسے برقرار رکھا ہے، کیونکہ اس میں لوگوں کا نفع تھا۔

اور یہ بھی پتہ چلا کہ رسول اکرم ﷺ حسن معاملہ والے تھے اور معاملات میں سہولت والے طریقہ کار کو پسند فرماتے تھے اگرچہ ابھی آپ کو نبوت نہ بھی ملی تھی۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جب کسی کی سچی تعریف ہو رہی ہو تو اس پر خاموش رہے تو اس کی اجازت ہے۔ (انجاز الحاجہ: ۷/ ۲۲۸)

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کس قدر حسین اخلاق والے تھے، اور کتنے ہی باوفا اور باصفا تھے کہ آپ کسی اچھے ساتھی کے حسن معاملہ اور اچھی صحبت کے دنوں کو یاد فرمایا کرتے تھے، انہیں بھولتے نہ تھے۔

اور اس میں یہ ترغیب دلائی گئی ہے کہ پرانے پڑوسی اور ساتھی کے ساتھ صلہ رحمی اور تعلقات کو بھولنا نہیں چاہیے۔ اور انہیں گردش زمانہ کی تہوں میں دبا کر نہ رکھا جائے، بلکہ انہیں یاد رکھا جائے۔ آپ نے تو عرب جاہلیت میں بھی پائے جانے والے اخلاق کریمانہ، حسن معاملہ، اور خصال جمیلہ پائی جاتی تھیں انہیں بھی پایۂ تکمیل تک پہنچایا ہے۔

یہ بھی پتہ چلا کہ تجارت میں حسن معاملہ، اور خیر خواہی کے اثرات دیرپا ہوتے ہیں۔ خواہ کتنی مدت گزر جائے اس کی صدائے بازگشت کانوں میں گونجتی رہتی ہے اور بدمعاملگی اور بدخلقی کے اثرات بد قائم رکھتی ہے اور بری شہوت کا سبب ہوتی ہے۔ درگزر کرنا اور نرم رویہ کاروبار میں محبت پیدا کرتا ہے اور دائمی اخوت اور صاف دلی کے مظاہرہ کا باعث ہوتا ہے۔ ہر مسلمان کو اس سے آراستہ ہونا چاہیے تاکہ معاشرہ اختراق وانتشار سے محفوظ رہ سکے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۱۶۹)

٤٨٤٧۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رُجُلاً لَزِمَ غَرِيْمًا لَهُ بِعَشَرَةِ دَنَانِيْرَ فَقَالَ وَاللّٰهِ لاَ أُفَارِقُكَ حَتّٰى تَقْضِيَنِي أَنْ تَأْتِيَنِي بِحَمِيْلٍ فَتَحَمَّلَ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ فَأَتَاهُ بِقَدْرِ مَا وَعَدَهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ أَيْنَ أَصَبْتَ هٰذَا الذَّهَبَ قَالَ مِنْ مَعْدَنٍ قَالَ لاَ حَاجَةَ لَنَا فِيْهَا وَلَيْسَ فِيْهَا خَيْرٌ فَقَضَاهَا عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. (رواه أبوداود، ٣٣٢٨)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے دس دینار قرض کے بدلے اپنے مقروض سے چمٹ گیا۔ اور اسے کہا: میں تجھ سے جدا نہ ہونگا یہاں تک کہ تو میرا قرض ادا کر دے یا میرے پاس قرض کی ضمانت اٹھانے والا حاضر کر دے۔ پس قرض کی ضمانت نبی کریم ﷺ نے اٹھائی، اور مقروض آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور وہ مقدار لے آیا جس کا اس نے وعدہ کیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ سونا تجھے کہاں سے ہاتھ آیا؟ اس نے کہا: کان سے۔ فرمایا: ہمیں اس کی ضرورت نہیں، اس مال میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے اس کی طرف سے قرض خود ہی ادا کر دیا۔'' (ابوداؤد)

(٤٨٤٧) ابوداؤد: ٣٣٢٨۔ صحیح، البانی: ٢٨٤٧۔ ابن ماجه: ٢٤٠٦.

شــــرح: ......عام سونا یا چاندی تو کان سے ہی نکلتے ہیں۔اس کا مطلب یہ نہیں کہ کان سے نکلنے والے سونے اور چاندی کو اپنا مال بنانا اور ملکیت میں لینا منع ہے۔ کان سے سونا چاندی نکالنا اور کان کا مالک ہونا جائز ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے خود حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ کو کان بطور جاگیر دی تھی۔اور یہ اس سے اس کا حق ادا کرتے رہے ہیں۔

نبی ﷺ نے اس حدیث میں جو اسے بغیر خیر کے قرار دیا ہے یہ ایک خاص وجہ تھی کہ کان والے کان کی مٹی فروخت کرتے تھے۔ اس میں یہ بھی امکان ہوتا تھا کہ اس میں سے سونا یا چاندی حاصل ہو جائے، یہ بھی امکان ہوتا تھا کہ نہ حاصل ہو، اس طرح دھوکہ ہوسکتا تھا اس لیے آپ نے اسے خیر سے خالی قرار دیا ہے۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ چٹی اور ضمانت اٹھانا جائز ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا جس سے قرض لینا ہو اس کا پیچھا کرنا جائز ہے کہ جب تک وہ حق ادا نہ کرے اس وقت تک اسے تصرفات سے روکا جا سکتا ہے۔ (عون المعبود: ۳/ ۲۴۷)

٤٨٤٨ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الرَّهْنُ يُرْكَبُ بِنَفَقَتِهِ إِذَا كَانَ مَرْهُوْنًا وَلَبَنُ الدَّرِّ يُشْرَبُ بِنَفَقَتِهِ إِذَا كَانَ مَرْهُوْناً وَعَلَى الَّذِي يَرْكَبُ وَيَشْرَبُ النَّفَقَةُ . (رواه البخاري، ٢٥١٢)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: گروی چیز پر خرچ کرنے والا بقدر خرچ اس پر سواری کرے گا۔ اور جانور کے تھنوں سے دودھ بھی پیئے گا جتنا اس نے خرچ کیا۔ جب وہ چیز اس کے پاس رہن رکھی گئی ہے۔اور جو سوار ہوتا ہے یا دودھ پیتا ہے تو گروی چیز کا نفقہ اسی پر ہوگا۔'' (بخاری)

٤٨٤٩ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، رَفَعَهُ: الرَّهْنُ لِمَنْ رَهَنَهُ لَهُ غَنَمَهُ وَعَلَيْهِ غَرَمُهُ . (رواه رزين)

''انہی سے مرفوع روایت ہے: گروی چیز اسی کی ہے جس نے رھن رکھی۔ اس کا فائدہ بھی اس کا ہے اور اس کا نقصان (تاوان) بھی اسی پر ہے۔'' (رزین)

٤٨٥٠ـ عَنِ الْمُسَيَّبِ ، أَرْسَلَهُ: لاَ يُغْلَقُ الرَّهْنُ . قَالَ مَالِكٌ: وَتَفْسِيْرُ ذٰلِكَ فِيمَا نَرَى وَاللّٰهُ أَعْلَمُ أَنْ يُرْهِنَ الرَّجُلُ الرَّهْنَ عِنْدَ الرَّجُلِ بِشَيْءٍ وَفِي الرَّهْنِ فَضْلٌ عَمَّا رَهَنَ بِهِ فَيَقُوْلُ الرَّاهِنُ لِلْمُرْتَهِنِ: إِنْ جِئْتُكَ بِحَقِّكَ إِلَى أَجَلٍ يُسَمِّيْهِ لَهُ وَإِلَّا فَالرَّهْنُ لَكَ بِمَارَهَنَ فِيْهِ قَالَ فَهٰذَا لَا يَصْلُحُ وَلاَ

''سعید ابن میسّب نے مرسلاً روایت کی: نبی علیہ السلام نے فرمایا: گروی چیز نہ روکی جائے اس کی مالک رحمہ اللہ نے یہ تفسیر کی ہے کہ جو چیز رھن رکھی گئی زیادہ افضل اور قیمتی ہو اس چیز سے جس کے عوض رھن رکھی گئی ہے۔ تو رھن لینے والا کہتا ہے اگر تو میرا مال مقررہ وقت پر واپس نہیں کرے گا تو یہ چیز میری ہوگی۔ یا دوسرا کہے: اگر مقررہ وقت پر میں تیرا مال واپس نہ کروں گا تو یہ چیز جو تیرے قبضے میں ہے تیری ہوگی۔

(٤٨٤٨) بخاری: ٢٥١٢ـ ترمذی: ١٢٥٤ـ ابوداؤد: ٣٥٢٦ـ ابن ماجه: ٢٤٤٠ـ احمد: ٩٧٦٠.
(٤٨٤٩) رزین.
(٤٨٥٠) ابن ماجه: ٢٤٤١. تفسیر موطا ۱۴۳۷ میں آئی ہے۔

يَحِلُّ وَهٰذَا الَّذِيْ نَهٰى عَنْهُ وَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهُ بِالَّذِي رَهَنَ بِهِ بَعْدَ الأَجَلِ فَهُوَ لَهُ وَأَرَي هٰذَا الشَّرْطَ مُنْفَسِخاً. (رواه مالك ١٤٣٧)

امام مالک نے کہا: اس بات سے آپ ﷺ نے منع کیا ہے۔ لہٰذا! گروہ مقررہ وقت کے بعد بھی گروی دینے والے کا مال واپس کرے گا تو اسے اس کی گروی رکھی ہوئی چیز واپس کردی جائے گی۔ میرے خیال میں مذکورہ شرط فسخ ہوجائے گی۔'' (مؤطا)

٤٨٥١ - عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اشْتَرَى طَعَامًا مِنْ يَهُوْدِيٍّ إِلٰى اَجَلٍ وَرَهَنَهُ دِرْعاً مِنْ حَدِيْدٍ. (رواه البخاري ٢٠٦٨)

''سیدة عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی سے ایک مقرر میعاد تک غلہ خریدا اور اپنی زرہ گروی رکھدی جو لوہے کی تھی۔'' (بخاری)

شرح: ......رہن (گروی) جائز ہونے کی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان بھی ہے: ﴿فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ﴾ (البقرة: ٢٨٣) ''پس گروی جو پکڑی جائے۔''

یہ حدیث حیوان کے رہن رکھنے کے جواز پر دلالت کرتی ہے۔ حیوان اگر گروی رکھا گیا ہو تو گروی پکڑنے والا اس پر سوار ہوسکتا ہے، بشرطیکہ سوار ہونے کی مقدار کے مطابق اس کے اخراجات برداشت کرے۔ اسی طرح دودھ پینے کے برابر اخراجات برداشت کرے۔ اور اتنی سواری نہ کرے کہ جانور لاغر وکمزور ہو جائے اور یہ سواری کرنا یا اس کا دودھ پینا گروی دینے والے کی اجازت کا محتاج نہیں۔ یہ اجازت رہن پکڑنے والے کو شریعت نے عطا کی ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ حدیث جس میں بقدر خرچہ جانور سے فائدہ اٹھانے کا آیا ہے۔ یہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما والی حدیث سے منسوخ ہے، جس میں آتا ہے کہ کسی آدمی کا جانور اس کی اجازت کے بغیر نہ دھویا جائے۔ (بخاری)

لیکن نسخ کا دعویٰ بلا دلیل ہے، اس کی اجازت کی دلیل یہ حدیث ہی کافی ہے۔ نسخ ثابت کرنے کے لیے تاریخ کا تعین بہت ضروری ہے۔ یہاں تعین نہیں اور نہ ہی دونوں کے مفہوم کو برابر کرنے میں رکاوٹ ہے۔ وہ یوں ہے کہ بغیر اجازت جانور نہ دھویا جائے، مگر رہن کی صورت میں تخصیص ہے اس سے بقدر خرچہ فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

ایک اور اعتراض بھی ہوسکتا ہے: رہن سے فائدہ اٹھانا اس حدیث کے خلاف ہے جس میں آتا ہے جو قرض بھی نفع کھینچے وہ سود ہے۔

تو اس کا حل یہ ہے کہ یہ قرض سے نفع اٹھانے کی صورت نہیں، یہ تو عدل کا تقاضا ہے کہ سوار ہونے والا یا دودھ دھونے والا، اپنے خرچہ کے اندازے کے مطابق فائدہ اٹھائے۔ وگرنہ جانور کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔ اس حدیث نے مشروط فائدہ اٹھانے کی اجازت دی ہے۔ یہ قرض سے فائدہ اٹھانے والی صورت نہیں اور یاد رہے کہ مشروط فائدہ بھی صرف حیوان میں ہے دیگر گروی اشیاء میں نہیں۔

(٤٨٥١) بخاری: ٢٠٦٨ - مسلم: ١٦٠٣ - نسائی: ٤٦٥٠ - ابن ماجه: ٢٤٣٦ - احمد: ٢٥٤٦٧.

۲۔ دور جاہلیت میں چیز گروی دینے والا اگر قرض کی ادائیگی سے عاجز آ جاتا تو جس کے پاس گروی رکھی ہوتی تھی وہ اسے اطلاع کیے بغیر ہی اس کا مالک بن جاتا تھا۔ آپ ﷺ نے جاہلیت کی اس رسم بد کو باطل قرار دیا ہے۔ گروی دینے والا ہی مالک ہے، جس کے پاس گروی رکھی گئی ہے وہ اس چیز سے فائدہ اٹھا سکتا ہے، لیکن اگر نفع ہے تو اس کا ہے وہی ذمہ دار ہوگا۔ اگر نقصان ہے تو وہی ذمہ دار ہوگا۔

گروی رکھی چیز سے فائدہ اٹھانا منع ہے، جس کے پاس گروی رکھی گئی ہے، وہ اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا، اس کا مالک ہی اس کے نفع ونقصان کا ذمہ دار ہوگا۔ یہ اس وقت ہے گروی جانور ہو اور مالک خود چارہ دیتا ہو، اگر مالک خود چارہ نہیں دیتا تو پھر اعتدال کی راہ اس بارے میں یہ ہے کہ اگر گروی رکھی گئی چیز جانور ہو تو پھر جس کے پاس چیز گروی رکھی گئی ہے وہ سواری والا جانور ہو تو سواری کر سکتا ہے اگر دودھ والا ہو تو دودھ پی سکتا ہے اور سواری کے عوض یا دودھ پینے کے عوض اس جانور کا چارہ اس گروی رکھے گئے کے ذمہ ہے۔

اصل میں یہ گروی سے فائدہ نہیں، جانور سے خدمت لینے کا صلہ ہے۔ اور اگر گروی رکھی گئی چیز جانور نہیں تو پھر گروی رکھی گئی چیز سے جس کے پاس گروی رکھی گئی ہے۔ فائدہ نہیں اٹھا سکتا، اگر فائدہ اٹھائے گا تو سود ہوگا۔

اگر گروی دینے والا عاجز آ چکا ہے کہ قرض ادا نہیں کر سکا تو جس کے پاس چیز گروی رکھی گئی ہے وہ اس کا مالک نہیں ہوگا۔ یہ چیز اس کے پاس بطور امانت ہوگی۔

ہاں! اگر یہ صورت ہو کہ قرض لینے والا قرض کی ادائیگی سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔ یقیناً وہ اس حالت میں نہیں کہ قرض ادا کر سکے، پھر وہ گروی رکھی ہوئی چیز فروخت کر دی جائے اور قرض ادا کر دیا جائے۔ اگر پوری آ جائے تو درست ہے وہ قرض ادا ہوا۔ اگر پوری نہیں ہوئی گروی رکھنے والے کے ذمہ پھر بھی قرض باقی ہے، تو اسے معاف کروا لے، اگر گروی لینے والا معاف نہ کرے تو اس گروی رکھنے والے پر اتنا قرض باقی ہوگا، وہ اس نے ادا کرنا ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۱۳۲/۲)

٤٨٥٢ــــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَعْطُوْا الأَجِيْرَأَجْرَهٗ قَبْلَ أَنْ يَّجِفَّ عَرَقُهٗ. (رواه إبن ماجة ٢٤٤٣ ، ، بضعف ، للأوسط بضعف مثله عن جابر)

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: مزدور کو اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اس کی اجرت ادا کرو۔ ابن ماجہ سند ضعیف ہے اور الاوسط نے ضعیف سند سے اس کی مثل جابر سے روایت کی۔''

شرح: ......اس میں ترغیب ہے کہ مزدور کا حق جب وہ کام سے فارغ ہو تو بہت جلدی سے دیا جائے، اور پورا دیا جائے، اور اس میں ٹال مٹول نہ کیا جائے۔ (انجاز الحاجہ: ۷/ ۴۵۵)

(٤٨٥٢) ابن ماجه : ٢٤٤٣ ـ صحيح، البانى : ١٩٨٠ .

٤٨٥٣ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَشَأْتُ يَتِيماً وَهَاجَرْتُ مِسْكِيناً وَكُنْتُ أَجِيرًا لِابْنَةِ غَزْوَانَ بِطَعَامِ بَطْنِي وَعُقْبَةِ رِجْلِي أَحْطِبُ لَهُمْ إِذَا نَزَلُوا وَأَحْدُو لَهُمْ إِذَا رَكِبُوا فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَ الدِّينَ قِوَامًا وَجَعَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ إِمَاماً. (رواه إبن ماجة ٢٤٤٥)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے یتیمی میں پرورش پائی، مسکینی میں ہجرت کی اور میں مزدور رہا غزوان کی بیٹی کے پاس پیٹ بھرنے کے بقدر روٹی پر اور اپنے پاؤں کے لیے بچی کھچی جوتی پر۔ جب وہ کسی منزل پر اترتے تو میں ان کے لیے لکڑیاں جمع کرتا اور جب وہ سوار ہو کر چلتے تو میں حدی خوانی کر کے ان کے انٹوں کو چلاتا۔ پس تمام تعریفیں اس اللہ کی ہیں جس نے دین کو سہارا بنایا اور ابو ہریرہ کو امام بنا دیا۔'' (ابن ماجہ)

شـــرح: ......غزوان کی بیٹی کا نام بسرہ تھا۔ یہ عتبہ بن غزوان کی بہن تھیں جو کہ مشہور صحابی تھے۔ بصرہ کے امیر تھے۔ اس نے پہلے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اجرت پر رکھا۔ جب مروان نے انہیں مدینہ کا گورنر بنایا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسی خاتون سے شادی کر لی۔

اجرت میں یہ شرط تھی کہ ہم سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو پیٹ بھر کر کھانا دیں گے اور جب سفر پر ہوں گے تو باری سے اونٹ پر سوار کیا جائے گا۔ اور جب سوار نہ ہوں گے تو اونٹوں کو ہانکیں گے اور ان کے آگے آگے حدی خوانی کریں گے۔

لیکن ﴿وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾ (الضحیٰ: ١١) ''اپنے رب کی نعمت بیان کرو'' کے تحت میں اللہ کا شکر کرتا ہوں کہ آج اس نے مجھے دین میں امام بنا دیا ہے۔ (انجاز الحاجہ: ۷/ ۴۵۸)

٤٨٥٤ـ عَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ قَالَ دَفَعَ إِلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ دِينَارًا لِأَشْتَرِيَ لَهُ شَاةً فَاشْتَرَيْتُ لَهُ شَاتَيْنِ فَبِعْتُ إِحْدَاهُمَا بِدِينَارٍ وَجِئْتُ بِالشَّاةِ وَالدِّينَارِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ لَهُ مَا كَانَ مِنْ أَمْرِهِ فَقَالَ لَهُ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِي صَفْقَةِ يَمِينِكَ فَكَانَ يَخْرُجُ بَعْدَ ذٰلِكَ إِلَى كُنَاسَةِ الْكُوفَةِ فَيَرْبَحُ الرِّبْحَ الْعَظِيمَ فَكَانَ مِنْ أَكْثَرِ اَهْلِ الْكُوفَةِ مَالاً. (رواه الترمذي ١٢٥٨)

''سیدنا عروۃ البارقی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک دینار دے کر بھیجا تا کہ آپ ﷺ کے لیے بکری لاؤں۔ تو میں نے اس کی دو بکریاں خریدیں۔ ایک کو ایک دینار پر فروخت کیا اور آپ ﷺ کے پاس ایک بکری اور ایک دینار لایا، اور جیسا میں نے کیا تھا وہ بھی بتایا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تیرے دائیں ہاتھ کے سودے میں تجھے برکت عنایت کرے۔ اس دعا کے بعد وہ کوفہ منڈی کی طرف جاتے اور بہت زیادہ نفع حاصل کرتے۔ وہ اہل کوفہ کے لوگوں میں سے زیادہ مالدار تھے۔'' (ترمذی)

(٤٨٥٣) ابن ماجه: ٢٤٤٥ـ ضعيف، البانی: ٥٣٤.

(٤٨٥٤) ترمذی: ١٢٥٨ـ صحيح، البانی: ١٠١٠ـ بخاری: ٣٦٤٣ـ ابوداؤد: ٣٣٨٤ـ ابن ماجه: ٢٤٠٢.

٤٨٥٥ــ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ مَعَهُ بِدِيْنَارٍ يَشْتَرِي لَهُ أُضْحِيَّةً فَاشْتَرَاهَا بِدِيْنَارٍ وَبَاعَهَا بِدِيْنَارَيْنِ فَرَجَعَ فَاشْتَرَى لَهُ أُضْحِيَّةً بِدِيْنَارٍ وَجَاءَ بِدِيْنَارٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَتَصَدَّقَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ وَدَعَا لَهُ أَنْ يُبَارَكَ لَهُ فِيْ تِجَارَتِهِ. (رواه لأبي داود' ٣٣٨٦)

''سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس کو ایک دینار دے کر بھیجا تا کہ اس کے بدلے آپ ﷺ کے لیے قربانی کا جانور خرید لائے۔ پس اس نے دینار سے ایک جانور خریدا اور اس کو دو دینار پر فروخت کر دیا۔ پھر لوٹ کر گیا اور ایک دینار پر قربانی خریدی، اس کو اور دینار کو جو اول دینار پر بطور نفع حاصل کیا تھا لے کر آنحضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے وہ دینار صدقہ کر دیا اور اس کے لیے تجارت میں برکت کی دعا کی۔'' (ابوداؤد)

شــــرح: ......ان روایات میں دلیل ہے کہ جب مالک وکیل سے کہے: اس دینار سے ایک بکری خریدو، اور اس بکری کے اوصاف بھی بیان کرے، اور وہ ایک دینار سے ایک کی بجائے دو خرید لیتا ہے تو یہ تجارت جائز ہے۔ اگر نصف دینار ایک خرید لے تو بھی جائز ہے۔ اسی طرح اگر وکیل کہتا ہے کہ یہ بکری ایک دینار میں فروخت کرو وہ اسے دو دینار میں فروخت کرتا ہے تو یہ بھی درست ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۲/ ۵۲۶)

٤٨٥٦ــ عَنْ زَيْدِبْنِ اَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ قَالَ خَرَجَ عَبْدُاللّٰهِ وَعُبَيْدُاللّٰهِ ابْنَا عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ فِيْ جَيْشٍ إِلَى الْعِرَاقِ فَلَمَّا قَفَلاَ مَرَّا عَلَى اَبِيْ مُوْسَى الأَشْعَرِيِّ وَهُوَ أَمِيْرُ الْبَصْرَةِ فَرَحَّبَ بِهِمَا وَسَهَّلَ ثُمَّ قَالَ لَوْاَقْدِرُ لَكُمَا عَلَى أَمْرٍ أَنْفَعُكُمَا بِهِ لَفَعَلْتُ ثُمَّ قَالَ بَلٰى هَاهُنَا مَالٌ مِنْ مَالِ اللّٰهِ أُرِيْدُ أَنْ أَبْعَثَ بِهِ إِلَى أَمِيْرِالْمُؤْمِنِيْنَ فَأُسْلِفُكُمَاهُ فَتَبْتَاعَانِ بِهِ مَتَاعًا مِنْ مَتَاعِ الْعِرَاقِ ثُمَّ تَبِيْعَانِهِ بِالْمَدِيْنَةِ فَتُؤَدِّيَانِ رَأْسَ الْمَالِ إِلَى أَمِيْرِالْمُؤْمِنِيْنَ وَيَكُوْنُ الرِّبْحُ لَكُمَا فَقَالاَ

''زید بن اسلم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے دو بیٹے عبداللہ اور عبید اللہ عراق کی فوج میں گئے۔ جب واپس ہوئے تو ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ امیر بصرہ کے نزدیک سے گذرے۔ اس نے ان کو مرحبا کہا: اور فرمایا: اگر میں تمہیں کوئی فائدہ پہنچا سکتا تو ضرور پہنچاتا۔ پھر اس نے کہا: بلکہ یہاں کچھ اللہ کے مال میں سے جس کو میں امیر المومنین کے پاس روانہ کرنا چاہتا ہوں موجود ہے۔ پہلے میں وہ تمہیں دیتا ہوں، تم یہاں سے عراق کا مال خرید کر لیجاؤ، پھر مدینہ میں فروخت کر کے اصل مال امیر المومنین کو دیدو اور نفع تم دونوں رکھ لو! تو ان دونوں نے کہا: ہمیں پسند ہے۔ اس نے مال دیا، اور عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ ان سے مال وصول کریں۔ جب وہ مدینہ

(٤٨٥٥) ابوداؤد۔ ضعیف، البانی: ٧٣٣۔ ترمذی: ١٢٥٧.
(٤٨٥٦) زرقانی: ٣/ ٣٤٥.

وَدِدْنَا ذٰلِكَ فَفَعَلَ وَكَتَبَ إِلَى عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ أَنْ يَأْخُذَ مِنْهُمَا الْمَالَ فَلَمَّا قَدِمَا بَاعَا فَأَرْبَحَا فَلَمَّا دَفَعَا ذٰلِكَ إِلَى عُمَرَ قَالَ أَكُلَّ الْجَيْشِ أَسْلَفَهُ مِثْلَ مَا أَسْلَفَكُمَا قَالاَ لَافَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ابْنَاأَمِيرِالْمُؤْمِنِيْنَ فَأَسْلَفَكُمَا أَدِّيَا الْمَالَ وَرِبْحَهُ فَأَمَّا عَبْدُاللّٰهِ فَسَكَتَ وَأَمَّا عُبَيْدُاللّٰهِ فَقَالَ مَا يَنْبَغِيْ لَكَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ هٰذَا لَوْ نَقَصَ هٰذَا الْمَالُ أَوْ هَلَكَ لِضَمِنَّاهُ فَقَالَ عُمَرُ أَدِّيَاهُ فَسَكَتَ عَبْدُاللّٰهِ وَرَاجَعَهُ عُبَيْدُاللّٰهِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ جُلَسَاءِ عُمَرَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَوْ جَعَلْتَهٗ قِرَاضًا فَقَالَ عُمَرُ قَدْ جَعَلْتُهٗ قِرَاضًا فَأَخَذَ عُمَرُرَأْسَ الْمَالِ وَنِصْفَ رِبْحِهِ وَأَخَذَ عَبْدُ اللّٰهِ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ ابْنَا عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ نِصْفَ رِبْحِ الْمَالِ. (رواه مالك، ١٣٩٦)

آئے تو مال فروخت کیا اور ان کو نفع ہوا۔ اور جب انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کو مال دیا تو انہوں نے کہا: کیا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے ہر فوجی کو وہ کچھ دیا ہے جو اس نے تمہیں دیا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم امیر المومنین کے بیٹے ہو اس لیے مال تمہیں دیا ہے۔ تم مال بھی ادا کرو اور نفع بھی دیدو۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ تو خاموش ہو گیا اور عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر المومنین! یہ آپ کے لیے مناسب نہیں ہے اگر مال میں خسارہ ہوتا تو ہم ہی اس کے ضامن ہوتے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نفع بھی ادا کردو۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ پھر خاموش رہا اور عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے پھر بات دہرائی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی بیٹھا تھا۔ اس نے کہا: اے امیر المومنین! اگر اس کو مضاربت قرار دیں تو بہتر ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اسے مضاربت قرار دیا۔ پھر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اصل مال بھی وصول کیا، اور نصف نفع بھی، اور ان دونوں نے بھی نصف نفع حاصل کیا۔'' (مالک)

شـــرح: ......قراض یا مضاربت سے مراد یہ ہے کہ ایک جانب سے روپیہ ہو، ایک جانب سے محنت ہو اور نفع ونقصان میں دونوں ذمہ داری قبول کریں تو اس طرح تجارت جائز ہے۔ یہ تجارت جاہلیت سے آ رہی تھی اور اسلام نے اسے برقرار رکھا ہے۔ یہ واقعہ بھی اس پر دلیل ہے کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں یہ تجارت جاری تھی۔

۲۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مضاربت کی تجارت سے منافع بیٹوں کو نہ دینے کا فیصلہ اس لیے کیا تھا کہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کے بیٹوں کو میرے امیر المومنین ہونے کی وجہ سے برتری دی اور دوسروں کو محروم رکھا ہے، لہٰذا سارا نفع بیت المال میں جمع کروائیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تو ادباً خاموش رہے تاہم عبیداللہ سوال وجواب کرنے لگے۔ اس سے ثابت ہوا کہ بیٹے کا باپ کے سامنے دلائل پیش کرنا بے ادبی اور نافرمانی نہیں اور نہ ہی اس سے حق ابوت (باپ ہونے) اور خلافت میں فرق پڑتا ہے۔ جہاں واضح شریعت کا حکم نہ ہو وہاں بحث وتکرار کی اجازت ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ اسے تجارت مضاربت قرار دے کر آدھا نفع بیٹوں کو دے دیں اور آدھا نفع بیت المال میں جمع کرا دیں۔

٤٨٥٧۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ أَرْوَى بِنْتَ أُوَيْسٍ أَدَّعَتْ عَلَى سَعِيْدِبْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ أَخَذَ شَيْئاً مِنْ أَرْضِهَا فَخَاصَمَتْهُ إِلٰى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ فَقَالَ سَعِيْدٌ أَنَا كُنْتُ اٰخُذُ مِنْ أَرْضِهَا شَيْئًا بَعْدَ الَّذِيْ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَمَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ أَخَذَ شِبْرًا مِنَ الْأَرْضِ ظُلْماً طُوِّقَهُ إِلٰى سَبْعِ اَرْضِيْنَ فَقَالَ لَهُ مَرْوَانُ لاَ أَسْأَلُكَ بَيِّنَةً بَعْدَ هٰذَا فَقَالَ اللّٰهُمَّ إِنْ كَانَتْ كَاذِبَةً فَعَمِّ بَصَرَهَا وَاقْتُلْهَا فِيْ أَرْضِهَا قَالَ فَمَا مَاتَتْ حَتّٰى ذَهَبَ بَصَرُهَا ثُمَّ بَيْنَا هِيَ تَمْشِي فِي أَرْضِهَا إِذْ وَقَعَتْ فِي حُفْرَةٍ فَمَاتَتْ. (رواه مسلم، ١٦١٠)

''عروہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اروٰی بنت اویس نے سعید بن زید رضی اللہ عنہ پر دعوی دائر کیا کہ انھوں نے اس کی زمین کا کوئی حصہ دبا رکھا ہے اور مروان بن حکم کے پاس مقدمہ لے کر گئی۔ سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں اس کی زمین کا کوئی حصہ لے سکتا ہوں، بعد اس کے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، جو ایک بالشت زمین ظلم کے ساتھ دبائے گا سات زمینوں تک اتنا ٹکڑا زمین کا اس کے گلے میں طوق بنا کر ڈالا جائے گا؟ مروان نے کہا: اس کے بعد میں تجھ سے دلیل طلب نہیں کروں گا۔ پھر سعید رضی اللہ عنہ نے دعا کی: یااللہ! اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اس کو نابینا کر دے اور اس کی زمین اس کی قبر بنا دے۔ پس وہ عورت مرنے سے پہلے نابینا ہوگئی پھر اپنی زمین میں چل رہی تھی کہ ایک کنویں میں گر کر مرگئی۔ (مسلم)

٤٨٥٨۔ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْ أَخَذَ مِنَ الْأَرْضِ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهِ خُسِفَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى سَبْعِ أَرْضِيْنَ. (رواه البخاري، ٢٤٥٤)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے بغیر حق زمین کا کچھ حصہ بھی دبایا تو وہ اس میں قیامت کے دن سات زمینوں تک دھنستا جائے گا۔'' (البخاری)

٤٨٥٩۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، رَفَعَهُ: حُرْمَةُ مَالِ الْمُسْلِمِ كَحُرْمَةِ دَمِهِ. (رواه للبزار والموصلی بلین)

''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں: مسلمان کے مال کی حرمت اس کے خون کی حرمت کی مانند ہے۔'' (البزار، الموصلی، سند کمزور ہے)

(٤٨٥٧) مسلم: ١٦١٠۔ بخاری: ٣١٩٨۔ ترمذی: ١٤١٨۔ احمد: ١٦٥٢۔ دارمی: ٢٦٠٦.

(٤٨٥٨) بخاری: ٢٤٥٤۔ احمد: ٥٧٠٦.

(٤٨٥٩) بزار، موصلی، وفیه محمد بن دینار وثقه ابن حبان وجماعة وقد ضعفه جماعة، وبقیة رجال ابو یعلی ثقات، ولکنه رواه فی حدیث سباب المسلم فسوق وقتاله کفر، ورجال البزار فیهم عمرو بن عثمان الکلابی، وثقه ابن حبان وقال الازدی متروك، هیثمی: ٦٨٦٥.

٤٨٦٠ - عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابَهُ مَرُّوا بِامْرَأَةٍ فَذَبَحَتْ لَهُمْ شَاةً وَاتَّخَذَتْ لَهُمْ طَعَامًا فَلَمَّا ﴿رجع قَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِنَّا اتَّخَذْنَا لَكُمْ طَعَامًا فَادْخُلُوْا فَكُلُوْا فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ وَكَانُوْا لَايَبْدَءُ وْنَ حَتّٰى يَبْتَدِئُ النَّبِيُّ ﷺ﴾ فَأَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ لُقْمَةً فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُسِيْغَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ هٰذِهِ شَاةٌ ذُبِحَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ أَهْلِهَا فَقَالَتِ الْمَرْأَةُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنَّا لاَ نَحْتَشِمُ مِنْ آلِ سَعْدِبْنِ مُعَاذٍ وَلاَ يَحْتَشِمُوْنَ مِنَّا نَأْخُذُ مِنْهُمْ وَيَأْخُذُوْنَ مِنَّا. (رواه أحمد ، ١٤٣٧١)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ایک خاتون کے قریب سے گذرے تو اس نے بکری ذبح کر کے ان کے لیے کھانا تیار کیا۔ آپ ﷺ نے ایک لقمہ اٹھایا اور اس کو کھا نہ سکے۔ فرمایا: یہ بکری مالک کی اجازت کے بغیر ذبح کی گئی ہے۔ اس عورت نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ہم آل سعد بن معاذ سے نہیں شرماتے اور وہ ہم سے نہیں شرماتے۔ ہم ان کی اور وہ ہماری چیز (بغیر اجازت) لے لیتے ہیں۔'' (احمد)

شرح: ......کھانے پینے کی چیزوں کو آپس میں لینا دینا تو جائز ہے۔ تاہم جہاں تکلف نہ ہو بغیر پوچھے بھی کھا سکتے ہیں۔

ایک ہاتھ متعدی ہے، یہ وہ ہے جو غیر کے مال میں ظلم سے تصرف کرے، دوسرا ہاتھ ہے جو کسی کے جان یا مال کو قصداً یا سہواً یا جہالت سے تلف کرتا ہے، اس سے جو نقصان ہوا ہے آدمی اس کا ضامن ہوگا، اسے پورا کرنا ہے۔

(۱) ثابت ہوا غصب کیا ہوا حصہ تھوڑا ہو یا زیادہ ظلم حرام ہے۔ اور دوسرے کی رضا مندی کے بغیر اس کی چیز لینا حرام ہے۔

(۲) یہ بھی ثابت ہوا کہ جو زمین کے ظاہر والے حصہ کا مالک ہو وہ اس کے اندرون والے حصہ کا بھی مالک ہے۔ اس کی اجازت کے بغیر نیچے سرنگ وغیرہ نہیں بنائی جا سکتی ہے۔ نیز زمین میں پتھر یا کانوں کا مالک بھی وہی زمین والا ہے اور وہ اپنی زمین میں جہاں تک چاہے کھدوائی کروا سکتا ہے اور جو چاہے کھود سکتا ہے۔

(۳) اس میں واضح طور پر دلالت ہے کہ زمین کے ساتھ طبقات ہیں۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۱۸۶)

(٤٨٦٠) احمد: ١٤٣٧١ ـ ورجاله رجال الصحيح وروى النسائى بعضه لا توجد فى المخطوط، هيثمى: ٦٨٦٩.

المزارعة وكراء الأرض وإحياء الموات واللقطة

مزارعت، زمین کا کرایہ، بنجر زمین کا آباد کرنا اور گری ہوئی چیز کا بیان

٤٨٦١۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا افْتُتِحَتْ خَيْبَرُ سَأَلَتْ يَهُوْدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُقِرَّهُمْ فِيهَا عَلَى أَنْ يَعْمَلُوْا عَلَى نِصْفِ مَا خَرَجَ مِنْهَا مِنَ الثَّمَرِ وَالزَّرْعِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أُقِرُّكُمْ فِيهَا عَلَى ذٰلِكَ مَا شِئْنَا، وَكَانَ الثَّمَرُ يُقْسَمُ عَلَى السُّهْمَانِ مِنْ نِصْفِ خَيْبَرَ فَيَأْخُذُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْخُمُسَ. (رواه مسلم' ١٥٥١)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب خیبر فتح ہوا تو یہود نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ ان کو خیبر میں اس شرط پر رکھا جائے کہ وہ خیبر میں کھجور کے باغات اور زرعی زمین پر نصف پیداوار کے بدلے کام کریں گے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں برقرار رکھوں گا جب تک ہم چاہیں گے۔ پس خیبر کا آدھا پھل کئی حصوں پر تقسیم ہوتا اور اس میں سے پانچواں حصہ رسول اللہ ﷺ وصول کرتے تھے۔'' (مسلم)

٤٨٦٢۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ دَفَعَ إِلَى يَهُوْدِ خَيْبَرَ نَخْلَ خَيْبَرَ وَأَرْضَهَا عَلَى أَنْ يَعْتَمِلُوْهَا مِنْ اَمْوَالِهِمْ وَلِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شَطْرُ ثَمَرِهَا. (رواه مسلم ١٥٥١)

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے خیبر کے یہود کو خیبر کی کھجور اور اس کی زمین اس شرط پر دی کہ وہ اپنے مال و اخراجات کے ساتھ اس پر کام کریں اور پیداوار کا نصف رسول اللہ ﷺ کا ہے۔ (مسلم)

٤٨٦٣۔ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِيْ جَعْفَرٍ قَالَ مَابِالْمَدِيْنَةِ أَهْلُ بَيْتِ هِجْرَةٍ إِلَّا يَزْرَعُوْنَ عَلَى الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَزَارَعَ عَلِيٌّ وَسَعْدُبْنُ مَالِكٍ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيْزِ وَالْقَاسِمُ وَعُرْوَةُ وَآلُ أَبِيْ بَكْرٍ وَآلُ عُمَرَ وَآلُ عَلِيٍّ وَابْنُ سِيْرِيْنَ وَقَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنُ بْنُ الأَسْوَدِ كُنْتُ أُشَارِكُ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيْدَ فِي الزَّرْعِ وَعَامَلَ عُمَرُ النَّاسَ عَلَى إِنْ جَاءَ عُمَرُ بِالْبَذْرِ مِنْ

''ابو جعفر رحمہ اللہ نے فرمایا: مدینہ میں اصحاب ہجرت میں سے ہر گھر تیسرے یا چوتھے حصے پر کھیتی باڑی کا کام کرتے تھا۔ علی، سعید بن مالک، ابن مسعود رضی اللہ عنہم، عمر بن عبدالعزیز، قاسم بن محمد، عروہ رحمہم اللہ، آل ابوبکر، آل عمر، آل علی رضی اللہ عنہم اور ابن سیرین رحمہ اللہ بھی مزارعت پر کھیتی باڑی کرتے رہے۔ عبدالرحمٰن بن اسود کا بیان ہے کہ میں عبدالرحمٰن بن یزید کے ساتھ کھیتی میں شریک رہا ہوں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں یہ طریقہ رائج کیا کہ جو مالک زمین میں بیج اپنی طرف سے ڈالے گا وہ آدھا حصہ پیداوار کا وصول

(٤٨٦٣) بخاری تعليقًا.

عِـنْـدِهِ فَلَهُ الشَّطْرُ وَإِنْ جَاءُ وْا بِالْبَذْرِ فَلَهُمْ كَـذَا ﴿للبخاري تعليقا . فى ترجمة وَمِنْهُ كَتَبْتُ هٰـذَا لاَ مِنَ الأَصْلِ لِمَا فِيْهِ مِنْ عَدَمِ التَّحْرِيْرِ﴾

کرے گا۔ اور جو مزارع لوگ اپنے پاس سے بیج ڈالیں گے ان کو اتنا حصہ دیا جائے گا۔'' (بخاری کے ترجمہ میں اس طرح ہے اور یہ میں نے بخاری سے ہی لکھا ہے اور اصول میں سے نہیں لکھا کیونکہ اس میں یہ تحریر نہیں ہے)

٤٨٦٤۔ عَـنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَـقُـوْلُ كَـانَـتِ الْـمَـزَارِعُ تُكْرٰى عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَـلَـى أَنَّ لِـرَبِّ الأَرْضِ مَا عَلَى رَبِيْعِ السَّاقِي مِنَ الزَّرْعِ وَطَائِفَةً مِنَ التِّبْنِ لاَ أَدْرِيْ كَمْ هُوَ . (رواه النسائى' ٣٩٣١)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں کھیت اس شرط پر کرائے پر دیئے جاتے تھے کہ پانی کی نالیوں پر جو فصل ہوگا وہ مالک زمین کا ہوگا اور کچھ بھوسہ بھی اس کا ہوگا مجھے علم نہیں وہ کتنا حصہ ہوا کرتا تھا۔'' (النسائی)

٤٨٦٥۔ عَـنْ عَـمْـرِوبْـنِ دِيْـنَـارٍ قَالَ كَانَ طَـاوُسٌ يَـكْـرَهُ أَنْ يُـؤَاجِرَ أَرْضَهُ بِالذَّهَبِ وَالْـفِـضَّةِ وَلاَ يَـرَى بِـالثُّـلُثِ وَالرُّبُعِ بَأْساً فَـقَـالَ لَـهُ مُجَاهِدُ أَذْهَبْ إِلَى ابْنِ رَافِعِ بْنِ خَـدِيْـجٍ فَاسْمَعْ مِنْهُ حَدِيْثَهُ فَقَالَ إِنِّي وَاللّٰهِ لَـوْأَعْـلَـمُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰـي عَـنْـهُ مَا فَعَلْتُهُ وَلٰكِنْ حَدَّثَنِي مَنْ هُوَ أَعْلَمُ مِنْهُ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِنَّمَا قَالَ لأَنْ يَـمْنَحَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ أَرْضَهُ خَيْرٌمِنْ أَنْ يَأْخُذَ عَـلَـيْـهَـا خَـرْجـاً مَـعْـلُـوْمـاً . (رواه النسائى، ٣٨٧٣)

''عمر بن دینار کہتے ہیں کہ طاوس رحمہ اللہ ناپسند کرتے تھے کہ زمین کو سونے یا چاندی کے کرائے پر دیا جائے۔ اور تیسرے اور چوتھے حصے پر دینے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ مجاہد رحمہ اللہ نے اسے کہا تو رافع بن خدیج کے بیٹے کے پاس جا کر اس کی حدیث سن جس کو وہ اپنے باپ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ طاوس رحمہ اللہ نے اس کو ڈانٹ پلائی اور کہا: اللہ کی قسم! اگر میں جانتا کہ نبی کریم ﷺ نے اس سے منع کیا ہے تو میں کبھی ایسا نہ کرتا لیکن مجھ سے بیان کیا ہے اس نے جو رافع بن خدیج کے بیٹے سے زیادہ صاحب علم ہے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ہے۔ اس نے: کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی آدمی اپنی زمین اپنے بھائی کو دیدے تو یہ زیادہ بہتر ہے اس سے کہ وہ اس سے کوئی معلوم حصہ وصول کرے۔'' (النسائی)

(٤٨٦٤) نسائی: ٣٩٣١۔ صحیح الاسناد: ٣٦٧٥.

(٤٨٦٥) نسائی: ٣٨٧٣۔ صحیح، البانی: ٣٦٢٢۔ بخاری: ٢٣٣٠۔ مسلم: ١٥٥٠۔ ترمذی: ١٣٨٥۔ ابوداؤد: ٣٣٨٩۔ ابن ماجه: ٢٤٦٤۔ احمد: ٢٠٨٨.

٤٨٦٦ـ عَنْ حَنْظَلَةَ الزُّرَقِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ يَقُوْلُ كُنَّا أَكْثَرَالأَنْصَارِ حَقْلاً قَالَ كُنَّا نُكْرِي الْأَرْضَ عَلٰى أَنَّ لَنَا هٰذِهِ وَلَهُمْ هٰذِهِ فَرُبَّمَا أَخْرَجَتْ هٰذِهِ وَلَمْ تُخْرِجْ هٰذِهِ فَنَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ وَأَمَّا الْوَرِقُ فَلَمْ يَنْهَنَا . (رواه مسلم' ١٥٤٧)

''سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم دیگر انصار صحابہ کے مقابلے میں زیادہ کھیتوں کے مالک تھے۔ پس ہم زمین کرائے پر دیتے تھے کہ یہ حصہ زمین ہمارا ہے اور یہ یہ حصہ ان کا ہے۔ کبھی ایسا ہوتا کہ مالک کے حصے میں پیداوار ہو جاتی اور اس دوسرے حصے میں نہ ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرما دیا۔ نقد کرائے پر زمین دینے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں منع نہیں کیا۔'' (مسلم)

٤٨٦٧ـ وَمِنْ رِوَايَاتِهِ: وَأَمَّا الذَّهَبُ وَالْوَرِقُ فَلَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ . (للبخاری، ٢٣٢٧)

''اور اس کی روایت میں یہ بھی ہے کہ ان ایام میں سونا چاندی عام نہ تھے۔''

٤٨٦٨ـ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُكْرِي مَزَارِعَهُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَفِي إِمَارَةِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَصَدْرًا مِنْ خِلاَفَةِ مُعَاوِيَةَ حَتّٰى بَلَغَهُ فِي آخِرِ خِلاَفَةِ مُعَاوِيَةَ أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ يُحَدِّثُ فِيْهَا بِنَهْيٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَدَخَلَ عَلَيْهِ وَأَنَا مَعَهُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَنْهٰى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ فَتَرَكَهَا ابْنُ عُمَرَ بَعْدُ وَكَانَ إِذَا سُئِلَ عَنْهُ بَعْدُ قَالَ زَعَمَ رَافِعُ بْنُ خَدِيْجٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْهَا . (رواه مسلم' ١٥٤٧)

''نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی سلطنت کے ابتدائی دور میں زمین کرائے پر دیا کرتے تھے یہاں تک معاویہ رضی اللہ عنہ کے آخری دور میں سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی کہ رافع بن خدیج اس کے متعلق کچھ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے۔ پس سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ اس کے پاس گئے۔ نافع رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: تو انھوں نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین پر زراعت کا کرایہ وصول کرنے سے منع فرمایا ہے۔ پس سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ معاملہ ہی ترک کر دیا اور اس کے بعد جب ان سے کوئی پوچھتا تو کہہ دیتے تھے۔ ابن خدیج کا کہنا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے۔'' (مسلم)

(٤٨٦٦) مسلم: ١٥٤٧ـ بخاری: ٤٠١٣ـ ترمذی: ١٣٨٤ـ نسائی: ٣٩٢٤ـ ابوداؤد: ٢٣٠٢ـ ابن ماجه: ٢٤٦٥ـ احمد: ١٦٨٣٦ـ مؤطا: ١٤١٥.

(٤٨٦٧) بخاری: ٢٣٢٧ـ مسلم: ١٥٤٧ـ ترمذی: ١٣٨٤ـ نسائی: ٣٩٢٣ـ ابوداؤد: ٣٤٠٢ـ ابن ماجه: ٢٤٦٥ـ احمد: ١٦٨٣٦ـ مؤطا: ١٤١٥.

(٤٨٦٨) مسلم: ١٥٤٧ ، بخاری: ٤٠١٣ـ ترمذی: ١٣٨٤ـ نسائی: ٣٩٢٤ـ ابوداؤد: ٣٤٠٢ـ ابن ماجه: ٢٤٦٥ـ احمد: ١٦٨٣٦ـ مؤطا: ١٤١٥.

٤٨٦٩ـ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسِ الأَنْصَارِيِّ قَالَ سَأَلْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ عَنْ كِرَاءِ الأَرْضِ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ فَقَالَ لاَ بَأْسَ بِهِ إِنَّمَا كَانَ النَّاسُ يُؤَاجِرُوْنَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى الْمَاذِيَانَاتِ وَأَقْبَالِ الْجَدَاوِلِ وَأَشْيَاءَ مِنَ الزَّرْعِ فَيَهْلِكُ هٰذَا وَيَسْلَمُ هٰذَا وَيَسْلَمُ هٰذَا وَيَهْلِكُ هٰذَا فَلَمْ يَكُنْ لِلنَّاسِ كِرَاءٌ إِلاَّ هٰذَا فَلِذَلِكَ زُجِرَ عَنْهُ فَأَمَّا شَيْءٌ مَعْلُوْمٌ مَضْمُوْنٌ فَلاَ بَأْسَ بِهِ .
(رواه مسلم، ١٥٤٧ في كتاب البيوع)

''حنظلہ بن قیس کہتے ہیں: میں نے رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے سونے اور چاندی کے بدلے زمین کرائے پر دینے کے متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا: سونے چاندی کے کرائے پر زمین لینا یا دینا کوئی گناہ نہیں ہے۔ اس دور میں لوگ عمدہ حصے زمین کے پانی کی نالیوں کے سامنے کے حصے اور کچھ زراعت کے فصل میں سے اجارہ متعین کر کے زمین دیتے تو پھر کبھی یہ حصہ تباہ ہو جاتا اور کبھی وہ حصہ تباہ ہوتا اور لوگوں کے لیے اس کے علاوہ کوئی کرایا مروج نہیں تھا پس اس سے آپ ﷺ نے منع فرمایا۔ پس اگر معلوم حصہ ہو جس کی ضمانت حاصل ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔'' (مسلم)

٤٨٧٠ـ وَفِي رِوَايَةٍ: نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا وَطَوَاعِيَةُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ أَنْفَعُ لَنَا نَهَانَا أَنْ نُحَاقِلَ بِالأَرْضِ فَنُكْرِيهَا عَلَى الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالطَّعَامِ الْمُسَمَّى وَأَمَرَ رَبَّ الأَرْضِ أَنْ يَزْرَعَهَا أَوْيُزْرِعَهَا .
(رواه مسلم، ١٥٤٨)

''ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس معاملہ سے منع کیا جس میں ہمارا کچھ فائدہ تو تھا مگر اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہمارا لیے ہر چیز سے زیادہ فائدہ مند ہے۔ آپ ﷺ نے تیسرے یا چوتھے حصے پر خود کاشتی کاری کرنے یا دوسروں سے کرانے، یا غلہ کی مقدار معین کرنے سے منع فرمایا اور صاحب زمین کو حکم دیا کہ وہ یا خود کھیتی کرے یا دوسرے کو کھیتی کرنے کے لیے دیدے۔''

٤٨٧١ـ وَمِنْهَا عَنْ عَمِّهِ ظُهَيْرِبْنِ رَافِعٍ وَعَنْ بَعْضِ عُمُوْمَتِهِ أُخْرَى رَفَعَاهُ بِنَحْوِ هٰذَا.
(رواه الترمذی، ١٣٨٥)

'' اور ایک روایت وہ اپنے چچا ظہیر سے اور اپنی پھوپھی سے روایت کرتے ہیں مثل حدیث مذکورہ کے۔'' (ترمذی)

(٤٨٦٩) مسلم: ١٥٤٧ـ كتاب البيوع، بخاری: ٤٠١٣ـ ترمذی: ١٣٨٤ـ نسائی: ٣٩٢٤ـ ابوداؤد: ٣٤٠٢ـ ابن ماجه: ٢٤٦٥ـ احمد: ١٦٩٣٦ـ مؤطا: ١٤١٥.

(٤٨٧٠) مسلم: ١٥٤٨ـ بخاری: ٤٠١٣ـ ترمذی: ١٣٨٤ـ نسائی: ٣٩٢٦ـ ابوداؤد: ٣٤٠٢ـ ابن ماجه: ٢٤٦٥ـ احمد: ١٦٨٣٦ـ مؤطا: ١٤١٥.

(٤٨٧١) ترمذی: ١٣٨٥ـ صحيح، البانی: ١١٢٠ـ مسلم: ١٥٥٠ـ نسائی: ٣٨٧٣ـ ابوداؤد: ٣٣٨٩ـ ابن ماجه: ٢٤٦٤ـ احمد: ٢٠٨٨.

٤٨٧٢۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ أَنَّهٗ زَرَعَ أَرْضاً فَمَرَّ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ يَسْقِيْهَا فَسَأَلَهٗ لِمَنِ الزَّرْعُ وَلِمَنِ الْاَرْضُ فَقَالَ زَرْعِيْ بِبَزْرِيْ وَعَمَلِي لِيَ الشَّطْرُ وَلِبَنِيْ فُلاَنَ الشَّطْرُ فَقَالَ أَرْبَيْتُمَا فَرُدَّ الأَرْضَ عَلَى أَهْلِهَا وَخُذْ نَفَقَتَكَ . (رواه أبوداود ، ٣٤٠٢)

’’ان میں سے رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے ایک زمین میں زراعت کی۔ وہ پانی دے رہا تھا کہ اس کے قریب سے نبی ﷺ کا گذر ہوا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: فصل اور زمین کس کی ہے؟ تو انھوں نے کہا: نصف فصل میری ہے اس شرط پر کہ بیج اور کام میرے ذمہ ہے۔ اور دوسرا نصف بنوفلاں کے لیے ہے جو زمین کا مالک ہے۔ فرمایا: تم دونوں نے سودی کاروبار کیا ہے۔ زمین اس کے مالکوں کو واپس کر دے اور اپنا خرچ ان سے وصول کر۔‘‘ (ابوداؤد)

٤٨٧٣۔ وَمِنْهَا: قَالَ لَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ أَسَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ كِرَاءِ الأَرْضِ فَقَالَ رَافِعٌ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ لاَ تُكْرُوْا الاَرْضَ بِشَيْءٍ(رواه النسائي: ٣٩١٥)

’’ان میں سے ایک روایت میں ہے کہ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: تو نے خود سنا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے زمین کرائے پر دینے کی ممانعت فرمائی ہے؟ تو رافع رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ زمین کو کرائے پر نہ دو۔‘‘

٤٨٧٤۔ وَمِنْهَا ، وَقَدْ قَالَ لَهٗ عِمْرَانُ بْنُ سَهْلِ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ : يَا اَبَتَاهُ إِنَّهُ قَدْ أَكْرَيْنَا أَرْضَنَا فُلاَنَةَ بِمَائَتَي دِرْهَمٍ فَقَالَ يَا بُنَيَّ دَعْ ذَاكَ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ سَيَجْعَلُ لَكُمْ رِزْقاً غَيْرَهٗ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ نَهَى عَنْ كِرَاءِ الأَرْضِ (رواه النسائي ، ٣٩٢٦)

’’ان میں سے ایک یہ روایت ہے کہ ان کے پوتے عمران بن سہل بن رافع نے کہا: اے ابا جان! ہم نے اپنی فلاں زمین دو سو درھم کے بدلے کرائے پر دی ہے۔ تو انھوں نے کہا: اے میرے بیٹے! یہ معاملہ ترک کر دے۔ نبی کریم ﷺ نے زمین کرائے پر دینے سے منع کیا ہے۔‘‘ (نسائی)

٤٨٧٥۔ وَمِنْهَا:أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَكَانَ يُكْرِي أَرْضِيْهِ حَتّٰى بَلَغَهٗ أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ الْأَنْصَارِيَّ

’’ان میں سے ایک روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنی زمین کرایہ پر دیا کرتے تھے، یہاں تک کہ انھیں خبر پہنچی کہ

(٤٨٧٢) ابوداؤد: ٢٤٠٢۔ ضعیف الاسناد، البانی: ٧٣٨۔ بخاری: ٤٠١٣۔ مسلم: ١٥٥٠۔ ترمذی: ١٣٨٤۔ نسائی: ٣٩٩٦۔ ابن ماجہ: ٢٤٦٥۔ احمد: ١٦٨٣٦۔ مؤطا: ١٤١٥۔

(٤٨٧٣) نسائی: ٣٩١٥۔ شاذ البانی: ٢٥٥۔ ابوداؤد: ٣٤٠١۔

(٤٨٧٤) نسائی: ٣٩٢٦۔ بخاری: ٤٠١٣۔ ترمذی: ١٣٨٤۔ ابوداؤد: ٣٤٠٢۔ ابن ماجہ: ٢٤٦٥۔ احمد: ١٦٨٣٦۔ مؤطا: ١٤١٥۔

(٤٨٧٥) مسلم: ١٥٤٧۔ نسائی: ٣٩٢٦۔ بخاری: ٤٠١٣۔ ترمذی: ١٣٨٤۔ ابوداؤد: ٣٤٠٢۔ ابن ماجہ: ٢٤٦٥۔ احمد: ١٦٨٣٦۔ مؤطا: ١٤١٥۔

كَانَ يَنْهٰى عَنْ كِرَاءِ الأَرْضِ فَلَقِيَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ فَقَالَ يَا ابْنَ خَدِيْجٍ مَا ذَا تُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي كِرَاءِ الأَرْضِ قَالَ رَافِعُ بْنُ خَدِيْجٍ لِعَبْدِ اللّٰهِ سَمِعْتُ عَمَّيَّ وَكَانَا قَدْ شَهِدَا بَدْرًا يُحَدِّثَانِ أَهْلَ الدَّارِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ كِرَاءِ الأَرْضِ. (رواه مسلم، ١٥٤٧)

رافع اس سے روکا کرتے ہیں۔ چنانچہ انھوں نے سیّدنا رافع سے ملاقات کی اور پوچھا: اے ابن خدیج! تو زمین کرائے پر دینے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر کے کیا بیان کرتا ہے؟ تو رافع رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اپنے دو چچاؤں سے سنا تھا (دونوں بدری صحابہ تھے) اور وہ اپنے گھر کے لوگوں کو بیان کر رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے زمین کرائے پر دینے سے منع کیا ہے۔'' (مسلم)

٤٨٧٦۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ أَنَا وَاللّٰهِ أَعْلَمُ بِالْحَدِيْثِ مِنْهُ إِنَّمَا كَانَا رَجُلَيْنِ اقْتَتَلاَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنْ كَانَ هٰذَا شَأْنُكُمْ فَلاَ تُكْرُوْا الْمَزَارِعَ فَسَمِعَ قَوْلَهٗ لاَ تُكْرُوْا الْمَزَارِعَ. (للنسائي، ٣٩٢٧)

''عروہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ زید رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ رافع بن خدیج رحمہ اللہ کو معاف کر دے اللہ کی قسم! اس سے حدیث کا مجھے زیادہ علم ہے۔ تحقیق دو آدمی انصار میں سے آپ ﷺ کے پاس آپس میں لڑ کر آئے تھے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تمہارا یہ حال ہے تو پھر تم زمین کرائے پر نہ دو۔ اور اس نے صرف یہ آخری کلمہ ہی سنا: ''زمین کرائے پر نہ دو۔'' (النسائی)

٤٨٧٧۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهٗ سَأَلَ سَالِمَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ فَقَالَ لاَبَأْسَ بِهَا بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَقُلْتُ لَهٗ أَرَأَيْتَ الْحَدِيْثَ الَّذِيْ يُذْكَرُ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ فَقَالَ أَكْثَرَ رَافِعٌ وَلَوْكَانَ لِي مَزْرَعَةٌ أَكْرَيْتُهَا. (رواه مالك، ١٤١٧)

''ابن شہاب سے روایت ہے کہ اس نے سالم بن عبداللہ سے زمین کرائے پر دینے کے متعلق سوال کیا تو اس نے کہا: سونا اور چاندی کے بدلے دینا کوئی حرج نہیں۔ تو میں نے کہا: کیا تمھیں علم ہے اس بات کا جو رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے نقل کی جاتی ہے؟ اس نے کہا: رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے تو بہت زیادہ بیان کیا ہے، اور اگر میری زمین ہوتی تو میں ضرور کرائے پر دیتا۔'' (مالک)

٤٨٧٨۔ عَنْ سَعْدِبْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ كَانَ أَصْحَابُ الْمَزَارِعِ يُكْرُوْنَ فِي زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَزَارِعَهُمْ بِمَا يَكُوْنُ عَلَى السَّاقِي

''سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: زمینوں والے زمین کو کرائے بٹائی وغیرہ پر دیتے تھے نبی علیہ السلام کے زمانے میں اس شرط پر کہ پانی والی نالی پر کھیتی ہماری ہوگی۔ پس بعض امور میں وہ آنحضرت ﷺ

(٤٨٧٦) نسائی: ٣٩٢٧۔ ضعیف، البانی: ٢٥٦۔ ابوداؤد: ٣٣٩٠۔ ابن ماجه: ٢٤٦١۔ احمد: ٢١١١٨.

(٤٨٧٧) مؤطا: ١٤١٧۔ ضعیف، البانی: ٢٥٦۔ ابوداؤد: ٣٣٩٠۔ ابن ماجه: ٢٤٦١۔ احمد: ٢١١١٨.

(٤٨٧٨) نسائی: ٣٨٩٤۔ حسن، البانی: ٣٦٤٢۔ بخاری: ٤٠١٣۔ مسلم: ١٥٤٨۔ ابوداؤد: ٣٣٩١۔ احمد: ١٥٨٦۔ دارمی: ٢٦١٨.

مِنَ الزَّرْعِ فَجَاءُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاخْتَصَمُوْا فِي بَعْضِ ذٰلِكَ فَنَهَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُكْرُوْا بِذٰلِكَ وَقَالَ أَكْرُوْا بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ. (رواه النسائي، ٣٨٩٤)

کے پاس جھگڑا اور مقدمہ لے کے حاضر ہوتے تو آپ ﷺ نے ان کو اس وجہ سے منع کر دیا کہ کرائے وغیرہ پر نہ دیا کرو۔ اور فرمایا سونا چاندی پر دیا کرو۔'' (النسائی)

شرح: ......مزارعت یہ ہے کہ زمین کا مالک اپنی زمین کسی شخص کو دیتا ہے کہ وہ اس میں کھیتی باڑی کرے اور پیداوار کا اتنا حصہ مالک کے لیے ہوگا اور بیج وغیرہ مالک کی طرف سے ہوگا۔ ان احادیث سے نصف نصف کی بٹائی پر زمین دینا ثابت ہوتا ہے۔ خیبر کے یہود کو آپ ﷺ نے زمین جس شرط پر دی تھی اس کی رو سے پیداوار حاصل کرنے کے لیے جتنے کام بھی ہوتے ہیں، مثلاً زمین سیراب کرنا، نہروں کی صفائی وکھدائی، گھاس پھوس سے فصل کو محفوظ رکھنا وغیرہ سب یہودیوں کے ذمہ تھے۔

احناف خیبر کے معاملے کی تاویل کرتے ہیں کہ یہ لوگ آپ ﷺ کے غلام تھے۔ اس لیے ان سے آدھی آمدنی پر ان سے معاملہ کیا ویسے جائز نہیں۔ یہ تاویل بالکل باطل ہے، وہ لوگ آپ ﷺ کے غلام نہ تھے، بلکہ آپ ﷺ نے ان سے نصف پر معاملہ طے کیا تھا۔

اعتراض: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ والی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مزارعت سے منع کیا ہے۔
اس کا حل: یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مزارعت سے اس وقت منع کیا جب کھیتی کی عمدہ جگہ کا انتخاب مالک کرے۔ وگرنہ اجازت ہے کہ بٹائی پر کھیتی دی جائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ آپ ﷺ نے حسن سلوک کی وجہ سے کہا ہے اگر زائد زمین ہو تو اپنے بھائی کو فائدہ اٹھانے کے لیے دے دو، مزارعت منع نہیں یا اس صورت میں مزارعت منع ہے جب مالک اپنے لیے حصہ متعین کرے۔ اگر متعین نہیں کرتا جتنا اناج حاصل ہو، اس سے مقرر کردہ حصہ لے تو پھر مزارعت میں کوئی حرج نہیں۔ مزارعت احادیث سے ثابت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ اور خصوصاً خلفائے راشدین سے تواتر کے ساتھ مزارعت ثابت ہے۔

مزارعت سود کے ختم کرنے کا متبادل ذریعہ ہے۔ اگر مزارعت پر عمل کیا جائے تو بہت زیادہ نفع حاصل ہوسکتا ہے۔

زمین کرائے پر دینے کی بھی اجازت ہے اور بٹائی پر دینے کی بھی اجازت ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۲۰۷)

٤٨٧٩ــ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ أَحْيَا أَرْضاً مَيْتَةً فَهِيَ لَهُ وَلَيْسَ لِعِرْقِ ظَالِمٍ

'' ہشام اپنے والد سے اور وہ سعید بن زید سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے بنجر زمین آباد کی وہ اسی کی ہوگی اور ظالم رگ کا کوئی حق نہیں ہے۔ (ابوداود)

(٤٨٧٩) ابوداؤد: ٣٠٧٣ـ صحیح، البانی: ٢٦٣٨ـ ترمذی: ١٣٧٨ـ مؤطا: ١٤٥٦.

حَقٌّ . (رواه أبوداود، ٣٠٧٣)

قَالَ عُرْوَةُ: وَلَقَدْ حَدَّثَنِي الَّذِيْ حَدَّثَنِي هٰذَا الْحَدِيْثَ أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ غَرَسَ أَحَدُهُمَا نَخْلاً فِي أَرْضِ آخَرَ، فَقَضَى لِصَاحِبِ الأَرْضِ بِأَرْضِهِ، وَأَمَرَ صَاحِبَ النَّخْلِ أَنْ يُخْرِجَ نَخْلَهُ مِنْهَا، فَلَقَدْ رَأَيْتُهَا وَإِنَّهَا لَتَضْرِبُ أُصُوْلَهَا بِالْفُئُوْسِ وَإِنَّهَا لَنَخْلٌ عُمٌّ حَتّٰى أُخْرِجَتْ مِنْهَا. (لأبى داود، ٣٠٧٣)

عروہ نے کہا مجھ سے یہ حدیث بیان کی اس نے جس نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی ہے، کہ دو آدمی مقدمہ لے کر نبی ﷺ کے پاس آئے ان میں سے ایک نے دوسرے کی زمین میں درخت لگائے تھے۔ تو آپ ﷺ نے زمین والے کے حق میں یہ فیصلہ دیا کہ وہ زمین پر قبضہ کر لے اور درخت لگانے والے کو درخت اکھاڑنے کا حکم دیدیا۔ تو میں نے اسے درختوں کی جڑھوں پر کلہاڑا چلاتے دیکھا تھا دراں حالیکہ کھجور کے پودے کچھ بڑے ہو چکے تھے یہاں تک کہ وہ اس زمین سے نکال دیئے گئے۔'' (ابوداؤد)

٤٨٨٠ـ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ أَشْهَدُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَضٰى أَنَّ الأَرْضَ أَرْضُ اللّٰهِ وَالْعِبَادَ عِبَادُ اللّٰهِ وَمَنْ أَحْيَا مَوَاتاً فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ جَاءَ نَا بِهَذَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ الَّذِيْنَ جَاءُوْا بِالصَّلَوَاتِ عَنْهُ. (رواه أبوداود، ٣٠٧٦)

''عروہ کا بیان ہے: میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زمین اور بندے اللہ کے ہیں۔ چنانچہ جس نے مردہ زمین آباد کی وہی اس کا زیادہ حقدار ہے۔ ہمیں ان صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث پہنچائی ہے جنھوں نے آپ ﷺ سے نقل کر کے ہمیں نمازیں بھی پہنچائی ہیں۔'' (ابوداؤد)

٤٨٨١ـ زاد الأوسط، قَالَ عُرْوَةُ: أَشْهَدُ أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْنِي بِهَذَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَشْهَدُ أَنَّ عَائِشَةَ مَاكَذَبَتْنِي.

''ایک روایت میں ہے کہ عروہ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کی مجھ سے بیان کی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے جھوٹ نہیں بتایا۔'' (اوسط)

٤٨٨٢ـ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ، رَفَعَهُ: مَنْ أَحْيَا أَرْضًا قَدْ عَجَزَ صَاحِبُهَا عَنْهَا وَتَرَكَهَا بِمَهْلَكَةٍ فَهِيَ لَهُ . (رواه رزين)

''سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے وہ زمین آباد کی جس کو زمین والے نے آباد کرنے سے عاجز آ کر ترک کر دیا تھا اور وہ غیر آباد ہو رہی تھی تو یہ زمین آباد کرنے والے کی قرار پائے گی۔'' (رزین)

(٤٨٨٠) ابوداؤد: ٣٠٧٦ـ ٣ـ صحیح الاسناد، البانی: ٢٦٤١ـ ترمذی: ١٣٧٨ـ مؤطا: ١٤٥٦.

(٤٨٨١) طبرانی اوسط، باسنادین فی احدهما عصام بن رواد بن الجراح قال الذهبی لینه ابواحمد وبقية رجاله ثقات وفی اسناد الاخر راو كذاب، هیثمی: ٦٧٨٥.

(٤٨٨٢) رزین.

٤٨٨٣۔ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ أَحْيَا أَرْضاً﴿ دَعْوَةً مِنَ الْمَصْرِ أَوْ رَمْيَةً مِنَ الْمَصْرِ﴾ فَهِيَ لَهُ . (رواه أحمد، ١٤٤٩٦ بلين)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ویران اور مردہ زمین آباد کی تو وہ اس کی ہے۔'' (احمد، سند کمزور ہے)

٤٨٨٤۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ، رَفَعَتْهُ: مَا مِنْ أَمْرِیءٍ يُحْيِي أَرْضًا فَتَشْرَبُ مِنْهَا كَبَدُ حُرِّيٍّ اَوْ تُصِيْبَ مِنْهَا عَافِيَةٌ إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِهِ أَجْرًا . (للكبير، (٢٣/ ٣٩٧) والأوسط

''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی کسی زمین کو آباد کرتا ہے، پھر اس میں سے کوئی آزاد جگر والی چیز کھاتی ہے یعنی حیوانات اس سے کھاتے ہیں یا کوئی گھاس، پانی کا طلب گار (پرندہ وغیرہ) اس سے فائدہ حاصل کرتا ہے تو یقیناً اس کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کے لیے اجر وثواب لکھ دیتا ہے۔'' (الکبیر، الاوسط)

شرح: ......ان احادیث سے ثابت ہوا کہ اگر کسی کی زمین میں کوئی زبردستی ہل چلا کر کچھ کاشت کرے تو مالک زمین اس کا مالک ہے۔ وہ اسے اکھاڑ کر باہر پھینک سکتا ہے، ظالم کی محنت اور خرچ سب ضائع ہوگا۔

۲۔ اگر کوئی زمین بنجر ہو اس کا کوئی مالک نہ ہو کوئی آدمی اس میں کھیتی باڑی باغبانی یا تعمیرات کے ذریعہ اسے آباد کرتا ہے تو وہ اس کی ملکیت میں آجائے گی۔ بشرطیکہ وہ کسی مسلمان یا ذمی کی ملکیت میں نہ ہو اور یہ حکم صرف مسلمان کے لیے ہے۔

اسلام میں بے کار زمین پڑے رہنے کا تصور نہیں، اسے بہر نوع آباد ہونا چاہیے کسی ملک کے استحکام کا بھی یہی تقاضا ہے۔ اس سے انفرادی ملکیت کا ثبوت بھی ملتا ہے۔ بنجر زمین کو ملکیت میں لینے کے لیے امام وقت سے اجازت لینے والے موقف کی کوئی بھی صحیح دلیل تائید نہیں کرتی۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۲۲۰)

٤٨٨٥۔ عَنْ يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ أَنَّهُ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ

''سیدنا زید بن خالد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ سے گرے پڑے سونے اور چاندی کے متعلق پوچھا گیا: تو آپ فرمایا: اس کی رسی اور اور تھیلی کی پہچان کرلے اور پھر

(٤٨٨٣) احمد: ١٤٤٩٦۔ وفيه ليث بن ابى سليم وهو مدلس، فى مجمع الزوائد (وعرة) بدلا من دعوة، و (ميتة) بدلا من رمية. مسلم: ١٥٥٢۔ ترمذى: ١٣٧٩۔ دارمى: ٢٦٠٧.

(٤٨٨٤) طبرانى كبير: ٢٣/ ٣٩٧۔ طبرانى اوسط، وفيه موسى بن يعقوب الزمعى، وثقه ابن معين وابن حبان، وضعفه ابن المدينى وتفرد عن قريبة شيخة، هيثمى: ٦٨٨٢.

(٤٨٨٥) مسلم: ١٧٣٢۔ بخارى: ٦١١٢۔ ترمذى: ١٣٧٤۔ ابوداؤد: ١٧٠٧۔ ابن ماجه: ٢٥٠٧۔ احمد: ٢١١٧٨۔ مؤطا: ١٤٨٢.

اللُّقْطَةِ الذَّهَبِ أَوِ الْوَرِقِ فَقَالَ أَعْرِفْ وِكَاءَهَا وَعِفَاصَهَا ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ لَمْ تَعْرِفْ فَاسْتَنْفِقْهَا وَلْتَكُنْ وَدِيْعَةً عِنْدَكَ فَإِنْ جَاءَ طَالِبُهَا يَوْماً مِنَ الدَّهْرِ فَأَدِّهَا إِلَيْهِ وَسَأَلَهُ عَنْ ضَالَّةِ الإِبِلِ فَقَالَ مَا لَكَ وَلَهَا دَعْهَا فَإِنَّ مَعَهَا حِذَاءَهَا وَسِقَاءَهَا تَرِدُ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتّٰى يَجِدَهَا رَبُّهَا وَسَأَلَهُ عَنِ الشَّاةِ فَقَالَ خُذْهَا فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيْكَ أَوْ لِلذِّئْبِ . (رواه مسلم، ١٧٢٢)

سال تک اعلان کرتے رہو۔ اگر مالک تمہیں معلوم ہو نہ سکے تو اپنی ذمہ داری پر ان کو خرچ کر دے زمانے کے کسی وقت بھی مالک تلاش کرتا آ جائے تو اس کو ادا کر دے۔ اور اس نے گمشدہ بھولے ہوئے اونٹ کے متعلق پوچھا تو فرمایا: تیرا اس سے کیا کام اس کو چھوڑ دے اس کے ساتھ اس کے بچاؤ کا سامان اس کا جوتا اور پینا موجود ہے۔ پانی پر اترے گا درخت کھائے گا یہاں تک کہ اس کا مالک اس کو پالے گا۔ اس نے آپ ﷺ سے بکری کا پوچھا تو فرمایا: اس کو پکڑ لو وہ یا تیری ہے یا تیری بھائی کی ہے یا اسے بھیڑیا لے جائے گا۔" (مسلم)

٤٨٨٦ـ وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ يَزِيْدُ وَهِيَ تُعَرَّفُ أَيْضاً . (رواه البخاري ، ٢٤٢٨)

"ایک روایت میں ہے: یزید کے بقول اس بکری کا بھی اعلان کیا جائے گا۔" (بخاری)

٤٨٨٧ـ وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَضَالَّةُ الْإِبِلِ قَالَ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ أَوِ احْمَرَّ وَجْهُهُ ثُمَّ قَالَ مَالَكَ وَلَهَا . (رواه البخاري، ٢٤٣٦)

"دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ سے گمشدہ اونٹ کا سوال ہوا تو آپ غصہ میں آ گئے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے رخسار مبارک یا (راوی کو شک ہے) چہرہ مبارک سرخ ہوگیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تجھے اس سے کیا سروکار ہے۔"

٤٨٨٨ـ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ وَجَدْتُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ صُرَّةً فِيْهَا مِائَةُ دِيْنَارٍ قَالَ فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَقَالَ لِي عَرِّفْهَا حَوْلاً فَعَرَّفْتُهَا حَوْلاً فَمَا أَجِدُ مَنْ يَعْرِفُهَا ثُمَّ أَتَيْتُهُ بِهَا فَقَالَ عَرِّفْهَا حَوْلاً آخَرَ فَعَرَّفْتُهَا ثُمَّ أَتَيْتُهُ بِهَا فَقَالَ عَرِّفْهَا حَوْلاً آخَرَ وَقَالَ أَحْصِ عِدَّتَهَا وَوِعَاءَهَا وَوِكَاءَهَا فَإِنْ جَاءَ

"سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے عہد نبوی میں ایک تھیلی ملی۔ جس میں سو دینار تھے۔ میں وہ لے کر آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایک سال تک اس کا اعلان کر۔ میں نے ایسا ہی کیا لیکن اس کا مالک نہ مل سکا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے یہی حکم دیا لیکن مالک نہ ملا۔ پھر ایک سال تک اعلان کروایا لیکن مالک نہ مل سکا تو فرمایا: اس کی گنتی، تھیلی اور تسمہ کو یاد کر لے اگر کوئی آ کر یہ نشانیاں بتا دے تو

(٤٨٨٦) مسلم: ١٧٣٢ـ بخاری: ٢٤٢٨ـ ترمذی: ١٣٧٤ـ ابوداؤد: ١٧٠٧ـ ابن ماجہ: ٢٥٠٧ـ احمد: ٢١١٧٨ـ مؤطا: ١٤٨٢.

(٤٨٨٧) مسلم: ١٧٣٢ـ بخاری: ٢٤٣٦ـ ترمذی: ١٣٧٤ـ ابوداؤد: ١٧٠٧ـ ابن ماجہ: ٢٥٠٧ـ احمد: ٢١١٧٨ـ مؤطا: ١٤٨٢.

(٤٨٨٨) ترمذی: ١٣٧٤ـ صحیح، البانی: ١١٠٧ـ بخاری: ٢٤٣٧ـ مسلم: ١٧٢٣ـ ابوداؤد: ١٧٠١ـ ابن ماجہ: ٢٥٠٦ـ احمد: ٢٠٧٧٧.

طَالِبُهَا فَأَخْبَرَكَ بِعِدَّتِهَا وَوِعَائِهَا وَوِكَائِهَا فَادْفَعْهَا إِلَيْهِ وَإِلَّا فَاسْتَمْتِعْ بِهَا. (رواه الترمذي، ١٣٧٤)

اسے دے دینا ورنہ فائدہ اٹھاتے رہنا۔'' (ترمذی)

٤٨٨٩ـ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الثَّمَرِ الْمُعَلَّقِ فَقَالَ مَنْ أَصَابَ بِفِيْهِ مِنْ ذِي حَاجَةٍ غَيْرَ مُتَّخِذٍ خُبْنَةً فَلاَ شَيْءَ عَلَيْهِ وَمَنْ خَرَجَ بِشَيْءٍ مِنْهُ فَعَلَيْهِ غَرَامَةُ مِثْلَيْهِ وَالْعُقُوْبَةُ وَمَنْ سَرَقَ مِنْهُ شَيْئاً بَعْدَ أَنْ يُؤْوِيَهُ الْجَرِيْنُ فَبَلَغَ ثَمَنَ الْمِجَنِّ فَعَلَيْهِ الْقَطْعُ وَذَكَرَ فِي ضَالَّةِ الإِبِلِ وَالْغَنَمِ. كَمَا ذَكَرَهُ غَيْرُهُ قَالَ وَسُئِلَ عَنِ اللُّقْطَةِ فَقَالَ مَا كَانَ مِنْهَا فِي طَرِيْقَةِ الْمِيْتَاءِ أَوِ الْقَرْيَةِ الْجَامِعَةِ فَعَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ جَاءَ طَالِبُهَا فَادْفَعْهَا إِلَيْهِ وَإِنْ لَمْ يَأْتِ فَهِيَ لَكَ وَمَا كَانَ فِي الْخَرَابِ يَعْنِي فَفِيْهَا وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ. (رواه أبوداود، ١٧١٠)

''عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اس کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے درختوں پر لگے پھلوں کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا: جس نے بقدر ضرورت کھایا اور دامن وغیرہ میں ساتھ نہ لیا تو اس پر کوئی تاوان نہیں ہے۔ اور جس نے کوئی چیز پھلوں میں سے نکالی تو اس پر اس کے دومثل تاوان بھی اور سزا بھی ہو گی ۔ اور جس نے لوگوں کے پھل اتارنے سٹور کرنے کے بعد چوری کی اور وہ ڈھال کی قیمت کے برابر ہو گئے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائیگا۔ اور گمشدہ اونٹ اور بکری کا اس طرح ذکر کیا جیسا دوسرے راویوں نے کیا ہے۔ اور گری پڑی چیز کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا: جو عام آنے جانے والے راستے پر یا شہری آبادی میں پایا جائے اس کا سال تک اعلان کرتا رہے۔ اور جو چیز غیر آباد جگہ سے دستیاب ہو تو اس میں سے اور مدفون خزانے میں خمس دینا واجب ہے۔'' (ابوداؤد)

٤٨٩٠ـ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِي طَالِبٍ دَخَلَ عَلٰى فَاطِمَةَ وَحَسَنٌ وَحُسَيْنٌ يَبْكِيَان فَقَالَ مَا يُبْكِيهِمَا قَالَتِ الْجُوْعُ فَخَرَجَ عَلِيٌّ فَوَجَدَ دِيْنَارًا بِالسُّوْقِ فَجَاءَ إِلٰى فَاطِمَةَ فَأَخْبَرَهَا فَقَالَتِ اذْهَبْ إِلٰى فُلاَنَ الْيَهُوْدِيِّ فَخُذْ لَنَا دَقِيْقاً فَجَاءَ الْيَهُوْدِيَّ فَاشْتَرَى بِهِ فَقَالَ الْيَهُوْدِيُّ أَنْتَ

''سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو وہ دونوں رو رہے تھے۔ تو انھوں نے پوچھا: یہ دونوں کیوں روتے ہیں؟ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: بھوکے ہیں۔ پس علی رضی اللہ عنہ گھر سے نکل کر بازار گئے تو ایک دینار راستے میں پڑا ملا۔ وہ اس کو لے کر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، اور ان کو خبر دی تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: فلاں یہودی کے پاس جاؤ اور اس کا آٹا خرید

(٤٨٨٩) ابوداؤد: ١٧١٠۔ حسن، البانی: ١٥٠٤۔ ترمذی: ١٢٨٩۔ نسائی: ٤٩٥٩.

(٤٨٩٠) ابوداؤد: ١٧١٦۔ حسن، البانی: ١٥١٠.

خَتَنُ هٰذَا الَّذِیْ یَزْعَمُ أَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَخُذْدِیْنَارَكَ وَلَكَ الدَّقِیْقُ فَخَرَجَ عَلِیٌّ حَتّٰی جَاءَ بِهٖ فَاطِمَةَ فَأَخْبَرَهَافَقَالَتِ اذْهَبْ إِلَی فُلَانَ الْجَزَّارِ فَخُذْلَنَا بِدِرْهَمٍ لَحْماً فَذَهَبَ فَرَهَنَ الدِّیْنَارَ بِدِرْهَمٍ لَحْمٍ فَجَاءَ بِهٖ فَعَجَنَتْ وَنَصَبَتْ وَخَبَزَتْ وَأَرْسَلَتْ إِلَی اَبِیْهَا فَجَاءَ هُمْ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَذْكُرُ لَكَ فَإِنْ رَأَیْتَهٗ لَنَا حَلَالاً أَكَلْنَاهُ وَأَكَلْتَ مَعَنَا مِنْ شَأْنِهٖ كَذَاوَكَذَا فَقَالَ كُلُوْا بِسْمِ اللّٰهِ فَأَكَلُوْا فَبَیْنَمَا هُمْ مَكَانَهُمْ إِذَا غُلَامٌ یَنْشُدُاللّٰهَ وَالإِسْلَامَ الدِّیْنَارَ فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَدُعِیَ لَهٗ فَسَأَلَهٗ فَقَالَ سَقَطَ مِنِّی فِی السُّوْقِ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ یَا عَلِیُّ اذْهَبْ إِلَی الْجَزَّارِ فَقُلْ لَهٗ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ لَكَ اَرْسِلْ إِلَیَّ بِالدِّیْنَارِ وَدِرْهَمُكَ عَلَیَّ فَأَرْسَلَ بِهٖ فَدَفَعَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَیْهِ. (رواه أبوداود ۱۷۱٦)

لاؤ۔ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ یہودی کے پاس گئے اور آٹا خریدا تو یہودی نے کہا: تو اس شخص کا داماد ہے جو یہ کہتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: اپنا دینار بھی پکڑ لو اور آٹا بھی تمہارا ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ وہاں سے لوٹ کر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے، اور ان کو خبر سنائی۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: فلاں قصاب کے پاس جا کر ایک درھم کا گوشت ہمارے لیے خرید لاؤ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ گئے اور دینار ایک درھم کے گوشت کے بدلے گروی رکھ دیا، اور گوشت لے کر آ گئے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آٹا گوندھا۔ روٹی بنائی، پکائی اور اپنے والد ماجد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں بیان کرتی ہوں پس اگر حلال ہو تو ہم بھی کھائیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہمارے ساتھ کھائیں، اور اس کا یہ قصہ ہے۔ فرمایا: کھاؤ اللہ کے نام کے ساتھ۔ پھر اسی حالت میں ہی تھے کہ ایک غلام اللہ کے اور اسلام کے نام پر گمشدہ دینار کا اعلان کر رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلا کر لانے کا حکم دیا، وہ بلایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا: میرے پاس سے دینار بازار میں گرا ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی رضی اللہ عنہ! قصاب کے پاس جاؤ، اور کہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجھے فرماتے ہیں: دینار مجھے بھیج دے تیرا درھم میرے ذمے ہے۔ پس اس نے دینار دیدیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلام کو دینار واپس کر دیا۔'' (ابوداود)

٤٨٩١۔ عَنْ عِیَاضِ بْنِ حِمَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ وَجَدَ لُقْطَةً فَلْیَشْهَدْذَا عَدْلٍ أَوْ ذَوِیْ عَدْلٍ وَلَا یَكْتُمْ وَلَا یُغَیِّبْ

''عیاض بن حمار رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کو گری پڑی چیز ملے، وہ اس پر ایک یا دو عادل گواہ بنائے، نہ چھپائے، نہ غائب کرے۔ پس مالک کو پائے تو ادا کر دے ورنہ

(٤٨٩١) ابوداؤد: ۱۷۰۹۔ صحیح، البانی: ۱۵۰۳۔ ابن ماجہ: ۲۵۰۵۔ احمد: ۱۷۸۷۲.

فَإِنْ وَجَدَ صَاحِبَهَا فَلْيَرُدَّهَا عَلَيْهِ وَإِلَّا فَهُوَ مَالُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَشَاءُ. (رواه أبوداود ، ١٧٠٩)

وہ اللہ کا مال ہے جس کو چاہے وہ دیتا ہے۔'' (ابوداؤد)

٤٨٩٢۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ضَالَّةُ الْإِبِلِ الْمَكْتُوْمَةُ غَرَامَتُهَا وَمِثْلُهَا مَعَهَا (رواه أبوداود، ١٧١٨)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: گمشدہ مال چھپایا جائے تو وہ بھی اور اس کی مثل تاوان اس کے ساتھ مزید دینا پڑے گا۔'' (ابوداؤد)

٤٨٩٣۔ عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ جَرِيْرٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ جَرِيْرٍ بِالْبَوَازِيْجِ فَجَاءَ الرَّاعِي بِالْبَقَرِ وَفِيْهَا بَقَرَةٌ لَيْسَتْ مِنْهَا فَقَالَ لَهُ جَرِيْرٌ مَا هٰذِهِ قَالَ لَحِقَتْ بِالْبَقَرِ لَا نَدْرِيْ لِمَنْ هِيَ فَقَالَ جَرِيْرٌ أَخْرِجُوْهَا فَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا يَأْوِيْ الضَّالَّةَ إِلَّا ضَالٌّ. (رواه أبوداود، ١٧٢٠)

''منذر بن جریر نے کہا: میں مقام بوازیج میں جریر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اور چرواہا گائے لے کر آیا تو ان میں ایک گائے تھی ایسی جو اس مال میں سے نہیں تھی۔ پس جریر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ گائے کیسی ہے؟ اس نے کہا: مویشیوں کے ساتھ مل کر چلی آئی ہے، ہمیں معلوم نہیں کس کی ہے؟ جریر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کو نکال باہر کرو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: گمشدہ چیز کو صرف گمراہ ہی جگہ دیتا ہے۔'' (ابوداؤد)

٤٨٩٤۔ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ضَالَّةُ الْمُسْلِمِ حَرَقُ النَّارِ. (رواه إبن ماجة ٢٥٠٢)

''عبداللہ بن الشخیر رضی اللہ عنہ راوی کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مؤمن کی گمشدہ چیز آگ کا ایندھن ہے۔'' (ابن ماجہ)

٤٨٩٥۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ ثَابِتَ بْنَ الضَّحَّاكِ الْأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ وَجَدَ بَعِيْرًا بِالْحَرَّةِ فَعَقَلَهُ ثُمَّ ذَكَرَهُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَأَمَرَهُ عُمَرُ أَنْ يُعَرِّفَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ لَهُ ثَابِتٌ إِنَّهُ قَدْ شَغَلَنِيْ عَنْ ضَيْعَتِيْ فَقَالَ لَهُ

''سلیمان بن یسار رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ثابت بن ضحاک کو ایک گم شدہ اونٹ ملا۔ مقام حرہ سے تو انھوں نے اس کا زانوں باندھا پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی۔ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو حکم دیا کہ تین بار اعلان کرے۔ انھوں نے کہا: میں تو اپنی زمین میں مصروف ہوں۔ پس سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اونٹ اسی جگہ

(٤٨٩٢) ابوداؤد: ١٧١٨۔ صحیح، البانی: ١٥١١.
(٤٨٩٣) ابوداؤد: ١٧٢٠۔ صحیح، البانی: ١٥١٣۔ المرفوع منه، ابن ماجه: ٢٥٠٣۔ احمد: ١٨٧٢٥.
(٤٨٩٤) ابن ماجه: ٢٥٠٢۔ صحیح، البانی: ٢٠٢٩۔ احمد: ١٥٨٧٩.
(٤٨٩٥) موطا: ١٤٨٦.

عُمَرُ أَرْسِلْهُ حَيْثُ وَجَدْتَهُ. (رواه مالك١٤٨٦)

٤٨٩٦ــ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ يَقُوْلُ كَانَتْ ضَوَالُّ الْإِبِلِ فِيْ زَمَانِ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ إِبِلاً مُؤَبَّلَةً تَنَا تَجُ لاَ يَمَسُّهَا أَحَدٌ حَتّٰى إِذَا كَانَ زَمَانُ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَمَرَ بِتَعْرِيْفِهَا ثُمَّ تُبَاعُ فَإِذَا جَاءَ صَاحِبُهَا أُعْطِيَ ثَمَنَهَا. (رواه مالك، ١٤٨٨)

٤٨٩٧ــ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ رَخَّصَ لَنَارَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْعَصَاوَالسَّوْطِ وَالْحَبْلِ وَأَشْبَاهِهِ يَلْتَقِطُهُ الرَّجُلُ يَنْتَفِعُ بِهِ. (رواه أبوداود، ١٧١٧)

٤٨٩٨ــ عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ ارْسَلَهُ: قَالَ مَنْوَّجَدَدَابَّةً قَدْ عَجَزَعَنْهَا أَهْلُهَاأَنْ يَعْلِفُوْهَا فَسَيَّبُوْهَا فَأَخَذَهَا فَأَحْيَاهَا فَهِيَ لَهُ. (رواه أبوداود، ٣٥٢٤)

٤٨٩٩ـ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمَانَ التَّيْمِيّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ لُقْطَةِ الْحَاجِّ. (رواه أبوداود، ١٧١٩)

٤٩٠٠ـ وَاشْتَرَى ابْنُ مَسْعُوْدٍ جَارِيَةً وَالْتَمَسَ صَاحِبَهَا سَنَةً فَلَمْ يَجِدْهُ وَفُقِدَ فَأَخَذَ يُعْطِي

پر کھولدے جہاں سے تو نے پایا تھا۔‘‘ (الموطا)

’’مالک رحمہ اللہ نے ابن شہاب رحمہ اللہ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں گمشدہ اونٹ ملتے تو انھیں چھوڑ دیا جاتا وہ بچے دیتے اور بڑھتے رہتے۔ پھر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا عہد آیا تو انھوں اعلان کرنے کا حکم دیا اور فروخت کر کے قیمت بیت المال میں جمع کروائی جاتی۔ مگر اس کا مالک آ جاتا تو اسے وہ قیمت دے دی جاتی۔‘‘ (موطا)

’’سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عصا، کوڑا اور رسی وغیرہ اور اس کے مشابہ اشیاء جب گری پائی جائیں تو ان کے استعمال کرنے کی ہمیں اجازت دی ہے۔‘‘ (ابوداؤد)

’’عامر شعبی رحمہ اللہ نے مرسلاً روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: جس نے چوپایا پکڑا جس کو چارہ ڈالنے سے اس کے مالک عاجز آ چکے تھے۔ اور انہوں نے وہ آزاد چھوڑ دیا تو پکڑ نے والے نے اس کو پکڑ کر کھلایا پلایا تو وہ اسی کا ہے۔‘‘ (ابوداؤد)

’’عبد الرحمٰن بن عثمان التیمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حاجیوں کی گری پڑی چیز اٹھانے سے منع فرمایا ہے۔‘‘ (ابوداؤد)

’’ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک لونڈی خریدی اور قیمت وصول کرنے کے بغیر بائع گم ہو گیا تو ایک سال تک سیدنا عبداللہ

(٤٨٩٦) مؤطا: ١٤٨٨.
(٤٨٩٧) ابوداؤد: ١٧١٧ـ ضعيف، البانی: ٣٧٧.
(٤٨٩٨) ابوداؤد: ٣٥٢٤ـ البانی، حسن: ٣٠٠٩.
(٤٨٩٩) ابوداؤد: ١٧١٩ـ صحيح، البانی: ١٥١٣ـ مسلم: ١٧٢٤ـ احمد: ١٥٦٤٠.
(٤٩٠٠) بخاری تعليقًا.

الدِّرْهَمَ وَالدِّرْهَمَيْنِ وَقَالَ اللّٰهُمَّ عَنْ فُلاَنٍ فَإِنْ أَتَى فُلاَنٌ فَلِيَ وَعَلَيَّ وَقَالَ هٰكَذَا فَافْعَلُوْا بِاللُّقْطَةِ . (للبخاری تعلیقا.)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو تلاش کیا، اور اس کو نہ پایا، وہ گم ہی ہو گیا۔ پس سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک درھم اور دو درھم صدقہ دینا شروع کر دیا۔ اور فرماتے: یااللہ! یہ فلاں کی طرف سے ہے پس اگر مالک آ گیا تو صدقہ میرا ہے اور اس کا میرے ذمہ قرض پورا لازم ہوگا۔ اور انھوں نے فرمایا: گم شدہ چیز ہاتھ آئے تو اس کے ساتھ بھی یہی معاملہ کیا کرو۔ (البخاری)

٤٩٠١ـعَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ : أَتَيْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ بِأَبَاقٍ مِنْ عَبِيْدِ الْيَمَنِ فَقَالَ: الأَجْرُ وَالْغَنِيْمَةُ ، قُلْتُ : أَمَّا الأَجْرُ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ فَمَا الْغَنِيْمَةُ؟ قَالَ أَرْبَعُوْنَ دِرْهَماً عَنْ كُلِّ رَأْسٍ . (رواه الطبراني في الكبير ٩٠٦٦، ، وفيه أبو رياح)

''ابوعمرو الشیبانی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس یمن کے غلام جو بھاگ گئے تھے لے کر حاضر ہوا۔ تو انھوں نے کہا: اجرت بھی اور غنیمت بھی دی جائے گی۔ میں نے کہا: اجرت تو مجھے معلوم ہے اور غنیمت کیا ہے؟ فرمایا: ہر غلام کے بدلے چالیس درھم۔'' (الکبیر، اس سند میں ابوریاح ہے)

شـرح: ......گری پڑی چیز کی چار اقسام ہیں: (ا) معمولی چیز ہو لوگ جسے اتنی اہمیت نہیں دیتے، مثلاً کوڑا، لاٹھی، روٹی یا معمولی نقدی وغیرہ۔ اس کا تین دن تک اعلان کروایا جائے، اگر اس کے استعمال سے پہلے مالک آ جائے تو اسے دی جائے۔ اگر نہ آئے تو پھر اس کے اعلان کی ضرورت نہیں اٹھانے والا اسے استعمال کر سکتا ہے۔

۲۔ وہ گم شدہ چیز جو خود کو درندوں سے محفوظ کر سکتی ہو، اونٹ، اسے کوئی چھوٹا موٹا درندہ نقصان نہیں پہنچاتا، اور پرندے یہ دوڑ کر یا اڑ کر محفوظ رہ سکتے ہیں، اس لیے جب یہ گم شدہ ملیں۔ انہیں پکڑنا منع ہے۔

۳۔ حرم میں جو چیز گری ہوئی ملے، یہ تب اٹھائی جا سکتی ہے جب ہمیشہ اس کا اعلان کرنا ہو، وگرنہ اٹھانی جائز نہیں اور کسی صورت بھی اسے اپنے استعمال میں نہیں لایا جا سکتا۔

۴۔ ہر وہ مال، جانور، روپیہ یا سامان جو اہمیت رکھتا ہو، اور اس کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو اسے اٹھایا جا سکتا ہے اور اس کا اعلان کیا جائے، اگر مالک مل جائے تو درست وگرنہ اسے اس ارادہ سے استعمال کر لیا جائے کہ اگر اس کا مالک آئے گا تو اسے یہ چیز یا قیمت واپس کر دی جائے گی۔

یہ اعلان ایک سال تک مجمع عام میں، مساجد کے دروازوں پر، بازاروں، میں مدارس میں، جہاں سے چیز ملی ہو اس

(٤٩٠١) طبرانی کبیر: ٩٠٦٦۔ وفیه ابو رياح ولم اعرفه وبقية رجاله رجال الصحيح، هيثمی: ٦٨٥٨.

جگہ کے قرب وجوار میں، پولیس دفتروں میں، میڈیا میں یعنی رسائل واخبارات میں، ریڈیو، ٹیلیویژن وغیرہ پر وقفے وقفے سے اطلاع کرتا رہے اگر اس کا مالک آ جائے تو وہ چیز اسے دے دی جائے۔ اگر سال بھر اعلان کرنے تک وہ نہیں آیا تو پھر اسے اٹھانے والا سال کے اختتام پر اس گم شدہ چیز سے فائدہ اٹھا سکتا ہے، اور اپنے مصرف میں لا سکتا ہے۔

گم شدہ چیز استعمال کرنے کے بعد اگر اس کا مالک آئے تو وہ چیز اسے لوٹا دی جائے۔ کیونکہ سال بھر اعلان کے بعد بھی وہ چیز اصل مالک کی ملکیت میں ہی رہتی ہے۔ اگر مالک کے آنے سے پہلے پہلے وہ چیز استعمال ہو چکی ہے تو اس کی مثل ادا کر دی جائے، اگر اس کی مثل نہ ہو تو پھر انصاف سے لگائی ہوئی قیمت ادا کر دی جائے۔

اگر گم شدہ اونٹ ملا ہو تو اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ اگر بکری ملے تو اسے پکڑ لیا جائے مالک آئے تو اس کے سپرد کر دی جائے۔

گم شدہ چیز، روپیہ، سامان وغیرہ یا سونے، چاندی کی صورت میں ہو اگر وہ کسی چیز میں بندھی ہو تو وہ تھیلی، تسمہ وغیرہ اچھی طرح پہچان لیا جائے، اگر اس کا مالک آ جائے اور نشانی بتا دے تو وہ چیز اسے واپس دینا واجب ہے۔ نشانی بتانے کے بعد گواہی کی ضرورت نہیں اس کے مالک کے حوالہ چیز کر دی جائے۔ تاہم واپس کرنے والا گواہ بنا لے تاکہ جھگڑا نہ ہو۔ یہاں اس بات سے بھی خبردار کیا گیا ہے کہ اگر کوئی آدمی گری پڑی چیز کو اعلان کرنے کے لیے اٹھائے یا اس نیت سے اٹھائے کہ شاید ایسے آدمی کے ہاتھ نہ لگ جائے جو اس کا اعلان نہ کرے اور وہ خود ہی ہڑپ نہ کر جائے تو اس کے لیے اس چیز کے اٹھانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اور اگر اس کی اپنی نیت ہی ہضم کر جانے کی ہو اور اس کا اعلان وغیرہ بھی نہ کرے تو یہ آدمی خود گم کردہ راہ ہے، اسے چاہیے کہ گری پڑی چیز کو ہاتھ نہ لگائے جہاں پڑی ہے پڑی رہنے دے اور اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو۔

بعض روایات میں تین سال تک گم شدہ چیز کے اعلان کا ذکر بھی ہے۔ مطابقت اس طرح ہوگی کہ چیز اہمیت والی ہے تو تین سال تک اعلان ہو جائے اگر اہمیت کم ہے تو ایک سال تک اعلان ہے، ویسے بھی تین سال والی بات شک والی ہے، یقینی بیان ایک سال اعلان کا ہی ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ حاجی کا جو سامان مکہ میں گم ہوا ہو اسے اٹھانا اس وقت منع ہے جب اسے اپنی ملکیت میں لینا ہو یا اسے استعمال کرنا ہو۔ اگر اعلان کرنے کے لیے اٹھایا ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ مگر دیگر گم شدہ چیزوں کی مانند اسے استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ بس اس کے مالک تک پہنچانے کے لیے اعلان کیا جا سکتا ہے۔ سال سے پہلے یا سال کے بعد اسے استعمال نہیں کیا جا سکتا کہیں، بار بار اعلان کیا جائے۔

اور گم شدہ چیز اگر غیر مسلم کی ہو جو معاہدہ کے تحت اسلامی سلطنت میں رہتا ہے اس کا حکم بھی یہی ہے جو کہ مسلمانوں کا اوپر بیان ہوا ہے۔

اس میں یہاں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ ایک باغ کے قریب سے آدمی گزرتا ہے اس سے پھل وغیرہ کھا سکتا ہے۔ تاہم

گھر نہیں لا سکتا، اگر لائے گا تو یہ چوری ہوگی۔ احتیاط پھر بھی اسی میں ہے کہ نہ کھائے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۲۴۸ تا ۲۵۶)

اور یہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دینار والا واقعہ ہے کہ گوشت لیا اور اسے استعمال کیا۔ اس سے بہ ظاہر یہ شبہ پڑتا ہے کہ شاید ایک سال تک اعلان کی ضرورت نہیں، بلکہ ایک مرتبہ بھی اعلان کی ضرورت نہیں، بس گم شدہ چیز ملتے ہی استعمال کی جا سکتی ہے۔ یہ بات درست نہیں۔ ایک بات تو یہ ہے کہ یہ ایک دینار تھا اس وقت لوگ اس کی اتنی اہمیت نہ سمجھتے تھے۔ اور یہی اعلان کافی تھا کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کا اظہار کر دیا تھا۔

دوسری بات یہ ہے کہ ایک روایت میں آتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا تھا کہ اے علی! اس کا اعلان کر دو پھر استعمال کرنا۔ ثابت ہوا انہوں نے اعلان کیا تھا۔ (عون المعبود: ۲/ ۶۹)

❀❀❀❀❀

كتاب القضاء
فیصلوں کے متعلق

القضاء المذموم والمحمود وآدابه وكيفية الحكم
بُرے فیصلے، عمدہ فیصلے، فیصلے کرنے کے آداب، فیصلے کی کیفیت

٤٩٠٢- عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ وَلِيَ الْقَضَاءَ أَوْ جُعِلَ قَاضِياً بَيْنَ النَّاسِ فَقَدْ ذُبِحَ بِغَيْرِ سِكِّيْنٍ. (رواه الترمذي، ١٣٢٥)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کو لوگوں کے درمیان قاضی بنایا گیا تو اس کو چھری کے بغیر ذبح کیا گیا۔'' (ترمذی)

شرح: ......اگر آلہ ذبح کے ساتھ جانور ذبح کیا جائے تو اسے سکون اور راحت ہوتی ہے۔ اس کے بغیر ذبح کیا جائے تو یہ نہ تو مُردوں میں ہوتا ہے نہ زندوں میں ہوتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ عہدہ قضا اتنی شدید ذمہ داری ہے کہ اس کا نتیجہ روز قیامت سخت پشیمانی کی صورت میں برآمد ہوگا، دین بھی نہیں رہتا اور بدن بھی تکلیف اٹھاتا ہے۔

اس لیے اگر یہ عہدہ حاصل ہو تو نہایت ہی جانفشانی سے حق فیصلہ کریں۔ (جائزۃ الاحوذی: ٢/ ٥٧٩)

٤٩٠٣- عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْقُضَاةُ ثَلَاثَةٌ وَاحِدٌ فِي الْجَنَّةِ وَاثْنَانِ فِي النَّارِ فَأَمَّا الَّذِيْ فِي الْجَنَّةِ فَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَقَضٰي بِهِ وَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَجَارَ فِي الْحُكْمِ فَهُوَفِي النَّارِ وَرَجُلٌ قَضٰـى لِلنَّاسِ عَلَى جَهْلٍ فَهُوَفِي النَّارِ (رواه أبو داود، ٣٥٧٣)

''ابن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد بریدہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: قاضی تین قسم کے ہوتے ہیں: ایک جنت میں جائے گا اور دو آگ میں داخل ہوں گے۔ پس وہ جو جنت میں داخل ہوگا تو وہ قاضی ہے جس نے حق کو پہچانا اور اس کے مطابق فیصلہ کیا۔ دوسرا وہ جس نے حق کو پہچانا اور فیصلہ کرنے میں ظلم کیا تو یہ آگ میں داخل ہوگا۔ اور تیسرا وہ جو جہالت اور لاعلمی کے باوجود لوگوں کے درمیان فیصلے دینے لگا تو وہ آگ میں داخل ہوگا۔'' (ابوداود)

شرح: ...... یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ دوزخ سے وہی قاضی نجات پائے گا جس نے حق کی پہچان کی اور اس کے ساتھ عمل کیا۔ اور جس قاضی نے حق کو جان لیا اور اس پر عمل نہ کرتے ہوئے فیصلہ حق کے خلاف دیا۔ اور وہ قاضی

(٤٩٠٢) ترمذی: ١٣٢٥- صحیح، البانی: ١٠٦٧- ابوداؤد: ٣٥٧٢- ابن ماجه: ٢٣٠٨- احمد: ٨٥٥٩.

(٤٩٠٣) ابوداؤد: ٣٥٧٣- صحیح، البانی: ٣٠٥١- ترمذی: ١٣٢٢- ابن ماجه: ٢٣١٥.

جس نے نہ تو حق کو پہچاننے کی زحمت اٹھائی اور نہ ہی باطل کی تمیز کی بس جہالت سے فیصلہ دے دیا اس کا فیصلہ درست ہو یا غلط ہو یہ بھی دوزخ والا ہے۔ نجات وہی قاضی پائے گا جو حق پہچان کر اس کے مطابق حق فیصلہ کرتا ہے۔ یہ حدیث عہدہ قضا کی اہمیت بتا رہی ہے کہ عدالت میں جہالت نہ ہو۔ (عون المعبود: ۳/۳۲۴)

آج رشوت نے عدالت کو اندھیر نگری بنا دیا ہے یہی وجہ ہے کہ جرائم میں اضافہ ہو رہا ہے۔

٤٩٠٤۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ أَنَّ عُثْمَانَ قَالَ لِإِبْنِ عُمَرَ اذْهَبْ فَاقْضِ بَيْنَ النَّاسِ قَالَ أَوَتُعَافِيْنِي يَا أَمِيْرَالْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ فَمَاتَكْرَهُ مِنْ ذٰلِكَ وَقَدْ كَانَ أَبُوْكَ يَقْضِي قَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ كَانَ قَاضِياً فَقَضٰى بِالْعَدْلِ فَبِالْحَرِيِّ أَنْ يَنْقَلِبَ . مِنْهُ كَفَافاً فَمَا أَرْجُوْ بَعْدَ ذٰلِكَ . (رواه الترمذي، ١٣٢٢)

''عبداللہ بن موہب سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: لوگوں کے درمیان فیصلے کر۔ انھوں نے کہا: اے امیر المومنین! کیا آپ اس خدمت سے مجھے معافی دیں گے؟ انہوں نے کہا: قاضی کے منصب کو تو نا پسند کیوں کرتا ہے جب کہ تیرے والد صاحب فیصلہ کیا کرتے تھے؟ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جو شخص قاضی ہو کر عدل کے ساتھ فیصلہ کرے گا تو وہ برابر برابر بچ جائے گا نہ عذاب نہ ثواب۔ چنانچہ اس حدیث کے بعد مجھے کوئی امید نہیں۔'' (ترمذی)

٤٩٠٥۔ وَلِرَزِيْنٍ نَحْوُهُ وَفِيْهِ: فَإِنَّ اَبَاكَ كَانَ يَقْضِيْ، فَقَالَ: إِنَّ أَبِي لَوْأُشْكِلَ عَلَيْهِ شَيْءٌ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَلَوْ أَشْكَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شَيْءٌ سَأَلَ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامَ، وَإِنِّي لاَ اَجِدُ مَنْ أَسْأَلُهُ، وَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَنْ عَاذَ بِاللّٰهِ فَقَدْ عَاذَ بِعَظِيْمٍ، وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: مَنْ عَاذَ بِاللّٰهِ فَأَعِيْذُوْهُ، وَإِنِّي أَعُوْذُ بِاللّٰهِ أَنْ تَجْعَلَنِيْ قَاضِياً . فَأَعْفَاهُ وَقَالَ: لاَ تُخْبِرْأَحَدًا .

''رزین رحمہ اللہ کی روایت اس کی مثل ہے اور اس میں یہ بھی درج ہے۔ ''تیرا باپ تو فیصلے کرتا رہا تھا۔ تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے باپ کو اگر کوئی مشکل پیش آتی تو وہ نبی ﷺ سے دریافت کرتے تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ کو مشکل پیش آتی تو وہ آپ ﷺ جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کرتے تھے۔ اور میں نہیں پاتا جس سے میں سوال کرسکوں۔ اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جس نے اللہ کی پناہ طلب کی اس نے عظیم کی پناہ طلب کی۔ اور میں نے آپ ﷺ سے سنا ہے جو اللہ کی پناہ طلب کرے تم اسے پناہ دے دو۔ چنانچہ میں قاضی بننے سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔ تو عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو معاف رکھا اور کہا اس بات کی خبر کسی کو نہ دینا۔''

(٤٩٠٤) ترمذی: ١٣٢٢۔ ضعیف، البانی: ٢٢١.

(٤٩٠٥) رزین.

شــرح: ......ان احادیث میں اگرچہ عہدہ قضا کو بے فائدہ قرار دیا گیا ہے تاہم اوپر والی صحیح حدیث دلالت کرتی ہے کہ اگر قاضی حق کی پہچان کر کے اس کے مطابق فیصلہ کرتا ہے تو اسے یہ فائدہ ہوگا کہ وہ جنتی ہے۔ (گوندلوی)

٤٩٠٦ــــ عَـنْ أَنَـسِ بْـنِ مَـالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَـنْ سَأَلَ الْقَضَاءَ وُكِّلَ إِلٰى نَـفْسِهِ وَمَنْ أُجْبِرَ عَلَيْهِ يُنْزِلُ اللّٰهُ عَلَيْهِ مَلَكًا فَيُسَدِّدُهُ. (رواه الترمذي، ١٣٢٣)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے قضا کا منصب طلب کیا اس کو اس کے نفس کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔ اور جس کو جبراً قاضی بنایا گیا تو اللہ تعالیٰ اس کی امداد کے لیے فرشتہ اتار دیتا ہے جو اس کو سیدھا رکھتا ہے۔'' (ترمذی)

٤٩٠٧ــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَـنْ طَـلَبَ قَضَاءَ الْمُسْلِمِيْنَ حَتّٰى يَنَالَهُ ثُمَّ غَـلَـبَ عَـدْلُهُ جَوْرَهُ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ غَلَبَ جَـوْرُهُ عَـدْلَـهُ فَـلَهُ النَّارُ. (رواه أبوداود، ٣٥٧٥)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مسلمانوں کا قاضی بننے کی کوشش کی اور بالآخر اس کو جج بنا دیا گیا پھر اس کا عدل اس کے ظلم پر غالب رہا تو اس کے لیے جنت ہے۔ اور جس کا ظلم عدل پر غالب ہوگا تو اس کے لیے آگ ہی ہے۔'' (ابوداؤد)

٤٩٠٨ــ عَنْ سَعِيْدِبْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَرَبْنَ الْـخَـطَّـابِ اخْتَـصَـمَ اِلَيْهِ مُسْلِمٌ وَيَهُوْدِيٌّ فَـرَأَى عُـمَـرُ أَنَّ الْحَقَّ لِلْيَهُوْدِيِّ فَقَضٰى لَهُ فَـقَالَ لَهُ الْيَهُوْدِيُّ وَاللّٰهِ لَقَدْ قَضَيْتَ بِالْحَقِّ فَـضَـرَبَـهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِالدُّرَّةِ ثُمَّ قَالَ وَمَـا يُـدْرِيْكُ فَـقَالَ لَهُ الْيَهُوْدِيُّ إِنَّا نَجِدُأَنَّهُ لَيْـسَ قَـاضٍ يَـقْـضِـيْ بِالْحَقِّ إِلاَّ كَانَ عَنْ يَـمِيْـنِـهِ مَـلَكٌ وَعَنْ شِمَالِهِ مَلَكٌ يُسَدِّدَانِهِ وَيُـوَفِّـقَانِهِ لِلْحَقِّ مَا دَامَ مَعَ الْحَقِّ فَإِذَا تَرَكَ الْحَقَّ عَرَجَا وَتَرَكَاهُ. (رواه مالك، ١٤٢٥)

''سعید ابن مسیّب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک مسلمان اور ایک یہودی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس مقدمہ لے کر آئے۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ حق یہودی کا ہے تو اس کے حق میں فیصلہ دیدیا۔ یہودی نے کہا: تو نے برحق فیصلہ کیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے درّہ رسید کیا اور کہا: تجھے کیا معلوم ہے؟ یہودی نے کہا: اللہ کی قسم! ہمیں اپنی کتاب تورات میں یہ ملتا ہے کہ جس قاضی نے حق کے ساتھ فیصلہ کیا تو اس کے دائیں طرف بھی فرشتہ موجود ہوتا ہے اور بائیں طرف بھی فرشتہ موجود رہتا ہے۔ وہ اس کو مضبوط کرتے اور حق کے موافق رکھتے ہیں جب تک وہ حق کے ساتھ رہتا ہے۔ اور حق کو جب قاضی چھوڑ دیتا ہے تو فرشتے اس کو چھوڑ کر اوپر چلے جاتے ہیں۔'' (مالک)

(٤٩٠٦) ترمذی: ١٣٢٣۔ ضعیف، البانی: ٢٢٢۔ ابوداؤد: ٣٥٧٨۔ ابن ماجه: ٢٥٠٩۔ احمد: ١٢٨٨٩.

(٤٩٠٧) ابوداؤد: ٣٥٧٥۔ ضعیف، البانی: ٧٦٣.

(٤٩٠٨) مؤطا: ١٤٢٥.

٤٩٠٩۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِيْ أَوْ فَى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْقَاضِيْ مَالَمْ يَجُرْ فَإِذَا جَارَتَخَلَّى عَنْهُ وَلَزِمَهُ الشَّيْطَانُ . (رواه الترمذي ، ١٣٣٠)

''عبداللہ ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قاضی کا معاون رہتا ہے جب تک وہ ظلم نہیں کرتا۔اور جب وہ ظلم کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی معیت سے محروم ہو جاتا ہے اور اس سے شیطان چمٹ جاتا ہے۔''(الترمذی)

شرح: ......یعنی یہ تورات میں بھی ہے۔ ہماری شریعت میں بھی ہے کہ جب امام وقت یا قاضی انصاف کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ذریعے اس کی نصرت واعانت فرماتے ہیں۔ یہ معاونت الٰہی اس وقت تک ہوتی ہے جب تک یہ نا انصافی نہیں کرتا۔ جب یہ ظلم اور نا انصافی پر اتر آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بے یارومددگار چھوڑ دیتے ہیں۔اور شیطان اس کا ہمنوا بن جاتا ہے جو اسے ہمہ وقت گمراہ کرتا رہتا ہے۔(جائزۃ الاحوذی:۲/۵۸۲)

٤٩١٠۔عَنْ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ . (رواه البخاری ، ٧٣٥٢)

''عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جب کوئی حاکم فیصلہ کرتا ہے اور کوشش کر کے حق تک پہنچ جاتا ہے تو اس کے لیے دو اجر ہوں گے۔اور اگر اس نے پوری کوشش کی اور خطا کی تو اس کے لیے ایک اجر ہے۔''(بخاری)

شرح: ......اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ ایک مفتی یا قاضی اپنی پوری محنت کرتا ہے کہ فتویٰ یا فیصلہ درست ہو مگر اس سے اس میں خطا سرزد ہو جاتی ہے تو اسے گناہ نہ ہوگا بلکہ اجر ہوگا۔اور اگر اس کا فیصلہ درست ہے تو اس کا اجر بڑھا دیا جاتا ہے۔لیکن یہ بات مدنظر رہے، اس مفتی یا حاکم کو غلط فیصلہ پر اجر ہوتا ہے۔ جو عالم ہو اجتہاد کی پوری صلاحیت رکھتا ہو اگر وہ جاہل ہے پھر فیصلہ دیتا ہے۔تو اسے اجر تو ایک طرف رہا اسے دوزخ کی سزا سنائی گئی ہے جیسا کہ ابھی اوپر حدیث گزری ہے۔ عالم یا حاکم صاحب علم کو فیصلہ کی غلطی کے باوجود ایک اجر اس لیے ہے کہ اس نے حق تک پہنچنے کی اخلاص نیت سے محنت کی ہے۔اسلام نے اس محنت کو بھی ضائع نہیں ہونے دیا۔اور فیصلہ درست ہونے کی صورت میں دوہرا اجر اس لیے ہے کہ ایک اس نے محنت کی دوسرا اس نے درست فیصلہ کیا۔اس کی اس پر قدر افزائی ہوئی کہ اسے دگنا اجر دیا۔(فتح الباری:۱۳/ ۳۱۸)

٤٩١١ـ عَنْ يَحْيَ بْنَ سَعِيْدٍ أَنَّ أَبَاالدَّرْدَاءِ كَتَبَ إِلَى سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ أَنْ هَلُمَّ إِلَى الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ فَكَتَبَ إِلَيْهِ سَلْمَانُ إِنَّ

''یحییٰ بن سعید ذکر کرتے ہیں کہ ابودردا رضی اللہ عنہ نے سلمان رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ مقدس زمین کی طرف چلے آؤ، تو سلمان نے لکھا کہ زمین کسی کو پاک نہیں کرتی۔انسان کو اس کا عمل ہی پاک کرتا

(٤٩٠٩) ترمذی: ١٣٣٠۔ابن ماجه: ٢٣١٢.

(٤٩١٠) بخاری: ٧٣٥٢۔مسلم: ١٧١٦۔ابوداؤد: ٣٥٤٠۔ابن ماجه: ٢٣١٤۔احمد: ١٧٣٦٠.

الأَرْضَ لاَ تُقَدِّسُ أَحَداً وَإِنَّمَا يُقَدِّسُ الإِنْسَانَ عَمَلُهُ وَقَدْ بَلَغَنِيْ أَنَّكَ جُعِلْتَ طَبِيْباً تَدَاوِي فَإِنْ كُنْتَ تُبْرِئُ فَنِعِمَّا لَكَ وَإِنْ كُنْتَ مُتَطَبِّباً فَاحْذَرْ أَنْ تَقْتُلَ إِنْسَاناً فَتَدْخُلَ النَّارَ فَكَانَ أَبُوْالدَّرْدَاءِ إِذَا قَضَى بَيْنَ أَثْنَيْنِ ثُمَّ أَدْبَرَا عَنْهُ نَظَرَ إِلَيْهِمَا وَقَالَ ارْجِعَا إِلَيَّ أَعِيْدَا عَلَيَّ قِصَّتَكُمَا مُتَطَبِّبٌ وَاللّٰهِ. (رواه مالك ، ١٥٠٠)

ہے۔ اور میں نے سنا ہے کہ تم طبیب بنے ہو (یعنی قاضی بنے ہو) لوگوں کو دوا دیتے ہو (فیصلہ کرتے ہو) اگر تم دوا سے لوگوں کو اچھا کرتے ہو تو بہتر ہے۔ اور اگر تم طب نہیں جانتے (یعنی فیصلہ کرنا نہیں جانتے) خوامخواہ طبیب بن گئے ہو تو بچو! کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی آدمی کو مار ڈالو اور جہنم میں چلے جاؤ۔ پس ابودرداء رضی اللہ عنہ جب دو انسانوں کے درمیان فیصلہ کرتے اور وہ دونوں ان سے جدا ہو کر جانے لگتے تو کہتے تم دونوں لوٹ کر میرے پاس آؤ اور اپنا قصہ دوبارہ بیان کرو، کیونکہ اللہ کی قسم! میں طب نہیں جانتا یوں ہی علاج کرتا ہوں۔'' (مالک)

شرح: ......اس سے ثابت ہوتا ہے کہ علاج بھی اور عدالت بھی نہایت ہی احتیاط کے ساتھ کریں۔ (گوندلوی)

٤٩١٢۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الرَّاشِيَ وَالْمُرْتَشِيَ فِي الْحُكْمِ (رواه الترمذي ، ١٣٣٦)

''ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ نے فیصلہ کرنے کے سلسلے میں رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے کو لعنت کی ہے۔'' (ترمذی)

شرح: ......رشوت وہ چیز ہے جو کسی ضرورت کو حاصل کرنے کے لیے دی جائے۔ عربی زبان میں اَلرُّشَا اس ڈول یا رسی کو کہا جاتا ہے، جس کے ذریعے کنوئیں کے پانی تک رسائی حاصل ہو۔ اَلرَّاشِیْ وہ ہے جو رشوت دینے والا ہے۔ اور اَلْمُرْتَشِیْ وہ ہے جو رشوت لینے والا ہے۔ ایک حدیث میں اَلرَّائِشْ بھی ہے۔ اس سے مراد وہ ہے جو راشی اور مرتشی کے درمیان دلال بن کر سودا طے کرواتا ہے۔ ان سب پر رسول اکرم ﷺ نے لعنت کی ہے۔ اگر کسی نے دوسرے کا حق مارنے کے لیے رشوت دی ہے تو یہ حرام اور لعنتی فعل ہے۔ اگر کسی کا اپنا حق ہے یا کسی پر ظلم ہو رہا ہے اسے بچانے کے لیے یا حق لینے کے لیے کوئی رشوت دیتا ہے تو یہ لعنتی رشوت نہیں۔ البتہ اسے ناجائز لینے والا اور حق دبانے والا مجرم ہوگا۔

مذکور ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حبشہ میں زمین تھی وہ کسی نے دبا لی انہوں نے دو دینار دے کروا گزار کروائی۔ (جائزۃ الاحوذی: ٢/ ٥٨٥)

٤٩١٣۔ عَنْ مُعَاذِبْنِ جَبَلٍ قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ فَلَمَّا سِرْتُ

''سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے یمن کی طرف روانہ کیا۔ جب میں چل پڑا تو آپ نے میرے

(٤٩١٢) ترمذی: ١٣٣٦۔ صحیح، البانی: ١٠٧٣۔ احمد: ٢٧٤٧٧.

(٤٩١٣) ترمذی: ١٣٣٥۔ ضعیف، الاسناد: ٢٢٦،

أَرْسَلَ فِي اَثَرِي فَرُدِدْتُ فَقَالَ أَتَدْرِي لِمَ بَعَثْتُ إِلَيْكَ لاَ تُصِيْبَنَّ شَيْئاً بِغَيْرِ إِذْنِي فَإِنَّهُ غُلُوْلٌ ﴿وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾ لِهٰذَا دَعَوْتُكَ فَامْضِ لِعَمَلِكَ. (رواه الترمذي، ١٣٣٥)

واپس کرنے کے لیے آدمی روانہ کیا اور مجھے واپس بلایا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تجھے معلوم ہے کہ میں نے تجھے کیوں پیغام بھیجا ہے؟ تم میری اجازت کے بغیر کوئی چیز حاصل نہ کرنا کیونکہ اگر کوئی چیز لی تو وہ خیانت ہوگی۔ اور جس نے خیانت کی تو وہ قیامت کے دن وہ چیز ساتھ اٹھا کر لائے گا، جو خیانت کی۔ صرف اس کے لیے تجھے بلایا ہے۔ اب اپنے کام پر چلے جاؤ۔'' (ترمذی)

٤٩١٤۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ بَعَثَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ قَاضِياً فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ تُرْسِلُنِي وَأَنَا حَدِيْثُ السِّنِّ وَلاَ عِلْمَ لِي بِالْقَضَاءِ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ سَيَهْدِيْ قَلْبَكَ وَيُثَبِّتُ لِسَانَكَ فَإِذَا جَلَسَ بَيْنَ يَدَيْكَ الْخَصْمَانِ فَلاَ تَقْضِيَنَّ حَتّٰى تَسْمَعَ مِنَ الْآخَرِ كَمَا سَمِعْتَ مِنَ الْأَوَّلِ فَإِنَّهٗ أَحْرٰى أَنْ يَتَبَيَّنَ لَكَ الْقَضَاءُ قَالَ فَمَا زِلْتُ قَاضِيًا أَوْ مَا شَكَكْتُ فِي قَضَاءٍ بَعْدُ. (رواه أبوداود، ٣٥٨٢)

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے قاضی بنا کر یمن کی طرف روانہ کیا تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ مجھے روانہ کر رہے ہیں اور میں نوعمر ہوں، مجھے فیصلوں کا علم نہیں ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ تیرے دل کو ہدایت دیگا۔ اور تیری زبان کو ثابت رکھے گا۔ پس جب تیرے سامنے دو فریق بیٹھ جائیں تو ان کے درمیان فیصلہ نہ کر یہاں تک کہ تو دوسرے کا بیان سن لے جیسا تو نے پہلے سے سنا۔ یہ زیادہ قریب ہے کہ فیصلہ تیرے لیے واضح ہو جائے۔
علی رضی اللہ عنہ نے کہا: پس اس دن کے بعد کبھی مجھے شک نہیں گذرا اور نہ ہی فیصلہ کرنے میں اشتباہ پیدا ہوا۔'' (ابوداؤد)

٤٩١٥۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ الْخَصْمَيْنِ يَقْعُدَانِ بَيْنَ يَدَيِ الْحَكَمِ. (رواه أبوداود، ٣٥٨٨)

''سیدنا عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر دو فریق حاکم کے سامنے بیٹھیں گے۔'' (ابوداؤد)

شرح: ...... حدیث اگرچہ ضعیف ہے، تاہم اصول درست ہے کہ قاضی فریقین کے دلائل سننے کے بعد فیصلہ دے تا کہ تمام باتوں کا احاطہ کر سکے۔

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، جب قاضی فریقین کے دلائل سنے بغیر ہی فیصلہ دے گا تو یہ باطل فیصلہ ہے، اس

(٤٩١٤) ابوداؤد: ٣٥٨٢۔ حسن، البانی: ٣٠٥٧۔ ترمذی: ١٣٣١۔ احمد: ١٣٤٤.

(٤٩١٥) ابوداؤد: ٣٥٨٨۔ ضعیف، الاسناد، البانی: ٧٦٩۔ احمد: ١٥٦٧٢.

کا دوبارہ فیصلہ ہونا چاہیے۔

۲۔اور یہ بھی بیان اچھا ہے کہ قاضی اپنے کٹہرے میں مقدمہ کرنے والوں کو سامنے بٹھائے اور بٹھانے میں برابر رکھے، بڑا ہو یا چھوٹا ہو ایک جیسا سلوک کرے۔(عون المعبود:۳/ ۳۲۷۔۳۳۰)

٤٩١٦ـ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ لاَ يَقْضِيَنَّ حَكَمٌ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانٌ. (رواه البخاري، ٧١٥٨)

''سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کوئی حاکم دو فریق کے درمیان غصے کی حالت میں فیصلہ نہ دے۔'' (بخاری)

٤٩١٧ـ وَفِي رِوَايَةٍ: لاَ يَقْضِيَنَّ أَحَدٌ فِي قَضَاءٍ بِقَضَاءَيْنِ وَلاَ يَقْضِي أَحَدٌ بَيْنَ خَصْمَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانٌ. (رواه النسائي، ٥٤٢١)

''ایک روایت میں ہے: کوئی آدمی بھی ایک مقدمہ میں دو فیصلے نہ کرے۔ اور کوئی قاضی دو فریق کے درمیان فیصلہ نہ کرے جب کہ وہ غصے کی حالت میں ہو۔'' (نسائی)

٤٩١٨ـ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، رَفَعَتْهُ: إِذَا ابْتُلِيَ أَحَدُكُمْ بِالْقَضَاءِ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَلاَ يَقْضِيَنَّ وَهُوَ غَضْبَانٌ، وَلْيَسَوِّ بَيْنَهُمْ بِالنَّظَرِ وَالْمَجْلِسِ وَالإِشَارَةِ، وَلاَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ عَلَى أَحَدِ الْخَصْمَيْنِ فَوْقَ الْآخَرِ. (رواه الطبراني في الكبير، والموصلي بضعف)

''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص مسلمانوں کے درمیان عہدہ قضا پر مبتلا کیا جائے تو وہ غصے میں فیصلے نہ کرے۔ اور دیکھنے، بیٹھنے اور اشارہ کرنے میں ان کے درمیان برابری اور مساوات اختیار کرے۔ اور کسی ایک فریق کو دوسرے سے زیادہ بلند آواز سے نہ پکارے۔'' (الموصلی، الکبیر بسند ضعیف)

٤٩١٩ـ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، رَفَعَهُ: مَنْ دُعِيَ إِلَى حَاكِمٍ مِنْ حُكَّامِ الْمُسْلِمِيْنَ فَلَمْ يَأْتِهِ فَهُوَ ظَالِمٌ، أَوْ قَالَ: لاَ حَقَّ لَهُ. (رواه البزار بلين، ١٣٦٢)

''سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جس کو مسلمان حاکم کے پاس بلایا جائے وہ حاضر نہ ہو تو وہ ظالم ہے۔ یا فرمایا: اس کا کوئی حق نہیں ہے۔'' (البزار، سند کمزور ہے)

شرح: ......ایک فیصلہ کیا پھر دوسرا کر دیا اس طرح مقدمہ لانے والے کو بے چینی ہوتی ہے، اطمینان نہیں ہوتا وہ شک میں پڑ جاتا ہے، اس لیے دلائل کی رو سے پختہ فیصلہ دیا جائے۔

(٤٩١٦) بخاری: ٧١٥٨ـ مسلم: ١٧١٧ـ ترمذی: ١٣٣٤ـ نسائی: ٥٤٢١ـ ابوداؤد: ٣٥٨٩ـ ابن ماجه: ٢٣١٦ـ احمد: ١٩٩٩٩.

(٤٩١٧) بخاری: ٧١٥٨ـ مسلم: ١٧١٧ـ صحیح، البانی: ٥٠١١ـ ترمذی: ١٣٣٤ـ نسائی: ٥٤٢١ـ ابوداؤد: ٣٥٨٩ـ ابن ماجه: ٢٣١٦ـ احمد: ١٩٩٩٩.

(٤٩١٨) طبرانی کبیر، موصلی، وفیه عباد بن کثیر الثقفی، وهو متروك، هیثمی: ٦٩٩٨.

(٤٩١٩) بزار: ١٣٦٢ـ وفیه روح بن عطاء بن ابی میمونة وهو ضعیف وقد وثقه ابن عدی، هیثمی: ٧٠١٩.

۲۔غضب کی حالت میں فیصلہ سے ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ طبیعت اس حالت میں حد اعتدال سے باہر ہوتی ہے، فکر بدل جاتی ہے،سوچ و بچار متاثر ہوتی ہے۔اس لیے غصہ کی حالت میں فیصلہ کرنے سے منع کیا گیا ہے۔اسی زمرہ میں سخت بھوک اور پیاس اور اونگھ بھی ہے۔جب ان کا غلبہ ہو جو بھی چیز نظر وفکر اور دماغ کو متاثر کرنے والی ہے اس کا غلبہ ہو تو پھر بھی حاکم فیصلہ نہ کرے جب تک کہ طبیعت معتدل نہ ہو جائے۔(فتح الباری:۱۳/ ۱۳۷)

٤٩٢٠ــ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ فَقَالَ الْمَقْضِيُّ عَلَيْهِ لَمَّا أَدْبَرَ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ يَلُوْمُ عَلَى الْعَجْزِ وَلٰكِنْ عَلَيْكَ بِالْكَيْسِ فَإِذَا غَلَبَكَ أَمْرٌ فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ . (رواه أبوداود ٣٦٢٧)

''سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کیا۔جس کے خلاف فیصلہ تھا اس نے لوٹتے وقت کہا: حسبی اللّٰه ونعم الوکیل۔ مجھے اللہ کافی ہے اور وہ بہتر کارساز ہے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ عاجز ہونے اور کمزوری پر ملامت کرتا ہے۔اور تو دانائی اختیار کر۔اور جب کوئی معاملہ تیرے اوپر غالب آ جائے تو پھر کہا کر: مجھے اللہ کافی اور اچھا کارساز ہے۔'' (ابوداؤد)

٤٩٢١ــ عَنْ أَبِيْ جَمْرَةَ قَالَ كُنْتُ أُتَرْجِمُ بَيْنَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَبَيْنَ النَّاسِ . (رواه البخاري،٨٧)

''ابوجمرہ کا بیان ہے کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ اور لوگوں کے درمیان ترجمان تھا۔'' (بخاری معلقاً)

شـرح: ......اس سے ثابت ہوا عدالت میں ترجمان رکھنا جائز ہے۔تاہم وہ ایماندار ہو کہ قاضی کا فیصلہ صحیح صحیح پہنچائے اور بیدار مغز ہو فیصلہ میں غلطی نہ کرے تو اس کی خدمت کرنا بھی جائز ہے۔(فتح الباری:۱/ ۱۳۰)

٤٩٢٢ـ مَنْ حَكَمَ فِي الْمَسْجِدِ حَتّٰى إِذَا أَتٰى عَلٰى حَدٍّ أَمَرَ أَنْ يَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَيُقَامَ وَقَالَ عُمَرُ أَخْرِجَاهُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَيُذْكَرُ عَنْ عَلِيٍّ نَحْوَهٗ . (للبخاري، تعليقات .)

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ قاضی لوگوں کے درمیان مسجد میں فیصلہ کرے گا اور جب حد قائم کرنے کا وقت آئے تو مسجد سے باہر قائم کرے۔'' (بخاری معلقا)

شـرح: ......اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسجد میں فیصلہ کرنا جائز ہے، بشرطیکہ مسجد میں آنے والوں کو اذیت نہ ہو نہ ہی مسجد کے ملوث ہونے کا اندیشہ ہو۔ ہاں! اگر وہ فیصلہ حد لگانے کا ہو تو پھر حد پر عمل کرنے کے لیے مجرم کو مسجد سے باہر نکال لیا جائے۔(فتح الباری:۱۳/ ۱۵۶)

(٤٩٢٠) ابوداؤد: ٣٦٢٧ـ ضعيف، البانی: ٧٨٢ـ احمد: ٢٣٤٢٣.

(٤٩٢١) بخاری: ٨٧ـ مسلم: ١٩٩٧ـ ترمذی: ١٥٩٠٩ـ نسائی: ٥٦٩٢ـ ابوداؤد: ٤٦٧٧ـ احمد: ٣٥٠٨.

(٤٩٢٢) بخاری تعليقا، باب ٢٠ ، كتاب الاحكام.

٤٩٢٣ــــ عَنْ أُنَاسٍ مِنْ أَهْلِ حِمْصَ مِنْ أَصْحَابِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا أَرَادَ أَنْ يَبْعَثَ مُعَاذاً إِلَى الْيَمَنِ قَالَ كَيْفَ تَقْضِيْ إِذَا عَرَضَ لَكَ قَضَاءٌ قَالَ أَقْضِيْ بِكِتَابِ اللّٰهِ قَالَ فَإِنْ لَمْ تَجِدْفِي كِتَابِ اللّٰهِ قَالَ فَبِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَإِنْ لَمْ تَجِدْفِي سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلاَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ قَالَ أَجْتَهِدُ رَأْيِيْ وَلاَ آلُوْ فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَدْرَهُ وَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَفَّقَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لِمَا يُرْضِي رَسُوْلَ اللّٰهِ. (رواه أبوداود ٣٥٩٢،

''حمص شہر کے رہنے والے سیّدنا معاذ کے کئی شاگردوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے جب معاذ کو یمن روانہ کرنے کا ارادہ کیا تو اس سے پوچھا: جب تیرے سامنے کوئی مقدمہ پیش کیا جائے تو فیصلہ کس طرح کرے گا؟ اس نے عرض کیا: میں کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ فرمایا: اگر اللہ کی کتاب سے تجھے معلوم نہ ہو تو؟ اس نے کہا: سنت رسول اللہ ﷺ سے فیصلہ دوں گا۔ فرمایا: اگر تجھے سنتِ رسول اللہ ﷺ میں اور کتاب اللہ میں معلوم نہ ہو تو پھر کیا کرے گا؟ تو معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اپنی رائے اختیار کروں گا اور کمی نہیں کروں گا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اس کے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: اللہ کا شکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے قاصد کو اللہ نے وہ بات سوجھا دی جو اللہ کے رسول اللہ ﷺ کو پسند ہے۔'' (ابوداؤد)

٤٩٢٤ـ وفي رواية: أَنَّ مُعَاذًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِمَ اقْضِيْ ؟ قَالَ بِكِتَابِ اللّٰهِ ، فَإِنْ لَمْ أَجِدْ؟ قَالَ : بِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَالَ فِي إِنْ لَمْ أَجِدْ؟ قَالَ فَاسْتَدَقَّ الدُّنْيَا وَيُعْظِمُ فِي عَيْنَيْكَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ وَاجْتَهِدْ رَأْيَكَ فَيُسَدِّدُكَ اللّٰهُ لِلْحَقِّ .

'' ایک روایت میں ہے: سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! میں کس چیز کے ساتھ فیصلہ کروں؟ فرمایا: اللہ کی کتاب کے ساتھ۔ اس نے کہا: اگر مجھے اس سے علم حاصل نہ ہو؟ فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی سنت کے ساتھ فیصلہ کرو۔ اس نے کہا: اگر میں نہ پاؤں تو؟ فرمایا: دنیا کو حقیر سمجھ اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے اس کو اپنی نگاہ میں عظیم قرار دے کر اپنی رائے کے مطابق کوشش کر، پس اللہ تعالیٰ تجھے حق پر مضبوط کر دے گا۔'' (ابوداؤد اور ترمذی)

٤٩٢٥ـ عَنْ شُرَيْحٍ أَنَّهُ كَتَبَ إِلٰى عُمَرَ يَسْأَلُهُ فَكَتَبَ إِلَيْهِ أَنِ اقْضِ بِمَافِي كِتَابِ

''قاضی شریح نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی طرف تحریری سوال نامہ بھیجا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو جواب لکھا کہ اللہ کی کتاب کے مطابق

(٤٩٢٣) ابوداود: ٣٥٩٢ـ ضعيف، البانى: ٧٧٠ـ ترمذى: ١٣٢٧ـ احمد: ٢١٥٩٥ـ دارمى: ١٦٨.

(٤٩٢٤) حواله مذكور.

(٤٩٢٥) نسائى: ٥٣٩٩ـ صحيح الاسناد، موقوف البانى: ٤٩٨٩.

اللّٰهِ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي كِتَابِ اللّٰهِ فَبِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي كِتَابِ اللّٰهِ وَلاَ فِي سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاقْضِ بِمَا قَضٰى بِهِ الصَّالِحُوْنَ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي كِتَابِ اللّٰهِ وَلاَ فِي سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ يَقْضِ بِهِ الصَّالِحُوْنَ فَإِنْ شِئْتَ فَتَقَدَّمْ وَإِنْ شِئْتَ فَتَأَخَّرْ وَلاَ أَرَى التَّأَخُّرَ إِلاَّ خَيْرًا لَكَ وَالسَّلاَمُ عَلَيْكُمْ. (رواه النسائي، ٥٣٩٩)

فیصلہ کر۔ اگر کتاب اللہ میں سے نہ ملے تو رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق۔ اگر سنت رسول میں نہ پائے تو نیک لوگوں نے جو فیصلے کیے ہیں ان کے مطابق فیصلہ کر۔ اور صالح لوگوں کے فیصلوں میں بھی تجھے نہ ملے تو اگر چاہے تو خود پہل کر۔ اور اگر تو چاہے موخر ہو کر فیصلہ چھوڑ دے۔ اور تیرے لیے موخر ہونا میں پسند کرتا ہوں والسلام۔'' (النسائی)

شرح: ......حضرت معاذ رضی اللہ عنہ والی حدیث کو مرفوع ہونے کی صورت میں ضعیف قرار دیا گیا ہے۔ بعض نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث پر تنقید کی صورت میں ہم کہتے ہیں کہ یہ تنقید اتنی نقصان دہ نہیں، کیونکہ یہ حدیث معنی کے لحاظ سے شہرت یافتہ ہے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی جہاں کتاب وسنت سے دلیل نہ ہوتی تھی یا انہیں اس کا علم نہ ہوتا تھا تو وہ اجتہاد کرتے اور رائے سے کام لیتے تھے۔

جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے جب احزاب کے دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہا تھا کہ یہ نماز عصر بنو قریظہ میں پڑھیں۔ بعض نے اپنے اجتہاد سے رستہ میں پڑھ لی اور بعض نے بنو قریظہ میں جا کر پڑھی تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں ٹوکا نہ تھا۔

۲۔ تین افراد ایک لڑکے کے بارے میں جھگڑ پڑے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے درمیان قرعہ ڈال کر فیصلہ کیا جس کے نام قرعہ نکلا اسے لڑکا دیا اور اسے کہا: دیت کا ۳/۲ دوسرے دو آدمیوں کو دے دے۔ جب نبی اکرم ﷺ کو اس کا علم ہوا تو آپ نے مسکرا کر اس کی تصدیق فرمائی۔

۳۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے جب بنو قریظہ کے متعلق فیصلہ سنایا تو آپ ﷺ نے ان سے کہا: آسمان پر یہی فیصلہ اللہ کا تھا۔

۴۔ دو صحابی رضی اللہ عنہما سفر پر روانہ ہوتے ہیں، انہوں نے نماز پڑھنا تھی، وضو کے لیے پانی نہ تھا، انہوں نے نماز پڑھ لی وقت باقی تھا۔ انہیں پانی مل گیا ان میں سے ایک نے نماز لوٹائی دوسرے نے نہ لوٹائی تو آپ نے دونوں کے عمل کو درست قرار دیا۔ اس طرح اور بھی واقعات ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی اکرم ﷺ کے عہد مبارک میں اجتہاد کیا ہے۔

اس اجتہاد سے مراد یہ نہیں کہ اپنے دل کی مرضی کی یا کتاب وسنت کے مقابلے میں اپنی رائے چلائی۔ بلکہ اس حدیث میں اس اجتہاد کی اجازت ہے جو کتاب وسنت سے دلائل طلب کریں۔ اگر محنت سے وہ میسر نہیں آئے تو پھر

کتاب وسنت سے اس کی مثل تلاش کر کے اس کے مطابق فیصلہ کیا جائے۔ (عون المعبود: ۳/ ۳۳۰)

٤٩٢٦ـ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَمِعَ جَلَبَةَ خَصْمٍ بِبَابِ حُجْرَتِهٖ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّهٗ يَأْتِيْنِي الْخَصْمُ فَلَعَلَّ بَعْضَهُمْ أَنْ يَكُوْنَ أَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ فَأَحْسِبُ أَنَّهٗ صَادِقٌ فَأَقْضِيْ لَهٗ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهٗ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَإِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ فَلْيَحْمِلْهَا . أَوْ يَذَرْهَا . (رواه مسلم: ١٧١٣)

''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے کمرے کے دروازے پر جھگڑنے والوں کا شور سنا تو لوگوں کی طرف نکلے اور فرمایا: میں انسان ہوں۔ میرے پاس فریقین جھگڑا لے کر حاضر ہوتے ہیں۔ ممکن ہے کہ بعض ان میں سے بعض سے زیادہ زبان آور ہوں۔ اور مجھے گمان ہو جائے کہ وہ سچا ہے اور اس کے حق میں فیصلہ دے دوں۔ پس جس کو میں کسی مسلمان کا حق دیدوں تو ناحق لینے والے کے لیے وہ آگ کا ٹکڑا ہوگا۔ پس ناحق لینے والا اس کو لے یا ترک کر دے۔''

شرح: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نبی ﷺ نے اس میں اپنا بشری پہلو بیان کیا ہے کہ ایک شخص ناحق تنازع کھڑا کرتا ہے، اس پر جھوٹی گواہی پیش کرتا ہے، اور اس طرح کوئی چیز حاصل کر لیتا ہے تو یہ چیز اس کے لیے حرام ہے۔

اس طرح باطل طریقے سے اپنا موقف اچھی طرح پیش کر کے اگر کوئی قاضی سے فیصلہ اپنے حق میں کروا لیتا ہے تو وہ قاضی بے گناہ ہے۔ یہ چیز اس چاطر زبان کے لیے حلال نہ ہوگی۔ حاکم کا حکم نہ تو حلال کو حرام بنا سکتا ہے نہ ہی حرام کو حلال بنا سکتا ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا جو باطل کو قاضی کی عدالت میں حق کے روپ میں پیش کرتا ہے اس کے لیے سخت ڈانٹ ہے۔ اور قاضی کے لیے مناسب ہے کہ وہ جھگڑنے والوں کو وعظ ونصیحت کرے اور انہیں عذاب الٰہی سے ڈرائے۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ قاضی بیدار مغز ہو اور اسباب بروئے کار لائے۔ اگر قاضی بیدار مغز نہیں اور نہ ہی اسباب بروئے کار لاتا ہے تو یہ سستی، عاجزی اور بے بسی ہے جو کہ قابل ملامت ہے۔ یہی حال مقدمہ پیش کرنے والے کا ہے، اگر یہ اسباب بروئے کار نہیں لاتا، نہ ہی بیدار مغزی کا ثبوت دیتا ہے، پھر عدالت اس کے خلاف فیصلہ دیتی ہے تو اپنی بے بسی پر خود کو ملامت کرے قاضی کو نہیں۔ اگر بیداری اور اسباب کے باوجود کوئی جھوٹ پیش کر کے اس پر غلبہ پاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی مدد طلب کرے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ قاضی کا فیصلہ ظاہری اور باطنی دونوں طرح نافذ ہوتا ہے، مثلاً ایک جج جھوٹی شہادت کی بنیاد پر فیصلہ دیتا ہے کہ فلاں عورت، فلاں کی بیوی ہے باوجود اس کے کہ وہ عورت اجنبی ہے یہ اس مرد کے لیے حلال ہو جائے گی۔ یہ نظریہ اس زیر شرح حدیث کے خلاف ہے، یہ واضح طور پر باطل نظریہ ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۷۸۷)

(٤٩٢٦) مسلم: ١٧١٣ـ بخاري: ٧١٨٥ـ ترمذي: ١٣٣٩ـ نسائي: ٥٤٢٢ـ ابوداؤد: ٣٥٨٣ـ ابن ماجه: ٢٣١٧ـ احمد: ٢٦١٧٧ـ مؤطا: ١٤٢٤.

٤٩٢٧ـ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ أَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَجُلَانِ يَخْتَصِمَانِ فِي مَوَارِيْثَ لَهُمَا لَمْ تَكُنْ لَهُمَا بَيِّنَةٌ إِلَّا دَعْوَاهُمَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَذَكَرَ مِثْلَهُ فَبَكَى الرَّجُلَانِ وَقَالَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا حَقِّيْ لَكَ فَقَالَ لَهُمَا النَّبِيُّ ﷺ أَمَّا إِذَا فَعَلْتُمَا مَا فَعَلْتُمَا فَاقْتَسِمَا وَتَوَخَّيَا الْحَقَّ ثُمَّ اسْتَهِمَا ثُمَّ تَحَالَّا. (رواه أبوداود، ٣٥٨٣)

''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ دو آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس میراث کے متعلق جھگڑتے ہوئے آئے۔ ان دونوں کے پاس گواہ موجود نہیں تھے۔ پس آپ نے فرمایا: تم میں سے ممکن ہے بعض اپنی دلیل کو زیادہ وضاحت سے پیش کرسکتا ہو۔ تا آخر حدیث۔ اور اس کے آخر میں ہے: وہ دونوں مرد روئے اور ہر ایک نے دوسرے کو کہا میرا حق بھی تیرا ہے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم نے یہ عمل اختیار کیا ہے تو پھر اس مال کو تقسیم کر کے دونوں حقدار بھائی بن کر قرعہ اندازی کر لو اور پھر دوست بن جاؤ۔'' (ابوداؤد)

شــــرح: ......اس حدیث میں تقسیم، قرعہ، اور ایک دوسرے سے معاف کروانے کو یکجا کر دیا گیا ہے۔ جو مقدار معلوم تھی اس کے مطابق تقسیم کر دیا کیونکہ مجہول چیز کی تو تقسیم نہیں ہوتی۔ اور قرعہ ایک دلیل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کی وجہ سے اعتراض ختم ہو جاتا ہے۔ اور جو یہ فرمایا تھا کہ ایک دوسرے سے حلال کروا لو، یہ تقویٰ اور احتیاط کی وجہ سے کہا تھا۔ دلیل نہ ہو تو اس چیز کے فیصلہ کا طریقہ بتایا گیا ہے تاکہ کوئی غلط فیصلہ نہ کروا سکے۔ (عون المعبود: ٣/ ٣٢٨)

الدعاوى والبينات والشهادات والحبس وغير ذلك.

دعوے، دلائل، گواہی اور قید و بند وغیرہ کا بیان

٤٩٢٨ـ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ فِي خُطْبَتِهِ الْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِي وَالْيَمِيْنُ عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيْهِ. (رواه الترمذي، ١٣٤١)

'' عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اس کے دادا سے روایت کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دلیل پیش کرنا مدعی کے اوپر ہے اور قسم مدعی علیہ پر ہے۔'' (ترمذی)

٤٩٢٩ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَوْيُعْطَى النَّاسُ بِدَعْوَاهُمْ لَادَّعَى نَاسٌ دِمَاءَ رِجَالٍ وَأَمْوَالَهُمْ وَلٰكِنَّ الْيَمِيْنَ عَلَى

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: اگر لوگوں کو ان کے دعوے پر دیدیا جائے تو کچھ لوگ بعض لوگوں کے خون اور مال کے اوپر دعویٰ کر دیں گے۔ مگر قسم

(٤٩٢٧) ابوداؤد: ٣٥٨٣ـ ضعيف، الباني: ٧٦٦ـ بخاري: ٧١٨٥ـ مسلم: ١٧١٣ـ ترمذي: ١٣٣٩ـ نسائي: ٥٤٢٢ـ ابن ماجه: ٢٣١٧ـ احمد: ٢٦٧٧ـ مؤطا: ١٤٢٤.

(٤٩٢٨) ترمذي: ١٣٤١ـ صحيح، الباني: ١٠٧٨.

(٤٩٢٩) مسلم: ١٧١١ـ بخاري: ٤٥٥٢ـ ترمذي: ١٣٤٢ـ نسائي: ٥٤٢٥ـ ابوداؤد: ٣٦١٩ـ ابن ماجه: ٢٣٢١ـ احمد: ٣٤١٧.

الْمُدَّعَى عَلَيْهِ. (رواه مسلم، ١٧١١)

کھانے کا حق مدعی علیہ کو ہے۔'' (مسلم)

٤٩٣٠ــــ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ كَانَتَا تَخْرِزَانِ فِي بَيْتٍ أَوْفِي الْحُجْرَةِ فَخَرَجَتْ إِحْدَاهُمَا وَقَدْ أُنْفِذَ بِإِشْفَى فِي كَفِّهَا فَادَّعَتْ عَلَى الأُخْرَى فَرُفِعَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ يُعْطَى النَّاسُ بِدَعْوَاهُمْ لَذَهَبَ دِمَاءُ قَوْمٍ وَأَمْوَالُهُمْ ذَكِّرُوْهَا بِاللّٰهِ وَاقْرَؤُا عَلَيْهَا ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ﴾ فَذَكَّرُوْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ الْيَمِيْنُ عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيْهِ. (رواه البخاري، ٤٥٥٢)

'' ابن ابی ملیکہ کی ایک روایت میں ہے کہ دوعورتیں سلائی کر رہی تھیں۔ پس ایک ان میں سے باہر نکلی اور اپنے ہاتھ میں سلاخ پیوستہ کر کے دوسری پر دعویٰ کر دیا۔ اور مقدمہ ابن عباس رضی اللہ عنہ پر پیش کر دیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر لوگوں کو صرف دعوے کی بنیاد پر دے دیا جائے تو لوگوں کے خون اور مال ختم ہو جائیں گے۔ پس تم اس عورت کو اللہ تعالیٰ کی یاد کراؤ اور اس کو یہ آیت پڑھ کر سناؤ۔ (تحقیق جو لوگ خریدتے ہیں اللہ کے وعدے کے بدلے) پس لوگوں نے اس عورت کو اللہ تعالیٰ سے ڈرایا تو اس نے اعتراف کیا۔ سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قسم مدعی علیہ پر ہے۔'' (بخاری)

شرح: ...... مدعی (دعویٰ کرنے والا) کو گواہ لانے کا پابند اس لیے کیا گیا ہے کہ مدعا علیہ کی جانب قوی اور محفوظ ہے، وہ بری ہے۔ الزام لگانے والے کا پہلو کمزور ہوتا ہے۔ اسے مضبوط کرنے کے لیے گواہ کی ضرورت ہے۔ مدعا علیہ کا پہلو بھی داغدار ہوتا ہے اس لیے وہ اس داغ کو دھونے کے لیے قسم دے تاکہ معاملہ صاف ہو۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اگرچہ کسی نے کسی کے خلاف حق دعویٰ بھی کیا ہے صرف اس کے دعویٰ کے مطابق ہی فیصلہ نہ ہوگا جب تک کہ وہ دلیل اور گواہ پیش نہ کرے، دلیل نہیں لایا تو مدعا علیہ قسم دے گا، اگر یہ قسم دیتا ہے تو مدعی کا دعویٰ غیر معتبر قرار پائے گا۔

پہلے مدعی سے گواہوں کا مطالبہ ہوگا بعد میں مدعا علیہ کی قسم کی ضرورت ہے۔ اس سے مدعی کے گواہوں کے مطالبہ سے پہلے قسم کا مطالبہ کرنا درست نہیں۔

اللہ اکبر! اسلام نے حکومت بانی اور لوگوں کے فیصلہ جات نمٹانے کے لیے کتنا آسنا قانون اور نظام وضع کیا ہے اور حقوق انسانی کی حفاظت کا کتنا حسین انتظام کیا ہے۔

ان احادیث میں قضا اور عدالت کے متعلق ایک ایسا عظیم اور ہمہ گیر قاعدہ بیان ہوا ہے کہ زیادہ تر احکام و معاملات کا انحصار اسی پر ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۸۰۴/۲)

(٤٩٣٠) بخاری: ٤٥٥٢۔ ترمذی: ١٣٤٢۔ نسائی: ٥٤٢٥۔ ابوداؤد: ٣٦١٩۔ ابن ماجہ: ٢٣٢١۔ احمد: ٣٤١٧.

٤٩٣١ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَضَى بِيَمِيْنٍ وَشَاهِدٍ. (المسلم،١٧١٢)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک گواہ اور قسم پر فیصلہ صادر فرمایا ہے۔'' (مسلم)

٤٩٣٢ــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَضَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْيَمِيْنِ مَعَ الشَّاهِدِ الْوَاحِدِ. (رواه الترمذي، ١٣٤٣)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے قسم اور ایک گواہ کی گواہی پر فیصلہ صادر فرمایا ہے۔'' (ترمذی)

٤٩٣٣ــ عَنْ عَمَّارِبْنِ شُعَيْثِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْبِ الْعَنْبَرِيّ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ سَمِعْتُ جَدِّيَ الزُّبَيْبَ يَقُوْلُ بَعَثَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ جَيْشاً إِلَى بَنِي الْعَنْبَرِ فَأَخَذُوْهُمْ بِرُكْبَةَ مِنْ نَاحِيَةِ الطَّائِفِ فَاسْتَاقُوْهُمْ إِلَى نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ فَرَكِبْتُ فَسَبَقْتُهُمْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ أَتَانَا جُنْدُكَ فَأَخَذُوْنَا وَقَدْ كُنَّا أَسْلَمْنَا وَخَضْرَمْنَا آذَانَ النَّعَمِ فَلَمَّا قَدِمَ بَلْعَنْبَرِ قَالَ لِي نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ هَلْ لَكُمْ بَيِّنَةٌ عَلَى أَنَّكُمْ أَسْلَمْتُمْ قَبْلَ أَنْ تُؤْخَذُوْا فِي هٰذِهِ الأَيَّامِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ مَنْ بَيِّنَتُكَ قُلْتُ سَمُرَةُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي الْعَنْبَرِ وَرَجُلٌ آخَرُ سَمَّاهُ لَهُ فَشَهِدَ الرَّجُلُ وَأَبَى سَمُرَةُ أَنْ يَشْهَدَ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أَبَى أَنْ يَشْهَدَلَكَ فَتَحْلِفُ مَعَ شَاهِدِكَ الأَخَرِ قُلْتُ نَعَمْ فَاسْتَحْلَفَنِي فَحَلَفْتُ بِاللّٰهِ لَقَدْ أَسْلَمْنَا

''حضرت زبیب بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا ایک لشکر بنوعنبر کی طرف روانہ کیا۔ انہوں نے طائف کے مضافات میں رکبہ کے مقام پر اس قبیلے کو جا پکڑا اور انہیں نبی ﷺ کی طرف لے آئے۔ میں سوار ہوا اور ان سے پہلے نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچ گیا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! آپ پر سلامتی ہو اور آپ پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ آپ کا لشکر ہمارے ہاں پہنچا اور اس نے ہمیں پکڑ لیا حالانکہ ہم نے (پہلے ہی) اسلام قبول کر لیا تھا اور اپنے جانوروں کے کان بھی کاٹ ڈالے تھے۔ جب بنوعنبر کے لوگ پہنچ گئے تو نبی ﷺ نے مجھ سے پوچھا: کیا تمہارے پاس کوئی گواہ ہے کہ تم پکڑے جانے سے پہلے ان ایام میں مسلمان ہو چکے تھے؟ میں نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا، تیرے گواہ کون ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ بنوعنبر کا ایک فرد سمرہ اور ایک دوسرے آدمی کا نام لیا۔ چنانچہ اس دوسرے نے شہادت دی لیکن سمرہ نے شہادت دینے سے انکار کیا ہے، لہٰذا تجھے اپنے دوسرے گواہ کے ساتھ قسم اٹھانا ہو گی۔ میں نے کہا: ہاں (اٹھاؤں گا) تو آپ نے مجھ سے قسم لی اور میں نے کہا کہ اللہ کی قسم! ہم لوگ فلاں فلاں روز اسلام

(٤٩٣١) مسلم: ١٧١٢۔ ابوداؤد: ٣٦٠٨۔ ابن ماجه: ٢٣٧٠۔ احمد: ٢٩٦١.
(٤٩٣٢) ترمذی: ١٣٤٣۔ صحیح، البانی: ١٠٨٠۔ ابوداؤد: ٣٦١٠۔ ابن ماجه: ٢٣٦٨.
(٤٩٣٣) ابوداؤد: ٣٦١٢۔ ضعیف، البانی: ٧٧٥.

يَوْمَ كَذَا وَكَذَا وَخَضْرَمْنَا آذَانَ النَّعَمِ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ اذْهَبُوْا فَقَاسِمُوْهُمْ أَنْصَافَ الأَمْوَالِ وَلاَ تَمَسُّوْا ذَرَارِيَّهُمْ لَوْلاَ أَنَّ اللّٰهَ لاَ يُحِبُّ ضَلاَلَةَ نَمَلٍ مَا رَزَيْنَا كُمْ عِقَالاً قَالَ الزُّبَيْبُ فَدَعَتْنِي أُمِّي فَقَالَتْ هٰذَا الرَّجُلُ أَخَذَ زِرْبِيَّتِي فَانْصَرَفْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَعْنِي فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ لِي احْبِسْهُ فَأَخَذْتُ بِتَلْبِيبِهِ وَقُمْتُ مَعَهُ مَكَانَنَا ثُمَّ نَظَرَ إِلَيْنَا نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ قَائِمَيْنَ فَقَالَ مَا تُرِيْدُ بِأَسِيْرِكَ فَأَرْسَلْتُهُ مِنْ يَدِىْ فَقَامَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِلرَّجُلِ رُدَّ عَلَى هٰذَا زِرْبِيَّةَ أُمِّهِ الَّتِي أَخَذْتَ مِنْهَا فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنَّهَا خَرَجَتْ مِنْ يَدِيْ قَالَ فَاخْتَلَعَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ سَيْفَ الرَّجُلِ فَأَعْطَانِيْهِ وَقَالَ لِلرَّجُلِ اذْهَبْ فَزِدْهُ آصُعاً مِنْ طَعَامٍ قَالَ فَزَادَنِيْ أَصُعاً مِنْ شَعِيْرٍ . (رواه أبوداود' ٣٦١٢)

قبول کر چکے تھے اور اپنے جانوروں کے کان کاٹ چکے تھے۔ (یہ اسلام اور عدم اسلام کے درمیان فرق کرنے کا ایک انداز تھا۔) تب نبی ﷺ نے: (اپنے مجاہدین سے) فرمایا، جاؤ اور ان سے نصف نصف اموال لے لو اور ان کی اولادوں کو ہاتھ مت لگاؤ۔ (انہیں غلام مت بناؤ) اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ کسی کے عمل (اور اس کی محنت) کو ضائع نہیں فرماتا ہے تو ہم تم سے ایک رسی بھی نہ لیتے۔ زبیب نے کہا: پھر مجھے میری والدہ نے بلایا اور بتایا کہ اس آدمی نے مجھ سے میری توشک لی ہے۔ میں نبی ﷺ کے پاس گیا یعنی آپ کو خبر دی تو آپ نے مجھے فرمایا: اسے روکو۔ تو میں نے اس کو گریبان سے پکڑ لیا اور اپنی جگہ پر اس کے ساتھ رکا رہا۔ پھر نبی ﷺ نے ہمیں کھڑے دیکھا تو فرمایا: تو اپنے قیدی کے ساتھ کیا کرنا چاہتا ہے؟ تو میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ چنانچہ نبی ﷺ کھڑے ہوئے اور اس آدمی سے فرمایا: اس کی ماں کی توشک جو تو نے اس سے لی ہے اس کو واپس کر دو۔ اس نے کہا: اے اللہ کے نبی! وہ مجھ سے ضائع ہو گئی ہے۔ تو نبی ﷺ نے اس کی تلوار اتاری اور مجھے دے دی اور اسے فرمایا: جاؤ اور غلے کے چند صاع اور مزید بھی دو۔ چنانچہ اس نے مجھے کئی صاع جو بھی دے دیے۔

شـــرح: ......ان احادیث سے ثابت ہوا کہ مالی معاملات میں مدعی کو دلیل پیش کرنا چاہیے۔ اگر اس کے پاس دلیل نہیں بلکہ ایک گواہ ہے تو مدعی ساتھ قسم اٹھائے گا جو دوسرے گواہ کے قائم مقام ہوگی۔ یہ موقف بظاہر اس حدیث سے ٹکراتا نظر آتا ہے کہ ''مدعی کے ذمے دلیل ہے۔ اور مدعا علیہ کے ذمے قسم ہے۔'' حقیقت میں یہ ٹکراؤ نہیں کیونکہ مدعا علیہ کی قسم اس وقت ہے جب مدعی کے پاس دو گواہ موجود ہوں اور مدعا علیہ انکاری ہو تب یہ قسم دے گا۔ یہاں یہ صورت ہے کہ ایک گواہ موجود ہے دوسرا میسر نہیں تو اب مدعی سے دوسرے گواہ کے طور پر قسم لی جائے گی۔ ثابت ہوا کہ یہ دو حالتیں ہیں۔ احادیث میں جدا جدا ان کا حل بتایا گیا ہے، ٹکراؤ نہیں۔ اہل کوفہ کا مؤقف اس کے برعکس ہے، یہ کہتے ہیں کہ قسم اور گواہ کے ساتھ فیصلہ نہ ہوگا، یہ احادیث اس مؤقف کی تردید کرتی ہیں۔ (جائزۃ الاحوذی: ۲/ ۵۹۰)

٤٩٣٤ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ بَنِي صُهَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ جُدْعَانَ ادَّعُوْا بَيْتَيْنِ وَحُجْرَةً أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَعْطَى ذٰلِكَ صُهَيْبًا فَقَالَ مَرْوَانُ مَنْ يَشْهَدُ لَكُمَا عَلٰى ذٰلِكَ قَالُوْا ابْنُ عُمَرَ فَدَعَاهُ فَشَهِدَ لَاَعْطَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صُهَيْبًا بَيْتَيْنِ وَحُجْرَةً فَقَضَى مَرْوَانُ بِشَهَادَتِهٖ لَهُمْ. (رواه البخاري، ٢٦٢٤)

''عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ بنوصہیب مولیٰ بنو جدعان نے دومکان اور ایک حجرے پردعویٰ کیا کہ یہ اشیاء رسول اللہ ﷺ نے صہیب رضی اللہ عنہ کو دی تھیں۔ پس مروان نے کہا: تمہارے لیے اس پر گواہی کون دیتا ہے؟ تو انہوں نے کہا: ابن عمر رضی اللہ عنہ گواہ ہے۔ تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے گواہی دی کہ رسول اللہ ﷺ نے صہیب رضی اللہ عنہ کو دو مکان اور ایک حجرہ عنایت کیا تھا۔ مروان نے ایک گواہ کی شہادت پر ان کے حق میں فیصلہ کردیا۔'' (بخاری)

شرح: ......اس میں ایک تو یہ بتایا گیا ہے کہ ہبہ کی ہوئی چیز یا عطیہ واپس نہ لیں۔

دوسری بات یہ بیان ہوئی ہے کہ گواہ تو دو ہونے چاہیے مگر گواہ، گواہی کے ساتھ قسم بھی دے دے تاکہ تاکید ہو جائے اور حاکم اس کے مطابق فیصلہ دے۔ (فتح الباری: ۵/ ۲۳۶)

٤٩٣٥ـ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ اَنَّ رَجُلَيْنِ ادَّعَيَا بَعِيْرًا عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَبَعَثَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا شَاهِدَيْنِ فَقَسَمَهُ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَهُمَا نِصْفَيْنِ. (رواه أبوداود ٣٦١٣)

''سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو مردوں نے ایک اونٹ کا دعویٰ کیا اور ان میں سے ہر ایک نے گواہ پیش کیے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو ان دونوں کے درمیان تقسیم کرنے کا حکم دیدیا۔'' (ابوداؤد)

٤٩٣٦ـ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى أَنَّ رُجَلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي دَابَّةٍ لَيْسَ لِوَاحِدٍ مِّنْهُمَا بَيِّنَةٌ فَقَضَى بِهَا بَيْنَهُمَا نِصْفَيْنِ. (رواه النسائى، ٥٤٢٤)

''سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو مردوں نے اونٹ کا دعویٰ کیا اور ان میں سے کسی کے پاس گواہ نہیں تھے۔ پس نبی کریم ﷺ نے اس کو ان دونوں کے درمیان آدھا آدھا تقسیم کردیا۔'' (نسائی)

شرح: ......ان احادیث سے یہ ثابت ہوا کہ دوآدمی اگر کسی جانور یا دوسری چیز میں دعویٰ کریں کہ میں مالک ہوں، دوسرا نہیں۔ دوسرا کہتا ہے میں مالک ہوں یہ مالک نہیں۔ ایک صورت یہ ہے کہ گواہ دونوں کے پاس نہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ دونوں گواہ پیش کریں۔ جب دونوں گواہ پیش کریں تو یہ گواہ کالعدم قرار دیئے جائیں گے نصف، نصف

(٤٩٣٤) بخاری: ٢٦٢٤.

(٤٩٣٥) ابوداؤد: ٣٦١٣ـ ضعيف البانى: ٧٧٨ـ نسائى: ٥٤٢٤ـ ابن ماجه: ٢٣٣٠ـ احمد: ١٩١٠٦.

(٤٩٣٦) نسائى: ٥٤٢٤ـ ضعيف، البانى: ٤١٠ـ ابوداؤد: ٣٦١٣ـ ابن ماجه: ٢٢٣٠ـ احمد: ١٩١٠٦.

کا دونوں کو مدعی قرار دے کر وہ جانور یا چیز نصف ایک کو اور نصف دوسرے کو دے دیا جائے، جب دونوں ہی حلف اٹھائیں، یا دونوں ہی پھر جائیں اس صورت میں بھی آدھا ایک کو اور آدھا ایک کو دیا جائے گا۔ (نیل الاوطار: ۸/ ۳۳۹)

۴۹۳۷۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَرَضَ عَلٰى قَوْمٍ الْيَمِيْنَ فَأَسْرَعُوْا فَـأَمَـرَأَنْ يُسْهَـمَ بَيْـنَهُـمْ فِـي الْيَمِيْنِ اَيُّهُمْ يَحْلِفُ. (رواه البخاري، ٢٦٧٤)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک قوم پر قسم پیش کی تو وہ اس کی طرف ایک دوسرے سے تیزی سے بڑھنے لگے۔ پس آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ان کے درمیان قرعہ اندازی کی جائے کہ ان میں سے قسم کون کھائے گا؟'' (البخاری)

۴۹۳۸۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِ ﷺ قَالَ كَـذَا كَـرِهَ الإِثْنَـانِ الْيَمِيْنَ أَوِاسْتَحَبَّـاهَـا فَلْيَسْتَهِمَا عَلَيْهَا. (رواه أبوداود، ٣٦١٧)

''سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جب دو فریق قسم کرنا ناپسند کریں یا وہ دونوں قسم کھانا پسند کریں تو ان کے درمیان قرعہ اندازی سے فیصلہ کیا جائے گا۔'' (ابوداؤد)

شرح: ...... دو آدمی ایک چیز میں مدعی ہوں، دلیل نہ ہو، اب دونوں قسم کے لیے تیار ہوں تو ان میں سے کون قسم اٹھائے اس کے لیے قرعہ ڈالا جائے گا۔ (عون المعبود: ۳/ ۳۴۶)

جس کے نام کا قرعہ نکلے وہ پہلے قسم اٹھائے اس طرح نزاع ختم ہوگا۔ (فتح الباری: ۵/ ۲۸۶)

۴۹۳۹۔ عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَدَّشَهَـادَةَ الْخَائِنِ وَالْـخَـائِـنَةِ وَذِي الْـغِمْرِعَلٰى أَخِيْهِ. (رواه أبوداود، ٣٦٠٠)

'' عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اس کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے خیانت کرنے والے مرد، عورت (اسی طرح) حسد و عداوت رکھنے والے کی گواہی اپنے بھائی کے خلاف قبول نہ کی تھی۔'' (ابوداؤد)

۴۹۴۰۔ عَنْ عَـائِشَةَ قَـالَتْ قَـالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاَ تَـجُـوْزُ شَهَادَةُ خَائِنٍ وَلاَ خَائِنَةٍ وَلاَ مَجْلُوْدٍ حَدًّا وَلاَ مَجْلُوْدَةٍ وَلاَذِي غِمْرٍ لِاَخِيْـهِ وَلاَ مُجَرَّبِ شَهَادَةٍ وَلاَ الْقَانِعِ أَهْلَ الْبَيْـتِ لَهُـمْ وَلاَ ظَـنِيْنٍ فِي وَلاَءٍ وَلاَقَرَابَةٍ قَـالَ الْـفَـزَارِيُّ الْـقَـانِعُ التَّـابِعُ. (رواه

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خیانت کرنے والے مرد اور عورت کی گواہی جائز نہیں ہے۔ اور اس کی جس کو حد ماری گئی، مرد ہو یا عورت نہ کسی کینہور بھائی کے خلاف گواہی جائز ہے۔ نہ اس کی جس کی گواہی کا تجربہ کیا گیا ہو۔ اور نہ اس کی جو کسی گھر کا تابع فرمان ہو۔ اور نہ ہی ناقابل اعتبار آدمی کی ولاء کے متعلق قبول کی جائے گی۔

(٤٩٣٧) بخاری: ٢٦٧٤۔ ابوداؤد: ٣٦١٦۔ ابن ماجه: ٢٣٢٩۔ احمد: ١٠٤٠٨.

(٤٩٣٨) ابوداؤد: ٣٦١٧۔ صحيح، البانی: ٣٠٧٩۔ بخاری: ٢٦٤٧۔ ابن ماجه: ٢٣٢٩۔ احمد: ١٠٤٠٨.

(٤٩٣٩) ابوداؤد: ٣٦٠٠۔ حسن، البانی: ٣٠٦٧۔ احمد: ٦٩٠١.

(٤٩٤٠) ترمذی: ٢٢٩٨۔ ضعيف، البانی: ٣٩٨.

الترمذي ،٢٢٩٨)

اور نہ قرابت دار کی گواہی جائز ہے۔فزاری رحمہ اللہ نے کہا القانع کا معنی ہے تابع فرمان۔''

٤٩٤١ـ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لاَ تَجُوْزُ شَهَادَةُ خَصْمٍ وَلاَ ظَنِيْنٍ . (رواه مالك ١٤٢٧)

''امام مالک رحمہ اللہ کو خبر پہنچی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دشمن اور ناقابل اعتبار آدمی کی گواہی جائز نہیں ہے۔'' (مؤطا)

٤٩٤٢ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لاَ تَجُوْزُ شَهَادَةُ بَدَوِيٍّ عَلٰى صَاحِبِ قَرْيَةٍ . (رواه أبوداود ، ٣٦٠٢)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے رسولِ اکرم ﷺ فرماتے ہوئے سنا: دیہاتی کی گواہی شہری کے خلاف جائز نہیں ہے۔'' (ابوداؤد)

٤٩٤٣ـ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ كَانَ يَقْضِيْ بِشَهَادَةِ الصِّبْيَانِ فِيْمَا بَيْنَهُمْ مِنَ الْجِرَاحِ . (رواه مالك . ١٤٣٣)

''ھشام بن عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ بچوں کی آپس میں زخموں کے متعلق گواہی پر فیصلہ دیا کرتے تھے۔'' (مالک)

٤٩٤٤ـ وَقَالَ أَنَسٌ شَهَادَةُالْعَبْدِ جَائِزَةٌ إِذَا كَانَ عَدْلاً . (للبخاری تعليقا ،)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عادل غلام کی گواہی جائز ہے۔'' (بخاری کا ترجمۃ الباب)

شرح: ......خیانت حقوق اللہ میں ہو یا حقوق العباد میں ہو، اس کی گواہی اس لیے رد کرتے ہیں کہ یہ شہادت میں بھی خائن ہوسکتا ہے اس کا اعتبار نہیں، عداوت خواہ بھائی کی بھائی سے یا اجنبی سے ہو، شہادت میں اعتدال نہیں رہتا۔ جو کسی گھر کا سائل ہو اس کی گواہی قبول نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ گواہی سے اس کے نفع اٹھانے کا اندیشہ ہے۔

بدوی سے مراد خانہ بدوش ہے۔ اس کی گواہی قبول نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں جو روجفا ہوتا ہے، یہ احکام دین وشرع سے ناآشنا ہوتا ہے، یہ اچھے انداز پر گواہی نہیں دے سکتا۔ (عون المعبود:۳/ ۳۳۵)

جس پر تہمت ہو مثلاً ایک غلام کو آزاد کوئی کرتا ہے یہ کہتا ہے مجھے کسی اور نے آزاد کیا ہے، یا کسی کا باپ کوئی اور ہو یہ دعویٰ کرے میرا باپ فلاں ہے، اس کی گواہی بھی قبول نہیں۔ جس پر حد لگی ہو وہ توبہ کرے تو اس کی گواہی بھی قبول ہوگی۔ (جائزۃ الاحوذی:۳/ ۵۲۹)

ثابت ہوا غلام عادل ہوتو حالت غلامی میں اس کی گواہی بھی جائز ہے۔

(٤٩٤١) مؤطا: ١٤٢٧.

(٤٩٤٢) ابوداؤد: ٣٦٠٢ـ صحیح، البانی: ٣٠٦٩ـ ابن ماجه: ٢٣٦٧.

(٤٩٤٣) مؤطا: ١٤٣٣.

(٤٩٤٤) بخاری تعلیقًا، کتاب الشهادات، باب شهادة الاماء والعبید باب ١٣.

نابالغ بچوں کی گواہی بڑوں پر تو قبول نہیں اگر ان کا آپس میں معاملہ ہو جھگڑا ہو زخمی کریں تو اس بارے میں تحقیق کے لیے بچوں کی گواہی لینا جائز ہے۔ (شرح زرقانی: ۳/ ۳۹۶)

٤٩٤٥ـ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهٗ قَالَ قَدِمَ عَلٰى عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَقَالَ لَقَدْ جِئْتُكَ لِأَمْرٍ مَالَهٗ رَأْسٌ وَلَا ذَنَبٌ فَقَالَ عُمَرُ مَاهُوَ قَالَ شَهَادَاتُ الزُّوْرِ ظَهَرَتْ بِأَرْضِنَا فَقَالَ عُمَرُ أَوَ قَدْ كَانَ ذٰلِكَ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ عُمَرُ وَاللّٰهِ لَا يُؤْسَرُ رَجُلٌ فِي الْإِسْلَامِ بِغَيْرِ الْعُدُوْلِ. (رواه مالك '١٤٢٧)

''ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن نے کہا: عراق سے ایک آدمی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا۔ اس نے کہا: میں تمھارے پاس اس کام کے بارے حاضر ہوا ہوں جس کا نہ سر ہے نہ دم۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ کیا ہے؟ کہا: ہمارے علاقے میں جھوٹی گواہی عام ہو چکی ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا ایسا حال ظاہر ہو چکا ہے؟ اس نے کہا: ہاں! چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اب کوئی شخص اسلام میں بغیر معتبر گواہوں کے قید نہ کیا جائے گا۔'' (مالک)

٤٩٤٦ــ عَنْ أَيْمَنَ بْنِ خُرَيْمٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَامَ خَطِيْباً فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عَدَلَتْ شَهَادَةُ الزُّوْرِ إِشْرَاكًا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَرَأَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ﴿فَاجْتَنِبُوْا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ﴾ (رواه الترمذى ، ٢٢٩٩)

''ایمن بن خریم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! جھوٹی گواہی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانے کے برابر کر دی گئی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی (پس تم اجتناب کرو بتوں کی گندگی اور جھوٹی گواہی سے) تا آخر آیت۔'' (ترمذی)

٤٩٤٧ــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ رضي الله عنه يَقُوْلُ إِنَّ أُنَاساً كَانُوْا يُؤْخَذُوْنَ بِالْوَحْيِ فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَإِنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ وَإِنَّمَا نَأْخُذُكُمُ الْآنَ بِمَا ظَهَرَ لَنَا مِنْ أَعْمَالِكُمْ فَمَنْ أَظْهَرَ لَنَا خَيْرًا أَمِنَّاهُ وَقَرَّبْنَاهُ وَلَيْسَ إِلَيْنَا مِنْ سَرِيْرَتِهِ شَيْءٌ اللّٰهِ يُحَاسِبُهٗ فِي سَرِيْرَتِهِ وَمَنْ أَظْهَرَ

''عبداللہ بن عتبہ بن مسعود کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا: لوگوں کو وحی کے ساتھ گرفت کی جاتی تھی جب کہ نبی کریم ﷺ کا عہد تھا۔ اور اب تو وحی کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے۔ پس جس کی نیکی ہمارے سامنے آئے گی ہم اس کا اعتبار بھی کریں گے، اور اس کو قریب بھی کریں گے، اگرچہ اس کے اندرونی حالات کا ہمیں کوئی علم نہ ہو۔ اس کے اندرونی حالات کا محاسبہ اللہ تعالیٰ ہی کرے گا۔ اور جس نے بدی ظاہر کی تو ہم نہ

(٤٩٤٥) مؤطا: ١٤٢٧.

(٤٩٤٦) ترمذی: ٢٢٩٩ـ ضعیف، البانی: ٣٩٩ـ احمد: ١٨٤٢٣.

(٤٩٤٧) بخاری: ٢٦٤١ ـنسائی: ٤٧٧٧ـ ابوداؤد: ٤٥٣٧ـ احمد: ٢٨٨.

لَـنَا سُوءً ا لَمْ نَأْمَنْهُ وَلَمْ نُصَدِّقْهُ وِإِنْ قَالَ إِنَّ سَرِيْرَتَهُ حَسَنَةٌ . (رواه البخاری ' ٢٦٤١)

اس کو بلا خطرہ قرار دیں گے اور نہ اس کی تصدیق ہی کریں گے خواہ زبانی کہتا ہو کہ اس کی پوشیدہ حالت بہتر ہے۔'' (البخاری)

شرح: ...... فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جوفرشتہ پیغام لے کر آتا اور آدمیوں کے متعلق آگاہ کرتا تھا اب یہ سلسلہ تو منقطع ہو چکا ہے۔ اب ہم نے تمہارے ظاہر کو دیکھنا ہے۔ اگر ظاہر برا ہے تو ہم برا تصور کریں گے۔ اگر ظاہر اچھا ہے تو ہم اسے اچھا ظاہر کریں گے۔ تمہارے دلی رازوں کو اللہ جانتا ہے ان کا محاسبہ وہ خود کرے گا۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک اور بعد والے دور کا موازنہ کر رہے ہیں تو ثابت ہوا جس میں بظاہر کوئی مشکوک حرکت نہ ہوا سے عادل قرار دیا جا سکتا ہے۔ (فتح الباری: ۲۵۲/۵)

۲۔ چونکہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عادل تھے اللہ تعالیٰ نے خود ان کی تعریف کی تھی۔ اب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علم میں یہ بات آئی کہ کچھ لوگ جھوٹی گواہی دیتے ہیں اور اس کام میں اضافہ ہو رہا ہے، تو انہوں نے یہ قاعدہ مقرر کر دیا کہ حقوق کی پاسداری کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی گواہی پر جرح نہیں یہ سب عادل ہیں ان کی گواہی ہو تو جرح کی ضرورت نہیں۔ جو صحابی نہ ہو اور اس کی عدالت کا بھی اتا پتہ نہ ہو تو اس کی گواہی قبول نہ ہو گی۔ اور جب اس کی عدالت علم ہو جائے تو اس کی گواہی قبول ہے۔ (شرح زرقانی: ۳/ ۳۸۸)

۳۔ جھوٹی گواہی کو شرک کے ساتھ ملایا گیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جھوٹی گواہی کے مفاسد بے شمار ہیں۔ یہ حرام طریقہ سے مال کھانے کا باعث ہے۔ اس کی وجہ سے حاکم کو گمراہ کیا جاتا ہے۔ وہ شریعت کے خلاف فیصلہ دیتا ہے۔ یہ گواہی حقوق کے ضیاع کا باعث بنتی ہے اور حقدار کو حق سے محروم کرتی ہے۔

اس پر دوبارہ غور کریں کہ آپ ٹیک چھوڑ کر سیدھے بیٹھتے ہیں اور تنبیہ کرتے ہیں اور پھر جھوٹی گواہی کا بار بار ذکر کرتے ہیں کہ یہ زبان سے تو آسان ہے لیکن اس کی خرابیاں بربادی پیش کرتی ہیں۔ عداوت وحسد کی آگ کے شعلے اسی جھوٹی گواہی کے انگاروں سے ہی دہکتے ہیں جو معاشرہ کو بھسم کر دیتے ہیں۔ عدالتوں میں اگر جھوٹی گواہی کا سلسلہ بند ہو جائے تو انصاف نہایت ارزاں ہو جائے اور جلد مل جائے۔ عدالتی نظام کے فساد کی جڑ جھوٹی گواہی ہے۔ رشوت اور جھوٹی گواہی اگر ختم ہو جائے تو معاشرہ میں امن وسلامتی کی بہاریں آ جائیں۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۸۰۱)

٤٩٤٨ ۔ عَـنْ زَيْـدِبْـنِ خَـالِـدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَـالَ اَلاَ أُخْبِرُ كُمْ بِخَيْرِ الشُّهَدَاءِ الَّذِيْ يَأْتِي بِشَهَادَتِهِ قَبْلَ اَنْ يُسْأَلَهَا . (رواه مسلم، ١٧١٩)

''سیدنا زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: کیا میں تمہیں بہترین گواہ بتاؤں؟ وہ جو سچی گواہی مطالبہ کرنے سے پہلے دیدے۔'' (مسلم)

(٤٩٤٨) مسلم: ١٧١٩۔ ترمذی: ٢٢٩٧۔ ابوداؤد: ٣٥٩٦۔ ابن ماجه: ٢٣٦٤۔ احمد: ٢١١٧٥۔ مؤطا: ١٤٢٦.

شرح :......اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَ مَنْ يَّكْتُمْهَا فَإِنَّهٗ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ﴾ (البقرة: ٢٨٣)

''گواہی مت چھپاؤ اور جو اسے چھپائے گا اس کا دل گناہ کرنے والا ہے۔''

ایک اور مقام پر ارشاد ربانی ہے:

﴿وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ﴾ (الطلاق: ٢)

''اور گواہی قائم کرو۔''

اس حدیث مبارک میں اسی بات کی ترغیب دلائی گئی ہے کہ گواہی جلدی ادا کی جائے تا کہ گواہی ضائع کرنے سے حقدار کا حق نہ مارا جائے۔ جلدی گواہی کی صورت یہ ہے کہ ایک انسان کے پاس کسی انسان کی شہادت کا حق تھا۔ اس کے علم میں بھی نہ تھا کہ یہ گواہ ہے۔ یہ اس انسان کے پاس آتا ہے، اور کہتا ہے فکر مت کرو میرے پاس تمہاری گواہی کا حق ہے۔

یہ گواہی خواہ طلاق کے بارے میں ہو، یا غلام آزاد کرنے کے بارے میں ہو یا وقف املاک کے بارے میں ہو، یا وصیت وغیرہ کے معاملہ میں ہو۔ یہ آتا ہے اور اس کے ساتھ عدالت میں جاتا ہے اور بغیر کسی پس و پیش کیے گواہی دیتا ہے، اور معاملہ کی حقیقت واضح کر دیتا ہے اور جس کے لیے گواہی دے رہا ہے اس کی پوزیشن صاف ہو جاتی ہے، یہ ہے بہترین گواہ۔ (تفہیم الاسلام: ٢/ ٧٩٦)

٤٩٤٩ـ عَنْ عَمَّارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ أَنَّ عَمَّهٗ حَدَّثَهٗ وَهُوَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ابْتَاعَ فَرَساً مِنْ أَعْرَابِيٍّ فَاسْتَتْبَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ لِيَقْضِيَهٗ ثَمَنَ فَرَسِهٖ فَأَسْرَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَشْيَ وَأَبْطَأَ الْأَعْرَابِيُّ فَطَفِقَ رِجَالٌ يَعْتَرِضُوْنَ الْأَعْرَابِيَّ فَيُسَاوِمُوْنَهُ بِالْفَرَسِ وَلَا يَشْعُرُوْنَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ابْتَاعَهُ فَنَادَى الْأَعْرَابِيُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنْ كُنْتَ مُبْتَاعاً هٰذَا الْفَرَسَ وَإِلَّا بِعْتُهٗ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ حِيْنَ سَمِعَ نِدَاءَ الْأَعْرَابِيِّ فَقَالَ أَوَ لَيْسَ قَدِ ابْتَعْتُهٗ مِنْكَ فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ

''عمارہ بن خزیمہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے چچا نے بتایا: ''جو کہ نبی علیہ السلام کے صحابی تھے۔'' آنحضرت ﷺ نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا اور اس کو اپنے پیچھے آنے کا حکم دیا کہ وہ آپ ﷺ کے گھر تک لے کر آئے تا کہ اپنے گھوڑے کی قیمت بھی وصول کرے۔ آپ ﷺ تیز چال چلنے لگے اور اعرابی گھوڑے کو لے کر آہستہ چال چلنے لگا۔ چند آدمی اعرابی سے گھوڑے کی قیمت دریافت کرنا شروع ہو گئے۔ ان کو علم نہیں تھا کہ آنحضرت ﷺ اس کو خرید چکے ہیں۔ چنانچہ اعرابی نے آپ ﷺ کو آواز دی اور کہا: اگر آپ ﷺ یہ گھوڑا خریدنا چاہتے ہیں تو بہتر ورنہ میں فروخت کرنے لگا ہوں۔ آپ ﷺ اعرابی کی نداء سنکر ٹھہر گئے۔ اور فرمایا: کیا میں نے

(٤٩٤٩) ابوداؤد: ٣٦٠٧ـ صحيح، الباني: ٣٠٧٣ـ نسائي: ٤٦٤٧ـ احمد: ٢١٣٧٦.

لَاوَاللّٰهِ مَا بِعْتُكَهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ بَلَى قَدِابْتَعْتُهٗ مِنْكَ فَطَفِقَ الْأَعْرَابِيُّ يَقُوْلُ هَلُمَّ شَهِيْدًا فَقَالَ خُزَيْمَةُ بْنُ ثَابِتٍ اَنَا اَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ بَايَعْتَهٗ فَاَقْبَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى خُزَيْمَةَ فَقَالَ بِمَ تَشْهَدُ فَقَالَ بِتَصْدِيْقِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَهَادَةَ خُزَيْمَةَ بِشَهَادَةِ رَجُلَيْنِ. (رواه أبوداود، ٣٦٠٧)

تجھ سے یہ خریدا نہیں ہے؟ تو اعرابی نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے تو آپ ﷺ پر فروخت نہیں کیا ہے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: بلکہ میں نے تجھ سے خریدا ہے۔ تو اعرابی نے کہنا شروع کر دیا۔ گواہ لاؤ۔ خزیمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ نے خریدا ہے۔ پس آپ ﷺ خزیمہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تو کس بنیاد پر گواہی دیتا ہے؟ خزیمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کی تصدیق کی بنیاد پر۔ پس رسول اللہ ﷺ نے خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی کو دو مردوں کی گواہی کے مساوی قرار دیدیا۔'' (ابوداؤد)

٤٩٥٠۔ زاد رزين، فَقَالَ الأَعْرَابِيُّ: أَهٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ؟ فَقَالَ لَهٗ أَبُوْهُرَيْرَةَ: كَفَى بِكَ جَهْلاً أَلَا تَعْرِفُ نَبِيَّكَ، صَدَقَ اللّٰهُ ﴿الأَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَنِفَاقاً وَاَجْدَرُ أَنْ لاَ يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَى رَسُوْلِهِ﴾. فَاعْتَرَفَ الأَعْرَابِيُّ بِالْبَيْعِ.

''رزین رحمہ اللہ نے یہ اضافہ بیان کیا ہے: پس اعرابی نے کہا: کیا یہ شخص اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں؟ تو سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تیری جہالت کا یہی ثبوت کافی ہے کہ تو اپنے نبی علیہ السلام کو بھی نہیں پہنچانتا۔ اللہ تعالیٰ کا قول سچا ہے (اعراب لوگ کفر اور نفاق میں پختہ اور وہ چیز جو اللہ نے اپنے رسول پر نازل کی ہے اس کا علم رکھنے سے بالکل عاری ہوتے ہیں) پس اعرابی نے بیع کا اعتراف کیا۔''

٤٩٥١۔ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَفَعَهٗ مَنْ كَتَمَ شَهَادَةً إِذَا دُعِيَ إِلَيْهَا كَانَ كَمَنْ شَهِدَ بِالزُّوْرِ. (رواه الطبرانی في الكبير والأوسط، ٤٣٣٥)

''سیدنا ابوموسیٰ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ جس نے اس وقت گواہی چھپائی جب اس کو گواہی کے لیے بلایا گیا تو وہ اتنا ہی مجرم ہوگا جتنا جھوٹی گواہی دینے والا مجرم ہے۔'' (الکبیر، الاوسط، سند کمزور ہے)

شرح: ...... یہ دیہاتی جس سے رسول اکرم ﷺ نے گھوڑا خریدا تھا اس کا نام، سواء بن قیس محاربی تھا۔ گھوڑے کا نام المرتجز تھا۔ اس اعرابی کا تعلق بنو مرہ قبیلے سے تھا۔

(٤٩٥٠) رزين.

(٤٩٥١) طبرانی كبير، طبرانی اوسط: ٤٣٣٥۔ وفيه عبدالله بن صالح وثقه عبدالملك بن شعيب بن الليث، فقال ثقة مامون، وضعفه جماعة، هيثمی: ٧٠٣٨.

دراصل مالی معاملات میں دو گواہ ہی موجود ہونے چاہیے۔ اب بھی یہی اصول ہے یہ اصول اس واقعہ سے تبدیل نہیں ہوا کہ ایک گواہ بھی کام آ سکتا ہے، نہیں ایک گواہ ہوتو ساتھ قسم دینا ہوگی۔

نبی اکرم ﷺ نے حضرت خذیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کی دور اندیشی اور جذبہ اعتماد کی وجہ سے کہ ایک تو انہوں نے شہادت دی دوسری نبی ﷺ کی تصدیق کی کہ ''اگر ہم یہ مانتے ہیں کہ آپ پر وحی آتی ہے تو ہمیں یہ بھی پختہ یقین ہے کہ یہ گھوڑا آپ نے خریدا ہے'' کی وجہ سے انہیں خصوصی اعزاز سے نوازا ہے کہ جہاں دو گواہوں کی ضرورت ہوگی، خذیمہ رضی اللہ عنہ کی اکیلے کی گواہی کافی ہوگی۔

حالانکہ وہاں ان سے افضل لوگ بھی موجود تھے۔ انہیں یہ اعزاز نہیں ملا یہ ان کی خصوصیت ہے کہ اتنی تیز رفتاری سے اتنا بڑا اعتماد کرنے کا خیال کسی دوسرے کو نہ مل سکا۔ حالانکہ تمام مسلمانوں کو خذیمہ رضی اللہ عنہ کی مانند ہی آپ ﷺ پر اعتماد تھا، اور آپ ﷺ کے اس بخشے ہوئے اعزاز پر خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے بھی عمل کیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اسے برقرار رکھا ہے۔

قرآن پاک جمع کرتے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ رجم کی آیت لے کر آتے ہیں، یہ تنہا تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کے کہنے پر یہ نہیں لکھی کیونکہ ان کا اصول تھا جو بھی قرآن پاک کی سورت یا آیت لے کر آئے اس کے ساتھ دو گواہ ہوں تب لکھیں گے۔ انہوں نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر بھی یہ اصول نہیں توڑا۔

مگر سورت براءت کی آخری آیت حضرت خذیمہ رضی اللہ عنہ تنہا لاتے ہیں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان سے گواہ نہیں مانگتے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے ان اکیلے کی گواہی کو دو گواہیاں قرار دیا تھا، اسے درج کر لیتے ہیں۔

بعض حضرات اس سے یہ اخذ کرتے ہیں کہ ہمیں آج بھی جس پر اعتماد ہو کہ یہ نیک، اچھا اور سچا ہے تو اس اکیلے کی گواہی دو کام دے گی۔

یہ اجتہاد غلط ہے۔ یہ صرف حضرت خذیمہ رضی اللہ عنہ کی ہی خصوصیت تھی کسی اور کی نہیں۔ اس اعرابی کو بعض نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شمار کیا ہے اور اس نے یہ انکار منافقوں کے مشورہ پر کر دیا تھا۔ (عون المعبود: ۳/ ۳۴۱)

٤٩٥٢ــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ أَوْ أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ مَاالَّذِي يَجُوْزُ فِي الرِّضَاعِ مِنَ الشُّهُوْدِ فَقَالَ النَّبِيُّ رَجُلٌ أَوِ امْرَأَةٌ. (رواه أحمد، ٤٨٩٢)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ رضاعت کے ثبوت میں کیسی شہادت جائز قرار دی جاتی ہے؟ فرمایا: ایک مرد کی یا ایک عورت کی۔''

(٤٩٥٢) احمد: ٤٨٩٢۔ طبرانی کبیر، وفیه محمد بن عبدالرحمن البیلمانی وهو ضعیف، هیثمی: ٧٠٤٤.

۴۹۵۳ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا يَجُوْزُ فِي الرَّضَاعَةِ مِنَ الشُّهُوْدِ قَالَ رَجُلٌ وَامْرَأَةٌ. (رواه أحمد ۴۸۹۳، والكبير بضعف)

''ایک روایت میں ہے: ایک مرد اور ایک عورت کی گواہی رضاعت میں معتبر ہے۔'' (احمد، الکبیر، بسند ضعیف)

۴۹۵۴ـ عَنْ حُذَيْفَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَجَازَ شَهَادَةَ الْقَابِلَةِ. للأوسط. (۶۰۰، بخفی)

''سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قابلہ (دائی) کی گواہی جائز قرار دی۔'' (الاوسط بسند مخفی)

شــــرح: ...... رضاعت کی گواہی کے بارے میں یہ احادیث تو ضعیف ہیں۔ مگر صحیح حدیث میں آتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک عورت کی گواہی رضاعت میں قبول کی ہے۔ حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے ایک خاتون سے نکاح کیا بچے بھی پیدا ہوئے ایک سیاہ فام عورت آئی اس نے کہا: عقبہ تجھے اور تیری بیوی کو میں نے دودھ پلایا ہے۔ یہ واقعہ مکہ میں ہوا۔ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ ماجرا سنایا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: جب اس نے تمہاری رضاعت کی شہادت دے دی ہے تو پھر تم اکٹھے نہیں رہ سکتے ہو۔

حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ نے اسی وقت عورت کو جدا کر دیا۔ اس عورت نے کہیں اور شادی کی اور حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ نے کسی اور خاتون سے نکاح کر لیا۔ (بخاری: ۸۸، کتاب العلم باب الرحلة فی المسألة النازلة)

اس سے ثابت ہوا رضاعت کے ثبوت کے لیے ایک عورت کی گواہی کافی ہے۔ اس کا یہی نصاب ہے۔ یہ ایک خاص معاملہ ہے۔ اس پر عورت کی گواہی زیادہ معتبر ہے۔ رضاعت کے ثبوت کے لیے ایک ثقہ (قابل اعتماد) عورت کی گواہی معتبر ہے اور قابل عمل ہے۔ تاہم دوسرے معاملات میں دو گواہ ہوں گے۔ اگر گواہ ایک مرد ہو تو پھر دو عورتیں ساتھ گواہ ہوں گی۔ (تفہیم الاسلام: ۲/۵۰۰)

۴۹۵۵ـ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ كَيْفَ تَسْأَلُوْنَ أَهْلَ الْكِتَابِ وَكِتَابُكُمُ الَّذِيْ أُنْزِلَ عَلَى نَبِيِّهِ ﷺ أَحْدَثُ أَلَاخْبَارِ بِاللّٰہِ تَقْرَؤُ نَهٗ لَمْ يُشَبْ وَقَدْ حَدَّثَكُمُ اللّٰہُ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ بَدَّلُوْا مَا كَتَبَ

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے مسلمانوں کی جماعت! تم اہل کتاب سے کیسے سوال کیا کرتے ہو؟ حالانکہ تمہاری کتاب جو اللہ نے اپنے نبی پر نازل کی ہے وہ سب آسمانی کتابوں سے زیادہ جدید اور نئی ہے۔ قسم اللہ کی! تم خالص اللہ کی کتاب پڑھتے ہو اور اس میں کوئی ملاوٹ نہیں ہے۔ اور اللہ نے اس کتاب

(۴۹۵۳) احمد: ۴۸۹۳ـ طبرانی کبیر، وفیه محمد بن عبدالرحمن البیلمانی وهو ضعیف، هیثمی: ۷۰۴۴.

(۴۹۵۴) طبرانی اوسط: ۶۰۰ـ وفیه من لم اعرفه، هیثمی: ۷۰۴۵.

(۴۹۵۵) بخاری: ۲۶۸۵.

اللّٰهُ وَغَيَّرُوا بِأَيْدِيْهِمُ الْكِتَابَ فَقَالُوْا هُوَ مِنْ عِنْدِاللّٰهِ ﴿لِيَشْتَرُوْابِهِ ثَمَناً قَلِيْلاً﴾ أَفَلايَنْهَاكُمْ مَا جَاءَ كُمْ مِنَ الْعِلْمِ عَنْ مُسَاءَ لَتِهِمْ وَلاَ وَاللّٰهِ مَارَأَيْنَا مِنْهُمْ رَجُلاً قَطُّ يَسْأَلُكُمْ عَنِ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَيْكُمْ. (رواه البخاري، ٢٦٨٥)

میں تمہیں یہ بھی بتایا ہے کہ اہل کتاب نے اللہ کی کتابوں کو تبدیل کر دیا ہے۔ اور ان میں انہوں نے اپنے ہاتھوں سے لکھا ہے۔ اور کہا یہ اللہ کی جانب سے ہے تا کہ وہ اللہ کی آیات کے بدلے تھوڑی قیمت وصول کر سکیں۔ کیا تمہارے پاس جو علم آیا ہے وہ تمہیں ان لوگوں سے سوال کرنے سے نہیں روکتا ہے؟ اللہ کی قسم! میں نے تو ان کا کوئی فرد نہیں دیکھا جو تم سے سوال کرتا ہو اس چیز کے بارے میں جو اللہ تعالیٰ نے تم پر نازل کی ہے۔'' (البخاری)

شرح: ......اس سے یہ استدلال ہوتا ہے کہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ کی گواہی قابل قبول نہیں۔ تاہم ان کی آپس میں گواہی ہو سکتی ہے مسلمانوں کے بارے میں ان کی گواہی قبول نہیں۔ (فتح الباری: ۲۹۲/۵) یہی حکم ان کی روایت کا ہے۔

٤٩٥٦ـ عَنِ ابْنِ أَبِي نَمْلَةَ الأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُوْدِ مَرَّ بِجَنَازَةٍ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ هَلْ تَتَكَلَّمُ هٰذِهِ الْجَنَازَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اللّٰهُ أَعْلَمُ فَقَالَ الْيَهُوْدِيُّ إِنَّهَا تَتَكَلَّمُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا حَدَّثَكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ فَلاَ تُصَدِّقُوْهُمْ وَلاَ تُكَذِّبُوْهُمْ وَقُوْلُوْا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ فَإِنْ كَانَ بَاطِلاً لَمْ تُصَدِّقُوْهُ وَإِنْ كَانَ حَقًّا لَمْ تُكَذِّبُوْهُ. (رواه أبوداود، ٣٦٤٤)

سیدنا ابونملہ انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک جنازہ گذر رہا تھا تو ایک یہودی نے کہا: ''جو نبی علیہ السلام کے پاس بیٹھا ہوا تھا'' یا محمد! کیا یہ جنازہ بھی باتیں کرتا ہے؟ پس آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو علم ہے۔ یہودی نے کہا: یہ کلام کرتا ہے۔ پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اہل کتاب جو بیان کرتے ہیں اس کی نہ تصدیق کرو اور نہ تکذیب کرو۔ اور کہہ دیا کرو کہ ہم اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں۔ پس اگر قول باطل ہوگا تو تم نے تصدیق نہیں کی اور اگر وہ حق ہوگا تو تم نے اس کی تکذیب نہیں کی۔'' (ابوداؤد)

٤٩٥٧ـ عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّ رَجُلاً مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ بِدَقُوْقَاءَ هٰذِهِ وَلَمْ يَجِدْ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَشْهَدُهُ عَلَى وَصِيَّتِهِ فَأَشْهَدَ رَجُلَيْنِ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَقَدِمَا الْكُوْفَةَ فَأَتَيَا أَبَامُوْسَى الأَشْعَرِيَّ

''شعبی رحمہ اللہ نے کہا: ایک مسلمان کے مرنے کا وقت آیا وہ مقام دقوقا میں تھا۔ اس نے وہاں کوئی مسلمان نہیں پایا جس کو اپنی وصیت پر گواہ بنائے تو اس نے اہل کتاب میں سے دو مرد گواہ بنائے۔ پس وہ کوفہ میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ اور ان کو خبر دی اور اس آدمی کا ترکہ بھی پیش کیا۔ اور اس

(٤٩٥٦) ابوداؤد: ٣٦٤٤ـ ضعیف، البانی: ٧٨٦ـ احمد: ١٦٧٧٤.

(٤٩٥٧) ابوداؤد: ٣٦٠٥ـ صحیح الاسناد، البانی: ٣٠٧١ـ ان کان الشعبی سمعه من ابی موسی.

فَأَخْبَرَاهُ وَقَدِ مَا بِتَرِكَتِهِ وَوَصِيَّتِهِ فَقَالَ الاَشْعَرِيُّ هٰذَا أَمْرٌلَمْ يَكُنْ بَعْدَ الَّذِيْ كَانَ فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَحْلَفَهُمَا بَعْدَ الْعَصْرِ بِاللّٰهِ مَا خَانَا وَلاَ كَذِبَا وَلاَ بَدَّلَا وَلاَ كَتَمَا وَلاَ غَيَّرَا وَإِنَّهَا لَوَ صِيَّةُ الرَّجُلِ وَتَرِكَتُهُ فَأَمْضٰي شَهَادَتَهُمَا . (رواه أبوداود، ٣٦٠٥)

کی وصیت بھی پیش کی۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے عہد میں جو اس نوعیت کا واقعہ تھا اس کے بعد یہ پہلا واقعہ ہے۔ پس ان دونوں کو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بعد نمازِ عصر اللہ کی قسم دی کہ ان دونوں نے نہ تو خیانت کی، نہ جھوٹ بولا، نہ گواہی تبدیل کی، اور نہ چھپائی، اور نہ کوئی تغیر تبدل کیا اور اس آدمی نے یہی وصیت کہی ہے اور یہی ترکہ چھوڑا ہے۔ تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کی گواہی جائز قرار دی۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......اس سے ثابت ہوا کہ سفر میں مجبوراً اہل کتاب کو وصیت کرنا جائز ہے۔ اور ان کی شہادت مجبوراً جائز ہے۔ جس طرح کہ اس واقعہ میں مذکور ہے۔ عام حالات میں اہل کتاب کو نہ وصیت کی جائے، نہ ان کی شہادت پر اعتبار کیا جائے۔ (عون المعبود: ٣/ ٣٣٧)

٤٩٥٨۔ عَنْ حُمَيْدِبْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ يُحَدِّثُ رَهْطًا مِّنْ قُرَيْشٍ بِالْمَدِيْنَةِ وَذَكَرَ كَعْبَ الأَحْبَارِ فَقَالَ إِنْ كَانَ مِنْ أَصْدَقِ هٰؤُلاَءِ الْمُحَدِّثِيْنَ الَّذِيْنَ يُحَدِّثُوْنَ عَنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَإِنْ كُنَّا مَعَ ذٰلِكَ لَنَبْلُوعَلَيْهِ الْكَذِبَ . (للبخاري' تعليقا)

'' حمید بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں میں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے سنا جب وہ مدینہ میں قریش کے چند لوگوں کو حدیث بیان کر رہے تھے۔ کعب احبار کا تذکرہ کیا چنانچہ آپ فرمانے لگے اور وہ اہل کتاب کی خبریں بیان کرنے والوں میں سے سب سے زیادہ سچے ہیں اور اس کے باوجود ہم ان پر بھی جھوٹ کو آزماتے ہیں۔'' (بخاری)

٤٩٥٩۔ عَنْ بَهْزِبْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَبَسَ رَجُلاً فِي تُهْمَةٍ (رواه أبوداود، ٣٦٣٠)

'' بہز بن حکیم اپنے باپ سے وہ اس کے دادے سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک ملزم کو جیل میں رکھا ہے۔'' (ابوداؤد)

٤٩٦٠۔ وَزَادَ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ : ثُمَّ خَلَّى عَنْهُ . (رواه الترمذي، ١٤١٧)

ترمذی اور نسائی میں مزید یہ بھی بیان ہے: ''پھر آپ ﷺ نے اس کو آزاد کر دیا۔''

شرح: ......اس سے ثابت ہوا پتہ چلے کہ فلاں نے شہادت میں جھوٹ بولا ہے، یا اس نے گناہ کیا ہے، یا اس پر

(٤٩٥٨) بخاری تعلیقًا.

(٤٩٥٩) ابوداؤد: ٣٦٣٠۔ حسن، البانی: ٣٠٨٧۔ ترمذی: ١٤١٧۔ نسائی: ٤٨٧٦.

(٤٩٦٠) ترمذی: ١٤١٧۔ حسن، البانی: ١١٤٥۔ نسائی: ٤٨٧٦۔ ابوداؤد: ٣٦٣٠.

قرض ہے تو تحقیق حال کے لیے اسے قید کیا جا سکتا ہے۔ اگر دعویٰ ثابت نہ ہو تو پھر اسے رہا کر دیا جائے۔

ثابت ہوا حکمرانوں کو شریعت نے یہ اجازت دی ہے کہ معاملہ کی چھان پھٹک کے لیے کسی کو قید میں رکھیں مگر ان کی عزت نفس مجروح نہ ہو اور جب ان پر کوئی جرم ثابت نہ ہو سکے تو فوراً رہا کر دیں۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۶۵۷)

٤٩٦١ ـ عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَضٰـى فِي السَّيْلِ الْـمَهْزُوْرِ أَنْ يُمْسَكَ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ يُـرْسِـلُ الأَعْـلٰـى عَلَـى الْأَسْفَلِ . (رواه أبوداود٣٦٣٩)

''عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اس کے دادے سے روایت کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے آب پاشی کا پانی ٹخنوں تک روک کر پھر اوپر والے کو نیچے کی زمین کے لیے چھوڑنے کا حکم دیا ہے۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......مختلف لوگوں کی زمین ہو، ایک ڈھلوان پر ہو ایک کی بلندی پر ہو، یا ایک کی پہلے ہو دوسرے کی بعد میں ہو تو پہلے زمین والا پانی سے پہلے سیراب کرے۔ جب کھیتی سیراب ہو کر ٹخنوں تک پانی پہنچ جائے تو پھر بعد والے کی زمین میں پانی چھوڑ دے۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ اصول بتا کر دیہاتیوں کا جھگڑا ختم کر دیا ہے۔ (عون المعبود: ۳/۳۵۳)

٤٩٦٢ ـ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَتْ لَهُ نَـا قَةٌ ضَارِيَةٌ فَدَخَلَتْ حَائِطاً فَاَفْسَدَتْ فِيْهِ فَكُلِّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْهَا فَقَضَى أَنَّ حِفْظَ الْـحَـوَائِـطِ بِـالنَّهَارِ عَلَى أَهْلِهَا وَأَنَّ حِفْظَ الْـمَاشِيَةِ بِاللَّيْلِ عَلَى أَهْلِهَا وَأَنَّ عَلَى أَهْلِ الْـمَـاشِيَةِ مَـا اَصَـابَـتْ مَا شِيَتُهُمْ بِاللَّيْلِ . (رواه أبوداود ، ٣٥٧٠)

''سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری ایک اونٹنی تھی۔ جسے لوگوں کے کھیت چرنے کی عادت تھی۔ ایک مرتبہ باغ میں داخل ہو گئی، اور اس نے نقصان کیا۔ رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں عرض کی گئی: تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ دن کو باغات وغیرہ کی حفاظت مالکوں پر لازم ہے اور رات کے وقت مویشیوں کے مالکوں پر ان کی حفاظت کرنا ضروری قرار دیا۔ اور اگر مویشی رات کے وقت فصلوں کا نقصان کر دیں تو اس کا تاوان مویشیوں کے مالکوں پر ہوگا۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......اموال کی حفاظت کا طریقہ کار یہ ہے کہ کھیتوں اور باغوں کے مالک دن کے وقت ان کی حفاظت کرتے ہیں اور مویشوں کے مالک رات کے وقت ان کی حفاظت کرتے ہیں۔ اس لیے جو مویشی دن کے وقت دوسرے کا مال کھیت یا باغ وغیرہ خراب کرے گا اس کے مالک پر اس کی ضمانت نہ ہوگی۔ جو رات کو خراب کریں گے یہ اس کے ذمہ دار ہوں گے۔

(٤٩٦١) ابوداؤد: ٣٦٣٩ـ حسن، البانی: ٣٠٩٤ـ ابن ماجه: ٢٤٨٢.

(٤٩٦٢) ابوداؤد: ٣٥٧٠ـ صحيح، البانی: ٣٠٤٨ـ احمد: ٢٣١٨٢ـ مؤطا: ١٤٦٧.

یہ اس وقت ہے جب مویشیوں کا مالک ان کے ساتھ نہ ہو۔ اگر مویشیوں کا مالک ان کے ساتھ موجود ہے خواہ یہ اس پر سوار ہو یا ویسے ہی ہانک رہا ہو اور جانور کھیتی یا باغ کو پاؤں سے کچلتا ہے یا منہ سے خراب کرتا ہے تو پھر یہ ذمہ دار ہوگا جتنا مال تلف کیا ہے اس کا تاوان دینا ہوگا۔ خواہ رات میں ہو یا دن میں ہو۔ (عون المعبود: ۳/۳۲۳)

٤٩٦٣ــ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَنْ زَرَعَ فِي أَرْضِ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ فَلَيْسَ لَهُ مِنَ الزَّرْعِ شَيْءٌ وَلَهُ نَفَقَتُهُ. (رواه الترمذي، ١٣٦٦)

''سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: جس نے کسی کی زمین میں اجازت کے بغیر بیج ڈالا تو کھیتی میں اس کا کوئی حصہ نہ ہوگا۔ اور اس کا خرچ اس کو دیا جائے گا۔'' (ترمذی)

شرح: ...... یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ زمین غصب کرنے والا، جب اس زمین میں کھیتی باڑی کرتا ہے جس کا یہ مالک نہیں جو بھی پیداوار ہوگی اس کا مالک، زمیں کا مالک ہی ہوگا۔ غاصب کو صرف بیج کا خرچہ یا کھیتی باڑی کرنے پر جو خرچہ کیا ہے وہ اسے دیا جائے گا۔ (جائزۃ الاحوذی: ۲/۶۱۰)

٤٩٦٤ــ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ اخْتَصَمَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلَانِ فِيْ حَرِيْمِ نَخْلَةٍ فِي حَدِيْثِ أَحَدِهِمَا فَأَمَرَبِهَا فَذُرِعَتْ فَوُجِدَتْ سَبْعَةَ أَذْرُعٍ.

''سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دو آدمی کھجور کی باڑ کے سلسلے میں مقدمہ لائے اور نبی کریم ﷺ کے سامنے حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے ہاتھوں سے ناپنے کا حکم دیا تو سات ہاتھ باڑ تھی۔''

٤٩٦٥ــ وَفِي حَدِيْثِ الآخَرِ فَوُجِدَتْ خَمْسَةَ أَذْرُعٍ فَقَضٰى بِذٰلِكَ.

''اور ایک روایت ہے کہ پانچ ہاتھ باڑ تھی۔ پس آپ ﷺ نے اسی کا فیصلہ کیا۔''

٤٩٦٦ـ وَفِي أُخْرٰى: فَأَمَرَبِجَرِيْدَةٍ مِنْ جَرِيْدِهَا فَذُرِعَتْ. (هی لأبي داود، ٣٦٤٠)

''اور ایک دوسری روایت ہے کہ کھجور کی شاخ کو ناپنے کا حکم دیا اور وہ ہاتھوں سے ناپی گئی۔'' (ابوداؤد)

شرح: ...... کھجور کا درخت ہو یا کوئی اور درخت ہو اس کے اردگرد کی جگہ کو حریم کہتے ہیں۔ اس بارے میں یہ قاعدہ بیان ہوا ہے کہ کسی جگہ پر یہ درخت ہو اب یہاں کسی نے کوئی عمارت بنائی ہو تو جھگڑا پیدا ہوسکتا ہے کہ کتنی جگہ چھوڑی جائے۔ تو پیارے پیغمبر ﷺ نے اس کا بہترین طریقہ بتایا ہے کہ چاہے تو ہاتھ سے ماپ لیں یا پھر اس کے اندازے کے مطابق کوئی ٹہنی لیں۔ پہلے درخت کی اونچائی ماپ لیں جتنے ہاتھ وہ ہو اس کے مطابق اس درخت کے گرد جگہ چھوڑ کر عمارت تعمیر کر لیں۔ اگر ایسا نہیں کرتے تو پھر زیادہ سے زیادہ سات ہاتھ اردگرد جگہ درخت کے لیے چھوڑ کر عمارت تعمیر کر سکتے ہیں

(٤٩٦٣) ترمذی: ١٣٦٦ـ صحیح، البانی: ١١٠٢ـ ابوداؤد: ٣٤٠٣ـ ابن ماجه: ٢٤٦٦ـ احمد: ١٦٨١٨.

(٤٩٦٦) ابوداؤد: ٣٦٤٠ـ صحیح، البانی: ٣٠٩٥.

وگرنہ ماپ لیں درخت کی لمبائی سات ہاتھ ہو یا کم ہو، یا زیادہ ہو پھر اس کے مطابق جگہ چھوڑ دیں۔ (عون المعبود: ۳/۳۵۴)

٤٩٦٧۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَنْ حَفَرَبِئْرًا فَلَهٗ أَرْبَعُوْنَ ذِرَاعًا عَطَنًا لِمَاشِيَتِهٖ. (رواه ابن ماجة' ٢٤٨٦، بضعف)

''سیدنا عبداللہ ابن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: جس نے کنواں کھودا تو اس کے آس پاس چالیس ہاتھ تک کنویں کا حاشیہ اس کی ملکیت ہوگا مویشی وغیرہ کے لیے۔'' (ابن ماجہ)

شرح: ...... کنوئیں کی حریم سے مراد اس کی مربع جگہ ہے، یعنی چاروں طرف سے ایک جتنی جگہ چھوڑی جائے۔ یہ چالیس ہاتھ مربع ہے۔ اور یہ اس زمین کی بات ہے جہاں کنواں ہو جو کہ بنجر زمین تھی اور کسی کی ملکیت نہ تھی۔ اگر کسی کی ملکیت تھی تو پھر یہ جگہ جائز نہیں۔ یا پھر دوسرا طریقہ ہے کہ کنوئیں میں لٹکائی جانے والی رسی جتنی لمبی ہو، اس کے مطابق کنوئیں کے چاروں طرف سے جگہ گھیر لی جائے تا کہ جانور اس میں بیٹھ سکیں۔ (انجاز الحاجہ: ۷/ ۵۰۶)

٤٩٦٨۔عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، رَفَعَهٗ: مَنْ أَعَانَ عَلَى خُصُوْمَةٍ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ أَحَقٌّ أَوْ بَاطِلٌ فَهُوَ فِي سَخَطِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْزِعَ، وَمَنْ مَشٰى مَعَ قَوْمٍ يَرٰى أَنَّهٗ شَاهِدٌ وَلَيْسَ بِشَاهِدٍ فَهُوَ شَاهِدُزُوْرٍ. (رواه الطبراني في الأوسط بلين مطولا.)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسولِ اکرم ﷺ کا یہ قول نقل کیا کہ جس نے مقدمہ بازی میں ایک فریق کی مدد کی، اور اس کو علم نہیں تھا کہ یہ حق ہے یا باطل ہے، تو وہ اللہ تعالیٰ کے غصے میں ہوگا یہاں تک کہ اس سے باز آ جائے۔ اور جو شخص کسی قوم کے ساتھ گیا تا کہ وہ گواہ خیال کیا جائے، اور گواہ نہ ہو تو وہ جھوٹی گواہی دینے والے کی مثل ہے۔'' (الاوسط، سند کمزور)

٤٩٦٩۔عَنْ اَوْسِ بْنِ شُرَحْبِيْلَ، رَفَعَهٗ: مَنْ مَشٰى مَعَ ظَالِمٍ لِيُعِيْنَهٗ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهٗ ظَالِمٌ فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الإِسْلَامِ. (رواه الطبراني في الكبير ٦١٩، وَفِيْهِ عَيَّاشُ بْنُ يُوْنُسَ)

''سیدنا اوس بن شرحبیل رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: جو ظالم کے ساتھ تعاون کرنے کی غرض سے چلا اور وہ جانتا تھا کہ وہ ظالم ہے تو وہ اسلام سے خارج ہوا۔'' (الکبیر اور اس میں عیاش بن یونس ہے)

الوقف والصلح والأمانة.

وقف، صلح اور امانت کا بیان

٤٩٧٠۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما أَنَّ عُمَرَ اَصَابَ أَرْضاً بِخَيْبَرَ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ يَسْتَأْمِرُهٗ فِيْهَا

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو خیبر میں زمین حاصل ہوئی تو وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں

(٤٩٦٧) ابن ماجه: ٢٤٨٦۔ حسن، البانی: ٢٠١٦.

(٤٩٦٨) طبرانی اوسط، وفيه رجاء السقطي ضعفه ابن معين ووثقه ابن حبان، هيثمي: ٧٠٦٥.

(٤٩٦٩) طبرانی کبیر: ٦١٩۔ وفيه عياش بن يونس، ولم اجد من ترجمه وبقية رجاله وثقوا وفي بعضهم كلام، هيثمي: ٧٠٦٤.

فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي أَصَبْتُ أَرْضًا بِخَيْبَرَ لَمْ أُصِبْ مَالاً قَطُّ أَنْفَسَ عِنْدِيْ مِنْهُ فَمَا تَأْمُرُ بِهِ قَالَ إِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ أَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا قَالَ فَتَصَدَّقَ بِهَا عُمَرُ أَنَّهُ لاَ يُبَاعُ وَلاَ يُوْهَبُ وَلاَ يُوْرَثُ وَتَصَدَّقَ بِهَا فِي الْفُقَرَاءِ وَفِي الْقُرْبٰى وَفِي الرِّقَابِ وَفِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ.

حاضر ہوئے۔ اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے خیبر میں زمین حاصل ہوئی ہے۔ اور مجھے کبھی کوئی مال جائیداد ہاتھ نہیں آیا جو اس کی مثل میرے نزدیک عمدہ اور نفیس ہو۔ اس کے متعلق آپ ﷺ کیا حکم دیتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو چاہے تو اصل کو اپنے پاس رکھ اور پیداوار صدقہ کر دے۔ پس عمر رضی اللہ عنہ نے صدقہ کر دی اس پر کہ یہ نہ تو فروخت کی جائے گی نہ ھبہ کی جائے گی۔ اور نہ اس میں میراث جاری ہوگی بلکہ یہ فقراء، قرابت دار اور گردن آزاد کرنے میں، اور مجاہدین فی سبیل اللہ کے لیے، اور مسافروں پر صدقہ کے لیے ہے۔''

٤٩٧١۔ وَفِي رِوَايَةٍ: وَالضَّيْفِ لاَ جُنَاحَ عَلٰي مَنْ وَّلِيَهَا أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا بِالْمَعْرُوْفِ وَيُطْعِمَ غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ، قَالَ فَحَدَّثْتُ بِهِ ابْنَ سِيْرِيْنَ فَقَالَ غَيْرَ مُتَأَثِّلٍ مَالاً. (هُمَا لِلْبُخَارِيِّ٢٧٣٧)

''ایک روایت میں ہے: اور مہمان کے لیے اور جو اس کا متولی ہوگا وہ اس سے معروف طریقے سے کھا سکتا ہے اور کھلا بھی سکتا لیکن اپنے پاس جمع نہیں کر سکتا۔'' دونوں روایات بخاری کی ہیں۔

٤٩٧٢۔ عَنْ يَحْيَي بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ صَدَقَةِ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ نَسَخَهَا لِي عَبْدُالْحَمِيْدِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هٰذَا مَاكَتَبَ عَبْدُ اللّٰهِ عُمَرُ فِي ثَمْغٍ فَقَصَّ مِنْ خَبَرِهِ نَحْوَ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ، وَفِيْهِ: فَمَا عَفَا عَنْهُ مِنْ ثَمَرِهِ فَهُوَ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ قَالَ وَسَاقَ الْقِصَّةَ قَالَ وَإِنْ شَاءَ وَلِيُّ ثَمْغٍ اشْتَرٰى مِنْ ثَمَرِهِ رَقِيْقًا لِعَمَلِهِ وَكَتَبَ مُعَيْقِيْبٌ وَشَهِدَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الأَرْقَمِ

''جناب یحییٰ بن سعید نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے صدقہ (وقف) کے متعلق بیان کیا اور کہا: مجھے یہ تحریر ان کے پڑپوتے عبدالحمید بن عبداللہ بن عبداللہ بن عمر خطاب رضی اللہ عنہ نے نقل کر کے دی: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ یہ تحریر اللہ کے بندے عمر نے ثمغ والی جائیداد کے بارے میں لکھی ہے۔ اور مذکورہ بالا روایت نافع کی مانند بیان کی، اس میں تھا کہ ''متولی مال جمع کرنے والا نہ ہو۔ اس کے لفظ تھے غَيْرَ مُتَأَثِّلٍ مَالًا اور جو پھل زائد رہے تو وہ سوالیوں اور ناداروں کا حق ہے۔ اور پورا قصہ بیان کیا تو کہا: اور اگر ثمغ کا متولی چاہے تو اس کے پھل (آمدنی) سے کام کاج کے لیے غلام بھی خرید سکتا ہے۔ اور

(٤٩٧١) بخاری: ٢٧٣٧۔ مسلم: ١٦٣٣۔ ترمذی: ١٣٧٥۔ نسائی: ٣٦٠٤۔ ابوداؤد: ٢٨٧٨۔ ابن ماجه: ٢٣٩٧۔ احمد: ٦٠٤٢.
(٤٩٧٢) ابوداؤد: ٢٨٧٨۔ صحيح، البانی: ٢٥٠٣۔ بخاری: ٢٧٧٣۔ مسلم: ١٦٢٣۔ احمد: ٥١٥٧.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هٰذَا مَاأَوْصَى بِهِ عَبْدُ اللّٰهِ عُمَرُ أَمِيْرُالْمُؤْ مِنِيْنَ . إِنْ حَدَثَ بِهِ حَدَثٌ أَنَّ ثَمْغاً وَصِرْمَةَ بْنَ الأَكْوَعِ وَالْعَبْدَ الَّذِيْ فِيْهِ وَالْمِائَةَ سَهْمِ الَّتِيْ بِخَيْبَرَ وَرَقِيْقَهُ الَّذِيْ فِيْهِ وَالْمِائَةَ الَّتِيْ أَطْعَمَهُ مُحَمَّدٌ ﷺ بِالْوَادِي تَلِيْهِ حَفْصَةُ مَا عَاشَتْ ثُمَّ يَلِيْهِ ذُوْالرَّأْيِ مِنْ أَهْلِهَا أَنْ لاَ يُبَاعَ وَلاَ يُشْتَرَى يُنْفِقُهُ حَيْثُ رَأٰي مِنَ السَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ وَذَوِي الْقُرْبَى وَلاَ حَرَجَ عَلٰى مَنْ وَّلِيَهُ إِنْ أَكَلَ أَوْ آكَلَ أَوِاشْتَرَى رَقِيْقًا مِنْهُ . (رواه أبوداود' ٢٨٧٨)

(ایک دوسری تحریر اس کو) معیقیب رضی اللہ عنہ نے قلم بند کیا اور جناب عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ نے گواہی دی: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ یہ وصیت نامہ ہے جو اللہ کے بندے، امیرالمومنین عمر کی طرف سے ہے کہ اگر میرے ساتھ کوئی حادثہ پیش آ جائے (وفات پا جاؤں) تو ثمغ اور صرمہ بن اکوع والی جائیداد اور وہ غلام جو وہاں ہیں اور خیبر (کی غنیمت سے حاصل ہونے) والے سو حصے اور اس میں جو غلام ہیں اور وہ سو حصے جو حضرت محمد ﷺ نے وادی (قر) میں (اپنے اہل کے) خرچ اخراجات کے لیے چھوڑے ہیں ان کی متولی (ام المومنین) حفصہ رضی اللہ عنہا ہوں گی جب تک یہ حیات رہیں۔ ان کے بعد ان کے اہل میں سے صاحب رائے اس کے متولی ہوں گے۔ اور شرط یہ ہے کہ اس جائیداد کو بیچا نہیں جائے گا، خریدا نہیں جائے گا۔ متولی اپنی سمجھ کے مطابق سوالیوں، ناداروں اور قرابتداروں میں خرچ کرے گا۔ اور اس کے متولی پر کوئی حرج نہیں کہ خود کھائے اور (آنے جانے والے مہمانوں کو) کھلائے یا غلام خریدے۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......اسلام میں سب سے پہلا وقف یہ تھا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیا ہے۔ جو چیز وقف کر دی جائے اسے آگے فروخت یا ہبہ کرنا منع ہے۔

مگر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ وقف چیز فروخت کرنے کو جائز سمجھتے ہیں۔ ان کے شاگرد رشید امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اگر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو یہ حدیث پہنچ جاتی تو وہ اپنی رائے سے رجوع کر لیتے۔

تاہم یہ مدنظر رہے کہ اگر وقف شدہ املاک میں نقص آ جائے اس سے منافع میں کمی واقع ہو تو پھر زیادہ مفید بنانے کے لیے اسے تبدیل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر ضرورت نہ ہو تو پھر وقف شدہ چیز فروخت کرنا سخت منع ہے۔

ان احادیث نے وقف کا مطلب بھی واضح کر دیا ہے کہ وقف شدہ املاک کی اصل کسی غیر کی ملکیت نہیں بن سکتی اور نہ ہی اس میں تصرف ہوسکتا ہے۔ جیسا کہ کسی چیز کو ہبہ کرنے یا فروخت کرنے کا اختیار ہوتا ہے، وقف میں نہ ہوگا۔

وقف میں اتنا ہی تصرف ہوسکتا ہے کہ امور خیر میں اسے صرف کیا جائے، جس میں فقراء، مساکین، قرابتدار، دعوت الی اللہ کا کام کرنے والے، جہاد فی سبیل اللہ کرنے والے، مساجد، مسافر، مہمان اور دینی طلباء وغیرہ اس کی پیداوار سے

فائدہ اٹھائیں۔ یا پھر اس وقف کی نگرانی کرنے والا، دستور کے مطابق کھانا یا لباس وغیرہ کا فائدہ اٹھا سکتا ہے اور اس کا دوست ہو تو اسے بھی دستور کے مطابق کھانے کے لیے دے سکتا ہے۔ علاوہ ازیں وقف میں کسی قسم کا تصرف جائز نہیں۔

یہ وقف کا عمل ایک جاری رہنے والی نیکی ہے اس کی یہی فضیلت کافی ہے اس لیے جب بھی کوئی املاک وقف کی جائیں تو عمدہ مال اور پاکیزہ مال سے کی جائیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ (آل عمران: ۹۲)

''تم ہرگز نیکی کی روح تک نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ تم وہ چیز خرچ نہ کرو جو تم پسند کرتے ہو۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَ مِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ﴾

(البقرة: ۲٦۷)

''اے ایماندارو! اپنی کمائی میں سے پاکیزہ چیزیں خرچ کرو اور جو کچھ ہم نے زمین میں سے نکالا ہے اس سے بھی خرچ کرو۔'' (تفہیم الاسلام: ۲/۲۳۲)

٤٩٧٣ــ عَنْ سَعْدِبْنِ عُبَادَةَ أَنَّهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ قَالَ الْمَاءُ قَالَ فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ هٰذِهِ لِأُمِّ سَعْدٍ. (رواه أبوداود، ١٦٨١)

''سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری والدہ فوت ہوئی ہے تو کون سا صدقہ افضل ہوگا؟ فرمایا: پانی۔ تو سعد رضی اللہ عنہ نے کنواں کھودوایا اور کہا: یہ سعد کی ماں کی طرف سے ہے۔'' (ابوداؤد)

شــرح: ...... مدینہ منورہ میں پانی کی قلت تھی یا پھر اس لیے کنوئیں کا کہا کہ زندگی میں پانی کی اکثر ضرورت پڑتی رہتی ہے، اور پانی دینی اور دنیاوی طور پر بہت مفید ہے، خصوصاً گرم شہروں میں جیسا کہ عرب کا علاقہ تھا۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنواں لگانے کی ترغیب دلائی تھی۔ (عون المعبود: ۲/۵۴)

یہ صدقہ جاریہ ہے، تیجا، دسواں، ساتواں، چالیسواں وغیرہ ثابت نہیں ایصال ثواب کے لیے صدقہ جاریہ کریں۔ (گوندلوی)

٤٩٧٤ــ عَنْ زَيْدٍعَنْ أَبِيهِ أَنَّهٗ سَمِعَ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ رضي الله عنه يَقُوْلُ أَمَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَوْ لاَأَنْ أَتْرُكَ آخِرَ النَّاسِ بَبَّاناً لَيْسَ لَهُمْ

''اسلم کہتے ہیں کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر یہ فکر نہ ہوتی کہ میں آئندہ آنے والے لوگوں کو خالی ہاتھ چھوڑ جاؤں گے

(٤٩٧٣) ابوداؤد: ١٦٨١۔ حسن، البانی: ١٤٧٤۔ نسائی: ٣٦٦٦۔ ابن ماجه: ٣٦٨٤.

(٤٩٧٤) بخاری: ٤٢٣٥۔ ابوداؤد: ٣٠٢٠۔ احمد: ٢٨٦.

شَيْءٌ مَا فُتِحَتْ عَلَيَّ قَرْيَةٌ إِلاَّ قَسَمْتُهَا كَمَا قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ خَيْبَرَ وَلٰكِنِّي أَتْرُكُهَا خِزَانَةً لَهُمْ يَقْتَسِمُوْنَهَا . (رواه البخاري، ٤٢٣٥)

اور ان کے پاس کوئی چیز باقی نہ ہوگی تو جو شہر وغیرہ میں فتح کرتا اس کو تقسیم کر دیتا جیسا رسول اللہ ﷺ نے خیبر کو تقسیم کر دیا تھا مگر میں اس کو لوگوں کے لیے جمع شدہ مال چھوڑ جاتا ہوں تاکہ وہ اس کے فوائد تقسیم کرتے رہیں۔'' (بخاری)

شرح: ......اس کا مقصد یہ ہے کہ اگر میں (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) ہر بستی کے فتح کرنے والے پر ہی مال غنیمت تقسیم کر دیتا تو بعد میں آنے والے مسلمانوں کے لیے کوئی چیز باقی نہ رہتی۔ تمنا تو یہی تھی کہ میں جو علاقہ فتح کرتا اس کا مال غنیمت بھی انہی پر تقسیم کرتا۔ لیکن جب میں دوسرے مسلمانوں کو دیکھتا ہوں تو میں غنیمت لوٹنے والوں میں مال تقسیم نہیں کرتا بلکہ اسے مال وقف بنا دیتا ہوں تاکہ سب فائدہ اٹھائیں۔ (عون المعبود: ۳/۱۲۲)

٤٩٧٥ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ مُعْتَمِرًا فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَنَحَرَ هَدْيَهُ وَحَلَقَ رَأْسَهُ بِالْحُدَيْبِيَةِ وَقَاضَاهُمْ عَلٰى أَنْ يَعْتَمِرَ الْعَامَ الْمُقْبِلَ وَلاَ يَحْمِلُ سِلاَحًا عَلَيْهِمْ إِلاَّ سُيُوْفًا وَلاَ يُقِيْمَ بِهَا إِلاَّ مَا أَحَبُّوْا فَاعْتَمَرَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فَدَخَلَهَا كَمَا كَانَ صَالَحَهُمْ فَلَمَّا أَنْ أَقَامَ بِهَا ثَلاَثًا أَمَرُوْهُ أَنْ يَخْرُجَ فَخَرَجَ . (رواه البخاري ، ٤٢٥٢)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ عمرہ کرنے کی غرض سے تشریف لے گئے۔ مگر آپ ﷺ اور بیت اللہ کے درمیان کفار قریش رکاوٹ بن کر حائل ہو گئے۔ پس آپ ﷺ نے جانور بھی ذبح کیا اور اپنا سر بھی مقام حدیبیہ میں مونڈوا دیا۔ اور کفار سے ان شرائط پر معاہدہ کیا کہ آپ ﷺ آئندہ سال عمرہ کریں گے۔ اور ان کے سامنے تلوار کے سوا کوئی ہتھیار نہیں لائیں گے۔ اور اتنا عرصہ ٹھہریں گے جتنا اہل مکہ پسند کریں گے۔ پس آپ ﷺ نے آئندہ سال عمرہ کیا، مکہ میں داخل ہوئے جیسا کہ صلح کا معاہدہ تھا، اور جب تین دن ٹھہر چکے تھے تو کفار نے مکہ سے نکلنے کا کہا تو آپ ﷺ نکل گئے۔'' (البخاری)

شرح: ...... نبی اکرم ﷺ نے جو معاہدہ کرتے ہوئے شرائط طے کی تھیں، ان پر کاربند رہتے ہوئے عمل کیا۔ اور صلح کو برقرار رکھا۔ (فتح الباری: ۷/ ۵۰۸)

٤٩٧٦ـ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ﴿وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا﴾ قَالَتْ هِيَ الْمَرْاَةُ تَكُوْنُ عِنْدَ الرَّجُلِ لاَ يَسْتَكْثِرُ

''عائشہ رضی اللہ عنہا اس آیت کی تفسیر میں کہتی ہیں (اگر عورت اپنے خاوند کے بگاڑ سے ڈرتی ہو) یہ آیت اس عورت کے متعلق نازل کی گئی ہے جو ایسے خاوند کے عقدے میں ہو جو اس سے

(٤٩٧٥) بخاری: ٤٢٥٢ـ احمد: ٦٠٣١.

(٤٩٧٦) بخاری: ٥٢٠٦ـ مسلم: ٣٠٢١ـ ابوداؤد: ١٣٥.

مِنْهَا فَيُرِيْدُ طَلَاقَهَا وَيَتَزَوَّجُ غَيْرَهَا تَقُوْلُ لَهُ أَمْسِكْنِي وَلَا تُطَلِّقْنِي ثُمَّ تَزَوَّجْ غَيْرِي فَأَنْتَ فِي حِلٍّ مِنَ النَّفَقَةِ عَلَيَّ وَالْقِسْمَةِ لِي فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ﴾ (رواه البخاري، ٥٢٠٦)

زیادہ رغبت نہ رکھتا ہو اور اس کو طلاق دے کر دوسری عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہو۔ تو عورت اس کو کہے مجھے نکاح میں رکھ اور مجھے طلاق نہ دے پھر میرے علاوہ دوسری عورت سے نکاح کر اور میرا نفقہ بھی تیرے لیے حلال ہے اور تقسیم بھی۔ تو یہ وہ صلح کی صورت ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا قول وارد ہوا ہے (پس نہیں گناہ ان دونوں پر کہ وہ صلح کریں اور صلح ہی بہتر ہے۔'' (بخاری)

شرح: ......ایک بیوی اپنے خاوند کے گھر ہوتی تو اس سے جدا ہونا پسند نہ کرتی تھی تو یہ آپس میں اس بات پر صلح کرتے کہ وہ اس کے پاس تین یا چار دن آئے گا۔ دوسرا واقعہ یہ بھی آتا ہے کہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے نکاح میں ایک عورت تھی اس پر وہ ایک نوجوان لڑکی بیاہ لائے تو اسے پہلی بیوی پر ترجیح دینے لگے، تو اس نے جھگڑا کیا تو انہوں نے اسے طلاق دے دی۔ صلح کی ایک یہ صورت بھی ہے کہ ایک سوتن دوسری کو اپنی باری دے کر صلح کر لے تو یہ بھی صلح ہے۔

اس حدیث میں میاں بیوی کی آپس میں صلح کو بہتر قرار دیا گیا ہے۔ (فتح الباری: ۸/ ۳٦٦)

٤٩٧٧ ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رضي الله عنهما أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رُجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَيْرَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فِي شِرَاجِ الْحَرَّةِ الَّتِي يَسْقُوْنَ بِهَا النَّخْلَ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ سَرِّحِ الْمَاءَ يَمُرُّ فَأَبَى عَلَيْهِ فَاخْتَصَمَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلزُّبَيْرِ أَسْقِ يَازُبَيْرُ ثُمَّ أَرْسِلِ الْمَاءَ إِلَى جَارِكَ فَغَضِبَ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ أَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ اسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ احْبِسِ الْمَاءَ حَتّٰى يَرْجِعَ إِلَى الْجُدُرِ فَقَالَ الزُّبَيْرُ وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَحْسِبُ هٰذِهِ الآيَةَ نَزَلَتْ فِي ذٰلِكَ ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

''سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک انصاری مرد نے زبیر رضی اللہ عنہ سے حرہ کے نالے میں جس کا پانی مدینہ کے لوگ کھجور کے درختوں کو دیا کرتے تھے۔ اپنے جھگڑے کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ انصاری رضی اللہ عنہ زبیر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا: پانی کو آگے جانے دو لیکن زبیر رضی اللہ عنہ کو اس سے انکار تھا۔ اور یہی جھگڑا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: (پہلے اپنا باغ) سینچ لے پھر اپنے پڑوسی بھائی کے لیے جلدی جانے دے۔'' اس پر انصاری کو غصہ آ گیا اور انہوں نے کہا: ہاں، زبیر آپ کی پھوپھی کے لڑکے ہیں نا! بس رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا۔ آپ نے فرمایا: ''اے زبیر! تم سیراب کر لو۔ پھر پانی کو اتنی دیر تک روکے رکھو کہ وہ منڈیروں

(٤٩٧٧) بخاری: ٢٣٦٠ـ مسلم: ٢٣٥٧ـ ترمذی: ٣٠٢٧ـ نسائی: ٥٤١٦ـ ابوداؤد: ٣٦٣٧ـ ابن ماجه: ٢٤٨٠ـ احمد: ١٤٢٢.

حَتّٰـى يُـحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُـمْ﴾(رواه البخاري، ٢٣٦٠)

تک چڑھ جائے۔ زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میرا تو خیال ہے کہ یہ آیت اسی باب میں نازل ہوتی ہے، ہرگز نہیں تیرے رب کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے، جب تک اپنے جھگڑوں میں تجھ کو حاکم نہ تسلیم کرلیں۔“

٤٩٧٨ـ وَفِـي رِوَايَةٍقَـالَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ: وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَبْـلَ ذٰلِكَ أَشَارَعَلَى الـزُّبَيْـرِ بِـرَأْيٍ سَـعَةٍ لَـهٗ وَلِلأَنْصَارِيِّ فَلَمَّا أَحْفَظَ الأَنْصَارِيُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَوْعَى لِـلـزُّبَيْـرِ حَـقَّـهٗ فِيْ صَرِيْحِ الْحُكْمِ. (رواه البخاري ٢٧٠٨)

”ایک روایت ہے کہ عروہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے اولاً زبیر رضی اللہ عنہ کو وہ ارشاد فرمایا تھا جس میں انصاری کے لیے زیادہ وسعت تھی پھر جب انصاری نے رسول اللہ ﷺ کو ناراض کیا اور غصہ دلایا گیا تو آپ ﷺ نے صریح حکم کے ساتھ زبیر رضی اللہ عنہ کا جو حق تھا وہ پورا لینے کا حکم فرمادیا۔“ (مالک کے علاوہ چھ نے روایت کیا)

شـــرح: ......ان میں بھی صلح کی صورت بیان کی ہے کہ پہلے نچلی زمین والا سیراب کرے اس کے بعد ٹخنوں تک پانی آئے تو اوپر والی زمین والا سیراب کرلے۔

یہ بات شدت جذبات میں آکر انصاری نے کہہ دی تھی کہ یہ تمہاری پھوپھی کا بیٹا ہے۔ وگرنہ ایک صحابی سے یہ توقع نہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ یہ اندازِ گفتگو اختیار کرے۔ لہٰذا آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ جذبات سے مغلوب ہو کر یہ بات کہنے والا کامل ایماندار نہیں۔ (جائزۃ الاحوذی: ۲/ ۶۰۵)

٤٩٧٩ـ عَـنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ، اَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَـلِـيٍّ قَالَ: لَوْ نَظَرْتُمْ مَا بَيْنَ جَابِرِسٍ إِلَى جَـابِلِقٍ مَا وَجَدْتُمْ رَجُلاً جَدُّهٗ نَبِيٌّ غَيْرِيْ، وَأَخِـيْ، وَإِنِّـي أَرَى اَنْ تَـجْتَـمِـعُـوْا عَلَى مُـعَـاوِيَةَ ﴿وَإِنْ أَدْرِي لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَكُمْ وَمَتَاعٌ إِلَـى حِيْـنٍ﴾ قَالَ مَعْمَرٌ: جَابِرِسٍ وَجَابِلِقٍ الْـمَشْـرِقُ وَالْـمَـغْـرِبُ. (الـطبـراني في الكبير، ٢٧٨٠)

”ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگو! اگر تم مشرق سے مغرب تک تلاش کرو تو تمہیں میرے اور میرے بھائی کے بغیر کوئی آدمی نظر نہیں آئے گا کہ جس کے نانا نبی کریم ﷺ ہوں۔ اس کے باوجود میری رائے ہے کہ تم معاویہ رضی اللہ عنہ پر متفق ہو جاؤ۔ تاہم مجھے کیا معلوم شائد وہ تمہارے لیے فتنہ اور آزمائش ہو اور ایک وقت تک سامان ہو۔ معمر کے بقول جابرس اور جابلق سے مشرق اور مغرب مراد ہے۔ (الکبیر)

(٤٩٧٨) بخاری: ٢٧٠٨۔ مسلم: ٢٣٥٧۔ ترمذی: ٣٠٢٧۔ نسائی: ٥٤١٦۔ ابوداؤد: ٣٦٣٧۔ ابن ماجه: ٢٤٨٠۔ احمد: ١٤٢٢.
(٤٩٧٩) طبرانی کبیر: ٢٧٨٠۔ ورجاله رجال الصحيح، هيثمی: ٧٠٧٣.

٤٩٨٠ ـ عَـنْ كَثِيْـرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَبْنِ عَـوْفٍ الْمُزَنِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ الـصُّلْحُ جَائِزٌ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ إِلَّا صُـلْـحـاً حَـرَّمَ حَلاَلاً أَوْ اَحَـلَّ حَرَامًا وَالْـمُسْـلِـمُـوْنَ عَلَى شُرُوْطِهِمْ إِلَّا شَرْطًا حَـرَّمَ حَـــلَالًا أَوْ أَحَلَّ حَـرَامـاً . (رواه الترمذي ، ١٣٥٢)

''کثیر بن عبداللہ اپنے باپ سے وہ اس کے دادا سے روایت کرتا ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: ہر صلح مسلمانوں کے درمیان جائز ہے۔مگر وہ صلح جائز نہیں جو حلال کو حرام یا حرام کو حلال کر دے۔اور مسلمان اپنی شرائط پر رہیں گے مگر وہ شرط جو حلال کو حرام یا حرام کو حلال کر دے۔'' (ترمذی)

شــــرح: ......شروط کا ایک اصول بیان ہوا ہے یعنی معاملات یا معاہدے وہی درست ہیں جو طے پانے والے آپس میں جب طے پائیں تو ان میں حرام کو حلال اور حلال کو حرام قرار نہ دیا گیا ہو۔

مثلاً ایک آدمی گائے یا بیل خریدتا ہے وہ اس میں شرط لگاتا ہے کہ یہ عمر ہو، یہ اوصاف ہوں،تو یہ شرط جائز ہے اور نافذ بھی ہوگی۔ یا خریدار پہلے کہہ لیتا ہے کہ جو چیز میں خرید رہا ہوں، اس کی قیمت کا فلاں حصہ میں فلاں وقت ادا کروں گا۔ یا گھر فروخت کرنے والا کہتا ہے: میں نے فروخت کر دیا مگر میں ایک سال تک اس میں رہوں گا۔ یا گاڑی فروخت کرنے والا کہتا ہے کہ میں ایک ماہ اسے استعمال کرنے کے بعد حوالے کروں گا،تو یہ تمام شرطیں جائز ہیں۔

اسی طرح عدل وانصاف پر مبنی شرطیں کوئی بھی کمپنی یا ادارہ لگائے تو جائز ہیں انصاف نہ ہو تو پھر جائز نہیں۔

اور اسی طرح بیوی خاوند پر شرائط عائد کرے کہ یہ اسے رہائش دے۔ اتنا خرچہ دے وغیرہ تو یہ بھی جائز ہیں۔ اس کی تو باقاعدہ وضاحت ہے کہ وہ شرائط بہت ہی زیادہ پورا کرنے کے لائق ہیں جن کی وجہ سے عصمتیں حلال ہوئی ہیں یعنی نکاح کے وقت والی شرطیں۔ (بخاری مسلم)

اسی طرح حرام شرطین جائز نہیں مثلاً کوئی عورت کہتی ہے کہ اس عورت کو طلاق دو میں تب رہوں گی، یہ حرام شرط ہے۔ یا کوئی یہ شرط لگائے کہ مظلوم اور پریشان حال کی مدد نہ کی جائے،فقیروں اور محتاجوں کی اعانت نہ کی جائے۔

بہر صورت نتیجہ یہی ہے کہ صلح کا معاملہ ہو تو حرام کو حلال یا حلال کو حرام والی کوئی شرط نہ ہو تو صلح بہتر ہے اور مسلمان اس شرط کی ہمیشہ پاسداری کرتا ہے یہ مسلمان کی زندگی کا بنیادی اصول ہے۔ (تفہیم الاسلام: ٢/ ١٥٥)

(٤٩٨٠) ترمذي: ١٣٥٢ـ صحيح، الباني: ١٠٨٩ـ ابن ماجه: ٢٣٥٣.

٤٩٨١ـ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ اَهْلَ قُبَاءٍ اقْتَتَلُوْا حَتّٰى تَرَامَوْا بِالْحِجَارَةِ فَأُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِذٰلِكَ فَقَالَ اِذْهَبُوْا بِنَا نُصْلِحُ بَيْنَهُمْ. (رواه البخاري، ٢٦٩٣)

''سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل قبا آپس میں لڑے یہاں تک کہ ایک دوسرے کو پتھر مارے۔ نبی کریم ﷺ کو بتایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہمارے ساتھ چلو ہم ان کے درمیان صلح کرادیں۔'' (بخاری)

شرح: ......اس سے صلح کی اہمیت پر روشنی پڑتی ہے کہ آپ ﷺ نے لڑائی کا سنتے ہی ان کی صلح کے لیے جانے کا اظہار فرمادیا، صلح کے بعد واپس تشریف لائے۔ (گوندلوی)

٤٩٨٢ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اَدِّ الأَمَانَةَ إِلٰى مَنِ ائْتَمَنَكَ وَلاَ تَخُنْ مَنْ خَانَكَ. (رواه الترمذی، ١٢٦٤)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: امانت اس تک پہنچا جس نے تجھے امین بنایا ہے۔ اور تو اس کی خیانت نہ کر جس نے تیری خیانت کی ہے۔'' (ترمذی)

شرح: ......اس حدیث میں امانت ادا کرنے کا حکم ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰى اَهْلِهَا﴾ (النسآء: ٥٨)

''بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے اہل کے سپرد کرو۔''

لیکن جو تم سے خیانت کا معاملہ کرتا ہے تم اس کے مقابلہ میں خیانت نہ کرو۔ تاہم اگر کسی نے دوسرے سے حق لینا ہے وہ دے نہیں رہا تو اپنے حق کے مطابق اس کے مال سے رکھ سکتا ہے، یہ خیانت نہیں، نہ ہی دھوکہ ہے۔ زائد نہ لے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۲/۵۳۲)

٤٩٨٣ـ عَنْ اَبِى مُوْسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِنَّ الْخَازِنَ الْمُسْلِمَ الأَمِينَ الَّذِىْ يُنْفِذُ وَرُبَّمَا قَالَ يُعْطِى مَا أُمِرَ بِهِ فَيُعْطِيهِ كَامِلًا مُوَفَّرًا طَيِّبَةً بِهِ نَفْسُهُ فَيَدْفَعُهُ اِلَى الَّذِي أُمِرَ لَهُ بِهِ أَحَدُ الْمُتَصَدِّقِيْنِ.

''سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: مسلمان اور امانت دار خزانچی جو خرچ کرتا ہے۔ ایک مرتبہ فرمایا: جب وہ امیر کے حکم کے مطابق خوش دلی سے پورا پورا مال اس شخص کے حوالے کر دیتا ہے، جس کے لیے حکم ہوا ہے تو اسے بھی صدقہ کرنے والے کے برابر میں ثواب ہوتا ہے۔''

شرح: ...... یہاں ایک خازن (منشی) کے لیے جو اوصاف بیان ہوئے ہیں ان کا اعتبار ضروری ہے۔ حدیث میں

(٤٩٨١) بخاری: ٢٦٩٣ـ مسلم: ٤٢١ـ نسائی: ٥٤١٣ـ ابوداؤد: ٩٤٠ـ ابن ماجه: ١٠٣٥ـ احمد: ٢٢٣٤١ـ مؤطا: ٣٩٢ـ دارمی: ١٣٦٤.

(٤٩٨٢) ترمذی: ١٢٦٤ـ صحیح، البانی: ١٠١٥ـ ابوداؤد: ٣٥٣٥ـ دارمی: ٢٥٩٧.

(٤٩٨٣) مسلم: ١٠٢٣ـ بخاری: ٢٣١٩ـ نسائی: ٢٥٦٠ـ ابوداؤد: ١٦٨٤ـ احمد: ١٩٢٠٧.

بیان کردہ اوصاف میں یہ بھی ہے کہ خازن (منشی) مسلمان ہو، کافر ہو گا تو یہ اجر نہ ہوگا۔ امانتدار ہو اگر امانتدار نہ ہو خیانت والا ہو تو اجر تو در کنار رہا الٹا گناہ ہوگا۔ اور خوش دلی سے خازن خرچ کرے اگر خوش دلی سے نہیں کرتا تو اجر نہ ہوگا کیونکہ اس طرح اس کی نیت نہیں ہوتی۔

اس حدیث سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ ان اوصاف والا خازن باقاعدہ صدقہ کرنے والا شمار ہوتا ہے، اور مال کا مالک علیحدہ صدقہ کرنے والا شمار ہوتا ہے، دونوں کو صدقہ کا علیحدہ علیحدہ اجر ہوگا۔ اطاعت کے کام میں مشارکت بھی اجر کا باعث بن جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان دونوں کا یہ نیک عمل ایک دوسرے کے اجر میں کمی کا باعث نہیں بنتا۔ علیحدہ علیحدہ اجر ملتا ہے۔

ہاں! یہ ضروری نہیں کہ اجر میں دونوں برابر ہوں، اس میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ مثلاً ایک مال والا اپنے منشی کو سو روپیہ دیتا ہے کہ اسے مستحق تک پہنچا دو، وہ اس کے گھر پہنچا تا ہے تو مالک مال کو زیادہ اجر ملے گا بہ نسبت منشی کے ثواب کے۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ مالک منشی کو اس سے کم تر چیز دیتا ہے اور اس سے دور مقام پر محتاج ہو یہ منشی سے کہتا ہے اس کے گھر پہنچا دو تو اس میں مالک کی بہ نسبت منشی کو زیادہ اجر ہوگا کیونکہ یہ زیادہ مشقت اٹھا رہا ہے۔

اور یہ صرف اجر کا معاملہ منشی کے لیے ہی نہیں آدمی جس آدمی کو بھی اپنے اہل وعیال کے خرچہ کا ذمہ دار بناتا ہے، یا غلام ہو، بیوی ہو یا مہمانوں کے کھانے پر جسے نگران بنایا گیا ہو سب کے لیے یہی ثواب ہے۔ (عون المعبود: ۲/ ۵۶)

٤٩٨٤ ـ عَنْ زَيْدِبْنِ وَهْبٍ حَدَّثَنَا حُذَيْفَةُ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَدِيْثَيْنِ رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنَا أَنْتَظِرُ الآخَرَ حَدَّثَنَا أَنَّ الأمَانَةَ نَزَلَتْ فِي جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ السُّنَّةِ وَحَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِهَا قَالَ يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الْوَكْتِ ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ فَيَبْقَى أَثَرُهاَ مِثْلَ الْمَجْلِ كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهُ عَلَى رِجْلِكَ فَنَفِطَ فَتَرَاهُ مُنْتَبِراً وَلَيْسَ فِيْهِ شَيْءٌ فَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُوْنَ فَلا يَكَادُ أَحَدٌ يُؤَدِّي الأمَانَةَ فَيُقَالُ

''سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے دو حدیثیں ارشاد فرمائیں: ایک کا ظہور تو میں دیکھ چکا ہوں اور دوسری کا منتظر ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے ہم سے فرمایا: امانت لوگوں کے دلوں کی گہرائیوں میں اترتی ہے۔ پھر قرآن سے پھر حدیث سے اس کی مضبوطی ہوتی جاتی ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ہم سے اٹھ جانے کے متعلق ارشاد فرمایا: آدمی ایک نیند سوئے گا تو امانت اس کے دل سے ختم ہو جائے گی۔ اور اس سے بے ایمانی کا ہلکا سا نشان پڑ جائے گا۔ پھر ایک نیند سوئے گا تو اس کا نشان چھالے کی طرح ہو جائے گا۔ جیسے تو پاؤں پر ایک چنگاری لڑھکائے تو ظاہر میں ایک چھالہ پھول آتا ہے۔ اسے پھولا ہوا دیکھتا ہے تاہم اندر کچھ نہیں ہوتا۔

(٤٩٨٤) بخاری: ٦٤٩٧ ـ مسلم: ١٤٣ ـ ترمذی: ٢١٧٩ ـ ابن ماجه: ٤٠٥٣ ـ احمد: ٢٢٧٤٤.

إِنَّ فِـي بَنِيْ فُلاَنَ رَجُلاً أَمِيْناً وَيُقَالُ لِلرَّجُلِ مَا اَعْقَلَهُ وَمَا اَظْرَفَهُ وَمَا اَجْلَدَهُ وَمَا فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ إِيْمَان وَلَقَدْ أَتَى عَلَيَّ زَمَـانٌ وَمَـاأُبَـالِـي أَيُّـكُـمْ بَايَعْتُ لَئِنْ كَانَ مُسْلِماًرَدَّهُ عَلَيَّ الإِسْلاَمَ وَإِنْ كَانَ نَصْرَانِيًّا رَدَّهُ عَـلَـيَّ سَاعِيْهِ فَأَمَّا الْيَوْمَ فَمَاكُنْتُ أُبَايِعُ إِلاَّ فُلاَنَـاً وَفُلاَنـاً . (رواه البـخـاري ٦٤٩٧،)

پھر حال یہ ہو جائے گا کہ صبح اٹھ کر لوگ خرید وفروخت کریں گے۔اور کوئی امانت دار نہیں ہوگا۔کہا جائے گا کہ بنی فلاں میں ایک امانت دار شخص ہے۔کسی شخص کے متعلق کہا جائے گا کہ کتنا عقل مند ہے، کتنا بلند حوصلہ ہے، کتنا بہادر ہے؟ حالانکہ اس کے دل میں رائی برابر ایمان نہیں ہوگا۔سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے ایک ایسا وقت بھی گزارا ہے کہ میں اس کی پروا نہیں کرتا تھا کہ کس سے خرید وفروخت کرتا ہوں اگر وہ مسلمان ہوتا تو اسے (اس کا اسلام خیانت سے روکتا تھا) اگر وہ نصرانی ہوتا تو اس کا مددگار اسے روکتا تھا۔لیکن اب میں فلاں اور فلاں کے سوا کسی سے خرید وفروخت ہی نہیں کرتا۔

شرح: ......اس حدیث میں دو پہلوؤں پر بات ہوئی ہے: (۱) کہ امانت نازل ہوئی ہے۔(۲) یہ اٹھ جائے گی۔ ایک تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے دیکھی تھی کہ امانت نازل ہوئی ہے، دوسری کے منتظر تھے، مکمل اٹھتی ہوئی تو نہ دیکھی تھی۔ اس کا آغاز ہو چکا تھا کہ اب امانت اٹھنے کا وقت شروع ہو چکا ہے۔

امانت سے مراد ایمان ہے۔ویسے تو ہر چیز میں دیانت اختیار کرنے کو امانت کہا جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ الْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًاo﴾ (الاحزاب: ۷۲)

''بے شک ہم نے اس امانت کو آسمانوں اور زمین پر اور پہاڑوں پر پیش کیا انہوں نے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے، اسے انسان نے اٹھا لیا، بے شک یہ ظالم، جاہل ہے۔''

اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ امانت جسے آسمان وزمین اٹھانے سے ڈر گئے تھے اور انسان کے دل نے اسے جگہ دی تھی یہ آہستہ آہستہ دلوں سے زائل ہوتی جائے گی۔جب اس کا ایک پہلا حصہ دل سے نکل جائے گا تو اس کا نور مٹ جائے گا۔پیچھے تاریکی چھوڑ جائے گا۔جس طرح کسی چیز پر دوسرے رنگ کا نقطہ لگا دیں تو وہ نمایاں ہوتا ہے۔اسی طرح اس کا رنگ بدل جاتا ہے۔جب امانت اس سے زیادہ ٹل جاتی ہے تو یہ مضبوط نشان کی مانند ہو جاتا ہے۔اس میں تاریکی اور بڑھ جاتی ہے۔اسی طرح جب دل سے نور امانت نکلتا جاتا ہے اس کی جگہ پر تاریکی چھاتی جاتی ہے۔اور جس طرح انگارا جسم پر پھر جائے تو نمایاں طور پر چھالے نظر آتے ہیں دل میں بددیانتی بھی نمایاں رہ جاتی ہے۔جب امانت مکمل طور پر اٹھ جائے تو پھر بیعت میں خیانت، وعدہ میں مخالفت، عہد شکنی عام ہو جاتی ہے۔

دنیا والے ایسے آدمی کو جو مال وجاہ حاصل کرنے میں بڑا ہوشیار ہوتا ہے شعر وادب اور فصاحت و بلاغت میں با اثر ہوتا ہے۔ خوبصورتی، قوت بدن شجاعت اور شان وشوکت میں دیکھ کر کہتے ہیں اور تعجب کرتے ہیں یہ کتنا ذہین آدمی ہے؟ مگر دیانت وامانت اور ایمان کے نور سے یکساں خالی ہوگا۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۴۵۸)

٤٩٨٥ ـ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَاخَطَبَنَا النَّبِيُّ ﷺ إِلَّا قَالَ لاَ إِيْمَانَ لِمَنْ لاَ أَمَا نَةَ لَهُ وَلاَدِيْنَ لِمَنْ لاَ عَهْدَ لَهُ. (رواه أحمد، ١٢٧٢٢، والموصلي والبزار والاوسط بلين)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر خطبہ میں فرمایا: اس کا ایمان نہیں جس میں امانت نہیں۔ اور اس کا دین نہیں جس میں ایفاء عہد نہیں۔'' (احمد، الموصلی، البزار، الاوسط، سند کمزور ہے)

شــــرح: ...... جب کسی میں ایمان داخل ہو جائے تو وہ مومن ہے۔ اور حقیقی مومن یہ ہے کہ لوگ اپنی جانوں اور مالوں کے بارے میں اس سے امن میں آ جائیں۔ جو خیانت کرے، اور ظلم کرے وہ کامل مومن نہیں رہتا۔ مال، عزت، عصمت اور جان کو بے تحاشا نقصان پہنچانا ایمان سے دور کر دیتا ہے اور کفر تک پہنچا دیتا ہے۔ مشہور مقولہ ہے کہ نافرمانیاں کفر کا ڈاکیا ہیں۔

اور عہد شکنی بھی دین میں نقص پیدا کرتی ہے۔ یہ عہد شکنی اللہ سے بھی ہے۔ ایک عہد تو اس نے ازل سے لے رکھا ہے کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ ہم نے اقرار کیا تھا تو ہی ہمارا رب ہے۔ (اعراف: ۱۷۲)

اب اگر اس کے علاوہ کسی دوسرے کی پرستش کریں گے تو یہ عہد شکنی ہے۔ دوسرا عہد اس اللہ نے اس وقت لیا تھا جب آدم علیہ السلام کو جنت سے اتارا تھا کہ میری کتاب اور میرے پیغمبر کی ہدایت پر کاربند رہنا۔ (البقرہ: ۳۸)

اور ایک عہد بندوں کا آپس میں ہوتا ہے کہ آپس میں یہ عہد بھی پورا کریں، نہ کریں گے تو یہ منافقت ہے، ایمان سے دوری ہے۔

اس حدیث مبارک میں امانت وعہد کی نگرانی کی ترغیب ہے کہ اللہ کی اطاعت کے کام، اس کے حقوق کی ادائیگی، حقوق العباد پورے کرنا اور احکام کی تکالیف برداشت کرنا ایمان ہے، ان کا خیال نہ رکھنا ایمان نہیں۔ (مرعاۃ: ۱/ ۱۰۵)

انتباہ: اگرچہ ہیثمی رحمہ اللہ نے ابوھلال کی توثیق بھی کی ہے مگر اسے ضعیف بھی کہا ہے۔ عزیزی نے کہا: اس کی اسناد قوی ہے۔ البانی رحمہ اللہ نے بھی اس کی دوسندوں میں سے ایک کو حسن کہا ہے اور شاہد بھی بتائے ہیں۔ یہ سنن کبریٰ: ٦/ ٢٨٨ میں الضیاء نے مختارہ: ٢/ ٢٣٤ میں بھی حدیث بیان کی ہے۔ (مرعاۃ المفاتیح: ١/ ١٠٥)

(٤٩٨٥) احمد: ١٢٧٢٢ـ موصلي، بزار، اوسط، طبراني، وفيه ابوهلال وثقه ابن معين وغيره، وضعفه النسائي وغيره، هيثمي: ٣٤١.

کتاب العتق

غلام آزاد کرنے کے احکام

فضله و آداب الملكية...... غلام آزاد کرنے کی فضیلت اور ملکیت میں رکھنے کے آداب

٤٩٨٦ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَيُّمَا رَجُلٍ اعْتَقَ امْرَأً مُسْلِماً اسْتَنْقَذَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ قَالَ سَعِيْدُ بْنُ مَرْجَانَةَ فَانْطَلَقْتُ بِهِ إِلٰى عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ فَعَمَدَ عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا إِلٰى عَبْدٍ لَهُ قَدْ أَعْطَاهُ بِهِ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَشَرَةَ آلَافِ دِرْهَمٍ أَوْأَلْفَ دِيْنَارٍ فَأَعْتَقَهُ. (رواه البخاري ٢٥١٧) ﴿زاد في رواية مسلم ١٥٠٩: حَتّٰى فَرْجَهُ بِفَرْجِهِ.﴾

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جس مسلمان نے مسلمان کو آزاد کیا تو اس کے ہر عضو کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کے تمام اعضا کو آگ سے نکال دے گا۔ سعید بن مرجانہ نے کہا: میں اس حدیث کو لے کر علی بن حسین رحمہ اللہ کے پاس گیا۔ اور انہوں نے اپنے ایک غلام کو آزاد کر دیا جس کو انہوں نے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے دس ہزار درھم یا ایک ہزار دینار کے بدلے خریدا تھا۔ (بخاری) اور ایک روایت میں ہے: یہاں تک کہ اس کی شرمگاہ کے بدلے اس کی شرم گاہ کو آگ سے نکال دیگا۔'' (مسلم)

٤٩٨٧ـ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ وَغَيْرِهِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أَيُّمَا امْرِئٍ مُسْلِمٍ اَعْتَقَ امْرَأً مُسْلِماً كَانَ فَكَاكَهُ مِنَ النَّارِ يُجْزِيْ كُلُّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْواً مِنْهُ وَأَيُّمَا أَمْرِئٍ مُسْلِمٍ اَعْتَقَ أَمْرَأَتَيْنِ مُسْلِمَتَيْنِ كَانَتَا فَكَاكَهُ مِنَ النَّارِ يُجْزِي كُلُّ عُضْوٍ مِنْهُمَا عُضْوًا مِنْهُ وَأَيُّمَا امْرَأَةٍ مُسْلِمَةٍ أَعْتَقَتِ امْرَأَةً مُسْلِمَةً كَانَتْ فَكَاكَهَا مِنَ النَّارِ يُجْزِى كُلُّ عُضْوٍ مِنْهَا عُضْوًا مِنْهَا. (رواه الترمذي، ١٥٤٧)

''سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بھی مسلمان مرد کو آزاد کرے گا تو یہ عمل اس کے آگ سے آزاد ہونے کا بدلہ ہوگا۔ اس کا ہر عضو اس کے ہر عضو کے بدلے آزاد ہو گا۔ اور جو مسلمان مرد دو مسلمان عورتوں کو آزاد کرے گا تو وہ دونوں اس کی آگ سے خلاصی کا باعث ہوں گی۔ ان دونوں کے ہر عضو کے بدلے اس کا ہر عضو آزاد ہوگا۔ اور جو مسلمان عورت کسی مسلمان عورت کو آزاد کرے گی تو یہ اس کے آگ سے آزاد ہونے کا باعث ہوگی۔ اس کا ہر عضو اس کے ہر عضو کے بدلے آزاد ہوگا۔'' (ترمذی)

(٤٩٨٦) بخاری: ٢٥١٧ـ مسلم: ١٥٠٩ـ ترمذی: ١٥٤١ـ احمد: ١٠٤٢٢.

(٤٩٨٧) ترمذی: ١٥٤٧ـ صحیح، البانی: ١٢٥٢.

٤٩٨٨ــ عَـنْ شُرَحْبِيْلِ بْنِ السَّمْطِ أَنَّهُ قَالَ لِعَـمْرِوبْنِ عَبَسَةَ حَدِّثْنَا حديثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُـوْلِ الـلّٰـهِ ﷺ قَـالَ سَـمِـعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَـقُوْلُ مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مُؤْ مِنَةً كَانَتْ فِدَاءَ هُ مِنَ النَّارِ . (رواه أبوداود ، ٣٩٦٦)

''شرحبیل بن سمط نے عمرو بن عبسہ سے کہا: ہمیں وہ حدیث سنائیں جو آپ نے رسولِ اکرم ﷺ سے سنی ہو۔تو انھوں نے کہا رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے مومن گردن آزاد کی تو یہ اس کے آگ سے آزاد ہونے کا فدیہ ہے۔'' (ابو داؤد)

٤٩٨٩ــ عَـنِ الْـغَـرِيْفِ بْنِ الدَّيْلَمِيِّ قَالَ أَتَيْنَاوَاثِلَةَ بْنَ الاَسْقَعِ فَقُلْنَا لَهُ حَدِّثْنَا حَدِيْثًا لَيْـسَ فِيْـهِ زِيَادَةٌ وَلاَ نُقْصَانٌ فَغَضِبَ وَقَالَ إِنَّ أَحَـدَكُـمْ لَيَقْرَأُ وَمُصْحَفُهُ مُعَلَّقٌ فِي بَيْتِهِ فَيَزِيْدُ وَيَنْقُصُ قُلْنَا إِنَّمَا أَرَدْنَا حَدِيْثاً سَمِعْتَهُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ قَـالَ أَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي صَاحِبٍ لَّنَا أَوْجَبَ يَعْنِي النَّارَ بِالْقَتْلِ فَقَالَ أَعْتِقُوْا عَنْهُ يُعْتِقِ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْواً مِنْهُ مِنَ النَّارِ . (رواه أبوداود ، ٣٩٦٤)

''غریف بن دیلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے تو ہم نے کہا: کوئی ایسی حدیث بیان کرو جس میں کمی بیشی نہ ہو۔تو ان کو غصہ آ گیا اور کہا: تم میں سے ایک آدمی تلاوت کرتا ہے۔قرآن مجید کا نسخہ اس کے گھر میں لٹکایا ہوتا ہے اور وہ تلاوت میں کمی بیشی کر رہا ہوتا ہے۔ہم نے کہا: ہمارا مطلب صرف یہ ہے کہ وہ حدیث سناؤ جو تم نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو۔انھوں نے کہا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے ایک آدمی کے بارے میں حاضر ہوئے جس پر بوجہ قتل آگ واجب ہو چکی تھی۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی طرف سے غلام آزاد کر دو، اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلے اس کے ہر عضو کو آگ سے آزاد کر دے گا۔''

شـرح: ......ان احادیث سے غلام کو آزاد کرنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔اور یہ بھی پتہ چلا کہ عورت کی بہ نسبت مرد کو آزاد کرنا زیادہ افضل ہے۔اور جو لونڈی یا غلام آزاد کیا جائے اس کے اعضا سلامت ہوں تو اسے آزاد کرنا چاہیے۔ اسلام نے غلاموں کو آزاد کرنے کی ترغیب دی ہے۔اگر چہ کافر غلام کو بھی آزاد کرنے کا اجر ہے،لیکن ایماندار غلام جتنا نہیں۔

قرآن پاک بھی کہتا ہے:

﴿فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ﴾ (النسآء: ٩٢)

''ایماندار گردن آزاد کرنا ہے۔''

یہ مذکورہ احادیث اسی آیت مبارکہ کی تشریح کرتی ہیں۔بعض دشمنان اسلام اور ان سے متاثر مسلمان یہ پروپیگنڈہ

(٤٩٨٨) ابوداؤد: ٣٩٦٦۔ صحیح، البانی: ٣٣٥٦۔ نسائی: ٣١٤٥۔ ابن ماجه: ٢٥٢٢۔ احمد: ١٨٩٤٤.

(٤٩٨٩) ابوداؤد: ٣٩٩٤۔ ضعیف، البانی، احمد: ١٥٥٨٠.

کرتے ہیں کہ اسلام نے غلامی کو برقرار رکھا ہے جو کہ غیر مہذب چیز ہے۔

۲۔ اعتراض کے حل کرنے کے لیے ذرا تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

پہلی بات تو یہ ہے کہ غلامی اسلام کے دور کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ یہ تمام روئے زمین پر پہلے ہی موجود تھی۔ فارس، روم، بابل، یونان وغیرہ میں یہ پائی جاتی تھی اور افلاطون اور ارسطو جیسے فلسفہ کے ستون لوگوں نے بھی اسے برقرار رکھا۔

وہ غلامی کا دور بدترین دور تھا۔ غلاموں کے ساتھ حیوانوں والا سلوک کیا جاتا تھا۔ یہی کیفیت یورپ کی تھی اور اب بھی ہے جو حقوق انسانی کا نام نہاد چیمپیئن بنا ہوا ہے۔ آیئے اب ذرا اسلام کا طرز عمل دیکھیں اس نے غلاموں کے حقوق کا تحفظ کیسے کیا ہے۔ پہلے دور کی غلامی کے اسباب یہ تھے کہ جنگ میں گرفتار کیے گئے قیدی غلام بنا لیے جاتے یا عام قیدی یا ڈاکہ ڈال کر مرد حضرات اور عورتوں کو غلام بنا لیتے، کاشت کاروں اور زیر اثر لوگوں کو لونڈی، غلام بنا لیتے۔

اسلام نے یہ اصلاح کی کہ صرف کافروں کے ساتھ جنگ ہو وہ شہر یا ملک چھوڑ کر بھاگ جائیں ان کے مرد اور عورتیں قید ہوں، اب قائد لشکر کو اختیار ہے خواہ فدیہ لے کر چھوڑ دے، خواہ قیدیوں کا تبادلہ کرے یا بغیر فدیہ چھوڑ دے۔ اگر نہ چھوڑے تو یہ لونڈی اور غلام ہیں۔

بس اسلام نے غلامی کا یہی ایک سبب قرار دیا ہے اور کوئی نہیں۔ گھر کی ملازمہ مسلم ہو یا غیر مسلم ہو یہ لونڈی، غلام نہیں نہ لوٹ مار سے نہ ہی آزاد آدمی فروخت کرنے سے غلام کی کوئی صورت ہے اور یہ عین عقل وفکر کا تقاضا ہے۔

اسلام میں غلام بھی لشکروں کے سپہ سالار بنائے گئے۔ انہیں امت کا رہنما قرار دیا گیا اور جلیل القدر عہدوں پر فائز رہے اور جو متقی زیادہ ہے وہی عزت والا ہے کے معیار کے مطابق غلاموں سے سلوک کیا گیا۔

اس کے برعکس وہ یورپ والے جنہوں نے اپنے استعماری ذہن سے قوموں کو غلام بنایا ان کا مال بٹور رہے ہیں اور جیلوں میں حیوانوں سے بدتر ان سے سلوک کرتے ہیں اور ان کی حکومت میں جو چھوٹی قومیں رہتی ہیں ان سے حیا سوز امتیازی سلوک کرتے ہیں۔

ان میں یہ سکت کہاں ہے کہ یہ سر اٹھا کر اسلام کے مساوات پرور اور عزت بخش سلوک کرنے والے نظام پر اعتراض کر سکیں۔ (تفہیم الاسلام: ۸۱۳/۲)

٤٩٩٠ــ عَنْ رَافِعِ بْنِ مَكِيْثٍ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ الْحُدَيْبِيَّةَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ حُسْنُ الْمَلَكَةِ يُمْنٌ وَسُوْءُ الْخُلُقِ شُؤْمٌ. (رواه أبوداود ، ٥١٦٢)

''سیدنا رافع بن مکیث رضی اللہ عنہ جو کہ حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ کہتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: حسن سیرت نیک بختی ہے اور بد اخلاقی نحوست ہے۔ (ابوداؤد)

(٤٩٩٠) ابوداؤد: ٥١٦٢۔ ضعيف، البانی: ١١٠٨۔ احمد: ١٥٦٤٩.

٤٩٩١ ـ عَنْ أَبِي بَكْرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَايَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَيِّءُ الْمَلَكَةِ. (رواه الترمذي، ١٩٤٦)

''سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: بد سیرت انسان جنت میں داخل نہیں ہوگا۔'' (ترمذی)

انتباہ: ...... یہ احادیث اگرچہ کمزور ہیں، تاہم صحیح احادیث غلاموں سے حسن سلوک کی تلقین میں بہت زیادہ آئی ہیں، بعض ان میں سے یہاں ذکر بھی ہوں گی۔ (گوندلوی)

٤٩٩٢ـ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ كَانَ آخِرُكَلَامِ النَّبِيِّ ﷺ الصَّلَاةَ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ. (رواه إبن ماجة، ٢٦٩٨)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا آخری کلام یہ تھا: ''نماز کا خیال رکھو! اور اپنے غلاموں سے بہتر سلوک کرو۔'' (ابن ماجہ)

شرح: ......اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ دو باتوں کی ترغیب دلا رہے ہیں کہ ان کا خیال رکھنا (۱) غلاموں سے حسن سلوک کرنا۔ (۲) نماز کا خاص خیال رکھنا۔ (غلاموں سے حسن سلوک کو نماز کے ساتھ ملا کر بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح نماز ایک اہم فریضہ ہے، غلاموں سے احسان کرنا بھی اہم ہے۔ جس طرح نماز کی حفاظت کرتے ہو اسی طرح اس حسن سلوک کی بھی دیکھ بھال رکھنا۔ (عون المعبود: ۴/۵۰۴)

قارئین کرام! غور فرمائیں، آقائے دو جہاں آخری ہچکیاں لے رہے ہیں کبھی دائیں اور کبھی بائیں جانب کروٹ لے رہے ہیں، بے چینی کا کولہو آپ کو پلٹ رہا ہے مگر اس حالت میں بھی نماز کی تاکید کرتے ہیں اور دنیا میں سب سے ادنیٰ طبقہ غلاموں کے حقوق کی نگہبانی کا امت کو پیغام دے رہے ہیں۔ دنیا ایسی غمگساری کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ (گوندلوی)

٤٩٩٣ ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَمْ أَعْفُوْعَنِ الْخَادِمِ فَصَمَتَ عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَمْ أَعْفُوْعَنِ الْخَادِمِ فَقَالَ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعِيْنَ مَرَّةً. (رواه الترمذي، ١٩٤٩)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں کتنی بار اپنے غلام کی خطا معاف کروں؟ پس آپ ﷺ خاموش رہے۔ اس نے پھر کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں کتنی بار غلام کی غلطی معاف کروں؟ فرمایا: ہر دن میں ستر بار اس کو معاف کر۔'' (ترمذی)

(٤٩٩١) ترمذی: ١٩٤٦ـ ضعیف، البانی: ٣٣٠ـ ابن ماجہ: ٣٦٩١ـ احمد: ٧٦.

(٤٩٩٢) ابن ماجہ: ٢٩٨ـ صحیح، البانی: ٢١٨٤ـ ابوداؤد: ٥١٥٦ـ احمد: ٥٨٦.

(٤٩٩٣) ترمذی: ١٩٤٩ـ صحیح، البانی: ١٥٩٠ـ ابوداؤد: ٥١٦٤.

شرح: ...... نبی اکرم ﷺ کا خاموش رہنا وحی کے انتظار میں تھا۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ سوال کو ناپسند کیا ہو کیونکہ معافی مطلق طور پر ہوتی ہے اس کی تعداد مخصوص کرنا مناسب نہیں۔

اگر چہ آپ ﷺ نے ستر مرتبہ غلام کو معاف کرنے کا فرمایا ہے مگر یہاں بھی کثرت مراد ہے۔

(جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۳۰۰)

٤٩٩٤۔ عَنِ الْمَعْرُوْرِ هُوَ ابْنُ سُوَيْدٍ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ رَأَيْتُ عَلَيْهِ بُرْداً وَعَلَى غُلَامِهِ بُرْدًا فَقُلْتُ لَوْأَخَذْتَ هٰذَا فَلَبِسْتَهٗ كَانَتْ حُلَّةً وَأَعْطَيْتَهٗ ثَوْبًا آخَرَ فَقَالَ كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ رَجُلٍ كَلَامٌ وَكَانَتْ أُمُّهٗ أَعْجَمِيَّةً فَنِلْتُ مِنْهَا فَذَكَرَ نِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لِي أَسَابَبْتَ فُلَانًا قُلْتُ نَعَمْ قَالَ أَفَنِلْتَ مِنْ أُمِّهِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيْكَ جَاهِلِيَّةٌ قُلْتُ عَلٰى حِيْنِ سَاعَتِيْ هٰذِهِ مِنْ كِبَرِ السِّنِّ قَالَ نَعَمْ هُمْ إِخْوَانُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ أَيْدِيْكُمْ فَمَنْ جَعَلَ اللّٰهُ أَخَاهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ وَلَا يُكَلِّفْهُ مِنَ الْعَمَلِ مَا يَغْلِبُهٗ فَإِنْ كَلَّفَهٗ مَا يَغْلِبُهٗ فَلْيُعِنْهُ عَلَيْهِ. (رواه البخاري، ٦٠٥٠)

''معرور بن سوید رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انھوں نے جو لباس پہنا ہے اس کی مثل ان کے غلام کے بدن پر لباس ہے۔ میں نے اس کے متعلق سوال کیا تو انھوں نے فرمایا: میں نے ایک شخص کو اس کی ماں کی عار دلا کر گالی دی تھی کیونکہ اس کی ماں غیر عربی تھی۔ چنانچہ وہ آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گیا۔ اور اس کا آپ ﷺ سے ذکر کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو فرمایا: تو ایسا مرد ہے کہ تیرے اندر جاہلیت موجود ہے۔ میں نے عرض کی: کیا اس وقت اس بڑھاپے کی عمر میں؟ فرمایا: ہاں۔ یہ لوگ تو تمہارے بھائی ہیں، اللہ تعالیٰ نے تمہارے ہاتھوں کے ماتحت کر دیئے ہیں۔ جس انسان کا کوئی بھائی اس کے زیر دست ہو تو وہ اس کو وہی چیز کھلائے جو وہ خود کھاتا ہے۔ اور وہی پہنائے جو وہ خود پہنتا ہے اور ان کو وہ کام انجام دینے کا حکم نہ دے جو کام ان پر غالب اور مشکل ہو۔ اگر کسی کام کا حکم دو تو اس کام میں اس کی امداد بھی کرو۔'' (بخاری)

٤٩٩٥۔ وَفِي رِوَايَةٍ: فَإِنْ كَلَّفَهٗ مَا يَغْلِبُهٗ فَلْيَبِعْهُ. (رواه مسلم، ١٦٦١)

''ایک روایت میں ہے: اگر اس کو مشکل کام کا حکم دیا ہے تو اس کو فروخت کر دے۔'' (مسلم)

٤٩٩٦۔ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ لَاءَمَكُمْ مِنْ مَمْلُوْكِيْكُمْ

''سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو تمہارے غلاموں میں سے تمہاری اطاعت کرے تو اس

(٤٩٩٤) بخاری: ٦٠٥٠۔ مسلم: ١٦٦١۔ ترمذی: ١٩٤٥۔ ابوداؤد: ٥١٥١۔ ابن ماجہ: ٣٦٩٠۔ احمد: ٢٠٩٢١.

(٤٩٩٥) مسلم: ١٦٦١۔ بخاری: ٦٠٥٠۔ ترمذی: ١٩٤٥۔ ابوداؤد: ٥١٥٨۔ ابن ماجہ: ٣٦٩٠۔ احمد: ٢٩٠٢١.

(٤٩٩٦) ابوداؤد: ٥١٦١۔ صحیح، البانی: ٤٣٠٠۔ احمد: ٢١٠٠٤.

فَاَطْعِمُوْهُ مِمَّا تَأْكُلُوْنَ وَاكْسُوْهُ مِمَّا تَلْبَسُوْنَ وَمَنْ لَّمْ يُلاَئِمْكُمْ مِنْهُمْ فَبِيْعُوْهُ وَلاَ تُعَذِّبُوْا خَلْقَ اللّٰهِ. (رواه أبوداود ، ٥١٦١)

کو وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو۔ اور پہناؤ اس کو جو تم خود پہنتے ہو۔ جو تمہاری بات پر عمل نہ کرتا ہو اس کو فروخت کر دو۔ اور اللہ کی مخلوق کو عذاب نہ دو۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا تھا۔ ان کی امی کا نام حمامہ تھا اس کی عار دلائی تھی۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا: تم میں جہالت پائی جاتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غلام تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہارے ماتحت کیا ہے۔ انہیں حقیر نہ سمجھو شریعت نے مسلمانوں کے درمیان اونچ نیچ ختم کر دی ہے۔ اصل برتری تقویٰ سے ہے۔ (فتح الباری: ۱۰/ ۴۶۸)

آقا جو کھائے غلام کو بھی کھلائے اور جو خود پہنے غلام کو بھی پہنائے۔ یہ مستحب ہے واجب نہیں۔ واجب یہ ہے کہ آقا اپنے غلام کا خرچہ دے، لباس دے جو قانون کے مطابق ہو جو کہ اس علاقہ میں معروف ہے، خواہ آقا جیسا ہو یا اس سے اعلیٰ ہو اس سے کنجوسی کا معاملہ نہ کیا جائے۔ (عون المعبود: ۴/ ۵۰۵)

اگر غلام کوئی خرابی کریں تو انہیں سزا دینے کی ضرورت نہیں، انہیں فروخت کر دو۔

٤٩٩٧۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا صَنَعَ لِأَحَدِكُمْ خَادِمُهُ طَعَامَهُ ثُمَّ جَاءَهُ بِهِ وَقَدْ وَلِيَ حَرَّهُ وَدُخَانَهُ فَلْيُقْعِدْهُ مَعَهُ فَلْيَأْكُلْ فَإِنْ كَانَ الطَّعَامُ مَشْفُوْهاً قَلِيْلاً فَلْيَضَعْ فِي يَدِهِ مِنْهُ أُكْلَةً أَوْ أُكْلَتَيْنِ . (رواه مسلم ، ١٦٦٣)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی ایک کے لیے اس کا خادم کھانا تیار کرے، پھر لے کر آئے۔ چونکہ کے تیار کرنے میں اس نے گرمی اور دھواں برداشت کیا ہے اس لیے مالک کھانے پر اسے اپنے ساتھ بیٹھائے تا کہ وہ بھی کھانا کھائے۔ اگر کھانا کم ہو تو اس کے ہاتھ پر اس میں سے ایک یا دو لقمے رکھ دے۔'' (مسلم)

شرح: ......خادم کا لفظ مذکر اور مؤنث دونوں پر بولا جاتا ہے، لونڈی یا غلام کو کہتے ہیں۔ عام خادم پر بھی بولا جاتا ہے، خواہ وہ غلام نہ بھی ہو۔

اسے اپنے ساتھ آقا بٹھائے یہ واجب تو نہیں تاہم ایک مومن کے شایان شان یہی ہے کہ اپنے اور غلام کے درمیان کھانے میں برابری قائم رکھے۔ اگر ایسا نہیں کرتا یا کھانا اتنا زیادہ نہ ہو کہ اسے کھلا سکے، تو لقمہ دو لقمہ دے دے تا کہ اسے اپنی سخت محنت کا احساس نہ ہو۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/۲۴۳)

٤٩٩٨۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَذْهَبُ إِلَى الْعَوَالِي كُلَّ يَوْمِ

''امام مالک کو یہ خبر پہنچی کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہر ہفتہ کے روز مدینہ کے اردگرد کی بستیوں کی طرف جاتے۔ اگر کسی غلام کو مشکل کام پر

(٤٩٩٨) مو٢طا: ١٩٠٣.

سَبْتٍ فَإِذَا وَجَدَ عَبْدًا فِي عَمَلٍ لاَ يُطِيْقُهُ وَضَعَ عَنْهُ مِنْهُ . (رواه مالك .)

دیکھتے جس کی وہ طاقت نہ رکھتا، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس کام میں سے کچھ کام ترک کرنے کا حکم دیتے تھے۔'' (مؤطا)

شـــرح: ......عوالی، مدینہ کے گرد مقامات کو کہتے ہیں، خصوصاً قبا کی جانب جو مقام ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں ہر ہفتہ کے دن وہاں جاتے تھے۔ ساتھ ہی وہاں محنت کشوں کا خیال رکھتے تھے اگر کسی محنت کش غلام کو دیکھتے کہ وہ طاقت سے زیادہ تکلیف اٹھا رہا ہے تو اس کا بوجھ ہلکا کر دیتے۔ (شرح زرقانی: ۴/ ۳۹۶)

٤٩٩٩ ـ عَنْ أَبِي سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا ضَرَبَ أَحَدُكُمْ خَادِمَهُ فَذَكَرَ اللّٰهَ فَارْفَعُوْا اَيْدِيَكُمْ . (رواه الترمذى ١٩٥٠)

''ابوسعید بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص غلام کو مارے اور وہ اللہ کا ذکر کرے تو اس سے ہاتھ روک دو۔'' (ترمذی)

٥٠٠٠ ـ عَنْ زَاذَانَ أَبِي عُمَرَ قَالَ أَتَيْتُ ابْنَ عُمَرَ وَقَدْ اَعْتَقَ مَمْلُوْكاً قَالَ فَأَخَذَ مِنَ الْأَرْضِ عُوْداً أَوْ شَيْئًا فَقَالَ مَا فِيْهِ مِنَ الاَجْرِ مَا يَسْوَ هٰذَا إِلاَّ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ لَطَمَ مَمْلُوْكَهُ أَوْ ضَرَبَهُ فَكَفَّارَتُهُ أَنْ يُعْتِقَهُ . (رواه مسلم ١٦٥٧)

''ابوعمر زاذان بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک غلام آزاد کیا۔ (راوی کا بیان ہے) سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے زمین سے ایک تنکہ یا کوئی چیز اٹھائی اور کہا: اس کے برابر بھی اب اس غلام کو آزاد کرنے پر مجھے ثواب نہیں حاصل ہوگا مگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے فرمایا: جس نے اپنے غلام کو تھپڑ رسید کیا یا اس کو مارا تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اس کو آزاد کردے۔'' (مسلم)

٥٠٠١ ـ وَفِي رِوَايَةٍ: مَنْ ضَرَبَ غُلاَمًا لَهُ حَدًّا لَمْ يَأْتِهِ أَوْ لَطَمَهُ فَإِنَّ كَفَّارَتَهُ أَنْ يُعْتِقَهُ . (رواه مسلم، ١٦٥٧)

''ایک روایت میں ہے: جس نے اپنے غلام کو حد ماری جب کہ اس کا قصور نہ ہو یا اس کو تھپڑ مارا تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اس کو آزاد کردے۔'' (مسلم)

٥٠٠٢ ـ عَنْ سُوَيْدِبْنِ مُقَرِّنٍ قَالَ كُنَّا بَنِي مُقَرِّنٍ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ لَنَا إِلاَّ خَادِمَةٌ وَاحِدَةٌ فَلَطَمَهَا أَحَدُنَا فَبَلَغَ ذٰلِكَ

''سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی علیہ السلام کے زمانے میں ہم بنو مقرن کے پاس خدمت گار ایک عورت تھی۔ اور اس کو ہمارے ایک فرد نے تھپڑ رسید کر دیا۔ اس کی خبر آنحضرت ﷺ

(٤٩٩٩) ترمذی: ١٩٥٠ ـ ضعیف، البانی: ٣٣١.

(٥٠٠٠) مسلم: ١٦٥٧ ـ ابوداؤد: ٥١٢٨ ـ احمد: ٥٢٤٤.

(٥٠٠١) مسلم: ١٦٥٧ ـ ابوداؤد: ٥١٦٨ ـ احمد: ٥٢٤٤.

(٥٠٠٢) مسلم: ١٦٥٨ ـ ترمذی: ١٥٤٢ ـ ابوداؤد: ٥١٥٩ ـ احمد: ٢٣٢٢٨.

النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ أَعْتِقُوْهَا قَالُوْا لَيْسَ لَهُمْ خَادِمٌ غَيْرَهَا قَالَ فَلْيَسْتَخْدِمُوْهَا فَإِذَا اسْتَغْنَوْا عَنْهَا فَلْيُخَلُّوْسَبِيْلَهَا . (لمسلم ١٦٥٨،)

تک پہنچی۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: وہ لوگ اس کو آزاد کر دیں۔ لوگوں نے کہا: اس گھرانے کے پاس اس کے علاوہ خادم کوئی نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر اس سے خدمت لیتے رہیں اور جب اس کی خدمت کے محتاج نہ رہیں تو اس کا راستہ خالی کر دیں یعنی آزاد کر دیں۔'' (مسلم)

شــرح: ......ان میں ترغیب ہے کہ غلاموں کے ساتھ نرمی اختیار کی جائے۔ اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ جس غلام یا لونڈی کو مارا ہے اسے آزاد کرنا مستحب ہے تا کہ اس گناہ کا کفارہ بن جائے اور اس ظلم کا گناہ زائل ہو جائے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۶۱)

٥٠٠٣- قَالَ أَبُوْ مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِيُّ كُنْتُ أَضْرِبُ غُلامَاً لِي بِالسَّوْطِ فَسَمِعْتُ صَوْتاً مِنْ خَلْفِي اعْلَمْ أَبَا مَسْعُوْدٍ فَلَمْ افْهَمِ الصَّوْتَ مِنَ الْغَضَبِ قَالَ فَلَمَّا دَنَا مِنِّي إِذَا هُوَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَإِذَا هُوَيَقُوْلُ اعْلَمْ اَبَا مَسْعُوْدٍ اعْلَمْ أَبَا مَسْعُوْدٍ قَالَ فَأَلْقَيْتُ السَّوْطَ مِنْ يَدِيْ فَقَالَ اعْلَمْ أَبَا مَسْعُوْدٍ أَنَّ اللّٰهَ أَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَى هٰذَا الْغُلامِ قَالَ فَقُلْتُ لاَ أَضْرِبُ مَمْلُوْكاً بَعْدَهُ أَبَدَاً

''سیدنا ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اپنے ایک غلام کو کوڑے کے ساتھ مار رہا تھا تو میں نے اپنی پشت کی جانب سے آواز سنی۔ اے ابومسعود! خوب جان لے۔ میں غصے کی وجہ سے آواز نہ سمجھا۔ اور جب قریب آئے تو آواز دینے والے رسول اللہ ﷺ تھے۔ اور آپ ﷺ ہی فرما رہے تھے اے ابومسعود! خوب جان لو۔ میں نے اپنے ہاتھ سے کوڑا پھینک دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابومسعود! جان لو کہ اللہ تعالیٰ تیرے اوپر زیادہ قدرت رکھتا ہے اس سے جو تجھے اس غلام پر قدرت حاصل ہے۔ تو میں نے کہا: اس کے بعد میں کسی غلام کو کبھی نہیں ماروں گا۔''

٥٠٠٤- وفي رواية: فَسَقَطَ مِنْ يَدِي السَّوْطُ مِنْ هَيْبَتِهِ . (هُمَالِمُسْلِمٍ ، ١٦٥٩)

''اور ایک روایت میں ہے: میرے ہاتھ سے آپ ﷺ کی ھیبت کی وجہ سے کوڑا گر گیا۔''

٥٠٠٥- وَفِي أُخْرَى : فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ هُوَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللّٰهِ تَعَالٰى قَالَ أَمَا إِنَّكَ لَوْ لَمْ تَفْعَلْ لَلَفَعَتْكَ النَّارُ أَوْ لَمَسَّتْكَ النَّارُ . (رواه أبوداود ، ٥١٥٩)

''اور ایک روایت میں ہے: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ اللہ کے لیے آزاد ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو یہ عمل نہ کرتا تو تجھے آگ جلا دیتی، یا فرمایا: تجھے آگ لگتی۔'' (ابوداوٗد)

(٥٠٠٤) مسلم: ١٦٥٩- ترمذی: ١٩٤٨- ابوداؤد: ٥١٥٩- احمد: ٢١٨٤٩.

(٥٠٠٥) ابوداؤد: ٥١٥٩- صحیح، البانی: ٤٢٩٨- مسلم: ١٦٥٩- ترمذی: ١٩٤٨- احمد: ٢١٨٤٩.

شــرح: ......اس میں بھی ترغیب ہے کہ غلاموں کے ساتھ نرمی اپنائی جائے، اوران سے اچھی ہمنشینی اختیار کی جائے۔ اگر کچھ زیادتی کا امکان ہوتو اللہ قادر مطلق کی قوت کو یاد کیا جائے۔ (عون المعبود:۴/ ۵۰۵)

٥٠٠٦۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُوْالقَاسِمِ ﷺ مَنْ قَذَفَ مَمْلُوْكَهُ بِالزِّنَا يُقَامُ عَلَيْهِ الْحَدُّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ كَمَا قَالَ. (رواه مسلم، ١٦٦٠)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مملوک کو وہ تہمت لگائی جس سے وہ بری تھا تو اس پر قیامت کے دن حد قائم کی جائے گی۔'' (مسلم)

شــرح: ......اس میں اشارہ ہے کہ غلام پر تہمت زنا لگانے والے آقا پر حد نہیں، یہ اس دنیا میں ہے تاہم اگر آقا غلط بیانی کرتا ہے تو پھر تعزیر یا سزا دی جاسکتی ہے لیکن آخرت میں اسے پوری حد لگائی جائے گی وہاں آزاد اور غلام سب برابر ہیں۔ (جائزۃ الاحوذی:۳/ ۲۹۸)

٥٠٠٧۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا يَقُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ عَبْدِي وَأَمَتِي وَلَا يَقُوْلَنَّ الْمَمْلُوْكُ رَبِّي وَرَبَّتِي وَلْيَقُلِ الْمَالِكُ فَتَايَ وَفَتَاتِيْ وَلْيَقُلِ الْمَمْلُوْكُ سَيِّدِيْ وَسَيِّدَتِي فَإِنَّكُمُ الْمَمْلُوْكُوْنَ وَالرَّبُّ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ. (رواه أبوداود ٤٩٧٥)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی یہ نہ کہے: میرا بندہ اور میری بندی۔ اور غلام بھی یہ نہ کہے: میرا رب یا میری رب۔ بلکہ مالک کہے: ہمارا جوان اور ہماری لڑکی۔ اور مملوک کہے: میرا سردار اور میری سیدہ۔ تم سب ہی مملوک ہو اور تمہارا رب اللہ تعالیٰ ہے۔'' (ابوداود)

شــرح: ...... یہاں غلام کو تربیت دی گئی ہے کہ آقا کو رب نہ کہے۔ درحقیقت یہ اللہ تعالیٰ ہے اور آقا سے کہا گیا ہے، عبدی میرا غلام یا امتی میری لونڈی کہنے کی بہ نسبت فتای یا فتاتی میرا نوجوان کہے۔

یہ ایک اچھا طریقہ ہے جو بتایا گیا ہے اس سے خودسری پیدا نہیں ہوتی اگر خودسری اور خود میں بڑا پن آجائے تو پھر منع ہے اگر یہ نہیں آتا تو پھر یہ الفاظ بھی جائز ہیں۔ (فتح الباری:۵/ ۱۸۰)

٥٠٠٨۔ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَةٌ لَهُمْ أَجْرَانِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَآمَنَ بِمُحَمَّدٍ ﷺ

''ابو بردہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین مرد ہیں جن کو دوہرا اجر حاصل ہوگا ایک وہ اہل کتاب جو اپنے نبی اور محمد ﷺ پر ایمان لایا۔

(٥٠٠٦) مسلم: ١٦٦٠۔ بخاری: ٦٨٥٨۔ ترمذی: ١٩٤٧۔ ابوداؤد: ٥١٦٥۔ احمد: ١٠١١١.

(٥٠٠٧) ابوداؤد: ٤٩٧٥۔ صحیح، البانی: ٤١٦١۔ بخاری: ٢٥٥٢۔ مسلم: ٢٢٤٩۔ احمد: ١٠٢٢٥.

(٥٠٠٨) بخاری: ٩٧۔ مسلم: ٢٨١١۔ ترمذی: ١١١٦۔ نسائی: ٣٣٤٥۔ ابوداؤد: ٢٠٥٣۔ احمد: ١٩٥٦۔ احمد: ١٩٢١٣۔ دارمی: ٢٢٤٤.

وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوْكُ إِذَا أَدَّى حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِيْهِ وَرَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهٗ أَمَةٌ فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيْبَهَا وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ. (رواه البخاري، ٩٧)

دوسرا وہ مملوک غلام جو اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ادا کرتا ہو اور اپنے مالکوں کے حقوق بھی ادا کرتا ہو۔ اور تیسرا وہ مرد جس کی لونڈی ہو اس کو اچھی طرح علم و ادب کی تعلیم دی ہو پھر اس کو آزاد کر کے اس سے عقد نکاح کیا ہو تو اس کے لیے بھی دوہرا اجر ہے۔'' (بخاری)

٥٠٠٩۔ قَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلْعَبْدِ الْمَمْلُوْكِ الْمُصْلِحِ أَجْرَانِ وَالَّذِيْ نَفْسُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ بِيَدِهِ لَوْ لَا الْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْحَجُّ وَبِرُّأُمِّيْ لَأَحْبَبْتُ أَنْ أَمُوْتَ وَأَنَا مَمْلُوْكٌ. (رواه مسلم ١٦٦٥،)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: غلام مملوک اصلاح کرنے والے کے لیے دو اجر ہیں۔ پس قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی جان ہے! اگر جہاد فی سبیل اللہ، حج اور ماں کے ساتھ حسن سلوک جیسے امور نہ ہوتے تو میں یہ پسند کرتا کہ مجھے غلامی کی حالت میں موت آئے۔'' (مسلم)

شرح: ......ان تینوں کو ہر عمل کا دگنا اجر ملتا ہے۔ ایک غلام جو حقوق اللہ مثلاً، نماز، روزہ وغیرہ بھی ادا کرتا ہے اور اپنے مالک کا حق بھی ادا کرتا ہے، یعنی جائز خدمت بجا لاتا ہے اور مقدور بھر محنت کرتا ہے کہ ان کے جائز حقوق پورے کرے۔ ایک اجر مالک کے حقوق کی ادائیگی کا، دوسرا اجر اللہ کے حقوق کی ادائیگی کا ملے گا۔

۲۔ دوسرا وہ آدمی جو اس کی حسین وجمیل لونڈی ہو، یہ اسے اچھی عادات سکھاتا ہے، اور حسن اخلاق کا اسے خوگر بناتا ہے۔ اور پھر نہایت ہی لطف و کرم سے اس کے ساتھ شادی کرتا ہے۔ اسے بھی دگنا اجر ملتا ہے ایک اسے تعلیم و ادب سکھانے کا دوسرا اس سے شادی کرنے کا اجر۔

۳۔ اسے دگنا اجر ملے گا جو اہل کتاب میں سے ہو یہودی یا عیسائی ہو اور پھر یہ آخر زماں پیغمبر ﷺ پر بھی ایمان لاتا ہے اسے بھی دہرا اجر ملے گا۔ ایک اس وجہ سے کہ منسوخ ہونے سے پہلے جو دین تھا یہ اس پر بھی ایمان لایا، ایک اجر اس کا اور پھر اس دین کے منسوخ ہونے کے بعد والے دین پر بھی ایمان لایا۔ پہلے حق کی اتباع اور دوسرے حق کی اتباع کے نتیجہ میں اسے دو اجر ملے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳۹۲/۲)

قرآن پاک میں بھی ہے:

﴿اُولٰٓئِكَ یُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَیْنِ﴾ (القصص: ٥٤)

''یہ لوگ ہیں انہیں ان کا اجر دو مرتبہ دیا جائے گا۔''

(٥٠٠٩) مسلم: ١٦٦٥۔ بخاري: ٢٥٤٩۔ ترمذي: ١٩٨٥۔ احمد: ٩٩٢٥.

٥٠١٠ـ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَيُّمَا عَبْدٍ أَبَقَ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ . (رواه مسلم ،٦٩)

''سیدنا جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو غلام بھاگ گیا تو وہ معاہدہ سے خارج ہوا۔'' (مسلم)

٥٠١١ـ وَفِي رِوَايَةٍ: إِذَا أَبَقَ الْعَبْدُ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلاةٌ وَإِنْ مَاتَ مَاتَ كَافِرًا وَأَبَقَ غُلامٌ لِجَرِيْرٍ فَأَخَذَهُ فَضَرَبَ عُنُقَهُ . (رواه النسائی ، ٤٠٥٠)

''ایک روایت میں ہے: جب غلام بھاگ جائے تو اس کی نماز قبول نہیں کی جاتی۔ اگر اس حال میں مر جائے تو کافر ہو کر مرے گا۔ سیدنا جریر رضی اللہ عنہ کا ایک غلام بھاگ گیا تو انھوں نے اسے گرفتار کر کے اس کی گردن تن سے جدا کر دی۔'' (نسائی)

٥٠١٢ـ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : إِذَا ابْتَاعَ أَحَدُكُمُ الْجَارِيَةَ فَلْيَكُنْ أَوَّلُ مَا يُطْعِمُهَا الْحَلْوَاءَ فَإِنَّهَا أَطْيَبُ لِنَفْسِهَا . (رواه الطبراني في الأوسط)

''سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی لونڈی خریدے تو سب سے پہلے اس کو جو کھانا کھلائے وہ میٹھا ہو اس سے اس کا دل خوش ہوگا۔'' (الاوسط)

٥٠١٣ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :اشْتَرُوْا الرَّقِيْقَ وَشَارِكُوْهُمْ فِي أَرْزَاقِهِمْ وَإِيَّاكُمْ وَالزَّنْجَ فَإِنَّهُمْ قَصِيْرَةٌ أَعْمَارُهُمْ قَلِيْلَةٌ أَرْزَاقُهُمْ . (رواه الطبرانی ' ١٠٦٨٠ ' والأوسط بخفی)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا: غلام خریدو تو ان کے کھانے میں شریک ہوا کرو۔ سوڈانی غلام خریدنے سے احتراز کرو، کیونکہ ان کی عمریں چھوٹی ہوتی ہیں۔ اور ان سے فائدہ کم ہی حاصل ہوتا ہے۔'' (الکبیر، الاوسط سند مخفی ہے)

٥٠١٤ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ذُكِرَ السَّوْدَانُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: دَعُوْنِي مِنَ السَّوْدَانِ فَإِنَّ الأَسْوَدَ لِبَطْنِهِ . وَفَرْجِهِ . (رواه الطبرانی فی الکبیر '١١٤٦٣ ، بلین)

''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے سوڈانیوں کا تذکرہ کیا گیا تو فرمایا: سوڈان کا تذکرہ میرے سامنے نہ کرو! سوڈان والا اپنے پیٹ اور اپنی فرج کی فکر میں رہتا ہے۔'' (الکبیر، سند کمزور)

(٥٠١٠) مسلم: ٦٩ـ نسائی: ٤٠٥٦ـ ابوداؤد: ٤٣٦٠ـ احمد: ١٨٧٥٤.

(٥٠١١) نسائی: ٤٠٥٠ـ شاذ، البانی: ٢٦٩ـ مسلم: ٧٠ـ ابوداؤد: ٤٣٦٠.

(٥٠١٢) طبرانی اوسط، واسناده اقل درجاته الحسن، هیثمی: ٧٢١١.

(٥٠١٣) طبرانی کبیر: ١٠٦٨٠ـ طبرانی اوسط، فیه من لم اعرفه، هیثمی: ٧٢٠٤.

(٥٠١٤) طبرانی کبیر: ١١٤٦٣ـ وفیه محمد بن زکریا الغلابی وهو ضعیف جدا وقد وثقه ابن حبان، وقال یعتبر بحدیثه اذا روی عنه ثقة، هیثمی: ٧٢٠٩.

٥٠١٥ــ عَـنْهُ، قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا يَمْنَعُ حَبْشَ بَنِى الْمُغِيْرَةِ أَنْ يَأْتُوْكَ إِلاَّ أَنَّهُمْ يَـخْشَـوْنَ أَنْ تَـرُدَّهُـمْ، قَـالَ: لاَخَيْرَ فِى الْـحَبْـشِ إِنْ جَـاعُـوْا سَـرَقُوْا وَإِنْ شَبِعُوْا زَنَـوْا، وَإِنَّ فِيْهِـمُ الْخَلَّتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ إِطْعَامُ الـطَّعَـامِ وَشِـدَّةٌ عِـنْدَ الْبَأْسِ . لرزين، والكبير والبزار.

''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ ﷺ! بنومغیرہ کے حبشی غلام آپ ﷺ کے پاس اس خوف سے نہیں آتے کہ آپ ﷺ ان کو مالکوں کی طرف واپس کر دیں گے، ورنہ دوسرا کوئی مانع نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: حبش والوں میں کوئی خوبی نہیں ہے، اگر بھوکے ہوتے ہیں تو چوری کرتے ہیں۔ اور اگر سیر ہو کر کھاتے ہیں تو زنا کرتے ہیں۔ اور ان میں دو عمدہ عادات بھی ہیں: کھانا کھلاتے، لڑائی کے وقت صبر کرتے اور ڈٹ کر لڑتے ہیں۔'' (رزین، الکبیر، البزار)

٥٠١٦ــ عَـنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اتَّخِذُوْا السَّوْدَانَ فَإِنَّ ثَـلاثَةً مِنْهُمْ مِّـنْ سَـادَاتِ أَهْـلِ الْـجَنَّةِ: لُقْمَانُ الْحَكِيْمُ وَالنَّجَاشِيُّ وَبِلاَلُ الْمُؤَذِّنُ. (رواه الطبراني فى الكبير' ١١٤٨٢، بضعف، وقال: أراد الحبش)

''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سوڈانیوں سے وابستہ رہو اس لیے کہ تین آدمی ان میں سے جنت کے سرداروں میں سے ہیں، لقمان الحکیم رحمہ اللہ، نجاشی شاہ حبش رحمہ اللہ اور بلال مؤذن رضی اللہ عنہ۔'' (الکبیر سند ضعیف ہے۔ اور کہا: مراد اہل حبش ہیں)

٥٠١٧ــ عَـنْ عُـقْبَةَ بْـنِ عَـامِرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ: الْخُبْثُ سَبْعُوْنَ جُزْءاً لِلْبَرْبَرِ تِسْعَةٌ وَسِتُّوْنَ جُزْءً، وَلِلجِنِّ وَالإِنْسِ جُزٌ وَاحِدٌ (للأوسط بلين، والكبير ١٧/ ٢٩٩)

''سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خباثت کے ستر اجزاء ہیں۔ پس ایک جز جنوں اور انسانوں میں ہے۔ اور انہتر اجزا اقوام بربر میں ہیں (شمالی افریقہ میں رہنے والی قوم)۔'' (الاوسط، الکبیر سند کمزور)

٥٠١٨ــ عَـنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ مَـنْ أَخْـرَجَ صَـدَقَةً فَلَمْ يَجِدْ إِلاَّ بَرْبَرِيًّا فَلْيَرُدَّهَا. (رواه أحمد' ٧٠٢٤)

''سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جو صدقہ نکالے اور بربری انسان کے علاوہ کوئی نہ ملے تو صدقہ واپس گھر لے جائے۔'' (احمد)

(٥٠١٥) رزين، طبراني كبير، بزار.

(٥٠١٦) طبراني كبير: ١١٤٨٢ـ وفيه ابين بن سفيان وهو ضعيف، هيثمي: ٧٢٠٩.

(٥٠١٧) طبراني اوسط، طبراني كبير: ١٧/ ٢٩٩ـ وفيه عبدالله بن عبدالرحمن بن عبد الحكم لم اعرفه، وبقية رجاله ثقات، وفي بعضهم ضعف، هيثمي: ٧٢٠٣.

(٥٠١٨) احمد: ٧٠٢٤ـ بضعف.

٥٠١٩ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ أَيْنَ أَنْتَ قَالَ بَرْبَرِيٌّ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُمْ عَنِّي قَالَ بِمِرْفَقِهِ هٰكَذَا فَلَمَّا قَامَ عَنْهُ أَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنَّ الإِيْمَانَ لاَ يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ. (رواه أحمد' ٨٥٨٥ ، بضعف)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر بیٹھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو کہاں سے آیا ہے؟ اس نے کہا: میں بربر قوم کا فرد ہوں۔ پس آپ ﷺ نے اس کو فرمایا: میرے پاس سے اٹھ کر چلا جا۔ اور اپنی کہنی سے یوں اشارہ کیا چنانچہ جب وہ اٹھ کر چلا گیا تو آپ ﷺ نے ہماری جانب متوجہ ہو کر فرمایا: ایمان ان لوگوں کے گلے سے نیچے نہیں اترتا۔'' (احمد، سند ضعیف)

٥٠٢٠- عَنْ مَوْلَى لِرَفِيْعِ بْنِ ثَابِتٍ: أَنَّ رَجُلاً مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ اشْتَرَى جَارِيَةً بَرْبَرِيَّةً بِمِئَتَيْ دِيْنَارٍ ، فَبَعَثَ بِهَا إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ الْبَدْرِيِّ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ بَدْرِيًّا ، فَوَهَبَ لَهُ الْجَارِيَةَ الْبَرْبَرِيَّةَ فَلَمَّا جَاءَ تْهُ قَالَ: هٰذِهِ مِنَ الْمَجُوْسِ الَّذِيْنَ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْهُمْ وَالَّذِيْنَ أَشْرَكُوْا. (رواه الطبراني في الكبير براو لم يسم.)

''رفیع بن ثابت کے آزاد کردہ غلام سے روایت ہے کہ ایک صحابی رسول ﷺ نے بربری لونڈی خریدی اور دوسرے صحابی ابومحمد کو تحفہ میں دی جو بدری صحابی تھے۔ تو انھوں نے کہا: یہ مجوسی قوم میں سے ہے۔ ان سے اور مشرکین سے تعلق رکھنے کو نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔'' (طبرانی نے الکبیر میں راوی کا نام ذکر کرنے کے بغیر روایت کی ہے)

عتق المشترك وولد زنا ومن مثل به وعند الموت وغير ذلك

مشترک غلام، ولد زنا غلام، مثلہ کیا گیا غلام وغیرہ آزاد کرنے کا اور مرتے وقت آزاد کرنے کا بیان

٥٠٢١ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ شَقِيْصاً مِنْ مَمْلُوْكِهِ فَعَلَيْهِ خَلاَصُهُ فِي مَالِهِ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ قُوِّمَ الْمَمْلُوْكُ قِيْمَةَ عَدْلٍ ثُمَّ اسْتُسْعِيَ غَيْرَ مَشْقُوْقٍ عَلَيْهِ. (رواه البخاري' ٢٤٩٢)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے غلام کا بعض حصہ آزاد کر دیا تو اس پر اپنے مال سے بقیہ حصہ کو آزاد کرانا لازم ہوگا۔ اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو غلام کی عادلانہ قیمت لگائی جائے گی۔ اور اس کے بعد غلام سے بقیہ حصے کی ادائیگی کے لیے محنت کرائی جائے گی۔ مگر غلام پر زیادہ

(٥٠١٩) احمد: ٨٥٨٥ـ بضعف.

(٥٠٢٠) طبرانی کبیر، وفیه راو لم یسم و ابن لهیعة، هیثمی: ٧٢٠٠.

(٥٠٢١) بخاری: ٢٤٩٢ـ مسلم: ١٥٠٣ـ ترمذی: ١٣٤٨ـ ابوداؤد: ٣٩٣٨ـ ابن ماجه: ٢٥٢٧ـ احمد: ١٠٤٩٢.

بھاری مشقت نہیں ڈالی جائے گی۔'' (بخاری)

شرح: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ایک غلام میں زیادہ مالک شریک ہوں تو ان میں سے اگر ایک مالک اپنا حصہ غلام میں سے آزاد کرتا ہے اگر آزاد کرنے والا مالدار ہو دوسرے حصہ داروں کو جنہوں نے اپنا حصہ آزاد نہیں کیا ان کے حصوں کے برابر انہیں مال دینے کی طاقت رکھتا ہے تو پھر اس پر لازم ہے کہ وہ بغیر کسی کمی بیشی کے آزاد نہ کرنے والوں کے حصے دے اور غلام کو آزاد کرائے اور آزادی کی نسبت اس کے لیے ہوگی جس نے مکمل رقم دے کر آزاد کرایا ہے۔

اور اگر آزاد کرانے والا فقیر ہو، مالدار نہ ہو تو جتنا اس آزاد کرنے والے نے اس غلام کو آزاد کیا ہے، اتنا وہ آزاد ہوگا اور باقی حصوں سے آزادی کے لیے غلام سے مطالبہ کیا جائے گا اور وہ مالک اسے اجازت دیں گے کہ وہ محنت کر کے کمائے یا وہ مالک ہی انصاف سے بغیر مشقت اس سے محنت لیں تا کہ وہ آزادی کی نعمت حاصل کر سکے۔ یوں سمجھیں یہ قسطوں والے غلام کی مانند ہے، جس نے آزاد کیا ہے، اس کے حساب سے جتنی اس غلام کی قیمت بنتی ہے، اتنا آزاد ہے وہ بقیہ اتنی قسطیں جب ادا کرے گا تو مکمل آزاد ہوگا اگر ادا نہ کرے تو اتنا غلام ہی رہے گا۔ آہ! اسلام نے جو کمزوروں پر شفقت اور رحمت کا سایہ رکھا ہے دنیا کے کسی نظام میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۸۱۷)

٥٠٢٢- عَنِ الْمَقْبُرِيِّ أَنَّهٗ قَالَ سُئِلَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ الرَّجُلِ تَكُوْنُ عَلَيْهِ رَقَبَةٌ هَلْ يُعْتِقُ فِيْهَا ابْنَ زِناًفَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ نَعَمْ ذٰلِكَ يُجْزِئُ عَنْهُ. (رواه مالك .)

''مقبری کہتے ہیں کہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ جس پر گردن آزاد کرنا لازم ہو، اور ولد زنا کو آزاد کر دے تو جائز ہوگا؟ انھوں نے کہا: ہاں، جائز ہے۔'' (مالک)

٥٠٢٣- عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَدُ الزِّنَا شَرُّ الثَّلَاثَةِ وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ لأَنْ أُمَتِّعَ بِسَوْطٍ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَعْتِقَ وَلَدَ زِنْيَةٍ. (رواه ابوداود، ٣٩٦٣)

''انہی سے مرفوع روایت ہے: ابن زنا تینوں میں سے بدترین ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر میں فی سبیل اللہ ایک کوڑا دیدوں تو یہ مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ میں زانیہ کے بیٹے کو آزاد کردوں۔'' (ابوداؤد)

٥٠٢٤- نَافِعٍ: أَنَّ ابْنَ عُمَرَأَعْتَقَ وَلَدَ زِنًا وَأُمَّهٗ. (رواه مالك، ١٥١٨)

''نافع سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے زانیہ کے بیٹے کو اس کی ماں سمیت آزاد کیا۔'' (مؤطا)

(٥٠٢٢) مؤطا: ١٥١٨.

(٥٠٢٣) ابوداؤد: ٣٩٦٣۔ صحیح، البانی: ٣٣٥٤۔ احمد: ٨٠٣٧.

(٥٠٢٤) مؤطا: ١٥١٨.

٥٠٢٥۔ عَـنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهٗ أَعْتَقَ وَلَدَ زِناً وَأُمَّهٗ. (رواه مالك، ١٥١٨)

''نافع سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ولد زنا اور اس کی ماں کو آزاد کیا ہے۔'' (مالک)

شــرح: ......ولدالزنا کے تینوں میں سے برا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ زانی اور زانیہ کے آب جوہر سے پیدا ہوا ہے جو کہ خبیث پانی ہے۔ اور عموماً یہ ہوتا ہے کہ یہ خباثت اس کے رگ و پے میں سرایت کر جاتی ہے۔ تاہم نیک بھی ہو سکتا ہے۔ اس لیے اس بارے ایک قول یہ بھی ہے کہ اگر یہ اپنے ماں باپ کی مانند ہوا تو یہ بھی تیسرا شریر ہوا اگر یہ ان کے نقش قدم پر نہ چلا تو پھر تیسرا شریر نہ ہوگا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مراد یہ ہے کہ اس ولدالزنا کو آزاد کرنے کا اجر نہایت ہی قلیل ہے۔ یہ بھی اس وجہ سے کہا تھا کہ عادتاً اس سے شر کی توقع ہوتی ہے۔ اس لیے اس سے احسان کرنے کا کم اجر ہے گویا کہ یہ نا اہل سے احسان کرنا ہے۔ (عون المعبود: ۵۲/۴)

٥٠٢٦- عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مُسْتَصْرِخٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَـقَـالَ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ وَيْحَكَ مَالَكَ قَالَ شَرًّا أَبْصَرَ لِسَيِّدِهٖ جَارِيَةً لَهٗ فَغَارَ فَجَبَّ مَذَاكِيْرَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَيَّ بِالرَّجُلِ فَطُلِبَ فَلَمْ يُقْدَرْ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اذْهَـبْ فَـأَنْـتَ حُرٌّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَى مَـنْ نُـصْـرَتِي قَالَ عَلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ أَوْ قَالَ كُلِّ مُسْلِمٍ. (رواه أبوداود، ٤٥١٩)

''عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اس کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرد چیختا چلاتا نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تجھے کیا ہوا؟ اس نے کہا: بہت ہی بدی کی گئی ہے۔ اس نے اپنے مالک کی لونڈی کو دیکھا۔ مالک کو غیرت آئی اور اس نے اس کا ذکر کاٹ دیا ہے۔ آپ ﷺ نے مالک کو بلانے کا حکم دیا لیکن وہ نہ مل سکا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جا تو آزاد ہے۔ اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میری امداد کس کے ذمے ہوگی؟ فرمایا: تیری مدد کرنا ہر مومن یا (مولوی کو شک ہے) فرمایا: مسلمان پر لازم ہے۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......اس سے ثابت ہوا اگر کوئی شخص اپنے غلام کا مثلہ کرے یا ذکر کاٹے تو اس آقا کی سزا یہ ہے کہ غلام کو آزاد کر دے۔ اگر وہ آزاد نہیں کرتا تو ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اس غلام سے تعاون کرے اور اسے آزادی دلائے۔ (عون المعبود: ۲۹۸/۴)

٥٠٢٧۔ عَـنْ مَـالِكٍ أَنَّـهٗ بَـلَغَهٗ أَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ أَتَتْهُ وَلِيْدَةٌ قَدْ ضَرَبَهَا سَيِّدُهَا بِنَارٍ

''مالک کو یہ خبر پہنچی کہ ایک لونڈی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی۔ اس کے مالک نے اس کو آگ کی سزا دی تھی یا اس پر آگ لگائی

(٥٠٢٥) مؤطا: ١٥١٨.

(٥٠٢٦) ابوداؤد: ٤٥١٩۔ حسن، البانی: ٣٧٨٩۔ ابن ماجہ: ٢٦٨٠.

(٥٠٢٧) مؤطا.

أَوْ اَصَابَهَا بِهَا فَأَعْتَقَهَا . (رواه مالك)

تھی۔ پس سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے آزاد کردیا۔'' (امام مالک)

٥٠٢٨ــ عَنْ سَمُرَةَ: مَنْ مَثَّلَ بِعَبْدِهٖ عُتِقَ عَلَيْهِ، وَإِنْ كَانَ لِغَيْرِهٖ كَانَ عَلَيْهِ مَا نَقَصَ مِنْ ثَمَنِهِ . (رواه رزين)

''سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: جس نے غلام کے اعضا کاٹے اور مثلہ کیا تو وہ اس پر آزاد ہوگا۔ اگر غیر کے غلام کا مثلہ کیا تو جس قدر اس کی قیمت کم ہوگی اس کا تاوان اس پر لازم ہوگا۔''

٥٠٢٩ــ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ : مَنْ مُثِّلَ بِعَبْدِهٖ عُتِقَ عَلَيْهِ فَإِنْ كَانَ عَبْدُ غَيْرِهٖ كَانَ عَلَيْهِ اَرْشُ جِنَايَتِهٖ وَإِنْ قَتَلَهٗ . حُرٌّ فَعَلَيْهِ قِيْمَتُهٗ . لِسَيِّدِهٖ . (رواه رزين) .

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فرمایا: جس نے اپنے غلام کا مثلہ کیا تو وہ اس پر آزاد ہوگا۔ اور اگر غلام دوسرے کی ملکیت تھا تو اس پر اپنے جرم کا تاوان لازم ہے۔ اور اگر آزاد نے غلام کو قتل کیا تو غلام کے مالک کو غلام کی قیمت دینا لازم ہوگا۔'' (یہ دو رزین رحمہ اللہ کی روایات ہیں)

٥٠٣٠ــ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَثَلُ الَّذِىْ يُعْتِقُ عِنْدَ الْمَوْتِ كَمَثَلِ الَّذِي يُهْدِي إِذَا شَبِعَ . (رواه أبوداود، ٣٩٦٨)

''سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس شخص کی مثال جو مرتے وقت غلام آزاد کرتا ہے اس آدمی کی مثل ہے جو خود سیر ہو کر تحفہ دیتا ہے۔'' (ابوداؤد)

٥٠٣١ــ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَجُلاً أَعْتَقَ سِتَّةَ مَمْلُوْكِيْنَ لَهٗ عِنْدَ مَوْتِهٖ لَمْ يَكُنْ لَهٗ مَالٌ غَيْرَهُمْ فَدَعَا بِهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَجَزَّأَهُمْ أَثْلاَثاً ثُمَّ أَقْرَعَ بَيْنَهُمْ فَأَعْتَقَ اثْنَيْنِ وَأَرَقَّ أَرْبَعَةً وَقَالَ لَهُ قَوْلاً شَدِيْداً . (رواه مسلم، ١٦٦٨)

''سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے اپنی موت کے وقت اپنے چھ غلام آزاد کر دیئے۔ غلاموں کے علاوہ اس کا کوئی مال نہیں تھا۔ پس نبی کریم ﷺ نے غلاموں کو بلا کر تین حصے بنائے، اور ان کے درمیان قرعہ ڈالا۔ دو کو آزاد کر دیا۔ اور چار کو غلامی میں رہنے دیا۔ اور اس آدمی کو سخت الفاظ فرمائے۔'' (مسلم)

٥٠٣٢۔ وَفِي رِوَايَةٍ: لَوْ شَهِدْتُهُ قَبْلَ أَنْ يُدْفَنَ لَمْ يُدْفَنْ فِی مَقَابِرِ الْمُسْلِمِيْنَ .

'' ایک روایت میں یہ زائد ہے: فرمایا: اگر اس کو دفن کرنے سے پہلے میں حاضر ہوتا تو اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن

(٥٠٢٨) رزين.

(٥٠٢٩) رزين.

(٥٠٣٠) ابوداؤد: ٣٩٦٨۔ ضعيف، الباني: ٨٥٣۔ ترمذى: ٢١٢٣۔ نسائى: ٣٦١٤۔ احمد: ٢٦٩٨٥۔ دارمى: ٣٢٢٦.

(٥٠٣١) مسلم: ١٦٦٨۔ ترمذى: ١٣٦٤۔ نسائى: ١٩٥٨۔ ابوداؤد: ٣٩٦١۔ ابن ماجه: ٢٣٤٥۔ احمد: ١٩٥٠٧۔ مالك: ١٥٠٦.

(٥٠٣٢) ابوداؤد: ٣٩٥٨.

(رواه أبوداود ، ٣٩٥٨) کرنے نہ دیتا۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......آپ ﷺ نے اسے سخت ترین انداز پر اس لیے مخاطب کیا تھا کہ اس نے ورثا کا خیال نہ رکھا۔
اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جو موت کے قریب ہو وہ بھی موت والا تصور کیا جائے گا۔ اس حالت میں بھی تیسرے حصہ تک وصیت ہوگی اس سے زیادہ نہیں۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مشکلات کی صورت میں قرعہ سے کام لینا جائز ہے۔ اس سے حقوق ثابت ہو سکتے ہیں۔ اس سے جھگڑے اسی طرح ختم ہو جاتے ہیں جیسا کہ دلیل اور گواہی سے ختم ہوتے ہیں۔ (جائزۃ الاحوذی: ۲/ ۶۰۷)

٥٠٣٣ــ عَنْ سَمُرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَــنْ مَــلَكَ ذَارَحِـمٍ مَـحْـرَمٍ فَهُـوَ حُـرٌّ . (الترمذي ، ١٣٦٥)

''سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے قریبی محرم رشتہ دار کا مالک ہو تو وہ مملوک آزاد ہو جائے گا۔'' (ترمذی)

شــرح: ......ذی محرم کی پہچان کا آسان طریقہ یہی ہے کہ ایک طرف مرد ہو اور دوسری طرف عورت ہو اس کا اندازہ لگاتے جائیں کہ ان کا آپس میں نکاح ہو سکتا ہے کہ نہیں اگر کبھی نہیں ہو سکتا تو یہ ذی محرم ہیں اور اگر ہو سکتا ہے تو پھر غیر محرم۔
حدیث سے ثابت ہوا جو شخص کسی محرم رشتہ دار کا مالک ہو جائے تو یہ محرم اس کی ملکیت میں آتے ہی آزاد ہو جائے گا۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۸۱۹)

٥٠٣٤ــ عَنْ سَفِيْنَةَ قَالَ كُنْتُ مَمْلُوْكاً لأُمِّ سَـلَـمَةَ فَـقَالَتْ أُعْتِقُكَ وَاشْتَرِطُ عَلَيْكَ أَنْ تَخْدُمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا عِشْتَ فَقُلْتُ وَإِنْ لَـمْ تَشْتَـرِطِـيْ عَـلَـيَّ مَـا فَـارَقْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَـا عِشْـتُ فَـأَعْتَـقَتْنِيْ وَاشْتَرَطَتْ عَلَيَّ . (رواه أبوداود ، ٣٩٣٢)

''سفینہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا مملوک تھا۔ انھوں نے کہا: میں تجھے اس شرط پر آزاد کرتی ہوں کہ تو جب تک زندہ رہے گا آنحضرت ﷺ کی خدمت کرتا رہے گا۔ میں نے کہا: اگر یہ شرط آپ نہ بھی رکھیں تو پھر بھی میں اس کے سوا کچھ نہ کرتا۔ پس ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے مجھے آزاد کیا اور میرے اوپر یہ شرط بھی رکھی۔'' (ابوداؤد)

شــرح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آزادی کا پروانہ مشروط طور پر بھی دینا جائز ہے۔ اور غلام سے تا حیات کسی کی خدمت کی شرط لگانا بھی درست ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۸۲۰)

٥٠٣٥ــ عَنْ يَحْيَ بْنِ سَعِيْدٍ أَنَّهُ قَالَ تُوُفِّيَ

'' یحییٰ بن سعید کا بیان ہے کہ عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے

(٥٠٣٣) ترمذی: ١٣٦٥۔ صحیح، البانی: ١١٠١۔ ابوداؤد: ٣٩٤٩۔ ابن ماجه: ٢٥٢٤۔ احمد: ١٩٧١٥.
(٥٠٣٤) ابوداؤد: ٣٩٣٢۔ حسن، البانی: ٣٣٢٨۔ ابن ماجه: ٢٥٢٦.
(٥٠٣٥) مؤطا: ١٥١٧.

عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ فِي نَوْمٍ نَامَهُ فَأَعْتَقَتْ عَنْهُ عَائِشَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ رِقَابًا كَثِيْرَةً. (رواه مالك، ١٥١٧)

حالت نیند میں وفات پائی۔ تو ان کی بہن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کی طرف سے بہت غلام آزاد کیے۔'' (مالک)

٥٠٣٦۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ أَعْتَقَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ فَمَالُ الْعَبْدِ لَهُ إِلَّا أَنْ يَّشْتَرِطَهُ السَّيِّدُ. (رواه أبوداود، ٣٩٦٢)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے غلام آزاد کیا تو غلام کے پاس جو مال تھا وہ غلام کا ہوگا الا یہ کہ اس کا مالک شرط رکھدے۔'' (ابوداؤد)

٥٠٣٧۔ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ الزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ اشْتَرَى عَبْدًا فَأَعْتَقَهُ وَلِذٰلِكَ الْعَبْدِ بَنُوْنَ مِنِ امْرَأَةٍ حُرَّةٍ فَلَمَّا أَعْتَقَهُ الزَّبَيْرُ قَالَ هُمْ مَوَالِيَّ وَقَالَ مَوَالِي أُمِّهِمْ بَلْ هُمْ مَوَالِيْنَا فَاخْتَصَمُوْا إِلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَقَضَى عُثْمَانُ لِلزَّبَيْرِ بِوَلَائِهِمْ. (رواه مالك، ١٥٢٣)

''ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے غلام خرید کر آزاد کیا۔ اس غلام کے آزاد عورت سے کئی لڑکے تھے۔ چنانچہ ان لڑکوں کے متعلق زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ میرے غلام ہیں، لیکن ان کی ماں کے گھر والوں نے کہا: یہ ہمارے رشتہ دار ہیں۔ (یعنی آزاد ہیں) چنانچہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے مقدمہ دائر کیا گیا تو عثمان رضی اللہ عنہ نے زبیر رضی اللہ عنہ کے حق میں ان کی موالات کا فیصلہ دیا۔''

شرح:...... غلام کی ملکیت تو نہیں ہوتی اس کا آقا ہی اس کے مال کا مالک ہے۔ تاہم اگر اس کا مال ہو تو اس غلام کو فروخت کرتے وقت اس کا مال اس غلام کے مالک کا ہوگا۔ الا کہ خریدار شرط لگائے کہ میں اس کے مال کا بھی ساتھ خریدار ہوں تو پھر یہ مال خریدار کا ہوگا۔ (عون المعبود: ۴/ ۵۱)

٥٠٣٨۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ الرِّقَابِ أَيُّهَا أَفْضَلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَغْلَاهَا ثَمَنًا وَأَنْفَسُهَا عِنْدَ أَهْلِهَا. (رواه مالك، ١٥١٨)

''ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کون سی گردن آزاد کرنا افضل ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو زیادہ قیمتی ہو اور گھر والوں کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہو۔'' (یہ دو روایات مالک کی ہیں)

شرح: ...... اس میں گردنوں کو آزاد کرنے کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ یہ جتنی زیادہ محبوب اور قیمتی ہوگی آزاد

(٥٠٣٦) ابوداؤد: ٣٩٦٢۔ صحیح، البانی: ٣٣٥٣۔ ابن ماجہ: ٢٥٢٩۔ احمد: ٦٣٤٤.

(٥٠٣٧) مؤطا: ١٥٢٣.

(٥٠٣٨) مؤطا: ١٥١٨.

کرنے والے کے اخلاص پر دلالت ہوگی جبکہ نکمی گردن آزاد کرنے میں ایثار نہیں۔ جتنا اخلاص زیادہ ہوگا ثواب زیادہ ہوگا۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۸۱۶)

۵۰۳۹۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهٗ لَـمَّـا أَقْبَلَ يُرِيْدُ الْإِسْلَامَ وَمَعَهٗ غُلَامُهٗ ضَلَّ كُـلُّ وَاحِـدٍ مِـنْـهُـمَـا مِنْ صَـاحِبِـهٖ فَـأَقْبَلَ بَـعْـدَذٰلِكَ وَأَبُوْهُرَيْرَةَ جَالِسٌ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ هٰذَا غُلَامُكَ قَدْ أَتَـاكَ فَـقَـالَ أَمَـا إِنِّـي أُشْهِـدُكَ أَنَّهٗ حُرٌّ قَالَ فَهُوَحِيْنَ يَقُوْلُ :يَا لَيْلَةً مِنْ طُوْلِهَا وَعَنَائِهَا . عَـلَـى أَنَّهَا مِنْ دَارَةِ الْـكُـفْـرِ نَجَّتْ (رواه البخاري' ۲۵۳۰)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جب اسلام قبول کرنے کے ارادے سے آئے تو ان کے ساتھ ان کا غلام بھی تھا۔ وہ دونوں ایک دوسرے سے گم ہو گئے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ غلام بھی آ گیا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! تیرا غلام تو تیرے پاس آ پہنچا ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بناتا ہوں کہ وہ آزاد ہے جب کہ اس نے کہا ہے: اے وہ رات! جس کی طوالت اور تھکاوٹ کتنی ایذا رساں تھی۔ البتہ اس رات نے کفر کے چکر سے نجات دیدی ہے۔'' (البخاری)

شرح: ......ایک آدمی اپنے غلام سے کہتا ہے کہ هُوَ لِلّٰهِ کہ یہ اللہ کے لیے ہے، نیت آزاد کرنے کی ہوتو یہ آزاد ہوگا۔ گواہ بنانا کہ میں اسے آزاد کر رہا ہوں یہ آزاد کرنے والے کی ذمہ داری ہے۔

اگر نہ بھی گواہ بنائے جب غلام کو آزاد کرے گا تو وہ آزاد ہو جائے گا۔ ایک قول ہے، یہ شعر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا تھا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ شعر ان کے غلام نے کہا تھا۔

اس سے ثابت ہوا کہ جب خطرات ٹل جائیں، ان سے نجات مل جائے، اور مقصد تک رسائی حاصل ہو چکے تو غلام آزاد کرنا مستحب ہے۔

نیز! اس میں یہ بھی دلیل ہے کہ اچھا شعر کہنا اور اسے استدلال کے لیے پڑھنا بھی جائز ہے اور اسے بطور مثال بولا جا سکتا ہے۔

اور یہ بھی ثابت ہوا تھکاوٹ ہو، بے خوابی رہی ہو یا کوئی بھی باعث پریشانی کام ہوا ہو تو اس سے یہ اظہار کرنا مجھے تکلیف ہوئی اور دکھ کا اظہار کرنا بھی جائز ہے۔ (فتح الباری: ۵/ ۱۶۲)

(۵۰۳۹) بخاری: ۲۵۳۰۔ احمد: ۷۷۸۶.

أم الولد والمدبر والمكاتب

ام ولد، مدبر اور مکاتب کا بیان

٥٠٤٠ـ عَنْ سَلاَمَةَ بِنْتِ مَعْقَلٍ امْرَأَةٍ مِنْ خَارِجَةِ قَيْسِ عَيْلاَنَ قَالَتْ قَدِمَ بِي عَمِّيْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَبَاعَنِي مِنَ الْحُبَابِ بْنِ عَمْرٍو أَخِيْ أَبِي الْيُسْرِبْنِ عَمْرٍوفَوَلَدْتُ لَهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْحُبَابِ ثُمَّ هَلَكَ فَقَالَتِ امْرَأَتُهُ الآنَ وَاللّٰهِ تُبَاعِيْنَ فِي دَيْنِهِ فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ امْرَأَةٌ مِنْ خَارِجَةِ قَيْسِ عَيْلاَنَ قَدِمَ بِي عَمِّي الْمَدِيْنَةَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَبَاعَنِيْ مِنَ الْحُبَابِ بْنِ عَمْرٍوأَخِيْ أَبِي الْيُسْرِبْنِ عَمْرٍو فَوَلَدْتُ لَهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْحُبَابِ فَقَالَتِ امْرَأَتُهُ الآنَ وَاللّٰهِ تُبَاعِيْنَ فِي دَيْنِهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ وَلِيُّ الْحُبَابِ قِيْلَ أَخُوْهُ أَبُوالْيُسْرِ بْنُ عَمْرٍو فَبَعَثَ إِلَيْهِ فَقَالَ اَعْتِقُوْهَا فَإِذَا سَمِعْتُمْ بِرَقِيْقٍ قَدِمَ عَلَيَّ فَأْتُوْنِيْ أُعَوِّضْكُمْ مِنْهَا قَالَتْ فَأَعْتَقُوْنِي وَقَدِمَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَقِيْقٌ فَعَوَّضَهُمْ مِنِّي غُلاَماً. (رواه أبوداود، ٣٩٥٣)

”سلامہ بنت معقل نے فرمایا: عہد جاہلیت میں میرا چچا مجھے حباب بن عمرو پر فروخت کر گیا، تو مجھ سے حباب کا بیٹا عبد الرحمٰن پیدا ہوا، اور حباب خود فوت ہو گیا۔ اس کی عورت نے مجھے کہا: اللہ کی قسم! اب تجھے حباب کے قرض میں فروخت کیا جائے گا۔ پس میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں قیس عیلان قبیلہ کی شاخ خارجہ میں سے ایک عورت ہوں۔ عہد جاہلیت میں میرا چچا مجھے مدینہ لایا اور حباب بن عمرو پر فروخت کر گیا۔ جو ابو یسار بن عمرو کا بھائی تھا۔ میں نے عبدالرحمٰن بن حباب کو جنم دیا۔ ابن حباب کی بیوی کہتی ہے: تجھے حباب کے قرض میں فروخت کیا جائے گا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: حباب بن عمرو کا وارث کون ہے؟ آپ ﷺ کو کہا گیا کہ اس کا بھائی ابوالیسر موجود ہے۔ پس آپ ﷺ نے اس کی طرف قاصد روانہ کیا۔ آپ ﷺ نے ان لوگوں کو فرمایا: اس عورت کو آزاد کر دو اور جب تم سنو کہ میرے پاس غلام لائے گئے ہیں تو میرے پاس آنا میں تمہیں اس کے عوض غلام دوں گا۔

پھر آنحضرت ﷺ کے پاس غلام آئے تو میرے عوض آپ ﷺ نے ان کو ایک غلام دیدیا۔“ (ابوداؤد)

٥٠٤١ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَأَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ قَالَ أَيُّمَاوَلِيْدَةٍ وَلَدَتْ مِنْ سَيِّدِهَا فَإِنَّهُ لاَ يَبِيْعُهَا وَلاَ يَهَبُهَا وَلاَ يُوَرِّثُهَا وَهُوَ

”سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے: جو لونڈی اپنے مالک سے اولاد جنے گی تو مالک نہ اس کو فروخت کرے گا، نہ ھبہ کرے گا، اور نہ اپنی میراث قرار دیکر چھوڑے گا۔ البتہ وہ اس سے فائدہ اٹھاتا رہے

(٥٠٤٠) ابوداؤد: ٣٩٥٣ـ ضعيف الاسناد: ٨٥١ـ احمد: ٢٦٤٨٩.

(٥٠٤١) مؤطا: ١٥٠٩.

يَسْتَمْتِعُ بِهَا فَإِذَا مَاتَ فَهِيَ حُرَّةٌ. (رواه مالك، ١٥٠٩)

گا اور جب وہ فوت ہوگا تو یہ ام ولد آزاد قرار پائے گی۔'' (مؤطا)

٥٠٤٢ـ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ كُنَّا نَبِيعُ سَرَارِيَّنَا وَأُمَّهَاتِ أَوْلَادِنَا وَالنَّبِيُّ ﷺ فِينَا حَيٌّ لَا نَرَى بِذٰلِكَ بَأْساً. (رواه إبن ماجة ٢٥١٧)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ہم لوگ اپنی باندیوں اور اپنی اولاد کی ماؤں (ام ولد) کو فروخت کرتے تھے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان بقید حیات موجود تھے۔ اور ہم اس کو حرج نہیں قرار دیتے تھے۔'' (ابن ماجہ)

شرح: ......ام ولد وہ لونڈی ہے جس کے ہاں اس کے مالک سے اولاد پیدا ہوئی ہو، بعد میں وہ اولاد زندہ رہی ہو یا نہ رہی ہو اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ ایک حدیث میں اس کے فروخت کی اجازت کا ذکر ہے۔ اور ایک میں ام ولد کی فروخت سے ممانعت ثابت ہو رہی ہے۔

اس میں فیصلہ کن بات یہ ہے کہ یہ حدیث جس میں ام ولد فروخت کرنے کی اجازت کا ذکر ہے یہ مرجوح ہے۔ راجح وہ ہے جس میں ام ولد لونڈی فروخت کرنے کی ممانعت آئی ہے۔ اس لیے ام ولد لونڈی کو فروخت کرنا حرام ہے، اس پر اجماع ہے۔ (المغنی: ۴/ ۵۸۷)

ام ولد کا مالک جب تک زندہ رہے وہ اس سے ہر قسم کا فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ مالک کی وفات کے بعد وہ آزاد ہو جائے گی۔ اس کی اولاد کا اس پر کسی قسم کا حق نہیں ہوگا۔ (تفہیم الاسلام: ۲/۴۲)

٥٠٤٣ـ عَنْ جَابِرٍ قَالَ دَبَّرَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ غُلَامًا لَهُ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَبَاعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ جَابِرٌ فَاشْتَرَاهُ ابْنُ النَّحَّامِ عَبْدًا قِبْطِيًّا مَاتَ عَامَ أَوَّلَ فِي إِمَارَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ. (رواه مسلم، ٩٩٧)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: انصار میں سے ایک آدمی نے اپنے غلام کو اپنی موت کی شرط پر آزاد (مدبر) کیا۔ اور اس غلام کے علاوہ اس کے پاس کوئی مال نہیں تھا۔ پس اس غلام کو آپ ﷺ نے فروخت کرایا۔ اور اس قبطی غلام کو ابن نحام نے خریدا۔ ابن زبیر کی امارت کے پہلے سال وہ فوت ہوا۔'' (مسلم)

٥٠٤٤ـ وفي رواية: أَنَّهُ بَاعَهُ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ فَدَفَعَهُمْ إِلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: أَبْدَأْ بِنَفْسِكَ فَتَصَدَّقْ عَلَيْهَا فَإِنْ فَضَلَ شَيْءٌ فَلِأَهْلِكَ

''ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ نے اس غلام کو آٹھ سو درہم میں فروخت کر کے انصاری کو درہم دیئے۔ اور فرمایا: اپنی جان پر خرچ کرنے سے ابتدا کر اور اپنے اوپر ہی صدقہ کر اور

(٥٠٤٢) ابن ماجه: ٢٥١٧ـ صحيح، الباني: ٢٠٤٠ـ ابوداؤد: ٣٩٥٤.

(٥٠٤٣) مسلم: ٩٩٧.

(٥٠٤٤) مسلم: ٩٩٧.

فَإِنْ فَضَلَ مِنْ أَهْلِكَ شَيْءٌ فَلِذِي قَرَابَتِكَ فَإِنْ فَضَلَ عَنْ ذِي قَرَابَتِكَ شَيْءٌ فَهٰكَذَا وَهٰكَذَا، يَقُوْلُ فَبَيْنَ يَدَيْكَ وَعَنْ يَمِيْنِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ. (رواه مسلم، ٩٩٧)

اس سے بچ جائے تو اپنے اہل وعیال پر خرچ کر۔ پھر اگر کچھ بچ جائے تو یہاں اور وہاں خرچ کر دے۔ یعنی فرمایا: اپنے سامنے اپنے دائیں اور اپنے بائیں طرف والوں پر خرچ کر دے۔'' (مسلم)

شرح: ...... مدبر وہ غلام ہوتا ہے جس کا مالک اس کی آزادی کو اپنی موت کے بعد والے وقت کے ساتھ وابستہ کر دے۔ یعنی کہے کہ یہ میری وفات کے بعد آزاد ہے۔

جس انصاری نے غلام آزاد کیا تھا، یہ بنو عذرہ میں سے تھا۔ اس غلام کا نام ابو مذکور یا مذکار تھا۔ جس غلام کو آزادی کا پروانہ دیا تھا اس کا نام یعقوب تھا اور یہ حبشی تھا۔ انہوں نے اس غلام کو آزادی کا پروانہ دیا کہ میری موت کے بعد تو آزاد ہے لیکن ان کے پاس اس کے سوا اور کوئی مال نہ تھا۔ یہ بات نبی اکرم ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تو کوتاہی ہے اور اپنی جان کو تنگی میں ڈالنے والی بات ہے۔ اس غلام کو آپ نے واپس لے کر فروخت کر دیا۔ وہ قیمت آٹھ سو درہم اس آدمی کے حوالے کی۔ اور کہا: اگر وصیت کرنا ہے تو تہائی مال سے کرو اور باقی اپنی ضروریات اور قرض ادا کرنے میں صرف کرو۔

اس سے ثابت ہوا کہ جو لوگ مدبر غلام کو فروخت کرنے کے قائل نہیں ان کا مؤقف درست نہیں۔ یہ جائز ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ مفلس اور کنگال کے مال کو فروخت کر کے اس کی بھلائی کے لیے روک لینا جائز ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ غلام کو مدبر کرنا تیسرے حصے میں سے ہے۔ سارے مال سے درست نہیں جبکہ اس کا کل مال یہی ہو۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ ایک تجارت میں بولی ہوتی ہے صرف بھاؤ بڑھانے کے لیے آدمی کھڑا کیا ہوتا ہے جو کہ بولی دیتا ہے وہ خریدار نہیں ہوتا، یہ بولی منع ہے۔

لیکن اگر سب خریدار ہوں فروخت کرنے والا بولی لگاتا ہے اور جو سب سے زیادہ قیمت لگاتا ہے اس کے ہاں فروخت کرتا ہے، یہ بولی جائز ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/۸۲۴)

٥٠٤٥۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْمُكَاتَبُ عَبْدٌ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ مُكَاتَبَتِهِ دِرْهَمٌ. (رواه الترمذي، ١٢٦١)

''عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اس کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مکاتب غلام ہی رہے گا جب تک اس پر ایک درہم بھی کتاب کی تحریر میں سے باقی رہے گا۔'' (ترمذی)

(٥٠٤٥) ابوداؤد: ٣٩٢٦.

٥٠٤٦۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَ قَالَتْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا كَانَ عِنْدَ مُكَاتَبِ اِحْدَاكُنَّ مَا يُؤَدِّي فَلْتَحْتَجِبْ مِنْهُ. (رواه الترمذی: ١٢٦١)

’’سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تمہارے مکاتب کے پاس اتنی رقم ہو کہ وہ ادا کر دے تو (وہ آزاد ہے اور) اس سے چھپنا چاہیے۔‘‘ (ترمذی)

٥٠٤٧۔ عَنْ عُمَرَبْنِ اَنَسٍ : سَأَلَ سِيْرِيْنُ أَنَساً الْمُكَاتَبَةَ وَكَانَ كَثِيْرَ الْمَالِ ، فَأَبَى فَانْطَلَقَ سِيْرِيْنُ إِلَى عُمَرَفَدَعَاهُ عُمَرُ ، وَقَالَ لَهُ: كَاتِبْهُ فَأَبٰي فَضَرَبَهُ بِالدُّرَّةِ وَتَلَا ﴿فَكَاتِبُوْهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا﴾ فَكَاتَبَهُ. قُلْتُ: الَّذِيْ فِي الْبُخَارِيِّ فِي الْمُكَاتَبِ تَعْلِيْقًا قَالَ رَوْحٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قُلْتُ لِعَطَاءٍ : أَوَاجِبٌ عَلَيَّ إِذَا عَلِمْتُ لَهُ مَالًا أَنْ أُكَاتِبَهُ؟ قَالَ: مَا أَرَاهُ إِلاَّ وَاجِباً ، وَقَالَ عَمْرُوْبْنُ دِيْنَارٍ: قُلْتُ لِعَطَاءٍ :أَتَؤْثِرُهُ عَنْ أَحَدٍ؟ قَالَ: لاَ ، ثُمَّ أَخْبَرَنِي أَنَّ مُوْسَى بْنَ أَنَسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ سِيْرِيْنَ سَأَلَ أَنَساًالْمُكَاتَبَةَ وَكَانَ كَثِيْرَ الْمَالِ فَذَكَرَهُ(رواه رزين)

’’عمر بن انس نے کہا: سیرین نے انس رضی اللہ عنہ سے کتابت کا مطالبہ کیا۔ وہ بہت مالدار تھا۔ پس انس رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا۔ تو سیرین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انس کو بلا کر کہا: اس کو کتابت لکھ دے۔ انس رضی اللہ عنہ نے انکار کیا۔ پس عمر رضی اللہ عنہ نے درے سے مار کر یہ آیت تلاوت کی ﴿غلاموں کو کتابت کر دو اگر ان میں بھلائی دیکھو﴾ تو انس رضی اللہ عنہ نے کتابت کر دی۔ (رزین)
میں کہتا ہوں: بخاری میں جو مکاتب کے بارے تعلیقاً ہے۔ روح نے ابن جریج نے کہا: میں نے عطا سے سوال کیا: کیا مکاتبت میرے اوپر واجب ہے جب میں یہ جان لوں کہ اس کے پاس مال موجود ہے؟ تو انھوں نے کہا: میں تو واجب ہی سمجھتا ہوں۔ عمرو بن دینار نے کہا: میں نے عطا سے پوچھا: کیا تیرے پاس کسی سے منقول قول بھی ہے؟ تو اس نے کہا: نہیں۔ پھر اس نے خبر دی کہ موسیٰ بن انس نے اس کو خبر دی ہے کہ سیرین نے انس رضی اللہ عنہ سے مکاتبت کا مطالبہ کیا۔ وہ کثیر المال شخص تھا۔ پھر رزین رحمہ اللہ کی روایت کے مثل بیان کیا۔‘‘

٥٠٤٨۔ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ بَرِيْرَةَ جَاءَتْ تَسْتَعِينُهَا فِي كِتَابَتِهَا وَلَمْ تَكُنْ قَضَتْ مِنْ كِتَابَتِهَا شَيْئاً قَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ ارْجِعِيْ إِلَى أَهْلِكِ فَإِنْ

’’عروہ سے روایت ہے کہ انہیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ بریرہ رضی اللہ عنہا ان کے پاس اپنے معاملہ مکاتبت میں مدد لینے آئیں۔ ابھی انہوں نے کچھ بھی ادا نہیں کیا تھا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا: تو اپنے مالکوں کے پاس جا اگر وہ یہ پسند کریں کہ

(٥٠٤٦) ترمذی: ١٢٦١.

(٥٠٤٧) رزین.

(٥٠٤٨) بخاری: ٢٥٦١۔ مسلم: ١٥٠٤۔ ترمذی: ١٢٥٦۔ ابوداؤد: ٣٩٢٩۔ ابن ماجه: ٣٨٣٥۔ مؤطا: ١٥١٩.

أَحَبُّوْا أَنْ أَقْضِيَ عَنْكِ كِتَابَتَكِ وَيَكُوْنُ وَلاَؤُكِ لِي فَعَلْتُ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ بَرِيْرَةُ لِأَهْلِهَا فَأَبَوْا وَقَالُوْا إِنْ شَاءَتْ أَنْ تَحْتَسِبَ عَلَيْكِ فَلْتَفْعَلْ وَيَكُوْنُ وَلاَؤُكِ لَنَا فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ابْتَاعِي فَاعْتِقِيْ فَإِنَّمَا الْوَلاَءُ لِمَنْ أَعْتَقَ قَالَ ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ مَا بَالُ أُنَاسٍ يَشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطاً لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللّٰهِ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ فَلَيْسَ لَهُ وَإِنْ شَرَطَ مِائَةَ مَرَّةٍ شَرْطُ اللّٰهِ أَحَقُّ وَأَوْثَقُ. (رواه البخاری ۲۵٦۱)

تیرے معاملہ مکاتبت کی پوری رقم میں ادا کر دوں، اور تمہاری ولاء میرے ساتھ قائم ہو تو میں ایسا کر سکتی ہوں۔ سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا نے یہ صورت اپنے مالکوں کے سامنے رکھی لیکن انہوں نے انکار کیا۔ اور کہا: اگر وہ عائشہ رضی اللہ عنہا تمہارے ساتھ ثواب کی نیت سے یہ نیک کام کرنا چاہتی ہیں تو انہیں اختیار ہے، لیکن تمہاری ولاء ہماری ہوگی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا۔ تو آپ نے فرمایا: تو خرید کر انہیں آزاد کر دے۔ ولاء تو اسی کی ہوتی ہے جو آزاد کر دے۔ راوی نے بیان کیا ہے: پھر رسول اللہ ﷺ اٹھے اور لوگوں سے خطاب کیا اور فرمایا: کچھ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایسی شرطیں لگاتے ہیں جن کی کوئی اصل کتاب اللہ میں نہیں ہے۔ پس جو بھی کوئی ایسی شرط لگائے جس کی اصل کتاب اللہ میں نہیں ہے تو اس کو ایسی شرطیں لگانا لائق نہیں خواہ وہ ایسی سو شرطیں کیوں نہ لگا لے۔ اللہ تعالیٰ کی شرط ہی سب سے زیادہ معقول اور مضبوط ہے۔'' (بخاری)

۵۰۴۹ــ في رواية: قَالَتْ كَاتَبْتُ أَهْلِيْ عَلَى تِسْعِ أَوَاقٍ فِي كُلِّ عَامٍ وَقِيَّةٌ. (رواه البخاري ۲۱٦۸)

'' ایک روایت میں ہے: سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے مکاتبت نو اوقیوں پر کی تھی ہر سال ایک اوقیہ دینا تھا۔'' (بخاری)

۵۰۵۰ــ وفي أخرى: إِنَّ بَرِيْرَةَ دَخَلَتْ عَلَيْهَا تَسْتَعِيْنُهَا فِي كِتَابَتِهَا وَعَلَيْهَا خَمْسَةُ أَوَاقٍ نُجِّمَتْ عَلَيْهَا فِي خَمْسِ سِنِيْنَ. (للبخاری، تعليقا)

'' دوسری روایت میں ہے: سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا آئی اور اس نے اپنی کتابت میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے امداد طلب کی۔ اور اس پر پانچ اوقیہ مکاتبت تھی۔ اور پانچ سال تک قسطوں میں ادا کرنا تھا۔'' (بخاری)

۵۰۵۱ــ وفي أخرى: فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ

''دوسری روایت میں ہے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ ﷺ

(۵۰۴۹) بخاری: ۲۱٦۸۔ مسلم: ۱۵۰۴۔ ترمذی: ۱۲۵٦۔ ابوداؤد: ۳۹۲۹۔ ابن ماجه: ۳۸۳۵۔ مؤطا: ۱۵۱۹.

(۵۰۵۰) بخاری تعليقًا.

(۵۰۵۱) بخاری تعليقًا.

اللّٰہِ ﷺ اشْتَرِيْهَا فَأَعْتِقِيْهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ . (للبخاري' تعليقا) نے فرمایا: اس کو خرید کر آزاد کر دے۔ کیونکہ ولا تو اسی کی ہے جس نے آزاد کیا ہے۔'' (بخاری تعلیقًا)

شرح: ......ان احادیث سے ثابت ہوا کہ مکاتب غلام اپنی غلامی سے آزاد اس وقت ہوتا ہے جب تمام قسطیں ادا کر دے گا۔ ایک درہم بھی باقی ہو تو اس پر غلام والے احکام ہی جاری رہیں گے۔

مکاتب وہ غلام ہے جسے قسطوں پر آزاد کیا گیا ہو۔

یہ بھی پتہ چلا کہ غلام کو قسطوں پر آزاد کرنا جائز ہے۔ اور عورت اپنے غلام سے نہ بھی پردہ کرے تو جائز ہے۔ کیونکہ غلام کا مالکہ سے گہرا تعلق ہوتا ہے اور غلام کمتر ہوتا ہے اور مالکہ برتر ہوتی ہے اس سے خرابی کا امکان نہیں۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اجنبی عورت کو اجنبی مرد سے پردہ کرنا چاہیے۔

ایک اعتراض: یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ غلام کے ذمے ایک درہم بھی ادا کرنا باقی ہو تو وہ غلام ہے۔ تو مالکہ اس سے پردہ کرنے کی پابندیوں کی جا رہی ہے۔

اس کا حل یہ ہے کہ اگر غلام کے پاس ایک درہم ہے اور ایک درہم اس نے دینا ہے تو وہ غلام ہی ہے پردہ ضروری نہیں۔ جو پردہ کا کہا گیا ہے یہ احتیاط کے طور پر ہے ضروری نہیں۔ کیونکہ اس کے پاس درہم موجود ہے وہ کسی وقت بھی ادا کر سکتا ہے۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ آزادی کی نسبت خریدار کے لیے ہے فروخت کرنے والا شرط لگائے بھی تو قابل قبول نہ ہوگی لیکن غلام کی بیع برقرار رہے گی۔

کیونکہ یہ آزادی کی نسبت ایک رشتہ کی مانند ہے جس طرح رشتہ ختم نہیں ہوتا اسی طرح یہ آزادی کی نسبت ختم نہیں ہوتی۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۸۲۱)

❀❀❀❀❀

كتاب الوصية
وصیت کا بیان

٥٠٥٢ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُوْصِيْ فِيْهِ يَبِيْتُ لَيْلَتَيْنِ. (رواه البخاري، ٢٧٣٨)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: مسلمان کے پاس وصیت کرنے کی اگر کوئی چیز موجود ہو جس میں اس نے وصیت کرنی ہو تو دو رات بھی بلا وصیت بسر کرنے کا اس کو کوئی حق نہیں ہے۔'' (بخاری)

٥٠٥٣ـ وفي رواية: ثَلَاثَ لَيَالٍ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ عِنْدَهُ مَكْتُوْبَةٌ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ مَا مَرَّتْ عَلَيَّ لَيْلَةٌ مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ذٰلِكَ إِلَّا وَعِنْدِي وَصِيَّتِيْ. (رواه مسلم، ١٦٢٧).

''ایک روایت میں ہے: اس پر تین رات بسر نہ ہوں مگر اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی موجود ہو۔

نافع کا بیان ہے: میں نے سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ انھوں نے کہا: جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد سنا ہے: اس کے بعد ایک رات بھی میرے اوپر نہیں گذری، مگر میری وصیت میرے پاس لکھی ہوئی موجود ہی رہا کرتی ہے۔ (مسلم)

شرح: ...... وصیت وہ عہد خاص ہے جو موت کے بعد کے لیے کیا جاتا ہے۔ اس میں یہ شرط ہے کہ وصیت کرنے والا صاحب عقل ہو اور آزاد ہو غلام نہ ہو، اور نابالغ نہ ہو بالغ ہو۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرَا ِۨالْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ○ فَمَنْ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ○ فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ○﴾

''تم پر لکھا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی ایک کی موت کا وقت آن پہنچے اگر اس نے مال چھوڑا ہے تو وہ وصیت کرے والدین کے لیے، قریبی رشتہ داروں کے لیے اچھے طریقہ سے یہ حق ہے پرہیزگاروں پر ہے۔ جس نے اسے سننے کے بعد تبدیل کیا بے شک اس کا گناہ ان لوگوں پر ہے، جنھوں نے اسے تبدیل کیا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔ جسے وصیت کرنے والے سے اندیشہ ہو کہ وہ مائل ہوا ہے یا اس

(٥٠٥٢) بخاری: ٢٧٣٨. (٥٠٥٣) مسلم: ١٦٦٧.

نے گناہ کیا ہے، تو اس نے ان کے درمیان اصلاح کر دی تو اس پر گناہ نہیں، بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔'' (البقرۃ: ۱۸۰،۱۸۳)

اس حدیث میں جو دو یا تین راتوں کا آیا ہے اس کا مطلب ہے کہ یہ وصیت کی تحریر بہت جلدی تحریر کر لینی چاہیے۔ وصیت کا حکم اگرچہ مستحب ہے مگر اس کی تاکید بہت ہے۔

اس حدیث میں سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت بھی بیان ہوئی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی اتباع میں فوراً کمر بستہ ہو گئے۔

اس میں موت کی تیاری کا سبق بھی ہے کہ اسے بھلا نہ دیں، پتہ نہیں کب موت آ جائے اور وصیت وغیرہ کے ذریعے اپنی ذمہ داری پوری کر دی جائے اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کا بوجھ اتار لیا جائے اور اجر سمیٹ لیا جائے بشرطیکہ وصیت صحیح ہو غلط ہوگی تو بوجھ ہوگا۔ (فتح الباری: ۵/ ۳۵۹)

٥٠٥٤ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ وَالْمَرْأَةُ بِطَاعَةِ اللّٰهِ سِتِّيْنَ سَنَةً ثُمَّ يَحْضُرُهُمَا الْمَوْتُ فَيُضَارَّانِ فِي الْوَصِيَّةِ فَتَجِبُ لَهُمَا النَّارُ قَالَ وَقَرَأَ عَلَيَّ أَبُوْهُرَيْرَةَ مِنْ هَاهُنَا ﴿ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوْصَى بِهَا أَوْدَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ﴾ حَتّٰى بَلَغَ ﴿ذٰلِكَ الْفَوْزُالْعَظِيْمُ .﴾ (رواه ابوداود، ٢٨٦٧)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مرد اور ایک عورت اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ساٹھ سال تک عمل کرتے ہیں۔ پھر وہ دونوں موت کے وقت وصیت میں کسی وارث کو ضرر یا نقصان پہنچاتے ہیں تو ان کے لیے آگ واجب ہو جاتی ہے۔ پھر سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی (بعد وصیت کے جو وہ وصیت کر دے ساتھ اس کے یا قرض کے بعد نہ ضرر پہنچانے والا ہو...... تا ...... یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ (ابوداؤد)

٥٠٥٥ـ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاتَ فُلَانٌ، قَالَ: أَلَيْسَ كَانَ مَعَنَا آنِفاً؟ قَالُوْا: بَلٰى، قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ كَأَنَّهَا إِخْذَةٌ عَلٰى غَضَبٍ، الْمَحْرُوْمُ مَنْ حَرُمَ وَصِيَّتَهُ. (رواه أبو يعلى المو صلى، ٤١٢٢)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس تھے کہ ایک آدمی آیا۔ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فلاں شخص فوت ہو گیا ہے۔ فرمایا: کیا وہ ابھی ہمارے پاس ہی نہیں تھا؟ تو انہوں نے کہا: ہاں۔ فرمایا: سبحان اللہ (اللہ پاک ہے)! گویا یہ غصے کی گرفت ہے۔ محروم وہ ہے جو وصیت کرنے سے محروم ہو جائے۔'' (الموصلی)

(٥٠٥٤) ابوداؤد: ٢٨٦٧ـ ضعيف، البانی: ٦١٤ـ ترمذی: ٢١١٨ـ ابن ماجه: ٢٧٠٤.

(٥٠٥٥) ابو يعلى موصلى: ٤١٢٢ـ ابن ماجه (منه) المحروم من حرم وصيته، واسناده حسن، هيثمى: ٧٠٨٠.

شــرح: ......اگر چہ ابوداؤد والی حدیث کوضعیف قرار دیا گیا ہے۔مگر قرآن پاک کی آیت اور ابو یعلی والی حدیث زبردست وعید سنا رہی ہے کہ نقصان والی وصیت میں اللہ تعالیٰ کی شریعت کی مخالفت ہے۔ اور شریعت کی مخالفت میں سخت عذاب آتا ہے۔ (عون المعبود: ۷۲/۳)

٥٠٥٦ــــ عَـنْ أَبِـيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَـالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَيُّ الـصَّـدَقَةِ أَعْـظَـمُ أَجْرًا قَالَ أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْـتَ صَحِيْحٌ شَحِيْحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَأْمَلُ الْـغِنٰى وَلاَ تُمْهِلُ حَتّٰى إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ قُـلْـتَ لِـفُلاَنٍ كَـذَا وَلِـفُلاَنٍ كَذَاوَقَدْ كَـانَ لِفُلاَنٍ. (رواه البخاری، ١٤١٩)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک آدمی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! کونسا صدقہ اجر کے اعتبار سے بڑا ہے؟ فرمایا: جب تو صحت منداور مال کی فکر میں ہو، اور غنی ہونے کی امید کرتا، اور غربت سے ڈرتا ہو اور صدقہ دے۔ اور صدقہ کرنا مؤخر نہ کر یہاں تک کہ سانس گلے تک پہنچ جائے تو تو کہے: اتنا فلاں کو دے دو۔ اب تو مال فلاں کا ہے۔'' (بخاری)

٥٠٥٧ــــ وفـي رواية: وَأَنْـتَ صَـحِيْـحٌ حَرِيْصٌ تَأْمُلُ الْغِنَى وَتَخْشَى الْفَقْرَ. (رواه البخاری، ٢٧٤٨)

''اور ایک روایت میں ہے: اور تو صحیح ہو، حرص بھی رکھتا ہو اور اپنے بقا کی امید بھی رکھتا ہو، اور غربت سے بھی ڈرتا ہو۔'' (بخاری)

٥٠٥٨ـعَنْ أَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَاَنْ يَتَصَدَّقَ الْمَرْءُ فِي حَيَاتِهٖ. بِـدِرْهَمٍ خَيْرٌلَهٗ مِنْ أَنْ يَّتَصَدَّقَ بِمِائَةِ دِرْهَمٍ عِنْدَ مَوْتِهٖ. (لأبی داود، ٢٨٦٦)

''سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: اگر انسان اپنی زندگی میں ایک درہم صدقہ دے تو یہ بوقت موت سو درہم صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔'' (ابوداؤد)

شــرح: ......اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

﴿وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ﴾ (المنافقون: ١٠)

''اور خرچ کرو اس چیز سے جو ہم نے تم کو دیا ہے پہلے اس سے کہ آئے تم میں سے ایک کے پاس موت۔''

آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کو ٹالتے نہ رہو کہ پھر کریں گے، ابھی لمبی عمر ہے بلکہ موت کے اچانک آنے سے پہلے پہلے صدقہ وخیرات کرلو۔ یہ احادیث اسی آیۂ مبارکہ کی وضاحت کرتی ہیں کہ ایسے مرض سے پہلے

(٥٠٥٦) بخاری: ١٤١٩ـ مسلم: ١٠٣٢ـ نسائی: ٣٦١١ـ ابوداؤد: ٢٨٦٥ـ احمد: ٩٤٧٦.

(٥٠٥٧) بخاری: ٢٧٤٨ـ مسلم: ١٠٣٢ـ نسائی: ٣٦١١ـ ابوداؤد: ٢٨٦٥ـ احمد: ٩٤٧٦.

(٥٠٥٨) ابوداؤد: ٢٨٦٦ـ ضعیف البانی: ٦١٣.

پہلے صدقہ کرلیں جو خطرناک صورت اختیار کر جائے۔ اور جب زندگی کی آرزو کا چراغ ٹمٹمانے لگے تو صدقہ کے اعلان شروع کر دو۔ حالت صحت میں صدقہ وخیرات کرنا دلالت کرتا ہے کہ اس شخص میں کنجوسی نہیں یہ سچی نیت سے صدقہ کر رہا ہے، اس سے اجر بھی بڑھ جاتا ہے۔ (فتح الباری: ۳/ ۲۸۵)

اگرچہ موت کے وقت بھی صدقہ جائز ہے مگر افضل حالت صحت میں ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو اپنی موت کے وقت صدقہ کرتا ہے وہ اس طرح ہے جو سیر ہو کر ہدیہ کرتا ہے۔ (ترمذی، حسن، وصححہ ابن حبان)

اسلاف کا قول ہے: بعض خوشحال اور خوش مال لوگ دو مرتبہ مال سے ناانصافی کرتے ہیں۔ زندگی میں جب مال ان کے ہاتھ میں ہوتا ہے اس وقت کنجوسی کرتے ہیں۔ اور موت کے وقت جب ان کے ہاتھ سے مال نکل رہا ہوتا ہے اس وقت اسراف کرتے ہیں۔ (فتح الباری: ۵/ ۲۷۴)

۵۰۵۹ــ عَـنْ عَـامِـرِبْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ عَادَنِي النَّبِيُّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ وَجَعٍ اَشْـفَـيْـتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ بَلَغَ بِي مِنَ الْوَجَعِ مَا تَرَى وَأَنَا ذُوْمَالٍ وَلاَ يَـرِثُـنِـي إِلَّا ابْـنَـةٌ لِّي وَاحِدَةٌ أَفَاَتَصَدَّقُ بِثُـلُثَيْ مَالِي قَالَ لاَ قُلْتُ أَفَأَتَصَدَّقُ بِشَطْرِهِ قَالَ لاَ قُلْتُ فَالثُّلُثِ قَالَ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ إِنَّكَ أَنْ تَـذَرَوَرَثَتَكَ أَغْـنِـيَـاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَـالَةً يَتَـكَـفَّفُوْنَ النَّاسَ وَلَسْتَ تُنْفِقُ نَفَقَةً تَبْتَـغِـي بِهَـا وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا أُجِرْتَ بِهَا حَتّٰى الـلُّـقْـمَةَ تَـجْـعَـلُهَـا فِي امْرَاتِكَ قُلْتُ يَـارَسُـوْلَ اللّٰهِ أَأُخَـلَّفُ بَعْدَ أَصْحَابِيْ قَالَ إِنَّكَ لَـنْ تُـخَـلَّفَ فَتَـعْـمَلَ عَمَلاً تَبْتَغِيْ بِهٖ وَجْـــهَ اللّٰهِ إِلَّا ازْدَدْتَ بِـــهٖ دَرَجَةً وَرِفْـعَةً وَلَـعَـلَّكَ تُـخَـلَّفُ حَتّٰـى يَـنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُـضَرَّبِكَ آخَرُوْنَ اللّٰهُـمَّ أَمْضِ لِاَصْحَابِي هِـجْـرَتَهُـمْ وَلاَ تَرُدَّهُـمْ عَلٰى أَعْقَابِهِمْ لٰكِنِ

''سیدنا سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے پاس حجۃ الوداع کے سال رسول اللہ ﷺ عیادت کے لیے تشریف لائے۔ مجھے شدید تکلیف تھی۔ جس کی بنا پر میں موت کے کنارے پہنچ چکا تھا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میری بیماری اتنی زیادہ بڑھ چکی ہے کہ آپ ﷺ دیکھ رہے ہیں۔ میں صاحب مال ہوں۔ میرا وارث ایک بیٹی کے سوا کوئی نہیں تو کیا میں اپنے مال کا دوتہائی صدقہ کر دوں؟ فرمایا: نہیں، میں نے عرض کی: پھر نصف مال صدقہ دے دوں؟ فرمایا: نہیں۔ میں نے عرض کی: پھر تیسرا حصہ صدقہ کروں؟ فرمایا: تیسرا حصہ کر لے مگر تیسرا حصہ بھی زیادہ ہے۔ یا فرمایا: بڑا ہے۔ اگر تو اپنے ورثا کو غنی کر جائے تو تیرے لیے زیادہ بہتر ہے اس سے کہ تو ان کو مفلس چھوڑ جائے، اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائیں۔ اور تو جو بھی اللہ کی رضا کے لیے خرچ کرے گا تو اس پر تجھے اجر دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ چیز جو تو اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے گا اس پر بھی اجر ہوگا۔ تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! کیا میں اپنے رفقا سے پیچھے رہوں گا؟ فرمایا: تو جس قدر پیچھے رہا اور تو نے اللہ کی خوشنودی کے لیے کوئی عمل کیا

الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ رَثَى لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تُوُفِّيَ بِمَكَّةَ. (رواه البخاري ٤٤٠٩)

تو تیرا درجہ زیادہ بلند ہوگا۔ اور شائد تو بعد تک رہے گا۔ اور تجھ سے بعض اقوام کو فائدہ ہوگا۔ اور بعض دوسروں کو تجھ سے ضرر پہنچے گا۔ اے اللہ! میرے اصحاب کی ہجرت قائم رکھ اور ان کو ایڑیوں پر نہ پھیر مگر سعد بن خولہ کا افسوس ہے! آنحضرت ﷺ اس پر غم کا اظہار فرماتے تھے اس لیے کہ وہ مکہ میں فوت ہو گئے تھے۔ (اور ہجرت نہ کر سکے)'' (بخاری)

٥٠٦٠ـــ وفي رواية: أَنَّ سَعْداً قَالَ قَدْ خَشِيْتُ أَنْ اَمُوْتَ بِالأَرْضِ الَّتِي هَاجَرْتُ مِنْهَا كَمَا مَاتَ سَعْدُبْنُ خَوْلَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا اللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْداً ثَلَاثَ مِرَارٍ. (رواه مسلم، ١٦٢٨)

''ایک روایت میں ہے: سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے خوف ہے کہ سعد بن خولہ کی طرح اس سرزمین پر فوت ہو جاؤ نگا جہاں سے میں نے ہجرت کی ہے۔ پس آپ ﷺ نے تین بار دعا کی: یا اللہ! سعد رضی اللہ عنہ کو شفا عنایت کر۔'' (مسلم)

٥٠٦١ـ عَنْ سَعْدِبْنِ مَالِكٍ قَالَ عَادَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا مَرِيْضٌ فَقَالَ أَوْصَيْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِكَمْ قُلْتُ مَالِي كُلِّهِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ فَمَا تَرَكْتَ لِوَلَدِكَ قُلْتُ هُمْ أَغْنِيَاءُ بِخَيْرٍ قَالَ اَوْصِ بِالْعُشْرِ فَمَا زِلْتُ أُنَا قِصُهُ حَتّٰى قَالَ أَوْصِ بِالثُّلُثِ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ. (رواه الترمذي، ٩٧٥)

''سیدنا سعد بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مریض تھا۔ نبی کریم ﷺ نے میری عیادت کی۔ اور فرمایا: تو نے وصیت کی ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ فرمایا: کتنے حصے کی؟ میں نے کہا: میرا سارا مال اللہ کی راہ میں صدقہ ہے۔ فرمایا: تو نے اپنی اولاد کے لیے کیا چھوڑا؟ میں نے کہا: وہ مالدار ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دسویں حصے کی وصیت کر۔ پس میں اس کو کم بتاتا رہا یہاں تک کہ فرمایا: تیسرے حصے کی وصیت کر، اور تیسرا حصہ بھی زیادہ ہے۔ (ترمذی)

٥٠٦٢ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ لَوْغَضَّ

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ وصیت کے متعلق کہا کرتے تھے

(٥٠٥٩) بخاري: ٤٤٠٩ـ مسلم: ١٦٢٨ـ ترمذي: ٢١١٦ـ نسائي: ٣٦٣٥ـ ابوداؤد: ٢٨٦٤ـ احمد: ١٦٠٢ـ مؤطا: ١٤٩٥ـ دارمي: ٣١٩٦.

(٥٠٦٠) مسلم: ١٦٢٨ـ بخاري: ٦٧٣٣ـ ترمذي: ٣١٨٩ـ ابوداؤد: ٣١٠٤ـ ابن ماجه: ٢٧٠٨ـ احمد: ١٦١٧ـ مؤطا: ١٤٩٥ـ دارمي: ٣١٩٦.

(٥٠٦١) ترمذي: ٩٧٥ـ صحيح، الباني: ٧٨٠.

(٥٠٦٢) بخاري: ٢٧٤٣ـ مسلم: ١٦٢٩ـ نسائي: ٣٦٣٤ـ ابن ماجه: ٢٧١١ـ احمد: ٢٠٧٧.

النَّاسُ إِلَى الرُّبُعِ لأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌاَوْكَبِيْرٌ. (رواه البخاری، ۲۷۴۳)

کہ اگر کوئی تیسرے حصے کی بجائے چوتھے حصے پر وصیت کرے تو بہتر ہے۔ اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے سعد رضی اللہ عنہ کو فرمایا: تیسرا حصہ بھی زیادہ ہے یا فرمایا: بڑا ہے۔'' (بخاری)

شرح: ......حضرت سعد رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں تھے۔ حجۃ الوداع کا موقعہ تھا۔ سخت بیمار ہوگئے۔ انہیں گمان ہوا کہ اب وہ بیماری سے زندہ نہ بچیں گے۔ اس وقت ان کی ایک ہی بیٹی تھی۔ مال بہت زیادہ تھا۔ اسی دوران آپ ﷺ ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے۔

اس وقت حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ سے یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ سارا مال خیرات کر دوں؟ آپ ﷺ نے اجازت نہ دی تو دو تہائی مال کی اجازت چاہی۔ آپ ﷺ نے اس سے بھی روکا۔ تو نصف مال کی اجازت چاہی، یہ بھی نہ ملی۔ تو پھر تیسرے حصہ کی خیرات کی اجازت چاہی۔ تو آپ ﷺ نے یہ کہتے ہوئے اجازت دے دی کہ یہ بھی زیادہ ہے لیکن اس کی اجازت ہے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: ورثا کو مالدار چھوڑ کر جانا ان کے ساتھ احسان ہے، نہ یہ کہ وہ دست سوال دراز کرتے پھریں۔

رسول اکرم ﷺ کا یہ فرمان ہی کام آیا۔ اس کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ زندہ رہے، اور صحت یاب ہوگئے ان کے ہاں چار بیٹے ہوئے۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دس سے زیادہ لڑکے اور تیرہ لڑکیاں عطا کیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ اسلام لانے والوں اور ہجرت کرنے والوں میں سے اولین شخص ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ تمام جنگون میں شریک ہوئے۔ میدان احد میں تو انہوں نے کمال جوہر مردانگی دکھائے۔ حتیٰ کہ نبی اکرم ﷺ نے ان سے کہا: سعد! تجھ پر میرے ماں باپ قربان ہوں!

حضرت سعد رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔

یہ مسلمانوں کے وہ عظیم قائد اور فوج کے بے مثال سپہ سالار ہیں کہ فارسیوں کو انہوں نے ہی شکست سے دوچار کیا تھا۔ قادسیہ اور مدائن کے علاقے ان کے ہاتھوں ہی اسلامی قلمرو میں شامل ہوئے تھے۔ یہ فتنہ سے بہت اجتناب کرتے تھے۔ ۵۴ ہجری تک بقید حیات رہے۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مریض کی عیادت کرنا نہایت اچھا عمل ہے۔ اور اگر کوئی تیمار داری کے لیے آیا ہو تو مریض اس کے سامنے بیماری کی شدت کا ذکر کرسکتا ہے۔ ہوسکتا ہے اس سے مرض کی تشخیص ہو جائے یا کوئی طبی یا دینی علاج کی صورت نکل آئے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ معاملات میں علما سے مشورہ طلب کرتے رہا کریں اس سے بہتری کی صورت پیدا ہوتی ہے۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ جائز ذرائع کمائی سے دولت حاصل کر کے اس کے حقوق پر اسے صرف کر کے پھر بھی مال جمع ہو جائے تو یہ جائز ہے۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ وصیت کرنا مستحب ہے۔ مال خواہ کتنا زیادہ ہو اس کے تیسرے حصے سے زیادہ میں وصیت جائز نہیں ہے۔ ورثا کے لیے مال چھوڑنا دوسروں پر صدقہ وخیرات کرنے کی بہ نسبت زیادہ افضل کام ہے۔ نیت نیک ہو تو بیوی، بچوں پر خرچ کرنا ایک جلیل القدر عبادت ہے۔

اور اس سے یہ بھی اخذ ہوتا ہے کہ انسان دوسروں کے سامنے دست سوال دراز کرے اور بلا ضرورت محتاجی ظاہر کرے، یہ قابل مذمت ہے۔ اسے اپنی ضروریات کی تکمیل کے لیے خود محنت کرنی چاہیے تا کہ دوسروں کی محتاجی ختم ہو جائے۔

اخراجات میں میانہ روای اختیار کرنے سے مال کثرت سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ورثا کو وراثت سے محروم کرنے کی سوچ اچھی نہیں اور نہ ایسے حیلے تیار کیے جائیں جو انہیں محروم کر دیں بلکہ قریبی وارث کے لیے مال کی حفاظت کرنی چاہیے۔

علاوہ ازیں بھی ان سے بہت ہی اہم اور مفید احکام سامنے آتے ہیں۔ مثلاً صلہ رحمی کی جائے۔ اعزہ واقارب پر احسان کیا جائے۔ ورثا کے ساتھ شفقت سے پیش آیا جائے۔ جتنا زیادہ قریبی ہو اتنا زیادہ وہ احسان کا حقدار ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۲۸۱)

٥٠٦٣ - عَنْ أَبِي مَيْسَرَةَ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيْلٍ الْهَمْدَانِيِّ قَالَ: قَالَ لِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ: ﴿ إِيَّكُمْ مِنْ أَحْرَاجِي بِالْكُوْفَةِ ﴾ أَنْ يَّمُوْتَ أَحَدُكُمْ وَلَا يَدَعُ عَصْبَةً وَلَا رَحْماً، فَمَا يَمْنَعُهُ . أَنْ يَضَعَ مَالَهُ فِي الْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِيْنَ؟ (رواه الطبراني فى الكبير ٩٧٢٣)

''ابومیسرہ بیان کرتے ہیں: مجھے سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کوئی شخص تم میں سے فوت ہوتا ہے اور نہ اس کا عصبہ ہے اور نہ ذوالارحام ہیں تو پھر کون سی چیز اس کو اپنا مال غریبوں اور مسکینوں پر صدقہ کرنے سے روکتی ہے۔'' (الطبرانی)

انتباہ: ...... یہ اس صورت میں ہے جب کوئی وارث نہ ہو تو اس کا مال فقرا میں تقسیم کیا جائے بلکہ بیت المال میں جمع کیا جائے اور رفاہِ عامہ کے کام میں اسے صرف کیا جائے۔ (گوندلوی)

٥٠٦٤ - عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ: أَنَّ رَجُلًا أَوْصَى لِرَجُلٍ بِسَهْمٍ مِنْ مَّالِهِ . فَجَعَلَ لَهُ

''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے دوسرے کے لیے اپنے مال میں سے ایک حصے کی وصیت کی۔ پس

(٥٠٦٣) طبراني كبير: ٩٧٢٣- ورجاله رجال الصحيح، هيثمي: ٧٠٩٠.

(٥٠٦٤) بزار: ١٣٨٠- فيه محمد بن عبيدالله العزرمي وهو ضعيف، هيثمي: ٧٠٩٨.

النَّبِيُّ ﷺ السُّدُسَ. (رواه البزار ١٣٨٠)

نبی کریم ﷺ نے اس کے لیے چھٹا حصہ صدقہ قرار دیا۔'' (البزار، سند ضعیف)

٥٠٦٥۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَعْطٰى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَلاَ وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ. (رواه أبو داود ٢٨٧٠)

''سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حق دیدیا ہے۔ پس کسی وارث کے حق میں وصیت جائز نہیں ہے۔'' (ابوداؤد)

شرح: ...... جو اوپر ہم نے وصیت کے بارے میں آیات نقل کی ہیں ان میں وصیت کو واجب قرار دیا گیا تھا کہ ہر قریبی خواہ والدین ہوں یا کوئی اور ہو ہر ایک کے لیے وصیت ضروری ہے۔ اس کے بعد جب وراثت کی آیت النساء:۱۱ اتری تو ورثاء کے حصے بیان ہوئے اب جو بھی وراثت میں وارث ہوگا اس کے لیے وصیت نہیں ہوسکتی یہ منسوخ ہوچکی ہے۔ ہاں، ورثا اپنی خوشی سے مل کر اجازت دے دیں تو تب ہوسکتی ہے۔ اب وارث کو نہیں اس کے علاوہ کسی کے لیے وصیت ہوسکتی ہے، وہ بھی زیادہ سے زیادہ تیسرے حصے تک ہوسکتی ہے۔ (عون المعبود:۳/۴۷)

٥٠٦٦۔ عَنْ طَلْحَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ أَبِيْ أَوْفَي اوْصَى النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ لاَ فَقُلْتُ كَيْفَ كُتِبَ عَلَى النَّاسِ الْوَصِيَّةُ أُمِرُوْا بِهَا وَلَمْ يُوْصِ قَالَ وَأَوْصَى بِكِتَابِ اللّٰهِ (رواه البخاری' ٥٠٢٢)

''طلحہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا نبی کریم ﷺ نے کوئی وصیت کی ہے؟ انھوں نے کہا: نہیں۔ میں نے کہا: تو لوگوں پر وصیت کس طرح فرض ہوگئی؟ کہ انہیں تو وصیت کا حکم ہے لیکن آپ ﷺ نے کوئی وصیت ہی نہیں کی؟ انھوں نے کہا: آپ ﷺ نے کتاب اللہ کی وصیت کی ہے۔'' (بخاری)

شرح: ......اس میں مطلق طور پر وصیت کی نفی نہیں کیونکہ اس کے بعد خود انہوں نے ثابت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے کتاب اللہ کی وصیت کی تھی۔

معترض کا اعتراض یہ تھا کہ قرآن پاک وصیت کا حکم دے رہا ہے کہ ایمانداروں پر وصیت فرض ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس پر عمل نہ کیا ہو، کہ وصیت نہ کی ہو۔

اس کا حل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ نے اس لیے نفی میں جواب دیا کہ آپ ﷺ نے تو مال چھوڑا ہی نہیں کہ تہائی مال کی وصیت کرتے۔ باقی رہی زمین تو وہ آپ ﷺ نے زندگی مبارک میں ہی اللہ کی راہ میں وقف کر دی تھی۔ ہتھیار اور خچر وغیرہ وراثت نہ تھے۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ کی وراثت نہیں جو بھی باقی تھا سب صدقہ تھا۔ اب مالی

(٥٠٦٥) ابوداؤد: ٢٨٧٠۔ حسن، صحیح، البانی: ٢٤٩٤۔ ابن ماجه: ٢٧١٣.

(٥٠٦٦) بخاری: ٥٠٢٢۔ مسلم: ١٦٣٤۔ ترمذی: ٢١١٩۔ نسائی: ٣٦٢٠۔ ابن ماجه: ٢٦٩٦۔ احمد: ١٨٩١٨۔ دارمی: ٣١٨٠.

وصیت آپ ﷺ کیسے کر سکتے تھے اگر خلافت کی وصیت کا سوال تھا جیسا کہ مشہور کیا گیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کی وصیت کی تھی، تو اس کا جواب بھی نفی تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جو کہ آخری لمحات تک رسول اکرم ﷺ کے ساتھ رہی ہیں۔ وہ کہتی ہیں: ایسی کوئی وصیت آپ ﷺ نے نہیں کی جو خلافت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہو۔ حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ نے اس وصیت کی نفی کی ہے۔

ویسے تو آپ ﷺ نے اپنی وفات کے قریب یہ وصیت بھی کی تھی۔ جزیرۂ عرب میں دو دین نہ رہیں یعنی یہودیوں کو جزیرۂ عرب سے باہر نکال دینا۔ اور دوسری وصیت یہ تھی کہ جس طرح میں وفد کو تحفہ دیا کرتا تھا تم بھی دینا۔

اور تیسری یہ تھی کہ نماز اور غلاموں کا خیال رکھنا مگر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان میں اہم ترین وصیت کا ذکر کیا ہے کہ کتاب اللہ کے متعلق وصیت کی ہے۔ تو ثابت ہوا کہ اس حدیث میں جس وصیت کی نفی ہوئی ہے وہ مال اور امامت وخلافت کی نفی ہے، جس کا ثبوت ہے وہ کتاب اللہ اور مذکورہ بالا چیزوں کی ہے۔ (فتح الباری: ۵/ ۳۶۰)

۵۰۶۷۔ قَالَ الْهُزَيْلُ بْنُ شُرَحْبِيْلَ اَبُوْبَكْرٍ كَانَ يَتَأَمَّرُ عَلَى وَصِيِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَدَّ أَبُوْبَكْرٍ أَنَّهٗ وَجَدَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَهْدًا فَخَزَمَ أَنْفَهٗ بِخِزَامٍ. (رواه ابن ماجة،٢٦٩٦)

''ھزیل بن شرحبیل نے کہا: بھلا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کے وصی پر حکومت کر سکتے تھے۔ ابوبکر کا حال تو یہ تھا کہ اگر وہ آنحضرت ﷺ کا کوئی حکم پاتے تو تابعدار اونٹنی کی طرح اپنے ناک میں اس کی نکیل ڈال لیتے۔'' (ابن ماجہ)

شــرح: ......اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے خلافت وامارت کی وصیت کی گئی ہوتی جیسا کہ رافضی شیعہ کہتے ہیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کی اطاعت کرتے اور ان کے سامنے ایسے سرخم تسلیم کرتے جیسے نکیل والا اونٹ کرتا ہے۔ کیونکہ انہیں امارت کی قطعاً طلب نہ تھی، نہ وہ خلافت کے حریص تھے بلکہ انہیں تو اس سے نفرت تھی ان کی تو آرزو یہ تھی کہ خلافت کسی اور کے لیے ہو۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ سقیفہ کے دن جب خلافت کا مشورہ ہو رہا تھا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے نام پیش کیے تھے اور کہا تھا: يَا يـعُـوْا اَيَّهُمَا شِئْتُمْ ان دونوں میں سے ایک کی جس کی چاہو بیعت کرلو تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت کا بوجھ ان پر ڈال دیا اور بیعت ہو گئے۔ اب اسے قبول کیے بغیر چارہ نہ تھا۔

یہ حالات بتا رہے ہیں کہ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے رسول اکرم ﷺ کی وصیت ہوتی تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ضرور ان کی اطاعت کرتے۔ (انجاز الحاجہ: ۸/ ۱۷۴)

(۵۰۶۷) ابن ماجه: ۲۶۹۶۔ صحيح، الباني: ۲۱۸۲۔ بخاری: ۵۰۲۲۔ مسلم: ۱۶۳۴۔ ترمذی: ۲۱۱۹۔ نسائی: ۳۶۲۰۔ احمد: ۱۸۶۵۶.

٥٠٦٨ـــ عَنِ الأَسْوَدِ قَالَ ذَكَرُوْا عِنْدَ عَائِشَةَ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ وَصِيًّا فَقَالَتْ مَتّٰى أَوْصَى إِلَيْهِ وَقَدْ كُنْتُ مُسْنِدَتَهُ إِلٰى صَدْرِي أَوْ قَالَتْ حَجْرِي فَدَعَا بِالطَّسْتِ فَلَقَدِ انْخَنَثَ فِيْ حَجْرِي فَمَا شَعَرْتُ أَنَّهُ قَدْ مَاتَ فَمَتَى أَوْصَى إِلَيْهِ.
(رواه البخاری، ٢٧٤١)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس یہ بات لوگوں نے بیان کی کہ علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے وصی تھے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ان کے لیے آپ ﷺ نے وصیت کب کی ہے؟ آپ ﷺ کو میں نے اپنے سینے کے ساتھ سہارا دے رکھا تھا۔ یا کہا: میری گود میں تھے تو آپ ﷺ نے تشتری طلب کی۔ اور آپ ﷺ کی روح مبارک میری گود میں پرواز کرگئی۔ اور مجھے پتہ بھی نہ چلا کہ آپ ﷺ فوت ہوگئے۔تو کب علی رضی اللہ عنہ کی طرف کوئی وصیت کی ہے؟۔'' (بخاری)

٥٠٦٩ـ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ يَقُوْلُوْنَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَوْصٰى إِلَى عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَقَدْدَعَا بِالطَّسْتِ لِيَبُوْلَ فِيْهَا فَانْخَنَثَ نَفْسُهُ ﷺ وَمَا أَشْعُرُ فَإِلٰى مَنْ أَوْصَى.
(رواه النسائي، ٣٦٢٤)

''سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: لوگ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو وصی بنایا ہے۔تحقیق آپ ﷺ نے طشتری طلب کی تاکہ پیشاب کریں۔ پھر آپ ﷺ کی روح مبارک پرواز کرگئی اور میں سمجھ ہی نہ سکی تو وصیت کس کو کی۔'' (نسائی)

شرح: ......شیعہ نے یہ مشہور کردیا تھا کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو خلافت کی وصیت کی تھی۔ یہ ایک ایسی بات ہے کہ اس کا دعویٰ نہ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیا ہے، نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے اس کا ذکر کیا ہے۔ اور ایک طرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت کا تذکرہ کرتے ہیں اور دین میں مضبوطی کا ذکر بھی کرتے ہیں۔ ہم تو اسے حقیقت میں تسلیم بھی کرتے ہیں، اور دوسری طرف کہتے ہیں کہ خلافت کی وصیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے تھی تو پھر انہوں نے قدرت کے باوجود اپنا حق کیوں نہ لیا۔ یہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے حالت مرض موت میں کی تھی جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جو کہ آخری لمحات تک آپ ﷺ کے ساتھ رہی ہیں۔ انہوں نے بھی بتا دیا ہے کہ میں آخر تک آپ ﷺ کے ساتھ رہی ہوں غائب نہیں ہوئی۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کی وصیت نہیں کی۔
(فتح الباری: ۲۶۲/۵)

(٥٠٦٨) بخاری: ٢٧٤١ـ مسم: ١٦٣٦ـ نسائی: ٣٦٢٤ـ ابن ماجه: ١٦٢٦ـ احمد: ٢٧٦٥٧.

(٥٠٦٩) نسائی: ٣٦٢٤ـ صحیح، البانی: ٣٣٨٧ـ بخاری: ٤٤٥٩ـ مسلم: ١٦٣٦ـ ابن ماجه: ١٦٢٦ـ احمد: ٢٣٥١٩.

٥٠٧٠ - عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ لَمَّا وَقَفَ الزُّبَيْرُ يَوْمَ الْجَمَلِ دَعَانِي فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَقَالَ يا بُنَيَّ إِنَّهُ لاَ يُقْتَلُ الْيَوْمَ إِلاَّ ظَالِمٌ أَوْ مَظْلُوْمٌ وَإِنِّي لاَ أُرَانِي إِلاَّ سَأُقْتَلُ الْيَوْمَ مَظْلُوْماً وَإِنَّ مِنْ أَكْبَرِ هَمِّي لَدَيْنِي أَفَتُرَى يُبْقِي دَيْنُنَا مِنْ مَالِنَا شَيْئاً فَقَالَ يَا بُنَيَّ بِعْ مَالَنَا فَاقْضِ دَيْنِي وَاَوْصٰى بِالثُّلُثِ وَثُلُثِهِ لِبَنِيْهِ يَعْنِي بَنِي عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ يَقُوْلُ ثُلُثُ الثُّلُثِ فَإِنْ فَضَلَ مِنْ مَالِنَا فَضْلٌ بَعْدَ قَضَاءِ الدَّيْنِ شَيْءٌ فَثُلُثُهُ لِوَلَدِكَ قَالَ هِشَامٌ وَكَانَ بَعْضُ وَلَدِ عَبْدِاللّٰهِ قَدْ وَازَى بَعْضَ بَنِي الزُّبَيْرِ خُبَيْبٌ وَعَبَّادٌ وَلَهُ يَوْمَئِذٍ تِسْعَةُ بَنِيْنَ وَتِسْعُ بَنَاتٍ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ فَجَعَلَ يُوْصِيْنِي بِدَيْنِهِ وَيَقُوْلُ يَا بُنَيَّ إِنْ عَجَزْتَ عَنْهُ فِي شَيْءٍ فَاسْتَعِنْ عَلَيْهِ مَوْلاَيَ قَالَ فَوَاللّٰهِ مَادَرَيْتُ مَا أَرَادَحَتّٰى قُلْتُ يَا أَبَةِ مَنْ مَوْلاَكَ قَالَ اللّٰهُ قَالَ فَوَاللّٰهِ مَا وَقَعْتُ فِي كُرْبَةٍ مِنْ دَيْنِهِ إِلاَّ قُلْتُ يَا مَوْلَى الزُّبَيْرِ اقْضِ عَنْهُ دَيْنَهُ فَيَقْضِيْهِ فَقُتِلَ الزُّبَيْرُ ﷛ وَلَمْ يَدَعْ دِيْنَاراً وَلاَ دِرْهَمًا إِلاَّ أَرْضِيْنَ مِنْهَا الْغَابَةُ وَإِحْدَى عَشَرَةَ دَارًا بِالْمَدِيْنَةِ وَدَارَيْنِ بِالْبَصْرَةِ وَدَارًا بِالْكُوْفَةِ وَدَارًا بِمِصْرَ قَالَ وَإِنَّمَا كَانَ دَيْنُهُ الَّذِيْ عَلَيْهِ اَنَّ الرَّجُلَ كَانَ يَأْتِيْهِ بِالْمَالِ

''سیدنا عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: جب زبیر رضی اللہ عنہ جنگ جمل کے دن کھڑے ہوئے تو مجھے بلایا۔ میں ان کے پہلو میں کھڑا ہوگیا۔ تو انہوں نے کہا: آج یا ظالم قتل ہو یا مظلوم۔ اور میرا خیال ہے کہ میں آج مظلومی کی حالت میں قتل کر دیا جاؤنگا۔ تاہم مجھے بڑی فکر اپنے قرض کی ہے۔ تیرا کیا خیال ہے کہ ہمارا قرض ہمارے مال سے کچھ باقی رہنے دیگا؟ انھوں نے کہا: اے بیٹے! ہمارا مال فروخت کر اور میرا قرض ادا کر۔ اور میں تیسرے حصے کی وصیت کرتا ہوں۔ اور اس کا ثلث اس کے بیٹوں یعنی عبداللہ کے بیٹوں کے لیے ہے۔ پھر وہ قرض ادا کرنے کی وصیت کرنے لگے۔ کہا: اگر تو قرض ادا کرنے سے عاجز آجائے تو میرے مولیٰ سے مدد لینا۔ پس بخدا مجھے سمجھ نہ آئی تو میں نے کہا: اے ابا جان! آپ کا مولیٰ کون ہے؟ کہا: اللہ میرا مولیٰ ہے۔ عبداللہ نے کہا: بخدا! جب بھی والدمحترم کے قرض کے بارے میں کوئی دشواری پیش آئی تو میں نے کہا: اے زبیر رضی اللہ عنہ! کے مولیٰ زبیر کا قرض ادا کر دے تو اس نے قرض ادا کر دیا۔ زبیر رضی اللہ عنہ تو قتل ہوگئے اور درہم و دینار نہیں چھوڑا تھا۔ البتہ زمین چھوڑی تھی۔ غابہ کی زمین، مدینہ میں گیارہ مکانات، بصرہ میں دو مکانات، کوفہ میں ایک مکان، اور ایک مکان مصر میں۔ ان پر قرض اس طرح تھا کہ کوئی آدمی اپنا مال لا کر دیتا اور امانت رکھتا تو سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے: نہیں یہ قرض ہے میں امانت کے ضائع ہونے سے ڈرتا ہوں۔ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کسی عہدے پر نہیں رہے اور نہ خراج کی وصولی وغیرہ پر متعین ہوئے۔ البتہ وہ غزوات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے۔ یا ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ

(٥٠٧٠) بخاری: ٣١٢٩.

فَيَسْتَوْدِعُهُ إِيَّاهُ فَيَقُوْلُ الزُّبَيْرُ لاَوَلٰكِنَّهُ سَلَفٌ فَإِنِّي أَخْشَى عَلَيْهِ الضَّيْعَةَ وَمَا وَلِيَ إِمَارَةً قَطُّ وَلاَجِبَايَةَ خَرَاجٍ وَلاَ شَيْئاً إِلَّا اَنْ يَكُوْنَ فِي غَزْوَةٍ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ أَوْمَعَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رضی اللہ عنہم قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ فَحَسِبْتُ مَا عَلَيْهِ مِنَ الدَّيْنِ فَوَجَدْتُّهُ اَلْفَي أَلْفٍ وَمَائِتَى اَلْفٍ قَالَ فَلَقِيَ حَكِيْمُ ابْنُ حِزَامٍ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ فَقَالَ يَا ابْنَ أَخِيْ كَمْ عَلَى أَخِيْ مِنَ الدَّيْنِ فَكَتَمَهٗ فَقَالَ مِائَةُ اَلْفٍ فَقَالَ حَكِيْمٌ وَاللّٰهِ مَا اَرَى أَمْوَالَكُمْ تَسَعُ لِهٰذِهِ فَقَالَ لَهُ عَبْدُاللّٰهِ أَفَرَاَيْتَكَ إِنْ كَانَتْ أَلْفَى أَلْفٍ وَمِائَتَى اَلْفٍ قَالَ مَا أُرَاكُمْ تُطِيْقُوْنَ هٰذَا فَإِنْ عَجَزْتُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ فَاسْتَعِيْنُوْا بِي قَالَ وَكَانَ اَلزُّبَيْرُ اشْتَرَى الْغَابَةَ بِسَبْعِيْنَ وَمِائَةِ اَلْفٍ فَبَاعَهَا عَبْدُاللّٰهِ بِأَلْفِ أَلْفٍ وَسِتِّ مِائَةِ أَلْفٍ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى الزُّبَيْرِ حَقٌّ فَلْيُوَافِنَا بِالْغَابَةِ فَاَتَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ وَكَانَ لَهُ عَلَى الزُّبَيْرِ أَرْبَعُ مِائَةِ أَلْفٍ فَقَالَ لِعَبْدِاللّٰهِ إِنْ شِئْتُمْ تَرَكْتُهَا لَكُمْ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ لاَ قَالَ فَإِنْ شِئْتُمْ جَعَلْتُمُوْهَا فِيْمَا تُؤَخِّرُوْنَ إِنْ أَخَّرْتُمْ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ لاَ قَالَ قَالَ فَاقْطَعُوْا لِي قِطْعَةً فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ لَكَ مِنْ هَاهُنَا إِلَى هَاهُنَا قَالَ فَبَاعَ مِنْهَا فَقَضَى دَيْنَهٗ فَأَوْفَاهُ وَبَقِيَ مِنْهَا اَرْبَعَةُ اَسْهُمٍ وَنِصْفٌ فَقَدِمَ عَلَى مُعَاوِيَةَ وَعِنْدَهٗ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ

رہے۔ میں نے حساب لگایا تو ان کا قرض بائیس لاکھ تھا۔ سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے اور کہا: اے میرے بھائی کے بیٹے! میرے بھائی پر کتنا قرض ہے؟ میں نے ان سے چھپایا اور کہا: ایک لاکھ قرض ہے۔ تو انھوں نے کہا: بخدا! تمہارا مال تو اس کو ادا نہیں کرسکتا ہے۔ میں نے کہا: اگر بائیس لاکھ ہو تو پھر کیا رائے ہے؟ انھوں نے کہا: تم تو اس کے ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے جب تم عاجز آ ؤ میرا تعاون حاصل کرنا۔ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے غابہ کی زمین ایک لاکھ ستر ہزار میں خریدی تھی۔ اور عبداللہ نے چھبیس لاکھ میں فروخت کی۔ پھر اس نے کہا: جو زبیر رضی اللہ عنہ پر قرض رکھتا ہو تو وہ غابہ میں ہمارے پاس آئے۔ پس عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ آئے اور ان کا زبیر رضی اللہ عنہ پر چار لاکھ قرض تھا۔ تو انھوں نے کہا: تم پسند کرو تو میں قرض معاف کر دوں؟ تو عبداللہ نے کہا: نہیں۔ ابن جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر چاہو تو سب سے آخر میں میرا قرض ادا کرو تو تم مؤخر کر دو۔ عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں۔ تو عبداللہ ابن جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر زمین کا ٹکڑا علیحدہ کر دو۔ سیدنا عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہاں سے وہاں تک تیرا ہے۔ پھر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بقیہ کو فروخت کرتا۔ اور قرض ادا کرتا رہا۔ اور اس کے پاس ساڑھے چار حصے رہ گئے۔ منذر نے کہا: ایک حصہ میں نے لاکھ پر خریدا۔ عمرو بن عثمان نے کہا: ایک حصہ ایک لاکھ کے بدلے میں لیتا ہوں۔ اور زمعہ نے کہا: ایک حصہ ایک لاکھ کے بدلے میرا ہوا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کتنا باقی رہا؟ سیدنا عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک حصہ اور نصف حصہ باقی ہے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ ایک لاکھ پچاس ہزار کے بدلے میرا ہے۔ اور عبداللہ ابن جعفر رضی اللہ عنہ نے چھ لاکھ پر اپنا

وَالْمُنْذِرُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ كَمْ قُوِّمَتِ الْغَابَةُ قَالَ كُلُّ سَهْمٍ مِائَةَ أَلْفٍ قَالَ كَمْ بَقِيَ قَالَ اَرْبَعَةُ أَسْهُمٍ وَنِصْفٌ قَالَ الْمُنْذِرُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَدْ أَخَذْتُ سَهْمًا بِمِائَةِ اَلْفٍ قَالَ عَمْرُوبْنُ عُثْمَانَ قَدْ أَخَذْتُ سَهْمًا بِمِائَةِ اَلْفٍ وَقَالَ ابْنُ زَمْعَةَ قَدْ أَخَذْتُ سَهْماً بِمِائَةِ اَلْفٍ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ كَمْ بَقِيَ فَقَالَ سَهْمٌ وَنِصْفٌ قَالَ قَدْ اَخَذْتُهُ بِخَمْسِيْنَ وَمِائَةِ اَلْفٍ قَالَ وَبَاعَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ نَصِيْبَهُ مِنْ مُعَاوِيَةَ بِستِّ مِائَةِ اَلْفٍ فَلَمَّا فَرَغَ ابْنُ الزُّبَيْرِ مِنْ قَضَاءِ دَيْنِهِ قَالَ بَنُوْالزُّبَيْرِ اقْسِمْ بَيْنَنَا مِيْرَاثَنَا قَالَ لاَوَاللّٰهِ لاَ أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ حَتّٰى أُنَادِيَ بِالْمَوْسِمِ أَرْبَعَ سِنِيْنَ وَأَلاَ مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى الزُّبَيْرِ دَيْنٌ فَلْيَأْتِنَا فَلْنَقْضِهِ قَالَ فَجَعَلَ كُلَّ سَنَةٍ يُنَادِي بِالْمَوْسِمِ فَلَمَّا مَضَى أَرْبَعَ سِنِيْنَ قَسَمَ بَيْنَهُمْ قَالَ فَكَانَ لِلزُّبَيْرِ اَرْبَعُ نِسْوَةٍ وَرَفَعَ الثُّلُثَ فَأَصَابَ كُلَّ امْرَأَةٍ أَلْفُ أَلْفٍ وَمِائَتَا أَلْفٍ فَجَمِيْعُ مَالِهِ خَمْسُوْنَ أَلْفَ أَلْفٍ وَمِائَتَا أَلْفٍ . (رواه البخاری، ۳۱۲۹)

حصہ معاویہ رضی اللہ عنہ پر فروخت کر دیا۔

سیدنا عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ جب زبیر رضی اللہ عنہ کے قرض سے فارغ ہو گئے تو زبیر رضی اللہ عنہ کے بیٹوں نے کہا: ہماری میراث اب ہم پر تقسیم کر دے۔ تو سیدنا عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں تقسیم نہیں کروں گا یہاں تک کہ موسم حج میں چار سال اعلان کرونگا کہ جس کا زبیر رضی اللہ عنہ پر قرض ہے وہ ہمارے پاس آئے ہم قرض ادا کرتے ہیں۔ پھر حج کے موسم میں وہ اعلان کرتا رہا اور جب چار سال گذر گئے تو انھوں نے میراث ورثا کے درمیان تقسیم کی۔ اور تیسرا حصہ جدا کر دیا۔ زبیر رضی اللہ عنہ کی چار بیویاں تھیں اور ہر بیوی کو بارہ بارہ لاکھ حصے میں آیا۔ پس زبیر رضی اللہ عنہ کا کل مال پچاس کروڑ دو لاکھ تھا۔'' (بخاری)

شرح: ......اس میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ غازی کے مال میں زندگی میں اور موت کے بعد برکت ہوتی ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ جب قرض دینے والے کا مطالبہ ہو کہ مال نقدی کی صورت میں لینا ہے اور مرنے والے کے ترکہ میں نقدی نہ ہو تو پھر انتظار کیا جائے۔ یہ بھی ثابت ہوا پوتوں کو وصیت کرنا جائز ہے جب وہ وارث نہ بن رہے ہوں۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ جب قرض ادا کرنے کی قوت ہو تو ادھار لینا جائز ہے۔ یہ بھی جائز ہے کہ وارث ترکہ خرید سکتا ہے اور ہبہ کی ملکیت تب ثابت ہوتی ہے جب قبضہ میں آ جائے۔ یہ بھی ثابت ہوا جب انصاف کیا جائے اور خادموں کے حقوق کا خیال رکھا جائے تو ایک سے زیادہ بیویاں اور خادم رکھنا جائز ہے۔ مگر یہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ جیسے اوصاف ہوں تو تب جائز

ہے اور مال کی کثرت بھی ہو تو جائز ہے، یہ زہد کے خلاف نہیں۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ زمین اور جاگیر کے کام میں محنت کرنے میں برکت ہے اس سے دنیا وآخرت کا فائدہ ہوتا ہے اور زیادہ محنت تھکاوٹ اور جھوٹ بھی نہیں ہوتا جبکہ خرید و فروخت میں زیادہ غلط بیانی ہوتی ہے۔ اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ قرض کا معاملہ نہایت ہی سنگین ہے کیونکہ زبیر رضی اللہ عنہ جو کہ مناقب وفضائل کا پیکر تھے وہ فکرمند تھے کہ میری وفات کے بعد قرض ادا ہو۔ (فتح الباری: ۶/۲۲۴)

اور وصیت تیسرے حصہ تک ہے اس سے زائد جائز نہیں۔

۵۰۷۱۔ عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَـدِّهِ أَنَّ الـعَاصَ بْنَ وَائِلٍ اَوْصَى اَن يُعْتَقَ عَـنْهُ مِائَةُ رَقَبَةٍ فَاَعْتَقَ ابْنُهُ هِشَامٌ خَمْسِيْنَ رَقَبَةً فَـأَرَادَ ابْـنُـهُ عَمْرٌو أَنْ يُعْتِقَ عَنْهُ الْخَمْسِيْنَ الْبَـاقِيَةَ فَـقَـالَ حَتّٰـى أَسْأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَـأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَـقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ اَبِي أَوْصَى بِعَتْقِ مِائَةِ رَقَبَةٍ وَإِنَّ هِشَاماً أَعْتَقَ عَنْهُ خَمْسِيْنَ وَبَقِيَتْ عَلَيْهِ خَمْسُوْنَ رَقَبَةً أَفَاعْتِقُ عَنْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّهُ لَوْ كَانَ مُسْلِماً فَـأَعْتَـقْتُمْ عَنْهُ أَوْ تَصَدَّقْتُمْ عَنْهُ أَوْ حَجَجْتُمْ عَنْهُ بَلَغَهُ ذٰلِكَ. (رواه أبو داود، ۲۸۸۳)

''عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اس کے دادے سے روایت کرتے ہیں کہ عمرو بن العاص بن وائل رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ میرے باپ نے وصیت کی تھی کہ اس کی طرف سے سو غلام آزاد کیا جائے۔ اور ھشام نے اس کی طرف سے پچاس غلام آزاد کر دیے ہیں اور میرے ذمے پچاس گردن آزاد کرنا باقی ہے تو کیا میں اس کی طرف سے آزاد کروں؟ فرمایا: اگر وہ مسلمان ہوتا تو تم اس کی طرف سے غلام آزاد کرتے، یا تم حج کرتے، صدقہ کرتے تو اس کو پہنچتا۔'' (ابوداؤد)

شرح: ...... ایک آدمی غیر مسلم ہو اس کا ولی مسلمان ہو، وہ وصیت کرتا ہے کہ میرا مسلمان وارث جو ہے اتنا مال میرے مرنے کے بعد خیرات کر دے تو یہ وصیت نافذ نہ کرے۔ کیونکہ کافر کو صدقہ فائدہ نہیں دیتا کفر کی وجہ سے رد کر دیا جاتا ہے۔ ثواب نہیں ہوتا۔ (عون المعبود: ۳/۷۴)

۵۰۷۲۔ عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَـدِّهِ أَنَّ رَجُلاً أَتَـى الـنَّبِيَّ ﷺ فَـقَـالَ إِنِّي فَـقِيـرٌ لَيْسَ لِي شَيْءٌ وَلِيَ يَتِيْمٌ قَالَ كُلْ مِنْ مَـالِ يَتِيْـمِكَ غَيْـرَ مُسْـرِفٍ وَلاَ مُبَـاذِرٍ وَ

'' اسی سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کی: میں مفلس ہوں اور میرے پاس یتیم ہے۔ فرمایا: تو یتیم کے مال میں سے بلا اسراف اور بلافضول خرچی اور بلا مال سمیٹنے کی غرض سے معروف طور پر کھا

(۵۰۷۱) ابوداؤد: ۲۸۸۳۔ حسن، البانی: ۲۵۰۷.

(۵۰۷۲) نسائی: ۳٦٦٨۔ حسن، صحیح ۳٤۲۹۔ ابوداؤد: ۲۸۷۲۔ ابن ماجه: ۲۷۱۸.

لَامُتَأَثِّلٍ. (رواه النسائی، ٣٦٦٨)

سکتا ہے۔'' (ابوداؤد)

٥٠٧٣۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَاأَبَا ذَرٍّإِنِّي أَرَاكَ ضَعِيفاً وَإِنِّي أُحِبُّ لَكَ مَا أُحِبُّ لِنَفْسِي فَلَا تَأَمَّرَنَّ عَلَى اثْنَيْنِ وَلَا تُوَلَّيَنَّ مَالَ يَتِيْمٍ. لأبی داود ٢٨٦٨، قُلْتُ كَذَا فِي الأَصْلِ هُنَا وَفِي الْخِلَافَةِ أورده لمسلم وابی داود وَلَمْ يَذْكُرْ هُنَا مُسْلِماً وَلَا ذَكَرَ هُنَاكَ النِّسَائِي، وَلَعَلَّهُ لَحَظَ فِي ذٰلِكَ مَالَمْ نَذْكُرْهُ.

''سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: اے ابوذر! میں دیکھتا ہوں کہ تو ضعیف انسان ہے۔ اور میں تیرے لیے وہ پسند کرتا ہوں جو میں اپنے لیے پسند کرتا ہوں۔ پس تو دو انسانوں پر بھی امیر نہ بننا۔ اور یتیم کے مال کا متولی بھی نہ بننا۔'' (ابوداؤد) میں کہتا ہوں: اصل میں یہاں اسی طرح ہے لیکن کتاب الخلافہ میں اس روایت کو مسلم اور ابو داؤد کے حوالہ سے بیان کیا ہے لیکن یہاں مسلم کا تذکرہ نہیں اور نہ کتاب الخلافۃ میں نسائی کا حوالہ دیا ہے۔ شائد انھوں نے وہ چیز ملحوظ رکھی ہو، جس کا ہم نے تذکرہ نہیں کیا۔

٥٠٧٤۔ قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ حَفِظْتُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَايُتْمَ بَعْدَ الاحْتِلَامِ وَلَا صِمَاتَ يَوْمٍ إِلَى اللَّيْلِ. (رواه أبوداود، ٢٨٧٣)

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کی یہ دو باتیں یاد رکھی ہیں۔ فرمایا: بلوغت کے بعد یتیمی نہیں ہے اور رات تک خاموش رہنا جائز نہیں ہے۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......ان میں یتیمی کے ختم ہونے کی مدت بتائی گئی ہے کہ بلوغت کے بعد یہ بڑوں کے حکم میں آ جاتے ہیں۔

٢۔ جاہلیت میں سارا سارا دن خاموش رہتے تھے اس کے رد میں اس سے منع کیا گیا ہے۔ یہ بے مقصد مشقت ہے۔

٣۔ جب یہ حکم آیا کہ جو یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ کھاتے ہیں۔ (النساء: ١٠) تو لوگ گھبرا گئے انہوں نے یتیموں کا کھانا علیحدہ کر دیا، تو قرآن پاک نے کہا:

﴿وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ وَ اِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ﴾ (البقرة: ٢٢٠)

''اور یہ آپ سے یتیموں کے بارے میں پوچھتے ہیں کہہ دو، ان کی اصلاح بہتر ہے اور اگر تم ان سے مل کر رہو تو یہ تمہارے بھائی ہیں، اللہ تعالیٰ فساد کرنے والے اور اصلاح کرنے والے کو جانتا ہے۔''

یہ حدیث اسی کی تفسیر ہے یعنی جلدی سے یتیم کے مال کو فضول خرچی میں صرف نہ کیا جائے کہ اس کے بڑا ہونے سے پہلے پہلے اسے کھا جائیں۔ اور نہ ہی فریب سے اس کے مال کو اپنا بنا لیا جائے۔ صرف محتاج آدمی ضرورت کے مطابق

(٥٠٧٣) ابوداؤد: ٢٨٦٨۔ صحیح، البانی: ٢٤٩٢۔ مسلم: ١٨٢٦.

(٥٠٧٤) ابوداؤد: ٢٨٧٣۔ صحیح، البانی: ٢٤٩٧۔ ابن ماجه: ٢٧١٨.

کھا سکتا ہے، ضرورت نہ ہو تو یتیم کے مال کو ہاتھ نہ لگایا جائے۔ (عون المعبود: ۳/۷۴)

۴۔ سیدنا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اس لحاظ سے کمزور تھے، امارت سے جو مصلحت ہے، اور اس کی خرابی دور کرنے کی انہیں مہارت نہ تھی، اور نبی ﷺ نے کہا تھا کہ میں تمہارے لیے وہی پسند کرتا ہوں جو میں اپنے لیے پسند کرتا ہوں حالانکہ نبی اکرم ﷺ مسلمانوں کے امور نمٹاتے تھے ان کے حاکم بھی تھے اس کے باوجود یہ کہنا کہ تم والی نہ بنو، اس کا مطلب ہے کہ اگر میرا حال بھی تمہاری طرح کمزور ہوتا تو میں بھی حاکم نہ بنتا اور نہ اسے پسند کرتا میں تو متولی اور حاکم بننے کی صلاحیت رکھتا ہوں اس لیے بنا ہوں تم نہیں رکھتے لہٰذا تم نہ بننا۔ نہ تو یتیم کے مال کا متولی بننا نہ امارت کا۔

وجہ یہ ہے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ میں زہد اور دنیا سے بے رغبتی بہت زیادہ تھی۔ اس بنا پر نبی ﷺ نے انہیں ان دونوں سے روک دیا تھا کہ یہ توازن نہ کریں گے وگرنہ عدل والے حاکم کو تو روز قیامت عرش کا سایہ ملے گا۔ (التعلیقات السلفیہ: ۲/۱۴۴)

٥٠٧٥۔ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرٍ قَالَ: جَاءَ إِلَى ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَجُلٌ مِنْ هَمْدَانَ عَلٰى فَرَسٍ أَبْلَقِ فَقَالَ: إِنَّ عَمِّي اَوْصَى إِلَيَّ بِتَرِكَتِهِ وَإِنَّ هٰذَا مِنْ تَرِكَتِهِ أَفَاشْتَرِيْهِ؟ قَالَ: لاَ وَلَا تَسْتَقْرِضْ مِنْ مَالِهِ شَيْئاً. (رواه الطبراني في الكبير ٩٧٢٤)

''صلہ نے کہا: سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی چتکبرے ابلق گھوڑے پر سوار ہو کر آیا۔ اس نے کہا: میرے چچا نے اپنے متروکہ مال کی نگرانی کی مجھے وصیت کی اور یہ گھوڑا ابھی اس کے متروکہ مال میں سے ہے تو کیا میں اس کو خرید سکتا ہوں؟ اس نے کہا: نہیں، اور تو اس کے مال متروکہ میں سے قرض بھی حاصل نہ کرنا۔'' (الکبیر)

٥٠٧٦۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْخَيْرِ سَبْعِيْنَ سَنَةً فَإِذَا أَوْصٰى حَافَ فِي وَصِيَّتِهِ فَيُخْتَمُ لَهُ بِشَرِّ عَمَلِهِ فَيَدْخُلُ النَّارَ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الشَّرِّ سَبْعِيْنَ سَنَةً فَيَعْدِلُ فِي وَصِيَّتِهِ فَيُخْتَمُ لَهُ بِخَيْرِ عَمَلِهِ فَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ وَاقْرَؤُا إِنْ شِئْتُمْ ﴿تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿عَذَابٌ مُهِيْنٌ﴾ (رواه إبن ماجة، ٢٧٠٤)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک مرد ستر سال تک نیک اعمال کرتا رہتا ہے، پھر وصیت کرتا ہے تو اپنی وصیت میں خیانت کر دیتا ہے۔ چنانچہ اس کا خاتمہ برے عمل پر ہو جاتا ہے، اور وہ آگ میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور ایک آدمی ستر سال تک بدترین لوگوں جیسے اعمال کرتا ہے، اور مرتے وقت وصیت میں عدل کر جاتا ہے تو اس کا خاتمہ نیک عمل پر ہو جاتا ہے، اور وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ پھر سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تم چاہو تو یہ آیت تلاوت کرو (یہ اللہ کی حد ہیں ...... تا ...... ذلیل کرنے والا عذاب۔) (ابن ماجہ)

(٥٠٧٥) طبراني كبير: ٩٧٢٤۔ ورجاله رجال الصحيح، هيثمي: ٧١٠٧.

(٥٠٧٦) ابن ماجه: ٢٧٠٤۔ ضعيف، الباني: ٥٩١۔ ابوداؤد: ٢٨٦٧.

کتاب الفرائض

وراثت کے مسائل

٥٠٧٧۔ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضي الله عنهما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لاَيَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلاَ الْكَافِرُالْمُسْلِمَ. (رواه البخاري، ٦٧٦٤)

''سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: مسلمان کا فر کا اور کافر مسلمان کا وارث نہ ہوگا۔'' (بخاری)

٥٠٧٨۔ عَنْ جَابِرٍعَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لاَيَتَوَارَثُ أَهْلُ مِلَّتَيْنِ(للترمذي، ٢١٠٨)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دو دینوں کے درمیان میراث جاری نہ ہوگی۔'' (ترمذی)

٥٠٧٩۔ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَيْنَ تَنْزِلُ غَداًفِي حَجَّتِهِ قَالَ وَهَلْ تَرَكَ لَنَاعَقِيْلٌ مَنْزِلاً. (رواه البخاري٣٠٥٨)

''سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کل کہاں ٹھہریں گے؟ اور یہ حجۃ الوداع کی بات ہے۔ فرمایا: کیا عقیل نے ہمارے لیے کوئی مکان باقی رہنے دیا ہے؟'' (بخاری)

٥٠٨٠۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍأَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ الْأَشْعَثِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَمَّةً لَهُ يَهُوْدِيَةً أَوْنَصْرَانِيَةً تُوُفِّيَتْ وَأَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ الْأَشْعَثِ ذَكَرَذٰلِكَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَقَالَ لَهُ مَنْ يَرِثُهَا فَقَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَرِثُهَا أَهْلُ دِيْنِهَا ثُمَّ أَتَى عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَسَأَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ أَتُرَانِي نَسِيْتُ مَا قَالَ لَكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَرِثُهَا أَهْلُ دِيْنِهَا. (رواه مالك، ١١٠٦)

''سلیمان بن یسار کہتے ہیں محمد بن اشعث کا بیان ہے کہ اس کی پھوپھی جو یہودیہ تھی یا وہ نصرانیہ عورت تھی فوت ہوگئی۔ اس نے اس کا ذکر عمر رضی اللہ عنہ سے کیا، اور کہا: اس کا وارث کون ہوگا؟ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ جو اس کے دین پر ہیں۔ پھر وہ عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا اور ان سے سوال کیا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: تو سمجھتا ہے کہ میں وہ بات بھول گیا ہوں جو عمر رضی اللہ عنہ نے تجھے بتائی تھی۔ اس عورت کے وارث اس کے اہل دین ہیں۔'' (مؤطا)

(٥٠٧٧) بخاری: ٦٧٦٤۔ مسلم: ١٦١٤۔ ترمذی: ٢١٠٧۔ ابوداؤد: ٢٩١٠۔ ابن ماجه: ٢٧٣٠۔ احمد: ٢١٣١٣۔ مؤطا: ١١٠٥۔ دارمی: ٣٠٠١.

(٥٠٧٨) ترمذی: ٢١٠٨۔ صحیح، البانی: ١٧١٢.

(٥٠٧٩) بخاری: ٣٠٥٨۔ مسلم: ١٦١٤۔ ترمذی: ٢١٠٧۔ ابوداؤد: ٢٩١٠۔ ابن ماجه: ٢٧٣٠۔ احمد: ٢١٣١٣۔ مؤطا: ١١٠٥۔ دارمی: ٣٠٠١.

(٥٠٨٠) مؤطا: ١١٠٦.

شرح: ......فرائض کا واحد فَرِیْضَۃٌ ہے، اس کا لغت میں معنی کاٹنا یا علیحدہ کرنا ہوتا ہے۔ چونکہ یہ مال دوسرے مال سے علیحدہ کر لیا جاتا ہے اس لیے اسے فریضہ کہتے ہیں۔

شرعی تعریف یہ ہے کہ وہ علم جس کے ذریعہ مستحق افراد میں وراثت تقسیم کی جائے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کا حکم عام ہے:

﴿يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ﴾ (النسآء: ۱۱)

''اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں وصیت کرتے ہیں کہ مذکر کو مؤنث کے دو حصہ کی مثل دو۔''

لیکن زیر شرح احادیث نے اس کی تخصیص کر دی ہے کہ غیر مسلم اولاد اپنے مسلمان والد کی وارث نہ ہوگی اور نہ ہی غیر مسلم باپ اپنی مسلمان اولاد کا وارث ہوگا۔

اگرچہ ایک رائے یہ ہے کہ کافر تو مسلمان کا وارث کسی صورت نہیں ہوگا لیکن مسلمان کافر رشتہ دار کا وارث ہوگا۔ اس کے لیے یہ دلیل بھی دیتے ہیں کہ اسلام غالب ہے مغلوب نہیں اور یہ بڑھتا ہے کم نہیں ہوتا۔

یہ اعلان تو درست ہے لیکن وراثت کا حکم اس حدیث سے بھی مستثنیٰ ہے۔ یہی رائے درست ہے کہ مسلمان بھی کافر کا وارث نہیں بن سکتا۔

باقی اسلام کا بلند ہونا اور بڑھنا یہ ایک حقیقت ہے اور یہ علیحدہ بات ہے۔ اس سے قانون وراثت نہیں بدلتا، اولاد یا غیر اولاد جو بھی مسلمان ہے کافر اس کا وارث نہیں اور جو کافر ہے وہ مسلمان کا وارث نہیں۔

ولاء (آزادی کی نسبت) کی وجہ سے جو وراثت ہوگی اس میں بھی کافر مسلمان کا اور مسلمان کافر کا وارث نہ ہوگا۔

اصل بات یہ ہے کہ سب سے زیادہ مضبوط رابطہ اسلام کی بدولت ہے۔ یہ نسب اور یہ رشتہ داریاں سب اسلام کی بدولت ہی ہیں۔ جب اسلامی رشتہ میں خلل ہوگا، تو نسبی تعلقات اور رابطے ختم ہو جاتے ہیں، جب اسلامی قوت رابطہ میں اضمحلال آ جاتا ہے تو پھر نسبی یا ولائی (آزادی کی نسبت) سے وراثت کا تعلق بھی بالکل ختم ہو جاتا ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/۲۶۳)

اور اگر اسلام لے آئیں تو وراثت کا تعلق قائم ہو جاتا ہے۔ صخر بن عیینہ بجلی کہتے ہیں: بنو سلیم کی ایک قوم اپنی زمین چھوڑ کر بھاگ گئی تو میں نے وہ زمین قبضہ میں لے لی۔ بعد میں وہ لوگ مسلمان ہو گئے تو انہوں نے یہ مقدمہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے پیش کیا آپ ﷺ نے وہ زمین انہیں واپس کر دی اور فرمایا: جب کوئی اسلام قبول کر لے تو اپنی زمین اور کنوئیں وغیرہ کی وہی حقدار ہے۔ (مسند احمد)

یہاں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ عقیل نے ہمارے لیے گھر نہیں چھوڑا۔ اس کا مطلب ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ دونوں بھائی مسلمان تھے، عقیل مسلمان نہ تھے، انہوں نے ابو طالب کی وراثت لے لی۔ اس لیے ہمارے لیے مکہ میں خاندانی گھر تو رہا نہیں جہاں ہم رہیں۔

ثابت ہوا کافر کی وراثت کا مسلمان وارث نہیں بنتا، نہ ہی کافر مسلمان کی وراثت کا حق دار ہے۔ (فتح الباری: ۶/۱۷۶)

٥٠٨١ــ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ رَجُلاً مِّنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ أُحَيْحَةُ بْنُ الْجُلَاحِ كَانَ لَهُ عَمٌّ صَغِيْرٌ هُوَ أَصْغَرُ مِنْ أُحَيْحَةَ وَكَانَ عِنْدَ أَخْوَالِهِ فَأَخَذَهُ أُحَيْحَةُ فَقَتَلَهُ . فَقَالَ أَخْوَالُهُ كُنَّا أَهْلَ ثُمِّهِ وَرُمِّهِ حَتّٰى إِذَا اسْتَوَى عَلَى عُمَمِهِ غَلَبَنَا حَقُّ أمْرِئٍ فِي عَمِّهِ قَالَ عُرْوَةُ فَلِذٰلِكَ لاَ يَرِثُ قَاتِلٌ مَنْ قَتَلَ . (رواه مالك، ١٦٢١)

''عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری آدمی تھا اس کو احیحہ بن جلاح کہا جاتا تھا۔ اس کا ایک چچا تھا۔ جو عمر میں اس سے چھوٹا تھا۔ اور وہ اپنے ماموں کے پاس رہتا تھا۔ پس احیحہ نے اس کو پکڑ کر قتل کر دیا تاکہ اس کی میراث حاصل کرے۔ تو اس مقتول کے ماموں نے کہا: ہم ہی اس کی اصلاح اور مرمت کرنے والے تھے یہاں تک کہ جب وہ برابر جوان بن کر کامل عقل مند بن چکا تو ایک مرد کا حق اس کی جوانی میں ہم پر غالب آ گیا۔ پس یہ وجہ ہے کہ قاتل کو مقتول کا وارث نہیں قرار دیا گیا۔'' (مؤطا)

٥٠٨٢ــ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِيْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ عُلَمَائِهِمْ أَنَّهُ لَمْ يَتَوَارَثْ مَنْ قُتِلَ يَوْمَ الْجَمَلِ وَيَوْمَ صِفِّيْنَ وَيَوْمَ الْحَرَّةِ ثُمَّ كَانَ يَوْمَ قُدَيْدٍ فَلَمْ يُوْرَثْ أَحَدٌ مِنْ صَاحِبِهِ شَيْئًا إِلَّا مَنْ عُلِمَ أَنَّهُ قُتِلَ قَبْلَ صَاحِبِهِ . (رواه مالك ١١٠٩)

''ربیعہ بن عبدالرحمٰن نے بہت سے اپنے علما سے نقل کیا ہے کہ جنگ جمل صفین حرّہ اور پھر قدید کے دن جو لوگ قتل ہوئے وہ ایک دوسرے کے وارث نہیں قرار دیئے گئے مگر صرف وہ جس کے بارے میں گواہوں کے ذریعے ثابت ہوا کہ وہ اپنے وارث سے پہلے قتل کیا گیا ہے۔'' (مؤطا)

٥٠٨٣ـ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الثِّقَةِ عِنْدَهُ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيْدَبْنَ الْمُسَيِّبِ يَقُوْلُ أَبَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنْ يُوْرَثَ أَحَدٌ مِنَ الأَعَاجِمِ إِلَّا أَحَدًا وُلِدَفِي الْعَرَبِ . (رواه مالك)

''سعید ابن مسیّب رحمہ اللہ نے کہا: عمر رضی اللہ عنہ نے عجمی اقوام کو عرب کا وارث قرار دینے سے انکار کیا سوا اس کے جو عرب میں پیدا ہوا ہو۔'' (مالک)

٥٠٨٤ــ عَنْ أَبِيْ الأَسْوَدِ الدَّيْلِيِّ أَنَّ مُعَاذًا أُتِيَ بِمِيْرَاثِ يَهُودِيٍّ وَارِثُهُ مُسْلِمٌ وَقَالَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ الإِسْلَامُ يَزِيْدُ وَلاَ يَنْقُصُ . (لأبي داود، ٢٩١٢)

''ابو الاسود کا بیان ہے: معاذ کے پاس یہودی کی میراث کا مسئلہ آیا تو انہوں نے اس کے مسلمان بیٹے کو وارث قرار دیا۔ اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: اسلام پر کوئی دین بلند نہیں ہے اور اسلام اضافہ کرتا ہے کمی نہیں کرتا۔'' (ابوداؤد)

(٥٠٨١) مؤطا: ١٦٢١.
(٥٠٨٢) مؤطا: ١١٠٩.
(٥٠٨٣) مؤطا: ١١٣١.
(٥٠٨٤) ابوداؤد: ٢٩١٢ـ ضعیف، البانی: ٦٢٤ـ احمد: ٢١٥٥٢.

شرح: ......اس بارے میں ایک حدیث بھی آتی ہے: لَيْسَ لِلْقَاتِلِ مِنَ الْمِيْرَاثِ شَيْءٌ. (نسائی کبریٰ: ۶۳۶۷، دارقطنی: ۴/ ۹۶) کتاب الفرائض، شواہد کی بنا پر یہ حدیث صحیح ہے۔ (صحیح الجامع الصغیر: ۵۴۲۲)

قاتل کو وراثت سے کچھ نہ ملے گا۔ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ قاتل کو مقتول کی وراثت سے کچھ نہیں ملے گا، خواہ اس نے عمداً قتل کیا ہو یا قتل خطا ہو۔

حضرت خلاص بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے ایک پتھر پھینکا وہ اس کی امی کو جا لگا وہ مر گئی۔ اب اس نے وراثت حاصل کرنے کا دعویٰ کر دیا۔ بھائیوں نے دینے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے یہ معاملہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فیصلہ دیا کہ اس کی ماں کی وراثت سے اسے کچھ نہ ملے گا۔

ایک اور واقعہ بھی آتا ہے کہ حضرت جابر بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کوئی آدمی بھی کسی کو خواہ وہ عورت ہو یا مرد ہو خطا یا عمداً قتل کرتا ہے یہ نہ تو مرد کی اور نہ ہی عورت کی وراثت کا حق دار ہے۔ (بیہقی)

یہی فیصلہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور قاضی شریح رحمہ اللہ کا ہے۔ (سبل السلام: ۳/ ۱۲۸)

قاتل کو قتل کی وجہ سے مقتول کی وراثت سے محروم کرنے میں ایک بہت بڑی حکمت ہے، مال و دولت کی محبت، اخوت، رحمت اور مودت پر غالب آجاتی ہے، جس کی وجہ سے وارث جلد بازی سے جس کا یہ وارث ہوتا ہے اس پر اقدام قتل کر بیٹھتا ہے۔ اس لیے شریعت لانے والے اور جان سے زیادہ غمگسار پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تباہی کا راستہ ہی بند کر دیا۔ اور اس خونریزی کے دروازے پر قفل لگا دیا ہے کہ قتل کسی چیز کا وارث نہیں جب قاتل اس عقوبت کو مدنظر رکھے گا تو وہ اس بدفعل پر آمادہ نہ ہوگا اور نہ ہی ناحق خون بہائے گا اور نہ ہی قطع رحمی کرے گا۔ (تفہیم الاسلام: ۲/۲۷۲)

۲۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قرابتداری کے خالی دعویٰ اور ایک دوسرے کے اقرار کی بنا پر وارث قرار نہیں دیا۔ بلکہ اس وقت وارث قرار دیا ہے جب پہچان جاتے کہ یہ مسلمان کی سرزمین میں مسلمانوں کے گھر پیدا ہوا ہے، یا عادل مسلمان گواہی دیں کہ یہ مسلمان ہے تب وارث بناتے تھے۔ (شرح زرقانی: ۳/ ۱۲۱)

۳۔ یہ جو جمل اور صفین کے واقعات والی روایت ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ شک کی بنا پر وراثت نہ ہوگی۔ یہ واضح پتہ ہونا چاہیے کہ فلاں، فلاں کا یقیناً وارث بن رہا ہے۔ یعنی جہاں یہ پتہ نہ چل سکے کون پہلے فوت ہوا ہے اس میں ایک دوسرے کا وارث نہیں بن سکتا، صرف زندہ جو ہیں وہی وارث ہوں گے، مقتولوں کی آپس میں وراثت نہ ہوگی پتہ نہیں ان میں سے کون پہلے فوت ہوا ہے۔

مناسبت سے یہاں کچھ تفصیل بیان کر دی جائے، یوم جمل سے مراد ہے ۳۶ ہجری جمادی الاولیٰ کی دس تاریخ تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اونٹ پر سوار ہو کر جانب بصرہ روانہ ہوئیں۔ ساتھ حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما تھے۔ تین ہزار کا لشکر ان کے ساتھ تھا جن میں ایک ہزار اہل مدینہ کی تعداد تھی۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ قاتلان عثمان رضی اللہ عنہ ہمارے حوالہ کیے جائیں

تا کہ ان پر شرعی قصاص لگایا جائے گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجبوری کے تحت ان کی حوالگی سے انکار کر دیا، ان کی کثرت تھی بظاہر غالب تھے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اجتہاد یہ تھا کہ جو بذات خود قتل عثمان رضی اللہ عنہ میں ملوث ہے اور اس پر ثبوت ہو تو پھر انہیں قصاص میں مارا جائے۔ اسی کشمکش میں صبح سے لے کر عصر تک جنگ ہوتی رہی ہزاروں آدمی دونوں طرف سے کام آئے۔ تب یہ لڑائی رکی۔ اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خود وہاں سے الوداع کیا اور بیٹوں کو ان کی نگرانی پر مقرر کیا۔

۲۔ صفین دریائے فرات کے کنارے رقہ کے قریب ایک مقام ہے۔ یہاں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان سخت معرکہ آرائی ہوئی۔ یہ ماہِ صفر ۳۷ ہجری کی بات ہے۔

اسی جنگ کی وجہ سے لوگ ماہِ صفر میں سفر سے گریز کرتے ہیں جو کہ صریح وہم ہے۔ اس جنگ کا باعث یہ تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اصحاب حل وعقد نے بیعت کر لی تھی۔ مگر شام کے لوگوں نے جہاں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ گورنر تھے، بمع حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بیعت سے رک گئے انکار کر دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت جریر بجلی رضی اللہ عنہ کے ذریعہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ میری اطاعت میں آ جاؤ، انہوں نے انکار کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اہل عراق میں سے ستر ہزار آدمی لے کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف نکلے۔ جن میں نوے بدری اور سات سو بیعت رضوان میں شریک ہونے والے تھے۔ اور چار سو انصار ومہاجر تھے۔

جبکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پچاسی ہزار افراد لے کر نکلے، جن میں سیدنا نعمان بن بشیر اور سیدنا مسلمہ بن مخلد انصاری رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے۔

دونوں لشکروں کا سامنا ہوا۔ ایک سو دس دن تک صفین مقام پر لڑائی ہوتی رہی دونوں جانب کافی لوگ مارے گئے۔ آخر فیصلہ ہوا جنگ بندی ہوئی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے، ان کے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان صلح ہوئی، اور آج نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پیش گوئی پوری ہوئی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی کہ میرا بیٹا حسن دو مسلمان جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا۔

۳۔ حرہ کے دن کی وضاحت یہ ہے کہ حرہ، سیاہ پتھروں والی زمین کو کہتے ہیں۔ یہ مدینہ منورہ سے باہر ایک مقام ہے۔ یہ ۶۳ ہجری میں مدینہ والوں اور یزید کے لشکروں کے درمیان پیش آنے والا دردناک واقعہ ہے۔ سترہ ہزار سوار اور پندرہ ہزار پیدل فوج جو کہ مدینہ والوں پر چڑھائی کرتی ہے۔ وجہ یہ تھی کہ انہوں نے یزید کی بیعت سے ہاتھ کھینچ لیا تھا۔

اب یزید کے امیر لشکر مسلم بن عقبہ نے مدینہ کو حلال قرار دے دیا کہ تین دن تک جو چاہو اس میں کرو۔ قتل وغارت نے انتہا کر دی۔ عورتوں کی عصمت دری کی اور قتل وغارتگری کی یلغار تھی جو اس نے مدینہ پر برپا کی۔ آخر یزید کی بیعت

لے کر یہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے مقابلہ کے لیے جانب مکہ روانہ ہوا۔ اس کا محاصرہ کیا اور کعبہ پر پتھر برسائے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو گرفتار کرے اور قدید میں مسلم بن عقبہ نے وفات پائی۔ (شرح زرقانی: ۳/ ۱۲۱)

٥٠٨٥ ـ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ غَيْلَانَ بْنَ سَلَمَةَ الثَّقَفِيَّ أَسْلَمَ وَتَحْتَهُ عَشْرُ نِسْوَةٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَخْتَرْ مِنْهُنَّ أَرْبَعًا فَلَمَّا كَانَ فِي عَهْدِ عُمَرَ طَلَّقَ نِسَاءَهُ وَقَسَمَ مَالَهُ بَيْنَ بَنِيْهِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ عُمَرَ فَقَالَ إِنِّي لَاَظُنُّ الشَّيْطَانَ فِيْمَا يَسْتَرِقُ مِنَ السَّمْعِ سَمِعَ بِمَوْتِكَ فَقَذَفَهُ فِي نَفْسِكَ وَلَعَلَّكَ أَنْ لَا تَمْكُثَ إِلَّا قَلِيْلاً وَايْمُ اللّٰهِ لَتُرَاجِعَنَّ نِسَائَكَ وَلَتَرْجِعَنَّ فِي مَالِكَ أَوَلَأُوَرِّثُهُنَّ مِنْكَ وَلَآمُرَنَّ بِقَبْرِكَ فَيُرْجَمُ كَمَا رُجِمَ قَبْرُأَبِي رِغَالٍ . (رواه أحمد ٤٦١٧، والبزار والموصلى)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غیلان ثقفی جب مسلمان ہوا تو اس کے عقد میں دس عورتیں تھیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اس کو حکم دیا کہ چار ان میں سے اختیار کرے۔ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا عہد تھا تو غیلان نے اپنی عورتوں کو طلاق دے کر اپنا مال اپنے بیٹوں میں تقسیم کر دیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع ہوئی تو کہا: میرا گمان ہے کہ شیطان فرشتوں کی خبر چوری کرتا ہے۔ اس میں سے تیری موت کی خبر تیرے نفس میں اس نے پھینک دی ہے۔ اور ممکن ہے کہ تو اب تھوڑی مدت ہی زندہ رہے گا۔ مجھے قسم اللہ کی! یا تو اپنی عورتوں سے رجوع کر ورنہ میں ان کو تیری میراث میں وارث بنا دوں گا۔ اور تیری قبر پر پتھر مارنے کا حکم دوں گا جیسا ابو رغال کی قبر پر پتھر مارے گئے تھے۔'' (احمد، البزار، الموصلی)

شرح: ......۱۔ ثابت ہوا کسی کو وراثت سے محروم کرنے کی تدبیر کرنا سخت گناہ ہے۔ اور بیماری کے وقت سارا مال وصیت کرنا حرام ہے۔ زیادہ سے زیادہ تیسرا حصہ وصیت ہو سکتی ہے۔ بیویوں کو وراثت سے محروم کرنے کے لیے طلاق دینا ناجائز ہے بلکہ سنگین جرم ہے۔ اسی لیے ابو رغال کی سی سزا کی دھمکی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دی تھی۔ ابو رغال ثمود قوم سے تھا۔ اسے ابو ثقیف کہتے ہیں یہ حرم میں پناہ گزیں تھا۔ جب یہ وہاں سے نکلا تو جو اس کی قوم پر عذاب آیا تھا اسی طرح اس پر آیا تھا۔ طائف کی طرف جائیں تو رستہ میں اس کی قبر ہے۔

ایک قول ہے جب ابرہہ نے مکہ پر حملہ کیا تو یہ ان کا رہنما تھا۔ ایک قول ہے یہ حضرت شعیب کا غلام تھا۔ یہ ظالم اور ٹیکس لینے والا تھا۔

۲۔ یہ بھی ثابت ہوا چار بیویوں سے زیادہ رکھنا اسلام میں جائز نہیں۔ اور اسلام سے پہلے جو نکاح ہوا ہو وہ اسلام لانے کے بعد برقرار رہتا ہے۔ (فتح الباری: ٦/ ٣٨١)

(٥٠٨٥) مسند احمد: ٤٦١٧۔ بزار، ابو یعلی موصلی، روی الترمذی: ١١٢٨۔ وابن ماجه: ١٩٥٣ منه، الی قوله واختر منهن اربعًا، مؤطا: ١٢٤٣۔ ورجال احمد رجال الصحیح، هیثمی: ٧١٣٢.

٥٠٨٦ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَمَّا الَّذِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ هٰذِهِ الأُمَّةِ خَلِيْلاً لاتَّخَذْتُهُ وَلٰكِنْ خُلَّةُ الإِسْلَامِ أَفْضَلُ أَوْقَالَ خَيْرٌ فَإِنَّهُ أَنْزَلَهُ أَبًا أَوْ قَالَ قَضَاهُ أَبًا . رواه البخاری ٦٧٣٨ ، . يَعْنِي أَبَابَكْرٍ . وَقَالَ أَبُوبَكْرٍ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَابْنُ الزُّبَيْرِ اَلْجَدُّ أَبٌ وَلَمْ يَذْكُرْ أَنَّ أَحَدًا خَالَفَ أَبَا بَكْرٍ فِي زَمَانِهِ ، وَالصَّحَابَةُ مُتَوافِرُوْنَ ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَيَرِثُنِيْ ابْنُ ابْنِي دُوْنَ اِخْوَتِيْ ، وَلاَ أَرِثُ أَنَا ابْنَ أَبْنِي ، وَيُذْكَرُ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَابْنَ مَسْعُوْدٍ وَزَيْدٍ أَقَاوِيْلُ مُخْتَافَةٌ .

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے: جس شخص کے بارے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میں اس امت میں سے کسی کو اپنا دوست بناتا تو میں اس کو بناتا مگر اسلام کی اخوت ہی بہتر ہے یا افضل ہے۔ اس شخص یعنی ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دادے کو بمنزلہ باپ کے قرار دیا ہے۔ یا کہا: ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا۔ (بخاری) اور ابوبکر، ابن عباس اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم نے کہا: دادا بمنزلہ باپ کے ہے۔ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں ان کے خلاف کسی کا قول مذکور نہیں ہے۔ جب کہ ان کے عہد میں صحابہ رضی اللہ عنہ بکثرت موجود تھے۔ سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے: میرا وارث میرا پوتا ہوگا میرے بہن بھائیوں کے بغیر۔ اور میں اپنے پوتے کا وارث (کیسے) نہ ہوں گا؟ اور عمر، علی، ابن مسعود اور زید رضی اللہ عنہم سے مختلف اقوال ذکر کیے گئے ہیں۔'' (بخاری)

٥٠٨٧ــ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنَّ ابْنِي مَاتَ فَمَا لِي فِي مِيْرَاثِهِ قَالَ لَكَ السُّدُسُ فَلَمَّا وَلّٰى دَعَاهُ فَقَالَ لَكَ سُدُسٌ آخَرُ فَلَمَّا وَلّٰى دَعَاهُ قَالَ إِنَّ السُّدُسَ الآخَرَ طُعْمَةٌ . (رواه الترمذی، ٢٠٩٩)

''سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، اور کہا: میرے بیٹے کا بیٹا فوت ہو گیا ہے تو اس کی میراث میں سے میرے لیے کیا ہے؟ فرمایا: چھٹا حصہ۔ پھر وہ واپس چلا تو بلا کر فرمایا: تیرے لیے ایک مزید چھٹا حصہ ہے۔ پھر وہ جانے لگا تو سہ بار آواز دی، اور فرمایا: دوسری مرتبہ والا چھٹا حصہ تیرے لیے زائد ہے (یعنی بطورِ عصبہ تجھے ملا ہے۔'' (ترمذی)

٥٠٨٨ــ عَنْ يَحْيَ بْنِ سَعِيْدٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ اَبِيْ سُفْيَانَ كَتَبَ إِلٰى زَيْدِبْنِ ثَابِتٍ يَسْأَلُهُ عَنِ الْجَدِّ فَكَتَبَ إِلَيْهِ زَيْدُبْنُ

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو لکھا اور دادے کے حصے کی تفصیل طلب کی۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے ان کو جواب میں لکھا کہ آپ نے مجھ سے دادے کے حصہ کے متعلق

(٥٠٨٦) بخاری: ٦٧٣٧ـ احمد: ٢٤٢٨.
(٥٠٨٧) ترمذی: ٢٠٩٩ـ ضعیف، البانی: ٣٦٩ـ ابوداؤد: ٢٨٩٧.
(٥٠٨٨) مؤطا: ١٠٩٥.

ثَـابِـتٍ إِنَّكَ كَتَبْـتَ إِلَـيَّ تَسْأَلُنِي عَنِ الْجَدِّ وَاللّٰهُ اَعْـلَـمُ وَذٰلِكَ مِمَّا لَمْ يَكُنْ يَقْضِي فِيْهِ إِلَّا الاُمَـرَاءُ يَـعْـنِي الْخُلَفَاءَ وَقَدْ حَضَرْتُ الْخَلِيْفَتَيْنِ قَبْلَكَ يُعْطِيَانِهِ النِّصْفَ مَعَ الاَخِ الْـوَاحِـدِ وَالثُّـلُـثَ مَعَ الاِثْنَيْنِ فَإِنْ كَثُرَتِ الإِخْوَةُ لَـمْ يَـنْـقُـصُوْهُ مِنَ الثُّلُثِ . (رواه مالك ، ٥٠٨٩)

سوال کیا ہے۔ پس اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ اور اس مسئلہ میں خلفائے راشدین خود ہی فیصلے کرتے تھے۔ آپ سے پہلے دو خلیفوں کے پاس میں حاضر تھا وہ دادے کو ایک بھائی کے ساتھ نصف دیتے تھے۔ اور دو بھائیوں کے ساتھ دادے کو تیسرا حصہ دیتے تھے۔ دادے کو تیسرے حصے سے کم نہ کرتے تھے خواہ بھائی زیادہ بھی ہوں۔'' (مالک)

٥٠٨٩ـ عَنْ عُمَرَ: أَنَّهُ سَالَ النَّبِيَّ ﷺ: كَيْفَ قَسْـمُ الْـجَـدِّ؟ قَالَ: مَاسُؤَالُكَ عَنْ ذٰلِكَ يَا عُـمَـرُ؟ أَنِّـى أَظُنُّكَ تَـمُـوْتُ قَبْلَ أَنْ تَعْلَمَ ذٰلِكَ . فَـمَــا تَ قَبْـلَ أَنْ يَعْلَمَ ذٰلِكَ(رواه الطبرانى فى الأوسط)

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ میں دادے کے لیے تقسیم کیسے کروں؟ فرمایا: اے عمر رضی اللہ عنہ! تیرا پوچھنے کا کیا فائدہ؟ میرا گمان ہے کہ تو اس کو جاننے سے پہلے فوت ہوگا۔ پس عمر رضی اللہ عنہ نے اسے جاننے سے پہلے وفات پائی۔'' (الاوسط)

٥٠٩٠ـ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: أُتِىَ بِى الْحَجَّاجُ مُوْثَقًا ، فَلَمَّا أُتِىَ بِي إِلَى بَابِ الْقَصْرِ لَقِيَنِي يَـزِيْـدُ بْنُ أَبِى مُسْلِمٍ فَقَالَ: إِنَّا لِلّٰهِ يَا شَعْبِيُّ لِـمَـا بَيْـنَ دَفَّتَيْكَ مِـنَ الْعِلْمِ ، وَلَيْسَ بِيَوْمِ شَـفَـاعَةٍ ، بُؤْلِلاَمِيْرِ بِالشِّرْكِ وَالنِّفَاقِ عَلٰى نَـفْسِكَ ، فَبِالْحَرِيِّ أَنْ تَنْجُوَ ، قَالَ: فَلَقَّنَنِىْ ثُمَّ لَقَّنَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَجَّاجِ فَقَالَ لِى مِثْلَ مَـقَـالَةِ يَزِيْدَ ، فَلَمَّا أُدْخِلْتُ عَلَى الْحَجَّاجِ

''شعبی رحمہ اللہ نے کہا: مجھے ہتھکڑیاں پہنا کر حجاج کے پاس لے جایا گیا: تو یزید بن اسلم مجھے ملا تو کہا: انا للہ! اے شعبی! تیری ٹھوڑی تک علم ہی علم ہے اور امیر کے پاس میرا شفاعت کا مقام بھی نہیں ہے۔ اور اس کا نفس شرک اور نفاق کے ساتھ تیرے خلاف بھرا ہوا ہے جب کہ تو اس قابل ہے کہ تو نجات پائے۔ اس کے بعد محمد بن الحجاج مجھے ملا، اور اس نے بھی وہ بات کہی جو یزید نے کہی تھی۔ جب مجھے حجاج کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے کہا: اے شعبی! تو ان لوگوں میں سے ہے جو ہمارے خلاف

(٥٠٨٩) طبرانی اوسط، ورجاله رجال الصحيح الا ان سعيد بن المسيب اختلف فى سماعه من عمر.

(٥٠٩٠) بزار: ١٣٨٨ـ بزار، رجاله ثقات، والراوى عن الشعبى عباد بن موسى وليس هو الختلى الذى احتج به الشيخان وانما هو العكلى، وذكر الذهبى فى الميزان انه تفرد عنه ابنه محمد بن عباد بن موسى بن راشد الملقب سند ولا.

وقد رواه البهيقى فى سننه من رواية ابنه محمد بن عباد عنه فادخل بينه وبين الشعبى ابا بكر الهذلى، واسمه سلمى بن عبدالله ضعفه احمد وابن معين وابو زرعة وغيرهم، وكذ به غندر لكنه لم يتفرد عن عباد ابنه محمد فانه عند البزار والبيهقى من رواية عيسى بن يونس عنه وفى رواية للبيهقى، حدثنا موسى بن عباد حدثنا الشعبى وعلى هذا فالحديث مضطرب الاسناد، هيثمى: ٧١٦٧.

قَالَ لِيْ يَا شَعْبِي، وَأَنْتَ مِمَّنْ خَرَجَ عَلَيْنَا وَكَبَّرَ؟ قُلْتُ: أَصْلَحَ اللّٰهُ الْأَمِيْرَ أَحْزَنَ بِنَا الْمَنْزِلُ وَاَجْدَبَ الْجَنَابُ وَضَاقَ الْمَسْلَكُ وَاكْتَحَلْنَا السَّهَرَ وَاسْتَحْلَسْنَا الْخَوْفَ وَوَقَعْنَا فِي خِزْيَةٍ لَمْ نَكُنْ فِيْهَا بَرَرَةٌ اَتْقِيَاءُ، وَلاَ فَجَرَةٌ اَقْوِيَاءُ قَالَ صَدَقَ وَاللّٰهِ، مَا بَرُّوْا بِخُرُوْجِهِمْ عَلَيْنَا وَلاَ قُوُوا عَلَيْنَا إِذَا فَجَرُوْا، أَطْلِقَا عَنْهُ. قَالَ: فَاحْتَاجَ إِلَيَّ فِيْ فَرِيْضَةٍ فَبَعَثَ اِلَيَّ قَالَ مَا تَقُوْلُ فِيْ أُمٍّ وَأُخْتٍ وَجَدٍّ؟ قُلْتُ إِخْتَلَفَ فِيْهِ خَمْسَةٌ مِنَ الصَّحَابَةِ: اِبْنُ مَسْعُوْدٍ وَعَلِيٌّ وَعُثْمَانُ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ: فَمَا فِيْهَا ابْنُ عَبَّاسٍ؟ إِنْ كَانَ لَمُتْقِنًا، قَالَ: جَعَلَ الْجَدَّ أَبًا وَلَمْ يُعْطِ الْأُخْتَ شَيْئًا، وَأَعْطَى الْأُمَّ الثُّلُثَ، قَالَ: فَمَا قَالَ فِيْهَا أَبْنُ مَسْعُوْدٍ؟ قُلْتُ: جَعَلَهَا مِنْ سِتَّةٍ أَعْطَى الْأُخْتَ ثَلاثَةً وَأَعْطَى الْجَدَّ اثْنَيْنِ وَأَعْطَى الْأُمَّ سَهْمًا، قَالَ فَمَا قَالَ فِيْهَا أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ؟ قُلْتُ جَعَلَهَا اَثْلاثًا قَالَ فَمَا قَالَ فِيْهَا أَبُوْ تُرَابٍ؟ قُلْتُ جَعَلَهَا مِنْ سِتَّةٍ أَعْطَى الْأُخْتَ ثَلاثَةً وَأَعْطَى الْأُمَّ اثْنَيْنِ وَأَعْطَي الْجَدَّ سَهْمًا، قَالَ فَمَا قَالَ فِيْهَا زَيْدٌ؟ قُلْتُ جَعَلَهَا مِنْ سَبْعَةٍ أَعْطَى الْأُمَّ ثَلاثَةً وَأَعْطَى الْأُمَّ ثَلاثَةً وَأَعْطَى الْجَدَّ اثْنَيْنِ وَأَعْطَي الْأُخْتَ اثْنَيْنِ، قَالَ: أُوْمِرْ

اٹھے اور بکثرت جمع ہوئے۔ میں نے کہا: اللہ امیر کا بھلا کرے ہم پر گھر پریشان تھا۔ اطراف خشک ہو چکے تھے اور راستہ تنگ تھا۔ بیداری کا سرمہ آنکھوں میں تھا۔ اور خوف کی سستی کے عالم میں رسوائی میں ہم گرے، کوئی نیکی اور تقویٰ والے موجود نہ تھے۔ اور نہ کوئی بدکار طاقتور ہی تھے۔ تو حجاج نے کہا: اللہ کی قسم! یہ درست کہتا ہے۔ ان لوگوں نے ہمارے خلاف خروج کر کے نیکی نہیں کی اور جب وہ بدکار تھے تو ہم پر ٹوٹ پڑے۔ اس کو چھوڑ دو۔ پھر حجاج کو علم میراث کے سلسلے میں میری ضرورت پیش آئی تو میرے پاس قاصد روانہ کیا۔ اور پوچھا: تیرا کیا قول ہے جب کہ ورثا میں ماں، بہن اور دادا موجود ہو؟ میں نے کہا: اس مسئلہ میں پانچ صحابہ رضی اللہ عنہم نے باہم اختلاف کیا ہے۔ ابن مسعود، علی، عثمان، زید بن ثابت اور ابن عباس رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اس نے کہا: ابن عباس رضی اللہ عنہ مضبوط علم والے نے کیا کہا ہے؟ میں نے کہا: انھوں نے دادے کو باپ قرار دیا۔ بہن کو کچھ نہ دیا۔ اور ماں کو تیسرا حصہ (ثلث) دیا۔ اس نے کہا: ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کیا کہا؟ تو میں نے بتایا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے چھ سے مسئلہ بنایا ہے، ماں کو چھٹا حصہ دیا۔ بہن کو تین حصے دیے اور دادے کو دو حصے دیے ہیں۔ اس نے کہا: امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ نے کیا کہا؟ میں نے کہا: برابر تین حصے کر دیے۔ اس نے کہا: ابو تراب رضی اللہ عنہ (علی) نے کیا کہا؟ میں نے کہا: انہوں نے چھ حصے کر کے بہن کو تین حصے ماں کو دو حصے اور دادے کو چھٹا حصہ دیدیا۔ اس نے کہا: زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کیا کہا؟ میں نے کہا: اس نے مسئلہ سات سے کر کے ماں کو تین، دادے کو دو، اور بہن کو دو حصے دیئے۔ تو حجاج نے کہا: قاضی کو حکم دیتا ہوں کہ وہ فیصلہ جاری کرے جو امیر المؤمنین

الْقَاضِيَ يُمْضِيْهَا عَلَى مَا أَمْضَاهَا أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ . (رواه البزار ، ١٣٨٨)

عثمان رضی اللہ عنہ نے اختیار کیا ہے۔" (البزار)

٥٠٩١ـ عَنْ سَعِيْدٍ أَنَّ عُمَرَ كَانَ كَتَبَ مِيْرَاثَ الْجَدِّ حَتّٰى إِذَا طُعِنَ دَعَا بِهِ فَمَحَاهُ ثُمَّ قَالَ سَتَرَوْنَ رَأْيَكُمْ فِيْهِ . (رواه الدارمی ، ٢٨٩٩)

"یحییٰ بن سعید نے کہا: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دادے کی میراث کی تفصیل لکھی تھی۔ اور جب ان پر طعن کیا گیا اس مسئلہ میں تو تحریر طلب کر کے مٹا دی۔ اور کہا: عنقریب تم اپنی رائے کے مطابق حل تلاش کر لو گے۔" (دارمی)

٥٠٩٢ـ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ قُلْتُ لِعُبَيْدَةَ حَدِّثْنِيْ عَنِ الْجَدِّ فَقَالَ إِنِّي لَاحْفَظُ فِي الْجَدِّ ثَمَانِيْنَ قَضِيَّةً مُخْتَلِفَةً . (رواه الدارمي ٢٩٠٠)

"ابن سرین رحمہ اللہ نے کہا: میں نے عبیدہ رضی اللہ عنہ سے کہا: دادے کے متعلق مجھ سے کوئی حدیث بیان کرو۔ تو اس نے کہا: دادے کے متعلق مختلف اسّی فیصلے مجھے حفظ ہیں۔" (دارمی)

٥٠٩٣ـ عَنْ سَعِيْدِبْنِ جُبَيْرٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ مُرَادٍ سَمِعَ عَلِيًّا يَقُوْلُ مَنْ سَرَّهٗ أَنْ يَتَقَحَّمَ جَرَاثِيْمَ بِجَهَنَّمَ فَلْيَقْضِ بَيْنَ الْجَدِّ وَالإِخْوَةِ . هِيَ لِلدَّارِمِيِّ ٢٩٠٢ ، برجل لم يسم في هذاالأخير .

"سعید بن جبیر رحمہ اللہ مراد قبیلے کے ایک آدمی سے بیان کرتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ نے : کہا جو جہنم کے جراثیم میں چھلانگ لگانا چاہے وہ بھائیوں، اور دادے کو میراث تقسیم کر کے دے۔ یہ دارمی میں اس شخص کی روایت ہے جس کا نام ذکر نہیں کیا گیا۔"

٥٠٩٤ـ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ يُشَرِّكُ الْجَدَّ إِلَى سِتَّةٍ مَعَ الاِخْوَةِ يُعْطِي كُلَّ صَاحِبِ فَرِيْضَةٍ فَرِيْضَتَهٗ وَلَا يُوَرِّثُ أَخًا لِّلْاُمِّ مَعَ جَدٍّ وَلَا أُخْتًا لِّاُمٍّ وَلَايَزِيْدُ الْجَدَّ مَعَ الْوَلَدِ عَلَى السُّدُسِ إِلَّاأَنْ يَكُوْنَ غَيْرَهٗ وَلَا يُقَاسِمُ بِأَخٍ لِّأَبٍ مَعَ أَخٍ لِأَبٍ وَأُمٍّ وَإِذَا كَانَتْ أُخْتٌ لِّأَبٍ وَأُمٍّ وَأَخٌ لِّأَبٍ أَعْطَى

"ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا سیدنا علی رضی اللہ عنہ دادے کو چھٹے حصے میں بھائیوں کے ساتھ برابر کا شریک قرار دیتے تھے۔ ہر ایک صاحب فرض کو اس کا حصہ دیتے تھے۔ اخیافی بھائی اور بہن کو دادے کے ساتھ میراث میں وارث نہ بناتے تھے۔ دادے کو بیٹے کے ساتھ چھٹے حصے سے زیادہ نہیں دیتے تھے۔ مگر جب اس کے ساتھ دوسرا وارث ہوتا۔ اور علاتی بھائی کو حقیقی بھائی کے ساتھ تقسیم میں شامل نہیں کرتے تھے۔ اور جب حقیقی بہن

(٥٠٩١) دارمی : ٢٨٩٩.
(٥٠٩٢) دارمی : ٢٩٠٠.
(٥٠٩٣) دارمی : ٢٩٠٢.
(٥٠٩٤) دارمی : ٢٩٢٣.

الْاُخْتَ النِّصْفَ وَالنِّصْفَ الآخَرَبَيْنَ الْجَدِّ وَالأَخِ نِصْفَيْنِ وَإِذَا كَانُوْا إِخْوَةً وَأَخَوَاتٍ شَرَّكَهُمْ مَعَ الْجَدِّإِلَى السُّدُسِ (رواه الدارمی، ۲۹۲۳)

موجود ہوتی۔ اور ساتھ صرف باپ کی جانب سے (علاتی) بھائی ہوتا تو بہن کو نصف دیتے۔ اور باقی نصف دادے اور علاتی بھائی کے درمیان آدھا آدھا تقسیم کر دیتے۔ اور جب بہن بھائی ہوتے تو دادے کے ساتھ چھٹے حصے میں شریک کر دیتے تھے۔'' (دارمی)

۵۰۹۵۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا حَسَنٌ عَنْ إِسْمٰعِيْلَ عَنِ الشَّعْبِيِّ فِي سِتَّةِ إِخْوَةٍ وَجَدٍّ قَالَ أَعْطِ الْجَدَّ السُّدُسَ . (رواه دارمی، ۲۹۱۸)

''شعبی رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ دادے کو چھٹا حصہ دو جب دادے کے ساتھ چھ بہن بھائی موجود ہوں۔'' (دارمی)

۵۰۹۶۔ وَفِى رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَلِيِّ: أَنَّهٗ أَعْطَاهُ السُّبْعَ .

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے دادے کو ساتواں حصہ دیا ہے۔''

۵۰۹۷۔ عَنْ زَيْدِبْنِ ثَابِتٍ أَنَّهٗ كَانَ يُقَاسِمُ بِالْجَدِّ مَعَ الإِخْوَةِ إِلَى الثُّلُثِ ثُمَّ لاَ يَنْقُصُهٗ . (رواه الدارمی، ۲۹۲۹)

''سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ دادے کو بہن بھائیوں کے ساتھ تیسرے حصے تک دے دیتے۔ اس کے بعد اس کو تیسرے حصے سے کم نہ کرتے تھے۔'' (دارمی)

۵۰۹۸۔ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ زَيْدَبْنَ ثَابِتٍ قَالَ فِي أُخْتٍ وَأُمٍّ وَزَوْجٍ وَجَدٍّ قَالَ جَعَلَهَا مِنْ سَبْعٍ وَعِشْرِيْنَ لِلاُمِّ سِتَّةٌ وَلِلزَّوْجِ تِسْعَةٌ وَلِلْجَدِّ ثَمَانِيَةٌ وَلِلاُخْتِ أَرْبَعَةٌ . (رواه الدارمي، ۲۹۳۱)

''سیدنا زید رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اس نے بہن، ماں، خاوند اور دادے کو مسئلہ ستائیس سے کر کے ماں کو چھ، خاوند کو نو، دادے کو آٹھ، اور بہن کو چار حصے دیئے۔'' (دارمی)

۵۰۹۹۔ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ أَطْعَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلاَثَ جَدَّاتٍ سُدُسًا قَالَ قُلْتُ لِإِبْرَاهِيْمَ مَنْ هُنَّ قَالَ جَدَّتَاكَ مِنْ قِبَلِ أَبِيْكَ وَجَدَّتُكَ مِنْ قِبَلِ أُمِّكَ . (رواه

''ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین جدات (دادیوں) کو چھٹا حصہ دیدیا۔ راوی کا بیان ہے: میں نے ابراہیم سے پوچھا: تین دادیاں کون تھیں: تو انہوں نے کہا؟ جب دو دادیاں تیرے باپ کی طرف سے تھیں، اور ایک دادی تیری

(۵۰۹۵) دارمی: ۲۹۱۸.

(۵۰۹۶) دارمی.

(۵۰۹۷) دارمی: ۲۹۲۹۔ مؤطا: ۱۰۹۵.

(۵۰۹۸) دارمی: ۲۹۳۱.

(۵۰۹۹) دارمی: ۲۹۳۵.

الدارمی ‘٢٩٣٥)

ماں کی طرف سے۔‘‘ (دارمی)

٥١٠٠۔ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ لاَ تَرِثُ أُمُّ أَبِ الْأُمِّ ابْنَهَا الَّذِي تُدْلِي بِهِ لاَ يَرِثُ فَكَيْفَ تَرِثُ هِيَ. (رواه الدارمي، ٢٩٣٧)

’’شعبی رحمہ اللہ نے کہا: میت کے نانے کی ماں وارث نہ ہو گی کیونکہ جس بیٹے کی نسبت سے وہ دادی منسوب ہوئی ہے۔ وارث نہیں بن سکتا تو پھر وہ کیسے وارث قرار پائے گی؟‘‘ (دارمی)

٥١٠١۔ عَنْ عَلِيٍّ وَّزَيْدٍ قَالاَ إِذَا كَانَتِ الْجَدَّاتُ سَوَاءً وَرِثَ ثَلاَثُ جَدَّاتٍ جَدَّتَا أَبِيهِ أُمُّ أُمِّهِ وَأُمُّ أَبِيهِ وَجَدَّةُ أُمِّهِ فَإِنْ كَانَتْ إِحْدَاهُنَّ أَقْرَبَ فَالسَّهْمُ لِذَوِي الْقُرْبَى.

’’سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا زید رضی اللہ عنہ دونوں کا قول ہے: جب دادیاں درجہ میں برابر ہوں تو تین دادیاں میراث لیں گی۔ دو دادیاں باپ کی طرف سے ایک اس کی ماں کی ماں۔ ایک اس کے باپ کی ماں اور اس کی ماں کی دادی۔ پس اگر ان میں سے کوئی ایک درجہ کے اعتبار سے زیادہ قریب ہو تو دیگر کے مقابلہ میں اسے وارث بنایا جائے گا جو قریب تر ہو۔‘‘

٥١٠٢۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ إِنَّ الْجَدَّاتِ لَيْسَ لَهُنَّ مِيْرَاثٌ إِنَّمَا هِيَ طُعْمَةٌ أُطْعِمْنَهَا وَالْجَدَّاتُ أَقْرَبُهُنَّ وَأَبْعَدُهُنَّ سَوَاءٌ. (رواه الدارمي، ٢٩٤٣)

’’سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دادیوں کے لیے بطور میراث کچھ نہیں ہے۔ صرف ان کو بطور خوراک دیا جاتا ہے اور دادیاں قریب و بعید سب ہی برابر ہیں۔‘‘ (دارمی)

٥١٠٣۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ فِي ابْنَةٍ وَابْنَةِ ابْنٍ قَالَ النِّصْفُ وَالسُّدُسُ وَمَا بَقِيَ فَرَدٌّ عَلَى الْبِنْتِ. (رواه الدارمی، ٢٩٤٦)

’’سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بیٹی اور بیٹے کی بیٹی موجود ہونے کی صورت میں اس نے: کہا بیٹی کو نصف اور پوتی کو چھٹا حصہ اور بقیہ بیٹی پر لوٹایا جائے گا۔‘‘ (دارمی)

٥١٠٤۔ عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ كَانَ لاَ يَرُدُّ عَلَى أَخٍ لِأُمٍّ مَعَ أُمٍّ وَلاَ عَلَى جَدَّةٍ إِذَا كَانَ مَعَهَا غَيْرُهَا مَنْ لَهُ فَرِيْضَةٌ وَلاَ عَلَى ابْنَةِ ابْنٍ مَعَ ابْنَةِ الصُّلْبِ وَلاَ عَلَى امْرَأَةٍ

’’شعبی کا بیان ہے: سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ماں کی طرف سے جو بھائی ہے (اخیافی بھائی) ماں کی موجودگی میں اس پر رد نہیں کرتے تھے۔ اور جدہ (دادی) کے ساتھ جب کوئی صاحب فریضہ موجود ہو تو دادی پر بھی بقیہ مال رد نہ کرتے تھے۔

(٥١٠٠) دارمی: ٢٩٣٧.

(٥١٠١) دارمی: ٢٩٤٠.

(٥١٠٢) دارمی: ٢٩٤٣۔ ترمذی: ٢١٠٢.

(٥١٠٣) دارمی: ٢٩٤٦.

(٥١٠٤) دارمی: ٢٩٤٩.

وَزَوْجٍ وَكَانَ عَلِيٌّ يَرُدُّ عَلَى كُلِّ ذِي سَهْمٍ إِلَّا الْمَرْأَةَ وَالزَّوْجَ . (رواه الدارمی، ٢٩٤٩)

اور پوتی پر اس کے ساتھ بیٹی موجود ہونے کی صورت میں رد نہ کرتے تھے۔ اور بیوی اور خاوند (زوجین) پر رد نہ ہوگا۔ اور علی رضی اللہ عنہ تمام اصحاب فروض پر بعد تقسیم بقیہ مال لوٹا دیتے تھے۔ مگر زوجین پر نہیں لوٹاتے تھے۔'' (دارمی)

٥١٠٥ـ عَنْ زَيْدِبْنِ ثَابِتٍ أَنَّهُ أُتِيَ فِي ابْنَةٍ أَوْ أُخْتٍ فَأَعْطَاهَا النِّصْفَ وَجَعَلَ مَا بَقِيَ فِيْ بَيْتِ الْمَالِ . (رواه الدارمي، ٥٩٥٠)

''سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹی یا بہن کی وراثت کا مسئلہ لایا گیا تو نصف مال اس کو دے دیا اور بقیہ کو بیت المال میں داخل کرا دیا یعنی ردّ نہیں کیا۔'' (دارمی)

٥١٠٦ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ كَتَبْتُ إِلَى أَخٍ لِي مِنْ بَنِيْ زُرَيْقٍ أَسْأَلُهُ لِمَنْ قَضَى النَّبِيُّ ﷺ فِي ابْنِ الْمُلاَعَنَةِ فَكَتَبَ إِلَيَّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى بِهِ لِأُمِّهِ هِيَ بِمَنْزَلَةِ أُمِّهِ وَأَبِيْهِ وَقَالَ سُفْيَانُ الْمَالُ كُلُّهُ لِلأُمِّ هِيَ بِمَنْزَلَةِ أَبِيْهِ وَأُمِّهِ . (رواه الدارمی، ٢٩٦٠)

''عبداللہ بن عبید بن عمیر نے کہا: میں نے اپنے بھائی کو لکھا جو بنو زریق میں سے تھا۔ میں نے سوال کیا کہ نبی کریم ﷺ نے لعان کرنے والی عورت کے بیٹے کا فیصلہ کس طرح فرمایا ہے؟ تو اس نے جواب لکھا کہ نبی کریم ﷺ نے بچہ اس کی ماں کو دیا ہے کیونکہ وہ اس کی ماں بھی ہے اور اس کا باپ بھی۔ اور امام سفیان نے کہا: مال سب ہی اس کی ماں کا ہے کیونکہ وہ بمنزلہ باپ بھی ہے اور بمنزلہ ماں بھی۔'' (دارمی)

٥١٠٧ـ عَنِ الْحَسَنِ فِي ابْنِ الْمُلاَعَنَةِ تَرَكَ أُمَّهُ وَعَصَبَةَ أُمِّهِ قَالَ الثُّلُثُ لِأُمِّهِ وَمَا بَقِيَ فَلِعَصَبَةِ أُمِّهِ . (رواه الدارمی، ٢٩٦١)

''حسن رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ لعان کرنے والی عورت کے بیٹے کا ترکہ اس کی ماں اور اس کی ماں کے عصبے کا ہے۔ انھوں نے کہا: ماں کے لیے تیسرا حصہ ہے اور بقیہ اس کی ماں کے عصبہ کے لیے ہے۔'' (دارمی)

٥١٠٨ـ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ الْتَمَسَ مَنْ يَرِثُ ابْنَ الدَّحْدَاحَةَ فَلَمْ يَجِدْ وَارِثاً فَدَفَعَ مَالَ ابْنِ الدَّحْدَاحَةَ إِلَى أَخْوَالِ ابْنِ الدَّحْدَاحَةَ . (رواه الدارمی، ٢٩٧٦)

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ابن دحداحہ کے ورثا تلاش کرائے تو کوئی وارث نہ ملا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا مال اس کے ماموؤں کو دیدیا۔'' (دارمی)

(٥١٠٥) دارمی: ٢٩٥٠.

(٥١٠٦) دارمی: ٢٩٦٠.

(٥١٠٧) دارمی: ٢٩٦١.

(٥١٠٨) دارمی: ٢٩٧٦.

٥١٠٩ـ عَنْ زِيَادٍ قَالَ أُتِيَ عُمَرُ فِي عَمٍّ لِأُمٍّ وَخَالَةٍ فَأَعْطَى الْعَمَّ لِلأُمِّ الثُّلُثَيْنِ وَأَعْطَى الْخَالَةَ الثُّلُثَ. (رواه الدارمی، ٢٩٧٨)

''زیاد بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اخیافی چچا اور خالہ کا حصہ دریافت طلب لایا گیا۔ تو آپ رضی اللہ عنہ اخیافی چچا کو دو حصے اور خالہ کو تیسرا حصہ دیدیا۔'' (دارمی)

٥١١٠ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ الْخَالَةُ بِمَنْزَلَةِ الْأُمِّ وَالْعَمَّةُ بِمَنْزَلَةِ الْأَبِّ وَبِنْتُ الْأَخِ بِمَنْزَلَةِ الْأَخِ وَكُلُّ رَحِمٍ بِمَنْزَلَةِ رَحِمِهِ الَّتِي يُدْلَي بِهَا إِذَا لَمْ يَكُنْ وَارِثٌ ذُوْقَرَابَةٍ. (رواه الدارمی، ٢٩٨١)

''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول خالہ ماں کے قائم مقام ہے۔ پھوپھی باپ کے مرتبہ پر ہے۔ بھائی کی بیٹی بمنزلہ بھائی کے ہے اور ہر ذی رحم اس ذی رحم کی قائم مقام ہے جس کی نسبت سے وہ ذی رحم قرار پایا ہے۔ جب کہ اصحاب قرابت موجود نہ ہوں۔'' (الدارمی)

٥١١١ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ فِي الْجَدَّةِ مَعَ ابْنِهَا إِنَّهَا أَوَّلُ جَدَّةٍ أَطْعَمَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سُدُساً مَعَ ابْنِهَا وَابْنُهَا حَيٌّ. (رواه الترمذي، ٢١٠٢)

''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دادی اور دادی کا بیٹا موجود تھا تو یہ پہلی دادی ہے جس کو نبی کریم ﷺ نے دادی کے بیٹے کی موجودگی چھٹا حصہ دیا تھا۔ اور اس دادی کا بیٹا بھی زندہ موجود تھا۔'' (ترمذی)

٥١١٢ـ عَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ قَالَ جَاءَتِ الْجَدَّةُ إِلَى أَبِيْ بَكْرٍ تَسْأَلُهُ مِيْرَاثَهَا قَالَ فَقَالَ لَهَا مَالَكِ فِي كِتَابِ اللّٰهِ شَيْءٌ وَمَالَكِ فِي سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شَيْءٌ فَارْجِعِيْ حَتّٰى أَسْأَلَ النَّاسَ فَسَالَ النَّاسَ فَقَالَ الْمُغِيْرَةُ ابْنُ شُعْبَةَ حَضَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَعْطَاهَا السُّدُسَ فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ هَلْ مَعَكَ غَيْرُكَ فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ الْمُغِيْرَةُ ابْنُ شُعْبَةَ فَأَنْفَذَهَ لَهَا أَبُوْبَكْرٍ قَالَ ثُمَّ جَاءَتِ الْجَدَّةُ الْأُخْرَى

''قبیصہ کہتے ہیں: سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس نانی میراث سے اپنا حصہ طلب کرنے کے لیے آئی۔ تو انہوں نے کہا: تیرے لیے کتاب اللہ میں کوئی ذکر نہیں ہے۔ اور میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت میں تیرے لیے کوئی حصہ مقرر ہو۔ لہٰذا تو واپس جا یہاں تک کہ میں لوگوں سے دریافت کروں۔ پھر انھوں نے لوگوں سے سوال کیا تو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں موجود تھا جب نبی کریم ﷺ نے نانی کو چھٹا حصہ دیا تھا۔ سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تیرے ساتھ کوئی اور بھی گواہی دیتا ہے؟ تو محمد بن مسلمہ کھڑے ہوئے، اور انھوں نے وہ کہا جو سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا تھا۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے

(٥١٠٩) دارمی: ٢٩٧٨.
(٥١١٠) دارمی: ٢٩٨١.
(٥١١١) ترمذی: ٢١٠٢.
(٥١١٢) دارمی: ٢١٠١.

إِلَـى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا فَقَالَ مَـالَكِ فِـي كِتَابِ اللّٰهِ شَيْءٌ وَلٰكِنْ هُوَ ذَاكَ السُّـدُسُ فَـإِنِ اجْتَـمَـعْتُـمَا فِيْهِ فَهُوَبَيْنَكُمَا وَأَيَّتُـكُـمَـا خَلَتْ بِهِ فَهُوَلَهَا . (للترمذي، ٢١٠١)

اس جده کے لیے اسی چھٹے حصے کا فیصلہ صادر کر دیا۔ پھر ایک دوسری دادی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی۔ اور اس نے اپنا حصہ طلب کیا۔ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تیرے لیے کتاب اللہ میں تو مذکور نہیں ہے لیکن وہی چھٹا حصہ ہے جس کا فیصلہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کر دیا ہے۔ چنانچہ اگر تم دو دادیاں جمع ہو جاؤ تو وہ تمہارے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگا۔ اور اگر کوئی دادی تنہا ہوگی تو سارا اس کے لیے ہوگا۔'' (ترمذی)

٥١١٣ـ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ قَالَ اَتَتِ الْـجَـدَّتَانِ إِلٰى أَبِي بَكْرِ الصِّدِّيْقِ فَأَرَادَا أَنْ يَـجْعَلَ السُّدُسَ لِلَّتِي مِنْ قِبَلِ الأُمِّ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ أَمَا إِنَّكَ تَتْرُكُ الَّتِي لَوْ مَاتَتْ وَهُـوَ حَـيٌّ كَـانَ إِيَّاهَا يَرِثُ فَجَعَلَ أَبُوْبَكْرٍ السُّدُسَ بَيْنَهُمَا . (رواه مالك، ١٠٩٩)

''قاسم بن محمد نے کہا: دو دادیاں سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چھٹا حصہ اس کو دینے کا ارادہ کیا جو ماں کی طرف سے (نانی) تھی۔ تو انصار میں سے ایک نے کہا: آپ نے وہ دادی ترک کر دی ہے جو اگر مر جاتی اور پوتا زندہ ہوتا تو وہ اس کا وارث بن جاتا۔ پس سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چھٹا حصہ دونوں کے درمیان تقسیم کیا۔'' (مالک)

٥١١٤ـ عَـنِ ابْـنِ بُـرَيْـدَةَ عَـنْ اَبِيْـهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَعَلَ لِلْجَدَّةِ السُّدُسَ إِذَا لَمْ يَكُنْ دُوْنَهَا أُمٌّ . (رواه أبوداود، ٢٨٩٥)

''بریدہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے دادی کے لیے چھٹا حصہ مقرر کیا ہے، جب کہ اس سے نیچے ماں موجود نہ ہو۔ (یعنی میت کی ماں)'' (ابوداؤد)

٥١١٥ـ عَـنِ الأَسْـوَدِ بْنِ يَزِيْدَأَنَّ مُعَاذَبْنَ جَبَـلٍ وَرَّثَ أُخْتًا وَّابْنَةً فَجَعَلَ لِكُلِ وَاحِدَةٍ مِـنْهُـمَا النِّصْفَ وَهُوَ بِالْيَمَنِ وَنَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ حَيٌّ (رواه أبوداود، ٢٨٩٣)

''اسود بن یزید کا بیان ہے کہ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ جب یمن میں تھے تو انھوں نے بہن اور بیٹی کو وارث قرار دیکر ہر ایک کو نصف نصف ترکہ تقسیم کر دیا۔ اور نبی کریم ﷺ بقید حیات مبارکہ موجود تھے۔'' (ابوداؤد)

٥١١٦ـ قَـالَ عَبْدُاللّٰهِ كَانَ عُمَرُ إِذَا سَلَكَ بِـنَا طَرِيْقًا وَجَدْنَاهُ سَهْلاً وَإِنَّهُ قَالَ فِي زَوْجٍ وَأَبَـوَيْـنِ لِـلـزَّوْجِ النِّصْفُ وَلِلأُمِّ ثُلُثُ مَا

''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جب کسی مسئلہ میں کوئی طریقہ اختیار کرتے تو اسے ہم اپنے لیے آسان پاتے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے متوفیہ عورت کے خاوند اور

(٥١١٣) مؤطا: ١٠٩٩. (٥١١٤) ابوداؤد: ٢٨٩٥.
(٥١١٥) ابوداؤد: ٢٨٩٣. (٥١١٦) دارمی: ٢٨٦٥.

بَقِيَ . (رواه الدارمی، ٢٨٦٥)

ماں باپ کیلئے فیصلہ دیا ہے کہ خاوند کو نصف اور ماں کو مابقیہ کا ثلث (تیسرا حصہ) دیا جائے گا۔'' (دارمی)

٥١١٧ـ عَنْ يَزِيْدَ الرِّشْكِ قَالَ سَأَلْتُ سَعِيْدَبْنَ الْمُسَيَّبِ عَنْ رَجُلٍ تَرَكَ أمْرَأَتَهُ وَأَبَوَيْهِ فَقَالَ قَسَّمَهَا زَيْدُبْنُ ثَابِتٍ مِنْ أَرْبَعَةٍ . (رواه الدارمی، ٢٨٦٦)

''یزید الرشک نے کہا: میں نے ابن مسیّب سے اس آدمی کے متعلق سوال کیا جس نے ایک عورت اور دو ماں باپ چھوڑے۔ تو اس نے کہا: سیدنا زید بن ثابت نے مسئلہ چار سے تقسیم کیا ہے۔'' (دارمی)

٥١١٨ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُمَا قَالاَ فِيْ زَوْجٍ وَّأَبَوَيْنِ لِلزَّوْجِ النِّصْفُ وَلِلْأُمِّ ثُلُثُ جَمِيْعِ الْمَالِ وَمَا بَقِيَ فَلِلْأَبِ . (رواه الدارمی ٢٨٧٦)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: عورت کا خاوند اور ماں باپ وارث ہوں تو خاوند کا نصف ہے۔ اور ماں کے لیے کل مال کا ثلث (تیسرا حصہ) ہے اور جو باقی رہا وہ باپ کا ہے۔'' (دارمی)

٥١١٩ـ عَنْ عِكْرَمَةَ قَالَ أَرْسَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِلَى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَتَجِدُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ لِلأُمِّ ثُلُثُ مَا بَقِيَ فَقَالَ زَيْدٌ إِنَّمَا أَنْتَ رَجُلٌ تَقُوْلُ بِرَأْيِكَ وَأَنَا رَجُلٌ أَقُوْلُ بِرَأْيِي (رواه الدارمی، ٢٨٧٥)

''عکرمہ کا بیان ہے کہ سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو پیغام ارسال کیا کہ آیا تم اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ماں کے لیے مابقیہ کا ثلث پاتے ہیں؟ تو سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے جواب دیا تم بھی ایسے ایک آدمی ہو جو اپنی رائے سے کہتے ہو۔ اور میں بھی ایک آدمی ہوں جو اپنی رائے سے کہا کرتا ہوں۔''

٥١٢٠ـ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ فِي زَوْجٍ وَأُمٍّ وَإِخْوَةٍ لأَبٍ وَأُمٍّ وَإِخْوَةٍ لأُمٍّ قَالَ كَانَ عُمَرُ وَعَبْدُاللّٰهِ وَزَيْدٌ يُشَرِّكُوْنَ وَقَالَ عُمَرُ لَمْ يَزِدْهُمُ الاَبُ إِلاَّ قُرْبًا . (رواه الدارمی ٢٨٨٢)

''ابراہیم نے کہا: عورت کا خاوند اس کی ماں، اس کے حقیقی بھائی اور اخیافی بھائی وارث ہوں تو عمر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ ان کو شریک کر دیتے تھے اور عمر کہتے تھے۔ باپ نے قرابت میں ان کے لیے اضافہ ہی کیا ہے۔'' (دارمی)

٥١٢١ـ عَنْ أَبِيْ مِجْلَزٍ أَنَّ عُثْمَانَ كَانَ يُشَرِّكُ وَعَلِيٌّ كَانَ لَا يُشَرِّكُ . (رواه الدارمی ٢٨٨٤)

''ابومجلز نے کہا: عثمان رضی اللہ عنہ ان کو شر کا قرار دیتے تھے۔ علی رضی اللہ عنہ ان کو شرکا قرار نہیں دیتے تھے۔'' (دارمی)

(٥١١٧) دارمی: ٢٨٦٦.
(٥١١٨) دارمی: ٢٨٧٦.
(٥١١٩) دارمی: ٢٨٧٥.
(٥١٢٠) دارمی: ٢٨٨٢.
(٥١٢١) دارمی: ٢٨٨٤.

٥١٢٢ــــ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ جَابِرٍ أَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ قَالَ فِي أَخَوَاتٍ لأَبٍ وَأُمٍّ وَإِخْوَةٍ وَأَخَوَاتٍ لأَبٍ أَنَّهُ كَانَ يُعْطِي لِلأَخَوَاتِ مِنَ الأَبِ وَالْأُمِّ الثُّلُثَيْنِ وَمَا بَقِيَ فَلِلذُّكُوْرِ دُوْنَ الإِنَاثِ فَقَالَ حَكِيْمٌ قَالَ زَيْدُبْنُ ثَابِتٍ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ يَرِثَ الرِّجَالُ دُوْنَ النِّسَاءِ إِنَّ إِخْوَتَهُنَّ قَدْرُدُّوْا عَلَيْهِنَّ. (رواه الدرمي، ٢٨٩٢)

''حکیم بن جابر نے کہا: سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ حقیقی بہنوں اور صرف باپ کی طرف سے بہن، بھائیوں کو اس طرح حصہ دیتے کہ حقیقی بہنوں کو دو ثلث (دو تہائی) دیتے اور مابقیہ صرف مردوں کو دیتے اور عورتوں کو نہ دیتے تھے۔ حکیم بن جابر نے کہا: زید رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ یہ عہدِ جاہلیت کے عمل میں سے ہے کہ مرد تو وارث ہوں اور عورتیں وارث نہ ہوں۔ عورتوں کے بھائی ان پر لوٹائے گئے ہیں یعنی بہنیں وارث بنیں گی۔'' (دارمی)

٥١٢٣ــ عَنْ مَسْرُوْقٍ أَنَّهُ كَانَ يُشَرِّكُ فَقَالَ لَهُ عَلْقَمَةُ هَلْ أَحَدٌ مِنْهُمْ أَثْبَتُ مِنْ عَبْدِاللهِ فَقَالَ لاَوَلٰكِنِّي رَأَيْتُ زَيْدَبْنَ ثَابِتٍ وَأَهْلَ الْمَدِيْنَةِ يُشَرِّكُوْنَ فِي ابْنَتَيْنِ وَبِنْتِ ابْنٍ وَابْنِ ابْنٍ وَأُخْتَيْنِ. (رواه الدارمي، ٢٨٩٥)

''مسروق رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ وہ بھی باپ کی طرف کے بہن، بھائیوں کو شریک کرتے تھے۔ تو اس کو علقمہ رحمہ اللہ نے کہا: کیا سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے زیادہ پختہ علم والا ان لوگوں میں سے کوئی تھا؟ اس نے کہا: نہیں، مگر میں نے دیکھا کہ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور اہل مدینہ شریک کرتے تھے۔ دو بیٹوں اور ایک پوتی اور بیٹے کے بیٹے (پوتے) اور دو بہنوں کو۔'' (دارمی)

٥١٢٤ـ عَنْ شُرَيْحٍ فِي امْرَأَةٍ تَرَكَتْ زَوْجَهَا وَأُمَّهَا وَأُخْتَهَا لأَبِيْهَا وَأُمِّهَا وَأُخْتَهَا لأَبِيْهَا وَإِخْوَتَهَا لأُمِّهَا جَعَلَهَا مِنْ سِتَّةٍ ثُمَّ رَفَعَهَا فَبَلَغَتْ عَشْرَةً لِلزَّوْجِ النِّصْفُ ثَلاَثَةُ اَسْهُمٍ وَلِلأُخْتِ مِنَ الأَبِّ وَالأُمِّ النِّصْفُ ثَلاَثَةُ أَسْهُمٍ وَلِلأُمِّ السُّدُسُ سَهْمٌ وَلِلإِخْوَةِ مِنَ الأُمِّ الثُّلُثُ سَهْمَانِ وَلِلأُخْتِ مِنَ الأَبِّ سَهْمٌ تَكْمِلَةَ الثُّلُثَيْنِ. (رواه الدارمی٢٨٩٦)

''قاضی شریح رحمہ اللہ کا قول اس عورت کے بارے میں جو اپنا خاوند، اپنی ماں، ایک ماں باپ کی طرف سے (حقیقی) بہن، ایک صرف باپ کی طرف سے (علاتی) بہن اور ماں کی طرف سے (اخیافی) بہن بھائی چھوڑ کر فوت ہوئی۔ شریح رحمہ اللہ نے اصل مسئلہ چھ سے اور مسئلہ کی تصحیح دس سے کی۔ اصل مسئلہ سے نصف خاوند کو دیا جو تین حصص ہیں۔ اور حقیقی بہن کو نصف اصل کا تین حصص دیئے۔ اور ایک حصہ (چھٹا) ماں کو دیا۔ اور ماں کی طرف سے بہن بھائیوں کو اصل کا تیسرا حصہ دیا جو دو حصص ہیں

(٥١٢٢) دارمی: ٢٨٩٢.

(٥١٢٣) دارمی: ٢٨٩٥.

(٥١٢٤) دارمی: ٢٨٩٦.

ہیں اور باپ کی طرف سے (علاتی) بہن کو ایک حصہ دیا۔ تا کہ دو تہائی کی تکمیل ہو۔ (تو یہ دس سے مسئلہ حل ہوا)'' (الدارمی)

٥١٢٥ــ عَنْ هُزَيْلِ بْنِ شُرَحْبِيْلٍ قَالَ سُئِلَ اَبُوْمُوْسٰى عَنْ بِنْتٍ وَابْنَةِ ابْنٍ وَأُخْتٍ فَقَالَ لِلْبِنْتِ النِّصْفُ وَلِلأُخْتِ النِّصْفُ وَأْتِ ابْنَ مَسْعُوْدٍ فَسَيُتَا بِعُنِى فَسُئِلَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَأُخْبِرَبِقَوْلِ اَبِىْ مُوْسٰى فَقَالَ لَقَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ اَقْضِى فِيْهَا بِمَا قَضَى النَّبِىُّ ﷺ لِلابْنَةِ النِّصْفُ وَلِإِبْنَةِ ابْنٍ السُّدُسُ تَكْمِلَةَ الثُّلُثَيْنِ وَمَا بَقِىَ فَلِلأُخْتِ فَأَتَيْنَا أَبَا مُوْسَى فَأَخْبَرْنَاهُ بِقَوْلِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ لاَ تَسْأَلُوْنِى مَادَامَ هٰذَا الْحَبْرُفِيْكُمْ (رواه البخاری ٦٧٣٦)

''ھزیل بن شرحبیل کا بیان ہے کہ سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ متوفی کی بیٹی، اس کی پوتی اور حقیقی بہن وارث ہیں تقسیم کیا ہوگی؟ اس نے کہا: بیٹی اور بہن کے لیے نصف، نصف حصہ ہے۔ اور جا کر سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھو وہ بھی میری متابعت کریں گے۔ چنانچہ ان سے پوچھا گیا، اور ابوموسیٰ کے قول کی خبر دی تو انھوں نے کہا: میں ایسا کروں تو میں گمراہ ہو جاؤں گا اور ہدایت یافتہ نہیں رہوں گا۔ پھر انھوں نے کہا: میں تو وہ فیصلہ دونگا جو رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ ہے۔ بیٹی کے لیے نصف ہے اور بیٹے کی بیٹی پوتی کے لیے چھٹا حصہ ہے تا دو تہائی مکمل ہوں۔ اور جو باقی بچ رہا وہ بہن کا ہے۔ سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کی بابت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی گئی تو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھ سے نہ پوچھا کرو جب تک تمہارے درمیان یہ تبحر عالم موجود رہے۔'' (بخاری)

شــرح: ......ا۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ بہن، بیٹی اور پوتی کی موجودگی میں عصبہ ہوگی۔ اور مقررہ حصوں کے مطابق وراثت تقسیم ہونے کے بعد جو باقی بچے گا وہ بہن کے لیے ہوگا۔ اس لیے کہ پوتی بیٹی کے مقام پر ہے۔ اب بیٹی اور پوتی مل کر دو بیٹیاں ہوگئیں، اور ترکہ میں سے دو بیٹیوں کا حصہ دو تہائی ہے اور تنہائی بیٹی کا حصہ ترکہ میں سے نصف ہوتا ہے۔ اب دو تہائی پورا کرنے کے لیے چھٹے، حصے کی ضرورت ہے۔ اس طرح دونوں کو جمع کر کے مجموعہ دو تہائی پورا ہوگیا، اور بہنیں بیٹیوں کے ساتھ مل کر عصبہ بن جاتی ہیں۔ انہیں عصبہ مع الغیر کہتے ہیں، کیونکہ عصبہ بنفسہٖ صرف مرد ہوتے ہیں۔

پوتی جب بیٹی کے ساتھ آئے تو اس وقت اسے چھٹا حصہ ملے گا، جب یہ عصبہ بن کر نہ آئے، اگر یہ بھائی کے ساتھ عصبہ بن کر آئے گی تو پھر چھٹا حصہ نہ ہوگا۔

اور اگر پوتیاں ایک ہوں یا زیادہ ہوں، یہ جب میت کی بیٹی کے ساتھ آئیں گی تو دو تہائی کی تکمیل کے لیے سب کو

(٥١٢٥) بخاری: ٦٧٣٦۔ ترمذی: ٢٠٩٣۔ ابوداؤد: ٢٨٩٠۔ ابن ماجہ: ٢٧٢١۔ احمد: ٤٤٠٦۔ دارمی: ٢٨٩٩.

چھٹا حصہ ہی ملے گا جو ان میں برابر تقسیم ہوگا۔

۲۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ پوتا ہو اور میت کا باپ نہ ہو تو دادا باپ کی مانند ہوگا۔ جس میت کے متعلق اس کا دادا پوچھ رہا تھا اس میت کی دو بیٹیاں بھی تھیں جو وراثت میں حقدار تھیں۔ اس صورت میں وہ میت کے کل مال میں سے دو تہائی حصہ کی وارث تھیں، باقی ایک تہائی بچا تھا اور باپ نہ ہونے کی وجہ سے باپ کا قائمقام دادا تھا۔ وراثت میں مقرر حصہ کے طور پر چھٹے حصہ کا وارث تھا۔ آپ ﷺ نے اسے چھٹا حصہ بطور فرض دے دیا، اب تہائی میں سے چھٹا حصہ باقی بچا تھا لینے والا اور کوئی وارث نہ تھا، دو بیٹیاں ہوں اور باپ ہو یا باپ نہ ہو تو دادا ہو تو یہ عصبہ بن جاتا ہے۔ عصبہ کی تعریف ہی یہ ہے کہ فرض حصہ والوں سے جو بچ جائے وہ بقیہ سارا مال لے لیتا ہے۔

یہ دادا جب فرض حصہ لے کر واپس مڑا تو آپ نے اسے بلا کر دوسرا چھٹا حصہ جو باقی ماندہ تھا، وہ بھی اسے دے دیا اور وضاحت فرما دی کہ تیرے عصبہ ہونے کی وجہ سے یہ دوسرا چھٹا حصہ بطور خوراک دیا جا رہا ہے، یہ تب ہوگا جب میت کا باباپ نہ ہو اگر باپ ہوگا تو پھر دادا وارث نہ ہوگا۔

۳۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ دادی ماں کی وجہ سے مطلقا ساقط ہو جائے گی اور دادی یا نانانی کا چھٹا حصہ ہے خواہ دادی باپ کی ماں ہو، یا ماں کی والدہ ہو، ایک ہو یا زیادہ ہوں اوپر والی ہوں یا نیچے والی، سب میں چھٹا حصہ ہی تقسیم کیا جائے گا۔

اگر میت کا باپ ہو تو پھر کوئی دادی یعنی باپ کی طرف سے ماں وارث نہ بن سکے گی۔ اور باپ کی وجہ سے دادا یا پڑدادا بھی ساقط ہو جائیں گے کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ زیادہ قریبی وارث دور والے وارث کو ساقط کر دیتا ہے تو قریب والی جدہ دور والی جدہ کو ساقط کر دے گی۔

اور یہ بھی قاعدہ ہے جہت اور درجہ میں برابر ورثا وراثت میں برابر حصہ پاتے ہیں۔ یعنی ایک درجہ کی جدات (دادیاں) اگر اکٹھی آ جائیں ایک ہوں یا زیادہ ہوں سب کی سب چھٹے حصہ میں ہی شراکت کریں گی۔ اسی طرح قریب والی جدہ دور والی جدہ کو ساقط کر دیتی ہے۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ میت کی ماں کی موجودگی میں اوپر والی تمام جدات خواہ ماں کی طرف سے ہوں یا باپ کی طرف سے ہوں، سب ساقط ہو جاتی ہیں۔

۴۔ یہ بھی ثابت ہوا سب سے پہلے فرض حصہ والے وراثت لیں گے اگر یہ نہ ہوں تو عصبہ والے حصہ لیں گے اگر یہ بھی نہ ہوں تو ذوالارحام حصہ لیں گے۔ قرآن پاک میں بھی ہے:

﴿وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ﴾ (الانفال: ۷۵)

''رشتہ دار اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق ایک دوسرے کی وراثت کے زیادہ حق دار ہیں۔''

ان کی چار جہتیں بنتی ہیں: (۱) جو میت کی جانب منسوب ہیں یعنی بیٹیوں کی اولاد، پوتیوں کی اولاد، نیچے تک۔

(۲) جہت میں وہ ذوالارحام ہیں میت خود ان کی جانب منسوب ہو مثلاً ماں کا باپ یا باپ کی ماں کا باپ، یا ماں کے باپ کی ماں وغیرہ۔

(۳) جہت وہ ذوالارحام ہے جو میت کے ماں، باپ کی طرف منسوب ہو مثلاً بہنوں کی اولاد، بہنوں کی بیٹیاں، اور بیٹوں کی بیٹیاں، یا ماں کی جانب سے بہنوں کی اولاد۔

(۴) وہ ذوالارحام جو میت کے دادوں اور دادیوں کی جانب منسوب ہیں مثلاً پھوپھیاں ماں کی طرف سے چچے، ماموں، خالائیں وغیرہ۔

ان کی وراثت کا طریقہ تقسیم یہ ہے کہ اگر ذی رحم اکیلا ہی ہے وہ تمام مال کا وارث ہوگا اگر ایک جماعت ذوالارحام میں سے وارث ہو اور ایک درجہ سے ہوں اس وقت مال ان میں برابر تقسیم کیا جائے گا۔

اگر مذکر اور مؤنث کا فرق ہوگا تو پھر مذکر کے مؤنث سے دگنا کے اصول پر دیا جائے گا اور اگر ان کے مراتب میں فرق ہوگا پھر ان کے مراتب کے مطابق مال تقسیم ہوگا۔ مثلاً: ایک خالہ یا ماموں حقیقی ہے ایک صرف باپ یا ماں کی طرف سے ہے، باپ کی طرف والے ماموں کو کچھ نہ ملے گا، ایک حصہ ماں کی طرف والے ماموں کو دیں گے اور پانچ حصے حقیقی ماموں کو ملیں گے، کل جائیداد کے چھ حصے کریں گے کیونکہ حصہ لینے والے چھ ہیں، حصے تین بنتے ہیں یہ آپس میں درست تقسیم نہیں ہوتے اس لیے دو کو تین میں ضرب دیں تو چھ حصے بنتے ہیں ایک ماں کی طرف والے کو ملے گا باقی پانچ حقیقی ماموں لے گا۔

(۵) فرض حصہ والے وہ ہیں جن کے حصے خود قرآن پاک نے مقرر کیے ہیں۔ عصبہ سے مراد ہر وہ شخص ہے جو فرض حصہ والوں سے مال بچ جائے اسے سمیٹ لے۔

ترتیب تقسیم کچھ اس طرح ہے، پہلے فرض حصہ والے وراثت لیں گے یہ نہ ہوں تو پھر عصبہ وارث ہوں گے۔ اگر یہ بھی نہ ہوں تو پھر آزادی کی جانب سے عصبہ یعنی جو غلام کو آزاد کرنے والا ہے وہ لے گا یہ بھی نہ ہوں تو پھر باقی ماندہ حصے بھی فرض حصے لینے والوں پر تقسیم کر دیا جائے گا۔ یہ بھی نہ ہوں تو پھر ذوالارحام، اگر یہ بھی نہ ہوں تو پھر وہ وارث ہوگا جس کے لیے میت نے سارے مال کی وصیت کی ہو، اگر یہ بھی نہ ہو پھر یہ مال بیت المال میں جمع کروا دیا جائے گا۔

(٦) قرآن پاک کے بیان کردہ چھ حصے ہیں: (ا) نصف (آدھا)۔ (۲) ربع (چوتھائی)۔ (۳) ثمن (آٹھواں)۔ (۴) ثلثان (دو تہائی)۔ (۵) ثلث (تہائی)۔ (٦) سدس (چھٹا)۔

نصف حصہ لینے والے ورثا یہ ہیں: (ا) میت کی بیٹی ہو، یا پھر پوتی ہو، آگے پوتی کے نیچے تک کیونکہ بیٹی نہ ہو تو پوتی میت کی بیٹی کے قائم مقام ہے، ارشاد باری ہے:

﴿وَ اِنۡ کَانَتۡ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصۡفُ﴾ (النسآء: ۱۱)

''اگر میت کی بیٹی ایک ہو تو اس کے لیے نصف حصہ ہے۔''

پوتی کے وارث ہونے پر اجماع ہے بشرطیکہ میت کی اولاد میں سے کوئی نہ ہو، نہ بیٹا ہو نہ بیٹی ہو۔ تب پوتی کے لیے نصف ہے وگرنہ پوتی کے لیے نصف نہ ہوگا۔

(۲) نصف حصہ والا خاوند ہے، جسے بیوی کے ورثہ میں سے نصف ملے گا، یہ اس وقت ہے جب مرنے والی بیوی کے نر یا مادہ اولاد نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ لَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ﴾ (النسآء: ۱۲)

''اور تمہارے لیے جو تمہاری بیویاں چھوڑ مریں اگر ان کی اولاد نہ ہو تو نصف حصہ ہے۔''

(۳) نصف حصہ والی حقیقی بہن ہے اگر یہ حقیقی بہن نہ ہو تو پھر نصف حصہ کی وارث باپ کی طرف سے بہن ہوگی، یہ تب ہوگی اگر وارث کی فرع (اولاد) نہ ہو اور نہ ہی مذکر اصول (یعنی باپ وغیرہ نہ ہو) اور نہ اس کے ساتھ اسی رشتہ کی قوت کے مطابق بہن یا بھائی ہوں اگر یہ مذکور ورثا ہوں گے تو پھر بہن کا نصف نہ ہوگا۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّ لَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ﴾ (النسآء: ۱۷۶)

''اگر آدمی فوت ہوا اس کی اولاد نہیں اور اس کی ایک بہن ہے تو اس کے لیے ترکہ سے نصف ہے۔''

اس پر اجماع ہے کہ یہاں اولاد سے مراد ماں باپ کی طرف سے اولاد یعنی حقیقی بہن، بھائی یا پھر صرف باپ کی اولاد (یعنی صرف باپ کی طرف سے بھائی) مراد ہیں۔ ربع یعنی چوتھا حصہ والے افراد درج ذیل ہیں۔

(۱) بیوی کی جائیداد سے خاوند کو چوتھا حصہ ملے گا، اگر بیوی کی اولاد بھی ہو۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ﴾ (النسآء: ۱۲)

''اگر مرنے والی بیوی کی اولاد ہو تو تمہارے لیے یعنی خاوندوں کے لیے ان کے ترکہ میں سے چوتھا حصہ ہے۔''

بیوی ایک ہو یا ایک سے زیادہ ہوں میت خاوند کی اگر اولاد نہ ہو تو وہ چوتھا حصہ لیں گی۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَ لَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ﴾ (النسآء: ۱۲)

''اور ان کے لیے (یعنی بیویوں کے لیے) تمہارے ترکہ میں سے چوتھا حصہ ہے بشرطیکہ تمہاری اولاد نہ ہو۔''

آٹھویں حصہ کے ورثا درج ذیل ہیں: (۱) ایک بیوی یا زیادہ ہوں تو ان کے لیے خاوند کے ترکہ سے آٹھواں حصہ ہے بشرطیکہ اس فوت شدہ خاوند کی اولاد ہو۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ﴾ (النسآء: ۱۲)

''اور اگر تمہارے لیے اولاد ہے تو تمہاری موت کی صورت میں تمہاری بیویوں کے لیے ترکہ سے آٹھواں

حصہ ہے۔''

ثلثان (دو تہائی حصہ) کے ورثا درج ذیل ہیں: (ا) دو بیٹیاں اگر دو بیٹیاں نہ ہوں گی تو پھر دو پوتیاں وارث ہوں گی، یہ اس وقت حصہ ہوگا جب یہ عصبہ نہ ہوں۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی اہلیہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور کہا: یہ سعد کی دو بیٹیاں ہیں جو کہ آپ کی معیت میں جنگ احد میں شہید ہوئے تھے، ان کے چچا نے سارا مال سمیٹ لیا ہے۔ آخر ان کا نکاح کرنا ہے وہ بغیر مال ممکن نہیں۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس بارے میں اللہ تعالیٰ ضرور فیصلہ جاری کریں گے۔ تو پھر یہ وراثت والی آیت اتری۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بچیوں کے چچا کو بلا کر فرمایا: سعد کی بیٹیوں کو دو تہائی مال دو، اور ان کی امی کو آٹھواں حصہ دو اس کے بعد جو بچا وہ عصبہ ہونے کی حیثیت سے تمہارا ہے۔ (ابوداود، کتاب الفرائض: ۲۸۹۲)

(۲) تین بیٹیاں اور اگر یہ نہ ہوں تو تین پوتیاں یہ بھی دو تہائی حصہ لیں گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ﴾ (النسآء: ۱۱)

''اگر عورتیں دو سے زیادہ ہوں تو ان کو ترکہ کا دو تہائی حصہ ملے گا۔''

یہاں عورتوں سے مراد بیٹیاں اور پوتیاں ہیں دو سے اوپر تین یا اس سے بھی زیادہ ہوں تو ترکہ کا دو تہائی ان کا ہے۔

(۳) میت کی دو حقیقی بہنیں یا دو سے زیادہ اگر یہ حقیقی بہنیں نہ ہوں تو پھر میت کی صرف باپ کی طرف سے بہنیں دو تہائی حصہ کی وارث ہوں گی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ﴾ (النساء: ۱۱)

''اگر یہ عورتیں دو ہوں تو ان کے لیے ترکہ کا دو تہائی ہے۔''

یہاں دو سے مراد پوتیاں اور باپ کی جانب سے میت کی بہنیں مراد ہیں۔ ثلث (تیسرا حصہ) والے افراد درج ذیل ہیں۔

(ا) ماں تیسرے حصہ مال کی وارث ہوگی، مگر اس وقت جب کہ اس کی اولاد یا اولاد میں سے کوئی نہ ہو اور تین یا تین سے زیادہ بہن بھائی بھی نہ ہوں اولاد نہ ہونے کی دلیل ہے۔ ارشاد باری ہے:

﴿فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّ وَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ﴾ (النسآء: ۱۱)

اگر میت کی اولاد نہ ہو اور میت کے ماں، باپ وارث ہوں تو میت کی ماں کو تیسرا حصہ ملے گا۔ اور بہنوں کے نہ ہونے کی دلیل یہ ہے۔

﴿فَإِنْ كَانَ لَهٗ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ﴾ (النسآء: ۱۱)

''اگر میت کے بہن بھائی ہوں تو پھر ماں کا چھٹا حصہ ہے۔''

(۲) ماں کی طرف سے بہن بھائیوں کا حصہ بھی تیسرا ہے، دو ہوں یا زیادہ ہوں اور مذکر ہوں یا مؤنث ہوں ان کا تیسرا حصہ ہے اگر ایک ہو تو پھر چھٹا ہے۔

ارشاد باری ہے:

﴿وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً أَوِ امْرَاَةٌ وَّ لَهٗ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَإِنْ كَانُوْٓا أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ﴾ (النسآء: ۱۲)

''اگر ہے وہ آدمی جو وارث بنایا گیا کلالہ یا عورت جو وارث بنائی گئی وہ کلالہ ہے اور اس کا ایک بھائی یا ایک بہن ہے تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا ملے گا اگر وہ ایک سے زیادہ ہوں تو پھر وہ تیسرے حصہ میں برابر شریک ہیں۔''

اس آیہ مبارکہ میں بھائی یا بہن سے مراد ماں کی طرف سے بہن یا بھائی ہے، سدس (چھٹا حصہ) کے ورثاء درج ذیل ہیں:

(۱) میت کی اولاد میں سے جب ورثاء موجود ہوں تو ماں کا چھٹا حصہ ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ﴾ (النسآء: ۱۱)

''اور میت کے ماں باپ میں سے ہر ایک کے لیے چھٹا حصہ ہے، بشرطیکہ میت کی اولاد ہو۔''

(۲) دو سے زیادہ یعنی تین یا تین سے زیادہ میت کے بہن بھائی ہوں تو میت کی ماں کو پھر بھی چھٹا حصہ ملے گا۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿فَإِنْ كَانَ لَهٗ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ﴾ (النسآء: ۱۱)

''اگر میت کے تین یا تین سے زیادہ بہن بھائی ہوں تو ماں کو چھٹا حصہ ملے گا۔''

(۳) ایک جدہ یا زیادہ جدات (نانی یا دادی) جب میت کی ماں نہ ہو تو پھر یہ وارث ہوگی اور انہیں چھٹا حصہ برابر تقسیم کر دیا جائے گا اور ان میں سے قریب والی دور والی کے لیے وراثت میں رکاوٹ بن جائے گی۔

(۴) ماں کی طرف سے بھائی یا بہن ایک ہو تو اس کا بھی چھٹا حصہ ہے جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔

(۵) میت کی حقیقی ایک بیٹی ہو ایک یا ایک سے زیادہ میت کی پوتیاں بھی ہوں تو پوتیوں کا چھٹا حصہ ہوگا، اس کی دلیل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ والی حدیث کی شرح میں گزر چکی ہے۔

(۶) ایک حقیقی بہن کے ساتھ صرف باپ کی طرف سے ایک یا زیادہ بہنیں ہوں تو باپ کی طرف سے بہن کو چھٹا

حصہ ملے گا۔

(۷) میت کا باپ ہو یا باپ نہ ہوتو پھر دادا میت کی اولاد بھی ہوتو باپ کو یا دادا کو چھٹا حصہ ملے گا۔

اب ایک اہم بات یہ بھی یاد رکھیں، باپ ہوتو دادا وارث نہ ہوگا، دادا ہوتو اس سے اوپر والا دادا وارث نہ ہوگا، ماں ہوتو پھر نانی یا دادی وارث نہ ہوگی۔ اگر نانی یا دادی ہوگی تو پھر نیچے والی دادیاں یا نانیاں وارث نہ ہوں گی۔ بیٹا ہوگا تو میت کا پوتا وارث نہ ہوگا اور پوتا ہوگا تو اس سے نیچے والے تمام پوتوں کو گرا دے گا، میت کا بیٹا ہو پوتا یا نیچے کوئی ہو، میت کا باپ ہو اور دادا ہوتو میت کا حقیقی بھائی وارث نہ ہوگا، میت کے بھتیجے میت کے باپ اس کے دادے اور اس کے بھائیوں کی موجودگی میں وارث نہ بنیں گے۔ میت کے بھائی ہوں اور میت کے بھتیجے ہوں تو پھر چچے وارث نہ ہوں گے، ماں کی طرف سے بھائی میت کی اولاد اور باپ دادا کی موجودگی میں وارث نہ ہوں گے۔

میت کی دو یا زیادہ بیٹیاں ہوں وہ میت کی پوتیوں اور نیچے تک سب کو وراثت سے محروم کر دیں گی اگر انہیں کوئی لڑکا عصبہ بنا دے تو پھر پوتیاں وارث ہوں گی میت کی حقیقی دو بہنیں یا زیادہ ہوں تو یہ صرف باپ کی طرف سے بہنوں کو وراثت سے محروم کر دیں گی اگر باپ کی طرف سے بہنوں کے ساتھ ان کا بھائی ہوگا پھر یہ عصبہ والا حصہ لیں گی۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۲۵۸ تا ۲۷۰)

(۷) مشرکہ یا مشترکہ مسئلہ یہ ہے کہ اخیافی بہن بھائیوں کے ساتھ حقیقی بھائی ہو اس مسئلہ کے ارکان یہ ہیں: خاوند، ماں، جدہ اور دو اخیافی بھائی ہیں۔

اس کا حل یہ ہے مسئلہ (۶) سے ہے، نصف خاوند، ماں اور جدہ کو چھٹا چھٹا حصہ، اخیافی بھائیوں کے لیے تہائی ہے۔

اس بارے میں ایک رائے ہے کہ حقیقی بھائی اس مسئلہ میں وارث نہ ہوں گے، کیونکہ یہ عصبہ ہیں۔ فرض حصوں والوں نے جب اپنے حصے کے لیے عصبہ کے لیے کچھ باقی نہیں لہٰذا حقیقی بھائیوں کے لیے وراثت نہ رہی۔

یہ رائے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، یہی رائے حضرت علی بن ابی طالب، ابن عباس، ابن مسعود، ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم کی ہے۔ یہی مذہب ابوحنیفہ، احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا بھی ہے۔

دوسرے فریق کی رائے ہے کہ اخیافی بہن بھائی اپنے تہائی حصہ میں مستقل حصہ دار نہیں بلکہ اس میں حقیقی بھائی بھی شریک ہوں گے کیونکہ ماں کی طرف نسبت میں یہ مشترک ہیں۔ بلکہ حقیقی بھائی باپ کی طرف سے زیادہ قوت والا ہے۔

یہ رائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بعد والی ہے، عثمان بن عفان، زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کا بھی یہی مذہب ہے، یہی مذہب مالک اور شافعی رحمہ اللہ کا ہے۔ پہلی رائے کہ حقیقی بھائی اخیافی بھائیوں کے ساتھ وارث نہیں بنتے یہ زیادہ صحیح ہے۔ (فقہ المواریث: ص ۳۰)

(۸) مقاسمہ یہ ہے کہ تقسیم میں دادا کو بھائی کی مانند قرار دیا جائے اور تقسیم میں بھائیوں کو رکھا جائے جب دادا اپنا

حصہ لے لے تو بھائی بغیر کسی حصہ کے درمیان سے نکل جائیں گے۔

دوسری رائے یہ ہے کہ بھائی دادا کے ساتھ وارث ہوں گے، مگر صحیح مذہب یہی ہے کہ دادا، باپ کے قائم مقام ہے، اس کے ہوتے ہوئے بھائی وارث نہیں بنتے۔ (الطّور الناجی: ص۱۱۹)

٥١٢٦۔ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ قَالَ إِنَّكُمْ تَقْرَؤُنَ هٰذِهِ الْأَيَةَ ﴿مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ﴾ وَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَضَى بِالدَّيْنِ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ وَإِنَّ أَعْيَانَ بَنِي الأُمِّ يَتَوَارَثُوْنَ دُوْنَ بَنِي الْعَلاَّتِ الرَّجُلُ يَرِثُ أَخَاهُ لأَبِيْهِ وَأُمِّهِ دُوْنَ أَخِيْهِ لأَبِيْهِ. (رواه الترمذي، ٢٠٩٤)

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: تم اس آیت کو پڑھتے ہو (بعد وصیت کے جو تم وصیت کر جاؤ یا قرض کے بعد) پس یاد رکھو رسول اللہ ﷺ نے قرض پہلے پورا کرایا ہے وصیت سے۔ اور حقیقی بہن بھائی ایک دوسرے کے وارث ہوں گے بنو علات کے نہیں ہوں گے۔ ایک آدمی وراثت لے گا اپنے اس بھائی کی جو ماں باپ کی طرف سے حقیقی بھائی ہے۔ اور علاتی بھائی کا وارث نہ ہوگا حقیقی بھائی کی موجودگی میں۔'' (ترمذی)

شــــرح: ......آیت کے ظاہر سے یہی نظر آتا ہے کہ وصیت کا ذکر پہلے ہے اور قرض کا ذکر بعد میں ہے۔ جبکہ حدیث نے وضاحت کی ہے کہ قرض میت کے مال سے پہلے ادا کرنا ہے، وصیت اس کے بعد پوری کرنا ہے۔

اور بظاہر یہ نظر آتا ہے کہ حقیقی بہن، بھائی اور علاتی بہن، بھائی جن کا باپ ایک ہو مائیں مختلف ہوں ان سب کا حکم ایک ہی ہے۔ ایسا نہیں رسول اکرم ﷺ نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ حقیقی بھائی اور علاتی بھائی وراثت میں اکٹھے ہوں تو حقیقی بھائی وراثت میں مقدم ہیں، علاتی بھائی وارث نہ ہوں گے کیونکہ حقیقی میں قرابت کی قوت زیادہ ہے۔ اب ایک سوال باقی رہتا ہے کہ اگر قرض، وصیت پر مقدم تھا تو پھر وصیت کو مقدم کیوں کیا گیا ہے۔

اس کا حل یہ ہے کہ وصیت طبیعت پر گراں گزرتی ہے، اسے پورا کرنا مشکل ہے۔ لگتا ہے جیسے بغیر عوض کسی کو دی جا رہی ہے، قرض دینے کے لیے طبیعت آمادہ ہوتی ہے کہ یہ تو واپس کرنا ہی ہے۔ اس کی ترغیب کے لیے اور اسے پورا کرنے پر جلدی آمادگی کے لیے اسے قرض پر مقدم کیا گیا ہے۔ اس بنا پر نبی اکرم ﷺ نے وصیت سے پہلے قرض ادا کرنے اور بعد میں وصیت پوری کرنے کا فیصلہ دیا ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۳۸۶)

٥١٢٧۔ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ أَنَّ عَلِيًّا وَزَيْدًا قَالاَ الْمَمْلُوْكُوْنَ وَأَهْلُ الْكِتَابِ لاَ يَحْجُبُوْنَ وَلاَ يَرِثُوْنَ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ يَحْجُبُوْنَ وَلاَ

''ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ نے کہا: مملوک اور اہل کتاب نہ حاجب (وراثت سے روکنے والے) بن سکتے ہیں اور نہ وہ مسلمان کے وارث ہوتے ہیں۔

(٥١٢٦) ترمذی: ٢٠٩٤۔ حسن، البانی: ١٧٠٣۔ ابن ماجہ: ٢٧٣٩۔ احمد: ١٢٢٦۔ دارمی: ٢٩٨٣.

(٥١٢٧) دارمی: ٢٨٩٨.

يَرِثُوْنَ. (رواه الدارمي '٢٨٩٨)

سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: حاجب بن جاتے ہیں تاہم وارث نہیں ہوتے۔'' (دارمی)

شرح: ...... وراثت میں تین چیزیں رکاوٹ ہیں: (۱) غلامی، غلام نہ تو وارث ہوتا ہے اور نہ ہی یہ وارث بنایا جاتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ غلام کی ہر چیز اس کے آقا کی ہے۔ (۲) قتل کرنا، یعنی اگر ایک عزیز دوسرے کو قتل کر دیتا ہے تو وہ ایک دوسرے کے وارث نہیں بنیں گے۔ قتل ایسا ہو جس سے قصاص، دیت یا کفارہ دینا لازم آئے۔ (۳) مختلف دین والے بھی آپس میں وراثت میں رکاوٹ ہیں۔ دو ملتوں سے مراد کفر اور اسلام اور دو کافرانہ ملتیں ہیں۔ یعنی مسلمان کسی بھی غیر ملت کا اور کوئی بھی غیر مسلم مسلمان کا وارث نہیں ہوگا۔ اور نہ ہی یہودی عیسائی کا اور نہ ہی، عیسائی یہودی کا وارث بن سکتا ہے۔

صحیح بات یہی ہے کہ کافر بھی جن کی ملت آپس میں مختلف ہے ایک دوسرے کے وارث نہیں بن سکتے۔ (تفہیم الاسلام)

اور صحیح ترین مذہب یہی ہے کہ جو مذکورہ بالا وجوہات کی بنا پر وراثت سے محروم ہوگا وہ دوسرے کسی حصے دار کو نقصان نہیں پہنچا سکتا، یہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ والی رائے کہ محروم دوسرے وارث کو نقصان والا کر سکتا ہے یہ درست نہیں جمہور کی رائے درست ہے۔ (الطّور الناجی شرح سراجی: ص ۴۷)

۵۱۰۲۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا اسْتَهَلَّ الْمَوْلُوْدُ وُرِّثَ. (رواه أبوداود، ٢٩٢٠)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا ہے: کہ جو بچہ زندہ پیدا ہو پھر فوت ہو جائے تو وہ وارث بھی بنتا ہے، اور اس کی میراث بھی تقسیم کی جاتی ہے۔'' (ابوداؤد)

شرح: ...... استہلال کا معنی آواز بلند کرنا ہے۔ بچے کی آواز بلند ہونے کا مطلب ہے کہ اس کے زندہ ہونے کی علامت پائی جائے، خواہ چھینک لے، سانس لے، حرکت کرے یہ سب بچے کے زندہ ہونے کی علامات ہیں۔

ایک انسان فوت ہوتا ہے اس کا وارث پیٹ میں حمل ہو، اس کی وراثت اس کی پیدائش تک موقوف کر دی جائے۔ اگر وہ زندہ دنیا میں آیا ہے تو یہ اس کا موقوف حصہ ہے اسے دیا جائے گا، اگر مردہ پیدا ہوا ہے تو اس سے وارث نہ ہوگا۔ وراثت دیگر ورثا لیں گے۔ اگر وہ دنیا میں زندہ آیا ہے پھر فوت ہوا ہے، پھر بھی یہ وارث ہوگا بچہ نے آواز نکالی ہو یا نہ نکالی ہو بس اس میں زندگی کی علامت پائی جائے تو وہ وارث ہے۔ آواز بلند کرنے کا اس لیے کہا ہے کیونکہ عموماً بچہ پیدائش کے وقت چلاتا ہے، شیطان آدم کے ہر بچے کو طعنہ مارتا ہے سوائے مریم اور ان کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے ان کے اور شیطان کے طعنہ مارنے کے درمیان پردہ حائل تھا، ثابت ہوا زندہ بچہ کی وراثت ہے۔ (عون المعبود: ۳/ ۸۷)

۵۱۲۹۔ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الأَسْقَعِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْمَرْأَةُ تُحْرِزُ ثَلَاثَةَ مَوَارِيْثَ

''واثلہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: عورت تین افراد کی تمام میراث بلاشریک وصول کرتی ہے۔ اپنے آزاد

(۵۱۲۸) ابوداؤد: ۲۹۲۰۔ صحیح، البانی: ۲۵۳٤.

(۵۱۲۹) ابوداؤد: ۲۹۰٦۔ ضعیف، البانی: ٦۲۳۔ ترمذی: ۲۱۱۵۔ ابن ماجه: ۲۷٤۲۔ احمد: ۱۵۵۷٤.

عَتِيْقَهَا وَلَقِيْطَهَا وَوَلَدَهَا الَّذِيْ لاَعَنَتْ عَنْهُ. (رواه ابوداود '٢٩٠٦)

کردہ کی اور اس نے جو گرا پڑا بچہ اٹھا کر پرورش کیا اس کی، اور اپنے اس بچے کی جس کی وجہ سے اس نے لعان کیا۔'' (ابوداؤد)

شـــرح: ......اس بارے میں وارد احادیث ضعیف ہیں، حجت کے قابل نہیں۔ تاہم ذیل میں اس بارے علمائے کرام کی رائے نقل کرتے ہیں۔

عتیق، اس غلام کو کہتے ہیں جو آزاد کیا جائے۔ عورت اگر ایک غلام کو آزاد کرتی ہے۔ وہ فوت ہو جاتا ہے۔ اس کا کوئی نہیں جو اس کا وارث بن سکے تو یہ عورت آزادی کی نسبت کی وجہ سے اس کی وارث ہوگی۔

۲۔ لقیط وہ بچہ ہے جسے رستہ میں پھینک دیا گیا تھا۔ عورت اسے اٹھا لیتی ہے۔ اور اس کی پرورش کرتی ہے۔ تو ایک قول ہے کہ اگر یہ مر جاتا ہے تو اس کی یہ وارث ہوگی۔ لیکن یہ مؤقف کمزور ہے۔ ایسا بچہ آزاد تھا جمہور علمائے کرام کی رائے ہے کہ اگر اس بچہ کا وارث کوئی نہ ہو تو اس کا مال عورت نہیں لے گی۔ بیت المال میں داخل ہوگا۔ تاہم دوسرے مسلمانوں کی بہ نسبت بیت المال سے یہ عورت جس نے اس کی پرورش کی تھی زیادہ مستحق ہے، اس کا خاص خیال رکھا جائے۔

۳۔ لعان والا بچہ سے مراد کہ باپ انکار کر رہا ہے کہ فلاں عورت کے پیٹ والا بچہ میرا نہیں۔ اب یہ لعان کرتے ہیں تو بعد میں یہ بچہ پیدا ہوتا ہے تو چونکہ باپ نے اس کی نفی کی تھی اگر یہ بچہ بڑا ہو کر مر جاتا ہے تو ماں وارث ہوگی اس کا باپ وارث نہ ہوگا۔ کیونکہ وراثت تو نسب کی وجہ سے ہے، اس کی یہاں نفی ہے۔ ماں سے چونکہ اس کا نسب ثابت ہے یہ آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔ (انجاز الحاجہ: ۸/ ۲۴۹)

٥١٣٠ـ عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّ عَلِيًّا وَابْنَ مَسْعُوْدٍ قَالاَ فِي الْمَجُوْسِ إِذَا أَسْلَمُوْا يَرِثُوْنَ مِنَ الْقَرَابَتَيْنِ جَمِيْعًا. (رواه الدارمي، ٣٠٨٩)

''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجوسی مذہب والے جب مسلمان ہوں تو ہر دو قرابت کے سبب میراث حاصل کریں گے۔'' (الدارمی)

٥١٣١ـ عَنْ مُحَمَّدِبْنِ يَحْيَ بْنِ حَبَّانَ قَالَ كَانَتْ عِنْدَ جَدِّيْ حَبَّانَ أمْرَأَتَانِ هَاشِمِيَّةٌ وَأَنْصَارِيَّةٌ فَطَلَّقَ الاَنْصَارِيَّةَ وَهِيَ تُرْضِعُ فَمَرَّتْ بِهَا سَنَةٌ ثُمَّ هَلَكَ عَنْهَا وَلَمْ تَحِضْ فَقَالَتْ وَأَنَا اَرِثُهُ لَمْ أَحِضْ فَاخْتَصَمَتَا إِلَى

''محمد بن یحییٰ بن حبان نے کہا: میرے دادے کے عقد میں دو عورتیں تھیں: ایک ہاشمیہ اور ایک انصاریہ تھی۔ اس نے انصاریہ کو طلاق دیدی، اور وہ بچے کو دودھ پلا رہی تھی، اور سال گذرنے پر وہ فوت ہو گیا، اور اس عورت کو حیض نہیں آیا تھا تو اس نے کہا: میں وارث ہوں مجھے حیض نہیں آیا۔ ان دونوں عورتوں نے

(٥١٣٠) دارمی: ٣٠٨٩.

(٥١٣١) مؤطا: ١٢١٠.

عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَقَضَى لَهَا بِالْمِيرَاثِ فَلامَتِ الْهَاشِمِيَّةُ عُثْمَانَ فَقَالَ هٰذَا عَمَلُ ابْنِ عَمِّكِ هُوَأَشَارَ عَلَيْنَا بِهٰذَا يَعْنِي عَلِيَ ابْنَ أَبِي طَالِبٍ . (رواه مالك، ١٢١٠)

عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس مقدمہ پیش کیا۔تو انہوں نے میراث دیکر اس کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ ہاشمیہ عورت نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو ملامت کیا۔تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ تو تیرے چچا کے بیٹے کا عمل ہے، اس نے فیصلہ کرنے کا ہمیں اشارہ (فتویٰ) دیا ہے۔ مراد عثمان رضی اللہ عنہ کی علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ (یعنی یہ بھی چونکہ ہاشمی خاندان کے تھے،اس لیے سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ بات کہی۔)'' (مالک)

٥١٣٢ـ عَنْ رَبِيعَةَ ابْنِ اَبِيْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ امْرَأَةَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ سَأَلَتْهُ اَنْ يُطَلِّقَهَا فَقَالَ إِذَا حِضْتِ ثُمَّ طَهُرْتِ فَآذِنِيْنِيْ فَلَمْ تَحِضْ حَتّٰى مَرِضَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فَلَمَّا طَهُرَتْ آذَنَتْهُ فَطَلَّقَهَا الْبَتَّةَ أَوْ تَطْلِيْقَةً لَمْ يَكُنْ بَقِيَ لَهُ عَلَيْهَا مِنَ الطَّلاَقِ غَيْرَهَا وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ يَوْمَئِذٍ مَرِيْضٌ فَوَرَّثَهَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ مِنْهُ بَعْدَ انْقِضَاءِ عِدَّتِهَا . (رواه مالك، ١٢٠٩)

''ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن نے کہا سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی بیوی نے اس سے طلاق کا مطالبہ کیا۔تو انھوں نے کہا: جب تو حیض سے پاک ہوتو مجھے اطلاع دینا۔ اس کے حائضہ ہونے سے پہلے ہی عبدالرحمٰن بیمار پڑ گئے۔ چنانچہ عورت نے حیض گزار کر ان کو اطلاع دی تو اس نے طلاق ''بتہ'' دے دی۔ یا وہ طلاق دی جو اس عورت کے لیے ایک طلاق باقی رہتی تھی اور ان ایام میں عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بیمار ہی تھے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے ترکہ میں وارث قرار دیا عورت کی عدت بھی گذر چکی تھی۔'' (مالک)

شرح: ......اس سے ثابت ہوا ابھی بیوی کی آخری طلاق رہتی ہوتو خاوند فوت ہو جائے وہ خاوند کی جائیداد سے وارث ہوگی۔

اور اگر مرض الموت میں بیوی کو کوئی طلاق دیتا ہے تو پھر بھی وہ وارث قرار پائے گی کیونکہ ہوسکتا ہے مریض نے اسے محروم کرنے کے لیے طلاق دی ہو۔ (شرح زرقانی:۳/۱۹۴)

٥١٣٣ـ عَنْ زَيْدِبْنِ أَسْلَمَ أَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْكَلاَلَةِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَكْفِيْكَ مِنْ ذٰلِكَ الآيَةُ الَّتِي أُنْزِلَتْ فِي الصَّيْفِ آخِرُ سُوْرَةِ

''زید بن اسلم سے روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے کلالہ کے متعلق سوال کیا۔تو آپ ﷺ نے فرمایا: تیرے لیے وہ آیت کفایت کرتی ہے جو موسم گرما میں اتری یعنی سورت النساء کے آخر میں جو ہے۔'' (مالک)

(٥١٣٢) مؤطا: ١٢٠٩.

(٥١٣٣) مؤطا: ١١٠١ـ مسلم: ١٦١٧ـ ابن ماجه: ٢٧٢٦ـ احمد: ٣٦٤.

النِّسَاءِ. (رواه مالك، ١١٠١)

٥١٣٤۔ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ تُجْزِئُكَ آيَةُ الصَّيْفِ. (رواه الترمذى، ٣٠٤٢)

''سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اس نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس آیت کا کیا مطلب ہے؟ (تجھ سے سوال کرتے ہیں تو کہہ دے اللہ تمہیں کلالہ کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے) فرمایا: تجھے وہ آیت کفایت کرتی ہے جو موسم گرما میں نازل ہوئی ہے۔''

٥١٣٥۔ وفي رواية: فَقُلْتُ لِأَبِي إِسْحٰقَ هُوَ مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَدَعْ وَلَداً وَلاَ وَالِداً قَالَ كَذٰلِكَ ظَنُّوْا أَنَّهٗ كَذٰلِكَ. (رواه أبو داود، ٢٨٨٩)

''ایک روایت میں ہے: میں نے ابو اسحاق کو کہا: کلالہ وہ شخص ہے جو فوت ہو جائے اور نہ بیٹا بیٹی چھوڑے نہ ماں باپ۔ اس نے کہا: لوگوں کا گمان یہی ہے۔'' (ابوداؤد)

٥١٣٦۔ عَنْ عَائِشَةَ، رَفَعَتْهُ: وَالْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَّا وَارِثَ لَهٗ. (للترمذي، ٢١٠٣)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مرفوعاً حدیث بیان کی کہ: ماموں وارث ہے اس کا جس کا کوئی وارث نہ ہو۔'' (ترمذی)

٥١٣٧۔ كَانَ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ عَجَباً لِلْعَمَّةِ تُوْرِثُ وَلاَ تَرِثُ. (رواه مالك، ١١٠٣)

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے پھوپھی پر تعجب ہے کہ وہ (بھائی کے بیٹے کو) اپنا وارث بناتی ہے اور وہ خود اس کی وارث نہیں ہے۔'' (مالک)

شرح:......ان میں کلالہ کی تعریف بیان ہوئی ہے کہ جس کی نہ تو اولاد ہو نہ ہی ماں باپ زندہ ہوں، بہن بھائی ہوں۔

جو کلالہ کے بارے میں آیہ مبارکہ سورت النساء کے شروع میں نازل ہوئی ہے۔ یہ سردیوں میں نازل ہوئی تھی۔ اسے شَتَائِی آیت کہتے ہیں کہ یہ سردیوں میں نازل ہوئی تھی۔ جو سورت النساء کے آخر میں نازل ہوئی ہے وہ گرمیوں کے موسم میں تھی۔ اسے صیفی گرمیوں والی آیت کہتے ہیں۔ آیت جو سردیوں والی ہے، اس میں کلالہ کا ذکر مختصر تھا۔ آخر میں زیادہ وضاحت ہے، اس لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ النساء کی آخری آیت نے کفایت کی ہے۔ یعنی اس میں کلالہ کا مسئلہ زیادہ وضاحت سے بیان ہوا ہے۔ یہ آخری آیت ہے اس سے مراد ہے کہ وراثت کے بارے میں آخری ہے، ویسے تو اس کے بعد اور آیات بھی نازل ہوئی تھیں۔

تفصیل یہی ہے کہ اگر کلالہ کی ایک حقیقی بہن ہو یا باپ کی طرف سے ہو تو اسے ترکہ سے نصف ملے گا۔ اگر کلالہ کا

(٥١٣٤) ترمذی: ٣٠٤٢۔ صحیح، البانی: ٢٤٣٦۔ ابوداؤد: ٢٨٨٩.

(٥١٣٥) ابوداؤد: ٢٨٨٩۔ صحیح، البانی: ٢٥١٢۔ ترمذی: ٣٠٤٢.

(٥١٣٦) ترمذی: ٢١٠٣۔ صحیح، البانی: ١٧٠٨۔ ابن ماجہ: ٢٧٣٧.

(٥١٣٧) مؤطا: ١١٠٣.

کوئی نہ ہوتو یہ اس کا وارث ہوگا، اگر کلالہ کی نرینہ اولاد ہوگی تو بھائی کو کچھ نہ ملے گا۔ اگر مادہ اولاد ہوتو پھر بیٹیوں کے دینے کے بعد بھائی کو وہ ملے گا جو بچ جائے۔ یہ تب ہے جب حقیقی بھائی ہو یا باپ کی طرف سے بھائی ہو اگر ماں کی طرف سے ہوگا تو اسے چھٹا حصہ دیا جائے گا۔

اگر کلالہ کی دو یا دو سے زیادہ بہنیں ہوں تو انہیں ترکہ سے دوتہائی حصہ ملے گا۔ اگر بہن، بھائی ملے جلے ہوں تو مذکر کو دومؤنث جتنا حصہ ملے گا۔ (شرح زرقانی:۳/۱۱۴)

٥١٣٨ـ عَنْ سَعِيْدٍ قَالَ كَانَ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ الدِّيَةُ لِلْعَاقِلَةِ وَلاَ تَرِثُ الْمَرْأَةُ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا شَيْئاً حَتّٰى قَالَ لَهُ الضَّحَّاكُ بْنُ سُفْيَانَ كَتَبَ إِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أُوَرِّثَ أَمْرَاةَ أَشْيَمَ الضِّبَابِيِّ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا فَرَجَعَ عُمَرُ. (رواه أبوداود، ٢٩٢٧)

''سعید سے منقول ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: دیت عاقلہ (باپ کی طرف کے رشتہ دار) پر ہے۔ اور دیت کے وارث بھی وہی ہیں۔ اور عورت اپنے خاوند کی دیت سے میراث وصول نہیں کرے گی۔ چنانچہ ان کو ضحاک بن سفیان نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے میری طرف مراسلہ لکھا تھا کہ میں اَشیم ضبابی کی بیوی کو اس کے خاوند کی دیت میں سے میراث دے کر وارث بنا دوں۔ پس عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے قول سے رجوع کرلیا۔'' (ابوداؤد)

شــــرح: ......ضبابی، ضباب بن کلاب کی طرف منسوب ہے۔ یہ نبی اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ میں خطاً قتل ہوئے تھے۔

اس حدیث میں دلیل ہے کہ بیوی اپنے خاوند کی دیت سے وراثت کی حق دار ہے جس طرح دوسرے مال کی وراثت سے ہوتی ہے۔ (نیل الاوطار:٦/ ٨١)

اس میں یہ دلیل بھی ہے کہ مقتول کی دیت دینا واجب ہے اگر قصاص نہ لینا ہوتو تب ہے۔ دیت بعد میں وراثت میں منتقل ہو جائے گی جس طرح کہ اس کی دوسری املاک وراثت میں منتقل ہو جاتی ہے۔ (جائزۃ الاحوذی:۳/ ۳۹۸)

٥١٣٩ـ عَنْ بُرَيْدَةَ أَنَّ أَمْرَأَةً أَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ كُنْتُ تَصَدَّقْتُ عَلٰى أُمِّيْ بِوَلِيْدَةٍ وَإِنَّهَا مَاتَتْ وَتَرَكَتْ تِلْكَ الْوَلِيْدَةَ قَالَ قَدْ وَجَبَ أَجْرُكِ وَرَجَعَتْ إِلَيْكِ فِي

''سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت آنحضرت ﷺ کے پاس آئی اور کہا: میں نے اپنی ماں کو ایک باندی صدقہ کے طور پر دی تھی، اور ماں اس باندی کو بطور ترکہ چھوڑ گئی ہے۔ فرمایا: تیرا اجر ثابت ہوگیا۔ اور باندی تیرے پاس میراث کے

(٥١٣٨) ابوداؤد: ٢٩٢٧ـ صحيح، البانی: ٢٥٤٠ـ ترمذی: ٢١١٠ـ ابن ماجه: ٢٦٤٢ـ احمد: ١٥٣١٨ـ مؤطا: ١٦١٩.

(٥١٣٩) ابوداؤد: ١٦٥٦ـ صحيح، البانی: ١٤٥٨ـ مسلم: ١١٤٩ـ ترمذی: ٩٢٩ـ ابن ماجه: ٢٣٩٤ـ احمد: ٢٢٥٤٥.

الْمِيْرَاثِ . (رواه أبوداود، ١٦٥٦) سب واپس آ گئی ہے۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......شریعت میں اس بات کی ممانعت ہے کہ آدمی صدقہ دے کر اسے دوبارہ نہ لے۔ مگر اس حدیث میں بیان شدہ صورت اس میں شامل نہیں کہ کسی قریب پر صدقہ کیا ہے پھر وہ وراثت میں اس کی طرف آ جاتا ہے تو یہ صدقہ میں لوٹنے والی صورت نہیں یہ وراثت کی وجہ سے بلا اختیار لوٹی ہے، یہ حلال ہے۔ (عون المعبود: ۳/ ۴۷)

٥١٤٠۔ وَقَالَ زَيْدٌ وَلَدُ الْأَبْنَاءِ بِمَنْزَلَةِ الْوَلَدِ إِذَا لَمْ يَكُنْ دُوْنَهُمْ وَلَدٌ ذَكَرُهُمْ كَذَكَرِهِمْ وَأُنْثَاهُمْ كَأُنْثَاهُمْ يَرِثُوْنُ كَمَا يَرِثُوْنَ وَيَحْجُبُوْنَ كَمَا يَحْجُبُوْنَ وَلَا يَرِثُ وَلَدُالإِبْنِ مَعَ الإِبْنِ . (للبخاري تعليقا.)

''سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا: پوتے بیٹوں کی مثل ہیں، جب پوتوں کے ساتھ بیٹا کوئی نہ ہو۔ پوتے بیٹوں کی طرح ہیں اور پوتیاں بیٹیوں کی طرح ہیں۔ چنانچہ یہ لوگ اسی طرح وارث ہوں گے جس طرح اپنی اولاد وارث ہوتی ہے۔ اور وہ حاجب ہوں گے جیسے اپنی اولاد حاجب ہوتی ہے۔ اور پوتا بیٹے کے ساتھ وارث نہ ہوگا۔'' (بخاری در ترجمہ)

شرح: ......حدیث مبارکہ میں ہے کہ فرض حصے اصحاب فرائض کو دو، جو بچ جائے تو آدمی کے نر رشتہ داروں میں جو زیادہ قریبی ہے اسے دو۔

یہ ایک عام حکم تھا مگر یہ صورت خاص ہے کہ میت کے پوتے ہوں یا پوتیاں ہوں تو جب میت کے بیٹے یا بیٹیاں نہ ہوں تو یہ پوتے اور پوتیاں، بیٹوں اور بیٹیوں کے قائم مقام ہوں گے۔

جس طرح میت کے بیٹے اور بیٹیاں وارث ہوتے ہیں یہ نہ ہوں تو پوتے اور پوتیاں بھی وارث ہوں گے۔ یعنی جب کوئی دوسرا وارث نہ ہو تو بیٹے بیٹیاں سارے مال کے وارث ہوتے ہیں۔ اسی طرح پوتے پوتیاں بھی ان کی عدم موجودگی میں سارے مال کے وارث ہوں گے۔ جس طرح بیٹے اور بیٹیاں ہوں تو نیچے والے سب رشتہ دار محروم ہو جاتے ہیں، اسی طرح پوتے اور پوتیوں کے ہوتے ہوئے نیچے والے سب رشتہ دار محروم ہو جاتے ہیں۔ (فتح الباری: ۱۲/ ۱۶)

٥١٤١۔ عَنْ عَلِيٍّ: سُئِلَ عَنْ ابْنَيْ عَمٍّ أَحَدُهُمَا أَخٌ لِأُمٍّ وَالآخَرُزَوْجٌ ، فَقَالَ: لِلزَّوْجِ النِّصْفُ وَلِلأَخِ مِنَ الأُمِّ السُّدُسُ وَمَا بَقِيَ بَيْنَهُمَا نِصْفَانِ . (رواه رزين)

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے دو چچا زادوں کا پوچھا گیا ایک ان میں سے متوفیہ کا ماں کی جانب سے بھائی ہے اور دوسرا متوفیہ کا خاوند ہے۔ پس علی رضی اللہ عنہ نے کہا: خاوند کے لیے ترکے کا نصف ہے۔ اور ماں کی طرف سے جو بھائی ہے اس کے لیے چھٹا حصہ ہے۔ اور بقیہ ترکہ ان کے درمیان نصف نصف ہے۔''

(٥١٤٠) بخاری تعليقًا، مع فتح الباری: ١٢/ ١٦۔ باب ٧ (٦٧٣٥)

(٥١٤١) رزين.

٥١٤٢ـ عَنْ زَيْنَبَ أَنَّهَا كَانَتْ تَفْلِي رَأْسَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعِنْدَهُ امْرَأَةُ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَنِسَاءٌ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ وَهُنَّ يَشْتَكِيْنَ مَنَازِلَهُنَّ أَنَّهَا تَضِيْقُ عَلَيْهِنَّ وَيُخْرَجْنَ مِنْهَا فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تُوَرَّثَ دُوْرَ الْمُهَاجِرِيْنَ النِّسَاءُ فَمَاتَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ فَوُرِّثَتْهُ امْرَأَتُهُ دَارًا بِالْمَدِيْنَةِ. (رواه أبوداود، ٣٠٨٠)

''امّ المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی زلف مبارک میں ہاتھ پھیرتی تھی گویا جوئیں تلاش کرتی ہو۔ اور ان کے پاس عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی بیوی اور دیگر چند ہجرت کرنے والی خواتین حاضر ہوئیں۔ اور اپنے اوپر مکان تنگ ہونے کی شکایت کی کہ ان کو نکالا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو مہاجرین کے گھروں کا وارث قرار دینے کا حکم دیا۔ پس سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو اس کی عورت مدینہ کے مکان کی وارث قرار پائی۔'' (ابوداؤد)

٥١٤٣ـ عَنْ فَاطِمَةَ الْكُبْرٰى قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لِكُلِّ بَنِيْ أُنْثٰى عَصَبَةٌ يُنْتَهُوْنَ إِلَيْهِ إِلاَّ وَلَدَ فَاطِمَةَ فَأَنَاوَلِيُّهُمْ وَأَنَا عَصَبَتُهُمْ. (رواه الطبراني في الكبير بضعف)

''سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: ہر عورت کے بیٹوں کا عصبہ (ان کے باپ کا خاندان) ہے جن کی طرف ان کو منسوب کیا جاتا ہے۔ مگر فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بیٹوں کا میں ہی خاندان اور ولی ہوں۔ اور میں ہی ان کا عصبہ بھی ہوں۔ (الکبیر سند ضعیف)

٥١٤٤ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ كُلُّ قَسْمٍ قُسِمَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَهُوَ عَلَى مَا قُسِمَ لَهُ وَكُلُّ قَسْمٍ أَدْرَكَهُ الإِسْلاَمُ فَهُوَ عَلَى قَسْمِ الإِسْلاَمِ. (رواه ابوداود، ٢٩١٤)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر تقسیم جو عہد جاہلیت میں ہوئی ہے۔ پس وہ اسی حال پر چھوڑی گئی ہے جس پر تقسیم کی گئی ہے۔ اور ہر وہ تقسیم جس کو اسلام کا عہد آ پہنچا اور اس سے پہلے تقسیم نہیں کی گئی تو وہ اسلام کے طریقے پر تقسیم کی جائے گی۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......ا۔ ایک شخص وراثت کی تقسیم سے پہلے ہی اسلام لے آتا ہے۔ تو اس حدیث میں اس کا حل بتایا گیا ہے کہ جو تقسیم جاہلیت میں ہوئی ہے۔ اور بعد میں آدمی مسلمان ہوا ہے۔ تو یہ تقسیم جاہلیت کی ہے۔ وہی برقرار رہے گی اور جو تقسیم اسلام میں ہوئی ہوگی وہ اسلام کی تقسیم کے مطابق ہوگی۔ اب مسلمان کافر اور کافر مسلمان کا وارث نہ ہوگا۔

(٥١٤٢) ابوداؤد: ٣٠٨٠ـ صحيح الاسناد، البانى: ٢٦٤٤ـ احمعد: ٢٦٥١٠.

(٥١٤٣) طبرانى كبير بضعف.

(٥١٤٤) ابوداؤد: ٢٩١٤ـ صحيح، البانى: ٢٥٢٨ـ ابن ماجه: ٢٤٨٥.

اس میں یہ بیان ہوا ہے کہ مال واسباب اور نکاح جو جاہلیت میں گزر چکے ہیں، وہ اسی طرح برقرار رہیں گے۔ انہیں اسلام میں رد نہیں کیا جائے گا۔ اور جو احکام اسلام میں پیدا ہوئے ہیں وہ اسلام کے مطابق ہی ہوں گے۔ (عون المعبود:۳/۸۳)

۲۔ مہاجر جب مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں جاگیر دی کہ جس پر یہ گھر بنالیں۔ ایک مؤقف ہے کہ یہ ان کی ملکیت نہ تھی صرف گھر بنانے کے لیے تھی، تاکہ یہاں رہیں، اس سے فائدہ اٹھائیں مالک نہ تھے۔ اس کے لیے آپ ﷺ نے خصوصی حکم جاری کیا کہ ان مہاجروں کی وفات کے بعد ان کی بیویوں کو ان کے گھروں سے نہ نکالا جائے۔ عام اصول کے مطابق یہ مالک نہ تھیں۔ مگر رسول اکرم ﷺ نے مہاجروں کے اس شہر میں اجنبی ہونے کی وجہ سے انہیں مالکانہ حقوق عطا کر دیئے۔ اب مہاجروں کی بیوگان ان میں اسی طرح رہتی تھیں جس طرح اپنی ملکیت ہے اور اس کی وارث بھی بنتی تھیں۔ (عون المعبود:۳/ ۱۴۵)

الولاء ومن لا وارث له وميراثه ﷺ وبعض متاعه
آنحضرت ﷺ کی میراث کا مسئلہ، آپ ﷺ کا بعض سامان
مسئلہ ولاء اور وہ شخص جس کا کوئی وارث نہ ہو

٥١٤٥ـ عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَرِثُ الْوَلَاءَ مَنْ يَرِثُ الْمَالَ. (للترمذي، ٢١١٤ ،وَقَالَ لَيْسَ اسْنَادُهٗ بِالْقَوِيِّ)

''عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اس کے دادے سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ولاء کا وارث وہ ہے جو مال کا وارث ہے۔'' (ترمذی، اور اس کی اسناد قوی نہیں)

٥١٤٦ـ وَعَنْهُ، رَفَعَهٗ: مِيْرَاثُ الْوَلَاءِ لِلْاَكْبَرِمِنَ الذُّكُوْرِ وَلَا تَرِثُ النِّسَاءُ مِنَ الْوَلَاءِ إِلَّا مَنْ أَعْتَقْنَ أَوْ أَعْتَقَ مَنْ أَعْتَقْنَ. (رواه رزين).

''اس سے مرفوع روایت ہے کہ ولاء کی میراث مذکروں میں سے جو سب سے بڑا ہے اس کے لیے ہے۔ اور عورتیں ولاء میں وارث نہ ہوں گیں۔ مگر اس ولاء کی جس کو عورتوں نے آزاد کیا۔ یا اس کی ولاء جس کو آزاد کیا اس نے جسے آزاد کیا تھا عورتوں نے۔'' (رزین)

٥١٤٧ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ أَرَادَتْ عَائِشَةُ أَنْ تَشْتَرِيَ جَارِيَةً تُعْتِقُهَا فَأَبٰى أَهْلُهَا إِلَّا اَنْ

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک لونڈی خرید کر آزاد کرنے کا ارادہ کیا تو لونڈی کے مالکوں نے

(٥١٤٥) ترمذی: ٢١١٤۔ ضعیف، البانی: ٣٧٤.

(٥١٤٦) رزین.

(٥١٤٧) مسلم: ١٥٠٥.

يَكُوْنَ لَهُمُ الْوَلاَءُ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لاَ يَمْنَعُكِ ذٰلِكِ فَإِنَّمَا الْوَلاَءُ لِمَنْ أَعْتَقَ . (رواه مسلم، ١٥٠٥)

انکار کیا۔ مگر اس شرط پر کہ ولاء ان کی ہو۔ پس سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ شرط تجھے نہ روکے یاد رکھ، ولاء تو اسی کی ہے جس نے آزاد کیا ہوتا ہے۔'' (مسلم)

٥١٤٨ــ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ اَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهٗ أَخْبَرَهٗ أَنَّ العَاصِيَ بْنَ هِشَامٍ هَلَكَ وَتَرَكَ بَنِيْنَ لَهُ ثَلاَثَةً اثْنَانِ لِأُمٍّ وَّرَجُلٌ لِعَلَّةٍ فَهَلَكَ أَحَدُ اللَّذَيْنِ لِأُمٍّ وَتَرَكَ مَالاً وَمَوَالِيَ فَوَرِثَهُ أَخُوْهُ لِاَبِيْهِ وَأُمِّهِ مَالَهُ وَوَلاَءَ مَوَالِيْهِ ثُمَّ هَلَكَ الَّذِيْ وَرِثَ الْمَالَ وَوَلاَءَ الْمَوَالِي وَتَرَكَ ابْنَهُ وَأَخَاهُ لِأَبِيْهِ فَقَالَ اَبْنُهُ قَدْ أَحْرَزْتُ مَا كَانَ أَبِيْ أَحْرَزَ مِنَ الْمَالِ وَوَلاَءِ الْمَوَالِي وَقَالَ أَخُوْهُ لَيْسَ كَذٰلِكَ إِنَّمَا أَحْرَزْتَ الْمَالَ وَأَمَّا وَلاَءُ الْمَوَالِي فَلاَ أَرَأَيْتَ لَوْ هَلَكَ أَخِي الْيَوْمَ أَلَسْتُ أَرِثُهٗ أَنَا فَاخْتَصَمَا إِلَي عُثْمَانَ ابْنِ عَفَّانَ فَقَضٰى لِاَخِيْهِ بِوَلاَءِ الْمَوَالِي . (رواه مالك، ١٥٢٤)

''ابوبکر بن عبدالرحمٰن نے کہا: عاص بن ھشام فوت ہوا اور تین بیٹے چھوڑے۔ دو ایک ماں سے تھے، اور تیسرا ان کا سوتیلہ بھائی تھا۔ وہ دو جو ایک ماں باپ کے تھے ان میں سے ایک مال اور موالی (غلام) چھوڑ کر فوت ہوا تو اس کی میراث کا وارث وہ بنا جو اس کا حقیقی بھائی تھا مال بھی اور موالی کی ولاء بھی اسی کو دیئے گئے۔ پھر وہ فوت ہوا جس نے میراث پائی تھی اور اس نے اپنا بیٹا علاتی بھائی چھوڑ کر وفات پائی۔ تو اس کے بیٹے نے کہا: وہ سب کچھ میرا ہے جو میرا باپ چھوڑ کر فوت ہوا ہے۔ مال بھی، اور ولاء بھی۔ متوفی کے پدری بھائی نے کہا: اس طرح بات نہیں ہے۔ بلکہ تیرے باپ نے جو مال چھوڑا ہے وہ تو تیرا ہی ہے اور ولاء وموالی تیرے نہیں ہیں۔ کیا تو نے غور کیا اگر تیرے باپ کے بعد پہلا متوفی آج فوت ہوتا تو اس کا وارث تو میں ہی ہوتا اس لیے کہ وہ میرا بھائی تھا؟ پس وہ دونوں اپنا مقدمہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے۔ تو انہوں نے موالیوں کی ولاء کا فیصلہ علاتی بھائی کے حق میں دیا۔'' (مالک)

٥١٤٩ــ عَنْ زِيَادِبْنِ أَبِيْ مَرْيَمَ أَنَّ امْرَأَةً أَعْتَقَتْ عَبْدًا لَهَا ثُمَّ تُوُفِّيَتْ وَتَرَكَتْ ابْنَهَا وَأَخَاهَا ثُمَّ تُوُفِّيَ مَوْلاَهَا فَأَتَي النَّبِيَّ ﷺ ابْنُ الْمَرْأَةِ وَأَخُوْهَا فِي مِيْرَاثِهِ فَقَالَ

''زیاد بن ابی مریم نے کہا کہ ایک عورت نے اپنا ایک غلام آزاد کیا۔ اور پھر وہ فوت ہوگئی۔ اس نے ایک بیٹا اور ایک بھائی چھوڑا۔ پھر اس عورت کا آزاد کردہ غلام فوت ہوا۔ پس عورت کا بیٹا اور اس کا بھائی غلام کی میراث لینے کے لیے حاضر ہوئے تو

(٥١٤٨) مؤطا: ١٥٢٤.

(٥١٤٩) دارمی: ٣٠٠٩ بارسال.

النَّبِيُّ ﷺ مِيـرَاثُـهُ لِإبْنِ الْمَرْاَةِ فَقَالَ أَخُوْهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَوْ أَنَّهُ جَرَّ جَرِيْرَةً عَلٰى مَنْ كَانَتْ قَالَ عَلَيْكَ. (للدارمي، ٣٠٠٩ بإرسال)

آپ ﷺ نے فرمایا: اس غلام کی میراث عورت کے بیٹے کی ہے۔ پس عورت کے بھائی نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! اگر یہ غلام قابلِ تاوان جرم کرتا تو تاوان کس پر پڑتا؟ فرمایا: تجھ پر۔''

٥١٥٠ــــ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ إِلَي الْبَقِيْعِ فَرَأَى رَجُلاً يُبَاعُ فَأَتَاهُ فَسَاوَمَ بِهِ ثُمَّ تَرَكَهُ فَرَآهُ رَجُلٌ فَاشْتَرَاهُ فَأَعْتَقَهُ ثُمَّ جَاءَ بِهِ إِلَي النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ إِنِّي اشْتَرَيْتُ هٰذَا فَأَعْتَقْتُهُ فَمَا تَرَى فِيْهِ فَقَالَ هُوَ أَخُوْكَ وَمَوْلاكَ قَالَ مَاتَرَى فِي صُحْبَتِهِ فَقَالَ إِنْ شَكَرَكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ وَشَرٌّلَكَ وَإِنْ كَفَرَكَ فَهُوَ خَيْرٌلَّكَ وَشَرٌّ لَّهُ قَالَ مَاتَرَى فِي مَالِهِ قَالَ إِنْ مَاتَ وَلَمْ يَتْرُكْ عَصَبَةً فَأَنْتَ وَارِثُهُ. (للدارمي، ٣٠١٢، بإرسال)

''حسن سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ بقیع کی جانب نکلے۔ آپ نے ایک آدمی دیکھا جسے فروخت کیا جارہا تھا۔ آپ نے اس کا بھاؤ کیا۔ پھر چھوڑ کر چل دیئے۔ اتنے میں ایک آدمی نے اسے دیکھا اور خرید کر آزاد کر دیا۔ پھر وہ اسے لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: کہ میں نے یہ غلام خرید کر آزاد کیا ہے۔ آپ ﷺ اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: وہ تیرا بھائی اور تیرا مولیٰ ہے۔ عرض کیا: اس کے ساتھ میل جول وصحبت کے بارے آپ ﷺ کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: اگر یہ تیرا شکر گزار رہے گا تو اس کے لیے بہتر ہوگا، اور تیرے لیے برا ہوگا۔ اور اگر تیری ناشکری کرے گا تو تیرے لیے بہتر اور اس کے لیے برا ہوگا۔ عرض کیا: اس کے مال کے بارے میں آپ ﷺ کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: اگر وہ فوت ہوا اور اپنا عصبہ نہ چھوڑا تو مال کا وارث تو ہوگا۔'' (الدارمی مرسلاً)

٥١٥١ــ عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رِئَابَ بْنَ حُذَيْفَةَ تَزَوَّجَ امْرَاَةً فَوَلَدَتْ لَهُ ثَلاثَةَ غِلْمَةٍ فَمَاتَتْ أُمُّهُمْ فَوَرَّثُوْهَا رِبَاعَهَا وَوَلاَءَ مَوَالِيْهَا وَكَانَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ عَصَبَةَ بَنِيْهَا فَأَخْرَجَهُمْ إِلَى الشَّامِ فَمَاتُوْا فَقَدِمَ عَمْرُوبْنُ الْعَاصِ وَمَاتَ مَوْلًى لَهَا وَتَرَكَ مَالاً لَهُ فَخَاصَمَهُ

''عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اس کے دادے سے روایت کرتے ہیں کہ رئاب بن حذیفہ نے ایک عورت سے نکاح کیا۔ اور اس سے اس کے تین بیٹے پیدا ہوئے۔ ان کی ماں فوت ہو گئی تو وہ اس کے مکان اور غلاموں کی ولاء کے وارث بن گئے۔ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اس کے بیٹوں کے عصبہ تھے۔ وہ ان کو شام لے گئے، اور وہ تینوں وہاں فوت ہو گئے۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ آئے اور اس عورت کا مولیٰ (آزاد کردہ) بھی

(٥١٥٠) دارمی: ٣٠١٢ بار سال۔
(٥١٥١) ابوداؤد: ٢٩١٧۔ حسن، البانی: ٢٥٣١۔ ابن ماجہ: ٢٧٣٢۔

إِخْوَتُهَا إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ عُمَرُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا أَحْرَزَ الْوَلَدُ أَوِ الْوَالِدُ فَهُوَ لِعَصَبَتِهِ مَنْ كَانَ قَالَ فَكَتَبَ لَهُ كِتَابًا فِيْهِ شَهَادَةُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَرَجُلٍ آخَرَ فَلَمَّا اسْتُخْلِفَ عَبْدُالْمَلِكِ اخْتَصَمُوْا إِلَى هِشَامِ بْنِ إِسْمٰعِيْلَ أَوْ إِلَى إِسْمٰعِيْلَ بْنِ هِشَامٍ فَرَفَعَهُمْ إِلَى عَبْدِ الْمَلِكِ فَقَالَ هٰذَا مِنَ الْقَضَاءِ الَّذِي مَا كُنْتُ أَرَاهُ قَالَ فَقَضَى لَنَا بِكِتَابِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَنَحْنُ فِيْهِ إِلَى السَّاعَةِ. (رواه أبوداود، ٢٩١٧)

فوت ہو چکا تھا اور اس نے مال چھوڑا تو عورت کے بھائیوں نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے جھگڑا کیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش ہوئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مال بیٹا وصول کرے یا باپ قبضے میں لے وہ ان کے عصبہ والوں کا ہے، وہ جو بھی عصبہ ہو۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے لیے ایک تحریر لکھی۔ اور اس پر عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور ایک مرد کو گواہ بنایا۔ جب عبدالملک بن مروان خلیفہ بنا تو وہ لوگ اس کے پاس مقدمہ لے گئے۔ عبدالملک نے کہا: اس فیصلے میں میری رائے وہی ہے۔ اور عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلے پر حکم سنا دیا تو ہم آج تک اسی فیصلے کے تحت زندگی گزار رہے ہیں۔'' (ابوداؤد)

٥١٥٢۔ عَنِ الْمِقْدَامِ الْكِنْدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنَا أَوْلَى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ فَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضَيْعَةً فَإِلَيَّ وَمَنْ تَرَكَ مَالاً فَلِوَرَثَتِهِ وَأَنَا مَوْلَى مَنْ لاَ مَوْلَى لَهُ أَرِثُ مَالَهُ وَأَفُكُّ عَانَهُ وَالْخَالُ مَوْلَى مَنْ لاَ مَوْلَى لَهُ يَرِثُ مَالَهُ وَيَفُكُّ عَانَهُ. (رواه أبوداود، ٢٩٠٠)

''مقدام بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: میں ہر مومن کی جان سے زیادہ اس کا حقدار ہوں۔ پس جس نے قرض چھوڑا یا کمزور ناتواں افراد چھوڑے تو ان کی ذمہ داری میرے اوپر ہے۔ اور جس نے مال چھوڑا تو وہ اس کے ورثا کا ہے۔ اور میں اس کا مولیٰ (وارث) ہوں جس کا کوئی مولیٰ (وارث) نہیں ہے۔ میں اس کے مال کا وارث ہوں۔ اور اس کو جرم کی گرفت سے خلاصی دلاؤں گا۔ اور ماموں وارث ہے اس کا جس کا کوئی وارث نہ ہو۔ اور اس کو جرم کی پاداش سے خلاصی دلائے گا۔'' (ابوداؤد)

٥١٥٣۔ عَنِ الْمِقْدَامِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَرَكَ كَلًّا فَإِلَيَّ وَرُبَّمَا قَالَ إِلَى اللّٰهِ وَإِلَى رَسُوْلِهِ وَمَنْ تَرَكَ مَالاً فَلِوَرَثَتِهِ

''سیدنا مقدام بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جس نے کوئی بوجھ چھوڑا تو وہ میرے ذمہ ہے۔ اور جس نے مال چھوڑا تو وہ اس کے ورثا کا ہے۔ اور میں وارث ہوں اس کا

(٥١٥٢) ابوداؤد: ٢٩٠٠۔ حسن، صحیح: ٢٥٢٠۔ ابن ماجه: ٢٧٣٨۔ احمد: ١٦٧٤٨.

(٥١٥٣) ابوداؤد: ٢٨٩٩۔ حسن صحیح، البانی: ٢٥١٩۔ ابن ماجه: ٢٧٣٨۔ احمد: ١٦٧٤٨.

وَأَنَــا وَارِثُ مَــنْ لاَ وَارِثَ لَــهُ أَعْـقِلُ لَـهُ وَأَرِثُهُ. (رواه أبوداود، ٢٨٩٩)

جس کا کوئی وارث نہ ہو، میں اس کی طرف سے دیت بھی ادا کرونگا اور اس کا وارث بھی ہونگا۔'' (ابوداؤد)

٥١٥٤ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّ عِنْدِي مِيْرَاثُ رَجُلٍ مِنَ الاَزْدِ وَلَسْتُ أَجِدُ اَزْدِيًّا أَدْفَعُهُ إِلَيْهِ قَالَ أَذْهَبْ فَالْتَمِسْ أَزْدِيًّا حَوْلًا قَالَ فَأَتَاهُ بَعْدَ الْحَوْلِ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَمْ أَجِدْ اَزْدِيًّا أَدْفَعُهُ إِلَيْهِ قَالَ فَانْطَلِقْ فَانْظُرْ أَوَّلَ خُزَاعِيٍّ تَلْقَاهُ فَادْفَعْهُ إِلَيْهِ فَلَمَّا وَلَّي قَالَ عَلَيَّ الرَّجُلُ فَلَمَّا جَاءَهُ قَالَ انْظُرْ كُبْرَ خُزَاعَةَ فَادْفَعْهُ إِلَيْهِ. (رواه أبوداود، ٢٩٠٣)

''سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا۔اور اس نے کہا: میرے پاس بنو ازد کے ایک مرد کا متروکہ مال ہے۔اور مجھے کوئی ازد قبیلے کا آدمی نہیں مل سکا جس کو وہ مال دے دوں۔فرمایا: جا کر کوئی ازدی تلاش کر اور اس کو مال دے دے۔ وہ آدمی گیا اور ایک سال اس نے تلاش کیا تو اس کو کوئی ازد قوم کا آدمی نہ ملا۔ وہ کہتا ہے: میں سال بعد پھر حاضر ہوا، اور میں نے کہا: کوئی ازد قوم کا فرد مجھے نہیں ملا جس کو میں مال دے دیتا۔فرمایا: جا کر دیکھ جو پہلا فرد بنو خزاعہ کا ملاقات کرے اس کو دے دے۔ جب وہ جا رہا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس شخص کو میرے پاس واپس لاؤ۔ وہ آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: بنو خزاعہ کا بڑا بوڑھا مرد دیکھ کر اس کو دے دے۔'' (ابوداؤد)

٥١٥٥ـ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ مَاتَ رَجُلٌ مِنْ خُزَاعَةَ فَأُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِمِيْرَاثِهِ فَقَالَ الْتَمِسُوْا لَهُ وَارِثًا أَوْذَارَحِمٍ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُ وَارِثًا وَلاَ ذَارَحِمٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَعْطُوْهُ الْكُبْرَ مِنْ خُزَاعَةَ. (رواه أبوداود، ٢٩٠٢)

''سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنو خزاعہ کا ایک مرد فوت ہو گیا۔ اس کا متروکہ مال آنحضرت ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا وارث تلاش کرو یا ذی رحم تلاش کرو۔ تو ان کو نہ تو اس کا کوئی وارث ملا اور نہ ذی رحم ملا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بنو خزاعہ کا جو عمر رسیدہ (بڑا) ہو اس کو دے دو۔'' (ابوداؤد)

٥١٥٦ـ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ مَوْلَى لِلنَّبِيِّ ﷺ مَاتَ وَتَرَكَ شَيْئاً وَلَمْ يَدَعْ وَلَداً وَلاَ حَمِيْماً فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَعْطُوْا مِيْرَاثَهُ رَجُلاً مِنْ أَهْلِ قَرْيَتِهِ. (رواه أبوداود، ٢٩٠٢)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک آزاد کردہ غلام (مولیٰ) فوت ہوا۔ اور اس نے کچھ مال چھوڑا۔ مگر نہ کوئی دوست چھوڑا۔ اور نہ اولاد چھوڑی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کا مال اس کی بستی کے کسی فرد کو دے دو۔'' (ابوداؤد)

(٥١٥٤) ابوداؤد: ٢٩٠٣ـ ضعيف، البانى: ٦٢٠ـ احمد: ٢٢٤٣٥.

(٥١٥٥) ابوداؤد: ٢٩٠٤ـ ضعيف، البانى: ٦٢١ـ احمد: ٢٢٤٣٥.

(٥١٥٦) ابوداؤد: ٢٩٠٢ـ صحيح، البانى: ٢٥٢٢ـ ترمذى: ٢١٠٥ـ ابن ماجه: ٢٧٣٣ـ احمد: ٢٤٨٩٢.

٥١٥٧ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلاً مَاتَ وَلَمْ يَدَعْ وَارِثاً إِلاَّ غُلاَماً لَهُ كَانَ أَعْتَقَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلْ لَهُ أَحَدٌ قَالُوْا لاَ إِلاَّ غُلاَمًا لَهُ كَانَ أَعْتَقَهُ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِيْرَاثَهُ لَهُ. (رواه أبوداود، ٢٩٠٥)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی فوت ہوا اور کوئی وارث نہ چھوڑا۔ اس کا ایک غلام تھا جس کو اس نے آزاد کیا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی میراث اس کے اس آزاد کردہ غلام کو دے دی۔'' (ابوداؤد)

٥١٥٨ـ عَنْ تَمِيْمِ الدَّارِيِّ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ يَزِيْدُ إِنَّ تَمِيْمًا قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَاالسُّنَّةُ فِي الرَّجُلِ يُسْلِمُ عَلَى يَدِىْ الرَّجُلِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَالَ هُوَأَوْلَى النَّاسِ بِمَحْيَاهُ وَمَمَاتِهِ. (رواه أبوداود، ٢٩١٨)

''سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! اس آدمی کے متعلق سنت طریقہ کیا ہے جس نے مسلمانوں میں سے ایک شخص کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ اس کی زندگی اور موت میں تمام لوگوں سے زیادہ حق دار ہے۔'' (ابوداؤد)

٥١٥٩ـــ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ، رَفَعَهُ: مَنْ أَسْلَمَ عَلٰى يَدَيْهِ رَجُلٌ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ (رواه الطبراني في الكبير بلين)

''سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں: کہ وہ مسلمان جس کے ہاتھ کوئی مرد اسلام قبول کرتا ہے تو اس کے لیے جنت واجب ہے۔'' (الکبیر، سند کمزور)

٥١٦٠ـــ عَنْ عُمَرَ قَالَ: اللَّقِيْطُ حُرٌّ وَمِيْرَاثُهُ لِبَيْتِ الْمَالِ، وَكَذَا السَّائِبَةُ حُرٌّ وَمِيْرَاثُهُ لِبَيْتِ الْمَالِ (رواه رزين).

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے: جو بچہ گرا پڑا ہو وہ آزاد ہے۔ اس کا مالِ میراث بیت المال کا ہے۔ اسی طرح وہ جو آزاد چھوڑا ہوا ہو وہ بھی آزاد ہے۔ اور اس کی میراث بیت المال کے لیے ہے۔'' (رزین)

شرح:......ثابت ہوا آزادی کی نسبت اس کے لیے ہے جو آزاد کرتا ہے۔

۲۔ یہ بھی ثابت ہوا ولاء (آزاد کردہ غلام) کا ترکہ ورثہ ضرور بنتا ہے لیکن یہ ذوالفروض میں ورثہ کی تقسیم کی مانند نہیں ہوتا بلکہ سب سے قریبی عصبہ کا حصہ ہوتا ہے۔ یہ عام میراث کی مانند تقسیم نہیں ہوتا۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ آزاد شدہ غلام اگر فوت ہو جائے تو اس کی وراثت کا حق دار وہی ہے جو اسے آزاد کرنے والا ہوگا۔ بشرطیکہ اس کا فرض حصہ لینے والا اور کوئی نہ ہوں۔ غلام کے بھائی وغیرہ نہیں وارث ہوں گے۔ یہاں

(٥١٥٧) ابوداؤد: ٢٩٠٥ـ ضعيف، البانى: ٦٢٢ـ ترمذى: ٢١٠٦ـ ابن ماجه: ٢٧٤١ـ احمد: ٣٣٥٩.

(٥١٥٨) ابوداؤد: ٢٩١٨ـ حسن صحيح، البانى: ٢٥٣٢ـ ترمذى: ٢١١٢ـ ابن ماجه: ٢٧٥٢ـ احمد: ١٦٥٠٠ـ دارمى: ٣٠٣٣.

(٥١٥٩) طبرانى كبير، طبرانى اوسط، طبرانى صغير، وفيه محمد بن معاوية النيساپورى وثقه احمد وضعفه اكثر الناس، قال يحي بن معين كذاب، هيثمى: ٣٣٦.

(٥١٦٠) رزين.

نسبی نہیں ولائی ترتیب ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر کوئی وارث نہ ہو بس میت کا آزاد کردہ غلام ہی وارث ہو تو وہ اس کا مال لے گا۔

اور جو یہ کہا گیا ہے کہ جس کے ہاتھ پر کوئی شخص مسلمان ہوا وہ شخص اس کی زندگی اور موت کا زیادہ حق دار ہے اس کا مطلب وراثت نہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اس کے ایثار، نیکی اور صلہ رحمی وغیرہ کا زیادہ حق دار ہے۔ (عون المعبود: ۳/۸۷)

یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ جس کا کوئی وارث نہیں تھا اس کی بستی کے آدمی کو اس کا وارث قرار دیا گیا تھا۔ اصل بات یہ تھی کہ یہ بیت المال میں جمع ہوا تھا۔ کیونکہ جس کا کوئی وارث نہ ہو اس کا مال بیت المال میں جاتا ہے۔ آگے پھر اس کا بستی کا آدمی زیادہ مستحق تھا اس پر خرچ کر دیا۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/۳۹۴)

٥١٦١ــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا تَـقْتَسِمُ وَرَثَتِي دِيْنَارًا مَا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَـائِـي وَمُؤْنَةِ عَامِلِي فَهُوَ صَدَقَةٌ. (رواه أبوداود، ٢٩٧٤)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے وارث دینار وغیرہ تقسیم نہیں کریں گے۔ جو چیز میں چھوڑ جاؤں وہ میری ازواج مطہرات کے نفقہ سے اور میرے عمال کے اخراجات سے جو بچ رہے وہ صدقہ ہے۔'' (ابوداود)

٥١٦٢ــ عَـنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ فَـاطِـمَةَ عَـلَيْهَا السَّلَامُ ابْنَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَـأَلَـتْ اَبَـابَـكْرِ الصِّدِّيْقَ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَـقْسِـمَ لَهَـا مِيْـرَاثَهَـا مِمَّا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهَا أَبُـوْبَـكْرٍ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ لَا نُوْرَثُ مَاتَرَكْنَا صَدَقَةٌ فَغَضِبَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَهَجَرَتْ اَبَابَكْرٍ فَلَمْ تَزَلْ مُهَاجِرَتَهُ حَتّٰـى تُوُفِّيَتْ وَعَاشَتْ بَعْدَرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سِتَّةَ أَشْهُـرٍ قَـالَـتْ وَكَـانَـتْ فَاطِمَةُ تَسْأَلُ

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ اس کی میراث تقسیم کر دیں اس چیز میں سے جو رسول ﷺ نے چھوڑی ہے۔ اس مال میں سے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر مال فَے عنایت کیا ہے۔ تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہماری میراث تقسیم نہ کی جائے گی جو کچھ ہم چھوڑ کر جائینگے وہ صدقہ ہوگا۔ پس سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غصہ آ گیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ سے اس نے کلام کرنا ترک کر دیا۔ پھر اسی طرح رہیں یہاں تک کہ وفات پا گئیں۔ اور وہ رسول اللہ ﷺ کے بعد چند رات کم چھ ماہ زندہ رہیں۔ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کرتی تھیں کہ اس کا حصہ

(٥١٦١) ابوداؤد: ٢٩٧٤۔ صحیح، البانی: ٢٥٧٦۔ بخاری: ٦٧٢٩۔ مسلم: ١٧٦١۔ احمد: ٢٧٢٣٨۔ مؤطا: ١٨٧١.
(٥١٦٢) بخاری: ٣٠٩٣۔ مسلم: ١٧٥٩۔ نسائی: ٤١٤١۔ ابوداؤد: ٢٩٦٨۔ احمد: ٢٥٧٢٨۔ مؤطا: ١٨٧٠.

اَبَـا بَـكْـرٍ نَصِيْبَهَا مِمَّا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِـنْ خَيْبَـرَ وَفَـدَكٍ وَصَـدَقَتَهُ بِالْمَدِيْنَةِ فَأَبٰي اَبُـوْبَكْرٍ عَلَيْهَا ذٰلِكَ وَقَالَ لَسْتُ تَارِكاً شَيْئاً كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعْمَلُ بِهِ إِلاَّ عَمِلْتُ بِهِ فَـإِنِّـي أَخْشَـى إِنْ تَـرَكْتُ شَيْئاً مِنْ أَمْرِهِ أَنْ أَزِيْـغَ فَـأَمَّـا صَـدَقَتُهُ بِالْمَدِيْنَةِ فَدَفَعَهاَ عُمَرُ إِلَـى عَـلِـيٍّ وَعَبَّـاسٍ وَأَمَـا خَيْبَـرُ وَفَدَكٌ فَـأَمْسَـكَهَـا عُـمَرُ وَقَالَ هُمَا صَدَقَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَـانَتَـا لِحُقُوْقِهِ الَّتِي تَعْرُوْهُ وَنَوَائِبِهِ وَأَمْرُهُمَا إِلَى مَنْ وَلِيَ الأَمْرَ قَالَ فَهُمَا عَلٰى ذٰلِكَ إِلَى الْيَوْمِ . (رواه البخاري، ٣٠٩٣)

تقسیم کر کے دے دیں اس مال سے جو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو مال غنیمت دیا تھا خیبر، فدک اور مدینہ سے۔ تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس میں سے کوئی چیز تقسیم نہیں کروں گا اور نہ ترک کروں گا، وہ کام جو رسول اللہ ﷺ اس مال سے انجام دیتے تھے۔ مجھے یہ خوف ہے کہ اگر میں اس میں سے کچھ ترک کروں گا تو میں راہِ راست سے ہٹ جاؤں گا۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا ہی کیا۔ البتہ مدینہ کے اموال سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کو دے دیے اور خیبر اور فدک اپنے زیر تسلط رکھا تھا۔ اور کہا: یہ رسول اللہ ﷺ کا صدقہ ہے آپ ﷺ اپنے حقوق ادا کرنے میں اس کو صرف کرتے، اور پیش آمدہ ضروریات پوری فرماتے تھے۔ یہ دو صدقے اس شخص کی تحویل میں رہیں گے جو خلافت پر متمکن ہو گا۔ پس وہ دونوں آج تک ایسے ہی چلے آتے ہیں۔'' (بخاری)

٥١٦٣ــ وَفِي رِوَايَةٍ: فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ رضي الله عنه إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ لاَ نُـوْرَثُ مَـاتَرَكْنَـا صَدَقَةٌ وَإِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ فِي هٰذَا الْمَالِ ﴿يَـعْـنِـي مَـالَ اللّٰهِ﴾ لَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَزِيْدُوْا عَلَى الْمَأْكَلِ . (رواه أبوداود، ٢٩٦٨)

''ایک روایت میں ہے: سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: ہماری وراثت نہیں جو ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہو گا۔ اور تحقیق آل محمد ﷺ اس مال سے کھائیں گے۔ یعنی اللہ کے مال سے اور کھانے کے علاوہ مزید ان کے لیے مال نہیں ہوگا۔'' (ابوداود)

٥١٦٤ـ عَـنْ أَبِـي الـطُّفَيْلِ قَـالَ جَـاءَتْ فَـاطِمَةُ رضي الله عنها إِلٰـى أَبِـيْ بَكْرٍ رضي الله عنه تَـطْلُبُ مِيْرَاثَهَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ رضي الله عنه

''ابو طفیل نے کہا: سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آ کر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اپنے والد محترم کی میراث کا مطالبہ کیا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول ﷺ سے سنا ہے۔ تحقیق

(٥١٦٣) ابوداؤد: ٢٩٦٨ـ صحيح، البانی: ٢٥٧٢ـ بخاری: ٦٧٣٠ـ مسلم: ١٧٥٩ـ نسائی: ٤١٤١ـ احمد: ٢٥٧٢٨ـ مؤطا: ١٨٧٠.

(٥١٦٤) ابوداؤد: ٢٩٧٣ـ حسن، البانی: ٢٥٧٥ـ احمد: ١٠.

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ إِذَا أَطْعَمَ نَبِيًّا طُعْمَةً فَهِيَ لِلَّذِي يَقُوْمُ مِنْ بَعْدِهِ. (رواه أبوداود'۲۹۷۳)

اللہ تعالیٰ جب اپنے نبی کو بطور خوراک کچھ عنایت کرتا ہے تو نبی کے بعد وہ چیز اس کے لیے ہے جو نبی کا خلیفہ ہوگا۔'' (ابوداؤد)

٥١٦٥۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ حِيْنَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَرَدْنَ أَنْ يَبْعَثْنَ عُثْمَانَ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ يَسْأَلْنَهُ مِيْرَاثَهُنَّ فَقَالَتْ عَائِشَةُ اَلَيْسَ قَدْقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاَنُوْرَثُ مَاتَرَكْنَا صَدَقَةٌ. (رواه البخاري، ٦٧٣٠)

''سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ ﷺ کی ازواج نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ کرنے کا ارادہ کیا۔ وہ آپ ﷺ کی میراث کا مطالبہ کرنا چاہتی تھیں۔ پس سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے نہیں فرمایا کہ ہماری میراث نہیں ہے جو ہم نے چھوڑا وہ صدقہ ہے۔'' (بخاری)

٥١٦٦۔ وَفِي رِوَايَةٍ: قُلْتُ اَلاَ تَتَّقِيْنَ اللّٰهَ اَلَمْ تَسْمَعْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لاَنُوْرَثُ مَا تَرَكْنَافَهُوَ صَدَقَةٌ وَإِنَّمَا هٰذَا الْمَالُ لِاٰلِ مُحَمَّدٍ لِنَائِبَتِهِمْ وَلِضَيْفِهِمْ فَإِذَا مُتُّ فَهُوَ إِلٰى وَلِيِّ الأَمْرِ مِنْ بَعْدِيْ. (رواه أبوداود، ٢٩٧٦)

''ایک روایت میں ہے: میں نے کہا: کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتیں؟ کیا تم نے سنا نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہماری میراث نہیں ہم جو چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوگا۔ اور یہ مال آلِ محمد ﷺ کے پاس ان کی ضروریات اور ان کے مہمانوں کے لیے ہے۔ اور جب میں فوت ہوں گا تو یہ اس کا ہے جو میرے بعد حاکم و امیر ہوگا۔'' (ابوداؤد)

٥١٦٧۔ عَنْ عَمْرِوبْنِ الْحَارِثِ قَالَ مَاتَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دِيْنَارًا وَلاَ دِرْهَماً وَلاَ عَبْداً وَلاَ أَمَةً إِلَّا بَغْلَتُهُ الْبَيْضَاءُ الَّتِي كَانَ يَرْكَبُهَا وَسِلاَحُهُ وَأَرْضاً جَعَلَهَا لِابْنِ السَّبِيْلِ صَدَقَةً. (رواه البخاري، ٤٤٦١)

''عمرو بن الحارث الخزاعی سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نہ دینار چھوڑا، نہ درہم چھوڑا، نہ کوئی غلام چھوڑا، اور نہ کوئی باندی چھوڑی، اور نہ دوسری کوئی چیز چھوڑی۔ صرف ایک سفید خچر جس پر آپ ﷺ سوار ہوتے تھے۔ اور آپ ﷺ کے ہتھیار اور زمین تھی جو مسافروں پر صدقہ کر دی تھی۔'' (بخاری)

٥١٦٨۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَقَالَ لَهُ شَدَّادُ

''شداد بن معقل نے سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا

(٥١٦٥) بخاری: ٦٧٣٠۔ مسلم: ١٧٥٩۔ نسائی: ٤١٤١۔ ابوداؤد: ٢٩٦٨۔ احمد: ٢٥٧٢٨۔ مؤطا: ١٨٧٠۔

(٥١٦٦) ابوداؤد: ٢٩٧٦۔ صحيح، البانی: ٢٥٧٨۔ بخاری: ٦٧٣٠۔ مسلم: ١٧٥٩۔ نسائی: ٤١٤١۔ احمد: ٢٥٧٢٨۔ مؤطا: ١٨٧٠۔

(٥١٦٧) بخاری: ٤٤٦١۔ نسائی: ٣٥٩٦۔ احمد: ١٧٩٩٠۔

(٥١٦٨) بخاری: ٥٠١٩۔

بْـنُ مَـعْـقِلٍ أَتَرَكَ النَّبِيُّ ﷺ مِـنْ شَيْءٍ قَالَ مَاتَرَكَ إِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ . (رواه البخاری ' ۵۰۱۹)

نبی علیہ السلام کیا چھوڑ کر فوت ہوئے تو سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ نے کوئی چیز نہیں چھوڑی مگر وہ چیز جو دوتختیوں کے درمیان ہے۔(یعنی قرآنِ مجید)'' (البخاری)

شـــرح: ......ان احادیث سے ثابت ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کا ترکہ نہ تو بیویوں کے لیے وراثت بنا، اور نہ ہی اولاد کے لیے وراثت بنا۔

کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہمارا ترکہ وراثت نہیں صدقہ ہوتا ہے۔شیعہ یہاں تحریف کرتے ہوئے کہتے ہیں: مَاتَرَكْنَا صَدَقَةً کہ ہم نے صدقہ نہیں چھوڑا، یہ نبی ﷺ کی حدیث کی تحریف ہے۔صحیح یہ ہے کہ جو ہم نے چھوڑا ہے وہ ہمارا صدقہ کے طور پر صرف ہوگا، بطور وراثت تقسیم نہ ہوگا۔

بعض روایات میں آیا ہے: رسول اکرم ﷺ نے درہم ودینار ترکہ میں نہیں چھوڑے، قرآن پاک چھوڑا ہے۔

اور بعض میں آیا ہے، ہمارا ترکہ صدقہ ہے، ورثہ نہیں۔ بظاہر ٹکراؤ ہے۔

اس کا حل یہ ہے کہ جس میں آیا ہے ترکہ نہیں چھوڑا اس میں اس بات کی نفی ہے کہ جس طرح عام لوگ کثرت سے سونا اور چاندی چھوڑ کر جاتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے اس طرح مال نہیں چھوڑا بلکہ معمولی ہے، وہ بھی ورثہ نہیں صدقہ ہوگا۔اس میں بھی حکمت پوشیدہ ہے کہ آپ ﷺ نے ڈھیروں مال نہیں چھوڑا جو تھوڑا بہت ترکہ ہے وہ بھی صدقہ ہے۔ کیونکہ وراثت کی وجہ سے وارث بننے والا جس کا وارث بنتا ہے اس کی موت کا آرزومند ہو جاتا ہے۔ یہ وہم ہی پیدا نہ ہو۔ویسے بھی پیغمبر ﷺ امت کے لیے باپ کا مرتبہ رکھتے ہیں، جو ہے باپ کی مانند سب پر تقسیم کی اجازت دے دی۔

اور اگر مال کثرت سے ہوتا تو دنیا دار اعتراض کر سکتے تھے کہ امت کو زہد وتقویٰ کا درس دیا ہے خود مال جمع کیا ہے۔ جیسا کہ یورپ کے پادری وغیرہ کروڑوں کے مالک ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پیارے پیغمبر ﷺ کو اس اعتراض سے محفوظ رکھا ہے۔(فتح الباری:۱۳/ ۷)

۲۔ایک چیز یہ بھی وضاحت طلب ہے کہ سیدہ فاطمہ، سیدنا عباس اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم نے جب وراثت نبوی کا مطالبہ کیا تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ کا اپنا فرمان ہے کہ ہماری وراثت نہیں۔ ہمارا صدقہ ہے تو انہوں نے وفات تک ان سے بات نہ کی تھی، جبکہ نبی کریم ﷺ نے تین دن سے زیادہ ناراض رہنے اور ترک تعلق کرنے سے منع فرمایا ہے۔

اس کا جواب ابن حجر رحمہ اللہ نے یہ دیا ہے کہ بات نہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ اس مال وراثت کے بارے میں بات نہ کی تھی۔ یہ نہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بات نہ کی تھی کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے کہا تھا۔اب میں اس وراثت کے بارے میں بات نہیں کروں گی۔

امام شعبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: دوران بیماری سیدنا ابوبکر، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی تیمار داری کے لیے ان کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا: یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ آنے کی اجازت مانگتے ہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: آپ پسند کرتے ہیں کہ میں انہیں اجازت دوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں۔ تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اجازت دے دی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو رضا مند کر لیا۔

اس سے ثابت ہوا کہ پہلے ناراضگی تھی لیکن وفات سے قبل آپ رضی اللہ عنہا راضی ہو گئیں۔

زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس موقع پر ایک فطرتی انقباض سا ہوتا ہے۔ جو صلح کے بعد بھی قائم رہتا ہے وہ باقی رہا ہوگا اسے ناراضگی کہہ دیا گیا ہے۔

ایک اشکال اور ابھرتا ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حدیث سنائی تھی پھر انہوں نے غصہ کیوں رکھا۔

اصل بات یہ ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حدیث کا علم تھا، اس کا انکار نہیں کیا، ان کا یہ اجتہاد تھا کہ ہم اس سے مستثنیٰ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو باغ اور زمین صدقہ چھوڑی ہے اس میں ہم وارث قرار پاتے ہیں۔ یہ تاویل تھی جس کی بنا پر وہ معذور ہیں کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوئیں پھر بعد میں راضی ہو گئیں۔

۳۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے ترکہ کا مطالبہ نہ کیا تھا، صرف خیبر اور فدک سے وراثت کا مطالبہ کیا تھا۔

خیبر مدینہ منورہ سے تقریباً ڈیڑھ سو کلومیٹر شمال کی جانب علاقہ ہے، وہاں یہودی رہائش پذیر تھے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسے فتح کیا تو نصف پر ان سے مزارعت کی کہ کھیتی باڑی یا کھجوروں کی یہ دیکھ بھال کریں گے جو پھل حاصل ہوگا وہ نصف یہودی لیں گے اور نصف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوگا۔

اس نصف سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھریلو ضروریات اور دیگر حاجات پوری کرتے تھے۔

وہیں قریب فدک کا علاقہ تھا، جب خیبر فتح ہوا تو اس کے رہنے والوں نے بھی امان مانگی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بھی خیبر والوں کی مانند صلح کر لی تھی۔ اور اسے بھی ضروریات میں صرف کرتے تھے۔ دینی اور دنیاوی معاملات میں استعمال کرتے تھے۔

اور ایک مدینہ میں بنو نضیر کی کھجوریں تھیں یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص تھیں، یہ مال فئی میں آئی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا اکثر حصہ مہاجروں میں تقسیم کر دیا تھا اور جو باقی بنو فاطمہ کے ہاتھ میں تھا، اسے صدقہ کر دیا تھا۔

ان تینوں باتوں پر ۲۰۰ ہجری تک اسی طرح عمل ہوتا رہا جس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا، اس کے بعد اس کا معاملہ بدل گیا۔ (فتح الباری: ۶/ ۱۹۸ تا ۲۰۸)

٥١٦٩ــ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ صَنَعْتُ سَيْفِي عَلَى سَيْفِ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ وَزَعَمَ سَمُرَةُ أَنَّهُ صَنَعَ سَيْفَهُ عَلَى سَيْفِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ حَنَفِيًّا (للترمذی، ١٦٨٣)

''ابن سیرین رحمہ اللہ نے کہا: میں نے اپنی تلوار سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ کے نمونے پر تیار کرائی۔ اور سمرہ رضی اللہ عنہ کا گمان ہے کہ انھوں نے اپنی تلوار رسول اللہ ﷺ کی تلوار کے نمونے پر تیار کرائی ہے۔ اور وہ بنوحنیفہ کی تلواروں میں سے تھی۔'' (ترمذی)

٥١٧٠ــ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ وَلِوَاؤُهُ أَبْيَضُ . (رواه الترمذي، ١٦٧٩)

''سیدنا جابر سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کا جھنڈا مکہ میں داخل ہونے کے دن سفید تھا۔'' (ترمذی)

٥١٧١ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَتْ رَايَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَوْدَاءَ وَلِوَاؤُهُ أَبْيَضَ (رواه الترمذي، ١٦٨١)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ کا ''رایۃ'' (بڑا) جھنڈا سیاہ اور لِوٰی (چھوٹا) جھنڈا سفید تھا۔'' (ترمذی)

٥١٧٢ــ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ قَوْمِهِ عَنْ آخَرَ مِنْهُمْ قَالَ رَأَيْتُ رَايَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ صَفْرَاءَ . (رواه أبوداود، ٢٥٩٣)

''سماک رحمہ اللہ نے اپنی قوم کے ایک آدمی سے روایت کی جو ان کے خاندان کے کسی دوسرے فرد سے بیان کرتا ہے۔ انھوں نے کہا: کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا زرد دیکھا تھا۔'' (ابوداؤد)

٥١٧٣ــ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَتْ سَوْدَاءَ مُرَبَّعَةً مِنْ نَمِرَةٍ (للترمذي ١٦٨٠)

''سیدنا براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کا (رایہ) جھنڈا مربع شکل کا سیاہ رنگ دھاریوں والا تھا۔'' (ترمذی)

شرح: ...... رَایۃ جھنڈا ہے، یہ بڑا جھنڈا ہے اور لِواءُ اس سے چھوٹا جھنڈا ہے۔ لواء وہ جھنڈا ہے جو لشکر کا ایک حصہ لہراتا ہے۔ اور رایۃ وہ جھنڈا ہے جو پورے لشکر کے لیے ہو یعنی امیر لشکر جس حصہ میں ہے یہ اس پر لہراتا ہے، اس کے ساتھ ہی لشکر حرکت کرتا ہے۔

ان احادیث میں جو جھنڈوں کے مختلف رنگ بیان ہوئے ہیں، ان میں ٹکراؤ نہیں۔ یہ مختلف اوقات میں مختلف رنگوں کے مختلف تھے۔ (فتح الباری: ٦/١٢٦)

٥١٧٤ــ عَنْ عَاصِمٍ الأَحْوَلِ قَالَ رَأَيْتُ

''عاصم احول رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کا پیالہ

(٥١٦٩) ترمذی: ١٦٨٣۔ ضعیف، البانی: ٢٨٣۔ احمد: ١٩٧١٧.

(٥١٧٠) ترمذی: ١٦٧٩۔ حسن، البانی: ١٣٧٢۔ نسائی: ٢٨٦٦۔ ابوداؤد: ٢٥٩٢۔ ابن ماجه: ٢٨١٧.(٥١٧١) ترمذی: ١٦٨١۔ حسن، البانی: ١٣٧٤۔ ابن ماجه: ٢٨١٨.

(٥١٧٢) ابوداؤد: ٢٥٩٣۔ ضعیف، البانی: ٥٥٧.

(٥١٧٣) ترمذی: ١٦٨٠۔ صحیح، البانی: ١٣٧٣۔ دون قوله مربعة ابوداود: ٢٥٩١.

(٥١٧٤) بخاری: ٥٦٣٨۔ احمد: ١٣٣١٠.

قَدَحَ النَّبِيِّ ﷺ عِنْدَ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَدِ انْصَدَعَ فَسَلْسَلَهُ بِفِضَّةٍ قَالَ وَهُوَ قَدَحٌ جَيِّدٌ عَرِيْضٌ مِنْ نُضَارٍ قَالَ قَالَ أَنَسٌ لَقَدْ سَقَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي هٰذَا الْقَدَحِ أَكْثَرَ مِنْ كَذَا وَكَذَا وَقَالَ وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ إِنَّهُ كَانَ فِيْهِ حَلْقَةٌ مِنْ حَدِيْدٍ فَأَرَادَ أَنَسٌ أَنْ يَجْعَلَ مَكَانَهَا حَلْقَةً مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ فَقَالَ لَهُ أَبُوطَلْحَةَ لَا تُغَيِّرَنَّ شَيْئاً صَنَعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَتَرَكَهُ. (رواه البخاري، ٥٦٣٨)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے پاس دیکھا تھا، اور وہ ٹوٹا تھا، اور چاندی کے ساتھ اس کو باندھا گیا تھا۔ وہ نضار درخت کی لکڑی کا تھا۔ اور وہ چوڑا پیالہ تھا۔ (معمر نے کہا نضار مقام نجد میں ایک قسم کا درخت ہے۔) سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اس پیالے میں بیشمار بار رسول اللہ ﷺ کو مشروب پلایا ہے۔ ابن سیرین رحمہ اللہ نے کہا: میں نے وہ پیالہ دیکھا ہے۔ اس میں لوہے کا کڑا تھا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ اس کڑے کے بدلے اس میں چاندی یا سونے کا حلقہ (کڑا) لگا دے تو سیدنا ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا: کوئی چیز تبدیل نہ کر جو رسول اللہ ﷺ کی بنائی ہوئی ہے۔ پس انس رضی اللہ عنہ نے اسی حال پر چھوڑ دیا۔'' (البخاری)

٥١٧٥ـــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: قَالَ لِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ: أَلَا أُسْقِيْكَ فِي قَدْحٍ شَرِبَ فِيْهِ النَّبِيُّ ﷺ؟ فَاتَّبَعْتُهُ إِلَى بَيْتِهِ وَسَقَانِي فِي قَدَحٍ وَأَطْعَمَنِي فِيْهِ سَوِيْقاً فَقَالَ: صَلِّ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ فَقَدْ صَلَّى فِيْهِ ﷺ. (رواه رزين).

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں تجھے اس پیالے میں مشروب نہ پلاؤں جس میں نبی کریم ﷺ نے پیا ہے؟ تو میں ان کے پیچھے چلا، اور ان کے گھر گیا۔ اور انھوں نے اس پیالے میں مجھے مشروب پلایا اور اسی میں مجھے ستوں کھلائے اور انھوں نے کہا: اس جائے نماز میں نماز پڑھ اس میں نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھی ہے۔'' (رزین)

شرح: ......اس سے ثابت ہوا آپ ﷺ کے ترکہ میں یہ پیالہ بھی موجود تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسے بطور تبرک استعمال کرتے تھے۔ اور یہ صرف نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ہی خاص تھا، کسی دوسرے کا تبرک نہیں ہوسکتا۔

اور اس سے ایک غلط فہمی بھی دور ہوئی۔ وہ غلط فہمی یہ تھی کہ نبی ﷺ کے پیالہ کو استعمال کرنا بغیر اجازت میں شمار ہوتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے استعمال کر کے اس غلط فہمی کو دور کر دیا ہے۔ حتیٰ کہ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ پیالہ میں نے بصرہ میں دیکھا تھا اور اس میں پانی پیا تھا یہ آٹھ لاکھ درہم میں خریدا گیا تھا۔ یہ بہت عمدہ لکڑی سے بنا ہوا تھا۔ اس پیالہ کی چوڑائی کی بہ نسبت لمبائی زیادہ تھی۔

یہ بھی ثابت ہوا برتن ٹوٹ جائے تو اسے چاندی کی زنجیر سے باندھنا جائز ہے۔ (فتح الباری: ١٠/ ٩٩)

(٥١٧٥) رزين.

٥١٧٦ــــ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فِي حَائِطِنَا فَرَسٌ يُقَالُ لَهُ اللُّحَيْفُ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اللُّخَيْفُ. (رواه البخاري، ٢٨٥٥)

''سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہمارے باغ میں نبی کریم ﷺ کا لحیف نامی گھوڑا رہتا تھا امام بخاری نے کہا: بعض لوگ اسے لُخیف (خاء معجمہ کے ساتھ) پڑھتے ہیں۔(بخاری)

شــرح : ......اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ جانوروں کے نام رکھنا جائز ہے۔جس سے یہ دوسری اجناس سے ممتاز ہو جائیں۔

حضرت سعد بن سعد رضی اللہ عنہ کے پاس نبی اکرم ﷺ کے تین گھوڑے تھے ایک کا نام ظرب تھا: ایک کا نام لزاز تھا، ایک یہ تھا لخیف، اس کی دم لمبی ہونے کی وجہ سے اس کا یہ نام تھا۔

یہ گھوڑا آپ ﷺ کو ربیعہ بن ابو براء مالک بن عامر نے ہدیہ میں دیا تھا۔

اس سے ثابت ہوا یہ گھوڑا ابھی نبی اکرم ﷺ کے ترکہ میں تھا، مگر آپ کا ترکہ صدقہ ہونے کی وجہ سے ورثا میں تقسیم نہیں ہوا۔(فتح الباری:٦/ ٥٨)

(٥١٧٦) بخاری: ٢٨٥٥.